۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹

بایمائے نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی مرحوم

کتاب الفلاحت

جلد اوّل

مُؤلّفہ
علّامہ ابوزکریا یحییٰ بن محمد شبیلی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجمہ
مولوی سید محمد ہاشم ندوی،

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈہ طبع شد

۱۳۴۵ھ
۱۹۲۷ء

فہرستِ مضامین کتاب الفلاحت جلد اوّل

فہرست اسمائے علمائے فلاحت و بعض دیگر اسماء مذکورہ کتاب الفلاحۃ

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۱	ابراہیم بن محمد بن بصال،	۱۵	ابو النجم
۲	ابن ابی جواد،	۱۶	ابو حریرہ
۳	ابن ابی حزام	۱۷	ابو حنیفہ الدنیوری
۴	ابن ابی طالب	۱۸	ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن الفضل الاندلسی،
۵	ابن حزار	۱۹	ابو عبید،
۶	ابن الحرار	۲۰	ابو علی
۷	ابن الجزار	۲۱	ابو عمر احمد بن محمد بن حجاج،
۸	ابن حزم الاندلسی	۲۲	ابو سس
۹	ابن رضوان	۲۳	ابولیوس،
۱۰	ابن زبیر	۲۴	ابو جعفر محمد بن علی
۱۱	ابن زہرہ	۲۵	احمد بن ابی خالد،
۱۲	ابن شعیب المدائنی	۲۶	اخنوخ، انوخا،
۱۳	ابن ماسرجویہ احمد	۲۷	آدم،
۱۴	ابوالخیر اشبیلی،	۲۸	ارسطاطلیس

نمبر شمار	اسماء	نمبر شمار	اسما
۲۹	اسحاق بن سلیمان،	۴۷	بولعاس
۳۰	اسطورسیس،	۴۸	ثابت بن قرة
۳۱	الاصمعی،	۴۹	جاحظ
۳۲	افریقیایوس	۵۰	جالینوس
۳۳	افلیمون	۵۱	جر
۳۴	البغدادی	۵۲	حاج غرناطی،
۳۵	الخطیب ابوعمر بن حجاج	۵۳	حمایرہ
۳۶	الزہراوی،	۵۴	دونا
۳۷	امرؤ القیس،	۵۵	دیاسقوریدوس
۳۸	المہلب بن ابی صفرة	۵۶	دیاقراطیس
۳۹	انتولیس	۵۷	دیمواط
۴۰	انون	۵۸	رازی (شیخ محمد بن زکریا رازی)
۴۱	بارون	۵۹	سادحس
۴۲	بندون	۶۰	سادی
۴۳	برورانطوس	۶۱	سراعوس،
۴۴	بقراط المبیط	۶۲	سفانوس سنغانوس،
۴۵	بریقایوس	۶۳	مسلم بن جندب
۴۶	بورقسطوس	۶۴	سمانوس

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۶۵	سوردیون	۸۳	قیس بن عاصم
۶۶	سوریوس	۸۴	کبدی
۶۷	سیدآغوس	۸۵	کرمان
۶۸	شولون	۸۶	کسینوس
۶۹	صفریت (کسدانی)	۸۷	کسیوس
۷۰	طارطیوس	۸۸	کشاہم
۷۱	طامتری (کنعانی)	۸۹	کلبی
۷۲	طاهر	۹۰	لاقسطیوس
۷۳	طامیر	۹۱	لادن اسود
۷۴	طوراطیقوس	۹۲	ماسی سورنی (کسدانی)
۷۵	عتبہ بن ابی سفیان	۹۳	محمد بن سلام
۷۶	غریب بن سعید القرطبی	۹۴	محمد بن یعقوب بن حدام
۷۷	عمر بن معدیکرب	۹۵	مرسیال الطبیبی
۷۸	عمرو بن بحرالجاحظ	۹۶	مرسہنال
۷۹	غریب بن سعد	۹۷	مرعوطیس
۸۰	قسطوس قسطس،	۹۸	مردنی،
۸۱	قسطوس بن اشتل	۹۹	منہاریس
۸۲	قوثامی (کسدانی)	۱۰۰	مہراریس

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۱۰۱	موسال	۱۰۵	ینبوشاد
۱۰۲	موسیٰ بن نصر،	۱۰۶	بوقفصوص،
۱۰۳	نابیک،	۱۰۷	یونیوس،
۱۰۴	وزغ		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العظمۃ للہ

سپاسنامہ

اولوالعزم سلاطین کے وہی کارنامے صفحۂ تاریخ پر زرین حروف سے لکھے جاتے ہین جو ملک وقوم کی علمی، تمدنی، اقتصادی اور اخلاقیات کی اصلاح وترقی کے لیے انجام دیئے گئے ہون، آئندہ نسلون کے لیے بھی یہی چیزین ان کے اسلاف کی یادگار بنجاتی ہین، یہی ان کی منازلِ ترقی کی چراغ راہ اور مشعلِ ہدایت بنکر نظر آتی ہین اور انھین سے وہ میدانِ عمل مین سبقت لیجاتی ہین، مصر اور یونان، روم اور فارس، عرب وعجم کی ساری تاریخین ایسے ہی شاندار کارنامون سے لبریز ہین،

ہمارے خسروِ دکن اعلیٰ حضرت ظلِ سبحانی سلطان العلوم میر عثمان علی خان بہادر بالقابہ خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ، کے درخشان عہدِ ہمایون مین جو عظیم الشان ترقیان ملک کو نصیب ہوئی ہین، ان مین سے ہر ایک یا تو گذشتہ سلاطین اور فرمانروا ؤن کی یاد تازہ کررہی ہے، یا ہماری آئندہ نسلون کے لیے سرمایۂ حیات مہیا کررہی ہے علمی حیثیت سے جامعہ عثمانیہ، دارالترجمہ، دائرۃ المعارف اور دیگر مدارس اور مجالس علمیہ قدیم وجدید علوم کے احیا اور نشأۃ مین مصروف ہین، علمی، اقتصادی، اور عمرانی حیثیت سے ڈاکٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم،

مقدمۂ مترجم

زراعت کی ابتدائی تاریخ، زراعت اور کاشتکاری کی ابتدائی تاریخ کے متعلق جدید محققین کا عام خیال یہ ہے کہ جب انسان مین تہذیب اور تمدن کے دور کا آغاز ہوا تو اس نے آہستہ آہستہ اپنی ذہانت طبعی سے ضروریاتِ زندگی کا احساس کیا اور اس کے مہیا کرنے کی دھن مین لگ گیا، یہان تک کہ اس نے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے کاشتکاری کا طریقہ ایجاد کیا، ہسٹری آف ورلڈ مین چارلس بیل صاحب لکھتے ہین،

"زراعتی ترقی کی بابت اگر کسی کو غور کرنا ہے تو وہ ابتدائی زمانہ کے سکے اور اوزار، سامان اور دستکاری دیکھے تو وہ اس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ دنیا مین اوّل اوّل جنھون نے ضرورۃً قدرت کے مشاہدے سے سبق حاصل کرکے کاشتکاری کا کام شروع کیا ہوگا انھون نے ضرور ایک ٹیڑھی نوکدار لکڑی سے زمین کرید کر چند بیج بوئے ہون گے تاکہ انسانی خوراک حاصل کرین"

پھر یہی مورخ لکھتا ہے،

"ہل کی ایجاد کو ضرورت انسانی، ذہانت اور مادی ترقی کے بڑھنے کا آغاز سمجھنا چاہیے"

طبابت، عدالت، تعمیرات، آب پاشی، ریلوے، صنعت وحرفت، ترقیات عامہ، زراعت اور دوسرے شعبہائے حکومت جس حسن وخوبی کے ساتھ اپنے خدمات انجام دے رہے ہین وہ اعلیٰ حضرت کی بے نظیر علمی سرپرستی، تدبیر مملکت اور حکمت عملی کا بہترین ثبوت ہین، زراعت کا جو اہم کام اس وقت ممالک محروسہ سرکار عالی مین انجام پا رہا ہے، وہ سلطنت کے شایانِ شان ہے، مختلف مقامات مین آب پاشی کے لیے نہرون اور تالابون کی تیاری جس سرعت کے ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر گرانقدر مصارف سے ہو رہی ہے اس سے قوی توقع ہے کہ سلطنتِ آصفیہ کی زراعتی اور اقتصادی ترقی بہت جلد حیرت انگیز طور پر دوسرے ممالک کے دوش بدوش پہنچ جائے گی، ان ہی مفید اغراض کو مدنظر رکھکر اعلیٰ حضرت نے کتاب الفلاحۃ ایسی نادر اور مفید کتاب کے مصارف طبع وترجمہ کی عرضداشت کو شرفِ قبول بخشا جس سے نہ صرف دکن بلکہ تمام سرزمینِ ہند پر ایک ایسا عظیم الشان احسان فرمایا جس سے آئندہ نسلین اس علمی چشمۂ فیض سے ہمیشہ سیراب ہوتی رہین گی،

اسلئے بندۂ ناچیز اعلیٰ حضرت سلطان العلوم شہریار دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کی بارگاہ جہان پناہ مین تمام ملک وقوم کی جانب سے یہ مودبانہ سپاسنامہ پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایسی علم پرور اور رعایا نواز ذات اقدس کا سایہ تمام عالم پر تا ابد پرتوفگن رہے،

الٰہی بر سپہرِ اقبال آفتاب عمر و دولت شاہانہ دائما تابان درخشان باد

خاکسار

سیّد ہاشم ندوی،

ماڈرن انسائیکلوپیڈیا میں ہے،

"یہ فن دوسرے فنون کا سرچشمہ مانا جاتا ہے اور یہ تمام ممالک میں ابتدائی تہذیب اور تمدن سے رائج ہے۔"

لیکن قدیم محققین کا یہ خیال ہے کہ زراعت کی ابتدا، اسی وقت ہوئی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں نسل انسانی کے اضافہ اور اسکی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجے گئے، کیونکہ ان کو دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلی چیز ضروریاتِ انسانی میں سے غذا کا مہیا کرنا تھا، مصنف کتاب الفلاحۃ اپنے مقدمہ میں لکھتا ہے،

"یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے خدا تعالی کے حکم سے اور اسکی تعلیم سے زراعت شروع کی، اس کے بعد شیث بن آدمؑ اور حضرت ادریس علیہما السلام نے زراعت کی، اس عرصہ میں طوفانِ نوحؑ آیا، جو لوگ کشتیِ نوحؑ پر سوار تھے جب وہ باہر نکلے تو ان کو کسی چیز کا علم نہ تھا، حضرت ادریس علیہ السلام نے ان کو زراعت کا طریقہ بتایا۔"

قدیم اور جدید محققین میں صرف نقطۂ نظر کا اختلاف ہے، جدید طبقہ چونکہ ہر چیز کے علل و اسباب کی جستجو میں رہتا ہے، اسلیے وہ تدریجاً انسان کی ترقی کو تسلیم کرتا ہے اور اسکی تمدنی اور معاشرتی ترقی کے مختلف دور مانتا ہے، لیکن قدیم طبقہ انسان کی ان تمام ترقیوں کی ابتدا، کو الہامی تصور کرتا ہے، اور اس کا خیال ہے کہ یہ سب چیزیں جو بعد میں انسان کی تہذیب اور تمدن کے نام سے موسوم ہوئی ہیں، انکا آغاز انبیاءؑ اور صلحاءؒ کے ہاتھوں سے ہوا، ورنہ انسان دراصل وحشی اور جاہل تھا، اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں دیگر مخلوقات کا محتاج تھا، اس کو اپنے گرد و پیش کی چیزوں کا کیا علم تھا جو وہ نجوم، ہیئت

حکمت و فلسفہ، فلاحت اور مساحت کے مسائل پر غور کرتا، مفتاح السعادۃ علوم کی تاریخ میں ایک مستند کتاب ہے، اس میں لکھا ہے،

جاننا چاہئے کہ علوم حکمت نظریہ کے سرچشمہ اور ان کے استاد کل حضرت ادریس علیہ السلام ہیں، خدا نے آپ کو نبوت اور حکمت اور نجوم کا علم عطا فرمایا، اور ان پر تیس صحیفے نازل کئے، سنون کی گنتی اور حساب سکھایا، اور بہت سی زبانیں سکھائیں حتی کہ وہ اپنے زمانہ کی بہتر زبانوں میں لوگوں سے گفتگو کرتے تھے،

واعلم ان منبع علوم الحکمة النظریة واستاذ الکل فیها ادریس النبی علیه السلام اتاه الله النبوة والحکمة وعلم النجوم وانزل علیه ثلاثین صحیفة وافهمه عدد السنین والحساب وعلمه الله تعالی الالسنة حتی تکلم الناس فی زمنه باثنین وسبعین لسانا

بقراط اور جالینوس کی علم طب کے متعلق بھی یہی رائے ہے کہ یہ الہامی علم ہے[1]، کیونکہ ابتداءً نہ تو نباتات کا علم تھا اور نہ لوگ اس سے علاج کرنا جانتے تھے، بلکہ الہامی طریقہ پر بعض انبیاءؑ یا مقدس ہستیوں کو یہ چیزیں بتائی گئیں، یہی خیال قدیم علمائے فلاحت کا زراعت کے متعلق ہے،

علم فلاحت کی تدوین | یہ تو اس کی ابتدائی تاریخ کے متعلق بحث تھی، لیکن زراعت نے دراصل اس وقت علمی جامہ پہنا جب کہ مصر اور یونان میں علوم اور معارف کا زور شور تھا، ان دونوں ملکوں کے باشندوں نے اس فن پر کافی توجہ کی اور اپنی اپنی زبانوں میں ضخیم کتابیں لکھیں، قوثامی جو ایک مشہور عالم فلاحت گذرا ہے اور ابن ندیم[2] نے جسکے متعلق یہ لکھا ہے کہ یونانی اس کو نبی سمجھتے تھے، اس نے اس فن پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے، جو فلاحت نبطیہ کے نام سے مشہور ہوئی، قوثامی کے علاوہ دیمقراطیس، مہراریس

[1] کشف الظنون علم طب، [2] فہرست ابن ندیم،

وغیرہ نے بھی کتابین لکھی ہین اوران تمام نے ذاتی تجربات کے بعد اپنے اقوال کو ملک کے سامنے پیش کیا، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا اور ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین قدیم فلاحت مصر و یونان پر جو مختصر مضمون لکھا ہے گو اس سے قدیم علم فلاحت کی ترقی پر کوئی زیادہ روشنی نہین پڑتی، لیکن تاریخی حیثیت سے چونکہ اس کا ثبوت ملتا ہے، اس لیے اس کا اقتباس لکھا جاتا ہے،

ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین ہے،

"زراعت زمین کی کاشتکاری کا نام ہے خصوصًا وہ کاشتکاری جو ہل سے کھیت کو جوت کر کیجاتی ہے اور جسکی غایت انسان اور جانور کے لیے دانے اور دوسرے قسم کے غلّے کی پیداوار ہے، اس فن مین زمین کی اصلاح اور تعمیر بھی شامل ہے، اس مین بیج کا بونا، پودون کا جمانا، غلون کو اوسانا یہ سب کرنا پڑتا ہے نیز مویشی اور دوسرے جانورون کی نگہداشت بھی کرنی پڑتی ہے، ہمارے پاس اس کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہین ہے، کہ مصر، مقدونیہ اور چین وغیرہ مین اس فن کو کامیابی کے ساتھ کب عملی جامہ پہنایا گیا، قدیم یونانیون کے پاس زراعت کے آلات یا تو بہت ہی کم تھے یا بالکل سادہ ہوتے تھے، ہیسوائیڈ ( ) نے شہ قبل مسیح مین زراعت پر ایک نظم لکھی ہے، اس مین اس نے بیان کیا ہے کہ اگلے زمانہ مین ہل کے تین حصے ہوا کرتے تھے، زمین کو تین مرتبہ جوتا جاتا تھا، ایک موسم خزان مین، دوسرے موسم بہار مین اور تیسری مرتبہ بیج بونے سے کچھ ہی قبل جوتا جاتا تھا، کھاد بھی استعمال کیجاتی تھی اور مٹی کے ساتھ ریت ملائی جاتی تھی، اور بیج ہاتھ سے بویا جاتا تھا، اناج درانتی سے کاٹا جاتا تھا اور گٹھون مین باندھ کر کھلیان مین رکھا جاتا تھا اور اس کو بیلون سے پامال کرا کے ہوا مین

اوسایا جاتا تھا، اور پھر غلون کو کوٹھیون مین رکھا جاتا تھا بوقت ضرورت کام مین لایا جاتا تھا"

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مین یہ لکھا ہے،

"مصر کی قدیم یادگارون سے ہمین قدیم زراعت کے ابتدائی معلومات حاصل ہوتے ہین، مصر بہ عہد فراعنہ ایک ایسا ملک تھا جہان بڑی بڑی ریاستین یا زمینداریان تھین، ان ریاستون مین رعایا یا غلام یا مزدور کاشتکاری کیا کرتے تھے اور یہ سب کے سب ایک مکھیا یا سردار کے ماتحت رہتے تھے، مصر کی زرخیزی دریائے نیل کی وجہ سے تھی، پانی ساحلی زمینون کو سیراب کرتا ہوا وادی نیل کے دور دراز مقامات مین نالون کے ذریعہ سے پہنچتا تھا، خزان مین جب دریا کے اُتار کا زمانہ ہوتا تھا تو بیلون کو لکڑی کے ڈنڈون مین جو ہل کی شکل کے ہوتے تھے، جوت کر زمین پر چلایا جاتا تھا تاکہ زمین درست ہو جائے، بڑے بڑے ڈھیلون کو بعد مین لکڑی کے کندون یا پھاوڑون سے توڑ کر ہاتھ سے برابر کر دیا جاتا تھا، اس کے بعد بیج بو دیئے جاتے تھے، اسکی ترکیب یہ تھی کہ زمین مین بیج چھڑک کر بھیڑون کو کھیت مین ہانک دیا جاتا تھا، تاکہ وہ اپنے پیرون سے زمین کو الٹ پلٹ دین، اور بیج چھپ جائین، غلہ کی تیاری کے بعد اس کو ڈنٹھل سمیت کاٹ لیا جاتا تھا اور کھلیان مین جمع کر دیا جاتا تھا، پھر بیلون کو چلا کر گاہا جاتا تھا، اوسانے کا کام عورتین کرتی تھین جو غلہ کو کسی لکڑی کے تختہ پر رکھکر ہوا کے رخ پر ہلاتی تھین جسنے بھوسہ ہوا مین اڑ جاتا تھا اور غلہ زمین پر گر جاتا تھا، گیہون اور جو غلہ کی خاص قسم تھی، باجرہ کی کاشت بھی ہوتی تھی، مٹر، ماش، مونگ، مسور، ارہر اور ترکاریون مین سے شیم اور لوبیا وغیرہ اور دوسرے نباتات اور سبزیان بھی بکثرت ہوتی تھین، بیلون کی بہت قدر کیجاتی تھی، اور ان کی نسل کی نہایت ہوشیاری سے نگہداشت کیجاتی تھی، قاز اور بطین بھی

پائی جاتی تھین،"

"یونان مین کاشتکاری یا زراعت کا قدیم ترین دستور دریا کی نزدیکی اور زمین کی تری پر موقوف تھا، قدیم زراعت مین کسی قدر ترقی اس وجہ سے ہوئی کہ یونان اور روم کے کاشتکار زمین کی زرخیزی کو قدرت پر چھوڑ دینے کے عادی نہ تھے، یونان چونکہ ایک پہاڑی خطہ تھا لہٰذا یہ انگور کی کاشت کے لیے زیادہ موزون تھا، بہ نسبت گیہون اور جو وغیرہ کی کاشت کے، اسکی زراعت کے متعلق کسی قدر معلومات تقریباً آٹھوین صدی قبل مسیح سے بہم پہنچ سکتے ہین اور اوسونومیکس آف زینوفون (Oeconomicus of Xenophone) کی کتاب اور تھیوفرسٹس کی کتاب پودون کی تاریخ اور اُن کا آغاز (History of Plants and origin of Plants of Theophrastos) مین کھاد وغیرہ کے متعلق بھی دلچسپ معلومات ہین، زمین کی آمیزش وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے، آخر الذکر علم نباتات کا سب سے پہلا مصنف ہے،

"یونان مین موسم سرما کی افتادہ زمین کو پے درپے ہل چلا کر کام مین لایا جاتا تھا، چھوٹے چھوٹے پودون کو اکھاڑ لیا جاتا تھا اور فصل درانتی سے کاٹی جاتی تھی، زمین مین اونچی اونچی ٹھونٹھیان چھوڑ دیجاتی تھین تاکہ آئندہ زراعت مین بطور کھاد کے استعمال مین آسکین، غلہ کو جھاڑنے اور اوسانے کا طریقہ وہی تھا جو قدیم مصریون کا تھا، گیہون اور جو تو مشہور غلے تھے، سبزہ زارون کو کاٹنے کے بجائے مویشیون کو ان مین چرایا کرتے تھے شہر اٹیکا (Attica) مین زیتون اور انجیر بکثرت ہوتے تھے، لیکن عام زراعت ان ہی مقامات پر عمدگی سے ہوتی تھی جہان زمین ترائی یا تالابون کے ذریعہ سے کام مین لائی جاتی تھی"

یونان کی قدیم زراعت کے متعلق جو معلومات انگریزی مورخین نے دی ہین وہ بالکل تشنہ ہین، کتاب الفلاحۃ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو جائیگا، کہ یونانیون نے اس فن مین کیا ترقی کی اور ان مین کتنے ماہرین فن پیدا ہوئے،

فلاحت کی ترقی عربون کے دور مین

اس کے بعد عربون مین جب دور حکومت کا آغاز ہوا اور علوم و فنون کے مدارس کھل گئے تو انھون نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ ان قدیم علوم کو حاصل کیا اور ان مین اپنے تجربات سے بہت بڑا اضافہ کیا بلکہ ان علوم کو جدید اصول و قوانین کے ساتھ منضبط کیا، اندلس چونکہ قدرتی طور پر زرخیز اور شاداب خطہ تھا اس لیے جب اسلامی تمدن کو وہان عروج حاصل ہوا تو اور علوم کے ساتھ ساتھ علم فلاحت نے بھی عظیم الشان ترقی کی، سارا ملک فواکہ اور میوہ جات کے درختون سے سرسبز نظر آنے لگا، اور ہر قسم کے غلون کی پیداوار سے ملک کی اقتصادی حالت بہت جلد معراج کمال کو پہنچ گئی، الاحاطہ فی اخبار غرناطہ مین لکھا ہے،

"مورخین نے لکھا ہے کہ ہمارے ملک کی خصوصیات مین سے ایک یہ بھی ہے کہ یہان کی زمین پورے سال بھر زراعت اور کاشتکاری کے کام آتی ہے اور کوئی زمانہ فصلون کی پیداوار سے خالی نظر نہین آتا"

رفتہ رفتہ زراعتی حیثیت سے اس ملک کو اتنا فروغ حاصل ہوا کہ پہاڑون پر بھی زراعت ہونے لگی اور کچھ ہی دنون بعد اندلس مین زراعتی پیداوار کی نمائش گاہ قائم ہو گئی، احاطہ مین غرناطہ کی شادابی کے متعلق لکھا ہے،

"سامنے کے پہاڑون نے جو ثمردار درختون سے ڈھکے ہوئے ہین، پھلون کا ایک خطہ قائم کر دیا ہے، اس کے پیچھے کے میدان کے اطراف و جوانب مین گیہون کے

سر سبز دریا لہرین مارتے ہین اور اب یہ اعلیٰ قسم کے غلون کا مخزن ہے"

ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے

"رازی نے البیرہ کے واقعات کے سلسلہ مین لکھا ہے کہ اسکی زمین سر سبز اور شاداب ہے، اس مین نہرین بکثرت ہین، انواع و اقسام کے درخت ہین، پھل بافراط ہین، اخروٹ اور ینشکر بہت عمدہ ہوتے ہین"

علم فلاحت اس وقت تک یونانی اور نبطی زبان مین تھا، اسلیے جب عربون نے اس طرف اعتنا کیا تو انھون نے اس کو عربی زبان مین منتقل کرنا شروع کیا، اور پھر اس فن پر مستقل کتابین لکھین، چھٹی صدی ہجری تک اس فن کی بڑی بڑی مبسوط کتابون کا ترجمہ ہوتا رہا، سب سے پہلے قوتامی کی فلاحت نبطیہ کا متعدد علماء نے ترجمہ کیا، ابن وحشیہ کی کتاب الفلاحۃ بھی اسی کا ملخص ہے، اس کے بعد اور دوسری کتابون کا ترجمہ ہوا، اس وقت کے علمائے فلاحت مین سے رازی، اسحاق بن سلیمان، ثابت بن قرۃ، ابوحنیفہ دینوری حکیم ابوالخیر اشبیلی اور حاج غرناطی وغیرہ نے اس فن پر ضخیم کتابین لکھین، ان کے علاوہ اور بھی علمائے فلاحت کی تصانیف یا ان کے اقوال کا متعدد کتابون مین ذکر ملتا ہے،

چھٹی صدی مین علامہ ابوزکریا یحیی بن محمد بن احمد المعروف بابن العوام اندلسی اشبیلی نے ان تمام تراجم اور تصانیف کا بغور مطالعہ کیا اور قدیم علمائے فلاحت کی رایون اور اقوال کا عملی طور پر تجربہ کر کے اس فن پر دو جلدون مین ایک مبسوط کتاب لکھی جو کتاب الفلاحۃ کے نام سے مشہور ہوئی، علامہ موصوف اندلس کے مشہور ماہرین طبعیات مین سے تھے، ان کا طرز بیان ملک مین بہت زیادہ مقبول تھا، یہ کتاب ان نادر تصانیف مین ہے جن کا ذکر علمائے فلاحت نے اپنی کتابون مین کیا، علامہ احمد بک ندی نے جو مصر

کے مشہور عالم فلاحت تھے، اپنی کتاب حسن الصناعہ فی علم الزراعہ مین اس کے بہت سے مباحث اور اقوال پر روشنی ڈالی ہے،

مصنف نے مقدمہ مین لکھا ہے کہ مین نے متقدمین اور متاخرین علمائے فلاحت کے اقوال اور انکی کتابون سے زیادہ بحث کی ہے چنانچہ تیس سے زیادہ یونانی اور اندلسی ماہرین فلاحت کے اقوال کے اقتباسات موجود ہین، اس عالم کو اس فن پر اتنا تبحر حاصل تھا کہ اس نے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے، اولاً اصل مسئلہ کی نوعیت پر بحث کی ہے اس کے بعد متقدمین کی رایون کو نقل کیا ہے اور ان کے اختلافات کے وجوہ بیان کیے ہین اور پھر متاخرین کے اقوال پیش کئے ہین اور ان کے جدید اصول کی تبدیلی کے اسباب پر بحث کی ہے، پھر اپنی رائے سے جو محاکمہ کی نوعیت رکھتی ہے، ان اختلافات کا بہترین فیصلہ کیا ہے،

مصنف نے اس مین سب سے پہلے علم فلاحت کے اغراض و مقاصد سے بحث کی ہے، پھر اس کی مختصر تاریخ لکھی ہے، اس کے بعد تمام اصولی زراعت پر ناقدانہ بحث کی ہے، زمین کے تمام اقسام کا مفصل ذکر کیا ہے، اچھی اور بری زمینون کی شناخت کے متعدد طریقے لکھے ہین، زمین کی اصلاح اور تعمیر کی مفید ترکیبین لکھی ہین، درختون اور دوسرے نباتات کے اقسام کی طویل فہرست دی ہے، ان کی زراعت کے مختلف اصول بتائے ہین، نباتات کی کیمیاوی تحقیقات، زمین سے ان کے تعلقات، پانی کے ان پر اثرات کو تفصیلی طور پر بیان کیا ہے، کھاد اور اس کے اقسام، آب پاشی، اور اس کے ذرائع، آلات زراعت کا طریقۂ استعمال، درختون کی آپس مین ترکیب یعنی پیوند اور اس کے نادر اصول، آفات سماوی، اور ارضی، نیز دیگر نباتی امراض کے

مفید علاج، نقصان رسان حیوانات، نباتات اور جمادات کے دفعیہ کے طریقے، ان سب کا نہایت عمدگی کے ساتھ ذکر کیا ہے،

خصوصیت کے ساتھ اس کا وہ حصہ بہت زیادہ دلچسپ ہے جو باغبانی سے تعلق رکھتا ہے، باغبانی کے تمام قواعد و ضوابط کی تشریح کر دی ہے، اشجار اور فواکہ کے لگانے کی عجیب و غریب ترکیبون کو بیان کیا ہے، ایک ہی درخت سے مختلف انواع اور الوان کے پھل حاصل کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے، وہ بالکل نرالا ہے، باغبان اور زارع کی نفسیات سے بھی کہین کہین بحث کی ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ زراعت اور باغبانی کے لیے کس قسم کے آدمیون کا انتخاب کرنا مناسب ہوگا، عام جاہل کاشتکارون کے نقائص پر ایک طویل بحث کی ہے، ان کی کاہلی اور سستی سے متنبہ کیا ہے، اسکی پوری کوشش کی ہے کہ زمیندار کو تمام ان فروعی باتون سے واقف کرا دے، جن کے بغیر وہ کامیاب زندگی کسی طرح بسر نہین کر سکتا ہے،

علامہ احمد بک مصری[1] نے اپنی کتاب کے مقدمہ مین لکھا ہے،، کہ علم فلاحت کا اصل موضوع علم نباتات ہے، لیکن یہ علم الحیوان، علم میکانیکا (فن آلات سازی) علم طبیعیات اور علم کیمیا کا محتاج ہے، ان کے بغیر کوئی شخص صحیح طور پر عالم فلاحت نہین کہا جا سکتا،،

کتاب الفلاحۃ کے مصنف نے بھی انھین معلومات کی طرف اپنے مقدمہ مین اشارہ کیا ہے اور پوری کتاب مین ان چیزون کو پیش نظر رکھا ہے، علم الحیوان اور علم النباتات کے لیے تو ایک الگ باب ہی باندھا ہے، اور دوسرے علوم کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائے ہین،

[1] یہ مصر کے جدید علمائے فلاحت مین سے ہین، انھون نے مدارس کے لیے اس فن پر متعدد کتابین لکھی ہین، ۱۲

اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے جن ماہرین فلاحت کے اقوال کو نقل کیا ہے، ان کا پہلے ذاتی طور پر تجربہ کر لیا ہے، اگر ان کے تجربہ کا موقع نہ ملسکا تو یہ لکھدیا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ تو نہین کیا ہے لیکن جس شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے اسکی صداقت پر چونکہ مجھ کو اعتماد ہے، اسلیے مین نے یہ نقل کر دیا ہے، مصنف کی اس احتیاط نے کتاب کی شان بہت بڑھا دی ہے جو اس فن کی دوسری کتابون مین مفقود ہے،

نباتات کی حیات کے متعلق ابھی حال مین بعض انگریزی رسالون مین کسی ماہر علم نباتات کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس مین اس نے نباتات کی حیات کو متعدد تجربون سے ثابت کیا ہے، کتاب الفلاحۃ کے مطالعہ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قدیم زمانہ مین کوئی معرکۃ الآرا مسئلہ نہ تھا کیونکہ جن واقعات سے نباتات کی حیات کا ثبوت ملسکتا ہے مصنف نے نہ تو اس کو اہمیت دی اور نہ اس کے متعلق کسی ماہر فن کے اختلاف کا ذکر کیا ہے، (ترجمہ مین اس قسم کے مشاہدات پر نوٹ لکھدیا گیا ہی)

موجودہ دور ارتقا مین جب کہ ہر علم و فن کی تحقیق و تدقیق جاری ہے علم زراعت نے بھی کافی ترقی کی ہے لیکن اس مین ابھی تک معاشیات کا پہلو نظر انداز کر دیا گیا ہی کیونکہ جدید آلات اور مشینون سے عام لوگون کا مستفید ہونا ایک مشکل امر ہو گیا ہے قدیم اصول زراعت جس کا تھوڑا بہت خاکہ اب بھی ہندوستان اور دیگر ایشیائی ممالک مین نظر آتا ہی ان مین معاشی حالات زیادہ پیش نظر ہین،

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اسکولون کے لئے جو کتابین زراعت پر لکھائی گئی ہین ان مین لکھا ہی کہ،، اس وقت جو آلات ہمارے ملک مین کھیتی کے کام مین آتے ہین، اگرچہ ایسے

عمدہ نہین جیسے ممالکِ یورپ کے اور نہ ان سے اتنا کام ہی نکلتا ہے جتنا یورپ کے اوزار سے نکلتا ہے تاہم اس ملک کی آب وہوا لوگون کی غریبانہ حالت اور زمین کی حیثیت کے لیے خاصے مناسب ہین جسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے عام زمیندارون کو بہت قیمت صرف کر کے ان کلون کے خریدنے کی وسعت ہی نہین ہے"

قدیم علم فلاحت مین چونکہ ان چیزونکا کافی لحاظ کیا گیا ہے اس بنا پر اس کتاب مین بھی سہل ترین اصولِ زراعت سے بحث کیگئی ہے اور اسکی پوری کوشش کیگئی ہے کہ جو چیز وقت پر دستیاب ہو سکے اس سے کام نکال کر گوہرِ مقصود حاصل کیا جائے،

ملک کو اس کتاب کی ضرورت،

ہندوستان جو اپنی زرخیزی اور شادابی مین شہرۂ آفاق ہے اور جس کی پیداوار سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دیگر ممالک بھی مستفید ہو رہے ہین ابھی تک علم زراعت سے ناآشنا ہے، اور یہان کی زراعت اصولی طور پر کیجائے اور تمام قوانینِ زراعت پر عملدرآمد کیا جائے تو اس ملک کی زرخیزی اور شادابی مین چار چاند لگ جائین گے، کیونکہ اس پورے خطہ مین انواع واقسام کی زمینین موجود ہین، سیرابی اور آب پاشی کے قدرتی وسائل بکثرت موجود ہین مختلف صوبہ جات مین مختلف موسمون کے آثار رونما ہوتے ہین جن سے زراعت مین بڑی مدد مل سکتی ہے، ہر قسم کے اشجار اور فواکہ کے مزاج اور طبیعت کے مطابق زمینین دستیاب ہو سکتی ہین، لیکن سوال یہ ہے کہ اس اہم ملکی خدمت کو کون انجام دے کیا وہ غریب کسان جنکو صبح وشام چند مقررہ خدمات کے سوا کوئی کام آتا ہی نہین، نہ وہ زراعت کے صحیح اصول سے واقف اور نہ اس کے متعلق ان کو صحیح معلومات حاصل ہین کہ جنکی بنا پر وہ مزروعات کی اصلاح کر سکین، ملک کی بدقسمتی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ اچھے اور تعلیم یافتہ اصحاب نے اس اہم خدمت

کی طرف جسکی سرزمین ہند اب تک محتاج ہے، کوئی توجہ نہین کی ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ تعلیم یافتہ نوجوان زراعتی ترقی کی کوشش کر کے اور ملک کو اس حیثیت سے مالامال کر دیتے، فن زراعت پر مختلف زبانون مین تصنیف وتالیف کرتے اور ہندوستان کے کاشتکار طبقہ کو ان زرین اصول پر کاربند ہونے کی عملی طور پر ہدایت کرتے، تاکہ ملک کی پیداوار مین روزافزون ترقی ہوتی اور یہ عام غربت اور افلاس مین کمی ہوتی، کس قدر افسوسناک امر ہے کہ اس فن پر اردو زبان مین محدودے چند کتابین لکھی گئی ہین اور وہ بھی مخصوص چیزون کی زراعت کے ساتھ مختص ہین، قدیم فلاحت پر تو اب تک کوئی کتاب ہی نہین لکھی گئی، جسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ موجودہ ماہرینِ فلاحت نے قدیم فلاحت سے غیر معمولی بے اعتنائی برتی ہے، حالانکہ جدید اور قدیم زراعت مین چندما بہ الامتیاز چیزون کا فرق ہے، علم میکانیکا کی ترقی نے صرف آلاتِ زراعت کی ایک بڑی تعداد تو مہیا کر دی ہے لیکن اصولی حیثیت سے دونون متحد ہین، ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین ہے،

"زمین کی تعمیر اور کھاد اتنے ہی طریقون اور ذرائع سے کی جاتی تھی جتنے ذرائع سے جدید زمانہ مین لوگ کرتے ہین"

الحمدللہ کہ ملک کی اس عظیم الشان خدمت کی انجام دہی کا سہرا دولت آصفیہ کے سر بندھا اور اس کتاب کو جو قدیم فلاحت کی زرین تاریخ ہے ملک کے سامنے سب سے پہلے اردو جامہ مین پیش کرنے کا فخر اسی کو حاصل ہوا،

ہم ہندوستان کے تمام زراعتی محکمون سے عموماً اور محکمہ زراعت سرکار عالی سے خصوصاً درخواست کرین گے کہ وہ اس کتاب کے مذکورہ طریقون کا تجربہ کرین اور ان مین سے مفید اور کارآمد اصول کو ملک مین رائج کرین، دکن کی زمین مین گو قدرتاً آب پاشی

کے وسائل اور ذرائع بہت کم ہین، لیکن پھر بھی یہان چاول، کپاس، انگور، کھجور، موز، انجیر، سنترہ، امرود، آم، شریفے اور تمام قسم کی ترکاریون کی کاشت نہایت عمدگی سے ہوسکتی ہے، بلکہ دوسرے مقامات کے لوگ بھی یہان کی پیداوار سے متمتع ہوسکتے ہین، اس وقت جبکہ اس دور ہمایون مین تمام محکمہ جات سرکار عالی روزافزون ترقی کر رہے ہین اور ملک کو ہر طرح کا فائدہ پہنچا رہے ہین تو محکمہ زراعت سرکار عالی کو بھی اپنا عملی قدم آگے بڑھانا چاہیئے تاکہ ملک جلد خوشحال نظر آئے اور یہ عام قحط جس سے تمام ملک پریشان ہے دفع ہوجائے،

ترجمہ کا محرک اصلی

اس کتاب کو سب سے پہلے مسٹر بنکوری نے اسپینی زبان مین ترجمہ کیا، اور ۱۸۰۲ء مین ترجمہ اصل کے ساتھ اسپین کے پایہ تخت میڈرڈ کے مطبع سے شائع ہوا، اسپینی مترجم کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے کتاب کو اصلی حالت مین طبع کردیا، تاکہ اسپین کے علاوہ اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی استفادہ کرسکین،

جب یہ مطبوعہ نسخہ ہمارے مخدوم و محترم نواب عماد الملک مرحوم کے کتبخانہ مین پہنچا تو انھون نے عمیق نظر سے اس کا مطالعہ کیا، اور ملک کے لیے ایک قیمتی چیز خیال کرکے نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات سرکار عالی سے اس کے ترجمہ کے متعلق مشورہ کیا، جنھون نے اسکی تائید کی، نواب عماد الملک مرحوم چونکہ مذہبی اور علمی خدمات مین آخر وقت تک دامے، درمے، قدمے، سخنے مستعد اور سرگرم رہے اس لئے انھون نے اس کتاب کے ترجمہ اور طباعت کے مصارف کا بار بھی اپنے سر لیا اور اس کام کے شروع کرنے کی تجویز طے کردی، ترجمہ کے لیے ان کی نظر انتخاب مجھ ایسے کم علم اور بے بضاعت انسان پر پڑی جو کسی طرح اس کا اہل نہ تھا، لیکن

الامر فوق الادب کی تعمیل مین یہ کام شروع کیا گیا اور اسکی طباعت مین بہت زیادہ عجلت کیگئی، نواب صاحب مرحوم کی یہ دلی آرزو تھی کہ یہ کتاب ان کی حیات ہی مین شایع ہوکر ملک و قوم کے ہاتھون پہنچ جائے لیکن افسوس

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ،

مرحوم دل ہی مین یہ آرزو رکھکر دنیا کو الوداع کہہ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون،

نواب صاحب مرحوم نے اپنی زندگی کی آخری گھڑیون مین اس خدمت سے ملک پر جو بڑا احسان کیا ہے وہ ناقابل فراموش ہے، اس لیے تمام ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ مرحوم کے لیے دعاے مغفرت کرین،

خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنے والے مین،

اس عظیم الشان قومی و ملی حادثۂ جانکاہ کے صدمہ مین مترجم نے بہت سے دن گذارے اور اس کتاب کے آئندہ مصارف طبع کے انتظام مین سرگردان پھرتا رہا، کہ یکایک ایک کریم النفس شریف النسب علم دوست ہستی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہماری امداد کا پورا وعدہ فرمایا، یہ ہمارے محترم نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات و معتمد مجلس دائرۃ المعارف کی ذات گرامی ہے،

نواب مسعود جنگ بہادر نے مجلس دائرۃ المعارف مین یہ تحریک پیش کی کہ یہ کتاب ملک کے لیے بے حد مفید اور کارآمد ہے بلکہ ایک نایاب چیز ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت قدر قدرت بندگان عالی کی خدمت مین مصارف طبع و ترجمہ کے لیے عرضداشت پیش کیجائے، نواب حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس ادام اللہ اقبالہ نے جو آجکل تعلیمی خدمات کے لیے سربکف ہین اسکی پوری تائید کی اور

پیشگاہ اقدس مین اس کے متعلق عرضداشت پیش کر دی، بحمد اللہ کہ اس کو بہت جلد شرف قبولیت حاصل ہوئی، ہم ان دونون جلیل القدر ارکانِ حکومت کے بیحد ممنون ومشکور ہین جنھون نے "الدال علی الخیر کفاعلہ" کی خدمت انجام دیکر اپنی علمی قدر دانی کا پورا ثبوت دیا،

اس کتاب کا اصلی نسخہ غیر مصحح شایع ہوا ہے، اسلیے اس مین بکثرت غلطیان موجود ہین، مترجم نے بعض دوسری قلمی اور مطبوعہ کتابون سے صحت کی کوشش کی لیکن پھر بھی یہ دعوی نہین کیا جاسکتا ہے کہ ترجمہ بالکل صحیح ہے، اسلیے ناظرین سے گذارش ہے کہ اگر نقائص نظر آئین، تو براہ کرم دامنِ عفو مین جگہ دین اور مترجم کو محاسبۂ علمی سے نجات دلائین،

وستر اللہ مسبول علینا ‏ ‏ ‏ ‏ وعین اللہ ناظرة الینا

وآخرها الصلاة علی محمد ‏ ‏ ‏ ‏ امام الکل خیر الشافعینا

العاصی

سید ہاشم ندوی غفر اللہ لہٗ

---

[۱] مثلاً کتاب الفلاحة لابن وحشیہ، کتاب الصناعة فی علم الزراعة مطبوعہ مصر، مصنفات نواب عزیز جنگ مرحوم، محیط اعظم فارسی اور مفردات ابن بیطار وغیرہ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ مصنّف

الحمد للہ رب العٰلمین

مین نے مسلمانان اندلس اور ان کے علاوہ قدمار کی ان کتابون کا بغور مطالعہ کیا جو گذشتہ زمانہ مین فن زراعت پر لکھی گئی تھین اور جنمین زراعت اور باغبانی کے تمام طریقے مذکور ہین، نیز ان تصانیف کو بھی دیکھا جنمین حیوانات کی پرورش اور داشت کے طریقے لکھے ہین، جن مباحث پر یہ کتابین مشتمل ہین مین نے ان سے پوری واقفیت حاصل کی ہے اور پھر انکے اقوال کو اپنی اس تالیف مین بجنسہ نقل کر دیا ہے، اگر کوئی شخص اس کے ابواب اور فصول پر نظر ڈالے تو اس کا پتہ چل سکتا ہی،

جو شخص اس فن کو ایک ایسی صنعت بنانا چاہتا ہے جس سے وہ باعانت خداوندی اپنی معاش حاصل کر سکے اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کے رزق کے مہیا کرنے مین مدد لے سکے، تو درحقیقت وہ اس سے اپنی حاجت روائی کر سکتا ہی، اپنے ارادہ مین کامیابی حاصل کر سکتا ہے اور دنیوی منافع اور اخروی مفاد کے حصول مین مدد حاصل کر سکتا ہے کیونکہ زراعت اور باغبانی معاش کی کثرت کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور اسی طرف سرورِ

کائنات (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اس حدیث مین اشارہ فرمایا ہے کہ "رزق کو زمین کے زرخیز حصون مین تلاش کرو"

شیخ اجل، فقیہ اور خطیب ابو عمر احمد بن حجاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مقنع کے اختتام پر زراعت کے متعلق ایک تنبیہ لکھی ہے جس مین وہ یہ لکھتے ہین کہ "برادر من! مین نے اس کتاب کو اتمام تک پہنچادیا اور اس مین ضرورت کے مطابق اپنے عہد کو پورا کر دیا اور اوّل اوّل جنگلی اور غبی لوگون کی رایون سے مدد حاصل کرنے کو مین نے تمھارے لئے کافی سمجھا، جو نہ تو اہل علم تھے اور نہ صاحب نسب تھے، لیکن اس صنعت مین ان کو مہارت تامہ حاصل تھی اور اس کام سے ان کو خاص مناسبت تھی، لیکن آخر مین ان سے قطع نظر کر کے مین نے تم کو بڑے بڑے حکماء اور مبصر علماء کے آراء کی طرف متوجہ کیا ہے، پس یہی حضرات تمھارے مقتدیٰ ہین اور ان کے علاوہ کوئی قابل تقلید نہین ہے، اس لئے تمکو چاہئے کہ ان جاہل اور جفاکار غبی اور سرکش لوگون کی رایون کی طرف اپنے کان نہ دھرو، اور انکی ذلیل باتون کی طرف متوجہ نہ ہو، کیونکہ تم ان سے کوئی فائدہ حاصل نہین کر سکتے، وہ صرف تمھاری خدمت کے لئے ہین، علم ان سے دور ہے اور حقیقت سے وہ بعید ہین،

فصل

زراعت اور باغبانی اور اُن کے اصول اور فروع کی تعلیم پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وہ ارشادات بھی ترغیب دیتے ہین جو کاشتکارون اور باغبانون کے معاوضہ کے متعلق مروی ہین، آپ سے مروی ہے، کہ جس نے کوئی درخت لگایا کھیتی کی اور اسکی پیداوار مین سے کسی انسان یا پرندہ، یا درندہ نے کھالیا تو یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا، آنحضرت سے

یہ بھی منقول ہے، کہ جس نے کوئی درخت لگایا اور وہ بارآور ہوا تو خداوند تعالیٰ اس کے پھلون کی تعداد کے برابر جزاے خیر عطا فرماتا ہے، ابو ہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ "جس نے کوئی عمارت بنائی یا کوئی درخت لگایا اور اس کو ظلم و تعدی سے پاک رکھا تو اس کا اجر اس وقت تک جاری رہیگا جبتک مخلوق الٰہی اس سے متمتع ہوتی رہیگی" آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ "جب قادر مطلق کسی کھیت کو سرسبز کرنا چاہتا ہے تو ہر خوشہ اور پور کے درمیان مین برکت عطا فرماتا ہے اور ہر دانہ کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ متعین کرتا ہے" اور فرمایا کہ "جب تم کسی چیز کو بوؤ تو یہ دعا مانگو کہ اے خدا تو برکت عطا کر اور رحمت نازل فرما" اس باب مین بہت سے صحابہ کے اقوال ہین، لیکن جسقدر مین نے ذکر کر دیا ہے امید ہے کہ کافی ہوگا،

فصل

انسانی اخلاق کی اصلاح کے لئے جو وصیتین کی گئی ہین ان مین سے یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ پوچھا گیا کہ مروت کیا چیز ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرنا، اور زمین کی اصلاح کرنا مروت ہے، قیس بن عاصم نے اپنے بیٹون کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ تمکو اپنے مال کی اصلاح کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک شریف شخص کیلئے باعث عزت ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ رذلائے قوم سے بے پروا ہو سکتا ہے، عتبہ بن ابی سفیان نے جب اپنے مولی کو اپنی تمام چیزون کا مالک بنایا تو یہ کہا کہ میرے مال کے چھوٹے چھوٹے حصہ کی بھی اتنی حفاظت کرو کہ وہ آیندہ بڑھ جائے اور کسی بڑے حصہ کو معرض تلف مین نہ ڈالو کہ وہ چھوٹا بنجائے، انھین مطالب کو اور دوسرے لوگون نے

بھی اپنی اپنی وصیتوں مین ادا کیا ہے، ان مین سے یہ بھی ہے کہ کاشتکار یا زمیندار کیلئے یہ ضروری ہے کہ اپنی کاشت کی نگرانی کرے اور اس سے کسی وقت غافل نہ ہو، بالخصوص اس وقت جبکہ زمین درست کیجارہی ہو اور کاشت شروع ہونیوالی ہو تاکہ مزدورونکی جانفشانی اور محنت کا اس کو اندازہ ہو سکے، یہ اس کے لئے کافی ہو گا، اور اسی سے اسکے مقصد مین ایک بڑی تبدیلی واقع ہو جائیگی، ایک مثل مشہور ہے کہ زمین اپنے مالک سے ہمیشہ یہ کہتی ہے کہ تو مجھ کو ہمیشہ ساتھ رہنے والا سایہ سمجھ،

فصل

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے اور اسکی تعلیم سے زراعت شروع کی، اس کے بعد شیث بن آدم اور ادریس علیہ السّلام نے، زراعت کی، اسی عرصہ مین طوفان آیا جو لوگ کشتیِ نوح پر سوار تھے جب وہ باہر نکلے تو ان کو کسی چیز کا علم نہ تھا، حضرت نوح علیہ السّلام نے اون کو زراعت کا طریقہ بتایا،

فصل

ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ نے کہا کہ راحت، لذت، سلامت، عزّت اور ثواب عشری زمین کے کاشتکارون کے لئے ہے، زراعت درحقیقت سب سے زیادہ خوشگوار ذریعۂ معاش ہے، اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ جو بارش کے پانی سے سیراب کیجائے، دوسری وہ جو چشمون یا نہرون کے پانی سے سیراب کیجائے، ان مین سب سے زیادہ محفوظ

اور مفید زراعت وہ ہے جو چشمون اور نہرون کے پانی سے سیراب کیجائے، گو یہ صورت مشقت اور پریشانی سے خالی نہین ہے، کیونکہ اس مین آلات یعنی چرخی اور ڈول وغیرہ سے پانی ڈالا جاتا ہے، یہ آلات اونٹ، گدھے اور خچر کے ذریعہ سے گردش دیئے جاتے ہین، چرخیون کا استعمال اس وقت تک نہ کرنا چاہئے جبتک کہ اسکی شدید ضرورت لاحق نہ ہو اور اس کے سوا کوئی صورتِ عمل بھی نہ ہو، کاشتکار کو اس صورت مین خود نگرانی کرنی چاہئے ورنہ اسکی مشقت دوگنی ہو جائیگی اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچیگا، اگر تم جانورون کو اپنی ضروریات کے لئے بہت زیادہ مشقت مین ڈالتے ہو اور انسے اس سے زیادہ کے خواہشمند ہوتے ہو، حالانکہ ایسا نہ چاہئے، تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مال کا وہ حصّہ جو کم لیکن اکٹھا ہو اس مال سے زیادہ نفع بخش اور اعلیٰ ہے جو مقدار مین وافر لیکن منتشر ہو کیونکہ اکٹھی چیز ایک ہی شخص کے ساتھ وابستہ رہتی ہے، لیکن منتشر چیز ہر شخص کی نگرانی کی محتاج ہے،

فصل

فلاحت کے معنی یہ ہین کہ زمین درست کیجائے، درخت لگائے جائین، ان مین جو ایک دوسرے سے ملانے کے قابل ہون ان کو ملا کر بویا جائے، عام طور سے جو غلے بوئے جاتے ہین انکی زراعت کی جائے، ان مین جو اصلاح کے قابل ہون انکی اصلاح کیجائے، اور ان کی ایسی نگہداشت کیجائے جس سے ان کو نفع پہنچے اور سرسبز ہون، اُن پر جو آفات سماوی نازل ہوتے ہین ان سے ان کو محفوظ رکھا جائے، زراعت مین جو شے سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکار کو، اعلیٰ، اوسط، اور ادنیٰ درجہ کی

زمینون کی شناخت کی مہارت حاصل ہو، اس کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ غلہ، درخت اور سبزی وغیرہ مین سے کونسی چیز قابلِ زراعت ہے اور ان مین سب سے زیادہ بہتر کون ہے اس سے بھی آگاہ رہنا چاہیئے کہ زراعت کے لئے کونسا وقت مخصوص ہے اور کس وقت اس کیلئے ہوا موافق چلتی ہے، زراعت اور باغبانی کے طریقۂ عمل کیا ہین، پانی کی ان قسمون سے واقفیت رکھنی چاہیئے جو کھیتون کی سیرابی کے لئے زیادہ مفید ہین، گوبر کو کارآمد بنانے کا طریقہ جاننا چاہیئے اس سے ہر قسم کے درخت زراعت، اور سبزی وغیرہ کو کیونکر درست کیا جائے، یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ زراعت کے قبل زمین کس طرح تیار کیجاتی ہے، اور درختون کے لگانے کھاد ڈالنے اور زمین کو پانی کی روانی کے لئے مسطح کرنے کے بعد کونسی صورت اختیار کیجاتی ہے، کاشتکار کو اس کا بھی اندازہ رکھنا چاہیئے کہ کونسی زمین کس قسم کے دانون کی متحمل ہو سکتی ہے، درختون اور سبزیون کو آفات سماوی سے بچانے کے تدابیر اور ان پر نگرانی کرنے کے طریقون سے بھی واقفیت پیدا کرنی ضروری ہے تاکہ ان کے منافع سے وہ متمتع ہو سکے، اور ان مین آئندہ زیادتی کر سکے، میوہ جات، پھل اور دوسرے قسم کے دانون کو جمع کرنے کا طریقہ جاننا چاہیئے،

فصل

مین نے خدا کی مدد سے ضرورت کے مطابق اپنا وعدہ پورا کرنے کے بعد اس کتاب مین حیوانات کی پرورش اور انکی داشت وغیرہ کا بیان اضافہ کر دیا ہے، کیونکہ زراعت مین اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہین ہے اور ان چڑیون کا بھی ذکر کیا ہے جو غلہ دار زمین اور مکانات مین ضرورت اور فائدہ کی غرض سے پائی جاتی ہین، انکی عمدہ

قسم کی بھی تفصیل ہے جانورون سے بچہ جنانے کے طریقے اور انکی نگہداشت کی تدبیرین بھی لکھی ہین، ان کے بعض امراض کے علاج کی صورتین بتائی ہین اور حیوانات کے متعلقات کو بھی ذکر کر دیا ہے،

فصل

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمکو کارِ خیر کی توفیق عطا فرمائے، مین نے اس کتاب کو ۳۰ بابون پر منقسم کیا ہے اور یہ ابواب فن فلاحت کے مختلف انواع پر مشتمل ہین جن سے تم انشاء اللہ واقف ہو گے، مین خدا ہی سے مدد کا طالب ہون اور اسی پر اپنا بھروسہ رکھتا ہون، شیخ ابو عمر بن حجاج رحمہ اللہ نے جو تالیف سنہ ۴۶۶ھ مین کتاب المقنع کے نام سے کی ہے مین نے اس کو معتمد علیہ سمجھکر اپنے معلومات کا ذریعہ بنایا، اس کتاب مین مصنف مذکور نے بڑے بڑے ماہرین زراعت اور متکلمین فلاحت کی رائین نقل کی ہین، اور ان مین سے تیس آدمیون کے نام گنائے ہین، قدیم اصحاب فلاحت مین سے یونیوس[1]، بارون[2]، لاقیطوس[3]، یوقنصوص[4]، طارطیوس[5]، تبدون[6]، بریجایوس[7]، دیماقراطیس رومی، کسینوس[8]، طوراطیقوس[9]، لاون حبشی[10]، بورقسطوس[11] عالم روم، سادحمس[12]، سمانوس[13]، سراعوس[14]، انتولیوس[15]، شولون[16]، سیدآغوس[17]، سیابی[18]، منہاریس[19]، مرعوطیس[20]، مرستنال[21] طینیسی، انون[22]، بدرانطوس[23]، وغیرہ کا ذکر ہے، اور متاخرین مین سے رازی اسحاق بن سلیمان، ثابت بن قرۃ اور ابو حنیفہ دینوری وغیرہ کا تذکرہ ہے، ان کے علاوہ جو لوگ تھے ان کا نام نہین لیا ہے، مین نے جن کتابون پر اپنا اعتماد قائم کیا ہے ان مین قوثامی کی کتاب الفلاحۃ النبطیہ بھی ہے، جس مین بڑے بڑے حکمائ

کے اقوال نقل کئے ہین اوران کے اسمار کا بھی ذکر کیا ہے جنمین سے حضرت آدمؑ، صغریث، نبیوشاد، اخنوخا، ماسی، دونا اور طامتری وغیرہ ہین، اکثر جگہ اس کتاب کے نام کے بجائے حرف (ط) کی علامت اختصار کے خیال سے رکھی گئی ہے، ایک دوسری کتاب جو شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراھیم بن فضال اندلسی کی تصنیف ہے اسکی علامت (ص) رکھی گئی ہے جس مین مصنف نے اس فن کے تجارب سے بحث کی ہے، تیسری شیخ حکیم ابوالخیر اشبیلی کی کتاب ہے جسمین حکما، اور فلاحین کی ایک جماعت کے آرا نقل کئے گئے ہین اوسکی علامت (خ) ہے، چوتھی حاج غرناطی کی کتاب ہے جسکی علامت (غ) ہے، ان کے علاوہ، ابن ابی الجواد اور غریب بن سعد کی کتابون سے مین نے فائدہ اٹھایا ہے، اور دوسری کتابون سے بھی مین نے اقوال نقل کئے ہین جو مندرجہ ذیل حکما، کی طرف منسوب ہین، دیمواط جسکی علامت (د) ہے جالینوس جسکی علامت (ج) ہے، انترلیوس افریقی کی علامت (ف) ہے، حکمائے فارس کی علامت (ر) ہے، قسطوس کی علامت (ق) ہے وکسیوس کی (ک) ہے ارسطاطالیس کی (طط) ہے اور ھرارمیس یونانی کی علامت (م) ہے،

بعض علمائے تاریخ نے یہ لکھا ہے کہ ھرارمیس یونانی اسکندریہ کا باشندہ تھا، اور معمرین مین سے تھا اسکی عمر آٹھ سو برس کی تھی، حکمار کے اقوال کو مین نے بجنسہ نقل کر دیا ہے، ان کے الفاظ مین کسی قسم کی اصلاح نہین کی ہے، بعض غیر مسلم اشخاص کے اقوال کو بھی نقل کیا ہے لیکن طوالت کے خیال سے ان کا نام نہین لیا ہے، بلکہ کنایتہ یہ کہدیا ہے کہ اس سے قبل ایسا لکھا گیا ہے اور بعض نے ایسا بھی کہا ہے، نیز مین نے کوئی رائے اس کتاب مین اس وقت تک درج نہین کی

جب تک کہ مین نے اس کا متواتر تجربہ نہ کر لیا،

اس کتاب کو مین نے دو حصون پر منقسم کیا ہے، پہلے حصہ مین زمین، کھاد اور پانی کی شناخت اور اس کے طریقۂ استعمال سے بحث ہے، اس مین پودہ لگانے کی ترکیبین اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے کی تدبیرین لکھی ہین، نیز اور دوسری چیزون کا بھی ذکر ہے، دوسرے حصہ مین زراعت کے مالہ اور ماعلیہ اور حیوانات کی پرورش کا بیان ہے، واللہ المستعان، وھو حسبی ونعم الوکیل،

زراعت کے متعلق ابوعمر بن حجاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین جو رائین نقل کی ہین انکو مینے سب سے پہلے رکھا ہے اور چونکہ وہ مشاہیر علمار مین سے تھے، اسلئے ان کے اقوال کو اصل قرار دیا ہے اور ان مین کوئی کمی وبیشی نہین کی ہے، کیونکہ یہ باتین ہمارے شہر مین بھی اسی طرح صحیح اور درست ہین جسطرح ان کے شہر مین ہین، حالانکہ دونون مین بعد عظیم ہے، اس کتاب کے آخری حصہ مین اندلس کے مشہور فلاحین کی کتابون سے بھی وہ اقوال نقل کئے گئے ہین جنکا انھون نے خود تجربہ کیا ہے اور جو قدما، کی رایون کے بالکل موافق نظر آتے ہین، اور ہمارے نزدیک بھی صحیح ہین،

فصل

قوثامی نے فلاحت نبطیہ مین قدم کی شرح مین لکھا ہے جسکا ذکر آئندہ آئیگا، کہ قدم زمین کی گہرائی کو کہتے ہین اور وہ درخت کے لگانے کے لئے کھودا جاتا ہے، اور اسکو قدم، قدم کے تشابہ سے کہتے ہین کیونکہ ہر دو قدم ایک ہاتھ اور کچھ کم ایک بالشت کا ہوتا ہے اور اکثر ایک ہاتھ اور ایک بالشت کا ہوتا ہے، اور تنبش درخت کی جڑون کو برابر صاف کرنے کو کہتے ہین،

اس سے درختون کی اصلاح مقصود ہوتی ہے، یہ عام طور سے مستعمل ہے، طمر جڑون مین دوبارہ
مٹی ڈالنے کو کہتے ہین، بشق، اطراف اور جوانب سے مٹی کھود کر صاف کرنے کو کہتے
ہین، تدویح درخت کی شاخون کے چھانٹنے کو کہتے ہین، اور کمح سے مراد درخت کو زور سے
ہلانا ہے، کقف کے اگر کوئی معنی نہ متعین کئے جائین تو اس سے وس دانے مراد
ہین، قفہ جس کا ذکر آگے آئیگا قرطبہ کے نصف قفیز کے برابر ہوتا ہے اور حوض سے
بارہ ہاتھ لانبا اور چار ہاتھ چوڑا گڈھا مقصود ہے، اس کتاب مین جو کچھ بیان کیا جائیگا،
اس کی تفسیر ان ابواب مین کردیجائے گی،

باب اوّل،

اس باب مین مختلف زمینون کی شناخت کا بیان ہے، اوسط اور ادنیٰ درجہ
کی زمینون کے علامات اور شواہد لکھے ہین، زمینون کے طبائع سے بحث کی ہے، جو
زمینین کہ زراعت یا باغبانی کے قابل ہین ان کے نام گنائے ہین اور ان زمینون
کی بھی علامتین بتائی ہین جو نہ تو زراعت کے قابل ہین، اور نہ درخت لگانے کے قابل
ہین، اس قسم کی زمینین مہملہ کہلاتی ہین،

باب دوم،

اس مین کھاد اور اس کے طریقۂ استعمال اور ان منافع کا ذکر ہے جو زمین، درخت
اور دوسرے نباتات کو اسکی وجہ سے حاصل ہوتے ہین، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ کس قسم
کی زمین اور کس درخت یا کن مزروعات کے لئے نفع بخش ہے، جن درختون اور زمینون
کے لئے کھاد مفید ہے اور جنکے لئے یہ غیر مفید ہے، ان کے نام علٰحدہ علٰحدہ ذکر کردیئے گئے ہین،

باب سوم

اس باب مین پانی کے ان اقسام کا ذکر ہے جن سے درخت اور پودے سیراب
کئے جاتے ہین، کس قسم کا پانی کس زراعت کے لئے مفید ہے، باغون مین آب پاشی کے طریقے
کیا ہین، کس طرح ان مین کیاریان بنائی جاتی ہین اور کس طرح پانی پہنچانے کے لئے
زمین برابر کیجاتی ہے اور اس کے لئے کونسا وقت مناسب ہے، ان سب کا مفصل ذکر
ہے، کتاب اقلیمون وغیرہ مین اسکے متعلق جو بحث کیگئی ہے وہ بھی نقل کردیگئی ہے،

باب چہارم

اس مین باغ کے لگانے کی ترکیبین اور درختون کو ایک عمدہ ترتیب سے سجانے
کی تدبیرین درج ہین،

باب پنجم

اس باب مین اس کا بیان ہے کہ درخت اور دوسرے انواع و اقسام کے پھل
لگانے کی کیا صورت ہے، آیا اس زمین مین لگائے جائین جو آسمان کے پانی سے
سیراب ہوتی ہو یا اس مین جو چشمون اور کنوؤن کے پانی سے سیراب کیجاتی ہو، اس
باب مین ان تدابیر کا بھی ذکر ہے جن سے ہر کاشتکار اور باغبان کا واقف ہونا ضروری
ہے، اسی مین درختون کے لگانے کے اوقات بھی بیان کئے گئے ہین، درختون کی
گٹھلیان اور پھلون کے دانون کے بونے کے طریقے بھی لکھے ہین، ملوخ، اوتاد اور
عیون کے لگانے کی صورتین بھی ہین، انگور کی شاخون کے لگانے کی صورتین بھی

لکھی ہین جن کو نوامی کہتے ہین، تکبیس اور استسلاف کے طریقے مفصل طور پر بیان
کر دیئے گئے ہین، اس باب مین اس کا بھی بیان ہے کہ درختون کے لیے کتنے
لانبے اور چوڑے گڈھون کی ضرورت ہے، اور ایک دوسرے مین کتنا فاصلہ
رکھنا چاہیئے،

باب ششم

اس باب مین ان درختون کا بیان ہے جن کے پھل کھائے جاتے ہین اور
ان ترکاریون کا ذکر ہے جو پکائی جاتی ہین اوران کی زراعت پر تفصیلی بحث ہے
ان مین سے بعض کی کاشت کے تجربے بھی نقل کئے گئے ہین، اس پر بھی بحث
کی گئی ہے کہ زراعت اور درخت لگانے کے لیے کونسا وقت مناسب ہے،
اور کس قسم کی صفائی کی ضرورت ہے، شاخون کو ترکیب کے لیے کاٹنے کا بیان
ہے، اسی طرح انگور کے خوشون کا چننا اور درخت کی لکڑیون کے کاٹنے کی صورتین
درج ہین،

باب ہفتم

اس باب مین ان درختون کے نام گنائے ہین جو عام طور سے بلادِ اندلس
مین پائے جاتے ہین، ان کے مختلف انواع اور اوصاف کا بھی ذکر کیا ہے، ہر درخت
کے لگانے کا طریقہ الگ الگ بتایا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کونسے درخت کس زمین
مین لگائے جاتے ہین، ان کو پانی سے سیراب کرنے اور ان مین مختلف قسم کی

کھاد ڈالنے کی ترکیبین لکھی ہین، ہین نے پہلے پہاڑی درختون کا ذکر کیا ہے، اس کے
بعد زرخیز زمین کے درختون کا ذکر کیا ہے، پھر مسطح زمین کے درختون کا ذکر کیا ہے،
مثلاً زیتون، رند، بلوط، امرود، پستہ، حب الملوک، خروب، ریحان، حنا، احمر، انجیر سفید
قسطل، مشتہی، عوسج، انار، گلنار، اخروٹ، چلغوزہ، چلغوزہ خرد، سرو، عرعر، ابہل،
انجیر نر و مادہ، توت، بادام، گلاب، یاسمین و یاسمین بری، خیزران، ترنج، نارنگی،
لیمون، غبیرا، وادی، کاذی، سفرجل، سیب، تیس، زنز تخت، نشم ابیض و نشم اسود،
جوز رومی، بید، زرد آلو، شفتالو، آلو بخارا، کھجور، انگور، فندق، نیشکر، موز، دردار صفیرا،
دفلی، علیق، دردجبلی[1] اور عوسج وغیرہ کا ذکر ہے،

باب ہشتم

اس مین ان اشجار کی ترکیب کا بیان ہے جنہین آپس مین الفت اور دوستی
ہے، ترکیب کے اوقات، درختون کے کاٹنے کے طریقے، ترکیب کی حفاظت کے
اصول، قلمون کے تراشنے کی ترکیب، اور ترکیب نبطی جو درخت کے علوی حصہ مین
کیجاتی ہے اور ترکیب رومی جو پوست اور ہڈی کے درمیان ہوتی ہے اور ترکیب
فارسی جو تنے مین ہوتی ہے اور ترکیب یونانی جو مستطیل، مربع اور مستدیر پیوند کیسا تھ
کیجاتی ہے اور ترکیب بالانشاب (ایک درخت مین سوراخ کرکے دوسرے درخت
کو اس مین ڈالنا تاکہ دونون اپنے پھل لائین) خواہ جڑ مین ہو یا تنے یا شاخون

[1] ان درختون مین سے جو مشہور نام ہین، انکا ترجمہ کر دیا گیا اور بقیہ اسما حل لغات اور اصل کتاب
مین حل کر دیئے گئے ہین، مترجم

مین اور ترکیب اعمی (یعنی گٹھلی یا تخم کو بعض دیگر نباتات کے ساتھ بو دینا مثلاً کدو کو پیاز کے ساتھ، ککڑی کو گاؤ زبان کے ساتھ اور خربوزہ کو عوسج، سوسن، توت اور انجیر کے ساتھ بو دین) اور دیگر عام ترکیبون کا مفصل بیان ہے، جبکا جاننا ہر کاشتکار اور باغبان کے لیے ضروری ہے، اس مین درختون کی عمرون سے بھی بحث کی گئی ہے،

باب نہم

اس مین درختون کے کاٹنے اور چھانٹنے کا طریقہ اور اس کا وقت بتلایا گیا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کون سے درخت تقلیم کو برداشت کرتے ہین اور کون اس کے متحمل نہین ہوتے، انگور مین عملِ تحریک کرنے کا طریقہ، اور اس سے قبل تنقیہ کی ترکیب بھی بتائی گئی ہے، کن چیزون سے درخت کی عمرین بڑھتی ہین ان کا بھی بیان ہے،

باب دہم

اس مین درختون کی زمین کی تعمیر کا طریقہ اور اس کا وقت بتایا گیا ہے، زمین کس حالت مین قابلِ تعمیر ہوتی ہے اور کس مین نہین ہوتی ہے، اس کا بھی بیان ہے کہ درختون کے لیے تعمیر کی کثرت مفید ہے اور کن کے لیے مضر ہے، اس کا بھی ذکر ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعمیر اور زراعت کے لیے کس عمر کے آدمی کو منتخب کرنا چاہیئے،

باب یازدہم

درختون اور زمین مین کھاد ڈالنے کی ترکیب، کن درختون کے لیے کس قسم

کی کھاد موافق آتی ہے اور کن کے لیے مضر ہوتی ہے، اس کا تفصیلی بیان ہے، شور اور نمکین زمین کا کھاد کے ذریعہ سے علاج کا طریقہ، کھاد ڈالنے مین زمین اور درخت کے احوال کی شناخت اور انھین کے حساب سے کھاد کی مقدار کے تعین کا طریقہ بتایا گیا ہے،

باب دوازدہم

درختون اور سبزیون مین آب پاشی کا طریقہ اور اس کا وقت اور اسکی مقدار کا بیان ہے، یہ بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کن درختون کے لیے آب پاشی مفید ہے اور کن کے لیے غیر مفید ہے، اس مین درختون کی زمین کا مزاج دیکھنا ضروری ہے،

باب سیزدہم،

اشجار کی تذکیر یعنی حاملہ کرنے کا طریقہ مثلاً ذکار، باگور (یہ دونون انجیر کی قسمین ہین) شفتالو، انار، مشتہی، امرود، حب الملوک جس کو قراسیا بھی کہتے ہین، بادام، اخروٹ، پستہ، زردآلو، زیتون، سیب، شاہ بلوط، گلاب، کھجور، اترج، نارنج، آلو بخارا وغیرہ کی تذکیر کی ترکیبین بتائی گئی ہین، پھل کے بڑے کرنے کی ترکیب، شیرہ کی افزونی کا طریقہ، بار مین کثرت پیدا کرنے کا اصول بتایا گیا ہے، درختون مین جو ایک دوسرے سے الفت یا عداوت رکھتے ہین، ان کے بھی نام گنائے گئے ہین تاکہ ان کو دشمنون سے الگ رکھا جائے اور دوستون کے قریب کیا جائے،

باب چہاردہم

اشجار اور سبزیون کے امراض اور تکالیف کا بیان اور ان کے علاج کے

طالقیون کا ذکر ہے، مثلاً سیب، آلو بخارا، نارنج، اترج، لیمون، رنبوع، انگور، انجیر، توت، زیتون، انار، شفتالو، بہی، بادام، اخروٹ، وغیرہ کے امراض اور ان کے مخصوص علاج سے بحث کیگئی ہے، ان کے علاوہ ترکاری اور دوسری سبزیون کے بھی امراض اور علاج کا ذکر ہے، درختون مین جو بعض وقت تحجر اور توقف کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جس کی بنا پر ان کی نشو ونما موقوف ہوجاتی ہے یا پتے جھڑنے لگتے ہین، ان سب کے علاج کے طریقے مذکور ہین، اسی طرح چیونٹیون اور دوسرے حشرات الارض کے بھگانے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، اور برف، اولہ، کہرا اور ٹھنڈی ہوا سے درختون کو جو نقصانات پہنچتے ہین، ان کے ازالہ کی بھی ترکیب بتائی گئی ہے، گلاب کا درخت جب پرانا ہوجائے تو اس کے نیا کرنے کی تدبیر بھی بیان کی ہے۔

باب پانزدہم

اس مین بعض عجیب ترکیبون کا ذکر ہے جو درختون اور ترکاریون کے لیے مخصوص ہین، مثلاً خوشبو، شیرینی، تریاق، اور اسہال لانے والی دواؤن کا شاخون اور جڑون مین داخل کرنا تاکہ اس درخت کے پھل مین خوشبو، شیرینی، اور لطافت پیدا ہوجائے اسی طرح گلاب مین زرد یا لاجوردی رنگ کے پیدا کرنے کا طریقہ اور گلاب کے پھول کو غیر موسم مین حاصل کرنے کی ترکیب درج ہے، سیب مین بھی خلاف موسم پھل لانے کی تدبیر اور ان کے پھلون مین حروف یا تصویر کے نقش کرنے کی صورت بھی بیان کیگئی ہے، بہی، امرود، سیب، خربوزہ، اور ککڑی کے پھل کو مختلف شکل مین ڈھالنے کی ترکیب اور انگور کے دانون کو لانبا کرنا اور خوشون کو ایک دانے کی شکل مین

نمایان کرنا اور ایک خوشے مین مختلف رنگ کے انگور پیدا کرنے کی تمام صورتین بیان کردیگئی ہین، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح انگور کو سیراب کیا جائے کہ اس سے بیدانہ انگور پیدا ہون، اسی طرح انجیر کی ایک شاخ مین مختلف رنگ کے پھل پیدا کرنا اور ایک ہی پھل مین مختلف رنگ بنانے کا طریقہ عمل بتایا گیا ہے، گل خیر و مین ابلق رنگ پیدا کرنے کی ترکیب اور نارنج، اور ریحان کو وسط حوض یا تالاب مین لگانے کا طریقہ، خس، چقندر اور دوسری ترکاریون اور سبزیون کو اس طرح لگانا کہ سب کی جڑ ایک ہی ہو، شلجم اور مولی کے پھلون کے بڑے کرنے کی ترکیب اور دھنیا اور سویا کو بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنے کا طریقہ اچھی طرح بتایا گیا ہے،

باب شانزدہم

اس مین تخم، اور تازے اور خشک پھلون کے جمع کرنے کی ترکیب بیان کیگئی ہے، مثلاً انجیر، سیب، امرود، بہی، اترج، انار، آلو بخارا، حب الملوک، عناب، بلوط، شاہ بلوط، پستہ، گیہون، جو، مسور، چنا، اور ان غلون کے آٹا رکھنے کا طریقہ اور ان تخمون کو رکھنے کا طریقہ جن سے آیندہ زراعت کیجائے گی، اسی طرح گلاب وغیرہ کے پھول کو اچھی حالت مین رکھنے کی ترکیب اور بعض ترکاریون اور پھلون کو سرکہ مین ڈال کر غیر موسم مین کھانے کی ترکیب کا پورا بیان ہے،

باب ہفدہم

یہان سے اس کتاب کی دوسری جلد شروع ہوتی ہے، اس باب مین قلیب

(ایک خاص قسم کا گڈھا یا کنوان) کھودنے کا طریقہ اس کا وقت اور اس کے منافع کا بیان ہے، زمین کے بنجر ہونے کے بعد اسکی اصلاح کا طریقہ بھی تبایا گیا ہے،

باب ہثردہم

دانون اور غلون کی زراعت کے لیے زمین کی درستگی کا طریقہ، نیز زراعت کے لیے تخم اور بیج کا انتخاب اور ان کے اچھے اور برے کی شناخت کی ترکیب کا ذکر ہے، ان تخمون کو زمین مین اس غرض سے بونے کا طریقہ بھی تبایا گیا ہے کہ ان مین سے جو زراعت کے قابل ہین، ان کو چن لیا جائے اور جنمین کوئی خرابی آگئی ہو ان کو پھینک دیا جائے، کس قسم کی ہوا کس چیز کی زراعت کے لیے مفید ہے اور کون سے تخم کے لیے کون سی زمین موافق آئے گی، اس کا بھی مفصل ذکر ہے.

باب نوزدہم

اس مین زراعت کا عام طریقہ اور اس کا صحیح وقت تبایا گیا ہے، گیہون، جو، سلت جس کو نبطی زبان مین کلی کہتے ہین اور اشقالیہ یعنی خندروس (بڑی جوار) جس کو نبطی مین حوشاکی کہتے ہین اور طرمیر جسکو نبطی مین طرماکی کہتے ہین، ان کی زراعت کا طریقہ لکھا ہے، تخم یا بیج سے جو پیدا ہوتے ہین، ان مین کون پہلے اگتے ہین، کون بعد مین، اس کا بھی ذکر ہے، بزور یعنی تخمون کی مقدار کس زمین کے لیے کتنی ہونی چاہیئے، اس کا بھی بیان ہے،

باب بستم

چاول، چھوٹی جوار، چینا، مسور، مونگ اور لوبیا کی زراعت آب پاشی کی زمین مین یا آسمان سے سیراب ہونے والی زمین مین کیونکر کیجائے، ان کا وقت کیا ہے اور کون سے تخم کس زمین مین زیادہ اُگین گے، ان سب کا بیان ہے،

باب بست ویکم

ان غلون کی زراعت کا طریقہ جو بطور سالن پکا کر کھائے جاتے ہین، مثلاً چنا، باقلا، باقلائے مصری، میتھی، مٹر اور کنرو وغیرہ کو آب پاشی یا بارش سے سیراب ہونیوالی زمین مین بونے کی ترکیب، ان کی زراعت کا وقت اور ان کے لیے زمین کے انتخاب کا بھی بیان ہے،

باب بست ودوم

اس باب مین السی، بھنگ، روئی، بصل الزعفران، مہندی، فوۃ (الجبینہ) قصقص، شوک الدامین، خشخاش سفید، وغیرہ کی زراعت کا طریقہ ہر دو زمینون مین الگ الگ تبایا گیا ہے، نیز ان کے لیے زمین کی شناخت بھی تبائی گئی ہے،

باب بست وسوم

اس باب مین ترکاری کے کھیت کے لیے زمین کے انتخاب کا طریقہ تبایا گیا ہے اور پھر ان کی زراعت کے طریقہ پر مفصل بحث کیگئی ہے، یہ بھی تبایا گیا ہے کہ پودے

کس قدر بڑھنے کے بعد دوسری جگہ پر منتقل کئے جائین اور کس قدر پھل اسی زمین مین چننے کے وقت تک چھوڑ دیئے جائین، ہر ترکاری کے متعلق الگ الگ بحث کیگئی ہے، مثلاً کاسنی، خرفہ، چولائی، بتھوا، پالک، کرم کلہ، گوبھی، چقندر وغیرہ کی زراعت کا طریقہ اور ان کا صحیح وقت بتایا گیا ہے،

باب بست و چہارم

اس مین جڑ والی ترکاریون کی زراعت کا طریقہ بتایا گیا ہے مثلاً شلجم، گاجر، مولی، پیاز، لہسن، گندنا، اشقاقل (دودھالی) قرقاص (لبورہ) اور فلفل السودان (لال مرچ) وغیرہ کی زراعت کا طریقہ،

باب بست و پنجم

اس مین ککڑی، خربوزہ، ادرک، لفاح (ایک قسم کا بیگن) کھیرا، کدو، بیگن، حنظل وغیرہ کی زراعت سے اور ان کی زمین سے خاص طور پر بحث کیگئی ہے،

باب بست و ششم

اس باب مین ان نباتات کی زراعت سے بحث ہے جو غذا کے ساتھ استعمال کئے جاتے ہین اور بعض دواؤن کی زراعت کا بھی طریقہ بتایا گیا ہے، مثلاً، زیرہ، شاہ زیرہ، کلونجی، تخم سپندان، انیسون (بادیان رومی) دھنیا، زریانج بستانی اور بری، رائی، اندراسیون (ایک دوا کا نام ہے) قردمانا (کالیزیری) وغیرہ کی عام زراعت کا بیان ہے، ان مین سے کون آب پاشی کی زمین مین نشوونما پائین گے اور کون بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین اگین گے، اس پر بھی تفصیلی بحث ہے،

باب بست و ہفتم

اس مین پھول اور خوشبو کے درخت کے لگانے کی ترکیبین بیان کی گئی ہین، مثلاً خیرو، سوسن، نیلوفر، بہار، نرگس سفید، نرگس زرد، مقدونس، سورج مکھی، نسرین (جسکو گل سیوتی بھی کہتے ہین) بنفشہ، ریحان، ترنجان، نعنع، مرزنجوش، مرو، پودینہ، خطمی، وردالزینۃ (گل خطمی) خبازی، قرطبی، مقلی، برم (گل شجر مغیلان) گل مریم وغیرہ کے لگانے کا طریقہ بتایا گیا ہے، ان کی زمین کی شناخت بھی بتائی گئی ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ یہ کس وقت لگائے جاتے ہین،

باب بست و ہشتم

اس مین ان درختون کے لگانے کا طریقہ بتایا گیا ہے جو باغ کی زینت اور خوشنمائی کے لیے لگائے جاتے ہین اور مختلف مقامات پر بھیجے جاتے ہین، مثلاً ماميثا، حرشف، سداب، کرفس، نیل، صعتر[1] (پودینہ) راسن، سطربہ، افسنتین (معتبری) حرل (ولونا) بلیون، کبر (کریل) سماق (تماتیر) شبت (سویا) شاہترہ، خزامی، لسان الحمل، بنج، حی العالم، اساکین، ایرس، (ابہل) لوف (بیل گونٹت) شجرۂ مریم، بابونہ اور اکلیل الملک وغیرہ،

[1] صعتر کی چند مشہور قسمین ہین، بری، جبلی، بستانی، ایک کے پتے لانبے ہوتے ہین، ایک کے گول ہوتے ہین، ایک کے باریک ہوتے ہین، ایک کے چوڑے ہوتے ہین، بعض سیاہ رنگ کے ہوتے ہین جنکو عام طور پر صعتر فارسی کہتے ہین، بعض سفید رنگ کے ہوتے ہین جنکو صعتر خرد کہتے ہین اور بعض دوسرے رنگ کے ہوتے ہین، حاشیہ اصل کتاب،

باب بست و نہم

اس مین پیداوار کے اندازہ کا بیان ہے، یعنی یہ کہ اس سال خدا کی قدرت سے کس قدر غلہ پیدا ہوگا اس کا قبل ہی سے اندازہ کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، غلون کے کاٹنے کا وقت متعین کرکے بتایا گیا ہے اور ان کے کھلیان اور میدان جسمین وہ کاٹ کر رکھے جاتے ہین، اسکی تیاری کا طریقہ اور اسکی حفاظت کے اصول بتائے گئے ہین، غلون اور میوہ جات کے جمع کرکے رکھنے کا بھی مفصل بیان ہے،

باب سی ام

یہ باب زراعت کے متعلقات اور بعض دیگر چیزون کے انتخاب کے بارے مین باب الجامع ہے، اس کی جامعیت کی بنا پر یہ نام رکھا گیا، مثلاً عمارتون کے لیے مناسب جگہون کی تجویز، خشک لکڑیون کے کاٹنے کا صحیح وقت، زیتون سے روغن نکالنے کی جگہ کا انتخاب، درختون کے خشک کرنے کی ترکیب، خراب اور مضر نباتات کے الگ کرنے کا طریقہ، انگور اور دوسرے میوہ جات کے باغون کو دیوار کے بغیر محفوظ رکھنے کا طریقہ، بری اور جنگلی درختون اور نباتات کو باغون مین منتقل کرنے کا طریقہ، مجرودسے زمین کے برابر کرنے کی ترکیب اور ان نباتات اور اشجار کے حالات بھی لکھے گئے ہین جو ترکیب قبول کرتے ہین اور جنکا ذکر باب الترکیب مین چھوٹ گیا ہے، ان سب امور کا اس باب مین مفصل بیان ہے، اس مین ان خواص کا بھی ذکر ہے جن سے عام زراعت کو خواہ درخت ہون یا سبزی یا چھوٹے پودے نفع پہنچتا ہے، درندون اور نقصان

پہنچانے والے حشرات الارض کے بھگانے کی ترکیب اور طیور کے شکار کا طریقہ انگور، زیتون، اور سیب وغیرہ مین بار آنے سے قبل پھلون کی کثرت کا اندازہ لگانے کی ایک خاص ترکیب، اور روٹی کے لیے آٹا گوندھنے اور اسکی خمیر تیار کرنے کا طریقہ، پھر خمیری یا سادی روٹی پکانے کا سب سے عمدہ طریقہ، یہ سب بتایا گیا ہے، بعض پھلون اور جنگلی ترکاریون کی اصلاح کا طریقہ، ان کی جڑون اور گٹھلیون کو نرم کرنے کا طریقہ، اور ان کی بوقت اشد ضرورت روٹی پکانے کی ترکیب بیان کیگئی ہے اور اس مین سیلاب، بارش، دھوپ، گرد و غبار سے صاف دن اور ہوا کے منافع اور نقصانات کے متعلق پوری بحث ہے، موسم سرما مین بارش، سردی اور ایام صحو[1] کے علامات کا بیان ہے اور یہ تمام چیزین تجربہ شدہ ہین، سال کی تمام فصلون کا بیان ہے، کن مہینون مین کون سا عمل کرنا مناسب ہے، اس کا بھی ذکر ہے، غرضکہ یہ باب زراعت اور اس کے متعلقات سے تعلق رکھتا ہے، اور تمام باتین بالتفصیل مذکور ہین، مین نے اس جگہ پر ضروریات فلاحت کو ایک حد تک بالاستیعاب بیان کیا ہے،

باب سی و یکم،

اس مین فلاحت حیوان کا خاص بیان ہے، گائے، بھیڑ، بکری کے نر و مادہ پالنے کا طریقہ، ان مین اچھی قسمون کے انتخاب کا طریقہ، ان جانورون کو حاملہ کرنے کا طریقہ اور وقت اور ان کی مدت حمل اور جانورون کے عام سن و سال کا بیان ہے، ان کے لیے کونسا چارہ اور پانی مفید اور نفع بخش ہوتا ہے، ان کے بعض امراض

[1] وہ ایام جنمین آسمان بالکل صاف رہتا ہے،

کی شناخت کا طریقہ اور ان کا علاج اور ان جانورون کی رہائش اور پرورش کی صورتین بیان کیگئی ہین،

باب سی و دوم

اس مین گھوڑے، خچر، گدھے اور اونٹ کے نر و مادہ کے رکھنے کا طریقہ اور ان سے سواری، شکار اور زراعت کی ضرورتون کو پورا کرنے کا طریقہ، خصوصًا سفر حج مین ان پر سفر کرنے کا طریقہ، ان مین سے اچھے اصناف کے انتخاب کی ترکیب، اور ان کو حاملہ کرنے کا وقت، نر و مادہ کی الگ الگ عمرون کا بیان، ان کے چارہ اور پانی کی مقدار کا تعین اور اس کا وقت، ان جانورون کو موٹا اور لاغر کرنے کی ترکیب تاکہ میدانِ مسابقت مین بازی لے جاسکین، ان کے بچون کی داشت کا طریقہ اور ان مین اخلاقی عیوب پیدا ہو جاتے ہین ان کے دفعیہ کی ترکیب جن سے بعد کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، مثلاً حرارت[1] وغیرہ کا عیب، اور شہسواری کے خاص اصول ان سب کا مفصل بیان ہے،

باب سی و سوم،

اس مین جانورون کے بعض امراض اور ان کے مختلف علاج کا بیان ہے مثلاً ایک تو ادویہ مسہلہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دوسرے لوہے کے ذریعہ سے ہوتا ہے، جس مین تکلیف بھی کم ہوتی ہے اور محنت بھی کم ہوتی ہے، تیسرے رگ کو داغ کر ہوتا ہے، ان امراض کی تشخیص کی علامتین بالتفصیل بتائی گئی ہین، غرضکہ علاجِ حیوانات جسکو علمِ بیطرہ کہتے ہین، اس کا مفصل بیان ہے،

[1] یہ گھوڑون مین ایک عیب ہوتا ہے، وہ چلتے چلتے اڑ جاتے ہین اور چکر کھانے لگتے ہین ۱۲۔

باب سی و چہارم

ان چڑیون کے جمع کرنے کا طریقہ جو مکانات، باغات، اور زراعت کی زمینون مین پالی جاتی ہین، یا خوبصورتی کے خیال سے رکھی جاتی ہین، مثلاً کبوتر، بط، طاؤس، مرغ، شہد کی مکھی وغیرہ، ان مین انتخاب کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، انکی پرورش اور داشت اور ان کے امراض کے علاج وغیرہ سب لکھدیئے گئے ہین، ان کی خاص غذا بھی بتا دی گئی ہے،

باب سی و پنجم،

ان مین شکار و زراعت نیز راستون کی حفاظت کے لیے کتے پالنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، ان مین انتخاب کرنے کا اصول بھی بتایا گیا ہے، ان کے امراض کا علاج بھی لکھا گیا ہے، کتون مین کون سے اصطبل خدا کی مشیت کی وجہ سے اچھے ہوتے ہین اور کون سے برے ہوتے، ان تمام باتون کو ہم الگ الگ باب مین انشاء اللہ تفصیل سے لکھین گے،

و باللہ التوفیق،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

اس باب مین زراعت کی اعلیٰ، اوسط، ادر ادنیٰ قسم کی زمینون کی شناخت کا تفصیلی بیان ہے اور اُنپر مدلل بحث کیگئی ہے، زمین کے اُن اقسام کا بھی ذکر ہے جو مطلقًا زراعت کے قابل نہین ہین، جنکا دوسرا نام مہملہ ہے، اس کا بھی بیان ہے کہ کن زمینون مین کیسے کیسے درخت بوئے جاتے ہین اور کن کن چیزون کی زراعت کیجاتی ہے؛ یہ تمام معلومات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہین، علم فلاحت مین سب سے پہلے زمین کی شناخت کی ضرورت ہے، اچھی یا خراب، عمدہ یا بری زمین کے پہچاننے کا طریقہ جاننا چاہئے، اور جو شخص اس سے ناواقف ہو وہ اس میدان مین جاہل تصور جائے گا، خواہ اس نے اپنی عمر کا کتنے ہی عزیز حصہ اس علم کے حاصل کرنے مین ضائع کیا ہو،

رازی نے کتاب مسمع الکہان مین لکھا ہے، کہ پتھر، دھوپ اور پانی کے اثرات سے ایک مدت کے بعد مٹی کی شکل اختیار کر لیتا ہے کیونکہ دھوپ آگ کی طرح اس کو خشک کر دیتی ہے اور اس کے اجزا مین انتشار اور تفرق پیدا کر دیتی ہے پھر بارش کا پانی ان لطیف اجزا مین سرائت کر جاتا ہے، کچھ دنون تک وہ اسی طرح سڑتے گلتے رہتے

ہین، اس کے بعد مٹی مین ملجاتے ہین،

ابن حجاج (رح) نے یہ لکھاہے کہ رازی کے اس قول کی یہ دلیل کہ آفتاب ہی زمین مین حرارت پیدا کرتا ہے اور اس کے اجزا کو منتشر کرتا ہے بالکل واضح ہے، اور یہی وجہہ ہے کہ زمین کی اعلی سطح دوسرے حصون سے خشکی اور لطافت مین اچھی ہوتی ہے، ہم زمین کے نیچے کی مٹی کو جو کنوون اور حوضون سے نکالی جاتی ہے، دیکھتے ہین کہ پہلے سال اُن مین کوئی چیز نہین اُگتی لیکن جب آفتاب کی گرمی اس کو پکا ڈالتی ہے اور اس کے اجزا کو لطیف بنا دیتی ہے تو اس مین نمو کی قوت پیدا ہوجاتی ہے درحقیقت کسی زمین مین نمو کی قوت اس وقت تک نہین پیدا ہوتی جب تک کہ آفتاب کی گرمی کا اثر نہ پہنچے، کیونکہ مٹی بالطبع بارد اور یابس شے ہے، اگر آفتاب اپنی گرمی اور بارش اپنی رطوبت کا اثر نہ ڈالے تو وہ کسی چیز کو نہین اگا سکتی، عموماً زمین بالطبع بارد اور یابس ہوتی ہے، لیکن بعض زمینین دوسری زمینون سے زیادہ مرطوب اور بارد ہوتی ہین،

ماہرین فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ زمینین مختلف الوان کی ہوتی ہین سب سے گرم زمین سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اس کے بعد سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور سب سے بارد زمین سفید رنگ کی اور پھر زرد رنگ کی ہوتی ہے، جس زمین مین جتنی سفیدی ہوگی اسی قدر اس مین برودت زیادہ ہوگی، اور اسی پر زردی اور دوسرے الوان کو قیاس کرلیا جائے، سب سے زیادہ مرطوب زمین وہ ہوتی ہے جو پرانی سڑی کھاد کے مشابہ ہوتی ہے اور اس کے اجزا رگیلے ہوتے ہین، کیونکہ اس مین حرارت اور خشکی کا اثر نہین پہنچتا جس سے اسکی مٹی خشک ہوکر جم سکے اور پتھر کی طرح سخت ہوسکے یہ نہ تو خشک ہوتی ہے اور نہ اس کے اجزا رطوبت کی کمی کی وجہ سے منتشر ہوتے ہین

اور نہ اس ریت کی طرح ہوتے ہین جو رطوبت کی کمی کی وجہ سے پتھر کے شکل ہوجاتی ہے محققین کے نزدیک یہ اصل مین چھوٹی کنکریان ہوتی ہین جو پتھر کی صورت اختیار کرلیتی ہین،

جس اعلیٰ قسم کی مرطوب زمین کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہایت اچھی ہوتی ہے لیکن ایسی اعلی زمینین ہماری نظرون سے بہت کم گذری ہین،

ابوحنیفہ دینوری نے اپنی کتاب النبات مین اس زمین کی جس کا ہم اوپر ذکر کرچکے ہین بڑی تعریف کی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ جس ملک کی زمین نرم اور گرم ہو نیز اسکی مٹی ریت کے مشابہ ہو لیکن ریت نہ ہو تو یہ زراعت کے لئے بہت کارآمد ہوتی ہے، اور اگر مزروعات کے اطراف وجوانب مین گڈھے کھود دیئے جائین تاکہ پودے کی حفاظت ہوسکے تو بہت اچھا ہے کیونکہ ایسی زمینین خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہون یا زمین کے پانی سے سیراب کیجائین پانی کو جذب کرلیتی ہین اور اسکو نباتات کی جڑ تک پہنچا دیتی ہین اور اندرونی مسامات کو کھول دیتی ہین، جس سے نباتات ہرے بھرے ہوجاتے ہین اور ان مین نمو کی طاقت بڑھتی رہتی ہے، لیکن جس جگہ کی زمین اس قدر سخت اور چکنی ہوتی ہے کہ پانی اس پر سے گذر جاتا ہے لیکن وہ اس سے کوئی فائدہ نہین اٹھاتی ہے، حتیٰ کہ نرم بھی نہین ہوتی ہے تو وہ اس وقت تک زراعت کے قابل نہین سمجھی جاتی ہے جب تک کہ وہ کسی تدبیر سے نرم نہ کیجائے، ایسی زمین کو عربی مین شحاح کہتے ہین جس پر پانی اسکی سختی کی وجہ سے نہ ٹھرتا ہو اور نہ اندرونی حصون پر کوئی اثر ڈالتا ہو،

ابوحنیفہ کے علاوہ دوسرے فلاحین نے خشک زمینون کی دو قسمین کی ہین، ایک ریت والی (رملی)، جو اپنی یبوست مین سب سے اعلی ہوتی ہے کیونکہ اس مین پتھر

اور کنکر کثرت سے ہوتے ہین، پتھرہی کا ہونا اسکی کامل یبوست پر دال ہے اسلیئے
کہ اس مین پانی کا کوئی اثر جلدی نہین پہنچ سکتا، دوسری طفلیتہ کہلاتی ہے یہ بھی
یابس ہوتی ہے لیکن پہلی کے بہ نسبت اس مین رطوبت کچھ زیادہ ہوتی ہے اس کو
یابس اس بناپر کہتے ہین کہ یہ اپنی سختی مین پتھر کے مثل ہوتی ہے نہ نرم ہوتی اور نہ اسکے
اجزار ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہین لیکن اگر اسی زمین مین باریک ریت کیطرح
نرم مٹی ملادیجائے تو یہ درست ہوجائیگی اور پھر یہ مزروعات کی جڑ تک پانی پہنچاسکیگی،
کیونکہ یہ مٹی اس مین پانی کے جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کردیتی ہے، اس قسم کی
زمین زیادہ تر جزائر مین ہوتی ہے، جزائر کی یہ زمینین جیسا کہ لکھا گیا ہے گرمی کی شدت
اور پانی کی کثرت کی وجہ سے نہایت عمدہ ہوتی ہین کیونکہ ہر طرف کا پانی یہانتک
پہنچتا ہے جس مین خس وخاشاک کا انبار ہوتا ہے اور اسی بناپر ان مین رطوبت اور
نمی زیادہ ہوتی ہے، اور اگر کبھی ان مین باریک ریت ملادیگئی تو وہ اس کو اور زیادہ
نرم اور مرطوب بنادیتی ہے،

شولون نے بھی اس قسم کی رائے ظاہر کی ہے وہ کہتا ہے کہ سب سے اچھی زمین
وہ ہے جس مین حرارت اور رطوبت دونون یکسان موجود ہون زمین کی سیاہی اسکی
حرارت پر دال ہوتی ہے، اور اسی طرح سرخی بھی لیکن سرخ زمین کی حرارت سیاہ
زمین سے کم ہوتی ہے، ان دونون کے بعد اس زمین کا درجہ ہے جس مین زردی مائل
سرخی ہوتی ہے اور یہ حرارت کے لحاظ سے سب سے ادنی درجہ کی ہوتی ہے لیکن برودت
سے قریب تر ہوتی ہے، اور سفید زمین بارد ہوتی ہے،

مرطوب زمین مین کسقدر یبس ہوتا ہے اس کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو

زمین کہ پرانی خراب اور خستہ کھاد کے مثل ہوتی ہے اور جس پر کئی سال اسی طرح گذرجاتے
ہین وہ سب سے زیادہ مرطوب شمار کیجاتی ہے اس کے بعد کے درجہ مین وہ زمین ہوتی ہے
جس مین نرم مٹی اور باریک ریت ملی ہوتی ہے یہ جزائر کی زمین کے مانند ہوتی ہے، اور
سب سے زیادہ خشک زمین وہ ہوتی ہے جسکی مٹی سخت ہو اور خشکی کی بنا پر ایک
جگہ پر جمع نہ ہوسکے، یہ بھی ایک قسم کی ریتیلی زمین ہوتی ہے لیکن اس مین ایسی مٹی کا
نام تک نہین ہوتا ہے، جو کسی قسم کی رطوبت یا نرمی پیدا کرسکے،

طفلی زمین بھی یابس ہوتی ہے اگرچہ وہ ریت سے زیادہ مرطوب ہوتی
ہے لیکن اس پر بھی جب وہ خشک ہوجاتی ہے تو سخت ہوجاتی ہے، اس کی یبوست
بعض وقت اس قدر زیادہ ہوجاتی ہے کہ وہ بالکل پتھریلی زمینون کے مشابہ ہوجاتی ہے،
اگر اس مین تھوڑی سی ریتیلی مٹی ملادی جائے تو وہ نرم ہوجائیگی اور اس طرح وہ مزروعات
کی جڑ مین تری پہنچا سکے گی،

سیداغوس کا قول ہے کہ اگر ہم زمینون کے متعلق غور وخوض کرین تو ہم کو پتہ
چلے گا کہ زمین مین رطوبت، روغنیت، اور نرمی کی اسکی گرمی سے زیادہ ضرورت ہے،
اس لیے کہ دھوپ اور ہوا تو ہمیشہ اس کو گرم ہی رکھتے ہین، اور اسکی اصلاح کرتے
رہتے ہین، لیکن جڑون کو تر رکھنے کے لیے نمی اور دہنیت کی ضرورت ہے تاکہ
وہ اسکی رطوبت کو جذب کرسکین اور نشو ونما پاسکین اور اگر کسی زمین مین حرارت
اور رطوبت دونون یکسان ہون تو وہ زمین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوگی،

ابن حجاج رہ کہتے ہین کہ سیداغوس کا قول اپنی جگہ پر بہت صحیح ہے ابن حجاج
نے اپنی کتاب مین یونیوس، کستنوس، اور دیمقراطیس اور قیسطوس ایسے قدیم ماہرین

فلاحت کے وہ اقوال جو زمین کے اقسام کے متعلق ہین نقل کر دیئے ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ سب سے اعلیٰ درجہ کی زمین سیاہ رنگ کی ہوتی ہے، اور قدما نے اسکی بڑی تعریف کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پانی کی کثرت کو قبول کرتی ہے،

اور اس کے بعد بنفشئی زمین ہے جس کا رنگ بنفشئی ہوتا ہے، ابن حجاج کہتے ہین کہ بنفشئی سے مراد سرخی مائل بہ سیاہی ہے اس زمین کو ہم ہندیہ کہتے ہین، اس کی خوشبو بہت اچھی ہوتی ہے، درخت اس مین نہایت اچھی طرح بارآور ہوتے ہین یونیوس کا قول ہے کہ جو زمین کہ نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہے اسکو حمایتہ بھی کہتے ہین،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ پانی کو جو زمین جذب کرے اور بارش کے بعد اس مین شقوق نہ پیدا ہون اور نہ پانی برستے وقت پھسلاہٹ ہو تو یہ زمین نہایت عمدہ ہوتی ہے، اور جو زمین کہ شدید گرمی مین بھی نہ پھٹے وہ بھی اچھی ہوتی ہے، ابن حجاج کہتے ہین کہ ان تمام مباحث مین اس پر زیادہ روز دیا گیا ہے کہ زمین نہ طفلی ہو اور نہ صلد ہو (یعنی پتھر کی طرح نہ ہو) بعض لوگون نے مجھ سے ذکر کیا کہ حکیم دیمقراطیس نے پھٹنے والی زمینون کی کیون مذمت کی، حالانکہ ہم شہر قرمون کی زمینون کو دیکھتے ہین کہ وہ اکثر پھٹ جاتی ہین لیکن گیہون کے بڑے بڑے پودے جیسے یہان ہوتے ہین دوسری جگہ نہین پائے جاتے،

مین نے ان کو جواب دیا کہ دیمقراطیس نے دوسری اچھی زمینون کے مقابلہ مین اسکی مذمت کی ہے کیونکہ یہ شقدار زمین صرف اچھے گیہون پیدا کرنے کی وجہ سے

دوسری زمینون سے فائق نہین ہو سکتی اس لیے کہ اور دوسرے مزروعات اس مین اچھی طرح نہین اُگتے، پھر یہ ان زمینون سے کیونکر افضل ہو سکتی ہے جن مین ہر قسم کے نباتات اُگتے ہین، سیاہ زمین جو کھاد کے مشابہ ہوتی ہے اس مین ہر قسم کے درخت اور پودے اُگتے ہین سب سے اچھی زمین ہوتی ہے، دوسری زمینین اس سے رتبہ مین بڑھ نہین سکتی ہین جب کہ اس مین مخصوص درخت اور پودون کے سوا کچھ نہین ہوتا، اس پر بھی ان کے لئے پانی کا مجتمع رہنا ضروری ہے، لیکن جس زمین کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ کثرت زراعت کے باوجود زیادہ پانی کی محتاج نہین ہوتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ عمدہ زمین کی علامت یہ ہے کہ وہ بارش کے پانی کو کثرت سے جذب کرتی ہو اور جس مین انواع واقسام کی گھانسین اُگتی ہون اور خودرو طریقہ پر بڑھتی رہتی ہون اسی طرح وہ زمین بھی اچھی ہوتی ہے جس مین چھوٹی چھوٹی گھانسین اُگتی رہتی ہون، یونیوس نے کہا ہے کہ ترکاریون کے لیے ایسی زمین کی ضرورت ہے جو نہ سفید ہو اور نہ بہت سخت ہو اس قسم کی زمین کو حرشائ کہتے ہین، یہ موسم گرما مین زیادہ پھٹتی نہین ہے برخلاف اس کے سفید زمین موسم سرما مین جلد منجمد ہو جاتی ہے اور گرما مین جلد خشک ہو جاتی ہے اسی لحاظ سے مزروعہ چیزین بھی موسمی اختلافات کی شکار ہوتی ہین، سفید زمین باغات کے لئے اس وقت تک کار آمد نہین ہوتی جب تک کہ اس کو کافی محنت اور مشقت کے ساتھ درست نہ کیا جائے اور اس مین مٹی کے برابر گوبر نہ ملا دیا جائے، اور جو زمین کہ گرمیون مین شقدار ہو جاتی ہو درحقیقت وہ باغون کے لئے موافق نہین ہوتی اور اسی طرح سخت زمین مین بھی

باغ لگانا مناسب نہین ہے کیونکہ اسکی مٹی عموماً اچھی نہین ہوتی ہے اور یہ پانی کو روک نہین سکتی بلکہ ضایع کر دیتی ہے،

لیکن سبزی کے لئے وہ زمین بہت اچھی ہوتی ہے جو تھوڑی سخت اور ریتیلی ہوتی ہے کیونکہ اس قسم کی زمین مین زیادہ تر سیاہ مٹی شامل ہوتی ہے جو سبزی کی خاص غذا ہے، تم کو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سبزیون کے لئے زمین کس طرح ہموار کیجاتی ہے، سب سے پہلے تم زمین کو پانی سے سیراب کرو اور اچھی طرح دھو ڈالو اگر اس مین سیاہ مٹی کے ذرات زیادہ نظر آئین تو بہت اچھی ہوگی اور اگر اس مین ریت زیادہ دکھائی دے تو وہ سبزی کے لئے ٹھیک نہین ہے، اسی طرح اگر مٹی کو تم ہاتھ سے خوب ملو اور اس مین چربی کی طرح لزوجت ہو تو یہ بھی سبزی کے لئے غیر مفید ہے، یہ تمام اقوال یونیوس کے ہین،

کسینوس کا قول ہے کہ سبزی کے لئے چربی دار اور روغن دار زمین کی ضرورت ہے جو نہ سخت ہو اور نہ سفید ہو اور نہ گرمی سے پھٹ جانیوالی ہو،

ابن حجاج کہتے ہین کہ ماہرین فلاحت کا طفیلیہ اور حرشار سے اعراض اور ان کی مذمت کا مقصد یہ ہے کہ یہ کسی طرح بھی سبزی کے لئے مناسب نہین ہین، کیونکہ ترکاری فی نفسہ مرطوب اور مائی شئے ہے اس مین درخت سے زیادہ لطیف عنصر ہے، اسلئے صرف وہ زمین زیادہ عمدہ ہوگی جس مین رطوبت اور روغن دونون موجود ہون، جب مزروعات تری کو جذب کرین تو وہ ان مین جذب ہو سکے، برخلاف اس کے طفلی زمین جس مین لس ہو بہت مشکل سے اس کام مین لائی جاسکتی ہے، کیونکہ مزروعات کی رگ و پے مین کسی طرح تراوٹ نہین پہنچ سکتی ہے،

الغرض یہ کہ درختون کے لئے جو زمین مناسب ہوگی وہ سبزی کے لئے بھی کارآمد ہوگی،

بعض ماہرین زراعت کا یہ قول ہے کہ ریتیلی زمین گرمی کے موسم مین زیادہ گرم ہو جاتی ہے اور سردی مین زیادہ سرد ہو جاتی ہے اسی طرح وہ پتھر جو سطح زمین پر ہین موسم گرما کی گرمی اور سرما کی سردی کو بہت جلد قبول کر لیتے ہین اور اس سے پودون کو ان دونون موسمون کے اثرات سے متاثر کرتے ہین جس سے ان کو نقصان پہنچتا ہے، یونیوس کہتا ہے کہ زمین کی اندرونی سطح اس صورت کے بالکل مخالف ہے،

جالینوس نے اپنی کتاب ادویہ مفردہ مین لکھا ہے کہ یونانیون نے اس زمین کا جس کی مٹی نرم اور روغن دار ہوتی ہے خشنہ نام رکھا ہے اور اس کی ضد کو جس مین نہ کوئی نمی ہو اور نہ روغن ہو اس کو صلدہ کہتے ہین یہ صرف اینٹ کے بنانے مین کام آتی ہے، نرم اور مرطوب عمدہ اور اچھی زمینون مین خشک اور ریتیلی زمینون مین تفصیل کے ساتھ فرق بتایا ہے،

وہ لکھتا ہے کہ بعض زارعین کا یہ خیال ہے کہ سرسبز زمین پتھر کے طبائع سے بالکل الگ ہوتی ہے یہ لوگ سخت ریتیلی زمین کو زراعت کے لئے مناسب نہین خیال کرتے، عام طور سے لوگ جس زمین مین زراعت کرتے ہین اُن کی چند قسمین ہین، ایک وہ جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور ذرا روغن دار ہوتی ہے دوسری وہ جو نرم تو ہوتی ہے، لیکن روغن دار نہین ہوتی اور جس کا رنگ سفید ہوتا ہے، یہ دونون قسمین ایک دوسرے سے متضاد ہین، بقیہ اور صورتین ان دونون صنفون کے درمیان مین ہین، ان مین سے ایک کے قریب ہوگی یا بعید ہوگی، لیکن زراعت

کے لئے سب سے اچھی روغندار سیاہ زمین ہوتی ہے،

ابن حجاج نے اپنی کتاب مین زمین کے اندر اور باہر کی چیزون کے طبائع سے بھی بحث کی ہے، اس نے لکھا ہے پہاڑ پست زمین سے بھی زیادہ بارد ہوتا ہے اور ساتھ ہی ازحد یابس ہوتا ہے، یبوست اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس مین پتھر ہوتے ہین، اسکی مٹی سخت پتھر کی طرح ہوتی ہے اور برودت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ہوا اسی سے ٹکراتی ہے اور منجمد ہو جاتی ہے اور برف اسی مین منجمد ہوتی ہے، یہ ثابت بن قرہ کا قول ہے، لیکن پہاڑ کے دامن کی مٹی زیادہ اچھی نہین ہوتی ہے کیونکہ آفتاب ان پر اپنی گرمی کے جو کچھ اثرات ڈالتا ہے اور ان کے اجزاء کو لطیف بناتا ہے، بارش اُن کو نیچے گرا دیتی ہے اس طرح وہ خراب ہو جاتی ہین، اور پست زمین اس کے برعکس ہوتی ہی، ہموار زمین اور چراگاہین جنمین پانی زیادہ دیر تک نہین ٹھہر سکتا ہو معتدل اور اچھی ہوتی ہین کیونکہ اس کی مٹی پانی کی عفونت سے سیاہ ہو جاتی ہے، اور جو چیز متعفن ہو جاتی ہے وہ جلد گرم ہو جاتی ہے، لیکن جو پانی اس مین موجود رہتا ہے وہ اس کو ٹھنڈا کرتا رہتا ہے اور مٹی مین رطوبت پیدا کر دیتا ہے، غرض کہ اس طرح پانی کی برودت اور عفونت کی گرمی مین مقابلہ ہوتا رہتا ہے،

شولون کا قول ہے کہ چراگاہون کی زمین بارد ہوتی ہے لیکن زیادہ بارد نہین ہوتی ہے، کیونکہ برودت کی اصلی وجہ پانی کا کثرت سے اس مین جذب ہونا اور شورا دار مٹی کا وجود ہے کیونکہ اس پر برودت غالب ہوتی ہے اس طریقہ پر ایسی زمینون مین برودت دو جہتون سے آتی ہے، لیکن ان مین ایک جزء حرارت

کا بھی مضر ہے اور وہ وہ تعفن ہے جو پانی اور مٹی کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے اگر یہ زمین پہاڑ کی بہ نسبت زیادہ مرطوب ہوتی ہے، زمین کے وہ مقامات جو پہاڑ کی بڑی بڑی بلندیون اور چوٹیون سے چھپے ہوئے ہین اور جن کے راستے پیچدار ہین انکی مٹی مین ازحد برودت ہوتی ہے کیونکہ آفتاب وہان تک اپنا اثر نہین پہنچا سکتا ہے اور نہ مزروعات کو کوئی غذا مل سکتی ہے اس قسم کی تمام زمینون کے مزاج مین صرف برودت اور رطوبت ہے، لیکن جب ان زمینون کو برابر کیا جائے اور پہاڑون کی برف باری اور سنگ باری سے محفوظ کر لیا جائے تو یہ نرم معتدل اور مستوی ہو جائین گی،

اس کے بعد چراگاہ اور پہاڑی زمین ہے، جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ پہاڑ کے اوپر کے حصّہ کی زمین اس لئے نیچے اور دامن کی زمینون سے اچھی ہوتی ہے کیونکہ پانی کی کثرت اسکی تمام خوبیون کو فنا کر دیتا ہی اور سب سے ادنی قسم کی وہ زمین ہے جو غارون کی شکل مین روپوش رہتی ہے جس کے راستے غیر منتظم ہین اس سے کسی قسم کے نفع کی اُمید نہین ہے، انشاء اللہ اس کے متعلق پھر بحث کی جائیگی،

شولون کہتا ہے کہ زمین کے کسی بلند اور مرتفع حصہ سے اگر پانی گرایا جائے جس کے بعض حصے پست اور بعض بلند ہون، تو اب تم سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کونسا حصہ اچھا ہے اصولاً تم پست حصہ کو بلند حصہ پر ترجیح دوگے کیونکہ اوپر کے حصہ کا تمام پانی اس ٹکڑہ مین آکر جمع ہو جاتا ہے اور اپنے ساتھ مٹی لاکر بھر دیتا ہے، اس بنا پر یہ حصہ ہمیشہ مرطوب رہتا ہے اور رطوبت کی وجہ سے اس مین لطافت

بھی آجاتی ہے، برخلاف اس کے اوپر کا حصہ جبکی زمین سخت ہوجاتی ہے اور ہمیشہ پہاڑ
کے مانند رہتی ہے، درحقیقت بلند اور پست حصون کی عام حالت تو یہی ہوتی ہے ،
جیسا کہ تم نے خیال کیا، لیکن بعض بلند مقالات سفلی مقامات سے خلقی طور پر اچھے ہوتے ہین،
مثلاً وہ چٹیل میدان جس مین ریت غالب ہوتی ہے اس کے اوپر کی زمین زیادہ مرطوب
اور اچھی ہوتی ہو زیادہ تر سفلی زمین علوی سے اچھی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے جن
مقامات کی علوی زمین سرخ رنگ کی ہوگی ان کی سفلی زمین سیاہی مائل ہوگی اور
جنکی علوی زمین کا رنگ سفید ہوگا، ان کی سفلی زمین سرخ یا سیاہ رنگ کی ہوگی وہ
زمین جس مین پانی ضرورت سے زیادہ مجتمع رہتا ہے اور گھانسین کثرت سے اُگتی ہین،
وہ مذموم خیال کیجاتی ہے، کیونکہ اس مین رطوبت اس قدر غالب ہوجاتی ہے جس
سے اس کی حرارت بالکل فنا ہوجاتی ہے، اس قسم کی زمین زراعت کے قابل نہین
ہوتی لیکن طلوع قبض (ایک ستارہ کا نام ہے) کے زمانہ مین کدو، ککڑی ذرہ (ایک قسم
کا دانہ ہے جو جو کے مانند ہوتا ہے اردو مین شاید چینا کہتے ہین،) وغیرہ بوئے جاتے ہین
لیکن درخت نہین بڑھ سکتے بلکہ خراب ہوجاتے ہین، بانس، دردار (اندلس مین اسکو
بق کہتے ہین) عرب وغیرہ کے سوا اور کسی قسم کے درخت نہین بوئے جاتے، ہین،

ابن حجاج کی کتاب مین زمینون کی جانچ کے متعلق ایک بحث ہے کہ زمین کیونکر
جانچی جاتی ہے، اس نے لکھا ہے کہ لوگون نے مختلف طریقون پر زمینون کی آزمایش
کی ہے بعضون نے خوشبو اور ذائقہ سے اسکی جانچ کی ہے اور بعضون نے دیکھکر اور چھوکر
پہچانا ہے، اور بعضون نے اس کے مزروعات سے پتہ چلایا ہے، ان تمام صورتون مین
دیکھ کر اور چھوکر شناخت کرنا زیادہ اچھا ہے کیونکہ اسوقت وہ نباتات سے خالی ہوتی ہے،

اس لئے کوئی شئی دلیل راہ نہین بن سکتی، جن لوگون نے معائنہ کو ترجیح دی ہے ان
مین یونیوس بھی ہے وہ کہتا ہے کہ عمدہ زمین کو دیکھ کر شناخت کرنے کی یہ علامت ہو
کہ وہ ہوا کی خشکی اور پانی کی قلت کی بنا پر بھی پھٹتی نہ ہو اور نہ بارش کی کثرت سے گیلی
ہوتی ہو، بلکہ جس قدر پانی ملے اس کو جذب کر لے، اسی طرح موسم سرما مین چٹان
کی طرح سخت نہ ہوتی ہو، یونیوس اس کے بعد یہ کہتا ہے کہ قدما، نے شناخت کا طریقہ
ایک اور رکھا ہے جو معائنہ ہی سے متعلق ہے وہ یہ کہ بعض جنگلی درخت یا پودے
اگر بہت بڑے ہون اور ایک دوسرے سے بالکل ملے ہون تو وہ اس پر دال ہین،
کہ انکی زمین نہایت عمدہ ہے اور اگر وہ لنبائی مین متوسط ہون اور کم گھنے ہون تو
وہ زمین متوسط درجہ کی اچھی ہے، اور اگر بہت چھوٹے چھوٹے پودے اور معمولی گھاس
ہو تو یہ زمین بہت کمزور ہوگی، لیکن جو زمین کو ذائقہ سے شناخت کرنا چاہتا ہو اس کو
نمکین اور شیرین کے درمیان کے فرق کو جاننا چاہئے،

یونیوس کہتا ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی گڈھون سے نکال کر، کسی شیشہ کے
برتن مین رکھی جائے اور اس پر شیرین پانی ڈالا جائے، اس کے بعد اس کا ذائقہ دیکھا
جائے، نمکین زمین سے قدما نے پرہیز کرنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ وہ کھجور کے سوا
کسی چیز کی زراعت کے قابل نہین ہوتی، کھجورین ایسی زمینون مین بکثرت ہوتی ہین ،
ابن حجاج کی کتاب مین ہے اور بعض فلاحین نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ نمکین زمین
مین چقندر اچھی طرح پیدا ہوتا ہے اور بعضون نے ککڑی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اس
زمین مین زیادہ شیرین اور اچھی ہوتی ہے،

لیکن جو لوگ کہ زمینون کو سونگھ کر ان کی شناخت کرتے ہین وہ اسکی بو کو دیکھتے

زمین کہ آیا وہ اچھی ہے یا خراب ہے، یا نہ خوشبودار ہے اور نہ بدبودار علمائے فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ بدبودار زمین مین کسی قسم کا نفع اور خیر نہین ہے، دیمقراطیس سے زمینونکی شناخت کا ذکر ہوا تو اس نے کہا کہ زراعت کے لئے اچھی زمین کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ زمین دو ہاتھ کھودی جائے اور پھر گڈھے کے نیچے کی مٹی لے کر کسی شیشہ مین رکھی جائے اور اس مین بارش یا کسی نہر کا شیرین پانی اس طرح ڈالا جائے کہ مٹی اور پانی آپس مین مخلوط ہوجائین، اور پھر اتنی دیر تک چھوڑ دین کہ مٹی اندر بیٹھ جائے اور پانی صاف ہوجائے، اس کے بعد اس کو سونگھا جائے اور چکھا جائے اگر ذائقہ اچھا ہے تو زمین اچھی ہے اور اگر نمکین ہے تو زمین ناقابل زراعت ہے اور اگر بدبودار ہے تو زمین اسی درجہ کی ردی ہے جتنا کہ اس کا مزہ اور بو خراب ہے،

وہ کہتا ہے کہ بدبودار اور نمکین زمین سے اجتناب کرنا چاہئے مگر نمکین زمین کھجورون کے لئے اچھی ہوتی ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جس زمین کا مزہ اور بو دریافت کرنا مقصود ہو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ پہلے زمین دو یک قدم کے برابر کھودی جائے اور پھر اس کے ذائقہ اور بو کا اندازہ کیا جائے، لیکن جس زمین مین انگور کی کاشت کرنی ہو تو اس کے لئے وہ تین قدم کے برابر کھودی جائے، اور جس زمین کوئی درخت بونا مقصود ہو تو اس کی گہرائی چار قدم کے برابر رکھی جائے، لیکن بدبودار زمین سے کوسون دور رہنا چاہئے کیونکہ وہ کسی طرح بھی مفید نہین ہے،

سیداغوس کہتا ہے کہ جب دو مختلف زمینون کے متعلق تم سے سوال کیا جائے کہ ان مین کون زیادہ مرطوب ہے اور کون افضل ہے تو تم کو ان مین سے ایک کی مٹی کو ایک

برتن مین رکھ کر ترازو پر رکھنا چاہئے، اور پھر دوسری زمین کی مٹی کو ترازو کے دوسرے پلے مین رکھنا چاہئے، جس سے اس کا اندازہ ہوجائے گا کہ کون یابس ہے اور کون مرطوب ہے،

ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض فلاحین زمین کی ردائت اور اسکی عمدگی کا اس کے گھانس سے پتہ چلاتے ہین، اس مین غلطی بہت کم ہوتی ہے جیسے مقیشر جسکو عجمی زبان مین قروال کہتے ہین اور حرد بہری جو بدبودار ہوتا ہے اور اس کا دوسرا نام بستناج ہے یہ دونون عام طور پر اچھی زمینون مین پیدا ہوتے ہین، اور صعتر حمیر (ایک قسم کی گھانس ہے) ردی زمین مین ہوتی ہے، اسی طرح مستل، حسک (خار مغیلان) بقل، احرش، قمح جبل وغیرہ اسی قسم کی زمینون مین اُگتے ہین، لیکن تمام گھاسون کی یہ حالت نہین ہوتی ہے، بلکہ ہم بعض گھاسون کو دیکھتے ہین کہ وہ اچھی اور خراب دونون قسم کی زمینون مین یکسان اُگتی ہین، مثلاً دشتی پیاز وغیرہ (جس کو ہندی مین کندرہ کہتے ہین) مگر اس سے کوئی استدلال قایم نہین کیا جاسکتا ہے،

بعض زارعین کا قول ہے کہ اچھی اور مرطوب زمین وہ ہے جس پر اگر چند سال ایسے بھی گذر جائین جن مین کسی قسم کی کاشت نہ ہوئی ہو، تو اس مین گھانس اور خودرو درخت نہین اُگتے برخلاف اس کے جو زمین کہ خراب ہوتی ہے یا رتیلی ہوتی ہے یا پتھریلی ہوتی ہے تو اس مین ہر قسم کے درخت خودبخود اُگ آتے ہین، جیسے بلوط، کتم، اور صمغ وغیرہ،

ابن حجاج کہتے ہین کہ مین نے زمین کے متعلق اتنے اقوال کو جمع کردیا ہے جو انشاء اللہ لوگون کے لئے کافی ہون گے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان زمینون

مین بھی جنکی حکمار نے مذمت کی ہے بعض نباتات اچھی طرح اُگتے ہین جیسے ریتیلی زمین مین ام غیلان (طلح) نہایت اچھی طرح ہوتے ہین اسی طرح حاج (ایک قسم کا کانٹا) اور کتم (ایک قسم کی گھاس ہے) گرم زمینون مین ہوتے ہین، مین کہتا ہون کہ تمھارا یہ کہنا صحیح ہے کہ ہر زمین مین کچھ نہ کچھ نباتات اُگتے ہین لیکن ممکن ہے کہ یہ کلیہ بعض جگہون پر ٹوٹ جائے درحقیقت حکمار نے صرف دو قسم کی زمینون کا زراعت کے لئے انتخاب کیا ہے ایک وہ جس مین رطوبت حرارت پر غالب نہ ہو اور دوسری وہ جس مین رطوبت اس پر غالب ہو، کیونکہ انھین دونون قسمون کی زراعت کے لیے ضرورت ہے اوران کے علاوہ دوسرے قسم کی زمینون کی مذمت کی ہے، مگر حکما نے ان زمینون کو بھی پسند کیا ہے جو گیہون، جو، اور چنے وغیرہ کے لئے مناسب ہے، اسی طرح اس زمین کی بھی مدح سرائی کی ہے، جو باغات کے لئے عمدہ ہوتی ہے، مثلاً سیب، امرود، اور آلو، وغیرہ جس مین بوئے جاتے ہین، اور اس زمین کو بھی اچھی نظر سے دیکھا ہے جو سبزیون کے لئے مناسب ہوتی ہے، جیسے بیگن، انگور، کزبر وغیرہ،

شولون کا بیان ہے کہ مرطوب زمین مین تقریباً ہر قسم کے پودے اور درخت بڑی شادابی کے ساتھ اُگتے ہین، اسی بنا پر حکمار نے اس کی بڑی تعریف کی ہے اور سب مین اس کو افضل بتایا ہے،

لیکن ترمس (باقلائی مصری) اگر ریتیلی زمین مین بکثرت ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے ریتیلی کو فضیلت نہین دی جاسکتی اس لئے کہ یہ ایک شاذ صورت ہے علاوہ اس کے اگر ترمس مرطوب زمین مین بھی بویا جائے تو یہ نہایت عمدگی کے ساتھ بارآور ہوگا، اگرچہ ریتیلی زمین کے مزروعات کے لئے اس مین کوئی نشیب و فراز نہین ہوتا،

تاہم اس مین خراب بھی نہین ہوتے اور چونکہ صنوبر بھی اسی قسم کی زمینون مین ہوتا ہے، اس لئے اگر اُن کو افضل کہا جائے تو یہ غلطی ہوگی کیونکہ صنوبر کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہین کیجاسکتی، ساتھ ہی اس کے ریتیلی زمین مین بڑا نقص یہ بھی ہے کہ سیب، آلو، امرود یہ ایسے پھل اس زمین مین نہین ہوتے رہا مرطوب زمین کو جو فضیلت دی گئی ہے وہ اسکی مٹی کی عمدگی کی بنا پر کیونکہ اس قسم کی مٹی مین ہر طرح کے مزروعات کی زراعت ہوسکتی ہے جنکی انسان کو زیادہ ضرورت پڑتی رہتی ہے

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ریتیلی زمین مین ان چیزون کے علاوہ جو اوپر ذکر کیگئی ہین اور بھی درخت لگائے جاتے ہین مثلاً کشمش، انار، اور سفرجل وغیرہ لیکن یہ چیزین باغون مین بھی ہوتی ہین جہان پر کی مٹی زیادہ کھاد ملاکر درست کردیجاتی ہے اور ہمیشہ سیراب کیجاتی ہے، لیکن جب وہ اپنی اصلی حالت پر ہوتی ہے تو اس مین اس قسم کی چیزین نہین ہوتی ہین کھاد اور پانی ڈالنے کی وجہ سے اسکی حالت بدل جاتی ہے اور چونکہ اس مین تخلخل بہت ہوتا ہے، اس لئے سیرابی کو بہت دیر تک باقی رکھتی ہے، اور پانی کو خوب جذب کرلیتی ہے اور مزروعات کی رگون مین پانی اچھی طرح پہنچاتی ہے،

لیکن اگر وہ اپنی اصلی صورت پر ہو تو وہ بہت خراب ہوتی ہے اس مین نمو کی طاقت بہت کم ہوتی ہے، اس کے درست کرنے کی اس کے سوا کوئی تدبیر نہین ہے کہ اس مین گیلی سیاہ مٹی یا اور دوسری مرطوب مٹی ملادی جائے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین، اس قسم کی زمینون کو زیادہ سیراب نہین کرنا چاہئے کیونکہ یہ پانی کو زیادہ جذب نہین کرتی ہین، بعض وہ لوگ جو اس سے ناواقف ہین یہ خیال کرتے ہین،

کہ چونکہ یہ اچھی طرح سیراب نہین ہوتی ہین اس لئے پانی سے خوب سیراب کرنا چاہئے حالانکہ وہ اچھی طرح آسودہ ہو چکتی ہین اس سے مزروعات کو شدید نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ایسی زمین مین پیداوار اجزاء ارضی کی یبوست سے ہوتی ہے، ان مین چھوٹی چھوٹی کنکریان ہوتی ہین جن کے اندر پانی رک جاتا ہے، اور اسکو زمین تک پہنچنے کا راستہ نہین ملتا ہے،

کتاب فلاحت نبطیہ مین بھی زمینون کے متعلق یہی حالات درج ہین صغریت کا قول ہے کہ زمینین آپس مین بہت زیادہ مختلف اور متفاوت ہوتی ہین حتی کہ یبوست رطوبت، اور برودت کے قبول کرنے مین بھی مختلف ہین فلاحین کو ان زمینون کو شناخت کرنے کی ازحد ضرورت ہے اگر زمین اپنی اصلی حالت پر ہونے کے باوجود ہر قسم کی زراعت کے قابل ہے اور کاشتکار نے اسکی حالت دیکھ کر زراعت شروع کی تو جن چیزون کو وہ بوئے گا وہ بکثرت ہونگی اور اس سے اسکی جودت طبع اور اس فن سے تعلق کا پتہ چلے گا، بعض زمینین نباتات کے ذائقہ کو متغیر کر کے خراب کر دیتی ہین، مثلاً ان کو نمکین اور دوسرے قسم کے ذائقون مین بدل دیتی ہین اسکی بڑی وجہ دھوپ کی شدت ہے اور بھی دوسرے اسباب ہین، لیکن جو زمینین کہ اچھی ہوتی ہین وہ علی العموم مزروعات کی اصلاح کرتی رہتی ہین،

آدم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ سب سے اعلیٰ ترین زمین وہی جسکا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بارش کے پانی کو خوب جذب کرتی ہے، حتیٰ کہ پانی اس سے بچ نہین جاتا اور نہ مٹی کے ملانے سے وہ خشک ہوتی ہے چونکہ اس کا قوام متلزز اور متخلخل کے درمیان مین ہوتا ہے، اسلئے نہایت اچھی زمین ہوتی ہے،

نیبوشاد کا قول ہے کہ سب سے عمدہ زمین وہ ہے جو نفشتی رنگ کے مثل ہو ایسی زمین کو نفسجیہ کہتے ہین، اس رنگ کے پیدا ہونے کی اکثر صورت یہ ہوتی ہے کہ جب شیرین پانی کسی زمین مین آکر جمع ہو جاتا ہے اور وہ ایک مدت تک وہین ٹھرا رہتا ہے اور پھر وہ وہان سے ہٹ جاتا ہے تو اس زمین کا رنگ اسی قسم کا ہو جاتا ہے اور اسی کے ساتھ سیاہی بھی آجاتی ہے، ایسی زمینون کی مٹی ہمیشہ شیرین ہوتی ہے

طامین لکھا ہے کہ زمین کی سطح پر جب بارش کا پانی ٹھر جاتا ہے تو وہ اوپر کی زمین کے خس وخاشاک ساتھ لاتا ہے اور یہ خس وخاشاک سطح زمین پر جم جاتے ہین، اور اسی سے زمین پر ایسی سیاہی آجاتی ہے جو نفشہ کے رنگ کے مشابہ ہوتی ہے اور اس سیاہی کا نام دسومتہ رکھا جاتا ہے، جب یہ سیاہی زمین پر نمایان ہوتی تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس مین دسومت ہے، دسومت کی کثرت غیر مفید ہے دسومتہ کی ضد قشف یعنی خشکی ہے اور یہ اس زمین مین ہوتی ہے جس مین پتھریلی ریت یا کنکریان ہوتی ہین،

ینسبوشاد کہتا ہے کہ نفشتی زمین کے بعد وہ زمین اچھی ہوتی ہے جس کا رنگ خاکی ہوتا ہے، اس کے ذرات مین تخلخل ہوتا ہے اسکی مٹی شیرین ہوتی ہے اور کوئی دوسرا مزہ نہین ہوتا ہے، اس کے بعد وہ زمین اچھی ہوتی ہے جس کا نام حضرت آدم علیہ السّلام نے ہارہ رکھا ہے یہ بہت نرم ہوتی ہے اس کا موسم سرما مین بھی رنگ تبدیل نہین ہوتا خواہ برف گرے یا اولہ پڑے، اس کے ساتھ ہی اس مین یہ وصف ہے کہ اگر کوئی شخص اس کا ڈھیلہ توڑنا چاہے تو آسانی کے ساتھ توڑ سکتا ہے،

اس زمین کے بعد اس زمین کا درجہ ہے جو شدیدہ کہلاتی ہے اس کا بھی رنگ خاکی ہوتا ہے لیکن ہلکا ہوتا ہے اور ہلکی سفیدی ہوتی ہے یعنی سفیدی اور خاکی کے درمیان کا رنگ ہوتا ہے، صلبہ سے کم سخت ہوتی ہے، اس مین کھیتی آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے لیکن درختون کے لیے مناسب نہین ہے بلکہ صرف غلون کی زراعت کے لئے مفید ہے، صغریت اس قول کا مخالف ہے وہ یہ کہتا ہے کہ درخت پست اور نرم زمینون مین بہت بارآور اور اچھے ہوتے ہین،

سُرخ چکنی زمین تمام مزروعات اور درختون کے لیے اچھی ہے لیکن کھجور اور وہ درخت جن کے پھل شیرین ہوتے ہین اس قسم کی زمین مین نہین ہوتے کیونکہ یہ ان کے لئے موافق نہین ہوتی ہے، جن اچھی زمینون کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین وہ ہر قسم کے درخت اور نباتات کے لئے نہایت عمدہ ہین،

جس زمین کو اطبا عمیقہ کہتے ہین وہ بھی تمام مزروعات کے لئے اچھی ہے صرف سبزی اس مین نہین ہوتی کیونکہ ان کے لئے وہ نامناسب ہے طامین لکھا ہے کہ عمیقہ دستمہ (روغن دار) اور قشف (روکھی اور خشک) کے درمیان مین ہوتی ہے اس زمین کا ہم نے دوسرا نام سہلہ رکھا ہے، اور وہ زمین جسکی سطح پر موسم سرما مین سفیدی پھیل جاتی ہے وہ بہت خراب ہوتی ہے اس مین کھجور، جو، ترکاری، سلق وغیرہ کے سوا کچھ نہین ہوتا ہے، اس کی سفیدی اسکی نمکیت پر دال ہے،

وہ زمینین جو مزروعات کے ذائقہ کو بدل دیتی ہین اگر وہ اس صفت کی زمین ہون جس صفت کی حارہ ہوتی ہے تو وہ انگور، کدو، خربوزہ وغیرہ کیلئے بہت اچھی ہوتی ہین اور ان نباتات کے لئے بھی ٹھیک ہے جنمین تنہ نہین ہوتا بلکہ زمین پر پھیل جاتے ہین

پھلدار درختون کے لئے بھی یہ زمین اچھی ہوتی ہے، اجناس کے لیے بھی موافق ہے، لیکن پھولون کے لیے یہ مناسب نہین ہے، قوثامی کہتا ہے کہ عمدہ زمینون کے پہچاننے کی یہ علامتین تھین جو اوپر ذکر کی گئین پس جو زمین کہ ان اوصاف کے خلاف ہو وہ فاسد ہے اور علاج کی محتاج ہے،

فصل

فلاحت نبطیہ مین زمین کے احوال سے جو بحث کیگئی ہے اُنکا بیان

اچھی زمینون کی شناخت دیکھ کر کیجاتی ہے اسکی علامتین یہ ہین کہ زمین گرمی اور سردی خشکی اور بارش کے احتباس سے خریف اور سرما مین پھٹتی نہ ہو اور نہ اس مین شقوق پیدا ہوتے ہون اور بارش کی کثرت سے جلد گیلی نہ ہوتی ہو اور نہ اس مین اس طرح کیچڑ ہو جائے کہ ہر شخص کے پیرون مین چپک جائے اور اگر کوئی ہاتھ سے چھوئے تو اس مین لپٹ جائے اور جب بارش ہو تو پانی کو اچھی طرح جذب کرے اور جب تھم جائے تو اس کی سطح پر سفیدی نہ پھیل جائے، کیونکہ بعض زمینون پر جو اچھی نہین ہوتی ہین، پانی برستے وقت یا اس کے دو دن کے بعد ایک سفیدی سی پھیل جاتی ہے جو آٹے کی طرح باریک ہوتی کبھی ایک ہی جگہ پر ہوتی ہے اور کبھی مختلف مقامات پر ہوتی ہے ایسی زمین اچھی نہین ہوتی، اچھی زمین کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب سردی شدت سے پڑے تو سفال ریزہ کی طرح کوئی ایسی سفید اور باریک ظاہر نہ ہو جو پہلے نہ تھی اچھی یا خراب زمینون کی شناخت کا ایک طریقہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ زمین کی مٹی دو رطل سے تین رطل تک لی جائے اور اسکو مٹی کے ایک چھوٹے گھڑے مین رکھ کر اس کا منھ اچھی طرح

بندکر دیا جائے اور پھراس کو اسی زمین مین تین یا چار ہاتھ کا گڈھا کھود کر دفن کر دیا جائے اور چودہ دن تک اسی حال پر رہنے دیا جائے، کیونکہ قمر کا نصف دور چودھوین دن ختم ہوتا ہے، چودہ دن گذرنے کے بعد اس کو نکالا جائے اور دیکھا جائے، اگر برتن کے اوپر ریزے ہون تو یہ سمجھنا چاہئے کہ مٹی پسیج گئی ہے اور اس کا منھ کھول دیا چاہئے، اگر ایسا نہ ہو تو اس کو پھر سختی سے بند کر کے دفن کر دینا چاہئے اور سترہ دن تک چھوڑ دینا چاہئے اس کے بعد اس کو نکال کر کھولنا چاہئے، اس مین ایسے کیڑے یا اسی قسم کے دوسرے حیوان دکھائی دین گے، جن مین سخت عفونت ہو گی اور ایسا معلوم ہو گا کہ یہ ایسی جگہ کے ہین جہان کی ہوا اچھی نہین ہوتی ہے پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ ان کیڑون کا رنگ کس قسم کا ہے اگر وہ سیاہ یا نیلگون یا سبز ہون تو وہ زمین اچھی نہ ہو گی جسکی مٹی لیگئی ہے اور اگر وہ سرخ، زرد، خاکی، سیاہی مائل یا ہلکی سبزی لئے ہون تو وہ زمین بہت اچھی ہو گی، اس کے بعد وہ مٹی جو اس گھڑے مین رکھی گئی ہے سونگھی جائے اگر اس کی بو ویسی ہی ہو جیسی دفن کرنے سے قبل تھی یا اس کے قریب قریب ہو تو وہ زمین غالب درجہ اچھی ہے اور اگر اس کی بو مین تغیر ہو گیا ہو تو یہ غور کرنا چاہئے کہ کس چیز سے متغیر ہوئی ہے پس اگر ترشی یا تلخی یا اسی کے مثل کی چیزون کی بو سے متغیر ہو گئی ہو تو ان مین انھین چیزون کی زراعت کرین جنکو ترشی وغیرہ کی بو موافق ہوتی ہے اور اگر ان چیزون کی بو سے زمین کی بو متغیر نہین ہوئی ہو تو وہ زمین اچھی تصور کیجائے اس مٹی کو نکالنے کے تھوڑی دیر بعد چکھنا چاہئے اگر اس کا ذائقہ کنوئین کی اس گرم اور سرخ مٹی کی طرح ہو جو نکالکر خشک کر دیگئی ہو تو وہ زمین اچھی ہو گی اور اگر اس کا ذائقہ نمکین تلخ یا ترش ہو تو جیسا ذائقہ ہو گا اسی لحاظ سے وہ کار آمد ہو گی،

زمین کے شناخت کی دوسری مختصر ترکیب

تھوڑی سی مٹی میٹھے پانی مین ملا دیجائے اور چھوڑ دیجائے پھر اس کو کئی مرتبہ جھولا جائے اور چھوڑ دیا جائے، اس کے بعد وہ چکھی جائے اور غور کیا جائے کہ اس کا مزہ کیسا ہے اور اس سے بھی اچھی صورت یہ ہے کہ مٹی کو گرم کھولتے ہوئے میٹھے پانی مین ڈال دیا جائے، اور پھر وہ بار بار جھولا جائے اور ہر حرکت کے بعد اس کو ساکن کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے، جب پانی بالکل ٹھنڈا ہو جائے تو ایک ایک گھونٹ پیا جائے، پھر اس کا مزہ صاف بتا دے گا کہ یہ زمین اچھی ہے یا خراب،

ایک اور ترکیب

زمین کے گڈھے سے ایک کافی مقدار مین مٹی لی جائے اور سونگھی جائے اگر اس مین اچھی مٹی کی طرح خوشبو ہو اور وہ ہر قسم کے خراب ذائقہ سے محفوظ ہو تو وہ زمین اچھی خیال کی جائیگی، سونگھنے کے بعد پھر یہ مٹی چکھی جائیگی اور جس طرح اسکی خوشبو کا پتہ چلایا گیا ہے اسی طرح اس کے ذائقے کا پتہ چلایا جائے گا، ذائقہ معلوم کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کسی برتن مین ڈال دی جائے اور اوپر سے شیرین پانی ڈالا جائے جو یا تو دجلہ کا پانی ہو یا اسیکے جیسے دریا کا ہو اور پھر اس کو حرکت دی جائے اس کے بعد چکھا جائے اس سے اس مٹی کے ذائقہ کا پتہ چلے گا، جیسا ذائقہ ہو گا اسی قسم کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ مٹی کے ذائقہ کا پتہ اس وقت تک نہین چلسکتا ہے جب تک کہ اس مین میٹھا پانی نہ ملایا جائے،

اچھی اور صالح زمین کے شناخت کی ترکیب بذریعہ نبات کے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمین کی روئیدگی مثلاً گھاس یا کانٹا وغیرہ کو دیکھ کر اندازہ کرے اگر وہ قوی اور مضبوط ہون اور اُن کی نشو و نما اچھی ہو آپس مین ملے ہون تو وہ زمین قابل زراعت ہے، اور اگر وہ کمزور ہون اور نشو و نما اچھی نہو تو وہ زمین آفات سے محفوظ نہین رہ سکتی ہے،

قوثامی کا بیان ہے کہ بعض لوگ صرف زمین کی نبات کو دیکھ کر اس کا فیصلہ کرتے ہین کہ آیا وہ اچھی ہے یا خراب، خواہ وہ ایک ہی قسم کی گھانس نہ ہو، مثلاً سوسن ( ) موسج ( ) شوک ( ) علیق (گلاب کے مانند ہوتا ہے) وغیرہ لوگ ان کی شاخ یا پتی لیکر خوب کوٹ لیتے ہین اور پھر ان کے مزہ اور ذائقہ کو اچھی زمین کے درختون کے پتون کے مزہ سے مقابلہ کرتے ہین جس سے وہ زمین کی اچھائی اور برائی کا اندازہ کر لیتے ہین، اور (ط) مین بھی ایسا ہی ہے، کہ زمین کی نبات سے اس کے جید اور ردی ہونیکا اندازہ انسان خود کر سکتا ہے،

قوثامی کے نزدیک کھاری تر، شاداب، نرم اور پانی کم جذب کرنے والی زمین مین زراعت کیجا سکتی ہے، لیکن سخت، شور، حار، بہت ہی نرم بہت ہی خشک زمین مین اور ان کے علاوہ جن زمینون مین خودرو خراب پودے ہوتے ہین نہ تو انکی اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ یہ قابل زراعت ہین، مثلاً جدہ (عنبر بید فارسی مین کہتے ہین) افسنتین (بابونہ کی طرح ہوتا ہے)، زوفا (گھانس زمین پر پھیلتی ہے)، قیصوم ( ) ہندبا البری (کاسنی)، خربق اسود (کنگی نسیاہ) جو کہ نبطیون کے نزدیک ایک قسم کا زہر ہوتا ہے،

کبر ( ) عوسج احمر ( ) یہ تمام چیزین یا اس قسم کی اور چیزین خراب زمینون مین اُگتی ہین، اور وہ بدبودار زمین جو بہت گرم ہوتی ہے اس مین تو کوئی چیز اُگتی ہی نہین، البتہ کم پانی والی شور زمین مین عکرش جسکو شل بھی کہتے ہین اُگتا ہے اور جو زمین زیادہ سخت نہین ہوتی اس مین شیح اور جسکو عرب مین قیصوم کہتے ہین پیدا ہوتا ہے،

نبوشاد کا خیال ہے کہ کم سیراب شدہ سخت زمین مین اکثر سوسن ابیض، نرگس اور بصل (پیاز) یا ان کے مشابہ چیزین جنکی جڑین زمین مین لگائی جاتی ہین اور پھر اوپر اُگ آتی ہین، لیکن اگر اس قسم کی چیزین نرم شاداب اور تر زمین مین اُگین تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ قابل زراعت ہین اور بہت سخت زمین ایک قسم کا کیرا اُگتا ہے جسکی پتیان بہت چھوٹی ہوتی ہین اور بڑی پیاز بھی ہوتی ہے جسکو رومی اشکلہ کہتے ہین، جس کے کھانے سے چوہے فوراً مر جاتے ہین اسی بنا پر اس کو بصل الفار کہتے ہین، ہین، اور یہی عنصل یا بصل الفار سخت پتھریلی زمین مین بھی پیدا ہوتا ہے اسکی سختی گچ اور پہاڑ کے چٹانون کی طرح ہوتی ہے، اور یہ خشک پہاڑون اور بڑے بڑے ٹیلون مین بھی اُگتا ہے،

کانٹے دار درخت ہموار زمین کے اس حصہ زمین مین ہوتے ہین جو قدرے سخت ہوتی ہے اور پہاڑ اور پتھریلی زمین مین بھی پیدا ہوتے ہین، اس کے علاوہ کانٹے تو اکثر ایسی زمین مین ہوتے ہین جس مین رطوبت کم ہوتی ہے اور سختی ہوتی ہے، غرضکہ درخت عموماً تر زمین مین اُگتے ہین اور خوب سرسبز و شاداب رہتے ہین، اور بہت ہی تھوڑے درخت خشک زمین مین اُگتے ہین، اور چھلکے دار چیزین مثلاً

بصل القار اور جنگلی سبزی اور ساگ وغیرہ بھی اچھی زمینون مین پیدا ہوتے ہین، جن مین نمکینیت کے سوا اور کوئی عیب نہین ہوتا کیونکہ جنگلون مین نمکین مٹی بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن یہ کھاری مٹی ساگ وترکاری کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر ساگ وسبزیان کھاری زمین پیدا ہوتی ہین اور جن ترکاریون کو کھاری مٹی نہین ملتی وہ مزے اور لذت مین اچھی نہین ہوتین زمین کی شناخت اس کے نبات سے بھی ہوتی ہے اس طرح پر کہ اگر وہ پودے جو عام طور سے کھاری زمین مین ہوتے ہین دوسری جگہ پر بو دیئے جائین اور وہ اُگ جائین تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس مین بھی نمک غالب ہے اسی طریقہ سے کمزور اور باریک کانٹے جیسے حسہ (جسکو شوکۃ الحصیر کہتے ہین جب یہ کسی اچھی زمین مین پیدا ہوجاتے ہین تو اس سے یہ اندازہ کرلینا چاہئے کہ یہ زمین بار بار زراعت سے کمزور ہوگئی ہے،

فصل

وہ اقسام زمین جن فلاحت (یعنی تعمیر) اور مخصوص علاج کی ضرورت ہے،

طٓ مین ہے کہ وسمی اور ثقلی یہ دونون زمینین تقریبًا اپنی نوعیت مین ایک ہی ہین وسمی زمین پر ایک قسم کی رطوبت رہتی ہے اور نرم اور سیاہ ہوتی کبھی بالکل کھوکھلی سی ہوتی ہے اس کے بعض اوصاف بنفشئی زمین کے بیان مین گذر چکے ہین، ان دونون زمین کا بہترین علاج یہ ہے کہ سخت حرارت کے زمانہ مین ہر ماہ مین دو مرتبہ بھاوڑے یا کدال سے کھود ڈالا کرین، تاکہ تین ماہ کے اندر کم از کم اس مین یہ عمل چھ یا سات مرتبہ ہوجائے، پھر اس کے بعد سراون یا کسی آلہ سے مٹی باریک کردی جائے کیونکہ اس عمل سے مٹی باریک ہوگی اور اس مین گرمی پیدا ہوگی تو اسکی وسمیت جو زیادہ

تھی کم ہوجائے گی، اور ثقل بھی کم ہوجائیگا اس سے یہ مقصد نہین کہ وسمیت کا بالکل ازالہ ہی کردیا جائے۔ بلکہ اس کا زیادہ حصّہ نکل جانا چاہئے اس لیے کہ اگر بالکل اسکی وسمیت جاتی رہی تو ہم کو پھر اس وسمیت کے لانے کی ضرورت پڑیگی، ان دونون زمینون کا اس سے زیادہ اچھا کوئی علاج نہین، بسا اوقات رقیقہ (وہ زمین جو اوپر نرم ہو اور اندر پتھریلی ہو) کے علاج کی بھی ضرورت پڑتی ہے، نیبوشاد کا خیال ہے کہ ارض رقیقہ، ارض وسمہ (وہ جس کے اوپر کی سطح نم ہو) کے مشابہ اور ارض وسمہ ارض عرقہ (وہ جس مین نمک ہو) کے مشابہ ہے اس لئے اس کے نزدیک یہ تینون زمینین مشابہ ہین، بعض کسانون اور فلاحین کا خیال ہے کہ رقیقہ اور نزہ (جس مین پانی بہت کم ہو) ایک ہی زمین ہے اور بعض کہتے ہین کہ رقیقہ ہی عرقہ ہے لیکن ان لوگون کا یہ خیال صحیح نہین ہے، بلکہ عرقہ زمین، نزہ اور رقیقہ کے درمیانی زمین ہے،

بہت ہی نرم زمین بھی فاسد زمین ہے یہ وسمہ سے بالکل مختلف اور متضاد ہے اس کا ذائقہ حموضۃ (کھٹاپن) اور تفاہتہ (بے مزہ) کے مابین ہوتا ہے، یہ زمین اپنی رقت کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہے اور یہ بھی قابل علاج ہوتی ہے اس کا بھی علاج یہی ہے کہ اس کو بار بار دھوپ مین کھود کر درست کرین تاکہ کچھ حصّہ جل جائے، لیکن بہت زیادہ نہ جلنے پائے، اسلیے کہ اگر زیادہ جل جائے گی تو بالکل ریت ہوجائے گی پھر بجز ضعیف پیداوار کے اور کوئی اچھی چیز نہ ہو سکے گی، نیبوشاد کے نزدیک ارض وسمہ اور ارض رقیقہ دونون برابر ہین یہ مقولہ ایک مضحکہ سا معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ ہمارے نزدیک ارض رقیقہ، ارض وسمہ کے بالکل متضاد ہے نیبوشاد کے نزدیک ارض رقیقہ کے اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ربیع مین اوسکو

کئی مرتبہ الٹ پلٹ دیا جائے اور پھر بکثرت کھاد تیار کرکے اس مین ڈالین لیکن خچر کی
لید نہ شامل کرین کھاد سے یہ زمین بہت اچھی ہوجائے گی اور جس چیز کو بوئین گے اسکے
اُگنے مین یہ معاون ہوگی، اس قسم کی وسمی زمین مین انگور کی کاشت بہت اچھی ہوتی ہے،
اس مین انگور کی بیل بہت سرسبز و شاداب ہوتی ہے اور اسکی شاخین اور جڑین موٹی
اور مضبوط ہوتی ہین اور بہت ہی رسدار انگور پیدا ہوتے ہین، جس سے بہترین شراب
بنائی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ تمام وہ درخت جو انگور کی طرح ہوتے ہین ایسی زمین
مین بہت اچھی طریقہ سے پیدا ہوتے ہین، خواہ پودے ہون یا بیلین ہون انیبوشاد نے
جس جگہ ارض رقیقہ کا تذکرہ کیا ہے لکھا ہے کہ یہ زمین بہت ہی ضعیف اور کمزور ہوتی ہے،
اس کو بار بار کھودنا نہین چاہئے، ورنہ یہ کھوکھلی ہوجائے گی اور زیادہ کمزور ہوجائے گی،
ایسی زمین مین خصوصیت سے جو کی کاشت بہت اچھی ہوتی ہے، جب یہ کھود کر درست
کردی جائے تو پھر پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہئے تاکہ یہ پانی زمین کے نقص کا
ازالہ کردے، اس صورت مین جو کی پیداوار بہت اچھی ہوگی، اور اگر اتفاقاً جو کے
اگنے کے قبل بارش ہوگئی تو پھر یہ جو کی فصل بہت اعلی ہوگی،

نیبوشاد نے کم کھاری زمین کا نام بھی ارض رقیقہ رکھا ہے، اس کا یہ قول البتہ
کچھ صحیح معلوم ہوتا ہے، یہ بھی ایک قسم کی کمزور زمین ہے جس کے خاص اوصاف ہین
اور خاص علاج ہین، اس زمین کا علاج یہ ہے کہ اس مین گائے کا گوبر ڈالا جائے
مگر اس گوبر مین اچھے قسم کی مٹی ملی ہوئی ہو، اور اس گوبر مین سیستان کی پتی اور
اس کے پھل اور شاخ کو جلا کر ملا دیا جائے کدو جلا کر اس کی راکھ ملا دیجائے
اور اس راکھ کو مٹی یا گوبر مین مخلوط کرکے ڈالین تو اس قسم کی زمین کے لئے بہت مفید

ہوگا، بلکہ بار بار کھاد بنا کر ڈالنے کی ضرورت ہے، اس قسم کی زمین مین ان چیزون
کی کاشت کرنی چاہئے جو سطح زمین ہی پر پیدا ہوتی ہون مثلاً ٹھنڈے ساگ اور
جرجیر (تیرہ تزک جسکو ہندی مین ترمرا کہتے ہین) اور حرف (سپندان (رائی) وغیرہ

ریتیلی زمین اپنی ریت کے اختلاف کی بنا پر مختلف رنگ کی ہوتی ہے،
اس لئے پہلے پہل تعمق نظر سے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اسکی ریت کس رنگ کی مٹی
کے ساتھ شامل ہے، ریتیلی زمین ہمیشہ نرم ہوتی ہے اس لیے کہ ریتیلی زمین مین
ہمیشہ نرم اجزا ہوتے ہین ایسی زمین مین بہت ہی کمزور لیکن یکسان پیداوار ہوتی
ہے اور خصوصیت سے ریتیلی زمین مین ہر قسم کے انگور بالکل یکسان ہوتے ہین ایسی
زمین تمام عیوب سے منزہ ہوتی ہے لیکن بڑی بات یہی ہے کہ اس مین ریت
مخلوط ہوتی ہے، اس کا علاج بھی وہی ہے جیسا کہ دونون وسمی اور ثقلی زمینون
کے بیان مین گذر چکا ہے ان زمینون مین سے جس قسم کی زمین ہوگی ویسا ہی علاج
کیا جائے گا، مناسب یہ ہے کہ جس وقت یہ زمین زراعت کے لئے الٹی پلٹی جائے
اس وقت اس مین گدھے کی لید جس مین سبزیون کی پتیان اور تنکے اور جو یا گیہون
کے بھوسے ملے ہون مخلوط کردیجائے اور اس قسم کی اصلاح اگر فصل خریف مین
کیجائے تو بہت اچھا ہے ارض صلبہ (سخت زمین) اسکی بہت سی قسمین ہین، اُن
مین سے بعض کا رنگ سفید ہوتا ہے یہی ان کا اصلی رنگ ہے، اور بعض مین سفیدی
کم ہوتی ہے، جس زمین مین سفید غالب ہوتی ہے اوسکو حصیتہ (یعنی کچھ دار) کہتے ہین
اور جو اس سے کم سفید ہوتی ہے وہ صلبی زمین کہلاتی ہے ایسی زمین مین کھجور اور
پھول نہین لگائے جاتے البتہ ایسے درخت جنکے دانے کھانے مین آتے ہین انکی

کاشت ہو سکتی ہے،

طامین ایک دوسرے مقام پر یہ ہے کہ ایک صلبی زمین ایسی بھی ہوتی ہے، جس مین سفیدی کم ہوتی ہے، لیکن خاکی رنگ غالب ہوتا ہے اس کا نام ہم نے شدیدہ رکھا ہے یہ زمین بہت سخت نہین ہوتی بلکہ کچھ نرم ہوتی ہے، سخت زمین، گیہون، جوار، چنا، مسور در بڑے بڑے درخت مثلاً اخروٹ، خندق، (بندق ولایتی میوہ سرخ رنگ کا بیر کے برابر ہوتا ہے) زیتون اور اسی قسم کے میوہ جات کے لئے مناسب اور موافق ہوتی ہے،

ایسی زمین کا بہتر علاج یہ ہے کہ کثرت سے اس مین ہل چلایا جائے تاکہ اسکی صلابت دور ہو اور اسکی ابتدا نومبر سے کرنی چاہئے اور ہر دس دن کے بعد ہل چلایا جائے اور اس مین جو بڑے بڑے ڈھیلے ہون ان کو توڑ کر باریک کر دیا جائے اور کاشتکارون کو چاہئے کہ اسی مین گائے بکری اور بھیڑ وغیرہ کو رکھین تاکہ اسی کھیت کے اندر وہ پیشاب و پاخانہ کرین اور اسی مین سے آئین جائین تاکہ اسکی مٹی باریک ہوتی رہے، اور آدمی بھی اسی کھیت مین سے آمد و رفت رکھین بلکہ اچھا تو یہ ہے کہ اس زمین کو بھیڑ، بکری گائے اور انسان اپنے قدمون سے روندین تاکہ اچھی طرح باریک ہو جائے، اور ایسی زمین مین اگر مینگنیان ڈالی جائین تو اور اچھا ہے،)

ارض حجری کو ارض جبلی بھی کہتے ہین یہ اقلیم بابل مین بہت ہی ٹھنڈے مقامات کے قرب و جوار مین زیادہ تر پائی جاتی ہے، اور طامین ہے کہ ارض جبلی وہ ہے جو نہ بہت زیادہ سخت ہو اور نہ بہت زیادہ نرم ہو بلکہ ارض حجری اور ارض رخاوی کے بین بین ہو اور حجری زمین ارض مذکورہ سے زیادہ سخت ہوتی ہے،

اس کا علاج یہ ہے کہ موسم گرما مین لوہے کے بڑے بڑے اوزار دن مثلاً کدال یا پھاوڑے سے کھود کر الٹ پلٹ دیجائے اور پھر اس مین ویسا ہی عمل کرین جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اس طرح مٹی کو اچھی طرح باریک کر دینا چاہئے اسلئے کہ بجز اس صورت کے اور کسی طریقہ سے ایسی زمین مین کاشت نہین ہو سکتی، ایسی زمین ہمیشہ رات کے وقت ہل چلانا چاہئے، یا تو شروع رات سے آخیر تک یا نصف شب سے آخیر شب تک اور دن مین زیادہ سے زیادہ دن نکلنے کے بعد دو گھنٹہ تک ہل چلا سکتے ہین، کیونکہ یہ زمین رات کے وقت ٹھنڈی ہوتی ہے اسلیے رات ہی کے وقت اس مین ہل وغیرہ چلانا چاہئے، اس مین اور صلبی زمین مین رات کے وقت عمل کرنا چاہئے، کیونکہ اگر دن کے وقت اس مین عمل کیا جائے تو سورج کی گرمی سے زمین گرم ہو کر بیلون کو نقصان پہنچائے گی، اور بیمار ڈال دے گی، اور چونکہ یہ زمین بہت سخت ہوتی ہے اس لئے ایک ایک ہل مین چار بیل جوتے جائین، اور دو بیل کافی نہ ہون گے، اور اس کا ہل بھی لانبا اور مضبوط ہو تاکہ زمین گہری جوتی جا سکے اور پھر ڈھیلے توڑ دیئے جائین یہانتک کہ ایک ڈھیلا بھی رہنے نہ پائے یہ سخت زمین بیلون کو تھکا دیتی ہے اس لئے کسانون کو چاہئے کہ اپنے پاس کوزے اور ٹھنڈا پانی رکھین اور بعض بعض وقت بیلون کے منھ اور گردن کو پانی سے دھو کر پونچھ دیا کرین اور سر پر پانی کو چھڑک دیا کرین اس سے بیلون کو ایک قسم کا آرام پہنچتا ہے اور تھکن کم ہو جاتی ہے،

ارض حمرہ (سرخ) اس کو کسی علاج کی ضرورت ہی نہین اس لیے کہ اس مین کوئی مرض ہی نہین ہوتا ہے، اسکی کاشت کا یہ طریقہ ہے کہ وسط خریف مین

چھوٹے چھوٹے ہلون سے جوت دی جائے مگر زیادہ عمیق نہ جوتی جائے، کیونکہ اس مین اسکی ضرورت ہی نہین ہے،

ارض رمادی، (خاکی رنگ کی زمین) وہ زمین ہے جو سفیدی مائل ہوتی ہے لیکن غبار آلود ہوتی ہے، یہ بھی خراب زمینون مین شمار نہین کی جاتی، اس لئے کہ اس مین بہت سی چیزین پیدا ہوتی ہین اور بہت سے درختون کی مثلاً کھجور، انگور وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے، کیونکہ اس زمین مین یبوست غالب ہوتی ہے اور ساتھ ہی تری کو جلد قبول کرلیتی ہے، لیکن جب کھجور، انگور، یا اور کوئی درخت اس زمین مین لگا دیئے جاتے ہین تو اس کو ہمیشہ پانی سے سیراب کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، ہان ایسی زمین ترکاریان اور ساگ وغیرہ نہین ہوسکتے، چونکہ اس زمین مین پانی رہتا ہے اس بنا پر وہان یا اس قسم کے غلون کی زراعت کے لیے بہت مناسب ہوتی ہے، ایسی زمین مین جو، گیہون اور سبز مونگ (جلبان) کی بھی زراعت ہوسکتی ہے اور یہ زمین (دخن) چنیا، مصور، لوبیا، چنا اور ماش کی کاشت کے قابل نہین ہوتی،

ارض عجبیہ، اس زمین کا رنگ بہت ہی سیاہ ہوتا ہے اور کبھی سیاہی کچھ کم ہوتی ہے، لیکن سفیدی بالکل نہین ہوتی اسکی سطح پر ایک قسم کی تری پائی جاتی ہے یہ زمین ارض رمادی کے مشابہ ہوتی ہے اور اس کے تمام خصوصیات اور ضروریات اسی کے مثل ہوتی ہین، یہ زمین کھجور کے درخت کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے، اور جب یہ زمین بار بار سیراب کیجائے تو بہت اعلی درجہ کی زمین ہوجاتی ہے، خصوصاً یہ زمین بیلون کے لئے بہت موزون ہوتی ہے مثلاً انگور نیز تمام چھوٹی اور

ترکاریون کے موافق ہے، جیسے (کرنب) کرم کلہ (اسفاناخ) پالک (سلق) چقندر (حس) تخم کاہو (قنبیط) سخت قسم کا چقندر (حرف) رائی وغیرہ اور چھوٹی ترکاریان بھی پیدا ہوتی ہین جیسے (نعنع) پودینہ (بادروخ) بقلۃ الحمقاء یا خرفہ (کرفس) اجمود وغیرہ جن چیزونکی اس زمین مین کاشت ہوتی ہے ان کو پانی کی سخت ضرورت ہوتی ہے اور اگر یہ عجبی اور مادی زمین ایسی جگہ پر ہو جہان پانی پہنچتا ہو اور وہ ایک مدت تک قائم رہے تو یہ نہایت عمدہ زمین ہوگی، اس مین لکڑی کھیرا، خربوزہ اور انگور کی کاشت اچھی طرح کیجاسکتی ہے، غرضکہ پھر اس مین دوبارہ کاشت ہوسکتی ہے لیکن اس کے بعد کچھ دنون کے لئے بغیر کسی کاشت کے چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ زمین پھر درست ہوجائے، ارض خزفیہ، (ٹھیکری والی زمین) اس زمین کی سطح پر موسم گرما کے زمانے مین ایک قسم کا خزفی قوام چڑھا رہتا ہے اور اس کا رنگ کچھ سرخی لئے ہوئے ٹھیکریون یا مٹی کے پکے ہوئے برتن کے مانند ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو عمیق کھود کر مٹی باریک کیجائے تاکہ اس کے سخت اجزاء دوسرے نرم اجزاء کے ساتھ مل جائین متواتر اس کو کوٹنا چاہیئے تاکہ بالکل نرم ہوجائے اور پھر اس پر جو اور باقلا کا بھوسہ گوبر مین ملاکر ڈالا جائے،

ارض خرلقیہ، اس زمین کی بو (خزبق) یعنی کنگی کے بو کی جیسی ہوتی ہے بلکہ ایک قسم کی بدبو دار ہوتی ہے، یہ زمین مذکورہ بالا زمینون سے بدتر اور خراب ہے یہ اپنی حرارت کی وجہ سے تمام مزروعات کو خراب کردیتی ہے البتہ یہ باقلا کے لئے مناسب ہے،

ارض نزۃ (جو تر ہو) اور ارض عرقہ (جو پسیجتی ہو) ان کا علاج یہ ہے کہ ان زمینون کے درمیان مین کنارون پر اور مختلف مقامات مین ہمیشہ آگ جلائی جائے جس کی وجہ سے ان کی تری اور عرقیت جاتی رہے گی، مگر اس علاج مین ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ کبھی یہ

زمینیں اس علاج کی وجہ سے جل جاتی ہین اور ان کا مزہ خراب ہوجاتا ہے، یہانتک کہ
پہلی حالت سے بھی بدتر ہوجاتی ہے، اور ان کے علاوہ جن علاجون کا ذکر اوپر کیا گیا ہی
وہ بھی اس کے لئے مفید ہین، ان دونون زمینون مین (کرنب) کرم کلہ (قنبیط) سخت قسم
کا چقندر (آس) اور اسی قسم کے دوسرے درخت بھی ہوتے ہین،

ارض مالحہ (شور زمین) اس زمین کی بہت سی قسمین ہین، بعض تو محض کھاری ہوتی
ہین، بعض کھاری اور ترشش ہوتی ہین، بعض مین کڑواپن بھی ہوتا ہے، بعض مین ایک
قسم کا قبض ہوتا ہے، جو زمین حقیقۃً کھاری ہوتی ہے اوسکی سطح پر ایک قسم کی سفیدی نمایان
ہوتی ہے، اور یہ حالت ابتدا ہی سے شروع ہوجاتی ہے اس کا نام صغریت نے ملوحۃ
طافیہ رکھا ہے، کیونکہ اسکی ملاحت زمین کے اوپر فوراً نمایان ہوجاتی ہے، یہ حالت اکثر
انگور کے کھیت مین پیدا ہوجاتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے انگور کے قرب وجوار
مین جو کی کاشت کی جائے جو اس کی ملاحت کو دفع کردے گا، اس قسم کی زمین کے علاج
عام اور خاص دونون ہین لیکن عام علاج کافی ہے ایسی زمین کھجور کے درخت کے لیے
بہت مناسب ہے اس کا عام علاج یہ ہے کہ (تشرین اول) کاتک کے مہینہ مین اگر
ابتدا ماہ مین بارش ہوجائے تو ایک ہفتہ کے بعد اس مین ہل چلایا جائے اور اگر بارش
آخر ماہ مین ہو تو اس مہینہ کے آخر دنون مین ہل چلایا جائے اور اگر ایسی کھاری زمین ہو
جس مین دوسرے ذائقہ بھی مخلوط ہون تو (تشرین ثانی) یعنی ابتدا اگہن مین دو تین دن
گذرنے کے بعد ہل جوت دیا جائے اور اس سے زیادہ تاخیر نہ کرنی چاہیے اس کے
بعد باقلا کی پرانی لکڑیان اس قدر چور ڈالی جائین کہ وہ بھوسہ بن جائین ان کو تمام زمین
پر پھیلا دیا جائے اور اس کے بعد اگر زمین زیادہ وسیع ہو تو بعض بعض مقامون پر

پانی چھڑک دیا جائے، اور اگر چھوٹی زمین ہو تو تمام پر پانی چھڑک دیا جائے،

اس زمین کے لئے یہ بہترین علاج ہے، اور اگر پھر اس زمین پر باقلا، جو، گیہون
کا بھوسہ علیق کی سوکھی پرانی کوٹی ہوئی لکڑی اور خشک برگ خطمی ان سبھون کو باہم ملاکر
پھیلا دین تو نہایت اچھی ہوجائیگی اگر بیک وقت یہ سب کے سب فراہم نہ ہوسکین
تو علیحدہ علیحدہ چھڑک دی جائین لیکن علیق کی لکڑی بغیر کسی چیز کے ساتھ ملائے ہوئے استعمال
نہین کیجاتی، ان سبھون مین باقلا اور جو کا بھوسہ بہت اچھا ہوتا ہے، اس طرح درست
کرنے کے بعد اس زمین کو اپنی حالت پر چھوڑ دین، لیکن جب موسم گرما آئے تو پانی مین
گوبر ملاکر ڈالدین جس کی وجہ سے زمین اچھی اور شیرین ہوجائے گی، پھر دوسرے سال
خریف کی فصل مین کاتک کے مہینہ مین گائے و بیل کے گوبر کو گدھے اور گھوڑے
کی لید کے ساتھ مخلوط کرکے ڈال دین، لیکن اس مین خچر کی لید نہ ہو، پھر اس مین جو،
باقلا، مسور اور چنے کی کاشت کیجائے، اس عرصہ مین دکتان) یعنی السی کا بیج چھڑک
کر خوب سیراب کردی جائے، پھر انشاء اللہ یہ زمین بہت اچھی ہوجائے گی اور جو
بھی بویا جائے گا وہ اچھی طرح ہوگا،

ینبوشاد کے نزدیک ایسی زمین کے علاج کے لئے انگور کی پتیان شاخین
اور تمام ان درختون کی پتیان جن مین دہنیت پائی جاتی ہے مفید ہے مثلاً اخروٹ،
بادام، زیتون، پستہ، بندق یا خندق، بید انجیر (رنڈ) وغیرہ، ان درختون کی پتیان اور
اور شاخین تمام فاسدہ زمینون کے لیے بہت زیادہ مفید ہین، اور خصوصیت سے
کھاری زمین کے لئے تو بہت زیادہ مفید ہین، اس کی ترکیب یہ ہے کہ اسکی پتیون اور
پتلی شاخون کو کوٹ کر بھوسہ بنا دیا جائے اور اس کو کھاری زمین پر چھڑک دیا جائے

اس کے بعد ہل چلایا جائے اور تھوڑے سے پانی کا چھڑکاؤ کردیا جائے پھر اس کو کچھ دن کے لئے چھوڑ دیا جائے، اگر ایسا ہی عمل تمام فاسد زمینوں کے ساتھ کیا جائے تو وہ درست ہوجائینگی لیکن جس زمین کا مزہ بہت ہی تلخ ہوتا ہے وہ اس ترکیب سے نہین درست ہوسکتی بلکہ اسکے لئے ایک دوسرا علاج ہے، جو زمین کہ خالص کھاری ہو یا اس مین اور دوسرا ذائقہ ہو، لیکن ملاحت غالب ہو، تو اس پر زیتون کے تیل کا تلچھٹ جس مین نہ کوئی نمکینی ہو اور نہ کوئی دوسرا ذائقہ ہو بلکہ صرف زیتون کا مزہ ہو، اس کو اولاً زمین کو بغیر جوتے ہوئے چھڑک دین اس کے بعد جوت دی جائے، اور روغن زیتون کا تلچھٹ چھڑکا جائے غرضکہ اسی طرح سے یہ عمل تین بار کیا جائے پھر گائے کا گوبر ڈالنے کے بعد اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے اور کچھ عرصہ کے بعد چھوٹے ہل سے جوت دی جائے لیکن عمیق نہ جوتی جائے، اور پھر جو، میتھی، چنا، چقندر، لوکی، خطمی کی زراعت کیجائے اور متفرق طور پر کھجور کے درخت بھی لگا دیئے جائین یہ تمام چیزین اسکی ملاحت کو جذب کرلین گی، اس مین ہمیشہ گائے و بیل کا گوبر اور زیتون کا تلچھٹ ڈالتے رہین لیکن گائے کا گوبر بہت دنون کا نہ ہو بالکل تازہ ہو، انشاء اللہ اس ترکیب سے زمین درست ہوجائے گی،

کھاری زمین کا دوسرا علاج،

ابتداء اکتوبر مین زمین اُلٹ پلٹ دی جائے تاکہ بارش کی وجہ سے اس کا کھارا پن دھل جائے اسی طرح اور دوسری خراب زمینین مثلاً ترش قابض وغیرہ کو درست کرنا چاہئے، لیکن جس زمین مین تلخی غالب ہوتی ہے وہ بہت بدترین زمین ہوتی ہے، اسکی درستی بہت مشکل ہوتی ہے، یہ تخم کو اُگنے سے قبل نیست و نابود کردیتی ہے اس مین ایسی

خرابیان ہوتی ہین جو اس کو درست ہونے نہین دیتین، اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے پہل فروری کے نصف آخیر مین اور مئی کے ابتدائی ایام مین جس قدر ہوسکے میٹھے پانی سے بھر دیا جائے یہانتک کہ وہ بہت دنون تک باقی رہے اور اگر موسم سرما مین نصف (ستمبر) کنوار تک رہے تو یہ اس کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، لیکن کنوار کے بعد پانی نہ رہنا چاہئے، اور اگر یہ صورت نہ ہوسکے، تو پھر یہ کرے کہ سوکھا کدو، بقلی بار دہ اور انگور کی پتیان، ان تمام کو چھلکا اور بیج وغیرہ کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے تراش کر خوب خشک کرلے، پھر ایک چمڑے کی مشک مین جس مین میٹھا پانی ہو ملا دے اور کھاری زمین کو ہلکا سا جوت کر اس مین یہ پانی چھڑک دے، غالباً دس جریب (ایک جریب ۴۸۴۰ گز کا ہوتا ہے) کھیت کے لئے ۴۸ مشک پانی کافی ہوگا، یا اس سے زیادہ بھی ڈالین تو کوئی حرج نہین ہے یہ ترکیب آخیر رات کے وقت کیجائے یا صبح سے تین گھنٹہ دن تک، اور اگر یہ عمل بار بار کئی مرتبہ کیا جائے تو اور زیادہ مفید ہوگا، اسکی ترکیب یہ ہے کہ جب زمین مین ذرا تری باقی رہے تو جوتی جائے اسکے بعد پانی چھڑکا جائے اور میٹھے پانی مین تھوڑی اچھی مٹی جس مین نہ کوئی ذائقہ ہو اور نہ خوشبو ہو ملا دی جائے، اس کو بھی چھڑک دیا جائے اور ہر مہینہ مین دو مرتبہ کھود دی جائے اور یہ عمل کم از کم ایک سال یا دو سال تک کیا جائے کم سے کم دو موسم گرما ضرور گذر نے دیا جائے انشاء اللہ اس سے زمین درست ہوجائیگی اور بہترین علاج ہوگا، خصوصاً اگر یہ مرض قدیم نہ ہو تو ہمیشہ ایسا کرنے کی ضرورت نہین ہے،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر زمین بہت کھاری ہو اور قابض و خراب ہو تو اس کی درستی کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ اس مین لعاب دار چیزین مثلاً (قطونا) روئی کا درخت میتھی، باقلا، جو، ماش، (تخم الرشاد) ہالون یا ترہ تیزک، ترمس، یا اسی قسم کی چیزون کی کاشت

کیجائے، یہ زمین یا تو پانی کے قیام کی وجہ سے یا دوسرے مذکورہ علاج سے زیادہ اچھی ہوجائیگی،
اور ان کے علاوہ اقلیم بابل مین اس کا قدرتی علاج یہ ہے اگر اس قسم کی زمین جو بہت
تلخ و ترشں اور بدمزہ ہے اس پر چالیس دن تک اتفاقاً برابر چھایا رہا اور پھر اتنے
دنون تک دھوپ نہ لگے تو یہ زمین خود بخود جید اور اچھی ہوجاتی ہے اور پھر کسی علاج
کی ضرورت باقی نہین رہتی اس کے بعد جب یہ درست ہوجائے تو اس مین لعاب دار
چیزون کی کاشت کی جائے، اس لئے کہ یہ لعاب دار چیزین اس زمین کی بقیہ خرابی اور
بدمزگی کو جذب کرلین گی، کبھی ان چیزون کی ایک ہی مرتبہ کی زراعت اس کے لیے کافی
ہوتی ہے اور کبھی کئی کئی مرتبہ انھی اشیار کی کاشت کرنی پڑتی ہے، اگر اس زمین (
ازادرخت) زنزلخت، بادام تلخ، (آس) مورد اور غار کی کاشت کیجائے تو یہ چیزین اس
زمین کے لئے بہت زیادہ مفید ہونگی اور زمین کی تمام تلخی کو جذب کرلین گی،

قوثامی کا اور میرا خیال یہ ہے کہ لعاب دار چیزون کے ساتھ اگر خطمی اور کشمش کے
بھی درخت لگائے جائین تو بہت زیادہ مفید ہون گے اور زمین کی تمام خرابیون کو دور
کردین گے، ارض حامضہ (ترش زمین) کی صورت یہ ہوتی ہے، کہ کبھی ارض نزہ اور
ارض عرقہ جو ارض رقیقہ ہوتی ہے، کبھی اُن کی تری اور رقت مین ترشی آجاتی ہے،
اس کا پتہ ذائقہ سے چلتا ہے، کبھی تو صرف مٹی کے چکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اور کبھی پانی
ملا کر چکھنے سے معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ تمام خرابیان علاج سے بالکلیہ دفع ہوسکتی ہین،
جتنی مرتبہ بھی اس مین پانس ڈالی جائیگی یہ زمین اچھی ہوتی جائے گی وہ پانس جس سے
زمین کی حموضت دور ہو اس کی ترکیب یہ ہے کہ آدمی کے غلیظ اور گائے کے گوبر مین
انار کی راکھ ملا کر تیار کیجائے جس سے بہت جلد زمین درست ہوجائیگی،

یاد رکھو: تمام خراب زمینین خواہ ان مین ملاحت ہو یا حرارت، حدت ہو یا
بدبو، رقت ہو یا ثقل، عرق ہو یا حموضت یا قبض وغیرہ ہو ان تمام کے لئے سیلاب کا میلا
پانی بہت زیادہ مفید ہے اس لئے کہ جب سیلاب کا گدلا پانی ایسی زمین مین کچھ دن ٹھہر
جاتا ہے تو اس زمین کی تمام خرابیون کو دفع کردیتا ہے اور اچھی مٹی چھوڑ جاتا ہے، جس
قدر پانی گدلا ہوگا اسی قدر مصلح ہوگا، کیونکہ اگر زمین کو تبرید کی ضرورت ہے تو وہ دھوکر
ٹھنڈا کردیتا ہے اور پھر بہترین مٹی چھوڑ جاتا ہے، اس لئے کہ سیلاب کا پانی نہایت لطیف
اور نفیس مٹی کو بہالیجاتا ہے، جو ضعیف اور کمزور زمین کو قوی کردیتی ہے، اور وہ بہترین
پانس کے قائم مقام بنجاتی ہے، اور اگر اس زمین مین ملاحت ہوتی ہے تو وہ اپنی رطوبت
اور شیرینی سے اسکی ملاحت اور حرارت کو دفع کردے گا، اور اگر اس زمین مین صرف
حرارت ہو تو خصوصیت سے اس کے لئے یہ پانی تمام علاجون سے زیادہ مفید ہوگا، اور
اگر زمین بدبودار ہوئی تو یہ پانی اسکی بدبو کو دھوکر اپنی خوشبودار اچھی مٹی چھوڑ جائیگا،
جس سے یہ زمین بہترین ہوجائیگی اور اگر یہ سیلاب ہر سال آتا رہے تو زمین کی تمام
خرابیان بدبو و بدمزگی وغیرہ سب کی سب جاتی رہینگی،

جب سیلاب چلا جائے اور زمین خشک ہوجائے تو اس زمین کو خوب اچھی
طرح جوت دیا جائے اور پھر اچھی قسم کی شیرین پانس ڈالدی جائے، اور اگر اس زمین
مین تری یا عرق پایا جاتا ہے تو بھی سیلاب کی مٹی اس کے لئے کافی ہے، اس زمین
مین ابتدائے (حزیران) اساڑھ سے ابتدائے کنوار تک ہر ماہ مین ایک مرتبہ ضرور ہل چلایا
جائے غرض کہ اس چار ماہ کے اندر چار مرتبہ جوتنا اس زمین کو درست کردیگا اور
سورج کی حرارت سے اور مٹی کے اختلاط سے اس زمین کی تری وغیرہ خشک ہوجائیگی اور

زمین اچھی ہو جائیگی،

ان کے علاوہ فاسد اور غیر معتدل زمین کا علاج عام یہ ہے کہ اگر ایسی زمین پر چوبیس گھنٹے مسلسل پانی کی جھڑی لگے، اور پھر عسال کی بارش ہو تو وہ زمین کی تمام خرابیون دھودیگی، نمکین تلخ اور بدمزہ زمین کو یہ بارش درست کردیگی، اور تیسرا علاج وہی سیلاب کا گدلا پانی اور اسکی مٹی ہے، یہ تمام بیماریون کو دفع کر دے گی، یہ تمام علاج اور بارش وغیرہ خدا کی مشیت پر ہے، پانی کا چوبیس گھنٹے برسنا پھر دو یا تین دن کے لئے کھل جانا پھر ہوا کا چلنا، اس کے بعد بارش کا ہونا اور اسی طریقہ سے کئی بار ہونا یہ سب کا سب خدا کی مشیت پر موقوف ہے،

فصل

ان اشیا کے بیان مین جو زمینون کو درست کرتی ہین،

ا۔ جس زمین مین پتھر، اینٹ، ٹھیکری، چونا، سیسہ کی راکھ و سفیدی، کورا، کرکٹ، مکانون کا کوڑا جس مین مختلف قسم کی چیزین ہون، راستون کا کوڑا جس مین چھوٹے کنکر، ٹھکریان ہون اور جس مین مختلف اور متضاد اوصاف کی چیزین ہون مثلاً نمک ٹھیکری یا مختلف قسم کی گٹھلیان ہون بہت ہی گرم مٹی ہو یا بہت ہی ٹھنڈی مٹی ہو یہانتک کہ بدبو پیدا ہو جائے یا ایسی ہے کہ جس مین تمام دوسرے جوہر ہون اور مٹی نہ ہو جیسے لکڑی کا برادہ، نرکل وغیرہ کے ٹکڑے، سنگریزے، کنکریان، چونا، غرضیکہ اس قسم کی چیزین شامل ہون، اس قسم کی چیزین اگر زمین پر زیادہ غالب ہون ہوئین تو فساد پیدا کردینگی، ایسی زمین بجز کھجور کے درخت یا اور دوسرے بڑے درختون کے اور کوئی درخت نہین اُگ سکتا، اس خراب زمین کا علاج یہ ہے کہ ایسی زمین مین اچھی مٹی

ڈالی جائے اور سب سے اچھی اور مناسب مٹی وہ ہے جو سرخ ہو اور چھونے سے فوراً ہاتھ مین چپک جائے اس کے بعد گدھے کی لید اور گائے کا گوبر ڈال دیا جائے اور پھر جوت کر یہ چیزین اس مین خلط ملط کردی جائین اور اس قدر گہری جوتی جائین کہ یہ تمام چیزین اس زمین کے عمق مین اُتر جائین پھر پانی سے زمین سیراب کیجائے اس طرح کہ پانی تہ تک پہنچ جائے اور خشک ہونے سے قبل پھر سیراب کیجائے یہان تک کہ ایک ہاتھ پانی رہ جائے اور جب کئی دن کے بعد خشک ہو تو پھر اسی قسم کی کھاد چھوڑ کر زمین مین ملائی جائے اور پھر سیراب کی جائے غرضکہ یہ عمل کئی بار کیا جائے، اس کے بعد (بادنجان) بیگن اور تمام ترکاریون اور ساگ کی کاشت کیجائے، اگر ان بقول مین پودینہ زیادہ ہو تو زمین کے لئے بہت مفید ہو گا، لیکن (قنبط)، کرم کلہ، (فجل) مولی، شلجم، (جزر) گاجر (کراس الشامی) ساگ شامی وغیرہ کی کاشت نہ کیجائے، حقیقتہً یہ زمین ترکاری اور بیگن وغیرہ کی زراعت کے لائق ہوتی ہے، نہ یہ پھول، غلہ اور ثمر دار درختون کی کاشت کے قابل ہوتی ہے، لیکن جس زمین مین مردار چیزون کی بدبو پھیلی ہو ایسی زمین بہت زیادہ خراب ہو جاتی ہے، اس کا علاج وہی ہے جو تلخ اور بدبودار زمین کا علاج ہے، یہ علاج فصل خریف مین جاڑے کی آمد کے وقت کیا جائے جس کے بعد بارش بھی ہو تو یہ بارش اس علاج مین بہت ہی معین و ممد ثابت ہو گی،

قوثامی کہتا ہے کہ میرے دوستو، اور بھائیو، تمام قسم کی فاسد و خراب زمینین مختلف قسم کے علاج سے درست ہو جاتی ہین، بعض تو خاص درختون کے لگانے سے اور زراعت کرنے سے درست ہوتی ہین اور غالباً یہی علاج تمام قسم کی زمینون

کے لئے بہت مفید ہے، بجز تلخ اور بدبودار زمین کے یہ زمین علاج کیوجہ سے بھی درست
نہین ہو سکتی جب تک کہ خوب بارش نہو اور سالہا سال تک اس پر پانی موجود
نہ رہے،

فصل

(ارض متخلخلہ) کھوکھلی زمین، نرم زمین، لسدار زمین، ٹھوس وسخت زمین روڑے دار زمین اور دوسری زمین کے اوصاف کا بیان،

ط زمین ہے کہ ارض مکسرہ (جو زمین کہ ناہموار ہوتی ہے) درختون کے بٹھلانے
کے قابل نہین ہوتی، اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ تین گڑھے ڈیڑھ ڈیڑھ
ہاتھ کے گہرے اسی زمین مین مختلف مقام پر کھودے جائین، اور ہر گڑھے کی مٹی
مٹی کے برتن مین محفوظ کرلیجائے پھر بالکل کھوکھلی زمین کی مٹی لیجائے، اور یہ مٹی
ان گڑھون کی مٹی کے ہموزن لیجائے، پھر اس مٹی کو ان گڑھون مین ڈالکر
خوب پیر سے دبا دیا جائے تاکہ ادھر ادھر پھیل نہ سکے، اب اگر دبانے سے
یہ پوری مٹی ان گڑھون مین نہ آئے بلکہ کچھ باقی رہ جائے، تو یہ سمجھ لیسنا چاہئے
کہ یہ زمین بہت ہی سخت ہے درختون کے بٹھلانے کے قابل نہین ہے، صرف
بقول اور غلہ کی کاشت کے قابل ہے، اگر یہ مٹی ان گڈھون مین پوری آگئی اور
کچھ نہ بچی تو یہ زمین درختون کے قابل ہے، اسلئے کہ کھوکھلی زمین درخت لگانے
کے قابل ہوتی ہے اور سخت زمین زراعت کے قابل ہوتی ہے،

ارض متلزز اور ارض متلبد کے متعلق قدما نے تفریق کی ہے لیکن ان دونون
مین بہت کم فرق ہے، اس لئے کہ ارض متلزز کے اجزا آپس مین بہ نسبت ارض

متلبد کے زیادہ پیوستہ ہوتے ہین، اور اس مین سخت زمین اور پتھر ہونے کی
بہت زیادہ قابلیت موجود ہوتی ہے، اور ارض متلبد اور ارض مکتنزہ سے کچھ
سخت ہوتی ہے، لیکن ان تینون مین بہت کم فرق ہوتا ہے، ارض متلبد اور
مکتنز تقریباً یکسان ہوتی ہین لیکن ارض متلزز ان سے متغایر ہے،

ارض رخوۃ اور ارض متخلخلہ مین یہ فرق ہے، کہ جو رخوۃ ہے وہ متخلخل نہین ہو سکتی
اور جو متخلخل ہے وہ رخوۃ نہین ہو سکتی، ارض متخلخل وہ ہے جس کے اجزا الگ
الگ ہون اور ہر ایک جز اپنی جگہ پر یابس وخشک ہو، اور ارض رخوہ وہ ہے
جس کے اجزا مین ایک قسم کا تلزز یعنی سختی ہو، لیکن انکی طبیعت و فطرت مین
نرمی ہو، اسلئے ان دونون کے اجزا مین تضاد و تخالف ہے، یہ بات پہلے بھی
گذر چکی ہے، کہ ہر ریتیلی زمین، نرم اور ارض رخوۃ ہے کیونکہ ریت زمین کو بالکل
نرم کر دیتی ہے، ارض وسمہ وہ ارض رخوہ ہے جس کے اوپر ایک قسم کی رطوبت
اور تری طبعاً غالب ہے،

ارض متلززہ اور ارض متخلخلہ مین جو زمین متوسط درجہ کی ہو یعنی نہ جس مین زیادہ
تلزز ہو نہ زیادہ تخلخل ہو وہ انگور کی کاشت کے قابل ہوتی ہے، ایسی زمین کی علامت
یہ ہے کہ شیرین پانی کو جذب کر کے اور اگر بعض بعض گڑھون مین باقی رہ جائے
تو پھر کچھ دن کے بعد اس کو بھی جذب کر لے، اگر یہ زمین باوجود کھوکھلاپن کے
ذرا باریک ہو تو پھر یہ زمین انگور کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگی، لیکن جس
زمین مین تلزز سخت اور بہت زیادہ پایا جاتا ہو بالطبع سخت سنگریزے کی جانب
مائل ہوتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ پانی جذب نہ کرے بلکہ اسکے اوپر ہی رہجائے

تو ایسی زمین مین انگور کی کاشت نہین ہوسکتی بلکہ انگور خراب ہوجاتے ہین، البتہ یہ زمین بقول وغیرہ کے لئے مناسب ہوگی، اور جو زمین پانی کو جذب کرلے، اور اپنے اندر اس کو چھپا لے اور اجزا مین سرایت نہ کرجائے، لیکن سطح ارض بالکل خشک ہو تو یہ بھی انگور کی کاشت کے لئے مفید نہین ہے، اور جو زمین پانی کے جذب مین متوسط درجہ رکھتی ہو یعنی کچھ تو جذب کرلے اور کچھ اوپر باقی رہ جائے تو اس صورت مین کیچڑ ہوجائے گی،

فصل

وہ چیزین جو کہ رطوبت ارض پر دلالت کرتی ہے ان کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ ان زمینون کے اوصاف کے بیان مین آئے گا، جہان پانی کے قریب اور بعد سے بحث کیجائے گی اور یہ بیان اس کتاب کے تیسرے باب مین ہے، جس مین زمین کی رطوبت اور یبوست سے بحث کیگئی ہے،

ط مین ہے کہ قوشامی نے یہ لکھا ہے کہ جو کچھ ہمنے اس تالیف مین بیان کیا ہے یعنی اقسام ارض اور اُن کا اختلاف اور بعض کا بعض چیزون کی زراعت کے لیے مفید ہونا اور بعض کا مخالف ہونا یہ ضرورت کے لئے کافی ہین، اس لئے کہ جب انسان اتنی بات سمجھ جائے گا تو اس کو زراعت اور کاشتکاری اور درختون وغیرہ کی پیداوار کا بخوبی علم اور اندازہ ہوجائے گا،

صغریت نے ط مین لکھا ہے، کہ درختون کا لگانا، تمام نباتات کی کاشت اور آفات وعاہات کی دفعیہ کی ترکیب اور علاج ہر ملک وشہر مین یکسان نہین ہوتا بلکہ ملک کے لحاظ سے ہر چیز مین فرق ہوجاتا ہے، بعض ملک مین بعض چیزین مفید

ہوتی ہین اور دوسرے ملک مین مفید نہین ہوتی، اس نے لکھا ہے کہ ہمنے جو کچھ کتاب الفلاحۃ النبطیہ مین لکھا ہے وہ تمام اقلیم بابل یا اس کے موافق جو ملک ہین اسکے لئے مفید اور مناسب ہے، اس کتاب کے مؤلف کا بیان ہے کہ مین نے جو کچھ کتاب ط سے اس تالیف مین نقل کیا ہے وہ اندلس کے مغربی حصے کے موافق ہے باوجودیکہ اقلیم بابل، اقلیم رابع مین سے ہے، بعض لوگ کہتے ہین کہ اندلس کا کچھ حصہ اقلیم رابع مین ہے،

جب مین نے اس کتاب کو غور سے دیکھا اور اقلیم بابل کی حالت کا اندازہ اور اس کے موسم کا خیال کیا تو وہ ہمارے ملک کے تقریباً موافق ہے، اس لئے میری طبیعت نے مجھ کو مجبور کیا کہ ان بعض چیزون کا مین بھی تذکرہ اس کتاب مین کردون یا ان کو اس کتاب مین نقل کردون جو کتاب الفلاحۃ مین ہین،

فصل

کتاب ابن حجاج اور فلاحۃ النبطیۂ کے دلائل اچھی اور خراب زمینونکے متعلق

انسطومیوس آفریقی کا مقولہ ہے کہ جس زمین کے پودے طویل اور بڑے ہون اور جنکے پتے دبیز اور سرسبز ہون اور ایک دوسرے سے گتھے ہون اور رس دار ہون تو وہ اچھی زمین ہے، اگرچہ وہ جنگلی درخت کیون نہ ہو اور خودرو ہی کیون نہ ہو، اور اگر وہ درخت متوسط درجہ کے ہون تو وہ زمین متوسط درجہ کی ہے، اور اگر نبات کمزور ہون پتیان ہلکی اور شاخین مرجھائی ہوئی کمزور ہون تو وہ زمین خراب ہے، اسی طریقہ سے جس زمین مین کانٹے اور سوکھی گھاس وغیرہ ہو وہ زمین بھی خراب ہے

قسطوس کے نزدیک اچھی زمین وہ ہے کہ جس مین تمام درخت اچھے طریقہ سے اُگین اور متوسط وہ ہے جس مین ویسی روئیدگی نہ ہو، اور خراب زمین وہ ہے جس مین کم زراعت ہو، ابطولیوس کے نزدیک اچھی زمین کی یہ بھی علامت ہے کہ سخت حرارت کی وجہ سے زمین پھٹ نہ جائے اور دراز نہ پیدا ہو جائین اور زیادہ بارش سے پھسلاہٹ نہ ہو، اور سطح ارض پر عرصہ تک پانی نہ رکا رہے بلکہ جلد جذب کرلے لیکن یہ زمین انگور کی کاشت کے قابل نہین ہوتی، ق مین ارض طیبہ کی یہ علامت ہے کہ اگر پے در پے بھی بارش ہو تو جذب کرلے اور گرمی مین شدت حرارت کی وجہ سے پھٹ نہ جائے،

جہ کا بیان ہے کہ جن لوگون نے فن فلاحت مین کتابین لکھی ہین ان لوگون سے زمین کی بہت قسمین کی ہین، بعض زمین کا نام ارض بیض (سفید) بعض کا ارض سودا (یعنی سیاہ) بعض کا ارض رملیہ (ریتیلی زمین) رکھا ہے، وہ لوگ کہتے ہین کہ اچھی زمین وہ ہے جسکی مٹی لسدار اور مثل شمع (موم بتی) کے چکنی ہو، وہ اسی کو ارض ہشتہ بھی کہتے ہین یہ وہ زمین ہے جسکی مٹی مین چکنا پن نہ ہو، لیکن وہ لوگ ارض ہشتہ ابیضا اور ارض رملیہ کو بعض مزروعات کے لیے اچھی زمین نہین سمجھتے بلکہ برائی بیان کرتے ہین، رملی دو قسم کی ہوتی ہے جس مین سے اول بہت اچھی اور دوسری کم درجہ کی ہوتی ہے، اسی طریقہ سے بعض ایسی زمینین ہوتی ہین جو اوصاف مین قسم اول سے زیادہ قریب ہوتی ہین اور بعض قسم ثانی سے زیادہ قریب ہوتی ہین، اور بعض متوسط ہوتی ہین، زمین کو سونگھ کر اور چکھ کر بھی اسکی اچھائی اور خرابی کا اندازہ کیا جاتا ہے اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اچھی زمین کی مٹی پانی مین تہ نشین نہین ہوتی بلکہ وہ پانی کی سطح پر رہتی ہے، اسکی ترکیب یہ ہے کہ اگر صرف زراعت کی زمین ہو تو سطح ارض سے دو

مٹھی مٹی لیجائے اور اگر درخت لگانے کی زمین ہے تو تقریباً دو ہاتھ نیچے کی دو مٹھی مٹی لیکر ایک شیشے کے برتن یا کسی اور وسیع منھ کے برتن مین مٹی ڈالدیجائے اور پھر وہ اس مین بارش کا پانی یا میٹھا پانی بھر دیا جائے اس کے بعد پانی خوب ہلایا جائے تاکہ مٹی بخوبی ملجائے اس کے بعد تھوڑی دیر تک چھوڑ دیا جائے، اگر اس مٹی کا اثر پانی کی سطح ہی پر رہا اور اوپر ہی تیرتی رہی تو وہ اچھی زمین ہے، لیکن اگر تمام تلچھٹ پانی کی تہ مین بیٹھ گیا تو وہ خراب زمین ہے، اور اس زمین کی درستی پانس وغیرہ سے ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ وہ پانی چکھا اور سونگھا بھی جائے، اگر وہ پانی میٹھا ہوا تو وہ زمین بھی میٹھی ہے، اور اگر پانی شیرین اور خوشگوار رہا تو وہ بہترین زمین ہے اور اگر پانی کڑوا اور نمکین ہوا تو خراب زمین ہے اور اگر بدبودار ہے تو زمین ازحد خراب اور ردی ہے اور اس مین کسی چیز کی زراعت کی صلاحیت نہین ہے،

ق، نے کہا ہے کہ اگر لذت نمکین ہے تو وہ ارض سبخہ ہے،

خ، نے لکھا ہے کہ وہ پانی اور مٹی دونون سونگھی جائے گی، پس اگر اسکی بو اچھی ہو گی وہ اچھی زمین ہے اور یہ خوشبو اس کے اعتدال پر دال ہے اور اگر خراب بو ہوئی تو وہ زمین بھی خراب ہے، اسی طریقہ سے اگر زمین نرم ہو اور بو مین تغیر ہو تو تو یہ بھی اوس زمین کے تعفن کی نشانی ہے کیونکہ اوس زمین کا مزاج خراب ہے یہ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ کھاری ریت اور کھاری زمین اور کھارے پانی سے انسان کو کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے اور ہمیشہ دور رہنا چاہیے اس کی بحث گذر چکی ہے، اگر کوئی مٹی پانی مین گوندھی جائے اور وہ لت پت ہو کر موم کی طرح چکنی ہو گئی تو

وہ زمین اچھی ہے ورنہ بہت خراب ہے،

لوگ اچھی اور خراب زمین کا اس طرح بھی اندازہ کرتے ہین کہ جس زمین کا اندازہ کرنا ہو اس مین ایک ہاتھ گہرا ایک گڈھا کھودین اور اسکی مٹی ضائع نہ ہونے دین کھودنے کے بعد وہ مٹی اسی گڈھے مین پھر ڈالدیجائے اگرچہ مٹی اس کے بھرنے کے بعد بچ جائے تو وہ اچھی زمین ہے اور اگرچہ نہ بچے تو وہ متوسط ہے اور اگر تمام مٹی گڈھے مین سما جائے اور پھر کچھ گڈھا خالی رہ جائے تو وہ خراب زمین ہے ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یہ صحیح نہین ہے،

ک، نے کہا ہے کہ بقول کے لئے اچھی زمین وہ ہی جو نہ سخت ہو نہ سپید ہو نہ چکنی اور چمڑی ہو اور نہ موسم گرما مین پھٹتی ہو، ان کے علاوہ دوسرے شخص کا یہ خیال ہے کہ بقول کے لئے سب سے زیادہ انسب وہ زمین ہے جو بہت سخت اور خشک نہ ہو اس لئے کہ تھوڑا پانی اوس کو کافی نہ ہو گا، ایسی زمین جو متشق اور سخت ہو گی وہ موسم سرما مین ڈھیلی پڑ جائے گی اور گرمی مین خشک ہو کر سخت ہو جائیگی ان دونون حالتون مین بقول کا جلد خاتمہ ہو جائے گا،

ص سے یہ کہا ہے کہ جو زمین ایسی ہو، کہ جسکی سطح تو اچھی ہو اور اس کے نیچے کی سطح خراب اور ردی ہو تو ایسی زمین مین غلون کی کاشت کرنی چاہئے وہان اگر درختون کی کاشت کی ضرورت ہو تو ایسے درختون کی کاشت کرنی چاہئے جنکی جڑین اندر زمین کے نہ جاتی ہون بلکہ سطح ارض پر پھیلتی ہون جیسے شفتالو، سیب، اور اسی قسم کی چیزین، اس لئے کہ اگر درختون کی جڑین نیچے خراب زمین تک پہنچین تو درخت کا خاتمہ ہو جائے گا،

ایسی زمین مین ابتدار سال مین گھاس اوگتی ہے لیکن جب ہوا مین حدت و حرارت پیدا ہوتی ہے تو وہ گھاس کو جلا دیتی ہے لیکن اس کے لیے پانی کثرت سے چاہئے، اس پر بھی ایک خطرہ یہ لاحق ہوتا ہے کہ اگر یہ ہوا مزروعات کی جڑ تک پہنچ گئی تو زمین کا نقص سطح ارض پر نمایان ہو جائے گا اور اس زراعت کو خراب کردیگی اور زمین فاسد ہو جائیگی،

لوگون کا خیال یہ بھی ہے کہ یہ اثر بہت عرصہ تک زمین کے اوپر نہین رہیگا ایسی زمین کا علاج از حد بدبودار پانس سے کرنا چاہئے اس سے زمین درست ہو جائے گی، بلکہ اس کے سوا کوئی صورت نہین ہے، بعضون کا خیال ہے کہ جو زمین بہت اچھی ہو اس مین زراعت کرنی چاہئے، اور جو اس سے کم درجہ کی ہو، اس مین درخت لگانا چاہئے،

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ابن التصال اور شیخ حکیم ابو الخیرہ رحمہما اللہ کی کتابون مین اس زمین کے ظاہری حصے کے متعلق جو زراعت اور غراست دونون کے قابل ہین ان کے طبائع کا بیان ہے اور ان مین سے ہر ایک کے علاج کا ذکر ہے کہ وہ زمین جسکی مٹی سپید ہو وہی درختون اور سبزی کے لائق ہے، خ کا بیان ہے کہ اس زمین کی طبیعت مین برودت اور یبوست پائی جاتی ہے، ص نے کہا ہے کہ جب تک اس مین چونا ہو گا اس مین گھاس کمزور اُگیگی اور یہی اس کی خرابی پر دال ہے اس لئے کہ اچھی اور موٹی گھاس ہمیشہ اچھی زمین مین اُگتی ہے، ایسی زمین کو داشت کی بہت ضرورت ہے، اس لئے کہ جب اس کی بار بار تعمیر ہو گی اور بار بار جوتی جائے گی اور اچھی پانس ڈالی جائے گی تو یہ زمین

برودت کی وجہ سے بہترین بنجائیگی اور اس مین درخت بڑے تنومند ہونگے اور اگر یہ زمین نرم ہوئی اور جوتی گئی اور پانس ڈالکر اچھی بنائی گئی تو اس مین تمام چیزون کی زراعت ہو سکے گی لیکن اس کے نبات کو حار درطب پانس کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی اور اسی طرح بہت زیادہ تعمیر کی ضرورت ہوگی اور یہ زمین اپنی ٹھنڈک کی وجہ سے زیادہ پانی کی متحمل نہ ہو سکے گی، اس زمین مین انجیر، زیتون، خروب، امرود، انار، بادام، بہی، پستہ، انگور وغیرہ اچھی طرح ہوتے ہین خصوصیت سے اس مین بادام، انجیر اور خروب کے درخت بہت اچھے ہون گے، بادام اور انجیر کو زیادہ داشت کی ضرورت نہ ہوگی، اگرچہ انجیر اور انگور دوسری زمینون مین بھی اچھے ہوتے ہین، لیکن ایسی زمین کا انگور بہت شیرین ہوتا ہے، غرضیکہ اس قسم کی زمین نباتی عشبی، نیل، اور قسوہ (ایک قسم کا جنگلی درخت ہے) وغیرہ کی زراعت بہت اچھی ہوگی، رخ نے کہا ہے اس زمین کے پودون کو ضرر بہت پہنچتا ہے، اور اس کی بہت سی قسمین ہین جیسے ارض بیضا جبلیہ (پہاڑی زمین سفید) ارض بیضا جرداء (چٹیل میدان) ارض بیضا ندیہ (سفید تر زمین) ارض سمنیہ، ارض صلبہ، ارض کدنیہ، ارض حلوہ، ارض بیضا، مالحہ، لیکن یہ زمین اچھی نہین ہوتی کیونکہ یہ زمین پانی سے خشک اور پژمردہ ہونے کے بعد تر ہوتی ہے، اس کا پتہ ذائقہ سے معلوم ہوتا ہے،

جہ، نے لکھا ہے کہ اس زمین کی ایک قسم یہ بھی ہے جس سے بہت سے اجزار باریک ہوتے ہین اور ایک ارض غبراء بھی ہے، غبراء ایک قسم کا رنگ ہے جو سرخ وسپید اور سیاہ رنگ کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے، رخ نے لکھا ہے کہ یہ زمین

قابل زراعت ہوتی ہے یہ موٹی اور چکنی بھی ہوتی ہے خواہ پہاڑی ہو یا غیر پہاڑی ہو یہ ارض بیضا سے زیادہ اچھی ہوتی ہے اور اس سے کم جوت کی ضرورت ہوتی ہے، اس زمین مین زیتون، انار، بلوط، خروب، پستہ، امرود، زعرور (کیل مشتہی)، بادام، انگور، سرخ انجیر، طیل، جبیص، شعری (شفتالو) اور ہر قسم کے سیاہ انجیر پیدا ہوتے ہین، اور سبزی مین سے چقندر، کرم کلہ، مولی، گاجر، شلجم، اور اسی قسم کی چیزین پیدا ہوتی ہین اس زمین کی مصلح کبوتر کی بیٹ، شیرین پانی اور سرخ مٹی ہے،

رخ، اور دوسرون کا قول ہے کہ اس زمین حرارت اور یبوست دونون ہوتی ہے لیکن حرارت یبوست سے زیادہ ہوتی ہے بعض مینین سرخ اور بعض سرخ اور نرم ہوتی ہین بعض ذرا سیاہی مائل ہوتی ہین مثل منقی کے رنگ کے جو کہ ہندیہ کے نام سے متعارف ہے ان مین سے بعض مین ریت مخلوط ہوتی ہے جس کا نام رس ہے، اسکی دو قسمین ہین ایک مین تو ریت ہوتی ہے اور دوسری سرخ چکنی نفیس مٹی ہوتی ہے، جس مین ریت بالکل نہین ہوتی، ان مین سے بعض جبلی اور بعض سہلیہ ہوتی ہے جبلی بہت سخت ہوتی ہے اور بڑی محنت ومشقت کے بعد قابل زراعت ہوتی ہے انکی بڑی داشت اور مرمت کی ضرورت ہے جب اسکی مٹی باریک ہوتی ہے تو قابل زراعت ہوتی ہے، غرضیکہ اسی طریقہ سے ایک مرتبہ زراعت کے قابل ہوتی ہے یہ زمین بہت زیادہ پانی جذب کرتی ہے اور عرصہ تک تری ونمی باقی رہتی ہے، حق، نے لکھا ہے کہ اس زمین کے لئے زیادہ پانس کی ضرورت نہین ہوتی ہے، کیونکہ اس مین حرارت کافی ہوتی ہے، اسی طریقہ سے اس مین درخت بھی کم لگائے جاتے ہین، لیکن اگر اس مین کئی بار زراعت کیجائے تو پانس بھی کئی مرتبہ ڈالنی چاہئے، پھر بھی پانس کی زیادتی

زمین کو نقصان پہنچائے گی اور کمزور کر دیگی، بعضون کا خیال ہے کہ چوپایون کی دو سال کی تھوڑی سی پانس اس زمین کو اچھا کر دیگی، لیکن اگر اس زمین مین کاشت نہ کیجائے اور ویسی ہی چھوڑ دی جائے تو کوئی سبز گھاس نہین اگ سکتی،

ص، نے لکھا ہے کہ اس زمین مین، انجیر، اخروٹ، بادام، شہتوت، چلغوزہ چیڑ، سرو، لیمون، خروب، پستہ (آس) عناب، زعرور، غبیرا، سیب، آلو بخارا اور عیون البقیر (ایک قسم کا آلو بخارا) وغیرہ کی کاشت اچھی ہوگی، اور گلاب بھی بہت اچھا اور خوش رنگ ہوگا جس مین سرخی غالب ہوگی، ص، نے کہا ہے کہ سرخ زمین زراعت کے قابل ہوتی ہے، درخت کے لگانے کے قابل نہین ہوتی، بعض لوگ کہتے ہین سرخ پتھریلی زمین درختون کے لئے موزون ہوتی ہے، ایسے ہی سیاہ زمین بھی، ص، نے کہا ہے کہ سرخ مٹی مین سبزی کی کاشت کی بھی صلاحیت ہے، اس مین مندرجہ ذیل چیزین اچھی اگتی ہین، پیاز، لہسن، بیگن، مولی، گاجر، شلغم، رائی، سپند، کلونجی، زیرہ، تلی، وغیرہ،

ریس وہ سرخ مٹی ہے جس مین کچھ ریت ملی ہوئی ہو یہ بہت کمزور مٹی ہوتی ہے لیکن جب اس مین کئی مرتبہ پانس ڈالی جائے اور ہل چلایا جائے تو اس مین زیتون کی زراعت ہوسکتی ہے، اور اس زمین کی ایک دوسری قسم اور بھی ہے جو چکنی اور سرخ ہوتی ہے، اس مین پانی تیزی کے ساتھ جذب نہین ہوسکتا، اس زمین کو بھی ارض ریس کہتے ہین اس مین، زیتون، انجیر، شفتالو، خروب، بلوط، امرود، غبیرا، زعرور شاہ بلوط وغیرہ کی کاشت ہوسکتی ہے اور اسکی بھی داشت ویسی ہی کرنی چاہئے جیسا کہ اوپر کی زمین کے متعلق بیان کیا گیا، سیاہ مٹی، خ نے لکھا ہے کہ اسکی طبیعت

مین حرارت اور یبوست ہوتی ہے یہ زراعت کے قابل کم ہوتی ہے اس مین کوئی غلہ یا درخت اس وقت تک اچھا نہین اگ سکتا جب تک کہ اچھی طریقہ سے جوتی نہ جائے اور پانی نہ دیا جائے اور اگر یہ زمین پہاڑی ہو تو وہ بھی سخت محنت کے بغیر کام کے قابل نہین ہوسکتی، ان مین بھی زیتون، خروف، شاہ بلوط، غبیرا، امرود، آلو بخارا، قراصیا وغیرہ پیدا ہوسکتے ہین، اور اس مین انجیر اور شفتالو کی پیداوار اچھی نہین ہوسکتی اور نہ ان مین پھل زیادہ آئین گے، اس کے علاوہ قول، جو، مسور، چینیا، درہ، زیرہ، ایک قسم کا زیرہ، کلونجی، رائی، ہرا دھنیا، وغیرہ کی بھی کاشت ہوسکتی ہے،

اور دوسرے لوگون نے کہا ہے کہ اس مین سے ایک وہ زمین ہے جس کی مٹی نرم ہوتی ہے اور ایک بہت سخت ہوتی ہے، یہان تک کہ اگر اس پر کدال یا پھاوڑا مارا جائے تو وہ اچٹ جاتا ہے، اور اس مین بعض ایسی بھی ہوتی ہین جو خاکی اور سیاہی مائل ہوتی ہین اور بعض مین کچھ تری نمی ہوتی ہے، غ نے کہا ہے بعض بہت زیادہ سیاہ ہوتی ہین یہانتک کہ حد اعتدال سے متجاوز ہوجاتی ہین اور ان مین رطوبت کا نام و نشان تک باقی نہین رہتا کہ جس سے نہ پودے زندہ و قائم رہ سکین، اسکی درستی کے لئے قدیم پانس کی ضرورت ہے کیونکہ قدامت کی وجہ سے اسکی حرارت مفقود ہو جاتی ہے اور صرف رطوبت ہی رطوبت باقی رہ جاتی ہے،

جہ، نے کہا ہے کہ بعض زمینین چکنی اور موٹی ہوتی ہین اور پانی کو جذب کرنیوالی ہوتی ہین، ان کے علاوہ ایک دوسرے نے کہا ہے کہ وہ زمین جو گرمی کے موسم مین پھٹ جاتی ہے اس مین کوئی درخت اچھی طرح نہین اگتا اس مین البتہ گیہون، اور روئی کی کاشت کی صلاحیت ہوتی ہے، اس زمین مین اکثر کانٹے اُگتے ہین مثلاً حرشف،

(کانٹادار درخت) عدالیق وغیرہ اور جس مین حرشف زیادہ پیدا ہوتا ہے وہ خراب زمین ہے، اعلیٰ متوسط اور ادنی زمین مذکورہ بالا صفتون سے پہچانی جاتی ہے، ترتبہ المدمنہ کھاد و پانس والی زمین، یہ وہ زمین ہے جو آبادی کے قریب ہو تاکہ اس مین حیوانات کے گوبر وغیرہ بہت زیادہ شامل ہون اسی وجہ سے اس کا نام مدمنہ بھی پڑا، اور یہ زمین اسی پانس سے درست ہوجاتی ہے، اسکی سطح کا رنگ بعض وقت سیاہی مائل ہوتا ہے، اگر زمین خود بہت اچھی ہو تو پانس کی زیادتی اسکے لئے نبات کے مضر ہوگی، اور اگر رملیہ یا بیضا، جبلیہ، یا حرشہ مصرمنہ یا کوئی ایسی زمین ہو جس کی درستی کے لئے پانس کی ضرورت ہو، تو پانس کی کثرت اس کے لئے بہت نفع بخش ہوگی، اور جو اس زمین سے بالکل مختلف ہو یعنی آبادی سے فاصلہ پر ہو تو اس کو برانیہ کہتے ہین، ارض مدمنہ مین بار بار ہل چلانا چاہئے تاکہ اوپر او نیچے کی مٹی خوب مخلوط ہوجائے اور اس کی حالت معتدل ہوجائے اس زمین مین تمام غلے اور روئی کی پیداوار ہوسکتی ہے اور اگر زمین سیراب کیجائے تو ترکاریون اور بقول بھی پیدا ہونگی اسی طریقہ سے تمام وہ درخت بھی اگین گے جن کے لئے پانس مفید ہوتی ہے لیکن جن درختون کے لئے پانس موافق نہ ہو انکی پیداوار اچھی نہ ہوگی اور نہ بہت دنون تک رہ سکین گے جیسے بہی اور شفتالو کے درخت ان درختون مین نہ پھل زیادہ آئین گے نہ بہت دنون تک ایسی زمین مین رہ سکتے ہین،

زرد مٹی، ص، نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اس کی طبیعت و مزاج برودت اور یبوست مین قریب قریب ارض بیضا کے ہوتا ہے، البتہ عمدگی مین ارض بیضا او ارض سودا، جبلیہ سے کمتر ہوتی ہے، یہ بہت کم مفید ہوتی ہے اور بہت ہی کمزور

ہوتی ہین، یہ زمین بار بار ہل چلانے اور پرانی کھاد وغیرہ ڈالنے سے درست ہوسکتی ہے، خصوصیت سے بیل، گائے، بکری، کی وہ پانس جو کم از کم ایک سال کی ہو، البتہ مفید ثابت ہوگی اور اگر ایک سال سے کم دنون کی ہو تو مفید نہ ہوگی، کہا جاتا ہے کہ اسکی ایک قسم مکدنہ ہوتی ہے جو کدان کے مشابہ ہوتی ہے جو مرطوب اور سفید ہوتی ہے اس کا نام طفلیہ بھی ہے اور بیر بھی کہتے ہین گرمی مین یہ پھٹ جاتی ہے لیکن بہ نسبت دوسرے کے نرم ہوتی ہے اور ایک بہت سخت ہوتی ہے، جو بہت خراب ہوتی ہے، ص نے کہا ہے کہ اس مین کی وہی زمین مفید ہوتی ہے جس مین رطوبت ہو اور اس مین وہی درخت اگ سکتے ہین جنکی جڑین بہت مضبوط ہون مثلاً خردب، بادام زعرور، بلوط، قسطل، اخروٹ، لیمون، شہتوت، وغیرہ اور یہ زمین بغیر جوتے ہوئے اور پانس وغیرہ ڈالے ہوئے درست نہین ہوسکتی،

حرشاعی کا نام مصرمنہ، اور محلینہ بھی ہے، خ نے کہا ہے اسکی طبیعت مین برودت اور یبوست ہے اسکی دو قسمین ہین، ایک تو وہ ہے جو موٹی ریت کے ساتھ مخلوط ہو، دوسری وہ ہے جس مین چھوٹی چھوٹی، کنکریان اور چھوٹے پتھر پائے جائین، یہ بھی دو قسم کی ہوتی ہے (جبلی) پہاڑی اور (سہلی) نرم پہاڑی وہ ہے جس کے متصل اس قدر پتھر پائے جائین کہ ہل چلانے سے کوئی اثر نہ ہو تو وہ بیکار ہے، نرم وہ ہے جس مین چھوٹی چھوٹی کنکریان ہون لیکن وہ زمین ہل کے قابل ہو، ایسی زمین مین بار بار ہل چلانا چاہئے تاکہ تمام خلط ملط ہوکر قابل زراعت ہوجائے اسکو بار بار جوتنا چاہئے پانی اور پانس خصوصاً بکریون اور چڑیون کی پانس کی زیادہ ضرورت ہے، اور یہی حال پہاڑی زمینون کا ہے، حرشا زمین مین اخروٹ، پستہ، دکار، انجیر، دیقال، گلاب، آلو بخارا،

انگور، کشمش، بادام، رند (ایک قسم کا خوشبودار درخت) (عرعر) چیڑ، سرو، آس، دادی مشتہی، غرضیکہ تمام وہ بڑے چھوٹے درخت جو پہاڑون پر اُگتے ہین اُگ سکتے ہین،

ط، نے کہا ہے کہ سرخ انجیر کی بھی اچھی پیداوار ہوتی ہے اس کے علاوہ لوکی اچھی ہوگی اور ترکاریون کے اقسام کی چیزین جلد تیار ہونگی، جیسے بیگن، وغیرہ اور خوشبودار چیزین بھی پیدا ہوتی ہین، مثلاً تتلی، سوسن، (ایک قسم کا پھول) نیلوفر، مردو شش مروہ، (خوشبودار گھاس) وغیرہ، اور غلہ مین مندرجہ ذیل اشیا پیدا ہوتی ہین مسور لوبیا، چنا اور اسی قسم کی چیزین خصوصیت سے اگر ان کو ذرا تاخیر سے بویا گیا اور جوت مین پوری جدوجہد کیگئی تو غلہ کی بہت اچھی پیداوار ہوگی، لیکن اگر اسکی جوت مین کوتاہی ہی تو غلہ بھی کم ہوگا،

ص، نے کہا ہے کہ اگر اس جگہ کی مٹی دوسری جگہ منتقل کردی جائے تو زمین اچھی ہوجائے گی، اور لوکی کی پیداوار اچھی ہونے لگے گی،

خ، نے کہا ہے کہ ریت کی تین قسمین ہین، ایک تو بہت باریک اور ملائم ریت ہوتی ہے دوسری سخت اور موٹے ذرون کی ریت اس ریت مین کوئی چیز پیدا نہین ہوتی تیسری وہ ریت جس مین بہت زیادہ مٹی ملی ہو، یہ ریت گرم مٹی کے نام سے متعارف ہے،

ط اور دوسرے مصنفین نے لکھا ہے، مرطوب ریت اپنے ضعف کی وجہ سے موسم کے تغیر کو بہت جلد قبول کرلیتی ہے، موسم سرما مین ٹھنڈی ہوجاتی ہے اور گرمی مین بہت گرم ہوجاتی ہے لیکن حقیقتہً اسکی تاثیر ٹھنڈی ہے اور یہی حال تمام ریتیلی زمین کا ہے، اگر ریت مین مٹی ملی ہو لیکن ریت کا حصہ غالب ہو تو وہ ٹھنڈک کی جانب زیادہ

مائل ہوگی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ موسم کی وجہ سے بہت جلد بدل جایا کرے گی، اور اگر مٹی زیادہ ہوگی تو تغیر بھی بہت کم ہوگا، ص نے کہا ہے کہ اسی طریقہ سے اس زمین کے درختون کے پتون اور پھلون کے جھڑنے مین بھی اختلاف ہے،

ص نے کہا ہے، اچھی وہ ہے جو ان دونون کے درمیان مین ہو، اور پانس کی کثرت سے درست ہوجائیگی، اس قسم کی زمین مین عمل جلد ہوتا ہے اور یہ زیادہ پانی کو جذب نہین کرتی، بہتر یہ ہے کہ جب پیاسی ہو تو پانی ڈالنا چاہئے، لیکن ریتیلی مذکورہ زمینین پانی کو جلد جذب کرتی ہین، اس لئے جس قدر مناسب ہو اسی قدر ڈالنا چاہئے، کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے، کہ سطح ارض پر تو ایک قسم کے خشکی کے آثار نمودار ہوتے ہین لیکن اندرون حصہ مین بہت کافی تری رہتی ہے، اس زمین مین ہر قسم کے کھجور کے درخت، صنوبر، طرفا، سرو غرضیکہ تمام وہ اشجار جو ریتیلی زمین اُگتے ہین، اُگین گے، اور سبزی مین رجلہ یعنی حمقا، بھی ہوتا ہے، حریرہ یہ مٹی بڑی نہرون مین پائی جاتی ہے، اور اس پر خاکی رنگ غالب ہوتا ہے اور مستوی ہوتی ہے، اس مین بھی ریت ہوتی ہے، لیکن غالب نہین ہوتی،

اقسام ارض مین سے بعض طرب اور رخوہ بھی ہین، خ نے کہا ہے کہ یہ تمام زمیتون سے اچھی زمین ہے، اور بہت زیادہ عمل کو قبول کرتی ہے اس مین ہر قسم کے نباتات ہوتے ہین اور ہر ہوا اور پانی کے لئے موافق ہوتی ہے، اس کو زیادہ پانس کی بھی ضرورت نہین ہوتی صرف موسم سرما مین اس کے لئے پانس کی ضرورت پڑتی ہے، اور زیادہ موافق اور مناسب پانس وہی ہوتی ہے جو کہ زیادہ دنون کی ہو اور اس مین ایک قسم کی بو آگئی ہو، یہ پانس خواہ صرف بکری یا بھیڑ کی ہو خواہ آدمیون کی ہو یا مختلط ہو غرضیکہ ہر قسم کی پانس مفید ہوتی ہے،

اس زمین مین ہر قسم کے فواکہ، پھول، سبزی، ترکاری، وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے، اس زمین مین انجیر ونیفال، قرطبی ابیض، فارق، بہی، سیب، لیمون، نارنگی، اعناف، انار، ترمس، وغیرہ کی اچھی پیداوار ہوتی ہے، فرصاد، گلاب، اخروٹ، تنم مشتہی، خوخ، قراصیا وغیرہ کی بھی پیداوار ہوتی ہے، لیکن ان کی عمر اس زمین مین زیادہ نہین ہوتی، کیونکہ پھل بہت جلد پک جاتے ہین، اور کبھی پودون کی کثرت سے ان درختون کو ضرر بھی پہنچ جاتا ہے جسکی وجہ سے ان کی تیاری سردی کے زمانہ تک متاخر ہو جاتی ہے، اسی طریقہ سے کبھی انجیر بھی تاخیر سے ہوتا ہے یہانتک کہ بارش کا زمانہ آجاتا ہے، پیاز، معاثی، السی، مہدی، چاول، نیل، روئی، قطانی، دھنیا، چینا، درہ، زعفران، غرضیکہ تمام، وہ چیز جو باغون اور کھیتون مین پیدا ہوتی ہین، خواہ وہ نباتات ہون یا اشجار سب کے سب اس زمین مین پیدا ہوتے ہین،

ارض غلیظ کے متعلق خ نے اور ان کے علاوہ دوسرون نے یہ لکھا ہے کہ اسکا رنگ سفیدی اور زردی کے درمیان مین ہوتا ہے، یہ زمین بہت سخت چکنی ہوتی ہے اس مین ہل چلانا بہت دشوار ہے، اور موسم گرما مین مثل جنگلی زمینون کے پھٹ جاتی ہے، اور جب بارش ہوتی ہے تو بہت لسدار اور چکنی ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ پانی جلد جذب نہین ہوتا، لیکن بہت زیادہ پانی کی محتاج ہے، اس زمین کے لئے گائے و بیل، بھیڑ، بکری کی بدبودار کھاد مفید ہوتی ہے، ص نے کہا ہے کہ ارض غلیظ مین راکھ دپانس خوب ملائی جائے اور خوب جوتی جائے یہانتک کہ خوب باریک ہو جائے، لوگون کا خیال ہے کہ یہ زمین قابل زراعت تو ہوتی ہے لیکن درختون کے لگانے کے قابل نہین ہوتی، اور یہی حال تمام پھٹنے والی زمینون کا ہے، اس زمین مین مولی، شلجم، پیاز، لہسن، زیرہ وغیرہ ہوتے ہین،

ق نے لکھا ہے کہ درخت صرف اسی زمین مین لگائے جا سکتے ہین جس مین نہ تو شقوق ہون اور نہ پتھر ہون اور ارض متشققہ وغیرہ مین درخت نہین لگائے جا سکتے، اسی طریقہ سے جنگلی زمین مین اکثر درخت خشک ہو جاتے ہین،

فصل

ان زمینون کا بیان جو نہ تو قابل زراعت ہین اور نہ قابل غراست (یعنی درختون کیلئے) اور نہ کسی دوسری چیز کی کاشت کے قابل ہین،

ص اور خ نے کہا ہے، جو زمین بہت زیادہ پیلی ہوتی ہے، لکڑی اور کپڑا وغیرہ کے رنگنے کے کام آتی ہے، اور جو زمین بہت زیادہ سرخ ہوتی ہے اور جسکا نام مغرہ بھی ہے اسکی تین قسمین ہین، ایک وہ جسکی مٹی چمکدار ہوتی ہے اور اس سے گندھک کی بو آتی ہے اس کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے،

۲۔ دوسری کنکر دار ہوتی ہے یہ سخت ہوتی ہے اس کے نیچے پتھر ہوتے ہین اس سے چونا بنایا جاتا ہے،

۳، تیسری موٹی اور سخت ریت دار ہوتی ہے،

اور تربۃ الزرقا یعنی نیلی زمین اس زمین مین برتن بنانے والی مٹی مخلوط ہوتی ہے اور ارض صفرا اللدنہ وہ ہے جس کے نیچے پتھر کی چٹانین ہون، ارض سبخیہ اور معادنیہ زرنیخیہ کبریتیہ، نحاسیہ، اور حدیدیہ کی طرح ہین، اسی طریقہ سے ارض لاجہ کی بہت سی قسمین ہین، ارض طفل (سوکھی مٹی) طین ارمنی، طین رومی، (خاتم الردس) طین الجوری، طین سلوتی، ارض حماۃ، (کالی کیچڑ) طفل الوادی اور اسی قسم کی زمینین، بعض لوگون نے ان زمینون

کا نام ارض حملہ رکھا ہے،

ارض دسمہ، ارض عرقہ، ارض نزۃ، ارض مالحہ، ارض رملیہ، اور مختلف قسم کی مذکورہ زمینون کا بیان، اور ان کے مختلف علاج کا تذکرہ کیا جا چکا ہے ان تمام چیزون کا ماخذ کتاب فلاحۃ النبطیہ، اور شیخین ابو عبداللہ اور ابی الخیر رحمہا اللہ کی کتابین ہین جو ایک حد تک انسانی ضرورتون کے لئے انشاء اللہ کافی ہونگی بلاشبہہ ایک خدا کی ذات مدد و معاون ہے اور وہی معبود حقیقی ہے،

الباب الثانی،

بانس، اوس کی قسمون، اوسکی منفعتون، اسکی ترکیبون و تدبیرون، اس کے استعمال اس کے عمل اور ان درختون اور نباتات کے بیان مین جن کے لئے یہ مفید ہو گی، اور جن کے لئے مفید نہ ہو گی اور سرجین (گوبر و لید) کے بیان مین، یہ تمام مواد ابن حجاج کی کتاب سے لئے گئے ہین،

یونیوس نے کہا ہے کہ گوبر اچھی زمین کی بہتری مین اضافہ کرتا ہے اور ردی و خراب زمین کی بہت زیادہ اصلاح کرتا ہے اور قوت دیتا ہے معتدل زمین کو اچھی زمین سے بھی کم گوبر کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ارض ضعیفہ کو گوبر کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ایک مرتبہ خوب اچھی طرح زمین مین گوبر نہ ڈالا جائے بلکہ تھوڑا تھوڑا کئی مرتبہ ڈالا جائے، اس لئے کہ اگر ٹھنڈی زمین مین گوبر نہ ڈالین یا زیادہ گوبر ڈالدین تو اس مین احتراق کا مادہ پیدا ہو جائے گا، اور درختون پر گوبر ڈالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اسکی باریک جڑون اور موٹی جڑون پر ڈالا جائے، اور موٹی جڑون پر اس ترکیب سے گوبر ڈالا جائے کہ پہلے اس پر مٹی ڈالدی جائے اور پھر اس پر گوبر ڈالا جائے، اور پھر اس کو مٹی سے چھپا دیا جائے، اس لئے کہ ایسی صورت مین درخت گوبر سے نہ جلے گا، اور مٹی گوبر کی حرارت کو جڑ تک پہنچنے نہ دیگی، اور گوبر کے اوپر کی مٹی سے یہ فائدہ ہو گا کہ وہ گوبر کی گرمی باہر نہ نکلنے دیگی، بلکہ اس کی گرمی کو اندر کی جانب لوٹا دے گی،

یونیوس نے کہا ہے کہ سب سے بہترین پانس چڑیون کی ہوتی ہے لیکن مرغابی اور آبی چڑیون کی بیٹ مفید نہین ہے اس وجہ سے کہ ان چڑیون کی بیٹ رطوبت کی وجہ سے بہت ردی ہوتی ہے لیکن اگر اس کو بھی دوسری پانسون کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ بھی نافع ہوجاتی ہے اور کبوتر و فاختہ وغیرہ کی بیٹ کی پانس حرارت کی وجہ سے بہترین ہوتی ہے یہ پانس کمزور زمین کو قوی بنا دیتی ہے اور پھلون مین اضافہ کرتی اور تقویت پہنچاتی ہے اور بیماریون کو دور کرتی ہے، اس کے بعد دوسرا نمبر پانسون مین انسان کا غلیظ ہے، اس لئے کہ اس مین بھی جانورون کے بیٹ جیسی قوت ہوتی ہے خصوصیت سے اس مین گھاس وغیرہ کے تباہ کرنے کی خاص قوت ہے، اور تیسرا نمبر گدھے کی لید کا ہے اس لئے کہ یہ زراعت کا تزکیہ کرتا ہے، اور درختون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، چوتھا نمبر بکری کی مینگنی کا ہے، اس لئے کہ اس مین بھی حرارت ہوتی ہے، پانچوان نمبر بھیڑ کی مینگنیون کا ہے، یہ بکریون کی مینگنی سے زیادہ چکنی ہوتی ہے، اس کے بعد گائے کا گوبر ہے یہ تمام گوبرون سے کم درجہ کا ہوتا ہے، اور سب سے زیادہ خراب گھوڑے اور خچر کی لید ہے، لیکن یہ لید اگر دوسری پانسون سے ملا دی جائے تو بہت ہی مفید ہوگی ان تمام کو یونیوس نے اقسام کی شکل مین مرتب کیا ہے،

لیکن قسطوس کے نزدیک تمام چڑیون کی بیٹ مین حمام یعنی کبوتری یا فاختہ وغیرہ کی بیٹ سب سے اچھی اور انفع ہے، اس وجہ سے کہ یہ اپنی حرارت کی وجہ سے تمام سبز گھاسون کو جلا کر خاک کر دیتی ہے، اس کے بعد گدھے کی لید کا نمبر ہے، اس کے بعد بکریون کا اس کے بعد گائے کا اور عموماً نباتات کے لئے بہت نفع بخش گھوڑے اور براذین (ایک قسم کا گھوڑا) کی لید ہے اور تمام مخلوط پانسین سب سے زیادہ

زیتون کے درختون کے لئے مفید ہین اور کسینوس نے اپنی کتاب مین ایک فصل ہی گھوڑون کے لید کے متعلق الگ کر دی ہے، اور بہت زیادہ اسکی تعریف و توصیف کی ہے، اور کاشتکارون کے تجربہ پر اسکو محمول کیا ہے۔

سیداغوس اسپانی نے کہا ہے کہ پانس کی حرارت اور رطوبت حیوانات اور پرندون کے مزاج کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ حار مزاج ہونگے تو انکی پانس بھی حار ہوگی جیسے کبوتر و فاختہ اس کا مزاج حار و یابس ہے اگر اس کا مزاج رطب ہوا تو پانس بھی رطب ہوگی، اسی طریقہ سے تمام گوبر، بیٹ اور غلیظ مین قیاس کرلینا چاہئے،

ان پانسون سے منفعت ہے کہ وہ حرارت عزیزہ کو صاف کرتی ہین اور اپنی گرمی و حدت سے زمین کے مسامات کو کھول دیتی ہین جس سے درخت کی شاخین آسانی سے پھیل سکتی ہین، یہانتک تو سیداغوس کے اقوال تھے،

یونیوس نے کہا ہے کہ ایک سال کی پانس کو کبھی استعمال کرنا ہی نہین چاہئے اور کسانون کو اس سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ اس سے کوئی منفعت نہین ہوتی بلکہ نقصان پہنچتا ہے۔ اس مین ایسے کیڑے پیدا ہوجاتے ہین جو زراعت کو نقصان پہنچاتے ہین، لیکن جس پانس پر تین یا چار سال گذر گئے ہون وہ بہت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کی پانس ہے اس لئے کہ جس قدر بھی اس زمانہ گذریگا اوسکی تازگی اور بدبو جاتی رہیگی اور خشونت مین کمی ہوجائیگی اس قدر یونیوس نے لکھا ہے،

سولون نے لکھا ہے کہ پانس پر جس قدر زمانہ گذرے گا، اسی قدر لطیف اور ٹھنڈی ہوتی جائے گی اور نباتات کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگی لیکن کم از کم ایک سال کی پانس درختون کے لئے مفید ہوگی، اور اس سے کم دنون کی پانس

درخت اور نباتات کو نقصان پہنچاتی ہے، اس لئے کہ اس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین جو بقول کے لئے بہت مضر ہوتے ہین، اور نباتات کو کمزور کردیتے ہین، شولون نے پانس کا بیان ایک مستقل فصل مین کیا ہے، اور یہ لکھا ہے کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ درخت زیادہ پھل لائین تو اس کو چاہئے کہ اس مین چڑیون اور پرندون کی بیٹ استعمال کرے اس لیے کہ اسکی وجہ سے درخت بہت زیادہ بڑھتا ہے اور شاخین پھیلتی ہین، اور پھل زیادہ آتے ہین جسکی یہ خواہش ہو کہ درخت کی جڑ پھیلے اور بڑے خصوصیت سے کمزور اور نحیف درختون کے لئے تو اسکو چاہئے کہ چوپایون اور گایون کی پانس استعمال کرے، اس لیے کہ اسکی یہ خاصیت کہ جڑون کو پھیلاتی اور بڑھاتی ہے اور اس مین اضافہ کرتی ہے،

اور جس زمین مین رطوبت غالب ہوا سکے لئے وہ پانس زیادہ مفید ہوگی جس مین یبس اور خشکی زیادہ ہو جیسے چڑیون کی بیٹ اور گدھونکی لید اور جس زمین مین رطوبت و سمیت بہت کم ہو، اس کے لئے گائے کی پانس مفید ہوگی اسی طریقہ سے اندازہ کرکے پانسون کا استعمال کرنا چاہئے،

یونیوس نے کہا ہے کہ نرم زمین مین بھیڑ اور بکری کی مینگنی ڈالنی چاہئے کیونکہ یہ سب سے نرم پانس ہوتی ہے، اور سفید زمین مین گائے کی پانس استعمال کرنی چاہئے اس لئے کہ اس مین حلاوت و دسمیت ہوتی ہے اور اس قسم کی زمین کمزور ہوتی ہے، یہ پانس اوسکو قوی کردیگی،

کتاب الفلاحۃ النبطیہ مین قوثانی نے یہ لکھا ہے کہ پانسون کے استعمال کے دو طریقے ہین ایک تو وہ صرف تنہا استعمال کیجائے دوسری وہ ہے کہ لوگ اوسکو

تیار کرین اس طرح پر کہ ایک دوسرے کو خلط ملط کرین اور اس مین مٹی ملائین اور کبھی اور کوئی چیز ملا کر تیار کرین، خالص پانس اوس زمین کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، جو فاسد ہوتی ہے اور جس مین شیرینی اور اچھائی کا نام نہین ہوتا خصوصاً گائے کا گوبر اس کے بعد ہرن گاؤ، خر، بھیڑ و بکری، پوٹلا[1]، بھینس و گھوڑا اور گدھے کی پانس کا درجہ ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ کی پانس کبوتر و فاختہ و قمری کی ہوتی ہے،

لیکن غیر معروف انواع کی چڑیون کی پانس اس وقت تک مفید نہین ہوسکتی جبتک کہ اور پانسون کے ساتھ مخلوط نہ کرنی چاہئے، اس کے بعد انسان کا غلیظ ہو اس لئے کہ یہ چڑیون کی پانس سے بھی زیادہ معتدل ہے اور اس مین گرمی زیادہ پائی جاتی ہے یہ پانس زمین مخلوط ہونے کے بعد اس مین گرمی پیدا کردیتی ہے، اور اسکی صلابت کو دفع کردیتی ہے اور اسکی برودت کو غلیظ کرکے خشک کردیتی ہے، یہ کھجور، انگور، اور تمام چھوٹے بڑے درختون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، اس سے نشو و نما مین اضافہ ہوتا ہے، اور بحکم خداوند تعالیٰ یہ تمام آفات سے نباتات کو محفوظ رکھتی ہے،

اور آدمی کی وہ پانس جو بہت پرانی اور سیاہ ہو اور اس مین دوسری پانس کی مٹی ملی ہوئی ہو تو وہ بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، انشاء اللہ کسی اور مقام پر اوسکی زیادہ وضاحت کیجائیگی یہ تو صرف مفرد پانس کا بیان تھا،

بعض نباتات درختون کی لکڑیان، پتیان، شاخین، جڑین، تنے اور پھل خشک کرکے اس کا بھوسہ بنایا جاتا ہے اور وہ زمین مین ڈالدیا جاتا ہے سب سے اچھا باقلا

[1] بھیڑ و بکری کی مخلوط نسل کو پوٹلا کہتے ہین،

باقلا کا بھوسہ ہے جو کھاد کے لئے سب سے زیادہ مفید ہے، اس کے بعد جو، گیہون، کدو، علیق، گلاب، گل خیرو، بنفشہ، نیلوفر، خطمی، شلجم کا پتہ، گاجر، خس، انجیر، کی لکڑی اور اوسکی پتی، کھجور کی شاخ وخوشہ ان تمام کا بھوسہ مفید ہے، سب سے پہلے زمین مین پانس ڈالی جائے، اس کے بعد بھوسہ ڈالا جائے، اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کا بھوسہ جمع کیا جائے اور جلاکر اونکی راکھ کھیتون مین ڈالدی جائے، تو یہ تمام زمینون اور درختون کے لئے مصلح ہوگی، بلکہ یہ بقول، انگور، غلہ واجناس غرضکہ وہ تمام نباتات کے لئے مفید ونفع بخش ثابت ہوگی، یہی اس باب کی اصل شئے تھی،

قوثامی نے لکھا ہے، کہ نباتات کی کاشت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو پانس ان درختون مین ڈالی جائے اس مین درختون کا کچھ بھوسہ بھی ملا دیا جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ درخت گٹھلی دار ہون تو گٹھلیان جلاکر اور اگر ان مین گٹھلیان نہ ہون تو شاخون کو جلاکر اسکی راکھ پانس مین ملا دی جائے اور پھر اون درختون مین دیجائے، یہ پانس ان درختون کے لئے جنکی راکھ ملائی گئی ہے بہت زیادہ مفید ہوگی اسی طرح راکھ کے ذریعہ سے درختون کا علاج کیا جاتا ہے، مثلاً انگور کے درخت کا علاج اوسکی شاخ، پتی، اور تخم کی راکھ کے ساتھ کیا جائے، اسی طریقہ سے تمام اشجار اور نباتات کا علاج کیا جاسکتا ہے، اور اگر درخت کے اجزاء جلانے کے قابل نہ ہون بلکہ سڑائے جاسکتے ہون تو پانس مین سڑا کر ملا دئے جائین،

قوثامی نے ایک اصول کلی یہ بتایا ہے کہ جس طرح تمام حیوانات کی پانس نافع اور مستعمل ہے اسی طریقہ سے تمام نباتات کی راکھ نافع اور مستعمل ہے، مذکورہ بالا اصول سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ پانس مین مفردات مرکبات سے اچھے ہین،

لیکن اگر دوسری چیزین بھی مخلوط کردی جائین تو وہ بھی مفید ہوجاتی ہین،

صغریت نے لکھا ہے کہ تمام پانسون سے افضل فاختہ وکبوتر اور تمام پرندونکی پانس ہے لیکن آبی چڑیون اور بط کی بیٹ مفید نہین ہے، اکثر بابل کے ملک مین کبوتری، وراشین (ایک قسم کی چڑیا ہے) اور فاختہ کی پانسون کو ملا کر، جو، درہ، چاول، چینا، مصور، لوبیا کے کھیتون مین ڈالتے ہین جس کی وجہ سے پیداوار اچھی ہوتی ہے، اور جب کبھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کھیتی جلد تیار ہو اور پھل زیادہ آئین تو دانون کے ساتھ اس پانس کو بھی ڈالتے ہین، خصوصاً ان زمینون مین جو کہ رقیقہ، ضعیفہ، عرقہ، اور نزہ ہوتی ہین، یہ طریقہ کارآمد ہے اور کبھی اسی طریقہ سے پھلدار درختون مین بھی اس کو ڈالتے ہین، اس کے بعد جودت مین اور نباتات کی نشو ونما کے لئے دوسرے درجہ کی پانس انسان کی پانس ہے اس پانس مین ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کانٹے، گھاس اور تمام نقصان پہنچانے والی گھاس کو تباہ کردیتی ہے،

سوساد نے انسان کی پانس کے استعمال کا یہ طریقہ تبلایا ہے کہ پہلے اس کو خوب خشک کرلینا چاہئے یہان تک کہ سیاہی آجائے، پھر ایک گڈھے مین ڈالکر شیرین پانی کے ساتھ خوب حل کیا جائے یہانتک کہ بالکل ملجائے پھر خشک کردینا چاہئے اس کے بعد انگور کے شاخ کی راکھ ملادی جائے اگر یہ پانس انگور مین دیجائے تو بہت زیادہ مفید ہوگی، اور اگر دوسرے کسی درخت اور نباتات مین یہ پانس ڈالنی ہو تو اسی درخت کی راکھ مخلوط کیجائے،

سوساد کا قول ہے کہ یہ بہترین پانس ہے، لیکن اگر اسکی بدبو سے تکلیف

ہوتی ہو تو اوسکی بدبو زائل کی جاسکتی ہے، اور اوسکی صورت یہ ہے کہ سرخ زمین کی اچھی خوشبو دار مٹی چڑیون کی پانس کے ساتھ خلط ملط کرکے اس پانس کے ساتھ ملادیجائے تو اوسکی بدبو زائل ہوجائیگی، لیکن ذرا اسکو عرصہ تک خشک ہونے کے لئے چھوڑ دینا چاہئے، گدھے کی پانس کا درجہ اس پانس کے بعد ہے، لیکن یہ پانس انگور، اور زیتون کے لئے غیر مفید ہے اس لئے ان دونون مین ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ اگر ڈالی گئی تو دو یا تین دن کے بعد ان کی جڑون مین خراب اور نقصان پہنچانیوالی نبات پیدا کردیگی، جس سے بہت زیادہ نقصان ہوگا، اور اگر ان درختون مین اس کے ڈالنے کی ضرورت ہو تو دوسری پانسون کے ساتھ اس کو ملادیا جائے، جیسے انسان یا چڑیا کی پانس یا مٹی یا اور دوسرے پانسون مین ملادی جائے، اس کے بعد بھیڑ کی مینگنی کا درجہ ہے، یہ خاصکر نئے پودون، پھولون، اور سبزیون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے،

بھیڑ کی مینگنی مین تمام پانسون سے زیادہ دسمیت یعنی چکناہٹ ہوتی ہے اس بنا پر یہ ارض مالحہ (نمکین) ارض مرہ (تلخ) ارض حارہ (گرم) ارض حامضہ (ترش) اور اُن کی پیداوار کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، اس کے بعد گھوڑے اور خچر کی پانس کا مرتبہ ہے، بعض لوگون نے گائے کی پانس کو بھیڑ بکری کی پانس پر ترجیح دی ہے، اور اس کا مرتبہ گدھے کی پانس کے بعد، کہا ہے، خنزیر کی پانس مین احتراق کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے یہ بڑے بڑے درختون اور کھجور اور نباتات کی جڑون کو جلادیتی ہے، غرضیکہ اس مین کوئی منفعت نہین ہے،

سوساد نے کہا ہے کہ سب سے اچھی کھاد کبوتر، و فاختہ کی ہے اس کے بعد

بجز آبی چڑیون کے تمام چڑیون کی بیٹ ہے، اور تیسرا درجہ انسان کی پانس کا ہے، چوتھا درجہ بکری کی پانس کا ہے پانچوان درجہ بھیڑ کی پانس کا ہے، چھٹا درجہ گدھون کی پانس کا ہے ساتوان درجہ گائے کی پانس کا ہے، آٹھوان درجہ گھوڑے اور خچر کی لید کا ہے اس کے بعد بقیہ اور پانسین تقریبًا مساوی حیثیت کی ہین،

قوثامی نے لکھا ہے کہ ان پانسون کو بھوسہ اور راکھ مین خوب مخلوط کردیا جائے یہان تک کہ بو آنے لگے اور ان دواؤن اور معجونون کے مثل ہوجائے جنکو انسان استعمال کرتا ہے اور پھر اس سے کھجور، انگور اور دوسرے درختون اور نباتات کا علاج کیا جائے تو تمام آفات سے محفوظ رکھے گی،

اور کبھی نباتات کا علاج خون اور پیشاب سے بھی کیا جاتا ہے، اس لئے کہ خون کو درختون اور نباتات کے سرسبز و شاداب کرنے مین عجیب قوت حاصل ہے،

فصل

پانسون کے تیار کرنے کی ترکیب

ط، مین ہے، اگر نباتات اور اشجار کے لئے اچھی زمین کے مطابق پانس تیار کرنی ہو تاکہ اس سے امراض دفع ہون تو اس کا عام اصول یہ ہے، کہ زمین مین بہت بڑا عمیق حوض یا گڈھا کھودا جائے جو کہ بہت وسیع اور کشادہ ہو، جس قدر وسعت ہوگی اسی قدر اچھا ہے اس کے بعد اس مین ہر قسم کی پانس انسان حیوان اور طیور کی پانس ڈالی جائے لیکن آبی پرندون کی بیٹ نہ ڈالی جائے، ان سب کو اچھی طرح خلط ملط کردین، پھر اس مین قنبیط اور انگور کی

پتیان اور بعض نہرون یا کنوؤن کی سیاہ مٹی ڈالدی جائے پھر ایک بڑی لکڑی
سے خوب چلایا جائے اور شراب کی تلچھٹ اور انسانون کا پیشاب بھی ملا دیا جائے
پھر اس کے بعد روزانہ یا تیسرے دن خوب چلایا جائے یہان تک کہ اس سے
بدبو نکلنے لگے اور سیاہ ہوجائے پھر انگور کی شاخ اور پتیان جلا کر ڈالیجائین جسقدر یہ راکھ ڈالی جائے گی اُسی
قدر بہترین پانس تیار ہوگی پھر اسکو روزانہ چلایا جائے، جب یہ تمام چیزین خوب مخلوط
ہوجائین تو کچھ دن اپنی حالت پر چھوڑ دیجائے اور روزانہ اس مین پیشاب ڈالا جائے
یہان تک کہ بہت زیادہ بدبو پیدا ہوجائے اور سیاہی بھی اس قدر غالب ہوجائے
کہ دیکھنے والا اس مین کسی چیز کی تمیز نہ کرسکے، پھر گڈھے سے نکال کر کچھ زمین مین
پھیلا دیجائے اور کچھ اسی حوض مین خشک کردی جائے، جب خوب خشک ہوجائے
تو یہ پانس انگور کے لئے بہت زیادہ مفید ہوگی، اور مشیت خداوندی سے اس کی
وجہ سے انگور کی تمام بیماریان اور آفات کا ازالہ ہوجائے گا، اور انگور بہت ہی سرسبز
وشاداب اور قوی ہوگا، اور اگر ان پھلدار درختون کی پانس تیار کرنی مقصود ہو جنمین
برودت ہو مثلاً انار، بہی، سیب، امرود، زعرور، شفتالو، کشمش، عناب، لسوڑا، وغیرہ
توان درختون کی راکھ کے ہموزن وہ مٹی لیجائے جو خوب روندی گئی ہو اور ان
دونون کو خوب ملا دیا جائے اس کے بعد اس مین کبوتر اور شین اور چمگادڑ کی بیٹ
ملا کر ایک بڑی لکڑی یا لکڑی کسی ڈنڈے سے خوب ملایا جائے اور اس مین اونٹ
یا انسان کا پیشاب بھی ملایا جائے یہانتک کہ سیاہ ہوجائے اور بہت زیادہ بدبو
ہوجائے پھر انسان کی پرانی کھاد زیادہ مقدار مین ڈالکر خوب ملایا جائے اور
پیشاب روزانہ ڈالا جائے تاکہ بدبو مین اضافہ ہوتا رہے اور زیادہ ہوتی جائے،

اس پانس کے لئے اونٹ کا پیشاب انسان کے پیشاب سے بھی زیادہ مفید ہے
لیکن اگر یہ پیشاب میسر نہ ہو تو چمگادڑ کا پیشاب زیادہ ڈالنا چاہئے پھر اس مین مولی
کی جڑ اور اسکی پتیان ملا دیجائین جس سے بہت جلد عفونت مین زیادتی ہوگی جب
بدبو بہت زیادہ ہوجائے تو اسکو اور زیادہ چلانا چاہئے، پھر اس کو زمین پر پھیلا دینا
چاہئے، جب یہ خشک ہونے کے قریب ہو بلکہ تھوڑی سی تری رہ جائے تو ان
درختون کی جڑون مین ڈالنا چاہئے، انشاراللہ اسکی وجہ سے یہ درخت بہت زیادہ
سرسبز شاداب ہونگے،

کیلا، اور ہندی گول، خربوزہ، وغیرہ کی کھاد بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گائے
اور گدھے کی پانس خوب ملائی جائے، اور اس مین جنگلی کانٹون کی راکھ ملائی جائے
اور اس پر نبیذ کی تلچھٹ چھڑک دیجائے اور اس کو خوب پھینٹ دیا جائے،
پھر کچھ دنون تک اپنی حالت پر چھوڑ دیجائے، تاکہ خوب بدبو پیدا ہوجائے اور
سیاہ ہوجائے اس کے بعد دور کی مٹی اور گرد وغبار ڈالکر لکڑی سے چلایا جائے
اور پھر کیلے اور خربوزے کی جڑون مین یہ پانس ڈالدی جائے انشاراللہ اس سے
بہت قوت ہوگی اور شادابی وغیرہ مین بہت اضافہ ہوگا،

انجیر، لیمون، بادام، پستہ، اخروٹ تلخ بادام، غرضیکہ ان تمام درختون کے
لئے جن کے پھل گرم ہوتے ہین اونکی کھاد تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گائے
کے گوبر مین گیہون اور جو کی جڑین اور انکی گھاس وغیرہ اور اسی طرح شیلم،
(ایک درخت ہے جو جو اور گیہون کے کھیتون مین پیدا ہوتا ہے،) کی گھاس
اور جڑین گوسالہ مین ڈالدی جائین تاکہ گائے اوپر خوب بیٹھے، روندے، پیشاب

و پائخانہ کرے یہانتک کہ وہ نمک کی طرح چور ہو جائے اور اس کے گوبر اور
پیشاب مین لت پت ہو جائے اور اس مین سے تیز بدبو آنے لگے۔ پھر اس
مین سرخ اچھی مٹی ملا دی جائے، اس کے بعد زمین مین پھیلا کر خشک کر لی جائے،
جب کچھ تری باقی رہے، اسی وقت استعمال کیجائے،

عام پانس و کھاد بنانے کا طریقہ جو ہر قسم کی نباتات صغیرہ و کبیرہ کے لئے مفید
و مناسب ہو، اسکی ترکیب یہ ہے کہ جو اور گیہون کی جڑ اور کانٹا اور عوسج اور انجیر کی
لکڑیان و پتیان جلا کر راکھ بنائی جائے اور اسی قدر گائے اور کبوتر کی پانس اور باقلا
جو اور گیہون کا بھوسہ، کدو کی مالت، انگور کی پتیان اور اسکی جڑین، نہر، اور حوض وغیرہ
کی کائی چھوٹے نرکل جڑ کے ساتھ ان تمام کو ایک گڈھے یا حوض مین جمع کیا جائے
اور اس کے چارون طرف نالیان بنا دی جائین تاکہ بارش کا پانی اس سے باہر
نہ جائے بلکہ دوسری جگہون سے بہ کر آئے اور وہین ٹھہر جائے یہان تک کہ
عفونت پیدا ہو جائے، اس لئے کہ بارش کا پانی پانس کیچڑ اور زمین کے لطیف اجزا
بہا کر اپنے ساتھ لاتا ہے، اور جب یہ پانی اس پانس مین آئے گا، اور پانس کے
تمام اجزاء مین حلول کرکے سڑیگا، تو لکڑی سے خوب متھا جائے یہانتک کہ سب
اجزاء آپس مین مخلوط ہو جائین اور ان مین عفونت پھیل جائے اور خوب سیاہ
ہو جائین، یہ کھاد تمام درخت اور نباتات کے لئے مفید ہوگی لیکن خربوزے
اور کیلے مین یہ پانس نہ استعمال کیجائے،

کھیرا، ککڑی، کدو، شلجم، گاجر، کراث شامی (یہ ایک قسم کا ساگ ہے) اور
ان کے علاوہ تمام وہ چیزین جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہین اون کے لئے بھی

مذکورہ بالا کھاد اس صورت مین مفید ہوگی جب وہ انسان کی پرانی پانس کے ساتھ ملا دیجائے
اور کھیرے و ککڑی کیلئے گائے اور گدھے کی لید اور انسان کے پانس مین تھوڑی
اچھی مٹی ملا کر کھاد بنائی جائے، بیگن، قرنبیط، کرم کلہ، مولی، پیاز، لہسن، راسن اور اس
قسم کی نباتات کے لئے اس طریقہ سے کھاد تیار کرے، کہ انسان اور گدھے کی پانس
مین کسی چیز کی راکھ اور اگر غرب (ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے) کی راکھ ملجائے
تو بہت مفید ہوگی پھر بلوط کی پتیان اسکی شاخین اسکی جڑین تمام گڈھے مین ڈالدیجائین
اور پھر اس پر شیرین پانی چھڑکا جائے یہانتک کہ تعفن پیدا ہو جائے اس کے بعد اچھی
طرح الٹ پلٹ دین پھر نکال کر زمین پر پھیلا دی جائے یہانتک کہ وہ مثل سوکھی
دوا کے ہو جائے پھر یہ مذکورہ بالا درختون کے لئے استعمال کیجائے بہت ہی مفید
ثابت ہوگی،

چھوٹے نباتات مثلاً پودینہ، کاسنی، طرخون (اسکی جڑ غالباً عقرقرحا ہے) چقندر
کراث نبطی، (گندنا ایک قسم کا ساگ ہے) جرجیر، رائی، بادروح، نرم ساگ، اجوائن
اور اس قسم کے نباتات کے لئے کھاد بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ آدمی، کبوتر، گدھے اور
گائے کی پانس ملا دی جائے، لیکن آدمی کی پانس غالب ہو، پھر اس مین اتنی ہی باریک
پسی ہوئی اچھی مٹی ملا دی جائے اور ان سب کو ایک گڈھے مین جمع کر دیا جائے،
اور پھر اس پر خون ڈالا جائے جس جانور کا بھی خون ہو، لیکن سب سے افضل خون آدمی
اونٹ اور بھیڑ کا ہے پھر اس پر پانی چھڑک دیا جائے اس کے بعد خوب ملایا جائے
اگر بارش کا پانی بھی اسی کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو اور زیادہ بہترین کھاد تیار ہوگی،
جب اس مین خوب تعفن پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے تو خشک کرکے پسی

ہوئی مٹی یا گرد و غبار ملا کر ان نباتات کی جڑون مین ڈالدی جائے تو یہ نباتات بہت سرسبز و شاداب ہونگے،

خس کے لئے اس طریقہ سے پانس تیار کیجائے، آدمی، کبوتر، مرغی اور چمگادڑ کی پانس اور خس کی پتی طرفا اور جھاؤ کے درخت کی راکھ ان سب کو ملا دیا جائے، اس مین اندازاً انسان کی پانس نصف ہو اور نصف اور چیزین ہون، ان سب کو ایک گڑھے مین جمع کر کے کسی جانور کا خون ڈالدیا جائے پھر بارش کا پانی ڈالا جائے، پھر کچھ دن چھوڑ دے یہانتک کہ خوب تعفن پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے تو سکھا کر خس کی جڑون مین استعمال کرے اور شاخون پر چھڑک دے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا،

پانس کو بدبودار بنانے کی یہ ترکیبین ہین جو کافی ہین، جو کچھ اس مین تعفن ہے وہ مثل خمیر کے ہے، چمگادڑ اور انسان کی پانس اور خون اسی طرح زمین کے لئے مفید ہے جس طرح آٹے کے لئے خمیر ہے اس لئے اسکی گرمی مین زیادتی ہوگی اور عفونت مین اضافہ ہوگا،

فصل

ط مین ہے کہ بہترین پانس اور کھاد وہ ہے جس پر بعد سڑنے و گلنے بعد دو سال گذر جائین اور اگر تین سال گذر جائین تو اس سے بھی بہتر ہے اور اگر چار سال گذر جائین تعفن و بدبو کا ازالہ ہو جائے تو یہ تمام پانسون سے بہترین اور افضل پانس ہوگی،

قوثامی نے لکھا ہے، کہ کسانون کے لئے میری یہ وصیت ہے، کہ پانس اور کھاد کو ایک سال سے قبل بغیر ملائے سڑائے اور گلائے ہوئے کبھی نہ استعمال کرین

اس لئے کہ قبل ایک سال کے یہ مضر اور نقصان دہ ثابت ہوگی، کیونکہ ایک سال کے بعد بھی اس مین کامل جودت نہین آتی دو تین چار سال کے بعد بہترین پانس ہو جاتی ہے، جو کھاد ایک سال کے قبل استعمال کیجاتی ہے اس مین نقصان دہ اور ضرر رسان کیڑے پیدا ہو جاتے ہین، اس لئے کم سے کم سال کے بعد دو ماہ گذرنے دین اور اگر زمین نزہ اور عرقہ ہوئی تو وہ درختون کی جڑون کو کھا جاتے ہین، اسی طریقہ سے وہ کھاد بھی قابل استعمال نہین ہوتی جس پر چار سال سے زیادہ گذر گئے ہون، اسلئے کہ اس سے کھاد و پانس کی قوت جاتی رہتی ہے، جس کھاد کا پانچوان سال یا اس سے بھی زیادہ مدت گذر جائے تو کسی کام کے قابل نہین ہوتی اس کی حالت مثل اوس مٹی کی ہوتی ہے جس مین تھوڑی سی پانس ملی ہوتی ہے اور جس کھاد پر سات سال گذر جائین تو بالکل مٹی کے حکم مین ہے، زیادہ سے زیادہ مثل اچھی مٹی کے ہے، یہ اس وقت ہے جبکہ پانس زیر سما رہو لیکن اگر زیر سقف ہو تو وہ سات سال کے بعد بھی استعمال کے قابل ہوتی ہے اور تقریباً دس یا بارہ سال کے بعد بے کار ہوتی ہے،

فصل

سبزی، نباتات اور درختون مین پانس کے استعمال کا طریقہ اور بعض سبزیون پر چھڑکنے کی ترکیب

ط مین ہے، کہ ان تمام پانسون کے استعمال کا یہ طریقہ ہے کہ درختون کے چھوٹائی اور بڑائی کے لحاظ سے اس کی جڑ کے پاس کھود کر پانس دیجائے، لیکن اس کھاد کو درختون پر چھڑکا نہ جائے اگرچہ یہ کھاد جڑون کے لئے مفید ثابت ہوگی

لیکن بسا اوقات، چھڑکنے سے مضر ثابت ہوتی ہے، پتیون اور شاخون کو سخت نقصان پہنچا دیتی ہے، خصوصیت سے پھل دار درخت اور انگور کے لئے، ہان اگر یہ پانسین بگین، کرم کلہ، قرنبیط اور بڑی ترکاریون پر چھڑکی جائین تو مفید ہونگی، اسی طریقہ سے اگر یہ چھوٹی ترکاریون پر چھڑکی جائین تو بہت مفید ہونگی، لیکن زیادہ نہ چھڑکی جائین بلکہ بہت ذرا ذرا چھڑکی جائین، اور کچھ جڑون مین بھی ڈالدی جائین تو بہت نفع بخش ہونگی،

طا مین یہ بھی ہے کہ انگور پر پانس کا چھڑکنا سب سے زیادہ مفید ہے اور جو مٹی کے اس پر اسی طرح ہے جیسے باہر سے مٹی لائی جاے، وہ بہت نفع بخش ہوگی، اور اس سے پھلون مین اضافہ ہوگا، کہا جاتا ہے کہ اگر انگور پر گرد و غبار جم جائے تو وہ بہت نفع بخش ہوتا ہے، اور طا مین یہ بھی ہے کہ اگر انگور پر زیادہ پانس چھڑک دیجائے تو بہت مضر ہوگی، اور طا مین یہ بھی ہے کہ اگر انگور پر پانس نہ چھڑکی جائے بلکہ پسی ہوئی مٹی کے ساتھ چھڑک دیجائے جیسا کہ دوسری سبزیون پر چھڑکی جاتی ہے، البتہ چھوٹی ترکاریون کے لئے پانس کا چھڑکنا مفید ہوتا ہے، طا مین یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ جب بقول پر پانس چھڑکی جائے تو پانی چھڑک دینا چاہئے تاکہ اس کی وجہ سے وہ گرد ان پر جم جائے جو شاخون پر ہے،

سوسادنے لکھا ہے کہ وہ پانس جن مین حرارت ہوتی ہے خصوصیت سے وہ جو درخت کی جڑون اور نباتات صغیرہ کی لکڑیون سے تیار کی گئی ہو درخت کے لگاتے وقت زیادہ مفید ہے، اسکی صورت یہ ہے، کہ پہلے درخت کی جڑ پر ایک دوسری زمین کی مٹی ڈالی جائے اور پھر اس مٹی پر یہ پانس ڈالی جائے پھر اس کے اوپر سے مٹی ڈالدی جائے تو بہت مفید ہوگی، اس کام کے لئے خصوصیت سے سرخ مٹی

جو کہ حار ہوئی ہے، یا کوڑے کرکٹ کی مٹی زیادہ موزون ہوتی ہے، صغریت نے لکھا ہے، کہ اس کام کے لئے اس زمین کی مٹی لی جائے جہان انسان کی آمد و رفت نہ ہو اور جس مین پانس کا جز نہ ہو تو یہ مٹی درختون اور نخل اور نباتات صغیرہ و کبیرہ کے لئے بہت مفید ہوگی، ابو بکر بن وحشیہ یعنی صغریت نے لکھا ہے کہ اس مقصد کے لئے صحرا اور وسیع میدانون کی مٹی جس پر ہوا کے جھونکے آتے ہین زیادہ مفید ہوگی اور کہا ہے کہ درخت اور نخل کے لئے کھاد کا مٹی کے درمیان مین رکھکر استعمال کرنا زیادہ مفید ہے، بگین، کھیرا، ککڑی، خربوزہ یہ تمام وہ ترکاریان جنکا بڑی ترکاریون مین شمار ہے ان کے لئے ضرورت ہے کہ انکی پتیون پر بھی پانس چھڑکی جائے اور جڑون مین بھی ڈالی جائے، اور طا مین ہے کہ کرم کلہ، قنبیط، سلق، خس، پالک، حرف بھی بڑی ترکاریون مین داخل ہین پانس چھڑکنے کے قبل تھوڑی کھاد دو ٹیون کے درمیان مین ڈالدینا چاہئے، اور یہ مٹی کسی ویران اور غیر آباد مقام کی ہو یا گھور یہ کی ہو تو زیادہ موزون و مناسب ہوگی، ایسا ہی صغریت نے لکھا ہے، اور بسا اوقات پانس کی کیاریون اور نالیون مین ڈالدی جاتی ہے، تاکہ پانی کے ذریعہ سے پانس ان درختون کی جڑون تک پہنچ جائے بعض لوگون کے نزدیک یہ بھی مفید طریقہ ہے،

لیکن اکثر لوگون کی یہ عادت ہے کہ پہلے پانس ڈال لیتے ہین تو پھر پانی سے سیراب کرتے ہین، اور ایسا ہی عام طریقہ ہے، اور طا مین ہے کہ جب گرم پانس بڑے درختون پر پڑیگی اور پھر اس پر آفتاب کی روشنی پڑے تو اس سے اسکی حدت مین اضافہ ہوجائے گا، یہانتک کہ وہ پتون کو جلا دیگی اور اس مین سوراخ کر دیگی اور اسکی قوت زائل کر دیگی، بقول اور چھوٹے نباتات کی جڑین اسی طرح پوشیدہ

رہتی ہین جس طرح بڑے نباتات کی جڑین ہوتی ہین، اس لئے چھوٹے درختون مین
شاخ اور جڑون مین پانس دیجائے اور بڑے درختون کی صرف جڑون مین دیجائے
شاخ اور پتیون کو محفوظ رکھا جائے،

فصل

پانس سے زمین کو فائدہ پہنچانا اور اس کے ڈالنے کے وقت کا بیان ماخوذ از کتاب (ط)

صغریت نے کہا ہے، کہ جن پانسون کا ذکر ہوچکا ہے وہ ہر ایک زمین کیلئے
مفید ہین خواہ اس مین نباتات و درخت ہون یا نہ ہون، یہ پانس اگر خراب زمین مین
بھی ڈالی جائے گی تو زمین کو درست کردے گی اور اگر اچھی زمین مین ڈالی گئی تو اس
کو اور اچھی اور بہترین بنادیگی اور زمین مین زیادہ قوت پیدا کرے گی اسی طرح درختون
اور نباتات کے لئے مفید ہوگی اور انکو قوی کردے گی، اور زمین سے تمام بیماریون
کو دور کردیگی خواہ وہ مرض ہوا کی روادت کی وجہ سے ہو یا حرارت یا برودت کی
زیادتی کی وجہ سے ہو یا عفونت کی بنا پر ہو غرضکہ معتدل اور فاسد زمین کو اچھی اور
بہترین زمین بنادیگی ارض ضعیفہ جس کا دوسرا نام ترسیقہ بھی ہے اس کو اور ارض نزہ
اور عرقہ کو پانس کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے،

فصل

جن پانسون کا تذکرہ ہوچکا ہے وہ عموماً تمام فاسد زمینون کے لئے مفید ہین،

لیکن خاص منفعت درخت، نباتات اور ارض ضعیفہ کو حاصل ہوتی ہے، خواہ اس مین
درخت و نباتات ہون یا نہ ہون، خواہ بڑے درخت ہون یا چھوٹے، کمزور زمین
کے لئے ضرورت ہے کہ کئی بار پانس ڈالی جائے بلکہ بار بار ڈالی جائے ایسی زمینون
کو اگر موسم خریف، شتا اور ابتدا ربیع مین روزانہ پانس کی حاجت ہو تو ہر دوسرے
دن اس قسم کی زمین مین ہل چلانا چاہئے اور تیسرے دن پانس ڈالنا چاہئے،
یہ عمل دس، پندرہ دن یا بیس دن تک غرضیکہ اس وقت تک کیا جائے، جبتک
کہ زمین کے اچھے ہونے کا اندازہ نہ کرلیا جائے، اس لئے کہ اگر پانس زیادہ ہوگی
تو زمین کو خراب کردیگی، اور نباتات و زمین دونون کو جلادے گی، اور پھر اس کے
علاج کی ضرورت پڑجائے گی، اس لئے ضرورت کے مطابق پانس استعمال کرنی چاہئے
کیونکہ جب زمین مین پانس زیادہ ہوجائے اور وہ خود پانس اور کھاد کے مثل ہوجائے
تو وہ گرم ہوجاتی اور اسکی سخونت بڑھ جاتی ہے یہانتک کہ اسکو اس علاج کی ضرورت
ہوتی ہے کہ اس زمین مین دوسری کی اچھی مٹی لاکر ڈالی جائے یا شیرین پانی ڈالا
جائے جو اسکی حدت کو کم کردے اور زمین کو درست کردے، اس لئے زمین مین
زیادہ پانس دینے کی ضرورت نہین ہے اور پانس کے منافع مین سے یہ بھی ہے
کہ وہ آفتاب اور ہوا کی تسخین مین ممد و معاون ہوتی ہے، اور اس برودت اور
غلظت کو ایک مناسب درجہ مین رکھتی ہے جو نباتات زمین اور پانی سے حاصل
کرتے ہین، پانس درخت، نخل، انگور اور تمام بڑے نباتات کے لئے مفید ہوتی
ہے، اس لئے کہ یہ سخونت کو زمین کے اندر جڑون کے ذریعہ سے پہنچاتی ہے
ظاہر ہے کہ ٹھنڈک کے زمانہ مین پانس زمین کی سطح کو گرم کردیتی ہے،

جس سے ہوا کی ٹھنڈک دور ہو جاتی ہے، اور اگرمی کے زمانے مین زمین کی اندرونی تہ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے، کیونکہ زمین کا عمق گرمی مین گرم ہو جاتا ہے اور اس سے نباتات کو نقصان پہنچتا ہے، صغریت نے لکھا ہے کہ جب زمین بہت اچھی ہو تو اس مین پانس کی ضرورت نہین ہوتی، لیکن خراب زمین کو البتہ پانس کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اسی قدر ضرورت ہوتی ہے جو خرابی کو دور کر دے، اس سے زیادہ کی ضرورت نہین ہے، اور جو زمین متوسط ہو یعنی نہ بہت ردی ہو نہ بہت اچھی ہو اس کے لئے بھی ہمیشہ پانس کی ضرورت ہے، اور ارض رقیقہ وضعیفہ کو بھی ہمیشہ پانس کی ضرورت ہے تاکہ اوسکی خرابی اور ضعف دفع ہو، بعض پانس سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ مکھیان اور چڑیان زراعت کے قریب نہین آتی ہین،

قوثامی نے لکھا ہے کہ جب طیور اور چمگادڑ کی پانس کو خشک خون کے ساتھ ملا کر اس کی کھاد تیار کیجائے اور پھر اس کو یا تو وہ بالکل پیس ڈالین یا ٹکڑے ٹکڑے کر دین اور پھر ان کو غلہ کے ساتھ بو دین یا چھڑک دین خواہ ارض رقیقہ اور ضعیفہ یا عرقہ اور نزہ ہی کیون نہ ہو یہ کھاد زمین اور نباتات کے لئے بہت زیادہ مفید ہو گی نباتات مین نشو و نما جلد ہو گی پھل بہت جلد آئین گے اور اس کے علاوہ تمام امراض و جانور اور کیڑے، مکوڑے، مثلاً سانپ، چوہا، کیڑے غرضیکہ سب کے سب دفع ہو جائین گے اس وجہ سے کہ جب یہ پانس زمین پر پڑیگی اور اس کو پانی کی رطوبت پہنچیگی تو ایک قسم کی عفونت پیدا ہو گی اور پھر نباتات مین ملکر جب یہ پوری زمین مین پھیلے گی تو سخت بدبو اٹھیگی جس سے تمام چڑیان چوہے اور کیڑے وغیرہ بھاگ جائین گے کیونکہ اس بدبو کو وہ برداشت نہین کر سکین گے،

فصل

کھاد کے قوی کے بیان مین،

پانس کئی قسم کی ہوتی ہین، بعض حار ہوتی ہین، بعض بارد ہوتی ہین، بعض مین سمیت ہوتی ہے، بعض مین نرمی پائی جاتی ہے، یہ تمام پانسین اپنے مخالف مزاج کی زمین مین استعمال کیجاتی ہین، اگر زمین حار ہے تو پانس بارد استعمال کیجائیگی اگر بارد ہے، تو پانس حار استعمال کیجائیگی غرضیکہ اسی طریقہ سے علاج کیا جائیگا،

ط۔ مین ہے کہ حار پانس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کی پانس، اور اسی کے ہموزن چڑیون کی بیٹ اور اسی کے ہموزن بکری کی مینگنی اور اسی کے ہموزن چمگادڑ کی پانس اور اتنا ہی روغن زیتون کا تلچھٹ ان سب کو ملا کر ایک عرصہ تک چھوڑ دیا جائے یہانتک کہ بدبو اور کیڑے بھی پیدا ہو جائین اور پھر خشک ہو جائے اس کے بعد یہ اس انگور مین دیجائے جس مین ٹھنڈی ہوا لگ گئی ہو، یا اسی قسم کے درختون مین دیجائے جسکو ٹھنڈک سے نقصان پہنچ گیا ہو، نرم پانس گائے کا گوبر بکری کی مینگنی اور گھور کی مٹی ملا کر پیسکر تیار کیجاتی ہے اس مین انسان اور چڑیون کی پانس نہین ہوتی ہے،

اور کہا ہے کہ اگر ایسی پانس کی ضرورت ہو جس مین بہت تیز حرارت ہو اور جسکی وجہ سے گم شدہ حرارت پھر پیدا ہو جائے تو مذکورہ بالا حار پانس مین پودینہ، یاسمین، نسرین، تمام (ایک قسم کا پودینہ) بادروخ، اور کرفس وغیرہ کی راکھ ملا دیجائے ان راکھون کو اور دوسرے گرم نباتات کی راکھون کو ملانے سے ایک عجیب کیفیت

حاصل ہوتی ہے ،غرضکہ اس راکھ کو مذکورہ پانس مین خوب ملا دیا جائے یہانتک کہ
تعفن پیدا ہوجائے پھر ان درختون مین استعمال کیجائے جسکو سخت ٹھنڈک پہنچ چکی ہو،

دسمی پانس جسکا دوسرا نام شیرین پانس ہے گائے کے گوبر سے بنائی جاتی
ہے ،غلون کے بھوسے رطب اور لعابدار نباتات کی پتیون کو ملاکر تیار کیجاتی ہے ،
بارد پانس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کے ساتھ خشخاش بری . بالبستانی کی
پتیان ، اسکا درخت اور اسکی شاخین خوب ملا دیجائین ، یہان تک کہ تعفن پیدا ہوجائے
بعض لوگ کہتے ہین کہ انسان گدھے اور گائے کی پانس مین یہ سب بھوسہ ملا دیا
جائے تو یہ پانس مشیت الٰہی سے ان تمام نباتات کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی
جس کو حدت ، حرارت ، یرقان ، یا گرم ہوا لگ گئی ہو ، اس کے علاوہ بارد پانس
بنانے کا دوسرا طریقہ چاول کی فصل مین دیکھو اور گرم پانس کی ترکیب سلق کی زراعت
کے بیان مین دیکھو ،

فصل

یہ گرم پانسین کبھی انگور کے لئے نہ استعمال کیجائین ورنہ اسکی جڑ جل کر خشک
ہوجائیگی اور ایسی بیماری پیدا ہوجائیگی جس سے پھل خشک ہوجائے گا ، جب درخت
اور نباتات ، گرم پانسون سے متحمل نہ ہوسکین تو اس مین ان غلون کے بھوسے
ملا دینے چاہئین جو غذا مین استعمال کئے جاتے ہین ، جب انکے بھوسے انمین
سڑ جائین گے تو اس کو معتدل بنا دینگے اور انگور کے لئے باقلا جو اور گیہون کا
بھوسہ بہت زیادہ مفید ہے ، اور پھر پانس کی گرمی سے نقصان کا اندیشہ نہین رہتا ،

ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم ابن بصال اور حکیم ابوالخیر وغیرہ نے اپنی کتابون مین پانس
کے متعلق یہ لکھا ہے کہ جو پانس زراعت مین استعمال کیجاتی ہے وہ سات کی قسم
کی ہوتی ہے ،

انشاء اللہ ان کا ذکر آئے گا ، پرانی پانس مین نئی پانس کے مقابلہ مین زیادہ
رطوبت ہوتی ہے ، اور نئی پانس مین پرانی پانس کے بہ نسبت زیادہ حرارت ہوتی
ہے ، لیکن وہ غیر مفید اور مضر ہوتی ہے ، اسی وجہ سے ایک سال کے بعد پانس استعمال
کرنی چاہئے ، یا اس سے بھی زیادہ دنون کے بعد اور اگر ضرورت پڑ جائے تو پرندونکی
بیٹ اور راکھ کو یکجا کر استعمال کیا جائے انشاء اللہ اسکی ترکیب آگے آئیگی ،

کبوتر ، فاختہ ، تیتر ، اور جنگلی کبوتر ، کی بیٹ مین سخت حرارت اور یبوست ہوتی
ہے ، خواہ یہ پرانی ہو یا نئی اس سے ان نباتات کا علاج کیا جاتا ہے جنکو بہت
ٹھنڈک پہنچ گئی ہو ، اور انسان کی پانس سے بھی ان نباتات کا علاج کیا جاتا ہے
جنکو گرمی نے ضرر پہنچایا ہو پانس گرم زمین کو مرطوب بناتی اور غلظت کو تحلیل کرتی
ہے ، اور بارد مین سخونت پیدا کرتی ہے کمزور کو قوت بخشتی ہے ، اچھی زمین کو اور
اچھا کرتی ہے ، باقلا ، جو اور گیہون کا بھوسہ بھی زمین کے لئے مفید ہوتا ہے ، خواہ
سب ملا کر استعمال کئے جائین یا فرداً فرداً سڑا کر یا اس سے قبل ہی ،

فصل

پرندون کی بیٹ

خ مین ہے کہ پرندون کی پانس نباتات کے لئے زہر قاتل ہے سوا حمام

یعنی کبوتر و فاختہ کی پانس کے یہ تمام پانسون سے افضل ترین پانس ہے، اس کا مزاج بہت زیادہ حار اور یابس ہوتا ہے، ص مین ہے کہ اس مین اعتدال سے زیادہ حرارت اور رطوبت پائی جاتی ہے،

خ مین ہے کہ نباتات کے لئے سب سے زیادہ مضر پانس آبی چڑیون کی پانس اور مرغی اور مرغابیون کی پانس ہوتی ہے، لیکن حمام یعنی کبوتر و فاختہ کی پانس سے نباتات بہت جلد بڑھتے ہین اور اگر اس کے نمو مین کوئی شئے حائل ہوئی تو اسکو یہ دفع کر دیتی ہے، اور اگر نباتات کو برودت اور جمود لاحق ہو تو یہ شیرین پانی مین ملا کر استعمال کیجاتی ہے، جس سے برودت کا ازالہ ہو جاتا ہے، یہ تمام درختون اور نباتات کے لئے مفید ہے، خصوصیت سے مہندی اور زیتون کے لئے تو انھین عجیب منفعت ہے،

ص نے لکھا ہے کہ جب نباتات کو بہت ٹھنڈک پہنچ جائے تو یہ پانس مثل بارش کے کام دیتی ہے، اس کا استعمال پانی مین حل کر کے کیا جاتا ہے، اور بغیر ضرورت کے کسی وقت اس کو استعمال کرنا نہین چاہئے، کہ ارض ضعیفہ کے لئے بھی یہ پانس بہت مفید ہے، یہ پانس اپنی حرارت مین دوسرے درجہ پر ہے،

ق نے کہا ہے تمام چڑیون اور بطون وغیرہ کی پانس تمام درختون اور نباتات کے لئے جنکو پانس کی ضرورت ہو مفید ہوتی ہے اور ہر قسم کے امراض کا ازالہ کر دیتی ہے، ط مین ہے کہ کبوتر و فاختہ، وراشین، اور چڑا چڑی کی پانس سب مساوی درجہ کی ہوتی ہین، انسان کی پانس بھی اچھی پانس ہوتی ہے،

خ، نے کہا ہے اس کا استعمال خشک کر کے پیسکر ہوتا ہے، اسکی طبیعت مین

حرارت، رطوبت، اور لزوجت پائی جاتی ہے، ص نے کہا ہے کہ اس کے مزاج مین رطوبت، لزوجت اور متوسط درجہ کی حرارت پائی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ انسان کی پانس مین جب تعفن پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بارد اور مرطوب ہو جاتی ہے،

خ نے کہا ہے کہ جب انسان کی پانس پرانی ہو جاتی ہے تو اسکی رطوبت مین اضافہ ہو جاتا ہے، ص اور دوسرون نے کہا ہے، کہ انسان کی پانس، موسم گرما کی ترکاریون مین مثلاً کدو، بیگن، خرفہ، پیاز، قنبیط، یربوز، مہندی وغیرہ کے لیے بہت زیادہ مفید ہے، اسی طریقہ سے خس اور نخل کے لئے بھی بہت زیادہ مفید ہے، اس کا استعمال حوض کے پانی کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگر یہ گرمی کے موسم مین سبزیون مین استعمال کیجائے تو بہت مفید ہوتی ہے ذرا بھی نقصان نہین پہنچاتی، جب گرمی کے زمانہ مین شدت گرمی کے وجہ سے درخت وغیرہ سوکھ جائین تو اس کا استعمال پانی مین ملا کر کرنا چاہیئے، یہ بہت زود اثر ہوگی اور بہت جلد نفع ہوگا، کہا جاتا ہے، کہ انسان کی پانس تمام پانسون سے بہترین پانس ہے یہ تمام نباتات اور گھاس کو جو زراعت کو نقصان پہنچاتی ہین زائل کر دیتی ہے، لیکن زیتون کے درخت کے لئے مضر ہے، اور انگور کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، کہا جاتا ہے یہ اپنی فضیلت مین تیسرے درجہ پر اور کبوتر و فاختہ کے پانس کے بعد اس کا درجہ ہے، بھیڑ، بکری، اونٹ، ہرن، بارہ سنگھا، بھیڑ و بکری کے بچون کی مینگنیون کے متعلق خ نے لکھا ہے کہ یہ مینگنیان اپنے اوصاف مین یکسان ہین یہ حار اور رطب ہوتی ہین لیکن کبوتر و فاختہ کی بیٹ سے کم درجہ کی حرارت و رطوبت ہوتی ہے، جب تک یہ سڑ نہ جائے اور اس مین جو نباتات سڑنے کے وقت پیدا ہوتی ہین وہ سوکھ اور مرنہ جائین

اس وقت تک اس کا استعمال نہین کرنا چاہیئے، اور اگر یہ نباتات مردہ نہون تو نقصان پہنچائین گے اگر یہ گیہون اور روئی کی زراعت کے پہلے استعمال کیجائے تو اسکی تعفن بہت زیادہ مفید ہوگی اور جنگی پھٹنے والی زمین کے لئے یہ بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، جب یہ مینگنیان دوسری پانسون کے ساتھ مل کر سڑ جائین تو تمام نباتات کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے،

ق نے کہا ہے، کہ بہترین مینگنی بھیڑ اور بکری کی ہوتی ہے، گائے کا گوبر اور اونٹ کی مینگنی تمام نباتات کے لئے جنکو اسکی ضرورت ہو بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ بھیڑ کی مینگنی اپنی حرارت مین چوتھے درجہ مین ہے اور بکری کی مینگنی قوت مین اس سے بھی کم ہے اور اس کے بعد گائے کی گوبر کا درجہ ہے،

خ نے کہا ہے، خنازیر کی پانس نباتات کے لئے زیادہ مضر ہے، بلکہ سُمِّ قاتل ہے اور دوسرون نے کہا ہے کہ اسکی پانس تمام نباتات کے لئے بجز تلخ بادام کے مضر ہے، جانورون کی پانس مثلاً گھوڑا، گدھا، خچر، ان تمام کے متعلق خ نے لکھا ہے، کہ یہ سب ایک قسم کی ہین انکی طبیعت مین حرارت اور رطوبت دونون ہوتی ہے، مذکورہ پانسون کے علاوہ اور بھی مفید پانس ہی، یہ پانس تنکے گھاس، پتھر اور ہڈیون کے تنقیہ اور صفائی کے قبل استعمال کیجاسکتی ہین، ص نے کہا ہے کہ یہ بہت اچھی پانس ہے صاف کرنیکے بعد خالص استعمال کیجاتی ہے، لیکن صرف موسم سرما مین تعفن اور سڑنے کے بعد کدو، بیگن، کھیرے اور قرقاص وغیرہ مین بھی استعمال کیجاتی ہے اسی طریقہ سے تازہ گوبر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے،

ق کا قول ہے کہ پانس گدھے کی لید کی بھی اچھی ہوتی ہے، اس کے

بعد خچر اور گھوڑے کی ہوتی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بہترین لید گھوڑے اور خچر کی ہوتی ہے لیکن اس صورت مین جبکہ خالص ہو اور اگر یہ حار پانس سے ملادی جائے تو اور اچھا ہوجاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانس جو جانور کے گوبر اور لید مینگنی اور چڑیون کی بیٹ سے مخلوط ہو وہ بہترین اور اعلیٰ درجہ کی پانس ہے اور یہ زیتون کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، اور وہ پانس جس مین مکانون کا کوڑا کرکٹ شامل ہو وہ خراب پانس ہوتی ہے، لیکن جس وقت اس مین تعفن پیدا ہوجائے اور خوب سڑ گل جائے اور ایک سال گذر جائے تو درخت اور سبزی اور زراعت کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، اور اس مین خرفہ، یربوز (ایک قسم کا یمانی ساگ ہے) (سرمن) بتھوے کا ساگ، بقلۃ الانصار جسکو رنب بھی کہتے ہین اور سلوقیہ وغیرہ خصوصیت سے ہوتے ہین،

ص نے کہا ہے کہ وہ پانس جسمین حرارت، رطوبت، ملاحت، لزوجت ہو بمقابلہ دوسرون کے بہت کم استعمال کیجاتی ہے، مگر اس قسم کی بھی کھاد ایک سال سے قبل نہین استعمال کرنی چاہیئے ورنہ اس مین ایک قسم کا کیڑا پیدا ہوجاتا ہے جو اپنے آس پاس کی چیزون کو بہت نقصان پہنچاتا ہے یہ پانس ایک سال کے بعد تمام سے افضل اور تمام سے زیادہ مفید اور زمین کے بہت زیادہ موافق ہوجاتی ہے، اس لئے کہ ایک سال بعد اس کے تمام اجزا مین اعتدال پیدا ہوجاتا ہے، اور اگر اس پر دو سال گذر جائین تو اور اچھی ہوجاتی ہے اسی طریقہ سے اگر تین سال گذر گئے تو وہ بہترین پانس ہوجاتی ہے، اور اس کے بعد تو وہ تمام زمینون کے لئے حتیٰ کہ ریتیلی زمین کے لئے بھی مفید ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ اگر یہ نئی ریت مین حمامات

کی راکھ کا تیسرا یا چھٹا حصّہ ملا دیا جائے تو سخت تعفن پیدا ہوگا اور پھر یہ زمین درست ہوجائیگی، حمامات کی پانس، یہ وہ پانس ہے جس مین راکھ اور کوڑا وکرکٹ ملا ہوا ہو یہ پانس کھاری یا بس غیر مرطوب ہوتی ہے، یہ تنہا صرف ارض غلیظہ کے تحلیل کرنے کیلئے یا اس کے مسامات کھولنے کے لئے استعمال کیجاتی ہے کیونکہ اگر زمین سخت یا غلیظ ہو یا سبزیون کے لئے غیر موافق ہو تو ان بند مسامات کے کھولنے اور زمین کو درست کرنے کے لئے یہ مفید ہوتی ہے، یہ تنہا اس وقت تک قابل استعمال نہین ہوتی جبتک کہ کئی سال نہ گذر جائے تاکہ ہوا کی وجہ سے کچھ رطوبت پیدا ہوجائے اور اسکی حرارت وقت مین کمی آجائے یا وہ زمین جس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین اُن کے ہلاک کرنے مین البتہ خاص وصف رکھتی ہے، یہ کیڑے اکثر تعفن وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوجاتے ہین، مثلاً دود، اور طرطان وغیرہ جو نباتات کی جڑون کو کھاجاتے ہین،

ص نے کہا ہے حمامات کی راکھ مین یبوست اور ملاحت ہوتی ہے اور رطوبت نام کو بھی نہین پائی جاتی اس سے تمام وہ کیڑے جو باغون اور کھیتون مین پیدا ہوتے ہین اور جو نباتات کو نقصان پہنچاتے ہین ان کا ازالہ کلی ہوجاتا ہے،

اگر یہ صورت کیجائے کہ کسی حوض مین حمامات کی راکھ پھیلا دیجائے اور اوپر سے خوب پانس بچھا دی جائے اور پھر زراعت کیجائے تو یہ کیڑے جب نباتات کو دیکھین تو یہ راکھ ان کے سامنے ڈالدیجائے، یہ راکھ ان کیڑون اور نباتات کے درمیان حائل ہوجائیگی یہانتک کہ وہ فرار ہوجائین گے، یہ راکھ ارض غلیظہ کو بالکل رقیق کردیتی ہے، کہاجاتا ہے کہ راکھ حار ہوتی ہے اور جب نباتات کو سردی زیادہ پہنچ جائے تو بہت مفید ہوتی ہے، ابن حجاج رحمۃ اللہ کی کتاب مین ہے، کہ

یونیوس نے کہا ہے کہ راکھ بقول کے لئے تمام پانسون سے بڑھکر ہے، اس لئے کہ لطیف اور باریک راکھ طبعاً شدید الحرارت ہوتی ہے اس لئے یہ ایک جانب تو بقول کے لئے غذا بنتی ہے اور دوسری طرف تمام کیڑون اور جو زمین مین پیدا ہوتے ہین ان کو ہلاک کردیتی ہے، ابن حجاج رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ یونیوس کا وہم ہے اس لئے کہ اس رماد مین بہت زیادہ یبوست ہوتی ہے اگر زمین حار ہو اور اس مین راکھ ڈالدیگئی تو اس زمین سے رطوبت فنا ہوجائیگی، اور زمین بہت کمزور وضعیف ہوجائیگی، ہان اسکی غرض زمین مین ڈالنے سے البتہ یہ ہونی چاہئے کہ اسکی وجہ سے کیڑے نہ رہنے پائین، اور جب اسکو زمین مین ڈالنا ہو تو اس کے ساتھ مرطوب و متعفن پانس ملا دیجائے تاکہ اسکی یبوست کم ہوجائے،

ک نے لکھا ہے کہ بقول کے لئے افضل ترین پانس یہ راکھ ہے اسکی وجہ سے کیڑون کا ازالہ ہوجاتا ہے، اس کے بعد کبوتر (حمام) وغیرہ کی بیٹ کا درجہ ہے، اس کے علاوہ بکری کی مینگنی اور دوسری پانسون کا بھی استعمال ضرورت کے وقت کرنا مفید ہوتا ہے، لیکن جو پانس بقول مین استعمال کیجائے وہ مرطوب نہ ہو ورنہ اس سے کیڑے پیدا ہونگے جو اس کو نقصان پہنچائین گے، ط مین ہے کہ بکری کی مینگنی اور گائے کا گوبر دونون زراعت کے لئے مصلح اور مفید ہین جانورون کا گوبر درختون کے لئے اور انسان کی پانس نخل وغیرہ کے لئے اور (حمام) کبوتر وغیرہ کی پانس تمام درختون کے لئے مفید ہے، اگر یہ پانس بوتے وقت دانون کیساتھ ملاکر تر زمین مین استعمال کیجائے تو غلون کو بہت مفید ہوگی، لیکن اگر خشک زمین مین استعمال کیجائے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا، لیکن جب دوسری پانس نہ ملے تو

اسی کو استعمال کرین، ص اور خ کا قول ہے، کہ کبھی یہ بھو سے اور کٹی ہوئی گھاس مین راکھ ملاکر تیار کیجاتی ہے، خ نے کہا ہے، اسکو تھوڑی سی مٹی سے چھپا دیا جائے اور اگر میسر ہو تو گرم پانی ورنہ ٹھنڈا پانی اس پر کئی مرتبہ چھڑکدیا جائے یہانتک کہ بارش کا موسم آجائے اور اگر گرم پانی میسر نہو تو انسان کا پیشاب چھڑک دیا جائے پھر اس کو اپنی حالت پر ایک سال تک چھوڑ دیا جائے اور اس عرصہ مین کئی مرتبہ الٹ پلٹ کر دیا جائے اس کے بعد اس مین سے پتھر وغیرہ نکال کر صاف کر دیا جائے اور پھر خوب چلایا جائے یہانتک کہ تعفن پیدا ہو اور خراب اجزات نکلنے لگین پھر ایک سال کے بعد استعمال کیجائے تو وہ ہر فصل و موسم مین ہر قسم کے درختون کے لئے مفید ہوگی خصوصیت سے یہ زیتون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، ص نے کہا ہے کہ اس طرح کی مرکب پانس بہت زیادہ قوی ہوتی ہے،

دوسرا طریقہ،

مختلف جانورون کی پانس ایک گڑھے مین جمع کرکے اس پر راکھ ڈالدی جائے اور پھر شیرین پانی ڈالا جائے اور خوب الٹ پلٹ دیا جائے یہانتک کہ وہ متعفن ہوجائے تو یہ پانس زیتون اور ضمار کے لئے بہت مفید ہوتی ہے اور اگر اس مین تین ڈھیر مٹی ملادی جائے تو زراعت کے لئے مفید ہوجائے گی،

ایک اور ترکیب

ص اور دوسرون نے کہا ہے مرکب پانس کا ایک بوجھ یا اس سے کم لیا جائے،

اور ویسا ہی تین بوجھ مٹی کا ملاکر پانس تیار کیجائے، خ نے کہا ہے کہ ایک جزء راکھ کا اور ایک جز زیت کا بھی ہو پھر ان سب کو خوب ملاکر ایک سال تک چھوڑ دیا جائے اس عرصہ مین اگر بارش نہ ہو تو کئی مرتبہ ٹھنڈا اور گرم پانی چھڑکا جائے پھر یہ انشاء اللہ بہترین پانس ہوجائیگی، اور جب ضرورت ہو استعمال کیجاسکتی ہے،

دوسری ترکیب

ص نے کہا ہے کہ کبوتر وغیرہ کی بیٹ کا ایک بوجھ اور مٹی کا دس بوجھ
خ نے کہا ہے اور زیتون کی گٹھلیون کا ایک بوجھ یہ سب ملاکر پانس تیار کیجائے تو بہترین پانس تیار ہوجائے گی اور یہ ایک سال کے بعد استعمال کیجائے،

ق نے کہا ہے مین نے بعض پانسون کا ایسا تجربہ کیا ہے جسکا نبطیون اور دوسرون نے بھی تذکرہ نہین کیا ہے، لکھا ہے کہ مین نے ان مذکورہ بالا مشہور پانسون کو جلاکر ان کی راکھ استعمال کی ہے اس کو بھی مین نے جودت اور منافع مین درختون اور نباتات کے لئے بہترین پایا، میرا خیال ہے کہ حمامات کی راکھ مین جو پانس ڈالی جاتی ہے وہ اسی طرح جلاکر ڈالی جاتی ہے،

ص نے لکھا ہے کہ لوگون کا قول ہے کہ پانس ایک سال سے قبل استعمال نہین کیجاسکتی لیکن اگر کوئی شخص ایک سال کے قبل استعمال کرنا چاہے تو اسکو چاہئے کہ جن پانسون کی اوسکو ضرورت ہو ان سب کو برابر برابر اکٹھا کرکے ایک جگہ پر رکھے اور پھر علیحدہ علیحدہ گڑھے کھودے پھر ہر ایک گڑھے مین پانس کے بیسوین حصہ کے برابر (حمام) کبوتر وغیرہ کی بیٹ ڈالدے یا اس سے زیادہ، اس کے بعد اوسکو

پانس سے چھپا کر چھوڑ دے وہ پانس ایک مہینہ مین گل جائے گی اور قابلِ استعمال ہو جائیگی اور وہ ایسی ہو جائے گی جیسے تین سال کی پانس،

مین نے ایک مرتبہ جانورون کا گوبر، مکان کا کوڑا و کرکٹ، اور گوسالون کی سیاہ مٹی اور راکھ ان تمام کو ملا کر ایک وسیع میدان مین ڈال دیا، یہانتک کہ بارش ہوئی اور پھر پھاوڑون سے منتشر کیگئی کیونکہ بارش کی وجہ سے اس مین رطوبت باقی رہی اس کے بعد اس سے پتھر وغیرہ صاف کر دے اور اس کو قدمون سے خوب روندا گیا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا، یہان تک کہ وہ چڑیون کے بیٹ کے قوام کے مانند ہو گیا اور اس سے ایک قسم کی تعفن آنے لگی، پھر اس مین زیتون کی جڑ نصف بوجھ اوسط درجہ کا ڈال دیا گیا تو مین نے اس مین بڑا فائدہ پایا اور بہت مفید ثابت ہوئی مین نے ایسا ہی کئی سال کیا، یہ تھوڑی سی مرکب پانس بہت سی مفرد پانس کا کام دیتی ہے،

فصل

(عربونکے مہینون کے لحاظ سے پانس دینے کا وقت)

ط، مین ہے کہ مہینہ کے ابتدا مین نہ درخت لگائین نہ زراعت کرین نہ کوئی بیج بوئین یہانتک کہ چاند شمس کے محاذات سے گذر جائے اور جب چاند گھٹنا شروع ہو جائے تو کھیتون مین پانس دیجائے اور زراعت کیجائے چاند کی یہ حالت سولہوین تاریخ سے شروع ہوتی ہے اور آخر ماہ تک رہتی ہے، اس سے صرف زیتون مستثنیٰ ہے، اس مین جب چاند ترقی پر ہو تو پانس دینا چاہئے اسکیلئے

ابتدائے ماہ سے نصف تک کی تاریخین ہین اس صورت مین بہت نفع ہوگا اور اگر چاند کے گھٹتے وقت پانس دیگئی تو نفع ہوگا، جس رات مین چاند بدر ہوتا ہے تو وہ نباتات کی قوت، نمو، حسن، اور منظر مین اضافہ کرتا ہے،

فصل

شمسی سال کے حساب سے پانس دینے کا وقت انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان باب الجامع کے بیان مین آئے گا،

فصل

پہلے گذر چکا ہے کہ بہت سے درخت اور نباتات ایسے بھی ہین جنکو پانس کی ضرورت نہین ہوتی اور بہت سے ایسے اشجار و نباتات ہین جنکو پانس کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اشجار و نباتات جنکو پانس کی ضرورت نہین ہوتی وہ کتاب الفلاحۃ النبطیہ مین مذکور ہین یعنی اخروٹ، بندق، اتل، اثل (جھاؤ کا درخت) خروب شامی، بلوط، شاہ بلوط، غار، شجر الحیہ الخضراء، زیتون بری ورد (گلاب) وغیرہ غرضیکہ اسی قسم کے درخت جو جنگلون مین اکثر اگتے ہین جنکی طبیعت مین خشونت و غلظت ہوتی اور جنکو غلیظ اور سخت زمین موافق ہوتی ہے، ان کو پانس کی ضرورت نہین ہوتی اور اگر پانس دی جائے تو ان کے لئے مفید ہو گی، لیکن اگر پانس نہ دیجائے تو نقصان نہ ہوگا، اس لئے کہ سخت سفید اور گرم زمین ان درختون کے لئے بہت موزون و انسب ہوئی ہے،

یہی وجہ ہے کہ ان درختون کی زمین کو جوتنے اور درست کرنے کی ضرورت نہین ہوتی ہان اگر اس مین ہل وغیرہ چلایا جائے اور پانس دیدیجائے تو بہت مفید ہو گی، قوثامی نے لکھا ہے، کہ تمام وہ اشجار جنمین دھنیت پائی جاتی ہے، ان کو پانس کی ضرورت نہین ہوتی لیکن اگر پانس دے دیجائے تو مفید ہو گی مضر نہ ہو گی، یہ اس قسم کے درخت ہین جو اپنے ہی جیسے درختون سے مرکب ہوتے ہین، وہ درخت جو پانس کے متحمل نہین ہوتے، ریحان، یاسمین، لیمون نارنگی، کیلا، وغیرہ ہین، وہ درخت جنکے لئے پانس سم قاتل ہے (سفرجل) بہی حب الملک ہیب، گلاب، رند، صنوبر، کشمش وغیرہ، گوندوالے درختون کو پانس خراب کر دیتی وہ سبزی اور خوشبو کے درخت جنکے لئے پانس مضر ہوتی ہو کیلا، مردودش، بنفشہ، پودینہ، ریحان، باذروخ اور سبزیون مین سے مولی شلجم، گاجر، وغیرہ ہین، وہ درخت جو پانس کے متحمل ہوتے ہین اور پانس ان کیلئے مفید ہے، زیتون، انجیر، بادام، نخل، امرود، انار، عناب، پستہ وغیرہ ہین،

تیسرا باب

پانی کے ان اقسام کے بیان مین جو درخت اور سبزی کی سیرابی کیلئے مختلف طریقہ پر استعمال کئے جاتے ہین، اس کا بھی ذکر ہے کہ باغون مین بائیان کیونکر کھودی جائین ہین اور زمین کو برابر اور مسطح کر کے کس طرح پانی پہنچایا جاتا ہے، ان چیزون کا بھی ذکر ہے جن سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ زمین سے پانی دور ہے یا نزدیک ہے۔

طؔ نے لکھا ہے کہ پینے کا عمدہ پانی شیرین کہلاتا ہے جس مین کوئی ایسا مزہ نہین ہوتا جو اس پر غالب ہو، شیرین کا ذائقہ سادہ ہوتا ہے اور کڑوا پانی سب سے خراب ہوتا ہے، اس کے بعد تلخ اور شور پانی ہوتا ہے، پھر اسکے بعد کسیلا اور قابض پانی ہوتا ہے، اس کے بعد وہ پانی ہوتا ہے جس مین بعض معدنیات کا مزہ آجاتا ہے،

خ نے لکھا ہے کہ پانی کی چھ قسمین ہین، (۱) شیرین پانی سب سے زیادہ ہلکا ہوتا ہے اور انسان اور نباتات کی غذا مین استعمال کیا جاتا ہے، (۲) بارش کا پانی یہ نہایت عمدہ پانی ہوتا ہے تمام نباتات کے لئے مفید ہے خصوصاً روئی اور ان پودون کے لئے جو ایک تنے پر قائم ہوتے ہین، اور جنکی جڑین زمین کی سطح سے قریب ہوتی ہین، یہ پانی ترکاریون کے لئے

بھی مفید ہے، ص نے لکھا ہے کہ یہ سب سے اچھا پانی ہوتا ہے، تمام نباتات اسکی وجہ سے سرسبز ہوتے ہین کیونکہ اس مین شیرینی اور رطوبت کافی ہوتی ہی چقندر، انگور، بیگن، وغیرہ کے لئے اکسیر ہے،

(۳) نہرون کا پانی، خ مین لکھا ہے کہ نہر کا وہ پانی جو شیرین اور صاف ہے وہ نباتات کی سیرابی کے لئے مفید ہے مثلاً کدو، بیگن، لہسن، پیاز، ساگ اور دوسرے قسم کے اشجار وغیرہ، بعض جنگلی درختون کے لئے بھی مفید ہے، جیسے السی اور ہر قسم کے خوشبودار درختون کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے، جیسے خرفہ کا ساگ، رائی، اور تسنوبر وغیرہ، یہ تمام نباتات نہر کے پانی کے محتاج ہوتے ہین بشرطیکہ ان مین کھاد زیادہ ہو، اسی طرح وہ پودے جنکی جڑین کمزور ہین اور زمین کی سطح کے قرب ہین نہر کے پانی اور کھاد کے محتاج ہین اور یہ دوسرے پانی کے مقابلہ مین نہر کے پانی سے زیادہ بڑھتے ہین،

ص نے لکھا ہے، نہر کے پانی مختلف طبائع کے ہوتے ہین، یبوست رطوبت اور سختی یہ سب ان مین موجود ہوتی ہے، چونکہ یہ زمین کی رطوبت کو خشک کر دیتا ہے اسلئے کمزور پودے اسکی سیرابی کے محتاج ہوتے ہین،

(۴) کڑوا اور شور پانی، ص نے کہا ہے کہ باغ کے بعض پودون کے لئے یہ دونون مفید ہین جیسے، عرفج، رجلہ، یربوز، (یہ سب یمن کی ترکاریان ہین) اور قطف، دستی، خس، ہندبار (کاسنی) سوسن، ملوخیہ وغیرہ، یہ دونون قسم کے پانی سے سیراب ہوتے ہین اور السی، کدو، بیگن، حنا، پودینہ وغیرہ کو سیراب کرنے کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہین،

(۵) چشمون کے شیرین پانی، خ نے لکھا ہے کہ یہ پانی باغ کے درختون کیلئے کار آمد ہوتا ہے جنکا ذکر ہمنے اوپر نہین کیا ہے، ص نے لکھا ہے کہ کنوان اور چشمہ کا پانی ان پودون کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے جنکی جڑین زمین مین زیادہ دور تک دبی ہون جیسے گاجر، اور شلغم، وغیرہ، اس پانی کے بغیر یہ اچھی طرح نہین ہو سکتے خواہ زمین بارش کے پانی سے تر ہو یا نہ ہو کنوین اور چشمہ کا پانی سخت موسم سرما مین بھی پودے کو متحرک کر دیتا ہے اور اسکی خرابی کو دفع کر دیتا ہی پودے سال کے تین وقتون مین چشمہ کے پانی کے محتاج ہوتے ہین، موسم سرما، خریف، اور ربیع کے زمانہ مین، لیکن موسم سرما مین یہ پانی پودے کو اپنی رطوبت اور حرارت سے متحرک کر دیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو اس مین کھاد کثرت سے ڈالنی چاہئے، اسی طرح فصل خریف اور ربیع مین بھی یہ پانی پودون کا مصلح ہی

(۶) کھارا پانی، یہ اور دریا کا پانی نباتات کیلئے مصلح نہین ہے بلکہ تمام درختونکا مفسد ہے، لوہا، گندھک، تانبے کے کانون کا پانی بھی نباتات کے موافق نہین ہے، بہرحال سب سے عمدہ شیرین پانی ہوتا ہے جیساکہ بیان کیا جاچکا،

فصل

اُن علامات کا بیان جنسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ پانی سطح زمین سے قریب ہے یا دُور،

جو شخص ایک کنوان کھودنا چاہتا ہے تو اسکو مختلف قسم کے نباتات کی تحقیقات اور زمین کی رنگت، بو اور ذائقہ وغیرہ کے پہچاننے کی ضرورت ہے جس کا ذکر ہم آئندہ کرینگے،

ط مین ہے کہ جن پہاڑون مین پانی زمین کے متصل ہی وافر طریقہ پر ہوتا ہے، انکی سطحون پر ایک نمایان تری ہوتی ہے جو چھونے، بغور دیکھنے سے نظر آتی ہے، خصوصًا دن کے آخری یا ابتدائی حصّہ مین زیادہ نمایان ہوتی ہے، اگر تمکو اس مین شبہہ ہو تو ایک دور مقام سے تھوڑی سی مٹی لاؤ اور پہاڑ کے پتھرون پر یا زمین کی سطح پر اس کو چھڑک دو اور تھوڑی دیر انتظار کرو پس اگر یہ مٹی نم ہوجائے تو تمکو یقین کرنا چاہیئے کہ اسی پہاڑ نے اس کو نم کیا جو زمین کے متصل واقع ہے، جس قدر یہ پہاڑ زمین کی سطح سے قریب ہوگا اور جتنا اس مین پانی زیادہ ہوگا اسیقدر مٹی مین نمی اور تری آئے گی، لیکن اگر پانی کم اور زمین کی سطح سے دور ہوگا، تو نمی بھی کم ہوگی،

بعض اوقات پہاڑون مین پانی کا پتہ اسکی روانی کی آواز سے بھی چلتا ہے، جو غور سے سننے کے بعد سنائی دیتی ہے اور زمین کی صورت سے بھی پانی کا پتہ لگتا ہے، آیا اس مین چکنائی ہے یا کھردراپن ہے نرمی ہے یا سختی اور دوسرے قسم کے حالات سے بھی اندازہ ہوتا ہے اگر مٹی چکنی اور سیاہ رنگ کی ہو یا گرد آلود ہو تو تمکو یقین کرنا چاہیئے کہ اس مین پانی موجود ہے بلکہ اسکی گہرائی مین پانی کثرت کے ساتھ ہے، اور اگر زمین نرم، چکیلی اور سیاہ رنگ کی ہو حتی کہ وہ گوندھی جائے تو اس سے روغن نمودار ہو تو وہ روغن دار کہلائیگی اس مین بھی پانی افراط سے ہوتا ہے اور اگر زمین سخت، کھردری بنجر ہو تو تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس مین پانی مطلقًا نہین ہے، اسی طرح اگر زمین کی سطح پر مختلف قسم کے ڈھیلے نظر آئین اور وہ سخت اور کھردرے ہون، اور زمین کی سیاہی کے باوجود انکی رنگت زردی مائل بہ سفیدی ہو تو اس مین بھی پانی کا بالکلیہ وجود نہ ہوگا، اور اگر ان ڈھیلون کی رنگت سوکھی ٹھکریون کی طرح ہو تو اس مین بھی یقین رکھنا چاہیئے

کہ پانی نہین ہے کیونکہ اس مین کنکریون کی طرح سخت مٹی ہے جو اسپر دال ہے، کہ اس مین کوئی تری یا نمی نہین ہے،

پانی کی قربت یا بعد کا پتہ مٹی کے ذائقہ اور اسکی خوشبو سے بھی چلتا ہے اگر اسکا اندازہ کرنا چاہو تو زمین مین ایک ہاتھ کا گڈھا کھودو اور نیچے کی مٹی لیکر شیرین پانی سے اسکو صاف کرو اور اسکو کسی صاف وشفاف ظرف مین رکھو، پھر پانی اور مٹی دونون کو چکھو، اگر ان دونون کے ذائقہ مین تلخی ہو تو اس زمین مین پانی نہ ہوگا، اور اگر ان کا ذائقہ تیز کھارا ہو تو اس مین بھی پانی نہ ہوگا، لیکن اگر ہلکا کھارا ہو تو یہ زمین پانی سے کچھ قریب ہوگی اور اگر اس مین کوئی ذائقہ نہ ہو تو وہ پانی سے زیادہ قریب ہوگی اور اگر بد ذائقہ ہو تو پانی اس زمین کی سطح سے بالکل قریب ہوگا دوسری صورت یہ ہے کہ مٹی کو سونگھو، اگر اسکی بو اس مٹی کیطرح ہو جو نہرون اور باؤلیون سے نکالی گئی ہو اور خشک ہو گئی ہو تو زمین سے پانی چند ہاتھ کے فاصلہ پر ہوگا، اسی طرح اگر عفونت یا کائی کی بو ہو تو بھی پانی قریب مین ہوگا،

ط، ص، خ کی کتابون مین مذکور ہے کہ پانی اس زمین سے بھی قریب ہوگا جس مین سرو، بطم، علیق، عوسج (ایک قسم کا کانٹا ہے) صعتر وغیرہ پیدا ہوتے ہون، ط کی کتاب مین ہے کہ عوسج صغیر پانی پر دال ہے لیکن عوسج کبیر چونکہ وہ خشک زمین مین ہوتا ہے، اسلئے وہان پانی دور مقام پر ہوتا ہے بر خلاف اس کے عوسج صغیر تر اور نرم زمین مین اگتا ہے جسکی سطح سے پانی قریب ہوتا ہے، اور طرفا، بردی (ایک قسم کا بانس ہے) سماق (ایک قسم کا میوہ ہوتا ہے) حماض (ایک قسم کا ترش ساگ ہوتا ہے) اور لسان الحمل (اہری بار) وغیرہ مرطوب اور نرم زمین مین ہوتے ہین، اور آجام (ایک

قسم کا جھاڑ دار درخت ہوتا ہے) گاؤزبان، فودنجات، بابونغ خطمی، ترشیا وشان،
ونس، سعدی (گندنا کی طرح کا ساگ ہے) تیل اکلیل الملک (ایک قسم کی گھانس
ہے) خروع (بیدانجیر) ضومران، اسل، خبازی، ہندقوقا وغیرہ چراگاہون مین اُگتے
ہین، اور قنطوریون صغیر اور حی عالم صغیر اور اس کے مثل اس مرطوب زمین مین
ہوتے ہین جسمین پانی کم ہوتا ہے، گو اسکی پتیان شاخین اور اسکی سبزی اس پر شاہد
ہوتی ہے کہ اس مین پانی زیادہ ہے اور سطح زمین سے قریب ہے لیکن یہ بات
حقیقت سے دور ہوتی ہے، قصب (نرکل) اور شیل (ایک قسم کی گھاس ہے)
سے بھی پانی کے قریب اور شیرین ہونے کا پتہ چلتا ہے،

ط مین لکھا ہے کہ ان پودون کی جڑین اور رگین چونکہ زمین کے اندر ہوتی ہین
اس وجہ سے پانی کا پتہ چلتا ہے حتی کہ موسم گرما اور خریف مین بھی یہ اس بات کی شہادت
دیتے ہین کہ زمین مین پانی کثرت سے ہے، ط اور دوسری کتابون مین لکھا ہے
کہ پانی کے قرب اور اس کے ذائقہ کے پتہ چلانے کا ایک طریقہ اور ہے اور وہ یہ
کہ زمین مین خصوصاً اس جگہ پر جہان پر یہ پودے اگتے ہین جنکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہین،
ایک گڈھا تقریبًا تین ہاتھ کا کھودنا چاہیے اور ایک تانبے یا سیسہ کا ظرف لیا جائے
جو طشت یا بڑے تسلہ کی طرح ہو جس مین تقریبًا دس رطل یا اس سے زیادہ پانی سما سکے
بعضون نے مٹی کا ظرف بھی بتایا ہے، ط مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ظرف نصف کرہ
کی شکل کا ہو جس مین سات سے اکیس رطل تک پانی آسکے پھر سفید اون کا ایک
ٹکڑہ لیا جائے جسکو خوب اچھی طرح دھو یا جائے کہ کسی چیز کا ذائقہ اس مین باقی
نہ رہجائے اسکے بعد خشک کر دیا جائے اور پھر اس کو ایک دھاگہ سے اس کو ظرف

کے درمیان مین اس طرح باندھا جائے کہ جب وہ ظرف الٹ دیا جائے تو یہ ٹکڑہ
زمین سے متصل نہ ہونے پائے، بعضون نے لکھا ہے کہ اس ظرف کے اندرونی حصہ پر
قیر (ایک قسم کا روغن ہے) چربی یا تیل چڑھا دینا چاہیے بالخصوص مٹی کے ظرف کو ضرور
روغن دار بنا دینا چاہیے، جب آفتاب غروب ہو جائے تو اس ظرف کو گڈھے کے
اندر منھ کے جانب الٹکر رکھدینا چاہیے اور نرم گھاس اور مٹی سے ایک ہاتھ تک اس
گڈھے کو بھر دینا چاہیے بعضون نے لکھا ہے کہ گڈھے کو پوری طرح سے مٹی سے بھر دینا
چاہیے، جب صبح ہو تو طلوع آفتاب سے قبل اس گڈھے کو کھولا جائے اور اون کے
اس ٹکڑہ کو بغور دیکھا جائے، اگر پانی زمین سے قریب تر ہوگا تو اس ٹکڑہ مین پانی جمع
ہو جائے گا، اور اگر پانی ذرا دور ہو گا تو اس مین تھوڑی سی تری ہو گی اور اگر اس ٹکڑہ مین کوئی
اثر نہ ہو، تو یہ سمجھنا چاہیے کہ پانی کچھ بھی نہین ہے، اس طرح اگر خشک ہو تو یا تو پانی
نہین ہوگا، یا پانی اور زمین کے درمیان کوئی چٹان حائل ہو گی، جس مقام پر پانی کثرت
سے ہو گا وہان پر پانی کا حباب ٹکڑہ پر دکھائی دیگا، دوسری صورت یہ ہے کہ یہ پانی
چکھا جائے جو مزہ پانی کا ہوگا وہی زمین کا بھی ہوگا یا اس کے قریب قریب ہوگا،

ص نے لکھا ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ اور آزمائش کی ہے اور اسی طرح سب چیزین
پائین جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، کنوین کے پانی کا ذائقہ چکھنے کا بھی ایک طریقہ ہے وہ
یہ کہ کنوان کھودنے سے قبل اسی جگہ پر ایک گڈھا کھودین جو ایک ہاتھ کے برابر ہو اور اُسکے
اندر سے مٹی کا ایک ٹکڑہ اٹھالین اور اسکو ایک ختم کے نئے پیالے مین رکھین اور
اسکے اوپر میٹھا پانی یا بارش کا پانی ڈالکر مٹی کو اس مین حل کرین اور دوسرے تک چھوڑ
دین، پھر اسکو چکھین اگر پانی میٹھا ہو تو اسی جگہ کا پانی بھی میٹھا ہو گا، اور اگر ایسا نہ ہو تو جیسا

اب پانی کا جیسا ذائقہ ہوگا اسی قسم کا زمین کے پانی کا بھی ذائقہ ہوگا،

فصل

مکان یا باغ مین کنوان کھودنے کا طریقہ،

خ اور دوسرے لوگون نے لکھا ہے کہ وہ کنوان جسکا سفلی حصہ مستدیر ہو اور علوی یعنی منہ مستطیل ہو تو وہ عربی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کا علوی اور سفلی دونون مستطیل ہو وہ فارسی کہلاتا ہے، لیکن مستطیل سے مستدیر کے اسفل مین پانی زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ اسکی گولائی اتنے ہی ہو جتنی کہ مستطیل کی لنبائی ہو، کیونکہ یہ اس شکل مین سایہ زیادہ رہتا ہے،

ط مین ہے کہ جب تم کنوان کھودو اور زمین سخت نظر آئے تو تم اس کا دائرہ بڑھا دو، اور اگر نرم ہو تو چھوٹا کردو، جب پانی نکل آئے، تو اسکو کسی کوزہ مین لیکر چکھو، اگر شیرین ہو تو کھود ڈالو اگر بدمزہ ہو تو تھوڑی دیر توقف کرو اور دوبارہ چکھو پھر بھی اگر کچھ شور معلوم ہو تو کام جاری رکھو، اگر اس مین تلخی یا کھاراپن ہو تو کنوان کو کسی چیز سے ڈھک دو اور دوسرے دن پھر اس مین کام شروع کردو اور کنوان کھود ڈالو،

خ نے لکھا ہے کہ زیادہ گہرے کنوئین کا منہ بہت بڑا رکھنا چاہیے تاکہ اس کا چبوترہ بھی بڑا ہو سکے، اگر کنوئین کی گہرائی پانچ قدآدم ہو تو منہ کا طول سولہ بالشت رکھنا چاہیے تاکہ کنارہ مین دو ہاتھ داخل ہو جائے، اور نو بالشت کے انداز سے باقی رہے اگر گہرائی اس سے بھی زیادہ ہو تو اس کا منہ اور بڑا کرو تاکہ چبوترہ بھی بڑا ہو اور اس کا دائرہ تقریباً بارہ بالشت کا ہونا چاہیے،

ط مین ہے کہ اگر کنوان کھودنے والون کو یہ معلوم ہو کہ پانی کا سوت کم ہے اور پانی خشک ہو جائیگا، تمکو چاہیئے کہ اسکو اور زیادہ گہرا کھودو اور جتنی کوشش اس پر کرچکے ہو اسیقدر اور محنت کرو اگر اس پر بھی پانی زیادہ نہ ہو اور تم پانی کو زیادہ کرنا چاہتے ہو، تو اس کنوان سے ذرا ہٹکر دوسرے جانب ایک نیا کنوان کھودو، لیکن اسکی گہرائی پہلی کنوین سے ڈیڑھ ہاتھ کم رکھو، پھر اس سے ہٹ کر ایک تیسرا کنوان کھودو جسکی گہرائی پانی تک پہنچنے کے بعد دوسرے سے ایک ہاتھ کم رکھو اسی طریقہ سے چار کنوین الگ الگ کھود ڈالو پہلا دوسرے سے دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے زیادہ گہرا ہو، پھر ان چارون مین نیچے کی جانب سے ایک راستہ بناؤ جو پہلے کنوین تک پہنچے تاکہ پہلا ان چارون کے خزانہ کی حیثیت رکھے، اس طرح پر تمام پانی ایک کنوین مین جمع ہو جائے گا،

ص کا قول ہے کہ وہ سوت جس سے کنوین مین پانی آتا ہو اگر کنکر والی زمین مین ہو تو اس مین پانی زیادہ ہوگا، اور اگر ریتیلی زمین مین ہو تو اس سے کم ہوگا اور پتھریلی ہو تو پانی اس مین بہت کم نکلے گا، بلکہ صرف پسیجے گا، پانی کے بڑھانے کی خارجی ترکیبین بھی ہین، مثلاً جب کنوان کھودتے وقت یہ پتہ چلے کہ اس مین پانی کم ہے تو ایک ملوک (یہ ایک پیمانہ جو ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے) میٹھا نمک لیا جائے اور اسی کے ہموزن اس مین جاری نہر کی کیچڑ ملا دی جائے اور پھر رات بھر چاند اور ستارون کی روشنی مین رکھین جس سے وہ منجمد ہو جائیگا، دوسرے دن اصل سوت مین یا کنوئین ہی مین اسکی سات کنکریان داہنے ہاتھ مین رکھکر پھینکا کرین اسی طرح روز سات سات کنکریان پھینکا کرین، یہانتک کہ وہ ختم ہو جائے، اس کے اختتام پر کنوین مین

پانی خودبخود زیادہ ہو جائے گا،

اگر پانی کی زیادتی کے لئے تم کنوین کو زیادہ گہرا کرنا چاہتے ہو تو ستمبر کے مہینہ مین پانی
گرنے کے بعد اور اکتوبر مین پانی برسنے کے قبل کھودا جائے اور قمری مہینہ کے حساب سے
۷، ۲۱، ۲۲، کی تاریخون مین کھودنا مناسب ہوگا،

ص نے لکھا ہے کہ کنوان باغ یا کھیت کے کسی بلند مقام پر کھودنا چاہئے. لیکن باغ
کے دروازے کے قریب اور کھیت کے وسط مین کھودنا زیادہ مناسب ہوگا. کیونکہ بلند مقام
سے پانی ہر طرف پہنچے گا، اور دروازہ سے قریب رہنے کی صورت مین پانی اندر جلد
داخل ہو سکے گا،

کنوین کی کھدائی اگست، ستمبر، اکتوبر کے مہینون مین شروع کرنی چاہئے،
اس کے کھودنے سے قبل گردونواح کے کنوؤن کا پانی، انکی مٹی کا رنگ، اور انکی
گہرائی کا پتہ چلانا چاہئے اور اسی سے اپنے کنوین کے متعلق قیاس کر لینا چاہئے،
مزدور اگر پانی تک پہنچ جائین لیکن پانی کو خشک ہوتے دیکھین تو برابر کھودتے چلے
جائین، یہان تک کہ پانی کو وافر مقدار مین پالین، اگر کنوین کے نیچے کی مٹی زرد مائل
بہ سفیدی ہو یا سفید مائل بہ زردی ہو اور اس مین تراوٹ کم ہو تو پانی کم نکلے گا، اسی
طرح اگر اندر کی مٹی پتھریلی ہو اور پانی اطراف و جوانب سے پسیج کر نکلتا ہو تو یہ سمجھنا چاہئے
کہ پانی کے درمیان مین یہ پتھریلی زمین حائل ہو گئی ہے اسلئے اور زیادہ کھودنا چاہئے
یہانتک کہ پانی کے چشمون پر پتھر کا جو طبق حائل ہے وہ ٹوٹ جائے اور پانی کی تہ تک
پہنچ جائے،

ط- مین ہے کہ اگر کنوین مین کوئی پتھر حائل ہو جائے تو اس پر آگ جلائی جائے،

تاکہ آگ اور بخارات کی حرارت سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے،

خ کا قول ہے کہ کنوان نرم زمین مین کھودنا چاہئے اگر کنوان کو تابوت کی ضرورت
ہو تو اس کا طول ۲۰ بالشت اور عرض بارہ بالشت رکھنا چاہئے اور سب سے چھوٹا تابوت
بارہ بالشت لمبا اور پانچ بالشت چوڑا ہوتا ہے،

ط مین ہے کہ اگر تمکو اس بات کا خطرہ ہو کہ کنوین مین ایسے بخارات ہین جو عمل
سے مانع ہوتے ہین تو اس کے دریافت کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ چراغ روشن
کر کے اندر لٹکاؤ اگر وہ جلتا رہے اور گل نہ ہو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس مین بخارات نہین
ہین اور اگر گل ہو جائے تو اس مین بخارات موجود ہون گے، اس کے دفع کرنے کی
بہت سی صورتین ہین مثلاً ایک آدمی ایک بڑا کپڑا اندر لٹکا دے جس مین ایک رسی
بھی بندھی ہو اور اس کپڑے کو سرعت کے ساتھ اندر ہی حرکت دے پھر اس کو منہ تک
لے آئے اور پھر جلدی سے نیچے پھینک کر حرکت دے اس طرح بار بار کرے، اگر
کنوان کشادہ ہو تو اور زیادہ تعداد مین لوگ کپڑون کو ڈال کر حرکت دین پھر چراغ
جلا کر اسکی آزمائش کرین، اگر گل نہ ہو تو معلوم ہوا کہ بخارات غائب ہو گئے دوسری صورت یہ کہ لکڑی کا ایک
گٹھا کنوین کی وسعت کے لحاظ سے بنائین اور اسکو رسیون مین باندھکر اندر لٹکائین اور
کئی آدمی ملکر اس کو حرکت دین اور کھینچکر منہ تک لائین اس کو نیچے سے اوپر اور اوپر سے
نیچے بار بار حرکت دین اس طریقہ پر کہ گویا وہ نیچے کسی چیز کو توڑنا چاہتے ہین اس ترکیب سے
ردی بخارات نکل جائین گے،

تیسری ترکیب یہ ہے کہ کنوین کے منہ کے قریب دس آدمی یا دس سے زیادہ
اسکی وسعت کے لحاظ سے کھڑے ہو جائین اور ہر شخص اپنے ہاتھ مین دس دس رطل ٹھنڈا

پانی ایک برتن مین سے لے اورسب ایک ساتھ ہی کنوین کے اندر پھینکدین اور پھر اسکو خوب حرکت دین، انشاءاللہ اس سے بھی بخارات نکل جائینگے، بعض نے یہ صورت لکھی ہے کہ کنوین مین بہت گرم پانی کافی مقدار مین ڈالین اور پھر اس کو ایک موٹے کپڑے سے ڈھک دین تھوڑی دیر کے بعد ہٹالین، انشاءاللہ بخارات سب نکل جائینگے

بعض نے یہ لکھا ہے کہ مٹی یا کسی اور برتن مین آگ جلادین جب اس مین دھوان نکلنے لگے تو اس کو اندر ڈالدین اور بار بار اوپر سے نیچے لے جائین یہانتک کہ بخارات اڑجائین

خ نے لکھا ہے کہ دولاب کی رسی مین پانچ یا اسی کے برابر ڈول رکھین اور جس طرح چھوٹی چرخی مین دندانہ زیادہ ہوتے ہین اسی طرح بڑی مین رکھین تاکہ اسکے کھینچنے مین آسانی ہو، اور اگر کھینچنے کے لئے راستہ ذرا طویل کردین تو اور بھی زیادہ سہولت ہوجائے گی تیس بالشت بھی اگر طول رکھین تو کوئی حرج نہین ہے، چرخی کے سوراخ کے اوپر جو لوہا یا لکڑی نکلی ہوتی ہے اسکو اگر نکالدین تو اس سے بھی گراری کھینچنے مین آسانی ہوگی، اسی طرح اگر اس دائرہ کو جس پر ڈول کھینچے جاتے ہین لوہے کے بجائے بھاری اور مضبوط لکڑی کا بنائین تو جانورون کے لئے کھینچنے مین آسانی ہوگی،

اگر ڈول کنوین کے اندر مٹی کے ٹیلون سے ٹکرائین تو اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ہر ڈول مین چھوٹا سا سوراخ بنادین تاکہ ایک دوسرے کے ٹکرانے سے محفوظ ہوجائین اور اسی طرح کنوین کے چبوترے کی ٹکر سے بھی بچ جائین،

وفصل

زمین کو آلہ مرجیضل سے برابر کرنے کا طریقہ تاکہ پانی جاری ہوسکے،

خ نے لکھا ہے کہ یہ آلہ تو مشہور ہے لیکن اس سے زمین کی سطح کے معلوم کرنے کا

طریقہ یہ ہے کہ تین یا چار لکڑیان جو لنبائی مین بالکل برابر ہون لیجائین اور انکے طول کے برابر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ان چارون کو ایک تختہ پر کھڑا کرین تاکہ سب مستوی القامتہ نظر آئین پھر اس مین سے ایک کو کنوین کے منہ پر یا حوض کے دروازہ پر سیدھا کھڑا کرین، اور دوسرے کو اس سے آگے تھوڑی دور پر گاڑدین اسی طرح تیسرے کو بھی قائم کرین اور چوتھے کو اس جگہ پر نصب کرین جہان پر پانی پہنچانا مقصود ہو یا جہان تک زمین برابر کرنی ہو، لیکن اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ ان لکڑیون کے درمیان کی مسافت آپس مین مساوی ہونی چاہیئے،

پھر ان لکڑیون کو کسی تھر یا اسی قسم کی دوسری چیز سے دبادین تاکہ کج نہ ہون اور گر نہ جائین اس کے بعد ایک باریک تاگا اس سرے سے لیکر اس سرے تک باندھ دین، اور اس دھاگے کو جو پہلے دو لکڑیون کے درمیان مین ہے اس آلہ مین باندھ دین، پھر اس تھر کو غور سے دیکھین اگر وہ ایسے خط پر واقع ہو جو اس آلہ کو دو مساوی حصون پر منقسم کردیتا ہے، تو دونون لکڑیون کے درمیان کی زمین برابر ہوگی، اور اگر ایک طرف جھک جائے تو جس لکڑی کا تھر جھکا ہو وہان پر زمین مین انخفاض ہوگا، اور دوسری جگہ پر ارتفاع ہوگا، اسلئے تھوڑی سے مٹی ڈال کر پست جگہ کو اس طرح برابر کردین کہ وہ تاگا اس آلہ کے وسط خط مین واقع ہو، اسی طرح ہر دو لکڑیون کے درمیان مین عمل کیا جائے، جب یہ تمام زمین مسطح ہوجائے تو جہان تم پانی پہنچانا چاہتے ہو اس زمین کو کنوین کے قریب کی زمین سے ذرا پست رکھو، اور اس کی کم سے کم مقدار سو ہاتھ کی زمین مین ایک انگل ہونی چاہیئے، اقلیمون نے اپنی کتاب قود المیاہ مین اسی مقدار کا ذکر کیا ہے،

اصطرلاب سے بھی زمین برابر کیجاتی ہے، اسکی صورت یہ ہے کہ کنوین کے منھ کے قریب یا حوض کے قریب ایک مسطح تختی رکھین جس پر اصطرلاب کو قائم کرین اس طریقہ پر کہ اس کا قوس اوپر کی سمت مین پڑے اور اس کے دونون سوراخ مین سے ایک کو کنوین یا حوض کے منھ کی جہت مین رکھین اور دوسرے کو اس کے مقابل مین رکھین پھر ایک مربع لکڑی یا تختی لیجائے جس کے ایک حصہ پر بڑے بڑے دائرہ اوپر سے نیچے تک بنالئے جائین جو قریب قریب ہون لیکن آپس مین فاصلہ کی حیثیت سے برابر ہون اور مختلف ہون، ان مین ایسی علامتین بنا دیجائین جنکی وجہ سے دور سے بھی ان کا فرق معلوم ہو پھر اس لکڑی کو زمین مین سیدھا کھڑا کر کے نصب کر دین تاکہ کوئی کجی باقی نہ رہے اور زمین برابر نظر آئے، یہ تمام دوائر اصطرلاب کے سمت مین رکھے جائین، پھر انسان حوض اور اصطرلاب کے درمیان کی زمین پر نظر غائر ڈالے اور اس کے قریب ہو کر قوس کے اس سوراخ سے جو کنوین یا حوض کے سمت مین ہے اور اس سوراخ سے جو دوسری طرف ہے دوائر کو دیکھے، اس طریقہ پر کہ تمام دوائر اسکی نظر کے سامنے ہو جائین اور پھر یہ غور کرے کہ کونسا دائرہ سامنے ہے اسکے رنگ اور نشان کو یاد رکھے،

اس کے بعد اس دائرہ اور زمین کا بعد دریافت کرے اور اس سے بلندی کا اندازہ کرے اور یہ بلندی حوض کی زمین سے لکڑی کی زمین تک کے اندر ہو گی پس بلند مقام سے مٹی لیجائے اور پست مقام کو پر کر دیا جائے یہانتک کہ اصطرلاب کے دونون سوراخون کے درمیان اور اس دائرہ کے درمیان جو زمین کے متصل ہے اگر پھر نظر ڈالی جائے تو برابر نظر آئین، جب یہ صورت ہو جائے تو یہ سمجھنا چاہئے

کہ جو فرق تھا وہ جاتا رہا اس طریقہ پر داہنے بائین دونون جانبون کو برابر کرتے ہوئے چلے جائین تاکہ وہ زمین جو پانی پہنچانے کے لئے ٹھیک کی جا رہی ہے مٹی کے الٹ پھیر سے برابر ہو جائے، اس قسم کا بیان اقلیمون نے اپنی کتاب قود المیاہ مین لکھا ہے،

اصطرلاب کے سامنے ایک ہاتھ کی لانبی تختی رکھی جائے جس کے وسط مین ایک مستقیم خط ایک رسی سے کھینچا جائے اور رسی کے ایک طرف ایک سوراخ بنایا جائے اور دوسری طرف دوسرا سوراخ بنایا جائے اور رسی کے ان دونون سوراخون مین لوہے کے قلابے باندھ دیئے جائین اور یہ دونون بالکل مساوی ہون اور انکے سوراخ ایک دوسرے کے مقابل مین ہون، اس طریقہ پر کہ اگر قلابے کے ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کو اور پھر اس سے اس لکڑی کو دیکھین جو سامنے نصب کیگئی ہے، تو وہ اچھی طرح نظر آئے جب زمین بالکل مسطح ہو جائے تو پھر اس مین سے چھوٹی نالیان کاٹ کر نکالی جائین اور ان نالیون کو حوض کے طول کے اندازے سے رکھین لیکن حوض کی سطح سے اسکی سطح ذرا پست رکھین اور حوض کی سطح بالکل برابر ہونی چاہئے کسی مقام پر بلندی یا پستی ہو گی تو پانی کے ساتھ خس و خاشاک بھی آجائین گے،

ص نے لکھا ہے کہ حوض کا طول بارہ ہاتھ اور عرض چار ہاتھ رکھنا چاہئے حوض کے متعلق پھر آئندہ بھی بحث کیجائے گی، اگر اس کا طول و عرض اس سے کم رکھین تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، اگر تم حوض سے کوئی چھوٹی مستقیم نالی نکالنا چاہتے مین تو اسکی ترکیب یہ ہے کہ تین لکڑیان برابر برابر لیجائین ان مین سے ایک کو حوض کے منھ کے قریب نصب کر دین اس طرح کہ صرف ایک بالشت زمین کے اوپر رہ جائے بقیہ زمین کے اندر ہو، اور دوسری لکڑی کو اس کے داہنے ہاتھ پر نصب کرین لیکن،

حوض کی دیوار سے متصل ہی نصب کرین اوران دونون مین ایک ہاتھ یااس سے کچھ زیادہ فاصلہ رکھین، پھر تیسری کو اسکے بائین جانب نصب کردین اوراس کابھی بعد دونون لکڑیون کے برابر ہونا چاہیئے پھرایک باریک رسی لینی چاہیئے اور اس کے ایک جانب سوراخ بنادینا چاہیئے اوراس سوراخ کو کسی ایک لکڑی مین ڈال دینا چاہیئے اور پھراس کو کھینچ کر دوسری طرف لیجانا چاہیئے اور دوسری لکڑی مین باندھ دینا چاہیئے اس طریقہ پر کہ بائین جانب نصف دائرہ کی شکل پیدا ہوجائے اس کے بعد دوسری لکڑی مین رسی کے سوراخ کو ڈالنا چاہیئے اور پہلی لکڑی تک کھینچنا چاہیئے تاکہ داہنے جانب بھی نصف دائرہ پیدا ہوجائے، یہ دونون دائرے اس لکڑی کے وسط مین آکر ملین گے جو حوض کے مقابل مین ہے اور پھر رسی حوض کے سامنے باندھ دیجائے اوراسکو دونون دائرون کے مرکز تک دوبارہ لیجائین اوراس طرح کرین کہ دائرون کا مرکز قائم رہے ایسی صورت مین پانی اس مقام تک سیدھا پہنچے گا، جہان تک پہنچانا چاہتے ہو اور جب تک رسی اس شکل مین رہیگی اس وقت تک پانی کی رفتار ٹھیک رہیگی،

باب چہارم

باغات اور درختون کے لگانے کی ترکیب ابن حجاج کی کتاب سے،

یونیوس کا قول ہے کہ جس جگہ پر باغ لگایا جائے وہان پانی بکثرت موجود رہنا چاہیئے اور صاحب باغ کے مکان کے قریب ہونا چاہیئے تاکہ وہ برابر اس کے عمدہ مناظر سے استفادہ کرسکے اوراس پر نگرانی رکھ سکے اور دیکھنے والے بھی اپنا دل خوش کرسکین، اس کا پورا خیال رکھنا چاہیئے کہ درختون کو گنجان طریقہ پر نہ لگانا چاہیئے اور ہر درخت کے قریب اسی کے ہمجنس درخت کو نصب کرنا چاہیئے تاکہ قوی ضیعف کو فنا نہ کردے اور درختون کے درمیان مین جو فصل رکھی جائے وہ زمین کی قوت نمو کے لحاظ سے ہونی چاہیئے جسکا مفصل بیان آگے آئے گا،

یونیوس اور قسطوس کا قول ہے کہ وہ تمام درخت جنکے تخم بوئے جاتے ہین دوسرے درختون سے کمزور ہوتے ہین اور سب سے عمدہ وہ ہوتے ہین جو سال مین ایک مرتبہ پھل لاتے ہین اور جو شاخون کے ذریعہ سے لگائے جاتے ہین قسطوس کا بھی وہی قول ہے جو یونیوس کا ہے وہ یہ کہ ہر درخت اپنے ہمجنس اور مماثل درخت کے ساتھ لگایا جائے، اختلاف نہ ہونا چاہیئے، نازک اور چھوٹے درخت بڑے اور لمبے درخت کے ساتھ اگر رکھے جائین گے تو لانبے درخت کا سایہ چھوٹے درختون کو نقصان پہنچائے گا اور انکی قوت کو سلب کرے گا،

(ک) نے لکھا ہے، وہ زمین جو سیراب شدہ ہو اور مستوی ہو باغ کے لئے زیادہ مناسب ہے، بعض فلاحین کا قول ہے کہ درختون کے لیے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ وہ موسم سرما مین سیراب کئے جائین اور ان کے ارد گرد جو گھانس یا چھوٹے درخت اُگ آئے ہون ان کو ہاتھ سے صاف کر دیا جائے اور اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ گھاس جڑ نہ پکڑ لین اور اصل درخت تک نہ پہنچ جائین ،

وہ درخت جو ابتدا مین کج ہوتے ہین ان کو لکڑیون اور رسیون سے سیدھا کرنا چاہیئے اور مضبوط بنانا چاہیئے پھر کھات ڈالکر اس کو اور قوی بنانا چاہیئے ،

(خ) کا قول ہے کہ باغون کے لئے سب سے اچھی زمین کا انتخاب کرنا چاہیئے، جس کا پانی شیرین ہو، سب سے پہلے اس کو محدود کر کے مسطح کرنا چاہیئے پھر پانی سے سیراب کرتے وقت بھی ہموار کر کے سیراب کرنا چاہیئے، کیونکہ اگر تم نے درختون کے لگانے کے بعد زمین کی سطح برابر کی تو ممکن ہے کہ برابر کرتے وقت درختون کی جڑین نمودار ہو جائین اور ان کو نقصان پہنچ جائے باغات کو مشرقی سمت مین لگانا زیادہ اچھا ہوگا، اس طریقہ پر کہ رخ مشرق ہی کی طرف ہو اور درختون کو سلسلہ وار ایک صف مین لگانا چاہیئے بڑے درختون کو چھوٹے پودون کے ساتھ ہرگز نہ لگایا جائے اور نہ ان درختونکو جنکی پتیان کم ہون سایہ دار اور زیادہ پتے والے درختون کے ساتھ لگانا مناسب ہے وہ درخت جن مین پتیان بہت زیادہ ہوتی ہین اور سایہ دار ہوتے ہین ان کو دروازہ اور حوض کے متصل لگانا چاہیئے، مثلاً رند، (آس) ریحان، سرو، صنوبر، لیمون، چنبیلی، نارنج، امون، حنار احمر وغیرہ، صنوبر کو اس جگہ لگانا چاہیئے جہان پر زیادہ سایہ کی ضرورت محسوس ہو، یا باغ کے بیچ مین لگایا جائے، اور شرقی راستون پر یا اطراف

اربعہ مین لگانا چاہیئے، کنوین اور صہریج کے قریب غبیرہ (ریگستانی گھاس) آزاد درخت (فارسی مین زیر بخت) دادی، نشم، حور ردمی، صفصاف، گلنار، وغیرہ لگائے جاتے ہین، بڑے درختون کی سیرابی کے لئے لکڑیون کی چھت بنانا چاہیئے، تاکہ اس کے سایہ مین پانی ٹھنڈا ہو کیونکہ ٹھنڈا پانی گرمی مین سیرابی کے لئے بہت مفید ہوتا ہے، وہ درخت جو زیادہ سایہ دار ہوتے ہین ان کو باغ کی دیوار کے متصل لیکن خلا مین لگانا چاہیئے، مثلاً عناب، صنوبر، میس، نشم، صفصاف وغیرہ، اس طریقہ پر ان کا سایہ دوسرے درختون کے لئے زیادہ مضر نہ ہوگا، بڑے باغ مین ایک قسم کے درختون کو علٰحدہ رکھنا چاہیئے، اور بعض درختون کو ایک ہی وقت اور ایک ہی سمت مین لگانا زیادہ اچھا ہوتا ہے مثلاً سیب، آلوبخارا، امرود، کشمش وغیرہ تاکہ محنت ومشقت کا بار کم پڑے، گلاب کو باغ کے ایک سمت مین لگانا چاہیئے اور مرطوب اور نم زمین مین نشم، غرب، صفرا، لیمون، میس، رند، وغیرہ لگانا چاہیئے اور اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ لیمون کا درخت مغربی سمت کی ہوا اور وسط مقام کی ہوا سے محفوظ رہے، لیکن قبلہ کے سمت کی ہوا کے لئے کھلا رکھنا چاہیئے، ترکاریون کے لئے کس قسم کی زمین اختیار کرنی چاہیئے اسکے متعلق تیسوین باب مین مفصل ذکر آئے گا،

باب پنجم

اُن درختوں کا بیان جو سیراب شدہ زمین مین لگائے جاتے ہین اور اُنکا بیان جو باغات مین پانی ڈال کر لگائے جاتے ہین؛

تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ درختون مین بعض ایسے ہوتے ہین جو پھل کی غرض سے لگائے جاتے ہین اور بعض ایسے ہوتے ہین جو صرف خوبصورتی اور خوشبو کے لئے لگائے جاتے ہین، اور بعض ایسے ہوتے ہین جنکی لکڑیون سے لوگ متمتع ہوتے ہین،

درختون مین سے جنکے پھلون مین گٹھلیان ہوتی ہین انکی گٹھلیان بوئی جاتی ہین اور جنمین گٹھلیان نہین ہوتی ہین انکے لئے چند طریقے ہین یا تو ان کے تخم بوئے جاتے ہین اور یا اچھی اور عمدہ شاخین کاٹ کر لگائی جاتی ہین، یا ان شاخون کی اوپر کی ٹہنیان لگائی جاتی ہین یا شاخ کے نیچے کے حصے کاٹ کر لگائے جاتے ہین، یا ان شاخون کو لگاتے ہین جو درخت کی جڑ مین یا اس کے قریب مین اکثر اگ آتی ہین، جب درخت بڑھ جائین تو ان کی رگین اور جڑین کاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرین، اگر ان مین رگین نہ نکلی ہون تو اس وقت تک چھوڑ دین جب تک کہ رگین نہ نکل آئین، اسکی پوری تدبیر ہم پھر کسی موقع سے انشاء اللہ ذکر کرین گے، اس تدبیر کو تغطیس اور استسلاف کہتے ہین،

ہر قسم کے درخت کی زراعت کے لئے جداگانہ طریقے ہین جنکا ہم انشاء اللہ پھر تذکرہ کرین گے، جب پودے لگ جائین ان مین رگین نمودار ہو جائین اور ان کے تنون مین سختی آجائے اور اس کے لئے تقریباً تین سال کی مدت درکار ہے، تو ان

پودون کو ایسے موقع پر لیجائین جہان پر کی زمین ان کے لئے زیادہ موافق ہے تاکہ اسکے پھل عمدہ قسم کے ہون،

ابن حجاج کی کتاب مین درختون کے لگانے کی مختلف شکلین اور صورتین لکھی ہین؛

یونیوس نے کہا ہے کہ تقریباً تمام درختون کو اپنے ہمجنسون کے ساتھ لگانا چاہیئے میرا مطلب یہ ہے کہ جو درخت گٹھلی دار ہون ان کو ایک ساتھ نصب کرنا چاہیئے اور جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان کو ایک ساتھ رکھنا چاہیئے اور جنکی شاخین یا تنے لگائے جاتے ہین ان کو علیحدہ رکھنا چاہیئے، سب سے پہلے ان درختون کو لگانا چاہیئے جنکی عام طور سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور جنکے پھل مفید ہوتے ہین اور دوسرے پھلون سے ممتاز ہوتے ہین، ایسے درختون کو جہان تک ممکن ہو تلاش و جستجو کے ساتھ حاصل کرنا چاہیئے، پس جنکے دانے بوئے جاتے ہین وہ یہ ہین، اخروٹ، بادام، بلوط، شفتالو، آلو بخارا، خرما، صنوبر، سرو، غبیرہ، اور غار وغیرہ ہین،

دمیقراطیس نے زردالو بھی انھین درختون مین داخل کیا ہے اور قسطوس نے تربوزہ کو بھی شامل کیا ہے، قسطوس نے یہ بھی لکھا ہے کہ درخت جن کے تخم بوئے جاتے ہین جب زمین مین اگ آئین اور اچھی طرح جڑ پکڑ لین تو پھر دوسری جگہ منتقل کر دیئے جائین، یہ طریقہ اُنکے لئے از حد مفید ہے، دمیقراطیس کا قول ہے کہ جب اس قسم کے درختون پر دو سال گذر جائین تو پھر ان تمام کو دوسری جگہ لیجا کر لگا دینا چاہیئے یونیوس نے لکھا ہے کہ یہ درخت منتقل کر دیئے جائین اور پھر دوسری جگہ پر پانی سے سیراب کئے جائین، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ ماہرین فلاحت کا اجماع ہے کہ اس قسم کے درختون کا اپنی جگہ سے ہٹانا ضروری ہے،

یونیوس نے لکھا ہے کہ جن درختون کی شاخین کاٹ کر لگائی جاتی ہین وہ یہ ہین،

سیب، قراسیا، جلغوزہ، زعرور، آس وغیرہ قسطوس نے ان مین غبیرہ کو بھی داخل کیا ہے، یونیوس نے لکھا ہے کہ بعض لوگ شاخون کو درختون کے قریب ہی زمین مین نصب کر دیتے ہین یہانتک کہ وہ جڑ پکڑ لیتی ہین پھر ان کو دوسری جگہ منتقل کرتے ہین، لیکن اُسکی بہتر صورت یہ ہے کہ شاخون کو فوراً ہی دوسری جگہ پر لگا دینا چاہیئے اور اس مین پانی دیا تے رہنا چاہیئے، اس کا بھی بیان مفصل طریقہ پر آیندہ ان شاء اللہ آئے گا،

جس درخت کے اوتاد لگائے جاتے ہین ان مین توت، لیمون، زیتون، بہی، جوز اور طرفا وغیرہ ہین، یہ بھی اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جائین تو مفید ہے،

سیداغوس نے لکھا ہے کہ وہ درخت جو پتیون سے کبھی خالی نہین ہوتے اور جنکے پھل بہت زیادہ ہوتے ہین، اور زمانہ دراز کے بعد ضعیف اور کمزور ہوتے ہین یا جنکی پتیان دیر مین آتی ہین اور دیر تک رہتی ہین ان کا مادہ غلیظ اور چکنے والا ہوتا ہے اور جو درخت کہ نرم ہوتے ہین اور بہت کم ٹھہرتے ہین، ان کا مادہ لطیف اور رقیق ہوتا ہے، اسلئے میرا خیال ہے کہ جن درختون کا مادہ سخت ہو ان کے اوتاد کو جو چکنے ہوتے ہین لگانا چاہیئے پتلی شاخین نہ لگائی جائین کیونکہ اوتاد کی وجہ سے مادہ سخت ہوگا اور جڑون مین بہ نسبت شاخون کے استحکام زیادہ ہوگا،

ایسے درختون مین توت، بہی، زیتون، امرود، لیمون، انار اور آس وغیرہ ہین، پس اگر یہ درخت ان اوتاد کے ذریعہ سے لگائے جائین جنکا مادہ سخت ہو تو ان مین رگین جلد پھوٹین گی، اور یہ بہت جلد مستحکم ہو جائین گے، لیکن اگر تم انکو پتلی شاخون کے ذریعہ لگانا چاہتے ہو تو وہ بھی ممکن ہے، لیکن جو صورت ہم نے بتائی وہ سب سے عمدہ ہے،

اور جو درخت کہ کم عمر ہوتے ہین جنکا ذکر کیا جا چکا ہے ان کا مادہ لطیف ہوتا ہے،

مثلاً اخروٹ، شفتالو، سیب، آلو بخارا وغیرہ، ان درختون کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین لیکن ان کا تخم لگانا زیادہ اچھا ہے،

انجیر اگرچہ زیادہ دن تک رہتا ہے لیکن پھر بھی اس کے اوتاد کو لگانا مناسب نہین ہے کیونکہ اوتاد جب کاٹ کر لگائے جاتے ہین تو اس مین ہوا اور بارش کی رطوبت کٹی ہوئی جگہ کی طرف سے اندر داخل ہوتی رہتی ہے، اور پھر ان کی جڑ تک پہنچ جاتی ہے اور یہی رطوبت جڑ کے اندر تعفن پیدا کر دیتی ہے،

شولون نے کہا ہے کہ ڈوتد جن مین رطوبت کم ہوتی ہے اور بالطبع یابس ہوتے ہین ان کی شاخین لگانی زیادہ اچھا ہے کیونکہ ان مین رطوبت زیادہ ہوتی ہے، جیسے اناث نے ان اشیار کی مختلف قسمین بتائی ہین اور مذکورہ بالا قسمون سے زیادہ لکھے ہین، یونیوس نے ان مین سے بعض اقسام کی مخالفت کی ہے، اس کا صحیح قول یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ کس قسم کے درخت ہین، ان کے تخم بوئے جاتے ہین، یا وہ اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین یا شاخین کاٹ کر لگائی جاتی ہین یا اوتاد کاٹ کر لگائے جاتے ہین، کیونکہ ان سب کی حالتین مختلف ہین، پس جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان کا تخم ہی لگانا زیادہ اچھا ہے اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین ان کا اکھاڑ کر لگانا مناسب ہے اور جنکی شاخین لگائی جاتی ہین انکی شاخون کو لگانا اچھا ہے، اور جو دوسرے درختون کی معیت مین نشو و نما پاتے ہین ان کو دوسرے درختون کے ساتھ ہی رکھنا انسب ہے، غرضنکہ جسکی جو فطری طبیعت ہے اسی پر رکھنا چاہیئے، جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان مین تربوز، اخروٹ چلغوزہ، شفتالو، آلو بخارا، صنوبر، سرو، دست، نخل وغیرہ ہین جب یہ پودے زمین مین لگ جائین تو ان کو دوسری جگہ منتقل کر دینا بہت اچھا ہے، اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین

ان مین غبیرا، آس، سیب وغیرہ ہین جب یہ بھی زمین مین جڑ پکڑ لین تو ان کو منتقل کر دینا چاہیئے، اور جنگلی شاخین یا وتد کاٹ کر لگائے جاتے ہین ان مین بادام، امرود، لیمون شہتوت، زیتون بہی، آس، وغیرہ ہین، یہ بھی جب اچھی طرح نکل آئین تو ان کو بھی دوسری جگہ پر لگانا ضروری ہے، ان پودون مین سے جن درختون پر زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے وہ شہتوت لیمون، زیتون، انار، بیر، بہی وغیرہ ہین اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین ان مین، انگور، غرب صنوبر ہین اور جنکے تخم بوئے جاتے ہین اور اکھاڑ کر بھی لگائے جاتے ہین ان مین کشمش، آلو بخارا کی تمام قسمین ہین، پستہ اور فستق وغیرہ ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قسطوس نے اپنی کتاب مین اس پر بڑی طویل بحث کی ہے جو درخت کے ایک ہی طریقہ سے لگائے جاتے ہین ان کو علٰحدہ ذکر کیا ہے اور جو دو طریقون سے لگائے جاتے ہین ان کو ایک علٰحدہ فصل مین لکھا ہے، اور جو ایک دوسرے ہر طریقہ پر متحد اور متفق ہوتے ہین، ان کو بھی علٰحدہ لکھا ہے، اگرچہ مضمون مین تکرار ہے لیکن فائدہ سے خالی نہین،

اپنی کتاب مین ابن حجاج نے ترمدانات کی تعریف کی ہے، یونیوس کا قول ہے، اس مین صرف موخ اور اوتاد لگائے جا سکتے ہین، یونانیون کے نزدیک ترمدانات اس زمین کو کہتے ہین جہان پر اول اوّل درخت یا شاخین لگائی جاتی ہین اور پھر وہان سے دوسری جگہ پر منتقل کیجاتی ہین، اسی طرح اس نے لکھا ہے کہ شاخون کو موسم خریف مین لگانا چاہیئے اس سے پہلے اس جگہ کو کھود لینا چاہیئے پھر اس مین کھات ڈالنی چاہیئے اور پھر شاخ یا وتد زمین نصب کرنا چاہیئے اور تقریبًا ایک ہاتھ اندر رکھنی چاہیئے پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، جب اس پر تین سال گذر جائین تو اس مقام پر لیجائین جہان پر اسکو

لگانا زیادہ انسب ہو اس مقام کی زمین کو ہر سمت سے صاف کر دین، پودے کو منتقل کرتے وقت بھی اس کے اطراف کی مٹی کو ہٹا دینا چاہیئے تاکہ جڑ سے اکھاڑنے مین اس کو نقصان نہ پہنچے، اکھاڑتے وقت جڑ مین جو مٹی لگی ہو اس کو منتشر ہونے نہ دینا چاہیئے بلکہ چارو نطرف سے سمیٹ لینا چاہیئے اور پھر اسکو دوسری جگہ پر لگا دینا چاہیئے، یونیوس نے تخم کے متعلق بھی تفصیلی بحث کی ہے، وہ لکھتا ہے کہ اگر پودے ایک ملک سے دوسرے ملک تک منتقل کئے جائین تو وہ خشک ہو جائین گے اس خیال سے بعض لوگون نے یہ ترکیب نکالی ہے کہ جب پھل درخت مین پختہ ہو جائین تو ان کے تخم کو نکالکر خشک کر دین، پھر اس کے بعد ان کو بو دین، لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کو آفتاب مین نہ خشک کیا جائے بلکہ سایہ مین، بعض لوگ تخم کو بونے کے بعد اوپر راکھ ڈالدیتے ہین لیکن سب سے پہلے چاہیئے کہ اس جگہ کو پانی سے سیراب کر لین پھر اس مین کھات ڈالین اور تخم کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے گڈھے کھود ڈالین اور ہر گڈھے مین ایک ایک دانہ بو دین اور پھر ان کو مٹی سے چھپا دین اور روزانہ اس پر پانی ڈالتے رہین یہان تک کہ بارش کا موسم آجائے جب اس پر دو یا تین سال گذر جائین اور اس مین پتے نکل آئین لیکن شاخین نہ پھوٹین تو ان کو جڑ سمیت نکالکر کسی دوسرے گڈھے مین لگا دین اور صرف سرے کو زمین کے اوپر رکھین، بقیہ کو مٹی سے ڈھک دین، اور اطراف و جوانب مین لکڑیان حفاظت کی غرض سے گاڑ دین بعض لوگ تخم کے پودون اور درختون کو ضعیف اور کمزور خیال کرتے ہین، یہ جاننا ضروری ہے کہ جو تخم بویا جائے گا اسی قسم کے پھل اس سے نکلین گے، لیکن صرف زیتون کے تخم کو اگر بوئین تو اس سے قرطنون (ایک قسم کا جنگلی زیتون ہے) پیدا ہوگا زیتون نہین ہوگا سیداغوس نے لکھا ہے کہ جب ہم یہ چاہتے ہون کہ پودون کو ایک دور مقام سے

دوسرے مقام تک لیجائین تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تخم پر راکھ چھڑک ڈالین تاکہ وہ نمی اور رطوبت سے محفوظ رہین اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو اُگنے کے بعد متعفن ہو کر سڑ جائین گے اس کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ تخم کو دھوپ مین نہ خشک کرین کیونکہ اس سے اس کو نقصان پہنچتا ہے اسکی رطوبت اور لطافت کو خشک کرکے کمزور کر دیتی ہے، لیکن اگر اس قسم کے تخم پر چھلکے ہون جیسے اخروٹ، چلغوزہ وغیرہ مین ہوتے ہین تو دھوپ ان کو نقصان نہین پہنچائیگی مگر پھر بھی اگر سایہ مین خشک کئے جائین تو بہتر ہے،

ایک دوسری جگہ پر اس نے لکھا ہے کہ جب ہم پودون کو انکی اصلی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ پر منتقل کرنا چاہین تو ان کو زمین سے اس طریقہ پر اکھاڑین کہ انکی مٹی منتشر نہ ہونے پائے، جب اس کو دوسری جگہ پر لگا دین تو ہم کو چاہیئے کہ اس کا تین چوتھائی حصہ زمین کے اندر اور ایک چوتھائی زمین سے اوپر رکھین، پودہ لگانے کا یہ طریقہ بہت اچھا ہے، علمائے فلاحت نے اس پر اتفاق کیا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ ترمدانات کی زمین ایسی ہونی چاہیئے کہ جس مین اس سے قبل زراعت نہ کیگئی ہو، زمین خشک ہو اور پہلے سے کوئی چیز اس مین نہ بوئی گئی ہو، اور آفتاب کے رخ پر ہو اور ہوادار مقام ہو، اس زمین کو اس طرح کھودنا چاہیئے کہ گھاس وغیرہ بالکل نکل جائیں، اور ہر پودے کے درمیان مین ایک قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور نصف قدم کی گہرائی مین ہر پودہ لگانا چاہیئے، اگر پودے اس طریقہ پر لگائے جائین جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تو ان کے اکھاڑنے اور کاٹنے مین سہولت ہوگی، پودون کو کھلی جگہ مین لگانا زیادہ مفید ہے تاکہ دھوپ اس پر زیادہ پڑ سکے اور اس کو ہمیشہ گرم رکھ سکے، شاخون کے کاٹنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ اس شاخ کو کاٹنا چاہیئے جس مین ٹہنیان قریب قریب ہون تاکہ وہ جلدی سے زمین

مین جڑ پکڑ سکین، شاخ کا طول ڈیڑھ قدم سے زیادہ نہین رکھنا چاہیئے، بعض لوگون کا خیال ہے کہ ترمدانات کی زمین کو پودے کے ارد گرد چھ مرتبہ کھودنا چاہیئے، اور اگر پہلے ہی مہینہ مین کھودی جائے تو پھر ہر مہینہ مین کھودنا ضروری ہے، اور جن آلات سے زمین کھودیجائے وہ حتی الامکان چھوٹے ہونے چاہئین تاکہ جو پودے بالکل متصل ہون اُن کو نقصان نہ پہنچے اور ان کلون کو جو ٹہنون مین پھوٹتے ہین اور نرم رہتے ہین ٹونگ لینا چاہیئے، لیکن جب سخت ہو جائین تو ایسا نہ کرنا چاہیئے، پودون کا طول ایک قدم سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے، جب اس سے زیادہ ہو جائے تو اس کو چھانٹ دینا چاہیئے تاکہ اسکی قوت نامیہ زیادہ ہو جائے ان کو ہاتھ ہی سے ٹونگنا یا توڑنا چاہیئے، لوہا وغیرہ سے کاٹنا اچھا نہین ہے دوسرے سال بھی پودون کے اطراف وجوانب کی زمین کو چھ بار کھودنا چاہیئے اور ہر پودے مین دو ٹہنیون سے زیادہ نہ رکھنا چاہیئے، دوسرے سال بھی جب کلے نکل آئین تو ان کو ٹونگ لینا چاہیئے، جب ترمدانات مین اس طریقہ پر عمل درآمد کر لیا جائے تو پھر دوسری زمین مین پودون کو منتقل کرنا چاہیئے، بعض لوگ پودون کو تیسرے سال منتقل کرتے ہین کیونکہ بعض پودے ایک سال مین جلد قوت نہین حاصل کرتے ہین اس وجہ سے یا اس بنا پر کہ کوئی کاشتکار ایک سال کے بعد اسکو منتقل کرنا نہین چاہتا، اس خیال سے کہ اسکی رگین ابھی کمزور ہین اور مستحکم نہین ہوئی ہین اسلئے اس کا انتقال اُس کے لئے مضر ثابت ہوگا،

یونیوس کا قول ہے کہ بعض لوگ ترمدانات ہی مین پودون کو پانی سے سیراب کرتے ہین، لیکن ایسا کرنا مناسب نہین ہے بلکہ جب دوسری جگہ منتقل کئے جائین تو پھر سیراب کیجائین، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ سیدا غوس کا قول بھی اسکی تائید کرتا ہے؛

کہ شاخ، تخم، یا اوتاد کے پودون کو جب منتقل کرین تو ان مین رطوبت اور تری قائم رکھین، ابن حجاج کا قول ہے کہ تمام زارعین کا خیال ہے کہ تر مدانات کو اس وقت سیراب کر سکتے ہین جب کہ زمین مین حرارت اور یبوست کثرت کے ساتھ ہو، یونیوس کا قول ہے کہ اس انگور کی بیل مین جس مین جڑ ہو اور اس مین جنکی شاخین ابھی لگائی گئی ہون اختلاف ہے، کیونکہ ہر پودہ کے اصول زراعت جداگانہ ہین لیکن اگر یہ دوسری جگہ منتقل کئے جائین تو پھل عمدہ ہونگے قسطوس کا بھی قول اسی قسم کا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ ان مقامات کو جہان پودے لگائے جائین تمام خرافات سے پاک کر دین، اس زمین کا صرف کھودنا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ اسکو بار بار جوتا جائے اور صاف کیا جائے اس مین سے پتھرون کو نکال دینا چاہیئے خصوصًا ان پتھرون کو جو نوکیلے ہون کیونکہ پتھر جو زمین کے اوپر ہوتے ہین وہ موسم گرما مین اپنی شدید گرمی کی وجہ سے پودون کو جلا دیتے ہین، ان مین ان کی صلابت کی وجہ سے حدت ہمیشہ رہتی ہے اسی طرح موسم سرما مین یہ اپنی برودت کی وجہ سے پودون کو ضرر پہنچاتے ہین، لیکن اگر یہی پتھر سطح زمین کی بجائے اندر گہرائی مین ہون تو گرمی کے وقت یہ پودون مین ٹھنڈک پہنچاتے ہین، جہان تک ممکن ہو زمین کو مسطح رکھنا چاہیئے بالخصوص انگور کی کاشت کے لئے زمین مین گہرائی کا ہونا اچھا نہین ہے، پودون کو زمین مین لگانے سے قبل زمین کی آزمائش کرنی چاہیئے اس طریقہ پر کہ اسی قسم کے درختون کو لگا کر دیکھنا چاہیئے، زمین جسکی مٹی بہت اچھی ہے اس کو اچھی طرح جوت کر درست کرنا چاہیئے اور اس مین جو کچھ خس و خاشاک ہون انکو پھینک دینا چاہیئے، جس قدر زمین کھودی جائیگی اسی قدر اچھا ہے اور اسکی گہرائی بھی مفید ہے اس سے مٹی مین قوت باقی رہیگی، اگر زمین سیراب شدہ ہو تو اس کو برابر کر لینا چاہیئے، اس کے بعد اس مین پودے لگائے جائین،

درختون کے لگانے کے متعلق ان شاء اللہ پھر مفصل ذکر آئے گا،

طامین ہے کہ پودون کے منتقل کرنے سے قبل زمین کا انتخاب کرنا چاہیئے یہ زمین ایسی ہو جس مین مٹی کثرت سے ہو اور زراعت اس سے قبل نہ ہوئی ہو زیادہ سے زیادہ دو سال سے اس مین زراعت نہ ہوئی ہو اور کم سے کم ایک سال سے غیر مزروعہ ہو، وہ مقام ایسا ہونا چاہیئے جہان پر ہوا کا گذر وافر طریقہ پر ہو، اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیئے کہ پودے جس زمین مین منتقل کئے جاتے ہین اسکی طبعی حالت ویسے ہی ہو جیسی کہ اس سے قبل کی زمین تھی، اچھی زمین سے ردی زمین مین پودون کا منتقل کرنا غیر مناسب ہے،

فصل

درخت، ملوخ، اوتاد اور عیون لگانے کے اوقات، ابن حجاج کی کتاب سے،

سیداغوس کا قول ہے کہ گرم ممالک مین پودون کو موسم خریف مین لگانا اچھا ہے، خصوصًا جب کہ پانی اس ملک مین کم ہو، تاکہ خریف کی بارش کی رطوبت پودون مین جذب ہو سکے اسی طرح ربیع اور سرما کی رطوبت بھی اثر پہنچا سکے، اور موسم سرما کے اختتام پر بھی پودے لگائے جا سکتے ہین جبکہ شاخین تر و تازہ ہون اور ان درختون کی زمین کو اختتام پر اچھی طرح جوتنا چاہیئے اور گہرا رکھنا چاہیئے اور ایک ایسا خط قائم کرنا چاہیئے کہ جس مین پودے لگائے جائین اور زمین ان کو پکڑ سکے، اور سرد ممالک مین سردی کے ختم ہونے کے بعد درختون کو لگانا چاہیئے جبکہ شاخون پر تر و تازگی آ جائے، اور اگر تم چاہو تو خریف مین بھی لگا سکتے ہو کیونکہ اکثر لوگون کا خیال ہے کہ اس موسم مین رگون کو تقویت پہنچتی ہے اور زمین بہت اچھی

رہتی ہے کیونکہ آفتاب اپنی گرمی پہنچاتا ہے اس لئے سردی اس مین جمود نہین پیدا کر سکتی ہے اس بنا پر زمین ان پودون کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ درختون کے لگانے کا وقت ہر ملک اور قوم کے لئے جداگانہ ہے کیونکہ بعض لوگ قطاف یعنی انگور کے ٹپکنے کے بعد لگاتے ہین، جب شاخ سے پیالین جھڑنے لگین اور بعض لوگ، ابتدار ربیع مین لگاتے ہین، حتی کہ شباط (پھاگن) سے سات دن قبل ہی شروع کرتے ہین اور سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ وہ مقامات جو بلند یابس اور کمزور ہین ان مین پودے فصل انگور کے بعد لگانا چاہئیے اور جو نرم اور زمین کی سطح سے قریب ہین ان مین ربیع کے پہلے دن یعنی پھاگن کے پہلے دن مین لگانا چاہئیے اور جو تر مقامات ہین ان مین سب سے آخر مین لگانا چاہئیے، لیکن شور زمینون مین تو انگور کی فصل کے بعد ہی لگانا چاہیے کیونکہ بارش زمین کے خبث کو دھو ڈالتی ہے، اس زمین مین پودے کے قریب گائے کا گوبر ڈالنا چاہئیے تاکہ اس سے شورہ پن کم ہو، روغن دار زمین کو موسم گرما ہی مین کھود ڈالنا چاہئیے، آفتاب اپنی گرمی سے اس کو سخت کر دے گا، اور پھر بارش سے وہ نرم ہو کر نہایت عمدہ ہو جائیگی اور پودون کو بہت جلد قبول کرے گی، لیکن پتلی زمین کو پہلے سے نہ کھودین کیونکہ آفتاب کی گرمی اسکو گرد بنا ڈالیگی، اس مین کھودنا اور پودہ لگانا دونون ایک ہی ساتھ کرنا چاہئیے یعنی موسم خریف مین، کیونکہ ایسی زمین مین اسی وقت درختون کا لگانا مناسب ہے،

بعض لوگون کا خیال ہے کہ گرم مقامات مین درختون کو فصل خریف ہی مین لگانا چاہئیے اور نصف دسمبر سے اسکی ابتدار کرنی چاہئیے اور ابتدار جنوری تک ختم کر دینا چاہئیے، ہندی مہینہ کے حساب سے پوس سے ابتدار ہونی چاہئیے اور ماگھ تک ختم کرنا چاہئیے، پودون کو لگانے کے بعد ایک ہفتہ تک اس کو چھوڑ دیا جائے، لیکن سرد مقامات کیلئے

آخر ربیع کا مہینہ زیادہ اچھا ہے بالخصوص جبکہ پہاڑی مقام ہو کیونکہ اگر ان کو ہوا گرم نہ ملے تو پودے زمین کے نیچے چلے جائین گے اور اوپر بڑھنے کی طاقت کم ہو جائیگی، اسی بنا پر گرم مقامات مین اکثر خریف ہی مین درختون کا لگانا مناسب ہے کیونکہ اس وقت پودے اوپر کی جانب نہین بڑھین گے بلکہ زمین کے نیچے جڑ پکڑتے جائین گے، لیکن فصل ربیع مین ہوا گرم ہوتی ہے اور وہ پودون کی پتیون اور کلیون کو جڑ پکڑنے سے قبل نمودار کر دیتی ہے، پودون کو دن کے تیسرے گھنٹے سے لیکر دسوین گھنٹے تک لگانا چاہئیے، کیونکہ ابتدار اور آخر وقت مین ہوا بند ہو جاتی ہے، جس زمین مین پودے لگائے جائین اسکی زمین نہ مرطوب ہو نہ گیلی ہونی چاہئیے اور نہ سخت اور یابس ہونی چاہئیے،

زیتون کے لگانے کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے، جس زمین مین پودے لگائے جائین اسکو حار اور مرطوب ہونا چاہئیے، لیکن اگر کسی زمین مین ان دونون چیزون مین سے کوئی چیز نہ ہو تو درختون کے پھل پورے نہ ہون گے، اسی وجہ سے یہ اوپر لکھدیا گیا ہے کہ یا تو ربیع مین پودے لگائے جائین یا خریف مین، کیونکہ خریف مین آفتاب کی گرمی کی وجہ سے زمین گرم رہے گی اور بارش سے مرطوب رہے گی اور اس طریقہ پر حرارت اور رطوبت دونون معتدل طریقہ پر رہین گی، ہوا مین بھی اس طرح اعتدال رہے گا، اور ربیع مین گرمی کی ابتدار ہوتی ہے اور اس وقت وہ سردی منقطع ہو جاتی ہے جو آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے بلکہ آفتاب زمین کے پانی کو خشک کرنے لگتا ہے جس سے زمین کی رطوبت کم ہو گی اور گرمی شروع ہو جائے گی، یہ موسم بھی پودون کے لئے ہے، لیکن موسم خریف تمام دوسرے موسمون سے اس کام کے لئے زیادہ انسب ہے، یہ موسم بھی اس وقت اور اچھا ہو جاتا ہے، جب کہ بارش ہونے لگتی ہے، جس کا وقت ثریا کے ڈوبنے سے لیکر شدید جاڑے تک ہے

پھر ربیع تک اس کام کو بند کر دینا چاہیئے کیونکہ موسم سرما کی تبدیلی کے زمانہ مین ربیع تک
سخت سردی پڑتی ہے لیکن ابتدار ربیع مین اس کو پھر شروع کرنا چاہیئے جب کہ جنوبی
ہوا چلنے لگے، مگر شمالی ہوا سے اچھی طرح پرہیز کرنا چاہیئے،

ق نے لکھا ہے اور یہ اس کا اصلی قول ہے کہ پودون کے لگانے کا سب سے
عمدہ وقت خریف ہی بالخصوص ان مقامات پر جہان پر پانی کم ہو، موسم سرما کی رطوبت
پودون کو تقویت پہنچائے گی، علمار کا اس پر اتفاق ہے، لیکن فصل ربیع مین بھی کوئی مضائقہ
نہین ہے، قسطوس کا قول ہے کہ تمام زمینون کے لئے موسم خریف زیادہ مفید ہے
اور سبھون نے اسکی بڑی تعریف کی ہے علمار نے خریف کو فصل ربیع پر جو ترجیح دی ہے
اس کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ درختون مین سے بعض تو اوپر کی جانب زیادہ بڑھتے ہین
اور بعض نیچے کی جانب زیادہ بڑھتے ہین، فصل ربیع مین جو لگائے جائین گے وہ اوپر
زیادہ بڑھین گے اور جو فصل خریف مین لگائے جائین گے انکی جڑین اور رگین مضبوط
اور دور تک پھیلین گی، زراعت کے اصول کے لحاظ سے وہ درخت زیادہ مضبوط ہوتے
ہین جنکی رگین اور جڑین زیادہ ہون،

ابن حجاج کا قول ہے کہ تینون مشہور حکمار کا اس پر اجماع ہے کہ موسم خریف زیادہ
افضل ہے، اور اسکی وجہ بتائی جاچکی ہے، مرسیال طبیبی کا قول ہے کہ جن درختون کے لگانے
کا طریقہ ہمنے بتادیا ہے ان کو سرد دنون مین سوائے ربیع کے زمانہ کے کبھی نہ لگائین،
ربیع کا وہ زمانہ جو ابتدار فروری کا ہوتا ہے، بہت عمدہ ہے، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ یہ
پہلے لوگون کی رائے کے مخالف ہے لیکن میرے نزدیک یونیوس کا قول سب سے
اچھا ہے،

ط مین ہے کہ انگور کے لگانے کا مخصوص وقت مشرق سے مغرب تک فصل ربیع
کے ابتدائی حصہ مین ہے بعض لوگون نے لکھا ہے کہ جو انگور کہ فصل خریف مین لگائے جاتے
ہین ان مین پھل زیادہ ہوتے ہین، ان کے علاوہ جن درختون کی لکڑیان سخت ہوتی
ہین، مثلاً زیتون، عناب، بلوط، تربوز، در دار وغیرہ تو وہ موسم سرما مین لگائے جاتے ہین
اور جن مین ان سے کم سختی ہوتی ہے یا متوسط درجہ کی صلابت ہوتی ہے، مثلاً انجیر، سیب
بہی، اخروٹ، کشمش، وغیرہ تو وہ ربیع مین لگائے جاتے ہین، لیکن پتیون کے آنے سے
قبل لگانا زیادہ اچھا ہے، اور بعض کا قول ہے کہ پودے اس وقت لگائے جائین جبکہ
نئی پتیان آجائین اور یہ جنوری کے وسط مین ہوتا ہے سوائے بادام وغیرہ کے، اور جنکی
کلیان ابھی نکلی ہون ان کو اس سے قبل لگانا چاہیئے، اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی
درخت پوری طرح پتیون کے آنے کے بعد انار کے سوا نہ لگایا جائے کیونکہ وہ اگر
اس طرح لگایا جائے تو مفید ہوگا، بعض کا قول ہے کہ انجیر اور آلو بخارا بھی اسی طرح لگائے
جا سکتے ہین اور ان کے لئے کوئی نقصان دہ نہین ہے، درختون کے لگانے کے لئے
سب سے عمدہ فصل خریف کی ہے اور پھر موسم سرما ہے، لیکن ربیع کی پہلی فصل ان
دونون سے گری ہوئی ہے کیونکہ اس مین موسم سرما کا تداخل ہوتا ہے، پودہ اگر سخت
نہین ہوا ہے بلکہ نرم اور شاداب ہے تو گرمی اسکو جلادیگی اور اگر اس سے بڑھ گیا ہے،
تو سردی ٹھٹھرادیگی، غرضکہ گرم اور سرد ممالک مین درختون کو ذرا جلد لگانا چاہیئے،
بالخصوص چراگاہون اور مرطوب زمینون مین کیونکہ یہ دونون زمینین اس وقت تک
درست نہین ہوتین جب تک کہ موسم خریف مین کوئی پودہ نہ لگایا جائے، یا دوسری
صورت یہ ہے کہ ان کا پانی خشک کردیا جائے اور اسکی خشکی مین اعتدال رکھا جائے، ربیع

مین ان زمینون مین پودہ نہ لگانا چاہئے جو آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکی ہین، لیکن بعض
کا قول ہے کہ شاخ، ٹہنی، اوتاد، اور گٹھلی وغیرہ موسم سرما مین اسی قسم کی زمین مین لگانا چاہئے
جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوئی ہو، لیکن جو زمین کہ سیراب کیگئی ہو اس مین ہر تینون
فصلون مین پودے لگا سکتے ہین، بالخصوص فصل ربیع کے ابتدائی زمانہ مین پودون کو
جب ان مین رگ و پوست نکل آئین تو ان کو اکھاڑ کر لگانا چاہئے اور مٹی جو ان کے ساتھ
لگی رہتی ہے اسکو ساتھ رہنے دینا چاہئے، اور ان مین پانی پہنچانے سے غفلت نہ کرنی چاہئے
خ کا قول ہے کہ سب سے اچھی اور عمدہ ہوا ہمارے ملک کی زراعت کے لئے
مغربی ہوا ہے اور بادل ہے، لیکن بارش کے دنون مین زیتون کے سوا کسی پودہ کو
لگانا اچھا نہین ہے، گٹھلی، اور تخم کے پودون کو اسی زمانہ مین ایک جگہ سے دوسری
جگہ منتقل کر دینا چاہئے، خ کا قول ہے کہ مین نے خود ایک بادام کا درخت دیکھا
جو اپنی جگہ سے منتقل نہین کیا گیا تھا اس وجہ سے اس مین پھل اور دانے کم تھے بعض
کا قول ہے کہ جمعہ اور شنبہ کے دن درختون کی زراعت نہ کرنی چاہئے، گٹھلی، تخم،
شاخ، وتد، ان سب کے لگانے کے خاص اوقات ہین جن کا ذکر پھر کیا جائے گا،

فصل

گٹھلیون کے بونیکا وقت،

ص نے لکھا ہے کہ عام طور سے گٹھلیون کے بونے کا وقت پھلون کے پکنے اور
کھانے کے وقت ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی نومبر، دسمبر، جنوری، فروری تک بوئی
جا سکتی ہین، یہ سب سے آخری مدت ہے، اور جو گٹھلیان اس کے بعد بوئی جائین گی

گرمی ان کو پکا ڈالیگی یا جاڑا ان کو خراب کر دیگا، لیکن اکثر گٹھلیان مارچ مین اُگتی ہین وہ
درخت جنکی گٹھلیان ہمارے ملک مین بوئی جاتی ہین وہ شفتالو، مشمش، بادام، اخروٹ،
آلو بخارا، زیتون، خیار تبنر، بندق، صنوبر، بلوط، شاہ بلوط، قراسیا، زعرور، آزاد درخت،
خرما، غبیرا، پستہ، اور سرو وغیرہ ہین، گٹھلیان بونے کے وقت نئی اور سالم ہونی چاہئین
ان مین کسی قسم کا نقص نہ ہونا چاہئے اور ایسے پھل کی ہون جو اچھی طرح تیار ہو گئے
ہون اور ثمر آور درخت سے توڑے گئے ہون اور ذائقہ مین بھی اچھے ہون، اگر یہ اوصاف
گٹھلیون مین یا ان کے پھلون مین نہ ہون تو ان کو زراعت کے لئے نہین رکھنا چاہئے
خ نے لکھا ہے کہ گٹھلیان اُس درخت کی ہون جو پہلی مرتبہ پھل دار ہوا ہو
ان کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ گٹھلیون کو زمین مین حوضون کے اندر یا مٹی کے نئے
ظروف مین بوئین اور یہ حوض اس جگہ پر بنائین جہان پر کہ زمین اچھی ہو جس کا ذکر اوپر
کیا جا چکا ہے، زمین تعمیر شدہ ہو اور اس مین پرانی کھاد ملی ہوئی ہو نیز پانی سے اچھی طرح سیراب
کی ہوئی ہو اس کے بعد جب یہ تمام شروط پورے ہو جائین تو گٹھلیون کو ایک قطار مین مختلف
گڈھون کے اندر بوئین، ہر گڈھا مین بالشت یا اس سے کچھ کم ہو گڈھے کی گہرائی بھی گٹھلی
کی قوت اور ضعف پر موقوف ہے، بونے کے بعد اوپر سے مٹی ڈالدین اور ہر گٹھلی کے
درمیان مین تقریباً ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھین، لیکن یہ فاصلہ اس وقت رکھین جبکہ پودون
کو منتقل کرنے کے وقت مٹی ساتھ نہ لین، اور اگر اس کا خیال ہو تو گٹھلیون مین اس سے
زیادہ فاصلہ رکھین، اس جگہ کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہین ایسا نہ ہو کہ زمین عدم سیرابی
کی بنا پر سفید ہو جائے اور اس وقت تک سیراب کرتے رہین، جب تک کہ پودہ ایک بالشت
یا اس سے زیادہ کا نہ ہو جائے، گٹھلیون کی زراعت کے متعلق پھر کسی فصل مین ذکر کیا جائیگا،

فصل

ان درختون کے بونے کا بیان جنکے پھلون مین گٹھلیان نہین ہوتی ہین، مثلاً بھی
سیب، امرود، نارنگی، لیمون، ریحان، سرو، انجیر، آس، شہتوت وغیرہ ان مین تخم ہوتے ہین
اس کے لئے بھی وہی شرائط ہین جو گٹھلیون کے متعلق بیان کئے گئے ہین یہ تخم
بھی پہلے ہی پھل کے ہون تو اچھا ہے اور ان کو انھین فصل مین بونا چاہیئے جنکا ذکر اس سے
قبل کی فصل مین کیا جا چکا ہے، تاکہ گرمی کی فصل شروع ہو جائے، اور جو تخم یا گٹھلی فصل ربیع
مین بوئی جائے اس مین اسکا خطرہ ہے کہ گرمی یا سردی ان کو برباد نہ کر دے،

اس کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ جس پھل کا تخم بونا ہو اسکو زمین کے چھوٹے گڈھے
یا مٹی کے نئے بڑے برتنون مین بوئین اور ان کے نیچے ایک سوراخ کر دین اور ان مین
اچھی مٹی ڈالین یا کھاد اور دوسری چیزون سے مخلوط کی ہوئی مٹی ڈالین، جو تخم کہ کمزور
ہون ان کے لئے مٹی وغیرہ زیادہ ڈالنی چاہیئے اور جو قوی ہون ان کے لئے اسی قدر
مٹی ڈالین جتنی کہ ضرورت ہو،

کھاد سے تخمون کو اس طرح ڈھانک دین جیسے کپڑے سے کسی چیز کو ڈھانکتے ہین اور
اسکی تہ بھی کپڑے کے موٹے پن کے برابر ہو، اور اگر اس سے زیادہ کمزور ہون تو زیادہ پانس
بھی ڈال سکتے ہین، اس کے بعد بھی اس پر مٹی ڈالدین تاکہ ہوا کی خشکی سے محفوظ رہین، پانی سے
سیراب کرتے وقت چٹائی کا چھوٹا سا ٹکڑہ رکھ دین یا اسی قسم کی کوئی دوسری چیز رکھین تاکہ پانی
ادھر اودھر منتشر نہ ہو جائے اس سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ پودہ کے اُگنے سے قبل ہاتھ
ہی سے پانی چھڑک دیا کرین، یہ طریقہ زیادہ تر کمزور تخم یا پودون کے لئے رائج ہے، سب سے

زیادہ کمزور تخمون مین سے سرو، ریحان، شہتوت وغیرہ ہین، اسی طرح کمزور دانون کے لئے بھی
یہ طریقہ مفید ہے، مثلاً جبق غرضکہ جس قسم کی قوت دانون مین ہوگی اسی طرح پانی سے سیراب
کرنا چاہیئے جبتک پودے لگ نہ جائین اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے، لیکن
جب موسم سرما کا زمانہ آجائے تو پانی کم ڈالنا چاہیئے اور جب بارش شروع ہو جائے
تو پانی نہ ڈالنا چاہیئے اسی طرح ابتدا گرمی مین احتیاط کرنی چاہیئے تاکہ ان مین سختی آجائے
اور وہ جڑ پکڑ لین ورنہ اگر پودے بڑھ جائین اور اندرنی باقی ہو تو یہ ان کے لئے نقصان دہ
ہے، اس مین بھی وہی صورت اختیار کرنی چاہیئے جو حوضون کے لئے بتائی گئی، اور اگر ریت
سے ڈھانک دین تو یہ اور اچھا ہے،

فصل

ایک سال سے زیادہ کسی تخم کو ایک جگہ پر نہ رکھنا چاہیئے بلکہ دوسرے نرم
حوضون مین منتقل کر دینا چاہیئے، مٹی کے ظروف مین اس سے زیادہ اگر رکھین گے تو
کمزور ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس سے قبل منتقل کر دیا تو اس کے لئے نقصان دہ
ہے بالخصوص جبکہ اسکی شاخون مین سختی نہین آئی ہو اور اگر حوض مین ہون تو ان کو دوسرے
مقام پر لے جانا چاہیئے تاکہ وہان پر بڑھ سکین،

ص نے لکھا ہے کہ گٹھلی دار درخت سات سال کے بعد تیار ہوتے ہین اور
ان کے پھل کھانے کے قابل ہوتے ہین اور جنکے تخم بوئے جاتے ہین وہ چار سال
کے بعد تیار ہوتے ہین، ان کو تین سال کے بعد منتقل کر دینا چاہیئے،

خ نے لکھا ہے کہ نارنج کو اس وقت تک نہ منتقل کرنا چاہیئے جبتک کہ وہ

بھر قدآدم لمبانہ ہوجائے اور اگر اس سے قبل منتقل کردیا گیا تو خراب ہوجائے گا ہم اسکی مفصل بحث آئندہ ان شاء اللہ مفردات مین کرین گے، جو شخص ان گڈھون کو جو پودون کے لئے بنائے گئے ہین خالی اور بیکار نہین رکھنا چاہتا ہے وہ ان مین اس وقت تک کے لئے کوئی چیز بودے جب تک کہ پودے تیار ہون اور ان مین منتقل کئے جائین، شلاً کشنیز وغیرہ،

فصل

ملوخ کے لگانے اور اسکے انتخاب کا طریقہ،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے مقنع مین لکھا ہے کہ تمام علمار فلاحت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص ملوخ یا وتد کاٹنا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ مشرق کی جانب سے اور جنوبی گوشے سے اس کو تراشے، یونیوس نے بھی لکھا ہے کہ شاخین درخت کے اوپر کی جانب سے لینی چاہیئے بشرطیکہ ان شاخون پر دوسرا سال گذر رہا ہو، نیز درخت کے شرقی یا جنوبی سمت سے شاخون کا کاٹنا زیادہ اچھا ہے، مرسیال کا قول ہے کہ وتد کو بھی شرق یا جنوب سے کاٹنا چاہیئے لیکن شمال کے جانب ذرا بھی مائل نہ ہو، کیونکہ سب سے اچھی شاخ وہ ہے جو شرقی سمت مین ہو پھر وہ جو جنوبی سمت مین اور پھر وہ جو غربی سمت مین ہو، لیکن جو شمالی سمت مین ہوگی وہ اچھی نہ ہوگی،

سوودیون کا قول ہے کہ جب تم قطیع (جو شاخ تیر کی طرح ہو) ملخ اور وتد وغیرہ لینا چاہو تو تم کو چاہیئے کہ درخت کے اس حصہ سے ان چیزون کو کاٹو جو آفتاب کے مقابل مین ہون کیونکہ گرمی اس مین حرارت پہنچاتی ہے اور دباغت دیتی ہے (دباغت

کے معنی رطوبت کا ضائع کرنا) اور جو شاخ کہ دباغت دی ہوئی ہوتی ہے وہ جلد زمین کو پکڑ لیتی ہے اور اسی قسم کی شاخ بہت اچھے پھل لاتی ہے،

وہ شاخ جو موٹی ہو اور جس مین گرہین بہت قریب قریب ہون اس شاخ سے زیادہ اچھی ہے جو سایہ دار اور چکنی ہو، قلم کبھی شمالی سمت سے نہین لینا چاہیئے کیونکہ شاخین جو اس سمت پر ہوتی ہین وہ زیادہ سایہ دار اور ذرا نازک، اور کمزور ہوتی ہین، ان مین زمین کو پکڑنے کی قوت کم رہتی ہے،

یونیوس نے لکھا ہے کہ شاخون کو درخت کے نیچے سے نہین کاٹنا چاہیئے بلکہ اوپر کی سمت سے لینا چاہیئے، شولون کا قول ہے کہ جن درختون کے جڑ مین شاخین ہوتی ہین ان کو کبھی نہ لینا چاہیئے، کیونکہ وہ بہت زیادہ سایہ دار ہوتی ہین آفتاب ان کی رطوبت کو زائل کرکے اپنی حرارت کو نہین پہنچا سکتا، ایسی صورت مین زمین درختون کو جلد نہین پکڑ سکے گی، بعض علمار فلاحت نے لکھا ہے کہ اس قسم کی شاخین بہت کمزور ہوتی ہین اور ان مین پھل کم آتے ہین، کیونکہ ان کی جڑون مین رطوبت غالب اور حرارت کم رہتی ہے شوون کا قول ہے کہ ایسی شاخ اگر زمین مین جڑ پکڑے تو یہ کہنا غلط ہے کہ پھل کم آئین گے کیونکہ جب وہ لگائی جائے اور نشو ونما پائے، تو آفتاب کی حرارت اس کے اندر جذب ہوگی اور وہ اس کو قوی اور مستحکم بنا دے گی، البتہ اگر زمین کو نہ پکڑے تو حرارت کی کمی کی وجہ سے وہ خراب ہوجائے گی اور اس کے اندر کی رطوبت پھلون کو پکنے نہین دیگی، ان درختون کا ذکر تو کیا جاچکا ہے جنکے لئے ملوخ کا لگانا زیادہ اچھا ہے، اور دوسرون کا بھی بیان کیا جاچکا ہے، لیکن جن درختون کی شاخین کاٹی جاتی ہین وہ ان بڑی اور موٹی شاخون سے لی جاتی ہین جنکے پھل کھائے جاچکے ہون اور کاٹتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ شاخین گرہ دار

ہون انکی کھال چکنی ہو اور آفات سے بالکل محفوظ ہون، زیادہ تر ان درختون سے شاخین حاصل کرنی چاہیئے جو زیادہ پھل لاتے ہون لمبی اور گھنی شاخون سے زیادہ فائدہ نہین پہنچتا گو کہ وہ زمین مین جلد پھیل جاتی ہین لیکن کمزور ہوتی ہین، شاخون کو درخت کے درمیان سے لینا چاہیئے بہت بلند مقام سے لینا اچھا نہین ہے، ان کو مشرقی سمت سے کاٹنا چاہیئے، اگر مشرقی سمت مین کچھ نہ ہو تو قبلہ کی جانب سے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو مغربی سمت سے کاٹنا چاہیئے مگر جنوبی سمت سے کاٹنا غیر مناسب ہے کیونکہ اس سمت کی شاخین کمزور ہوتی ہین، اور اگر پھل آتے بھی ہین تو پکنے سے قبل ہی گر جاتے ہین بعض لوگون نے یہی نقص مغربی سمت سے لینے مین بھی بتایا ہے شاخون کے کاٹنے کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے، ان کو ہاتھ سے توڑنا زیادہ اچھا ہے ورنہ کسی تیز لوہے سے کاٹنا چاہیئے، ملخ کا طول دو ہاتھ ہونا چاہیئے اور اگر اس سے زیادہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہین ہے ملوخ اس وقت لئے جاتے ہین جبکہ شاخون مین تراوٹ اچھی طرح موجود ہو ان مین کچھ کلیان بھی نظر آتی ہون، ملوخ کو گڈھون یا ظروف مین بو سکتے ہین،

ملوخ کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ زمین مین گڈھے کھودے جائین جنکا طول، عمق اور عرض سے زیادہ ہو، اگر یہ دوسری جگہ پر منتقل کئے جانے کا خیال ہو تو گڈھے دو بالشت لانبے ہون اور اگر ایک ہی جگہ پر رکھنا ہو تو اس سے زیادہ لانبا رکھین، ملخ یعنی شاخ کے قد کے لحاظ سے گڈھا کھودنا چاہیئے ملخ کو اس کے طول مین پھیلا دینا چاہیئے ایک حصہ تو گڈھے کے اندر رکھنا چاہیئے اور دوسرے حصہ کو ایک انگلی کے انداز سے باہر نکال دینا چاہیئے مٹی کو کھاد اور دوسری چیزون سے مخلوط کر کے گڈھے کو قریب قریب بھر دینا چاہیئے اور قدم سے زمین کو برابر کرنا چاہیئے، ملوخ اس صورت مین پانی کی نالیون سے بھی سیراب کئے جا سکتے

ہین، بلکہ بسا اوقات ملوخ نالیون کے مخزن ہو جاتے ہین اسکی صورت یہ ہے کہ جس جگہ پر نالیان بنائی جائین اسی کے سامنے ایک حد نالی کے طول کے لحاظ سے قائم کیجائے، پہلے گڈھون مین ملوخ کو پھیلا دینا چاہیئے اور کنارہ کے دونون جانب انکے سرون کو ایک انگلی کے انداز سے باہر نکالنا چاہیئے اس کے بعد مٹی ڈالکر گڈھون کو برابر کر دینا چاہیئے، پھر انکو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، ملوخ کے یہ سرے دو قطارون کی طرح نظر آئین گے، ان مین سے ہر ایک نالی کے بلند مقام پر ہوگی اور ان دونون کے درمیان پانی جاری رہیگا، ملوخ کو آسمانی پانی سے سیراب شدہ زمین مین لگانے کا طریقہ بڑے درختون کے ساتھ بیان کیا جائے گا، ہر ملخ کے درمیان مین ایک ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیئے بشرطیکہ منتقل کرتے وقت مٹی نہ لیجائے اور اگر مٹی لیجائے تو اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا چاہیئے، دوسرے قسم کی زمین مین جو فاصلہ ہوگا اس کا ذکر اور ملوخ کی دیگر تدبیرین پھر لکھی جائین گی،

فصل

عیون (چھوٹی شاخون) کے لگانیکی ترکیب

شاخون کی ٹہنیان اسی طرح لیجاتی ہین جیسے سیب، انجیر، انگور یاسمین اور دوسرے میوہ جات سے اخذ کیجاتی ہین، لیکن ان کا انتخاب کر کے لینا اچھا ہے، غ نے لکھا ہے کہ سیب کے عیون اٹھے ہوتے ہین اور چکنے ہوتے ہین، اسی طرح انگور، انجیر، یاسمین وغیرہ کی وہ ٹہنیان لیجاتی ہین جنکی گرہین قریب قریب ہوتی ہین، اس مین انھین صفات کا خیال رکھنا چاہیئے جو ملوخ کے لئے بتائے گئے ہین، اس کے لگانے کا وقت فروری، مارچ وغیرہ مین ہے، اور ادس مین وہی ترکیبین اختیار کرنی چاہیئے،

جو ملوخ اور اوتاد کے لئے ذکر کیگئی ہین، مثلاً حوض یا نالیون کے خطوط کا قائم کرنا، بقیہ
دوسری تدبیرین انشاء اللہ پھر لکھی جائینگی،

فصل

اوتاد اور ملوخ کا مفصل بیان اُن مین انتخاب کا طریقہ

ابن حجاج نے لکھا ہے کہ وہ شاخ جس نے دوسرے سال مین قدم رکھا وہ ملوخ
کا کام دیسکتی ہے اور جو دو یا تین سال کی ہو وہ اوتاد کے کام آسکتی ہے کیونکہ اگر ایسی شاخ
زمین مین نصب کیجائے تو بہت جلد جڑ پکڑے گی، اگر حسن اتفاق سے ایسی شاخ ہاتھ آجائے
جو ہر حیثیت سے کامل اور پوری عمر کی ہو تو اسکو اپنی جگہ پر تھوڑی دیر کے لیے بھی رکھنے کی
ضرورت نہین ہے بلکہ فوراً منتقل کر دینا چاہیئے، چھوٹا وتد (تنا) بہت جلد نشو ونما پاتا ہے،
لیکن بڑا وتد اس طرح جلد نہین بڑھتا ہے، یہ شولون کا قول ہے، شاخون سے اوتاد
انھین صفات اور حالات کا خیال کر کے لینا چاہیئے جنکے ساتھ ملوخ لئے جاتے ہین،
فرق اتنا ہے کہ اوتاد کی غلظت اور ان کا طول، اور دو وتدون کے درمیان کا فاصلہ ملوخ
سے زیادہ ہونا چاہیئے، ضخامت تو ایک ہاتھ کے برابر ہونی چاہیئے یا کم سے کم ایک نیزہ
کے برابر ہو، اور طول کم سے کم ایک ہاتھ ہونا چاہیئے اور زیادہ جہان تک ممکن ہو سکے،
اوتاد لوہے سے کاٹے جائین، لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کاٹتے وقت، چھیلتے
وقت اور لگاتے وقت اسکی کھال ادھڑنے نہ پائے، نارنج کے اوتاد کھاد مین رکھے
جاتے ہین، اس کے لگانے کا طریقہ حوض یا نالی مین یہ ہے کہ ایک سخت لکڑی بلوط
یا کسی اور درخت سے لیجائے اور اس وتد سے ذرا لانبی اور موٹی رکھی جائے، اور اس

مقام پر گاڑ دی جائے، جہان پر نارنج کا وتد لگانا چاہتے ہین اور اسی حد تک زمین کے اندر گھسائین
جہان تک عمق رکھنا چاہتے ہون پھر اس لکڑی کو نکال لینا چاہیئے اور نارنج کے وتد کو اس
جگہ پر نصب کر دینا چاہیئے، اب جو ارد گرد خلا رہ گیا ہو اس کو کھاد یا ریت سے پر کر دینا چاہیئے
پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، پانی پڑنے سے مٹی پھول جائیگی اور کچھ خلا پھر پیدا ہو جائے گا
اس لئے اس کو بھی مٹی یا ریت سے بھر دینا چاہیئے، تاکہ ذرہ برابر بھی خلا باقی نہ رہسکے، اوتاد کو
قطار در قطار لگانا اچھا ہے اور دو وتدون کے درمیان مین قریب قریب وہی فاصلہ ہوگا جو
ملوخ مین بتایا گیا ہے اگر اسی وتد کو پہلے پہل نصب کیا جائے تو اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ
زور سے گاڑنے کی وجہ سے وہ شق نہ ہو جائے اور نہ اس کا چھلکا نکلجائے، تقریباً یہی احوال
اترج کے وتد کے بھی ہین،

دوسری ترکیب

اوتاد کے لیے حوض یا نالیون مین گڈھے کھودنا چاہیئے، ہر گڈھا وتد کے طول کے
برابر ہو، جب گڈھا تیار ہو جائے تو وتد کو لگا دینا چاہیئے اور پھر اس پر مٹی ڈال کر اس کو بھر
دینا چاہیئے، اور اس مین اسی طرح عمل کرنا چاہیئے جیسا کہ آیندہ ہم کسی موقع پر بتائین گے، اوتاد
کو صف بندی کے ساتھ لگانا چاہیئے اور ایک دوسرے کے درمیان مین وہی فاصلہ رکھنا
چاہیئے جو ملوخ کا ہے،

فصل

ان شاخون کا بیان جو نوامی لفات اور لواحق کہلاتی ہین،

(نوامی ان کو کہتے ہین جو خوشہ دار ہوتی ہین، لفات ان شاخون کو کہتے ہین جن مین پیمان

کثرت سے ہوتی ہین، لواحق ان کو کہتے ہین جنکے پھل یا خود وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی
ہون، شاخون پر غور کیا جائے اگر وہ اپنی تمام رگون کے ساتھ کاٹی جاسکتی ہین یا توڑی جاسکتی
ہین تو ان کو توڑ لیا جائے اور دوسری جگہ پر لگا دی جائین یا اس مقام پر لگائی جائین جہان جلد
شاخین نکل آئین بشرطیکہ مناسب وقت ہو اگرچہ اس کے لگانے کے لئے وقت بہت کافی
رہتا ہے، اگر شاخون مین رگین پوری نہین نکلین ہون تو ان کو اتنے دن تک چھوڑ دینا چاہیئے
کہ ان مین رگ اور پٹھے نکل آئین، یہ عمل تغطیس یا استسلاف کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے جسکا
ذکر آگے آئے گا،

تغطیس کا بیان جس کا
دوسرا نام تکبیس بھی ہے،

اس کے لئے نباتات مین سے وہ حصہ لینا چاہیئے جو زیادہ قوی، طویل، اور آفات
سے محفوظ ہو اور جس مین وہ تمام اوصاف موجود ہون جنکا ذکر طوخ کے بیان مین کیا جاچکا ہے
اس کا خیال ضرور کرنا چاہیئے کہ شاخ جس درخت سے لیجائے وہ مرکب ہو، لیکن اگر چھوٹے
بڑے پھلون سے درخت لدے ہون اور غیر مرکب ہون تو ان کے طوخ اوتاد اور عیون
کو ترکیب کی ضرورت نہین ہے اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو ترکیب کی ضرورت ہے، اگر پہلی
صورت زیادہ اچھی ہے، شاخ مین اگر باریک رگین نکل آئی ہون تو اس کو دوسری جگہ منتقل
کر سکتے ہین ورنہ ہر شاخ کے لیے اس کے طول کے مطابق ایک گڈھا کھود دین جس کا عمق
ڈھائی بالشت ہو اور ہر شاخ کو آہستہ سے اس مین رکھدین اور شاخ کے سرون کو گڈھے سے
باہر نکال دین، شاخ کو جڑ سے علیحدہ نہ کرین، بلکہ اس کو پرورش پانے دین، اور گڈھون پر
مٹی ڈال کر اس کو برابر کردین اور جب تک رگین یا جڑین نہ پھوٹین اس وقت تک اسی حالت

پر چھوڑ دین اس کے بعد پھر منتقل کر سکتے ہین، یہ طریقہ ہر تازی شاخ کے متعلق بتایا گیا ہے
اور اگر کسی شاخ کو تم چاہتے ہو کہ ایک ایسے مقام پر لیجائین جہان پر یہ وسعت کے
ساتھ پھیل سکے تو اسکے لئے بھی یہی ترکیب ہے، لیکن اگر تم اس کو اسی مین باقی رکھنا
چاہتے ہو اور وہی غذا دینا چاہتے ہو جو پہلے دی جاتی تھی، تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ انگور
کے متصل ہی ایک زمین پسند کرو اور اس مین آہستہ سے اسکی شاخ کو گڈھا کھود کر
منتقل کرلو، یہ شاخ اپنی جڑ سے تقویت حاصل کرتی رہے گی انگور اس زمین مین زیادہ اچھے
ہوتے ہین، جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہے، لیکن دوسری زمینون مین بھی
کثرت سے ہوتے ہین، یہ انگور کی شاخ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ایک سال
تک پانی سے سیراب کیجائے گی اس کے بعد آہستہ سے یہ کاٹ دیجائے گی،
تاکہ اسکی حدت کم ہوجائے، تین سال سے پانچ سال تک کے اندر یہ شاخ قوت
پاجائے گی، اس وقت وہ حفنہ سے الگ کیجاسکتی ہے، لیکن اگر اس مدت کے
بعد بھی رگین نہ نکلی ہون تو کاٹنا نہین چاہیئے، بلکہ اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے،
اور اسکو پہلی ہی صورت سے ایک سال تک اور رہنے دینا چاہیئے انگور کی اس
ترکیب کو تطعیم کہتے ہین، اس کا وقت اسوقت ہے جبکہ انگور کی چھوٹی شاخین نہ پھوٹی ہون
اور اگر اس کے بعد کرین تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، لیکن اور دوسرے درختون
کے لئے ہر زمانہ مین کر سکتے ہین کیونکہ وہ اپنی جڑون سے الگ نہین ہوتے، نغ
نے لکھا ہے کہ ریحان اور یاسمین کو اگر گرمی اور سردی کی، گرم اور سرد ہوا مین مٹی کے
نیچے رکھین تو بہت جلد قوت پکڑ لین گے، بعض وہ درخت جن مین پتیان اور
شاخین نہین ہوتین کسی آفت کی بنا پر یا کبر سنی کی وجہ سے گر پڑتے ہین یا کاٹ دیئے

جاتے ہین توان مین پھر شاخین اور پتیان نکل آتی ہین، اس مین بھی وہی ترکیب کر سکتے ہین جو اور نباتات کے ساتھ کیجاتی ہے، جیسے نارنج وغیرہ کے ساتھ،

اسی کے مثل ایک دوسری تدبیر

اُس شاخ کا انتخاب کرنا چاہیئے جو نرم ہو اور اس درخت سے غذا پا رہی ہو جس مین بکثرت پھل لگے ہوئے ہون اور جن کا ذائقہ عمدہ ہو، اتنی لمبی ہو کہ اگر جھکائی جائے تو زمین کی سطح تک پہنچ سکے اور تمام وہ صفات موجود ہون جو ملوخ کے لئے لکھے گئے ہین جب یہ تمام شرائط موجود ہون تو ایک رسی شاخ کے اوپر کے حصہ مین باندھ دین اور اسکو جھکائین، یہان تک کہ وہ زمین کی سطح سے ملحق ہو جائے اور پھر رسی کا دوسرا سرا ایک مضبوط ستون مین باندھ دین تاکہ قبل از وقت شاخ سیدھی نہ ہو جائے، شاخ جہان پر جھکی ہو اسی مقام پر ایک لانبا گڈھا کھودین جسکا عمق کم سے کم دو ڈھائی بالشت ہو اور اسی مین شاخ کو آہستہ سے رکھدین اور اوپر سے مٹی وغیرہ ڈالدین اور خوب اچھی طرح برابر کر دین، یہ ایک دوسری تدبیر ہے جو تکبیس سے جداگانہ ہے، دو سال تک اصل اور اس حصہ کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، دو سال کے بعد اندازہ کرین کہ اس شاخ مین اتنی طاقت اور قوت پیدا ہوئی ہے یا نہین کہ جس سے وہ اپنی مستقل ہستی کے ساتھ الگ رہ سکے، اگر اس مین رگین اتنی پیدا ہو گئی ہون کہ دوسرے سے مستغنی ہو جائے تو اسکو کسی لوہے سے کاٹ کر الگ کر دینا چاہیئے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے، دوسرے سال جب اوسکی حالت درست ہو جائے تو اس کو الگ کر دین اور وہان سے اردگرد کی مٹی کو ساتھ لے کر دوسری جگہ منتقل کر دین، بشرطیکہ اس مٹی کی ضرورت ہو، اصل مین مٹی کی ان درختون کے لئے ضرورت ہوتی ہے جنکی پتیان نہین گرتی ہین، یہان سے

منتقل کر کے جس جگہ مناسب ہو لگا دینا چاہیئے، امید ہے کہ وہان یہ شاخ بارآور ہو گی

ایسے انگور کے درخت جو پانی سے سیراب کئے جاتے ہون ان کو وقتاً فوقتاً چھانٹتے رہنا چاہیئے، اور یہ زیادہ عمدہ ہوتے ہین، یہ ترکیب جو اوپر ذکر کیگئی ہے انجیر کے ساتھ بھی کیجا سکتی ہے شاخ کو نیچے جھکائین اور زمین تک پہنچا کر وہی تدبیر اختیار کرین جس کا ذکر کیا جا چکا ہے، اس طرح ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک بڑی شاخ پھلدار درخت سے جھکا لیجائے یہان تک کہ اس کے اطراف زمین سے متصل ہو جائین اور پھر ان کو اسی طرح گڈھون مین دبا دین جیسے پہلے بتایا گیا ہے چونکہ بڑی شاخ درخت سے جدا نہ ہو گی اسلیے اس کے اور حصے برابر تقویت پاتے رہین گے یہان تک کہ مفروسہ شاخ مین بھی جڑین اور پتیان نکل آئین گی اور بڑی شاخ سے یہ مستغنی ہو جائے گی اس کے بعد اسکو کاٹ دیا جائے تاکہ مفروسہ شاخ مستقل طریقہ پر نشوونما پا سکے، یہ طریقہ سب سے اچھا ہے،

وہ پتلی شاخین جو درخت کی جڑون مین یا ان کے قریب ہون، انکو اگر چھیل کر لگایا جائے تو وہ بہت جلد نشوونما پائین گی، کیونکہ ایسی شاخون کا تکبیس بہت مشکل ہے، اسلئے ان کو چھانٹ کر زمین مین دبا دینا چاہیئے اور اوپر سے اتنی مٹی ڈالدینی چاہیئے کہ ایک ٹیلہ کی شکل پیدا ہو جائے اور چارونطرف سے گھیر دینا چاہیئے اور اس وقت تک پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے جب تک کہ اس مین رگین نہ نکل آئین اس مین بھی وہی صورت کرنی چاہیئے جو دوسری ترکیبون مین بتا دیگئی ہے اگر شاخ کسی مٹی کے برتن مین لگائی جائے جیسا کہ استسلاف مین ہے تو اسکو بھی مٹی سے پُر کر دینا چاہیئے اور برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے یہانتک کہ رگین نکل آئین یہ صورت بھی عمدہ ہے، اقلاب اور تغطیس کی جو صورت ہے وہ انگور کی شاخ اور زیتون مین بھی کام مین لائی

جاسکتی ہے، اس طرح کہ اگر انگور کی وسیع زمین مین ایک بہت بڑا حصہ خالی ہو جس کے
قریب انگور یا اور دوسرے قسم کے پودے لگے ہون تو اس مین ایک بہت بڑا گڈھا کھودین
جس مین انگور کی پوری بیل سما سکے اور یہ گڈھا انگور کی جڑ کے متصل ہو اور اسی جہت مین ہو
جس جہت مین تم اوس کو پلٹنا چاہتے ہو خواہ کسی جہت مین ہو،
ہو یا تمام جہتون مین ہو اس مین انگور کی جڑ اور اسکی بڑی شاخون کی حفاظت کرنی چاہیے
کہ وہ کٹنے نہ پائین، اور مٹی اسکی شاخون اور جڑون سے ہٹا دینی چاہیے اور چند شگاف
بنائے جائین جو اس جہت پر واقع ہون جہان پر رگون کو منتقل کرنا چاہتے ہو اسکے
بعد انگور کی جڑ کو اس گڈھے مین آہستہ سے پلٹ دو اور اسکا خیال رکھو کہ وہ اکھڑنے نہ پائے
اس گڈھے مین ان کو اس طرح ڈالو کہ وہ اندر غائب ہو جائین اور شاخین اس طرف نکلین
جس طرف کہ زمین خالی ہے اور اس کے لیے مفید ہے، جو شاخین کہ ضرورت سے فاضل
ہون ان کو کاٹ کر نکال دینا چاہیے اس کے بعد ان تمام پر مٹی ڈالدینا چاہیے اور پھر مٹی
کو اس طرح برابر کر دینا چاہیے جیسے دوسری زراعتون مین بتایا گیا ہے، یہ شاخین جڑون سے
غذا پائین گی اور جڑ اپنی رگون سے غذا حاصل کرین گے، یہ بہت سرعت کے ساتھ بڑھین گی
اور ایک سال مین پھلدار ہو جائین گی، اور بہت قلیل مدت مین انگور نکل آئین گے لیکن
ایک مدت کے بعد یہ جڑین بیکار ہو جائین گی، اسی طریقہ پر ٹٹیون کا حال ہے اس مین
اس کے لحاظ کی بڑی ضرورت ہے کہ شاخین کہان پر سے کاٹی جائین اور بالخصوص اس کے
عمود کس مقام سے جدا کئے جائین، یہ ٹٹیان اُگنے کے قبل بنائی جاتی ہین، اور اس کا بھی
وہی وقت ہے جو اور پودون کے لیے ہے، یعنی خریف مین انگور کی ٹٹیان ادھر ادھر
سوراخون مین اور اسکی شاخین خالی جگہون مین پھیلادی جائین اور اس کے اطراف و جوانب

کو ایسی جگہ پر پھیلا دین جہان پر کہ زمین اس کے لئے مفید ہو، اس کے بعد اس مین بھی وہی
عمل کرنا چاہیے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے، اگر بعض اچھی زمینون سے انگور کی شاخین مٹی
ڈالنے سے قبل ہی نمودار ہو جائین اور اس کے اطراف ایسی جانب نکل آئین جہان پر وہ
عمدگی کے ساتھ نشو و نما پا سکتے ہین تو ہم کو خدا سے امید ہے کہ وہ بہت عمدہ کاشت ہوگی
کیونکہ ایک ہی وقت مین وہ لگائی گئی اور زمین نے ان کو آسانی کے ساتھ قبول کر لیا،
لیکن سب سے اچھی ترکیب اقلاب اور تکبیس کی ہے اور اسی کے مثل جو ہین بشرطیکہ پانی سے
برابر سیراب کرتے رہین، یہ ترکیبین بھی موسم خریف مین زیادہ کارآمد ہوتی ہین، اگر ٹٹیون
کا بعض حصہ زمین مین مستور کیا جائے اور بعض مستور کئے جائین تو اسکو اس حال پر چھوڑ
دین اور کچھ دنون کے بعد اس کو کاٹ دین

فصل

استسلاف کا طریقۂ عمل

اس سے درختون کی تعداد مین زیادتی ہوتی ہے اور یہ تمام درختون کے لیے
مفید ہے اسکی ایک نظیر تکبیس بھی ہے، جسکا بیان گذر چکا،
اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے نئے برتن ہانڈی، یا گملون کی طرح لئے جائین اور
ان کی تعداد اتنی ہو جتنی کہ شاخین لگانی مقصود ہون اور ہر ظرف مین ایک اتنا بڑا سوراخ
بنا دینا چاہیے جس مین سے انگور، ریحان، یاسمین، امرود، اور لیمون کی شاخین داخل
کی جا سکین ان کے علاوہ اور دوسرے ان درختون کی شاخین بھی داخل کیجا سکین
جو استسلاف کی ترکیب سے لگائے جاتے ہون، غرضکہ اس سوراخ مین اتنی وسعت ہو

کہ ایک شاخ اندر جا سکے، پس میوہ کے درخت کی پتلی اور باریک شاخون سے وہ حصہ منتخب
کرین جو تمام ان اوصاف سے متصف ہے جن سے مورخ متصف ہوتے ہین خواہ وہ
درخت کے اعلیٰ حصہ سے یا وسط یا اسفل سے لیے جائین اس شاخ کو جو استسلاف کی غرض
سے لیجائے اسکی دوسری چھوٹی چھوٹی شاخون کو صاف کر دیا جائے اور صرف ایک ٹہنی
اعلیٰ کی طرف باقی رکھی جائے، اس کے بعد یہ شاخ اس ظرف مین سوراخ کے راستہ سے
داخل کیجائے اور ظرف کو نیچے اتارا جائے یہانتک کہ وہ جڑ تک پہنچ جائے یا اس شاخ
تک پہنچے جو اس کو روکدے یا اس حد تک پہنچے جہان تک اس شاخ کی لمبائی ہو یا
زمین کی سطح تک پہنچ جائے بشرطیکہ صرف ایک ہی شاخ ہو یا بہت سی ٹہنیان ہون
لیکن زمین سے متصل ہون اگر ظرف زمین تک نہ پہنچے تو اس کے نیچے کپڑا یا رسی خلخال
کی شکل مین باندھ دین تاکہ اس پر اگر ظرف ٹھہر جائے، لیکن اگر شاخ اس کا بوجھ نہ برداشت
کر سکے یا یہ خطرہ ہو کہ ہوا کا جھونکا اس کو ہلا دیگا تو اسکی تدبیر یہ کرنی چاہیئے کہ اگر یہ شاخ
زمین سے بہت زیادہ اونچی ہے تو اس کے نیچے ایک لکڑی کا تخت بنا دین جس کے
چارپایہ ہون اور پھر اس پر ظرف کو رکھین اور ایک رسی سے شاخ، تخت اور ظرف کو مضبوطی
کے ساتھ باندھ دین تاکہ ہوا اس کو جنبش نہ دے سکے، اس کے بعد جب ظرف ایک
جگہ پر مستقل ہو جائے تو اسکے سوراخ کو بند کرنا چاہیئے اور اس مین چونا اور چکنی مٹی
وغیرہ اچھی طرح بھر دینا چاہیئے تاکہ اس مین سے پانی نہ نکل سکے، پھر اس ظرف مین
کسی اچھی زمین کی مٹی جس مین کھاد وغیرہ ملی ہوئی ہو ڈالنی چاہیئے، یہانتک کہ شاخ
اس مٹی کے وسط مین واقع ہو جائے اور پھر اس کو چارون طرف سے برابر اور مسطح
کر دین، اور شیرین پانی سے سیراب کرتے رہین، اگر ظرف زمین تک پہنچ جائے

اور اس کو زمین مین دفن کرنا ممکن ہو اور اس پر مٹی ڈالی جا سکے تو یہ صورت بہتر ہے اس کے
بعد جڑ اور اس مٹی کو پانی سے ہمیشہ سیراب کرتے رہین اور کسی وقت بھی ظرف کی مٹی کو خشک
نہ ہونے دین، بلکہ عرصہ تک اس کو سیراب کرتے رہین یہانتک کہ اس شاخ مین دوسری ٹہنیان
نکل آئین، اس کے ایک سال کے بعد یا اس سے زیادہ زمانہ گذرنے کے بعد اس کو منتقل کر سکتے
ہین، جب اس صورت کا یقین ہو جائے کہ اس مین نئے کلے نکل آئین ہین تو اس شاخ
کو ظرف کے نیچے سے آہستہ سے کاٹ دین اور اس کا خیال رکھین کہ ظرف کی مٹی منتشر نہ
ہونے پائے، اصل سے جدا کرنے کے بعد دوسرے گڈھے مین ظرف سمیت اس شاخ کو
لے جائین، وہان پہنچ جانے کے بعد ظرف کو توڑ ڈالین لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ
مٹی منتشر نہ ہونے پائے بلکہ اسی گڈھے مین محفوظ کر دین، اس کے بعد پھر پانی سے سیراب
کرتے رہین، یہ کاشت نہایت عمدہ ہوگی، اس مین ناکامی بہت کم ہوتی ہے، اگر ظرف
زمین مین ہو یا اس کے متصل ہو اور شاخ کاٹتے وقت ایک یا دو دوسری چھوٹی شاخین
اس مین موجود ہون، تو ان کو کچھ دن اسی حال پر چھوڑ دین، جب اسی طرح بڑی ہو جائین
جیسی کہ پہلے ہے تو ان کے ساتھ وہی طریقہ اختیار کرین جو پہلی کے ساتھ اختیار کر چکے ہین،
اسی طرح کرتے رہین تاکہ ایک ہی درخت سے بہت سی کارآمد شاخین نکل سکین، لیکن اگر
یہ شاخ درخت کے حصہ اعلیٰ یا وسط یا ایسے موقع پر ہو جہان پر ظرف کو زمین مین نہین رکھ سکتے
تو اس کو دوسری شاخون مین ملا کر رسی سے مضبوط طریقہ پر باندھ دین یا اس کے نیچے لکڑی کا
تخت بنا کر لٹکا دین تاکہ ہوا اس کو جنبش نہ دے سکے اور مٹی کو پراگندہ کر کے خراب نہ کر دے
اس سے غافل نہین رہنا چاہیئے، بلکہ ہمیشہ اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ مٹی کسی
وقت خشک ہو جائے، کم سے کم ہفتہ مین دو مرتبہ تو ضرور سیراب کرنا چاہیئے، لیکن موسم

گرما مین یہ کافی نہ ہوگا، اس کا اچھی طرح خیال رہے کہ ظرف کے اندر ہوا داخل نہ ہو سکے
ورنہ وہ شاخ کو ہلا دیگی، جب شاخ ان تمام شرائط کے ساتھ محفوظ کیجائے تو پھر ایک سال
کے بعد جب کہ اس مین شاخین نکل آئین تو ظرف کے نیچے سے کاٹ دی جائین، آیندہ
ہم انشاءاللہ اس قوت کا ذکر کرین گے جس کے ذریعہ سے شاخ اور نئی رگین ظرف کی
مٹی سے غذا حاصل کرتی ہین، جس وقت کہ شاخ کو ظرف مین داخل کرین، اسی وقت اسکا
خیال کرنا چاہیئے کہ ظرف کے اندر پتلی شاخین یا گرہین ضرور ہون تاکہ جڑ کے نکلنے مین سرعت
ہو، اگر اس ترکیب سے لگائی ہوئی شاخ کو دو سال کے بعد کاٹین تو بہت اچھا ہے قسطوس
نے بھی اس ترکیب کا اسی طرح ذکر کیا ہے، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب وہ
شاخ جو درخت سے صورت مذکورہ (استسلاف) سے لی گئی ہے بڑھ جائے اور اس
مین دوسری شاخین بھی نکل آئین تو ظرف کے ساتھ ہی اس کو زمین مین ایک بڑا گڈھا
قبر کی شکل کا کھود کر رکھدین اس طریقہ پر کہ ظرف گڈھے مین ہو اور ظرف مین یہ شاخ دبی
ہو اور اس کا بلند حصہ گڈھے کے برابر ہو، اس کے بعد پھر اس مین مٹی ڈالدین اور خوب اچھی
طرح سے مسطح کر دین اور برابر سیراب کرتے رہین، دو سال گذرنے کے بعد جب مٹی صاف
کیجائے گی تو یہ پتہ چلے گا کہ خود اس شاخ مین ایک دوسری جڑ پیدا ہو گئی ہے جس نے
اس کو اس جڑ سے مستغنی کر دیا ہے جو ظرف کے اندر ہے، اس صورت مین شاخ کو آہستہ
سے ظرف کے منھ کے قریب سے چار انگلیون کے برابر چھوڑ کر کاٹ لین، اور پھر ظرف کو اس
گڈھے سے نکال لین اور مقطوعہ شاخ کو اسی مین رہنے دین اور مٹی سے اچھی طرح بھر دین
اور پانی سے سیراب کرتے رہین اور ظرف کا اکثر حصہ زمین کی سطح پر رکھین اس طرح کہ
ظرف کا منھ زمین پر ہو کچھ دنون کے بعد اس مین بھی جڑ نکل آئے گی اور ایک دوسری

شاخ پیدا ہو جائے گی، اس کو بھی کاٹ کر دوسرے مقام پر لگا دین اور ظرف کو پھر اسی طرح نقل
پر رکھین یہان تک کہ ایک تیسری شاخ نمودار ہو جائے، اس طرح اس ایک شاخ سے
کثرت کے ساتھ درخت بنائے جا سکتے ہین، تکبیس، اقلاب اور استسلاف تقریباً تمام
درختون کے ساتھ عمل مین لایا جا سکتا ہے، یہ تمام طریقے ہر زمین کے ساتھ استعمال کیے جا سکتے
ہین، خواہ پانی سے سیراب کیجائے اور خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہو، استسلاف
کے لئے ایک صورت اور یہ ہے کہ اس ظرف کے اوپر سے ایک بڑا پانی کا برتن لٹکا دین
جس کے اندر میٹھا پانی بھر دین اور اس مین ایک بہت باریک سوراخ بنا دین جس سے
ایک ایک قطرہ پانی ظرف مین ٹپکتا رہے، اور مٹی کو برابر معتدل طریقہ پر تر رکھے، یہ
سیراب کرنے کا بہترین طریقہ ہے، خصوصاً ترکیب کے لئے،

فصل

گٹھلی، دانہ، پتلی، اور موٹی شاخ وغیرہ کے بونے کے تدابیر اور اُن کی حفاظت کے طریقون کا بیان

خ کا قول ہے کہ ان چیزون کے بونے کے بعد زمین کو پانی سے متواتر سیراب
کرتے رہنا چاہیئے اور کسی وقت بھی زمین کو سفید نہ ہونے دینا چاہیئے، اس طریقہ پر کہ
ایک دن ناغہ کرکے پانی آٹھ دن تک ڈالتے رہنا چاہیئے، اس کے بعد ہر چوتھے دن
پانی ڈالنا چاہیئے یہان تک کہ پندرہ دن اسی طرح گذر جائین، جب شاخون مین جڑین
نکل آئین تو ہر آٹھوین دن سیراب کرنا چاہیئے، لیکن جب عمدہ بارش کا موسم آجائے

تو اس طریقہ کو بند کر دینا چاہیئے اور جب یہ موسم ختم ہو جائے اور موسم سرما شروع ہو جائے تو ہر پندرہوین دن پر سیراب کرنا چاہیئے اور اس موسم کے بعد ہر آٹھوین دن سیراب کرنا چاہیئے،

اس مدت مین پودون کی جڑون مین گھاس و پات نکل آئین گے اس کے بعد آہستہ آہستہ زمین کو گوڑنا چاہیئے لیکن اس کا اثر پودے پر نہ پڑ سکے ورنہ ضعف اور کمزوری کی وجہ سے رگون کو نقصان پہنچ جائے گا، اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ گوڑنے مین اس حصہ زمین کو بھی جنبش نہ ہونی چاہیئے جو پودے سے بالکل متصل ہے، جب زمین پر تھوڑی سی بھی سفیدی نظر آئے تو فوراً سیراب کرنا چاہیئے، چار مہینہ گذرنے کے جب اس کا یقین ہو جائے کہ پودہ اپنی جگہ پر قوت پکڑ چکا ہے، اور زمین مین اس کی جڑین پھیل چکی ہین تو پھر اچھی طرح زمین کو ایک مرتبہ کھود دینا چاہیئے جب مٹی منتشر ہو جائے تو اس مین کھاد ملانی چاہیئے، کھاد مین چوپایون اور انسان کے غلیظ کو مخلوط کر کے راکھ مین ملا دی جائے جس وقت زمین کھودی جائے اسی وقت مٹی مین کھاد ملا دینی چاہیئے، لیکن نارنگی اور اُسکے ہم مثل پودون کے لیے صرف انسان کے غلیظ کی کھاد تیار کیجاتی ہے اور وہی کھودنے کے بعد مٹی مین ملا دی جائے اس کے بعد آٹھ دن تک اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور چند دنون کے بعد زمین کی درستگی اور سیرابی کو بلا ناغہ انجام دینا چاہیئے، آیندہ جب کہ ہر نوع کے بونے کا بیان لکھا جائے گا اس وقت ہم تفصیل کے ساتھ بحث کرین گے، جس سے ہر ایک کا طریقہ معلوم ہوگا، سفرجل اور انار وغیرہ کی موٹی شاخون کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ جڑون کے نمودار ہونے سے قبل انکو

حوضون مین لگا دیا جائے کیونکہ وہ پانی کے زیادہ محتاج ہین، جیسے باذنجان وغیرہ یہ دھوپ سے اپنے بڑے جسم کی بنا پر محفوظ رہتا ہے، اس سے قبل اس کا بیان ہو چکا ہے کہ گٹھلی دار درخت حوضون مین لگائے جاتے ہین اسی طرح وہ درخت ہین جو اسی کے ہم مثل ہین،

فصل

خرما کی گٹھلیان ملوخ موٹی اور پتلی شاخین ہر گڈھے مین دو دو لگائی جاتی ہین تاکہ اگر ایک خراب ہو جائے تو دوسری ممکن ہے کہ خرابی سے بچ جائے، لیکن انار کی شاخین ایک جگہ پر تین اور اس سے زیادہ لگائی جاتی ہین، کیونکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ سب ملکر ایک بڑے گھنے درخت کی صورت اختیار کر لین اور بوجھ بھی کم ہو، لیکن اگر دور دور ہون تو دھوپ کی گرمی ان کو جلا ڈالے گی، انار، زیتون، بہی وغیرہ کی شاخین بھی اگر اسی طرح لگائی جائین تو نقصان وہ نہین ہے اسی طرح ملوخ (یعنی چھوٹی شاخین) بھی لگائی جاسکتی ہین، بعض ماہرین زراعت کا قول ہے کہ ہر قسم کے درخت اگر اسی طریقہ پر لگائے جائین تو کوئی ہرج نہین ہے، جب یہ سب نشو و نما پا جائین اور قوت پکڑ لین تو ان کو ایک دوسری جگہ پر منتقل کر دین یہ صورت تین سال کے بعد انجام پذیر ہوگی، اور ان مقامات پر لے جائین جہان پر شاخین ملائی جاسکین، اس سے قبل اس کے متعلق تر دانات کے بیان مین اچھی طرح بحث کیجا چکی ہے،

فصل

ان گڈھون کے طول وعرض کا بیان جنمین پودے لگائے جاتے ہین ،

اس قسم کے گڈھے پودون کی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے طویل، عریض اور عمیق بنائے جاتے ہین اور ان کے کھودنے مین زمین کی طبیعت کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے، لیکن اصول کلّیہ یہ ہے کہ گڈھے ذرا عمیق کھودے جائین تاکہ زمین کی درستگی یا سیرابی کے وقت پودون پر برا اثر نہ مرتب ہو اور ہوا کے جھونکے پودون کو اکھیڑ کر پھینک نہ دین، بالخصوص وہ پودے جو اسی مقام کے پانی سے سیراب کئے جائین لیکن طوخ اور اوتاد (یعنی موٹی شاخین) اور اسی کے ہم مثل شاخین جو ایک جگہ پر مستقل طریقہ پر نہین لگائی جاتی ہین بلکہ جب ان مین اسکی صلاحیت پیدا ہو تو وہ دوسری جگہ پر منتقل کر دی جاتی ہین اور خصوصًا وہ پودے جو بیرونی پانی سے سیراب ہوتے ہین ان کے گڈھے زیادہ گہرے نہین کھودے جاتے ہین تاکہ آفتاب کی حدت زمین کو پیاسی رکھے اور پانی کو اچھی طرح قبول کر سکے اور نہایت عمدگی سے پودے نشو ونما پائین ،

زیتون کے درخت کے لئے جو گڈھے کھودے جاتے ہین وہ نہ تو زیادہ وسیع ہوتے ہین نہ طویل ہوتے اور نہ عمیق ہوتے ہین، بلکہ ایک متوسط انداز کے ہوتے ہین، پودے کے لگانے سے ایک سال بیشتر یہ گڈھے کھودے جاتے ہین اور دوسرے سال مین شاخ اس گڈھے مین منتقل کیجاتی ہے، مین نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہی،

بعض کا قول ہے کہ جس زمین مین رقت اور پتلاپن ہوتا ہے اس مین پودے

اسی وقت لگا دیئے جاتے ہین جس وقت گڈھے کھودے جاتے ہین تاکہ آفتاب کی حرارت زمین کی رطوبت کو فنا نہ کر دے کیونکہ وہ طبعی طور پر ضعیف ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو لوگ ایک سال سے قبل ہی گڈھون مین پودے لگانا چاہتے ہون ان کے لئے یہ صورت ہے کہ گڈھون مین آگ جلائین اور اسکو اسی حالت مین اس وقت تک چھوڑ دین جب تک بارش کا موسم نہ آجائے، جب وہ پانی سے خوب اچھی طرح سیراب ہو جائین تو پھر پودون کو ان مین لگا سکتے ہین، جن گڈھون مین اچھی کھاد اور عمدہ مٹی ملی ہوئی نہ ہو اس مین کبھی بھی پودہ نہین لگانا چاہیئے، ط مین ہے ہے کہ پودون کے لئے جو گڈھے کھودے جائین اس مین اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ گہرائی اسی حد تک ہو جس حد تک آفتاب کی گرمی پہنچ سکتی ہو، بعض نے کہا ہے کہ ایک قدم کے برابر عمق ہو اور ایک بالشت کے برابر عرض ہو، اور بعض کا قول ہے کہ ڈیڑھ قدم کے مساوی عمق ہو اور چار انگل کے برابر چوڑائی ہو، اور بعض کا قول ہے کہ تین قدم گہرائی ہو اور چار انگل عرض ہو اور بعض کا قول ہی کہ ان سب اقوال مین متوسط طریقہ یہ ہے کہ تین قدم کے برابر عمق ہو اگر زیادہ ہو تو ساڑھے تین کر دیا جائے، اور اگر کم ہو تو ڈھائی قدم کر دیا جائے، بعض نے یہ فیصلہ کیا ہی کہ گرم ممالک مین چار قدم کے برابر عمق ہونا چاہیئے اور سرد مقامات مین جہان برف وغیرہ گرتی ہو تین قدم کے برابر عمق رکھا جائے ،

ط مین یہ بھی ہے کہ آفتاب کی حرارت ان زمینون مین جن مین کاشت ہوتی رہتی ہے زیادہ گہرائی تک پہنچتی ہے بہ نسبت ان کے جو چٹیل میدانون کی طرح ہون، اسی طرح وہ زمین جو نرم اور رقیق ہین، پھٹی ہوئی زمینون مین آفتاب کی گرمی پانچ قدمون تک پہنچ جاتی ہے لیکن جو زمین کہ عمدہ ہوتی ہین اور ان مین شقوق

نهین ہوتے ان مین تین قدمون تک گرمی جاتی ہے اور کبھی ساڑھے تین قدمون
تک بھی نفوذ کرجاتی ہے، بعض کا قول ہے کہ تمام زمینون کے لیے ڈیڑھ ہاتھ کی گہرائی
کافی ہے، باب ششم مین جو اسی کے متصل ہے، اسکی پوری تفصیل ہے اور ان کا بیان
جن مین اشکال اور ابہام باقی رہ گیا ہے، اگرچہ اس مین بعض مقام پر تکرار بھی ہے
لیکن اس مین بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ہے، انشاء اللہ ہم ہر درخت کے متعلق یہ لکھین گے
کہ اس کے لیے کتنے بڑے گڈھے کی ضرورت پڑیگی اور اس کو کس طریقہ پر کھودنا چاہیئے

باب ششم

اس باب مین درختون اور سبزیون کے لگانے کے طریقے بیان کئے گئے
ہین، بعض جگہ پر اجمالی حیثیت سے بحث کیگئی ہے اور بعض مقام پر تفصیلی حیثیت سے بھی
بحث کیگئی ہے، اس مین زمین کی تعمیر اور درستگی کے متعلق بھی بحث ہے اور پودون
کے لگانے سے قبل ان نباتات کے اکھیڑنے کے متعلق بھی ذکر ہے جو ان کے لیے
مضر اور مہلک ثابت ہوئے ہین، پودون اور شاخون کے گڈھے کس انداز سے
کھودنا چاہیئے، گٹھلی دار درختون کو کیونکر لگایا جاتا اور پھر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر
کس طرح منتقل کیا جاتا ہے، دوسرے درختون سے کتنا فاصلہ رکھا جاتا ہے، ان
تمام صورتون پر مفصل بحث کیگئی ہے، ان درختون کے انتخاب کا بھی ذکر ہے
جنکی زراعت کیجاتی ہے اور جو منتقل کئے جاتے ہین، عمدہ ہوا کے حصول کی ترکیب
پانی سے سیراب کرنے کی صورت، ترکیب اور کھاد ڈالنے کا طریقہ زمین کو خس و
خاشاک سے پاک کرنے کی تدبیر اور غراست کے لئے وقت کے انتخاب کے طریقے
کا مفصل بیان ہے، وقت کے متعلق تو اس سے قبل بھی اچھی طرح بحث کیجاچکی ہے
کہ تمام درختون کو موسم خریف مین لگانا چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب سے
یہ بھی ماخوذ ہے، کہ ہر درخت کے لیے کتنا بڑا گڈھا کھودنا چاہیئے، اور درختون
کے درمیان مین کسقدر فاصلہ رکھنا چاہیئے،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مین نے بعض فلاحین کی کتابون کا مطالعہ

کیا ہے جس مین یہ لکھا ہے کہ جو شخص زمین مین درختون کو لگانا چاہتا ہے اس کو سب سے
پہلے زمین مین ہل چلا کر درست کرنا چاہیئے اور اس طرح ہل چلایا جائے کہ اس مین گہرے
خطوط پیدا ہو جائین اس طریقہ پر تین چار مرتبہ اس پر جوائی کرنی چاہیئے، اور جس قدر اسپر
ہل چلایا جائے گا اسی قدر اس مین قوت زیادہ پیدا ہو گی، زمین کی تعمیر ہی کے سلسلہ
مین کانٹا تپھر اور بانس وغیرہ سے زمین کو صاف کر دینا چاہیئے اور جو مضر اشیار ہون
ان کو اس سے الگ کر دینا چاہیئے، اس کے بعد زمین کو چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ وہ
لطیف ہوا کی وجہ سے عمدہ اور آفتاب سے گرم ہو سکے، اور اگر ایک سال تک زمین
کو اسی حالت پر چھوڑ دین تو بہت بہتر ہے تاکہ ہوا کی آمد و رفت آفتاب کی گرمی اس کو
اچھی طرح گرم کر دے،

ک نے کہا ہے کہ درختون کے لئے جو گڈھے کھودے جائین وہ ایک سال
قبل ہی تیار کر لئے جائین تاکہ دھوپ، ہوا، اور بارش کا اثر گڈھون کے اندرونی
حصون مین بھی پہنچ سکے، ایسی زمین بہت زیادہ غراست کے قابل ہو گی، یونیوس کا
بھی یہی خیال ہے وہ کہتا ہے کہ سب سے عمدہ پودے وہ ہین جو گڈھون مین لگائے
جاتے ہین، اور بہتر یہ ہو کہ یہ گڈھے ایک سال قبل کھودے جائین کیونکہ اگر ایسا تم
کر دگے تو زمین آفتاب کی حرارت، بارش اور ہوا کی وجہ سے بہت عمدہ ہو جائے گی،
ایسی زمینون مین پودے بہت جلد نشو و نما پاتے ہین، اسی طریقہ سے قدیم گھاس
وغیرہ جو اُگے رہتے ہین جل جاتے ہین، اور زمین از حد نرم ہو جاتی ہے،
ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے کہ زمین کو موسم گرما مین کھودنا چاہیئے اور نبل[1] کی جڑون

[1] یہ ایک قسم کی گھاس ہو جو بیل کیطرح زمین مین پھیل جاتی ہے اور نباتات کے لئے مضر ہے،

کو اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے، اسکی صورت یہ ہے کہ جو لوگ کہ زمین کو کھودتے ہون
ان کے پیچھے پیچھے ایک جماعت ایسی ہو جو نبل کو چنتی جائے اور سوکھنے کے لیے اسکو
زمین پر رکھتی جائے، لیکن یہ کام اس وقت شروع کرنا چاہیئے جب گرمی بہت شدت
کے ساتھ پڑتی ہو یعنی تقریباً جولائی کا مہینہ ہو اور آفتاب برج سرطان مین ہوا چاند
کی سولہوین تاریخ ہو اور قمر برج جدی مین جب نبل خشک ہو جائے تو پھر اس کو اس
مقام سے ہٹا دینا چاہیئے اگر اس صورت سے نبل اکھاڑی گئی تو اسکی جڑ باقی نہ رہیگی
ورنہ خطرہ ہے کہ جڑ باقی رہ جائے،

ق کا قول ہے کہ جب تم نبل یا دوسری مضر چیزون کو ہٹانا چاہتے ہو تو اسکی سہل
ترکیب یہ ہے کہ ترمسا (یہ بھی ایک قسم کی نبات ہے جس کے پھل بھی ہوتے ہین،) کو بو
دینا چاہیئے جب اُگ جائے تو اس کو اکھیڑ کر ان نباتات پر ڈال دینا چاہیئے جو زراعت
کے لیے نقصان دہ ہین اور ۱۲ دن تک اس کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے یہانتک
کہ اس مین تعفن اور بو پیدا ہو جائے اُس کے بعد اس مین گوبر ڈالدینا چاہیئے اور پھر زمین
کو کھود کر زراعت کرین، انشاءاللہ کوئی نقصان کی صورت نہ پیدا ہو گی،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس قدر زمین پر ہل چلایا جائے گا اور جس قدر
اسکی تعمیر کیجائیگی اسی قدر وہ عمدہ اور نفع بخش ہو گی، جب تم پودون کو منتقل کرنا چاہو تو
ان کے لیے ایسے گڈھے کھودو جنکی گہرائی آدمی کے کولھے تک ہو بشرطیکہ یہ بڑے درخت
ہون، زیادہ گہرائی کو لوگون نے تین وجہون سے ترجیح دی ہے اول یہ ہے کہ درختون
پر پانی کے قحط اور آفتاب کی گرمی کا اثر نہ پڑ سکے اور دوسرے یہ کہ موسم سرما مین
برف ان کی جڑون تک نہ پہنچ سکے، تیسرے یہ کہ تیز و تند ہوا جڑون کو کمزور نہ کر سکے،

لیکن ملوخ جو درختون سے لیے جاتے ہین ان کو مُرمدانات (چھوٹے گڈھون) مین لگانا چاہیے جب وہ بڑھ جائین تو ان کو منتقل کر دیا جائے اور ان کے لیے ایک بالشت سے ایک ہاتھ تک کا گڈھا کھودنا چاہیے، جس قسم کی زمین ہوگی اسی قسم کا عمیق گڈھا کھودنا چاہیے، جب گڈھا کھود لیا جائے تو پھر زمین کو بار بار درست کرنا چاہیے اچھی طرح کھودنا چاہیے، اور پھر خس وخاشاک سے پاک کر دینا چاہیے، لیکن اتنی گہرائی ضرور رکھنی چاہیے کہ جس مین نمی باقی رہ جائے اور گرمی کی شدت سے خشک نہ ہوسکے جس قدر زمین مین عمیق گڈھا کھودنا مقصود ہو اسی قدر تعمیر کرنی چاہیے لیکن اگر گٹھلی والے یا تخم والے درخت ہون تو شولون کے قول کے مطابق اور سیال فلاحی کی رائے کے مطابق ان کو اوّل اوّل بڑی بڑی ہانڈیون یا کٹھوتیون مین بونا چاہیے اور ان ظروف کو پرانی کھاد سے بھر دینا چاہیے جس مین عفونت آگئی ہو اور جس پر سالہا سال گذر گئے ہون، اس کے بعد ان مین زمین کی مٹی ملا دینی چاہیے، اور اس وقت تک برابر سیراب کرتے رہنا چاہیے جب تک کہ وہ اُگ نہ آئین، بلکہ سیرابی اس وقت تک جاری رکھنا مفید ہوگا جب تک کہ پودے اس قابل نہ ہون کہ وہ دوسری جگہ پر منتقل کئے جائین،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ گٹھلیون کو ہانڈی اور کٹھوتیون مین بونا اس غرض سے رکھا گیا ہے تاکہ نقل کے وقت احتیاط برتی جائے اور اسکی صورت یہ ہے کہ جب تبدیل مقام کا وقت آجائے تو اس وقت اس کے لیے ایک گڈھا کھودا جائے اور وہ ہانڈی جس مین یہ پودا لگا ہوا ہے، ہلکے آہستہ سے اس گڈھے مین رکھ دین جب اس کو اندر پہنچا دین تو پھر ہانڈی کو توڑ دین اور اسکی مٹی کو پودے کے

ہر طرف جما دین اور اوپر سے بھی مٹی ڈالین، اس کا طریقہ ہم پھر کسی موقع پر سے انشاءاللہ لکھین گے، یہ صورت جو ابھی بتائی گئی اس قسم کے پودون کے لیے بہت کارآمد ہے،

شولون کا قول ہے کہ جن ہانڈیون مین گٹھلیان بوئی جائین ان مین اس قسم کی مٹی ڈالنی چاہیے جس مین تین چیزین مخلوط ہون، ایک ثلث زمین کے اوپر کی اچھی مٹی ہو اور ایک ثلث پامال راستون کی خاک ہو جس پر آفتاب کی روشنی صاف طریقہ پر پڑتی ہو اور ایک ثلث قدیم متعفن کھاد ہو،

ملوخ (یعنی چھوٹی شاخون) کے پودے اور اس سے بڑی شاخون کے پودے یعنی اوتاد اور تیز گٹھلی دار درختون کے پودے اور دوسرے قسم کے پودے جو ایک جگہ کے بعد دوسری جگہ مین منتقل کئے جاتے ہین ان کے متعلق یہ اجماع ہے کہ یہی صورت اس قسم کے پودون کے لیے مفید ہے اور ان کا ایک ہی جگہ پر رکھنا مفید نہین ہے، کیونکہ اوتاد ملوخ اور گٹھلی دار درختون کا تعلق زمین سے قد مین چھوٹے ہونے کی وجہ سے جلدی نہین پیدا ہوتا، اس کے متعلق بھی ہم گذشتہ فصول مین بحث کر چکے ہین جس کے اعادہ کی ضرورت نہین ہے، پس ایسے پودون کے لیے عمیق گڑھے کھود دے جائین لیکن ان کے لیے مٹی کو مخلوط کر کے بنانا چاہیے، لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اوتاد اور ملوخ کیون چھوٹے قد کے کاٹے جاتے ہین جسکی وجہ سے انتقال مکانی کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ ذرا لانبے قد کے لیے جائین اور اپنے ہی جگہ پر قائم رہین دوسری جگہ لے جانے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے، اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ یہ صورت ان درختون کے لیے مفید ہے جنکی شاخین بڑی بڑی لیجا سکتی ہین، جیسے زیتون وغیرہ یہ دوسری جگہ

پر منتقل نہین کیجاتی ہین بلکہ ایک عمیق گڈھا کھود کر ایک ہی مرتبہ لگادی جاتی ہین، لیکن اور دوسرے درختون کے لیے عام طور سے چھوٹی شاخین کاٹی جاتی ہین، اصحاب فلاحت نے اسکی علت یہ بتائی ہے کہ وہ شاخ جس نے دوسرے سال مین قدم رکھا ہے ملوخ کہلائی جاسکتی ہے اور جو دو یا تین سال کی ہوگئی ہے ادتاد کہلائی جاسکتی ہے یہ چھوٹی شاخین اگر سطح زمین کے متصل لگائی جائین تو جلد نشو ونما پائین گی کیونکہ وہ لطیف مادہ جو زمین پر پہنچتا ہے زمین کی حرارت سے مخلوط ہوکر ایک عمدہ جزبن جاتا ہے، لیکن اس قسم کی شاخین شاذ و نادر ہاتھ آتی ہین اور لوگون کی خواہش اس قسم کی شاخون کی طرف زیادہ ہوتی ہے، جب کوئی ایک شاخ کاٹی گئی تو اس کے مختلف ٹکڑے کردیتے ہین اس بناپر اور زیادہ چھوٹی ہوجاتی ہین، اگر ہم کو اس قسم کی بڑی شاخین ملجائین تو ہم ضرور حاصل کرین بشرطیکہ موٹی اور طویل شاخین جلد نشو ونما پاسکین، تم کو جب کبھی نئی شاخ کامل طریقہ پر ملجائے تو پھر اس مین کوئی ہرج نہین ہے کہ تم اس کو ایک بڑے گڈھے مین کھود کر لگادو لیکن اس سے بھی واقف رہنا چاہیئے کہ زمین جس طریقہ پر چھوٹی اور تپلی شاخ کو غذا پہنچا کر قوت پہنچاتی ہے اس طریقہ پر بڑی شاخون کو بوجہ ان کے طول کے نہین پہنچا سکتی ہی،

سیدا غوس کا قول ہے کہ ہم کو حتی الامکان اسکی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ ملوخ، ادتاد اور گٹھلی دار درخت جو سیراب کردہ مرطوب زمین مین نشو ونما پارہے ہین، دوسری جگہ نہ منتقل کئے جائین لیکن اس وقت منتقل کرنا ایک حد تک جائز ہے جب کہ دوسری زمین بھی اس طرح ہو لیکن اگر ہم ان پودون کو ایک ایسی جگہ پر

لے جائین جہان پر سوائے بارش کے پانی کے سیرابی کا اور کوئی ذریعہ نہ ہو تو وہان پر یہ پودے قوت نہ پکڑ سکین گے اور زمین سے ان کا زیادہ لگاؤ نہ ہوسکے گا، جیساکہ عام طریقہ سے مشہور ہے، اور اگر ہم پودے کو نہرون سے سیراب ہونے والی (یعنی جو کسی آلہ کے ذریعہ سیراب کیجائے) زمین مین منتقل کردین تو کوئی ہرج نہین ہے، اس کے لیے اچھی صورت یہ ہے کہ نہر سے سیراب ہونے والی زمین مین جو پودے لگے ہون ان کو اسی قسم کی زمین مین منتقل کرنا چاہیئے اور جو پودے کی بارش سے سیراب ہونے والی زمین مین ہون ان کو اسی طرح کی زمین مین یا پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین منتقل کرسکتے ہین کیونکہ موخر الذکر زمین اس قسم کے پودون کے لیے زیادہ نفع بخش ہے،

لیکن قضبون کو یعنی چھوٹی کٹی ہوئی شاخون کو گڈھون کے طول مین لٹادینا چاہیئے اگر انگور کی شاخین ہون تو ان کے لیے ایک ہاتھ کا گڈھا کھودنا چاہیئے، کیونکہ وہ اپنی جگہ سے منتقل نہین کیجاتی ہین، مگر دوسری شاخین جو اپنی جگہ سے ہٹادی جاتی ہین انکو بھی ایک ہاتھ کے گڈھے مین لگانا چاہیئے اور ان کے ساتھ وہی تدبیر کرنی چاہیئے جو اس سے قبل بتائی جاچکی ہے، قضبان کے انتخاب کے متعلق کسی اور باب مین تفصیل کے ساتھ بحث کیجائے گی،

گڈھون کے عمق مین زمین کے حالات کی بناپر اختلاف پیدا ہوتا ہے یونیوس نے انگور کی شاخون کے لیے گڈھون کے عمق پر جو رائے ظاہر کی ہے وہ یہ ہے کہ جو مقامات کہ بلند اور مرتفع ہون ان مین تین قدم کے انداز سے عمیق گڈھے کھودے جائین، لیکن جو زمینین کہ مستوی السطح ہون ان مین چار قدم کی گہرائی رکھنی چاہیئے کیونکہ ہماری

خواہش ہے کہ ان گڈھون مین آفتاب کی حرارت پہنچتی رہے، قدمار کا خیال ہے
کہ اس قدر گہرائی مین جسقدر کہ اوپر ذکر کیگئی ہے آفتاب کی گرمی برابر پہنچتی رہتی ہے
سوائے اس صورت کے جبکہ زمین مین شقوق ہون، اگر شاخون کو مذکورہ بالا گہرائی
سے کم گہرے گڈھون مین لگایا جائے تو وہ زمین سے کوئی نفع نہین اٹھا سکتی ہین،
کیونکہ اس قدر کم گہرائی مین اتنی رطوبت نہین ہوتی جو شاخون کو اچھی طرح غذا پہنچا سکے
اور رطوبت کی قلت کی وجہ سے گرمی مین شاخین جل جائینگی اور چونکہ رطوبت ان تک
نہین پہنچ سکتی اسلیے بہت جلد برباد ہو جائین گی،

یونیوس نے زیتون کے گڈھون کے متعلق لکھا ہے کہ ہر گڈھے کی گہرائی
زمین کی طبیعت کے لحاظ سے رکھی جائے، پس جو مواضع کہ بلند ہون ان مین دو ہاتھ
اور ایک بالشت کی گہرائی رکھی جائے اور اسی طرح اس کا عرض رکھا جائے،
لیکن جو زمین کے برابر ہو تو ان مین اس سے زیادہ گہرائی رکھی جائے اور اسی لحاظ سے
عرض بھی متعین کیا جائے،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یونیوس کے اس قول سے اسکی تفسیر نہین
ہوتی کہ بلند زمین مین کتنا کم گہرا رکھا جائے اور مستوی زمین مین کسقدر زیادہ رکھا
جائے اور اسکی اعتدالی حالت کیا رکھی جائے، لیکن ساد ہمس نے اس کے متعلق
لکھا ہے کہ جو زمین کہ مستوی ہو اس مین گہرائی بلند زمین سے زیادہ رکھی جائے اور
جو پہاڑ کے دامن پر واقع ہو اس مین ان دونون سے بھی کم گہرائی رکھی جائے
کیونکہ پودون کے لیے زیادہ عمیق گڈھے صرف اس وجہ سے بنائے جاتے ہین
کہ ان تک ہوا پوری مقدار مین پہنچتی رہے، اور گرمی کی شدت سے ان کو

نقصان نہ پہنچنے پائے لیکن پہاڑ بالطبع دوسری زمینون سے زیادہ بارد مزاج کے
ہوتے ہین، نیز پانی جس آسانی کے ساتھ نرم اور مسطح زمین مین داخل ہو جاتا ہے اس
آسانی کے ساتھ پہاڑی زمینون مین نہین داخل ہو سکتا، یون بھی ان مین بہت کم
مقدار مین پانی رہتا ہے، پانی جو کچھ آتا بھی ہے وہ ڈھالو ہونے کی وجہ سے بہت جلد
ادھر ادھر گر جاتا ہے پس اگر ان مین زیادہ گہرائی رکھی جائے تو پانی سے زیادہ
سیراب نہین ہو سکتی نیز ایسی صورت مین بعض وقت کھودتے کھودتے ایسی تہہ پتھریلی
سخت زمین ملجاتی ہے جو کسی طرح بھی شاخون کو تقویت نہین پہنچا سکتی ہے،

کسی نے یہ اعتراض کیا کہ اگر ان پودون کے لیے جو پہاڑ کے دامن مین لگائے
جاتے ہین، عمیق گڈھے نہ ہون گے تو پانی اس مٹی کو جو پودون کی رگون مین لگی
ہوگی بہا دیگا، اور رگون کو نمایان کر دے گا، بلکہ بعض وقت درخت ہی کو اکھاڑ
کر پھینک دیگا، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کسان کا یہ فرض ہے کہ اس مٹی
کو جو جڑ اور رگون پر جمی ہے اسکو مضبوط کر دے تاکہ پانی کے زور سے بہ نہ سکے
اسکی صورت یہ ہے کہ مٹی کو رگون پر اچھی طرح جما دے اور پھر اس پر لکڑی یا پتھر
اس سمت مین رکھدے جس سمت سے کہ پانی اس کو بہا لیجانا چاہتا ہے اس
صورت مین پانی اکٹھا ہو کر نیچے تک چلا جائے گا اور مٹی اپنی جگہ پہ قائم رہے گی،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ درختون کے درمیان مین کسقدر فاصلہ
یا بعد رکھنا چاہیے اس کے متعلق تفصیل سے ہم پھر لکھین گے، لیکن ان کا تفاوت
درختون کی جسامت کے لحاظ سے ہوتا ہے، کیونکہ بعض درخت ایسے ہوتے ہین
جنکا تنا بہت بڑا ہوتا ہے اور بعض کا چھوٹا ہوتا ہے، اسی طرح زمین مین بھی اختلاف

ہے اچھی زمین درختون کو بڑھاتی ہے، لیکن رقیق زمین مین درخت نشو ونما نہین پاتا، عمدہ اور خراب زمین کے لحاظ سے جو درختون مین بعد رکھا جاتا ہے اسکا بھی پھر کسی وقت ذکر کیا جائے گا، اسکے لیے قدمار نے چھ اصول مقرر کئے ہین جن مین سے بعض انکی کتابون مین مذکور ہین اور بعض مذکور نہین ہین، ان اصول کا بھی تذکرہ کتاب کے آخری حصہ مین ہوگا،

جب درخت زمین مین قطار کے ساتھ لگائے جائین گے تو انکی دو صورتین ہونگی، ایک یہ کہ شاخین اس طرح قریب ہو جائین کہ دھوپ کو اندرونی حصہ مین داخل نہ ہونے دین دوسری صورت یہ ہے کہ شاخین ایک دوسرے پر چڑھ جائین اور اس قدر گھنی ہو جائین کہ دھوپ کا اثر خارجی شاخون پر بھی نہ پڑ سکے، ان شاخون مین بعض ایسی ہونگی کہ جو خود تو ہوا کی گذر کے سامنے ہونگی، لیکن دوسرون کے لیے حائل ہو جائینگی، جب ہوا اور دھوپ ان تک نہ پہنچ سکے گی تو وہ بیحد نرم ہو جائین گی اور زمین کی جانب جھک جائین گی دوسری آفت یہ ہوگی کہ قربت کی بنا پر رگین اور عروق متصل ہو جائین گے اور ایک دوسرے کے لیے زمین کی رطوبت حاصل کرنے مین مزاحم ہو جائین گی، تیسری آفت یہ ہوگی کہ اس قسم کے درختون کی زمین موٹی ہوتی ہے، آفتاب کی حرارت اس کو پکا نہین سکتی کیونکہ بکثرت سایہ اس سے مانع ہے، اس وجہ سے زمین کے اجزار غلیظ اور موٹے ہوتے جائین گے اور برودت بڑھتی جائے گی، اگر اس مین کھاد نہ ڈالی جائے تو اس مین فساد زیادہ پیدا ہو جائے گا،

یونیوس کا قول ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ ہوا پودون اور درختون مین پیوست

پیدا کر دیتی ہے اس لیے جیسا کہ تیز تند ہوا مفید ہے بعینہ اس طرح معتدل مزاج ہوا اکثر بلکہ تمام درختون کے لیے موافق خصوصاً زیتون کے پودون کے لیے زیادہ نفع بخش ہے، اس بنا پر پودون کے درمیان مین وسیع فاصلہ رکھنا چاہیئے تاکہ ہوا آسانی کے ساتھ داخل ہو سکے، یونیوس نے ایک دوسرے موقع پر یہ کہا ہے، کہ پودون کے درمیان کا فاصلہ ہر سمت سے مساوی رکھنا چاہیئے تو ہوا صاف طریقہ پر جا سکے گی، بعض متقدمین کا قول ہے کہ وہ پودے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے جائین اس طریقہ پر لگائے جائین کہ ان کا ہر جانب اسی سمت مین ہو جس سمت مین کہ ہوا چلتی ہو اس طریقہ پر کہ مشرقی کنارہ مشرق کی جانب ہو اور مغربی مغرب کی جانب ہو اسی طرح اور دوسری سمتون مین بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے، یہ طریقہ زمین سے لگاؤ پیدا کرنے کے لیے از حد مفید ہے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پودہ جب مشرقی سمت مین لگا ہو تو اکھیڑنے کے قبل اس کو ٹھیک کر دیا جائے، اگرچہ بعض اصحاب اس کا خیال نہین کرتے لیکن، اسکی ضرورت پڑتی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اس کا پودون پر کوئی اثر نہین پڑتا ہے، تو ہم اس سے اس پر بحث کرین گے، ہمارے پاس اس کا مشاہدہ موجود ہے، خود ہمارے شہر مین انجیر کی مثال لیجائے، ہوا کے ساتھ اکثر پانی کا ہجوم ہوتا ہے ان مین مغربی یا مغربی جنوبی ہوا شامل ہوتی ہے، لیکن یہ دونون از حد مرطوب اور تر ہوتی ہین، ہم لوگ ہمیشہ ان دونون ہواؤن کی زد سے پودون کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہین لیکن انجیر کے درخت انھین دونون سمتون مین نشو ونما پاتے ہین،

رہا ہے کیونکہ اوّل اوّل ہم مٹی پودون کی جڑون مین ڈالین گے کیونکہ ان کی غذا
اسی سے بنتی ہے اور خوب اچھی طرح سے ان سے ملصق کر دین گے، اگر پودے
اور مٹی کے درمیان کوئی خلا رکھین گے تو بجائے نفع کے نقصان پہنچ جائیگا
کیونکہ اس سے قبل ہم بتا چکے ہین کہ ان دونون یعنی زمین اور مٹی کے درمیان ایک
ایسا اتحاد عمل ہے جس کے بغیر پودہ کی نشو ونما ممکن نہین، زمین مٹی کی حرارت سے
تقویت حاصل کرتی ہے اور اس طرح مٹی زمین کی رطوبت سے فائدہ اُٹھاتی ہے
اس لیے بہتر یہ ہے کہ مٹی پودون سے ملصق کر دی جائے اس طرح کہ ہوا اور
گرمی کے درمیان حائل ہو جائے، ورنہ شدید گرمی اور تیز ہوا اکثر پودے کو جھلسا
دے گی، لیکن مٹی کو روندنے کے بعد زمین کی مسامات سے نہ اتنی گرمی پہنچ سکیگی
اور نہ اتنی ہوا پہنچ سکے گی جو اس کے لیے بالکل کافی ہو،

لیکن اس کا یہ قول کہ مٹی کے اوپر کے حصہ کو پیر سے اچھی طرح کچلکر مخلوط کر دینا
چاہیئے، بہت اچھا ہے اس سے مٹی کی تعمیر اچھی ہو جاتی ہے، اور پودہ پھر قحط زدہ
نہین ہوتا ہے،

تمام علمائے فلاحت کی رائے اس کے متعلق ایک ہو گئی ہے کہ جب گڈھا
مٹی سے پر کیا جائے تو تھوڑا سا حصہ خالی رکھنا چاہیئے تاکہ لگن کی صورت مین
ہو جائے، اور اس مین پانی جمع ہو جائے اور جس قدر گڈھا عمیق کھودا جائے گا،
اسی قدر بہتر ہو گا، کیونکہ جس مٹی سے گڈھا پر کیا جاتا ہے وہ سب سے اعلیٰ ہوتی ہے
یہ جس قدر ہر سمت مین زیادہ ہو گی اسی قدر اچھا ہے،

مہاریس کا قول ہے کہ جب ہم کسی درخت کو لگانا چاہین تو سب سے پہلے ہم کو

ابن حجاج کہتے ہین کہ تمام علمار فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ پودون کے گڈھون
مین وہی مٹی ڈالنی چاہیئے جو زمین کے اوپر ہے، ورکسی قسم کی مٹی ڈالنی مناسب نہین
ہے، کیونکہ اس مین لطافت اور حرارت کافی ہوتی ہے. لیکن بعد مین لوگون نے
اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہے کہ آیا صرف مٹی ہی ڈالی جائے یا اس کے ساتھ کچھ
کھاد بھی ملائی جائے، قسطوس کھاد ملانے کا حامی ہے لیکن شولون یہ کہتا ہے کہ کسی
چیز کے ملانے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ پودہ جو اپنی جگہ سے اکھاڑا جائے گا
اور دوسرے مقام پر لگایا جائے گا اکثر کمزور ہوتا ہے، لیکن جب کھاد اسکی رگون
مین پیوست ہو جائے گی تو ممکن ہے کہ اسکی گرمی پودے کو مرجھا دے، لیکن
یونیوس کا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے رگون پر زمین کے اوپر کی مٹی ڈالنی چاہیئے
اور اس کے اوپر پرانی کھاد ڈالنی چاہیئے تاکہ حرارت اور رطوبت معتدل صورت
مین رگون تک پہنچ سکے، میرے نزدیک یہ زیادہ صحیح قول ہے، لیکن تعجب
اس پر ہے کہ قسطوس کھاد کے ملانے کا مخالف ہے. مٹی کو روندکر درست کرنے
کے متعلق بھی اختلاف واقع ہوا ہے، یونیوس کہتا ہے کہ عروق پر جو مٹی ڈالی
جائے وہ بالکل روندی یا چور نہ کیجائے، لیکن یہ اس صورت مین جبکہ آفتاب
کی گرمی برابر گڈھے مین پہنچتی ہو، اس لیے ہماری رائے ہو کہ پودون کو ترملانات یعنی
بڑے ایک قدم کے برابر یا اس سے کم کے گڈھون مین لگائین تاکہ جلدی سے قوت
پکڑ سکے اور گرمی برابر پہنچتی رہے، لیکن قسطوس کا قول ہے کہ مٹی بھرنے کے بعد
قدم سے اس کو خوب اچھی طرح روندین اور اوپر کے حصہ کو پیرون سے کچلکر اچھی
طرح مخلوط کر دین، ابن حجاج فرماتے ہین کہ قسطوس کا یہ قول بھی تعجب مین ڈال

بھر قد آدم ایک گڈھا کھودنا چاہیئے جو مستدیر ہو اور اس کا قطر تقریباً چار پانچ قدمون کے برابر ہو اس کے بعد اس کو زمین کی اچھی مٹی سے بھرنا شروع کرین جب نصف تک پہنچین تو پودہ لگادین اور اوپر سے پھر مٹی ڈالین، کیونکہ جب پودہ کی جڑین اور رگین اندرونی حصہ مین پھیلین گی اور نرم اور عمدہ زمین پائین گی تو بہت جلد نشو و نما پائین گی،

اب ہم پودون کے درمیان کے فاصلون کو الگ الگ بیان کرتے ہین، زیتون کے درمیان مین کم سے کم پچیس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے اس سے کم ٹھیک نہین ہے اسی طریقہ سے انجیر ہے اور اعلیٰ قسم کے انگور کے درمیان مین پندرہ سے دس ہاتھ تک فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ادنیٰ انگور مین آٹھ بالشت سے چھ بالشت تک رکھنا چاہیئے، امرود مین بیس ہاتھ سے پندرہ ہاتھ تک رکھنا چاہیئے اور اسی طرح سیب مین بارہ سے آٹھ تک اور آلو بخارا مین سات سے پانچ تک چلغوزہ مین پچیس سے دس تک، لوز مین پندرہ سے دس تک اسی طرح ناریل مین پندرہ سے دس تک، توت مین بیس سے پندرہ تک، قراصیا مین پچیس سے پندرہ تک، اور لیمون مین دس ہاتھ تک فاصلہ رکھنا چاہیئے اور یہ اسی طرح لگایا جاتا ہے جیسے آلو بخارا کی زراعت کیجاتی ہے اور انار کے درمیان بارہ سے آٹھ تک کشمش مین بیس سے پندرہ تک صنوبر مین پچیس سے بیس تک بہی مین آٹھ سے چھ تک، کھجور مین سات سے پانچ تک اسی طرح آس مین بھی، نبق مین بیس سے پندرہ تک شاہ بلوط مین پچیس سے بیس ہاتھ تک اسی طرح بلوط مین بھی فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ متوسط فاصلہ ہے جس کا باغون کے لگانے مین خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ درختون مین خرابی نہ واقع ہو، ان درختون مین سے جو چھوٹے ہوتے ہین وہ اگر زمین مین الگ لگائے جائین تو جس قدر زمین کو وسیع اور کشادہ رکھین گے

اسی قدر اچھا ہوگا، بعض فلاحین اترج اور انار کے درمیان مین فاصلہ رکھنے کے مخالف ہین، اس کے متعلق مفصل بیان آگے آئیگا،

ابن الفصال، ابو الخیر اور حاج غرناطی وغیرہ کی کتابون مین ہے کہ درختون مین سے زراعت کے لیے ان درختون کو منتخب کرنا چاہیئے جنمین پھل بکثرت آتے ہون اور جنکا ذائقہ نہایت اچھا ہو، کیونکہ جو محنت اور مشقت نیز مصارف وغیرہ اچھے قسم کے درختون کے لگانے مین ہوتے ہین وہی ردی اقسام مین بھی ہوتے ہین، جب دونون کی حالت مساوی ہے تو اس لحاظ سے نوع جید قابل ترجیح ہے، جو درخت لگایا جائے ہمیشہ اسکا وہ حصہ لینا چاہیئے جو نیا ہو اور جس کی قوت نباتیہ اچھی ہو، نہ وہ حصہ جو ضعیف اور کمزور ہوگیا ہو، نیز پھلدار درختون مین سے انکو منتخب کرنا چاہیئے جن مین متوسط طول کا ایک ہی عمود ہو اور اس کے بڑھنے کی توقع ہو، لیکن اگر پودہ بہت زیادہ طویل ہو تو اس کے نیچے کا حصہ گڈھے کے نیچے رکھین، اور گڈھا قبر کی شکل کا کھودا جائے تاکہ شاخ کا اعلیٰ حصہ گڈھے کے اوپر کے حصہ مین واقع ہو سکے، اس کے بعد اسی طرح عمل کرین جیسا کہ اس سے قبل بتایا گیا ہے اس طریقہ پر انگور کی شاخ بھی بوئی جاتی ہے، لیکن بڑے درختون کی زراعت کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ان مین شاخین ہون تو انکی تمام شاخین کاٹ ڈالی جائین اور صرف ان مین سے ایک شاخ کو چھوڑ دیا جائے جو بالکل سیدھی ہو، اور اگر درخت قوی ہو تو ایک سے زیادہ چھوڑ سکتے ہین تاکہ جو مادہ کے کاٹنے مین خارج ہوگیا ہے وہ بقیہ شاخون مین لوٹ آئے، شاخین ہمیشہ تیز لوہے سے کاٹی جائین، اگر یہ ممکن ہو کہ شاخ کا وہ حصہ جو کٹا ہوا ہے گڈھے کے اسفل حصہ مین داخل ہو سکے تو بہت

اچھا ہے، زیتون کے درخت کی تمام شاخین کاٹ ڈالی جاتی ہین اگر وہ تمام شاخون کے ساتھ لگا دیا جائے تو وہ برباد ہو جاتا ہے یہ میرا ذاتی تجربہ ہے،

کتاب الحاج اور دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ درختون کے لیے اتنا وسیع گڈھا کھودنا چاہیئے جس مین جڑ عروق اور تقریبًا دو بالشت تنا بھی اندر جا سکے اور اسقدر وسیع ہو کہ کسان پیرون سے مٹی جڑون پر ڈال سکے اور دبا سکے، پھر درخت گڈھے مین اس طرح رکھا جائے کہ وہ بالکل مستقیم القامتہ ہو، اس کے بعد زمین کی مٹی گڈھے مین ڈالی جائے اور پیرون سے برابر کیجائے، یہانتک کہ نصف یا اس سے زیادہ گڈھا پر ہو جائے، اگر وہ ایسی زمین ہے جو پانی سے سیراب کیجاتی ہے تو اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور چند دنون کے لیے چھوڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد دوبارہ سیراب کرنا چاہیئے اور پھر چند دن گذرنے دینا چاہیئے یہانتک کہ تیسری مرتبہ پھر سیراب کیجائے، تین مرتبہ کچھ توقف سے سیراب کرنے کے بعد گڈھے کو خشک مٹی سے بھر دینا چاہیئے اور خوب اچھی طرح پیر سے روندکر برابر کر دینا چاہیئے لیکن اگر یہ پودہ اس زمین مین ہو جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو نصف گڈھے کو مٹی سے بھرنے کے بعد بارش کا انتظار کرنا چاہیئے، چند دفعہ بارش کے پانی سے سیراب ہو جانے کے بعد خشک مٹی سے گڈھا بھر دینا چاہیئے،

پودہ لگانے کے چند مہینون کے بعد بھی یہی عمل کرنا چاہیئے، مین نے خود اس پر عمل کیا ہے، اس لیے اسکی برکت کا قائل ہون، اس صورت مین پودہ کو موسم گرما مین بھی چندان سیراب کرنے کی ضرورت نہین ہوتی، اگر اتفاقًا ایسی ضرورت پڑے تو پانی پودہ کی جڑ مین کبھی نہ ڈالنا چاہیئے بلکہ کچھ فاصلہ پر ڈالنا چاہیئے تاکہ جڑ تک

مٹی کے اندر سے پانی پہنچے اگر جڑ ہی مین پانی ڈال دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ پانی اس جگہ پر کوئی غار بنا دے جس کے ذریعہ سے دھوپ کی گرمی داخل ہو اور پودے کو نقصان پہنچا دے،

ط مین قوثامی نے لکھا ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ کیا ہے کہ جو کھاد کہ گڈھون مین ڈالی گئی اگر وہ خشک ہوئی تو پودہ کے لیے سم قاتل ثابت ہوئی اور اگر اس مین کافی تری ہوئی تو وہ پوری نفع بخش ہوئی،

ق کا قول ہے کہ درخت کی جڑ کے قریب دو مٹی کے بڑے اور نئے گھڑے میٹھے پانی سے بھر کر رکھدینا چاہیئے، ہر گھڑے کے نیچے ایک بہت ہی باریک سوراخ بنا دینا چاہیئے جس سے پانی جاری رہے اور درخت ہمیشہ سیراب ہوتا رہے سوراخ اور زمین کے درمیان مین کوئی چیز ضرور حائل ہونی چاہیئے تاکہ مٹی جمکر کسی وقت سوراخ کو نہ بند کر دے، جب گھڑون مین پانی کم ہو جائے تو ان کو بھر دینا چاہیئے اس طریقہ پر دو مہینہ تک پودے کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس کی سیرابی اس قدر ہوگی کہ یہ دوسرے درختون کو بھی جو متصل ہون سیراب کر سکتا ہے یہ ترکیب اس درخت کے ساتھ کرنی چاہیئے جو شیرین پانی سے سیراب کیا جاتا ہو،

فصل

تمام درخت اور پودے اگر ممکن ہو تو مسلم منتقل کئے جائین لیکن جو گوند دار درخت ہوتے ہین اکھیڑتے وقت انکی جڑون کی حفاظت کی جاتی ہے خصوصًا سب سے بڑی جڑ زیادہ محفوظ رکھی جاتی ہے، لیکن جن درختون کے اندر پانی ہوتا ہے تو

ان کی بعض جڑون کو کاٹنا کوئی نقصان دہ نہین ہوتا، زیتون کی اگر تمام جڑین کاٹ ڈالی جائین تو کوئی مضائقہ نہین ہے، وہ درخت جن مین پانی ہوتا ہے اور جو منتقل بھی کیے جاتے ہین بہت اچھے ہوتے ہین اور جلد نشو ونما پاتے ہین اسی طرح ان کے ملوخ اور اوتادبھی کارآمد ہوتے ہین، کوئی درخت اگر اچھی جگہ پر ہو اور میٹھے پانی سے سیراب کیا گیا ہو تو اس کو کبھی ردی جگہ نہ لیجانا چاہیئے اور نہ کھاری پانی سے سیراب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اس کے لیے مضر ثابت ہوگا، اسی طرح جو درخت کہ اچھی سرسبز اور شاداب زمین مین ہون ان کو ریتیلی کمزور زمین مین اور جو بارد زمین مین ہون ان کو گرم زمین مین اور جو شیرین زمین مین ہون ان کو شور زمین مین اور جو نرم زمین مین ہو ان کو سخت زمین مین ہرگز منتقل نہ کرنا چاہیئے اگر ریتیلی زمین سے کوئی چارہ کار نہ ہو تو اس گڈھے مین دوسری جگہ سے اچھی مٹی لاکر ڈالدینا چاہیے یہان تک کہ گڈھا بھر جائے،

مین نے زیتون کے کئی پودون کو ازحد ریتیلی زمین مین لگایا ہے لیکن جب اس مین دوسری مٹی ڈالکر بارش کے پانی سے اچھی طرح سیراب ہونیکا موقع دیا تو اس کی حالت درست ہوگئی حالانکہ اس سے قبل زیتون کے درخت مختلف جگہون پر لگائے گئے تھے لیکن اسی وجہ سے وہ پھل نہ سکا،

ط مین ہے کہ اگر شور زمین مین انگور لگایا جائے تو اس کی شوریت کے زائل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شیرین نہرون سے ریت لیکر اسکی جڑون مین چھپا دینا چاہیئے اس سے اسکی نمکینیت دفع ہوجائیگی،

بعض فلاحین کی رائے ہے کہ اگر پودہ کا چھلکا سخت ہو تو جو حصہ زمین کے اندر

رکھا جائے، اس کا دو ثلث اس طرح چھیل دینا چاہیئے کہ صرف وہ کھال باقی رہجائے جو لکڑی سے بالکل متصل ہوتی ہے خصوصًا اگر کھجور کے درخت مین خشونت ہو تو اس کو ضرور چھیل کر درست کر دینا چاہیئے، جو مٹی کے درخت کی جڑ کے قریب ہو اس کو کبھی حرکت نہ دینی چاہیئے اور نہ انکی جڑون کو لوہے سے اذیت دینی چاہیئے خصوصًا زیتون کے وہ درخت جو ابھی منتقل کیے گئے ہین، انکی جڑین زمین کی سطح سے قریب تر ہوتی ہین، جب تک کہ ان کو سکون نہ حاصل ہوجائے اور تقویت نہ پاجائین اس وقت تک کسی قسم کی اذیت پہنچنی سخت مضر ہے، نقل کے وقت زیتون اور اسی کے جیسے دوسرے درختون کی جڑین کاٹنی ازحد ضروری ہین، اسی وجہ سے بعض لوگ زیتون کو ایسے گڈھون مین لگاتے ہین جو نہ بہت زیادہ عمیق ہوتے ہین اور نہ بالکل کھلے ہوتے ہین بالخصوص ان کو جو ابھی حال مین نشو ونما پائے ہون اس ڈر سے تاکہ جڑین نقل کے وقت کاٹنی پڑین، لیکن مین نے خود دیکھا کہ یہ ترکیب بھی نقصان دہ ہے جب تک جڑین نہ کاٹی جائین ٹھیک نہین ہے،

ص اور دوسرے ماہرین فلاحت کا قول ہے کہ بعض پودے جب منتقل کیے جاتے ہین تو ان کی جڑون مین مٹی کا ایک پشتہ باندھ دیا جاتا ہے، لیکن یہ ان درختون کے لیے ہے جنکے پتے موسم سرما مین جھڑتے نہ ہون، صرف زیتون اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ اس کا محتاج نہین ہے اس قسم کے درختون کو ذوات المیاہ کہتے ہین یعنی وہ جن مین بجائے گوند کے پانی ہوتا ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ جو درخت کہ نقل مکان کے قابل ہوگیا ہو اس کو یا تو خریف کی فصل مین یا

اس فصل مین جوان درختون کے لیے زیادہ مناسب ہو منتقل کرنے کی تیاری
شروع کرنی چاہیئے، سب سے پہلے پودہ اور اس کے ارد گرد کی زمین پانی سے اچھی
طرح سیراب کیجائے جب اس مین کچھ خشکی آجائے تو اطراف وجوانب مین مٹی
ڈال دیجائے اور اس کے قریب ایک موٹی لکڑی گاڑ دیجائے تاکہ پودہ اچھی
طرح مضبوط ہوجائے اس کے بعد تنے سے ذرا ہٹکر گڈھا کھودنا چاہیے اس طریقہ
پر کہ پودہ کی جڑین کٹنے سے محفوظ رہین نیز درخت کے ہر چہار سمت مین اتنا گہرا گڈھا کھودین
کہ جڑ تک پہنچ جائے، اور آہستہ سے جڑ کو اکھیڑ لین اور اسی جگہ کی مٹی سے اس کو
چھپا ڈالین، جب مٹی تمام جڑون مین پیوست ہوجائے تو آہستہ سے نئے گڈھے مین
کھینچ لین تاکہ مٹی جو ہر چہار طرف لگی ہوئی ہے چھوٹنے نہ پائے لیکن اگر کسی دور
مقام مین پودہ کو لیجانا ہو تو کچھ مٹی جھاڑ دینی چاہیئے تاکہ آسانی کے ساتھ منتقل کیا
جاسکے اور مٹی کے اوپر ایک چٹائی کو رسی سے باندھ کر مضبوط کر دینا چاہیئے، تاکہ
مٹی منتشر نہ ہو،

جب گڈھے مین پودہ رکھا جائے تو یہ چٹائی نکال کر پھینک دیجائے اسکے
بعد اسی قسم کا عمل کرنا چاہیئے جو دوسرے پودون کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگر تمام
درخت مٹی کے اس لشتہ کے ساتھ منتقل کیے جائین تو بہت اچھا ہو،

عؔ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ غرناطہ مین شفتالو کا درخت مئی کے مہینہ مین
کاٹا گیا اور اس مین پتیان بھی تھین، چنانچہ اس کے لگانے سے قبل اس کو پانی
سے سیراب کیا گیا اور وہی تدبیرین کیگئین جو اس سے قبل بتائی گئی ہین، اس کا
اتنا اثر ہوا کہ پتیان جھڑنے سے محفوظ ہوگئین اور پھل پھر نمودار ہوگئے اس طریقہ سے

اترج، ریحان، یاسمین وغیرہ اگست کے مہینہ مین منتقل کئے جاتے ہین، ان کے
ساتھ وہی تدبیرین اختیار کیجاتی ہین جنکا ذکر ہوچکا ہے، اس سے ان مین کوئی
نقص نہین پیدا ہوتا ہے، اس کے علاوہ پھلدار درخت کے ساتھ بھی دو مرتبہ یہ عمل
کیا گیا ہے، چنانچہ اس مین پھل آئے اور کسی قسم کی پژمردگی یا کوئی دوسری آفت
نہین پہنچی،

صؔ۔ اور دوسرون نے لکھا ہے کہ درخت منتقل کرنے سے قبل ان مین
سلع (یہ ایک قسم کا درخت ہے جو سبزیون اور ترکاریون کی جنس سے ہے لیکن
اس کا مزہ از حد تلخ ہوتا ہے) بوئین تاکہ زمین درست ہو اور ترکاریان کثرت سے
ہون اگر درخت منتقل کرنے کے بعد بھی لگائین تو کوئی ہرج نہین ہے بلکہ اگر پودہ
پانی کا محتاج ہو تو اس نبات کی وجہ سے بہت کم پانی کا محتاج ہوگا، جنگلی درختون
کو اگر کسی باغ مین منتقل کرنا چاہین تو ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مٹی ساتھ
لے لیجائے جس مین وہ اُگے ہین، اسی طریقہ سے اور دوسرے جنگلی مزروعات
بھی اسی مٹی کی محتاج ہین، ان پودون کو فصل خریف مین منتقل کرنا چاہیئے، چنانچہ
مین نے امرود کے درخت کو اسی طرح منتقل کیا تھا اس وجہ سے وہ بہت اچھا
ہوا، لیکن جب مین نے اول ربیع مین اسکو اسی طرح منتقل کیا تو اچھی طرح بڑھ
نہ سکا، حالانکہ نئی شاخین نکل آئی تھین، بعض کا قول ہے کہ اگر بستانی درختون کے
ساتھ بھی منتقل کرتے وقت مٹی شامل کر دیجائے تو بہت اچھا ہے،

فصل

پودہ لگانے کی ترکیب

غ نے لکھا ہے کہ جب کوئی درخت ایسی زمین مین لگایا جائے جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہو تو اس کو نہر کے پانی سے سیراب نہ کرین، لیکن اگر زمین نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو تو اس جگہ اور اس سے ذرا دور ہٹکر پانی سے اچھی طرح سیراب کرین، یہانتک کہ مٹی جڑ سے ملصق ہو جائے اور جڑ اور مٹی کے درمیان مین کوئی خلا نہ واقع ہو کہ جس سے ہوا وغیرہ اندر جا سکے، مارچ کے نصف مہینہ تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین، تاکہ زمین اس کی جڑ پکڑ لے، پھر تھوڑی سی زمین کھود کر اس کے اطراف و جوانب مین مٹی ڈال دین جو پودہ کہ فصل خریف مین لگایا گیا ہو اس کے ارد گرد چار مرتبہ ہر بیس دن کے بعد ایک بالشت گہرا گڈھا کھودنا چاہیئے، لیکن جو پودے کہ خریف کے بعد لگائے جائین ان کی زمین اس وقت تک نہ کھودی جائے جب تک کہ ان کو زمین سے علاقہ نہ ہو جائے اور اُگ نہ آئے کھودنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جڑین کٹنے نہ پائین کیونکہ وہ بہت کمزور ہوتی ہین، خصوصًا زیتون اور اس کے ہم مثل درخت جنکی جڑین سطح زمین کے بہت قریب ہوتی ہین،

ان کی زمینین بار بار ہل کے ذریعہ سے کھودی جائین تاکہ جڑون مین قوت پیدا ہو، جب اس کا اطمینان ہو جائے کہ لوہے سے پودہ کی کسی جڑ کو نقصان نہ پہنچے گا تو پھوڑے سے کھودنا شروع کرین، اور ذرا عمیق گڈھا بنائین، اگر تم یہ چاہو کہ اسی سال

پھل آجائے تو اگست کے مہینہ مین زمین کو آہستہ سے کھود ڈالنا چاہیئے بشرطیکہ گرمی بہت زیادہ ہو، اس ترکیب سے وہ اسی سال پھلدار ہو جائے گا، لیکن اگر اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو سال آیندہ اپریل یا اس کے قریب مین بارآور ہو جائے گا، اس قسم کے درخت کی جڑ مین اگر کچھ دوسرے قسم کے نبات اگ آئین تو اون کو ہاتھ ہی سے اکھیڑ ڈالنا چاہیئے، لوہا لگانے کی ضرورت نہین ہے، درخت کے اوپر کے حصہ کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ نیچے سے اوپر تک اس مین قوت پیدا ہو جائے،

جو درخت کہ گرمی سے جل گیا ہو اس کو کم سے کم دو سال تک لوہے سے چھونا نہ چاہیئے، کیونکہ یہ اس کے لیے سخت مضر ہوگا، مین نے خود دیکھا ہے کہ زیتون کا جلا ہوا درخت جو ابھی اچھی طرح پھلا بھی نہ تھا لوہا لگ جانے کی وجہ سے خراب ہو گیا خصوصًا اس درخت کو جو ابھی سال اول ہی مین ہو، کسی طرح لوہے سے چھونا جائز نہین ہے،

فصل

زراعت اور ترکیب کیلئے موافق ہوا کا اندازہ کرنا، انکو پانی سے سیراب کرنا کھاد ڈالنا، اور ان تمام چیزون کے اوقات کا بیان

قدیم فلاحین مین سے اکثر کا اس پر اجماع ہے کہ جس دن تیز و تند ہوا چل رہی ہو اس دن نہ کوئی پودا لگایا جائے اور نہ اکھاڑا جائے اور نہ ان کی ترکیب کی جائے خصوصًا جب کہ ہوا مین خشکی ہو جس سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، اسی طرح جن ایام

مین سخت سردی پڑتی ہو یا جنوبی ہوا چلتی ہو تو کوئی درخت نہ لگایا جائے کیونکہ اس
قسم کی ہوا مین درختون کو نشو و نما نہین ہوتی بالخصوص ان ایام مین اگر زیتون
لگایا جائے تو جنوبی ہوا خشک کرڈالیگی، اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ٹھنڈی ہوائین
اور اس قسم کی دوسری مہلک ہوائین درخت کے اندر کی رطوبت کو جذب کرلیتی
ہین، یہی نہین بلکہ زمین کی رطوبت کو بھی فنا کردیتی ہین، اسی طرح قبلہ کے رخ کی ہوا
گرمی کے ایام مین دوپہر کے وقت پودون کے لگانے کے لیے ازحد مضر ہے اور
مغربی ہوا بھی جس مین بخارات ہوتے ہین مہلک ہے خصوصًا جو اندلس کے غربی
حصہ سے گذر کر آتی ہے، لیکن قبلہ کے رخ کی ہوا عام طور سے زراعت کے لیے
مفید ثابت ہوئی ہے، اگر پودہ لگاتے وقت بارش ہو یا ابر کا سایہ ہوجائے تو
زیتون کے لیے موافق ہوگا، وہ اس زمین مین ہو، جو بارش ہی کے پانی سے
سیراب ہوتی ہو، لیکن دوسرے درختون اور پودون کے لیے یہ صورت ہے
کہ جس وقت بارش ہو یا شدت کی سردی ہو یا غیر موافق ہوا چلے تو درختون کو ہاتھ
نہ لگانا چاہیئے اگر پودے کا کوئی حصہ اکھیڑ اگیا یا کاٹا گیا ہو تو فورًا خشک مٹی کے اندر
اس کو چھپا دینا چاہیئے یہانتک کہ ہوا موافق چلنے لگے، ان شاخون کو پانی مین
نہین رکھنا چاہیئے، لیکن اس صورت مین جبکہ یہ زمین مین ایک مدت مدفون
رہے تو ایک یا دو دن پانی مین ڈال دیجائین تاکہ صاف ہوجائین اس کے بعد
ان کو لگایا جائے، تجربہ نے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچادیا ہے کہ جمعہ اور سنیچر کے
دن کسی پودہ کو نہین لگانا چاہیئے، اسی طرح عربی مہینون کی ابتدا مین جبکہ چاند
عروج پر ہو پودون کا لگانا زیادہ پسندیدہ نظرون سے دیکھا گیا ہے،

بعض نے کہا ہے کہ چاند بار دار اور رطب ہے جب وہ کامل ہوجاتا ہے
تو اس کو بدر کہتے ہین، اور یہ قمری مہینہ کی چودھوین رات مین کامل ہوتا ہے، اس
وقت مزروعہ اشیا مین خصوصًا ترکاریون مین قوتِ نمو زیادہ ہوجاتی ہے مثلًا
کدو، خربوزہ، لوکی، بیگن، السی، لوبیا وغیرہ، پھول، اور میوہ جات کے لیے بھی یہی
ایام مفید ہین اور جس قدر چاند گھٹتا جائے گا اسی قدر زراعت مین بھی نقصان
ہوتا جائے گا، یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، اسی وجہ سے فلاحین
کی ایک قوم نے انگور اور دوسرے قسم کے درختون کو نیز عام زراعت کو بھی
چاند کے بڑھاؤ کے وقت پسند کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو چیزین اس وقت
بوئی جائین گی وہ دوسرے اوقات سے بہت زیادہ عمدہ اور اچھی ہونگی،
کیونکہ اس وقت وہ زمین کو جلد پکڑ لیتی ہین اور انکی شاخین لمبی اور موٹی ہونے
لگتی ہین، نیز پھل بھی زیادہ آتے ہین، لیکن اس کے خلاف مزروعات کو
نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ان کا قول یہ ہے کہ درخت صرف انھین دنون مین
لگائے جاسکتے ہین، السی کو اگر چاند کے گھٹاؤ کے وقت لگائین تو وہ اچھا نہ
ہوگا اسی طرح اگر چاند کے خالی دنون مین لگائین تو بھی مفید نہین ہے،
خ نے لکھا ہے کہ ہمنے السی کے متعلق اس قول کا تجربہ کیا ہے اور بچشم خود دیکھا
ہے، بعض کہتے ہین کہ اس کے لیے اچھا وقت قمری مہینہ کی چوتھی تاریخ سے
لیکر چودھوین تک ہے، اور بعض کہتے ہین کہ چودھوین تاریخ کا پورا دن طلوع
آفتاب سے زوال تک اسکے لئے بہت اچھا ہے لیکن بعض مارچ کے مہینہ مین اس طریقہ پر
اس کا لگانا پسند نہین کرتے،

طامین ہے کہ قوثامی نے لکھا ہے کہ دودندان سید البشر نے حکم دیا ہے کہ عروج قمر سے لیکر زوال کے پانچ دن تک ہر قسم کی زراعت ہو سکتی ہے، لیکن ان کے سوا کسی دن نہ کوئی پودا لگایا جائے نہ کوئی درخت ترکیب دیا جائے نہ کسی قسم کی زراعت کیجائے اور نہ کسی نبات کو درست کیا جائے، گھٹاؤ کے یہ پانچ دن بھی بڑھاؤ ہی مین شمار کئے گئے ہین، یہی حکم حضرت آدم علیہ السلام کا ہے، قوثامی کا قول ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ کیا ہے اور یہ صحیح ہے، زمین کو زراعت کے لئے منتخب کرنا اور اس کو درست کرنا نیز درخت کو پانی سے سیراب کرنا یہ سب کام اسی وقت کرنا چاہیئے جب کہ چاند بڑھ رہا ہو لیکن جب گرہن ہو تو اس کے بعد کرنا چاہیئے، اس صورت مین چند دن اور اضافہ کر دیئے گئے ہین، اس کا پہلا دن تیرھوین تاریخ کو پڑتا ہے، اور آخری سولھوین تاریخ کو پڑتا ہے، لیکن ان ایام کے بعد پھر یہ عمل نہین کرنا چاہیئے،

قوثامی لکھتا ہے کہ اگر ہم درخت یا زراعت چاند رات سے شروع کر کے اس وقت ختم کرین جبکہ چاند ایسے مقام پر پہنچے جہان سے آفتاب نوے درجہ پر ہو تو درخت کی کوئی چیز خراب نہ ہوگی بلکہ وہ اچھی قوت حاصل کرے گا اور ہمیشہ بہت زیادہ پھل لائے گا، اسی طرح اگر کھاد اس وقت بنائی جائے جس وقت چاند کی روشنی کم ہو تو جس طرح چاند کی روشنی بڑھتی جائیگی اسی طرح کھاد مین بھی قوت کا اضافہ ہوتا جائے گا، زراعت کی ابتدار کے وقت چاند اوتاد طالع مین ہو یعنی برج طالع اور رابع اور عاشر مین ہو، اگر یہ بروج مائیہ مین ہو تو بہت

اچھا ہے، بروج مائیہ مین سرطان، عقرب، حوت، ہوائیہ جس کا دوسرا نام جوزار ہے) میزان اور دلو ہین اور اگر بروج ارضیہ مین ہو تو کچھ زیادہ مفید نہین ہے، لیکن پھر بھی نقصان دہ نہین ہے، لیکن جب بروج ناریہ مین ہو تو پرہیز کرنا چاہیئے، بروج ناریہ مین حمل، قوس اور اسد ہین، خواہ یہ طلوع ہو جائین یا چاند ان مین سے کسی برج مین ہو، چاند کو زراعت کے وقت دیکھتے رہنا مزدعات کے لیے فائدہ بخش ہے،

بعض قدمار نے ان مین سے کسی بات کا لحاظ نہین کیا ہے، بلکہ انھون نے ابتدار مہینہ سے آخر تک زراعت وغیرہ کی عام اجازت دی ہے، اس طرح بعض کی رائے ہے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ اور آخری تاریخ مین زراعت شروع کرنی چاہیئے، لیکن بعض نے اس کو ناپسند کیا ہے اور ممانعت کی ہے، خ نے لکھا ہے کہ قمری مہینہ مین ایام فارغہ اس ترتیب سے ہین، پہلے پانچ دن مہینہ کے فارغ ہوتے ہین اس کے بعد پانچ دن مملور ہوتے ہین پھر چار دن فارغ ہوتے ہین اور چار دن مملور ہوتے ہین، اس کے بعد پھر تین دن فارغ ہوتے ہین اور تین دن مملور ہوتے ہین، دو دن فارغ ہوتے ہین اور دو دن مملو ہوتے ہین آخر مین ایک دن فارغ ہوتا ہے اور ایک دن مملور، ایام فارغہ مین زراعت کا کوئی عمل ٹھیک نہین، بلکہ ایام مملور مین اگر کام شروع کیا جائے تو انشار اللہ کامیابی ہوگی،

فصل

بعض قدمار نے چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ کو زمین کی درستگی اور شاخین

کاٹ کر قلم لگانے کے لیے پسند کیا ہے، کیونکہ قمر کی زیادتی کے وقت جو رطوبت
کثرت سے پیدا ہو جاتی ہے وہ ان کے لیے مضر ہے، اسی طرح ان کا خیال
ہے کہ جو لکڑیان عمارت مین لگانے کے لیے چاند کے گھٹاؤ یا امحاق کے وقت
کاٹی جاتی ہین ان مین آواز نہین پیدا ہوتی ہے،

باب ہفتم

اس باب مین ان درختون کا ذکر ہے جو اندلس کے شہرون مین عادۃً لگائے
جاتے ہین، اس مین ان کے تمام انواع واقسام پر بحث ہے، انکی خصوصیات
کا ذکر ہے، ہر درخت کے لگانے کی ترکیب بھی بتائی گئی ہے، ان کے لیے کس
قسم کی زمین کی ضرورت ہے، سیرابی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے، کھاد کس
قسم کی ڈالی جائے، غرضکہ تمام تدابیر جو ہر درخت کے لیے علیحدہ علیحدہ ضروری
ہین ان کا مفصل ذکر ہے،

فصل

زیتون کے لگانے کا طریقہ

زیتون کی دو قسمین ہین ایک بری ہے جو طبعاً پہاڑون مین اگتا ہے،
نہر کے کنارے یا اس جگہ پر جہان پانی کثرت سے ہمیشہ رہتا ہے نشو و نما
نہین پاتا ہے، دوسرا اہلی ہے جو بری سے زیادہ پھلتا اور اس کے پھل مین
اس سے زیادہ دہنیت ہوتی ہے،

ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مین یونیوس کا قول مذکور ہے کہ زیتون
کے لیے جو زمین سب سے زیادہ عمدہ ہے وہ پتلی زمین ہے، اسی وجہ سے بلاد
اسطیفی مین یہ زیادہ سرسبز اور شاداب ہوتا ہے کیونکہ وہ پتلی ہوتی ہے، اگر

اسی قسم کی زمین مین یہ لگایا جائے تو دوسری زمینون سے زیادہ پھلے گا، ابن حجاج
کہتے ہین کہ یہان پر زیت کی سرسبزی مقصود ہے، شاخون کی تر وتازگی مقصود
نہین ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ سفید زمین بھی زیتون کے لئے مفید ہے خصوصًا جب کہ
نرم اور مرطوب ہو کیونکہ اس قسم کی زمین مین بڑے بڑے پھل آتے ہین
جو نرم لسدار اور روغن دار ہوتے ہین، سیاہ زمین بھی جو پتھریلی ہو یا جس مین
چٹانین ہون، اور مائل بہ سفیدی ہو اس طرح وہ ریتیلی زمین جس مین نمک
نہ ہو زیتون کے لیے مناسب ہے، لیکن مرطوب زمین سے اجتناب کرنا
چاہیئے کیونکہ یہ انار کے درخت کے لیے زیادہ مفید ہے اور اس مین انار
کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین لیکن زیتون کے پھل اچھے نہین ہوتے
ان مین روغن کم ہوتا ہے اور پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے دیر مین پکتا ہے،
اور روغن سے زیادہ میل نکلتا ہے، اسی طرح وہ زمین جس مین بہت زیادہ
لزوجت ہو زیتون کے لیے مفید نہین ہے نیز وہ زمین جو گرمی مین بہت
زیادہ گرم ہو جاتی ہے حتی کہ شقوق بھی پیدا ہو جاتے ہون اور سردی مین
ٹھنڈی ہو جاتی ہو زیتون کے لیے کارآمد نہین ہے،

دیمقراطیس کا قول ہو کہ زیتون کو سفید اور صاف زمین مین جس مین خشکی
ہو لیکن تری نہ ہو لگانا چاہیئے، سرخ اور پست زمین مین نہین لگانا چاہیے،
اسی طرح نمکین اور شور زمین اور وہ زمین جو موسمِ سرما مین ازحد بارد ہو جاتی
ہے اور گرما مین سخت گرم ہو جاتی ہے اور وہ زمین جس مین شقوق پیدا ہو جاتے

ہین زیتون کے لیے مفید نہین ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ زیتون کے لیے سب سے اعلیٰ زمین وہ ہے جو دوسرے
نباتات سے بالکل صاف اور خشک ہو، اسی مین یہ زیادہ روغن دار ہوتا ہے،
لیکن نمکین زمین مین یا اس مین جو سرخ اور گہری ہو، سردی مین سرد ہو جاتی
ہو اور گرمی مین گرم ہو جاتی ہو یا اس مین جو پھٹ گئی ہو زیتون کو کبھی نہین
لگانا چاہیئے، اس کیلئے پتلی اور اچھی زمین مفید ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ زیتون کی زمین کے انتخاب کے متعلق
جو کچھ رائین مجھ کو ملی تھین وہ یہی تین مشہور علمائے فلاحت کی تھین جنکو مین نے
پیش کر دیا، سب اس مسئلہ مین متفق ہو گئے ہین، انکی اس رائے سے اور دیگر
اقوال سے مین یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ یہ عمدہ اور اچھی زمین سے اجتناب کرتے
ہین، تاکہ زیتون کے پھل مین پانی نہ بھر جائے، اور روغن مین قلت نہ
پیدا ہو جائے، کیونکہ اس کا روغن بہت ہی پتلا ہوتا ہے اس مین پانی اور
رطوبت بہت زیادہ ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ زیادہ ٹھہر نہین سکتا، جو
زمین کہ زیادہ مرطوب ہوتی ہے وہ اس مین رطوبت کا اضافہ کر دیتی ہے
جس کی وجہ سے روغن مین کمی پیدا ہو جاتی ہے، جس قسم کی زمین کو علمائے فلاحت
نے زیتون کے لئے منتخب کیا ہے اس کے اوصاف جداگانہ ہین، لیکن درخت
اور شاخین اسی زمین مین زیادہ بڑھتی ہین جو زیادہ اچھی ہوتی ہین،

قسطوس نے بھی اس کی تائید کی ہے کہ تر زمین سے زیتون کو ایک انس
ہے اس مین اچھی طرح وہ تقویت حاصل کرتا ہے اور عمدگی سے پھلتا ہے، لیکن

پھر یہ کہتا ہے کہ اس کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہے جو صاف ہو اور پتھریلی ہو،

تمام علمائے فلاحت اس پر متفق ہین کہ زیتون کے لیے ہوا کی کثرت بہت زیادہ مفید ہے، اسلیے اس کو یا تو پہاڑون مین لگانا چاہیئے یا بلند زمینون مین بونا چاہیئے جہان نہ تو زیادہ برف گرتی ہو اور نہ زیادہ اولے برستے ہون نہ زیادہ ٹھنڈی ہوا چلتی ہو نہ زیادہ گرم ہوا چلتی ہو لیکن گرم ہوا کی زیادتی اُسکیلئے مضر نہین ہے، بلکہ گرم ملکون مین اس کا روغن سہولت سے نکلتا ہے اور سرد ملکون مین روغن کے نکالنے مین دشواری پیدا ہوتی ہے، نفس روغن کے لیے تو ٹھنڈی ہوا موافق پڑتی ہے کیونکہ اس کو برتن مین رکھ کر مکان کے شمالی حصے مین رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے اس کا ذائقہ اور مزہ بدلجاتا ہے، لیکن آفتاب کی گرمی اس مین برخلاف اثر ڈالتی ہے، یہ قول کسیوس کا ہے،

زیتون کے لگانے کا وقت اور اس کے لیے کس قسم کے گڈھے کھودے جاتے ہین، ان سب کا بیان گذرچکا ہے لیکن مختصر طریقہ پر ہم پھر ذکر کرتے ہین تاکہ اس نوع مخصوص کے متعلق کچھ باتین معلوم ہوجائین،

یونیوس کہتا ہے کہ زیتون کے لگانے کے دو وقت ہین، ایک خریف مین، دوسرے ربیع مین، خریف کا موسم سب سے اعلیٰ ہے، اس لیے بارش کے موسم سے لیکر سردی کے موسم تک اس کو لگانا چاہیئے، جب سخت سردی شروع ہوجائے تو ربیع تک اس کام کو بند کردین پھر ربیع مین شروع کرین جبکہ شمالی ہوائین دور شور سے چل رہی ہون، اسی کا قول ہے کہ سب سے اچھا پودا وہ ہے جو گڈھے مین لگایا جائے اور گڈھا ایک سال پیشتر بنایا گیا ہو

اس کے متعلق تفصیلی بیان کیا جاچکا ہے، اسی طرح گڈھے کی وسعت زمین کے مزاج کے لحاظ سے ہونی چاہیئے، اس کا ذکر بھی ہوچکا ہے. بلند زمین مین گڈھے کا عمق اور عرض دو ہاتھ رکھنا چاہیے، اور پست زمین مین اس سے زیادہ رکھنا چاہیے، بہت سے لوگ زیتون کے لیے پست ہی زمین مین گڈھا تیار کرتے ہین، کیونکہ اس قسم کی زمین مین وہ جلدی بڑھتا ہے اور پھل رطوبت کی وجہ سے بکثرت ہوتے ہین، لیکن خطرہ اس کا ہے کہ ہوا اس کو گرا نہ دے،

ابن حجاج کہتے ہین کہ یہ قول قسطوس کے قول کو مؤکد بنا دیتا ہے، وہ یہ کہ مرطوب زمین زیتون کے درخت کو زیادہ بڑھاتی ہے لیکن روغن کے متعلق دونون ساکت ہوگئے ہین، اور یہی اشکال ہے،

یونیوس کا بیان ہے کہ بعض لوگ زیتون کی جڑ کو چیر ڈالتے ہین اور اسی چیرے ہوئے حصہ کو لگا دیتے ہین، اور بعض آدمی مع جڑ کے پودے کو لگا دیتے ہین، لیکن بعض شاخین کاٹ کر لگاتے ہین، انون جو فلاحت کا ماہر تھا اسی طریقہ سے زیتون کی زراعت کرتا تھا، یعنی یہ کہ شاخون کو کاٹ کر لگاتا تھا، اور جب شاخین بڑھجاتی تھین تو دوسری جگہ پر منتقل کر دیتا تھا، جب پودے لگائے جائین تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اچھی جنس سے ہون، شاخین نرم ہون، ایسے درخت سے لیجائین جو نئے ہون،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ زیتون کی شاخین نرم ہونی چاہئین اور ایسے درخت سے لیجائین جو ابھی عالم شباب پر ہو، شمایوس کہتا ہے کہ زیتون کے درخت سے نقل، اوتاد اور تخم سب ہی بوئے جاتے ہین، نقل اوتاد کا ایک جزو ہے اور

اور اوتاد شاخ کا وہ حصہ ہے جو ایک ہاتھ کے برابر لانبا اور ایک مٹھی کے برابر موٹا ہو اور عجر (درخت مین جو گرہین پڑ جاتی ہین ان کو عجر کہتے ہین ،) انڈے کے مشابہ ہوتا ہے یہ زیتون کے پرانے اور بڑے درختون مین پایا جاتا ہے ، یہ بسولہ سے کاٹ کر شاخ سمیت لگایا جاتا ہے بعض وقت یہ شاخون کی آڑ مین ہوتا ہے اس وجہ سے شاخین بھی ساتھ ہی کاٹ دی جاتی ہین اور پھر لگا دیجاتی ہین ، اوتاد سے یہ بہت اچھا ہوتا ہے ،

فرو افسطینوس کہتا ہے کہ زیتون کے اوتاد پھیلا کر الٹ کر لگائے جاتے ہین ، نیز سیدھا کھڑا کر کے بھی لگاتے ہین ،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے زیتون کی ایک ایسی شاخ لی جس مین گرہین تھین اور گڈھے مین اس کو لٹا کر اوپر سے مٹی ڈالدی ، چنانچہ مین نے دیکھا کہ اس سے اچھا کوئی درخت نہ پھلا ، اسی طرح مین نے زیتون کی ان چھوٹی شاخون کا اندازہ لگایا جو ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر تھین کہ وہ بلا کسی خیال کے زمین مین گاڑدی گئین ، پھر بھی نشو و نما پا گئین ، حالانکہ ان شاخون مین کوئی گرہ نہ تھی ، لیکن اس قسم کی شاخون کے استعمال سے قدما ر نے ممانعت کی وہ موٹی اور گرہ دار شاخون کے لگانے کو پسند کرتے تھے ، ان کا خیال ہے کہ کم سے کم سات ہاتھ یا اس سے زیادہ لانبی شاخین کاٹی جائین اور عمیق گڈھون مین مٹی ڈال کر لگا دیجائین خود بخود آہستہ آہستہ قوت پکڑتی جائین گی ، لیکن نرم شاخ نہین لگانی چاہیئے ، بلکہ موٹی اور سخت شاخ کو منتخب کرنا چاہیئے ، اس سے ان کی غرض یہ ہے کہ گرہین شاخون مین ضرور پائی جائین ، لیکن مین نے ایسی

شاخین بھی دیکھین جنین گرہین تو نہ تھین لیکن اور اوصاف موجود تھے ، ان کے اوپر کی چھال نکالکر لگائی گئی تھی ، مگر پھر بھی نہایت عمدگی کے ساتھ انھون نے زمین کو پکڑ لیا تھا ، اسی طرح مین نے دیکھا کہ ایک نئی نرم شاخ کے اس آخری حصہ کو جس مین سختی تھی کاٹ کر لگا دیا گیا ، تو وہ بھی اُگ آیا ،

یونیوس کا قول ہم دوبارہ نقل کرتے ہین وہ یہ ہے کہ جو شخص پودا لگانا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے گڈھا کھودے اور اس کے نیچے کی مٹی کو کھود کر اوپر کر دے ، اور دو تین مرتبہ وقفہ سے سیراب کرتا رہے اور مٹی سے ملی ہوئی کھاد چار انگل کے برابر ڈالنی چاہیئے اور شاخ یا پودے مین گائے کا گوبر لپیٹ دینا چاہیئے ،

ابن حجاج کہتے ہین کہ مین اس کا ذکر کر چکا ہون کہ ان گڈھون مین ریت بھی ڈالنی چاہیئے جو ان پودون کے لیے بنائے جاتے ہین ، جن مین جڑین نہین ہوتی ہین ، جیسے اوتاد وغیرہ ، ریت ان کو خشک نہین کرے گی ، بلکہ ان کے لیے نافع ہوگی اور ان کے نشو و نما مین معاون ہوگی ، بلکہ اگر وہان رطوبت ہوگی تو اس کو جذب کرے گی خواہ وہ کیسے ہی پانی کی رطوبت کیون نہ ہو ،

یونیوس کہتا ہے کہ زیتون کے لیے زیادہ سیرابی کی ضرورت نہین ہے اسکی کثرت اس کو وائت تک پہنچا دیتی ہے ، جس وقت زیتون کی شاخ درخت سے لیجائے اسی وقت اس کو لگا دینا چاہیئے ، زیتون کی شاخ کم سے کم دو ہاتھ لانبی ہونی چاہیئے ، کاٹتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر

درخت کے تنے سے کچھ حصہ آجائے تو بہت اچھا ہے تاکہ اگنے مین آسانی ہو، شاخین نرم اور صاف ستھری ہونی چاہئین، اس کے چھلکے پھٹے نہ ہون، پس اگر ان اوصاف سے وہ متصف ہون تو مین کہہ سکتا ہون کہ وہ بہت جلد نشو ونما پائین گی اور پھل لائین گی، جو شاخین کہ موٹی ہوتی ہین وہ زیتون کے مزاج کے موافق ہوتی ہین، اور جو پتلی ہوتی ہین وہ اس کے منشاء کے مطابق نہین ہوتی ہین،

یونیوس کا یہ بھی قول ہے کہ جو شاخ کہ پرانی ہو اور اسکی چھال پھٹی ہو تو وہ مشکل سے بڑھے گی، ابن حجاج اس کے اس قول کی تشریح اس طریقہ پر کرتے ہین کہ یہ وہ پرانی شاخ ہے جس مین گرہ نہ ہو لیکن اگر گرہ موجود ہو تو بہت جلد بڑھے گی، یونیوس کی یہ بھی رائے ہے کہ بلند اور مرتفع زمین کے لیے زیتون کی شاخ کم سے کم دو ہاتھ لانبی کاٹی جائے اور پست زمین کے لیے چار ہاتھ یا اس سے زیادہ لانبی ہو، شولون کی بھی یہی رائے ہے کہ زیتون کی شاخ پہاڑی ملک کے لیے چھوٹی ہونی چاہئیے، لیکن پست اور نرم زمین کے لیے اس سے زیادہ طویل ہونی چاہئیے، اور اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ پودے بلند مقام کی زمین سے اس کی سختی اور یبوست کی بنا پر مادہ کم جذب کرتے ہین برخلاف اس کے پست زمین مین وہ کافی طور پر مادہ حاصل کرتے ہین اکثر کاشتکارون کا بھی اصول ہے کہ اچھی زمین کو مدتون تک بلا کاشت کے چھوڑ دیتے ہین اور خراب زمین کو اس سے کم مدت مین کارآمد بنا لیتے ہین، (شولون کا قول ختم ہوگیا) یونیوس کہتا ہے کہ شاخون کے سرون کو زمین کے اوپر رکھنا چاہیئے

اس کے خلاف کرنے مین شاخ خراب ہو جائے گی لیکن قروراطفوس اس کا مخالف ہے یہ کہتا ہے کہ شاخ الٹ کر لگائی جائے اور اس ترکیب کی اس نے تعریف کی، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے بھی ایسی شاخ کو جلد بڑھتے دیکھا ہے،

یونیوس لکھتا ہے کہ بہت سے لوگ اس کا مشورہ دیتے ہین کہ زیتون کے لگانے کے وقت ایک پتھر بھی گڈھے مین ڈالدیا جائے تو اچھا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ جب پتھر داخل کیا جائے تو اس کو کم سے کم ایک ہاتھ زمین کے اندر گاڑ دینا چاہئیے، اور اس کے اوپر سے مٹی ڈالدینی چاہئیے، تاکہ گرمی مین پتھر کی برودت کی وجہ سے درخت کی جڑین ٹھنڈی رہین، اور سردی مین گرم رہین، کیونکہ پتھر ان دونون کیفیات سے متصف ہوتا ہے، یہ صورت جو ابھی ذکر کیگئی، ریتیلی زمین کے لیے زیادہ مفید ہے، اور دوسرے قسم کی زمینون کیلئے بھی مفید ہے، لیکن اس سے کم مفید ہے، پتھر کو گڈھے کے اسفل حصہ مین رکھنا چاہئیے،

یونیوس کی رائے ہے کہ شاخ مین سے تین چوتھائی تو زمین کے نیچے رکھنا چاہئیے اور ایک چوتھائی اوپر رکھنا چاہئیے، شاخ کا جو حصہ کٹا ہوا اوپر نظر آئے اس کو مٹی اور خس وخاشاک سے لپیٹ دینا چاہئیے،

اچھے کسان کا یہ فرض ہے کہ وہ زیتون کو صف بندی کے ساتھ لگائے کیونکہ ترتیب سے درخت سرسبز ہوتے ہین اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا جب درخت کے قطارون سے گذرتی ہے تو ان کی شادابی اور سرسبزی مین اضافہ کر دیتی ہے جس سے انکی قوت نامیہ بڑھ جاتی ہے اور پھل بکثرت آتے ہین، صف ہمیشہ مشرق سے مغرب کی سمت مین اور جنوب سے شمال کی سمت مین قائم

کرنی چاہیئے، لیکن آپس مین جو فاصلہ ہو وہ مساوی ہونا چاہیئے، اس طریقہ پر اگر صف بندی ہو گی تو جنوبی اور شمالی ہواؤن کو آمد ورفت کا موقع مل سکے گا، ہوا کے جھونکون سے پودون مین ایک تروتازگی پیدا ہو جائے گی،

یونیوس کہتا ہے کہ وہ پودے جنکی شاخین ایک دوسرے سے ملا دی گئی ہین، بہت اچھے ہوتے ہین، ان مین پھل بکثرت آتے ہین اس لیے یہ بہتر ہے کہ قوطینون (ایک قسم کا انگور ہے) کی شاخین لگائی جائین کیونکہ یہ بہت جلد بڑھتی ہین اور تیسرے ہی سال تیار ہو جاتی ہین، اور چوتھے سال مین اگر تم دیکھو کہ درخت اچھی طرح نشو ونما پا چکا ہے اور اس مین پھل کثرت سے ہین تو یہ یقین کر لو کہ یہ درخت تمام دوسرے زیتون کے درختون سے فوقیت رکھتا ہے، ہر درخت کا جو تخم بویا جاتا ہے وہی اکثر پھلتا ہے، لیکن اگر یہ زیتون کے درخت کا تخم بویا جائے تو اس مین قوطینون کے پھل آتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یہ قول مجھ کو بھی صحیح نظر آتا ہے کیونکہ اشبیلیہ مین جبل شرق پر زیتون کے درخت بکثرت ہین اور ان مین اکثر ایسے ہی ہین جن کے تخم زمین مین ڈالے گئے ہین، اس بڑی تعداد مین صرف ایک جگہ پر زیتون کا درخت ہے اور اس کے آس پاس قوطینون کے چھوٹے چھوٹے درخت بکثرت ہین بعض ان مین سے بڑے بڑے بھی ہین، اس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ زیتون ہی کے تخم سے یہ اُگے ہین، میرا یہ مقصود نہین ہے کہ یہ سب کے سب قوطینون ہی ہین بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ زیتون زیادہ تر پہاڑی اور سخت زمینون مین نشو ونما پاتا ہے جیسا کہ بلوطا اور خروب وغیرہ ہین،

یونیوس کہتا ہے کہ ہم زیتون کی گٹھلیون کے بونے سے منع نہین کرتے ہین بلکہ یہ بھی ایک طریقہ زیتون کی زراعت کا ہے کہ گٹھلیان بوئی جائین، مین نے موجودہ زمانہ مین اپنے اکثر احباب کے گھر مین قوطینون ہی کو دیکھا ہے،

بعض لوگ پودون کے لیے وسیع اور مربع شکل کے گڈھے کھودتے ہین اور اس مین چار پودے لگاتے ہین اور ہر پودہ کو ایک الگ گوشہ مین نصب کرتے ہین، اگر ان سب کو اپنی جگہ پر چھوڑ دیا جائے تو بہت اچھا ہے اور اگر دوسری جگہ پر لیجانا چاہتے ہین تو ایک یا دو یا تین جس قدر چاہین منتقل کر سکتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ اس طرح کی زراعت ہم نے جبل شرق مین بکثرت دیکھی، لیکن میرے نزدیک یہ طریقہ اچھا نہین ہے اس سے پودون کی نشو ونما مین فساد پیدا ہو جاتا ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جو شاخ کہ زیتون کے درخت سے لیجائے وہ تروتازہ اور مضبوط ہونی چاہیئے، اسکی موٹائی معتدل ہو، جڑ سے کبھی شاخین نہ کاٹی جائین بلکہ حتی الامکان درخت کے اعلیٰ حصہ سے کاٹی جائین، شاخ آرہ سے کاٹی جائے تاکہ چھال نہ ادھڑ جائے، ہر شاخ کے ایک جانب مین بانس نصب کر دینا چاہیئے، تاکہ اس علامت سے اس کے ارد گرد کھودا جا سکے اور اس مین بھی اسی طرح عمل کرنا چاہیئے جس طرح کہ اور پودون مین کیا جاتا ہے،

قدیم کاشتکار پودون کے اطراف وجوانب کو ہر ساتوین دن پر کھودتے تھے، بشرطیکہ زمین مانع نہ ہو، تین سال تک یہ پودے بڑھتے رہین گے چوتھے سال مین فاضل شاخون کو چھانٹ دین اور پھر دوسری جگہ جو اس کے لیے منتخب

لگیئی ہو وہان منتقل کر دین اور اس کے ساتھ جس مٹی مین پودے نے پرورش
پائی ہو اس کا تھوڑا اجز ساتھ لے لیا جائے، زیتون کی اگر شاخین لگائی جائین تو
وہ بہت اچھا ہے،

زیتون کے پودون کے منتقل کرنے کے اوقات کے متعلق یونیوس لکھتا ہے
کہ اگر گڈھے خریف مین بنائے گئے ہون تو ان کو اسی حال مین چھوڑ دیا جائے
اور ربیع کے وقت تک ان مین پودون کو منتقل نہ کیا جائے اور کم سے کم چار
مرتبہ پھوڑے سے اطراف وجوانب کو کھود دیا جائے اور چارون طرف
نالیان بنا دینی چاہیئن تاکہ پانی آسانی کے ساتھ جڑون مین پہنچ سکے، لیکن
جو گڈھے کے ربیع مین بنائے گئے ہون ان مین سے اسیوقت پودے لگا دئے
جائین اس کے اطراف وجوانب کو کھود دینا چاہیے اور پہلے ہی سال کے موسم
گرما مین اس کو سیراب کر دینا چاہیئے بشرطیکہ اس کی سیرابی ممکن ہو جب پودے
نشو ونما پا جائین تو شاخ کے فاضل حصون کو ہاتھ سے نوچ لین، جب خریف
کا دوسرا سال آجائے تو پودہ کے اردگرد دوبارہ کھود دینا چاہیئے اور پھر اس
مین کھاد ڈالنی چاہیئے، کھاد ڈالنے سے قبل مٹی ڈالنی چاہیئے، ورنہ اس کی
حرارت جڑون کو جلا دیگی، موسم سرما آنے سے قبل اگر بارش ہو تو ایک دو
مرتبہ اور کھودنا چاہیئے، اس سے بہت زیادہ نفع پہنچے گا، جو پانی جمع ہو جائے
اس کو نالیون کے ذریعہ سے جڑون تک پہنچا دینا چاہیئے جب تیسرا سال شروع
ہو تو اکثر شاخون کے سرون کو لوہے سے کاٹ دینا چاہیئے صرف پانچ یا
چھ شاخون کو جو سب سے اچھی ہون باقی رکھنا چاہیئے اور پھر کھاد اور مٹی ڈالکر

درست کرنا چاہیئے، چوتھے سال بھی یہی ترکیب کرنی چاہیئے،

یونیوس زیتون کی کھاد کے متعلق رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ زیتون کیلئے
بھیڑ، بکری، اور دوسرے مویشی کی مینگنیان نیز گدہا، گھوڑا، اور دوسرے چوپایون
کے غلیظ کی کھاد مفید ہے، لیکن انسان کا غلیظ اس کے لیے بالکل موافق نہین ہے،
اس کا خیال رکھا جائے کہ کھاد کبھی پودون کی جڑ پر نہین ڈالنی چاہیئے بلکہ
اس سے ذرا پرے ہٹ کر تاکہ زمین سے ملکر تھوڑی تھوڑی حرارت جڑون
کو پہنچاتی رہے، اکثر ماہرین فلاحت یہ طریقہ اختیار کرتے ہین کہ کھاد ڈالنے سے
قبل بھی مٹی ڈالتے ہین اور اس کے بعد بھی مٹی ڈالتے ہین،

یونیوس کہتا ہے کہ ہر تیسرے یا چوتھے سال کھاد ڈالی جا سکتی ہے،
لیکن سیرابی کے وقت تو ضرور ڈالی جائے، جو مقامات کہ مرطوب ہون اُن
مین کھاد کم مقدار مین ڈالنی چاہیئے اور ہر سال نہ دیجائے بلکہ چند سال گذرنے
کے بعد دی جائے، لیکن جس زمین مین نشو ونما اچھی نہین ہوتی ہے اوس
مین کھاد بکثرت ڈال سکتے ہین،

قسطوس کہتا ہے کہ ہر غلیظ انسان کے غلیظ کے سوا زیتون کیلئے مفید ہے لیکن کھاد
کبھی جڑ مین نہ ڈالنی چاہیئے، اور ہر سال مین دو مرتبہ سے زیادہ دینا درست نہین
ہے، کسیوس اور دیمقراطیس دونون اس پر متفق ہین کہ انسان کے سوا سب
جانورون کا غلیظ زیتون کے لیے کارآمد ہے لیکن ہر تیسرے سال پر کھاد
ڈالنی چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ان اقوال سے اس کا پتہ چل گیا
کہ تمام علمائے فلاحت کا اسپر اجماع ہے کہ نہ تو انسان کا غلیظ استعمال کیا جائے

اور نہ کھاد کثرت کے ساتھ ڈالی جائے،

زیتون مین بار بار کھاد ڈالنے سے بہت سے نقصانات بھی پیدا ہوتے ہین، بالخصوص جبکہ پھلون مین روغن ہوا اور شاخون مین رطوبت ہو، کیونکہ کھاد ڈالنے سے ان کی رطوبت خشک ہوجائے گی اور ہوا کی تیزی اسکو جھاڑ دیگی، اور بہت سے اطراف وجوانب کی شاخین ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑین گی، حتیٰ کہ سوائے چند شاخون کے کچھ بھی باقی نہ رہے گا، متقدمین نے زیتون کو مرطوب اور تر زمین مین لگانے کو ناپسندیدگی سے نہین دیکھا ہے، لیکن وہی نقص ہے جسکا ہم ذکر کر چکے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ زیتون کی صفائی اور درستگی کے متعلق ہم پھر کسی موقع سے ذکر کرین گے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ زیتون کے لیے وہ زمین موافق ہے جس کا مزاج تقریباً معتدل ہو اور ذرا برودت کی طرف مائل ہو، مٹی سخت لزوجت مٹھاس ہو اور تخلخل کم ہو، لیکن اگر زمین ذرا مائل بحرارت ہو تو بھی کوئی نقصان دہ نہین ہے، بلکہ مفید ہوگی، اس کے لگانے کا وقت اس وقت ہے جب کہ آفتاب حوت کے نصف اخیر مین داخل ہو اور برج ثور تک پہنچے، یہ ان ایام مین درست ہوگا جب کہ چاند کی روشنی بڑھ رہی ہو، کیونکہ یہی دن کارآمد بھی ہین، جو شخص ان درختون کو لگائے یا تو وہ سیاہ رنگ کا ہو یا نیلگون ہو اسکی عمر تیس سے متجاوز ہونی چاہیئے تقریباً شیخ ہو لیکن کوئی حسین اور خوبصورت آدمی ان پودون کے قریب نہ ہو اور نہ ہاتھ سے چھوئے،

طاہر کی رائے ہے کہ پودہ کی جڑ مین دو اوقیہ خالص روغن زیتون اور

اور اسی کے برابر میٹھا پانی ڈالدینا چاہیئے کیونکہ یہ تدبیر درختون کو آفات اور مصائب سے بچائے گی جب درختون مین نمو شروع ہوجائے تو ایک آدمی تھوڑا سا روغن اور اتنا ہی میٹھا پانی منہ مین لے اور جیسے جیسے درخت کو گردش ہو اسی طرح وہ آدمی منہ سے روغن ہر طرف چھڑکتا جائے، اس سے نشو ونما کی قوت بہت بڑھ جائے گی، اور شاخین بھی تر وتازہ ہوجائنگی پھل نہایت عمدہ ہون گے،

زیتون سے جو شاخین لیجائین وہ کم سے کم ایک ساق کے برابر موٹی ہون ان کو جابجا چھیل کر لگانا چاہیئے بلکہ اس کا ثلث حصہ چھیل دینا چاہیئے، اور طول مین ڈیڑھ سے دو ہاتھ تک چھیل دینا چاہیئے، ان کے زمین مین لانبے گڈھے بنائے جائین اور ان مین یہ شاخین پھیلا دیجائین اور ایک بالشت تک اوپر سے مٹی ڈالدیجائے اور چارون طرف گھیر کر ایک حوض کی صورت بنا دین، دن مین ایک مرتبہ اس کو پانی سے ضرور سیراب کرتے رہین جب نئی شاخین پھوٹین اور ایک ہاتھ کے برابر ہوجائین تو ان مین سے جو کمزور ہون ان کو نکال دینا چاہیئے اور مضبوط کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے، جب منتقل ہونے کی صلاحیت پیدا ہوجائے تو دوسری جگہ پر منتقل کر دینا چاہیئے،

زیتون کے لیے خشک، مرتفع اور مستوی زمین بھی موافق ہے، اور اگر اس زمین مین لگایا جائے جو زراعت کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ بھٹی نہ ہو تو اس مین بھی زیتون اچھی طرح نشو ونما پا سکتا ہے، پھل بکثرت آئین گے لیکن روغن کم ہوگا اور تھوڑی مدت کے بعد ذائقہ بدل جائے گا، مگر زیتون گھاس والی زمین مین اور ریتلی زمین اور عمیق زمین مین اچھی طرح نہین ہوتا،

خ کا قول ہے کہ روغن دار درخت مرطوب زمین سے نفرت کرتے
ہین، جس طرح روغن کو نفرت ہے، زیتون کا درخت نہایت عمدہ ہوتا ہے،
خدا نے اس کو شجرۂ مبارکہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اسکی مختلف قسمین ہین،
اس کے پودے جڑون کے ساتھ منتقل کیے جاتے ہین اور بلا جڑ کے
بھی منتقل کیے جاتے ہین، اس کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین خواہ وہ کتنی ہی
ضخامت کی کیون نہ ہون، شاخون کی اعلیٰ حصہ کو کاٹ دیا جاتا ہے اور
ان مین نہ کوئی پتہ چھوڑا جاتا ہے اور نہ کوئی شاخ چھوڑی جاتی ہے لیکن
یہ ترکیب ان کے ساتھ ہوتی ہے جو منتقل کر دیئے گئے ہون،

ان پودون کا طول جو منتقل کئے جاتے ہین اتنا رکھنا چاہیئے کہ چرنے
والے جانور ان تک نہ پہنچ سکین، کم سے کم بھر قدم آدم رکھنا چاہیئے اور
ان کے ارد گرد چٹائی لپیٹ دینی چاہیئے تا کہ وہ اچھی طرح محفوظ رہین، زیتون
کی گرہ دار شاخ اور جڑ بھی لگائی جاتی ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ افریقہ سے
اندلس مین اسی طرح ایک زیتون کا درخت منتقل کیا گیا تھا لیکن یہ وہ وقت
تھا جبکہ اندلس مین قحط عظیم واقع تھا تمام درخت اور پودے خشک ہو گئے تھے،
خ کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا تو اچھا پایا، زیتون کے گڈھون کی گہرائی
اتنی ہونی چاہیئے جتنی کہ پودون کی لنبائی منتقل کرنے کے وقت ہوتی
ہے، چھ بالشت یا اس سے کم یا زیادہ رکھی جائے، جس قدر ضرورت محسوس
ہو اتنا گہرا گڈھا بنانا چاہیئے، لیکن بڑا وسیع گڈھا چھوٹے اور تنگ گڈھون سے
زیادہ اچھا ہے، خصوصًا جب کہ پودون کو منتقل نہ کیا جائے بلکہ ایک ہی جگہ

پر رکھا جائے، اگر پودا چھوٹا ہو اور گڈھا زیادہ عمیق ہو یا اس کے اندر کی مٹی اچھی
نہ ہو تو زمین کی مٹی مین تھوڑی کھاد مخلوط کر کے جس قدر مناسب سمجھین ڈالدین،
زیتون کے درختون کے درمیان چوبیس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے بشرطیکہ خط مستقیم
پر واقع ہون، اس سے زیادہ فاصلہ رکھنے مین زمین کو بیکار کرنا ہے جس طرح
کہ زیادہ تنگی درخت کو نقصان پہنچاتی ہے، نرم زمین مین زیتون کے درختون
کے درمیان پچاس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، لیکن ہر سمت کا بعد برابر ہونا چاہیئے
اہل شام بھی پچاس ہاتھ فاصلہ رکھنے کے موید ہین، قبطی اس سے زیادہ فاصلہ
کو ناپسند کرتے ہین، بہرحال کم سے کم چوبیس ہاتھ کا فاصلہ تو ضرور رکھنا چاہیئے، اس کے
لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ زمین اچھی منتخب کیجائے کیونکہ اچھی زمینون مین درخت
زیادہ بڑھتے ہین، اس بنا پر ایک دوسرے کے درمیان مین زیادہ وسعت
کی ضرورت پڑتی ہے برخلاف اس کے پتلی زمین مین اتنی وسعت کی ضرورت
نہین ہوتی،

میری رائے جیسا کہ میرا قدیم تجربہ ہے یہ ہے کہ زیتون کے لیے جو گڈھا
بنایا جائے وہ مذکورۂ بالا گہرائی سے زیادہ ہو، کیونکہ اس کے پودے کے لیے
اس کی ضرورت ہے کہ کوڑنے کے وقت کھلنے اور لوہا لگنے سے محفوظ رکھا
جائے، چونکہ وہ زمین کے قریب ہوتا ہے اس لیے اس کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے
کہ وہ کھل نہ جائے،

مگر جب گڈھا وسیع اور عمیق رکھین گے تو اس سے اطمینان ہو جائے گا،
مین نے جو تجربہ کیا تو یہ صورت اس کے لیے مفید نظر آئی ہے،

ق کا قول ہے کہ اگر زیتون کے درخت فصل ربیع یا بارش کے علاوہ
دنون مین لگائے گئے ہون تو وہ دن مین کم سے کم دو یا تین دن برابر سیراب
کئے جائین یہان تک کہ وہ زمین کو پکڑ لین، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شاخون کو
کاٹ کر سب سے پہلے سات دن تک زمین مین دفن کر دین پھر آٹھوین
دن اس کو لگا دین اور اس کے بعد پھر اس مین تاخیر نہ کیجائے، مین نے زیتون
کے درخت کو اپنی جگہ سے الگ کر کے تقریبًا دو مہینہ کے بعد لگایا ہے لیکن اسکو
کوئی نقصان نہین پہنچا، زیتون کے پودے یا اوتاد یا شاخین اگر اس وقت
لگائی جائین جب کہ اس مین پھل آرہے ہون تو یہ زیادہ اچھا ہے بہ نسبت اسکے
کہ اس وقت لگائین جب پھل پک گئے ہون،

فصل

زیتون کی گٹھلی کو اکتوبر مین بونا چاہیئے اور وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے
جو اور دوسرے گٹھلی دار درختون کے لیے بتایا گیا ہے، ص نے کہا ہے کہ چار
سال کے بعد یہ درخت تیار ہوگا، جو درخت کہ منتقل کیے جائین ان کے لیے
ایک صورت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ پودون کی جڑ مین گائے کا گوبر جو بلوط
کی راکھ مین تھوڑے پانی کے ساتھ مخلوط کیا گیا ہو لپیٹ دینا چاہیئے، بعض
نے یہ کہا ہے کہ گڈھے کے اندر چند تر کنکریان پھینکدیجائین اور ان کے
اوپر سے مٹی ڈالدی جائے، بعض نے یہ لکھا ہے کہ اگر زیتون کے پودے
کے اردگرد تخم خرفہ چھڑک دیا جائے تو بہت جلد نشو و نما پائے گا، زیتون کو

منتقل کرنے کے بعد دو سال تک اس مین کھاد نہ ڈالین، بعض لوگون نے یہ بھی
مشورہ دیا ہے کہ زیتون کی زراعت کرنا اس کی زمین کو گوڑ کر درست کرنا اس کو
سیراب کرنا یہ سب کام ایک متقی پرہیزگار شخص کو کرنا چاہیئے جو فواحش مین مبتلا نہ
ہو اس سے پھل بکثرت آئین گے اور عمدہ ہون گے، اگر اس کا زارع ایسا شخص ہو
جو خدا کی دی ہوئی چیزون پر قانع ہو تو اس مین برکت زیادہ ہوگی، اس کا اچھی
طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ اس درخت کے پاس نہ کوئی حائضہ عورت نہ کوئی جنبی
شخص نہ کوئی بانجھ عورت اور نہ کوئی فاجر آدمی جائے اس سے پھل کم آتے ہین
اور بدمزہ ہوتے ہین، خصوصًا اس وقت جبکہ پودہ لگایا جائے ان مین سے کوئی
بھی سامنے نہ ہو، کیونکہ روغن زیتون پاک وصاف ہے اس لیے پاک آدمیون
کے سوا دوسرے لوگ پاس نہ پھٹکین،

زیتون کے درخت کو اگر نہ سیراب کیا جائے تو کوئی حرج نہین ہے اور
اگر سیراب کر دیا جائے تو بھی کوئی مضر نہین ہے، زیتون اور اس کے انواع اور
اقسام مثلًا قوطینون وغیرہ کی ترکیب بھی کیجاتی ہے، ترکیب کا بیان پھر آئیگا،
زیتون کی ترکیب رقعہ کے درخت کے ساتھ اس کے کاٹنے کے بعد کیجاتی ہے،
جنوری کے مہینہ مین جس درخت کی ترکیب کیجائے اسکی شاخون کے ساتھ وہی
عمل کرنا چاہیئے جو انجیر کے درخت کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور زیتون کے درخت
کی ترکیب مین وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو رقعہ کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے،
اور اس کی ترکیب مارچ کے مہینہ مین ہوتی ہے،

فصل

اگر زیتون کی جڑ کسی وجہ سے جل جائے تو جلے ہوئے حصہ کو تیز لوہے سے
کاٹ دینا چاہیئے اور جلی ہوئی مٹی کو بھی ادھر سے ہٹا دینا چاہیئے، طؔ مین ہے کہ جلی
ہوئی مٹی درخت کی سرسبزی کو زائل کردیتی ہے، اور اگر درخت کے اوپر کا حصہ یا
کوئی دوسرا حصہ کسی تیز ہوا کی وجہ سے ٹوٹ جائے تو تیز لوہے سے اس جگہ کو کاٹکر
برابر کردینا چاہیئے، جب پھر شاداب ہوجائے تو جو شخص گذرے وہ ہاتھ سے کمزور
کو توڑ ڈالے اس کے بعد دو سال تک اس کو لوہا نہ لگنے دینا چاہیئے، اور اگر جڑ
مین سے کوئی شاخ ٹوٹ جائے یا گر جائے تو بقیہ کو آگ سے جلا دینا چاہیئے
اور وہی تدبیر کرنی چاہیئے جو اس سے قبل بتائی گئی،

فصل

زیتون کو بارش کے دن مین نہ توڑنا چاہیئے اس سے درخت کو نقصان پہنچتا
ہے جو زیتون کہ پہاڑ پر ہون ان کو جنوری کے مہینہ مین جھاڑنا چاہیئے بشرطیکہ
پوری طرح سے پھلدار ہوگئے ہون، اس کے پختہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ دانے
کے اندر جو پانی ہو وہ سرخ ہوجائے اور جو زیتون کہ نرم زمین مین لگائے گئے
ہون ان کے جھاڑنے کا وقت اس وقت تک نہین آتا جب تک کہ دانہ سرخ
ہوکر سیاہ نہ ہوجائے اور اچھی طرح پختہ نہ ہوجائے، جنوری کے مہینہ مین پہاڑی
زیتون بالکل تیار ہوجاتا ہے اس روغن اچھی طرح آجاتا ہے بشرطیکہ کوئی آفت

نہ پہنچی ہو، اور خشک نہ ہوگیا ہو، فروری کے مہینہ مین بھی جھاڑا جاسکتا ہے،
ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ضرورت کے وقت زیتون کھایا جاسکتا ہے،
لیکن دوسری چیزون کی موجودگی مین اس کا کھانا ضروری نہین ہے،

فصل

رندؔ کے بونے کا طریقہ، جس کا دوسرا نام عار اور دھمست ہے

خؔ مین ہے کہ اس کا مذکر تو پھلدار نہین ہوتا، لیکن مؤنث مین پھل ہوتا ہے،
ظاہری رنگ سیاہ ہوتا ہے، پتیان بہت زیادہ ہوتی ہین،
طؔ مین ہے کہ یہ ایک ایسا درخت ہے جو پہاڑی مقامات مین ہوتا ہے
شور بدبودار زمین اس کے لیے موافق نہین ہے جس مین ریت بکثرت
ملگئی ہو، طؔ مین ہے کہ اس درخت کا منظر خوشنما ہوتا ہے اگر اس کے قریب
دوسرے خوشبودار درخت یا پھول ہون تو بہت اچھا نظر آتا ہے، اس کی
خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس کی خوشبو سے زہریلے جانور بھاگتے ہین حتی کہ
سانپ بھی جہان پر اس کی خوشبو پاتا ہے بھاگ جاتا ہے، لیکن اگر آگ مین
یہ جلایا جائے اور اس کا دھوان پھیلے تو سانپ بہت تیزی کے ساتھ نزدیک
آئے گا، اور اگر اس کی لکڑی کسی جگہ لٹکا دی جائے تو لڑکے اس سے بہت
ڈرین گے، اور بھی دوسرے منافع ہین، پہاڑ کے علاوہ دوسری سخت زمین
اس کے لیے موافق ہونگی اور گرم اور نرم زمین مین یہ عمدگی سے نشو و نما

[1] اس کے پتے لانبے ہوتے ہین پھل زرد رنگ کا ہوتا ہے، پتے خوشبودار ہوتے ہین عطر مین ڈالتے ہین، مترجم

پاتا ہے لیکن بنجر زمین مین کبھی نہین ہوتا ہے،

ص اور خ مین ہے کہ اس کے پودے شاخون سے بنائے جاتے
ہین اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ جڑ سے اکھیڑلی جاتی ہین اور اس کے
بعد قبر کی شکل کے گڈھے کھودکر پھیلا کر لگا دیجاتی ہین، یہ شاخین بھی ایک جگہ پر
جمائی جاتی ہین اس کے بعد دوسری جگہ منتقل کیجاتی ہین، جس طرح اور درختون
کی شاخین لگائی جاتی ہین،

اس کے ملوخ بھی اس طرح لگائے جاتے ہین جیسے اور دوسرے
ملوخ لگائے جاتے ہین، اس کا دانہ خریف مین بویا جاتا ہے یا فروری اور
مارچ مین، پودہ جب گڈھے مین منتقل کیا جائے تو اس کی گہرائی کم سے کم
تین بالشت رکھنی چاہیئے، اور دوسرے درختون کے درمیان دس ہاتھ کا
فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ عمل حسب ماسبق کرنا چاہیئے، کھاد اس مین مطلقاً نہ
ڈالی جائے، اگر غلطی سے پڑجائے تو فوراً اس کو ہلاک کردے گی خصوصاً
جب کہ اس مین سخت بدبو ہو، اس کو پانی سے سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج
نہین ہے، اپنے ہمجنس کے ساتھ ترکیب دیجاتی ہے اور زیتون، بید مشک،
کتم، صنوبر، بطم وغیرہ سے بھی ترکیب ہوتی ہے، یہ سب خوشبودار ہین، بعض
لوگ کہتے ہین کہ اس کے ساتھ پستہ اور بہی بھی مرکب کیا جاتا ہے، خ نے
لکھا ہے کہ سیب کے ساتھ بھی ترکیب ہوتی ہے، اگر اس کی پتی زیتون کے پھلون
کے قریب کیجائے تو وہ خوشبودار ہوجاتے ہین،

فصل

خروبؔ کے بونے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اس کی چند قسمین ہین، ایک اندلسی کہلاتا ہے، اسکی دو
دو قسمین ہین، ایک مذکر جس مین پھل نہین ہوتا، دوسرا مؤنث جس مین پھل ہوتا
ہے، اس کا پھل چوڑا اور کچھ لانبا ہوتا ہے، دوسرے الیسی کہلاتا ہے، تیسرا شامی
کہلاتا ہے جس کے پھل چھوٹے اور گول ہوتے ہین، چوتھا خیارشنبر کہلاتا ہے،

خروب پہاڑی درختون مین سے ہے، جو خروب کہ نرم زمینون مین
لگائے جاتے ہین ان مین اور پہاڑی خروب مین بہت فرق ہوتا ہے، خروب
ان زمینون مین جنمین پتھر نہین ہوتا اور جو اچھی ہوتی ہین عمدگی سے ہوتا ہے،
اس کی شاخ تمام چھوٹی شاخون اور کونپلون کے ساتھ لگادیجاتی ہے، جب اس
مین جڑ پیدا ہوجائے تو پھر اس کو منتقل کردین،

اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہین لیکن ان کو ریت اور کھاد مین مخلوط
کرکے بوتے ہین اوپر سے دو انگلی کے برابر کھاد اور مٹی ڈالتے ہین پھر
میٹھے پانی سے سیراب کرتے ہین، دو سال کے بعد جنوری یا فروری مین اسکو
دوسری جگہ منتقل کرتے ہین، اس کا پودہ چار بالشت گہرے گڈھے مین منتقل
کیا جاتا ہے ایک دوسرے کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے،
بقیہ تمام عمل وہی کیا جاتا ہے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے،

---

[1] یہ شام مین بکثرت ہوتا ہے اس کا پھل خیارشنبر کی طرح ہوتا ہے اس کا مزہ شیرین ہوتا ہے اور جو جنگلی ہوتا ہے اس کا پھل سیب کی طرح ہوتا ہے لیکن بدمزہ ہوتا ہے،

اس کا تخم اگر لگایا جائے تو اچھا نہین ہوتا، یہ اپنے ہمجنس درختون کے
ساتھ مرکب ہوتا ہے، غیر جنس کے ساتھ ترکیب نہین دیجاتی ہے، اس کی ترکیب
کا مفصل بیان ترکیب کے باب مین آئے گا، اس درخت کے قریب مچھر نہین جاتے
ط مین ہو کہ خروب بہت زیادہ مقوی ہوتا ہے، اس کی صورت یہ ہے
کہ اس کے پھل خواہ رطب ہون یا یابس توڑ لئے جائین، ان کے چھوٹے چھوٹے
ٹکڑے کر ڈالے جائین اور دانہ کے ساتھ اس کو پیس ڈالا جائے، جب آٹا
ہوجائے تو تھوڑا سا گیہون یا جو کا آٹا اس کے ساتھ ملا دیا جائے، اس کے بعد
اس کو گوندھکر اس مین آٹا کی خمیر تھوڑی سی ڈالکر چھوڑ دینا چاہئے، جب خمیر تیار
ہوجائے تو اسکی روٹی پکا ڈالی جائے اور روغن، چربی، یا شیرینی کے ساتھ ملاکر
کھائی جائے،

ابن حزم کہتے ہین کہ خروب بوقت ضرورت غذا بن سکتا ہے،

فصل

ریحان[1] کے بونے کا طریقہ اس کا دوسرا نام آس ہے

خ نے لکھا ہے کہ یہ بھی پہاڑی درخت ہے اس کی دو قسمین ہین، بری
اور بستانی، بستانی کی بھی بہت سی قسمین ہین، ایک ہاشمی کہلاتا ہے جس کے
پتے چوڑے ہوتے ہین، دوسرا اخیار، تیسرا ہرسفی کہلاتا ہے، جنکے پتے ہاشمی
سے بھی بڑے ہوتے ہین، اور ان مین نرمی اور خوشبو بھی زیادہ ہوتی ہے ایک

[1] فارسی مین اس کو مورد کہتے ہین

قسم شرقی کہلاتی ہے جس کے پتے بہت زیادہ باریک ہوتے ہین، دوسری
قسم شعری بھی ہے جسکی تین قسمین ہین ایک چوڑے پتے کا ہوتا ہے اور سیاہ
رنگ کا ہوتا ہے دوسرا آمر کہلاتا ہے جس کے پتے باریک ہوتے ہین تیسرا
بھی مرہی کہلاتا ہے جس کے پتے شرقی کی طرح باریک ہوتے ہین، ان سب
مین بال ہوتے ہین جو مئی اور جون مین نکلتے ہین، بعض لوگون نے بستانی
کی ایک قسم حمیز تبائی ہے جسکو انثی بھی کہتے ہین اس کا پتا گول ہوتا ہے،
ط مین ہے کہ آس خوشبو کا بادشاہ ہے یہ تین شکل کا ہوتا اور اسی طرح
تین رنگون کا ہوتا ہے ایک سبز رنگ کا ہوتا ہے جو عام طور سے مشہور ہے،
دوسرا نیلگون ہوتا ہے جو بالکل معدوم ہے بعض لوگ اسکو رومی کہتے ہین
اسکی پتیان پتلی اور باریک ہوتی ہین تیسرا زرد رنگ کا ہوتا ہے آس کی تین
جنسین ہین ایک ریحانی جس مین خوشبو ہوتی ہے اسی کی ایک قسم زرنب ہے
دوسری خراسانی ہے جس کے پتے بڑے چوڑے ہوتے ہین اور تیسری وہ
نیلگون ہے جس کو ہمنے رومی بتایا ہے، اس کی شکلین بھی تین ہوتی ہین،
ایک وہ جس کے پتے باریک ہوتے ہین، دوسرے وہ جس کے پتے چوڑے
ہوتے ہین، تیسرے وہ جس کے پتے لانبے ہوتے ہین یہی ریحانی کہلاتا
ہے جو باریک پتے والے ہوتے ہین وہ کبھی لانبے ہوتے ہین اور کبھی چھوٹے
ہوتے ہین،

آس تقریباً ہر قسم کی زمین مین ہوتا ہے لیکن جو سخت ترین شور زمین
ہوتی ہے اس مین نہین ہوتا ہی ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہو کہ اس کے لئے

ریتیلی زمین زیادہ موافق ہوتی ہے اور دوسری زمینین بھی کارآمد ہوتی ہین تخم
کے ملوخ اور وتد دونون لگائے جاتے ہین، اس کے بونے کا وقت شباط
(جس کو ہندی مین پھاگن کہتے ہین) سے لیکر نصف نیسان کے مہینہ تک ہی،
(نیسان کو ہندی مین چیت کہتے ہین) اس کا ملوخ اس وقت تک نہین منتقل
کیا جاتا جب تک اس مین رگین یا جڑین نہ نکل آئین، اسی بنا پر وتد کا لگانا
زیادہ اچھا ہے، اسکی کلیان خزیران (ایک رومی مہینہ ہے) مین نکلتی ہین،
نرم زمین مین سے وہ زمین اس کے لیے موافق ہوگی جس مین تھوڑی
سی پہاڑی زمین سے مشابہت ہو جیسے پتھریلی یا ریتیلی زمین، اچھی زمینون مین
بھی یہ لگایا جاتا ہے لیکن اس زمین مین اس کو آفتین بہت جلد پہنچتی ہین،
زیادہ سردی بھی نقصان پہنچاتی ہے اس سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کو دھوان
سے گرم رکھین، اور زیادہ گرمی بھی اذیت دیتی ہے، حتی کہ وہ جل جاتا ہے، اس
سے محفوظ رکھنے کے لیے پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، یہ درخت ملوخ،
اوتاد اور تخم ان سب سے لگایا جاتا ہے، تمام جڑ اور مٹی کے ساتھ اس کا پودا
اکھیڑ لیا جاتا ہے اور جہان مناسب ہوتا ہے وہان لگا دیا جاتا ہے، اس کے
پھل اور اوسکی نرم شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے، شاخین استسلاف کے
طریقہ پر بھی لگائی جاتی ہین، اس کے اوتاد نصف جنوری مین لگائے جاتے ہین
اس کا تخم ظروف مین لگایا جاتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ نومبر کے مہینہ مین اسکے
پختہ پھل جو سیاہ ہو گئے ہون لیکر خشک کئے جائین اور مٹی کے نئے برتن مین
ایسی جگہ رکھے جائین جہان تری نہ پہنچ سکے اس کے بعد ظروف مین بو دیئے جائین

اور اوائل جنوری سے وسط اپریل تک اس کو بو سکتے ہین، جس وقت بوئین اس وقت
پہاڑ کی مٹی جس مین تھوڑی کھاد اور ریت بھی مخلوط ہو اس مین ڈال دین، تخم والے
پودے مین اس وقت تک پانی نہ ڈالین جب تک کہ وہ اُگ نہ آئے،
جب اُگ آئے تو ہر ہفتہ مین تین بار پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور جس
وقت منتقل کیا جائے تو اس کے ساتھ مٹی بھی لے لیجائے، حوض کی صورت
کے گڈھون مین اگر منتقل کیا جائے تو بہت اچھا ہے لیکن کم سے کم سال
بھر کے بعد ایسا کرنا چاہیئے، ہر دو درخت کے درمیان مین تین بالشت کا فاصلہ
رکھنا چاہیئے، تین سال یا اس سے زیادہ گذرنے کے بعد پھر منتقل کیا جائے
اور مٹی کی نبدش بھی ساتھ لے لیجائے، اور جہان مناسب ہو وہان لگا دینا چاہیئے
ابتدائے فروری سے وسط مارچ تک اسکو گڈھے مین منتقل کر سکتے ہین بعض
نصف فروری سے نصف اپریل تک کی مدت بتاتے ہین، اور بعض نومبر کا
مہینہ بتاتے ہین، اخ کا قول ہے کہ جنوری مین خاص طور پر منتقل کرنا چاہیئے
اس کے درخت ایک دوسرے سے قریب ہون تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ
اس کی شاخین زیادہ پھوٹتی ہین اگر قریب رہین گے تو خوشنما نظر آئین گے بقیہ
تدابیر عمل وہی اختیار کئے جائین جو مذکورہ بالا درختون کے لیے بتائے گئے ہین
آس مین پانی بہت ہوتا ہے، اس کا پھول فوراً نہین توڑنا چاہیئے بلکہ کچھ
دن چھوڑ دیا دینا چاہیئے، تاکہ درخت کی خوبصورتی باقی رہے، درخت کو لگاتے
وقت ہاتھ سے زیادہ نہ چھونا چاہیئے ورنہ اس سے وہ خراب ہو جائے گا،
اور جلدی تیار نہ ہوگا،

ط ہین ہے کہ آس کے لیے کوئی زیادہ خدمت اور محنت کی ضرورت
نہین ہے، صرف یہ ہونا چاہیئے کہ زمین گھاس وغیرہ سے بالکل صاف اور
پاک ہونی چاہیئے یہ مختلطات نباتات کے نشو ونما مین نقصان پہنچاتے
ہین، آس کے پھل کو حب الآس کہتے ہین، اس سے غذا مین بنتی ہین، اس کی
صورت یہ ہے کہ جب یہ پختہ ہو کر سیاہ ہو جائے تو اس کو دھوپ مین سوکھالین
اس کے بعد لکڑی سے کچلکر دوبارہ دھوپ مین ڈالدین اور دن بھر سوکھنے
دین، پھر اس کو چکی مین پیس ڈالین اور روٹی پکائین، اسکی روٹیان بہت اچھی ہونگی،
دوسری صورت یہ ہے کہ سوکھنے سے قبل اس کو پانی مین ابال ڈالین، اُبالنے
کے بعد اس کا پانی نچوڑکر پھینک دین، پھر میٹھا پانی ڈالکر ابالین اور پانی نکالکر
پھینک دین اس کے بعد دھوپ مین سوکھنے کے لیے ڈالین، جب اچھی
طرح خشک ہو جائے تو پیس کر آٹا بنالین، اور گیہون کا آٹا ملاکر گوندھین،
اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے خمیر اٹھنے کے لیے چھوڑ دین، جب خمیر تیار
ہو جائے تو اس کی روٹی پکا ڈالین، یہ بہت عمدہ غذا ہے جو بدن مین طاقت
پیدا کرتی ہے اس کو روغن، گھی، گوشت اور میٹھے سے کھا سکتے ہین،

اس کے خواص مین یہ ہے کہ اس کا تخم جب تلخ زمین مین ڈالا جائے
تو اسکی تلخی کو کم کر دیتا ہے، لیکن اس کی شاخین اور جڑ بسا اوقات زمین کو خراب
کر دیتی ہین، انسان کے بال کے لیے یہ سب سے زیادہ مفید ہے اس کی
مختلف صورتین ہین مثلاً جو رطب ہون ان کو پیس کر بالون مین لگائین، یا
اُن کو خشک کر کے پیس ڈالین پھر روغن کے ساتھ تر کر کے لگائین اس سے

بال خوشنما اور سیاہ ہون گے بڑھین گے اور آفات سے محفوظ رہین گے، کیونکہ
یہ چیز تمام ان مادون کو زائل کر دیتی ہے جن سے بال کو نقصان پہنچتا ہے،
اگر پتی پیسکر اور اسکی لکڑی کو جلاکر دونون ساوی مقدار مین ملائین اور بال مین
لگائین تو اس سے بال بہت بڑھین گے اور اگر روغن کے ساتھ لگائین تو اور
زیادہ اچھا ہو، اور اسکا روغن بھی بنایا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ تر و تازہ
پتیان لیجائین اور ان کو اچھی طرح کوٹ کر عرق نچوڑ لیا جائے پھر اس مین سے
رُبع رطل عرق لیا جائے اور ایک رطل زیتون کا تیل اور دس درہم کے برابر
آملہ کا تیل اس مین ملا دیا جائے، پھر سب کو ملاکر کوئلہ کی آگ پر رکھدین
جس مین شعلہ نہ اٹھتا ہو، اس طرح وہ تیار ہو جائے گا اور تمام میل چھٹ جائیگا
اس کے استعمال کرنے سے بال سیاہ اور مضبوط ہون گے بڑے اور سخت
ہونگے اس کا پانی سرمہ مین ڈالکر اگر کرنجی آنکھ مین ڈالا بار بار لگائے تو اسکی آنکھین
سرگمین ہو جائین گی، آس کے پھل کا پانی بچھو یا کسی اور زہریلے کیڑے کی
کاٹ کے لیے مفید ہے اس کو دوسرے پانی مین ملاکر پلا دینا چاہیئے،
پہاڑی آس کو نہ کسی گھر مین لگانا چاہیے اور نہ باغ مین اس سے دونون
خراب ہو جاتے ہین،

فصل

حناء کے بونیکا طریقہ بعض لوگ قطلب بھی کہتے ہین،
اسکا پھل حنہ احمر کہلاتا ہے، اور ایک قوم اوس کو قائل امہ کہتی ہے

یہ بھی پہاڑی درخت ہے اسکی پتیان نہین گرتین، طؔ مین ہے کہ یہ بستانی درخت ہے یہ نرم زمینون مین بھی لگایا جاتا ہے بشرطیکہ پہاڑی زمین سے کچھ مشابہ ہو جو خود بھی اگا سکے، پست اور نیچی زمین مین بھی اگر لگایا جائے تو بڑھتا ہے اور سرسبز و شاداب ہوتا ہے،

صؔ نے لکھا ہے کہ اس کا تخم بویا جاتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ سب سے پہلے مٹی کے ظروف مین پہاڑی مٹی ڈالکر بوئین اس کے بعد جب ایک سال گذر جائے تو اس کو حوضون مین منتقل کر دین، تاکہ وہ نشو و نما پاتا رہے، دو سال کے بعد اس مقام پر لے جائین جہان اس کے لیے گڈھا تیار کیا گیا ہو اور اسی کے ساتھ تھوڑی سی مٹی بھی لے جائین، پہاڑ مین جو نئے پودے ہون انکو اکھاڑ کر باغون مین منتقل کر سکتے ہین، اسکی تدبیر یہ ہے کہ زمین سے پودے مٹی سمیت اکھیڑ لیے جائین اور جڑون اور رگون کو محفوظ کرنے کے بعد گڈھون مین لیجائین جنکی گہرائی کم سے کم چار بالشت ہو اور پودون کے چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس کی زراعت جنوری کے مہینہ مین شروع ہوتی ہے، پانی سے اس کو اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے جب تک کہ اچھی طرح یہ مضبوط نہ ہو جائے، بلکہ یہ طرز عمل ہر درخت کے ساتھ رکھنا چاہیئے،

پہاڑی درختون کے منتقل کرنے کا سب سے اچھا وقت موسم خریف ہے، اگر اچھی طرح پانی سے سیراب نہ کیا جا سکے تو کوئی ہرج نہین ہے کیونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، اس درخت کی تکبیس نہین ہوتی ہے، نہ اس کے ملوخ اور اوتاد لگائے جاتے ہین، اس کے پودے اور تخم اسی طرح لگائے جاتے ہین جسطرح

کہ ضرد، کنتم، بطم، اور ریحان، وغیرہ لگائے جاتے ہین،

فصل

قسطل کے لگانے کا طریقہ اسکو شاہ بلوط[۱] اور قسطون بھی کہتے ہین،

خؔ کا قول ہے کہ اسکی چند قسمین ہین ایک اقلیسی کہلاتا ہے دوسرا برجی کہلاتا ہے جو اس سے چھوٹا ہوتا ہے اس کے اوپر کا چھلکا باریک ہوتا ہے آگ کھانے سے فوراً نکل جاتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین لکھا ہے کہ شاہ بلوط ایسی تیلی زمینون مین لگایا جاتا ہے جس مین کچھ بلندی بھی ہو اگر نرم زمین کے سوا کوئی دوسری زمین نہ ملے تو بہتر یہ ہے کہ ریتیلی زمین مین یا اس زمین مین جو کسی نہر کے کنارہ واقع ہو لگانا چاہیئے، کیونکہ یہ ٹھنڈی ہوا کو مرغوب رکھتا ہے اسی بنا پر اس جگہ پر زیادہ شاداب ہوتا ہے، جہان پر شمالی ہوا بکثرت چلتی ہے اس کے وہی پودے لگائے جاتے ہین جنمین جڑ یا رگین نکل آئی ہون اور اس کے تخم بھی لگائے جاتے ہین، اس کے لگانے کا موسم وسط خریف سے وسط ربیع تک اس کے پودے اسی طرح لگائے جاتے ہین جیسے زیتونؔ کے متعلق لکھا گیا ہے، وہ شاخین درختون سے کاٹ لیجاتی ہین جن مین اور دوسری شاخین نکل آتی ہون،

بعض لوگون کی رائے یہ ہے کہ خود وہ پھل جو چھلکون کے درمیان مین ہوتا ہے اگر لگایا جائے تو دوسری چیزون سے اچھا ہوگا، اس کے گڈھے

[۱] شاہ بلوط کو ہندی مین کبھی کہتے ہین۔ دیکھو محیط۔

کی گہرائی بارہ انگل رکھنی چاہیئے، اور اس کا سفلی حصہ اوپر اور علوی حصہ نیچے رکھنا چاہیئے، اس کی زراعت کا وقت جیسا کہ گذرا وسط خریف سے وسط ربیع تک ہے،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ شاہ بلوط کے پھل اور اسکی شاخین دونون لگائے جاتے ہین، اس کا پودا چند سال کے بعد منتقل کیا جاتا ہے اس کے لگانے کا وقت وہ ہے جبکہ رات اور دن دونون برابر برابر ہون قسطوس بن اشل کا قول ہے کہ شاہ بلوط کے لیے وہ زمین بہتر ہے جو مرتفع اور بارد ہو، اس کی شاخین اور اس کے تخم دونون بوئے جاتے ہین، اگر شاخین لگائی جائین تو ان کو دو سال تک چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ نشو و نما پاتی رہین، اور اگر تخم بوئے جائین تو اس حصہ کو جو تیز اور باریک ہے گڑھے مین رکھین اور اعلیٰ کو آسمان کی طرف رکھین، جیسے اخروٹ اور بادام کے بیج لگائے جاتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قسطوس نے پہلے قول مین دیگر فلاحین کی مخالفت کی ہے یعنی اس کی یہ رائے کہ یہ اس طرح لگایا جائے جیسے اخروٹ اور بادام لگائے جاتے ہین دوسرے لوگون کے خلاف ہے قسطل ایک (پہاڑی) درخت ہے، یہ خود بخود ان پہاڑون پر اگتا ہے جن مین پانی کی رطوبت ہوتی ہے، سرد ممالک مین جہان پہاڑی مقامات ہین اور ہوائین تیزی سے چلتی ہین وہان یہ کثرت سے پھلتا ہے، اگر یہ زمین پتھریلی ہو تو بھی کوئی ہرج نہین ہے، لیکن گرم ممالک مین اچھا نہین ہوتا ہے،

ط مین ہے کہ خود رو درخت ہے جو پہاڑی اور پتھریلی زمین مین اچھی طرح

پھلتا ہے، سخت اور سرخ زمین مین بھی یہ اگتا ہے، لیکن سفید زمین سے اسکو طبعاً تنفر ہے، اس کے پھل اور اس کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، لیکن پودے زیادہ اچھے ہوتے ہین، یہ پہاڑ سے باغون مین اس وقت منتقل کئے جاتے ہین جب کہ یہ بالکل نئے ہوتے ہین، ان کے ساتھ پہاڑی مٹی بھی لائی جاتی ہے، یہ نومبر مین منتقل کئے جاتے ہین، ان کے گڑھے چار بالشت عمیق رکھے جاتے ہین قبل اس کے کہ پودا اندر رکھا جائے، چند کنکریان یا تھوڑی ریت گڑھے کے اندر ڈالدین اور اس مین پہاڑی مٹی بھی مخلوط کر دین، اس کے پھل جب اچھی طرح پک جاتے ہین تو مٹی کے نئے ظروف مین رکھ دیئے جاتے ہین اور ظروف مین ریت ملی ہوئی پہاڑی مٹی ڈالتے ہین تاکہ فطرتی زمین اوس کو حاصل ہو جائے، جنوری یا نومبر مین یہ ترکیب کرتے ہین خصوصاً جبکہ چاند کی رفتار ترقی پر ہو، پھل کا باریک حصہ نیچے کی طرف رکھین، لیکن بعض اوپر کی طرف رکھنے کو اچھا خیال کرتے ہین، ایک سال کے بعد یہ حوض منتقل کر دیئے جائین، تاکہ نشو و نما پائے، وہان سے دو سال کے بعد اس جگہ پر لے جائین جو اس کے لیے زیادہ مناسب ہے اور اس کو مارچ مین منتقل کرین، دو درختون کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھین بلکہ اس سے زیادہ بھی رکھ سکتے ہین کیونکہ یہ درخت بہت بڑے بڑے ہوتے ہین، ط مین یہ بھی ہے کہ اسکی زراعت کے وہی طریقے ہین جو اخروٹ اور بادام کے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اس درخت کو پانی سے ابتدا سے اس وقت تک جب تک کہ پھل تیار نہ ہو جائین، سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اور اگر شب دروز اوسمین

پانی پہنچتا رہے تو اس کے دانے بہت بڑے ہونگے اور اس مین مغز زیادہ ہوگا، یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ پانی سے سیراب نہ کیا جاسکے تو بھی کوئی ہرج نہین ہے کیونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، یہ درخت جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس وقت اس کے ہمجنسون سے اسکی ترکیب دیجاتی ہے، لیکن جب بڑے ہوجاتے ہین تو ترکیب نہین ہوتی ہے، اس کا پھل یا اسکی گٹھلی پانی مین ترکر کے کھائی جائے تو یہ نہایت عمدہ غذا ہوگی جس سے اچھی خلط تیار ہوگی، جو پھل ٹھنڈے پانی مین رکھا گیا ہو وہ شہد سے کھایا جائے اور جو گرم پانی مین ابالا گیا ہو اس کو شکر کے ساتھ کھائین، انوخا مین ہے کہ اگر تم شاہ بلوط کی روٹی پکانا چاہو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو توڑ کر دھوپ مین دن بھر ڈالدو اور اس کے ساتھ تھوڑے چنے ملادو، اور دونون کو پیس ڈالو، پھر خمیر ڈالکر روٹی پکالو، نہایت عمدہ روٹی تیار ہوگی بعض نے یہ لکھا ہے کہ شاہ بلوط کی روٹی بلوط ہی طرح ہوتی ہے، ابن حزم نے لکھا ہے کہ قسطل (شاہ بلوط) بھی ایک غذا ہے،

فصل

بلوط کے لگانے کا طریقہ

اس کی چند قسمین ہین ایک کا پھل ذرا لانبا ہوتا ہے اور ایک کا اس سے کچھ کم ہوتا ہے ایک شیرین ہوتا ہے اور دوسرا کڑوا ہوتا ہے، یہ درخت بھی پہاڑی ہوتا ہے، چراگاہ یا نہر کے کنارے زیادہ نہین ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ دیمقراطیس کا قول ہے کہ بلوط پھاگن مین لگایا جاتا ہے

اور اس کے لیے مضبوط اور ٹھنڈی نیز روغن دار اور قوی زمین کی ضرورت ہے، گائے کا گوبر مٹی مین ملا کر بطور کھاد کے ڈالا جاتا ہے،

انون کہتا ہے کہ بلوط کے لیے وہ زمین زیادہ مناسب ہے جو بہت سخت ہو اور جس مین رطوبت مطلقاً نہ ہو جیسے پہاڑی یا ریتیلی زمین یا سرخ مٹی وغیرہ بارش کے پانی کا اثر جہان غائب ہوا ہین وہ لوہے کی طرح سخت ہوگئی، اس درخت کے اچھے اقسام باغون مین بھی لگائے جاتے ہین، موسم گرما مین یہ سیراب کئے جاتے ہین اور ان مین گائے کے گوبر کی کھاد ڈالی جاتی ہے، کھاد ڈالنے سے پھل اچھا اور شیرین ہوتا ہے،

مرغوطیس کا قول ہے کہ بعض لوگ بلوط کا تخم نہین بوتے بلکہ پہاڑ سے ان کے درختون کو منتقل کر لیتے ہین، اور اس طریقہ پر ان کے اچھے قسم کے درختون کو بڑھاتے رہتے ہین، یہ صورت سب سے سہل ہے، بلوط پہاڑی درختون مین ہے یہ پہاڑی یا سخت پتھریلی زمین مین خودرو ہوتا ہے لیکن ان زمینون کے علاوہ یہ اس نرم زمین بھی ہوتا ہے، جو پہاڑی زمین کے مشابہ ہوتی ہے، اس کی شاخ لگائی جاتی ہے اور اس کے پھل جب بالکل تیار ہوجاتے ہین تو کسی ظرف مین الٹ کر رکھدیے جاتے ہین اور اس کا چھلکا آہستہ سے نکال ڈالتے ہین، اس کا پودا بھی اور دوسرے درختون کی طرح منتقل کیا جاتا ہے۔ یہ درخت اگر پانی سے سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے،

ما مین ہے کہ انوخا علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بلوط کی روٹی پکانا چاہے اس کو سب سے پہلے یہ کرنا چاہیئے کہ پھلون کو ٹھیک اس وقت توڑے جبکہ وہ

معتدل طریقہ پر تیار ہوگئے ہون یعنی نہ تو ان کو درخت مین خشک ہونے کے لیے چھوڑے اور نہ قبل تیاری کے توڑے، اس کے بعد اس کا چھلکا ہاتھ یا کسی اور چیز سے چھلکر نکال دے بلوط کا پھل قابض (کسیلا) ہوتا ہی اگر کوئی شخص کھائے اور اس مین قبض موجود ہون اس کو سخت نقصان پہنچے گا، اس کے اصلاح کی ترکیب یہ ہے کہ پھلون کو پانی مین پکا ڈالین اس طریقہ پر کہ ان کو مسلسل چوبیس گھنٹہ بار بار پانی مین پکائین، اور پانی مین نمک کے سوا کوئی اور چیز نہ ڈالین اس کے بعد پانی پھر بدل دین اور چھ گھنٹہ تک ہلکی آگ پر رکھین، تیسری مرتبہ پھر پانی بدلدین اور اسی طرح انکو پکائین پھر چکھین اگر قبض کے اثرات چلے گئے ہون تو خیر ورنہ پھر چوتھی مرتبہ پانی بدل ڈالین اور چار گھنٹہ تک آگ پر رکھین اس کے بعد پھر ضرورت نہ پڑے گی، جب یہ تدبیر ختم ہوجائے تو ان کو کھلے مقام پر ڈالدینا چاہیئے تاکہ ہوا سے خشک ہوجائین خشک ہونے کے بعد شاہ بلوط کے پھل لین اور اس کا چھلکا چھیل ڈالین پھر ان کو چھلکر بلوط کے پھل کے ساتھ مخلوط کردین (نصف بلوط یا ثلث شاہ بلوط یہ دونون قبض کی دافع ہین پھر ان دونون کو پیس ڈالین اور گیہون کے آٹے کی خمیر ڈالکر روٹی پکا ڈالین، نہایت عمدہ غذا ہوگی،

فصل

جو بلوط کہ سفید ہوتا ہے وہ بہت زیادہ شیرین ہوتا ہے بشرطیکہ نہ تو زیادہ تروتازہ ہو اور نہ بہت ہی خشک اور پرانا ہو، پانی مین پکانے سے یہ بہت درست ہوجاتا ہے، بلکہ اس قسم کی غذا بہت ہاضم ہوتی ہے اس کے مضر اثرات کے

دفعیہ کی صورت یہ ہے کہ چھلکا الگ کرکے پانی مین اچھی طرح ابال ڈالین اسکے بعد کھالین،

رازی کا قول ہے کہ بلوط کی روٹیان وہی شخص کھا سکتا ہے جو عادی ہو اور جو اس کا عادی نہ ہوگا وہ اس وقت تک اس کے مضر اثرات سے نہین محفوظ رہ سکتا جبتک کہ کوئی چکنی یا میٹھی چیز یا میٹھا شربت کثرت سے نہ استعمال کرے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مین نے بلوط کے متعلق تجربہ کیا ہے اس کا جوہر غلیظ، یابس اور مائل بہ برودت ہوتا ہے، دل کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس مین خرابیان ڈالتا ہے، ابن حزم کا قول ہے کہ وقتِ ضرورت بلوط بھی بطور غذا کے استعمال کیا جا سکتا ہے،

فصل

کمثری (امرود) کے لگانیکے طریقے، عوام الناس اسکو اجاص بھی کہتے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اس کی دو قسمین ہین، جبلی اور بستانی، اسکی بھی چند قسمین ہین، سکری، ذکری، قرعی، سراجی وغیرہ، ق مین ہے کہ بعض امرود تو میٹھے ہوتے ہین اور بعض تلخ ہوتے ہین، بعض مین پانی زیادہ ہوتا ہے اور بعض مین پانی کم ہوتا ہے، بعض بڑے ہوتے ہین اور بعض متوسط درجے کے ہوتے ہین، اور بعض بالکل چھوٹے ہوتے ہین.

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ یہ درخت

عام طور سے بارد زمین کو چاہتا ہے جس مین پانی بکثرت ہو اور جو سرسبز بھی ہو، اس کی شاخین درخت سے کاٹ کر لگائی جاتی ہین اور ان کے پودے بھی منتقل کر کے لگائے جاتے ہین، نیز ان کے اوتاد اور تخم بھی لگائے جاتے ہین،

یونیوس کی یہ بھی رائے ہے کہ ان سب سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ اسکو دوسرے درختون سے ملا دیا جائے، جنگلون سے اس کے درخت منتقل کئے جائین اور دوسری جگہ پر لگا دیئے جائین، جب کچھ نشو و نما پا جائین تو ان کو ان کے ہمجنس درختون سے ملا دینا چاہیئے،

قروراطیقوس کا قول ہے کہ اگر امرود کے لیے ایسی زمین ہو جس کو سیراب کرنے کی ضرورت نہ پڑے یعنی جو بارش کے پانی سے سیراب ہو چکی ہو تو اسکو ابتدائی موسم خریف مین لگانا چاہیے اور اگر سیراب ہونے والی زمین ہو تو شباط یعنی پھاگن کے آٹھ دن کے بعد لگانا چاہیئے، یہ درخت بارد اور مرطوب مقامات کو چاہتا ہے، سخت زمین مین انکی نشو و نما مشکل ہے، بعض کا قول ہے کہ امرود کے لیے بارد، مرتفع زمین اور ریتیلی زمین دونون نفع بخش ہین، لیکن خشک، گرم، اور سیاہ زمین موافق نہین ہے، اسی طرح خندقون مین بھی نہین ہوتا،

دیمقراطیس نے بیان کیا ہے کہ جس گڈھے مین یہ درخت لگایا جائے اسکو کنکر اور پتھر سے صاف کر دینا چاہیئے، لگانے کے بعد اوپر سے چور کی ہوئی مٹی ڈالدینی چاہیئے اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اسکی وہ شاخین جو جڑ کے قریب ہوتی ہین اور ان مین دوسری چھوٹی شاخین نکل آتی ہین، درختون سے لیجاتی ہین، اُن کی تکبیس ہوتی ہے اور پھر اس کے تخم بھی لگائے جاتے ہین،

نیز اس کے اوتاد جنکا طول کم سے کم تین بالشت ہو اور اسی طرح اس کے ملوخ بھی لگائے جاتے ہین، ان زمینون مین جو پانی سے سیراب کیجاتی ہین، یہ جنوری اور فروری مین لگایا جاتا ہے، اس طرح ان مین جو مرطوب ہوتی ہین، اس درخت کو جہان تک ہو سکے برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اگر یہ ممکن ہو کہ اس کو برابر سیراب کیا جائے تو بہت اچھا ہے، اس کے تخم سب سے پہلے ظروف مین بوئے جاتے ہین، لیکن یہ اسکی زراعت کا سب سے کمزور ذریعہ ہے، اس کا پودا جس گڈھے مین منتقل کیا جائے، کم سے کم چار بالشت گہرا ہو یا اتنا ہو جتنا کہ پودے کا طول ہو، بہرحال گڈھے مین رطوبت ضروری ہونی چاہیئے، جب پودا لگا چکین، تو اوپر سے مٹی ڈالدین، بستانی امرود اکتوبر سے جنوری تک لگایا جاتا ہے اور بری امرود خریف مین لگایا جاتا ہے، بستانی کے متعلق یہ تجربہ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر اس کا پودا اوائل فروری سے اوائل اپریل تک منتقل کر کے لگایا جائے تو وہ بہت اچھا اور عمدہ ہوتا ہے اور نشو و نما بھی جلد پاتا ہے،

غ نے لکھا ہے کہ جو امرود کہ چاند کی تیسری تاریخ کے بعد لگائے جائین، وہ تین سال کے بعد پھلدار ہون گے اور جو پانچ دن کے بعد لگائے جائین، وہ پانچ سال مین پوری طرح تیار ہون گے، اور اگر دس تاریخ کے بعد لگائین تو دس برس کے بعد اور بیس کے بعد لگائین تو بیس برس کے بعد اور اس طرح اگر آخری تاریخون مین لگائین تو تیس برس کے بعد وہ ثمر آور ہون گے، اس لیے اس کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ تیسری تاریخ کے بعد لگا دیئے جائین، ورنہ جس قدر تاخیر کرین گے اسی قدر دیر مین بار آور ہو گا،

بعض نے لکھا ہے کہ امرود دیر مین تیار ہوتا ہے اور اس طرح دیر مین دوسرے درختون سے مرکب ہے، برئ اپنی ہر جنس کے ساتھ ترکیب پاتا ہے وہ منتقل شدہ پودون اور تخمی درختون کے ساتھ جلد ترکیب دیا جاتا ہے، سفرجل اور سیب سے بھی ان کی ترکیب ہوتی ہے، اگر اسکی کوئی شاخ کاٹ ڈالی جائے اور پھر اس کو کسی امرود ہی کے درخت کے ساتھ ترکیب دیجائے تو بہت اچھا ہوگا کیونکہ اس سے ترکیب باطل نہ ہوگی، امرود کے درخت کو ہمیشہ پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے اور پھر اُسپر کھاد ڈالنی چاہیئے، اس مین تھوڑی سی بھی کوتاہی نقصان دہ ہے کیونکہ پہاڑی درخت اسی وقت زیادہ بڑھتے ہین، جبکہ ان کی کھال نرم اور چکنی رہے لیکن اگر خشک ہوگئی تو یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ اچھے نہین ہوتے،

ط مین ہے کہ امرود، ان درختون مین سے ہے جو ترکیب کو جلد قبول کر لیتے ہین اور جب جب وہ ترکیب دیا جائے اچھی طرح پھلے گا، امرود کی روٹیان بھی پکائی جاتی ہین، اسکی ترکیب یہ ہے کہ کچھ خام اور کچھ پختہ پھل لیے جائین اور چھری سے کاٹ ڈالے جائین، پھر ان کو دھوپ مین سوکھنے دیا جائے لیکن چھلکا اور بیج نکالدیا جائے، اس کے بعد بیج سمیت یا اس کے بغیر پیس ڈالا جائے، اس کو نہ ابالنے کی ضرورت ہے اور نہ پانی سے صاف کرنے کی ضرورت ہے، آٹے کو گرم پانی سے جس مین تل کا تیل مخلوط ہو گوندھنا چاہیئے اور اس مین تھوڑی سی خمیر ملا کر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ اس کی خمیر اچھی طرح تیار ہو جائے اس کے بعد تھوڑا سا گیہون یا جو کا آٹا ملا کر روٹی پکا ڈالنا چاہیئے اور بطور غذا کے استعمال کرنا چاہیئے،

فصل

عناب اور نبق[1] کے لگانیکا طریقہ اسکا دوسرا نام رفوف بھی ہی

ط مین ہے کہ عناب اور نبق (یعنی بیر) دونون دو درخت ہین، خ نے لکھا ہی کہ نبق کی چند قسمین ہین، ایک وہ جنمین پھل بڑے بڑے ہوتے ہین اور سرخ رنگ کے ہوتے ہین، دوسرے وہ جنمین آملے (جاوبیر) کے برابر پھل ہوتے ہین، تیسرے وہ جو اس سے بھی چھوٹے پھل والے ہوتے ہین،

ط مین ہے کہ نبق کی چند قسمین ہین، ایک وہ جنکے پھل سرخ اور بڑے ہوتے ہین، دوسرے وہ جو ذرا مستطیل ہوتے ہین، اور جسمین مٹھاس بھی زیادہ ہوتی ہے، نبق برّی اور بستانی دونون ہوتا ہے، پہاڑون پر خود بخود بھی اُگ آتا ہے، میدان اور سخت زمینون مین بھی ہوتا ہے، اس مین کانٹے بھی ہوتے ہین، عمر اسکی زیتون کے برابر ہوتی ہے، پہاڑی اور سخت زمین کو پسند کرتا ہے، اسکی جڑ زمین کے اندر پانی کے تہ تک پہنچتی ہے بلکہ اس سے بھی آگے متجاوز ہو جاتی ہے، بستانی درخت مین زیادہ کھاد ڈالنے کی ضرورت نہین ہے اور اگر بکری کی مینگنیان اور کبوتر کی بیٹ ڈالدیجائے تو اس کے لیے نفع بخش ہوگا اور نشو ونما پائے گا، اسکی جڑ لگائی جاتی ہے اور نئی مٹی ڈالی جاتی ہے، پھر پانی سے سیراب کیجاتی ہے، بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بیر کے درخت کو جس شخص نے کاٹا وہ تھوڑے ہی دنون بعد دنیا سے رخصت ہوگیا،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سمانوس کا قول ہے کہ عناب کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور یہ درخت مرطوب اور تر زمین کو پسند کرتا ہے، دمقراطیس

[1] ہندوستان مین بیر کہتے ہین،

کہتا ہے کہ عناب کی وہ شاخ لینی چاہیئے جو پھلون سے لدی ہوئی ہو، ایسی شاخ جلد زمین کو پکڑ لے گی، بعض کا قول ہے کہ عناب کی گٹھلیان نہین بوئی جاتی ہین، کیونکہ اس طرح جو درخت لگایا جائے گا اس کے پھل اچھے نہین ہوتے ہین، کیونکہ گٹھلی بڑی ہوتی ہے اور گودا کم ہوتا ہے، سب سے بہتر یہی ہے کہ ایک اچھے درخت کی شاخ لگائی جائے تو ہر سال وہ ثمرآور ہو گی، جمعرات کے دن جب قمر انحطاط مین ہو تو اس کو ایک ایسے گڈھے مین لگانا چاہیئے جو تین بالشت گہرا ہو اور بغیر کھاد ملائے ہوئے اس مین مٹی ڈالدینا چاہیئے اور ہر آٹھوین دن پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس کے لگانے کا وقت اوائل نومبر سے اوائل مارچ تک ہے، بعض کی رائے ہے کہ اسکی گٹھلیان ستمبر یا جنوری کے مہینہ مین ظروف کے اندر بوئی جائین اور اس سے قبل ان کو شق کر ڈالنا چاہیئے بونے کے بعد اوپر سے دو یا تین انگل مٹی بھر دین اور اس وقت تک پانی سے سیراب کرتے رہین جبتک کہ وہ اُگ نہ آئے، دو سال کے بعد اوس کو منتقل کرنا چاہیئے، بعض یہ کہتے ہین کہ اوسکی شاخ اور اس کے پودے اور نیز اسکی گٹھلیان، جنوری فروری اور مارچ مین بوئی جائین اور وتد صرف مارچ اور مئی مین لگایا جائے، ہر دو پودون کے درمیان مین پندرہ سے بیس ہاتھ تک کا فاصلہ رہنا چاہیئے، یہ نہ تو اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور نہ غیر جنس کے ساتھ، اسی طرح اپنی کسی دوسری چیز کی ترکیب نہین ہو سکتی کیونکہ اس مین ترکیب کا مادہ ہی کم ہوتا ہے، موسم خزان مین سب سے پہلے اس درخت کی پتیان جھڑتی ہین اور بڑھنے اور نشو ونما پانے مین سب سے آخری درخت ہے، پانی کی کثرت اس کے لیے مضر

نہین ہے اور نہ اس کی قلت نقصان دہ ہے کیونکہ یہ بھی پہاڑی ہوتا ہے بعض لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ سخت یا پتھریلی زمین بھی اس کے لیے موافق ہوتی ہے، سرو کے لگانے کا بھی یہی طریقہ ہے جو عناب کا ہے،

فصل

پستہ کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک باریک اور ایک بڑا، لیکن دونون کے لگانے کا طریقہ ایک ہی ہے، ان مین ایک مذکر اور ایک مؤنث ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس نے اس کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ پستہ کے پھل جو بلا چھیلے ہوئے ہون لیے جائین یعنی اس کا چھلکا آفات سے محفوظ ہو، اس کی زراعت اس طرح ہوتی ہے جس طرح اور دوسرے خشک میوہ جات کی ہوتی ہے اور انھین اوقات مین ہوتی ہے جن مین وہ لگائے جاتے ہین، قسطوس کا قول ہے کہ پستہ کا بڑا دانہ لیا جائے اور باریک دھنی ہوئی روئی مین لپیٹ کر گڈھے مین رکھین تاکہ وہ کیڑون سے محفوظ رہے، اور جو حصہ کھلا ہو وہ آسمان کی طرف کر دین،

سادھس کا قول ہے کہ اگر اخروٹ اور بادام پستہ کے ساتھ بوئے جائین تو وہ ان کو پسند کرے گا، اس لیے پستہ اور اخروٹ کو ایک ہی جگہ پر بونا چاہیئے، شولون کا قول ہے کہ جب پستہ بویا جائے تو اس کے دانہ کو روئی مین لپیٹ دین تاکہ حشرات الارض سے محفوظ رہے، کیونکہ یہ سختی کی وجہ سے بعض جگہ پر پھوٹ جاتا ہے

اور گودا نمایان ہو جاتا ہے جب اس کو ردی یا اون مین لپیٹ دین گے
تو کیڑون سے محفوظ ہو جائے گا، سرخ زمین جو پہاڑی ہو پستہ کے لیے موافق ہے
موسال کا قول ہے کہ اگر پستہ خشک مقام مین بویا جائے اور زیادہ اچھی
طرح نہ پھلے تو بھی اس کا ذائقہ اچھا ہو گا، ریتیلی اور غیر ریتیلی دونون زمینون مین
یہ عمدہ اور بکثرت ہو گا، طامین ہے کہ فستق پستہ بندق سے اس بات مین تشابہ
رکھتا ہے کہ جس طرح اس کی زمین پہاڑی اور سخت ہوتی ہے اسی طرح اسکی
بھی، یہان تک کہ جب پودہ اکھاڑتے ہین تو اس کی جڑون کے ساتھ پتھر بھی
چلے آتے ہین اور بعض لوگون نے اس کو اپنے باغ مین لگایا چنانچہ وہ اچھی
طرح پھلے،

پستہ کی زراعت دانون سے بھی ہوتی ہے اور جڑون کو شاخ سمیت منتقل
کرکے بھی لگاتے ہین، لیکن منتقل کرکے لگانے کی ترکیب بہت اچھی ہے اور
چونکہ دانون مین چھلکا ہوتا ہے اُگنے مین تاخیر ہوتی ہے، پستہ، اخروٹ اور بادام
تینون دیر سے بارآور ہوتے ہین، پستہ کی زراعت اور اس کے پودے لگانے کا
وقت اوائل آذار سے اوائل نیسان یعنی چیت تک ہے، اسی کی طرح بندق
کی زراعت بھی ہے، اس کا درخت دوسرون سے زیادہ خوشنما معلوم ہوتا ہے،
اس کی زراعت گٹھلی، اوتاد اور شاخون سے بھی ہوتی ہے، اس کا دانہ کہ ظرف
مین پہاڑی سفید مٹی ڈالکر بویا جاتا ہے جس مین کھاد بھی ملی ہوتی ہے یا سرخ
مٹی ہوتی ہے اسی طرح بجائے ظرف کے حوض مین بھی مٹی ڈالکر بویا جاتا ہے،
لیکن گٹھلی کو ایک دن اور ایک رات پانی مین صاف ہونے دینا چاہیئے پھر

اس کو حوض مین بوئین، اور دو دانون کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے
اور تین انگلیون کے برابر مٹی ڈالنی چاہیئے، ہر ظرف یا گڈھے مین چار دانے بوئے
جائین اس طریقہ پر کہ دو کے سرون کو اوپر کی سمت کرین اور دو کے نیچے کی طرف کرکے
بوئین، اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہین، پس جس دانہ کا سرا نیچے کی
سمت مین ہو گا تو وہ مذکر ہو گا اور کچھ نہ پھلے گا جس کا اوپر کی سمت مین ہو گا تو وہ
مؤنث ہو گا اور اس مین پھل آئین گے،

بعض کہتے ہین کہ مذکر اس دانہ سے پیدا ہوتا ہے جس کا سرا اوپر کی جانب
ہو اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اسکا مؤنث اس وقت تک نہین پھلتا جب تک
کہ مذکر اس کے ساتھ نہ بویا جائے یا اس قدر قریب ہو کہ مذکر کی خوشبو ہوا کے
ساتھ پہنچ سکے، اس مین بالکل کھجور کی صورت ہوتی ہے ایک قوم نے اس کے
مذکر کا نام برقان رکھا ہے، اس کے بونے کا وقت فروری سے وسط مارچ
تک ہے، اس کی شاخین اور اوتاد بھی اسی طرح لگائے جاتے ہین جیسے اور
درختون مین کرتے ہین، بعض کا قول ہے کہ شاخ یا وتد لینے مین یا تو اس کو
توڑنا پڑیگا یا درخت کو جڑ سے کاٹنا پڑے گا،

اس کی تکبیس بھی اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا کہ استسلاف کے بیان مین
لکھا گیا ہے درخت کی اونچی شاخون کو ظروف مین لے لیا جائے اور پھر بقیہ تدبیرین
اسی طرح زیر عمل رکھی جائین، بہرحال اس کا پودہ جس طریقہ سے بھی لیا گیا ہو
دو یا تین سال کے بعد اپنے ظرف یا اپنی مٹی کے ساتھ منتقل کیا جائے گا،
اور تین یا چار بالشت گہرے گڈھے مین لگا دیا جائے گا بشرطیکہ اپنی نشو و نما

مین منتقل ہونے کے قابل ہو گیا ہو، اکھاڑتے وقت اسکی جڑ یا کوئی شاخ کٹنے نہ پائے، ہر دو درخت کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، پانی سے اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، یہ طریقۂ عمل بندق اور قراسیا مین بھی ہے، وتد اور بلغ اگر لگایا جائے تو اچھا نہین ہوتا ہے، اس کا مذکر مؤنث کے ساتھ اور مؤنث مذکر کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ اس کو بطم کے ساتھ بھی ترکیب دیتے ہین، اس طرح ضرو، قروان لوز یعنی بادام سے ترکیب دی جا سکتی ہے، ہم نے خود ترکیب دے کر اس کا تجربہ کیا ہے، یہ سخت بنجر زمین مین بھی لگایا جا سکتا ہے، لیکن تر اور مرطوب زمین ٹھیک نہین ہے، بلکہ سرخ پہاڑی زمین زیادہ اچھی ہوتی ہے، اس مین ذرا تر اور قوی زمین کا انتخاب کر لینا چاہیئے، اس کے لیے زیادہ سیرابی کی ضرورت ہے اور نہ زیادہ زمین کی درستگی کی ضرورت ہے، اگر پانی زیادہ ڈالا جائے گا تو اسکی رگون اور جڑون مین تعفن پیدا ہو جائے گا،

فصل

قراسیا[1] کے لگانے کا طریقہ، اسی کو حب ملوک بھی کہتے ہین

اس کی دو قسمین ہین ایک سیاہ ہوتا ہے اور ایک سرخ، اسی طرح ایک جبلی ہوتا ہے اور ایک بستانی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حب الملوک حب صنوبر کے بڑے دانون کی طرح ہوتا ہے ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ قراسیا کے لیے بارد زمین اچھی ہوتی ہے، اور اس کے پھل بڑے ہوتے ہین اور کھانے مین لذیذ ہوتے ہین، ہمادر حمہ

[1] فارسی مین ماہو دانہ کہتے ہین،

کا قول ہے کہ قراسیا کی زراعت جنوری اور فروری مین شروع ہوتی ہے، اس کے لیے پہاڑی اور بارد زمین موافق ہوتی ہے، اس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین اور ذائقہ دار ہوتے ہین، اس کی بڑی اور چھوٹی دونون شاخین لگائی جاتی ہین، اور اس کی گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، بعض یہ کہتے ہین کہ قراسیا ٹھنڈے پہاڑ کی اس زمین مین ہوتا ہے جو پانی سے سیراب کر کے مرطوب بنائی گئی ہو، اسی طرح وہ ریتیلی اور پتھریلی اور اس سرخ زمین مین جو مرتفع جگہ پر ہو عمدگی کے ساتھ نشو و نما پاتا ہے، لیکن جلی ہوئی سیاہ زمین مین نہین لگایا جاتا لیکن اگر وہ بھی بہت زیادہ مرطوب ہو تو لگا سکتے ہین، اسکی گٹھلیان اور شاخ اور پودے سب ہی لگائے جا سکتے ہین، کوئی پودہ اس وقت تک نہین اُگے گا جب تک کہ نیچے سے کچھ بڑھا نہ ہو، بلکہ کچھ تنا نکلنے کے بعد اگر لگایا جائے تو بڑھ سکتا ہے، اسکی تکبیس بھی کیجا سکتی ہے، ان تمام طریقون سے جو پودے منتقل کئے جائین، وہ جنوری اور نومبر مین منتقل کئے جائین، اسی طرح پہاڑی قراسیا کی وہ شاخین جو گرمی مین چھوٹی ہون اسی زمانہ مین منتقل کیجائین گی اور ان کے اکھاڑنے کے وقت بھی اس کا لحاظ رکھنا پڑے گا کہ اس کی رگین نہ کٹ جائین اور دوسری گوند دار درختون کی شاخون کی حفاظت کرنی ضروری ہے، ایسا نہ ہو کہ ان کی رگین کٹ جائین، قراسیا باغون مین بھی لگایا جاتا ہے، اس کے لیے سب سے اچھی شاخ وہ ہو گی جو سرخ اور چکنی ہو اور جس کا طول چھ بالشت کے قریب اور اس کے دو پودون کے درمیان مین تقریباً پندرہ ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسکی گٹھلی کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے نئے اور بڑے ظروف مین جون کے مہینہ مین بو دیئے جائین اور تقریباً یہی زمانہ اس کے کھانے کا بھی ہوتا ہے جو جنوری مین جا کر ختم ہوتا ہے، ان گٹھلیون کو پانی مین چوبیس دن تک ڈالدینا چاہیئے یہانتک کہ جون کا

مہینہ گذر جائے، اور اگر اس کو موسم سرما یا خریف مین لگائین گے تو مارچ کے مہینہ مین اس کی نشو ونما شروع ہو گی، بعض وقت آئندہ سال مین اس کی ترقی شروع ہوتی ہے اور دو سال کے بعد اس کے پودے منتقل ہونے کے قابل ہوتے ہین،

اس کے پودون کو پانی کی زیادہ ضرورت نہین ہے بلکہ ہر آٹھوین دن سیراب کرنا کافی ہو گا، اور اگر زیادہ سیراب بھی کرین تو کوئی نقصان بھی نہین ہوگا لیکن اس مین کھاد جب ڈالی جائے گی تو وہ خرابی پیدا کرے گی اور اگر کثرت سے کھاد ڈالی گئی تو وہ خشک ہو جائے گا، جب کوئی عمدہ درخت قَراسیا کا نظر آئے تو اسکی اعلیٰ شاخون کی تکمیس کر لو اور ان کو ظروف مین اسی طرح رکھو جیسا کہ بتایا گیا ہے، لیکن یہ اکتوبر مین کرنا چاہیئے، اور ظروف سے تین سال کے بعد نومبر مین منتقل کر دینا چاہیئے، اور یہ ایک دوسرے کے ساتھ مرکب بھی ہو سکتا ہے، اور شفتالو وغیرہ کے ساتھ بھی ترکیب دیجا سکتی ہے، یہ بادام اور غبیراء کے ساتھ بھی مرکب ہو سکتا ہے، جو درخت کہ پہاڑ سے منتقل کیے جائین اور وہ اچھی طرح تیار نہ ہوئے ہون تو دو سال کے بعد انکی ترکیب کیجائے تاکہ وہ اچھی طرح نشو ونما پا جائین،

جو شخص جلد اس کا پھل کھانا چاہتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ گٹھلی سے جو پودہ تیار ہو اس کو ایک ہی سال مین ترکیب دیدے، دوسرے سال انشاء اللہ وہ پھلدار ہو جائے گا اور کھانے کے قابل ہو جائے گا،

فصل

شنہی کے لگانے کا طریقہ اور حاج غرناطی نے اس کا دوسرا نام زعرور بتایا ہے (فارسی مین کہل کہتے ہین)

اس کی دو قسمین ہین ایک عنصری کہلاتا ہے اور دوسرے شتائی، عنصری کچھ دن رکھ کر کے نہین کھایا جاتا ہے اور شتائی صرف موسم سرما مین اچھا ہوتا ہے، اکتوبر کے مہینہ مین جھاڑنے کے قابل ہوتا ہے اسی کبھی بعض پکے ہوتے ہین اور بعض کچے تھوڑے دن کے بعد عمدہ ہو جاتے ہین، یہ نہایت لذیذ میوہ ہے، بعض لوگ عنصری کو مرتب کر کے لگاتے ہین، پہلی قسم کے درخت مین شاخین زیادہ نکلتی ہین اور شتوی مین صرف ایک تنا ہوتا ہے اور صنوبر کی طرح ایک ہی بر ختم بھی ہوتا ہے، اس کے لیے پہاڑی، ریتیلی اور نرم لیکن گرم زمین موافق ہوتی ہے، حرارت کی اس لئے ضرورت ہے تاکہ وہ پھلون کو پختہ کر سکے، اس درخت کے دانے بھی بوئے جاتے اور شاخین اور پودے بھی لگائے جاتے ہین، اس کے ملوخ کا طول چھ بالشت ہونا چاہیئے، اور اس کے لگانے کا وقت جنوری اور فروری کا مہینہ ہے، اسی طرح اسی زمانہ مین اس کے اوتاد بھی لگائے جا سکتے ہین، اسکی کھاد مین اچھی مٹی اور راکھ اور ریت ملا دینی چاہیئے، اس کا پودہ بھی جنوری ہی کے مہینہ مین منتقل کیا جاتا ہے جس کا گڈھا تین بالشت گہرا ہونا چاہیئے، اور ہر دو پودون کے درمیان مین پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ تمام عمل وہی کرنا چاہیئے جو اس سے قبل بتایا جا چکا ہے، چونکہ یہ ایک خوبصورت درخت ہوتا ہے اس لیے حوض کے قریب لگانا اچھا ہے، اس مین بعض ایسے بھی ہوتے ہین جو بہت دیر مین پھلدار ہوتے ہین حتی کہ بعض بیس بیس

برس کے بعد تیار ہوتے ہین، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا پھل اس وقت تک نہین کھایا جاتا جب تک کہ یہ متعفن نہ ہوجائے، یہ درخت غرناطہ اور اس کے اطراف مین بہت ہوتا ہے، اس کے ساتھ کسی دوسرے درخت کی ترکیب نہین ہوسکتی،

فصل

مصغ[1] کے لگانے کا طریقہ،

یہ جبلی بھی ہوتا ہے جو عوسج کے مشابہ ہوتا ہے اس کے پھل خالص سرخ ہوتے ہین اور چنے کے برابر ہوتے ہین، مزہ اس کا شیرین ہوتا ہے، اس کے درمیان مین بھی ایک دانہ ہوتا ہے، جیسے عنب الثعلب مین ہوتا ہے، یہ بہت زیادہ سرخ پھل ہوتا اور اسی وجہ سے یہ بولا جاتا ہے کہ فلان شئی مصغہ سے بھی زیادہ سرخ ہے، اس کے اوتاد اور پودے اور دانے بھی بوئے جاتے ہین ستمبر کے مہینہ مین یہ کھاد مین ملا کر لگایا جاتا ہے، کھاد مین مٹی اور ریت اور راکھ ہونی چاہیئے اور اگر اس مہینہ مین نہ لگا سکے تو ایک دن تک اس کے دانے کو میٹھے پانی مین ڈالدیا جائے، اس کے بعد بو دیا جائے، اور سال بھر کے بعد منتقل کردیا جائے، اور اس مین بھی وہی عمل کرنا چاہیئے جو شنبہی مین بتایا گیا ہے، جب تک اس کی ترکیب نہ ہو اس وقت تک اس کے پھل زیادہ نہین آتے، یہ بھی متعفن ہونے کے بعد کھایا جاتا ہے اور چونکہ یہ پہاڑی درخت ہے اس لیے یہ پانی کی کثرت کا طالب نہین ہے،

---

[1] یہ لفظ مصغ غین سے ہے دیکھو مفردات ابن بیطار،

فصل

انار کے لگانے کا طریقہ

اس کی بھی چند قسمین ہین شعری، اقلیسی، سجی جسکو دواری اور دلوی دونون کہتے ہین، قسطیلی، عدسی، مرسی، خزائنی، اور ترجین یہ سب اسکی مختلف قسمین ہین، یہ سب شیرین ہوتے ہین، مردنی بھی ایک قسم ہے جس کا قد بڑا ہوتا ہے، اور دانہ سرخ ہوتا ہے اور گودا نہ زیادہ ہوتا ہے، انار کی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس کا پھل ترش ہوتا ہے اور اس کی ایک قسم مذکر ہوتی ہے جسکو جلنار کہتے ہین،

یہ بیان گیا گیا ہے کہ عبدالرحمن کی بہن نے بغداد سے کچھ تحفہ اپنے بھائی کے پاس اندلس مین بھیجا جس مین جلنار کا درخت بھی تھا، بعض یہ کہتے ہین کہ اس نے مدینۂ طیبہ سے بھیجا تھا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو وہان لگایا تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام سفریار کھا گیا،

بعض نے اس کے نام کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ قرطبہ کے ایک کاشتکار نے جس کا نام سفر یا مسافر تھا اس کو سب سے پہلے لگایا تھا اسی کے نام پر اس کا بھی سفریا نام پڑگیا ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ انار سفید زمین کو پسند کرتا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ انار کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہوتی ہے جو خشک ہو اور جس مین تری کا نام نہ ہو، شولون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کے لیے پہاڑی اور تمام خشک زمینین کارآمد ہوتی ہین، لیکن بغیر سیراب کیے ہوئے نفع بخش نہین

ہوتی ہین اگر یہ سیراب نہ کیجائین توان مین شقوق پیدا ہوجائین گے،

لانطیوس کا قول ہے کہ میدان کی مرطوب زمین مین انار زیادہ بڑھتا ہے، لیکن خشک زمین مین بہت زیادہ شیرین اور لذیذ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ پانی سے سیراب کی جائے،

سیدآغوس کا قول ہے کہ پہاڑی زمین شیرین انار کے موافق ہوتی ہے اور چٹیل میدان اور چراگاہ کی زمین ترش انار کے لیے مفید ہے کیونکہ ایسی زمینون مین اس کی ترشی کم ہوجاتی ہے اور تھوڑی مٹھاس آجاتی ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ انار ریتیلی مٹی مین لگایا جائے تو بہت اچھا ہوتا ہے، اصحابِ فلاحت کی ایک جماعت یعنی قسطوس یونیوس وغیرہ کا قول ہے کہ تمام دوسرے پودے، پھول نکلنے سے قبل ہی گڈھون مین منتقل کر دیئے جاتے ہین، لیکن صرف انار کا درخت پھول نکلنے کے بعد منتقل کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی طبیعت جداگانہ ہے،

بندون کا قول ہے کہ انار کے اوتاد اور ملوخ بھی لگائے جاتے ہین، ان کے لگانے کا وقت جنوری فروری مین ہے اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، سادھمس اس کے اوتاد کو فروری کے اخری ایام مین لگانے کی رائے دیتا ہے کیونکہ اس قسم کے درختون مین رطوبت کم ہوتی ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ انار کی سب سے بلند شاخ لینی چاہیئے کیونکہ اس قسم کی شاخ جلد ثمرآور ہوتی ہے اور پھر اس کو ایک عمیق گڈھے مین لگانا چاہیئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ انار اور آس دونون مین مواخاۃ ہے اگر ان دونون کو ایک ساتھ لگا دیا جائے تو دونون بڑھین گے اور دونون کی جڑ ایک دوسرے سے متصل ہوجائیگی،

مرغوطیس کا قول ہے کہ اکثر لوگ انار کے درختون کو قریب لگاتے ہین تاکہ پھل سایہ مین رہین کیونکہ دھوپ پوست کو جلا ڈالتی ہے اور دانون مین سفیدی اور تلخی پیدا کر دیتی ہے، فلاحت نبطیہ مین ہے کہ انار کے دانے فروری کے مہینے مین اچھے گڈھون مین بوئے جائین اور ہر گڈھے مین سات سے چودہ تک دانے ڈالے جائین، پھر ان کو پانی سے سیراب کیا جائے، جب پودے ایک بالشت کے ہوجائین تو ان مین کھاد ڈالی جائے، ایک حصہ بکری کی مینگنی اور ایک حصہ کبوترون کی بیٹ اور ایک حصہ مٹی ملا دیجائے، اس کے بعد بھی پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، جب پودے دو بالشت کے ہوجائین تو ایک ترتیب کے ساتھ سیراب کرنا شروع کر دین، اس کے بعد پودے کو جڑ سمیت اس مٹی کے ساتھ جس مین وہ اگا ہے منتقل کر دینا چاہیئے، اس کے نئے گڈھون مین تھوڑی سی کھاد ڈالدینی چاہیئے، تاکہ لگانے وقت نمی اور رطوبت رہے، صغریت نے لکھا ہے کہ ان گڈھون کو آدمی کے یا اونٹ یا گائے کے پیشاب سے تر کر دینا چاہیئے، کیونکہ انار کے لیے یہ کھاد سے زیادہ مفید ہے،

یہ بھی لکھتا ہے کہ انار کی نشو و نما پانی کی کثرت پر موقوف ہے اس کو جس قدر سیراب کیا جائے اسی قدر اچھا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ جس وقت وہ لگایا جائے اور جب وہ نشو و نما پانے لگے اور جب وہ ثمرآور ہو تو اس کو روزانہ پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، کیونکہ وہ اس کا محتاج ہے، ہر گڈھے مین چھ سے نو اور نو سے بارہ تک دانے بوئے جا سکتے ہین، اس سے زیادہ بونا اچھا نہین ہے، دونون مین مٹی کی وساطت سے فاصلہ رکھنا چاہیئے، پانی قبل لگانے یا بونے کے نہین

ڈالنا چاہیئے لیکن لگانے کے بعد اس کی کثرت مفید ہے،

سوساد نے لکھا ہے کہ انار کی جو شاخ لگائی جائے وہ ایک کنارہ پر چھپا دیجائے، اس سے اسکی نشو و نما اچھی ہوگی، شاخ اور تخم کے ساتھ باقلائے کوٹے ہوئے ٹکڑے کو ایک مٹھی کے برابر ملا دینا چاہیئے، یا چنے کو باریک کرکے دودھ مین بھگا کر گڈھون مین ڈالدینا چاہیئے، اگر شاخون کے اسفل حصہ پر یا دانون پر شہد خالص لپیٹ دین تو اس سے بیدانہ انار ہونگے جو بہت میٹھے ہونگے، انار اور زہریلے کیڑون سے ایک خاص طبعی عداوت ہوتی ہے، جس مقام پر انار کا درخت ہوگا وہان پر یہ کیڑے نہین جا سکتے، خصوصًا کالے سانپ وغیرہ کو انار سے نفرت کرتے ہوئے چشم دید دیکھا گیا ہے، نیز دوسرے قسم کے سانپ اسکی قربت سے بھاگتے ہین، حتی کہ اس کی لکڑی یا چھال کے دھوان سے بھی وہ پریشان ہوکر بھاگتے ہین، شیرین انار کی خاصیتون مین ایک یہ بھی ہے کہ وہ پکی ہوئی چیزون سے دھوان پن کو نکالدیتا ہے، اس طریقہ پر کہ ہانڈی چڑھائی جائے اور شیرین انار کے چند دانے اس مین ڈالدئے جائین اور تھوڑے سی گائے کی چربی ملا دی جائے، اس سے دھوان کا ذائقہ اور دوسرے خراب ذائقے کا اثر جاتا رہتا ہے،

انار کے لیے زمین کے اقسام مین سے وہ زمین نافع ہے جو شیرین ہو اور سرخ نرم زمین اور اسی طرح مرطوب اور ریتیلی زمین اس کے لیے موافق ہے، روغن دار اور مرطوب زمین مین بھی یہ اچھی طرح اگتا ہے، اچھی زمین مین یہ جلد پکنے لگتا ہے، لیکن پھل زیادہ نہین ہوتے ہین، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انار

اور زیتون یابس زمین مین اچھی طرح ہوتے ہین، بعضوں نے یہ کہا ہے کہ انار اور گلنار کے پودے خشک زمین مین منتقل کئے جا سکتے ہین، اور ہر دوسری شام مین ان کے پودون کو سیراب کرنا چاہیئے اور اس مین چڑیون کی بیٹ ڈالدینی چاہیئے، انار کے ملوخ اوتاد اور شاخین اور پودے بھی لگائے جاسکتے ہین، اسکی تکبیس اور استسلاف دونون کیجا سکتی ہے، اس کے دانے بھی بوئے جاتے ہین، اس کے اوتاد جنوری کے مہینہ مین لگائے جاتے ہین اور تین وتد کو ایک ہی جگہ پر رکھتے ہین، بشرطیکہ یہ نیت ہو کہ اسی جگہ پہ چھوڑ دیئے جائینگے، لیکن اگر منتقل کرنے کا خیال ہو تو سب کو الگ الگ لگانا چاہیئے، اسی طرح ملوخ کو بھی لگانا چاہیئے، بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ انار کے اوتاد مارچ کے مہینہ مین اور ملوخ فروری کے مہینہ مین لگائے جاتے ہین، اور دسمبر مین تکبیس کیجاتی ہے، اس کا گڈھا دو بالشت سے زیادہ گہرا نہین رکھنا چاہیئے، اس کے تخم کو اس طرح بویا جائے کہ پختہ انار کا پھل لیا جائے اور اس کا عرق نچوڑ دیا جائے پھر اس کے تخم کو پانی سے دھوکر اچھی طرح خشک کردین اور پھر نئے ظروف مین رکھدین، لیکن یہ طریقہ سب سے ناقص ہے، جنوری کے مہینہ مین ان کو بویا جائے، ظروف مین اچھی مٹی اور پرانی کھاد ملا دین، نیز راکھ اور ریت بھی ڈالدین، تین سال کے بعد اس کو منتقل کرین جہان پر موقعہ دیکھین ایسا ہی مین، اس کے منتقل شدہ پودے تین بالشت گہرے گڈھوں میں لگائے جائیں کیونکہ اس کی جڑین زمین کی سطح کے قریب ہی رہتی ہین اور اس مٹی سے جلد مخلوط ہو جاتی ہین، جس مین راکھ ہوتی ہے، ہر پودون کے درمیان مین چھ سے آٹھ ہاتھ تک فاصلہ

رکھنا چاہیئے، اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا اچھا نہین ہے، اس کی وجہ مرغوطیس
نے اس سے قبل بتادی ہے، جو پودہ کہ اپنی پہلی مٹی کے ساتھ منتقل کیا جائے،
وہ بہت اچھی طرح نشو ونما پاتا ہے، منتقل کرنے کے ایک سال کے بعد کھاد ڈالنی
چاہیئے جس مین کبوتر کی بیٹ اور ریت وغیرہ ملی ہو، بقیہ عمل اسی طرح کرنا چاہیئے جیسا
اس سے قبل بتایا گیا ہے،

اس کے اوتاد اور طوخ پھول کے نکلنے کے بعد لگائے جاتے ہین، جن شاخون
کی کھال پھٹی ہو ان کو ہرگز نہ لگانا چاہیئے کیونکہ اس طرح لگانے مین پھل کم آتے ہین،
اور گر جاتے ہین، اس مین کوئی علاج کارگر نہین ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ ہم نے انار کے ایک درخت کو ہرا بھرا دیکھا،
جو ایک وتد سے لگایا گیا تھا، اس کا منتقل شدہ پودہ بھی چھوٹے سے قد مین ثمر آور
ہوگیا تھا، لیکن جب زیادہ پھل آیا تو وہ بڑھ نہ سکا کیونکہ وہ اچھی طرح ہوا کو دفع
نہین کرسکتا تھا،

بادنجان کا پودہ انار کے موافق نہین ہوتا، انار کے لیے کثرت سیرابی اور کثرت
تعمیر یعنی ہلوائی بہت مفید ہے، اس کو وہ پسند کرتا ہے، اور اگر پانی کی قلت ہو
تو بھی کوئی نقصان نہین ہوتا، اس کو آخری جون سے آخری ستمبر تک سیراب کرنا چاہیئے
اکتوبر کے نصف مہینہ مین اس کا دانہ جم جاتا ہے، ریت کی کثرت اس کے لئے
نقصان دہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ انار کھاؤ اس سے
حسد و بغض دفع ہوجاتا ہے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آنحضرت ؐ سے

روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ انار کے ساتھ اس کی گٹھلی یعنی تخم بھی کھاؤ اس سے
معدہ کی اصلاح ہوجاتی ہے، جس شخص کے پیٹ مین عرق انار جائے اس کا قلب
روشن رہتا ہے، اور چالیس دن تک شیطان کے وسوسہ سے محفوظ ہوجاتا ہے،
حضرت حارث کہتے ہین کہ مین نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ گود مین انار رکھکر کھا
رہے ہین مین نے پوچھا کیا کھا رہے ہین، جواب دیا کہ اے حارث ہر انار مین
ایک دانہ جنت کا بھی ہوتا ہے، جو شخص اس کو کھاتا ہے وہ آسودہ ہوجاتا ہے،
مین اسی کو ڈھونڈھتا ہون، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لوگون نے دیکھا کہ
جب وہ انار کا دانہ دیکھتے تھے تو اٹھا کر کھا لیتے تھے لوگون نے پوچھا کہ ایسا
کیون کرتے ہین فرمایا کہ کوئی انار ایسا نہین ہے جس مین جنت کا ایک دانہ
نہ ہو، مین اسی کو سمجھکر کھا لیتا ہون، ابو عبداللہ سے مروی ہے کہ ہر انار مین ایک
دانہ جنت کا ہوتا ہے اس لیے اس کے کھانے مین مین کسی کو اپنا شریک نہین
بناتا ہون،

گلنار کے لگانے کا طریقہ

یہ بھی انار کی ایک قسم ہے، یہ مذکر ہوتا ہے، اس کی بھی دو قسمین ہین، ایک
بستانی اور جبلی، اس کی پتیان بڑی بڑی ہوتی ہین، شگوفہ اور پھول انار سے بھی بڑے
ہوتے ہین، اسکی کلیان سرخ رنگ کی ہوتی ہین، بعض گلابی ہوتی ہین اور بعض
سفید ہوتی ہین، اس کی شاخین اور اوتاد اسی طرح لگائے جاتے ہین جیسے انار کے
لگائے جاتے ہین، اس مین تخم نہین ہوتا ہے،
جو شخص انار کو گلنار بنانا چاہے، اس کو انار کے ان اوتاد کو جن کے اطراف

وجوانب کٹے ہوئے نہ ہون نومبر کے مہینہ مین الٹ کر لگائے اور ایک سال کے
بعد اکھیڑ ڈالے اور اطراف وجوانب کو تیز لوہے سے کاٹ ڈالے اور دوبارہ اسی
طرح لگا دے، اس طریقہ پر چار مرتبہ چار سال تک کرے، پانچوین سال مین اسکو
آرام لینے کے لیے چھوڑ دے، پھر اس مین کلیان انار کی کلیون سے زیادہ کھلین گی
اور خوشنما معلوم ہونگی، اور تا دزیادہ تعداد مین لگائے کیونکہ بار بار اکھیڑنے اور لگانے
سے اس کا بعض حصہ خراب ہوجاتا ہے،

فصل

بادام کے لگانے کا طریقہ،

ان مین سے بعض بڑے ہوتے ہین اور بعض شیرین اور پستہ کے برابر ہوتے
ہین، لیکن سب کی ترکیب عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے
کہ یونیوس کہتا ہے کہ بادام نرم زمین کو چاہتا ہے، قسطوس کا قول ہے کہ بادام
کے لیے سب سے اچھی زمین جزائر کی ہوتی ہے، سمانوس کا قول ہے کہ بادام پہاڑ دن
مین لگایا جاتا ہے کیونکہ وہ برودت کو پسند کرتا ہے، نرم زمین مین یہ بڑا ہوتا ہے
اور کثرت سے پھلتا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ بادام کا تخم گوبر ملے ہوئے کثیر المقدار پانی مین تین دن تک
ڈالدین، اس کے بعد نکالکر ہر ایک کو ایک گڈھے مین بودین، اس سے قبل گڈھے
مین کچھ زمین کی مٹی ملا دینی چاہیئے، اور دو تخمون کے درمیان مین کچھ فاصلہ رکھنا
چاہیئے، تخم کا پچھلا حصہ زمین سے متصل رکھنا چاہیئے، یعنی اس مٹی پر جو بعد کو ڈالی گئی ہو،

پچھلا حصہ گڈھے کے علوی سمت مین نہین ہونا چاہیئے، اس کے بعد مٹی ملی ہوئی کھاد
ڈالنی چاہیے، گڈھے کا عمق ایک بالشت سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے، گڈھے کے قریب
ایک ستون گاڑ دینا چاہیئے تاکہ اس پر چڑھ سکے، یونیوس یہ بھی کہتا ہے کہ بادام ان
شاخون سے بھی لگایا جاتا ہے جو وسط سے کاٹی گئی ہون، قسطوس کہتا ہے کہ بادام
کی زراعت مین اختلاف ہے، بعض اس کے چھلکے لگاتے ہین اور بعض پودے
لگاتے ہین، بعض اس کی شاخین لگاتے ہین، انکو ہاتھ سے نوچتے ہین، اکثر بادام
کی وہ شاخین لگائی جاتی ہین جو بالکل اوپر ہوتی ہین اور اس طریقہ کو دوسردن نے
پسند بھی کیا ہے، یونیوس کے علاوہ بعض نے یہ کہا ہے کہ درخت کے قریب جو شاخین
پھوٹتی ہین ان کو جڑ سمیت لگا دینا چاہیئے، بادام کا پودہ خریف مین منتقل کیا جاتا ہے،
ربیع مین نہین، کیونکہ ربیع مین اس کی پتیان بڑھتی ہین، لیکن تخم ربیع اور خریف
دونون مین بوئے جاسکتے ہین،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ بادام اس وقت درخت سے توڑا جائے جب کہ اسکے
اوپر کا چھلکا نکل آئے اور جو تیار نہ ہو اس کو رہنے دینا چاہیئے تاکہ دھوپ مین
رہ کر سفید ہوجائین، دسمبر کے وسط مین اس کا پودہ منتقل کیا جاتا ہے، ابن حجاج
کی کتاب مین ہے کہ اگر بادام کا تخم زمین مین چار انگل گہرے گڈھے مین بویا جائے
تو وہ نہین اُگے گا، بادام مین سب سے پہلے پھول آتا ہے، یہ درخت کثرت سے
کھاد کا محتاج ہے، اس مین گائے کا گوبر بادام کے پتے کے ساتھ ملاکر دیا جائے
خشک مٹی اور انسان کا فضلہ اسی طرح کبوتر اور دوسری چڑیون کی بیٹ بھی دیجائے
اس کی ترکیب یہ ہے کہ گائے کے گوبر مین بادام کا چھلکا اور اسکی پتیان ملا دیجائین،

اور پھر ان کو ایک گڈھے مین ڈالدیا جائے اور اس کے بعد پیشاب ڈالدیا جائے
یہان تک کہ سخت متعفن اور سیاہ ہوجائے اُس کے بعد خشک ہونے دیا جائے
اور اس مین خشک مٹی ملادی جائے، بادام کے درخت مین کھاد اس کو سیراب
کرنے کے بعد ڈالنی چاہیئے، خشکی کی حالت مین ڈالنا اچھا نہین ہے دسمبر مین اسکا
عمل اچھا ہوتا ہے، کھاد کے ڈالنے کا یہی طریقہ اس کو شیرین بنادیتا ہے تلخ بادام
مین صرف ایک مرتبہ کھاد ڈالیجاتی ہے، اس کی روٹیان پکائی جاتی ہین،
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی دوسرے غلہ کے ساتھ پیس کر روٹی پکائین،
بادام کے لیے پہاڑ کی بلند جگہین بہت مفید ہین اور اس کے سامنے کے میدان
بھی اچھے ہوتے ہین، پانی سے تمام سیراب ہونے والی زمینین اس کے لیے اچھی
ہین صرف سیاہ زمین مضر ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے، اور اس کی شاخین تکبیس
کی ترکیب سے لیجاتی ہین اور وہ لانبے گڈھون مین پچھادیجاتی ہین ان کے اوپر
اور نیچے مٹی ڈالدیجاتی ہے، ہر چوتھے دن سیراب کیا جاتا ہے، نومبر کے مہینہ مین
ایسا کرنا چاہیئے اس کے اوتاد کو اسی زمانہ مین نہرون کے قریب یا پانی کے راستون
کے قریب لگانا چاہیئے، اس کا تخم اگر تین دن تک پانی اور شہد مین ڈالدیا جائے
تو بہت شیرین ہوگا، تخم کو ظروف مین بونا چاہیئے، یا حوضون مین، تخم کے اوپر کا
حصہ اوپر رکھنا چاہیئے اور نیچے کا حصہ زمین سے متصل رکھنا چاہیئے،
انطولیوس افریقی کا قول ہے کہ ہر گڈھے مین تین دانے کھڑے بوئے
جائین اس کے بعد ایک سال کے بعد ان کو منتقل کردیا جائے بعض کا یہ قول ہے
کہ جنوری مین ظروف سے حوضون مین منتقل کرنا چاہیئے اور دو سال کے بعد اس جگہ

لے جانا چاہیئے جہان یہ نشو ونما پاسکے، منتقل کرتے وقت اس کی رگین نہ کٹنے پائین
اور ان مین لوہا نہ لگنے پائے، ایسے گڈھے مین پودہ کو منتقل کرنا چاہیئے جو اس کے قد
کے لحاظ سے مناسب ہو ہر دو درخت کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے،
بعض لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر نہ منتقل کیا جائے تو اچھا ہے لیکن مین نے ایسے
درخت کو جو منتقل نہین کیا گیا تھا دیکھا کہ اسمین پھل کم آتے ہین،
بادام کاٹ چھانٹ کو پسند نہین کرتا اور نہ یہ زیادہ تعمیر کو چاہتا ہے کیونکہ
یہ پہاڑی پودہ ہے، خریف کے موسم مین ہم جنسون کے ساتھ مرکب ہوسکتا ہے، آڑو، پستہ
کشمش، اخروٹ، عیون البقر اور دوسرے گوند دار درختون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے
امرود کے درخت کے ساتھ جو بادام لگایا جاتا ہے، وہ بہت زیادہ اچھا ہوتا ہے،

فصل

صنوبر کے لگانے کا طریقہ،

اس کی تین قسمیں ہین صنوبر جبلی جو مؤنث ہوتا ہے، اس کے پھل بڑے بڑے
ہوتے ہین دوسری قسم وہ ہوتی ہے جس مین پھل نہین ہوتے ہین اسکو مذکر کہتے ہین،
اور ارز بھی کہلاتا ہے، تیسرا سرو کے مشابہ ہوتا ہے، تینون کا عمل ترکیب ایک ہی ہے،
ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ دیمقراطیس نے کہا ہے کہ صنوبر کو تین دن
تک پانی مین بھگانا چاہیئے اس کے بعد وہ بویا جائے، اس کو اوائل مارچ مین لگانا
چاہیئے اور دو سال یا تین سال کے بعد منتقل کرنا چاہیئے، یہ جنگلون مین اچھی طرح
ہوتا ہے انتولون کا قول ہے کہ اس کے لئے ریتیلی زمین اچھی ہے کیونکہ ساحلی پودون

مین سے ہے، باغون مین بھی لگایا جاتا ہے، مرسیال کہتا ہے کہ صنوبر کے لیے ساحلی اور نرم زمینین مفید ہوتی ہین،

یونیوس کہتا ہے کہ صنوبر کی زراعت فندق کی طرح ہوتی ہے اور اسی زمانہ مین لگایا جاتا ہے جس مین وہ لگایا جاتا ہے، جو صنوبر جبلی ہوتا ہے وہ ریتیلی اور پتھریلی اور خشک زمین کو پسند کرتا ہے، اس مین کلیان نہین ہوتی ہین بلکہ سنبل ہوتے ہین، اس کا تخم بھی لگایا جاتا ہے اور پودے بھی دوسری جگہ سے منتقل کر کے لگائے جاتے ہین، لیکن اس کے اوتاد اور عیون اور موخ کار آمد نہین ہوتے ہین،

اسکے تخم کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا چھلکا توڑ کر نکالدیا جائے اور بغیر آگ دکھائے ہوئے نئے اور بڑے ظروف مین بو دیا جائے، ظروف مین مٹی اور کھاد ڈالدی جائے، دانہ کو دو انگلی کے برابر کھاد کی گہرائی مین ڈالدینا چاہیئے، اور پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس کے بونیکا وقت جنوری اور فروری کے اوائل میں ہے، بعض کہتے ہین کہ فروری کے اوائل مین ہے، لیکن اس سے زیادہ مدت بڑھانی نہ چاہیئے، اگر فروری کا مہینہ گذرجائے تو مارچ مین بھی لگا سکتے ہین، کھاد ہی مین یہ دانہ اگتا ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ اس کے دانون کو تین دن تک پانی مین بھیگنے کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے اور تین تخمون کو ایک ہی گڈھے مین بونا چاہیئے، ان مین سے ایک کے اس حصہ کو جو باریک ہے نیچے کی جانب رکھین، بعض یہ کہتے ہین کہ اس باریک حصہ کو اوپر ہی کی طرف رکھنا چاہیئے، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ تخمون مین دس دن تک بچون کا پیشاب ڈالنا چاہیئے اور بعض پانچ دن تک کہتے ہین، یہ ایک سال کے بعد ظروف سے منتقل کر کے حوضوں میں لایا جاتا ہے اور پھر دو یا تین سال کے بعد

اپنی اصلی مٹی کے ساتھ اس جگہ منتقل کر دیا جاتا ہے، جو اس کے لیے اچھی ہو، جنوری ہی مین اس کا پودہ پہاڑون سے منتقل کیا جاتا ہے، اسکی تمام جڑین اور رگین کٹنے سے محفوظ رکھی جاتی ہین، اور یہ بہت آہستگی کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے اور اس گڈھے مین لگایا جاتا ہے جسکی گہرائی دس بالشت ہو، اور ہر دو درختون کے درمیان مین بارہ ہاتھ یا اس سے کچھ کم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، لگانے کے بعد آٹھ دن تک اس کو متواتر سیراب کرتے رہنا چاہیئے، پھر ایک دن بیچ کر کے آٹھ دن تک پانی ڈالنا چاہیئے، ایک مہینہ کے بعد ہر آٹھوین دن پانی ڈالنا چاہیئے، حوضون مین کھاد نہ ڈالی جائے کیونکہ کھاد اس کو خراب کر دیتی ہے، جب پودہ بڑھنے لگے تو ہر سال اسکی شاخین ربیع کے موسم مین سیدھی کر دی جائین، تاکہ اسکی شاخین بلند ہو سکین، ہر سال اسی طریقہ پر کرین، یہانتک کہ وہ بلند ہو جائے اور اس مین پھل آجائین، اس تدبیر سے وہ بڑا ہوگا اور پھل بھی آئین گے، اسکو ایک دن ناغہ کر کے پانی دینا چاہیئے، اس کے لیے پانی کی کثرت ٹھیک نہین ہے،

اگر جو اس کے تخم کے ساتھ یا پودون کی جڑ مین ڈالدیا جائے تو وہ بہت جلد نشو و نما پائے گا، یہانتک کہ دوسرا اگر تین سال مین بڑھے گا تو یہ بہت کم مدت مین بڑھجائیگا، لیکن جس گڈھے مین یہ لگایا جائے اس مین کھاد ڈالدی جائے،

ارز جس کا دوسرا نام سرو ہے اسکی زراعت کا بیان،

اسکی دو قسمین ہین ایک (طرفا) یعنی جھاؤ کے مشابہ ہوتا ہے دوسرا (عرعر) سرو کو ہی کے مشابہ ہوتا ہے، اور اس کو صنبی بھی کہتے ہین، شام مین اس درخت کو ارز کہتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ سرو کے دانے بوئے جاتے ہین اور ان کے ساتھ جو کی زراعت کیجاتی ہے، جب اس کا پودہ اس قابل ہو جائے کہ وہ منتقل کیا جائے تو اس کو منتقل کر دینا چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے بعض فلاحت کی کتابون مین یہ پڑھا ہے کہ سرو کے ساتھ جو کی زراعت کی علت یہ ہے کہ جو زمین سے مرطوب اور لعابدار غذا حاصل کرتا ہے، اسلیے سرو کے ساتھ اس کے شریک کرنے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ زمین کی رطوبت جو جذب کرے تاکہ سرو لعابدار رطوبت رکھنے والی زمین کے مضر اثرات سے محفوظ ہو جائے اور سرو کے لیے زمین عمدہ ہو جائے،

ابن حجاج کے علاوہ دوسرون کی رائے ہے کہ سرو کے لیے ریتیلی خشک مٹی موافق ہے خصوصًا وہ سرو جو تخم سے اُگا ہو، اور اچھا سرو وہی ہوتا ہے جس کا تخم بویا جاتا ہے

اس کا دتد نہین لگایا جاتا ہے اس کی جڑ یا قرب وجوار مین ایسی شاخ نہین ہوتی ہے جو لگائی جا سکے، مگر اس کی ان شاخون کی تکبیس کیجاتی ہے جو نیچے کی طرف اس طرح جھکی ہون کہ ان کا اعلیٰ حصہ سطح زمین تک پہنچتا ہو، اس قسم کی شاخون کو زمین مین دو بالشت کا گڈھا کھود کر اکتوبر کے مہینہ مین دفن کر دین، ان شاخون کو ظروف مین بھی استسلاف کے اصول پر لگاتے ہین، اس کے تخم کے بونے کی صورت یہ ہے کہ درخت سے اسکا سبز پھل فروری کے آخری عشرہ مین لے لیا جائے اور اس کا دانہ نکالا جائے اور سرخ ریتیلی اور خشک مٹی مین اس کو بویا جائے، جیسے پودینہ لگایا جاتا ہے، تخم کے بونے کے بعد اوپر سے ایک تہ ریت کی ڈالدینی چاہیئے، سرو کا تخم کمزور تخمون مین سے ہے اس مین وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو ریحان مین بتایا جا چکا ہے اور ان ظروف کو جنمین یہ تخم بوئے جائین اس مقام پر رکھین جہان پر آفتاب کی گرمی پہنچ سکے، لیکن بعض کی رائے ہے کہ ایسے مواقع پر رکھنا چاہیئے جہان دھوپ نہ پہنچے اس کی حفاظت کرنی چاہیئے کہ اس پر بارش کا پانی اس وقت تک نہ پڑے جب تک کہ وہ اُگ نہ جائے، اس کو ہر ہفتہ مین دو مرتبہ میٹھے پانی سے سیراب کرنا چاہیئے،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی زراعت جو کے ساتھ عمدہ ہوتی ہے۔ جب جو تیار ہو جاتا ہے تو سرو کو اکھیڑ لینا چاہیئے، اور دوسری جگہ منتقل کر دینا چاہیئے، ایک سال کے بعد حوضون مین لیجانا چاہیئے، بشرطیکہ اس مین انتقال کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور اس جگہ پر لگانا چاہیئے جو اس کے لیے مناسب ہو، بعض کی رائے ہے کہ دو سال کے بعد وہان کی مٹی کے ساتھ اس کو منتقل کیا جائے اور اس کی رگین جڑ کی طرف موڑ دی جائین، ہر دو پودون کے درمیان مین چھ سے آٹھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ہر

چوتھے دن ان کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے اور زمین کی بار بار تعمیر کرنی چاہیئے، یہان تک کہ وہ تکمیل تک پہنچ جائے، بعض کی رائے ہے کہ ایک سال کے بعد اسکی جڑ کو خریف مین کھولدین، اور اس مین انسان کا خشک غلیظ برادہ کی طرح ڈالدین، اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہین، بعض یہ کہتے ہین کہ اسکی جڑ مین پرانی کھاد کی طرح کی مٹی ڈالدین اور بار بار اسکو کھودتے رہین، بقیہ تمام صورتین اور تدبیرین وہی ہین، جو اس سے قبل بتا دی گئی ہین اس کی جو شاخین زمین کے متصل ہون، ان کو ایک ہاتھ کے انداز سے چھانٹ ڈالنا چاہیئے، اَجل کی زراعت کا بھی یہی طریقہ ہے، اور اسی طرح عرعر بھی لگایا جاتا ہے، یہ دونون سرو کے مذکر کہلائے جاتے ہین بعض یہ کہتے ہین کہ عرعر سرو جبلی کو کہتے ہین، اسکی دو قسمین ہین ایک بڑا اور ایک چھوٹا۔

فصل

توت کی زراعت کا طریقہ،

اس کو توت العربی توت الحریر بھی کہتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ توت کو اول ربیع یا خریف مین بونا چاہیئے، جو خریف مین لگایا جائے، اس کو انگور کے پھلنے کے بعد لگانا چاہیئے توت کا تخم بھی بویا جاتا ہے، اور اسکی تطعیم[1] بھی ہوتی ہے، دیمقراطیس کہتا ہے کہ توت کا وتد ایک ڈنڈے کے برابر حاصل کرنا چاہیئے اور جنوری کے مہینہ مین اس کو لگانا چاہیئے، قردراطیقوس کی رائے ہے کہ اس کے ملوخ جو ذرا موٹے ہون ان کو آخر جنوری سے آخر فروری تک لگا دین،

[1] یعنی اسکی شاخ کسی دوسرے درخت کے ساتھ بھی لگائی جاتی ہے،

اس کا پودہ بھی لگایا جاتا ہے، اس درخت کے لیے ریتیلی اور تر نرم اور مرطوب زمینین مفید ہوتی ہین، موٹی زمین مین بھی یہ اچھی طرح ہوتا ہے بشرطیکہ پانی سے بکثرت سیراب کیجائے، کیونکہ اس قسم کی زمین پانی کو زیادہ مقدار مین چاہتی ہے،

توت کی چند قسمین ہین، ایک سفید ہوتا ہے جو متوسط درجہ کا ہوتا ہے، نہ زیادہ بڑا ہوتا ہے اور نہ زیادہ چھوٹا ہوتا ہے، دوسرا سیاہ ہوتا ہے، بعض زرد اور بعض نیلگون اور بعض خاکی رنگ کے ہوتے ہین، ان کے ذائقہ مین بھی تفاوت ہوتا ہے، بعض شیرین ہوتے ہین بعض کڑوے اور بعض پھیکے ہوتے ہین، توت کے لیے اچھی کھاد مفید ہوتی ہے، اس کے لیے کوئی کھاد مخصوص نہین ہے بلکہ مختلف قسم کی کھادون کا ڈالنا زیادہ نفع بخش ہوتا ہے اور اس سے وہ زیادہ نمو پاتا ہے اور اچھی طرح بارآور ہوتا ہے، اس کا سب سے اچھا پھل وہ ہوتا ہے جس کو کسی چڑیا نے کھایا ہو، یہ اس کی غایت پختگی اور شیرینی پر دال ہے، توت ان مقامات پر لگایا جاتا ہے جہان پر نہرون کا کنارہ ہو، یا جہان پر بارش کا پانی اگر جمع ہوتا ہو، کیونکہ ایسی جگہ پر یہ جلد نشوونما پاتا ہے، اور کھاد اس مین اور زیادہ قوت پہنچاتی ہے، اس تری کی وجہ سے جو زمین پانی کی قربت سے حاصل کرتی ہے، یہ بہت زیادہ اگتا ہے، جنگلون مین یہ خودرو بھی ہوتا ہے، لیکن جو توت کہ پانی کے قریب یا نہرون کے کنارے پر لگائے جاتے ہین وہ بڑے ہوتے ہین اور ان کے پھل بھی اچھے ہوتے ہین، توت ترکیب کو قبول کرتا ہے بشرطیکہ اس کے مشابہ اور ہم جنس چیزین ہون، سوسادے نے کہا ہے کہ توت امرود کا بھائی ہے کیونکہ وہ بہت سی چیزون مین ان کا مماثل ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ توت کے لیے خشک قلیل الرطوبت زمین جس پر ہوا کا گذر کم ہو موافق ہوتی ہے، کیونکہ

اس درخت کی جڑین مضبوط نہین ہوتی ہین اگر ہوا زور وشور سے چلے تو درخت کو گرا دے، تقریباً ہر قسم کی زمین سوائے سیاہ زمین کے اس کے موافق ہوتی ہے، مرطوب اور بکثرت پانی سے سیراب شدہ زمین مین یہ بہت عمدہ ہوتا ہے، نیز اس مین جسمین پرانی کھاد ملی ہو اچھا ہوتا ہے، ملوخ اور لواحق کے لیے چار بالشت کی شاخین لینی چاہییں، جو سرخ اور چکنی ہون اوتاد بھی اتنے ہی لانبے لیے جائین اور یہ ایک ذراع سے ایک ہرادہ یعنی ڈنڈے تک موٹے ہون، یا قدم سے ساق تک موٹے ہون، اس کا تخم بھی لگایا جاتا ہے، اس کے اوتاد اور ملوخ دونون ایک صف مین نہر کے قریب لگائے جاتی ہین اور جو شاخین کہ زیادہ موٹی ہون ان مین سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تین تین بالشت کے کاٹ لیے جائین اور انکی مٹائی پھاڑ چیر کر کم کر دی جاتی ہے، اس کے بعد زمین کے حوضون مین لگا دیے جائین اور اوپر سے زمین کی مٹی ایک بالشت کے انداز سے ڈالدیجائے اور بار بار اس کو سیراب کرتے رہین اور اسی طرح سیراب کرین جس طرح کہ زیتون وغیرہ کو سیراب کرتے ہین، اس کے لگانے کا وقت اول نومبر سے وسط اپریل تک ہے، اور بعض کہتے ہین کہ فروری اور مارچ کے نصف اوّل مین ہے،

اس کا تخم کمزور ہوتا ہے، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ جب پھل اچھی طرح پک جائے تو اس کو پانی سے دھونا چاہیے اور ملکر اس کا پانی نچوڑ دینا چاہیے، اس کے بعد اس کو سایہ مین خشک کرنا چاہیے، جب خشک ہو جائے تو اٹھا کر زراعت کے وقت کے لیے رکھدینا چاہیے، پھر جب وقت آئے تو تخم کو ظروف مین بو دینا چاہیے اور ایک سال کے بعد زمین کے حوض مین منتقل کرنا چاہیے پودون کے ساتھ ظروف کی مٹی لیجائے، اور پھر دو سال کے بعد حوض سے پودے

کسی مناسب جگہ پر منتقل کیے جائین، حوضون کی مٹی بھی ساتھ ہی منتقل کیجائے، اسکی شاخین بھی تکبیس کے بعد منتقل کیجاتی ہین تاکہ ان مین جڑین بکثرت نکل آئین تکبیس جنوری کے مہینہ مین کرنا چاہیے اور ہر پودہ کے لیے اس کے قدوقامت کے لحاظ سے گڑھا کھودنا چاہیے اور ہر دو پودون کے درمیان بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ درخت بہت بڑھتا ہے اس کو پانی سے برابر سیراب کرنا چاہیے، جب زمین مین جڑ پکڑلے تو ہر آٹھوین دن پانی ڈالنا چاہیے،

توت کی پتیان ریشم کے کیڑون کے لیے جمع کیجاتی ہین، لیکن اس وقت جبکہ درخت ایک سال کا ہو چکا ہو، عیون یعنی پتلی شاخون کی پتیان نہین لیجاتی ہین انکا توڑنا درختون کے لیے مضر ہے، توت کی اصلاح کے لیے ہر سال اس کو چھانٹتے رہنا چاہیے اور ہر اس شاخ کو کاٹ ڈالنا چاہیے جس مین گرہ پڑ گئی ہو،

جب کبھی توت کا درخت اکھاڑا جائے تو اس کے اوپر کا حصہ قدآدم کے برابر جنوری مین کاٹ لینا چاہیے پھر اس کو سفید اور شیرین زمین مین لگا دینا چاہیے، جب نشو ونما پانے لگے تو اس کے ضعیف حصون کو کاٹتے رہنا چاہیے یہان تک کہ وہ قوی ہو جائے اور اچھا ہو جائے، نیز برابر اسکی زمین کو درست کرتے رہنا چاہیے،

فصل

(جوز) اخروٹ کے لگانے کا طریقہ،

اس کی چند قسمین ہین، ایک ملیسی کہلاتا ہے جس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین، اور چھلکا باریک ہوتا ہے، دوسرا ترصین کہلاتا ہے جس کے پھل چھوٹے ہوتے ہین،

اور چھلکا سخت ہوتا ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ اخروٹ ان مقامات کو پسند کرتا ہے جہان پانی افراط کے ساتھ پہنچتا ہو، نرم اور بارد زمین اس کے لیے گرم زمین سے اچھی ہوتی ہے،

سادھس کا قول ہے کہ اخروٹ کے لیے وہ پہاڑی حصے بھی موافق ہوتے ہین جنکے دامن مین پانی ہوتا ہے اور وہ پودون کو سیراب کرتا ہے، سودیون کہتا ہے کہ اخروٹ نرم اور مرطوب زمین کا محتاج ہے، دمیقراطیس کی رائے ہے کہ اخروٹ کو ان زمینون مین لگانا چاہیئے، جو نہ گرم ہون نہ سرد، اخروٹ کا تخم (سباط) فروری اور خریف مین بویا جاتا ہے پھر جب نقل کی صلاحیت ہوجاتی ہے تو منتقل کر دیا جاتا ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ اخروٹ کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، درخت سے چھوٹی شاخین نوچ لیجاتی ہین پھر ان مین جڑین نکل آتی ہین، مرسیال کہتا ہے کہ اخروٹ کے پودے کو دانہ کے اوپر اور نیچے کی سمت مین رکھنا چاہیئے، داہنے بائین رکھنا درست نہین ہے

قسطوس کہتا ہے کہ بردراقطوس عالم اخروٹ کو ے کر ذراسا توڑ دیتا تھا، کہ اس کا مغز صحیح وسالم نکلجائے اور پھر اس کو روئی مین لپیٹ کر بو دیتا تھا تاکہ کیڑے اس کے مغز کو نہ کھائین، اس طرح بھی وہ اگ آتا تھا، یہ شخص تمام دو چھلکے والے پھلون کو اسی ترکیب سے بوتا تھا،

اخروٹ کا پودہ ربیع سے قبل ہی لگایا جاتا ہے، اس وقت وہ اچھی طرح پھیلتا نہین ہے، خریف مین بھی اس کا پودہ لگایا جاتا ہے، دمیقراطیس کہتا ہے کہ اخروٹ کے پودہ کو بھی اس کے تخم کی طرح فروری ہی کے مہینہ مین لگانا چاہیئے، اخروٹ بھی پہاڑی اور خودرو درختون مین ہے، یہ پست زمینون مین بھی لگایا جاتا ہے، اس کے

ایک گڈھے مین دو سے پانچ تک دانے بوئے جاتے ہیں، اسکی زمین کو بدذائقہ چیزون سے پاک وصاف ہونا چاہیئے، اس کے لیے اچھی مٹی بطور غذا کے دینی چاہیئے اور پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اسکی زراعت کا وقت مارچ سے ابتدائے اپریل تک ہے، اسی طرح اس کے لگانے کا بھی وقت یہی ہے، اخروٹ کا درخت لانبا اور خوشبودار ہوتا ہے اگر کوئی شخص اس کے نیچے کھڑا ہوجائے تو خوشبو کی افراط سے اس کو نیند آنے لگے گی، اخروٹ کو پانی سے صاف کرنے کی ضرورت نہین ہے اور ہر قسم کی کھاد اس کے لیے مضر ہے، بلکہ اگر یہ باغون مین لگایا جائے تو اس کو جڑ سے اکھیڑ کر دو دن کیلیے ہوا مین چھوڑ دینا چاہیئے پھر اس کو مٹی سے چھپا دینا چاہیئے،

اس کے کھانے سے منھ کی بدبو فوراً اڑجاتی ہے، اور اگر سر مین درد ہو تو اس کو بھی سرعت سے دفع کر دیتا ہے، زہریلے جانورون کے زہر کو زائل کرنے کے لیے بھی مفید ہے، کچے اخروٹ مین حرارت کم ہوتی ہے اور نرم ہوتا ہے کیونکہ اس مین روغنیت زیادہ ہوتی ہے،

اگر خشک اخروٹ نیم گرم پانی مین ڈالدیا جائے تو وہ نرم ہوجائے گا، اور اس مین تازہ اخروٹ کی طرح تازگی آجائے گی، گوشت پکتے وقت اگر اخروٹ اس مین ڈالدیا جائے تو اس سے گوشت کی تمام خرابیان دفع ہوجائین گی، اسی طرح اگر کسی مطبوخ چیز میں نمک زیادہ پڑگیا ہو جس کی وجہ سے ذائقہ خراب معلوم ہوتا ہو تو مغز اخروٹ کا تھوڑا سا حصہ لیا جائے اور اس کو پیس کر شہد میں مخلوط کرکے ہانڈی میں ڈالدیں نمک کی تیزی وغیرہ سب مٹ جائے گی،

علاوہ ان زمینون کے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اخروٹ کے لیے وہ زمین بھی

کارآمد ہوسکتی ہے جو جدید پانی کے مقامات کے قرب مین واقع ہو یا سرد ملکون مین قحط زدہ مشہور ہو، سرخ پتھریلی اور ریتیلی زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، بشرطیکہ پانی کے مقام سے قریب ہو، تر اور بار وز مین مین بھی یہ لگایا جاتا ہے، سیاہ زمین اسکے لئے موافق نہین ہوتی، ریتیلی زمین مین بھی یہ دیر مین نشو و نما پاتا ہے، اگر اس کا دانہ بویا جائے اور پھر منتقل نہ کیا جائے، اخروٹ کے لیے سب سے اعلیٰ درجے کی زمین بارد ہوتی ہے جو قدرے خشک بھی ہو، اس کے دانہ کے لیے معدنی نرم زمین اچھی ہوتی ہے، اخروٹ کا اگر کوئی ایسا پودہ ملجائے جس سے شاخین حاصل کیجاسکین تو اس مین وہی ترکیب کرنی چاہیئے، جو اس سے قبل بتائی گئی ہے،

اخروٹ کا دانہ ان درختون سے لیا جائے جو اعلیٰ قسم کے ہون، جنکے دانے بڑے بڑے ہون اور چھلکا باریک سفید اور خوش ذائقہ ہو سب سے پہلے ان کو نابالغ بچون کے پیشاب مین بھگا دینا چاہیئے، یا ایسی مٹی مین ڈالنا چاہیئے جس پر کم سے کم پانچ دن تک پیشاب کیا گیا ہو، اس کے بعد ان کو نکالکر بو دینا چاہیئے، اس تدبیر سے اخروٹ کا چھلکا زیادہ باریک ہو جائے گا، بادام کے ساتھ بھی یہی ترکیب کیجاتی ہے، بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر اس کو شہد اور پانی مین ڈالدیا جائے تو بہت زیادہ شیرین اور ذائقہ دار ہو جائے گا، پھر اسکو بڑے برتنون یا حوض مین ایسی مٹی کے اندر بونا چاہیئے جس مین پرانی کھاد شامل ہو، اور چار انگل کے برابر مٹی کے اندر گھسا دینا چاہیئے، اس طرح پر کہ اس کا نوکیلا حصّہ اندر کی طرف ہو اور بقیہ دو حصے اوپر نیچے ہون، اس کے آخری کنارہ کی طرف ایک بڑا پتھر یا چوڑی چھت بنا دینا چاہیئے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ اخروٹ کا درخت ہے،

اخروٹ کا دانہ اگر ایسے مقام پر بویا جائے جہان پر وہ اچھی طرح بڑا ہوسکتا ہے، تو اس کو منتقل نہ کرنا چاہیئے، ہر گڈھے مین دو یا تین دانہ رکھنا چاہیئے تاکہ اگر ایک خراب ہو جائے تو دوسرا کارآمد ہوسکے، تینون کی جگہ سے واقفیت رکھنی چاہیئے تاکہ اُگنے تک ان کو سیراب کرسکین، اس کی سیرابی سے کوئی شئے مانع نہین ہے، اسکی زراعت کے لیے سب سے اچھا وقت ستمبر مین ہے، اگر کسی وجہ سے یہ مہینہ گذر جائے تو پھر اکتوبر مین ہے، اور اسی وقت پھل جمع کئے جاتے ہین، مارچ مین اس کے اُگنے کی ابتدا ہوتی ہے، بعض لوگ فروری اور خریف مین بھی بوتے ہین، جب وہ نقل مکان کا محتاج ہو تو دو سال یا اس سے زیادہ مدت گذرنے کے بعد جنوری کے مہینہ مین اس کو منتقل کر دینا چاہیئے، جس گڈھے مین یہ منتقل کیا جائے، اس کی گہرائی چار بالشت سے کم نہ ہونی چاہیئے، اور اس وقت منتقل کرنا چاہیئے جبکہ تمام جڑ دن اور شاخون کے ساتھ اکھیڑ لیا جائے کوئی جڑ ایسی نہ ہو جو خراب ہو جائے یا ٹوٹ جائے اسی مین اس کی فلاح ہے، ہر دو درختون کے درمیان چوبیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور پودہ کو اس کی مٹی کے ساتھ منتقل کرنا ضروری ہے منتقل کرنے کے بعد برابر اس کی زمین کو درست اور پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہانتک کہ وہ زمین کو اچھی طرح پکڑ لے، اگر جڑون پر سے مٹی ہٹا کر اس پر راکھ اور نئی مٹی ڈالدین تو یہ اس کے لیے نفع بخش ہوگا، اسی طرح شاخون پر بھی اگر راکھ ڈالدیجائے تو اچھا ہے، بعض کی یہ رائے ہے کہ اخروٹ کو آہستہ سے توڑ کر اس کا گودا نکالین اور پھر اسکو کپڑے یا انگور کی پتی مین لپیٹ کر بو دین تو اس سے چھلکا بہت باریک ہوگا، بشرطیکہ مارچ کے مہینہ مین کھاد ملی ہوئی مٹی مین بوئین، یہی طریقہ بادام اور صنوبر کا بھی ہے،

اخروٹ کا درخت اگر متواتر تین سال تک تین جگہون پر منتقل کیا جائے تو وہ ہر حیثیت سے اچھا ہوگا،

حمایرہ کا قول ہے، پانی اخروٹ کو خواہ چھوٹا یا بڑا پودہ ہو خراب کر دیتا ہے، اور اگر سال مین صرف چار یا پانچ مرتبہ سیراب کیا جائے تو یہ اس کے لیے موافق ہوگا، اخروٹ کاٹ چھانٹ کو پسند نہین کرتا کیونکہ لوہا اس کے لیے مضر ہے، یہ درخت تمام دوسرے درختون سے نفرت کرتا ہے، اس لیے اس کے قرب مین انجیر کے سوا کوئی دوسرا درخت نہین بویا جاتا ہے، اس مین نہ کسی کی ترکیب ہوتی اور نہ یہ کسی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اخروٹ کا درخت تقریبًا دو سو برس تک قائم رہتا ہے، اسکی جڑین پھیل و بجاتی ہین، جب وہ اس کی محتاج ہوتی ہین، بعض وقت اس سے غافل رہنا مضر ثابت ہوا ہے حتی کہ پھل سیاہ ہوگیا ہے، بالخصوص اس وقت جب کہ یہ گرم خالص مٹی کی زمین مین ہو اور پتھر یا ریت سے بالکل پاک ہو، لیکن اگر پتھریلی یا ریتیلی زمین ہو تو بغیر چھیلے ہوئے ایک عرصہ تک رکھ سکتے ہین، اس کے چھیلنے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنے کی پتلی رگین کاٹ ڈالی جائین اور کوئی رگ باقی نہ رہنے پائے کیونکہ جو بچ جاتی ہین فساد پیدا کرتی ہین، اس طرح پر اگر درخت چھیل دیا جائے تو اس کی نشو ونما دوبارہ اچھی ہو جائے گی، سات یا آٹھ سال کے وقفے کے بعد پھر جب چھلکا کثرت سے نکل آئے تو چھیل دینا چاہیئے کیونکہ ان چھالون مین مضبوط رگین نکل آتی ہین، چھیلنے کے بعد اس پر تازی مٹی اور پانی ڈالنا چاہیے، بالخصوص جب کہ موسم گرما ہو، اگر کاٹنے مین درخت کی جڑین بھی کٹ جائین اور اس مین کوئی جڑ باقی نہ رہے تو تمام شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے اگر ایسا نہ کرین گے تو ہوا کا ایک

جھونکا اس کو گرا دیگا اس لیے اس سے غفلت نہ کرنی چاہیئے، ان چھالون کو خشک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو سایہ دار جگہون مین لٹکا دیا جائے، اس طرح کہ ہوا پہنچتی رہے لیکن مغربی ہوا سے محفوظ رکھا جائے کیونکہ وہ ان کو سیاہ بنا دیتی ہے، بلکہ مشرقی ہوا ان کے موافق ہوتی ہے، سب سے اچھی چھال وہ ہوتی ہے جو موسم خریف مین نکالی جاتی ہے اور جو ربیع مین نکالی جاتی ہے وہ سیاہ ہوتی ہے،

فصل

انجیر کے لگانے کا طریقہ،

انجیر مختلف رنگ اور قسم کے ہوتے ہین، لیکن سب کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ انجیر خریف اور ربیع دونون مین لگایا جاتا ہے، اس کے لیے وہ زمینین اچھی ہونگی جو قوی ہون لیکن ان مین تراوٹ یا پانی نمایان نہ ہو کیونکہ پانی اور نمی کی کثرت اس کے لیے مضر ہے، اسی طرح کھاد کی کثرت بھی پھلون مین نرمی پیدا کردیتی ہے، البتہ ریت سے پھلون مین شیرینی آتی ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ ریت برودت کی وجہ سے انجیر کے لیے مفید ہے، کیونکہ ریت موسم گرما مین بھی بارد رہتی ہے، اگر حرارت کی کثرت بھی ہو تو اس سے نقصان نہین پہنچ سکتا، ریت کی ٹھنڈک نیچے اوپر تمام رگ و ریشہ مین سرایت کرجاتی ہے، چونکہ ریت زمین کے اندر ہوتی ہے، اس لیے ٹھنڈک اس مین زیادہ ہوتی ہے، انجیر اعلیٰ درجہ کی زمین مین بڑے دانہ کا ہوتا ہے، سفید اور سرخ زمینوں مین اس کی زراعت ہو سکتی ہے، بشرطیکہ یہ پتلی ہون، اگرچہ ان مین پھل بڑے بڑے نہین ہوتے لیکن

شیرین زیادہ ہوتے ہین،،اس کا پودہ ملوخ سے تیار کیا جاتا ہے جیساکہ اور دوسرے درختون کے ملوخ بنائے جاتے ہین کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے باریک تخم بو دیئے جاتے ہین اور اسکا پودہ بھی منتقل کیا جاتا ہے،

طامین ہے کہ انجیر کے لیے نرم زمین اور وہ زمین جو زیادہ سخت نہ ہو موافق ہوتی ہے، انجیر کے پھل بھی بوئے جاتے ہین، اس طرح کہ کسی اچھے درخت سے پکے ہوئے انجیر توڑ لئے جائین جو درخت ہی پر خشک ہوگئے ہون اور ان کو جوان بکری یا جوان عورت کے دودھ مین بھگادین،،اور اتنی دیر تک چھوڑ دین کہ دودھ ترش ہوجائے اور اس کا رنگ متغیر ہوجائے،،اس کے بعد ہر گڈھے مین تین دانے بوئین اور تھوڑی مٹی سے ڈہانک دین، یہ طریقہ وسط فروری سے لیکر اپریل کے پہلے عشرہ تک مفید ہے، بونے کے بعد جب تک اُگ نہ آئے اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، جب ایک ہاتھ کے برابر ہوجائے تو اس مین دوسرے مغروسات کی طرح عمل درآمد کرنا چاہیئے، اس مین کھاد اس طرح ڈالنی چاہیئے کہ جڑون کی مٹی ہٹاکر گائے کے گوبر مین توت اور گلاب کی لکڑی کی راکھ ملاکر ڈالدین اور پھر جڑون کو مٹی سے چھپادین،،اس تدبیر سے وہ بہت اچھا اور نفیس ہوگا، بعض لوگ انجیر کو بغیر دودھ مین بھگائے ہوئے بو دیتے ہین، وہ گوبر مین لوکی کی تبی ڈالکر ازحد متعفن پانس تیار کرتے ہین اور پھر ان کو درختون کی جڑ مین ڈالتے ہین،،اس سے بھی انجیر اچھی طرح پھلتا ہے، نقل کے بعد اوس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور جڑون مین کھاد ڈالتے رہنا چاہیئے،،اس کے پودے اسی وقت منتقل کئے جاتے ہین جس وقت اسکی زراعت شروع ہوتی ہے،

صغریت کہتا ہے کہ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دودھ مین ڈالنے کے باوجود انجیر

کی جڑ پھٹنے لگتی ہے،،اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ اسی جگہ کی مٹی کو اس پر دوبارہ ڈالدیتے ہین، حالانکہ ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس مٹی کو جو جڑون سے نکالی گئی ہے، چھوڑکر نئی مٹی جڑون مین ڈالنی چاہیئے،،انجیر کا درخت اول اول پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے لیکن پھر اس کے لیے اسکی کثرت مضر ثابت ہوتی ہے، درخت جب درست کیا جاتا ہے اس وقت اس کو بھی درست کرنا چاہیئے،

انجیر اور دوسرے فواکہ کے صرف وہ پھل کھائے جاتے ہین جو درخت مین اچھی طرح پکے ہوتے ہین، خصوصاً انجیر جو زیادہ پختہ ہوتا ہے، وہ تمام آفات سے محفوظ رکھتا ہے،،انجیر کو چھیلکر کھانا چاہیئے کیونکہ اس کا چھلکا دیر ہضم ہوتا ہے اور ساتھ ہی ملین بھی ہے، شراب پینے کے بعد اس کو کبھی نہ کھانا چاہیئے کیونکہ یہ دونون چیزین جب آدمی کے پیٹ مین جمع ہوجاتی ہین تو امراض پیدا کر دیتی ہین،،انجیر کی خشک یا تر لکڑی کا ٹکڑہ گوشت مین ڈالدیا جائے تو وہ اسکو گلا ڈالے گا، اسی طرح اگر تین پختہ انجیر ڈالدیئے جائین تو بھی مفید ثابت ہونگے،،اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ تین انجیر کو ایک رات ایک دن کسی تیل مین ڈالدین پھر اگر گوشت گلانیکی کبھی ضرورت پڑے تو ان کو ڈالدین فوراً گلجائے گا،

انجیر دودھ کو منجمد کرسکتا ہے،،اس کا طریقہ یہ ہے کہ دودھ آگ پر رکھدیا جائے اور انجیر کی لکڑی سے اس کو خوب چلایا جائے تو کچھ دیر کے بعد وہ منجمد ہوجائے گا،،اسی طرح وہ انجیر جو درخت مین خشک ہوگیا ہو اگر دودھ مین ڈالا جا ے اور پھر اس کو گرم ہوا مین چھوڑ دیا جائے تو دودھ فوراً منجمد ہوجائے گا، انجیر کی راکھ اگر منجن بناکر استعمال کیجائے تو اس سے دانت بہت صاف ہون گے، دانت کی سیاہی اور زردی یک لخت

دور ہو جائے گی، اور اگر اس مین زرد موتی ملادین تو دانت کو چمکدار بنا دے گا،

انجیر کی روٹیان بھی پکائی جاتی ہین، بوقت ضرورت لوگ کھاتے بھی ہین، جب پھل زرد ہون تو اسی وقت توڑ لینا چاہیئے اور اسی طرح کرنا چاہیئے جیسے بلوط مین بتایا گیا ہے، یعنی یہ کہ میٹھے پانی مین ان کو ابال ڈالنا چاہیئے اس کے بعد پانی نچوڑ کر خشک کر کے پیس ڈالنا چاہیئے پھر روٹی پکا لینا چاہیئے، انجیر مین شیرینی کے ساتھ حرارت اور حدت بھی ہے، پانی مین جوش دینے کے بعد یہ بات جاتی رہے گی،

رازی کا قول ہے کہ گوشت کو انجیر، کنیر، اور رند کے کوملون پر نہین بھوننا چاہیئے اور نہ ان سے تنور کو گرم کرنا چاہیئے، انجیر پہاڑ مین خود بخود اگ آتا ہے، اور نرم زمین مین لگایا جاتا ہے، مرطوب زمین مین اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے، بلکہ جس قدر رطوبت کی کثرت ہو گی اتنے ہی درخت بڑھے گا، اور اس کے پھل اچھے ہون گے بشرطیکہ خراب ہوا نقصان نہ پہنچائے،

اس کو بہت زیادہ اچھی زمین مین لگانا مناسب نہین ہے اگرچہ اس مین نشوونما اچھی طرح پاتا ہے، لیکن نقصان یہ ہے کہ موسم سرما اور گرما مین سردی اور گرمی اندر نفوذ کر جائے گی، اور اس کو خشک کر دیگی جس سے اسکی عمر کم ہو جائے گی البتہ حورانی مین اس کے موافق ہوتی ہے، اگر میدان مین لگائین تو ایک دوسرے کے درمیان فاصلہ رکھین،

ص کا قول ہو کہ انجیر کے ملوخ، اوتاد، اور عیون تینون کارآمد ہوتے ہین اور وہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین جو گرے پڑے درختون مین اُگ آتی ہیں اسی طرح تکبیس سے بھی شاخین لیجاتی ہین، یہ اس قسم کا درخت ہی جو ہر قسم کی زمین مین لگایا جاتا ہے

خواہ وہ آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو، ملوخ اور عیون اس وقت لگائے جاتے ہین جبکہ پانی اس مین جاری ہو اور زمین پانی سے لبریز ہو، ایسا جنوری مین ہوتا ہے اس کے لیے قبر کی شکل کے گڈھے تیار کئے جاتے ہین، اگر عوسج کا کانٹا ملکر کسی انجیر کے نیچے رکھدین تو ایک دن اور رات بھی نہ گذرنے پائین گے کہ وہ پک جائے گا، ابن حزم کا قول ہے کہ انجیر بھی ایک غذا ہے،

ط مین ہے کہ حمیر انجیر کی ایک قسم ہے اسکی بھی دو قسمین ہین، یہ تمام انجیرون سے گرم ہوتا ہے لیکن اوسکی زراعت سہل ہے، اس کا درخت بھی دوسرون سے بڑا ہوتا ہے، لیکن یہ معدہ کے لیے مفسد ہے اور تلخی کی طرف جلد مائل ہو جاتا ہے،

ذکار (انجیر کا وہ درخت جس مین پھل نہین ہوتے) کا بھی طریقۂ عمل یہی ہے جو انجیر کا ہے، فرق یہ ہے کہ ذکار کے لیے کوئی درخت نہین ہے جس سے شاخ حاصل کیجاتے انجیر ذکار کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور ذکار انجیر کے ساتھ ترکیب پاتا ہے،

فصل

گلاب کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ گلاب کے رنگ مختلف ہوتے ہین، بعض سرخ ہوتے ہین اور بعض سفید ہوتے ہین، بعض نیلگون ہوتے ہین اور بعض زرد ہوتے ہین اور بعض ایسے ہوتے ہین جنکے اندر نیلا رنگ ہوتا ہے اور باہر زرد ہوتا ہے، اسی طرح گلاب کی کئی قسمین ہین ایک پہاڑی ہوتا ہے اور دوسرا احمر مضعف کہلاتا

ہے اور تیسرا ابیض مضعف کہلاتا ہے، چوتھا حسینی ہوتا ہے،

پہاڑی مین بھی چند قسمین ہوتی ہین، ایک بہت زیادہ سفید ہوتا ہے، جس مین سرخی کا نام تک نہین ہوتا ہے اور ایک سرخ ہوتا ہے جو مجوسی کے نام سے معروف ہے، یہ مشرق، غور اور بلاد شام مین پایا جاتا ہے، اس کے ہر پھول مین پانچ پتیان ہوتی ہین، ورد مضاعف اعلیٰ قسم کا گلاب ہوتا ہے، حتی کہ بغیر کھلے ہوئے توڑ لیا جاتا ہے، اس کا رنگ سفید اور سرخی مائل ہوتا ہے، لیکن پہاڑی سے زیادہ سرخ ہوتا ہے، اس کے ایک پھول مین چالیس یا پچاس پتیان ہوتی ہین، یہ کوئی نقصان نہین پہنچاتا، بلکہ باغ کے لیے باعث زیب و زینت ہے، اس کی خوشبو بہت تیز ہوتی ہے، مضاعف کی شاخ دوسرے گلاب کی شاخون سے موٹی ہوتی ہے، لیکن پہاڑی گلاب اگر کسی موٹی زمین مین لگا دیا جائے تو اس کی شاخ اس سے بھی زیادہ موٹی ہو جائے گی، مشرقی ممالک مین زرد رنگ کا گلاب ہوتا ہے اور نیلگون بھی ہوتا ہے، بعض کے اندر نیلا رنگ ہوتا ہے اور باہر زرد رنگ ہوتا ہے اور اسی طرح بعض کے اندر کا رنگ زرد اور باہر کا نیلا ہوتا ہے، اس قسم کا گلاب طرابلس مین بھی پایا جاتا ہے، اور خالص زرد رنگ کا اسکندریہ مین ہوتا ہے، تمام قسم کے گلاب تقریباً ایک ہی طریقہ پر لگائے جاتے ہین،

ص کی کتاب مین ہے کہ گلاب کی چار قسمین ہین، ایک سفید کافوری جو بہت زیادہ خوشنما ہوتا ہے جس کا دوسرا نام مضعف ہے، اس کا ایک پھول سو پھول کی خوشبو کے برابر ہوتا ہے، دوسرا زرد نرگس کے رنگ کا ہوتا ہے، تیسرا بنفشئی رنگ کا ہوتا ہے اور چوتھا سرخ ہوتا ہے جو گل سرخ کے نام سے مشہور ہے،

یہ سب سے زیادہ لطیف اور خوشبودار ہوتا ہے،

گلاب خواہ وہ کسی رنگ کا ہو پانی اور زمین کی درستگی کا محتاج ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ گلاب کے لئے پست اور مسطح زمین بہت اچھی ہوتی ہے اور ریتیلی بھی مفید ہوتی ہے، بلکہ ریتیلی زمین مین یہ خوشبودار ہوتا ہے، گلاب جڑ سمیت لگایا جاتا ہے، اسکی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، جب درخت حد سے زیادہ بڑھ جائے تو اس کو چھانٹ دینا چاہیئے اور اس کے قریب آہستہ سے کھود دینا چاہیئے، اس سے اس کی حالت اچھی ہو جاتی ہے، اسکی کلیان اپریل کے مہینے مین زیادہ کھلتی ہین،

ط وغیرہ کا قول ہے کہ گلاب پست اور بلند دونون مقام مین ہوتا ہے، مرطوب اور عمدہ زمین بھی اس کے لیے موافق ہے اور ہر اس جگہ مین لگایا جا سکتا ہے جو بیرونی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، تر سفید اور بارد زمین مین بھی یہ ہوتا ہے،

ص مین ہے کہ گلاب کے تخم اور اس کے موخ اور اسکی شاخین اور اس کے پودے یہ سب لگائے جاتے ہین، اس کی شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے، اس مین بھی جڑین نکل آتی ہین، اس کے بعد وہ دوسرے مقام پر منتقل کیا جاتا ہے، اس کے لگانے کا وقت بہت وسیع ہے، بڑے قسم کا گلاب فصل خریف کی ابتدا مین لگایا جاتا ہے یعنی بارش کے بعد اکتوبر یا نومبر مین، اسی سال سے اس مین پھول آنا شروع ہو جائے گا، بلکہ بکثرت پھول آئین گے، اگر پودہ لگاتے وقت اس مین کچھ پتیان ہون تو کوئی ہرج نہین ہے، اسکی آخری مدت اول ربیع تک ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ آخری مدت جنوری تک ہے، اسکی پتلی شاخون کو اکتوبر اور نومبر مین لگانا چاہیئے، جنوری مین کبھی اسکی شاخین کاٹی نہ جائین، کیونکہ یہ اس کیلئے

نقصان وہ ہے اس طرح جو ان مین سے جنوری یا فروری مین لگایا جائے گا، وہ
بھی مضر ثابت ہوگا، اس کا تخم اگست مین بویا جاتا ہے، لیکن ان زمینوں مین جہاں نہر سے
پانی پہنچایا جاسکے، حس کا قول ہے کہ ان کو ظروف مین جنوری کے مہینہ مین بودینا
چاہیئے جیساکہ دوسرے کمزور تخم کے پودون کے لیے بتایا گیا ہے،

اس کی زراعت بالکل گیہون اور جو کے مانند ہوتی ہے، ایک انگل کھاد گلاب
کے ظروف مین بھر دینا چاہیئے اور روزانہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، اس کے بعد
ہفتہ مین دو بار سیراب کرنا چاہیئے، یہان تک کہ فصل خریف آجائے کیونکہ اس فصل
مین وہ پانی کا محتاج نہین رہتا، جب پودہ قوت پکڑے تو اس کو ظروف سے
نکالکر زمین مین منتقل کر دینا چاہیئے، اگر یہ حوض مین بویا جائے تو اسی حال پر چھوڑ دینا
چاہیئے، لیکن جو منتقل کرنا چاہے وہ منتقل کرسکتا ہے، تیسرے سال اس مین
پھول آجائے گا، گلاب کی اعلیٰ شاخ اکتوبر یا نومبر مین کاٹی جاتی ہے اور گرمی کے
موسم مین وہ تیار شدہ زمین مین پھیلا کر لگائی جاتی ہے اور پھر اس کو برابر سیراب
کرتے رہتے ہین، یہانتک کہ وہ بہت اچھی طرح پھولون سے سج جائے اور اوسکی
قضیبین چار انگل یا اس سے زائد لانبی کاٹی جاتی ہین، ان کو اسی انداز کے ساتھ گڈھون
یا خطوط مین لگاتے ہین، اس کے بعد سیراب کرتے ہین، جس وقت گلاب کے
فروخ، قضیب اور پودے لگائے جائین تو ان کو اس طرح زمین مین نصب کرین
کہ پودے کے اطراف و جوانب ایک انگل سے ایک بالشت تک زمین سے
اوپر رہین اور اسی طرح حوض یا دوسرے قسم کے گڈھون مین ایک بالشت گہرائی
فاصل رکھین، تاکہ وہ پھیل سکے، اور خطوط مین بھی اس کا لحاظ کرنا چاہیئے، ہر دو خط

کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے بشرطیکہ زمین اچھی ہو، اگر زمین اچھی
نہ ہو تو اس سے کم رکھین اور ہر دو گڈھون مین ایک گز کا فاصلہ رکھنا چاہیئے،
گلاب کی شاخون اور اس کے پودون کو اکٹھا کر کے بھی لگاتے ہین، اس طریقہ پر
کہ ان مین سے تین سے چھ تک کو ایک بندش مین باندھ دیتے ہین اور پھر ان سبکو
ساتھ ہی لگاتے ہین، بڑون کو زمین مین پھیلا کر لگاتے ہین اور چھوٹون کو کھڑا کر کے
لگاتے ہین، اور مٹی کو برابر کر دیتے ہین، ان سب کو لگانے کے بعد اوپر سے مٹی ڈالتے
ہین اور پھر اچھی طرح پانی سے سیراب کرتے ہین، یہ کہا جاتا ہے کہ جن حوضون مین پودے
لگائے جاتے ہین ان کا طول دس سطر اور عرض تین سطر رکھنا چاہیئے، پودے جب
اچھی طرح سیراب ہو جائین گے تو پھر انشاء اللہ نشو و نما پانے لگین گے، اس کے بعد ہر
ہفتہ مین دو یا تین مرتبہ سیراب کرنا چاہیئے تاکہ وہ زمین کو پکڑ لین پھر ہر ہفتہ مین ایکمرتبہ
سیراب کرین، لیکن موسم سرما اور خریف مین سیراب کرنا ترک کردو کیونکہ بارش کافی غذا
پہنچاتی رہتی ہے، مئی کے مہینہ مین وہ اُگنے لگے گا، پھر عید خمسین (یہودیون کے یہان
شریعت کے نزول کے دن عید منائی جاتی ہے جسکو عید خمسین کہتے ہین) مین اوسکو
توڑنا چاہیئے،

یہ تمام طریقے ان زمینون کے لیے بیان کئے گئے ہین جو نہر کے پانی سے سیراب
ہوتی ہین، لیکن جو خود سیراب ہوتی ہین ان کو پہلے کھود کر درست کرنا چاہیئے اور
پھر ان مین گڈھے یا لکیرین جو کم سے کم ایک بالشت گہری ہون کھودنا چاہیئے اور
اسی طرح پودہ کو لگانا چاہیئے جیساکہ اوپر بتایا گیا ہے، دو لکیرون مین ایک ہاتھ کا فاصلہ
رکھنا چاہیئے بقیہ تمام مذکورۂ بالا عمل کرنا چاہیئے، اس کے لگانے مین عجلت سے کام

لیناچاہیئے،خصوصًا ان پودون کے لگانے مین جن مین جڑین نہ نکلی ہون بڑی جلدی
کی ضرورت ہے' ان کو ابتدائے فصل خریف مین اس قسم کی زمینون مین لگانا زیادہ
بہتر ہے تاکہ بارش کا زیادہ دیر تک انتظار نہ کرنا پڑے ،

ورد مضاعف (نسرین) ، اگر اچھا ہو تو اس کی تکبیس کرنی چاہیئے' پہلے اس کے
متصل کی خالی زمین مین لکیرین بنانی چاہیئین جو ایک بالشت گہری اور اتنی لانبی
ہون جتنی کہ اسکی شاخ لانبی ہو' اس شاخ کو اس گڈھے مین سلادینا چاہیئے ، اور
اطراف وجوانب کو گڈھے سے باہر نکالدینا چاہیئے ، بقیہ وہی تدبیر کیجائے ، جیسے
اور دون کے ساتھ کیجاتی ہے ، اگر گلاب کی شاخین یا اس کا پودہ ناخنہ کی طرح
زرد ہو جائے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے پھول ازحد خوشبودار ہون گے' پودہ
کو جب زمین سے اکھاڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل کرین تو پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ
زمین کس قسم کی ہے' اگر وہ سیراب شدہ زمین نہین ہے تو اس کو کھود کر درست
کرین اور اچھی طرح اسی وقت سیراب کرین ، اس کے بعد پودہ کو اس جگہ منتقل
کرین ، اس کے بعد پودے کی نشو ونما مین جو کچھ کمی رہجائے گی وہ یہان ٹھیک
ہو جائے گی ، اور دوسرے سال پھول بھی نکل آئین گے ، لیکن اگر وہ زمین آسمان
کے پانی سے سیراب ہونے والی ہو تو فورًا اکھاڑ کر لگادینا چاہیئے اور زمین کو ہموار
کردینا چاہیئے ، تاکہ خریف اور سرما کی بارش مین وہ اچھی طرح سیراب ہو سکے ،
انشاء اللہ اس طریقہ پر نہایت خوشنما پھول کثرت سے نکل آئین گے ، گلاب کے
آس پاس کی زمین کو بہت ہی ہلکے طریقہ پر کھود دینا چاہیئے ، تاکہ پودے کو کوئی
ضرر نہ پہنچے ، کھود کر کچھ دن تک چھوڑ دینا چاہیئے' اس کے بعد مٹی کو برابر کرتے وقت

دوسری گھانس وغیرہ نکالدینی چاہیئے ، اس کا پورا بیان زمین کی تعمیر مین انشاء اللہ
آگے آئے گا ، اگر گلاب کا پودہ کمزور نظر آئے اور اسکی کلیان بہت کم ہون تو
دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ کسی درخت کی جگہ پر لگایا گیا ہے یا نہین ، اگر اس جگہ پر کوئی
درخت ہو تو اس کو فورًا اکھاڑ لینا چاہیئے ، اور اس زمین کو از سر نو درست کر کے
لگانا چاہیئے ، لیکن اگر کوئی درخت نہ ہو تو اکتوبر کے مہینہ مین جب وہ خشک ہو جائے
تو اس کو جلادینا چاہیئے پھر جب بارش ہو تو زمین کو کھود کر تیار کرنا چاہیئے' امید ہے
کہ اس طریقہ پر وہی گلاب پھر نشو ونما پاجائے گا ، باغون کی زیب و زینت
کے لیے لوگ گلاب کے گلدستے اکتوبر مین بناتے ہین' اس طرح پر کہ ایک ایک
بندش مین چھ یا آٹھ شاخین یا پودے رکھتے ہین اور انکو اسیطرح بندھا ہوا لگادیتے ہین جب وہ
زمین کو پکڑ لیتے ہین اور نمو پانے لگتے ہین تو پودونکے اوپر کی سمت سے جسم سے رنگی ہوئی ہانڈیان داخل
کرتے ہین ، ہر ہانڈی دو ہاتھ کی لانبی ہوتی ہے ، ان کی شاخون کو ہانڈی کے
منھ سے باہر نکالدیتے ہین اور ہانڈی مین مٹی اور ریت بھر دیتے ہین پھر بار بار پانی
سے سیراب کرتے رہتے ہین ، جب کلیان آتی ہین تو درخت مختلف رنگون کا
مجموعہ نظر آتا ہے ، پھلون کا رنگ علیحدہ ہوتا ہے اور خود درخت ہانڈی کے رنگ
سے الگ رنگا ہوتا ہے ،

گلاب پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے ، مین نے نہر کے کنارے پر اس کے
جڑدار پودون کو لگایا ہے ، تو وہ بہت اچھی طرح سرسبز ہوئے ، اسکی شاخون
کو بھی پانی سے سیراب کر کے لگایا ہے وہ بھی خوشنما طریقہ پر اُگین ، بعض لوگ یہ
کہتے ہین کہ گلاب کو سیب اور بادام کے ساتھ اگر مرکب کیا جائے تو اُس کے

پھول بڑے بڑے ہون گے،

ص مین ہے کہ گلاب، انگور، سیب اور بادام وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہی، اس طرح کہ گلاب، کی وہ شاخ لیجائے جو بہت ہی نازک ہو لیکن بالکل تپلی نہ ہو، بلکہ کچھ موٹی ہو اسکو مذکورہ بالا درختون کے قریب کسی سخت جگہ پر لگائین، اس کو ترکیب کے وقت خشک ہی رکھنا چاہیئے، لیکن اس کی جڑ کی حفاظت مٹی اور ریت سے کرنی چاہیئے پھر اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، انشاءاللہ اس وقت تک یہ درخت رہے گا جب تک کہ وہ درخت باقی ہین،

فصل

یاسمین (چنبیلی)، کے لگانیکا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اس کی پانچ قسمین ہین، بعض کے پھول سفید ہوتے ہین، اور بعض کے زرد ہوتے ہین، ان مین عطر کی جیسی خوشبو نہین ہوتی ہے بلکہ تفاح شعیبی کی طرح کی خوشبو ہوتی ہے، تیسری قسم وہ ہے جس کے پھول نیلے ہوتے ہین، چوتھی وہ جنکے پھول ارغوانی رنگ کے ہوتے ہین، یہ بستانی درخت ہین، ان مین سے دو جنگلی بھی ہوتے ہین، ایک وہ جن کا پھول زرد ہوتا ہے اور دوسرے وہ جنکا پھول سفید ہوتا ہے، اس کو ظیان بھی کہتے ہین، یہ دونون افریقہ اور شام مین بکثرت پائے جاتے ہین خصوصاً صحرائی مین زیادہ ہوتے ہین، ان تمام قسمون کا طریقہ عمل ایک ہی ہے،

خ لکھتا ہے کہ مین نے یاسمین کا درخت اس قدر بڑا دیکھا ہے کہ اس کے نیچے

لوگ کھڑے ہو کر سایہ حاصل کرتے ہین، ابن حجاج، کی کتاب مین ہے کہ اس کی شاخین لگانے کی غرض سے کاٹ لیجائین لیکن ایسی شاخین کاٹی جائین جو آئندہ سال جوان ہو جائین، ان کو نیسان کے مہینہ مین لگانا چاہیئے اور برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے یہانتک کہ وہ زمین کو پکڑ لین گرمی مین متواتر سیراب کرنا ان کے لیے مفید ہے، جب پودہ بڑھ جائے تو اس کو منتقل کر دین چنبیلی کو موسم سرما مین برف سے بچانے کے لیے اس کو کسی چیز سے ڈھانک دینا چاہیئے، ورنہ برف جلا دے گی، چنبیلی ہمیشہ کھلی رہتی ہے لیکن گرمی مین خصوصیت سے بہت زیادہ خوشنما نظر آتی ہے، بعضون نے یہ لکھا ہے کہ یاسمین کے لیے سخت زمین اچھی ہوتی ہے، اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہین ملوخ اوتاد اور پودے بھی لگائے جاتے ہین، ان کے لگانے کا وقت فروری، مارچ اور اوائل اپریل مین ہے، مشرقی بارد مقامات مین بھی یہ ہوتے ہین، اس کے ملوخ کے لیے وہ شاخ منتخب کیجاتی ہے جو گذشتہ سال نکلی ہو اور اس سے نئے ملوخ حاصل کرتے ہین، اپریل مین ان کو زمین کے چھوٹے حصون یا چھوٹے ظروف مین لگاتے ہین، لیکن گرم ممالک مین اس سے قبل ہی سخت زمین مین لگاتے ہین لیکن اس زمین مین کھاد اور پرانی ریت ملاتے ہین اور اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہتے ہین اور اس وقت تک سیرابی جاری رکھتے ہین جب تک کہ وہ بڑھ نہ جائے،

اسی زمانہ مین اوتاد ان شاخون سے لیے جاتے ہین جو پرانی ہون اور جن کا رنگ سفیدی مائل ہو، ہر وتد مین دو یا تین گرہین ہون کیونکہ اسکی نشو و نما گرہ ہی سے شروع ہوتی ہے اگر گرہ نہ ہو تو اُگنے مین دقت ہو گی، اسکی حالت انگور کی جیسی ہے،

ادتاد حوض اور مٹی کے ظروف مین بھی لگائے جاتے ہین، کم سے کم تین بالشت وتد کو زمین کے باہر اور بقیہ کو زمین کے اندر رکھنا چاہیئے ایک گرہ کو زمین کے اوپر رکھنا چاہیئے، ہر دو وتد کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ ہونا چاہیئے، لگانے کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، اور برابر پانی ڈالتے رہنا چاہیئے، یہان تک کہ زمین سفید ہوجائے اور پودہ نشو ونما پانے لگے، اور یہ صورت تقریباً پندرہ دن کے بعد پیدا ہوجائے گی، تین مہینہ کے بعد پودے کے ارد گرد گھاس اُگ آئی ہو تو اوسکو اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے اور اس کے بعد ان مین چوپایون کی پانس ڈالنی چاہیئے اس مین انسان کا غلیظ اور کبوتر کی بیٹ کو بھی مخلوط کر دینا چاہیئے، سب سے پہلے کدالون سے آس پاس کی زمین کو کھود دینا چاہیئے، پانس ڈالنے کے بعد ہر چوتھے دن اسکو سیراب کرنا چاہیئے، کھاد اکتوبر کے اوائل یا عید خمسین کی ابتدا مین ڈالنی چاہیئے،

ادتاد اگر مٹی کے بڑے ظروف مین لگائے جائین تو بہتر ہے، ہر برتن مین تین وتد لگائے جائین، اور ہر ہفتہ مین تین مرتبہ ان کو سیراب کیا جائے، ایکسال کے بعد مٹی سمیت اس کو حوضون مین منتقل کرنا چاہیئے، کچھ دن تک وہان بڑھنے کیلیئے چھوڑ دینا چاہیئے، پھر وہان سے مٹی کے ساتھ دوسری مناسب جگہ پر منتقل کردینا چاہیئے

غ کا قول ہے کہ زرد چنبیلی کے بھی ادتاد اسی طرح لیے جاتے ہین جس طرح اوپر بیان کیا گیا، پانی کے مقامات مین ان کو لگا دیا جاتا ہے، تو وہ بہت جلد بڑھ جاتے ہین اور اگر سفید چنبیلی کی طرح اس مین بھی عمل کیا جائے تو اور اچھا ہو، اسکا پودہ مٹی کے ساتھ اور اس کے بغیر بھی منتقل کر لیا جاتا ہے،

البتہ دوسری قسم کی چنبیلی کے پودے مٹی سمیت منتقل کئے جاتے ہین، اوس کے نقل کا

وقت فروری سے وسط اپریل تک ہے، ہر دو پودون کے درمیان پانچ بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اس کے تخم چھوٹے ظروف مین بھی بوئے جاتے ہین، اور بقیہ عمل ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے،

خ کا قول ہے کہ چنبیلی کا تخم سیاہ ہوتا ہے، جیسے عرعر کا تخم ہوتا ہے اس کے اندر گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ درخت معتدل طریقہ پر پانی کو چاہتا ہے اور اس مین تھوڑی سی پرانی کھاد کی بھی ضرورت پڑتی ہے، پانی کی نہرون اور نالیون کے قریب اس کا لگانا زیادہ اچھا ہے، جب درخت لگا دیا جائے تو اس کے ارد گرد پانس یا لکڑی گاڑ دین تاکہ وہ برف باری کے وقت ہلاکت سے محفوظ رہے بلکہ پورے موسم سرما مین اس کو مستور رکھنا چاہیئے اس درخت مین سال مین کئی مرتبہ پھول آتے ہین،

ظیان ایک قسم کی جنگلی چنبیلی ہوتی ہے، یہ جنگلون سے منتقل کر کے لائی جاتی ہے، اور خیزران کا پورا عمل کیا جاتا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا، ظیان بالکل چنبیلی ہی کے مشابہ ہوتا ہے اسکی شاخین گنجان ہوتی ہین اور پتے سداب یعنی تتلی کی طرح سیاہ ہوتے ہین، پھول زرد رنگ کی چنبیلی کی طرح ہوتے ہین، فرق اتنا ہوتا ہے کہ وہ باریک ہوتے ہین، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اس کے پھول بھی سفید ہوتے ہین، ظیان کا ایک نام صواع ہے اور عجمی زبان مین "فریق! قرتد" کہتے ہین، (اردو مین صرف جنگلی چنبیلی کہتے ہین)

ط مین ہے چنبیلی اور نسرین (گل نسکین) یہ دونون بالکل قریب قریب ہین بلکہ دونون بھائی کہلاتے ہین، یہ دونون دو طرح کے ہوتے ہین ایک زرد

اور ایک سفید، ان مین ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس کے پھول ان دونون کے پھول سے بڑے ہوتے ہین اور جو جاسرین کہلاتی ہے، غرضکہ ہر جنس کے تحت ایک جنس ہے جاسرین کا پھول سفید ہوتا ہے اور سب سے بڑا ہوتا ہے، اس کے درخت مین عوسج کی طرح کانٹے بھی ہوتے ہین، ان درختون کے لیے اچھی نرم زمین موافق ہوتی ہے اور میٹھا پانی مفید ہوتا ہے لیکن زیادہ میٹھا ٹھیک نہین ہوتا ہے،

فصل

خیزران یعنی بید کے لگانے کا طریقہ،

خ نے لکھا ہے کہ اسکی دو قسمین ہین، جنگلی اور پہاڑی، ایک کا نام مجلوب بھی ہے، اسکی شاخین بہت پتلی ہوتی ہین، اسکی پتیان باریک ناخن کے برابر ہوتی ہین اور اسی طرح نوکیلی ہوتی ہین اور اس کا دانہ گول اور سرخ ہوتا ہے اور پتیون کے متصل ہوتا ہے، جیسے قرمز کے پھل ہوتے ہین، اسی طرح اس کے پھول پتیون مین نہین ہوتے ہین، ہمارے ملک مین مجلوب سے زیادہ بڑا بید کا درخت نہین ہوتا اور استکنہ کے قرب وجوار مین بہ کثرت ہوتا ہے،

چنبیلی کو لوگ اس کے ساتھ ترکیب دیتے ہین، جنگل سے اس کو منتقل کرتے ہین اور پھر چنبیلی کے ساتھ لگاتے ہین، اس کے لیے نرم اور پست زمین مناسب ہوتی ہے، جو پہاڑی زمینون کے مشابہ ہو، جیسے ارض حرشا اور جبلیتہ وغیرہ، یہ فروری اور مارچ مین مٹی کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے، پانی کے راستون پر زیادہ

لگایا جاتا ہے کیونکہ بکثرت پانی کا محتاج ہوتا ہے، اس کے بقیہ طریق عمل وہی ہین، جو اوپر بیان کیے گئے، ایک قسم اسکی مجری ہوتی ہے جو دریا کے کنارون پر ہوتی ہے، چنبیلی کی طرح یہ بھی پھیل جاتی ہے،

فصل

اترج[1] کے بونے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اترج، نارنج، جس کو ریبوع بھی کہتے ہین اور لیمون یہ سب ایک ہی قسم کے بوتے ہین اور سب کا طریقہ عمل بھی ایک طرح کا ہوتا ہے، اترج تفاح یمانی کے نام سے مشہور ہے، ایک شیرین اور ایک ترش ہوتا ہے، ان دونون مین فرق یہ ہوتا ہے کہ ترش اترج کی پتیان، شاخین اور لکڑی سیاہی مائل ہوتی ہین اور اس مین کانٹے بڑے بڑے ہوتے ہین، اور شیرین کی پتیان وغیرہ زردی مائل ہوتی ہین اور اس کے کانٹے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین، اترج کی چند قسمین ہین، ایک قرطبی کہلاتا ہے جس کے پھل بڑے اور نکیلے ہوتے ہین، دوسرا قسطی کہلاتا ہے جس کے پھل گول اور چکنے ہوتے ہین، تیسرا اضفی کہلاتا ہے، جس کے پھل بیگن کے مانند ہوتے ہین، اس مین ترشی ہوتی ہے، اسی کی ایک قسم نارنج بھی ہے جس کے پھل گول اور سرخ رنگ کے ہوتے ہین ایک اور قسم ہے جو ذہبی کے نام سے مشہور ہے، یہ بھی اترج کی طرح گول اور نوک دار ہوتا ہے، ایک قسم اسکی لیمون کہلاتی ہے، اس کے پھل حنظل کے برابر ہوتے ہین، بلکہ اس سے

[1] اترج یعنی ترنج جسکو ہندی مین بجورا کہتے ہین،

بھی زیادہ بڑے ہوتے ہین اور اس کا رنگ زرد ہوتا ہے، ایک دوسری قسم ہے جسکے پھل مرغی کے انڈے کے برابر ہوتے ہین، اور جس کا چھلکا چکنا ہوتا ہے، اور ایک قسم بستنو کے نام سے مشہور ہے جو لیمو کے برابر ہوتا ہے، نارنج سے اس مین سرخی کم ہوتی ہے، اترج کے پھول ربیع گرما، اور خریف کے زمانہ مین ہوتے ہین، پھول اور پھل ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہین، تمام مذکورہ بالا قسمون کے پھول سفید ہوتے ہین، ربیع کے زمانہ مین ہوتے ہین، غالباً مارچ اور اپریل کا مہینہ ہوتا ہے،

ابن حجاج رح کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ اترج خریف اور ربیع مین لگایا جاتا ہے، یہ ان درختون مین سے ہے جن کے لیے جنوبی ہوا نفع بخش ہوتی ہے لیکن باد شمالی اس کے لیے مضر ہوتی ہے، اسی بنا پر اس کو ایسی لکڑیون کے درمیان رکھنا چاہیئے جو اسکو شمالی ہوا سے محفوظ رکھین اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جس وقت پورا درخت ڈھانک دینا چاہیئے،

قسطوس کا قول ہے کہ اترج اول خریف یا ربیع مین گرم مقام پر لگایا جاتا ہے تاکہ جنوبی ہوا اس تک پہنچے اور شمالی ہوا سے وہ محفوظ رہے، اس وقت اوس کو پانی کی زیادہ ضرورت نہ ہوگی، یہ بھی لکھا ہے کہ اسکو کسی ایسی دیوار کے گوشہ مین لگانا چاہیئے، جو شمالی ہوا کو روک سکے،

طاریطیوس اور ساوی کا قول ہے کہ اترج کو ٹھنڈک اور باد شمالی کی زد سے محفوظ رکھنا چاہیئے، اسکی صورت یہ ہے کہ ان درختون کو آس پاس لگانا چاہیئے تاکہ ایک دوسرے کو اوٹ اور ٹھنڈک سے بچا سکین، ایک اور بات یہ ہے کہ اگر یہ فاصلہ پر رکھے جائین تو ٹھنڈی ہوا سے اس کے پھول بہت جلد جھڑ جائین گے،

ونیفراطیس کا قول ہے کہ اس کے اوتاد ایک ہاتھ کے برابر لگائے جائین اور اسکا وقت مارچ مین ہے، سفانوس کا قول ہے کہ اترج کے اوتاد تازے لئے جائین، یہ خشک اوتاد سے بہت اچھے ہوتے ہین، اسکی چھوٹی شاخون کو ہاتھ سے توڑ کر ملوخ کے طریقہ پر لگانا چاہیئے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض نے اوسکی گٹھلیون کو بھی بویا ہے اور وہ اچھی طرح اگ آئے ہین اس کیلئے میدان کی وہ زمین جو پہاڑون کی مٹی کے مشابہ ہوتی ہو مفید ثابت ہوئی ہو اور جسمین کچھ صلابت اور چڑاپن ہو لیکن ہر حال مین اس کو پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ ان درختون مین ہو جنکو پانی کی بہت زیادہ ضرورت ہے، ہارون رومی کہتا ہے کہ گرمی اور خریف جاڑے اور ربیع کے موسم مین اترج کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ یہ پانی سے سیراب کرنے والا درخت نہین ہے اس کیلیے بکری کی مینگنی کی کھاد زیادہ اچھی ہوگی، شدید جاڑے کے موسم مین اس کے گرد ایک مستدیر گڈھا کھودنا چاہیئے اور اسکو گرم کھاد سے بھر دینا چاہیئے اور اس کے اوپر سے مٹی ڈالدینی چاہیے اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے۔

شرلون کا قول ہے کہ اترج کے اوتاد ربیع کے زمانہ مین لگائے جاتے ہین، اگرچہ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ خریف ہی کے موسم مین لگانا چاہیئے تاکہ برف سے محفوظ رہے،

طمین ہے کہ اترج کا نام حضرت آدم علیہ السّلام نے شجرۂ طاہرہ رکھا تھا، اسکے لئے وہ ملک زیادہ مناسب ہے جو اعتدال کے قریب تر واقع ہو، ستمبر یا فروری کے مہینہ مین اوسکی زراعت شروع کرنی چاہیئے، جب یہ نشو نما پا جائے تو پھر یہ ہلاک نہ ہوگا، اترج کی برابر نگہداشت کرنی چاہیئے، اوس کی مٹی کھودی جائے،

اور اس کو صاف کیا جائے اور جو چیز شاخون پر زیادہ ہو جائے، اسکو چھانٹ دی جائے، اوسکے پھل جب تیار ہو جائین تو ان کو درخت پر نہ چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ اس سے نقصان پہنچتا ہے پھل درخت کی رطوبت کو جذب کر لیتے ہین، اکثر پھل اتنے بڑے ہو جاتے ہین کہ شاخ اونکی متحمل نہین ہوتی ہے، اسکی ترکیب یہ ہے کہ لکڑی کے چند ستونون پر ان کو رکھدینا چاہیئے، جیسے بعض انگور کے خوشے رکھے جاتے ہین، یہ خیال رہے کہ اس کو کوئی حائضہ عورت نہ تو چھوئے اور نہ اس کا پتہ توڑے اور نہ اس کا پھل توڑے حتی کہ اسکی شاخ بھی اسکی حرکت سے نہ ہلنے پائے،

ص وغیرہ مین ہے کہ اترج کے لیے سطح اچھی اور نرم زمین مفید ہوتی ہے، لیکن شور زمین اس کے لیے کسی طرح مناسب نہین ہے، گرم اور سیاہ زمین بھی موافق ہوتی ہے، اسلیے اوتاد کے درخت سب سے اچھے ہوتے ہین اور اس کے بعد منتقل شدہ پودے کے درخت بھی اچھے ہوتے ہین اور تیسرے نمبر مین تخم کے درخت ہوتے ہین، ایک وتد کا طول ایک ہاتھ اور عرض ایک مٹھی ہونا چاہیئے، مارچ اور اپریل سے لیکر نصف مئی کے مہینہ تک یہ لگائے جاتے ہین، ان کے حوض کو نہایت اچھی کھاد سے پر رکھنا چاہیئے اور ہر دو وتد کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اور پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، دو سال کے بعد اس جگہ کی مٹی کے ساتھ انکو منتقل کر دینا چاہیئے،

ص کہتا ہے کہ ہر وقت اس کو منتقل کر سکتے ہین، کیونکہ اس کی اندرونی حرارت اس کو محفوظ رکھے گی، اوتاد کو لگاتے وقت ہم شق کر سکتے ہین اور اس کو چھیل سکتے ہین جس طرح اترج کے اوتاد لگائے جاتے ہین بعینہٖ اسی طرح نارنج، لیمون، تستنبو کے بھی اوتاد لگائے جاتے ہین،

ص کہتا ہے کہ اترج کا تخم مٹی اور دوسرے قسم کے ظروف مین فروری کے مہینہ مین بوئے جاتے ہین، اور بقیہ طریق عمل وہی ہے جو ضعیف تخمون کے لیے بتایا گیا ہے، لیکن اس کا پودہ جب دو سال یا زیادہ کا ہو جائے تو اس وقت اسکو ستمبر سے جنوری تک منتقل کر سکتے ہین، اور اس کے منتقل کرتے وقت وہان کی مٹی کا تودہ بھی ساتھ لے لیا جائے، اور یہ ایسی دیوار کے قریب لگایا جائے جو شمالی ہوا سے اسکو محفوظ رکھ سکے اور سامنے کی ہوا یعنی جنوبی ہوا سے اوسکو فائدہ پہنچ سکے، پودہ کے برابر اس لیے گڈھا کھودنا چاہیئے، اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور اس سے بھی کم رکھا جائے تو اچھا ہے تاکہ پھل اس کا زیادہ بڑا نہ ہو، نارنج، لیمون، اور ریبوع سب کے سب اس طریقہ سے لگائے جاتے ہین، کہ اترج کے ملوخ اچھے نہین ہوتے، اس کے اوتاد یا پودے اگر پانی کے ان راستون پر لگائے جائین، جہان پر آفتاب کی روشنی پوری پہنچتی ہے تو یہ بہت اچھے ہونگے، اترج کے لیے پرانی کھاد کی ضرورت ہے، اس کے لیے انسان کی کھاد جو بہت زیادہ متعفن ہو گئی ہو زیادہ موافق ہوگی، اگر اہین کھاد نہ ڈالی جائے، تو درخت کمزور ہو جائے گا، لیکن کھاد ڈالنے سے اس کا بوجھ زیادہ ہو جائے گا، پھل بڑے ہو جائین گے اور مغز نرم ہو جائے گا، اترج کے لیے بھیڑ کی بھی کھاد موافق ہوتی ہے، اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو کسی معمولی چیز کی کھاد جس مین عفونت ہو، ڈالدینی چاہیئے اور چھٹا حصہ کبوتر کی بیٹ کا بھی ملا دیا جائے تو اچھا ہے، اس مین خریف اور ربیع دونون موسم مین کھاد ڈالنی چاہیئے، تین بالشت سے چھوٹے پودے کو لوہے سے نہ چھونا چاہیئے، یہی حال تقریبًا لیمون کا بھی ہے، اگر درخت پھلوں سے زیادہ بوجھل ہو جائے تو اس کا بعض حصہ کاٹ ڈالنا چاہیئے، تو گرنے سے وہ محفوظ

ہوجائے گا، اترج اگر انار کے درخت کے ساتھ لگایا جائے تو اسکا پھل بھی سرخ ہوجائیگا، پھلون میں اگر چونا اور پانی ملاکر لگا دیا جائے تو یہ پورے موسم سرما تک باقی رہیں گے، اور برف ان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائے گی، برف سے محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پھل تختی یا لکڑیون سے چھپا دیا جائے یا چٹائی سے گھیر دیا جائے،

اترج کے استسلاف کا طریقہ بھی وہی ہے جو اور درختوں کے لیے بتایا جاچکا ہے،

اترج، نارنج، لیموں اور زنبوع میں نوامی ہوتے ہیں، یعنی وہ پتلی شاخین ہوتی ہین جن مین پھل اور پھول ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کسی کا درخت بھی جڑ سے کاٹ ڈالا جائے تو ان نوامی کی تکبیس کر سکتے ہیں اور تکبیس کا وہی طریقہ ہے، جس کو اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں، تکبیس کے بعد سال گذرنے دینا چاہیئے تاکہ اسکی جڑین نکل آئین اور منتقل کرنے کے قابل ہوجائے، اسکی شاخون کو چند ظروف میں داخل کرکے مٹی سے بھر دینا چاہیئے، اور ان شاخوں کے اردگرد بھی مٹی ڈالدینی چاہیئے، یہانتک کہ اس میں کلے پھوٹ آئین اور جڑین پیدا ہوجائین پھر اس کو منتقل کرسکتے ہیں،

فصل

نارنج کے لگانے کا طریقہ،

قوثامی نے فلاحت نبطیہ میں لکھا ہے کہ نارنج ایک ہندی پھل ہے، لیکن یہ اکثر جگہ ہوتا ہے خصوصًا ان ملکون مین جو گرمی کی طرف زیادہ مائل ہیں، اس کا درخت بہت لانبا ہوتا ہے، اس کا پتہ چکنا اور نرم ہوتا ہے، گہری سبزی لئے ہوتا ہے، اور اس کا پھل گول ہوتا ہے اس کے اندر اترج کی طرح کی ترشی ہوتی ہے، یہ تمام قسمین

اترج ہی سے نکلی ہین، کیونکہ ایک دوسرے سے یہ بہت مشابہ ہین، اس کے لیے تمام زمینین موافق ہوتی ہین سوائے ان زمینون کے جو فاسد ہوگئی ہیں جنمین راکھ چونا، اور اسفیداج (سفیدۂ کاشغری) وغیرہ مخلوط ہون، اس میں اسکی شاخین اچھی طرح پھیلنے نہین پاتی ہیں، مشرقی ہوا اس کے لیے بہت نفع بخش ہے اسی طرح جنوب اور مشرق کے درمیان کی ہوا بھی سودمند ہے، اسکا پھول سفید ہوتا ہے، اور خوشبودار ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن درختون کے پھول نیلگون ہوتے ہیں وہ سفید سے زیادہ خوشبودار ہوتے ہیں، اسلیے پھل کا بہت اچھا روغن بنایا جاتا ہے، جیسے خیری اور بنفسج کا بنایا جاتا ہے، اور اسی طرح استعمال کیا جاتا ہے، جیسے زنبق کا تیل درختوں کو تقویت پہنچانے کے لیے اور مفاصل کو ہوا سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پھل درختوں پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں، یہانتک کہ ان میں مختلف رنگ پیدا ہوجاتے ہیں، لیکن یہ نہ اس کے لیے اچھا اور نہ دوسرے درختوں کے لیے مناسب ہے، پھلوں کو توڑ لینے سے درختوں کو قوت پہنچتی ہے اور ان کو چھوڑ دینے سے ان مین فساد پیدا ہوجاتا ہے، انکا خوبر دست بوجھ رہتا ہے کہ جس سے سخت نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے،

نارنج کے لیے سیاہ متعفن اور ریتیلی زمین اچھی ہوتی ہے، اسلیے تخم بھی بوئے جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے بڑے اور نئے ظروف مین ان کو جنوری مین بو دیا جائے، اس کے بعد پانی سے برابر اس طرح سیراب کیا جائے، کہ کبھی اس کی مٹی خشک نہ ہونے پائے، اسی طرح وہ زمین بھی خشک نہ ہو جس میں اس کا پودہ لگایا جائے، ان ظروف کو ایسے مقام پر رکھنا چاہیئے جہان پر بارش کی بوچھار نہ آتی ہو، مارچ کے مہینہ میں اسکی نشوونما شروع ہوگی، اس کے بعد ظروف سے اس کو حوضون مین منتقل

کر دینا چاہیئے تاکہ وہ زیادہ قوت حاصل کرے، دو سال یا اس سے زیادہ کے بعد اس کو دوسری جگہ پر لیجانا چاہیئے اور ایک ایسے گڈھے میں لگانا چاہیئے جو تین بالشت گہرا ہو،

غ کا قول ہے کہ یہ پودہ اس وقت تک منتقل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ انسان کے قد کے برابر نہ ہو جائے، اس سے کم کو ہرگز منتقل نہ کرنا چاہیئے ہر دو پودون کے درمیان مین چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اور پھر اس کو حسب اصول سابقہ پانی سے سیراب کرنا چاہیے اور زمین برابر کرتے رہنا چاہیئے،

غ کا قول ہے کہ اسی طریقہ پر اوتاد بھی لگائے جاتے ہیں، ایک ہموار شاخ لے لیجائے اس سے ڈھائی بالشت کے برابر ٹکڑے کاٹ ڈالین، ان کے دو بالشت کو زمین کے اندر نصب کر دین اور نصف بالشت کو زمین کے اوپر رکھین، لیکن اس کے لیے زمین از حد تیار ہونی چاہیئے، خوب جوتی ہوئی ہو اور کھاد بھی ڈالی گئی ہو نیز پانی کی بھی کثرت ہو آٹھ دن تک اس کو ایک دن ناغہ کر کے سیراب کرنا چاہیئے پھر ہر چوتھے دن سیراب کرنا چاہیئے یہانتک کہ پندرہ دن پورے ہو جائین جب اس میں پتیاں نکلنے لگین تو زمین کو آہستہ سے کھود ڈالنا چاہیئے لیکن اوتاد کے قریب تک اس کا اثر نہ پہنچے اور نہ زمین مین حرکت ہو، اس کے بعد پھر اس کو اس وقت تک سیراب کرنا چاہیئے جب تک کہ زمین سفید نہ ہو جائے، چار مہینہ کے بعد پوٹے کے اطراف و جوانب کو کھودین اور اس میں انسان کی کھاد ملائین اور مٹی ملا کر دونون کو خوب مخلوط کر دین، پھر آٹھ دن تک اسی حال پر چھوڑ دین، اس کے بعد پانی سے سیراب کریں، موسم سرما میں پانی کی ضرورت نہیں رہتی ہے، ربیع کی جب فصل آجائے تو زمین کو پھر کھودنا چاہیئے اور اس میں چوپایوں کی کھاد کو باریک کر کے ڈالدینا چاہیئے، خصوصاً گھوڑے، گدہے، اور خچر کی کھاد ضرور ڈالی جائے،

اس کے بعد پھر پانی سے برابر سیراب کرین، یہانتک کہ حوض کی زمین سفید ہو جائے، اس سے پھلون مین قوت پہنچیگی اور انشاء اللہ اچھے پھل آئین گے، اس کے نقل کی بھی ترکیب وہی ہے جو اس سے قبل بتائی گئی، نارنج کا پودہ بھی لگایا جاتا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا، نارنج اور اترج کے قریب افیجن (افغان سر) صفیرا، مرا اور فراسیون (سداب) وغیرہ کو نہین لگانا چاہیئے ان سے اسکو نقصان پہنچے گا،

فصل

یستنبون یعنی زنبوع کے لگانے کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ وہ نارنج کی طرح ہوتا ہے، صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پھل چوڑا، دانہ دار، اور زرد رنگ کا ہوتا ہے، اندر اور باہر دونون حصے کھائے جاتے ہین، اس مین سخت ترشی ہوتی ہے، اس کے لیے سخت زمین اور سڑی ہوئی زمین مفید ہوتی ہے اسکے تخم بھی بوئے جاتے ہین اور اسکی شاخون کی تکبیس بھی کی جاتی ہے اور اوتاد بھی لگائے جاتے ہین، دو سال کے بعد پودہ منتقل کیا جاتا ہے، ان مقامون پر یہ لگایا جاتا ہے جو مشرق مین واقع ہون تاکہ آفتاب کے طلوع کے رخ پر ہون گڈھا اس انداز سے کھودنا چاہیئے جیسا کہ درخت ہو، ہر لپودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ عمل وہی ہے جو نارنج کے لیے بتایا گیا ہے،

---

[1] اسکو استنبوب کہتے ہین،

فصل

لیمون کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ یہ اترج صغیر کے مانند ہوتا ہے، یہ نوکیلا ہوتا ہے، اوسکی پتیان اترج سے زیادہ زرد رنگ کی ہوتی ہین، اور اس مین تلخی زیادہ ہوتی ہے، ط مین ہے کہ شجرۂ حسیا جسکو فارسی مین لیمون کہتے ہین، اس کے پھل گول خوشبودار اور زرد رنگ کے ہوتے ہین، یہ نارنج اور اترج کے مشابہ ہوتا ہے، ابتداً یہ سبز ہوتا ہے، پھر زرد ہو جاتا ہے، اسکی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ جسمین سرخی اور زردی دونون ہوتی ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے اور پھر اسی جگہ چھوڑ دیا جاتا ہے، بعض اوقات اسکو بھی منتقل کر دیتے ہین، اس کے لیے وہ نرم زمین مفید ہوتی ہے جسمین تھوڑی شوریت ہو اور اسی طرح وہ سرخ زمین مناسب ہوتی ہے جسمین کھوکھلاپن ہو اور ریت ملی ہوئی ہو، لیمون جب بویا جاتا ہے تو بہت کم خراب ہوتا ہے، اوس کو تقویت پہنچانے کے لیے ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ روئی کا بنولا نارنج اور اترج کی لکڑیون سے جلایا جائے اور پھر تمام راکھ جمع کیجائے اور شراب کی تلچھٹ سے اوسکی خمیر تیار کیجائے، پھر اوسکو خشک کر کے پیس ڈالا جائے، اس کے بعد لیمون کی جڑون مین اور شاخون پر یہ راکھ چھڑک دیجائے، کئی بار ایسا ہی کرنا چاہیئے، اس سے آفات دفع ہو جائین گے اور پودے کو تقویت پہنچیگی، پھل اچھے اور زیادہ ہون گے، غرضکہ اس سے بہت زیادہ منافع ہون گے، وہ کوڑا بھی اس کے لیے مفید ہوگا، جو مختلف مقامات سے جمع کیا جائے اور اسمین سیاہ مٹی بھی شامل ہو، زمین کھود کر جڑ

مین اسکو ڈال دینا چاہیئے، درحقیقت یہ بھی ایک قسم کی کھاد ہے، نارنج، اترج، زنبوع اور لیمون کو جب عورتین کھائین گی تو انکی شہوت مین کمی ہو جائے گی، چھوٹے لیمون کا چھلکا اور اوسکی پتی زہر کا اثر زائل کرنے کے لیے مفید ہے،

فصل

غبیرا یعنی سپستان کے لگانے کا طریقہ،

خ نے لکھا ہے کہ اس کا درخت بڑا ہوتا ہے، اسکے پھول چھوٹے اور سفید ہوتے ہین، پھل مشتہی کے جیسے ہوتے ہین، اسکے پھل کو لفاح کہتے ہین، بعض لوگ اوسکو زعرور بری کے نام سے موسوم کرتے ہین، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ یہ وہی درخت ہے جسکو بربر جودر کہتے ہین، اسکی چھال سے چمڑون کی دباغت ہوتی ہے، ط مین ہے کہ اس کا پھل بیر کے مثل ہوتا ہے، کھانے مین اچھا معلوم ہوتا ہے، اس مین گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ سخت لسدار پھل ہوتا ہے، اسکی شاخ، جڑ، پھل اور پتے وغیرہ سب مین لزوجیت ہوتی ہے، اس کا مزاج خود ٹھنڈا ہے اور دوسری چیزون کو ٹھنڈا کرتا ہے، اس کے لیے نرم اور سخت زمین دونون مفید ہو سکتی ہین، اسکے پودے منتقل کئے جاتے ہین، اس کے اوتاد اور شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور تخم بھی بوئے جاتے ہین، اسکے لگانے کا وقت جنوری مین ہے۔

غ کا قول ہے کہ اس کے ملوخ حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ شاخون کو چھال سمیت ہاتھ سے کھینچ لیا جائے اور اس طرح کھینچا جائے کہ بیچ سے ٹوٹنے نہ پائے، لوہے سے کاٹنے کی ضرورت نہین ہے، اور اس کے تخم کو مٹی مین پرانی

کھاد اور راکھ مخلوط کر کے ظروف مین بوئین اور اس کے بونے کا وقت اس وقت ہے جب کہ اس کا پھل کھایا جاتا ہے، بقیہ عمل اس مین بھی وہی ہے جو اس سے قبل دوسرون کے لیے بتایا گیا ہے، جب پودہ منتقل کرنے کے قابل ہوجائے تو اسکو منتقل کر دینا چاہیئے، اس کے لیے تین بالشت گہرا گڈھا کھودنا چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان ۱۲ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس درخت کو حوض یا نہر کے قریب لگانا چاہیئے کیونکہ اس مین خوشبو بہت زیادہ ہوتی ہے اور پھول نہایت خوبصورت ہوتے ہین، مارچ مین یہ اُگنے لگتا ہے اور مئی مین پھول نکل آتے ہین، یہ درخت نہ کسی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور نہ اس مین کوئی دوسرا درخت مرکب کیا جاتا ہے، اسکے اگنے کا اصل مقام جنگل اور غیر مانوس مقامات ہین، گرم ملکون مین بہت زیادہ ہوتا ہے اور ان مین خوب نشو ونما پاتا ہے، یہ زمین کی صفائی کو بہت چاہتا ہے، اس کے ملوخ بھی ویسے ہی لیے جاتے ہین جیسے اور درختون کے لیے جاتے ہین، اختلاجِ قلب کے لیے یہ مفرح ہے، یہ بیان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت اس درخت کے قریب اجنہ جمع ہوتے ہین، اس کے پھول کو اگر عورتین سونگھین تو وہ زیادہ کام کرنے پر مستعد ہوجائین گی اور مجامعت کے لیے جلد تیار ہوجائینگی جسطرح ربیع مین چڑیا اور سرما مین درندے تیار ہوجاتے ہین

فصل

واذی[1] کے لگانے کا طریقہ،

[1] واذی کو فارسی مین جوجادو کہتے ہین اسکی ایک قسم داذی رومی بھی ہو، گیلانی کا قول ہو کہ یہ ترت کی طرح ہوتا ہو، اسکا دانہ جو کے برابر ہوتا (مفردات)

خ کا قول ہے کہ یہ ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے پھول سرخ رنگ کے ہوتے ہین اور پھل سیاہی مائل ہوتے ہین، اسکے لیے پہاڑی اور سخت زمین مناسب ہے، اسکے اوتاد، تخم، اور پودے وغیرہ سب لگائے جاتے ہین، اسکے لگانے کا وقت فروری اور مارچ کے مہینہ مین ہے، اسلیے ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، بعض یہ کہتے ہین کہ اگر اسکے پھول شراب مین ڈالدیئے جائین تو پینے والے پر بہت نشہ چڑھ جائے گا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عراق مین اسکی شراب بنتی ہے، اس کا پھل کھایا نہین جاتا ہے، یہ درخت صرف خوبصورتی کے لیے لگایا جاتا ہے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے،

ابن حرار کا قول ہے کہ جو شخص اسکی دو مثقال شراب یا اس کا عرق پی لے تو معدہ کی آنتین کٹنے لگین گی، ہذیان اور حکر کا دورہ فوراً شروع ہوجائے گا، اگر فوراً علاج نہ کیا جائے تو چار دن مین وہ شخص مرجائے گا،

ہمارے یہان (اندلس) کے مشرقی حصہ مین ایک ایسا درخت ہوتا ہے جسکی پتیان سفرجل کے مانند ہوتی ہین اور اس کا چھلکا سیاہی مائل ہوتا ہے، اسکے پھول سرخ ہوتے ہین، ہمیشہ دو پھول ساتھ نکلتے ہین اور ایک ہی جگہ پر ہوتے ہین، پتیون سے قبل پھول ہی نکل آتے ہین، خروب کی طرح ہلکے پھل ہوتے ہین یہ واذی کہلاتا ہے، اس کا پھول اور پھل کھائے جائین تو کوئی ضرر نہین پہنچاتے ہین، البتہ پھول مین ہلکی سی ترشی ہوتی ہے،

فصل

کاذی کے لگانے کا طریقہ،

(کاذی کو ہندی مین کیوڑا کہتے ہین)

یہ کھجور کی طرح ہوتا ہے، اس کے لیے نرم اور حرشار زمین مفید ہوتی ہے، وادی کا تمام عمل اس مین بھی کیا گیا ہے،

فصل

سفرجل یعنی بہی کی زراعت کا طریقہ

اس کو توز ہندی بھی کہتے ہین، اسکی چند قسمین ہین، ایک وہ جو گول ہوتا ہے اس مین بھی بڑے اور چھوٹے دو قسم کے ہوتے ہین، دوسرے جو لانبا ہوتا ہے جسکا نام متعد ہے، یہ شیرین اور ترش دونون ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سفرجل کے لیے وہ ہموار زمین اچھی ہوتی ہے جسمین رطوبت اور تری ہو، ریتیلی زمین بھی اس کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ اس مین کھاد ملا دی جاے اور برابر سیراب کیجائے،

دمیقراطیس کا قول ہے کہ اس کے اوتاد فروری مین لگائے جاتے ہین، اسی طرح اس کا وہ پودہ بھی لگایا جاتا ہے جسمین جڑ نکل آئی ہو، انوتن کہتا ہے کہ اس کے ملوخ بھی گڈھے مین لٹا کر لگائے جاتے ہین، اسکی وہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین جو جڑ کے قریب ہوتی ہین، اس کے لگانے کا وقت فروری مین ہے، بعض اس کے اندر کے تخم کو بھی بوتے

ہین، اس کے بونے سے درخت بڑے ہوتے ہین،

سفرجل کے درخت پاس پاس لگائے جاتے ہین، اس خیال سے کہ آفتاب اسکے پھل کو جلا نہ دے،

طامین ہے کہ سفرجل بستانی اور بری دونون ہوتا ہے، بری بہت کم پایا جاتا ہے کیونکہ یہ زمین کی خشکی اور یبوست کو ناپسند کرتا ہے، جب تک پانی سے زمین اچھی طرح سیراب نہ کیجائے یہ اُگ نہین سکتا اور جنگل مین پانی کی قلت ہوتی ہے، اسکے دانون مین اگر عفونت پیدا ہو گئی ہو یا کیڑے پیدا ہو گئے ہون تو ان کو نہ بونا چاہیے، کیونکہ ایسی حالت مین ان کا بڑھنا دشوار ہے، بلکہ دانہ ہمیشہ صحیح و سالم لینا چاہیے جو میٹھا بھی ہو،

بنبوشاد کا قول ہے کہ سفرجل کو سب سے پہلے میٹھے پانی مین بھگا دین تاکہ اسکا لعاب نکل جائے پھر اس کو کھائین تو بہت نفع بخش ہوگا، سفرجل کی روٹی بھی پکائی جاتی ہے اور ضرورت کے وقت کھائی بھی جاتی ہے، اس کے پختہ پھلون کو فج یعنی شامی خربوزون کے ساتھ ملا کر امرود کی طرح روٹی پکائین، سفرجل کے لیے ہر مسطح زمین جس پر آفتاب کی روشنی پوری پڑتی ہو کار آمد ہے، نیز شیرین زمین، نرم مرطوب، سرخ اور پرانی زمینین بھی اس کے لیے مفید ہین، سخت اور پتھریلی زمین سے اجتناب کرنا چاہیے، ان مین یہ اچھی طرح نشو و نما نہین پاتا، اس کے اوتاد ملوخ، عیون، اور پودے وغیرہ سب لگائے جاتے ہین، اس کی شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے، ان چیزون کے لگانے کا وقت دسمبر سے جنوری کے اخیر تک ہے، اس کے تخم اکتوبر کے مہینہ مین ظروف مین بوئے جاتے ہین، اور اس کے مختلف اجزا جنکا اوپر

ذکر ہوچکا ہے، کھڑے کر کے بھی لگائے جاتے ہین اور لیٹا کے بھی، بہر حال جسطرح بھی لگائے جائین اچھے ہون گے، ان کے لیے تین بالشت کا گڑھا کھودنا چاہیئے، اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، یا زمین کی عمدگی اور خرابی کے لحاظ سے اس سے زیادہ اور کم بھی رکھ سکتے ہین، سفرجل کے لیے بکثرت پانی کی ضرورت ہے، اور ساتھ ہی زمین کی درستی کی بھی ضرورت ہے، اگر ان دونون امر مین کوتاہی کیگئی تو خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے، لوہے سے اس کو ہرگز نہ چھونا چاہیئے کھاد کی گرمی کو یہ برداشت نہین کر سکتا بلکہ اس کے لیے سم قاتل ہے، سفرجل اپنے ہمجنس میوہ جات کے ساتھ مرکب ہوسکتا ہے اور اس مین بھی دوسرے درختون کی ترکیب کیجا سکتی ہے اسلیے کہ وہ ان کو قبول کرلیتا ہے، یہ اس قسم کی زمین مین بھی بویا جاتا ہے جسمین ایسی سبزی ہو جو پانی کو بہت چاہتی ہے جیسے بیگن وغیرہ، جو طریقے انار کے اوتاد کے لیے بتائے گئے ہین، وہ اس کے لیے بھی مفید ہین،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپ سفرجل کھا رہے تھے، ارشاد فرمایا کہ اے ابن عباس! اسکو کھاؤ یہ قلب کو صاف کرتا ہے، یہ بھی مروی ہے کہ آپ کے پاس طائف سے ہدیۂ سفرجل بھیجا گیا، لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سفرجل ہے، آپنے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ بھی سفرجل کھاؤ، اس سے قلب کا (طخ) دفع ہوجاتا ہے لوگون نے پوچھا کہ طخ کیا چیز ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ طخ دل کے رنج وغم کو کہتے ہین، حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہین کہ مین نے طائف سے رسول اللہؐ کے پاس سفرجل بھیجا، آپنے اسے تناول فرمایا اور فرمایا کہ یہ قلب کو صاف کر دیتا ہے اور دل کے رنج وغم کو دفع کر دیتا ہے، ایک

دوسری حدیث مین ہے کہ سفرجل قلب کے رنج والم کو دور کرتا ہے اور دل کی جلار کرتا ہے، اسلیے تم لوگ اسکو خوب کھاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ سفرجل کھاؤ یہ قلب کو قوی کرتا ہے اور دل کو مضبوط کرتا ہے، ابوعبداللہ کا قول ہے کہ جس شخص نے سفرجل کھایا اللہ چالیس دن تک اسکی زبان کو حکمت آمیز باتون سے بھر دے گا،

فصل

سیب کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ سیب چند قسم کے ہوتے ہین ایک شیرین ہوتا ہے اور دوسرا ترش ہوتا ہے، تیسرا پھیکا ہوتا ہے، ان کے مختلف نام ہین، علبی، شعیبی، رخامی، اور شبرقان اور احمر وغیرہ، شعیبی مین نہ پھول ہوتا ہے اور نہ اس کے پھل مین تخم ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سیب کے لیے بارد اور تر زمینین نفع بخش ہوتی ہین، قسطوس کی بھی اسی قسم کی رائے ہے، وہ کہتا ہے کہ سیب کے لیے سب سے اچھی عمدہ زمین وہ ہے جو موسم گرما مین ٹھنڈی رہتی ہو، ابن حجاج کہتے ہین کہ علمائے فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ سیب کے لیے مرطوب زمین اور نرم چراگاہین بہت اچھی ہوتی ہین اس مین کسی کا بھی اختلاف نہین ہے، سیب کے درخت مین جو باریک جڑین ہوتی ہین وہ اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اسکے ملوخ بھی لگائے جاتے ہین اور بقیہ وہی عمل کیے جاتے ہین جو اور دوسرے مغروسات کے لیے بتائے گئے ہین، اسکے وتد اور تخم کو پہلے سے تیار کرتے ہین، قسطوس کا قول ہے کہ اس کے لگانے کا وقت سال مین دو مرتبہ ہے،

ایک ربیع مین اور دوسرا خریف مین، ط مین ہے کہ سیب کے لیے وہی زمین اور ہوا موافق ہے جو سفرجل کیلئے ہے تخم لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے پکے ہوئے پھل توڑین اور اس کے اندر سے اس کا بیج نکالین اور اسکو کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھدین یہانتک کہ وہ خوب خشک ہو جائے، پھر اسکو نصف فروری مین بوئین اور اوپر سے پانی چھڑکین لیکن اسی قدر پانی ڈالنا چاہیے جتنا کہ اس بیج کو تر کرنے کے لیے کافی ہو اور اُگا سکے جب کچھ اگنے لگے تو پھر سیراب کرنا شروع کرین لیکن آہستہ آہستہ سیراب کرین، جب وہ زیادہ بڑھ جائے اور تقریبًا نصف ہاتھ کا ہو جائے تو اسمین تدریجًا پانی بھی زیادہ ڈالتے رہین، یہانتک کہ وہ اچھی طرح بڑھ جائے، اس کے پودے اور اس کے تخم اس وقت لگائے جائین جب کہ چاند عروج پر ہو، کیونکہ اسکی روشنی اس کے نمو مین اضافہ کرتی ہے اسمین گائے کے گوبر کی کھاد بھی ڈالی جاتی ہے اور اگر اس مین سیب کی پتیان اور اسکے پھل اسی طرح میٹھے بادام کے پتے اور اس کے پھل مخلوط کر دین، تو بہت اچھا ہوگا، جب یہ ایک دوسرے مین ملکر خوب سڑ جائین اور خشک ہو جائین تو ان کو درختون کی جڑ مین وقتًا فوقتًا ڈالتے رہین، ان زمینون کے علاوہ جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے سیب ارض حلوۃ، (شیرین) رخوۃ (نرم) حمراء (سرخ) حریریہ وغیرہ مین بھی اچھی طرح ہوتا ہے لیکن سیاہ زمین اس کے لیے مناسب نہین ہے، البتہ سواحل بحر مین یہ بہت زیادہ نشو نما پاتا ہے اور بارد مقامات مین بھی ہوتا ہے، شور اور پھیکی زمین بھی اسکے لیے ناموافق ہوتی ہے، اس کے ملوخ، اوتاد اور عیون سب ہی لگائے جاتے ہین، پودے اور تکبیس شدہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین، تخم بھی بویا جاتا ہے، ان تمام چیزون کے لگانیکا وقت موسم خریف مین ہے، البتہ بارد مقامات مین یہ مارچ مین بھی لگایا جاتا ہے،

اس کا پودہ نومبر سے مارچ کے اخیر تک منتقل کیا جاتا ہے، لیکن ص کا قول ہے کہ اسکا پودہ جنوری اور فروری کے مہینہ مین منتقل کیا جاتا ہے ہر دو پودون کے درمیان بیس بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیے، ان زمینون مین جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہین، یہ پودے نومبر مین لگائے جاتے ہین اور جو زمینین کہ نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہین ان مین یہ فروری مین لگائے جاتے ہین، ان تمام چیزون کے لگانے کی سب سے بہترین جگہ وہ ہے جو نہرون کے قریب واقع ہو یا پانی کی نالیون کے متصل ہو، اور اسی جگہ پر اس کے ساتھ امرود کو بھی مرکب کر سکتے ہین، کیونکہ یہ پانی کو زیادہ چاہتا ہے اور جو پانی کہ راستہ سے گذرے گا، اس سے یہ غذا حاصل کرے گا مین نے ان دونون کو بذات خود مرکب دیکھا ہے،

ص کا قول ہے کہ سیب حوضون مین بھی لگائے جاتے ہین، لیکن پانی سے برابر سیراب کئے جاتے ہین اور اس کے پودے دونون زمینون مین لگائے جاتے ہین خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہون یا نہر کے پانی سے سیراب کیجائین اور اس کے گڈھے تین بالشت عمیق کھو دے جائین، اور ہر دو پودون کے درمیان بارہ بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھا جائے، اس کے تخم کو ظروف مین بونا چاہیئے کیونکہ یہ کمزور تخمون مین سے ہے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، اسکی زمین کو خوب درست کرنا چاہیئے، اور اس مین مختلف سبزیان لگائی جائین، اوتاد کے لگانے کا بھی یہی طریقہ عمل ہے، سیب کھاد کی حرارت کو زیادہ برداشت نہین کر سکتا، جب اس کا پودہ بڑھ جائے تو اس کو اس وقت چھانٹنا نہ چاہیئے بلکہ جب وہ چھوٹا ہی ہو تو اس مین کاٹ چھانٹ کر لینا چاہیئے،

غ کا قول ہے کہ سیب کے لیے زمین کی تعمیر اور سیرابی کی ضرورت اس وقت تک ہے جب تک کہ درخت کی شاخ نرم ہے اور وہ کیڑون سے محفوظ ہے لیکن جب وہ بڑھ جائے تو تعمیر اور سیرابی مین کمی کرنی چاہیئے، اور اگر اب احتیاط نہ کیگئی تو درخت کے خراب ہو جانے کا خطرہ ہے، شیبی سیب مین تخم نہین ہوتے بلکہ وہ شاخون سے تیار کیا جاتا ہے، جب تم یہ دیکھ لو کہ سیب مین تیون کے نکلنے سے قبل پھول نکل آتے ہین تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ درخت اسی سال پھل لے آئیگا، سیب ترکیب کو قبول کرتا ہے اور بعضون کے ساتھ مرکب ہو جاتا ہے، ابن سینا کی کتاب مین ہے کہ سیب کی ایک بڑی خاصیت تفریح قلب ہے، اسکو مقوی کرتا ہے اور معطر کرتا ہے، یہ دوا بھی ہے اور غذا بھی،

فصل

میس کی زراعت کا طریقہ،

اسکو فنقت بھی کہتے ہین، یہ نشم کی ایک قسم ہے، بعضون نے یہ کہا ہے کہ یہ نشم کا مؤنث ہے، اور نشم اسود مذکر ہے، اسکے پھل چھوٹے، سیاہ رنگ کے گول ہوتے ہین (سیاہ مرچ سے کچھ بڑے ہوتے ہین) اس کے اندر گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ اکتوبر مین کھائے جاتے ہین، اس مین تھوڑی سی شیرینی بھی ہوتی ہے، اسکی لکڑی سے پالان اور بھی دوسری چیزین بنائی جاتی ہین، اس کے لیے مرطوب زمینین مفید ہوتی ہین، بلکہ سیاہ زمین کے سوا ہر قسم کی زمین مین پیدا ہوتا ہے، اس کے ملوخ اور جڑون کو اول خریف مین لگاتے ہین، اسکی گٹھلیان بھی بوتے ہین، اور اسی طریقہ سے عمل کرتے ہین

جیسا کہ بتایا گیا ہے، زرازیر ایک قسم کی چڑیا ہے، اسکو خوب کھاتی ہے اور اسی کی بیٹ مین اس کا دانہ بویا جاتا ہے، اور ربیع کے موسم مین اُگنے لگتا ہے، جب اوس کا پودہ منتقل کرنے کے قابل ہو جائے تو اس کو منتقل کر دینا چاہیئے اور اسکی مناسبت سے گڈھا کھودنا چاہیئے، لیکن اگر اپنی جگہ پر رہنے دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہین ہے، اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسکو شمالی سمت مین بونا چاہیے تاکہ جنوبی ہوا سے محفوظ رہے، اسکی لکڑی بہت اچھی ہوتی ہے اور اس کا دانہ کھانسی اور قبض کے لیے مفید ہے بعض لوگ اسی کو حب النشم کہتے ہین، یہ پانی کو بہت چاہتا ہے، نیز تصفیہ اور تقلیم کا بھی محتاج ہے، اور یہی عمل انگور کے لیے بھی مفید ہے،

فصل

ازادرخت کی زراعت کا طریقہ

طامین ہے کہ ازادرخت کے لیے سرخ، سیاہ اور سفید زمین موافق ہے بلکہ ہر سخت زمین اس کے لیے مناسب ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے اور اس وقت تک اسی جگہ پر رہنے دیا جاتا ہے جب تک کہ یہ منتقل کرنے کے قابل نہ ہو جائے، تبدیلِ مقام سے پودے کو قوت پہنچتی ہے اور اگر نہ منتقل کیا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، ازادرخت کے خواص مین یہ ہے کہ اسکی پتیان اور پھل مرد اور عورتون کے بالون کیلئے از حد مفید ہین اور اسکی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ بالون کو سیاہ کرتا ہے، ان کو قوی کرتا ہے اور بالون مین جو شقوق پیدا ہو جاتے ہین، ان کو دفع کر دیتا ہے، اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ تازہ پتیان اور شاخین کچل ڈالی جائین اور پھر ان سے

عرق نچوڑا جائے، جب عرق کافی مقدار مین جمع ہو جائے تو ایک مٹی یا پتھر کے کوڑے برتن مین اوسکو اونڈیل دین، اور ہر ایک رطل پانی مین ایک رطل، روغن ملا دین خواہ زیتون کا ہو یا تل کا ہو یا السی کا ہو اس کے بعد اس کو کوئلے کی آگ پر پکایا جائے لیکن آنچ تیز نہ ہو، یہانتک کہ اس کا پانی خوب جذب ہو جائے اور صرف تیل ہی بچ جائے، یہ روغن بالون کو سیاہ کریگا اور ان کو تقویت دے گا، اور تمام آفات سے محفوظ رکھے گا، اگر اس روغن کو کوئی شخص اپنے چہرہ پر لگائے تو وہ ہمیشہ کے لیے سیاہ ہو جائے گا اسلیے اس سے احتیاط کرنی چاہیے خصوصاً اس وقت جبکہ بالون پر یہ روغن ملا جائے، ان زمینون کے علاوہ آزاد رخت کے لیے حرشا (سخت) رقیقہ، (پتلی) ندیہ باردہ (تر اور ٹھنڈی) زمینین بھی مفید ہین، یہ بھی پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے، اسی وجہ سے پست زمین مین یا حوض کے قریب لگائین تو اچھا ہے، اسکی گٹھلیان اور چھوٹی جڑین بھی اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اسکی تکبیس بھی کیجاتی ہے، اوسکی گٹھلی ابتدا آخر خریف مین بوئی جاتی ہے اسی طرح اس کا پودہ اس وقت لگایا جاتا ہے جبکہ اس مین پتیان آگئی ہون، اور ایسا فروری کے مہینہ مین ہوتا ہے اس کے ہر پودون کے درمیان چھہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، اس کے اوتاد اور ملوخ نہین لگائے جاتے ہین، اسکو اور اسکے ہم جنس درختون کو حوض یا کنوئین کے قریب لگانا اچھا ہے اسکی اس سے ٹٹیان تیار کرتے ہین تاکہ جانورون کو سایہ ملے اور پانی ٹھنڈا ہو، اس کا پھل کھایا نہین جاتا کیونکہ یہ صدر کے لیے بہت مضر ہے بعض وقت ہلاک کر دیتا ہے،

فصل

مشمش (زرد آلو) کی زراعت کا طریقہ

جسکو برقوق اور تفاح ارمنی بھی کہتے ہین

خ نے لکھا ہے کہ اسکی دو قسمین ہین، ایک مین بڑے دانے ہوتے ہین اور دوسرے مین اس سے چھوٹے ہوتے ہین، لیکن طریقۂ زراعت دونون کا ایک ہی ہے، یہ گوند دار درختون مین سے ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اوسکی گٹھلیان اور خلوف (یعنی وہ پتلی شاخین جو جڑ کے قریب نکل آتی ہین) لگائی جاتی ہین، اس کے لئے مرطوب زمین مفید ہوتی ہے، مرغوطیس نے لکھا ہے کہ اس کے لئے سب سے عمدہ ریتیلی زمین ہے، کیونکہ یہ تعمیر کے بعد بہت مفید ثابت ہوتی ہے، اور دوسری زمینون مین بھی یہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس مین خصوصیت کے ساتھ اچھا ہوتا ہے اسکی گٹھلیان اور پودے دونون لگائے جاتے ہین، گٹھلیان ان پھلون سے لیجاتی ہین جو درخت کہ پکے ہون، اور ان کی مدت پوری ہو گئی ہے حتی کہ رنگ بھی صاف ہو گیا ہو، فروری کی ابتدا سے آخر مارچ تک یہ بوئی جاتی ہین ہر گڈھے مین چار سے سات تک گٹھلیان رکھی جائین، جب یہ اُگنے لگین تو اس کو ٹھنڈک سے محفوظ کر دین یہان تک کہ موسم سرما گذر جائے، جب پودے منتقل ہونے کے قابل ہون تو ان کو منتقل کر دینا چاہیے اور ایک مہینہ کے بعد زمین کو کھود کر درست کرنا چاہیے اور پھر اس مین بھی وہ کھاد جو اس قسم کے درختون کے لیے مفید ہے ہر ہفتہ ڈالنی چاہیے، لیکن جو پودے کہ پرانے درختون سے لیے گئے ہون یا ان کی شاخین لگائی گئی ہون، ان مین اس قسم کی کھاد نہ ڈالی جائے کیونکہ گٹھلی والے پودے اس کھاد کے

متحمل ہو سکین گے لیکن وہ متحمل نہین ہو سکتے،

صغریت نے لکھا ہے کہ اگر یہ اس وقت بویا جائے جبکہ چاند کی روشنی بڑھ رہی ہو، تو اس کے لیے بہت اچھا ہے،

ط مین ہے کہ مشمش مضر ہے خصوصًا جب اس مین تعفن پیدا ہو جاتا ہے، تو بخار لاتا ہے، لیکن اگر یہ زیادہ مقدار مین نہ کھایا جائے، تو مضر نہین ہے،

مشمش ان زمینون مین بھی ہوتا ہے جو پتھریلی یا ریتیلی ہون یا جنمین سختی اور نرمی دونون ہو، لیکن ان مین یہ زیادہ نہین بڑھتا ہے، ریتیلی زمین مین اگر بادام، شفتالو، اور عیون البقر ہون تو ان کے ساتھ مشمش کی ترکیب ہو سکتی ہے، ص کا قول ہے کہ یہ نرم زمین مین عمدہ ہوتا ہے لیکن اس مین اس کو گرمی کا اثر جلد پہنچتا ہے، اسکی اور ان درختون کی زراعت جن مین گوند نکلتا ہے گٹھلیون ہی کے ذریعہ سے اچھی ہوتی ہے، اس کے ملوخ اور اوتاد کا لگانا اچھا نہین ہے گٹھلیان ظروف مین بوئی جاتی ہین جنمین زمین کی مٹی اور پرانی کھاد ڈالی جاتی ہے، ان کے بونے کا وقت نومبر مین ہے، یا جب اس مین پھل آتا ہے، ایک سال کے بعد اس کو حوضون مین منتقل کر دیتے ہین اور وہین تقویت پہنچاتے ہین، پھر دو سال کے بعد دوسری جگہ جو اس سے زیادہ اچھی ہو بدل دیتے ہین منتقل کرتے وقت اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ جڑین کٹنے نہ پائین، یہی حال تمام گوند والے درختون کا ہے،

ص کا قول ہے کہ پودے کو منتقل کرتے وقت اس جگہ کی مٹی بھی ساتھ ہی منتقل کرین تو بہت اچھا ہے، اس کے گڈھے کی گہرائی چار بالشت ہونی چاہیے اور ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے، اور نرم زمین مین اس سے زیادہ فاصلہ ہونا چاہیے،

غ کا قول ہے کہ جب پودے کا طول انسان کے قد کے برابر ہو تو اس کو منتقل کردین اگر اس سے زیادہ ہو جائے تو پھر نہ منتقل کرین بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، کھاد کی کثرت کا یہ متحمل نہین ہوتا، پانی اس کے لیے مفید ہے، بعض کا یہ بھی قول ہے کہ اس کے اوتاد بھی لگائے جاتے ہین بشرطیکہ انکو پانی سے خوب سیراب کیا جائے، بادام اور شفتالو کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے،

فصل

شفتالو[1] کی زراعت کا طریقہ

(جسکو تفاح فارسی بھی کہتے ہین۔)

خ کا قول ہے کہ یہ دو قسم کا ہوتا ہے، ایک نرم سرخ رنگ کا ہوتا ہے، جس کو اقرع اور مصری دونون کہتے ہین، شتوی بھی اسی کو کہتے ہین اور بعض لوگ تفاح بھی کہتے ہین اسمین ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جسمین کچھ ترشی ہوتی ہے، دوسرا سیاہ اور سفید دونون ہوتا ہے، اسکو شعری کہتے ہین، اس کا تخم بھی نکالکر بویا جاتا ہے اور یہ جڑ سمیت اکھاڑ کر لگایا بھی جاتا ہے، لیکن دونون کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، البتہ تخمی پودے سے اچھا ہوتا ہے، بعض یہ بھی کہتے ہین مشمش بھی اسی کی ایک قسم ہے، جو شفتالو کہ نرم خوشبودار اور لذیذ ہو اور اس مین رطوبت بھی کم ہو، وہ سب سے اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے، اسکو زہری کہتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کی رائے ہے کہ اگر شفتالو الیسی

[1] شفتالو کی چند قسمین ہین ایک مختلف الالوان ہوتا ہے اور اسکا گودا چھلکے سے جدا ہوتا ہی اسکو ملو کہتے ہین اور دوسرا ایسا نہین ہوتا ہی، اسکو شفتالو کاردی کہتے ہین، اول کی بھی دو قسمین ہین ایک شیرین لطیف اور کشادہ ہوتا ہی اور دوسرا تلخ ہوتا ہی محیط

زمین مین بویا جائے جس مین پانی بہت زیادہ ہو، اور بار بار سیراب کرنے کی اسکو ضرورت نہ پڑے تو اس کے پھل بڑے بڑے ہون گے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ شفتالو بہت جلد بڑھتا ہے، اور اگر ہم اس کو آلو بخارا یا بادام کے ساتھ ترکیب دین تو اور زیادہ اچھا ہوگا بعض لوگون کا خیال ہے کہ اس درخت کی جڑ کی مٹی کو بار بار بدلتے رہنا چاہیئے یہ اگر آلو بخارا کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کے پھل بڑے ہون گے،

قسطوس کا قول ہے کہ شفتالو کے لیے سب سے بہتر زمین ہے یا وہ جسمین پانی بکثرت موجود ہو، جب سیرابی کی ضرورت پڑے تو اس سے سیراب کردیجائے، اگر ان دونون زمینون مین یہ لگایا گیا تو دانے بڑے ہون گے،

مرغوطیس کا قول ہے کہ ریت اس کے لیے بہت موافق ہے، بشرطیکہ وہ اچھی طرح سیراب کردیگئی ہو، اس سے اچھی زمین شفتالو کے لیے کوئی دوسری نہین ہوسکتی، سوریوس کا قول ہے کہ اسکی گٹھلی بوئی جاتی ہے اور دو سال کے بعد یہ منتقل کیا جاتا ہے، ابتدائے جنوری سے اس کے منتقل کرنے کا وقت ہے اور اسکی گٹھلی کے بونے کا وقت اگست سے فروری تک ہے، دیمقراطیس کا قول ہے کہ شفتالو کی گٹھلی اگست مین اسی وقت بوتے ہین جب اس کا پھل کھایا جاتا ہے، اور پھر اسکو سیراب کرتے ہین، کیونکہ یہ جسقدر سیراب کیا جائیگا اسی قدر اس کا دانہ بڑھے گا، اس کا وہ پودہ جو گٹھلی سے اگا ہے اس کو جنوری مین لگاتے ہین، سادھمس کا قول ہے کہ اس کے ملوخ بھی لگائے جاتے ہین، اس سے بھی اچھے درخت تیار ہوتے ہین،

ظاہر ہے کہ شفتالو، مشمش یعنی زردآلو کا بھائی ہے، بہت سی چیزون مین دونون مشترک ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ مشمش کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور شفتالو پانچ سال کے

بعد خراب ہوجاتا ہے، اور اس مین پھل کم آنے لگتے ہین جس زمانہ مین کہ مشمش کی زراعت ہوتی ہے اسی زمانہ مین اگر شفتالو بھی لگا یا جائے تو بہت اچھا ہے، اس کے علاوہ شفتالو کے لئے سخت اور کنکر دار زمین بھی موافق ہوتی ہے، اس مین بھی پھل اچھے ہوتے ہین اور موٹے ہوتے ہین، رنگ ان کا بالکل سفید ہوتا ہے اسی طرح نرم اور متعفن زمینون مین بھی لگایا جاتا ہے، لیکن اس مین زیادہ دن تک نہین رہتا ہے اور پھل چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین، سیاہ اور سرخ زمین مین بھی ہوتا ہے، کمزور اور پتلی زمین جبکہ وہ اچھی طرح درست کردیجائے تو وہ بھی مفید ہے، اُن زمینون مین بھی یہ اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہون،

شفتالو کی گٹھلی ہی کا بونا زیادہ اچھا ہے، ملوخ اوتاد اور نوامی کا لگانا مفید نہین ہے، کیونکہ یہ گوند دار درخت ہے، اسکی گٹھلی کو اگست اور ستمبر مین بونا چاہیئے اور جنوری اور فروری مین حوض اور ظروف مین منتقل کردینا چاہیئے، اور اس مین مٹی اور کھاد اور ریت ملاکر ڈالدینا چاہیئے، پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہ طریقہ اس کے لیے بہت مفید ہے اس سے بہت جلد نشو و نما پائے گا، ایک سال کے بعد ظروف سے حوض مین منتقل کرنا چاہیئے، اور اسی مین یہ مخلوط کھاد ہر پودے کی جڑ مین ایک انداز سے ڈالنا چاہیئے، اور ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، جب پودہ تیار ہو جائے تو دو سال کے بعد حوض سے گڈھون مین منتقل کرنا چاہیئے، جنکی گہرائی تین بالشت رکھنی چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان دس ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ نہ تو زیادہ وسیع ہوتا ہے اور نہ بڑا ہوتا ہے، اور نہ زیادہ دن تک رہتا ہے، بلکہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اس کے پودون کو قریب قریب لگانا چاہیئے تاکہ جب پھل زیادہ آجائین تو ایک دوسرے کے بوجھ کو سنبھال سکین

غ کا قول ہے کہ وہ درخت جو گٹھلی سے اگا ہو اس کو اگر دو سال کے بعد منتقل کیا جائے تو وہ محفوظ رہے گا، لیکن اگر اس سے قبل صرف پھول آنے کے بعد منتقل کیا جائے تو غیر محفوظ رہے گا، نقل کے وقت وہان کی مٹی بھی ساتھ لے لی جائے تو اچھا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شفتالو کے درخت کے نیچے اگر گلاب لگا دیا جائے تو تمام پھل سرخ ہو جائین گے،

شفتالو اپنے ہمجنسون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، خصوصاً عنقر (مرزنگوش) حب الملوک (ماہو دانہ) اور لوز کے ساتھ،

مین نے دیکھا کہ ایک شفتالو کا درخت ایک اچھی زمین مین لگایا گیا اور اس کے قرب وجوار مین پانی کی نالیان بھی تھین، یہ بہت جلد بڑھا اور اس مین پھل بہت آئے اور بڑے بڑے بھی ہوئے، عمر بھی دوسرے درختون کی بہ نسبت زیادہ ہوئی،

ط مین ہے کہ شفتالو کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پینا چاہیئے اس سے نقصان پہنچتا ہے، اسی طرح ترشی یا سرکہ کھانے کے بعد شفتالو کا کھانا مضر ہے، البتہ ان میوہ جات کے کھانے کے بعد جنسے پیاس بڑھتی ہے شفتالو کا کھانا مفید ہے یہ اسکے لیے بہترین دوا ہے، فوراً پیاس کو روکتا ہے، اگر شفتالو چاقو وغیرہ سے تراش کر تھوڑی دیر چھوڑ دیا جائے تو اس کا مزہ لوہا لگنے کی وجہ سے فوراً متغیر ہو جاتا ہے،

فصل

آلو بخارا کی زراعت کا طریقہ اسی کو عیون البقر بھی کہتے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اسکی مختلف قسمین ہین، ایک سیاہ ہوتا ہے جسکو شتوی کہتے ہین، اس کے دانے بڑے ہوتے ہین، اور ایک چھوٹے دانے کا ہوتا ہے اس کا بھی

رنگ سیاہ ہی ہوتا ہے جسکو طری کہتے ہین اور ایک سبز ہوتا ہے جسکو عزیار کہتے ہین، اس مین سفید، زرد اور سرخ سب ہی رنگ کے ہوتے ہین، اسکو قرمسی اور تسیجی وغیرہ بھی کہتے ہین، لیکن سب کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ آلو بخارا بارد اور مرطوب مقامات کو پسند کرتا ہے،

شولون کہتا ہے کہ اسکو مرطوب خندقون مین اور ترزمینون مین لگانا چاہیے،

سادھس کہتا ہے کہ آلو بخارا کے خلوف جڑ سمیت لگائے جاتے ہین، اس کے طور اور گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، دمیقراطیس کی رائے ہے کہ یہ فروری مین بویا جائے،

ط مین ہے کہ آلو بخارا بارد ہے اور اسکو کھاد کی شدید ضرورت ہے گائے کا گوبر، انسان کا غلیظ اور خشک مٹی یہ سب مخلوط کر کے ڈالین اگر اسکی جڑ مین سخت زمین کی مٹی بار بار کھود کر ڈالین تو اچھا ہے، کیونکہ اس مین رطوبت بہت ہوتی ہے، اسلئے یہ مٹی اس کے موافق ہوگی، اس کے لیے مرطوب، ریتیلی اور نرم زمین بھی مناسب ہوگی ان مین اس کے پھل بڑے ہون گے خصوصاً نرم زمین مین زیادہ لذیذ ہون گے، سرخ اور سخت زمین مین بھی یہ ہوتا ہے، لیکن پھل ان مین زیادہ اچھے نہین ہوتے، جلی ہوئی سیاہ زمین مین یہ نشو و نما نہین پاتا، کیونکہ اس مین حرارت زیادہ ہوتی ہے، لیکن پست اور مرطوب زمین مین اور سفید زمین مین اچھی طرح ہوتا ہے، پتھریلی اور ریتیلی زمین مین بھی ہوتا ہے، اگر ان کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر ہو تو اس مین پتھریلی اور ریتیلی مٹی ملا دی جائے، اس سے بہت فائدہ پہنچیگا، اسکی کامل شاخین بھی لگائی جاتی ہین اور چھوٹی شاخین جڑ سے اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اور ان کی اس وقت تک تکبیس[1] بھی نہین کی جاتی جب تک کہ

[1] تکبیس کو اردو مین دابہ کہتے ہین،

ان مین چھوٹی چھوٹی شاخین اور جڑین نہ نکل آئین، اور گٹھلیان اس وقت بوئی جاتی
ہین جبکہ اس کے پھل کھانے کا زمانہ ہوتا ہے، جنوری، یا فروری مین حوض یا ظروف
مین بوتے ہین، ہر دو گٹھلیون کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے
ان کو بونے کے بعد تین انگل مٹی اور کھاد اوپر سے ڈالدینی چاہیئے اور پھر اس کو اس
وقت تک سیراب کرنا چاہیئے جب تک یہ اُگ نہ جائے، یہ مارچ سے آخر اپریل
تک اُگ جائے گا، ایک سال کے بعد ظروف سے حوض مین منتقل کر دین، پھر
دوسرے سال مین جب اور بڑھ جائے تو کسی مناسب جگہ پر منتقل کر دین، اسکے
پودے جڑ سمیت منتقل کئے جاتے ہین اور ایسے گڈھے مین لگائے جاتے ہین جو کم
سے کم تین بالشت گہرے ہون، اور یہ اکتوبر، جنوری، فروری اور مارچ مین لگائے جاتے
ہین، ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اگر اس مین گائے
کا گوبر ڈالا جائے تو بہت جلد بڑھے گا، نیز ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے سیراب کیا
جائے اور گرمی کے موسم مین تین بار سیراب کیا جائے، اگر برابر سیراب کیا جائے
تو پھل نہایت اچھے ہون گے، لیکن دوسرے قسم کی زمین مین سیرابی کی ضرورت
نہین ہے، کیونکہ وہ آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکتی ہے، اس کے ملوخ اور اوتاد
دسمبر مین لگائے جاتے ہین، یہ زردآلو اور حب الملوک وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے

فصل

کھجور کی زراعت کا طریقہ،

اسکی بہت سی قسمین ہین، اور مختلف نام ہین، برنی، عجوۃ، شہریہ اور کسنہ وغیرہ

سے موسوم ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ اس کے لیے
دو ہاتھ کا عمیق گڈھا کھودنا چاہیئے اور اس کا عرض بھی دو ہی ہاتھ رکھا جائے پھر اس کو مٹی
اور کھاد سے بھر دین، لیکن نصف ہاتھ کے اندازسے خالی رکھین، کھجور کی گٹھلی کو وسط مین لیٹا کر
رکھین، اوسکو کھڑا کر کے نہ رکھین، اوپر سے کھاد ملی ہوئی مٹی اور نمک ڈالکر اس کو چھپا دین،
پھر گڈھے کو انگور کی شاخون سے ڈھک دین، اس کے بعد ہر روز اسکو پانی سے سیراب
کرتے رہین، جب پودہ بڑھ جائے تو دوسری جگہ منتقل کر دین، بعض لوگ اسی جگہ پر
چھوڑ دیتے ہین، کیونکہ اس کے لیے شورہی زمین زیادہ مفید ہے، اگر شور زمین نہ مل سکے
تو اس مین لگاتے وقت تھوڑا نمک ڈالدین جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہین، اس درخت کے
اطراف کو ہر سال کھود دین اور اس مین نمک ڈالا کرین، اس سے درخت جلد بڑھتا ہے اور
پھل زیادہ آتے ہین،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اس کا گڈھا صرف ایک ہاتھ گہرا کھودنا چاہیئے، اور اوس کو
مٹی اور کھاد سے پر کر دینا چاہیئے، پھر گٹھلی کے وسط مین شق کر کے مشقوق حصہ کو سطح زمین سے
ملا کر رکھین اور اوپر سے مٹی، کھاد اور نمک ملا کر ڈالین اور پانی سے برابر سیراب کرین،
جب بڑھ جائے تو منتقل کر دین یا اپنی جگہ پر رہنے دین، البتہ ارد گرد کی زمین کو ہر سال کھود کر
اس مین نمک ڈالا کرین تاکہ درخت کو تقویت پہنچے،

ابن حجاج فرماتے ہین کہ مین نے کھجور کا ایسا درخت بھی دیکھا ہے جسمین نمک کچھ نہین
دیا گیا تھا اور نہ اوسکی گٹھلی شق کیگئی تھی لیکن وہ بہت اچھی طرح پھلا اور نشو و نما پاتا رہا،
اس کے ساتھ ہی علمائے فلاحت کا یہ اتفاق ہے کہ نمک اور شور زمین اس کے لیے بہت مفید ہے
حضریت کہتا ہے کہ اسکی شاخ کو مغموم آدمی نہ لگائے کیونکہ اس کا اثر اس پر پڑتا ہے

بلکہ خوش مزاج اور ظریف آدمی لگائے ،جب کاشتکار خوشی کی حالت مین پودہ لگاتا ہے تو
چانداس کو قوت دیتا ہے ، یہ بھی لکھا ہے کہ کاشتکار مرطوب مزاج کا ہو اور معتدل قدو
قامت کا ہو، لگاتے وقت شادان اور فرحان ہو، لگانے کا وقت ابتدا مہینہ مین دوشنبہ کا دن ہے،

اگر ایک ہی قسم کی گٹھلیان ایک ہی درخت کی بوئی جائین توان سے مختلف
قسم کے پھل اور پھول پیدا ہوتے ہین ،لیکن اگر گٹھلی سے پیدا ہونے والے درخت کی
گٹھلی بوئی جائے گی توپھل ایک ہی قسم کا ہوگا ،

جس کھجور کی شاخ لگائی جائے گی اسی طرح کے پھل اس مین آئین گے ،خوشہ اور
اندر کا گودا بھی ویسا ہی ہوگا ،کھجور کی روٹیان بھی پکائی جاتی ہین ، اس کا طریقہ یہ ہے
کہ وہ خوشہ توڑا جائے جو سبز ہو اور اس کا چھلکا نکال کر مغز نکالین اگر مغز رطب اور
سفید ہو تو چھلکا سمیت کسی لوہے یا چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین اور پھران کو
دھوپ مین سوکھنے دین جب خوب خشک ہوجائین توان کو پیس ڈالین اور
گیہون یا جو کے آٹے کی خمیر ملا کر اسکی خمیر تیار کرین ،تھوڑے عرصہ تک اسکی خمیر اسی حال
مین چھوڑ دین ،اور اس کے آٹے کو گرم اور نمکین پانی سے گوندھنا چاہیئے ،اس کے بعد
پھر اسکی روٹی پکا کر کھائین ،اگر یہ پانی اور نمک کے ساتھ دو مرتبہ ابالا جائے تو بہت
اچھا ہو اور اگر تین مرتبہ متواتر ابالا جائے تو اور زیادہ اچھا ہو لیکن ہر ابال مین پانی کو
بدلدینا چاہیئے اس قسم کے اور جس قدر پھل ہوتے ہین جنکی روٹیان پکائی جاتی ہین انکو
بھی میٹھے پانی اور نمک سے اُبالین یا صرف پانی مین ابال لین ،صرف پانی اس کے
کسیلے پن اور قبض (گلا پکڑنا) کو دفع کرتا ہے اور نمک اور پانی اوسکی تلخی اور دوسرے
خراب ذائقون کو زائل کرتے ہین ،

کھجور ریتیلی نرم اور پست زمین مین بھی ہوتی ہے ،نمکین اور شور زمین بھی اس کے لیے
مفید ہے ،اسکی گٹھلیان بوئی جاتی ہین اور وہ پودے بھی لگائے جاتے ہین جو جڑ کی شکل
مین کھجور کی جڑون مین نکل آتے ہین ،یہ کھجور کے بچے کہلاتے ہین[1] ،اس کے ملوخ
اور اوتاد اچھے نہین ہوتے ،اسکی گٹھلی تو کئی مرتبہ بوئی جاتی ہے ،سب سے پہلے کسی اچھے
پھل کی گٹھلی لیجائے اور پھر اس کے لیے ایک ہاتھ کا گہرا گڈھا کھودین اور اسکو
مٹی نمک اور آدمی کی کھاد سے بھردین ،

ق کہتا ہے کہ چوپایون کی کھاد بھی اس مین مخلوط کردیجائے ،ص کہتا ہے ،
کہ چار رطل نمک اور دو ٹوکری کھاد اور مٹی ملا کر ڈالین ،ایک ٹوکری قرطبہ کے
نصف قفیز کے برابر ہوتی ہے ،پھر گٹھلی کو اس گڈھے کے وسط مین مٹی کے اندر
لٹا کر رکھین ،بلکہ وہ نقطہ جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے اسکو اوپر رکھین اور اس کے
اندرونی حصہ کو نیچے کی جانب رکھین اور اس مخلوط کھاد سے اسکو ڈھک دین یہانتک
کہ دو انگل مٹی اوپر آجائے ،اس طریقہ پر عمل درآمد مارچ اور اپریل مین ہوتا ہے ،ص نے
لکھا ہے کہ جنوری مین بھی اس پر عمل کرنا ممکن ہے ،ہر ہفتہ مین دو دن اس کو پانی سے
اس وقت تک سیراب کرتے رہین ،یہان تک کہ وہ اُگ جائے ،اگر گٹھلی کی پشت نیچے
رکھدیجائے تو اس کے اُگنے مین دقت ہوتی ہے ،

م کہتا ہے کہ گٹھلی کے بیچ مین شق کردو اور اسی کو گڈھے مین اس طرح رکھ دو
کہ مشقوق حصہ نیچے کی سمت مین ہو اور اوپر سے مٹی ڈالدو ،

[1] چونکہ یہ اسی سے پیدا ہوتے ہین ،اسلیے بچے کہلاتے ہین ،ان مین سے بعض خود مستقل جڑ رکھتے ہین ،ان
کو فوراً کاٹ کر لگانا نہ چاہیئے بلکہ بڑھنے کے بعد ،

بعض نے یہ کہا ہے کہ اوپر کی جانب شق کرنا چاہیے، اور بعض کی یہ رائے ہے کہ چھلکا سمیت پھل لیا جائے اور نیچے کی جانب شق کیا جائے اور اسی طرح بو دیا جائے، ایک صورت یہ بھی ہے کہ پانچ دن تک گٹھلی کو پانی مین بھگا دین اور پھر اسکو بوئین، اور اس وقت اسکی پشت کو اوپر رکھین اور بطن کو نیچے رکھین، جو اس طرح بویا جائے، اس کا ذائقہ اچھا ہوگا اور پھل بھی زیادہ آئین گے، لیکن اگر گٹھلی کی پشت نیچے کی طرف رکھی گئی تو وہ درخت مذکر ہوگا،

غ کا قول ہے کہ اس کا پودہ دو بالشت گہرے گڈھے مین لگایا جاتا ہے، اس سے کم گہرائی رکھنی نہین چاہیے، اس کے بعد مٹی کھاد اور نمک مخلوط کر کے ڈالنا چاہیے، ایک مہینہ تک ہر چوتھے دن اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیے اور ہر پندرہوین دن نمک کو پانی مین گھولکر جڑون مین ڈالدینا چاہیے، اس کے بعد ہر آٹھوین دن آخر ربیع تک پانی سے سیراب کرنا چاہیے، اس سے درخت جلد بڑھ جائیگا، اور پھل بھی جلد لائے گا،

غ کا قول ہے کہ مین نے اس کو بہت جلد بڑھتے دیکھا ہے، اسطرح ان نباتات میں بھی عمل ہوتا ہے جو دوسرے کی جڑون سے لیے گئے ہون،

کھجور کے لیے نمک از حد فائدہ مند ہے، بشرطیکہ ہر سال جڑ مین ڈالا جائے اور اگر نمک کی جگہ پر پرانی شراب کی گاد ڈالدی جائے تو پھر اور زیادہ مفید ہوگا، اس سے اس کے پھل اچھے ہون گے، کیونکہ کھجور ترشی کو پسند کرتا ہے، سال مین دو مرتبہ اس مین نمک اس وقت تک ضرور ڈالنا چاہیے جب تک یہ بار آور نہ ہو جائے، پھل آنے کے بعد خواہ نمک ڈالا جائے یا نہ ڈالا جائے کوئی ہرج نہین ہے، لیکن اگر شور زمین مین ہو تو نمک ڈالنا موقوف کر دینا چاہیے، اگر اس مین انسان کا نمک ڈالا جائے

اور بار بار سیراب کیا جائے تو اس کا پھل شیرین ہوگا اور جلد تیار ہوگا، اسکی شاخون کے کاٹنے کا وقت نصف مارچ مین ہے جبکہ ربیع کا موسم معتدل حالت پر ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ مارچ ہی مین یہ عمل ہوتا ہے، اس سے قبل اور بعد نہ کرنا چاہیے،

خ کا قول ہے کہ کسیلے پھلون کو میٹھا بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ جب پھل پک جائے اور تیار ہو جائے تو اس کو میٹھے پانی مین خوب جوش دین، جب اس کا کسیلاپن دور ہو جائے تو پانی پھینک دین اور خشک ہونے کے لیے ہوا مین چھوڑ دین جب اسکی رطوبت بالکل خشک ہو جائیگی تو یہ بہت شیرین اور لذیذ ہوگا، کھجور کی شادی مذکر کے ساتھ پھولون کی شگفتگی کے وقت اس طرح کرتے ہین کہ مذکر کا غبار یا سفوف مؤنث کے پھول مین داخل کیا جاتا ہے، اس سے پھل بہت جلد آنے لگتے ہین، مین نے ایک جنگلی خرمے کی شادی اسی طرح کی تھی، اس کا سفوف[1] مادہ مین ڈالا تھا اور اوپر سے پیسا ہوا گلاب کا پھول لگا دیا تھا، بہت جلد مادہ پھلدار ہو گئی، مین نے اس کا ایک ہی مرتبہ تجربہ کیا ہے اگر بار بار آزمایا جائے تو بہت اچھا ہو، جیسے انجیر کے ساتھ کیا جاتا ہے،

یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور سے روزہ افطار فرماتے تھے، ابو عبداللہ فرماتے ہین کہ رطب (تازہ خرما) سے زیادہ کوئی پھل تسکین دہ اور شفابخش نہین ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو کھلایا ہے، یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص سوتے وقت سات دانے کھجور کے کھائے تو اس کے پیٹ کے کیڑے مر جائینگے، سب سے پہلے کھجور کو حضرت شیث ابن آدم علیہ السلام نے لگایا تھا،

[1] خرما کی شادی قدرتی طور پر بھی ہوتی ہے، نر کا سفوف شہد کی مکھیان مادہ تک لے جاتی ہین اور وہ حاملہ ہو جاتی ہے،

فصل

فندق[1] کی زراعت کا طریقہ

(اس کو جلوز نارجیل اور فوقل بھی کہتے ہین)

خ کا قول ہے کہ فندق کی چار قسمین ہین، الملیسی، ترجین۔ تعزار اور تصدی سب کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ فندق کے لگانے کا وقت وہی ہے جو خودم کا ہے، فندق ان مقامات کو زیادہ پسند کرتا ہے جنکی زمین سفید ہوتی ہے اور جنمین پانی بکثرت ہوتا ہے، اس کا پھل مستدیر اور مستطیل دونون ہوتا ہے، اگر مستدیر کے ساتھ مستطیل بھی لگا دیا جائے تو بہت جلد بڑھتا ہے،

ط مین ہے کہ فندق خودبخود پہاڑون مین پیدا ہوتا ہے بلکہ جنگل اور صحرا سے زیادہ ان مین اُگتا ہے، یہ درحقیقت جنگلی درخت ہے، اس کی جڑ کاٹ کر باغون مین لگائی جاتی ہے، جو عمدگی سے بڑھتی اور پھلدار ہوتی ہے، اس کے لیے وہی زمین موافق ہو گی جو صحرا کی زمین کی طرح سخت اور ذائقہ مین خراب ہوتی ہے اس مین کھاد ڈالنے کی مطلق ضرورت نہین ہے اور نہ زیادہ تعمیر کی ضرورت ہے، یہ خود بخود بڑھتا اور تقویت پاتا ہے، اس درخت کے قریب زہریلے کیڑے نہین آتے نہ سانپ بیٹھتا ہے، اور نہ بچھو آتا ہے، جس شخص کے ہاتھ مین ایک فندق ہو تو اسکی خاصیت یہ ہے کہ بچھو اس آدمی سے بھاگتا ہے،

[1] اردو مین کشمیری بادام یا تین گوشہ بادام کہتے ہین، اسی کو بادام کوہی بھی کہتے ہین،

صنعریت کا قول ہے کہ وہ فندق جس کو جلوز بھی کہتے ہین اگر اس کے دو یا تین پھل پوشیدہ طریقہ پر جیب مین رکھ لین یا کسی کپڑے مین باندھ لین یا اس کی لکڑی ہاتھ مین رکھین تو بچھو وغیرہ اس سے بھاگ جائین گے اور یہ اسکی عظیم الشان خاصیت ہے،

اس کے علاوہ فندق ہر مرطوب زمین مین ہوتا ہے خصوصًا پانی کے راستون پر اگر لگایا جائے تو اچھا ہوتا ہے، اور اس نرم زمین مین جس کے اندر پانی موجود رہتا ہے یہ بویا جاتا ہے، اسی طرح پست زمینون اور خندقون مین بھی لگایا جاتا ہے، سفید زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، اسکی گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، اور نیچے اور اوپر کی شاخون کا استسلاف بھی کیا جاتا ہے، گٹھلی اکتوبر کے مہینہ مین ظروف مین بوئی جاتی ہے اور یہی زمانہ اس کے کھانے کا بھی ہے، گٹھلی کے نوکیلے حصہ کو نیچے رکھنا چاہیے، اسکی شاخین جنوری اور فروری مین لگائی جاتی ہین، اس کے لیے قبر کی طرح گڑھے کھود دے جاتے ہین اور انگور کی طرح اس مین شاخ کو پھیلا دیتے ہین، گڑھے کی گہرائی چار بالشت ہونی چاہیے، ہر دو پودون کے درمیان دس بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیے، کیونکہ یہ زیادہ بڑا نہین ہوتا ہے، اسکو پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیے، بلکہ زمین کبھی خشک ہونے نہ پائے، اگر سیرابی سے غفلت برتی گئی تو درخت خراب ہو جائے گا، خصوصًا وہ پودہ جو دوسری جگہ سے منتقل کیا گیا ہے،

ص کا قول ہے کہ ہر روز اسکو سیراب کرنا چاہیے اور تعمیر اس کے موافق ہوتی ہے البتہ کھاد ناموافق ہوتی ہے، غ کہتا ہے کہ اس درخت کی جڑ سے کوئی شاخ کاٹی جائے تو اس کا پورا لحاظ رکھنا چاہیے کہ جڑ پر اس کاٹنے سے کوئی برا اثر نہ پڑے، اس سے پورا تنا خراب ہو جاتا ہے، جلوز مئی کے مہینہ مین پیدا ہوتا اور ستمبر یا ابتدائے

اکتوبر کے مہینہ مین تیار ہوتا ہے،

فصل

انگور کی کاشت کا طریقہ،

انگور کی بہت سی قسمین ہین، بعض سیاہ ہوتے ہین بعض گول ہوتے ہین بعض لانبے ہوتے ہین اور بعض درمیانی حالت کے ہوتے ہین، اسی طرح بعض سرخ اور زرد ہوتے ہین، ان مین بھی بعض جلد تیار ہوتے ہین اور بعض دیر مین، بعض متوسط زمانہ مین تیار ہوتے ہین،

ابن حجاج کی کتاب مین انگور کی زراعت کے وقت کے متعلق لکھا ہے کہ قسطوس کہتا ہے کہ مین نے انگور کے اوقاتِ زراعت مین سے ہر ایک کو آزمایا ہے، تو میرے نزدیک تمام اوقات مین موسم خریف کی کاشت سب سے افضل ہے، خصوصًا جبکہ اس زمین مین زراعت کیجائے جس مین پانی کم ہو، کیونکہ انگور کی وہ شاخین جو خریف مین لگائی جاتی ہین، وہ زمین مین مضبوطی کیساتھ جڑ پکڑ لیتی ہین اور اسوقت جو بارش ہوتی ہے اس سے کوئی نقصان نہین پہنچتا بلکہ ٹھنڈک سے محفوظ ہو جاتی ہین، اور ان کو تقویت پہنچتی ہے، اسی بنا پر جو انگور کہ موسم خریف مین لگائے جاتے ہین وہ جلد بڑھتے ہین اور یہ خاص طور سے اس زمین مین لگایا جاتا ہے جس مین اس موسم مین پانی کم ہوتا ہے تاکہ پورا موسم سرما اس پر گذر جائے اور اسکی جڑین زمین کے اندر محفوظ رہین یہانتک کہ ربیع کا موسم آجائے، قسطوس کہتا ہے کہ مین ہی نے سب سے پہلے انگور کو موسم خریف مین لگایا جسکو لوگون نے ابتداءً ناپسند کیا، لیکن جب وہ خوب اچھی طرح پھلنے لگا تو سبھون نے

تعریف کی اور اس طریقہ کو پسند کیا، اس کے بعد سے آج تک لوگ اسی کی تقلید کر رہے ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہین جو ابتدائے ربیع مین انگور کی شاخین لیتے ہین اور اگست کے پہلے ہفتہ مین ان کو لگاتے ہین، لیکن بعض اسی وقت اسکے پودے حاصل کر لیتے ہین جبکہ انگور ابتدائی نشو ونما مین ہوتا ہے، مرسیال کا قول ہے کہ شاخین اوتاد اور ملوخ اس وقت لگائے جاتے ہین جبکہ وہ تازہ ہون، ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یونیوس اور مرسیال کی رائے مجھ کو پسند ہے اگرچہ قسطوس کی رائے بھی اچھی ہے، کیونکہ قضبان، ملوخ، اور اوتاد وغیرہ کو اس حالت مین لگانا چاہیے کہ ان مین مائیت اور رطوبت ہو اسی طریقہ پر جب کہ زمین مین یہ شاخین لگائی جائین تو ان کی تری زمین مین اثر کر جائے اور اس سے یہ شاخین جڑ دن کی شکل اختیار کر لین، اسی وجہ سے یہ آخری قول زیادہ صحیح ہے، بشرطیکہ شاخون مین جڑین نہ پھوٹی ہون، لیکن جن شاخون مین جڑین نکل آئی ہون ان کو بھی لگا سکتے ہین،

متقدمین نے بھی اس صورت کی تعریف کی ہے، اوقاتِ زراعت کے متعلق یہین نے اپنی بحث ختم کر دی، موسم خریف مین جو انگور لگائے جاتے ہین، ان مین رطوبت کم ہوتی ہے اس بنا پر اگر ربیع مین لگائے جائین تو میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے، خریف مین بھی رطوبت کا ہونا ممکن ہے جیسا کہ قسطوس وغیرہ نے تجربہ کیا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ بعض اصحاب نے ان شاخون کے لگانے کی ممانعت کی ہے، جنمین انکھین ابھی نکلی ہون لیکن دوسرے لوگون نے اسکی اجازت دی ہے کہ جب ان مین پتیان نکل آئین تو ان کو لگا سکتے ہین، کیونکہ ان کے نزدیک ایسی شاخون کا لگانا غیر مناسب نہین ہے، جب شاخ لگائی جائے تو اسکو ایک طرف جھکا کر لگانا چاہیے

تاکہ جڑ مضبوط ہو،

قسطوس کہتا ہے کہ انگور کو قریب قریب لگاتے ہین تاکہ ایک دوسرے سے قوت پکڑے اور اس کی شاخین جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جائین گی تو ان کو تقویت زیادہ ہوگی اور سرسبز ہونگی، جن لوگون نے مختلف اقسام کے انگور کو ایک ہی جگہ لگانا مناسب سمجھا ہے، ان کی یہ رائے صائب ہے کیونکہ اگر ایک مین پھل نہ آئین گے تو دوسرون مین تو ضرور آئین گے، اور جس شخص نے ایک ہی قسم کا انگور لگایا ہو اس کو اس کا پورا تجربہ ہوگا کہ اس مین کسقدر آفتین اور مصیبتین ہین، لیکن بعض لوگون کی رائے اس کے مخالف ہے ان کے نزدیک ایک ہی قسم کا انگور لگانا اچھا ہے، انگور کی شاخ کھڑی کرکے بھی لگائی جاتی ہے لیکن اس سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ گڈھے مین اس کو ٹیڑھا کرکے رکھین، ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس طریقہ سے شاخ مٹی سے خوب ملصق ہوجائے گی جب کہ زارع اپنے پیر سے مٹی ڈالکر خوب دبائے،

یونیوس کا قول ہے کہ جب تم انگور لگاؤ تو اچھی مٹی کو کھاد مین مخلوط کردو جب وہ خشک ہوجائے تو اس کو جڑون پر چھڑکو، اور اسی سے اس کو چھپا ڈالو، انگور کا منتقل کیا ہوا پودہ جلد بڑھتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یونیوس کی یہ رائے کہ مٹی کو کھاد مین مخلوط کرکے ڈالین مشہور ہے کہ بعض لوگ زمین مین بانس یا لکڑی نصب کرتے ہین اور ان کے گڈھون مین انگور کی جڑ لگاتے ہین، بتودون کہتا ہے کہ یہ طریقہ اچھا نہین ہے اس سے عیون اور پودے کی چھوٹی شاخین کمزور ہوجائین گی اور ہوا اس کو خشک کر ڈالے گی، کیونکہ زمین اس سے زیادہ متصل نہین ہوتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ اگر ایک ہی گڈھے مین دو جڑین ہون تو وہ ایک دوسرے

سے لپٹ جائین گی اور زمین کی قوت دونون کے لیے کافی نہ ہوگی اسکی صورت بعینہ ایسی ہوگی جیسے ایک عورت کے دو بچے ہون اور دونون دودھ پیتے ہون اور اس کا دودھ دونون کے لیے کافی نہ ہو،

خشک اور سخت زمین مین اگر انگور لگایا جائے تو اس کے گڈھے کی گہرائی دو ہاتھ کے انداز سے رکھین، اگر اس سے بھی کم گہرائی رکھی گئی تو وہ پودہ جلد ضعیف ہوجائیگا، اور اس کی نشو ونما خراب ہوجائے گی، دوسری خرابی یہ ہوگی کہ آفتاب کی حرارت کا اثر جلد پہنچے گا جس سے جڑ کی تری اور رطوبت زائل ہوجائیگی،

یونیوس کہتا ہے کہ بعض انگور تو گڈھون مین لگائے جاتے ہین اور بعض جری (یہ یونانی لفظ ہے اسکی تشریح آگے آئیگی) مین لگائے جاتے ہین گڈھے ان زمینون مین کھودے جاتے ہین جو اچھی ہوتی ہین اور جنمین عمل کثیر کی ضرورت نہین پڑتی ہے اور جو زمینین کہ اچھی نہ ہون بلکہ صاف بھی نہ ہون تو انھین جری بناکر درخت لگائے جاتے ہین، جری کا طریقہ یہ ہے کہ جہانتک تم کو شاخین لگانی ہون اس کے طول مین خندقین کھود ڈالو اور ہر ایک کا عرض اور عمق دو قدم (دو فٹ) کے برابر رکھو، پھر جب تم شاخین لگانا چاہو تو خندق کے اندر ایک ایسا گڈھا کھودو جو آٹھ انگل گہرا ہو، تاکہ اس مین شاخ کو رکھ سکو، اس کے بعد تمام عمل پہلے اور دوسرے سال کے اندر ختم کردو، جب تیسرا سال شروع ہوجائے تو یہ دیکھو کہ اگر وہ مٹی جو ان گڈھون کے کنارے پر ہے خشک ہوگئی ہے تو اس مین اور دوسری مٹی ملاکر گڈھے مین ڈال دو اور پودون کو مٹی سے مستور کردو اور ان گڈھون مین ایک مناسب مقدار

کھاد کی بھی ڈال دو، اس عمل کے بعد زمین کو ہموار کر دینا ضروری ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جری تر زمینون کے لیے بہت مفید ہے، ابن حجاج کا قول ہے کہ یونیوس نے جو صورت بیان کی ہے وہ زیادہ اچھی ہے، لیکن موجودہ زمانہ کے لوگ اس قسم کی محنت اور مشقت کے کامون سے گھبراتے ہین، اسلیے اس طریقہ کا کوئی ذکر بھی نہین کرتا ہے،

جری حقیقت مین گڈھون کے ان بڑے خطوط کو کہتے ہین جو کدالون سے زمین مین کھودے جاتے ہین، یہ قلیب سے زیادہ وسیع ہوتے ہین، ان گڈھون سے جو مٹی نکالی جائے ان کو لکیر کے سامنے ڈھیر کرتے جائین یہانتک کہ کنارون پر مٹی کا انبار لگ جائے، پھر ان خطوط کی گہرائی مین دوسرے گڈھے کھودے جائین اور ان کو کچھ دن تک اسی حالت پر چھوڑ دین، (ان خطوط کا فاصلہ نصف میٹر ہونا چاہیے) آفتاب کی گرمی اور ہوا کی لطافت سے اسکی مٹی بالکل درست ہوجائیگی، اور بارش کے بعد تو بالکل زراعت کے قابل ہوجائے گی،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جری ایک یونانی لفظ ہے اور یہ ان خطوط پر مشتمل ہے جنکو اوپر بیان کیا گیا ہے یہ جمع کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا واحد جوناہ ہے، ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ خمہ سلحاسہ مین بھی یہ رائج ہے، جو زمین کہ ذرا مرتفع ہوتی ہے تو اس تک پانی پہنچانے کے لیے ایسا ہی کرتے ہین، اور درمیان مین گڈھے کھودتے ہین اور ان گڈھون مین انگور کی شاخین لگا دیتے ہین اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے ہین، جب پودہ قوی ہوجاتا ہے تو مٹی ڈالکر زمین کو مٹی سے بھر کر برابر کر دیتے ہین اور سیراب کرنا

چھوڑ دیتے ہین، پھر یہ تقریباً بعلی زمین ہوجاتی ہے ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ جس زمین مین انگور لگانا ہو اس کو کانٹون اور خس وخاشاک سے اچھی طرح صاف کر دینا چاہیے۔ انگور لگانے کے ایک سال بعد جب وہ مضبوطی سے جڑ پکڑے تو اس کے اردگرد کی زمین کو کھودنا چاہیے اور جو جڑین زمین کی سطح پر نمایان ہون، ان کو لوہے سے چھانٹ ڈالنا چاہیے کیونکہ پودون کی جڑین ہر سمت مین پھیل جاتی ہین، اگر ایسا نہ کیا جائے تو انگور کی جڑین گہرائی مین نہ جاسکین گی، جب دو سال گذر جائین تو پھر اس کے کنارے کنارے کھودنا چاہیے اور اس کا گڈھا ایک قدم لانبا اور تین قدم چوڑا کھودنا چاہیے، اور یہی طریقۂ عمل اس انگور کے لیے بھی ہے جو درختون پر چڑھایا جاتا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ جب انگور فاصلہ سے لگائے جائین تو اس زمین مین دوسرے سال زراعت ہوسکتی ہے، اس درخت کی بلندی جسپر انگور کی بیل چڑھائی جائے ساٹھ قدم کے برابر ہو، اس قدر لنبائی سے کوئی نقصان نہین پہنچے گا، بشرطیکہ زمین اچھی ہو اور اگر پتلی زمین ہو تو ان درختون پر چڑھائی جائے جو آٹھ قدم سے زیادہ قد کے نہ ہون، تاکہ زمین کی قوت درختون کے اندر ختم نہ ہوجائے، انگور کی شاخون کو جہانتک ممکن ہو مشرقی اور جنوبی سمت مین رکھین لیکن شمالی اور مغربی سمت سے ان کو محفوظ رکھین اس قسم کے انگور زیادہ لانبے ہون گے بعض لوگ جڑ سمیت پودون کو لگا دیتے ہین، اور ان کو ترمدانات سے دوسرے گڈھون مین منتقل کرتے ہین، لیکن بعض اس کو منتقل نہین کرتے اور پودون کی جگہ پر شاخ ہی لگاتے ہین، لیکن پہلا طریقہ زیادہ اچھا ہے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ انگور جنکی بیلین چڑھائی جاتی ہین ان کی شاخون کو

زمین پر دو ہاتھ سے کم رکھنا چاہیئے، اور اس قسم کی دو بیلون کے درمیان پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس جگہ ایسے درخت لگائے جائین جو پھلدار ہون، اور جنکی جڑین چھوٹی اور پتلی ہون جیسے انار، سیب اور سفرجل وغیرہ، اور اگر دونون بیلون کے درمیان وسعت زیادہ ہو تو زیتون کا درخت لگا سکتے ہین، اگرچہ بعض لوگ اسکو ناپسند کرتے ہین، بعض لوگ انجیر کے درخت کو انگور کے لیے موافق خیال کرتے ہین لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے جیسا کہ ہمنے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ انگور کے اردگرد باہر کی جانب انجیر کے درخت لگا دین،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے انجیر کو انگور کے درمیان اچھی طرح پھلتے دیکھا ہے، خصوصًا اس وادی مین جو نہر اعظم کے متصل ہے، لیکن وہ انجیر جو انگور کی شاخون سے ذرا فاصلہ پر ہوتے ہین وہ زیادہ بڑے ہوتے ہین اور ان مین پھل بھی زیادہ آتے ہین، کیونکہ عام طور پر معمولی زمینین دونون کو تقویت نہین پہنچا سکتی ہین، البتہ وہ زمین دونون کو غذا پہنچا سکتی ہے، جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے، جبل شرق مین مینے دیکھا کہ جس قسم کا بھی انگور اس مین لگایا گیا وہ کمزور ثابت ہوا، اگر درخت بڑے بھی ہوئے تو شاخین بالکل کمزور ہوتی ہین کیونکہ وہان کی زمین رقیق ہوتی ہے، مٹی سخت اور پتھریلی ہوتی ہے اسی وجہ سے یونیوس کی رائے یہ ہے کہ اس مین انگور کی کاشت نہین کرنی چاہیئے

اور یہ قول بالکل صحیح ہے بلکہ تمام مشرقی دیہات اور قصبون مین یہ بات مشہور ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ انگور کے لیے وہ زمین جو خوب سیاہ ہو اور زیادہ سخت اور جمی ہوئی نہ ہو بہت مفید ہے خصوصًا جب کہ زمین کے اندر شیرین پانی کا ایک معتدبہ حصہ موجود ہو، اس زمین کی خوبی یہ ہے کہ بارش کے زمانہ مین پانی کو زیادہ اندر جذب ہونے نہین

دیتی تاکہ وہ خراب نہ ہو اور اسی طرح پانی کو زمین کی سطح پر نہین چھوڑ دیتی کہ جس سے پودے خراب ہو جائین،

اس غرض سے زمین کا اندازہ کر لینا چاہیئے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اوپر کی سطح تو سیاہ ہوتی ہے اور نیچے پہنچکر سفید نکلتی ہے اور اس کے برعکس بھی ہوتا ہے، اور درحقیقت سب سے اچھی زمین وہ ہے جسمین نہرین پھوٹتی ہون، اسی بنا پر ارض مصر کی بڑی تعریف کیگئی ہے،

الغرض ہر وہ سیاہ زمین جو زیادہ سخت نہ ہو اور اس مین تری ہو تو وہ انگور کیلئے موافق ہوگی، یہ معلوم رکھنا چاہیئے کہ انگور کی وہ قسمین جو زمین سے غذا زیادہ مقدار مین حاصل کرتی ہین ان کو اس سیاہ زمین مین لگانا جسمین رطوبت اور تری ہے زیادہ اچھا ہے کیونکہ ہر زمین سے غذا آسانی سے نہین حاصل کیجا سکتی ہے،

خشک، پتلی، اور ریتیلی زمینون مین یہ انگور اچھے نہین ہوتے، البتہ اس زمین مین جو لطیف اور نرم ہو انگور کے ان اقسام کی زراعت ہو سکتی ہے جنمین مائیت دوسرون سے زیادہ ہوتی ہے، اور جو انگور کہ مرطوب المزاج ہوتے ہین ان کو گرم اور یابس جگہون پر لگانا چاہیئے، اور جو یابس ہوتے ہین ان کو مرطوب زمینون مین لگانا چاہئے، اس طریقہ پر عمل کرنے سے انگور مین جو چیز زیادہ ہوگی وہ زمین کے اختلاط سے کم ہو جائیگی اور ایک معتدل المزاج صورت پیدا کرے گی، روغن دار یا لسدار زمین مین وہ انگور ہرگز نہ لگائے جائین، جنکو غذا کی جلد ضرورت ہو، البتہ جو اس کے خلاف ہون ان کے لگانے مین کوئی حرج نہین ہے، اسی طرح سیاہ زمین مین وہ خشک اور ضعیف انگور لگائے جائین جو غذا کی قوت کو باقی نہ رکھ سکتے ہون اور اگر اس قسم کے انگور لسدار زمین مین

لگائے جائین تو اسکے پھل بڑے اور خوشنما ہونگے، اگرچہ ان کی پتیان بڑی بڑی ہونگی، کسی طرح کمزور انگور اگر خشک مقامات پر لگا ئیے جائین تو اس کے پھل اور کمزور ہو جائین گے انگور کی کاشت کے لیے خصوصًا اور تمام دوسری کاشتون کے لیے عمومًا یہ ضروری ہے کہ پودون کا مزاج اور زمین کی حالت کا اندازہ کیا جائے،

انگور کی کاشت کے لیے بلند مکان زیادہ موافق ہوتے ہین، اسی طرح پہاڑ کے دامن کی زمین جو کچھ مرتفع بھی ہو اور وہ زمین جو دوسری زمینون سے کچھ بلند ہو انگور کے لیے مفید ہین کیونکہ ایسے مقامات مین انگور موسم گرما کی شدید گرمی کو ہوا کی تندی اور تیزی کی وجہ سے برداشت کر لیتا ہے، ٹیلے پر کی وسیع زمین اور وہ زمین جو پہاڑ کے متصل یا جڑ مین واقع ہو انگور کے لیے نفع بخش ہے، کیونکہ بارش کے پانی کے ساتھ وہ اجزا آتے ہین جنکی وجہ سے ان مین قوت اور غذائیت بہت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے، پہاڑ کی چوٹیون پر انگور کو نہ لگانا چاہیئے، کیونکہ جب بارش مٹی کو بہا لیجائے گی تو اسکی جڑین کھل جائینگی اور پھر ان مین فساد پیدا ہو جائے گا، مٹی والے انگور کو مسطح اور ہموار زمین مین لگانا چاہیئے جسمین رطوبت اور تری موجود ہو اور گرم مقامات مین بھی لگا سکتے ہین، بشرطیکہ وہان تیز ہوا نہ چلتی ہو کیونکہ جو انگور کہ درختون یا ٹٹیون پر چڑھائے جاتے ہین وہ معتدل ہوا سے سانس لیتے ہین اور غذا حاصل کرتے ہین، یہ تمام اقوال یونیوس کے ہین وہ یہ بھی کہتا ہے کہ دریا کے متصل کی زمینین انگور کے لیے بہت کارآمد ہوتی ہین، کیونکہ ان مین حرارت اور رطوبت دونون موجود رہتی ہے، اسمین رطوبت دریا کے بخارات سے پیدا ہوتی ہے، اور دریا کی ہوا انگور کے لیے بہت نفع بخش ہے، بہت سے لوگون کی یہ راے ہے کہ انگور کو اس نہر کے قریب نہ لگائین

جس مین مینڈک کثرت سے ہون کیونکہ اس سے بخارات گدلے، بارد اور خراب اٹھتے ہین اور انگور مین یہی بخارات کیڑے پیدا کر دیتے ہین جو اسکو اور تمام زراعت کو خراب کر ڈالتے ہین، اس بنا پر جن مقامات مین مینڈک ہون ان سے بھاگنا ہی اچھا ہے۔ شاخین کس شکل و صورت کی اور کس انداز کی لیجائین اس کے متعلق یونیوس کی راے یہ ہے کہ قبل کاٹنے کے اندازہ کر لینا چاہیئے، دیمقراطیس کی راے ہے کہ شاخین نہ زیادہ پرانے درخت سے اور نہ زیادہ نئے درخت سے لی جائین' بلکہ ایک متوسط عمر کے درخت سے لی جائین کیونکہ قدیم اور جدید دونون مین نمو کم ہوتا ہے، اور ان کا کوئی اعتبار نہین ہے، قسطوس کی بھی یہی راے ہے کہ شاخین قدیم اور جدید کے درمیانی درخت سے لیجائین۔ شاخین نہ زیادہ چوڑی ہون اور نہ زیادہ سخت ہون اور نہ زیادہ ہلکی ہون اور نہ ان کی گرہین دور دور ہون بلکہ نرم، لنبی' اور گرہین قریب قریب ہون تاکہ ہر شاخ مین سال گذشتہ کی لگائی ہوئی شاخون مین سے کسی ایک کو ملا سکین، انگور کی شاخون کو کاٹنے کے بعد فورًا ہی لگانا چاہیئے، لیکن اگر کاٹنے کے بعد کوئی لگا نہین سکتا تو اس کو معتدل المزاج زمین مین دفن کر دینا چاہیئے یعنی نہ تو اس مین زیادہ رطوبت ہو اور نہ گرمی ہو یا مٹی کے برتن مین رکھین اس طرح کہ اس کے اوپر اور نیچے عمدہ مٹی بھر دین تاکہ وہ ہوا سے محفوظ رہجائے، اس کے بعد اگر ایسی شاخین ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیجائین بلکہ دو مہینہ تک نہ لگائی جائین اس پر بھی کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا، شاخون کو کاٹنے کے بعد اگر ایک دن اور رات پانی مین بھگا دین تو وہ بہت جلد نشو و نما پائے گی، اگرچہ زمین برف زدہ بھی ہو جو شاخین کہ مرطوب نہ ہون ان کے لیے سہل طریقہ یہی ہے کہ ایک دن اور رات انکو

پانی مین تر کرین پھر ان کو لگا دین، شاخون کو کاٹ کر مرطوب زمین مین یا پانی مین اتنی دیر تک نہ چھوڑنا چاہیئے کہ وہ سڑ جائین، کیونکہ وہ سڑنے کے بعد خشک ہو جائین گی اور پھر قابل زراعت نہین ہو سکتی ہین،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ انگور کی شاخ کاٹنے کے بعد اگر تم فوراً نہ لگا سکو تو اس کو لکڑی سے باندھ کر ایسی زمین مین دفن کر دو جو نہ زیادہ مرطوب ہو اور نہ گرم اور خشک ہو، اگر تم اسکو کسی بعید مسافت سے لاؤ اور یہ شبہ ہو کہ راستہ مین ہوا لگ گئی ہو تو اس کو ایک دن اور رات شیرین پانی مین ڈالدو، اس کے بعد لگاؤ، یونیوس کا قول ہے کہ انگور کی وہ شاخین نہین لگائی جاتی ہین جو جڑ سے کاٹی جاتی اور جو تنے سے لی جاتی ہین، اسی طرح نیچے کی شاخون سے کوئی شاخ نہین لینا چاہیئے اور نہ ان کے اطراف و جوانب سے کوئی حصہ اس غرض سے کاٹنا چاہیئے بلکہ درمیانی نرم حصون سے اور نرم شاخون سے شاخ لینا چاہیئے، سخت شاخین لگانے کے قابل نہین ہوتی ہین وہ تقضیب یعنی شاخ جس کے عیون قریب قریب ہون اور خود اچھی طرح گول ہو ان کو لگانا اچھا ہے. لیکن وہ تقضیب جو سخت اور چوڑی ہو اور اندر سے کھوکھلی ہو اور اس کے عیون دور دور ہون تو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے اور جو تقضیب لیجائے اس مین قوت نمو کافی ہونی چاہیئے، بلکہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ گذشتہ سال کی لگائی ہوئی شاخ کا کوئی حصہ نئی شاخ کے متصل کر دین، جنگلی انگور اور نئے انگور کی شاخین کارآمد نہین ہوتی ہین، جب تک کہ وہ چھ سال کی عمر کے نہ ہون،

قسطوس کی ایک اور رائے بھی ہے، جو دوسرے علمائے فلاحت کی رائے کے خلاف ہے اور صائب بھی نہین ہے وہ یہ ہے کہ انگور کی شاخ کے کئی

ٹکڑے کر کے لگائے جائین کیونکہ اسکی طویل اور گرہ دار شاخون کا لگانا مناسب نہین ہے لیکن قدیم کاشتکار ایسا ہی کرتے تھے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ تقضیب سے مراد وہ شاخ ہے جس مین سات گرہین ہون اور جو اولاً ترمدانات مین لگائی جاتی ہین تاکہ عروق پیدا ہون اور پھر دوسری جگہ منتقل کیجاتی ہے. انگور اسی جگہ پر رہنے دینا مضر ہے، کیونکہ یہ ازحد چھوٹی ہوتی ہین،

شوتون کی بھی رائے ہے جو مین نے بیان کیا، اس کا صریح قول یہ ہے کہ نہ تو پرانے انگور کی شاخین لگائی جائین اور نہ اس انگور کی شاخین لگائی جائین، جو ابھی سات سال کا نہ ہوا ہو کیونکہ اوّل مین حرارت غریزی بہت کم ہو جاتی ہے، حرارت غریزی مین دو قوتین ہوتی ہین، ایک جاذبہ اور ایک ہاضمہ، یہ دونون بھی بذات خود حرارت ہوتی ہین، صرف کیفیت نہین ہوتی ہین، پس اس قسم کی شاخین ہرگز نہ لگائی جائین، اسی طرح نئے انگور مین رطوبت زیادہ ہوتی ہے، اور اندرونی طور پر حرارت ہوتی ہے، لیکن چونکہ حرارت کمزور ہوتی ہے اسلیے جلد زمین کو نہین پکڑتی، البتہ متوسط عمر کے انگور کی شاخین لگائی جاسکتی ہین، اس کی نظیر ایسی ہی ہے جیسے چراغ مین تیل کم ہو، اسکی بنا پر لامحالہ روشنی بھی کم ہو گی، اسی طرح اسکو بھی سمجھ لو، اگر ظاہر مین حرارت زیادہ ہو لیکن اندر اسی طرح ضعف اور کمزوری ہو تو بھی لگانا اچھا نہین ہے نیز ان شاخون کو بھی لگانا نہین چاہیے جس مین خشکی زیادہ ہو اور جنگلی چھال سخت ہو، اسی طرح ہلکی شاخ کو بھی لگانا اچھا نہین ہے، کیونکہ ان کا ہلکا پن اس پر دال ہوگا کہ ان مین مادہ کمزور ہے

اور ہبس غالب ہے، یہ ضرور چاہیئے کہ شاخون مین سے ان کا انتخاب کرنا چاہیئے، جنمین گرہین زیادہ ہون نہ یہ کہ ان مین چھوٹی اور تپلی شاخین بکثرت ہون، کیونکہ ہم یہ چاہتے ہین کہ قضیب مین چھوٹی رگین اور جڑین زیادہ ہون تاکہ زمین سے غذا زیادہ حاصل کرسکین، اور گرہون مین جڑین جلد نکلتی ہین، اسی طرح ہم پر یہ بھی ضروری ہے کہ قضیب کے ساتھ اس شاخ کو بھی کاٹ لین جسمین یہ اگی ہے، کیونکہ اس جگہ پر بکثرت رگین نکل آئین گی، اور اس مین زمین کا غلیظ مادہ موجود رہتا ہے جو عروق کے لیے ازحد مفید ہے، اگر ایسا نہ ہو سکے کہ اس قدیم شاخ کا کوئی حصہ کاٹا جا سکے تو انون اور دوسرے علمائے فلاحت کے نزدیک یہ ہے کہ قضیب کے اعلیٰ اور اسفل حصہ کو کاٹ کر پھینکدین اور وسط کو لگا دین کیونکہ اعلیٰ ضعیف اور تپلا ہوگا اور اسفل سخت خشک اور کم رطوبت کا ہوگا، اور وہی قضیب جلد نشو و نما پاتی ہے جسمین معتدل رطوبت موجود ہو، اس لحاظ سے اوسط مین رطوبت معتدل ہوگی، اگرچہ بعض لوگ اس کا لحاظ نہین کرتے ہین اور بلا قطع کئے ہوئے لگا دیتے ہین، یہ شاخ بھی بڑھتی ہے اور اسکو کوئی نقصان بھی نہین پہنچتا، لیکن ہمنے جو کچھ لکھا ہے وہ زیادہ افضل طریقہ ہے اور زراعت کے لیے مفید ہے، شولون کا قول یہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے اس باب مین جو کچھ ذکر کیا ہے وہ کافی ہے، اگرچہ بعض جگہ پر مکرر اقوال آگئے ہین اس سے صرف مقصود یہ ہے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ جن باتون کا مین نے ذکر کیا اس پر تمام متقدمین کا اتفاق ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی پر لوگون کا عمل درآمد ہے اگر مین صرف کسی ایک کا قول نقل کرتا تو لوگون کو اس پر اطمینان نہ ہوتا جبتک کہ دوسرے

نظائر سے اس کو مستحکم نہ کرتا اسلیے مختلف اقوال کو نقل کر دیا ہے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ منڈوے کے انگور کے لیے اور دوسرے اقسام کیلئے سب سے اچھی زمین خالص مٹی والی تر زمین ہے جسکا غالب رنگ سیاہ ہو، دوسری وہ زمین ہے جو نہ زیادہ کھوکھلی ہو اور نہ زیادہ پیوستہ ہو بلکہ متوسط درجہ کی ہو، ایسی زمینون کی طبیعت شیرین پانی کو زیادہ چاہتی ہے، حتی کہ کچھ پانی تہ تک پہنچ جاتا ہے، البتہ وہ زمین جو کسی وقت پتھر کی طرح سخت ہو جاتی ہے اسکی خاصیت ہی کہ وہ پانی کو روکدیتی ہے نہ زیادہ چوستی ہے اور نہ زیادہ اندر کی طرف جذب کرتی ہے، بلکہ اوپر ہی چھوڑ دیتی ہے، یہ زمین انگور کے لیے مضر ہے، لیکن سبزیون کے لیے مفید ہے، اسی طرح وہ زمینین جو پانی کو اندر جذب کر لیتی ہین لیکن ان کی ظاہری سطح خشک ہو جاتی ہے، انگور کی کاشت کے لیے مفید نہین ہین، لیکن ان مین بعض ایسی بھی ہوتی ہین جنکا عمل متوسط ہوتا ہے یعنی یہ کہ انداز سے پانی جذب کرتی ہین، اور اسی انداز سے باہر چھوڑ دیتی ہین، اس طرح کہ زمین متوسط درجہ کی نرم ہوتی ہے، بعض زمینین ایسی ہوتی ہین جنکا ظاہری حصہ بہت اچھا ہوتا ہے لیکن جب ایک دو ہاتھ کھودی جائین تو خراب نکلتی ہین، ان کا رنگ بھی خراب ہوتا ہے، ان کے انداز کے لیے متفرق جگہون پر کم سے کم تین ہاتھ کھودنا چاہیے، اگر اس کا ظاہر اور باطن یکسان ہو اور رنگ بھی ایک ہی ہو تو وہ انگور کے لیے ازحد مفید ہے، اور اگر ظاہر اور باطن مین شدید اختلاف ہو نیز رنگ مین بھی فرق ہو تو وہ اسکی کاشت کے لیے کارآمد نہین ہے،

طاشری کا قول ہے کہ انگور کی جڑ مین ہمیشہ تراوٹ کی ضرورت ہے لیکن

اسی قدر جتنی کہ ہر انگور کو اسکی زمین کے لحاظ سے ضرورت ہو کیونکہ انگور کی مختلف
قسمین ہین اور ہر انگور کے لیے وہی زمین مناسب ہے، جو اس کو محفوظ رکھ سکے، پس
ارض متخلخلہ اور دسمہ جس کا رنگ سیاہی مائل ہو اس انگور کے لیے مناسب ہوگی،
جس کا دانہ سفید ہوتا ہے خواہ وہ لانبا ہو یا گول ہو، لیکن وہ انگور جو سفیدی اور
سبزی کے درمیان مین ہو اور گول ہو تو اس کے لیے نرم زمین مناسب ہے،
جس مین رطوبت بالطبع غالب ہو اور اس مین بکثرت وسومت ہو، ان دونون انگورون
کے لیے نہ تپلی زمین موافق آتی ہے اور نہ وہ جو جاڑے یا گرمی کی شدت سے
پھٹ جاتی ہو، اس قسم کی زمینین انگور کے لیے اچھی نہین ہین، خصوصًا ان کیلیے
جنکا پھل سفید ہوتا ہے، اور ریتیلی زمین اکثر انواع انگور کے لیے مفید ہے، کیونکہ یہ
خراب خراب چیزونسے پاک ہوتی ہے، مثلاً زعتر وغیرہ سے جو زمین کو کڑواپن کی شدت
سے خشک کر دیتا ہے، اس کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے کہ زمین کی طبیعت انگور کی
طبیعت سے مخالف ہونا چاہیئے مثلاً یہ کہ اگر انگور مین نرمی ہو تو اس کو سخت زمین
مین لگانا چاہیئے اور اگر سختی ہو تو اس کو نرم زمین مین لگانا چاہیئے، اور اسی طرح
جس انگور مین خشکی ہو اور تراوٹ نہ ہو اس کو مرطوب زمین مین لگانا چاہیئے، اور جسمین
رطوبت بہت زیادہ ہو اس کو ایسی زمین مین لگانا چاہیئے جس مین خشکی اور یبوست
غالب ہو، اور متوسط درجہ کے انگور کو اقوال آئیگین لگانا چاہیئے،

صغریت کا قول ہے کہ سیاہ انگور کے لیے جس کا دانہ لانبا یا گول ہوتا ہے
زیادہ خشک زمین کی ضرورت ہے جسکی سطح پر یبوست نمایان ہو، اس کا رنگ
اکثر سرخ ہوتا ہے، اور اس مین بہت خفیف صلابت ہوتی ہے، اور جو انگور

کہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے وہ رقیق اور تپلی زمین مین لگایا جاتا ہے، نیز ریت ملی ہوئی
زمین مین بھی لگاتے ہین، جن زمینون مین سیاہ اور سرخ انگور لگائے جاتے ہین،
ان مین سفید انگور اچھے نہین ہوتے ہین، یہ تمام سفید انگور کے لیے تپلی اور خالص
ریتیلی زمین درکار ہے، اور جس انگور کے دانہ کا رنگ زرد ہوگا وہ سب سے زیادہ مرطوب
انگور ہوگا اسلیے اس کو گرم اور خشک زمین مین لگانا چاہیئے جس مین تراوٹ اور
ٹھنڈک کا نام تک نہ ہو، ایسے انگور کے لیے بلند مقامات بھی منتخب کیے جاتے ہین،
کیونکہ وہ پانی سے بہت دور ہوتے ہین، اور بڑے دانوں کے انگور جو ترکیب سے بڑے
کئے گئے ہون، روغن دار زمین مین لگائے جاتے ہین اور ارض متخلخلہ مین بھی لگاتے
ہین، اور جن انگورون مین کثرت سے مائیت ہوتی ہے اور چھوٹے ہوتے ہین وہ
بہت پرانی زمینون مین لگائے جاتے ہین، اور جو انگور ضعیف لیکن لطیف ہوتا ہے
اسکی شاخین باریک ہوتی ہین اور پتے بھی باریک ہوتے ہین، اسکو سیاہ زمین مین
لگانا چاہیئے کیونکہ وہ انگور کو ایک مناسب غذا دیتی ہے، اور یہ ضعیف انگور کے لیے
بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، وہ انگور جو سیاہ اور سرخ ہو لیکن سرخی سیاہی پر غالب ہو،
یا وہ جو متوسط درجہ کا سرخ ہو اور دانہ بھی متوسط ہو اور اس کا دانہ خوشون مین ایک جگہ
پر ہو یا متفرق جگہ پر ہو، ان دونون کے لیے وہ سخت زمین نفع بخش ہے جس مین سختی
کے ساتھ تھوڑی نرمی ہو، ان دونون کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہوتا ہے اور
ان کے پھل مدور ہوتے ہین اور کھجور کے برابر وزنی ہوتے ہین، یہ کھانے مین بہت
لذیذ ہوتے ہین کیونکہ وہ بہت زیادہ رقیق اور لطیف ہوتے ہین، ان کا ذائقہ نہایت
عمدہ ہوتا ہے، ان دونون قسمون کی اصلاح کی صورت یہ ہے کہ جو پتیان کہ خراب ہو جاتی ہین

یا ان مین کوئی نقص پیدا ہوجائے ان سبکو چنکر پھینک دینا چاہیئے، اگر ایسا بار بار خریف اور ربیع کے زمانہ مین کیا جائے تو بہت اچھا ہے، اس سے ان کی نشو ونما بہت اچھی ہوگی، قوثامی نے بھی یہی لکھا ہے کہ ضعیف انگور جنکے دانے چھوٹے اور لطیف ہوتے ہین اور جنمین پانی بہت کم ہوتا ہے ان کو مرطوب زمینون مین لگانا اچھا ہے، جسمین بکثرت تراوٹ موجود ہو، ایسی زمینون کی بکثرت رطوبت وسومت سے بدل جاتی ہے، اگر اس زمین مین تھوڑی سی ریت مخلوط کر دیجائے تو بہت بہتر ہوگا کیونکہ اگر ضعیف انگور خشک اور کم پانی والی زمین مین لگایا جائے، تو اس مین کمزوری زیادہ ہوجائیگی اور پھل ایک تو کم آئین گے دوسرے خراب ہونگے اور قوی انگور اوس کے موافق زمین مین لگایا جائے تو بہتر ہوگا،

طامین ہے کہ نرم زمین سے انگور سخت زمین مین منتقل کیا جائے اور اسی طرح سخت سے نرم زمین مین اور دسمہ سے رقیقہ زمین مین اور رقیق سے وسمہ مین اور اسی طرح سیاہ سے سرخ مین اور سرخ سے سیاہ مین اور شاداب سے چٹیل مین اور چٹیل سے شاداب مین اور جبلی سے پست مین اور پست سے جبلی مین منتقل کر سکتے ہین، کیونکہ زمین کی طبیعت یہ ہے کہ وہ مزروعات کو اپنے مخالف طبیعت کی زمین مین زیادہ تقویت پہنچاتی ہے اور ان کو کافی غذا دیتی ہے، یہ بھی مذکور ہے کہ قضیب درخت کے درمیانی حصہ سے لیجائے جو زمین سے کم سے کم ایک بالشت بلند ہو اور ایسے انگور سے شاخ لی جائے جسکی عمر چھ سال سے بیس سال تک ہو، ایسی شاخین لی جائین جنکی آنکھین قریب ہون اور کونپلین چکنی اور نرم ہون، اس شاخ سے اجتناب کرنا چاہیئے جو چوڑی اور سخت ہو اور جنکی آنکھین دور دور ہون، لیکن اس شاخ کا انتخاب

کرنا چاہیئے، جس مین آنکھین مدور شکل مین نکلی ہون، یہ آنکھین اصل تنے سے نہین پیدا ہوتی ہین بلکہ بعد کو دوسری شاخون سے پیدا ہوتی ہین، قضیب یا اس کے ٹکڑے فوراً لگائے جائین، لیکن اگر تاخیر کی ضرورت پڑے تو ان شاخون کو رسی سے باندھ ڈالین اور پھر ان کو تہ خانون مین چھپا دین تاکہ ہوا اور ٹھنڈک سے محفوظ رہین لیکن تہ خانون مین رکھنے سے قبل پانی سے خوب سیراب کر دین،

انوخا کا قول ہے کہ جو شاخین لیجائین ان کے لیے ایک کنوان کھودا جائے، اور ان مین شاخین الگ الگ کر کے رکھی جائین، کنوان نہ بالکل مرطوب ہو اور نہ بالکل خشک ہو بلکہ درمیانی حالت مین ہو،

قوثامی کا قول ہے کہ مین نے اس بات کا تجربہ کیا ہے اور اسکو صحیح پایا ہے کہ شاخون کو ایک کوٹھری مین رکھدین جہان پر ہوا کا گذر نہ ہو اور اس سے قبل زمین پر میٹھا پانی چھڑک دین جب وہ سوکھ جائے تو پھر ان شاخون کو رکھین، اگر شاخین کم تعداد مین ہون جو ایک مٹی کے ظرف مین سما سکتی ہون تو ان کو پانی مین دو گھنٹے چھوڑ دین پھر پانی پھینک دین اس کے بعد اسی ظرف کے نیچے اچھی مٹی ڈال دین اور پھر ان شاخون کو کھڑی کر کے رکھین جب ظرف بھر جائے تو اوپر سے بہت سی مٹی چھوڑ دین یہانتک کہ ہر طرف سے مٹی گھیر لے،

آدم کا قول ہے کہ اگر کبھی ایسا اتفاق ہو کہ انگور کی شاخ لگانے مین تاخیر ہوجائے اور تم کو خوف ہو کہ ہوا سے وہ خشک ہوجائے گی تو تمام شاخون کو شیرین پانی مین دن بھر تقریباً بارہ گھنٹے بھیگنے دو اس کے بعد نکالکر ان کو لگا دو لیکن تھوڑی سی تاخیر کوئی مضر نہین ہے ایک گڈھے مین کم سے کم ایک یا دو شاخ رکھنی

طامین ہے کہ انگور کی بیل سے شاخ کا لینا اور اس کا کاٹنا سب قمری
مہینہ کے حساب سے ہوتا ہے، چاندرات سے پانچوین تاریخ تک کے اندر
یہ پودے لگا دیئے جائیں، ان ایام مین لگانے سے کوئی چیز خراب نہین ہوتی،
بلکہ پھل اچھے ہوتے ہین، اسکے لیے فصول مین سے فصل خریف سب سے اچھی
ہے، کیونکہ جو اس مین لگایا جاتا ہے اسکی جڑین بہت بڑھتی ہین، اور جب فصل
ربیع شروع ہوجاتی ہے اور گرمی پڑنے لگتی ہے تو اس کے نمو مین چند در چند اضافہ
ہوجاتا ہے اور پھر یہ بہت عمدہ ہوتا ہے، بعض نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ خریف مین
خاصکر ریتیلی زمین مین انگور لگانا بہت اچھا ہے، شاخون کے لینے اور کاٹنے
کا وقت ابتدائی صبح سے تین گھنٹہ دن اٹھنے تک ہے، کاٹنے کے بعد فوراً
لگا دینا چاہیئے، دو گھنٹہ یا تین گھنٹہ یا زیادہ سے زیادہ ایکدن اور ایک رات
یا آئندہ دن کے کچھ وقت تک تاخیر کرسکتے ہین، اگر عیون قریب ہون
تو آٹھ سے بارہ عیون تک کا طول رکھنا چاہیئے، اگر دور دور ہون تو چھ سے
آٹھ تک کا طول رکھنا چاہیئے، شاخون کو سیدھا کرکے نہ لگانا چاہیئے بلکہ جھکا کر
لگائین، انوخا کا قول ہے کہ مشرق کی جانب ان کو جھکا دینا چاہیئے، اس کے
لیے دو قدم زمین گہری کھودنی چاہیے، اگر تم چند شاخون کو ایک ہی گڑھے
مین رکھنا چاہتے ہو تو درمیان مین گڑھے کھو دو، تاکہ ایک دوسرے کو چھو
نہ سکے، انگور کی شاخین گڑھون کے علاوہ مستطیل خندقون مین لگائی جاتی
ہین قضیب کے عیون مین سے تین یا چار کو مٹی کے اندر رکھنا چاہیئے اور چار
عیون کو کھلا ہوا رکھنا چاہیئے، سفید اور سیاہ انگور کو ایک جگہ نہین لگانا چاہیئے،

بلکہ ہر ایک کو اپنے ہمجنس کے ساتھ لگایا جائے، متوسط طریقے پر شاخون کو
مٹی سے ڈھک دینا چاہیئے، معمولی طریقہ سے ہاتھ پیر سے روندنا چاہیئے بلکہ
صرف ہاتھ سے دبا کر برابر کر دینا کافی ہوگا۔
ماسی نے لکھا ہے کہ گڑھے اور خندق کے بودون مین فرق ہے جس
زمین مین گڑھے بنا کر پودے لگائے جاتے ہین، اس مین خندق نہین بنا سکتے،
کیونکہ گڑھون کے لیے وہ بہتر زمین ہے جس کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین
ہوتی بلکہ تھوڑا جوتنا کفایت کرتا ہے کیونکہ وہ بہت اچھی ہوتی ہے، کشادہ
گڑھے مستدیر شکل کے کھودے جائین، اور دو قدم یا اس سے کچھ زیادہ عمیق
رکھے جائین، اور کشادگی کم سے کم تین قدم کے برابر ہونی چاہیئے، جب یہ تیار
ہوجائین تو پودے لگائے جائین اور ان کو مٹی سے پر کیا جائے اور تھوڑا سا
گوبر بھی ڈالدیا جائے، اسکی مٹی کو دبا کر ڈالنا درست نہین ہے، بلکہ اوپر سے
پھینک دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہوا سوراخون سے جاسکے، لیکن خندق
بکثرت گرد و غبار والی زمین مین کھودے جائین اور اسی مین انگور لگائے جائین،
خندق اس زمین مین بھی کھودے جاتے ہین جس کے اجزا بہت زیادہ ملتصق[1] ہون
اور روغن دار خندق لانبے کھودے جائین، لیکن تنگ ہون، لنبائی تو اسی قدر
رکھنی چاہیئے جتنی لنبائی انگور کی شاخ کی ہو، لیکن چوڑائی اور گہرائی صرف دو
دو قدم رکھنی چاہیئے، اگر بہت سی خندقین کھودنی مقصود ہون تو اسی طرح سے
کھودنا چاہیئے، اور ایک دوسرے کے درمیان اتنا فاصلہ رکھنا چاہیئے جتنا کہ

[1] ایک سے ایک پیوستہ اور جڑے ہوئے،

دو صفون کے درمیان مین ہوتا ہے، ہر خندق کے حصۂ اسفل مین شاخون کیلئے ڈیڑھ بالشت کا گڈھا کھودنا ضروری ہے تاکہ اس مین شاخ کو رکھ سکین، ہر قضیب کے درمیان کا فاصلہ ہم آگے بیان کرین گے، پودون پر جب پہلا سال گذر جائے اور دوسرا سال شروع ہو تو زمین کی مٹی سے خندق کو پر کر دینا چاہیئے، اور اوپر سے خشک مٹی کے ساتھ کھاد مخلوط کرکے ڈالنا چاہیئے کھاد اور مٹی جڑ مین بھی ڈالنی چاہیئے، البقیہ دوسرے گڈھون کو بھی اسی طرح بھر دینا چاہیئے، یہانتک کہ سب کی سطح برابر ہو جائے کیونکہ انگور کی زمین کے درست کرنے کا وقت یہی ہے،

فصل

اسکے بیان مین کہ انگور کے پودون کے درمیان کس قدر فاصلہ رکھنا چاہیئے

وہ انگور کی بیل جو زمین پر پھیل جاتی ہے اور کسی چیز پر چڑھائی نہین جاتی اسکے ہر دو صف کے درمیان چھ قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ان کی جڑ کے درمیان چار قدم کا فاصلہ چھوڑنا چاہیئے، لیکن جو انگور کہ درختون پر چڑھائے جاتے ہین ان کی قطارون کے درمیان بیس قدم کا اور جڑون کے درمیان سات قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اور جو انگور منڈوے پر چڑھائے جائین انھین مذکورۂ بالا فاصلہ کا نصف رکھا جائے یعنی دس قدم اور ساڑھے تین قدم، صنوبت کا قول ہے کہ انگور کی بیل چڑھانے کے لیے سب سے افضل درخت وہ ہے جسکا صرف ایک ہی تنا ہو، قوثامی کہتا ہے، کہ اس لحاظ سے توصنوبر مذکر اور ثمردار انگور کے لیے زیادہ اچھے ہون گے، لیکن جن درختون مین شاخین بکثرت ہون ان پر انگور کی بیل نہین چڑھائی جاسکتی ہے

اور نہ ان پر چڑھائی جاسکتی ہے جنکا طول بیس ہاتھ سے زیادہ ہو، یا بقول بعض پچاس سے زیادہ ہو،

جن درختون پر انگور چڑھائے جائین ان مین کھاد ضرور ڈالنی چاہیئے، ان کی زمین کھود کر درست کیجائے، اور جڑین صاف کیجائین لیکن انگور سے ان مین کھاد کم ڈالی جائے اسی طرح گڈھون کے گرد و پیش مین بھی کھاد کم ڈالی جائے، وہ پودہ جو درخت پر چڑھایا جاتا ہے، اس کے غرس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے انگور کو جڑ سمیت درخت سے تین ہاتھ کے فاصلہ پر ایک گڈھے مین لگادین اور برابر اس کو کھود کر درست کرتے رہین، جب یہ بڑھنے لگے اور قضیب مضبوط ہو جائے تو اس کو زمین پر پھیلا دین اور آہستہ آہستہ درخت کے قریب کرتے جائین یہان تک کہ وہ اس سے ملجائے اس طرح پر کہ کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو یعنی رفتہ رفتہ بڑھاتے جائین اور اپنے ناخن سے عیون کو ٹونگتے جائین اور صرف ایک آنکھ کو چھوڑ دین، اور اسی طرف زمین کو تھوڑی دور تک کھود دین تاکہ پودے کے لیے ایک راستہ تیار ہو جائے کچھ زمانہ گذرنے کے بعد جب پودہ اچھی طرح لانبا ہو جائے یہان تک کہ شاخین کاٹنے کے قابل ہو جائین تو اس مین سے چند مضبوط شاخون کو چھوڑ دین اور بقیہ کو کاٹ لین،

یہ بیان کیا گیا ہے کہ سفید انگور یا وہ جو مائل بسفیدی ہو یا اس مین کوئی دوسرا رنگ جو سفیدی کے مشابہ ہو ان کے لیے تعریش زیادہ مناسب ہے، بلکہ اولی ہے، اس سے پھل بکثرت آئین گے، لیکن بعض نے یہ کہا ہے کہ جو بیل کہ درخت پر چڑھائی جائے وہ اس سے جو شاخ یا کسی لکڑی پر چڑھائی جائے زیادہ قوی اور عمدہ ہوگی،

بعض یہ کہتے ہین کہ وہ انگور کی بیل جو زمین پر پھیلائی جائے، اس سے کہین زیادہ افضل ہے جو درخت یا منڈوے پر چڑھائی جائے کیونکہ انگور کو زمین سے خاص الفت ہے

تعریش کے لیے زیادہ ٹھنڈے مقامات مناسب نہین ہین، لیکن وہ شاخین جو نہ چڑھائی جائین، ان کی ترکیب یہ ہے کہ اول ان کے عیون کو ٹونگ کر پھینک دین اور ہر شاخ مین صرف ایک یا دو عین یعنی آنکھ باقی رکھین، یہ تدابیر پہلے سال مین زیر عمل رہین، ان شاخون کے لیے کوئی لکڑی یا بانس قریب مین نصب کر دین اور انکو کھجور کی پتی سے باندھ دین تاکہ شاخ ٹیک لے سکے اور زمین پر نہ گر سکے بلکہ کھڑی رہے، کیونکہ اس کے گر جانے سے بہت سے مضر اثرات پیدا ہو جاتے ہین، یہ طریقہ جڑ کو مضبوط کرتا ہے اور زمین مین اس کو متمکن کرتا ہے، ایک سال کے بعد شاخون کے اطراف و جوانب کو کدالون سے کھود ڈالنا چاہیے، تاکہ شاخین بڑھین اور زمین سے پورے طریقہ پر غذا حاصل کرین، اس سے نمو اور حسن دونون مین زیادتی ہوتی ہے،

ماسی انگور کے پودون کو منتقل کرنے کے متعلق کہتا ہے کہ انگور کو تقویت پہنچانے اور کچھ دن تک باقی رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا پودا دوسری جگہ منتقل کیا جائے پھر وہان سے بھی اس سے اچھی زمین مین جو اس کے لیے مرغوب ہو تطعیم کے لیے منتقل کر دیا جائے، اس سے وہ بڑھے گا اور عمدہ ہوگا، اس کے پودے تیسرے سال مین منتقل کئے جائین لیکن بعض دوسرے ہی سال مین منتقل کرنے کو کہتے ہین، اور یہی اچھا ہے، پودے اچھی زمین سے خراب اور خستہ زمین مین کبھی منتقل نہ کئے جائین اس سے پودہ بالکل کمزور ہو جائے گا، جب انگور کی عمر دس سال یا بارہ سال ہو گی تو اس مین پھل آنا شروع ہو گا، بعض کہتے ہین کہ پندرھوین برس اس مین پھل آتے ہین لیکن اس کے جلد بڑھنے کے لیے پودون مین ایک عمل کیا جاتا ہے جس سے آفات سماوی و ارضی بھی بفضل اللہ دفع ہو جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پتھر کی

چٹانون کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لیے جائین اور پودون کے درمیان مین رکھدیئے جائین، اس سے انشاءاللہ سب باتین درست ہو جائین گی،

سوساد کہتا ہے کہ انگور اور اس کے پودون کو تقویت پہنچانے کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ انگور کی وہ پتیان جنہین زبان بھی جمع ہو کیجائین اور کدو، لو کی خطمی کی پتیون کے ساتھ مخلوط کیجائین پھر سب کو دھوپ مین رکھین تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائین پھر انکو لکڑی سے کوٹ ڈالین اور ان مین نر کبوتر کی بیٹ اور آدمی کا غلیظ اور گائے کا گوبر یہ سب ایک ایک جز ملائین، اور اس پر پانی بھی چھڑک دین، یہان تک کہ اسکا رنگ اور بو دونون متغیر ہو جائین، پھر اس کو خشک کرین اور اس مین گھور کی اور راستون کی مٹی ملائین اور السی کی بھونسی ان کے اندر ڈالین، پھر ان سب کو خوب مخلوط کر دین اور اچھی طرح کوٹین یہانتک کہ سب مخلوط ہو جائین اور خشک مٹی کی طرح ہو جائین اس کے بعد انگور کی جڑون کو کھودا جائے اور ان مین یہ مٹی ڈالی جائے اور اوپر سے دوسری مٹی بھی ڈال کر اس کو ڈھک دیا جائے اور اس کے بعد جڑون کو پانی سے سیراب کیا جائے، جو پانی کہ جڑون مین اگر رک جائے تو اوپر سے بھی وہی مٹی چھڑک دیجائے، اس سے زمین مین ایک بہترین قوت پیدا ہو جائے گی، جو انگور کے لیے از حد مفید ہو گی یہ طریقۂ عمل نئے اور پرانے دونون انگور کے لیے کارآمد ہے،

فصل

تخم انگور اور زبیب کے لگانے کا وقت

ط مین ہے کہ طامتری کا قول ہے کہ زبیب کے بڑے دانون مین سے

تین یا چار دانے لئے جائین اور یہ سب اوائل جنوری مین گڈھون کے اندر چھپا دیے جائین اگر اس کا خطرہ ہو کہ سردی ان کو نقصان پہنچائے گی تو ان گڈھون کو چٹائی یا بانس سے گھیر دین ،

آدم اور انوخا کا قول ہے کہ تخم نصف فروری سے آخر تک بوئے جاتے ہین اور یا ابتدائے ربیع کا وقت ہوتا ہے اور تخم بونے کا یہی وقت مشرق سے مغرب تک متعین ہے زبیب سے اس کا دانہ نکالکر بوتے ہین، آدم کہتے ہین کہ اسکا تخم روغن زیتون مین سات دن تک بھیگنے کے لیے ڈال دینا چاہیئے، اور ہر گڈھے مین سات دانے سے ۱۲ دانون تک بو دین اور انکو مٹی سے ڈھک دین جسطرح دوسرے مزروعات کے ساتھ عمل کرتے ہین، اس کے بعد پھر ان کو پانی سے کافی طریقہ پر سیراب کرین، اور چار دن کے وقفہ سے دوبارہ سیراب کرین اسی طرح برابر سیراب کرتے رہین، گڈھون مین ان تخمون کے ساتھ اگر جو کا باریک آٹا ڈالدین تو اچھا ہے، بہت زیادہ خشک زبیب کو گرم پانی مین ڈالکر مٹی کے ساتھ پکا ڈالین اس سے وہ ٹھیک ہو جائے گی ،

ماسی کا قول ہے کہ فروری کے آخر تک انگور لگایا جاتا ہے، یہی تیس دن اس کے لگانے اور بونے کے ہین، اور اسکی خاص زراعت اس سے ذرا قبل ہونی چاہیئے

سوساد کا قول ہے کہ پرانا منقی لیا جائے جس پر ایک سال یا اس سے زیادہ گذر گیا ہو اور اسکو شق کر دین تا کہ تخم نظر آنے لگے اور اسکو ایک وسیع ظرف مین صاف جگہ پر رکھین اور اوپر سے پانی کا چھینٹا دین، اگر گرم پانی ہو تو یہ سب سے اچھا ہے بیس گھنٹہ کے اندر کئی مرتبہ پانی سے سیراب کرین، پھر ان کو شق کرین اور بو دین،

یا دوسری صورت یہ ہے کہ سب کو گرم پانی مین ایک مرتبہ ڈالکر ابال دین اور پھر پانچ پانچ دانے ایک گڈھے مین بوئین یا اس سے زیادہ دو یا تین سال کے بعد ویسی ہی کھاد ڈالین جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے، جب پودا منتقل کرنے کے قابل ہو جائے تو اس کو منتقل کر دین ،

طامین ان درختون اور مزروعات کا ذکر ہے جو انگور کے پودون کے درمیان لگائے جاتے ہین، صغریت کا قول ہے کہ ان کے درمیان ککڑی، کدو اور خرفہ بویا جائے تو بہت اچھا ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ سب سے اچھا یہ ہے کہ انکے درمیان باقلا، ماش، کرسنہ (مٹر) اور لوبیا وغیرہ بوئے جائین، چقندر، کزبرہ (دھنیا) اور دوسری چھوٹی ترکاریان اگر لگائی جائین تو یہ انگور کے لیے بہت مفید ہونگی

قوثامی نے لکھا ہے کہ دوسرے سال انگور کے درمیان کوئی ایسا درخت نہ لگائین جسکی شاخین بڑی ہون یا بکثرت درخت نہ لگائین تا کہ انگور کی زمین مین تنگی واقع نہ ہو، اور نہ ایسے درخت ہون جو زیادہ سایہ دار ہون جس سے اس پر دھوپ اور ہوا کا اثر نہ پہنچ سکے، اور سال اول مین کوئی پود نہ لگائین، انگور کے ساتھ چقندر کا لگانا بہت نقصان دہ ہے، اسی طرح اس کے ساتھ چنا، شلجم، اور مولی وغیرہ کا لگانا مضر ہے چنے مین تو نمک ہوتا ہے اور یہ دونون زمین کی رطوبت کو جذب کر لیتے ہین، انگور کے ساتھ انجیر کو بھی نہین لگاتے لیکن سرد ممالک مین دونون کو ساتھ لگاتے ہین، اسی طرح زیتون اور انار کو بھی اس کے ساتھ نہین لگاتے ہین کیونکہ انار اس کی نشوونما مین مانع ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ اگر انگور اور دوسرے درخت کے درمیان بارہ سے پندرہ قدم تک کا فاصلہ ہو تو اس سے کوئی نقصان نہین پہنچیگا

البتہ جو انگور کہ درختون پر چڑھائے جاتے ہین ان مین اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا چاہیے
تاکہ ہر دو سال کے اندر یہ تمام مذکورۂ بالا پودے لگائے جاسکین، ہان چقندر، شلجم، چنا،
اور موتی وغیرہ کو نہین لگا سکتے، لیکن سال اوّل مین تو کوئی چیز نہین بو سکتے، آیندہ
ہم انشاء اللہ اسکو ذرا تفصیل سے لکھین گے،

ہر قسم کے انگور تمام زمینون مین بوئے جاسکتے ہین، انگور پست زمین مین بھی
اچھا ہوتا ہے، اس کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہے جو سفید ہو اور سیاہی یا سرخی
کی طرف کچھ مائل ہو اور اس مین رطوبت بھی ہو، خالی سفید اور مرطوب زمین مین بھی
انگور عمدہ ہوتا ہے، اور اسی طرح سیاہ زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے۔

قسطوس اور دوسرون کا قول ہے کہ سیاہ اور سرخ رنگ کے انگور کے لیے
وہ یابس زمین جسمین بکثرت کھاد ڈالی گئی ہو مفید ہوتی ہے، اور زرد اور سبز رنگ کے
انگور کے لیے تپلی زمین مناسب ہے، سب سے نرم اور باریک انگور کے لیے پست زمین ٹھیک
ہے، لیکن جس مین سختی ہو وہ مرطوب زمین مین لگایا جائے، وہ مرطوب زمین جسمین
باریک ریت مخلوط ہو اور نہر یا چراگاہون کے قریب ہو اور وہ دبیز زمین جس مین
جانور اکثر شب گذارتے ہین انگور کی مصلح ہوتی ہے،

ارض مین انگور اچھی طرح نہین ہوتا ہے، اور نہ اس زمین مین لگایا جاتا ہے
جس کا مزہ تلخ ہو اور نہ اس زمین مین جو نمکین ہو یا بدبودار ہو،

فصل

انگور کی زراعت کا طریقہ اور قمری مہینون اور فصلون کے حساب سے اسکے اوقات کا بیان

انگور کی شاخین بذریعہ تطعیم بھی لگائی جاتی ہین اور ان کی تکبیس بھی کیجاتی ہے،

تاکہ جڑ نکل آئے، اس کے بعد استسلاف کے طریقہ پر وہ وہان سے منتقل کیجاتی ہین،
اسی طرح اس کے اوتاد بھی لگائے جاتے ہین اور دوسری چھوٹی بڑی شاخین بھی
لگائی جاتی ہین اور اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، اس کے لگانے کا وقت مختلف ہے،
قمری مہینون کے حساب سے ابتدائے ماہ سے وسط ماہ تک ہے، اور حد سے حد چوبیس
تاریخ تک ہے، ق کا قول ہے کہ انگور قمری مہینہ کے نصف اخیر مین لگایا جاتا ہے،
اس کا دوسرا وقت وہ ہے جبکہ انگور کی فصل بالکل تیار ہو یعنی اکتوبر کے مہینہ مین
خصوصاً اس زمین مین جو ریتیلی ہو یا نمکین ہو،

قوط کا مذہب یہ ہے کہ شاخین فروری اور مارچ مین لگائی جاتی ہین، بعض کا یہ
بھی خیال ہے کہ پست اور نرم زمین مین یہ مارچ اور اپریل کے مہینہ مین لگایا جاتا ہے،

فصل

اشبیلیہ اور اس کے مضافات مین انگور کے لگانیکا طریقہ

قضیب، وتد، تخم یہ سب ایک ایسے درخت سے لیے جاتے ہین، جس مین پھل
بہت زیادہ آتے ہون، اور جسکا رنگ نہایت عمدہ ہو اور سات سال سے دس
سال تک کی عمر کا ہو، شاخ نہ بہت زیادہ اوپر سے اور نہ بہت زیادہ نیچے سے لیجائے
بلکہ وسط حصہ سے لیجائے، یہ شاخین خوشون کے جھنڈ مین واقع ہون، اس کے ساتھ ہی
متوسط درجہ کی موٹی اور نرم ہون، گرہین قریب قریب ہون لیکن سخت ہون، اگر
زیادہ طویل ہون تو درمیان سے کاٹ لیجائین،

ق کا قول ہے کہ ایک قضیب کے دو ٹکڑے نہین لگائے جاتے بلکہ یا تو پوری

قضیب لگادین یا اس کے درمیان کا حصہ لگائین اس کے لیے انگور کے اس درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے جو پھلون سے لدا ہوا ہو اور نہایت خوشنما نظر آتا ہو، اور اس مین سے اچھی شاخون کو چھانٹ کر لگانا چاہیئے، پہلے کلہاڑی سے نشان لگا دین پھر ان کو بوقت ضرورت کاٹ لین، اور فوراً لگا دین، اگر غرس مین دیر ہو تو مقام قطع کو یا پوری شاخ کو ایسی زمین مین دفن کر دین جسمین معتدل قسم کی نمی ہو، غرس سے قبل شاخون کو بہت زیادہ مرطوب مٹی مین دفن کرنا نہین چاہیئے، اور نہ پانی مین چھوڑنا چاہیئے، اس سے زمین کو پکڑنے مین دقت ہوگی،

اُن شاخون کے لگانے کا طریقہ جو بعد مین دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہین،

اس قسم کی شاخون کو تھالون مین قریب قریب لگانا چاہیئے، اور نہرون کے متصل اور ظروف مین بھی لگا سکتے ہین، خواہ وہ زمین آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا نہر سے سیراب کیجاتی ہو دو سال یا اس سے کچھ زیادہ دن کے بعد پودون کو منتقل کر دینا چاہیئے، اور اگر شاخین اس خیال سے لگائی گئی ہون کہ دوسری جگہ منتقل نہ کیجائین تاکہ پودے زیادہ بڑھین، تو ان کو دو طریقون سے لگانا چاہیئے، ایک تو یہ کہ وتد کے ذریعہ سے گڈھا بنائین اور اس کو وتد برنی کہتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پست اور نرم زمین مین جسکی مٹی جزائر کی مٹی کی طرح ریتیلی ہو وتد گاڑ کر گڈھے بنائین، وتد برنی اس کو کہتے ہین جس کے سہارے پر انگور کی شاخین لگائی جاتی ہین، اسی طرح بانس کا ایک وتد لیا جائے جو پانچ بالشت لانبا ہو اور کلائی سے کم موٹا ہو اس کے اوپر کی سمت مین ایک چھوٹی سی سخت لکڑی لگا دین،

جو برنی کے مشابہ ہو جائے،

تیار شدہ زمین کے ان مقامات پر جہان قضیب لگانا چاہتے ہو سوراخ بناؤ، اور زمین کو پانی سے خوب سیراب کرو، اس کے بعد اس وتد کو زمین مین نصب کرو، یہانتک کہ پورا وتد زمین کے اندر چلا جائے، اس کے بعد اس کو نکالو اور ان سوراخون مین شاخین لگا دو، شاخون کے اطراف و جوانب کو کسی تیز لوہے سے کاٹ ڈالو لیکن کوئی گرہ یا پور یا آنکھ نہ کٹنے پائے، پھر اس وتد کو ان شاخون کے ارد گرد بار بار نصب کرو تاکہ مٹی اچھی طرح جڑ مین جمع ہو سکے اور شاخ سوراخ مین مستحکم ہو جائے، اس کے ان منفذون کو خشک ریت یا باریک مٹی سے بھر دو اور اس پر پانی ڈالدو، اگر اسی حالت پر چھوڑ دیئے جائین تو دوسری خراب مٹی آجائے گی اور اس سے یہ منفذ بند ہو جائین گے،

دس دن کے بعد اسی جگہ پر ایک عمیق گڈھا کھودا جائے، اور اوسکو شاخ کی جڑ تک پہنچایا جائے، اور پھر تمام مٹی شاخون کی جڑ مین ڈالدیجائے، پھر موسم سرما کے ہر مہینہ مین اسی طرح کے گڈھے کھود دے جائین لیکن وہ پہلے گڈھے سے کم گہرے ہون، اسی طرح باربار مٹی ڈالنے سے انگور کی قطار سیدھی ہو جائیگی شاخون کے درمیان کے بعد اور فرجہ کا بیان آگے آئے گا،

انگور کو گڈھون مین لگانے کا طریقہ،

بعض کی رائے ہے کہ یہ طریقہ وتد والی صورت سے اچھا ہے، کیونکہ ہر قسم کی زمین مین اس عمل درآمد ہو سکتا ہے، خصوصاً قوی اور پہاڑی زمینون مین بھی اس کا عمل ہو سکتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کی شکل کے گڈھے ایک قطار

مین کھود دے جائین، اور ہر گڈھے کا طول ایک نیزے کے برابر ہو، گڈھون کی یہ قطار بالکل مستقیم ہونی چاہیئے، اوران کی سمت مشرق سے مغرب کی جانب ہو، شاخون کا درمیانی فاصلہ خواہ گڈھون مین ہون یا پہلی صورت کے ساتھ ہون، سات بالشت رکھنا چاہیئے، یہ فاصلہ متوسط درجہ کی زمین کے لیے کافی ہوگا، اور اس سے زیادہ دس بالشت تک حد ہے، گڈھون کا عمق ساڑھے تین بالشت ہونا چاہیئے، اور انکا طول ایک نیزے کے برابر ہو تاکہ ایک گڈھے مین دو شاخین اس طرح لگائی جائین کہ ایک کا کنارہ گڈھے کے عرض مین ایک لکیر کی طرف پڑے، اور دوسرے کا کنارہ اسی عرض مین دوسری لکیر پر پڑے، ان دونون کی جڑون کو گڈھے کے سفلی حصّہ مین جمع ہونے نہ دیا جائے، ورنہ ایک دوسرے کے لیے مزاحم ہوگی، قضیب یا شاخ کو گڈھے کے اندر بشرطیکہ وہ کافی لانبا ہو لِٹا دینا چاہیے اور اگر کم لانبا ہو تو اس کا بعض حصّہ بیٹھانا چاہیئے، شاخ کے اوپر کا حصہ گڈھے کے عرض مین کھڑا کرکے رکھنا چاہیئے، اور اسکو گڈھے سے باہر ایک یا دو گرہ کے برابر نکالدینا چاہیئے، اس کے بعد مٹی سے برابر کر دینا چاہیئے جیسا کہ گذر چکا ہے،

لوگون کا خیال ہے کہ شاخ اگر سخت زمین مین ہو تو اس کو کھاد سے ڈھانک دینا چاہیئے، اور وسط قضیب پر مٹی ڈالکر دونون طرف سے اچھی طرح برابر کردین، نیز دونون کنارون پر مٹی ڈالکر اس قدر دبا یا جائے کہ وہ گڈھے کے نیچے تک پہنچ جائین، یہ بھی کہا گیا ہے کہ لانبی شاخ کو آٹھ سے دس گرہ تک زمین مین دفن کردینا چاہیئے بشرطیکہ گرہین قریب قریب ہون، گڈھون کے اندر کی مٹی معتدل ہونی چاہیئے

نہ زیادہ مرطوب ہو اور نہ زیادہ خشک ہو، تند اور تیز ہوا مین، انگور کو نہین لگانا چاہیئے، اگر انگور پہاڑ پر لگایا جائے تو اس کے لیے شاخین ذرا موٹی لینی چاہئین اور کم سے کم چھ بالشت عمیق گڈھے کھود دے جائین اور اسی قطار مین ایک دوسرا گڈھا بھی کھودنا چاہیئے، اور اسکی مٹی جڑون مین ڈالدیجائے، تاکہ مٹی جھڑنے کے وقت ان کی جڑین نہ کھل جائین، یہی عمل تمام ان پودون کے لیے کیا جاتا ہے جو گڈھون مین بوئے جاتے ہین تاکہ گرمی کی شدت یا زمین کی یبوست نقصان نہ پہنچائے خصوصًا اس زمین مین جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہے،

ان شاخون کے لیے گڈھے کم گہرے کھود دے جاتے ہین جو پہلے مٹی مین لگائی جاتی ہین اور پھر وہان سے منتقل کیجاتی ہین، بعض کی یہ رائے ہے کہ انگور کی شاخین پہاڑی یا بلند زمین کے انگور سے حاصل کی جائین، تو بہت بہتر ہے، اور پھر ان کو مرطوب زمین مین لگا دیا جائے،

اوراوتاد انھین منتخب شدہ شاخون سے لیے جاتے ہین، ان کو وسط شاخ سے لینا چاہیئے اور ہر وتد کم سے کم تین یا چار آنکھون کا ہو اور ان کو مٹی کے نئے اور بڑے ظروف مین لگانا چاہیئے، ان کے لگانے کا وقت ستمبر مین ہے، وتد کا ایک دو پور زمین کے اندر رہنا چاہیئے، اور ان کو پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے کسی وقت بھی مٹی خشک نہ ہونے پائے، ایک سال کے بعد یہ اوتاد جڑ کی مٹی کے ساتھ تھالون مین منتقل کر دیئے جائین، اور اگر ظروف کے بجائے تھالون مین لگائے جائین تو اچھا ہے، نیز ان کو نہر کے قریب لگانا بھی بہت بہتر ہے،

تخم انگور کے بونے کا طریقہ،

خوب پکے ہوئے اچھے انگور کو نچوڑ کر اس کا تخم نکالین اور پانی سے دھو کر
اس کو خشک ہونے دین، اور پھر مٹی کے نئے ظروف مین ان کو زراعت کیلئے
محفوظ رکھین، منقی کے تخم کو بھی اسی طرح رکھتے ہین، ان کے بونے کا وقت ستمبر
مین ہے اور یہی زمانہ انگور کے پکنے کا بھی ہے، مارچ مین یہ اُگنے لگتا ہے، اگر اس پر
اولہ پڑے تو کوئی مضرنہ ہوگا بلکہ اسکی لکڑی اور سخت ہو جائے گی، یہ تخم مٹی کے نئے
اور بڑے ظروف مین اسی طرح بو دیئے جائین جسطرح کہ گیہون اور جو بویا جاتا ہے
یہانتک کہ وہ پودے کی شکل اختیار کر لین، تخم تھالون مین بھی بوئے جاتے ہین
اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے، جس کا ذکر گذر چکا ہے، کچھ دنون کے بعد
اس کے پودے دوسری جگہ پر منتقل کر دیئے جاتے ہین،

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ انگور جلد تیار ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ دوسرے
سال چند قلمون کو مرکب کر کے منڈوے پر چڑھا دے اور اسی طرح اوتاد بھی مرکب
کر دیئے جائین، انشاء اللہ انگور بہت جلد تیار ہو جائین گے، لیکن اس کی شاخون
کی تکبیس اور استسلاف اسی طرح کیا جاتا ہے، جیسا کہ اس سے قبل بتایا جا چکا ہے،
تخم کے پودے اور اس کے اوتاد اور اسکی وہ شاخین جو تکبیس اور استسلاف کے
طریقہ پر لی گئی ہون، ستمبر سے مارچ تک کے اندر دوسری جگہ پر منتقل کر دی جائین
اور ان کے لیے مناسب گڈھے کھود دے جائین، جو پودا یا شاخ منتقل کیجاتی ہے
وہ غیر منقولہ سے عمدہ اور زیادہ پھلدار ہوتی ہے، اکثر درختون کا یہی حال ہے، شاخون
کا انقلاب اور انکی تکبیس اس وقت کیجاتی ہے جب کہ شاخین کمزور ہون تا کہ انکی

جگہ پر دوسری قوی شاخین نکل آئین یا جبکہ زراعت کے لیے جگہ فاضل ہو، بارش کے
بعد انگور کے لگانے مین بہت عجلت کی ضرورت ہے، نومبر کے مہینہ مین بعلی (بارش
کے پانی سے سیراب ہونے والی) زمین زراعت کے قابل ہو جاتی ہے،

ص کا قول ہے کہ شاخین جنوری کے مہینہ مین ان زمینون مین لگائی جائین
جو نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہین، اسکا مفصل بیان ہم لکھ چکے ہین، انگور کی بڑی
شاخ جس مین بہت سی شاخین ہون ایسے عمیق گڈھے مین لگائی جاتی ہے جسمین شاخ
پوری سما سکے، اور دوسری شاخین باہر کی جانب نکالدی جاتی ہین اور ایسی شاخ
اس وقت لگائی جاتی ہے جبکہ زمین کشادہ ہو، ابتداے خریف مین اس کا عجلت سے
لگانا ضروری ہے، اگر یہ پانی سے برابر سیراب کیجائے تو بہت اچھا ہے، مٹی کیساتھ
اگر یہ شاخ منتقل کیجائے تو بہت مفید ہے، سب سے عمدہ انگور نہر سے سیراب ہونیوالی
زمین مین ہوتا ہے،

عریش یعنی منڈوے کے انگور بہت اچھے ہوتے ہین، یہ زمین کے انگور سے
زیادہ پھلدار ہوتے ہین، اس کا پودا منتقل کیا جاتا ہے جو پہلے پہل لگایا گیا ہو،
یہ بعلی زمین مین ابتداے نومبر مین لگایا جاتا ہے، اس کے لیے قبر کی شکل کے چار بالشت
گہرے گڈھے کھود دے جاتے ہین اور رگون کے نمودار ہونے سے قبل ایک مضبوط
منڈوا بنا دیا جاتا ہے اور اسکی حفاظت کیجاتی ہے، پھر تمام عروق کو کاٹ دیتے ہین
اور صرف ایک سیدھی شاخ کو چھوڑ دیتے ہین، جس مین ایک ہی قضیب ہو، شاخ
اگر جوان ہو تو اس کے بعض حصہ کو گڈھے مین اچھی طرح پھیلا دینا چاہیئے اور بعض کو
جو قضیب اعلیٰ کی طرف ہو گڈھے کی سیدھ مین لٹا دینا چاہیئے، اس طرح پر کہ کچھ

حصّہ گڈھے کے علوی حصّہ تک پہنچ سکے، اور اگر شاخ زیادہ عمر کی ہو تو گڈھے مین پوری
بچھا دیجائے، صرف قضیب کو باہر نکالدیا جائے، اگر یہ ٹوٹ جائے تو اس کو تھوڑا
سا دو انگل کے برابر زمین کے اوپر نکالدین تاکہ نشو ونما پا سکے، دو سال کے بعد گڈھے
کے ارگرد کی زمین کو کھود ڈالین اور اتنا گہرا کھود دین کہ جڑون تک پہنچ جائین اور
وہان جو کچھ بھی گھاس وغیرہ ملے اسکو نوچ کر پھینک دین اور خوب صاف کر دین
پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین اور زمین کو برابر کر دین بعض مرتبہ اس طرح پر
عمل کرنے سے خدا کی قدرت سے دوسرے ہی سال انگور تیار ہو گیا ہے، منڈوے
کا انگور بھی نہر کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین زیادہ اچھا ہوتا ہے،
ص کا قول ہے کہ اسکو ایسی زمینون مین جب جی چاہے لگا سکتے ہو، ارض طیّبہ
مین منڈوے کی ٹٹی تیس قدم کے برابر بلند ہونی چاہیئے، اتنے ہی ان مکانات
مین بھی بلند ہونی چاہیئے جنکے صحن چھوٹے ہون اور ان مین گرم ہوا چلتی ہو، تپلی
زمین مین اس قدر بلند ٹٹی نہین رکھنی چاہیئے اسی طرح بارد زمین مین بھی جس مین
ہوا زیادہ ہو اتنی بلند ٹٹی کی ضرورت نہین ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان کیلئے
قدآدم کے برابر ٹٹی کافی ہے دو انگورون کے درمیان پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا
چاہیئے، بشرطیکہ زمین بہت اچھی ہو، اگر اس سے کم درجہ کی زمین ہو تو دس ہاتھ
فاصلہ رکھنا چاہیئے، عریش کے انگور کی بھی تکبیس کیجاتی ہے، اس طرح پر کہ شاخون
کے اطراف وجوانب کو کھینچ کر ایسی جگہ پر لگا دیتے ہین جو اس کے لیے مناسب ہو،

فصل

نیشکر کی زراعت کا طریقہ،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اسکی جڑین آذار یعنی مارچ کی
بیس تاریخ تک لگائی جاتی ہین، اندلس کے دیگر فلاحون کی بھی یہی رائے ہے،
اس کے لئے وہ پست زمین موافق ہوتی ہے جو دھوپ والی ہو، پانی سے قریب
ہو، اسکی جڑین اور اس کے قصب دونون لگائے جاتے ہین، لگانے سے قبل
زمین کو خوب اچھی طرح درست کر لینا چاہیئے، اور پھر تین گڈھے علیحدہ علیحدہ کھودے جائین،
بعض نے یہ لکھا ہے کہ دس چھوٹے چھوٹے کنوئین کی شکل کے گڈھے کھود دیئے جائین اور ان مین زیادہ مقدار
مین باریک اور متعفن کھاد ڈالین، بعض نے صرف گوبر ڈالنے کی رائے دی ہے، ان کیلئے حوض تھالہ بھی بنایا
جاتا ہے جسکا طول دس ہاتھ اور عرض پانچ ہاتھ رکھا جاتا ہے،

غ کا قول ہے کہ اگر اسکی جڑ لگائی جائے تو اس کو اکھیڑ لینا چاہیئے اور
تھالون مین اس کے قد کے انداز سے گڈھے کھود دیے جائین اور ان مین گھگر
اوپر سے تین انگل کے برابر مٹی اور کھاد ڈالین اور دو جڑون کے درمیان ڈیڑھ
ہاتھ کا فاصلہ رکھا جائے اور ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کیا
جائے، جب وہ ایک بالشت کے قریب بڑھ جائے تو زمین کو پھر کھود دین
اور بکری کی کھاد زیادہ مقدار مین ڈالین، اور آٹھوین دن پانی سے برابر سیراب
کرتے رہین، اکتوبر کے مہینہ تک سیراب کرین اس کے بعد سیراب کرنا چھوڑ دین
زیادہ پانی ڈالنے سے شیرینی کم ہو جاتی ہے،

اس کے قصب کے (جسکو ٹون کہتے ہین) لگانے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کا وہ حصّہ اختیار کیا جائے جس مین گرہین قریب قریب ہون اور موٹائی زیادہ ہو کیونکہ جتنی زیادہ گرہین ہونگی اسیقدر جلد نشو ونما پائے گا اور جسقدر موٹا جسم ہوگا اسی قدر مادہ زیادہ ہوگا، یہ قصب کاٹنے کے بعد مٹی مین دفن کر دیئے جائین، اور کوئی حصہ کھلا نہ رہے، ابتداے مارچ تک اسکو اسی حال مین چھوڑ دین، اس کے بعد وہ نکالے جائین اور ان کے ٹکڑے کئے جائین، ہر ٹکڑا دو بالشت لانبا ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ ہر ٹکڑے مین کم سے کم تین گرہین ہون یا بقول بعض چھ گرہین ہون اور ہاتھ سے چھیلا جائے تو ہاتھ لگنے نہ پائے، ان ٹکڑون کو حوض مین لگا دیا جائے کم سے کم چار پور زمین کے اندر رکھے جائین اور بقیہ اوپر رکھا جائے، اس کے بعد ان پر گائے کا گوبر چھڑکا جائے اور ہر دو ٹکڑون کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ عمل موسم خریف مین ستمبر اور اکتوبر کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، اور بقول بعض دسمبر مین کرنا چاہیئے، ان ٹکڑون کو پانی سے اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے جبتک یہ بڑھ نہ جائین،

غ کا قول ہے کہ ان حوضون مین مربع گڑھے کھودے جائین جنکی شکل ستارے کی طرح ہو، ہر گڑھے مین چار ٹکڑے بچھا دیئے جائین، اس کے بعد اوپر سے چار انگل مٹی اور کھاد ڈالدین، اسی طرح تمام ٹکڑے لگائے جائین، یہ مشرقی ممالک اور ان مقامات پر جہان آفتاب کی حدت زیادہ ہوتی ہے لگایا جاتا ہے، اس کے لیے مارچ اور فروری کا مہینہ بہت مناسب ہے، ہر آٹھوین دن خصوصیت کے ساتھ میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہین اور اپریل تک اس کو دوبارہ نہ

کھودین، البتہ مئی کے مہینہ مین پھر گوڑین اور اگر سیرابی کے قبل ہر آٹھوین دن گوڑا کرین تو بہت اچھا ہے اور اس وقت سیراب کرنا بہت اچھا ہے جب کہ اسکی سبزی خاکی رنگ سے بدلجائے، اگست کے مہینہ مین اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے، جو پودے کہ کمزور ہون ان کو اکھاڑ ڈالنا چاہیئے، تاکہ دوسرے قوی تر ہوسکین،

قصب کے لگانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان ٹکڑون کو کھڑا کر کے لگایا جائے، اس سے یہ جلد بڑھین گے، گنے کو ہر سال جنوری مین کاٹنا چاہیئے، ج کا قول ہے کہ یہ تین سال کی عمر کا ہوتا ہے، غ کا قول ہے کہ اسکی جڑون کو زمین کو اچھی طرح درست کرنے کے بعد لگاتے ہین، زمین مین بھیڑ و بکری کی مینگنیان ڈالتے ہین بلکہ بہتر یہ ہے کہ بھیڑین اور بکریان اسی جگہ شب مین باندھی جائین اور جہان پر مینگنیان ہون اسی جگہ پہ گڑھا کھودلجائے غرضکہ زمین کی تعمیر مین پوری کوشش کرنی چاہیئے، اور جنوری مین اسکو سیراب کرنا چاہیئے، اور پانی کو جذب ہونے دینا چاہیئے، ہر سال یہ تدبیر اختیار کرنے کی ضرورت نہین ہے بلکہ ایک ہی مرتبہ یہ عمل کرنے سے انشاء اللہ بہت بڑا فائدہ ہوگا،

شکر بنانے کی ترکیب، خ کا قول ہے کہ جب اوکھ تیار ہوجائے اور جنوری کا مہینہ بھی آجائے تو اس کے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہیئے، اور معصر (کولھو) یا اس کے مشابہ کسی چیز سے اسکو دبا کر نچوڑنا چاہیئے جب خوب عرق نکل آئے تو اسکو ایک بڑی صاف کڑاہی مین رکھ کر آگ پر چڑھا دینا چاہیئے، جب خوب جوش مارنے لگے تو اتار کر میل چھانٹ دینا چاہیئے اور دوبارہ آگ پر رکھدینا چاہیئے

یہانتک کہ کل کا چوتھا حصہ خشک ہوکر باقی رہجائے اسکے بعد اسکو مٹی کے پیالون مین بھردینا چاہیئے، اور سایہ مین رکھنا چاہیئے، یہانتک کہ وہ جم جائے پھر پیالون سے نکالکر سایہ مین رکھدینا چاہیئے، اور الٹ پلٹ دینا چاہیئے، اسکا فضلہ گھوڑون کو کھلایا جاتا ہے جس سے وہ فربہ اور موٹے ہوتے ہین،

فصل

موز (کیلا) کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ موز کے پتے بہت بڑے ہوتے ہین اور اس کے کنارے ذرا گول اور باریک ہوتے ہین، پتون کا طول بارہ بالشت ہوتا ہے، اور انکا عرض تین بالشت ہوتا ہے، ط کا قول ہے کہ اس کے لیے سیاہ رنگ کی نرم زمین بہت موافق آتی ہے جس مین کسی قسم کا ذائقہ نہین ہوتا ہے، اس قسم کی زمین ہمیشہ نگرانی اور حفاظت کی محتاج ہوتی ہے، اس کے لیے مغربی اور شمالی ہوا خصوصیت کیساتھ نقصان دہ ہے، لیکن مشرقی اور جنوبی ہوا مفید ہے، موز کی جڑ مین پیاز کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے، جسکو تو تا کہتے ہین، وہی کاٹ کر بوئی جاتی ہے، اسکی دوسرے طریقہ پر بھی زراعت ہوتی ہے، اس طرح پر کہ کوئی اچھا پھل لیا جائے اور اس کے ساتھ اروی کی جڑ لیکر پیس ڈالی جائے اور دونون کو ایک کرہ کی شکل بنائی جائے اس کو زمین مین بو دیا جائے، اور برابر سیراب کیا جائے، انشاءاللہ اس سے موز پیدا ہوگا، اس کی زراعت کے اور بھی طریقے ہین، خ کے علاوہ دوسرے فلاحین اندلس کی یہ رائے ہے کہ موز بارد مقامات مین نہین ہوتا، البتہ گرم مقامات اسکے لیے

موافق ہوتے ہین، نیز بعض سواحل بحر کی وہ زمین موافق ہوتی ہے جو پست اور تر ہو، غ کا قول ہے کہ موز کی جڑ مین پیاز کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے وہ بوئی جاتی ہے، نیز وہ نبات بھی بوئی جاتی ہے جو موز کی جڑ مین نکلتی ہے جیسے اروی کے درخت مین نکلتی ہے،

خ اور غ اور دوسرون کا قول ہے کہ سب سے پہلے زمین کو خوب درست کر لیا جائے اور اس مین حوض (تھالے) بنائے جائین اور تیلی کھاد ڈالی جائے، یہ حوض قبلہ رخ دیوار کے متصل بنائے جائین جو دھوپ کی سمت پر ہون اور اس کے بعد پانی سے سیراب کئے جائین، اگر وہی نبات لگائی جائے تو اس کو مارچ کے مہینہ مین جڑ سے اکھیڑ لینا چاہیئے، اور ان کو حوض مین دو یا تین بالشت کے گڈھے کھود کر لگا دینا چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، پھر مٹی اور کھاد سے گڈھون کو بھر دینا چاہیئے، لیکن زیادہ سختی سے مٹی نہ روندی جائے کیونکہ یہ جڑین بہت نرم ہوتی ہین، پانی سے اس دن خوب سیراب کرنا چاہیئے، اس کے بعد ہر چوتھے دن مارچ کے مہینہ تک پانی ڈالنا چاہیئے، پھر ہر آٹھوین دن پانی ڈالا جائے اور کھاد بھی ڈالی جائے، موسم سرما مین شب کے وقت اولہ برف اور پتھر سے محفوظ رکھنے کے لیے اسکو کسی چیز سے مستور کر دین لیکن دن کو کھول دین تاکہ دھوپ کی حدت سے نشو ونما پائے،

اور اگر پیاز کی شکل کی جڑ لگائی جائے تو اس کا بھی یہی طریقہ ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ تر زمین مین لگائی جائے اور اس وقت تک سیراب کیا جائے جب تک پودہ دس بالشت کا نہ ہو جائے، غ کا قول ہے کہ موز کا درخت دس

بانشت تک بڑھتا ہے اور دو سال کے بعد تیار ہو جاتا ہے، اس مین اوپر کی جانب ایک بڑا خوشہ (گھوڈ) نکلتا ہے جسکا وزن پچاس رطل یا اس سے کم ہوتا ہے، یہ گھرون مین لٹکا دیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ پکنے لگتا ہے، موز کا خوشہ جب کاٹ لیا جاتا ہے تو وہ شاخ جس مین یہ معلق ہوتا ہے گر پڑتی ہے، لیکن پھر دوسری شاخ فوراً اٹھنے لگتی ہے،

یہ تکبیس کو قبول نہین کرتا ہے، یہ پانی کی کثرت کو پسند کرتا ہے بلکہ خشکی اسکے لئے مضر ہے، یہ اروی کے کھیت مین ہوتا ہے، جسکی جڑ شلجم کے مانند گول ہوتی ہے، یعنی جو گھیان کہلاتی ہے، کیونکہ دونون کی زراعت کا طریقہ ایک ہے، اور ان دونون مین ترکیب کا بھی عمل ہو سکتا ہے.

فصل

قصب بیان کی زراعت کا طریقہ،

قصب بیان کو قصب فارسی بھی کہتے ہین (اردو مین بانس کہتے ہین)، اسکے لیے مرطوب اور ریتیلی زمین مفید اور کار آمد ہے جو نہر کے قریب واقع ہو بلکہ اکثر نہر کے کنارون پر، پانی کے راستون پر اور پست مرطوب زمینون مین اُگتا ہے، لیکن نرکل کے لیے جسکا قلم بنایا جاتا ہے خشک زمین مفید ہوتی ہے، اس جگہ پر وہ سخت ہوتا ہے، اس کے خلاف جگہ پر اس مین نرمی آجائے گی، عمارتون اور انگور کے منڈوون کے لیے بانس کی بڑی ضرورت پڑتی ہے، ان کے علاوہ بھی اس کے بہت سے فوائد ہین، یہ بارد مقامات مین اچھا نہین ہوتا ہے، اسی طرح

لگایا جاتا ہے جیسے نیشکر لگایا جاتا ہے یعنی اسکی جڑ اور اس کے ٹکڑے دونون لگائے جاتے ہین، اسکی جڑ جنوری یا فروری کے مہینہ مین اکھیڑ کر لی جاتی ہے، اس سے زیادہ اکھیڑنے مین تاخیر نہ کیجائے، لگانے سے قبل زمین کو اچھی طرح درست کر لینا چاہیئے، ان کو لکیرون مین لگایا جائے، ہر دو لکیرون کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، ان لکیرون کے درمیان گڈھے کھودے جائین اور انھین گڈھون مین جڑین لگا دیجائین اور اوپر سے تین انگل مٹی ڈالدیجائے، اور ہر دو گڈھے کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس کے بعد ان کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور ایسا عمل موسمِ خریف مین ابر کے دن کرنا چاہیئے، اس کے بعد چوپایون کی کھاد اور خصوصاً گائے کا گوبر ڈالا جائے، اور بار بار پانی سے سیراب کیا جائے، یہانتک کہ پودا نمودار ہو جائے، خ کا قول ہے کہ ہر چوتھے دن اسکو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے یہانتک کہ بڑھنے لگے پھر ہفتہ مین ایک دن سیراب کرین اور یہ سلسلہ موسمِ گرما تک جاری رکھین، زمین کو وقتاً فوقتاً کوڑتے رہنا چاہیئے، اول خریف مین بانس کاٹا جاتا ہے، اور اکتوبر کے بعد اسکا نہ کاٹنا مضر ہے، سال آئندہ اس کے خراب ہونے کا خطرہ ہے، اسی طرح اس کا کوئی حصہ زمین پر باقی نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ بھی اس کے لیے مضر ہے،

بانس کے خود ٹکڑے بھی لگائے جاتے ہین بشرطیکہ وہ سبز ہون یعنی تازے ہون، اس طریقہ پر کہ اسکے کئی ٹکڑے کر دیئے جائین، ہر ایک مین کم سے کم دو گرہین ہون اور پھر ان کو لکیر کے گڈھون مین لگا دین، اور بقیہ عمل وہی

کرین جواس سے قبل بتایا گیا ہے، اس سے بھی اچھے بانس تیار ہون گے،

خ کا قول ہے کہ اگر تم بانس کی زمین کو بیکار رکھنا نہین چاہتے تو بانس کے کاٹنے کے بعد جو حصے زمین پر باقی رہجائین اور کٹ نہ سکین ان کو اکتوبر کے مہینہ مین زمین کی گھاس وغیرہ ڈالکر جلا ڈالین بشرطیکہ اس مین گھاس وغیرہ ہو، زمین پر جو گھاس ہو اس کو جلا ڈالین، اگر یہ زمین بالکل صاف ہو جائے اور اس مین گھاس وغیرہ نہ رہے تو جو اور باقلا کی زراعت بغیر زمین کی تعمیر کے، ہو سکتی ہے، ان کے کاٹنے کے بعد اسکو کھودنے کی ضرورت پڑیگی، بانس کو اس مقام پر نہین لگانا چاہیئے جہان پر دھوان پہنچتا ہو، اس سے اس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین اور اسکو خراب کر دیتے ہین،

فصل

درداار کی زراعت کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اسکی تین قسمین ہین، ایک وہ ہے جسمین پھل نہین ہوتا ہے اور دوسرے وہ جس مین پھل ہوتے ہین، وہ دو طرح کے ہوتے ہین، ایک کا پھل موٹا ہوتا ہے اور دوسرے کا پتلا ہوتا ہے، اس کا بعض اطبا نے[1] السنة العصافیر (زبان کنجشک) نام رکھا ہے، لیکن بعض یہ کہتے ہین کہ لسان العصافیر کے درخت مین اور اس مین صرف مشابہت ہوتی ہے، درداار کی پتیان بادام کے پتے کے مشابہ ہوتی ہین،

[1] اسکو فارسی مین کنجک اور ہندی مین بیلا کہتے ہین بعض لوگون نے اسکو گورکھا ہو، لیکن یہ صحیح نہین ہے محیط ۱۲۔

ص، خ اور غ نیز دیگر فلاحین نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے کہ اس درخت کے لیے مرطوب اور تر زمین مفید ہے، یہ زمین خواہ پہاڑ پر ہو یا نہ ہو، دونون حالت مین نشیب مین ہونا چاہیئے، یہ بھی نہر کے کنارے اور پانی کے راستون پر یا اس کے قریب لگایا جاتا ہے،

درداار کے اوتاد اور اسکی ملکبس شاخین لگائی جاتی ہین، نیز اس کے عروق نوچ کر لگائے جاتے ہین، اس کا پودہ جنگل سے باغون مین منتقل کیا جاتا ہے، اس کے ساتھ اسکی مٹی بھی لائی جاتی ہے، اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہین، جنوری اور فروری مین تخم ظروف مین بوئے جاتے ہین، اس کے پودے اور ملکبس شاخین مذکورۂ بالا زمین مین منتقل کیجاتی ہین، اس مین گڑھے کھود کر لگائے جاتے ہین، دو درختون مین کافی فاصلہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ درخت بہت بڑا ہوتا ہے، اس کے اوتاد تھالون مین لگائے جاتے ہین اور پانی کے مقامات پر بھی لگائے جاتے ہین، جب بڑھ جاتے ہین تو پھر منتقل کئے جاتے ہین، یہ تمام عمل فصل خریف مین ہونا چاہیئے، تاکہ بارش کے پانی سے غذا حاصل کر سکے،

اپنے ہم جنس کے ساتھ ترکیب کو بھی قبول کرتا ہے، خصوصًا پستہ، مشتہی اور ارز کے ساتھ اکثر مرکب ہوتا ہے، اس درخت کے لیے پانی کی بڑی ضرورت ہے کیونکہ یہ ربیعی ہے،

فصل

صفیرا کی زراعت کا طریقہ اسکو دلب بھی کہتے ہین،

خ کا قول ہے کہ صفیرا کی چند قسمین ہین بعض تو پانی مین ہوتے ہین اسکی

پتیان بستانی توت کی پتیون کی طرح ہوتی ہین، صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ یہ اس سے قد مین چھوٹا ہوتا ہے، بعض پھلدار ہوتے ہین اور بعض مین مطلقاً پھل نہین ہوتے، اس کے پھل کھائے نہین جاتے کیونکہ ان مین زہر بھرا ہوتا ہے، البتہ صفیرار کی پتیون سے چیزین رنگی جاتی ہین، اور یہ نفع بخش ہوتا ہے، ط مین ہی کہ دلب[1] (چنار) جنگلی درختون مین سے ہے، اسکی لکڑیان بہت مضبوط اور سخت ہوتی ہین، حتیٰ کہ انکا چیرنا بہت دشوار ہوتا ہے، موسم سرما مین یہ درخت بہت بڑھتا ہے لیکن اس مین کوئی پھل نہین ہوتا ہے جس سے کسی قسم کا نفع اٹھایا جائے چونکہ یہ پانی ہی مین ہوتا ہے اسلیے سیراب کرنے کی ضرورت باقی نہین رہتی ہے اسکی لکڑیان نادر الوجود ہوتی ہین، اگر دلب کی پتیان اور اسکی تازہ شاخین اس جگہ پر جلائی جائین جہان پر شیر ہو تو اسکی بو سے وہ فوراً بھاگ جائے گا، اسی طرح چمگادڑ بھی بھاگتا ہے، اسکی ہوا سے کیڑے سب مرجاتے ہین، یہ سبزی کے کھیت اور باغون کے لیے بہت مفید ہے چیونٹیان بھی اس کے نزدیک نہین آتی ہین، اندلس کے فلاحون کی رائے یہ ہے کہ صفیرار کے لیے پست زمین نہر کے کنارے، اور پانی کے راستے یہ سب موافق ہین، غرضکہ ہر وہ جگہ مناسب ہے جہان پر پانی پہنچ سکتا ہو اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے اور پودے بھی لگائے جاتے ہین، اور اسکی شاخین نہر کے گدلے پانی مین بھی لگائی جاتی ہین، یہ فردری مین ظروف اور حوضون مین بھی لگایا جاتا ہے اور مارچ مین اس کا پودا اگڈھون

[1] ابن بیطار نے لکھا ہو کہ دلب اور صفیرار ایک نہین ہو اور یہی رائے صاحب محیط کی ہے، صفیرار کا اب وجود نہین ہو دلب جسکو ہندی مین چنار کہتے ہین پایا جاتا ہو دونون کے خواص مین بہت فرق ہے، مترجم

مین منتقل کیا جاتا ہے، ایک دوسرے کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ درخت زیادہ بڑھتا ہے اور جڑین پھیلتی ہین، بقیہ عمل وہی ہو، پانی کی کثرت اس کے لیے مفید ہے، اسکانہ وتد لگایا جاتا اور نہ تکبیس کیجاتی ہے، نہ یہ مرکب ہوتا اور نہ کوئی دوسرا درخت اس کے ساتھ مرکب کیا جاتا ہو، اس کے پودے اکتوبر کے مہینہ مین نہر کے کنارون سے لائے جاتے ہین جبکہ پتیان جھڑ جاتی ہین، خ نے بیان کیا ہے کہ دردار، دفلی، حنہ احمر وغیرہ کا بھی یہی حال ہے،

فصل

دفلی کی زراعت کا طریقہ (اسکو فارسی مین خرزہرہ اور ہندی مین کنیر کہتے ہین،

خ کا قول ہے کہ یہ انسان اور حیوان کے لیے سم قاتل ہے، کھانے کے ساتھ ہی ہلاک کردیتا ہے، اسکی پتیان پانی مین ابالی جائین اور پھر اس سے غسل کیا جائے تو تمام کیڑے مثلاً چلر اور جوئین وغیرہ مرجائین گے، ط مین ہے کہ دفلی کا دوسرا نام شجرۃ مبارکہ بھی ہے، یہ ایسا درخت ہے کہ جس مین اونٹ، خچر اور گدھے کے لیے زہر ہلاہل ہے، اس کے پھل نہین ہوتے، بلکہ سرخ رنگ کے پھول ہوتے ہین، جس مین سمیت بہت زیادہ ہوتی ہے، یہ اصلاح اور درستگی کا محتاج نہین ہے، اگر اس کو تم تقویت پہنچانا چاہتے ہو تو اسکی جڑ مین پیشاب اور پانی ملا کر ڈالو، بعض نے یہ لکھا ہے کہ یہ بڑا منحوس درخت ہے، بعض کے پھول سفید اور لکڑی خاکی رنگ کی ہوتی ہو بعض کا یہ قول ہو کہ یہ عقار کی طرح ہوتا ہو،

فصل

بشم اسود اور ابیض نیز صفصاف کی زراعت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ صفصاف کو خلاف (بید) بھی کہتے ہین اور رومی زبان مین اسکو شانح کہتے ہین، ابن حجاز کا قول ہے کہ خلاف کی ایک قسم غرب ہے جس کو عجمی زبان مین سالج کہتے ہین، اس کے علاوہ خلاف کی اور بھی قسمین ہین، انمین سے بعض کے پتے بادام کے پتون سے بھی بڑے ہوتے ہین، ان کے اندر سفیدی ہوتی ہے اور ظاہر جسم مین سبزی اور سفیدی دونون ہوتی ہین اور دوسری قسم وہ ہے جس کے پتے سرخ اور زرد ہوتے ہین، صفصاف کی لکڑی نرم اور کھوکھلی ہوتی ہے اور اس مین اتنی بھی چوڑائی نہین ہوتی ہے کہ اس کو انگور کے منڈوے مین باندھ سکین، طا مین ہے کہ خلاف کے پھول سخت ہوتے ہین، اس کے پتے زیتون کے پتون کے مثل ہوتی مین، بلکہ ان سے زیادہ چوڑے اور بڑے ہوتے ہین، اس مین پھل نہین ہوتے ہین، لوگ اسکی لکڑیون سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہین، صفصاف اور بشم کے تمام اقسام کے لیے پست اور مرطوب زمین، نرم زمین اور ریتیلی زمین تینون مفید ہوسکتی ہین، نیز اگر یہ پانی کے راستون مین یا کنوئین کے نزدیک لگائے جائین تو بھی بڑھین گے، اس کے پودے بھی لگائے جاتے ہین، اور اسکی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور ان مین سے جدید اور نرم شاخ کا انتخاب کیا جاتا ہے، بڑی لانبی اور گرہدار شاخون کے لگانے

سے اجتناب کرنا چاہیئے، جو اسی طرح لگایا جاتا ہے جیسے صفصاف لگایا جاتا ہے، طا مین ہے کہ درخت سخت اور شیرین زمین کو بھی پسند کرتا ہے، ان ممالک مین جہان سردی کم پڑتی ہے اس کے لگانے کا وقت ابتدائے فروری سے آخر مارچ تک ہے، اسکے پودے پانی کے راستون پر لگائے جاتے ہین اور ہر تیسرے دن سیراب کیے جاتے ہین، اسکی شاخ تمام چھوٹی شاخون کی طرح لگائی جاتی ہین جیسے انگور کی شاخین وتد کے ذریعہ سے لگائی جاتی ہین، پہلے وتد کو گاڑ دیا جاتا ہے، پھر اس کو اکھاڑ کر اس مین شاخ لگائی جاتی ہے، بشم اسود کے پتے چوڑے ہوتے ہین، یہ پھلدار نہین ہوتا ہے اور یہ مذکر کہلاتا ہے، اسکی مؤنث کو غبعب کہتے ہین، اس کے لیے وہی مواقع مفید ہین جنکا ذکر ہو چکا ہے، ابیض اور اسود دونون کے اوتاد، ملوخ اور لواحق لگائے جاتے ہین، انکی نکبیس بھی ہوتی ہے، جب پتیان جھڑ جائین تو خریف مین یہ لگائے جاتے ہین، بعض نے کہا ہے کہ جنوری مین ایسا کرنا چاہیئے، ہر دو درخت قریب رکھے جاتے ہین، فاصلہ چھ ہاتھ سے زیادہ کا نہ رکھنا چاہیئے،

فصل

علیق (اچھو) اور ورد جبلی کی زراعت کا طریقہ

(یہ دونون باغ کے اطراف مین لگائے جاتے ہین)

علیق تو معروف ہے لیکن ورد جبلی اور علیق الکلب کو اہل طب نسرین کہتے ہین، (اردو مین سیوتی کہتے ہین) ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ورد جبلی گلاب کے

مشابہ ہوتا ہے، ایک سال کے بعد وہ عقیق ہوجاتا ہے اور اس کا پھل تہنی کے
مشابہ ہوتا ہے، اور چہرے کی طرح سرخ ہوتا ہے، اس کا کنارہ نوکیلا ہوتا ہے
پھل کے اندر روئی کی طرح کا گودا ہوتا ہے، اور پھول سفید گلاب کے مانند ہوتا ہے
لیکن تھوڑی سی سرخی بھی ہوتی ہے، ص اور خ مین ہے کہ ان دونون کیلئے
وہ زمین موافق ہوگی، جو اس زمین کے مشابہ ہو جس مین یہ خود بخود اُگتے ہون،
ان دونون کے پودے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرکے لگائے جاتے
ہین، ان کی شاخین بھی کاٹ کر لگائی جاتی ہین، اور ان کے تخم بھی بوئے جاتے
ہین، تخم بونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب پھل تیار ہوجائین تو ان کو نچوڑ کر دھو دیا جائے
اور ان کے اندر سے بیج نکالکر خشک کرلیے جائین، پھر یہ اکتوبر کے مہینہ مین بارش
کے قبل بعلی زمین مین لکیرون کے اندر بو دیئے جائین، جیسے لکیردار کمل وغیرہ
ہوتے ہین، بونے کے بعد ان کو مٹی اور ریت سے ڈھک دیا جائے اور
بارش تک پانی سے خوب سیراب کیا جائے، یہ جنوری مین بھی بویا جاتا ہے،
ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان کے پختہ پھلون کو مضبوط شاخ کے ساتھ زمین
مین دفن کردیا جائے، اور اوپر سے مٹی ڈالی جائے، اس کے بعد سیراب کیا
جائے یہانتک کہ اُگنے لگے اگر نمو کم ہو تو اس شاخ کو دوسری خالی جگہ پر پہنچا دین
جیسے تکبیس کا طریقہ ہے، اگر یہ سب عمل خریف مین کئے جائین تو بہت اچھا ہو
تاکہ پانی سے غذا اس وقت بھی حاصل کرین اور بعد مین بھی حاصل کرین،

فصل

زعرور[1] کی زراعت کا طریقہ،

یہ پہاڑون اور پتھر کی چٹانون مین اگتا ہے، اس کے پھل گہرے سرخ
اور گہرے زرد رنگ کے ہوتے ہین، ان کے اندر نرم گٹھلی ہوتی ہے، اکثر دو دو
گٹھلیان ہوتی ہین، یہ درخت ہر سال درستگی کا محتاج ہے، اس لیے ہر سال
زمین کو اور درخت کو درست کرتے رہنا چاہیئے، اسکی پتیون اور شاخون کو کسی
تیز لوہے سے کاٹنا چاہیئے، کیونکہ لوہا لگنا مضر ہے، اگر کوئی خراب لوہا اثر کرگیا
تو پھر تمام شاخین خراب ہوجائین گی، اس کے لیے کوئی کھاد موافق نہین ہوتی
ہے، اس مین چند بیماریان بھی پیدا ہوتی ہین، ایک تو یہ ہوتا ہے کہ تمام پتیان
زرد ہوجاتی ہین اور سب کی سب بالکل مرجھاجاتی ہین اور پھل ٹپکنے لگتے ہین، اسکا
علاج یہ ہے کہ جب یہ کسی باغ مین ہو تو اس کے اطراف کو کھود ڈالنا چاہیئے
اور ان گڈھون کو پہاڑ کی مٹی یا سخت زمین کی مٹی سے جسمین ریت اور کنگر بھرے
ہون، پر کردینا چاہیئے، یہ اس وقت درست ہوگا جبکہ یہ کسی پہاڑ سے منتقل کرکے
لایا گیا ہو، اگر کسی دوسری جگہ سے منتقل کیا گیا ہو تو اسی جگہ کی مٹی گڈھون مین
ڈالنی بہتر ہے، اس نئی مٹی کے ڈالنے کے بعد اس مین پھر تروتازگی آجائے گی، اگر
یہ ایک باغ سے دوسرے باغ مین جو اس کے مانند ہو منتقل کیا جائے تو یہ پودہ
کمزور ہوگا، اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ گرم پانی اور خون کا چھڑکاؤ کیا جائے

[1] فارسی مین کیل اور کانخ کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ بیر کی ایک قسم ہے،

اور اگر بہلی زمین کی مٹی لاکر ڈالی جائے تو صرف ایک مرتبہ ڈالنا کافی نہوگا بلکہ بار بار ڈالنا چاہیئے، پہلے مٹی ڈالکر دس دن تک چھوڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد پھر کھودنا چاہیئے، اور بہلی مٹی کو جو نکالکر رکھی گئی ہے، دو بار ڈالنا چاہیئے، اس طرح بار بار ڈالتے رہنا چاہیئے، یہانتک کہ مٹی کافی مقدار مین جمع ہو جائے، اس کے بعد ان مین قوت پیدا ہو جائیگی،

فصل

عوسج کی زراعت کا طریقہ،

عوسج اکثر باغ اور انگور وغیرہ کی حفاظت کے لیے اطراف وجوانب مین لگایا جاتا ہے، اسکی چند قسمین ہین، کسی کا پھول سفید ہوتا ہے، کسی کا سرخ ہوتا ہے، کوئی پھلدار بھی ہوتا ہے، اس کے پھل جمع کر کے کھائے جاتے ہین، جب یہ بہت پرانا ہو جاتا ہے تو اس مین گہرے سرخ رنگ کے پھل نمودار ہوتے ہین، جو چنے کے برابر ہوتے ہین، ذائقہ مین بہت لذیذ ہوتے ہین، عرب اس کو مصنع کہتے ہین، اس سے قبل گذر چکا کہ عوسج کا طریقۂ زراعت وہی ہے جو علیق کا ہے، دگیلانی کی رائے ہے کہ عوسج اور علیق دونون ایک ہی چیز ہے، لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ ان مین فرق ہوتا ہے، فارسی مین عوسج کو سفید خار کہتے ہین کیونکہ یہ خار دار ہوتا ہے،)

باب ہشتم

ان درختون کی ترکیب کے بیان مین جنکے اوصاف مشترک ہوتے ہین اور ترکیب کے اصول اور اسکے اختلافات کے بیان مین،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے مقنع مین لکھا ہے کہ دیمقراطیس نے ترکیب کا نام انتساب رکھا ہے اور قسطوس نے اضافۃ، اور یونیوس نے تطعیم رکھا ہے، لیکن صرف مرسیال نے ترکیب کو ترکیب کہا ہے، اسکی تین قسمین ہین، لیکن ان مین وہ صنف داخل نہین ہے جسکا نام یونیوس نے ترکیب النقب رکھا ہے، یہ انگور کے لیے استعمال کیجاتی ہے، جسکا ذکر آئے گا، ان تین قسمون مین سے ایک یہ ہے کہ چھال اور لکڑی مین علاقہ پیدا کیا جائے، چھال بہت موٹی ہو اور اس مین رطوبت برابر جاری رہے، جسکا اثر لکڑی پر بھی ہو، یہ طریقہ زیتون کے لیے ہمارے ملک مین بہت مفید مانا گیا ہے، اور دوسری یہ کہ کسی شاخ کو لیکر اس کا چھلکا نکالدیا جائے اور اس کا عین جو گرہ کی شکل مین رہ جائے باقی رہنے دیا جائے، اس کے بعد اس شاخ کو دوسری چھلی ہوئی شاخ مین مرکب کر دیا جائے، اس طریقہ کا استعمال ہمارے ملک مین انجیر کے لیے ہے، تیسری صورت ترکیب کی وہ ہے، جسکا تقریبًا تمام درختون مین عمل ہوتا ہے،

اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کی ان شاخون کو لین جو مشرقی یا جنوبی سمت مین
آفتاب کے رخ پر ہون اور اس وقت لین جب کہ درخت پھلدار ہون، شاخین
ایک بالشت یا اس سے ذرا زیادہ لانبی کاٹی جائین، اس کے بعد نیچے کی طرف
سے نصف بالشت یا چار انگل چھری سے چھیل دیجائین اور ایک طرف چھلکا
باقی رہنے دیا جائے، یہ شاخین اب چھری کی شکل کی ہوجائینگی کیونکہ جو حصہ
چھیلا گیا ہے وہ دوسرے حصہ سے باریک اور تیز ہوگا اور یہی حال چھری کا ہے
نیچے کے حصہ مین موٹائی ہے اور دوسرے حصہ مین باریکی اور تیزی ہے، ان
شاخون کو اقلام کہتے ہین، ان اقلام کو درست کرکے فوڑا پانی مین ڈالدینا چاہیئے
تاکہ ہوا ان کو خراب نہ کرسکے، اس کے بعد اس درخت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے
جس مین یہ شاخین مرکب کیجائین گی، اگر اس کا تنا نیا اور نرم ہو تو اس کو ابتداءً
آرہ سے ذرا سا چیر دین، پھر ایک بڑی چھری اس شق کے اندر ڈالی جائے اور
پتھر سے ٹھوک کر نیچے کی طرف لائی جائے، یہانتک کہ وسط تنے تک پہنچ جائے،
اس کے بعد ٹھیک درمیان مین ایک کلہاڑی رکھدیجائے تاکہ شق نمایان
اور باقی رہے، پھر ایک شاخ لی جائے اور چھلکے کی طرف سے اس شق مین
اچھی طرح داخل کیجائے اس طرح کہ تنے کی چھال اس سے ملصق ہوجائے اور
دونون کی لکڑیان آپس مین ملجائین اس کے بعد ایک دوسری شاخ دوسری
جانب سے اسی طرح داخل کیجائے پھر اس کلہاڑی کو آہستہ سے نکال لین اور
اسی سے ان قلمون کو لکڑی مین مضبوطی سے باندھ دین، اور چکنی مٹی مین خس و
خاشاک ملاکر خوب گوندھین اور اسی سے تمام مقطوعہ جگھون کو بند کردین، درخت

کا جو حصہ کٹ گیا ہے وہ بند کیا جائے اور شقوق بند کئے جائین اور شاخون کے مداخل
کو بند کیا جائے یہ مٹی شاخون کے اس حصہ پر بھی ڈالین جو چھلکا سمیت اندر چلا گیا ہے
غرض کہ شق کا کوئی کھلا نہ رہے، سوائے اس حصہ کے جس مین کوئی شاخ نہ ہو
اس قدر سختی سے بند کرنے کی غرض یہ ہے کہ پانی شق مین داخل نہ ہوسکے ورنہ اگر
پانی داخل ہوگا تو شاخین سڑ جائین گی، مٹی کے لگانے کے بعد اوپر سے کتان یا موم جامہ
کا ٹکڑا باندھ دین تاکہ مٹی گرنے سے محفوظ رہے، یہ عمل اس وقت ہونا چاہیئے جبکہ
پانی لکڑیون سے جاری ہو، کیونکہ تنے کی لکڑی مین ایک قسم کی صلابت ہوتی ہے
دوسری شاخ کو ایسے وقت ملصق کرنے مین دقت ہوگی، لگانے کے بعد اگر لکڑی
سے پانی خوب جاری ہوگا تو قلمون کی غذا اسی پانی سے حاصل ہوگی. یونیوس کا قول
ہے کہ تطعیم کا موافق وقت اول ربیع مین ہے، کیونکہ اس وقت اگر شاخ کاٹی جائے
تو اس مین رطوبت نہ زیادہ ہوگی اور نہ بالکل رقیق ہوگی بلکہ ایسی ہوگی جس سے
شاخ ملصق ہوسکے،

چھال اور لکڑی کی ترکیب یہ ہے کہ درخت کو آرہ سے ذرا چیرین اور اسمین
ایک خشک لکڑی کو قلم کی شکل کا بنالین اور صاف کرکے اس قدر آہستہ سے داخل
کرین کہ چھال شق نہ ہونے پائے، لیکن یہ اس وقت کرین جبکہ پانی لکڑیون سے
جاری ہونے لگے، تاکہ چھلکا لکڑی سے جدا ہوسکے کیونکہ اگر مادہ بہت غلیظ ہوگا
تو انفصال مشکل ہوگا اور چھلکا پھٹ جائے گا، اس کے بعد اس لکڑی کو جو شق
مین داخل کردیگئی ہے نکالدین اور اسکی جگہ پر شاخون کو داخل کردین اور انکو
اسی سے باندھ دین اور مٹی لگاکر شقوق بند کردین، اور یہ شاخین جو چھال اور لکڑی

سے ملی ہوئی ہین لکڑی سے ملصق ہوجائینگی، یہ قلم جو تراشے جائین تو بالکل اسیطرح تراشے جائین جیسے لکھنے کے لیے قلم بنائے جاتے ہین،

صرف چھلکے کے ساتھ جو ترکیب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انجیر یا کسی اور درخت کی شاخ مین سے وہ آنکھ لیجائے جو ابھی زیادہ کھلی نہ ہو، اسکو چھری سے دونون طرف چھیل ڈالین اور چھلکا نکال ڈالین لیکن آنکھ محفوظ رکھنی چاہیئے، اسکی شکل انگوٹھے کے پور کی جیسی ہوگی، پھر اس درخت کو تلاش کیا جائے جو اسی سال موسم سرما مین کاٹا چھانٹا گیا ہو اور اسکی شاخین بالکل تر و تازہ ہون، ان مین سے ایک شاخ کو منتخب کرنا چاہیئے، اور اس کے اور چھلکے کے درمیان ایک شق پیدا کرنا چاہیئے اور اسی مین یہ آنکھ ڈالدینی چاہیئے، یہ خیال رکھنا چاہیئے، کہ شاخ کی لکڑی کمزور نہ ہو ورنہ زیادہ التصاق نہ ہوگا، جس وقت اس آنکھ کو شاخ مین داخل کرین اس وقت اس مین انجیر کا دودھ خوب اچھی طرح لگادین تاکہ یہ لکڑی سے اچھی طرح چمٹ جائے اور ہوا اندر جانے سے رک جائے، اگر یہ ترکیب انجیر کے علاوہ کسی دوسرے درخت کے لیے ہو تو دودھ کی جگہ پر اس مین چکنی مٹی استعمال کیجائے، تاکہ ہوا اندر نہ جاسکے، اس کے بعد اس جگہ کو درخت کی پتیون سے ڈھک دین تاکہ دھوپ کا اثر نہ پہنچے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ نرم چھال والی شاخون مین ترکیب جلد اثر پذیر ہوتی ہے، برخلاف اس کے پرانی شاخین جلد اثر قبول نہین کرتی ہین، اسی طرح بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ ترکیب شاخ مین ہوتی ہے، تنے مین نہین ہوتی ہے، نیز یہ کہ ترکیب اگر متعدد شاخون مین ہو تو اچھا ہے کیونکہ اگر کوئی ترکیب خراب ہوگئی تو دوسری کارآمد ہوسکتی ہے، اور بہترین ترکیب انگور کی شاخون کی یہ ہے کہ

ایک مضبوط شاخ لیجائے، جس مین آنکھین ہون، اس کے لیے مستطیل گڈھا کھودا جائے اور ایک دوسرے قسم کی انگور کی نئی شاخ لی جائے، اس کو ہر طرف سے چھیل ڈالین، اور پہلی شاخ مین ایک شگاف بنادین اور اس شگاف مین یہ چھیلی ہوئی شاخ داخل کردین اس کے بعد دونون طرف سے چھال رکھدی جائے اور باندھ دیا جائے، اب دو شاخون کے بجائے ایک رہگئی اسکو اس مستطیل گڈھے مین دفن کردیا جائے، یہ شاخ جس مین مرکب کیگئی ہے اس سے غذا حاصل کریگی اور زمین مین پھیل جائیگی دو سال کے بعد مطعم علیہ کو کاٹ دیا جائے، اس کے بعد مطعم شاخ صرف مٹی سے غذا حاصل کرے گی، ایسا ہر قضیب کے ساتھ اگر کیا جائے تو اچھا ہے، مرکب کرنے سے بہت فائدہ ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین عنقریب ترکیب کے متعلق ان ماہرین فلاحت کی رایون کو ذکر کرونگا، جنسے مین نے خود ملاقات کی ہے، تاکہ لوگون کے لیے زیادہ نفع بخش ہو،

یونیوس کا قول ہے کہ جس درخت کی چھال موٹی ہو اسکی ترکیب چھال اور لکڑی کے درمیان ہوگی، چھال کا موٹا ہونا اس پر دال ہے، کہ وہ زمین سے رطوبت بہت جذب کرتا ہے اس ترکیب کی صورت یہ ہے کہ ایک سخت لکڑی کا ڈنڈا بنایا جائے، اس سے لکڑی اور چھال کے درمیان شق پیدا کیا جائے لیکن اس قدر آہستہ سے داخل کیا جائے کہ خود چھال نہ پھٹ جائے، اس کے بعد اسکو نکالکر وہ شاخ داخل کیجائے جسکی تطعیم کرنا مقصود ہو، چھال کے پھٹنے سے احتراز کرنا چاہیئے، یہ تطعیم انجیر، آلو بالو، اور اخروٹ کے لیے مفید ہے، لیکن وہ درخت جنکی چھال پتلی اور خشک ہوتی ہے ان کی رطوبت وسط درخت مین ہوتی ہے، اسکی ترکیب

یون ہوتی ہے کہ درخت کی لکڑی کو شق کر کے شاخ کو اندر داخل کر دیتے ہین، یہ
دونون ترکیبین جلد ہونی چاہئین، جو شاخین کہ تطعیم کے لیے لی جائین وہ ان درختون
سے لی جائین جو اپنے ہمجنسون مین ممتاز ہون اور بکثرت پھل لاتے ہون، یہ
شاخین کھرپا یا کسی اور تیز چیز سے کاٹنی چاہئین، شاخ نرم تازی اور سستوی القامت
ہونی چاہیئے، ان کی آنکھین قریب قریب ہوتی چاہئین، ان مین دو یا تین سرے
ہون یعنی شاخ اعلیٰ دو ہون، اس قسم کی شاخون کے پھل اچھے ہوتے ہین، نیز یہ
شاخین ایک مرتبہ پھلدار ہونے کے بعد کاٹی جائین، یہ بہتر ہے کہ شاخین مشرقی اور
جنوبی گوشہ سے کاٹی جائین، ان کا مغربی اور شمالی سمت سے کاٹنا اچھا نہین ہے
شاخ جھنگلیا سے زیادہ موٹی نہین ہونی چاہیئے، تاکہ درخت کی لکڑی یا چھال
اس سے پھٹ نہ جائے، تنے کے اس حصہ کو تطعیم کے لیے منتخب کرنا چاہیئے جو
چکنا ہو جس مین گرہین نہ ہون کیونکہ تطعیم کے لیے بہترین جگہ کی ضرورت ہے،
اکثر تطعیم زمین کی سطح سے بلند حصہ مین کرتے ہین، جو کچھ آرہ سے چیرا گیا ہے یا
درانتی سے شق کیا گیا ہے، اس کو مطعم شاخون کے داخل کرنے کے بعد برابر کر دین
شاخون کو فوراً داخل کرنا چاہیئے، ان شاخون کے اطراف کو جو شقوق مین داخل
کی گئی ہین بالکل صاف کر دینا چاہیئے، صرف مغز کو باقی رکھنا چاہیئے، اور
ان کی شکل چھری کی طرح رکھنی چاہیئے یعنی ایک طرف تو موٹی ہون اور
دوسری طرف پتلی ہون، جیسے، شق کی شکل ہو، شاخ کا چھیلا ہوا حصہ اس شق
مین داخل کیا جائے اس طرح کہ نوکدار حصہ لکڑی کی طرف ہو اور موٹا حصہ
چھال کی طرف ہو گویا چھال چھال سے اور لکڑی لکڑی سے ملصق ہو جائے،

اس کے لیے ببوط کی لکڑی یا سینگھ کا ایک کھونٹا بنایا جائے اور تنے کو پھاڑتے
وقت یہ کھونٹا اس کے اندر داخل کر دیا جائے، پھر شاخ کے داخل کرنے کے وقت آہستہ
سے نکال دیا جائے، یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ شق ضرورت سے زیادہ وسیع
نہ ہونے پائے، ورنہ جو شاخ کہ اس مین داخل کیجائے گی وہ خشک ہو جائے گی
یہ بہتر ہوگا کہ ایک شق مین دو شاخین مطعم کی جائین، لیکن اگر شاخ بڑی ہے تو
تنے مین دو شق کرنا چاہیئے تاکہ شاخ اندر سما سکے، جو لوہا یا کھونٹی شق کے درمیان
رکھی جائے وہ کم سے کم دو انگل موٹی ہو، اس سے زیادہ ہو تو کوئی ہرج نہین
ہے، جب یہ شاخین داخل کر دی جائین تو پھر ان کو بٹے ہوئے ڈورے سے باندھ
دیا جائے اور اوپر سے مٹی چسپان کر دیجائے، سرخ مٹی اس کام کے لیے مفید
نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کو جلا ڈالتی ہے، سفید مٹی اس کام کے لیے بہتر ہے نیز نہرون
کے کنارے کی مٹی بھی اس کام مین آتی ہے، کیونکہ یہ مٹی ان تمام بند شون کیلئے
کافی ہو گی اور جس کو تم جوڑنا چاہو گے اس سے جوڑ سکتے ہو، بعض لوگون
کی یہ رائے ہے کہ تطعیم اس وقت نہ کرنی چاہیئے جب کہ شمالی ہوا چل رہی
ہو اگر تنا زیادہ موٹا ہو تو کوئی شاخ منتخب کر کے لگا دینا چاہیئے، یہ بھی معلوم
ہونا چاہیئے کہ جب تنے کے، کنارے کی شاخین اور عیون مطعم کئے جائین
تو اس سے تنا زیادہ موٹا ہوتا ہے، لیکن جلد کمزور اور خراب بھی ہو جاتا ہے،
اور جب یہ درمیانی تنے مین رکھے جاتے ہین تو وہ زیادہ دن تک قائم رہتا
ہے، ان چیزون کی نگرانی کی شدید ضرورت پڑتی ہے، شاخون اور عیون کے
ارد گرد جبکہ ان مین کونپلین نکلنے لگین تو رسی باندھ دین کیونکہ یہ چڑیون کی

عادت ہے کہ وہ اس پر چھپٹتی ہین اور نرمی کی وجہ سے توڑ ڈالتی ہین، تمام درختون
سے تطعیم کے لیے شاخین اس وقت لیجاتی ہین جبکہ وہ پھلدار نہون،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یونیوس نے انگور کی تطعیم کی ایک نئی
ترکیب بتائی ہے وہ "تطعیم بالثقب" کہلاتی ہے، اور اس کو بہترین ترکیب بتاتا ہے
اسکی صورت یہ ہے کہ مطعم اور پھلدار انگور کے تنے مین زمین کے اندر ایک سوراخ
بنادین، اس کے بعد جو انگور کہ زیادہ قریب ہو اسکی شاخ کو بغیر جدا کئے ہوئے
اس سوراخ مین داخل کردین، اب یہ شاخ اپنی جڑ سے نشو ونما پائے گی،
اور اس سے اور اس تنے سے غذا حاصل کرے گی جسمین یہ مرکب کیگئی، اور دو
سال کے اندر بالکل تیار ہوجائے گی، اس وقت اس کو کاٹ کر الگ کردینا
چاہیئے، جو شاخ کہ سوراخ سے بہت زیادہ دور ہو اس کو آرہ سے کاٹ کر
داخل کرنا چاہیئے، اسی طریقہ پر ایک انگور مین مختلف شاخین مرکب کیجاسکتی ہین،
گویا ایک ہی انگور مین مختلف قسم کے خوشے تیار ہون گے، تطعیم زیتون کے
متعلق لکھا ہے کہ زیتون کے تمام درختون کا مزاج یکسان نہین ہوتا ہے،
کیونکہ بعض کا پوست نرم اور بعض کا سخت ہوتا ہے، بعض جلد اُگتے ہین اور
بعض دیر مین نشو ونما پاتے ہین، پس جسکا پوست موٹا اور تر ہو، اسکی تطعیم تو پوست
ہی مین ہونی چاہیئے، اور جسکا پوست پتلا اور خشک ہو، اسکی تطعیم جسم درخت مین
ہونی چاہیئے، زیتون کی تطعیم کے اوقات بھی مختلف ہین، گرم مقامات مین تطعیم
کا عمل جلد کرنا چاہیئے، اور سرد مقامات مین تاخیر جائز ہے، عام طور سے اسکی تطعیم
اعتدال فصل ربیع سے نسر طائر (ستارہ) کے طلوع تک ہے، اس کا وقت پانچ

جولائی تک ہے، یہ ہم بار بار اس بیان مین بتا چکے ہین کہ تطعیم اپنے ہمجنس درختون
سے ہوتی ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ جن درختون کی چھال رطوبت دار اور موٹی ہو جیسے
زیتون، انجیر وغیرہ کی انکی چھال مین تطعیم کا عمل ہوتا ہے اور جنکی چھال پتلی ہو جیسے
اترج اور انگور وغیرہ انکی تطعیم یہ ہے کہ وسط جڑ مین شق بنایا جائے اور اسی مین مطعم علیہ
کی شاخ داخل کیجائے، اور پھر سفید مٹی سے شگاف کو اچھی طرح بند کردیا جائے،
کیونکہ سرخ مٹی شاخون کو جلا ڈالتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ اضافہ (ترکیب) کی شاخین دوسرون سے زیادہ
پھلدار ہوتی ہین، ان کے پھل زیادہ لذیذ اور اچھے ہوتے ہین، جو شاخین کہ
بڑھی ہوئی ہون، ان کو آرہ سے کاٹ ڈالنا چاہیئے، ان شاخون مین دو یا تین
فرع ہون، جو چھنگلیا کے برابر موٹی ہون، شاخ مضاف کو دو انگل تک چھیل
ڈالنا چاہیئے، لیکن گودے کو محفوظ رکھا جائے، اس کے بعد سفید مٹی اوپر سے لپیٹ
دین، سرخ مٹی سے احتراز کرین کیونکہ وہ جلا ڈالتی ہے،

سیداغوس کا قول ہے کہ جو شخص کسی پھل کو جلد تیار کرنا چاہتا ہے اسکو
چاہیئے کہ اس کا تخم حاصل کرے اور اسکو نہایت اچھی طرح زمین مین جسمین کھاد مخلوط
کی گئی ہو بو دے، اور برابر اسکو سیراب کرتا رہے یہانتک کہ وہ نشو ونما پائے
اور بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچے کہ اسکا تنا ایک انگل کے برابر موٹا ہوجائے،
پھر اسی کا ایک دوسرا درخت تلاش کرے اور اسکی شاخ کاٹ کر اس کے
تنے مین مرکب کرے، اس سے وہ جلد پھلدار ہوگا، بشرطیکہ یہ حالت قائم ہو، یہ ترکیب بالکل نئی ہے،

فصل

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اس فصل مین فلاحون کے ان اقوال کا ذکر ہوگا جو بعض درختون کی تطعیم کے متعلق ان کی کتابون مین مذکور ہین، ہر ایک قول تفصیلاً اس کے قائل کی طرف منسوب ہوگا، اکثر ہم بہت سی چیزدن کا اس غرض سے مکرر ذکر کرتے ہین تاکہ علماۓ فلاحت کا اتفاق اور اختلاف ہرایک پیش نظر رہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کا یونیوس نے ذکر کیا تو قسطوس نے بھی اسکی تائید کی، تو مین ان کے اختلاف اور اتفاق کے اسباب کو دوبارہ بیان کرتا ہون تاکہ ہر شخص کو اجماع اور اتفاق سے اس مسئلۂ مذکورہ مین تقویت پہنچے، مین نے پوری کتاب مین یہی طرز عمل رکھا ہے، تاکہ ہر بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جائے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اس پر علماۓ فلاحت کا اجماع ہے، کہ اگر انار انار ہی کے ساتھ مرکب کیا جائے تو بہت اچھا ہو، ایسا مین نے خود بعض مقامات مین دیکھا ہے، لیکن ہمارے ملک کے لوگ اب تک اس ترکیب کے منکر ہین،

یونیوس کا قول ہی کہ اترج (لیمون کی ایک قسم ہی) کی تطعیم انگور کی طرح ہوتی ہے اور توت اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور اترج سیب کے ساتھ اور سیب اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اس طرح اگر سیب دلب (چنار) کے ساتھ مرکب ہو تو

سیب کے پھل سرخ ہون گے، اور آلو بالو بھی انگور کے ساتھ مطعم ہوتا ہے. شفتالو کا درخت بہت جلد بوڑھا اور کمزور ہو جاتا ہے اگر اسکو آلو بخارا اور بادام کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی عمر زیادہ ہوگی، آلو بخارا کے ساتھ مرکب کرنے مین اس کے پھل بڑے بڑے ہون گے،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اترج شہتوت کیساتھ اگر مرکب کیا جائے تو اس کے پھل سرخ ہون گے، اور یہ انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، سیاہ آلو بخارا امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے، البتہ بہی ہر قسم کے درخت کی ترکیب کو قبول کرتا ہے، دیمقراطیس نے اپنی کتاب کے آخر مین لکھا ہے کہ سیب بھی امرود اور بہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور سیب انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، انگور کی تطعیم سیاہ آلو بخارا کے ساتھ ہو سکتی ہے، زرد آلو بخارا اترج اور سیب کیساتھ مرکب ہوتا ہے.

قسطوس کا قول ہے کہ انجیر کا درخت شہتوت کے ساتھ مضاف ہوتا ہے اسی طرح شاہ بلوط. فندق، سیب اور امرود وغیرہ ایک دوسرے کیساتھ مرکب ہوتے ہین، ان کی تطعیم چھال کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور امرود کی شاخ اور اس مین جو درخت مرکب کیا جاتا ہے اسکی شاخ، انار، سفرجل، اور شہتوت، بادام وغیرہ کیساتھ مرکب ہوتی ہے، جو امرود کہ شہتوت کیساتھ مرکب کیا جائے گا اس کے پھل سرخ ہون گے، اسی طرح سیب امرود اور بہی کیساتھ تطعیم کو پسند کرتا ہے، نیز سیب آلو بخارا کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اس سے اس کے پھل سرخ ہوتے ہین، اور شفتالو، آلو بخارا، بادام، امرود، سیب اور بہی وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، شاہ بلوط، اخروٹ، بلوط اور بندق کیساتھ ترکیب چاہتا ہے اور بہی امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے.

البتہ زرد آلو بادام اور آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اترج کی چھال چونکہ زیادہ
پتلی ہوتی ہے اس لیے اسکی تطعیم مین محنت زیادہ ہوتی ہے، اور اترج سیب اور
شہتوت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، جو اترج کہ شہتوت کے ساتھ مرکب ہوگا، اس کا
پھل سرخ ہوگا، سفرجل کے ساتھ ہر درخت مرکب کیا جاسکتا ہے، سادھمس کا قول
ہے کہ انار، اترج سے مانوس ہے اور اس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، قورا انطوس
کہتا ہے کہ انگور کی شاخین اگر قراسیا (آلو بالو) کے ساتھ مرکب کی جائین تو فصل ربیع
ہی مین وہ تیار ہوجائین گی، زیتون کا درخت بھی انگور کو پسند کرتا ہے، مجھ کو سادھمس
کا یہ قول بھی یاد ہے کہ سیب اگر اترج اور آلو بخارا کیساتھ مرکب کیا جائے تو وہ
سال مین دو مرتبہ پھل لائیگا، لیکن یہ انھین دونون کے ساتھ مخصوص ہے، امرود
بھی سیب اور بہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، انجیر شہتوت اور انار کے ساتھ بھی مرکب
ہوتا ہے، بہترین شہتوت وہ ہوتا ہے جو بلوط کے ساتھ ترکیب پائے، اخروٹ
اخروٹ ہی کے درخت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، سادھمس کا قول ہے کہ پستہ اخروٹ
اور بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، کسینوس نے اپنی کتاب مین جو فلاحت مین ہے،
لکھا ہے کہ قورانطوس نے انگور کو زیتون کے ساتھ مرکب دیکھا اور اس مین سے
چند پھل کھائے تو اس مین زیتون اور انگور دونون کا ذائقہ تھا،

مرسیال کہتا ہے کہ انگور انگور ہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اسی طرح سیب
صرف سیب اور امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور زیتون ریبوع (لیمون کی ایک قسم ہے)
کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور شفتالو بادام اور آلو بخارا کے ساتھ ترکیب پاتا ہے نیز
شفتالو کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اترج انجیر مؤنث اور مذکر اور امرود کے

ساتھ مرکب ہوتا ہے،

سمایوس کا قول ہے کہ اخروٹ انجیر امرود، اور آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،
اسی طرح اترج، انجیر اور امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور آلو بالو آلو بخارا کے ساتھ
مرکب ہوتا ہے، اترج اگر انار کیساتھ مرکب کیا جائے تو اس کا پھل سرخ ہوگا اور
انار صفصاف (بید سفید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور شفتالو امرود کے ساتھ
مرکب ہوتا ہے، اور آلو بخارا سیب بہی، زرد آلو، اور امرود یہ سب اس مین مرکب
ہوتے ہین، اترج سیب کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور سیب اترج کے ساتھ مرکب
ہوتا ہے، اسی طرح اترج اگر توت کیساتھ مرکب ہوتا ہے تو اس کا پھل سرخ ہوتا
ہے، انار، آس، اور صفصاف کیساتھ مرکب ہوتا ہے، پستہ نشم کے ساتھ مرکب ہوتا ہے
اور بادام، پستہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

افون کا قول ہے کہ بستانی امرود جنگلی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور
زعرور کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اخروٹ آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،
اور سیب امرود کے ساتھ اور بہی انار کے ساتھ اور اترج امرود کے ساتھ اور شفتالو
بادام آلو بخارا اور برقوق اور صفصاف کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے ان درختون کی ترکیب و تطعیم کی فہرست
بتادی جو ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، لیکن اور دوسرون کا
پتہ چلانا دقت اور دشواری سے خالی نہین، اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ان مین سے
بعض صورتین ایسی ہین جو قیاس سے بعید ہین، اور بعض کا بعض کے ساتھ متعلق ہونا
اور نشو و نما پانا مقتضائے عقل کے خلاف ہے، تو مین یہ جواب دون گا کہ تمہارا

یہ انکار اہل ملک کی ناتجربہ کاری پر دلیل ہے، انھون نے ان مین سے اکثر چیزون کا تجربہ نہ کیا ہوگا، اس بنا پر تمھاری عقل بھی اس کو تسلیم کرنے مین عاری ہے اور کوئی دوسری وجہ نہین ہے، لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ گلاب بادام کے ساتھ مرکب ہوا اور نشو ونما پاکر فصل ربیع مین پھول لائے، ایسا اشبیلیہ مین اکثر دیکھا گیا ہے، اندلس کے علاوہ دوسری جگہون مین بھی پایا جاتا ہے، حالانکہ بادام اور گلاب مین کوئی مناسبت نہین ہے' اسی طرح انگور رتم کیساتھ مرکب ہوتا ہے' اس سے انگور کے پھل بڑے ہوتے ہین لیکن تلخی آجاتی ہے' اور انجیر کنیر کے ساتھ جب مرکب ہوتا ہے، تو اس کے پھل بھی تلخ ہوتے ہین'

ابن عوفان کا قول ہے کہ مین نے زیتون کو سیب کے ساتھ مرکب کیا تو وہ بہت عمدہ پھل لایا، فقیہ علی ابن شہاب کہتے ہین کہ مین نے امرود کو انار کے ساتھ مرکب دیکھا، اس سے وہ خوب نشو ونما پاتا ہے، یہ تمام باتین نرالی اور عجیب ہین، پھر مصنف ان باتون کا کیونکر انکار کرسکتا ہے جو قدیم حکماء نے اپنی کتابون مین لکھا ہے' یہی اس شخص کے لیے بڑی حجت ہے جو ان باتون کا انکار کرتا ہے اور یہ وہی لوگ ہون گے جو ناتجربہ کار ہین،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ ایک چیز کی ترکیب دوسرے کیساتھ اس صورت مین ہو جب کہ دوسرا اس کے اکثر صفات مین مشابہ ہو، اگر تم ایک درخت کو دوسرے درخت کے ساتھ مرکب کرو اور وہ دونون ایک ہی نوع' ایک ہی صورت' ایک ہی ذائقہ اور ایک ہی شخصیت کے ہون تو یہ ترکیب نہایت اچھی ہوگی اور ایک دوسرے کو قبول کرے گا، قدماء نے ترکیب کے معنی یہ رکھے ہین'

کہ بعض درخت کو بعض درخت کی طبیعت کے برابر کردین، اور مذموم اور بد ذائقہ کو محمود اور خوش ذائقہ کی طرف منقلب کردین، گویا بعض کی اصلاح مقصود ہوتی ہے اور بعض کی تخریب مقصود ہوتی ہے،

طامین ہے کہ اگر سپستان کی کوئی ہوئی شاخ کاٹی جائے اور اس کو زیتون کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس ترکیب سے زیتون کے پھل بڑے اور گول ہون گے، اور سفید اور خوش منظر ہون گے نیز اس کا تیل نہایت شیرین ہوگا، اسی طرح اگر سیب انار کے ساتھ مرکب کیا جائے تو سیب کے پھل انار کی طرح سرخ اور شیرین ہونگے اور دانے دانے بڑے بڑے ہونگے اور اگر امرود اترج کیساتھ مرکب کیا جائے تو اترج کی خوشبو اور اسکا رنگ امرود مین پیدا ہوجائیگا اور نیز اگر شیرین سیب کے ساتھ مرکب کیا جائے تو بہی سیب کے اتنے بڑے ہون گے اور اسی قدر شیرین ہون گے یہ طریقہ تمام گٹھلی دار درختون کے لیے عام نہین ہے بلکہ مخصوص درختون کے لیے ہے' اگر امرود توت کیساتھ مرکب کیا جائے تو امرود کے پھل اسی قدر لطیف اور شیرین ہون گے جتنا کہ توت ہوگا اور تمام دوسرے امرود کے درختون سے قبل اس مین پھل آئین گے اس کے لیے اور بھی شرطین ہین جنکا ہم پھر ان شاء اللہ ذکر کرین گے،

طامین ہے کہ اگر ترکیب کے وقت مئی کے مہینہ مین شدید گرمی پڑنے لگے' تو انگور اور دوسرے درخت کے رطوبات بہت غلیظ ہوجائین گے، ایسی حالت مین بعض شاخین دوسری شاخون کی ترکیب کو قبول نہین کرینگی، عدم قبول کی صورت مین ترکیب کا عمل خراب ہوجائے گا، اندلس کے دوسرے فلاحون نے اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بحث کی ہے، وہ کہتے ہین کہ ترکیب پودہ لگانے سے کہین زیادہ نفع بخش اور سودمند ہے، بلکہ یہ عمل بہت جلد کارگر ہوتا ہے

جیساکہ پہلے گذر چکا ہے، اور درحقیقت یہ بھی ایک شاخ کا دوسرے درخت کے تنے مین بونا ہے تاکہ یہ نرم ہو اور اسی طرح پھلدار ہو جیسے اس کا درخت پھلتا ہے، ترکیب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ پھل جلد آتے ہین اور منفعت فوراً حاصل ہوتی ہے اور اس سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ کوئی اچھا رنگ پیدا ہو جائے یا پھل زیادہ ہو جائے یا ترش پھل شیرین ہو جائے، یا چھوٹے دانے بڑے ہو جائین، مرکب سیب مین جسقدر پھل ہوتے ہین اس قدر غیر مرکب مین نہین ہوتے، یہی حال امرود کا ہے، جو پہاڑی درخت باغون مین منتقل کئے جاتے ہین وہ بھی ترکیب کے محتاج ہوتے ہین، اسی طرح وہ شاخین جو توامی کہلاتی ہین ان مین بھی بغیر ترکیب کے پھل کثرت سے نہین آتے ہین. اور جس درخت کی گٹھلی یا تخم لگایا گیا ہو اس کی ترکیب اس وقت کیجاتی ہے جبکہ اس کا پودہ ایک انگوٹھے کے برابر نکل آئے اسی سے اس مین پھل جلد آئین گے اور کثرت سے آئین گے، بعض درخت کی ترکیب بعض کے ساتھ محض خوشنمائی کی غرض سے کیجاتی ہے، مثلاً بادام کا گلاب کیساتھ مرکب ہونا، جب بادام کے پھلنے کا وقت ہوتا ہے تو اس مین گلاب کے پھول ہوتے ہین اس سے اسکی خوشنمائی بڑھ جاتی ہے، ترکیب سے یہی منافع ہین، یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض کا ذائقہ خراب ہوتا ہے، دوسرے کے ساتھ مرکب کرنے کے بعد اس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے، بہترین ترکیب ایک نوع کی دوسرے نوع کے ساتھ ہوتی ہے، مثلاً سیب سیب کے ساتھ اور انگور انگور کے ساتھ اور زیتون زیتون کے ساتھ، اور جنگلی امرود بستانی کیساتھ مرکب کیا جائے، اور اسی قسم کے ہم جنس درختون

کے ساتھ ترکیب کیجائے، اور بعض وقت ترکیب ان دو درختون مین ہوتی ہے جو ایک دوسرے کے اوصاف مین مشترک ہون اور صورت، ذائقہ اور نوعیت مین بالکل برابر ہون اور بعض وقت بالکلیہ مماثلت تو نہین ہوتی ہے لیکن مذکورۂ بالا اوصاف مین مشابہت ہوتی ہے، مثلاً پتون کے عرض و طول مین مشابہت ہو یا ایسا ہو کہ پتیان ایک ہی وقت دونون مین نکلتی ہون اور پھل ایک ہی زمانہ مین پکتے ہون اور پتے ایک ہی موسم مین جھڑتے ہون اور ان مین مائیت ایک ہی طرح کی ہو، ان کے مادہ مین ہم مقدار دودھ ہو یا دونون تخمی ہون یا گٹھلی دار ہون یا لکڑی مین ایک ہی طرح کی سختی یا نرمی ہو، ان اوصاف کے اشتراک مین ترکیب کے بگڑنے کا خطرہ نہین ہے مین نے تقریباً ان سب کا تجربہ کیا ہے اور بنظر خود دیکھا ہے، اسی طرح ان مین بھی ترکیب ہوتی ہے جنکے بعض اوصاف دوسرے مین نہین پائے جاتے یا مختلف اوصاف پائے جاتے ہین، لیکن وہ درخت جن مین کوئی ظاہری مشابہت یا ان اوصاف کا اشتراک نہ ہو بلکہ ایک دوسرے مین منافرت ہو تو ان کی ترکیب صحیح نہین ہے کیونکہ ان دونون مین کوئی تعلق نہین ہے، اگر کسی تجربہ کی بنا پر ان کا تعلق صحیح بھی ہو تو اصل وجہ کو دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، شاید یہ کہ ان دونون مین باطنی کوئی الفت ہو جو ظاہرا نظر نہ آتی ہو، مثلاً بہی، سیب، امرود، برہی اور بستانی یہ سب کے سب اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتے ہین اور اچھے پھل لاتے ہین، اور ان کے پھل، تخم اور ذائقہ کے لحاظ سے مشابہ ہین، اور مائیت مین بھی مشترک ہین، لیکن بعض اوصاف مین ایک دوسرے کے مخالف ہین تو ان سب کی ترکیب بھی تجربۃً مفید اور کامیاب ثابت ہوئی ہے،

جیسے مذکورۂ بالا درختون کے مشابہ وہ زعرور بھی ہے جس کے دانے گول ہوتے ہین،
یہ امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور اچھی طرح ثمرآور ہوتا ہے، اور شفتالو، آلو بخارا
اور زردآلو وغیرہ بھی اپنی نوع کیساتھ مرکب ہوتے ہین، اور یہ تینون اوصاف
کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہین، اس طرح پر کہ تینون گٹھلی دار ہین،
اور تینون کا گودا شیرین اور نرم ہوتا ہے،

اور جو ذوات الصموغ (گونددار) یا ذوات اللبون (دودھارا) یا ذوات الدہن
(روغن دار) ہوتے ہین، انکی بھی آپسین ترکیب ہوتی ہے اور یہ کارآمد ثابت ہوتی
ہے، اور جو ان کے اوصاف کے مشابہ ہوتے ہین مثلاً بادام، اسکی بھی ترکیب انکے
ساتھ ہو سکتی ہے، مادہ انجیر، نر انجیر اور توت یہ سب اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتے
ہین اور اچھی طرح بڑھتے ہین، اور چونکہ یہ سب ذوات الالبان ہونے مین مشترک
ہین، اس لیے اس مین بھی مرکب ہوتے ہین اور خوب پھلدار ہوتے ہین، انجیر
کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کنیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، لیکن پھل
مین تلخی ہوتی ہے، حالانکہ ان دونون مین کوئی مشابہت نہین ہے سوائے
اس کے کہ دونون کی لکڑی یکسان طور پر نرم ہوتی ہے اور کنیر کی مائیت مین
تھوڑی سی لبنیت بھی ہوتی ہے، بعض فلاحون نے ترکیب کے لحاظ سے موافق
اور مخالف درختون کی ایک تعریف کی ہے جو بالکل جامع اور مانع ہے، انھون
نے ایک ہی وصف کے اعتبار سے درختون کے اتحاد اور اختلاف کو دکھلایا ہے،
اور اسکی چار قسمین کی ہین، ایک کو ذوات الادھان کہتے ہین جس کے پھل
کے ظاہری جسم اور گودے مین روغن ہو، جیسے زیتون رند (آس بری) صنوبر

اور حبۃ الخضراء (ہندی مین تلامس کہتے ہین) دوسری قسم کو ذوات الاصماغ کہتے
ہین، جنکے پھل مین گوند زیادہ ہو جیسے شفتالو، زردآلو، آلو بخارا، بادام، پستہ وغیرہ
ہین، تیسری کو ذوات المیاہ کہتے ہین اور اسکی دو قسمین ہین، ایک وہ جنمین پانی
ہلکا ہوتا ہے، یہ اس قسم کے درختون مین ہوتا ہے جنکے پتے موسم سرما مین جھڑ جاتے
ہین، جیسے سیب، بہی، امرود، انگور اور انار وغیرہ اور دوسرے وہ جنمین پانی
بھاری ہوتا ہے، جیسے زیتون، رند، ریحان، بلوط، سرو وغیرہ، ان چار قسمون
کو فلاحون نے اپنی جگہ پر اصل قرار دیا ہے، اور ان چارون کا نام امہات الاجناس
رکھا ہے، ہر اصل کو دوسرے سے نفرت ہے، دو اصلون مین ترکیب ناممکن
ہے سوائے ترکیب بالنقب کے جیسے انگور مین سوراخ بنا کر عمل کیا جاتا ہے،
یا ترکیب اعمی کیساتھ جسکا ذکر آئندہ آئے گا، البتہ ہر اصل اپنے ہم جنس کے ساتھ
مرکب ہو سکتا ہے، ذوات الادہان آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ مرکب
ہو سکتا ہے، اسی طرح ذوات الالبان کا ہر فرد دوسرے کے ساتھ مرکب ہو سکتا
ہے اور ذوات الصموغ مین بھی آپس مین ترکیب ہو سکتی ہے، نیز ذوات المیاہ
کی دونون قسمون مین ترکیب ہو سکتی ہے، لیکن ہلکے پانی کا درخت اپنے ہمجنس
ہی کے ساتھ مرکب ہوگا اور یہی حال بھاری پانی والے درخت کا ہے،

ص کا قول ہے کہ ان اصول مین بعض بعض کیطرف مائل ہوتے ہین اور ترکیب
کو قبول کرتے ہین، مثلاً بعض ذوات الادہان بعض ذوات الاصماغ کے ساتھ مرکب
ہوتے ہین اور اچھی طرح بڑھتے ہین بلکہ دوسری ترکیبون سے بہتر ہوتے ہین،
ص کہتا ہے کہ ذوات الاصماغ کی ترکیب ذوات المیاہ سے زیادہ پائدار ہوتی ہے،

وہ درخت جو اپنی نوع مین منفرد ہوتے ہین یا جو مشابہ ہوتے ہین، انکی بھی آپس مین ترکیب ہو سکتی ہے، بشرطیکہ وقت اور ہوا موافق ہو،

منفرد اور وہ متشابہ جو کل یا اکثر اوصاف مین متشابہ ہو اس کے لئے ترکیب کی بہترین زمین وہ ہے جسکی مٹی عمدہ ہو اور جسمین کنکریان ہون اور وہ متشابہ جو بعض اوصاف مین مشابہت رکھتا ہو یا صرف لکڑی کی نرمی اور ملائمت مین اشتراک ہو تو اسکی ترکیب کے لیے وہ ظروف زیادہ مناسب ہون گے جنمین عمدہ مٹی بھری ہو یا زمین کے اندر ترکیب کا عمل کیا جائے، ان سب کا ذکر انشاء اللہ آیندہ آئے گا، اگر تمام درختون کی ترکیب ظروف مین کیجائے تو سب سے بہتر ہے، ان درختون مین جو بعض دوسرے درختون کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، زیتون بھی ہے، یہ اپنے تمام انواع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے حتی کہ زیتوج کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے[1] (زیتوج جنگلی زیتون کو کہتے ہین) اور زیتوج کے ساتھ مرکب ہونے مین یہ بکثرت ثمردار ہوتا ہے،

اور زیتون کے اوصاف کے مشابہ رند (آس بری) بھی ہے کیونکہ دونون ذوات الادہان اور ذوات المیاہ الثقال (بھاری پانی والے) مین سے ہین اور دونون کے پھول ایک ہی وقت مین نکلتے ہین، اور دونون کے پھل ایک ہی زمانہ مین تیار ہوتے ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ رند کا پتا اس سے لانبا ہوتا ہے، اور تنا ذرا جھکا ہوتا ہے، یہ دونون ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اسی طرح حبۃ الخضرا بھی زیتون کے مشابہ ہوتا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ اس کے پتے جھڑ جاتے ہین اور ان مین تھوڑا سا گوند بھی ہوتا ہے،

[1] اس سے قبل یہ لفظ زنبوج لکھا گیا ہے جو غلط ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ زیتوج کی تصحیف ہے، اس کتاب مین ہر جگہ زنبوج ہی لکھا ہے۔ محیط

رند کی ترکیب زیتون کے ساتھ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ زیتون رند کے ساتھ مرکب کیا جائے،

ک کا قول ہے کہ زیتون انگور کے مناسب ہے اگر ان دونون کو مرکب کیا جائے تو ثمرآور ہون گے، اور اگر زیتون انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو انگور کے ساتھ ساتھ زیتون بھی پھلے گا، ق مین ہے کہ اگر زیتون کی کوئی شاخ انگور کی جڑ مین سوراخ کر کے لگا دی جائے، تو یہ زیتون انگور ہی کیطرح شیرین ہوگا اور اگر انگور زیتون مین لگایا جائے تو انگور مشترک شکل کے ہون گے، اور اگر زیتون کا درخت انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو انگور کا ذائقہ زیتون کی طرح ہوگا، اسوقت انگور کے درخت کو ایک لکڑی پر ٹیک دینا چاہیئے، تاکہ زیتون کے بوجھ سے یہ کمزور نہ ہو جائے، یہ فلاحون کا مسلمہ قول ہے کہ زیتون اور انگور مین کوئی مناسبت نہین ہے اور ان مین اوصاف کا اشتراک ہو کیونکہ زیتون ذوات المیاہ الثقال (بھاری پانی والون) اور ذوات الادہان مین سے ہے اور انگور ذوات المیاہ الخفاف (ہلکے پانی والون) مین ہے، البتہ یہ کہا جا سکتا ہو کہ ان دونون مین شاید کوئی پوشیدہ الفت یا محبت ہو، زیتون سیب کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اچھی طرح نشو ونما پاتا ہے، انار اپنے ہم جنس کیساتھ مرکب ہوتا ہے، خصوصاً اس وقت مرکب کرنا بہت مناسب ہے، جبکہ اس مین پتے نکل رہے ہون، یہ گلنار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے کیونکہ گلنار اس کے ہم جنس ہے، اسکو مذکر انار بھی کہتے ہین، ان دونون مین فرق اتنا ہے کہ گلنار مین پھل نہین ہوتے ہین، بقیہ اوصاف ایک ہین، اسی طرح ریحان اور غرب (فارسی مین بدہ کہتے ہین) ایک دوسرے کے مشابہ ہین،

جیسے انار اور گلنار مشابہ ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ ان دونون کے پتے نہین جھڑتے ہین، اسی طرح انار، رتم، باربریس، نفقش، اور عوسج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بعض بعض کے ساتھ مرکب ہوتے ہین،

ص کا قول ہے کہ انار صفصاف (بید سفید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور امرود اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے مثلاً جنگلی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے جسکو برجون بھی کہتے ہین، اور امرود کبھی اور سیب کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، یہ بھی کسی کا قول ہے کہ امرود، صفصاف (سفید بید) صفیرار (وہ درخت جسکی لکڑی سے رنگتے ہین) اور دار (درخت خوش سایہ) اور ملیس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور اگر مذکورۂ بالا درختون مین سے کوئی امرود کے ساتھ مرکب کیا جائے تو وہ انکی ترکیب کو قبول کر لیتا ہے، یہ انار کیساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، اور سیب اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، یا ان درختون کے ساتھ جنمین اس کے مشابہ اوصاف موجود ہون، یہ کمثرا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور کمثرا اسکے ساتھ مرکب ہوتا ہے اسیطرح بہی اسکے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بہی کیساتھ مرکب ہوتا ہے اگر میٹھا سیب کڑی ترش سیب کیساتھ مرکب کیا گیا تو اسکی شیرینی ترشی سے بدلجائیگی، سیب اور اترج کی ترکیب بہت مقبول ہوتی ہے جب دونون کی شاخین متصل ہون تو ترکیب بالثقب کے ذریعہ سے مرکب کر دین، اس سے اترج اور سیب دونون پیدا ہون گے، سیب اگر پھلدار اترج اور آلو بخارا کیساتھ مضاف کیا جائے تو بہت اچھا ہو، ان دونون مین سے کسی کیساتھ بھی اگر سیب مضاف کر دیا جائے تو سال مین دوبار پھل لائے گا، اس مقام کے باشندے گرمی اور سرما دونون مین سیب کھائین گے، ص کا قول ہے کہ بہی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے لیکن ایک خرابی یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ مقام ترکیب پر ایک سخت گرہ نکل آتی ہے،

جو نہایت مضر ہوتی ہے، اور بہی سیب کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے، اور سیب سے زیادہ قائم رہتا ہے، بہی کیساتھ تمام وہ درخت جو ہلکے پانی والے ہین مرکب ہوتے ہین، انگور اپنے تمام اقسام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور یہ رتم (توبیا کی طرح کا ایک درخت ہے) کے ساتھ بھی زمین کے اندر مرکب ہوتا ہے، لیکن اس ترکیب سے انگور تلخ ہون گے، انگور زیتون کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہین کہ وہ توت کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، ان مین سے بعض کا بیان گذر چکا ہے، انگور مین سماق (ہندی مین تماتیر کہتے ہین) سیب، امرود اور بہی وغیرہ مرکب ہوتے ہین، یہ آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اور پستہ بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور شفتالو اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور زرد آلو کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ شاداب زمین مین ہو، زرد آلو کیساتھ یہ بہت اچھا ہوتا ہے، اور شفتالو بادام اور قراسیا (آلو بالو) کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، قسطوس کی کتاب مین ہے، کہ اگر برقوق (آلوچہ) بادام کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کا پھل بادام کے ذائقہ کا ہوگا، اسی طرح شفتالو بھی جنوری کے مہینہ مین بادام کیساتھ مرکب کیا جاتا ہے، اور قراسیا آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور آلو بخارا بھی اس کے ساتھ اور زرد آلو کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور بادام آلو بخارا اور پستہ کے ساتھ ترکیب پاتا ہے، اور پستہ بادام کیساتھ مرکب ہوتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ بادام صفصاف (بید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، لیکن بعض کے نزدیک بادام کا پستہ کے ساتھ مرکب ہونا صحیح نہین ہے، انجیر اپنے تمام انواع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، نیز انجیر کنیر اور توت کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ انجیر کنیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے؛

لیکن اس کے پھل تلخ ہوتے ہین،

آلو بخارا اپنے تمام اصناف کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بادام کیساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ زرد رنگ کا آلو بخارا سیب کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور اترج کی ترکیب کا طریقہ یہ ہے کہ شیرین کو ترش کیساتھ اور ترش کو شیرین کے ساتھ اسی طرح مرکب کرتے ہین جیسے انگور آپس مین مرکب ہوتے ہین، انجیر بھی اترج کیساتھ مرکب ہوتا ہے، بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ اترج اگر انار کیساتھ مضاف کیا جائے تو وہ ثمرآور ہوگا، غ کا قول ہے کہ میرے تجربہ کے لحاظ سے یہ صحیح نہین ہے،

شہتوت کے متعلق خ کا قول ہے کہ وہ انجیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے لیکن نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کا پتہ ریشم کے کیڑون کے قابل نہین رہتا، یہ نر انجیر کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، توت کے بعض درخت اپنے دوسرے ہمجنسون کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اس کے علاوہ دہ شتم، اخروٹ، زعرور، زردآلو، قراسیا اور آلو بخارا کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے،

ریحان انار، رند (آس) اور ضرو (اڑلیسہ) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور یہ سب ریحان کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اور ضرو، رند، اور بطم (بن) کیساتھ مرکب ہوتا ہے، البتہ بطم اس کے ساتھ مرکب نہین ہوتا، بعض یہ کہتے ہین کہ نفض کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور رند زیتون ضرو اور حبہ حضرا کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اور رند کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے لیکن سیب اس کے ساتھ مرکب نہین ہوتا ہے،

گلاب اس جنگلی گلاب کیساتھ مرکب ہوتا ہے جسکو نسرین کہتے ہین اور علیق

(اچھو) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہین کہ گلاب بادام کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے لیکن اس کا جلد جدا کر دینا بہتر ہے جیسا کہ تجربہ شاہد ہے، نیز یہ گلنار اور انگور کے ساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، اس کے قلم ان شاخون سے لیے جاتے ہین جو ذرا سخت اور اندرونی جڑ کے قریب ہوتی ہین کیونکہ گلاب کی شاخ اوپر کی جانب بہت کمزور ہوتی ہے لیکن اس کا وہ حصہ جو جڑ کے متصل ہوتا ہے، ذرا مضبوط ہوتا ہے، زمین کھود کر تھوڑی مٹی ہٹا دینی چاہیئے، اس کے بعد شاخ کو اندر سے کاٹنا چاہیئے، یاسمین (چنبیلی) ارطی (یاسمین اصفر) کے ساتھ مرکب ہوتی ہے اور ظیان یعنی یاسمین بری کے ساتھ بھی مرکب ہوتی ہے جسکو خیزران کہتے ہین، اور دفلی (کنیر) انجیر اور توت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہین کہ یہ تمیس اور دردار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور یہ سب اس کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اور کتم رند (آس) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور دردار (ہندی مین ببولا کہتے ہین) ازادرخت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بیگن کپاس کیساتھ ترکیب بالشق کے ذریعہ سے مرکب ہوتی ہے اور کپاس بھی اس مین مرکب ہوتی ہے اور تخم کدو دشتی پیاز کیساتھ مرکب ہوتا ہے، بلکہ یہ بہت زیادہ مجرب ہے اور کھیرا ککڑی اور خربوزہ یہ سب کے سب کحیلا (گاؤ زبان) اور کدو کی جڑ مین مرکب ہوتے ہین، اور تخم خربوزہ عوسج، سوسن، توت، خطمی، اور انجیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور موز قلقاس کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اور اسکی پوری ترکیب انشاء اللہ بعد مین آئے گی اور اس سے قبل ابن حجاج کی کتاب سے اور فلاحت نبطیہ سے جو کچھ ماخوذ ہے اس پر غور کرو تو انشاء اللہ صراط مستقیم پاؤگے ،

فصل

اوقات ترکیب کے بیان مین،

ق کا قول ہے کہ اکثر اشجار کی ترکیب کا وقت وسط فروری سے مارچ کے پہلے عشرہ تک ہے بعض نے نصف مارچ تک متعین کیا ہے بعض نے یہ کہا ہے کہ ترکیب کا وقت اسوقت ہے جبکہ درخت کی لکڑیون سے پانی جاری ہو پس جنوری مین ترکیب کی تیاری شروع کیجائے اور وسط فروری مین دونون کو مرکب کیا جائے اور پھر اپنی حالت پر چھوڑ دیئے جائین، مارچ اپریل یا مئی تک یہ ترکیب مکمل ہو جائے گی، کیونکہ اکتوبر، نومبر اور دسمبر کے مہینون مین درخت کی جڑون مین پانی جذب ہونے لگتا ہے اور یہ اختلاف پانی کی خفت اور اس کے ثقل کی بنا پر ہوتا ہے،

بہرحال تمام درختون کی ترکیب کا وقت اس وقت ہے جبکہ ان درختون مین جنسے ترکیب کے لیے قلم حاصل کئے جاتے ہین، پھول آجائین اور وہ سرسبز و شاداب ہون، درخت کی اس حالت کو اشتہار کہتے ہین، قلم اسی قسم کے درختون سے لیے جائین اور اسی قسم کے درختون مین مرکب کیے جائین اور اگر اس حالت کے پیدا ہونے سے قبل مرکب کر دیئے جائین تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے بلکہ یہ صورت ان درختون کے لیے جنکی پتیان جھڑ جاتی ہین مفید ہے، لیکن جن درختون کی پتیان نہین جھڑتی ہین، جیسے زیتون، رند، اور خروب وغیرہ تو ان کی قوت ترکیب نصف مارچ سے آخر ماہ مئی تک باقی رہتی ہے بلکہ جون تک ان مین یہ قوت

موجود رہتی ہے، مین نے اس کا تجربہ زیتون مین کیا تو بالکل ٹھیک پایا، اس مدت کے اختلاف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان درختون مین جنکا پانی بھاری ہوتا ہے اور پتیان نہین جھڑتی ہین، کبھی ان مین پانی جلد جاری ہوتا ہے اور کبھی دیر مین جاری ہوتا ہے، اور اس کے پہچاننے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک شاخ مین تھوڑی سی جگہ کو تیز لوہے سے چارون طرف چھیل دین اور چھلکا آہستہ سے نکال دین، پس اگر اس چھلکے اور لکڑی کے درمیان رطوبت خارج ہو تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ پانی جاری ہو گیا اور ترکیب کا وقت آگیا، اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو اس حالت کا انتظار کرنا چاہیئے، بعض درختون کی ترکیب کے لیے وقت متعین کیا گیا ہے مثلاً انجیر کی ترکیب کا وقت انبوب (نے) اور رقعہ (پیوند) کے ساتھ عید خمسین کے دن سے نصف اگست تک ہے اور اس مین ترکیب بالشق اس جڑ مین کیجائے جو زمین کے اندر ہو اس کے بعد مقام ترکیب پر سے مٹی ڈال دیجائے، یا ان شاخون مین یہ ترکیب کیجائے جو اوپر ہون پھر ان کو بڑے ظروف مین داخل کر کے مٹی بھر دیجائے یہ ترکیب دسمبر، جنوری، اور فروری مین بھی ہو سکتی ہے، اسی طرح توت کی ترکیب انجیر کے ساتھ نصف فروری سے نصف اپریل تک کیجاتی ہے اور شفتالو زردآلو کے ساتھ نصف جنوری سے نصف مارچ تک مرکب ہوتا ہے اور سیب کی ترکیب سیب کے ساتھ نصف اپریل سے نصف جون تک ہوتی ہے، اور بادام اور شفتہی جنوری مین مرکب ہوتے ہین کیونکہ یہ دونون تمام درختون سے پہلے بار آور ہوتے ہین اور انار گلنار فروری کے آخری عشرہ مین مرکب ہوتے ہین، ان کا قلم ایسی شاخ سے لینا چاہیئے جو بہت پرانی ہو، اور امرود کی ترکیب امرود بری اور اصلی

کیساتھ فروری کی دسوین کو ہوتی ہے اور بعضون نے ماہ محرم مین اس دن کو ترکیب کیلیے
مخصوص کیا ہے جس دن ہوا اچھی ہو، نہ اس مین ٹھنڈک ہو اور نہ تیزی ہو،

فصل

ترکیب کے لئے درختون کو کیونکر اور کس وقت کاٹنا اور شق کرنا چاہیئے

زیتون کی ترکیب کے لیے اول اوپر کی جانب کاٹ دین، یہ قطع قد آدم
کے برابر کی اونچائی پر واقع ہو، ایسا ٹھیک ترکیب کے وقت کرنا چاہیئے اس کے
بعد ترکیب مین تاخیر کی مطلق گنجائش نہین ہے، یہی صحیح اور مجرب طریقہ ہے، بعض
کی یہ رائے ہے کہ جنوری یا فروری مین کاٹ کر چھوڑ دیا جائے، اور مقام مقطوع
مین سفید چکنی مٹی لگاکر کپڑے سے مضبوط کرکے باندھ دین تاکہ بارش اسکو بہانہ دے
پھر جب ترکیب کا وقت ہو تو قطع اول کے نیچے سے ایک بالشت یا اس سے
کچھ زیادہ چھوڑ کر دوبارہ قطع کردین،

ص اور دوسرن کا قول ہے کہ شاخ کی چھوٹی اور بڑی شاخون کو اس حد تک
چھوڑ دینا چاہیئے کہ جہانتک یہ شاخ ان کا بوجھ برداشت کر سکے، یا ہر شاخ کی
قوت اور ضعف کے لحاظ سے رکھنا چاہیئے تاکہ اس پر بار نہ ہو، بقیہ کو کاٹ ڈالنا
چاہیئے، اور جو شاخین چھوڑ دیجائین ان کو نصف یا ربع کر دینا چاہیئے کیونکہ اگر
ایک یا دو شاخین پوری چھوڑی جائین گی تو مادہ نمو کم ہو جائے گا، اور ترکیب کیلئے
یہ مضر ہوگا، اسی طرح اگر کل یا اکثر شاخون کو مرکب کر دیا جائے تو درخت کا جوہر منقسم
ہو جائے گا اور ترکیب مین ضعف پیدا ہو جائے گا، اسلیے یہ ضروری ہے کہ اسی حد تک

شاخین چھوڑ دیجائین، جس حد تک بڑی شاخ مین قوت برداشت ہو، بقیہ کو صاف
کر دینا چاہیئے، اس کا خیال رہے کہ قوی اور سیدھی شاخ کو چھوڑ دینا چاہیئے اور
کمزور اور ٹیڑھی شاخ کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، شاخین بالکل برابر کاٹی جائین، بعض حصہ
بعض سے بلند نہ ہونے پائے، یہ واضح رہے کہ ان کو نہایت تیز لوہے سے آہستہ
کاٹنا چاہیئے، تاکہ شاخ کا کوئی حصہ پھٹنے نہ پائے، ورنہ نقصان دہ ہوگا،

انگور، بادام اور مشتہی وغیرہ کی ترکیب مین زمین کے اندر نصف بالشت یا زیادہ
سے زیادہ ایک بالشت نیچے جڑ کے قریب شق کیا جائے اور مرکب کرکے اس پر
مٹی ڈالدی جائے، لیکن اگر احتیاط سے انگور کے تنے تک کوئی پہنچ جائے تو انگور کو
ایک قد آدم اونچائی پر قطع کرے اور اسی وقت مطعم علیہ کو کسی ظرف مین رکھکر ترکیب
دیدے، بادام اور مشتہی مین زمین سے ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچا قطع کیا جائے
اور پھر مرکب کیے جائین، اور مقام ترکیب مین مٹی اچھی طرح لپیٹ دیجائے اور اسکی
احتیاط کیجائے کہ قلم مین جنبش نہ ہو، یا دوسری صورت یہ ہے، کہ مقام ترکیب کو کسی
ظرف مین داخل کردین اور اس ظرف کو نہایت عمدہ اور خالص مٹی سے بھر دین،
یہ طریقہ عمل انجیر مین بھی مستعمل ہے بالخصوص جبکہ وہ تطعیم بالشق سے مرکب کیا جائے،
اور سیب امرود، آلو بخارا، اقراسیا اور پستہ وغیرہ مین زمین کے بالکل متصل شق کیا جائے
صرف ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ اونچا چاہیئے، البتہ اگر احتیاط سے تنے تک
پہنچا جائے، تو ایک قد آدم چھوڑ کر تنے ہی مین قطع کیا جائے اور فوراً ترکیب دیدیجائے
بقیہ شاخون کو زیتون کی طرح کاٹ ڈالا جائے، تنے اور شاخون مین ترکیب اور
دوسرے مواضع سے جہت اچھی ہوتی ہے کیونکہ اس مین احتیاط کی بڑی ضرورت

ہوتی ہے اور اس بنا پر چند ہی دنون مین ترکیب بار آور ہوجاتی ہے، البتہ انجیر نر اور
مادہ مین ترکیب انبوب (نے) اور رقعہ (پیوند) کے لیے علوی حصہ مین شق کرین
اور اس کا وقت درخت کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے ہے، اگر درخت کمزور ہے
تو جنوری ہی مین اس کا عمل کر دین اور اگر قوی ہے تو فروری مین ایسا کرین،
ترکیب کے بعد بقیہ شاخون کو جیسا کہ زیتون مین بتایا گیا ہے کاٹ ڈالا جائے، البتہ
ان کو چھوڑ دینا چاہیے، جسمین آئندہ ہم کوئی ترکیب کرنے کا قصد رکھتے ہون، اس کا
مفصل ذکر پھر آئے گا،

ترکیب بالشق اور دوسری ترکیبون کے لیے بھی شاخ کا وہ حصہ منتخب کرنا چاہیے
جو نہایت عمدہ اور نرم ہو، ایسے مقام کو آرہ سے اس طرح پر کاٹنا چاہیے کہ کاٹ
پوست پر واقع ہو اور کاٹتے وقت دھار پر میٹھا پانی کپڑے سے لیکر ٹپکاتے جائین،
یہ اس وقت جبکہ کسی مقام پر آلۂ قاطعہ رک جائے، لیکن ایسے موقعہ پر روغن کا استعمال
ممنوع ہے، اگر ترکیب بالشق مقصود ہو تو شاخ یا تنے کے درمیان تیز دھار
والی پتلی چھری کو رکھین جسکی دھار کم سے کم ایک انگل کے برابر ہو اور جو بالکل درانتی
کی طرح مستوی ہو تاکہ جسکو شق کیا جائے وہ بھی بالکل برابر قطع ہو، اسی چھری کو رکھنے
کے بعد اس کے اوپر بائین ہاتھ سے لکڑی یا پتھر سے مارین تاکہ وہ شاخ کے اندر
نصف انگل یا اس سے زیادہ داخل ہوجائے، اس کے بعد چھری کو اسی مقام سے
آہستہ سے نکال لینا چاہیے اور مقام مقطوعہ کو کپڑے سے ڈھک دینا چاہیے، تاکہ ہوا
نقصان نہ پہنچائے، یہان تک کہ قلم مرکب کئے جائین، لیکن شق کے بعد ترکیب
مین مطلقاً تاخیر نہ کرنی چاہیے، بلکہ جہان تک جلد ممکن ہو اس عمل کو ختم کرنا چاہیے،

انشاء اللہ آئندہ قلمون کے تراشنے کا بیان مفصل آئے گا، اور اس سے قبل کتاب ابن حجاج
اور دوسرے مصنفات سے جو معلومات اخذ کئے گئے ان پر دوبارہ نظر کرنی چاہیے،

فصل

مقام ترکیب کی حفاظت کا طریقہ اور اس مین قلمون کے لگانیکی تدبیر،

ص، غ، اور خ مین ہے کہ مقام ترکیب کو قلمون کے لگانے کے بعد چکنی مٹی اور
شیرین خاک لگا کر محفوظ کر دین، کیونکہ اس قسم کی مٹی مین برودت، رطوبت اور لزوجت
سب ہی یکجا ہوتی ہین یا باریک مٹی کو بھوسہ کے ساتھ خوب گوندکر بقدر ضرورت
لگا دین اسمین فضلہ نہین ہوتا ہے، اور منتہی شق کے نیچے تقریباً ثلث یا اس سے کچھ
زیادہ جگہ کو محفوظ کر دین یا صرف ایک یا نصف انگل کے برابر چھوڑ دین یا انگور کی ذو
گرہون کے برابر جگہ چھوڑ دین، بہر حال شق کے اکثر حصہ کو مٹی لگا کر محفوظ کر دین، مٹی
کے اوپر ایک کپڑے کی دھجی اچھی طرح سے باندھ دین تاکہ آفتاب کی گرمی اور ہوا
کی خشکی سے محفوظ رہے، اور پانی اور چیونٹی کے داخل ہونے کا کوئی راستہ نہ رہے،
انگور اور اس کے ہمجنس کی ترکیب مٹی کے ظروف اور کونڈون مین کیجاتی ہے،
ان ظروف کو مٹی سے اچھی طرح بھر دیتے ہین، بعض کا قول ہے کہ مقام ترکیب کو بٹی
ہوئی ڈوری سے مضبوط باندھنے کے بعد ایک کپڑا لپیٹ دین اور اس کے اوپر بھی
تھوڑی سی مٹی لگا دین اور اس مٹی کو کپڑے سے پھر باندھ دین، جن درختون مین اس قسم کا
عمل کیا جاتا ہے ان کی لکڑی مین صلابت ہوتی ہے، جیسے سیب، امرود، بہی، آلوبخارا،
زیتون اور انار وغیرہ ہین لیکن جن درختون کی لکڑیان نرم ہوتی ہین، جیسے انگور اور انجیر

وغیرہ ان کی ترکیب اگر شق کے ساتھ ہوئی تو بعض کی ترکیب زمین کے نیچے ہوتی ہے،
اور موضع ترکیب پر نصف بالشت یا اس سے زیادہ شق کے نیچے تک مٹی ڈالدین،
اور اکثر قلم ظروف مین رکھے جاتے ہین، اس طرح کہ ان کو مٹی کے نئے ظروف مین کھیر،
اور اُن کے نیچے ایک سوراخ کر دین تاکہ شاخ اس سوراخ کے اندر داخل ہو سکے،
اس سے قبل ان ظروف کو عمدہ مٹی سے بھر دینا چاہیئے، اور اس مین زمین کی خاک بھی ملا دین،
ترکیب سے قبل ان ظروف کو اچھی طرح درست کر لینا چاہیئے، ان ظروف کی بڑائی چھوٹائی
اُس تنے یا شاخ کی رقت اور غلظت کے لحاظ سے رکھنی چاہیئے جو اس مین رکھی جائیگی،
مقام ترکیب کو وسط ظرف مین رکھنا چاہیئے مٹی کے ظروف بڑی ہانڈیون اور گملون کے
برابر ہون اور اگر یہ نہ مل سکین تو ایسے حلقے اور دائرے بنا لیے جائین، ظروف کے
نیچے جیسا کہ اس سے قبل لکھا گیا ہے ایک سوراخ بنانا چاہیئے، اور اس مین شاخ
داخل کرنی چاہیئے، اس ظرف کو مقام ترکیب سے نیچے لانا چاہیئے، اور عمل سے فراغت
کے بعد پھر اوپر کر دینا چاہیئے تاکہ مقامِ ترکیب وسط ظرف مین رہے، اور ظرف کے
نیچے شاخ کے ارد گرد ایک بڑی ڈوری لپیٹ کر مضبوطی سے باندھ دینا چاہیئے
اور اسکی شکل ایک غلول کے مانند ہو جائے گی، اس سے ظرف اپنی جگہ پر قائم رہیگا
اور نیچے آنے سے یہ گرہ روکے گی، جہان تک ممکن ہو اس عمل کو اچھی طرح کرنا چاہیئے،
ان ظروف کو خوب عمدہ مٹی سے بھر دینا چاہیئے اور بھرنے کے بعد اس کو آہستہ سے
دبا کر برابر کر دینا چاہیئے، اور اس کا اچھی طرح خیال کرنا چاہیئے کہ قلم مین جنبش نہ پیدا ہو،
صؔ نے لکھا ہے کہ ظرف کی مٹی کو تھوڑے پانی سے برابر سیراب کرتے رہین،
تاکہ جلد خشک نہ ہونے پائے. بعض کا قول ہے کہ ایک دن چھوڑ کر پانی ڈالا جائے،

بعض کی یہ رائے ہے کہ اس پر ایک اسپنج یا صاف روئی کو پانی مین بھگا کر اول شب
مین رکھدین اور دوسرے دن تک چھوڑ دین، یہ ترکیب شدید گرمی مین ضرور کرنی چاہیئے
قؔ کا قول ہے کہ مقام ترکیب کے اوپر شیرین پانی سے بھرا ہوا ایک کوزہ لٹکا دین اور
اس کے نیچے ایک باریک کپڑا رکھدین، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ زیتون کی ترکیب اس
کوزہ والی صورت کی بے حد محتاج ہے، کوزہ مین میٹھا پانی بھر دیا جائے اور اس کے
نیچے ایک باریک کپڑا رکھا جائے تاکہ اس کا پانی قطرہ قطرہ کر کے اس پر ٹپکے اور جب
اس کوزہ کا پانی ختم ہو جائے تو فوراً دوسرا پانی بھر دینا چاہیئے کیونکہ زیتون کی جڑ بہت
زیادہ پیاسی ہوتی ہے، اس کا بیان درختون کے لگانے کے بیان مین کیا جا چکا ہے،
اور جو درخت کہ ظروف کے محتاج ہوتے ہین انہین بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے،

اگر گلاب کی شاخ انگور اور بادام کے ساتھ مرکب کی جائے یا انجیر نر اور
مادہ ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کئے جائین تو ان کو ترکیب بالشق یا ترکیب
رومی سے زمین کے اوپر مرکب کرین گے، صؔ کا قول ہے کہ ان کو زمین کے اوپر
مرکب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی لکڑیان بہت کمزور ہوتی ہین، زمین کے اندر
مرکب کرنے سے کیڑے لگ جانے کا بہت جلد خطرہ ہوتا ہے، اسی طرح اگر انجیر
توت، یا مشتہی کے ساتھ مرکب کیا جائے، اور زیتون رند کے ساتھ یا رند زیتون اور
ضرو کے ساتھ مرکب کیا جائے یا سیب خطمی کے ساتھ اور بادام، جنگلی آلو بخارا کے ساتھ
یا خود آلو بخارا اپنی جنگلی نسل کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا حب الملوک آلو بخارا مین مرکب
کیا جائے اور تبری آلو بخارا شفتالو کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا پستہ بادام کے ساتھ
مرکب کیا جائے اور اترج، نارنج، رنبوع اور لیمون کے ساتھ مرکب کیا جائے یا

انگور انگور کیساتھ مرکب کیا جائے تو ان تمام صورتون مین ظروف کا لگانا ضروری ہے اور ان مین مٹی اور پانی کا ڈالنا بھی ضروری ہے، لیکن اشجار کہ ظروف سے مستغنی ہوتے ہین اور صرف مٹی اور بندش ان کے لیے کافی ہوتی ہے، جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان کو بھی اگر ظروف مین رکھکر مرکب کرین تو بہتر ہے اس سے ترکیب بہتر ہوگی، مثلاً زیتون اور اس کے اقسام کے درخت امرود اور بہی کے ساتھ مرکب کئے جائین، اسی طرح امرود اور بہی انگور کے ساتھ مرکب ہون اور انار اپنے اقسام مثلاً گلنار وغیرہ کے ساتھ مرکب ہون اور آلو بخارا اپنے اقسام کے ساتھ مرکب ہو، اسی طرح بادام اور انگور زمین کی سطح پر رتم کے ساتھ مرکب کیے جائین جن درختون کی ترکیب ظروف مین کیجاتی ہے ان کا صحیح وقت گذار کر اگر مرکب کئے جائین تو بہتر ہے، مین نے شیرین امرود کے متعدد قلم کو بہی کے بڑے درخت کے ساتھ مرکب کیا، اس مین کوئی ایسی نرم اور چکنی جگہ نصف قدم تک نہ تھی جو ترکیب کے لیے مناسب ہوتی، مجبوراً مین نے اس کو اسی قدر بلندی پر مرکب کیا اور اس مین ایک بڑا ظرف لگا دیا جیسے ایک بڑا مرتبان ہو اور اس مین وہی عمل کیا جو اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ یہ ترکیب بہت مفید ثابت ہوئی اور ایک سال کے اندر ڈیڑھ بالشت کا پودہ تیار ہو گیا، اور بہت اچھی طرح نشو ونما پاتا رہا، چند سال کے بعد وہ ظرف ٹوٹ گیا اور بہی کی جڑ سے مٹی بھی جھڑ گئی، بلکہ جڑ بالکل بوسیدہ اور کھوکھلی ہو گئی اور ان قلمون مین ظرف کے اندر نئی جڑین پیدا ہو گئین اور بڑھتے بڑھتے زمین کے اندر غائب ہو گئین اور اُن کی مستقل جڑ بنگئی پھر بھی اوپر کے بوجھ سے ان مین ضعف موجود تھا اسلیے مین نے دوسرے ظروف مین اس ترکیب کو

منتقل کر دیا اور مٹی سے ان کو بھر دیا، اس طرح کئی سال تک چھوڑ دیا پھر یہ دوسرے ظروف بھی ٹوٹ گئے تب مین نے قلم کی جڑون کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا لیکن ہر طرف سے لکڑیون کا ٹیک لگا دیا تاکہ بوجھ کو برداشت کر سکین، اسی حالت مین جڑین موٹی ہو گئین، بالآخر یہ سب امرود کے نہایت شاداب درخت تیار ہو گئے اور کئی سال تک پھل لاتے رہے، یہ اس پر دلیل واضح ہے کہ ہر قسم کے درخت کے لیے ظروف کا لگانا کپڑے کی بندش اور مٹی لگانے سے زیادہ اچھا ہے، مین نے اشبیلیہ کے ایک ماہر فلاحت کو دیکھا کہ اس نے سیب کے ملوخ کو پانی کی نالیون کے درمیان لگایا اس کے بعد اس نے امرود کو سطح زمین کے متصل سیب کے ساتھ مرکب کیا اور مقام ترکیب کو مٹی اور کپڑے سے باندھ دیا اور نالی کے ارد گرد کی مٹی مقام ترکیب پر ڈالدی یہان تک کہ اس کا اکثر حصہ مٹی کے اندر چھپ گیا، کچھ دن بعد یہ ترکیب بہت عمدہ ثابت ہوئی مین نے خود امرود کو سیب کے ایک بڑے درخت کی جڑ مین مرکب کیا، اور یہ ترکیب بار آور ہوئی اور مرکب شدہ پودا دس بالشت تک بڑھا، اس کے بعد وہ گرمی کی شدت سے خشک ہو گیا، کیونکہ سیب کا یہ پودہ نہر یا پانی کے راستہ کے قریب نہ تھا اور نہ پانی سے زیادہ سیراب کیا جا سکتا تھا، تو میرے تجربہ مین یہ بات آئی کہ امرود کی ترکیب سیب کیساتھ اس مقام پر ہو سکتی ہے جہان پر پانی موجود ہو،

فصل

ترکیب کیلئے کیونکر قلم حاصل کئے جائین اور ان کا طول وعرض اور

عمق کیا رکھا جائے، اگر وہ فوراً نہ استعمال کئے جائین تو ان کی
حفاظت کی کیا تدبیر اختیار کیجائے اور ایک مقام سے دوسرے
مقام بعید تک کیون کر منتقل کئے جائین،

ائمۂ فلاحت کہتے ہین کہ قلم ان درختون سے لیے جائین جنمین بکثرت اچھے
پھل آتے ہون، قلم نہ بہت اونچے مقام سے لیا جائے اور نہ بہت اسفل حصہ سے
لیا جائے بلکہ وسط مقام سے لینا چاہیئے، مشرق یا قبلہ[1] کی سمت سے یہ لیے جائین
یہ شاخین صحیح اور تندرست ہون، بوسیدگی اور گھنگی اور دوسرے عوارض سے
محفوظ ہون، بلکہ مضبوط، اور پانی سے بھری اور تر و تازہ ہون اور ان مین گرہین
قریب قریب ہون،

ق اور دوسرون کا قول ہے کہ قلم مین دو تین چھوٹی شاخین بھی نکل آئی ہون
جو آپس مین مساوی ہون، قلم کی چھال اس درخت کی چھال کے مشابہ ہو جسمین
وہ مرکب ہوگا، یہ شاخ جو قلم کے لیے لیجائے، کم سے کم دو سال کی ہو کیونکہ ایک
سال کی شاخ تو جلد اگنے والی اور پھل لانے والی ہوتی ہے، لیکن اس سے خطرہ
ہمیشہ رہتا ہے اور انگور کے ہر قلم مین دو یا تین گرہین ہونی چاہئین، میوہ جات کے
قلم ایسے ہونے چاہئین کہ اس مین چھوٹی کلیان بھی ہون جو کھلنے کے قریب ہون
لیکن کھلی نہ ہون یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شاخین چکنی نرم اور کم گرہ رکھنے والی ہونگی،
وہ ترکیب کے لیے از حد مفید ہونگی،

خ کا قول ہے کہ بعض لوگون کی یہ رائے ہے کہ ترکیب کے لیے قلم اس وقت

[1] اندلس کا قبلہ رخ مشرقی شمالی گوشہ مین واقع ہے، اور وہان کا مشرق مغرب و جنوب کے درمیان مین ہے۔

لیا جائے جبکہ درخت شاداب ہون اور پتیان خوب تر و تازہ ہون جیسا کہ زیتون
کا قلم لیا جاتا ہے، زارع کو اس کا ارادہ کرنا چاہیئے کہ وہ اس وقت قلم تراشے
جب کہ درخت پتیون سے سرسبز ہو، کیونکہ وہ مادہ جو مطعم علیہ کے درخت مین ہوتا
ہے قلم کی تازی پتیون کی وجہ سے بہت زیادہ ہو جاتا ہے، اور مطعم کی شاخ کو
کافی غذا ملتی ہے،

ص کا قول ہے کہ قلمون کا طول ڈیڑھ بالشت ہونا چاہیئے، لیکن اس کا خیال
رکھنا چاہیئے کہ اس مین ضعف یا کوئی خرابی نہ ہو، ق کہتا ہے قلم کی ضخامت سبابہ
(انگوٹھے کے بعد کی انگلی) کے برابر ہو، ایک دوسری جگہ یہ کہتا ہے کہ ان کی موٹائی
انگوٹھی کے برابر ہو اور قلم انگور کی ضخامت انگوٹھے کے برابر ہو، اس قلم کا طول جو
انگور کی جڑ مین مرکب کیا جاتا ہے دو ہاتھ ہونا چاہیئے اور اس کا طول جو اوپر کی
جانب مرکب کیا جاتا ہے، ایک ہاتھ رکھنا چاہیئے، ص نے اس قول کے بعد کہ قلم
کی موٹائی چھنگلیا کے برابر ہو یہ لکھا ہے کہ پتلی اور نرم شاخ جلد نشو و نما پاتی ہے،
اور اس کے برخلاف موٹی شاخ ہے اور پتلی شاخ اگر پرانی اور پھلدار ہو تو وہ
اوسط ضخامت کے درختون کے لیے اور دوسری پتلی شاخون کے لیے کارآمد ہوسکتی
ہے اور موٹی شاخ موٹے درختون اور موٹی شاخون کی ترکیب کے لیے مفید ہے،
یہ شاخین ایسے تیز لوہے سے کاٹی جائین جس کے کاٹنے مین آواز نہ پیدا ہو، اگر
ہاتھ سے توڑ لیجائین تو بہت اچھا ہے، یہ لحاظ رہے کہ شاخین اچھے دنون مین کاٹی
یا توڑی جائین جبکہ ہوا معتدل ہو، دوپہر کے وقت بہت تند و تیز نہ چلے،

ق کہتا ہے کہ یہ شاخین چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ مین کاٹی جائین کاٹنے کے

بعد عمدہ، مرطوب اور میٹھے پانی سے سیراب شدہ مٹی مین رکھدین یا پانی کے اندر
مٹی مین دس یا بارہ دن تک رکھین، اس کے بعد پھر تطعیم کرین، کیونکہ
اگر اس وقت کاٹ کر مرکب کر دیجائین تو اچھی طرح مطعم سے لگاؤ نہ پیدا ہوگا،
یہ بھی اسی کا قول ہے کہ انگور کی شاخین تراشنے کے بعد ہی مرکب نہ کر دی جائین،
بلکہ کٹی ہی جگہ پر مٹی اور گیلا گوبر رکھدین اور پھر اس کو کسی گڈھے مین رکھکر تر مٹی سے
ڈھک دین، اسی حال مین نو یا دس دن گڈھے کے اندر رکھین اور اوپر سے اسقدر
گھیر دین کہ ہوا سے محفوظ رہے، اس کے بعد اس کو نکال کر پھر مرکب کرین،

اس کی یہ بھی رائے ہے کہ اگر تمھارے اس پودے یا ترکیب پر بارش
کا پانی پڑ جائے تو نفع بخش ہوگا، برخلاف اس کے جو درخت کہ چھال کے ذریعہ
سے مرکب کئے جاتے ہین ان کے لیے بارش سخت مضر ہے، عامہ فلاحین
کا قول ہے کہ اگر ہوا تند ہو جائے، اور ٹھنڈ گرنے لگے تو ترکیب کا عمل روکدینا
چاہیئے اور اچھے دن اور معتدل ہوا کا انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ موجودہ ہوا
اس کے لیے سخت مضر ہے، یہ مٹی اور زمین مین شق پیدا کر دیتی ہے، ایسے وقت
مین قلمون کی شدید حفاظت کی ضرورت ہے، قلمون کو سایہ دار مقام پر ایک ہاتھ
گڈھا کھود کر اس مین رکھدینا چاہیئے اور گڈھے کے اندر عمدہ قسم کی مٹی ڈالنی چاہیئے،
پھر گڈھے کو دوسری مٹی سے خوب بھر دینا چاہیئے، حتی کہ کوئی جگہ نظر نہ آئے،
ہوا کی اصلاح تک ان کو اسی جگہ رہنے دینا چاہیئے، خواہ اس انتظار مین ایک
ہفتہ سے زاید کیون نہ ہو جائے، البتہ خ کا قول ہے کہ اس سے زیادہ مدت
تک انتظار نہ کرنا چاہیئے،

ح کا قول ہے کہ جب قلم اس گڈھے سے نکال لیے جائین تو ترکیب سے
قبل ان پر پانی چھڑک دیا جائے، لیکن ان کو پانی مین بھگایا نہ جائے ورنہ
ہوا ان کو خراب کر دے گی، البتہ غرس کے وقت اگر بضرورت پانی مین ڈالدئیے
جائین تو کوئی ہرج نہین ہے، مگر صرف ایک یا دو دن پانی مین ڈال سکتے
ہین، اس سے زیادہ اگر رکھین گے تو خرابی لاحق ہو جائے گی، انگور کی شاخ
اس قاعدہ سے مستثنی ہے، وہ پانی مین رکھی جا سکتی ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے،
کہ وہ خراب نہین ہوتی ہے، قلمون کے استحفاظ کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ
ان کو مٹی کے ظروف مین جنکا منھ تنگ ہو رکھین، یہ ظروف کورے ہون لیکن
اگر میٹھے پانی کو جذب کئے ہوئے ہون تو اچھا ہے، ان مین قلمون کو رکھ کر اوپر
سے ایک کپڑا باندھ دین تاکہ ہوا کا داخلہ نہ ہو سکے، ان مین پانی ڈالنے کی ضرورت
نہین ہے، اس کے بعد یہ مٹکے زمین کے اندر دفن کر دیئے جائین، اسی طریقہ پر
قلم ایک ملک سے دوسرے ملک مین منتقل کئے جاتے ہین، اور اسی طرح وہ
قلم بھی محفوظ کر لیے جاتے ہین جنکے درخت مین پتے جلد آتے ہون اور جنہین
وہ مرکب کئے جائین گے، ان مین دیر مین آتے ہون، تو اس وقت تک کیلئے
جب تک وہ شاداب نہ ہون ان کو محفوظ کر لیا جائے، کیونکہ یہ مفتی بہ مسئلہ ہے
کہ اس درخت مین ترکیب کرنا زیادہ انسب ہے جسمین پتیان تازی آئی ہون،
خصوصاً انار کے درخت مین یہ ضروری ہے، ق کا قول ہے کہ اگر قلم دوسرے
ملک مین لیجانا مقصود ہو تو ان کو ایک مٹکے مین اس طرح پر رکھین کہ اول مٹکے
کے اندر عمدہ مٹی ڈالین اور قلمون کو رکھنے کے بعد بھی تھوڑی مرطوب مٹی ڈالین،

اور خود شگے کے ظاہری حصہ کو مٹی سے لیپ دین،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ قلم ان درختون سے لیے جائین جنکی موجودہ پتیان نئی پتیون کے نکلنے سے قبل جھڑی نہ ہون، یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ درخت مین نئی پتیون کے نکلنے کا ہیجان ہوتا ہے، اور درخت سے پانی جاری ہوجاتا ہے، کیونکہ قلم مین جب نئی پتیان آجاتی ہین تو ان کا اصلی مادہ ختم ہوجاتا ہے، اسلیے قبل ہی قلم لے لیے جائین تو اچھا ہے، یہی صورت طوخ اور پودون کے لیے ہے، اس سے صرف انار مستثنیٰ ہے، اگر تلقاح سے قبل شاخین نہ مل سکین اور ترکیب کی شدید ضرورت ہو تو پتیون کے نکلنے کے بعد بھی قلم لے سکتے ہین، مگر اس کے لیے ان شاخون کو منتخب کرنا چاہیے جو جڑ مین یا تنے مین نکلی ہون، ان کی آنکھون کو سب سے پہلے پھوڑ دینا چاہیے اور پتیون کو توڑ کر پھینک دینا چاہیے اور دس دن تک اسی حال مین چھوڑ دینا چاہیے، یہان تک کہ ان مین اصلی مادہ پھر لوٹ آئے اور خوب جم جائے اور اس قدر زور پیدا ہوجائے کہ دوبارہ پتیون کے نکلنے کے آثار نمودار ہوجائین جب یہ کیفیت پیدا ہوجائے تو ان مین سے سخت مقام کو کاٹ کر قلم بنالین، اور شاداب درخت کے ساتھ مرکب کردین، اُمید ہے کہ انشاءاللہ یہ ترکیب مفید ہوگی، اس قسم کا عمل ان شاخون مین کرنا چاہیے جو ترکیب کے لیے ٹھیک ہون اور آنکھین جنکا ذکر کیا گیا ہے غالبًا مادہ سے خالی ہون لیکن شاخین ایسی نہ ہون،

انجیر کے لیے قلم کا انتخاب جڑ کی شاخون سے یا تنے کی شاخون سے کرنا چاہیے، یا ان دونون کے متصل مقام سے لینا چاہیے، اس وقت قلم کاٹنا چاہیے جبکہ

درخت مین پانی جاری ہوجائے اور وہ شاخین لیجائین جنکا پوست سرخ ہو اور پرانی اور پتلی ہون زیادہ موٹی نہ ہون اور ان مین گودہ کم ہو، یہ شاخین یا جڑ کی ہون یا تنے پر کی ہون یا ان شاخون مین سے ہون جو درخت مین مختلف جہات مین نکل آئی ہون، بشرطیکہ کسی غیر محمود سمت مین نہ ہون، ان مین سے نرم شاخ کو قلم کے لیے لینا چاہیے، بلکہ جو سبز ہون انھین کو منتخب کرنا چاہیے، انجیر اور انگور کے قلمون کو چند دنون کے لیے زمین کے اندر دفن کر سکتے ہین یہ ان کے لیے مضر نہ ہوگا، بلکہ ان درختون کے قلم جنکی پتیان گر جاتی ہین زمین کے اندر دفن کیے جا سکتے ہین اور وہ اس کے متحمل بھی ہو سکتے ہین، لیکن زیتون وغیرہ جنکے پتے نہین گرتے اور بالکل ننگے نہین ہوتے تو اس قسم کے درختون کی شاخین کا تکر فوراً لگا دیجاتی ہین، کیونکہ تاخیر کو یہ برداشت نہین کر سکتی ہین، مگر جب ان کو محفوظ رکھنے کی شدید ضرورت واقع ہوجائے جیسا کہ بیان کیا گیا،

غ کا قول ہے کہ گلاب اگر بادام شیب اور انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کے قلم ان جڑون سے لیے جائین، جو زمین کے اندر ہون، زمین کھود کر ان مین سے سخت حصہ کو کاٹنا چاہیے، ص کا قول ہے کہ گلاب کے قلم کے لیے اس کا ہر حصہ کارآمد ہے، لیکن اس حصہ کو لینا چاہیے جو نازک ہو اور حجم کم ہو، مگر ساتھ ہی سخت مقام سے انتخاب کرنا چاہیے، یہ قلم ہر اس درخت کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے جس مین مادہ قوی موجود ہو، جیسے شیب انگور اور بادام وغیرہ مین گلاب ترکیب بالشق سے مرکب ہوتا ہے، مرکب کرنے کے بعد مقام ترکیب کو ان ظروف مین محفوظ کر دین، جس مین عمدہ قسم کی مٹی اور ریت بھری ہو، اور بار بار اس کو سیراب

کرتے رہین، اس طرح پر عمل کرنے سے گلاب بہت خوشنما پھول لائے گا، اوران درختون کے ہم عمر ہوگا جن مین یہ مرکب کیا گیا ہے، انگور کے قلم ان شاخون کیلئے لیے جاتے ہین جنکے اوصاف ایسے ہون جیسے پھلدار شاخون کے ہوتے ہین، خ کا قول ہے کہ ان شاخون کو قلم کے لیے منتخب کرنا چاہیئے، جو کسی موٹی اور بڑی شاخ کے فروع ہون اور ان مین گرہین قریب قریب ہون، بادام کی وہ شاخ ترکیب کے لیے لیجاتی ہے جو جڑ مین نمودار ہوتی ہے، اس کیلئے ابن حجاج کی کتاب اور فلاحۃ نبطیہ کا مطالعہ کرو،

فصل

قلمون کے تراشنے کا طریقہ، ص، غ، اور خ کی کتابون سے

علمار کا قول ہے کہ وہ اقلام جن سے پوست اور مغز کی ترکیب عمل مین آتی ہے اور جو رومی ترکیب کے نام سے مشہور ہے، کتابت کے قلم کی شکل کے تراشے جائین، اس طریقہ سے کہ ایک جانب نصف شاخ سے ذرا کم چھیلین کیونکہ اس سے زیادہ چھیلنا مناسب نہین ہے، تراش بالکل برابر ہو، اصل گودہ یا مغز کو تراشنا نہین چاہیئے، البتہ قلم کی نوک پر جو مغز ہو اس کو چھانٹ ڈالین، بقیہ نصف حصہ کو بالکل صحیح وسالم رکھین، لیکن اگر اس کے پوست کو بھی آہستہ سے کھرچ دین تو بہت اچھا ہو بالخصوص اس وقت جبکہ قلم کے پوست مین سختی ہو، میری رائے ہے کہ قلم کے آخری حصّہ کو اگر اس قلم کے مانند بنائین جو ترکیب بالشق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور مغز کو کاٹنے سے محفوظ رکھین تو بہتر ہے کیونکہ یہ مجرب ہے،

کہ مغز کا اگر زیادہ حصہ کاٹ چھانٹ مین چلا گیا تو وہ اچھی طرح نشو ہی نہ پائے گا، مین نے قلم کے بقیہ نصف حصہ کو چھیلکر بھی لگایا ہے، میرے نزدیک کوئی نقصان نہین ہے، مقطوعہ حصہ کا طول انگوٹھے کے برابر ہونا چاہیئے بعض نے کہا ہے کہ نصف انگلی کے برابر ہو، بعض نے کہا کہ اسی قدر کاٹنا چاہیئے جتنا کہ لکھنے کا قلم کاٹا جاتا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ اس شاخ کی ضخامت اور لطافت کے لحاظ سے ہوگا، جس مین ان قلمون کو مرکب کرنا مقصود ہو، ق کہتا ہے کہ قلم کو دو انگل کے برابر کاٹنا چاہیئے اور ایسا نہ کاٹنا چاہیئے کہ اس کے گودے سے بھی کچھ حصہ کٹ جائے،

وہ قلم جو ترکیب بالشق کے لیے تیار کیا جاتا ہے جسکو ترکیب نبطی بھی کہتے ہین، دروازے کی کنڈی کی شکل کا بنایا جاتا ہے، جس طرف سے شاخ کاٹی گئی ہو اسی طرف سے اس کو چھانٹنا چاہیئے، تراش بالکل برابر ہو خواہ شاخ کتنی ہی موٹی ہو، صرف نچلے حصہ کو اوپر کے حصہ سے ذرا زیادہ باریک اور پتلا کر دین، جس شاخ مین یہ قلم مرکب کیا جائے اس کے وسط شق کو کسی آلہ سے کھول دین، اس مقطوعہ قلم کی شکل بہرحال اس بڑی چھری کی طرح ہو گی جسکی دھار بالکل پتلی ہوتی ہے اور پچھلا حصہ موٹا ہوتا ہے، قلم کا جو دبیز حصہ ہو اسکو مرکب کرتے وقت باہر کی طرف رکھین، اور جو باریک ہو اس کو مطعم کے شق مین داخل کر دین، اس قسم کا قلم نصف انگل کے برابر ہونا چاہیئے، اور اسکی سطح بالکل برابر ہونی چاہیئے، بیچ مین کوئی ایسی ضخامت نہ ہو جسکی وجہ سے دونون شاخین اچھی طرح جٹ نہ سکین،

ق کا قول ہے کہ انگور کا قلم ڈھائی انگل کے برابر ہو، اسکو اس طرح کاٹا جائے کہ اس کا گودہ صحیح وسالم رہے، البتہ باریک کرنے مین اگر کچھ مغز کٹ جائے تو حرج

نہین ہے انگور کے پودے مین بھی اسی طرح شق کیاجاتا ہے جیساکہ بیان کیاگیا
زیادہ یاکم کرنے کی ضرورت نہین ہے، اس کاخیال رکھنا چاہیئے کہ قلم مین آنکھین ہون
تاکہ ان کی وجہ سے اس شق کی حفاظت ہوسکے، گودے کے چھانٹنے سے تمام
قلمون مین احتیاط کی ضرورت ہے، تراشیدہ اقلام کو میٹھے پانی مین ایک ظرف کے
اندر رکھین، جب کوئی قلم درست کرلیاجائے تو اسکو دوسرے قلمون کی درستگی تک
پانی مین ڈالدیناچاہیئے، ابن حجاج کی کتاب سے جوکچھ اس بارے مین اخذ کیا گیا
ہے وہ لکھ دیاگیا ہے،

فصل

ترکیب باشق یعنی ترکیب نبطی کا طریقۂ عمل صؔ، غؔ اور خؔ کی کتابون سے،

ان کا قول یہ ہے کہ ترکیب نبطی کا استعمال ان درختون کے لیے ہوتا ہے جنکا
چھلکا پتلا ہوتا ہے مثلاً سیب، جوان امرود، سفرجل، شفتالو، آلو بخارا، زرد آلو، انگور
اور وہ زیتون جو جوان ہو جسکی چھال بالکل تپلی ہو نیز انجیر وغیرہ مین ترکیب باشق
کا استعمال ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کا کوئی حصہ کاٹا جائے جیساکہ قبل مین
بتایاگیا اور اس سے پہلے قلمون کو اسی شکل مین تراشا جائے، اس کے بعد مطعم کے
تنے یا شاخ مین ایک شق پیدا کیا جائے اور اس کے وسط مین برما یا سینگھ کی کنڈی
یا لکڑی کی کوئی سیخ ٹھونکدیجائے اور اس کو بائین ہاتھ سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے
رہین اور اوپر سے تھیر یا لکڑی سے ٹھونکین، تاکہ قلم کے برابر اس مین شق پیدا ہوجائے،

اگر شق مین دوسرے راستے پیدا ہونے لگین تو لوہے کو آہستہ سے کھینچ لین، اس کے
بعد قلم کو اس کے اندر داخل کرین اور اس کا دبیز حصہ باہر کی جانب رکھین، قلم اور
اس شاخ یا تنے کے چھلکے کو جس مین یہ قلم مرکب کیاجائے بالکل برابر کردیناچاہیئے،
بلکہ دونون پوست کی سطح برابر کردینی چاہیئے اور اس قدر اندر سے ملصق کردینا
چاہیے کہ دونون دو نہ معلوم ہون بلکہ ایک ہی دکھلائی دین اور اس کا امتیاز کرنا
بھی مشکل ہو غرضکہ اچھی طرح جمادین، کتاب ابن حجاج مین ہے کہ اس طرح مرکب
کرین کہ مغز سے مغز ملصق ہوجائے،

تمام علمار کا قول ہے کہ قلم کو اس شق مین آہستہ سے داخل کرین، نہ بہت سختی
اور تنگی کے ساتھ اور نہ بالکل نرمی کے ساتھ بلکہ اوسط طریقہ سے تہ تک پہنچادین، اگر
اتنی گنجایش نہ ہو کہ اندر جائے تو برما کو رکھکر اوپر سے ذرا آہستہ سے ٹھونکین اور
اس طرح شق کی درازی بڑھائین پھر قلم کو داخل کرین یا دوسری ترکیب یہ ہے
کہ قلم ہی کو چھوٹا کردین، یہان تک کہ وہ شق کے برابر ہوجائے، اسی طرح دوسرے
قلم کے لیے دوسری جانب اسی طرح کا شق بناناچاہیئے، اگر شاخ یا تنا جس مین
ترکیب ہوگی، زیادہ موٹا ہو تو اس مین شق ذرا عمیق کرناچاہیئے، جیسے بگن مین شق
بنایا جاتا ہے اور اس مین چار قلمون کو مرکب کرناچاہیئے، اگر اس سے بھی زیادہ
موٹا ہو تو ہر نصف حصہ مین دو شق بناناچاہیئے اور اس مین چھ قلمون کو مرکب کرنا
چاہیئے، ہر دو قلم طول اور غلظت مین مساوی ہون، قلمون کے داخل کرنے کے
بعد برما کو نکال لیناچاہیئے اور قلمون کو اچھی طرح جمادیناچاہیئے، اگر شاخ یا تنا غیر معمولی
طریقہ پر موٹا ہو اور یہ خوف ہو کہ شقوق برما کے نکالنے کے بعد تنگ ہوجائین گے،

جس سے قلمون کی بالیدگی کو نقصان پہنچیگا اور ان کی چھال لکڑی سے جدا ہو جائیگی
یا لکڑی پر ضرب آجائیگی تو برما کی جگہ پر لکڑی کی ایک چھوٹی سی کھونٹی داخل کر دین
اور آہستہ سے اس کو ٹھونک کر اندر کر دین تاکہ شقوق قلمون کے لیے تنگ
نہ ہون، اگر کھونٹی زیادہ لانبی ہو تو جو حصہ شق سے باہر ہو اس کو کاٹ ڈالین،
اور بقیہ کو اندر ہی رہنے دین، دو قلمون کے درمیان جو شق ہو اس کو اسی درخت
کی چھال سے بند کر دینا چاہیئے تاکہ اندر کوئی شے نہ جا سکے، بعض کی یہ رائے ہے
کہ اس شق کو راکھ سے بھرنا چاہیئے، ق کہتا ہے کہ اس کو نرم مٹی اور تر کیچڑ سے پُر
کرنا چاہیئے، اور شق کے طول مین دونون طرف درخت کی چھال رکھ کر ایک
دھاگے سے باندھ دینا چاہیئے، اگر عمدگی سے یہ شاخ یا تنا اس قلم پر جم جائے،
یعنی نہ زیادہ تنگ ہو اور نہ ڈھیلا ہو اور اگر اس مین کوئی فتور رہجائے تو موضع
شق کو اون کے ڈورے سے یا کتان کے ٹکڑے سے یا کتان کے بٹے ہوئے دھاگے
سے چارون طرف باندھ دین اور اتنا مضبوط باندھین کہ شق قلم کے ساتھ جم جائے،
کسی دوسری رسّی یا کھجور کی رسی سے باندھنا نہ چاہیئے کیونکہ اس مین صلابت
ہوتی ہے اور اس سے پوست کٹ جانے کا خطرہ ہے، قلم جب کاٹے جائین
تو سب سے پہلے ان مین مٹی لپیٹ دینی چاہیئے، اور پھر ان کو ظروف مین رکھدیا جائے،
جیساکہ پہلے گذر چکا ہے،

غ، خ اور دوسرے فلاحین کا قول ہے کہ اگر وہ شاخ جسمین قلمون کو مرکب
کیا جائے گا کلائی کے برابر موٹی ہو تو اس مین دو قلمون کو مرکب کرنا چاہیئے اور
اگر اس سے زیادہ موٹی ہو تو چار اور اس سے زیادہ قلمون کو مرکب کر سکتے ہین،

خ کا قول ہے کہ سرخ انگور بہت زیادہ نرم ہوتے ہین حتیٰ کہ وہ گوندھے ہوئے
آٹے کے مانند ہو جاتے ہین، اس کو اگر نمناک مٹی کی جگہ پر مقام ترکیب مین استعمال
کرین تو بہت بہتر ہو، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ گائے کا تازہ گوبر بھی اس جگہ پر استعمال
کیا جا سکتا ہے، اگر موضع ترکیب زمین کے اندر ہو تو اس پر مٹی ڈال کر برابر کر دین
اور دبا دین تاکہ قلم متحرک نہ ہون، اس مین تر مٹی لگانے کی ضرورت نہین ہے،
البتہ نشانی کے طور پر کوئی لکڑی یا دوسری چیز نصب کر دین تاکہ قلمون کو مضبوط
رکھے اور ہوا کے جھونکون سے محفوظ رکھے، اور مقام ترکیب زمین کی سطح سے کچھ
اوپر ہو تو اس جگہ پر مٹی جمع کر دین اور اطراف و جوانب سے اس کو برابر کر دین یا
دوسری صورت یہ ہے کہ اس مین کوئی مٹی کا ظرف داخل کر دین اور اس کو مٹی
سے پر کر دین، انگور کی شاخین ترکیب بالشق کے ذریعہ سے زمین کے اندر جڑ کے
متصل مرکب کی جاتی ہین، کیونکہ وہان پر تھوڑی سی سختی ہوتی ہے، ہندوے کے
انگور مین ایک قدآدم کی اونچائی پر ترکیب ہوتی ہے مقام ترکیب کو ظروف مین رکھتے
ہین اور اس کو لکڑی پر قائم رکھتے ہین تاکہ ہوا اس کو گرا نہ دے،

ترکیب بالشق کی دوسری صورت
جبکہ جڑ سے ذرا فاصلہ پر عمل کیا جائے

غ وغیرہ کا قول ہے کہ درخت کے ارد گرد جڑ سے فاصلہ پر گڈھا کھودا جائے،
یہان تک کہ وہ جڑون تک پہنچ جائے، اس کے بعد ان مین سے جو موٹی جڑ ہو
اس کو ترکیب کے لیے منتخب کرنا چاہیئے اور پھر اسکو قطع کرنا چاہیئے اور شاخ کے
دونون جانب کو زمین سے ذرا بلند کر کے ہر ایک مین قلمون کو مرکب کر دیا جائے

مرکب کرنے کے بعد مٹی لگا دینی چاہیئے اور اس پر موم جامہ یا کوئی اور مضبوط کپڑا باندھ دینا چاہیئے، یا کہ مقام ترکیب کو کسی ظرف مین رکھدین اور اس کو گڑھے کی مٹی سے پُر کر دین اور مقام ترکیب پر ایک علامت بنا دین، اس طریقہ پر یہ پودا مرکب ہو جائے گا اور پھر تم اس کو دوسری مناسب جگہ پر بھی منتقل کر سکتے ہو،

فصل

اس ترکیب کے بیان مین جو لکڑی اور چھال کے درمیان ہوتی ہے جس کو ترکیب رومی کہتے ہین ص، خ، اور رغ کی کتابون سے اسکا ماخذ؛

ان فلاحون کا قول ہے کہ یہ ترکیب ان درختون کے لیے کار آمد ہے جس کی چھال موٹی اور رطوبت دار ہو جیسے زیتون خصوصًا وہ زیتون جو بہت زیادہ پرانا اور قدیم ہو، اور اسی طرح، آس بری، فستطل، اور انجیر مذکر اور مؤنث ہے، ان مین یہ ترکیب زمین کے نیچے جڑون کے اندر کیجاتی ہے، آمرود، بہی اور سیب بھی اس ترکیب کو قبول کرتے ہین، بشرطیکہ ان کی چھال موٹی ہو، اور ان کے علاوہ جتنے موٹی چھال کے اشجار ہون گے ان مین اسی طرح ترکیب ہو سکتی ہے، اسکا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے علوی یا سفلی حصہ مین زمین کی سطح کے قریب یا زمین کے اندر جڑ مین ایک تسگاف بنائین، زمین کے اندر ان درختون مین ترکیب ہوتی ہے جنکی لکڑی نرم ہو اسکے وہ اس کے محتاج ہون کہ ترکیب کے بعد ان کو مٹی سے ڈھک دیا جائے یا ظروف مین محفوظ کر لیا جائے جیسے انجیر مذکر اور مؤنث وغیرہ ہین، قطع کی شکل وہی ہونی چاہیئے، جو اوپر بیان کیگئی ہے، اس ترکیب کیلئے

اسی طرح کا قلم لینا چاہیئے جیسا کہ ذکر کیا گیا قلم کے ایک جانب کو چھیل کر ایسا بنا لین جیسا کہ لکھنے کا قلم ہوتا ہے اور اسکی شکل یہ ہوگی،

اس کے بعد قلم کے طول اور غلظ کے برابر درخت کے پوست اور لکڑی مین ایک تیز لوہے سے مقطوعہ جگہ کو کھولین اور تسگاف کو بڑھائین لوہا برما کی شکل کا ہو اور اسی طرح تیز ہو اور تسگاف کو اس قلم کے برابر بڑھائین جو اس مین مرکب کیا جائے گا، اور اس لوہے کی شکل ایسی ہونی چاہیئے،
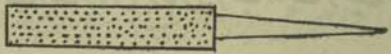
یا اسی طرح لکڑی کی کوئی شے بنالی جائے جو اس لوہے کے قائم مقام ہو سکے، یہ لوہا پوست اور تنے کے درمیان بہت آہستہ سے اس مقام مین داخل کیا جائے جہان پر تم قلم کو مرکب کرنا چاہتے ہو، اس قدر آہستہ سے داخل کیا جائے کہ پوست اجڑنے نہ پائے، پھر آہستہ سے اس کو نکالکر قلم داخل کر دیا جائے، قلم کو بھی بہت ہلکے سے داخل کرنا چاہیئے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، قلم کے داخل کرتے وقت پوست کو بٹے ہوئے دھاگے سے خوب مضبوط کر کے باندھ دین یا ایک مضبوط کپڑے کے حاشیہ کو چارون طرف لپیٹ دین اور پھر اس کو باندھ دین تاکہ قلم کے دخول کے وقت پوست پھٹنے نہ پائے، اور عظم سے وہ جدا نہ ہو سکے، اس کے بعد قلمون کو نہایت عمدگی سے اندر داخل کرین، یہانتک کہ پورا قلم داخل

ہو جائے اگر رکاب ہو تو رکاب کے ذریعہ سے نیچے اتارین لیکن بغیر رکاب کے
اگر ایسا عمل کرین تو اچھا ہے، قلم کا مغز شاخ یا تنے کے مغز کی جانب ہو اور اسکا
پوست بھی شاخ کے پوست کی سمت مین ہو، اگر اس کے خلاف بھی ہو تو کوئی
ہرج نہین ہے، مین نے زیتون مین ان دونون طریقون کا تجربہ کیا ہے، میرے
خیال مین دوسری صورت مین کوئی مضائقہ نہین ہے، اور اسی طرح مین نے کئی
مرتبہ پوست کو قلم کے داخل کرنے کے بعد بہت زیادہ ملصق کر دیا، اس سے بھی
کوئی نقصان نہین ہوا،

قلم بنانے اور ان پر ترکیب کے وقت مٹی لگانے یا ظروف کے لٹکانے کا بیان
گذر چکا ہے، جب ترکیب سے تم فارغ ہو جاؤ تو مرکب درخت کو میٹھے پانی سے
خوب سیراب کر د،

اشجار مذکورہ کی ترکیب کی دوسری ترکیب

خ کا قول ہے کہ درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر ایک متوسط فاصلہ پر کسی جڑ کا
انتخاب کرنا چاہیئے، جس قدر تم موٹی جڑ دیکھو اسی کو منتخب کرو اور اس کے بیچ
مین ایک شق کرو، اس شق کے دو جانب ہون گے، ایک جڑ کی طرف ہوگا اور
دوسری شاخ کی طرف، دونون جانب کو ایک لکڑی لگا کر ذرا مرتفع کر دو،
اور پھر دونون جانب قلمون کو مرکب کر دو، خواہ ترکیب باشق کے اشجار ہون
یا دوسرے قسم کے، ہر ایک کی ترکیب ہو سکتی ہے،

فصل

اس ترکیب کا بیان جو انبوب اور رقعہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے

عوام انبوب کو فلیبہ اور رقعہ کو عجزہ کہتے ہین، رقعہ طویل مربع اور مستدیر شکلون کا ہوتا ہے
ص، خ اور غ کی کتابون سے ماخوذ ہے، فلاحون کا قول ہے کہ اس ترکیب کا استعمال
انجیر مذکر اور مونث اور توت مین ہوتا ہے، یہ ترکیب علوی شاخون کے علاوہ جڑون
مین بھی ہوتی ہے، خروب اور زیتون نیز دیگر میوہ جات مین بھی اس ترکیب کا
عمل ہوتا ہے، انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر مفصل بیان آئے گا، اس کا طریقۂ عمل یہ ہے،
کہ انجیر یا اس کے ہم شکل درخت کے علوی حصہ کو جنوری یا فروری مین کاٹ ڈالین،
تا کہ ان مین نئی شاخین نکل آئین اور ترکیب ہو سکے، اگر جڑ کے قریب کوئی نئی شاخ
نکل رہی ہو تو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیئے تا کہ مادۂ نمو علوی حصہ مین پہنچ سکے،
جب شاخین نکل آئین تو ان مین جون کے مہینہ مین عمل ترکیب شروع کرنا چاہیئے،
پہلے کمزور شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے اور بقیہ کو چھوڑ دینا چاہیئے، تاکہ ترکیب
ان کے دودھ سے قوی ہو سکے، اس کے بعد ایک مضبوط شاخ کا انتخاب کرنا چاہیئے،
اور جس قدر ضرورت ہو اس قدر باقی رکھکر بقیہ کو چھانٹ دینا چاہیئے اور اس کے
طول کا اعتبار درخت کی بڑائی اور چھوٹائی اور اس کے قوت اور ضعف پر ہے، بعض
وقت چھوٹے درخت کی شاخ بڑے درخت کی مناسبت سے زیادہ لانبی رکھی جاتی ہے، اسی طرح کمزور
قوی سے زیادہ لانبی رکھی جاتی ہے، جون کے مہینہ مین بھی شاخین اگر کمزور نظر آئین اور انکی چھال اب تک سرخ
نہ ہوئی ہو تو انکو چھوڑ دین اور شاخون کے اوپر کے حصہ کو دوبارہ کاٹ ڈالین،

اورصرف تین یاچار گرہ کے اندازسے چھوڑدینا چاہیئے،اگرموٹی ہون تواس سے زیادہ چھوڑدینا چاہیئے، آٹھ یادس دن کے بعد جبکہ عنصرہ کے دن قریب ہون توان شاخون پرپھر نظر نہ ڈالی جائے، اگر شاخ کی چھال سرخ ہوگئی ہو توترکیب کیلئے کارآمد ہوسکے گی، لیکن اگراب بھی سبزی غالب رہے تو ۱۵ اگست تک اُن کو پھراُسی حال پرچھوڑدینا چاہیئے، یہ اس ترکیب کی آخری مُدّت ہے،اس درمیان مین برابر نگاہ رکھنی چاہیئے،جب بھی سرخی آجائے ترکیب کردینا چاہیئے،اس کے بعداس منتخب درخت پرنظر کرنی چاہیئے جسکومرکب کرنا ہواوران شاخون کا انتخاب کرنا چاہیئے جو زمین کے قریب ہون اور جو مشرق اور قبلہ کے رخ پرہون اورجنمین آنکھین نکل آئی ہون،ان آنکھون مین سے اس آنکھ کا انتخاب کرنا چاہیئے جو اپنی غلظت مین مطعم کے برابرہو،

اگرمطعم کی شاخون مین آنکھین نہ ہون اوریہ ترکیب ضروری ہو تواسکی ان شاخون کوجومشرق اور قبلہ کے رخ پرہون،ضرورت سے دوچار دن قبل ہی چھانٹ ڈالنا چاہیئے اورکنارون کوکاٹ ڈالنا چاہیئے تاکہ مادہ صعود کرسکے،اورآنکھین نمودار ہوسکین،جب آنکھین نکل آئین توان کوپوست کے ساتھ نکال لینا چاہیئے،اوریہی آنکھ چھلکا سمیت انبوب یعنی نئے کہلاتی ہے، آنکھ نکالنے کے طریقے مختلف ہین لیکن تھوڑاہی فرق ہے،پہلا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ والی شاخون مین سے ایک کوچھری کی پتلی اورتیز دھار سے اس طرح کاٹین کہ آنکھ کولیتے ہوئے پوست کوآگے تک کاٹ ڈالین دونون طرف چھلکا ہواورپورے وسط مین آنکھ ہوچھری کی تراش مین مغز بھی آجائے،اس انبوب کا طول کم سے کم نصف انگل ہونا چاہیئے، ق کا قول ہے

کہ طول ایک انگوٹھے کے برابرہوناچاہیئے،اس کے لیے چھری وہی استعمال کرنی چاہیے جوترکیب رومی کے لیے بتائی گئی ہے،جسکی دھارتیز ہواورشکل ہلالی ہو،ص کاقول ہے کہ چھری اس سے باریک ہونی چاہیئے جسکا پھل ذراچوڑا ہواورنشترکے آلہ سے مشابہ ہو،دوسردن کاقول ہے کہ اگر لوہے کی کوئی چیز دستیاب نہ ہوسکے توبانس کے ٹکڑے کی چھری بنالین اس کے بعد مطعم کی شاخ سے آنکھ کوچھلکا سمیت اسطرح نکال لین کہ چھلکے اورمغز مین دونون طرف سے چھری مارین یاجس طرح ممکن ہو تراشں لین اوراسکو کپڑا یارسی سے لپیٹ دین اوریہ عمل انگوٹھے اوراس کے قریب کی انگلی سے کرنا چاہیئے اور شاخ کوکاٹتے وقت مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے،جب انبوب صحیح وسالم نکل جائے تواس کوایک صاف برتن مین میٹھے پانی کے اندر رکھین،بعض کا یہ قول ہے،کہ انبوب کوطول مین اس جہت سے شق کردین، جسمین آنکھ بیچ مین نہ پڑے،اس سے قبل اسفل اوراعلی دونون جانب کوچھری سے الگ کردین تاکہ آسانی سے شاخ سے جدا ہوسکے،اس کے بعداس کوہلکے دھاگے سے باندھ دین اورپانی مین رکھدین،بہرحال جس صورت سے بھی ممکن ہو اس کوشاخ سے جدا کرلین لیکن آنکھ کوکوئی نقصان نہ پہنچے،ہردرخت کے لیے مختلف طول وعرض کے انبوب حاصل کیے جاتے ہین،ص مین انجیر وغیرہ سے انبوب نکالنے کا طریقہ درج ہے،اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس شاخ مین انبوب ہون اس کوانبوب کے قریب سے چھانٹ دینا چاہیئے اوران مین سے اس کا انتخاب کرنا چاہیئے،جوزیادہ نمودار ہوا ہواس کے قریب پوست اورلکڑی کے درمیان چاقو کوداخل کردینا چاہیئے اورآہستہ سے اسکو چارون طرف اندرون مغز مین گھماتے

ہوئے اس سمت سے لیجانا چاہیئے جہان سے تراشنا شروع کیا ہے، یہان تک کہ
پوست آنکھ سمیت جدا ہو جائے، اس طرح پر کہ وہ انبوب آسانی سے نکل آئے،

پھران منتخب شاخون پر نظر ڈالیجائے جو مطعم کے علوی حصہ مین کانٹ چھانٹ کر
درست کیگئی ہین کہ ایا ان کا پوست سرخ ہوگیا یا نہین، اگر شاخین زیادہ لانبی ہون
توان کو چھوٹی کر دینا چاہیئے، یہانتک کہ ہر شاخ مین تین یا چار گرہین رہ جائین،
یہ شاخین اپنی غلظت اور انبوب کے طول کے لحاظ سے بڑی چھوٹی رکھی جائین، اسکا
خوب خیال رکھنا چاہیئے کہ انبوب شاخ کے اس مقام سے کاٹا جائے جو بالکل سرخ
ہو اور سبز نہ ہو، اس کے بعد مطعم کی چھال کو اوپر کی جانب سے گرہ تک اتار لین اس
مقام مین جو حصہ زیادہ سرخ ہوگا وہ ترکیب کے لیے بہتر ہوگا، پھر اس مشقوق
جگہ مین انبوب کو رکھدین جو غلظت اور رقت، طول اور عرض مین اس کے برابر ہو
اور انبوب کو اوپر کی سمت سے داخل کرنا چاہیئے، اگر انبوب شاخ مین اچھی طرح
بیٹھ جائے تب تو خیر ورنہ اس سے چھوٹا یا اس سے بڑا انبوب کاٹکر رکھا جائے
تاکہ نشست ٹھیک ہو سکے، انبوب کو ذرا دبا کر جما دین تاکہ پوست کی جگہ پر پوست
اور آنکھ کی جگہ پر آنکھ بیٹھ جائے، پس اگر آنکھ اس شاخ کے درمیان مناسب طریقہ
پر جم گئی تو بہت اچھا ہے ورنہ انبوب کو اُلٹکر داخل کرنا ہوگا، اعلیٰ کو اسفل اور
اسفل کو اعلیٰ کر کے رکھنا پڑے گا، انبوب کو جمانے کے بعد اس کو اور دونون
پوست کو دھاگے یا ریشم کے ڈورے سے مضبوط کر کے باندھ دین، زیادہ سخت نہ
باندھین بلکہ ایک متوسط انداز سے باندھین، اس کے بعد انبوب کو اعلیٰ اور اسفل
ہر طرف سے انجیر کے دودھ سے سیراب کرین ان ہی شاخ اور پتون سے دودھ نکالکر

ڈالنا چاہیئے جنمین ترکیب کیگئی ہو یا جو قریب ہون اس طریقہ پر کہ سبز جگہ پر ایک
تیز لوہے سے ایک کج شگاف بنائین اور اس کو انبوب کے پوست کے قریب
کرین تاکہ اس سے انبوب پر دودھ ٹپکے، بار بار ایسا کرتے رہین تاکہ انبوب پوست
اور مغز سے پیوست ہو جائے، اور اگر دودھ کے ساتھ انبوب کے اندرونی حصہ مین
روغن بھی لگا دین تو وہ آسانی کیساتھ داخل ہو جائے گا، اور جم جائے گا اور اگر
تم کو خوف ہو کہ انبوب کو جبراً داخل کرنے سے شگاف پڑ جائے تو انبوب کو
ریشم یا کپڑے کے دھاگے سے لپیٹ دین تاکہ محفوظ ہو جائے، دوسرے دن
اگر انجیر کے دودھ سے پھر سیراب کر دین تو اچھا ہے،

انبوب کو درخت کے پتون سے سایہ پہنچانا چاہیئے اس طرح پر کہ چند پتون
کو اوپر نیچے رکھکر شاخ کے مشقوق جانب رکھکر اور انبوب کے قریب کر دین تاکہ
وہ دھوپ اور ہوا سے محفوظ ہو جائے، اور اگر اسکی بجائے کوئی بانس کا انبوب
رکھدین تو اور اچھا ہے، یہ تمام عمل گرمیون کے موسم مین کرنا چاہیئے جبکہ ہوا مین
تندی نہ ہو، ترکیب کے بعد مرکب شاخون کو ان کے نباتات سے تنقیہ کرتے
رہنا چاہیئے نیز درخت کی اور پیداوار خواہ اسفل مین ہو یا اعلیٰ مین کاٹتے چھانٹتے
رہنا چاہیئے، اگر یہ نباتات چھوڑ دیئے گئے اور ان سے غفلت برتی گئی تو ترکیب
کو ضعیف کر دین گے، ترکیب سے فراغت کے بعد مطعم کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے
خ کا قول ہے کہ دودھ سے سیراب کرنے کے بعد خوب پسی ہوئی سفید
مٹی مقام ترکیب پر لگا دین تاکہ وہ محفوظ ہو جائے، اگر دو انبوب ایک ہی شاخ
مین مرکب کئے جائین اور ان مین وہی عمل کیا جائے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے،

تو دونون بارآور ہون گے، اگرچہ دونون دو مختلف رنگ کے کیون نہ ہون، ہر انبوب اپنے ہم جنس کے رنگ کا پھل لائے گا اور انبوب کی شکل یہ ہوگی،
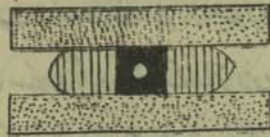
سفید نقطہ جو اندر نظر آرہا ہے وہی آنکھ کے قائم مقام ہے ابن حجاج کی کتاب جو ملخص لکھا گیا ہے اس پر دوبارہ غور کرکے نتائج کو استنباط کرنا چاہیئے،

انجیر اور دوسرے درختون کے لیے ترکیب بالانبوب کا دوسرا طریقہ

غ اور دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ انجیر کی ان جڑون سے مٹی ہٹائین جو جڑون سے ذرا فاصلہ پر ہون اور ان مین سے اس جڑ کو منتخب کرین جو زیادہ پتلی ہو اور اس کو بڑی جڑ سے جدا کردین تاکہ وہ مستقل طور پر زمین سے غذا حاصل کرے، پھر اس کو نصف انگل کے برابر زمین سے باہر نکالین اور اس کا پوست اتار کر انجیر کے انبوب اس کے ہم مقدار داخل کرین اور ترکیب کے بعد اس کو انجیر کے دودھ سے سیراب کرین، اور پتون سے مقام ترکیب کو ڈھک دین یہ مقطوعہ جڑ اپنے اس حصہ سے جو زمین کے اندر ہے غذا پائے گی، اس طرح پر کہ ایک مرکب پودہ تیار ہو جائے گا، اس کے بعد اگر اس کو دوسری جگہ منتقل کرنا چاہین تو منتقل کرسکتے ہین، بشرطیکہ وہ جگہ اس سے اچھی ہو، میرا خیال ہے کہ اگر اس جڑ کی دوسری جانب مین جو بڑی جڑ کی طرف ہے ترکیب کیجائے تو وہ بھی کارآمد ہوگا،

سیب، امرود، بہی، اخروٹ، توت اور دوسرے میوہ جات کی شاخون مین ترکیب بالانبوب کا طریقہ،

غ اور دوسرے زارعین کا قول ہے کہ اس درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے جسکی چھال موٹی ہو، پھر اس مین سے ایک نرم تازی شاخ کو پسند کرین جو کم سے کم نیزہ کے برابر موٹی ہو، یا اس سے ذرا زاید موٹی ہو اور اس مین گرہین زیادہ ہون تاکہ کلے پھوٹ سکین، اس شاخ کو کئی ٹکڑے کرکے کاٹین ہر ٹکڑہ دو انگل کے برابر ہو یا انجیر کے انبوب کے مساوی ہو، ہر ٹکڑے مین ایک گرہ ضرور رہنی چاہیئے تاکہ اس مین سے شاخین پھوٹ سکین، ان ٹکڑون مین سے کسی ایک مین مغز کی جانب باریک لوہے سے سوراخ بنائین، اس کے بعد کسی دوسرے لوہے سے جو ذرا موٹا ہو سوراخ بڑھائین پھر چھری یا چاقو کی نوک سے اسکو اور وسیع کرین یہان تک کہ پورا مغز نکل جائے اور صرف پوست باقی رہجائے یہ ایک حلقہ کی شکل مین ہوگا، یہ بالکل انجیر کے انبوب کے مثل ہوگا، اس عمل کے درمیان ٹھنڈا اور میٹھا پانی زارع کے ہاتھ پر ڈالتے رہنا چاہیئے، تاکہ اس کے ہاتھ کی گرمی انبوب کو خشک نہ کردے، خ کا قول ہے کہ اس کے بعد ترکیب کے لیے اس پودے کا انتخاب کرنا چاہیے جو بالکل علیحدہ ہو یا اس شاخ کو منتخب کرین جو زمین سے الگ نکلی ہو اور موٹائی وغیرہ مین اس حلقہ کے بالکل برابر ہو، جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس مین ترکیب موافق ہوگی تو اس کے علوی حصہ کو کاٹ دین اور پھر پوست کو اوپر سے نیچے سے حلقہ بنا کر اتار لین اس کا یہ عمل انجیر کی ترکیب کے مخالف ہے کیونکہ اس کا پوست اوپر سے تراشا

جاتا ہے، جب پوست تراش لیا جائے تو اس مین اس انبوب کو داخل کر دین، اور اس طرح جما دین کہ کوئی فرق نہ معلوم ہو اور اس کا اسفل حصہ پوست کی جگہ پر اچھی طرح بیٹھ جائے نہ زیادہ نظر آئے نہ کم دکھلائی دے، اگر انبوب زیادہ بڑا ہو اور یہ جگہ اس کے لیے کافی نہ ہو تو شاخ کے سفلی حصہ مین ذرا موٹی جگہ پر تقشیر کا عمل کرین تاکہ دونون برابر ہوجائین اور شاخ اور انبوب دونون بالکل ملصق ہوجائین، اس کے بعد انبوب کی گرہ سے ذرا نیچے ہٹ کر سفید انگور کا تخم رکھدین تاکہ یہ مقام ہوا کی شدت سے محفوظ رہے اور مقام ترکیب کو دھاگے سے باندھ دین اور اس کے اوپر سفید مٹی لگا دین، اور پھر اس کو دھجیون سے باندھ دین اور ہر طرف سے اس پر سایہ کر دین، انشاء اللہ اسی طرح بڑھ جائے گا، اس کو انجیر کے دودھ یا کسی دوسری چیز سے سیراب کرنے کی ضرورت نہین ہے، لیکن البتہ یہ کیا جاسکتا ہے کہ مقشور شاخ مین انبوب داخل کرنے سے قبل سفید انگور کا تخم پیسکر لگا دین تاکہ انبوب اچھی طرح اسکی لزوجت کی وجہ سے چسپان ہوجائے یا اردن کوٹ کر لگا دین، اس کو شارہ بھی کہتے ہین،

خ اور ط مین بھی یہی طریقہ مذکور ہے، ترکیب کرنے کے بعد مقامِ ترکیب سے اوپر ایک مٹی کا ظرف لٹکا دیا جائے جسمین میٹھا پانی بھرا ہو، اس ظرف کے پیندے مین ایک چھوٹا سوراخ کر دین تاکہ قطرہ قطرہ پانی مقام ترکیب پر ٹپکے، جب پانی کم ہوجائے تو دوسرا پانی ڈال دیا جائے، اس طرح اس وقت تک کرتے رہین جب تک یہ نشو ونما نہ پائے یا جب تک موسم سرما کی بارش نہ شروع ہوجائے،

فصل

ترکیب بالرقعہ کا طریقۂ عمل جسکو ترکیب یونانی کہتے ہین اور عوام عجنہ کہتے ہین،

اس سے پہلے یہ لکھا جاچکا ہے کہ رقعہ (پیوند) تین شکلون کا ہوتا ہے، ایک تو آس کے پتون کی طرح ہوتا ہے، دوسرا مستدیر شکل کا ہوتا ہے اور تیسرا مربع شکل کا ہوتا ہے، یہ ترکیب انجیر نر و مادہ، زیتون اور خروب مین مستعمل ہے، لیکن یہ خروب کے لئے مخصوص ہے، اس مین اس کے علاوہ کوئی ترکیب جائز نہین ہے،

اس پیوند کا طریقۂ عمل جو آس کے پتے کے مشابہ ہو

اس کے لیے ایک درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے، جسکو جنوری مین اسی طرح چھانٹنا چاہیئے جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے، تاکہ وہ شاخ دوبارہ نشو ونما پائے، جب پھر یہ تر و تازہ ہوکر نکلے اور اتنی مدت اس پر گذر جائے کہ وہ مضبوط ہوجائے اور اس کا پوست سرخ ہوجائے، تو جون کے مہینہ مین ان شاخون کی آنکھین کاٹ دیجائین جو ترکیب کے قابل ہوگئی ہین اور دوسری کمزور شاخون کو کاٹکر پھینکدینا چاہیئے اور اس کے بعد دس دن تک اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، تاکہ مادہ ان نئی شاخون تک متصاعد ہو جنکی آنکھین کاٹ دیگئی ہین اور دوسری آنکھین نمودار ہون، اس کے بعد جس درخت کی ترکیب مقصود ہو اس کی آنکھین پیوند کی شکل مین نکالی جائین اور سرِ پیوند ورق ریحان کے برابر ہو اور جس کا طول انگوٹھے کے برابر اور عرض اس سے

ذرا کم ہو اور ہر پیوند کے وسط مین گرہ ہو جس مین یہ آنکھ ہو اس طرح پر ہو کہ پوست
تیز چھری سے طول مین کاٹا جائے، اور آنکھ کے یمین وشمال جانب بھی چھری لگائی
جائے، اس کے بعد ترکیب رومی کا آلہ سے یا اس کے مشابہ کوئی چیز پوست
کے نیچے داخل کیجائے اور آہستہ سے پیوند جدا کرلین تاکہ آنکھ محفوظ رہے،
اور رقعہ شق نہ ہونے پائے، اس رقعہ کو ایک نئے ظرف مین میٹھے پانی کے
اندر رکھین، یہانتک کہ وہ کام کے قابل ہو جائے، اس کے بعد ان شاخون
کو دیکھنا چاہیئے جن مین مادہ کا ہیجان ہو گیا ہو، اور آنکھین نمو دار ہو چکی ہون،
ان شاخون مین سے ایک کی گرہ کے وسط مین جہان پر سرخی بہت زیادہ ہو،
چاقو سے پوست شق کیا جائے، جسکا اثر لکڑی پر بھی پہنچے اور اس شگاف کا طول
رقعہ کے برابر ہو، اور اس گرہ کے یمین اور شمال جانب بھی پوست کاٹ دیا جائے،
لیکن شاخ سے جدا نہ کیا جائے بلکہ اس پوست کے نیچے اس رقعہ کی جگہ بنائی جائے
اس کے بعد آہستہ سے رقعہ کے باریک کنارے کو شق کے علوی جانب سے یا سفلی
جانب سے جس طرح ممکن ہو داخل کر دین، داخل کرنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے
کہ نہ زیادہ تنگی ہو، اور نہ زیادہ کشادگی ہو بلکہ ایک متوسط فرجہ
ہو جس مین یہ داخل کیا جا سکے رقعہ کے ہر دو جانب اس پوست کے بالکل نیچے
واقع ہون گے، اور رقعہ کا تحتانی حصہ جس مین آنکھ ہوتی ہے شاخ کے اوپر کی
لکڑی پر واقع ہو، اس کے داخل کرنے کے بعد اس کی حفاظت کرنی چاہیئے،
کہ پیوند اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ وہ پوست کے بالکل نیچے واقع ہو جیسا کہ ترکیب
بالا منسوب مین بیان کیا جا چکا ہے، اسکا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ پیوند الٹ نہ جائے

یعنی علوی حصہ اسفل ہو جائے اور اسفل اعلیٰ ہو جائے،

پیوند اور پوست کو اچھی طرح برابر کرنے کے بعد دونون کو دھاگے یا ریشم
سے باندھ دین، باندھنے سے قبل انجیر کے دودھ سے سیراب کرین، اور اسکے
بعد بھی سیراب کرین، یہان تک کہ دودھ جم جائے، اس کے بعد پتون سے مقام
ترکیب کو چھپا دین، اس کا لحاظ رکھین کہ بندش پیوند کی آنکھ پر نہ ہو، ترکیب
کے بعد مطعم کے دودھ سے برابر سیراب کرتے رہین، ایسے تمام درختون مین یہی
عمل ہوتا ہے، اگر درخت کی بکثرت قوت کی وجہ سے قابلِ ترکیب شاخین
زیادہ ہون تو ہر شاخ مین ایک پیوند کو مرکب کر دینا چاہیئے، اور اگر پوست
کی جگہ پر انگور اور آرون پیسکر لگا دین تو بہت اچھا ہے، مختلف قسم کے پیوند
اگر ایک ہی شاخ مین لگا دیئے جائین تو ایک ہی شاخ سے مختلف قسم کے
انجیر بھی پیدا ہون گے، اس رقعہ (پیوند) کی شکل یہ ہے،
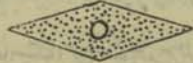
سفید نقطہ جو درمیان مین ہے آنکھ کے قائم مقام ہے،

رقعہ مستدیرہ کی ترکیب،

خ اور غ وغیرہ کا قول ہے کہ ایک لوہا لیا جائے جسکی دھار تیز اور دائرہ
نما ہو، اندر اتنا جوف ہو کہ چھوٹی انگلی سما سکے، اور اسکی شکل محراب کی جیسی ہو،
اس کے بعد انجیر نر یا مادہ کے درخت کے قریب جائین، اور مشرقی اور قبلہ
کی جانب کی شاخون کو ترکیب کے لیے منتخب کرین جنمین آنکھین نمودار ہو گئی،

ہون اور آنکھ ہی کے قریب یہ لوہا لگایا جائے اور ہاتھ سے زور دیکر پوست کو آنکھ سمیت کاٹ لین، اس طرح کہ آنکھ وسط مین ہو اور اس کے ارد گرد پوست ہو اور اس پیوند کی شکل بالکل مستدیرہ درہم کے مانند ہو، جب یہ نکل جائے تو اسکو پانی مین ڈال دین جیسا کہ قبل لکھا گیا ہے، اسی طرح دوسری آنکھون کو بھی نکال لین، پھر اس درخت کی طرف توجہ کرو جس مین تم ترکیب کرنا چاہتے ہو، ان کی شاخون مین بھی وہی عمل کرنا چاہیئے جو ترکیب بالانبوب اور بالرقعہ مین بتایا گیا ہے. اس کے بعد ہر شاخ کی ہر گرہ مین اس لوہے سے وہی شکل بنانی چاہیئے جو پیوند کی ہے یعنی اوپر کا پوست درہم کی شکل مین کاٹ کر پھینکدینا چاہیئے اور اس کی جگہ پر ایک پیوند رکھدینا چاہیئے باین طور کہ پیوند کا باطنی حصہ شاخ کے مقطوعہ حصہ مین اچھی طرح بیٹھ جائے اور ان دونون کی موافقت مین غایت درجہ کی کوشش کرنی چاہیئے، اس کا خیال رہے کہ پیوند الٹا نہ رکھا جائے، ترکیب کے بعد اس کو مطعم کے دودھ سے سیراب کرنا چاہیئے، اور دھاگے سے مقامِ ترکیب کو باندھ دینا چاہیئے اس کے بعد ہر طرف دودھ ڈالنا چاہیئے تاکہ وہ اچھی طرح جم جائے، اور اگر سفید انگور کے تخم کو پیس کر لگادین تو اچھا ہے لیکن آنکھ چھپنے نہ پائے اس کے بعد پتیون سے مقام مذکور چھپادین، اگر ایک ہی شاخ مین کئی پیوند لگا دیئے جائین جو مختلف الوان کے ہون تو بھی کوئی ہرج نہین رقعہ مستدیرہ کی شکل یہ ہوگی
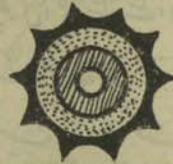
سفید نقطہ آنکھ کے قائم مقام ہے، یہ ترکیب بہت سے درختون مین مستعمل ہے جیسے زیتون وغیرہ مین،

رقعہ مربعہ کی ترکیب

ایک تیز چھری سے مربع شکل کا پیوند تراشین جس مین آنکھ صحیح و سالم نکل آئے اس کے بعد اس کو پانی مین ڈالتے جائین یہانتک کہ ایک کافی تعداد تراش لین، اس کے بعد ان شاخون کو جو پہلے سے ترکیب کے لیے درست کیگئی ہین دیکھنا چاہیئے جب وہ ترکیب کے قابل ہوجائین تو ان کی گرہ کی جگہ کو پیوند کے برابر کاٹ کر نکالدین اور اس کے عوض مین یہ پیوند رکھدین اور دونون کو برابر کردین، اس طرح کہ رقعہ کا باطنی حصہ شاخ کی لکڑی پر جم جائے پھر دونون کو باندھ دین، اور دودھ سے سیراب کرین خواہ ترکیب انجیر مین ہو یا توت مین، غرضکہ ان درختون مین جنمین دودھ ہوتا ہے، یہی عمل ہوگا، ترکیب کے بعد اس مین تخم انگور یا آرد ون پیسکر لگا دین، بقیہ وہی عمل ہے، جو بتایا گیا، بعض نے یہ کہا ہے کہ زیتون مین بھی مستعمل، رقعہ مربعہ کی شکل یہ ہوگی،

سفید نقطہ آنکھ کے قائم مقام ہے،

اترج کی رنداور زیتون کے ساتھ ترکیب بالانبوب کا طریقہ

اترج کی ایک نرم سیدھی شاخ لی جائے اور اس کے پوست سے ایک انبوب جس کا طول ایک بالشت ہو مذکورۂ بالا طریقہ پر لیا جائے جیسا کہ سیب، سفرجل وغیرہ کی ترکیب مین بتایا گیا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شاخ مین سوراخ کر کے مغز کو ہر طرف سے نکالدین یہانتک کہ صرف پوست باقی رہجائے جسکی شکل حلقہ کے مانند ہوگی، یا انبوب (یعنی بانس کا ایک پور) کی طرح ہوگی، یہ دوسرے درخت کی اس شاخ مین مرکب کیا جائے جو غلظت اور رقت مین اس کے مساوی ہو، پہلے سے اس شاخ کو اور اس کے مضافات کو کاٹ دیا جائے تاکہ مواد کا صعود اسی طرف ہو، یا رند اور زیتون کے ایک ایسے پودہ مین مرکب کیا جائے جو تازہ ہوا اور اکیلا ہو، ترکیب عمل وہی ہوگی جو اس سے قبل فواکہ کی ترکیب مین بتائی گئی ہے،

دونون کو ملانے مین پوری کوشش کرنی چاہیئے ذرا بھی فرق نہ ہو، مقام ترکیب پر سفید یا بقول خ سرخ انگور کے تخم کا آٹا لگا دینا چاہیئے، اور اس کے اوپر ریشم کا کپڑا یا دھاگا لپیٹ دینا چاہیئے، اس کے بعد ایک مٹی کا برتن لیا جائے اور اس کے پیندے مین ایک باریک سوراخ سوئی کے ناکہ کے برابر کر دین اور ظرف مین میٹھا پانی بھر دین اور مقام ترکیب کے اوپر لٹکا دین تاکہ اس جگہ پر قطرہ بنکر پانی ٹپکتا رہے، یہ ترکیب اپریل کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، انشاءاللہ

اترج کے پھل زیتون یا رند کے پھل کے برابر ہون گے، لیکن وقت کی کوئی تعیین نہین کیجا سکتی ہے، کبھی دیر یا سویر ہوتا ہے.

فصل

ترکیب بالثقب کا طریقۂ عمل جسکو انشاب اور ترکیب قرطی بھی کہتے ہین اور یہ قرط کی طرف منسوب ہے

انشاب ایک درخت کا دوسرے غیر جنس درخت کے ساتھ تعلق پیدا کر دینے کو کہتے ہین خواہ دونون مین موافقت ہو یا نہ ہو، یہ ترکیب ہر قسم کے درختون مین مستعمل ہے خصوصًا ان مین جو ایک دوسرے کے ساتھ منافرت رکھتے ہون جیسے امہات الاشجار وغیرہ، لیکن انشاب عام حالات مین کوئی زیادہ مفید نہین ہے، اس کا عمل محض درختون کو ممتاز کرنے کے لیے ہوتا ہے، انگور کی ترکیب آپس مین اسی طرح ہوتی ہے، نیز انگور، الو بخارا، صفصاف، ریحان اور سیب کے ساتھ بھی اسی طرح ترکیب ہوتی ہے، اور اخروٹ اخروٹ کے ساتھ اور پستہ، بطم اور انجیر کیساتھ اسی طریقہ سے مرکب ہوتا ہے، کیونکہ اخروٹ ان مذکورہ اشجار کی طبع، قوت اور حرارت مین یکسان ہوتا ہے اور اترج سیب کیساتھ اسی طرح مرکب ہوتا ہے اس سے اترج اور سیب دونون پیدا ہوتے ہین، ان چیزون کی ترکیب کا زمانہ نومبر سے فروری تک ہے، اور شفتالو جب صفصاف کیساتھ مرکب ہوتا ہے تو بغیر گٹھلی کے ہوتا ہے، اور کرز (خرجینہ) اور تفاح مین بھی یہ ترکیب ہوتی ہے، ق کا قول ہے کہ دونون

کی جڑ ایک ہی ہو گی البتہ پھل دونون مختلف ہون گے اور اس کا عمل وہی ہے
جو شفتالو اور صفصاف انجیر اور قراسیا، حب الملوک اور شہتوت کی ترکیب
کا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شہتوت کی ایک شاخ گرما یا خریف مین انجیر
کے درخت کے ساتھ مضاف کر دیجائے، جاڑے مین ایسا کرنا ممنوع ہے،
ان دونون کی جڑ ایک ہی ہو گی اور پھل مختلف ہونگے، بقیہ عمل وہی ہے جو صفصاف
اور شفتالو کا ہے، جس کا ذکر انشاء اللہ آگے آئے گا، جھاؤ اور انار کی لکڑی
سے سوراخ کرنا چاہیئے، ق کا قول ہے کہ انار غیر جنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے
حتی کہ بالکل ملصق ہو جاتا ہے، جڑ تو ایک ہی ہوتی ہے، البتہ پھل مختلف ہوتے
ہین، یہی حال نبی کا بھی ہے اور گلاب سیب کے پوست مین مرکب کیا جاتا
ہے تو پھلنے کے وقت تک گلاب کے پھول بھی نکل آتے ہین، اسی طرح
بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے تو اس مین کلیون کے نکلنے کے ساتھ ہی گلاب
بھی نکل آتے ہین،

انگور کا سیاہ آلو بخارا، صفصاف، اور ریحان کیساتھ ترکیب انشاب کا طریقہ

یہ اس وقت کیا جاتا ہے جب دونون قریب قریب واقع ہون یا دونون
کسی طرح قریب کر دیئے جائین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انگور کی جڑ اور مذکورۂ بالا
درختون کی جڑ کے درمیان دو بالشت یا اس سے کچھ بڑی نالی کھود دی جائے،
اور انگور کی شاخ کو جو اپنی جڑ سے جدا نہ ہو اس نالی مین پھیلا دین اور اتنا بڑھائین
کہ دوسرے درخت کی جڑ تک یہ شاخ پہنچ جائے، اس کے بعد دوسرے درخت

کی جڑ مین ایک سوراخ شاخ کی حجم کے لحاظ سے کرین اور اس مین شاخ کا ایک کنارہ
داخل کر کے دوسری طرف اس کو نکال لین اور جہان پر شاخ موٹی ہو اور سوراخ
سے باہر نہ نکل سکے تو وہین پر چھوڑ دین اور سوراخ کو لسدار مٹی سے بند کر دین،
اور اس گڈھے یا نالی کو بھی جس مین یہ شاخ پھیلی ہے بھر دین اور مطعم کے درخت
کی جڑ مین بھی مٹی ڈالدین اور اس کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہین، تعمیر کے
وقت اس کا خیال رکھین کہ اس شاخ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اسی حال پر کچھ دن چھوڑ
دیا جائے یہانتک کہ یہ سوراخ بھر جائیگا، اور یہ نظر آئے گا کہ گویا اسی سے یہ شاخ
نکلی ہے، اور اسی سے غذا اور قوت حاصل کر رہی ہے، ایسا اس وقت ہو گا جب کہ
یہ شاخ طول اور غلظت مین برابر بڑھ رہی ہو، جب یہ شاخ بالکل تیار ہو جائے تو
اسکو اس سوراخ کے اوپر سے جدا کر دین اور اسی طرح اس کو اپنی جڑ سے بھی الگ کر دین
پھر وہ خود مستقل طور پر انگور کے پھل لائے گی، یہ ترکیب تو اس صورت مین ہے جب کہ
جڑ مین تطعیم کیجائے لیکن جب تنے مین تطعیم کرنا مقصود ہو تو اس مین بھی شاخ کی غلظت
کے لحاظ سے سوراخ کرین اور شاخ کے علوی حصہ کو اس مین داخل کر کے دوسری
جانب کھینچ لین، یہانتک کہ شاخ سوراخ مین پھنس جائے، اس کے بعد سوراخ کے
دونون جانب سفید، شیرین، اور چکنی مٹی لپیٹ دین اور چاردن ظرف سے ایک
کپڑا لپیٹ دین اور دھاگے سے باندھ دین، پھر اگر ممکن ہو سکے تو اس پر ایک ظرف
داخل کر دین جسمین مٹی بھر دین اور کئی سال تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین،
ص کا قول ہے، کہ دو یا تین سال تک یہ شاخ اپنی جڑ سے غذا حاصل کرتی رہے گی،
اور موٹی ہوتی جائے گی، یہانتک کہ سوراخ شاخ کی موٹائی سے بھر جائے گا اور

اور دونون مین کوئی فرجہ باقی نہ رہے گا، شاخ کا وہ حصہ جو سوراخ سے باہر ہے وہ بھی موٹا ہوتا جائے گا اور جڑ کی طرف کا حصہ پتلا ہوتا جائے گا، یہان تک کہ یہ معلوم ہو کہ یہ شاخ اپنی جڑ سے بالکل مستغنی ہو گئی ہے، اور دوسرے درخت کے تنے سے بالکل متصل ہو گئی ہے، جب یہ حالت پیدا ہو جائے، تو وہ اپنی جڑ سے الگ کردیجائے اور مقام ترکیب سے اوپر قطع کیجائے، حؔ کا قول ہے کہ شاخ کا کوئی حصہ ایسا نہ ہو جو اس مطعم درخت سے غذا حاصل نہ کرتا ہو، گویا وہ اسی مین لگائی گئی ہے اور اب اسی طرح نشو و نما پا رہی ہے جیسا کہ پہلے نشو و نما پاتی تھی اور اسکی غذا مین کوئی کمی نہ ہو کیونکہ اب یہ جڑ پہلی جڑ کے قائم مقام ہو گئی، اس کے بعد اس درخت کا علوی حصہ چھانٹ دین تاکہ اسکی قوت اس شاخ کی طرف منتقل ہو جائے،

حؔ کا قول ہے کہ اگر انگور سیاہ آلو بخارا مین مرکب کیا جائے تو اس کی شیرینی باقی رہے گی اور کوئی تغیر نہ ہوگا، بلکہ یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے انگور سے قبل ہی یہ تیار ہو جائے گا،

لیکن اگر صفصاف کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی شیرینی کم ہو جائیگی اور مزہ بھی بدل جائے گا، آلو بخارا کے ساتھ اس کی ترکیب بہت عمدہ ہے، اور ریحان کے ساتھ مرکب کرنے مین بھی ریحان ہی کا مزہ آجاتا ہے،

اخروٹ کا اخروٹ کے ساتھ انشاب بھی اسی طرح ہوتا ہے، جب اخروٹ کے دو درخت اس طرح متصل ہون کہ ایک کی شاخ دوسرے کی شاخ سے ملصق ہو سکے تو اس کو ترکیب بالثقب سے مرکب کر دینا چاہیئے، قؔ کا قول ہے کہ بعض علمائے سلف کا یہ خیال ہے کہ اخروٹ، اور دوسرے خوشبودار مغزدار درخت کسی کیساتھ

ترکیب کو پسند نہین کرتے لیکن میرے تجربہ کے یہ خلاف ہے، مین نے دونون کو مرکب کیا لیکن کوئی نقصان نہین پہنچا، اخروٹ پستہ اور بطم کے ساتھ بھی اسی طرح مضاف ہوتا ہے، بشرطیکہ دونون متصل ہون، اگر ایسا نہ ہو تو کسی ایک درخت کو دوسرے درخت کے متصل لگائین اور ایک سال تک بڑھنے دین، جب بڑھ جائے تو اخروٹ کو درخت پستہ کی طرف جھکائین اور پستہ کی جڑ یا تنے یا کسی مضبوط شاخ مین اس کو مرکب کر دین، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو انگور کے لیے بتایا گیا ہے، ترکیب کے بعد اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، اس سے اور اخروٹ کی طبعی حرارت سے جلد بڑھے گا، اور شفتالو اور صفصاف کی ترکیب سے بغیر گٹھلی کے شفتالو پیدا ہوتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ صفصاف کی ایک شاخ یا کوئی وتد لیا جائے جب وہ بڑھنے لگے تو اس کو قوس کی شکل کا اس طرح بنا دین کہ شاخ کے علوی حصہ کو زمین مین دفن کر دین یا یہ کرین کہ جب شاخ لگائین تو اس کے دونون کنارون کو پہلے ہی زمین مین دفن کر دین، یہ بھی قوس ہی کی شکل ہو گی، پھر جب بڑھتے دیکھین تو قوس کے نیچے شفتالو کی ایک یا دو گٹھلی بو دین یا اس کا کوئی پودہ لگا دین اور ایک سال کے اندر یہ عمل ختم کر دینا چاہیئے، جب شفتالو کا پودا بڑھے گا تو اس قوس پر غیر معمولی بوجھ ہوگا، اسلئے قوس مین ایک بڑا شگاف بنائین تاکہ یہ پودا اس کے اندر داخل ہو سکے، جب شق کر دین تو آہستہ سے شگاف کھول کر اس مین پودہ کو داخل کر دین اور اوپر کی جانب کھینچ لین یہان تک کہ وہ خود قائم ہو جائے، اس کے بعد اس شق کو کسی دھاگے سے باندھ دین اور اس کے اوپر اچھی مٹی لگا کر کپڑے اور دھاگے سے دوبارہ باندھ دین

جب دوسرا سال شروع ہو جائے اور یہ معلوم ہو کہ شفتالو کا پودا اپنی جڑ سے مستغنی ہو گیا ہے تو اس کو کاٹ کر الگ کر دین، خ کہتا ہے کہ پھلنے سے قبل ہی یہ دوسرے سے غذا حاصل کرنے لگے گا، اور اس کے پھل بغیر گٹھلی کے ہون گے، بعض کا یہ قول ہے کہ جب ایک درخت دوسرے درخت مین مضاف کیا جائے تو اس کو میٹھے پانی سے سیراب کرنا ضروری ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول یون منقول ہے کہ انگور کا انگور کیساتھ ترکیب بالثقب اس طرح ہوتی ہے کہ ایک کی شاخ کو دوسرے کی جڑ مین جو زمین کے اندر ہو سوراخ کر کے داخل کر دین، اور یہی عمل انگور اور سیاہ آلو بخارا کے انشاب مین ہے اگر کسی اچھے انگور کی شاخ لینا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہی ہے جب تطعیم سے شاخ بڑھ جائے تو اس کو اصل سے جدا کر دینا چاہیئے،

شفتالو کی ترکیب انشاب صفصاف کے علوی حصہ مین دوسرے طریقہ پر،

جب شفتالو اور صفصاف دونون اس طرح قریب ہون کہ ایک کی شاخ دوسرے کی شاخ سے متصل ہو جائے، تو ایام ربیع مین صفصاف کی ان موٹی شاخون کو جو شفتالو کی طرف جھکی ہوئی ہون شق کیا جائے اور ہر شاخ مین شفتالو کی ایک شاخ داخل کیجائے پھر اس شق کو قنب کے دھاگے سے مضبوطی سے باندھ دین اور اس پر گرم مٹی لپیٹ دین اور پھر اس کو کپڑے کے کسی ٹکڑے سے باندھ دین، اس کے بعد اس مقام ترکیب سے اوپر میٹھے پانی سے لبریز ایک کوزہ لٹکا دین اور اس کے نیچے باریک سا سوراخ بنا دین تاکہ پانی رس رس کے اس مقام پر ٹپکے

پورے موسم گرما مین ایسا ہی عمل کرنا چاہیئے، جب دوسرا سال شروع ہو جائے تو شفتالو کی وہ شاخین جو صفصاف کی شاخون مین مرکب کیگئی ہین، شق کے نیچے سے کاٹ دیجائین جیسا کہ انگور اور آلو بخارا کے انشاب کے بیان مین آ چکا ہے، اور یہ شاخین اسی حالت مین چھوڑ دیجائین تاکہ وہ صفصاف کی شاخون سے غذا حاصل کرین، بڑھتے بڑھتے اس مین پھل آ جائین گے لیکن گٹھلیان نہ ہون گی؛ انشاب کا ایک طریقہ ایسا بھی ہے کہ جس مین مطعم اور مطعم علیہ دونون مین پھل آئین؛ مثلاً شفتالو کی شاخین اگر بادام یا سیب کے ساتھ مضاف کر دیجائین تو دونون کی اصل ایک ہی ہو گی، لیکن پھل دونون کے مختلف ہون گے، اسی طرح امرود کو اگر سیب اور بہی کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اصل ایک ہو گی لیکن اثمار مختلف ہون گے، اور اسی طرح انجیر اور شہتوت کی ترکیب مین دو قسم کے پھل ہون گے اور جڑ ایک ہو گی ان تمام مین طریقہ عمل وہی ہے جو صفصاف اور شفتالو کا ہے،

فصل

اس ترکیب کے بیان مین جسکو اعمی کہتے ہین اور جو غراست اور زراعت کے بالکل مشابہ ہے ص، خ اور غ، کی کتابوں سے ماخوذ ہے

اس ترکیب کا عمل گٹھلی، تخم اور پودون کیساتھ ہوتا ہے اس ترکیب سے ایک جنس دوسرے کے ساتھ مضاف کیجاتی ہے، ان مین سے ایک، کا طریقہ ہم بیان کرتے ہین تاکہ دوسرون کو اسی پر قیاس کر لیا جائے، انجیر اور توت وغیرہ زیتون،

اوراس کے ہمجنس درختون کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اس طرح پر کہ ایک زیتون
کا درخت یا اس کی شاخ منتخب کیجائے اور وہ بالکل برابر کاٹی جائے جس طرح
آرہ سے مستوی السطح کاٹی جاتی ہے، اس کے بعد اس شاخ کو اسی چھری سے
شق کیا جائے جس کا ذکر ترکیب کے بیان مین ہوچکا ہے پھر یہ شق کلہاڑی سے
یا کسی دوسری چیز سے بڑھایا جائے، اگر تم اس شاخ کو اسی طرح شق کرنا چاہتے
ہو جس طرح بیگن وغیرہ مین شق کئے جاتے ہین تو تم اسی درخت کی لکڑی سے
دو کھونٹیان بناؤ اور دونون کو شق کے ایک کنارے مین داخل کرو، اور اس قدر
مضبوطی سے رکھو کہ اپنی جگہ سے ہلنے نہ پائین، اس کے بعد ان کو کسی چیز سے آہستہ
سے ٹھوکو یہان تک کہ دونون کھونٹیان شق کے اندر غائب ہوجائین لیکن یہ خیال
رہے کہ جو مقام قطع ہے اسکی سطح جس طرح قبل مین برابر تھی اسی طرح اب بھی برابر
رہے، اور یہ شق تقریبًا تین انگل کشادہ ہوجائے، پھر مٹی کا ایک بڑا ظرف لیا جائے
جو کم سے کم اس مشقوق شاخ کے اتنا کشادہ ہو، کیونکہ اس کو مٹی کی ضرورت دوسرے
مرکب درختون سے بہت زیادہ ہے، اس ظرف کے سفلی حصہ مین اتنا بڑا سوراخ
کیا جائے کہ جس مین درخت کا مشقوق حصہ اندر جاسکے، اس سے نہ کم ہو اور نہ زیادہ،
پھر منتہی شق کے قریب شاخ کی چارون طرف ایک ڈور باندھ دین جسکی شکل بالکل
پازیب کی سی ہوجائے، اور یہ بندش منتہی شق کے نیچے بالشت کے دو ثلث حصہ
پر واقع ہو، اس کے بعد ظرف کو شاخ کے اندر داخل کر دین اور اس بندش پر جو
خلخال کے مانند ہے جما دین، اور نشست بالکل سیدھی رکھین،
اس کا عمل وہی ہے جیسا کہ ترکیب کے بیان مین جاچکا ہے، اور یہ مشقوق

حصہ ظرف کے نصف حصہ مین ہو یا ثلث مین ہو، اس کے بعد ظرف کے سوراخ
کو نرم اور لسدار مٹی سے اندر اور باہر دونون طرف سے بند کر دین تاکہ شاخ اور
ظرف کے درمیان کوئی خلا باقی نہ رہے، بلکہ خوب عمدگی کے ساتھ راستہ مسدود
ہوجائے، تاکہ پانی یا مٹی کے نکلنے کا موقعہ نہ رہے، پھر سڑا ہوا گوبر جسکی حرارت
بالکل غائب ہوگئی ہو اور صرف رطوبت رہگئی ہو وہ لیا جائے یا ایک حصہ آدمی
کا غلیظ لیا جائے اور ایک حصہ سیاہ بدبودار مٹی لی جائے، اور تیسرا حصہ اسی قسم
کے گوبر کا ہو، ان تینون کا مساوی حصہ لیکر خوب ملا دین اور کسی غلہ کا بھوسہ
بھی ملا دین، اس سے اس شق کو بھی بند کر دین اور ظرف مین بھی ڈالدین، صرف
اتنا حصہ چھوڑ دین کہ جس مین پانی ڈالا جاسکے، ظرف مین یہ چیزین ڈالکر خوب
ہاتھ سے دبا دین، اس کے بعد سیب، بہی، توت، اترج، گلاب، انار، انگور اور
ریحان وغیرہ کے تخم لیے جائین اور اس شق مین بو دیئے جائین، اور اس کو کافی
طور پر ظرف کی مٹی سے ڈھانک دین، لیکن اسی قدر مٹی دیجائے جس قدر
کہ وہ تخم یا گٹھلی برداشت کرسکین، بونے کے بعد اس کو برابر پانی سے سیراب
کرتے رہین، کبھی مٹی کو خشک ہونے کا موقع نہ دین، اور اگر اس مقام پر پانی سے
بھرا ہوا ظرف لٹکا دین جس مین چھوٹا سا سوراخ بھی ہو، تو یہ زیادہ اولے ہے،
یہ تخم اسی شق مین نمو پائے گا اور اس کی باریک رگین اس مین پھیلین گی، غرضکہ
وہ اسی شق سے بڑھے گا، اُگنے کے بعد سیرابی سے غفلت کرنی سخت مضر ہے،
جب تک خوب قوی نہ ہوجائے اور تم کو یہ معلوم نہ ہوجائے کہ اب یہ شاخ
سے غذا حاصل کر رہا ہے، اس وقت تک پانی ڈالتے رہو، جب اس کا تیقن

ہوجائے توچند سال کے بعد اس پانی والے ظرف کو اتار دو اور اب براہ راست
شاخ سے غذا پائے گا، یہ طریقہ تمام درختون مین رائج ہے، مثلاً ریحان، انجیرہ
اور زیتون کے ساتھ اور اترج بادام کے ساتھ اور توت زیتون کے ساتھ اور انجیر
زیتون کے ساتھ اس طرح بھی مرکب ہوتے ہین، اس صورت مین تنقیہ کی بھی شدید
ضرورت ہے،

ترکیب اعمی کا دوسرا طریقہ

جو شخص یہ چاہے کہ یہی طریقۂ عمل شفتالو اور آلو بخارا وغیرہ کے پودون
کے ساتھ کرے تو اس کو تخم یا گٹھلی کا وہ پودہ منتخب کرنا چاہیئے جو ایک انگل
لانبا ہو، پودہ کو جڑ سمیت اکھاڑ لین اور اگر ممکن ہو تو جڑ کے ساتھ مٹی بھی لے لین،
بلکہ یہ صورت زیادہ اچھی ہے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ پودہ کی چھال ایک سال
کے بعد جب سرخ ہوجائے، تب اس کو اکھاڑین، پھر اس پودے کو اس شق
مین داخل کر دین اور برابر میٹھے اور اچھے پانی سے سیراب کرتے رہین تاکہ اس کی
مٹی خشک نہ ہونے پائے، اس ترکیب سے وہ جلد بڑھے گا اور قوی ہوگا،

ایک اور ترکیب

گٹھلیون کے ساتھ بھی ایسا ہی عمل کیا جاتا ہے، جیسے لوز، برقوق، عیون البقر،
زیتون، رند، خوخ، اور قراسیا وغیرہ کی گٹھلیان بھی اسی طرح بوئی جاتی ہین
گٹھلی اسی طرح شق مین رکھدیجاتی ہے، جیساکہ دوسری گٹھلیان بوئی جاتی
ہین، فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس ترکیب مین گٹھلی مین ہلکا سا شق کر کے بوتے
ہین، اور پھر اس کو دو یا تین انگل مٹی سے بھر دیتے ہین اور برابر پانی سے سیراب

کرتے رہتے ہین کسی وقت بھی مٹی خشک نہین ہونے پاتی، انشاء اللہ اسی شق
مین جڑ کے ساتھ پودہ نکلے گا، اور اسی درخت سے وہ قوت پائے گا، اور زیتون
مین بادام، اور حب الملوک کی بھی تطعیم ہوسکتی ہے، اور رند، زیتون اور برقوق
کے ساتھ مرکب ہوسکتا ہے، اور یہ سب آپس مین بھی مرکب ہو سکتے ہین،
گٹھلیون کے اس طرح بونے مین اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر نوع کی تین
گٹھلیان اسی طرح بوئی جائین تاکہ اگر کوئی خراب ہوجائے تو دوسری کارآمد
ہوسکے جب پوری قوت پودہ مین آجائے تو جو حصے غیر مفید ہون ان کو کاٹ
ڈالنا چاہیئے، اور اسی طرح دوسرے میوہ جات کے تخم کے ساتھ بھی عمل کیا جاتا
ہے، اگر ایسا عمل ایک سے زیادہ شاخون کے ساتھ کیا گیا اور ہر شاخ مین دوسرے
قسم کا تخم بویا گیا تو یہ عجیب و غریب بات ہوگی کہ ایک درخت سے مختلف درخت
پیدا ہون گے اور اسی سے قوت حاصل کرین گے،

فصل

مشابہات ترکیب مین، گٹھلی اور تخم کو نباتات، مثلاً پیاز، گاؤزبان، شہتوت وغیرہ کیساتھ ملحق کرنا،

ککڑی، خربوزہ، کھیرا، وغیرہ، گاؤزبان کے ساتھ ملحق ہوتے ہین، یہ شکل
ترکیب اور زراعت دونون کے مشابہ[1] ہے، طریقہ یہ ہے کہ گاؤزبان کا مضبوط
پودہ لیا جائے، یا ایک سال پورے ہونے سے قبل پودے کو کسی باغ میں

[1] اسی وجہ سے یہ مشابہات ترکیب کہلاتی ہے،

منتقل کر دیا جائے اور کافی نگرانی کیجائے تاکہ وہ جلد قوت حاصل کرے، پھر
جڑ کی مٹی ہٹا دیجائے اور جڑ کے طول مین ایک لوہے سے آلہ نشتر کے برابر
ایک شق کرین یا اس سے ذرا بڑا رکھین اور لگڑی، خربوزہ اور کھیرا مین سے
جسکو چاہو اس کا ایک تخم اس شق مین ڈالدو، ان تخمون کو پہلے میٹھے پانی مین
رات بھر چھوڑ دو، داخل کرنے کے بعد میدان کی باریک اور خشک مٹی جڑ مین
ڈالدو اور موضع تخم کو دو انگل یا اس سے زاید مٹی سے بھر دو، اگر ریت میسر
ہو سکے تو اس سے بھی پر کر دو، یہ عمل تو گاؤزبان کے اسفل حصہ مین ہو اور اگر
تم علوی حصہ مین کرنا چاہو تو اوپر کے حصہ کو برابر قطع کرو اور پوست اور لکڑی
کے درمیان لگڑی، خربوزہ اور کھیرا کے تخم رکھو، پھر ان کو خشک مٹی سے ڈھانک
دو، انشاء اللہ یہ ترکیب کامیاب ہوگی،

فصل

دوسری ترکیب کدو کو عنصل (پیاز دشتی) کیساتھ ملحق کرنے کی، اسکو بصل الخنزیر اور بصل الفار دونون کہتے ہین حق وغیرہ کی کتاب سے ماخوذ ہے،

جہان پر پیاز کے پودے ملے ہوئے ہون، وہان اس عمل کو یون
کرنا چاہیے کہ پیاز کے علوی حصہ سے ثلث حصہ نوچ کر پھینکدینا چاہیئے اور دو
ثلث حصہ مین ایک شق کرنا چاہیئے جس کا عمق ایک انگل ہو، بانس کی چھری بنا کر

اگر یہ عمل کیا جائے تو اچھا ہے، پھر شق کے ہر کنارے مین ایک مزروعہ تخم کدو
داخل کر دین اور تخم کو کھڑا رکھین، اس کا پتلا سرا اوپر ہو، ان تخمون کو بھی شب بھر
پانی مین رکھنے کے بعد ملحق کرین اور مقام ترکیب کو دھاگے یا کپڑے سے باندھ
دین، یا بردی (بانس کی ایک قسم ہے اور بردی کھجور کو کہتے ہین) کے پتون سے
لپیٹ دین، پیاز کو ہمیشہ اس کے مناسب گڈھون مین بونا چاہیئے اور اس
زمین کی تعمیر کماحقہ کرنی چاہیئے، اس ترکیب کے بعد مقام ترکیب مین ریت
یا مٹی ڈالدینی چاہیئے، پھر پانی سے اس طرح سیراب کرنا چاہیئے کہ تخم تک
پانی پہنچے لیکن خود پودے پر پانی ڈالنے کی ضرورت نہین ہے، اس طرح
پر عمل کرنے سے سبز رنگ کے بڑے بڑے کدو نکلین گے جس مین نہ پیاز
کی بو ہوگی اور نہ اس قسم کا مزہ ہوگا، اس مین پانی کی زیادہ ضرورت نہین ہے،
اس ترکیب کا وقت اور پیاز بونے کا وقت انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر بیان
کیا جائے گا،

مذکورۂ بالا ترکیب کا مین نے خود تجربہ کیا تو بالکل صحیح پایا، اس کدو
کو مین نے اور دوسرون نے بھی کھایا، بعض کا یہ قول ہے کہ یہ آسمان کے
پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین اچھی طرح ہوتا ہے بشرطیکہ اس وقت
تک سیراب ہو سکے جب تک یہ قوت نہ پکڑے، یہ پیاز کا پودہ اسی حال
مین قائم رہے گا اور اس کو زیادہ پانی کی ضرورت نہین ہے، اور نہ کسی
قسم کی کاٹ چھانٹ کی ضرورت ہے،

ایک اور ترکیب[بح]

قؔ کا قول ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ کدؔو اور ککڑی بلاکسی سیرابی کے لگاؤ تو اس کے لیے تم اس زمین کا انتخاب کرو جس مین سؔن، کی جڑ ہو یا حاج جسکو عاقول بھی کہتے ہین اس کی جڑ ہو، اس جڑ کے قریب ایک بڑا گڑھا کھود و، جو تین ہاتھ گہرا ہو، پھر اس جڑ کے وسط مین ایک پتلی لکڑی سے شق بناؤ، جو بہت زیادہ کشادہ نہ ہو۔ بلکہ اتنا ہو کہ کدو، اور ککڑی کے دو تخم سما سکین، ان دونون تخمون کو شق کے اندر داخل کرنے کے بعد گڑھے کی مٹی اوپر سے ڈالدین اور زمین کی باریک مٹی بھی ڈالین، یہان تک کہ مزروعہ تخم کے اوپر تین انگل کے برابر اونچائی ہو، اور جیسے جیسے یہ تخم ایک ایک بالشت بڑھتے جائین ویسے ہی اور زیادہ مٹی ڈالتے جائین تاکہ یہ گڑھا بالکل بھر جائے اور زمین کی سطح کے برابر ہو جائے، اگر اس طرح کدو، اور ککڑی کی زراعت کیجائے تو اس کی جڑ مستقل ہو جائے گی اور ہر سال بلا پانی کے پیدا ہو گی، مین نے اس ترکیب کو آسانی کے خیال سے لکھا تاکہ اس کے مشابہات مین بھی یہ عمل کیا جا سکے، جیساکہ آگے آئے گا، اگر یہ عمل قثاء الحمار (ندائی) کی جڑ مین کیا جائے تو ککڑی تلخ پیدا ہو گی اور اسہال لانے والی ہو گی، اور اگر یبروح مین یہ عمل ہو تو یہ منوم بہت ہو گا، اور اگر سرخ انگور کی جڑ مین ہو تو جو چیز اس مین لگائی جائے گی اسی کی خاصیت اختیار کرے گا، جس شخص کو اس پر شبہہ ہو اس کو تجربہ کر لینا چاہیئے،

خرما[لہ] کی گٹھلیون کو قرقاص کی جڑ سے ملحق کرنے کا بیان، اس ترکیب سے موز پیدا ہوتا ہے، صؔ، غؔ اور خؔ سے ماخوذ ہے،

اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرقاص کو ایسی جگہ پر لگانا چاہیئے جہان پر برابر دھوپ رہتی ہو، وہ زمین اچھی طرح پانی سے سیراب ہو چکی ہو، لگانے کے بعد ہوا سے محفوظ رکھین اور اس وقت تک پانی سے سیراب کرتے رہین جب تک کہ اگنے نہ لگے، جب اس کی شاخین نمودار ہو جائین تو جڑ کی مٹی ہٹا دین اور سونے کے ایک ٹکڑے سے جڑ مین ایک شگاف دین اور اس مین اس خرما کی گٹھلی داخل کرین جس کو کسبہ کہتے ہین یا اور اچھے قسم کے خرمون کی گٹھلیان اس طرح داخل کیجائین کہ وہ بالکل غائب ہو جائین پھر اس جگہ کو کھجور یا بانس کی پتی سے یا دھاگے سے باندھ دین اور اس پر لسدار مٹی لگا دین پھر اس مقام کو چار انگل مٹی ڈال کر مستور کر دین اس کے بعد سیراب کرنا شروع کرین، خواہ روزانہ سیراب کرین یا ایک دن کے بعد سیراب کرین، پانی میٹھا ہونا چاہیئے، اس ترکیب سے موز پیدا ہو گا، اور اس کے لگانے کا وقت جنوری یا فروری مین ہے، اور آخر موسم گرما مین یہ پھلتا ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ پہلے گٹھلی کو کسی چیز سے چور کر لین پھر اسکو شق مین داخل کرین، غؔ کا قول ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا صحیح نہین پایا، مجھ کو ایک ثقہ شخص نے یہ خبر دی کہ یہ عمل مشرقی ممالک مین جاری ہے،

[لہ] اصل کتاب مین ہر جگہ ثمر کا لفظ ہے لیکن ثمر سے مطلب واضح نہین ہوتا، الا یہ کہ ثمر کسی درخت کا نام ہے میرے خیال مین یہ تمر (خرما) ہے کیونکہ ترکیب متعین درخت کے ساتھ ہے،

اور مین نے لوگون کو ایسا کرتے ہوئے خود دیکھا ہے، خرما کی مادہ گٹھلی لیجائے اور یہ چھوٹی ہوتی ہے اس کا کنارہ نوکیلا نہین ہوتا ہے اس کو قرقاص کی جڑ مین مرکب کرین جسکی جڑ شلجم اور حرشف (فارسی مین کنگر کہتے ہین) کی جڑ کے مشابہ ہوتی ہے، ترکیب کے بعد مٹی سے ڈھک دین اور پانی سے خوب سیراب کرین انشاء اللہ اس سے موز پیدا ہوگا، اس قسم کا قرقاص بلاد اندلس مین بہت کم پایا جاتا ہے،

خربوزہ کو عوسج سوسن خطمی اور انجیر کیساتھ ملحق کرنے کا طریقہ

ط مین ہے کہ بعض لوگ خربوزہ کو دوسرے نباتات کے ساتھ ملاکر بوتے ہین اور اس کو مرکب خربوزہ کہتے ہین، یہ مختلف رنگ کا ہوتا ہے، طریقۂ عمل یہ ہے کہ عوسج، سوسن، خطمی، توت اور انجیر وغیرہ مین سے کسی ایک کو اس کے لیے منتخب کیا جائے، پہلے درخت کی تمام شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے یہانتک کہ زمین پر صرف ایک بالشت یا ایک ہاتھ جڑ باقی رہ جائے، پھر زمین مین چوڑی دھار والی چھری یعنی کھرپے سے شق کرین، خصوصاً عوسج کی جڑ مین کئی شق کرین اور ان شقوق مین تین سے پانچ تک خربوزے کے بیج داخل کرین، اس سے زیادہ بیج نہ ڈالے جائین اور توت مین یہ بیج ڈال کر اوپر سے چکنی مٹی جسمین تھوڑی شیرینی بھی ہو ڈالدین، تاکہ تخم چھپ جائے، یہ مٹی رقت، حرارت اور یبوست مین معتدل ہوتی ہے اس مٹی کی اتنی مقدار ڈالی جائے جتنی کہ ان تخمون کے لیے گڈھون مین دیجاتی ہے، توت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ شق سے قبل اس پر گرم پانی ڈالین پھر شق کرین، یہ تمام جڑین کثرت سے پانی کی محتاج ہین، ہمیشہ ان کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس سے پھل بکثرت آنکی

توقع ہے، جو خربوزہ کہ توت کے ساتھ مرکب کیا جائے گا وہ بہت زیادہ شیرین ہوگا، بلکہ تمام خربوزون سے زیادہ میٹھا ہوگا، اور جو عوسج مین مرکب کیا جائیگا اس کا بھی ذائقہ اچھا ہوگا، آفات اور تغیرات کا اثر اس پر بہت کم ہوگا، اور جو خربوزہ کہ سوسن کیساتھ مرکب ہوگا اس کے پھل بڑے ہون گے اور قسم ثانی سے زیادہ شیرین ہون گے اور جو خطمی کے ساتھ مرکب ہوگا اس مین خوشبو بہت عمدہ ہوگی، اور جو انجیر کے ساتھ مرکب ہوگا، اس مین اتنی حدت اور تیزی ہوگی کہ کوئی شخص منہ کٹنے کے خوف سے نہ کھا سکے گا، اس کی حالت تھسن یارائی کی طرح ہوگی، اور یہ عمل ان خربوزون مین کیا جاتا ہے جو ابتدائے گرما اور آخر ربیع یا آخر جولائی مین بوے جاتے ہین،

فصل

ان چیزون کے بیان مین جنکی ترکیب مین ضرورت ہے،

ہمیشہ پھلدار درختون کو پھلدار کے ساتھ مرکب کرنا چاہیئے، پھلدار کو غیر پھلدار کے ساتھ مرکب نہ کرنا چاہیئے، اور نہ غیر پھلدار کو پھلدار اور غیر پھلدار کے ساتھ مرکب کرنا چاہیئے، کیونکہ ایسی ترکیب سے پھل کم آئین گے، اسی طرح کمزور یا پرانے درخت مین ترکیب نہ کرنا چاہیئے، بلکہ صرف نئے اور جوان درختون مین جو آفات سماوی سے بالکل محفوظ ہون، اور جنمین مادہ اور رطوبت کافی موجود ہو ترکیب کا عمل کیا جائے تو وہ مفید اور کارآمد ہوگا، جیسا کہ اچھی زمین مین ہر قسم کی زراعت ممکن ہے، البتہ جنمین رطوبت ہو ان کو زیادہ رطوبت والون مین مرکب کر سکتے ہین، لیکن

اس کے برعکس نہین ہو سکتا کیونکہ ترکیب ناقص ہو جائیگی،

قؔ کا قول ہے کہ متقدمین نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ کثیر مادہ والے درخت خواہ وہ کسی نوع کے ہون اپنے ہمجنس اور مشابہ مادہ والے درختون کے ساتھ مرکب ہو سکتے ہین اس صورت مین پودہ سال مین تقریبًا دس بالشت بڑھے گا اور بہت ممکن ہے کہ اسی سال پھل بھی لائے، مین نے آمرود مین اس کا تجربہ کیا ہے،

علمائے فلاحت کا یہ بھی قول ہے کہ جب درخت اپنی نوع کے ساتھ مرکب کیا جائے، یعنی یہ کہ زیتون، زیتون اور ربنوج کیساتھ، سیب سیب کے ساتھ اور بہی بہی کے ساتھ مرکب کی جائے تو ترکیب بہت جلد بار آور ہو گی، اور جو غیر نوع یا مشابہ درختون کے ساتھ مرکب کئے جاتے ہین، ان مین اتنی قوت نامیہ نہ ہو گی، بلکہ مطعم علیہ مین بعض وقت سختی آجاتی ہے اور مطعم اس کی کوئی مدد نہین کر سکتا، اس قسم کی ترکیب کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ زمین کے اندر مرکب کئے جائین یا ترکیب کے بعد مقام ترکیب کو زمین کے اندر چھپا دین، اس سے انشاء اللہ اصلاح ہو گی،

مین نے آلو بخارا کو بہی کے ساتھ مرکب دیکھا، جبمین آلو بخارا کی شاخ تو سخت ہو گئی تھی اور بہی کا تنا اچھی حالت مین تھا، اور ایک دوسرے سے ممتاز تھا، جن درختون مین کھاد وغیرہ ڈالی جاتی ہے ان مین ایک سال پیشتر ہی کھاد وغیرہ ڈال کر درست کر دین اور زمین کو اچھی طرح تعمیر کر دین، جیسے زیتون وغیرہ ہے، مشقوق حصہ کو یا اس سوراخ کو جس مین قلم داخل کئے جاتے ہین، باندھکر

محفوظ کر دین، یہ خیال رہے کہ کتان کے بٹے ہوئے دھاگے سے اور اسی طرح سخت ڈورے سے نہ باندھین کیونکہ اس قسم کی سخت چیز پوست مین بیٹھ جاتی ہے اور اس کو کاٹ ڈالتی ہے، اس سے ترکیب پر بڑا اثر پڑیگا، ترکیب انبوب اور رقعہ مین بھی اس کا خیال رکھنا چاہیئے، اس سے اولیٰ یہ ہے کہ اُون کے دھاگے سے اس کو باندھ دین جب شاخین بڑھ جائین اور یہ خطرہ ہو کہ ہوا یا چڑیان اونکو توڑ ڈالین گی تو ترکیب کو محفوظ رکھنے کے لیے ایک موٹا ڈنڈا جڑ مین نصب کر کے اس پر ٹیک لگا دین یا ان کو تنے یا دوسری شاخون مین مقام ترکیب سے نیچے باندھ دین، باندھ کر ترکیب کی شاخون سے ملا دین اور ہلکے سے اس کو بھی باندھ دین تاکہ قوت پکڑے اور اگر یہ شاخین بے ضرورت ہون تو ان کو الگ کر دینا چاہیئے، شاخون کے اوپر ایک کانٹا بھی باندھ دینا چاہیئے تاکہ چڑیان اس پر بیٹھ کر خراب نہ کرین، اگر بعض چھوٹی شاخون کی تخفیف کی ضرورت ہو تو ان کو ہاتھ سے نوچ لینا چاہیئے، لوہا لگانے کی ضرورت نہین ہے،

جب کبھی ترکیب مین ضعف نظر آئے تو غور کرنا چاہیے کہ ضعف کیون آیا اگر گرمی کی شدت کی بنا پر ہو تو شیرین پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور بار بار ایسا کرنا چاہیئے زمین کی تعمیر کی بھی ضرورت پڑے گی، مقام ترکیب سے اگر مٹی ہٹ گئی ہے یا اس مین شقوق پیدا ہو گئے ہین یا اس مین چیونٹیان داخل ہو گئی ہون تو دوسری مٹی لگا دی جائے، انشاء اللہ درست ہو جائے گی،

طؔ امین ہے کہ مرکب، مرکب فیہ سے ذائقہ، خوشبو، رنگ، روپ، قد اور جلدی بار آور ہونے کی صفت حاصل کرتا ہے، اگر آخری صفت مین دونون

مختلف بھی ہون تو متوسط شکل پیدا ہوجا ئے گی یعنی جو دیر مین ثمر آور ہوتا ہے وہ
مرکب فیہ کی وجہ سے ذرا جلد بار آور ہوگا، اور اس کے برعکس دوسری صورت مین ہوگا[۱]
بعض یہ بھی کہتے ہین کہ جب دو درخت ایک ہی نوع کے اس قدر متصل ہون
کہ دونون اگر ملا دیئے جائین تو دونون آگے چلکر ملجائین گے اور اگر کسی ایک کا
علوی حصہ ملاپ کے مقام سے اوپر کاٹ ڈالا جا ئے تو دونون کا مادہ یکجا ہوجائے گا
اور بقیہ حصہ دونون سے غذا حاصل کرے گا، اس ترکیب سے پھل پہلے سے زیادہ بڑے
ہون گے، مین نے ریحان کے دو پودون کو اسی طرح ملا دیا، کیونکہ دونون بہت
متصل تھے، چند سال مین جہان پر لپیٹے گئے تھے اسی مقام پر دونون ایک ہوگئے
ان مین سے ایک کا علوی حصہ کمزور ہوگیا تو مین نے اس کو کاٹ ڈالا، پھر وہ
دونون جڑون سے غذا حاصل کرتا رہا، مین نے دو انگور کی بیلون کو اسی طرح
لپٹا ہوا دیکھا، لیکن یہ ترکیب ان کے لیے مضر ہوئی،

اشجار کی موافقت اور عدم موافقت کا اندازہ مندرجہ ذیل صورتون سے

---

[۱] اصل نسخہ کے حاشیہ مین یہ عبارت مرقوم ہے،

"ترکیب کے وقت منجملہ دیگر شرائط کے یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے قبل ایک خوبصورت لونڈی سے مجامعت
کرے جو بالکل اسکی مطیع ہو، اس کے مزاج مین غیظ و غضب نہ ہو، اور اگر زارع کی نئی بیوی ہو جس سے اسی سال
شادی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ بھی ہم صحبت ہوسکتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ جماع کے اکثر اشکال اور صور ترکیب
کے اشکال کے مشابہ ہوتے ہین، چنانچہ اسی بنا پر لوگون کا قول ہے کہ اگر وہ لونڈی حاملہ ہوجائے تو وہ درخت
بھی اسی سال پھل لائے گا، یہ ایک عجیب و غریب خاصہ ہے مین نے حکایتہً یہ نقل کردیا ہے، ان مین سے
کسی بات کو بھی صحیح نہین سمجھتا"

اچھی طرح ہوسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ بعض درختون مین مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے
بعض مین متوسط درجہ کا ہوتا ہے اور بعض مین بہت کم ہوتا ہے، اسی طرح بعض
درختون کی لکڑیون مین صلابت بہت زیادہ ہوتی ہے، بعض مین متوسط درجہ
کی ہوتی ہے، اور بعض کی لکڑیان نرم ہوتی ہین، اور ان مین سے ہر ایک نوع
کے درخت دوسری نوع کے موافق ہین، جن درختون مین مادہ بہت زیادہ ہے
ان مین انگور، انجیر نر، انجیر مادہ، بہی، سیب، توت، عیون البقر، زیتون، خوخ، شفتالو
امرود، اور گلاب وغیرہ ہین اور جن درختون مین مادہ بہت کم ہوتا ہے ان مین
اترج، نارنج، لیمون، بلوط، مقنع، حنا، احمر، سرو، شاہ بلوط، اخروٹ، بادام،
بیولا، طرفا، فندق، صنوبر، عناب وغیرہ ہین، اور جنگلی لکڑیان بہت سخت ہوتی
ہین، ان مین زیتون، عناب، بیولا اور اکثر وہ درخت ہین جنمین تھوڑی سیاہی ہوتی
ہے، اسی طرح وہ جنگلی لکڑیان نرم ہوتی ہین، ان مین دفلی، انجیر، انگور، آزاد درخت
اور گلاب وغیرہ ہین، پس اگر کثیر مادہ والا قلیل مادہ والے کے ساتھ مرکب کیا گیا
یا اس کے برعکس ہوا، تو قلت مادہ کی بنا پر اسکی بقا مشکل ہوگی، موافقت کی دیگر
صورتین امہات الاجناس کے ذیل مین گذر چکی ہین، مثلاً جو درخت کہ ذوات الصموغ
کہلاتے ہین ایک تو ان مین وہ ہون گے جنمین بکثرت گوند ہو، جیسے آلو بخارا،
برقوق، شفتالو، وغیرہ دوسرے وہ جنمین متوسط گوند ہو جیسے لوز، صنوبر، اور صنوبر
وغیرہ، تیسرے وہ جنمین گوند بہت کم ہو جیسے زیتون، انگور، سرو، بہی اور اخروٹ
وغیرہ اور ذوات الادہان مین سے ایک وہ ہین جنمین روغن بہت زیادہ ہوتا ہے
اور ان کے چھلکے سے روغن نکالا جاتا ہے، جیسے زیتون اور سرو، وغیرہ دوسرے

وہ جنگلی گٹھلی کے مغز سے روغن نکالا جاتا ہے جیسے اخروٹ اور بادام وغیرہ، بس ان مذکورۂ بالا اصناف شجر کی ترکیب مین وہ ترکیب کم مفید ہوتی ہے، جس مین مطعم اور مطعم علیہ اکثر اوصاف مین متفق نہ ہون،

بھاری پانی والے اشجار کی آپس مین ترکیب بھی عمدہ نہین ہوتی ہے، جیسے زیتون کی بلوط کے ساتھ، ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ مین نے زیتون کے چند قلم بلوط کے نئے اور تروتازہ درخت مین مرکب کئے، ایک سال سے زیادہ گذر جانے کے بعد ان قلمون مین کچھ نمو ہوا مادہ تو پورا آگیا لیکن نہ تو وہ خشک ہون اور نہ بڑھین، مجبوراً مین نے بلوط کو کاٹ ڈالا بعض یہ بھی کہتے ہین کہ ترکیب مین درختون کی عمرون کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے، ان مین بھی بعض طویل عمر کے ہوتے ہین، بعض متوسط عمر کے اور بعض بہت ہی کم عمر والے ہوتے ہین، پس اگر بڑی عمر والا کسی چھوٹی عمر والے کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی عمر بھی کم ہوجائیگی اس کا مفصل ذکر آئے گا

فصل

علمائے فلاحت نے درختون کی جو عمرین متعین کی ہین، اس کے بیان مین

بعض نبطیون کا قول ہے کہ زیتون کی عمر تین ہزار برس کی ہوتی ہے، اور کھجور کی عمر پانچسو برس کی ہوتی اور بلوط کی چار ہزار برس کی ہوتی ہے اور خرنوب کی تین سو برس کی ہوتی ہے، اسی طرح بعض یہ کہتے ہین کہ عناب، اخروٹ، بادام

توت، خاا حمر، میس، بیولا، اور ثم وغیرہ کی عمر تقریباً دو سو برس کی ہوتی ہے، ط مین ہے کہ ڈیڑھ سو برس کے بعد انگور خشک ہوجاتا ہے اور کسی کام کا نہین رہتا ہے اور انگور کو اگر ابتدا سے آفات سے محفوظ رکھا جائے اور اس مین قوت نمو بھی زائد ہو تو وہ دور اول کے ختم کرنے کے بعد جسکی مدت سات برس ہوتی ہے اسی طرح کے دوسرے سات دورون تک یہ بڑھ سکتا ہے، یعنی انچاس برس کی عمر تک، اس کے بعد اس مین انحطاط شروع ہوجائے گا، اور آخر مین ضعیف اور بوڑھا ہوجائے گا، اور اس عمر تک جو اوپر بتائی گئی ہے خشک ہوجائے گا ط مین ہے کہ تبر کی عمر زیادہ سے زیادہ ایکسو برس ہے، اور شفتالو کی کل ساٹھ برس ہے، اور امرود، شتہی، زعرور، انار، بہی، مقنع، آلو بالو، زرد آلو، فندق، اترج، نارنج اور سرو وغیرہ کی بھی تقریباً ایکسو برس عمر ہے، اور آلو بخارا، مخیطا، دلب، دفلی، ازاد درخت اور تفاح وغیرہ کی عمر پچاس سال کی ہوتی ہے، نخ کا قول ہے کہ گلاب تیس سال کی عمر کا ہوتا ہے، اور جبری کی عمر دو یا تین سال ہوتی ہے، اس کے بعد اس کی حالت خراب ہوجاتی ہے، اس مین جو زرد ہوتا ہے اس کی عمر سرخ سے کم ہوتی ہے، قصب الحلو کی عمر تین سال کی ہوتی ہے اور مردوش کی چھ سال ہوتی ہے اور اینا کی چار سال ہوتی ہے اور فصفصہ کی بیس سال ہوتی ہے،

باب ہشتم

درختون کی کاٹ چھانٹ کا بیان ابن حجاج کی کتاب سے

شونون کا قول ہے کہ تسحیح[1] (کاٹ چھانٹ) بہت زیادہ نفع بخش ہے، اس کا عمل یہ ہے کہ شاخین جب ضعیف اور کمزور ہو جائین تو انگور فوراً کاٹ ڈالین، تاکہ تمام مادہ مضبوط اور قوی شاخون کی طرف لوٹ جائے، وہ شاخین بھی کاٹ ڈالی جائین جو غیر مناسب جگہ پر نکل آئی ہون یا دوسری اچھی شاخون کے لیے تنگی پیدا کرتی ہون یا ان کو نقصان پہنچاتی ہون، اور جو شاخین کہ درخت کے اندرونی حصہ مین نکل آتی ہین اور کمزور ہوتی ہین، ان کا بھی کاٹنا اس حیثیت سے مفید ہے کہ اندر ہوا جانے کا راستہ ملجائے گا، یہ قطع و برید موسم سرما مین کرنا چاہیئے جبکہ درختون مین پانی جاری نہ ہو، اس کے خلاف وقت کرنے مین مادہ شاخون مین منقسم ہو جائے گا، اور درخت مین کمزوری آجائے گی، کاٹنے کے بعد اس جگہ کو فوراً شاخ غیر مقطوعہ کی سطح کے برابر کر دین تاکہ جلد اس پر پوست نمودار ہو جائے، متقدمین اُن جڑون کو کاٹ دیتے تھے، جو زمین کے اوپر نکل آتی تھین، اور ان کا یہ قول تھا کہ یہ جڑین اگر بڑھین گی اور زمین سے قوت حاصل کرین گی تو درختون کے لیے مضر ثابت ہون گی، یہ تعمیر کی یعنی کھودائی اور درستگی کی مانع ہون گی،

[1] دکنی زبان مین اس عمل کو خصی کہتے ہین ۱۲ گاشت انگور،

جس سے درخت کی اصلاح اور بقا ہوتی ہے، اس بنا پر ایسی جڑون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے،

ہراریس کا قول ہے کہ ان چھوٹی جڑون کو جو زمین کی تعمیر مین حارج ہون، ان کو قطع کر دینا چاہیئے، درخت کی فلاح و بہبودی اسی پر منحصر ہے، ان کو دفعتہً نہین کاٹنا چاہیئے ورنہ ضعف آجائے گا بلکہ آہستہ آہستہ ہر سال کاٹی جائین، ایک دوسرا فائدہ ان جڑون کے کاٹنے سے یہ بھی ہے کہ جب زمین درست ہو جائے گی تو درخت کے اندر نئی جڑین نکلین گی اور چونکہ زمین بالکل صاف اور نرم ہو چکی ہے، اسلیے بہت وسعت کیساتھ پھیل سکین گی، قطع کے بعد ایسی جگہ پر گوبر وغیرہ ڈالدینا چاہیئے،

میرا خیال ہے کہ یہ طریقۂ عمل زیتون اور ان درختون کے لیے جنکی جڑین سطح زمین کے قریب تر ہوتی ہین غیر مناسب ہے، مشرقی حصہ مین کسی نے زیتون کے ساتھ یہ عمل دفعتہً کیا جس سے سخت نقصان پہنچا،

قسطوس کا قول ہے کہ پھلدار درخت کی شاخون کا وہ حصہ جو فاضل ہو جب پھل چنے جاتے ہون تو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور اگر علوی شاخ کے نیچے کی شاخین کاٹی جائین تو اور زیادہ مفید ہے یونیوس کہتا ہے کہ تمام فواکہات کے درختون مین خواہ وہ رطب ہون یا یابس جو فاضل چیزین ہون اس کو قینچی یا چھری سے چھانٹ ڈالنا چاہیئے، ان شاخون اور رگون کو بھی نوچ ڈالنا چاہیئے، جو تنے یا جڑ مین نکل آئی ہون، تاکہ درخت بالکل برابر اور چکنا ہو جائے، صرف تین یا چار بڑی شاخین باقی رہجائین، جو ایک دوسرے

بالکل جدا نظر آئین، چھوٹے پودون مین بھی یہ عمل اس وقت تک ہوتا ہے، جب وہ چار ہاتھ تک بڑھ جاتے ہین، کیونکہ لگانے کے وقت وہ بہت نرم ہوتے ہین،

زیتون کے تنقیہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کا تنقیہ نومبر مین ہونا چاہیئے، کیونکہ اسکی تمام رطوبت پہلے ہی فنا ہوچکی ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ ہی موسم سرما کی بارش کو یہ قبول نہین کرتا، ایسی حالت مین بہتر ہے کہ وہ اسی زمانہ مین اس کا تنقیہ ہوتا کہ قوت حاصل ہوسکے، خصوصًا اس وقت اس مین صلابت اور قوت موجود رہتی ہے، جب تم تنقیہ کرچکو فورًا ہی گوبر یا اسی قسم کی کھاد لگادو تاکہ اس کاٹ چھانٹ سے جو نقصان پہنچا ہے وہ دفع ہوجائے اور شاخین پہلے سے زیادہ مضبوط اور اچھی نکلین؛ ان خشک شاخون کا کاٹنا بہت ضروری ہے، جو وسط مین واقع ہون تاکہ درخت کو سانس لینے کا راستہ ملے، ان کو بھی کاٹنا چاہیئے جو ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی ہون تاکہ وسعت پیدا ہو اور جو کج یا زیادہ لانبی شاخین ہون ان کو بھی چھانٹ ڈالنا چاہیئے کیونکہ یہ سب اور دوسری شاخون کے مقابلہ مین بہت کم پھل لانے والی ہین،
بہرحال فلاح کو ہر چیز دیکھکر کاٹنا چاہیئے، زیتون مین یہ تنقیہ ہر تین یا چار سال کے بعد کرنا چاہیئے،

کنیوس کا قول ہے کہ زیتون کی شاخین اگر کاٹی گئین تو اس سے یہ نقصان نہین ہوگا، کہ پھل کم آئین گے کیونکہ نئی شاخین اس کمی کو پورا کردین گی، مرسیال کا قول ہے کہ ۲۱ نومبر سے ۲۴ دسمبر تک درخت کی کاٹ چھانٹ جاری رہ سکتی ہے؛

امرود کو بہت خفیف کاٹ چھانٹ کی ضرورت ہے، بہی کو ہر طریقہ سے کاٹنا مفید ہوگا، آلو بخارا کو بھی بہت تیزی کیساتھ کاٹنے کی ضرورت نہین ہے، زفیرف، انجیر، زیتون؛ یہ سب ان درختون مین ہین جنکو خفیف طریقہ پر کاٹنا چاہیئے،

تبدون کہتا ہے کہ انجیر کے لیے پوری کاٹ چھانٹ مضر نہین ہے، بلکہ مفید ہے، یہی حال انگور کا بھی ہے، اس سے ان دونون کی قوت نامیہ بڑھتی ہے، ابن حجاج فرماتے ہین کہ یہ میرے نزدیک بھی بالکل صحیح ہے، اس مین کسی قسم کے شک وشبہہ کی گنجائش نہین ہے، مین نے مرسیال کے قول کا تجربہ کیا، انجیر کے متعلق جو اسکی رائے ہے وہ غلط معلوم ہوتی ہے، آلو بالو، اخروٹ، بادام اور فندق وغیرہ کے لیے بھی یہ اصلاح مفید ہے،

سادھمس اور دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ تمام درخت علی الاطلاق صغر سنی ہی مین اس کے محتاج رہتے ہین کہ ان کی اصلاح کی جائے اور ان شاخون اور فروع کو چھانٹ ڈالا جائے، جو درخت کے اندرونی حصہ یا جڑ مین نکل آتے ہین؛ لیکن اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ چار سال سے کم عمر والے پودون کی کاٹ چھانٹ لوہے کے اوزار سے ہرگز نہین کرنی چاہیئے، اس عمر مین ان کے لیے لوہا سم قاتل ہوگا، بلکہ ہاتھ سے چونٹ لینا چاہیئے؛ جب چار سال کی عمر سے متجاوز ہوجائین تو ان کو لوہے سے کاٹ سکتے ہین، لیکن پھر بھی زور سے مارنا ممنوع ہے، اس عمل تنقیہ سے درخت کا منظر اچھا ہوجائیگا اور اس مادہ سے اس کو تقویت پہنچیگی جو دوسری شاخون سے لوٹ گیا ہے، تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ درخت کی وسعت اور ضخامت زیادہ ہوگی اگر مقام قطع وسیع ہو تو اس پر چکنی سفید اور شیرین مٹی کو لپیٹ دین بلکہ اچھی طرح رگڑ دین؛

تاکہ مقام قطع سے خوب ملصق ہوجائے ،

جب پودہ قدآدم سے بڑہ جائے تو اب یہ غور کرنا چاہیئے کہ آیا وہ تقلیم اور تنقیہ کا متحمل ہوسکتا ہے یا نہین اگر ہو تو برابر حسب دستور تنقیہ کرنے دینا چاہیئے اور اگر متحمل نہ ہو تو اب یہ عمل روکدینا چاہیئے کیونکہ بعض درخت اس کے متحمل ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے ہین، مین نے اندلس کی مشرقی سمت مین دیکھا کہ جب زیتون کی شاخین جل گئین تو لوگون نے پہلے ہی سال، ان شاخون کو چھانٹ دیا جو جلی ہوئی شاخون کی جگہ پر نکل آئی تھین، لیکن کئی سال تک تقلیم کا کوئی فائدہ نہین پہنچا، جب چوتھے سال مین تقلیم کا عمل ہوا تو بہت مفید ثابت ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ چار سال سے قبل یہ عمل مفید نہین ہے ،

فصل

علمائے فلاحت کا اس پر اتفاق ہے کہ بعض اشجار تقلیم کے متحمل ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے، اور ذوات الالبان کے لیے یہ مفید اور موافق ہوتا ہے، مثلاً انجیر اور توت وغیرہ کے لیے خصوصاً توت کی تو زندگی ہی اس پر منحصر ہے کہ ہر سال ان بیون اور شاخون کو جو ایک جگہ گنجان ہوجاتی ہین کاٹ ڈالا جائے، اور اسکی آنکھون کو بھی نکال لینا چاہیئے، موٹی شاخون کے کاٹنے مین اس کا خیال رہے، کہ درخت کا پوست اُجڑنے نہ پائے، اور نہ خود درخت پھٹنے پائے، کیونکہ اس سے چھال اور درخت دونون کو نقصان پہنچے گا، اس کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شاخ پہلے آرہ یا کسی اور آلہ سے کاٹی جائے، جب کاٹی جاچکے تو اس پر سفید مٹی کا ضماد کردین تاکہ اس جگہ پر کیڑے

نہ پیدا ہون، عناب کا ہر طرح تنقیہ ممکن ہے، جس شاخ کو تم کاٹنا چاہو کاٹ سکتے ہو، کیونکہ یہ بہت زیادہ بڑھتا اور پھیلتا ہے، لیکن درخت کو پھٹنے سے بچانا چاہیئے ورنہ کیڑے فوراً پیدا ہوجائینگے، چلغوزہ اور اخروٹ مین بھی کامل تنقیہ مضر نہین ہے.

غ اور ناہیک کا قول ہے کہ رگون اور ٹہنیون کی تقلیم کے وقت درخت کی جڑون کو بھی کاٹ ڈالنا چاہیئے تاکہ نئی جڑین نکل آئین، اگر صرف بعض شاخین کاٹی جائینگی تو مقطوعہ حصہ مین کسی قسم کی بالیدگی نہ ہوگی، جوز رومی اور نبق بھی تنقیہ کو قبول کرتے ہین، اسی طرح رند کی بھی تقلیم بخوبی ہوسکتی ہے، اس کے اعلیٰ حصہ مین کاٹ چھانٹ مفید ہوسکتی ہے، زیتون کے لیے بھی یہ عمل مضر نہین ہے، اگر اسکی شاخین خشک ہوجائین تو گرہ کے نیچے سے تھوڑا سبز حصہ بھی لیکر کاٹ ڈالین، یہ مفید ثابت ہوگا اور مادہ درخت کے دوسرے حصون مین پھیل سکے گا، اور اگر شاخین اس طرح کاٹی گئین کہ کچھ خشک حصہ بھی باقی رہ گیا ہے تو اس مقام پر کسی قسم کی دوبارہ تازگی پیدا نہ ہوگی،

ق کا قول ہے کہ اگر تم زیتون کی بیکار شاخون کو کاٹ ڈالوگے تو پھل بکثرت آئینگے اور ان شاخون کے کاٹنے کا وقت پھل آنے کے بعد ہے، جب پھل توڑے جاچکین تب کاٹنا چاہیئے، انگور، خرنوب اور بلوط کے ساتھ بھی یہی عمل کیا جاتا ہے، ط کا بیان ہے کہ جب زیتون کا درخت ثمرآور ہو اور اس کے ثمر چنے جاچکے ہین تو پھر اسکی شاخین کلہاڑی سے غروب آفتاب کے وقت کاٹ ڈالی جائین، جو شخص کلہاڑی کی ضرب لگائے وہ شاخ کو مخاطب کرکے یہ کہتا جائے کہ اگر تو پھل نہ لائیگی تو مین عنقریب تجھکو کاٹ ڈالونگا اور لکڑی بنا ڈالونگا، اس کو مکرر کہے

انشاء اللہ اس مین پھل ضرور آئین گے،

وہ درخت جو تثمیر اور تقلیم کے متحمل نہین ہوتے ان مین ذوات الصموغ یعنی گوند دار درخت ہین، ان کے لیے کسی طرح یہ موافق نہین پڑتا، بلکہ علوی حصہ مین بھی کسی طرح کی کاٹ چھانٹ مفید نہین ہے، یہ اس وقت کیلئے ہے جب کہ قد آدم کے برابر بڑھ گئے ہون، لیکن جب چھوٹے ہون تو جو مضر چیزین ہون گی ان کا کاٹنا ضروری ہے، لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس حالت مین بھی درخت مین کوئی شق نہ پیدا ہو، شفتالو بھی جب بڑھ جائے تو اس کو لوہے سے نہ چھونا چاہیئے، بعض تو یہ کہتے ہین کہ جن درختون مین پانی کی کمی ہوتی ہے ان کو لوہے کے اوزار سے ہرگز نہین چھونا چاہیئے، مرسیال کہتا ہے کہ ان کی تقلیم از ادی کے ساتھ غیر متوقع ہے، بہی کو بھی لوہا نہ لگانا چاہیئے کیونکہ اس سے فساد پیدا ہوجائیگا حب الملوک کا خواہ قدیم درخت ہو یا جدید، لوہے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، یہی حال سیب کا ہے، اس کا علوی حصہ اگر اصلاح کی غرض سے بڑھنے کے بعد کاٹا جائے تو اصلاح کی بجائے فساد پیدا ہوجائے گا، لیکن اگر صغر سنی مین درستگی کی غرض سے ترمیم کیجائے تو وہ مفید ہوگی،

غ کا قول ہے کہ آلو بخارا کا درخت جب بڑا یا پرانا ہوجائے تو اس کو لوہے سے چھیڑنا چاہیئے لیکن اگر علوی حصہ مین قطع کی کسی سبب سے ضرورت آپڑے تو دیکھنا چاہیئے کہ درخت مین کیڑے تو نہین پیدا ہوگئے ہین اگر ایسا ہو تو لوہے سے احتراز کرنا چاہیئے، اور جب تک درخت مین نئی اور چکنی شاخین ہون اس وقت تک تنقیہ کرتے رہین، لیکن اگر علوی حصہ کو قطع کردین تو درخت از سر نو اچھا ہوسکتا ہے،

مرسیال کا قول ہے کہ بلا کسی خوف وخطر کے کاٹ چھانٹ کرنا چاہیئے، اثیم اسود کے متعلق غ کی رائے ہے کہ اس کا بھی تنقیہ مفید نہین ہے، اگر علوی حصہ سے کوئی شاخ کاٹ ڈالی گئی تو اسکی جگہ پر کوئی عمدہ اور موٹی شاخ نہین پیدا ہوگی، بلکہ نہایت باریک اور پتلی شاخین نمو دار ہون گی جو ٹیڑھی ہوجائین گی اور درخت کی نشو و نما کو روک دینگی، اور اسی سے فساد پیدا ہوجائے گا، اس طرح کھجور کی علوی شاخ اگر کاٹ دیجائے تو اسکی ترقی رک جائے گی، صنوبر کے متعلق بھی غ کی یہی رائے ہے، کیونکہ اسکی علوی شاخ جب کاٹی جائے گی تو ان کی بجائے کمزور شاخین نکلین گی، ان کے علاوہ نارنج، لیموں، سرو، جوز، فندق اور ان کے مشابہ درخت جن کے پتے نہین جھڑتے اور درخت جیسے انار، سیب، آلو بخارا، اور پستہ وغیرہ مین تقلیم کی ضرورت کم پڑتی ہے،

فصل

جب درخت پر اتنی مدت گذر جائے کہ وہ قریب مرگ معلوم ہو یا اسکی نشو و نما رک جائے، یا اس کا علوی حصہ کسی خارجی آفت مثلاً ہوا، برف، یا ضعف کی بنا پر خشک ہوجائے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ نہایت تیز لوہے سے اسکو کاٹ چھانٹ کے درست کر دیا جائے، کیونکہ جو درخت یا شاخ کسی کند لوہے سے کاٹی جائے گی تو وہ خراب ہوجائے گی، زمین سے ایک ہاتھ کے فاصلہ پر کاٹنا چاہیئے بشرطیکہ اس کا اطمینان ہو کہ کوئی جانور اس کو نقصان نہ پہنچائے گا، لیکن اگر اس کا خطرہ ہو تو اس سے اوپر تقلیم کا عمل شروع کرنا چاہیئے، اس کے بعد

برابر زمین کی تعمیر کرتے رہنا چاہیئے اور اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے،

خ، ض سے بیان کرتا ہے کہ مین نے بہی اور انار کے پرانے درختون کا اسی طرح علاج کیا ہے، اس سے نئی شاخین نکلین اور مدت تک پھل آتے رہے، پھر اگر یہ بوسیدہ ہونے لگے تو دوبارہ تقلیم کا عمل کیا گیا، اور بار بار تعمیر اور آب پاشی ہوتی رہی جس سے شاخین تروتازہ ہوگئین اور پھل پھر آنے لگے اور ان دونون نے سو۱۰۰ سے زیادہ عمر پائی،

غ کا قول ہے کہ حب الملوک جب پرانا ہو جائے تو اس کے اسفل حصہ کو کاٹ دینا چاہیئے، کیونکہ علوی حصہ کے کاٹنے سے کسی قسم کی بالیدگی نہ ہوگی، توت بھی جب ضعیف اور کمزور ہو جائے اور پھل نہ لائے تو اوپر کی شاخون کو چھانٹ ڈالنا چاہیئے اس سے اسکی پہلی حالت لوٹ آئے گی اور وہ پھر بارآور ہو جائے گا، خصوصًا جب یہ درخت ایسے مقام پر ہو جہان پر تعمیر اور سیرابی باسانی ہوسکتی ہو تو یہ بہت جلد اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے گا، اور اگر اترج، نارنج، لیمون، ربنوع، یاسمین وغیرہ پرانے ہو جائین، تو پورا درخت کاٹ ڈالا جائے اور اس کے بعد اس زمین کی تعمیر کیجائے اور پانی سے خوب سیراب کیجائے انشاء اللہ درخت انھین جڑون سے دوبارہ نشو و نما پائے گا،

غ کا قول ہے کہ اگر شفتالو کا درخت کمزور ہو جائے اور اس کا مادۂ نمو کم ہو جائے اور بعض شاخین خراب ہو جائین، اور لکڑیان سیاہ ہو جائین اور ان مین ایک پتہ بھی باقی نہ رہے، اور ان مین سبزی کی بجائے سیاہی اور سرخی آجائے اور اکھین سخت ہو کر گرہ بنجائین، تو تم کو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ درخت بوڑھا اور ضعیف ہوگیا، اور یہ عنقریب خراب ہو جائے گا، اس کا علاج یہ ہے کہ زمین کے دو بالشت اوپر سے کاٹنا شروع کرین، اور یہ عمل ماہ اکتوبر مین کرنا چاہیئے آلہ قاطعہ آرہ یا اسی قسم کی تیز چیز ہو

کاٹنے کے بعد جڑون مین بکثرت مٹی لاکر ڈالدین اور ہر آٹھوین دن پانی سے سیراب کرتے رہین، پندرہ۱۵ دن سے لیکر آخر موسم گرما تک اس مین بالیدگی شروع ہو جائے گی، اور دوسرے سال مین پھول اور پھل دونون آجائین گے، اگر دوسرے سال یہ بات پیدا ہوئی تو تیسرے سال انشاء اللہ ثمر آور ہو جائے گا، اس وقت بھی جو شاخین کمزور نظر آئین وہ سب کاٹ ڈالی جائین اور صرف تین سے چار شاخون تک باقی رکھین، اگر تم اس مین عمل تکبیس کرنا چاہو تو کر سکتے ہو، انشاء اللہ یہ درخت اپنی اصلی حالت پر عود کر آئے گا، لیکن یہ عمل برابر کرتے رہنا چاہیئے،

آلو بخارا اور توت وغیرہ جنگی تیپان جھڑ جاتی ہین جب یہ ضعیف اور بوڑھے ہو جاتے ہین تو ان کا علاج بھی وہی تقلیم ہے، جہان تک کاٹنے کی وسعت ہو علوی شاخون کو کاٹ ڈالو، لیکن جڑ کے قریب کی شاخون کو کاٹنا زیادہ اولیٰ ہے، وہ درخت جنمین یبوست اور خشکی پیدا ہو جائے ان کے اس علوی حصہ کو چھانٹنا چاہیئے جسمین خشکی نہ آتی ہو یہ عمل خریف مین کرنا چاہیئے، اور برابر نگرانی رکھنی چاہیئے انشاء اللہ سرسبز ہو جائے گا، درختون کے امراض اور ان کے علاج کے متعلق مفصل بیان آئندہ آئے گا،

مزروعہ زمین کی تعمیر کے بیان مین جس سے خود زمین اور پودون کی اصلاح مقصود ہوتی ہے نیز تعمیر اور کھاد ڈالنے کے اوقات، اور کن درختون کے لیے تعمیر مفید ہے اور کن کے لیے غیر مفید ہے، اور انگور کا دوسرے مقامات پر منتقل کرنے کا تفصیلی بیان، اور زراعت کے لیے کس قسم کے لوگون کو منتخب کیا جاتا ہے، مستحکم انگور کے درختون کے لیے کہان تک تعمیر مفید ہے، اور کیونکر ناقص انگور کو درست کرنے کے لیے دوسری شاخون کو داخل کیا جائے گا،

یہ تمام معلومات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ شاخون کے نمودار ہونے سے قبل انگور کے اردگرد کی زمین کو کھود ڈالین، کیونکہ جب شاخین نکل جائین گی اور خوشے ظاہر ہو جائین گے تو پھر کھودنے کی حرکت سے بہت سے پھل ضائع ہو جائین گے اسلئے قبل ہی کھودنا اچھا ہے، زمین کو جس قدر زیادہ کھودینگے اور جس قدر اس مین تخلخل پیدا ہوگا اسی قدر پودے کو تقویت زیادہ ہوگی، اور پھل زیادہ آئین گے، لیکن اگر دوران عمل مین شاخین نکل آئین تو اس عمل کو اس وقت تک کیلئے موقوف کر دینا چاہیئے جبتک کہ یہ نئی شاخین قوت نہ پکڑ لین، اس کے بعد پھر دوبارہ کھودنا چاہیئے، اس مین اسکا خیال ضرور رہے کہ کدال سے انگور کا تنا کہین ظاہر نہ ہو جائے، کیونکہ اگر ایسا ہوا

تو درخت مین تقویت کی بجائے ضعف آجائے گا، اور پھل کم آئین گے،

اگر انگور کی وہ شاخین ناقص ہو جائین جو جفان الکرم (غا کھائے تاک انگور) کہلاتی ہین تو اس مین سے ایک بڑی شاخ کو جو ذرا جھکی ہوئی ہو، کھینچ کر ایک گڑھے مین لے آئین اور اس مین اچھی طرح پھیلا دین، اور جو مٹی خندق سے نکلی ہو اس سے خوب چھپا دین، اس کے بعد برابر اسی طرح سیرابی وغیرہ کا خیال رکھین جسطرح اور درختون کے لیے بتایا گیا ہے، دو سال کے بعد اس علیحدہ شاخ کو پہلی جڑ سے الگ کر دین،

قسطوس کہتا ہے کہ پرانے اور ضعیف درخت کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ درخت کے چارون طرف جو مقامات خالی ہون اُن مین ایک ہاتھ گہرا گڑھا کھود دین جو مستطیل شکل کا ہو، اس کے بعد باغبان کو چاہیئے کہ ایک لانبی شاخ کو بغیر قطع کئے ہوئے آہستہ سے کھینچ کر اس گڑھے کے وسط مین دفن کر دے اور شاخ کا ایک کنارہ باہر نکال دے، اس سے نئی شاخ پھوٹے گی، اب یہ نئی شاخ اس بچہ کے مانند ہوگی جو دو ماؤن کا دودھ پیتا ہو، اس شاخ کی ایک مان تو وہ پہلی جڑ ہوگی جس سے یہ متعلق ہے، دوسری مان وہ شاخ ہوگی جس سے اب یہ نئی شاخ نکلی ہے اور یہ پودہ بہت جلد بڑھے گا، اور پھل لائے گا، جب یہ بالکل تیار ہو جائے تو زارع کو اختیار ہے اگر پہلا درخت بہت پرانا ہو گیا ہو تو اس سے اس کو الگ کر دے، اور اگر ایسا نہ ہو تو دونون کو اپنی حالت پر رہنے دے،

زمین کی کھودائی کس وقت ہونی چاہیئے اور اس مین کیونکر کھاد ڈالی جائے اس کے متعلق یونیوس یہ کہتا ہے کہ مشرقی ممالک والے جب زمین مین کوئی گڈھا کھودتے ہین تو اس کو فوراً بھر نہین دیتے ہین بلکہ وہ موسم سرما تک اس کو اسی حالت

پر چھوڑ دیتے ہین، لیکن جنوبی باشندے تو گڈھون کو فوراً ابھر دیتے ہین، بہت سے لوگ انگور کے اطراف کو سال مین دو مرتبہ کھودتے ہین، ایک مرتبہ خریف مین اور دوسری مرتبہ ربیع مین، ان گڈھون کی گہرائی وہ ایک قدم کے برابر رکھتے ہین، جو انگور کہ مستحکم اور اچھی حالت مین ہو تو اس کو بھی تعمیر کی ضرورت ہے اطراف کو کھود کر اس مین بھیڑ بکری اور دوسرے جانورون کا غلیظ ملا کر بطور کھاد کے ڈالدین، کھاد باوجود حار ہونے کے انگور کی نشو ونما کے لیے مفید ہے، لیکن کسی انگور کی جڑ مین اس قسم کی گرم کھاد نہین ڈالنی چاہئے بلکہ جب ڈالی جائے تو جڑ سے کم سے کم چار انگل کے فاصلہ پر ڈالین، تاکہ ذرا فاصلہ سے حرارت جڑون مین داخل ہوتی رہے، جڑ اگر چور یا مجروح ہو تو کھاد نہ ڈالنی چاہیئے، کیونکہ گرمی اس کو جلا ڈالے گی، یہ تمام شکلین اس وقت کے لئے ہین جب کھاد کا سامان ہو سکے، لیکن جب یہ چیزین نہ مل سکین تو ان کی بجائے باقلا، اور دوسرے تمام غلون کا بھوسہ ملا کر ڈالدین، ان چیزون کا بھوسہ بھی انگور کیلئے نفع بخش ہے یہ اس کو برف، اور اولون سے محفوظ رکھتا ہے، اور ان کیڑون کا دافع ہے جو درخت کو خراب کیا کرتے ہین، اور جو مقامات کہ بہت زیادہ بارد ہین وہان انگور وغیرہ کے لئے گڈھون کا کھودنا ضروری ہے، اس کے بعد ایک سال تک یہ عمل موقوف رکھا جائے، اگر برف باری کا خطرہ ہو تو انگور کے تنہ اور جڑون پر اچھی طرح مٹی ڈال دین تاکہ وہ محفوظ ہو جائے۔

ابن حجاج ؒ فرماتے ہین کہ اشجار کی درستگی کے لیے تمام تدابیر پر عمل کرنا چاہیئے، شولون کا قول ہے کہ درحقیقت زراعت تین چیزون کا نام ہے، (۱) زمین کا جوتنا یا کھودنا، (۲) کھاد کا مہیا کر کے ڈالنا (۳) اور درختون کی کاٹ چھانٹ کرنا۔

متقدمین نے اس کے ساتھ نہر اور بدیون سے سیراب کرنے کو بھی چوتھی شرط مین داخل کیا ہے، لیکن واقعہ یہ نہین کیونکہ اکثر درخت سیرابی کے محتاج نہین ہوتے، ان کے لیے وہی پانی کافی ہوتا ہے جو آسمان سے ان تک پہنچتا ہے، اسی طرح اگر ہم بستانی درخت کو بری اور جنگلی بنانا چاہین تو اس کے لئے بھی پانی سے زیادہ ضروری زمین کا جوتنا ہے بلکہ وہ پانی کا محتاج ہی نہین ہوتا، غرضکہ وہی تین مذکورۂ بالا چیزین درختون کی عمر مین اضافہ کرتی ہین، انکی اصلاح کرتی ہین، اور ان مین قوت کو باقی رکھتی ہین، کیونکہ بعض اچھے اور مضبوط درختون مین ضعف آجاتا ہے، ان کے علاوہ اگر پانی مہیا ہو سکے تو سیراب کرنا افضل ہے، اور بعض درخت تو خصوصاً پانی کو مرغوب رکھتے ہین، مثلاً ترنج ہمیشہ پانی کا محتاج رہتا ہے اسی طرح انار بھی اس کا خواہشمند رہتا ہے، اور بھی دوسرے درخت ہین، انکی سیرابی کا بہترین وقت موسم گرما مین ہے اور ربیع اور خریف مین بھی ہے، خصوصاً جب بارش کے ہونے مین دیر ہو، موسم گرما مین ان کو خصوصیت کیساتھ رات کے وقت سیراب کرنا چاہیئے، تاکہ پانی خوب اچھی طرح جڑون مین پیوست ہو سکے، زمین جب وافر طریقہ پر پانی کو جذب کریگی اور پھر آفتاب اپنی حرارت سے انکی رطوبت کو خشک کرے گا، تو یہ زمین بہت عمدہ اور قوی ہو جائے گی،

تعمیر یعنی جوتنا یا کھودنا چار چیزون کے لیے مفید ہے، (۱) اس سے زمین کے اندر تخلخل پیدا ہو گا جس سے رگون اور جڑون کے راستے کھُل جائین گے اور ان مین بآسانی ہوا جا سکے گی، ایک مشہور فلاح کا قول ہے کہ درختون کے لیے زمین کا تخلخل اس جانور کی رہائی کے مشابہ ہے جس کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، ٹھیک اسی طرح منجمد زمین مین درختون کا گلا گھٹتا ہے۔

(۲) دوسری غرض زمین کے اندرونی حصّہ کو الٹنا ہے تاکہ آفتاب کی گرمی اس کے اجزاء کو لطیف بنا سکے، اسی غرض سے قدمارنے زمین کو جوتنا اختیار کیا اور لوگون کو اسکی ترغیب دی، تاکہ اندر کا حصّہ درست ہو سکے،

اسی بناپر وہ لوگ پامال راستون کی گرد وغبار کو جنپر دھوپ ہمیشہ پڑتی رہتی ہو زیادہ پسند کرتے تھے، ان کا یہ قول تھا کہ پیدل اور سوار اپنی رفتار سے اس مٹی کو خوب الٹ پلٹ دیتے ہین، آفتاب کی گرمی پکا ڈالتی ہے، اور ہوا ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجایا کرتی ہے، اس وجہ سے یہ خاک بہت زیادہ لطیف بنجاتی ہے، جو شخص اپنی زمین کو عمدہ بنانا چاہتا ہو اس کو چاہیئے کہ جانورون کو وہان پر رکھے تاکہ وہ پیشاب اور غلیظ کرکے اس کو خوب روند ڈالین،

۳- تیسری غرض یہ ہے کہ وہ گھاس اور نباتات جو خودرَو ہوتے ہین، اور زمین کی نفاست اور لطافت کو ضائع کر دیتے ہین، اور اصلی درختون کو غذا حاصل کرنے مین مانع ہوتے ہین، اس تعمیر سے بالکل صاف ہو جائین گے،

۴- چوتھا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد زمین رطوبت اور پانی کو بہت زیادہ جذب کرلیتی ہے، اور جو پانی زمین کے اندر چلا جاتا ہے اس سے وہ درختون کو سخت موسمِ گرما مین سیراب کرتی ہے اور ٹھنڈا رکھتی ہے جنگلی اور صحرائی درختون کا قیام نہایت گہری جوت پر موقوف ہے، جس سے بڑی بڑی لکیرین پیدا ہو جائین، صحرائی درختون کی زمین کو تین فصلون مین الٹ پلٹ سکتے ہین، خریف، سرما، اور ربیع مین، مذکورہ طریقہ کے علاوہ زمین کو جڑ کے قریب کھود کر اسکی مٹی ہٹا کر بھی درست کر سکتے ہین، اس طرح پر کہ اردگرد مین ایک مستدیر وسیع اور عمیق گڈھا کھودین جسکی شکل مرتبان کی جیسی ہو،

ہمنے اس عمل کیطرف جسکو کشف کہتے ہین جو زیادہ زور دیا ہے، وہ محض تین وجہون سے،

۱- یہ امر متیقن ہو چکا کہ سطح زمین کی خاک آفتاب کی گرمی کیوجہ سے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اسلیے ہم یہ چاہتے ہین کہ وہ مٹی جو جڑون سے متصل رہتی ہے نہایت صاف اور عمدہ ہو تاکہ جڑین اس سے قوت حاصل کرین اور جس طرح اچھی غذا سے ہر جسم مین نمو ہوتا ہے اسی طرح اس مین بھی ہوگا،

۲- دوسری وجہ وہی زمین کا تخلخل ہے جس سے جڑون کو قید سے رہائی ملجاتی ہے کیونکہ جب ہم مٹی کو گڈھے سے نکال کر دوبارہ ڈالین گے تو اس وقت اسکے اجزاء بالکل بکھرے اور منتشر ہون گے،

۳- تیسری وجہ یہ ہے کہ ان گڈھون مین پانی اگر جمع ہو جائے گا اور کسی دوسری جگہ جانے نہ پائے گا بلکہ اسی زمین کی گہرائی مین اترتا چلا جائے گا،

متقدمین کا خیال ہے کہ کشف یعنی گڈھے کی وسعت تین گز ہونی چاہیئے، اس کا استعمال وسطِ سرما مین نہین کرنا چاہیئے جبکہ اولہ یا برف وغیرہ پڑتی ہو کیونکہ اس موسم مین جڑون کا کھولنا سخت مضر ہے البتہ ابتدائے گرما مین یہ عمل ہو سکتا ہے ہارون خریف کے زمانہ مین یہ عمل کرتا تھا اور جب سردی سخت پڑتی تھی تو جڑون پر مٹی ڈالدیتا تھا، اور موسمِ گرما کا انتظار کرتا تھا، وہ اس عمل کو بار بار کرنے کا قائل تھا گڈھا کھود کر چھوڑ دیتا تھا تاکہ ہوا اس کو گرم کردے اس سے زمین مین خوب تخلخل پیدا ہو جاتا ہے، بلاشبہہ اس عمل سے درخت کی تندرستی ہمیشہ باقی رہتی ہے اور ہروقت تراوٹ موجود رہتی ہے کھاد زمین کو گرم رکھتی ہے، اور حرارت غریزی کو مشتعل کرتی ہے، وہ رطوبت جس کو دسومت کہتے ہین نباتات اور درختون کے بڑھانے

مین کھاد سے بہت زیادہ مدد حاصل کرتی ہے، اور تقلیم سے جو عظیم الشان فائدہ ہے وہ گذر چکا ہے،

بنجر اور خراب زمین کی اصلاح تعمیر کے ذریعہ سے، جب کوئی زمین بوئے ہوئے تخمون کو ہضم کر جائے، تو اس کو سرما مین کئی مرتبہ جوت ڈالنا چاہیئے، جب ربیع کا آخری زمانہ ہو تو خوب اچھی طرح جوت کر لکیرون کو کشادہ کر دین، اب یہ زمین بہت زیادہ جوتے جانے کی وجہ سے قابل زراعت ہو جائے گی، اس کے بعد موسم گرما مین جب آفتاب کی حرارت لکیرون کے اندر پہنچیگی تو زمین کے اجزا کو لطیف بنا دیگی، اور اس کو گرم کر دیگی، اس عمل سے زمین مین تین باتین پیدا ہون گی، اجزا مین تفرق اور نرمی پیدا ہو گی، آفتاب کی حرارت سے لطافت پیدا ہو گی اور گھاس وغیرہ کو جمنے سے روکے گی تاکہ وہ اسکی رطوبت وغیرہ کو جذب نہ کرلے، اس زمین مین اگر یہ عمل اسی طرح کیا جائے گا تو یہ درست ہو جائیگی،

اس زمین کو قلیب کہتے ہین اور اسکی اصلاح کے لیے سب سے بہترین تدبیر یہی ہے، قلیب کے متعلق انشاء اللہ آئندہ بحث ہو گی،

اس کتاب کے باب اول مین زمینون کے اقسام اور ان کے اوصاف اور ان کی اصلاح کے تدابیر کا مفصل ذکر ہو چکا ہے، فلاحت نبطیہ مین جو کچھ اس کا مواد تھا اس کا بھی خلاصہ لکھا جا چکا ہے، عمل نبش (زمین کو کھودنا) جو درختون کی جڑ مین کیا جاتا ہے اور جس کو تردیج اور تنقیش بھی کہتے ہین، اس کا بیان بھی گذر چکا ہے، یہ عمل کشف کے بالکل مشابہ ہے۔ اس کے متعلق یونیوس کی جو رائے تھی وہ بھی لکھی جا چکی ہے، آئندہ ہم تفصیل سے ان کے علاوہ دوسری کتابون سے اس کے متعلق

معلومات دین گے،

ص، غ اور خ کی کتابون مین ہے کہ زمین کی تعمیر مین چند حالات کا خیال رکھنا چاہیئے، اولاً وقت کا کہ سال بھر کے اندر کس وقت یہ عمل مفید ہو گا، دوسرے زمین کی حالت کا اندازہ کرنا چاہیئے کہ وہ کیسی ہے، زیادہ تر ہے یا زیادہ خشک ہے یا درمیانی حالت مین ہے، تعمیر ہل جوت کر بھی ہو سکتی ہے، اور زمین مین گڈھا کھود کر بھی ہو سکتی ہے، اس عمل کو بہت عمدگی سے انجام دینا چاہیئے تاکہ آیندہ آسانی ہو، ابتدائے عمل جنوری سے اخیر مئی تک ہو یعنی موسم سرما مین، اس عرصہ مین بار بار یہ عمل ہونا چاہیئے، یہ زمین کی حالت کے لحاظ سے ہو گا، اگر زمین نرم ہو جائے اور مٹی باریک ہو جائے تو تعمیر ختم ہو گئی، جنوری ہی کے مہینہ مین درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر گڈھا کھود سکتے ہین،

فصل

ہر قسم کی زمین کے لیے تعمیر کا ایک خاص عمل خاص وقت مین ہوتا ہے

ابوعبداللہ بن الفاصل کا قول ہے کہ سرخ زمین قوی ہوتی ہے، وہ بہت جلد درست نہین ہوتی ہے بلکہ سخت محنت اور مشقت کے ساتھ اگر اس پر بار بار ہل چلایا جائے تو اس کی مٹی نرم اور باریک ہو گی، سیاہ زمین بھی بکثرت تعمیر کی محتاج ہے۔ اور یہی حال زرد رنگ کی زمین کا ہے، بار بار کھودنے یا جوتنے سے درخت کی حالت درست ہو جاتی ہے، سخت قسم کی زمین مین بھی اس وقت تک یہ عمل جاری رکھا جائے جب تک کہ اسکی مٹی باریک نہ ہو جائے،، ارض حرشاء جس مین تھوڑی صلابت ہوتی ہے

اس مین بکثرت تعمیر کی ضرورت ہے، حریریہ زمین کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین ہے
ہے، یہی حال خاکی رنگ کی زمین اور سفید مرطوب زمین کا ہے، ان سبھون مین
ان کی ذاتی نرمی کی وجہ سے دوسری زمینون سے کم عمل کی ضرورت پڑتی ہے،
رملیہ اور ہنزولہ مین بھی یہ عمل مناسب وقت مین کیا جاتا ہے، دیر اور سویر کی ضرورت
نہین ہے۔ اور نہ زیادہ عمیق جوتنے کی ضرورت ہے، ورنہ آفتاب کی گرمی سے اسکی
رہی سہی رطوبت بھی زائل ہوجائے گی، یہی حال نمکین اور شور زمین کا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ کوئی زمین ایک بالشت سے زیادہ گہری نہ کھودی
جائے، خ وغیرہ کہتے ہین کہ وہ زمین جس کے اوپر کی مٹی اچھی ہو اور اندر کی مٹی مین
سخت ریت، پتھر یا کنکر وغیرہ ہون زیادہ گہری نہ کھودیجائے ورنہ سطح کی مٹی کی خوبی
بھی دوسری مٹی سے ملکر جاتی رہے گی، البتہ اچھی کھاد ڈال کر اسکی اصلاح کرسکتے ہین،
لیکن جس زمین کے اندر مٹی اچھی ہو اور اوپر خراب ہو، تو اس کو اچھی طرح جوتنا
چاہیئے، اور گہری کھودی جائے تاکہ دونون مٹی ملکر ایک معتدل مزاج اختیار کرلین
اور یہ پہلی سے زیادہ اچھی ہوتی ہے، باب اوّل اور باب ہفتم مین اسکا بیان جاچکا ہے،
ان معلومات کو جو آئندہ بیان ہون گے یکجا کردیا جائے تو زارع کی ہدایت کے لئے
کافی ہین،

فصل

ص، خ اور غ کی کتابون سے ہر زمین کی تعمیر کے اوقات کا بیان

جو زمین بہت اچھی اور قوی ہو اس کو جلد درست کرنا چاہیئے، اس عمل کی ابتدا

خریف مین کرنی چاہیئے خصوصًا جب اس مین متفرق نباتات وغیرہ اُگ آئے ہون،
تعمیر سے یہ سب صاف ہوجائین گے، دوبارہ تعمیر مین تھوڑی تاخیر کرنی چاہیئے، سردی
اور گرمی چونکہ اس کے لیے مضر ہے اس لیے ہر موسم مین تعمیر کی ضرورت ہے، اس سے
جو کم درجہ کی زمین ہو وہ وسط ربیع مین درست کیجائے، سرخ، ارغوانی، سفید اور ٹیلے
پر کی زمینین موسم سرما مین تعمیر کیجاتی ہین، سخت شور زمین کی کھودائی گہری نہ ہونی چاہیئے،
یہ تعمیر کے بعد ایک سال تک چھوڑ دیجاتی ہے اور اس کے بعد اس مین کھاد دیجاتی ہے،
جس کا ذکر آئندہ ہوگا، رقیقہ اور رملیہ کی تعمیر درمیانی فصل ربیع مین ہوتی ہے، ان کو
بھی زیادہ عمیق کھودنے کی ضرورت نہین ہے، ان زمینون کو نہ اس سے قبل درست
کرنا چاہیئے اور نہ اس کے بعد، ٹھیک مناسب وقت مین تعمیر شروع کیجائے، کیونکہ
ان مین ہر موسم اپنا اثر جلد کرتا ہے، سرما مین یہ سخت ٹھنڈی ہوجاتی ہین، بارش سے ان
مین حبس ہوجاتا ہے، اور گرما مین آفتاب کی حرارت سے یہ تپ جاتی ہے، اور ان کی
تمام رطوبت خشک ہوجاتی ہے، بلکہ یہ کم نفع بخش ہوجاتی ہین، ہمند کے لیے یہ بہتر ہے
کہ گرما مین درست کیجائے تاکہ گرمی سے گھاس وغیرہ جل جائین جو صرف بارش کی وجہ
سے اُگ آئی ہین، بلکہ اس مین اگر ہر فصل مین تعمیر کیجائے تو بہتر ہے، قلیب اور اسکی
مشابہ زمینون کی تعمیر کا وقت آئندہ لکھا جائے گا، شقدار زمین کو جون کے مہینہ مین
درست کرنا چاہیئے اور اس کے شقوق کو چھپا دینا چاہیئے، تاکہ آفتاب کی حرارت درختون
کی جڑ کو نہ جلا دے،

ابن حزم کی کتاب مین ہے کہ درختون کی بقا اور فلاح تعمیر کے بغیر ناممکن ہے،
بہترین تعمیر یہ ہے کہ پہلی بارش کے بعد جو اکتوبر مین ہوتی ہے جوت کر یا کھود کر زمین

درست کر دیجائے اور اس کے بعد جنوری، اپریل جون مین بار بار یہ عمل کیا جائے تعمیر کے بعد کھاد ڈالنا چاہیئے پھر شاخون کو حسب ضرورت کانٹنا چھانٹنا چاہیئے، اور شاخون کو الگ الگ کر دینا چاہیئے،

فصل

زمین کی تعمیر کے متعلق جو صورتین لکھی گئی ہین انمین سب سے زیادہ مغروسہ اشجار اور نباتات کا لحاظ رکھنا چاہیئے بعض ان مین بکثرت تعمیر کی محتاج ہون گے اور بعض کیلئے متوسط تعمیر کافی ہوگی، پس اگر زمین مین ایسے درخت ہون جو بہت زیادہ تعمیر کے محتاج ہون گے اور بعض کے لیے متوسط تعمیر کافی ہوگی، پس اگر زمین مین ایسے درخت ہون جو بہت زیادہ تعمیر کے محتاج ہون تو ان مین بار بار یہ عمل ہو سکتا ہے اور اگر اس کے خلاف ہو تو تعمیر کم ہوگی، اور اس صورت مین جب دونون بالکل متضاد طبیعت کے ہون تو پودے کو اس جگہ سے منتقل کر دینا بہتر ہے،

فصل

اس صفت کا بیان جبکا زمین مین تعمیر باغبانی اور زراعت کے وقت ہونا مفید ہے

خَ کا قول ہے کہ زمین جس مین کوئی درخت لگایا جائے یا تخم ریزی کیجائے معتدل مرطوب اور سیراب شدہ ہو، اس زمین سے احتراز کرنا چاہیئے جس مین گل ہو اور جس مین رطوبت بالکل نہ ہو، صَ کا قول ہے کہ وہ زمین جو آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکی ہو اسکو

نہ کھودنا چاہیئے نہ جوتنا چاہیئے اور نہ اس مین کوئی دوسری چیز ڈالنا چاہیئے کیونکہ موجودہ حالت مین اگر تھوڑی سی بھی حرکت ہوئی تو زمین کو مرض لاحق ہو جائے گا، اور خود مزروعہ چیزون کو نقصان پہنچے گا اسی طرح اگر بہت زیادہ خشک زمین مین تم ہل چلاؤ گے تو وہ پہلی ہی مرتبہ پاش پاش ہو جائیگی اور اس مین بجائے خاک کے ڈھیلے اور کلوخ ہو جائین گے، اس سے بھی مرض پیدا ہو جائے گا، اسی طرح وہ زمین جو گلناک ہو اگر کھودی گئی تو آفتاب کی حرارت اس مین پتھر کی طرح صلابت پیدا کر دیگی جس کے بعد نہ وہ نرم رہے گی اور نہ تر ہوگی یہ بھی ایک قسم کا مرض ہو جائے گا، اسلیے ہمیشہ ایسی زمین کو کھودنا یا جوتنا چاہیئے جس مین نہ زیادہ یبوست ہو اور نہ زیادہ رطوبت ہو بلکہ معتدل مزاج کی ہو اگر چکنی اور سخت زمین مین زراعت کی ضرورت لاحق ہو جائے، تو اس مین باقلا بوئی جائے، لیکن اس وقت تک چھوڑ دینا بہتر ہے جب تک کہ وہ ہوا اور پانی سے درست نہ ہو جائے، اگر تم اچھی ہوا مین نم اور مرطوب زمین کی تعمیر کرو اور اس مین بھی ٹوٹ کر چند نرم کلوخ نکل آئین تو یہ بہت اچھی زمین ہوگی چونکہ اسکی اعتدالی کیفیت بہت عمدہ ہوگی اس لیے اس مین ہر قسم کی زراعت ہو سکتی ہے، خشک زمین کے لیے تعمیر اس قدر مضر نہین ہے جس قدر چکنی اور گلناک زمین کے لیے ہے، کیونکہ خشک زمین کے کلوخ اور ڈھیلون کو بارش منتشر کر سکتی ہے لیکن تر مٹی کے کلوخ جب خشک ہو جائین تو اس کو پانی بھی متفرق نہین کر سکتا،

فصل

ان درختون کا ذکر جنکے لیے بکثرت تعمیر موافق ہے اور انکا جنکے لئے یہ عمل موافق نہین ہے

صَ، غَ، اور خَ کی کتابون مین ہے کہ درخت جو بکثرت تعمیر کو چاہتے ہین ان مین

زیتون، انجیر، انگور اور توت وغیرہ ہین، غ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ میوہ جات مین سے سیب، آلو بخارا، حب الملوک اور شفتالو وغیرہ ہین جو صغر سنی ہی مین تعمیر اور سیرابی کو چاہتے ہین، اور وہ درخت جو تعمیر کے متحمل نہین ہوتے ہین ان مین سیب اور انار وغیرہ ہین لیکن یہ اس وقت جبکہ ان کی عمرین زیادہ ہو جائین، اوران دونون کے درمیان ایک متوسطین کی بھی جماعت ہے جو کم تعمیر کو چاہتی ہے،

مطعم زیتون مین تمام وہی عمل کرنا چاہیئے جو انگور کے لیے کیا جاتا ہے، یعنی تعمیر (جوتنا) تقلیم، (کاٹ چھانٹ) تزبیل وغیرہ (کھاد وغیرہ ڈالنا) جون مین جڑون کے قریب ہلکے طریقہ پر کھود دین اور اس کو اصطلاح مین مشق کہتے ہین، اگست مین ان جڑون پر خاک ڈالدین، زمین کی مٹی بہت زیادہ نفع بخش ہوگی، خصوصًا اس سے اسکا تیل نہایت اچھا ہوگا اور اپریل مین بیکار شاخون کو کاٹ ڈالین، اور پھر پھلون کے چننے کے بعد اس کا تنقیہ کرین، اور جڑ مین بہت زیادہ خاک ڈالدین،

سفرجل کے متعلق غ، کا قول ہے کہ اول اکتوبر مین جب زمین نرم ہو تو اسکو کئی بار کھود دینا چاہیئے اور دس دن کے بعد اس کو سیراب کرنا چاہیئے، اس کے بعد جب مٹی معتدل مزاج کی ہو جائے تو دوبارہ اس کو کھودنا چاہیئے، تیسری مرتبہ پھر مارچ مین پوری تعمیر کرنی چاہیئے، انار اور فندق بھی تعمیر کو پسند کرتے ہین[1]،

گلاب کے متعلق غ کہتا ہے کہ اکتوبر مین اسکے اردگرد کی گھاس کو ہاتھ سے چونٹ کر پھینک دین اور دوسرے نباتات کو جیسے علیق وغیرہ ہین، کاٹ ڈالین، اور اسی مہینہ مین زمین کو الٹ پلٹ دین اور آٹھ دن کے بعد ہی ایک دوسرا گڈھا کھود دین،

[1] اس سے قبل انار کو ان درختون مین شمار کیا ہو جو عمل تعمیر کو پسند نہین کرتے ہین، غالبًا صغر سنی کی قید یہان بھی ہو،

اور اس وقت جو کچھ بھی گھاس وغیرہ ہو اس کو چنکر پھینکدین، اور تیسری مرتبہ پھر زمین کھود دیجائے اور جہان جہان منھ بند ہو گئے ہون ان کو کھول ڈالین، خس وخاشاک سے پاک کردین، اور تنقیہ سے غفلت نہ برتین، اس سے بہت سے فوائد پہنچتے ہین، پھول آنے کے بعد تنقیہ کرنا ضروری ہے، تمام خراب قسم کی گھاس کو صاف کر دینا چاہیئے لیکن اس کے بعد کسی طریقہ پر بھی اس کو فصل خریف تک چھیڑنا نہ چاہیے، زمین کے سیراب کرنے کی تدبیر اور اس کے امراض کا علاج تمام درختون کے ساتھ بیان کیا جائے گا،

بادام کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین ہے، البتہ صغر سنی مین اسکی تعمیر ہوتی ہے، لیکن بڑے ہونے کے بعد وہ اس کا محتاج نہین رہتا، اور موز کی تعمیر موسم خریف مین ہوتی ہے، یہ بکثرت تعمیر کا محتاج ہے، بنجر کی زمین مین اس کے کاٹنے کے بعد تعمیر ہوتی ہے طین مین ہے تمام انگور خواہ وہ قدیم ہون یا جدید تعمیر اور عام نگرانی کے محتاج ہین، اگر بیس سال یا اس سے زیادہ عمر کے انگور کی زمین کو کھود دین اور پھر اس مین، بھیڑ اور بکری کی مینگنیان کبوتر کی بیٹ، اور گائے کے گوبر کی کھاد بنا کر ڈالین اور اسکی جڑ کو مٹی سے اچھی طرح چھپا دین تو یہ انکو نہایت عمدہ ہوگا اور ہمارے لیے بیحد نفع بخش ہوگا اگر یہی عمل انگور کے نئے درختون کے ساتھ کیا جائے تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوگا،

جن پودون پر دو سال گذر جائین، ان مین تیسرے سال تعمیر کا عمل ضرور ہونا چاہیے، ان کے لیے دو قدم گہرا اور تین قدم چوڑا گڈھا کھود دین اور پھر ان کو مذکورۂ بالا کھاد سے بھر دین، اور جن پودون نے پہلا سال گذار کر دوسرے سال مین قدم رکھا ہو، ان کیلئے چھ مرتبہ گڈھے کھود دے جائین،

ماسی کا قول ہے کہ جو انگور کہ سات سال یا اس سے زیادہ عمر کا ہو گیا ہو اسمین

موسم گرما مین ایک عمیق گڈھا کھودین تاکہ زمین کے اندر کی مٹی اُوپر آجائے، قونامی کا قول ہے کہ اس عمل سے مقصود یہ ہے کہ زمین کی اندرونی مٹی کی تری اوپر کی خشک زمین کو پہنچے، اور نرم اور خشک اجزا، ایک دوسرے سے مل جائین، اس سے اندر کی مٹی اچھی ہو جائے گی، کیونکہ اندر کی مٹی مین رس اور تری ہوتی ہے، جب وہ باہر آجائے گی تو آفتاب کی گرمی سے اسکی رطوبت زائل ہو جائے گی، اور معتدل مزاج کی ہو جائے گی، پھر جب یہ انگور کی جڑ مین دوبارہ ڈالی جائے گی تو از سر نو اس کو تر و تازہ کر دے گی، اسی طرح جس انگور کی عمر بارہ سال یا اس سے زیادہ ہو جائے تو اس مین بھی یہ عمل کرین، اس کی تعمیر کا وقت اس وقت تک ہے جبتک کہ نئی شاخین اور خوشے نہ نکلے ہون، انگور مین جب یہ عمل ہوگا تو اس سے پھل کے شیرہ اور حسن مین افزونی ہوگی، انگور کی قوت اور غذا زیادہ ہوگی، جب انگور مین نئی شاخین یا کونپلین نکل آئین تو اس وقت تک جبتک یہ قوی نہ ہو جائین تعمیر کا عمل کسی طرح جائز نہین ہے،

صغریت کہتا ہے کہ انگور کے ماحول مین بار بار کھودنا اسکی تقویت کا باعث ہوگا کیونکہ اس سے زمین بھربھری ہوگی، اور یہ انگور کے لیے بہت مفید ہے، اس سے اسکی جڑین بڑھتی ہین، کھودنے کے بعد جب مٹی برابر ہو جائے تو آہستہ سے دوبارہ کھودنا چاہیئے، جسکو نبش کہتے ہین تاکہ انگور کی قوت بڑھ جائے، اور پھر وہ زمین سے بہت زیادہ غذا حاصل کرے، اس سے پھل مین بڑی زیادتی ہوگی،

یہ بھی بہتر ہے کہ کھودنے کا عمل کچھ دن تک جاری رہے تاکہ جڑون مین ہوا جا سکے اور جڑ کے قریب جس قدر نباتات خواہ بڑے ہون یا چھوٹے کاٹ ڈالے جائین، زمین کھودتے وقت اس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کدال یا کسی دوسرے

اوزار کی ضرب انگور کے تنہ پر نہ پڑے اور نہ اسکو لوہا لگنے پائے ورنہ لوہا جب تنہ کو مجروح کردے گا تو ہمیشہ کے لیے وہ ضعیف اور کمزور ہو جائے گا، کیونکہ یہ اس کے لیے سم قاتل ہے، کمزوری کے ساتھ ہی پھل اور خوشے بھی چھوٹے ہو جائین گے، اسی وجہ سے پہلے سال مین تعلیم کا عمل کسی طرح مناسب نہین ہے، صغریت کا اس طرح کی بیلون کے متعلق جو زمین مین پھیلی ہوتی ہین یہ حکم ہے کہ ان کی شدید نگرانی کی ضرورت ہے، ہوا کے معمولی اختلاف سے ان مین بڑا تغیر پیدا ہو جاتا ہے،

خ اور دوسرون کا قول ہے کہ انگور کی تعمیر مین چار اور اس سے زیادہ گڈھے کھودے جائین، لیکن نئی شاخون کے نکلنے سے قبل یہ عمل کرین، جب شاخین قوی ہو جائین اور بڑھ جائین تو پھر کھودنا شروع کردین، آخر خریف یا دسمبر مین جڑون سے مٹی ہٹانا زیادہ اچھا ہے، کھودنے کی شکل یہ ہوگی کہ قبلہ سے جنوب کی طرف ایک لائن مین گڈھے کھودتے چلے جائین، اگر اس سال بارش اچھی ہوئی ہو تو اوائل مارچ تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین، اور اگر خشکی ہو اور بارش کم ہو تو مٹی گڈھے مین فوراً بھر دیجائے، اس کے بعد دوبارہ کھودنا چاہیئے تاکہ اوپر اور نیچے کی مٹی اچھی طرح مخلوط ہو جائے، اسکے بعد اپریل اور مئی مین پھر گڈھے کھودے جائین، دوسرے سال جب یہ عمل کرین تو گڈھون کی قطار گذشتہ سال کی مخالف سمت مین رکھین اور تیسرے سال ان دونون سالون کی مخالف سمت مین رکھین، اور بقیہ عمل وہی کرین جو بتایا گیا ہے، چوتھے سال بھی گذشتہ سال کی مخالف سمت رکھین، اپریل اور مئی ہی مین گڈھے کھودے جائین،

اس پورے عمل سے زمین کے اجزا منتشر ہو جائین گے اور تعمیر کی ضرورت اب نہ رہے گی اور جس سے انگور کی قوت بڑھے گی،

ہر مرتبہ تعمیر مین اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر جڑ مین کوئی گھاس اُگ آئی ہو، تو اس کو نکال ڈالین بعض نے آخر مئی تک ہر ماہ مین پانچ مرتبہ کھودنے کی ہدایت[1] کی ہے، موسم گرما مین یہ عمل ہرگز نہ کیا جائے ورنہ گرم ہوا جڑون کی رطوبت کو خشک کردیگی لیکن اگر زمین مین شقوق پیدا ہوگئے ہین اور گھاسین نکل آئی ہین، تو بہت ہلکے سے ان شقوق کو مٹا دینا چاہیئے اور گھاسون کو اکھاڑ ڈالنا چاہیئے اور فوراً جڑون کو مٹی سے مستور کردینا چاہیئے بعض کا قول ہے کہ اکتوبر، مارچ، اپریل اور جون مین یہ عمل کرنا چاہیئے، زمین کی خاک انگور کے لیے بہت مفید ہے یہ عمل صبح یا شام کے وقت کرنا چاہیئے،

گڈھون کے کھودنے کا طریقہ اور آدمیون کی ترتیب ابن بصال کی کتاب سے

کرمۃ البر (میدانی انگور) کی کاشت نرم اور سیراب شدہ زمین مین کیونکر کرنی چاہیئے اور عمل تعمیر کا کیا طریقہ ہوگا، اسکی تفصیل مزدورون کے لیے ساٹھ گز طول کا ایک قطعہ نکال دینا چاہیئے اس سے کم نہین رکھنا چاہیئے، اور اگر زمین اسکی ضد ہو یعنی سخت اور خشک ہو تو تیس گز طول کا قطعہ دینا چاہیئے اور عرض ہر شخص کے لیے تین کدالی کے برابر ہو جسکی مقدار چار بالشت ہوگی، اس سے نہ کم رکھنا چاہیئے اور نہ زیادہ، کھودتے وقت عامل (کسان) اپنے داہنے پیر کو آگے بڑھائے اور بائین کو پیچھے کرے، پھاوڑے یا کدال کو سر سے اونچا نہ لیجائے، بلکہ اپنے سامنے پھینکے اور پھر اسکو اپنی ہی طرف کھینچ لے، دوسرے فلاحین کا قول ہے کہ چار آدمی اس کام پر متعین کئے جائین اور قطعۂ ارض کے پہلے حصہ مین اس شخص کو رکھنا چاہیئے جو عمل تعمیر سے زیادہ واقف ہو اور طاقتور

[1] اس قسم کے تمام گڈھون کے کھودنے کو تھالا کھولنا بولتے ہین ۱۲

اس کے بعد دوسرا اور تیسرا عامل بھی اسی صفت کا ہو، اور ان چارون مین اگر کوئی ضعیف کمزور اور ناواقف ہو تو اس کو بالکل آخر مین رکھین اور سب آمنے سامنے ہون، لیکن ذرا کج ہو کر کھڑے ہون، ہر عامل کو دوسرے کے عمل کا اندازہ کرنا چاہیئے، اور کوشش کرنی چاہیئے کہ سب کا عمل مساوی ہو اور ایک ہی خوبی کا ہو، ہر شخص کے سامنے جو ٹکڑہ کھودنے کے لئے ہو اسکی وسعت مسطح اور تر زمین مین چار بالشت اور سخت اور خشک زمین مین اس سے کم ہونا چاہیئے، اس کا اندازہ تین کدال کے برابر کرنا چاہیئے تاکہ کھودنے والون کو سہولت ہو، جو انگور کہ دو سطرون کے درمیان ہون ان کے گڈھون کی وسعت سات بالشت یا آٹھ قدم ہونی چاہیئے، مسطح اور نرم زمین کا جو قطعہ الگ کیا جائے وہ ستر گز کا ہو، اور اسکی ضد مین کم سے کم تیس گز کا طول رکھا جائے، مسطح زمین مین مربع[1] کے کھودنے کے لیے ایک دن مین تین آدمی متعین کئے جائین، اور وہ گڈھا جسکو سجن کہتے ہین اور جو انگور کو بانس پر چڑھانے کے بعد کھودا جاتا ہے اس کے لیے دس آدمی متعین کئے جائین، بہرحال گڈھے کے عمق کے لحاظ سے آدمیون کا تعین کرین،

فصل

تعمیر، غراست اور زراعت کے تمام کامون کیلئے آدمیون کا انتخاب

طاہر(?) ہے کہ کسان نوجوان اور قوی ہون تاکہ تمام کام بآسانی کرسکین، ان کے انجام دہی مین سستی اور کاہلی کی بجائے ان کو نشاط اور خوشی حاصل ہوتی ہے، عاملین کی تعداد جفت رکھنی چاہیئے، انگور کا لگانے والا اور اس کا مرکب اور کاٹنے چھانٹنے والا

[1] یہ دو گڈھون کے نام ہین لیکن کس صفت کے ہوتے ہین اس کا پتہ نہین چلا،

بیس سے تیس برس کی عمر کا ہو اور عمل کے وقت بول و براز کا روکنے والا نہ ہو، اس کے
جوارح مین کوئی عیب نہ ہو، جیسے ہاتھ شل ہو، یا ایسا ضعف ہو جو کبھی زائل نہ ہو، ہاتھ
پیر دن مین شقوق ہون، غرضکہ باغبان اور کسان کو تمام آفات جسمی سے محفوظ رہنا
چاہیئے، تاکہ پودے اچھی طرح نشو و نما پائین اور قوی ہون، عامل جسدن فصد یا
پچھنا لگائے، اس دن زراعت کا کوئی عمل نہ کرے، اور وہ عامل جسکی ایک یا دونون
آنکھین خراب ہون، یا آنکھ سے پانی جاری رہتا ہو یا کانا ہو یا اس مین سفیدی آگئی ہو،
کسی طرح درختون کے قریب اس کا جانا مناسب نہین ہے، البتہ دوسری چیزون کی
زراعت مین شریک ہو سکتا ہے، کھجور، زیتون اور پیاز وغیرہ کے بیان مین عاملین کے
اوصاف کا ذکر ہو چکا ہے،

زمیندار کا فرض ہے کہ وہ خود اپنی مزروعہ زمین کے معائنہ کے لیے جایا کرے
تاکہ اس کو محنتی اور کاہل کاشتکارون کا اندازہ ہو سکے، اور کاہل آدمیون کو ہٹا کر اچھے
اور محنتی آدمیون کو متعین کر سکے، غراست کے علاوہ زراعت مین بھی جوان آدمیون کا انتخاب
کرنا چاہیئے کیونکہ یہ قوی ہوتے ہین اور تکان کو زیادہ برداشت کر سکتے ہین، ان کی عمرین
بڈھون سے زیادہ ہوتی ہین اور یہ مقابلۂ مطیع اور فرمانبردار ہوتے ہین، مگر بعض بڈھے
بھی محنتی اور اچھے ہوتے ہین، ان کو بھی اگر کام پر لگا لیا جائے تو کوئی مضایقہ نہین ہے،
زمین کے ہر قطعہ مین چار آدمیون سے زیادہ نہ رکھین، اور اگر فاضل ہون تو ایک ہی
جگہ پر جمع نہ کرین، ورنہ وہ کام بہت کم کرین گے اور ایک دوسرے کو کام مین سستی اور
کاہلی کرنے کا اشارہ کرین گے،

ہل جوتنے اور گائے کے چرانے کے لیے لانبے آدمی منتخب کئے جائین، اور پھاوڑدن

سے گڈھے اور تھالون کے کھودنے کے لیے جسیم اور قوی آدمی مقرر کئے جائین، اور بعض نے
طویل کی بھی شرط بڑھائی ہے، کیونکہ پستہ قد آدمی اس کو اچھی طرح نہین کھود سکتے،
اور بکری چرانے کے لئے ہلکا اور صبح بیدار اور چوکنا آدمی متعین کرنا چاہیے،

زمیندار کو چاہیئے کہ کوئی معتمد علیہ آدمی کام کی نگرانی پر رکھے جس کو اس خدمت
کا معاوضہ دے، اس آدمی مین خلق و امانت، تقوی و طہارت، صدق و صفا کی
خوبیان ہونی چاہئین، اور اس کام سے اس کو خاص دلچسپی ہو، صبح سویرے اٹھکر کام
پر آتا ہو، تاکہ دوسرے عمال اسکی تقلید کر سکین، وہ نفسانی خواہشات کے پورے
کرنے مین حد سے متجاوز نہ ہو، زیادہ کھانے والا اور شرابی نہ ہو، صاحب جائداد اور اس
ناظرِ فلاحت کو یہ چاہیئے کہ وہ روزانہ کارگذاری کا حساب لے تاکہ اگر وہ کسی دن کسی
سبب سے معائنہ کے لیے نہ آسکا تو عاملین کی کارگذاری کا فوراً اندازہ کر سکے،

یونیوس کا قول ہے کہ انگور کے کاشتکار کا فرض ہے کہ اس مین خوب غور و خوض
کرتا رہے، اور گشت لگا کر چارون طرف اس کو دیکھتا رہے، اور منڈوے کے
ستونون کو اگر کچھ کج ہو گئے ہون تو سیدھا کر دے، اور بیل کسی غیر مناسب سمت
مین جھک گئی ہو تو اس کو سیدھا کر دے، کیونکہ بیلون کا کج ہو جانا انگور کے لیے
اسی قدر تکلیف دہ ہے جس قدر ہم تکان سے تکلیف کا احساس کرتے ہین، خصوصًا
اس وقت جب کہ ہم اپنے ہاتھ سے ان کو کسی طرف جھکا دیتے ہین، اور ان کا
جسم سیدھا نہین رہتا، خریف کے موسم مین اگر بکثرت بارش ہو جس سے انگور
کو نقصان پہنچے تو خوشون پر جو پتیان ہون ان کو نوچ ڈالنا چاہیئے تاکہ وہ سڑنے
یا ترش ہونے سے محفوظ ہو جائین،

باب یازدہم

اشجار اور مغروسہ اور مزروعہ زمینون مین کھاد کس قسم کی ڈالی جائے، کس وقت اور کتنی مقدار مین ڈالی جائے، شور زمین کا علاج بذریعہ کھاد خلاصت نبطیہ کی کتاب سے،

اس عالم پر برودت اور یبوست کا غلبہ ہے کیونکہ زمین اور پانی مین ایک بارد اور ایک یابس ہے، اگر ہوا ملکی ستارے متوسط اور آفتاب پوری گرمی زمین کو پہنچا لین تو نہ کوئی پودا اُگے اور نہ کوئی حیوان زندہ رہے، کیونکہ درخت بغیر کسی زیادتی کے اسی سے پھلتے اور پھولتے ہین اور ان کے امراض اسی سے دفع ہوجاتے ہین، آگ اور گرم شیشے سے بھی گرمی پہنچائی جاسکتی ہے اسی طرح کھاد سے بھی حرارت پہنچ سکتی ہے، لیکن نباتات کو آگ اور جلتے ہوئے شیشون سے گرمی پہنچانا ہر شخص کا کام نہین ہے اس عمل کے جاننے والے کم ہین، اگر کوئی ناتجربہ کار کم عقل اور کم علم آدمی نے اس کو کیا تو خطرہ سے خالی نہین ہے، البتہ کھاد سے گرمی پہنچانے کا طریقہ مامون اور محفوظ ہے،

طامین ہے کہ چھوٹے اور بڑے نباتات کو ایک اور طریقہ سے قوی کیا جاسکتا ہے، اور اسکی منفعت عام ہے حتیٰ کہ چھوٹے نباتات اور ترکاریون کے لیے بھی مفید ہے وہ یہ ہے کہ کھاد مین اس مقام کے علاوہ کسی دوسری جگہ کی مٹی لاکر ڈالین جہان پر ہوا خوب چلتی ہو اور آفتاب کی پوری گرمی پڑتی ہو اس کھاد کو انگور اور دیگر نباتات کی جڑ مین ڈالین، اس سے درختون کو بڑی قوت پہنچیگی، شاخین اور

پتیان بڑھین گی، خوشے بڑے ہون گے، اور دیگر امراض دفع ہون گے، لیکن شرط یہ ہے کہ سیلاب زمین کے ان اجزا کو بہا نہ لیجائے،

اور اس زمین کے لیے جس مین ریت ملی ہو اور جو انگور کی پیداوار کے لیے بیحد مفید ہے، بکری کی مینگنی کی کھاد موافق ہے اور دوسرے درجہ مین بھیڑ کی مینگنی بھی موافق ہے، اس کے ساتھ باریک مٹی بھی مخلوط کردین، اور اس سخت زمین کیلیے جس مین کنکریان ہون اور جو سفید رنگ کی ہو گائے کا متعفن گوبر زیتون کی تلچھٹ کے ساتھ مفید ہے، یہ کھاد بہت روغن دار ہوگی اور اس سے زمین کی خوب اصلاح ہوگی اور اس مین جَو اور گیہون کا بھوسہ بھی ملا کر ڈالین، اور وہ زمین جسمین تھوڑی سی ملاحت ہو اس کے لئے گائے کے گوبر کھجور کی شاخ اور اس کے پھل اور انگور کی راکھ سے ایک مرکب کھاد تیار کرین، اور جس زمین مین تلخی ہو اسکے لیے انسان کا غلیظ، غلّون کا بھوسہ اور گٹھلیون کی راکھ مفید ہے، غرضکہ ہر وہ زمین جو شیرین نہ ہو اس کے لیے روغن دار کھاد کی ضرورت ہے، اور شیرین اور پھیکی زمین مین وہ کھاد دینی چاہیئے جو بہت تیز ہو، اور سرخ زمین کے لیے بہت کم کھاد کی ضرورت ہے، اتنی ہو کہ جو زائد نمایان نہ ہو، ورنہ کھاد کی زیادتی اس کو کمزور اور مریض بنا دیگی اور سفید زمین بہت زیادہ کھاد کی محتاج ہے، باب اوّل مین اس کا اس موقع پر اچھی طرح بیان ہوچکا ہے جہان پر ترکاریون کے لیے سب سے بہتر زمین کی تعریف کیگئی ہے، سفید زمین موسم سرما مین بہت جلد منجمد ہوجاتی ہے اور گرما مین جلد خشک ہوجاتی ہے، باغون کے لیے یہ زمین اس وقت تک کارآمد نہین ہوسکتی جبتک کہ اسکی تعمیر اچھی طرح نہ کیجائے، اور اس کے بعد مٹی کے برابر کھاد نہ ملائی جائے،

زرد رنگ کی زمین زیادہ کھاد کی محتاج ہے، کیونکہ وہ برودت اور یبوست مین سفید زمین کے مشابہ ہے، اور موٹے ذرات کی زمین کھاد اور راکھ کے ذریعہ سے باریک کیجاتی ہے، اگر وہ خراب قسم کی ہو تو اس مین یہ دونون چیزین وافر مقدار مین ڈالین، پتلی، کمزور، ریتیلی اور خاکی زمینین بکثرت کھاد کی محتاج ہین، کبوتر کی بیٹ اسکے لئے بہت مفید ہے کیونکہ اس سے زمین اور درخت کو قوت اور غذا ملنے مین مدد ملیگی کیونکہ ریتیلی زمین بارد ہوتی ہے اور کھاد اس کو گرم بنا دیگی،

انطولیوس افریقی کا قول ہو کہ اچھی زمین مین جب کھاد ڈالی جائیگی تو اس سے اسکی پیداوار صاف ہو گی، سیاہ زمین کا بھی یہی حال ہے، بشرطیکہ اس مین بوسیدگی نہ آئی ہو، روغن دار زمین کو کھاد کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے، بعض کا یہ قول ہے کہ اس مین چنا، جو، اور گیہون کا بھوسہ دیسکتے ہین، اس کے بعد اگر کھاد ڈالین تو اسکی حالت پہلے سے اچھی ہو گی، شورناک زمین کو شیرین کھاد اور چنا، گیہون اور جو وغیرہ کا بھوسہ ڈالکر درست کر سکتے ہین، جو زمین کہ بہت زیادہ شور ہو فصل خریف مین اس مین گھوڑ دن کی لید اور گائے کے گوبر کی کھاد ڈالی جائے کیونکہ یہ زیادہ شیرین کھادون مین سے ہے، شور زمین کے اندر اگر کوئی چیز لگائی جائے تو زمین کو کھودتے وقت گڈھے مین نہر کی ریت لاکر ڈالین تاکہ وہ شیرین ہو جائے،

بعض فلاحون نے کھاد کے منافع مین یہ لکھا ہے کہ وہ زمین کو گرم رکھتی ہے اور مزروعات اور مغروسات کو درست کرتی ہے، اچھی زمین کو بہت عمدہ بنا دیتی ہے اور خراب زمین کو تندرست کر دیتی ہے، متوسط درجہ کی زمین کو اچھی زمین سے زیادہ کھاد کی ضرورت ہے، اور یہ احتیاج اچھی زمین کے قرب و بعد کے لحاظ سے ہوتی ہے

اگر وہ اپنے احوال مین اچھی زمین کے قریب ہے تو اس کو کھاد کی کم ضرورت ہوگی، اور اگر وہ ردی زمین کے قریب ہے تو اس مین کھاد کی زیادہ ضرورت ہوگی، زمین مین اگر کھاد نہ ڈالیجائے تو وہ بے حد بارد ہو جائے گی اور اگر بہت زیادہ ڈالی جائے تو شدتِ گرمی سے وہ اور اس کے مزروعات سب جل جائین گے،

ایک مرجع[1] کے برابر زمین مین ایک بوجھ کھاد دیجائے، اور یہ بھی زمین کی اچھائی اور برائی پر موقوف ہے، کھاد ڈالنے کے اوقات کا بیان باب اول اور دوم مین گذر چکا ہے، ان معلومات کو اور ان کو یکجا کرو تو انشاء اللہ کافی ہون گے، حار اور مرطوب زمین ہر قسم کے نباتات کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ ان دونون مزاج کے سوا کوئی تیسرا مزاج نہ ہو، بارد اور یابس زمین اگر کھاد اور پانی سے حار اور مرطوب بنا ڈالی جائے تو وہ اپنے پہلے مزاج کے مخالف ہو جائے گی اور گرم اور مرطوب زمین کے مشابہ ہوجائیگی، مرطوب مقامات مین تھوڑی کھاد چند سال تک ڈالنی چاہیئے، خشک زمین مین کمزور تی یا برودت کی وجہ سے گھاس تک جلدی نہین اگتی، ایسی حالت مین بکثرت کھاد ڈالیجائے تو درست ہو جائے گی،

فصل

اشجار اور دیگر نباتات مین ان کے اور زمین کے حسب حال کھاد ڈالنے کا بیان اور وقت اور مقدار کا تعین،

علمائے فلاحت کہتے ہین کہ درختون مین سے بعض ایسے ہین کہ جنکو کھاد گرمی پہنچاتی

[1] اس لفظ کی صحت نہ ہوسکی،

ہے اور بعض ایسے ہین جنکو خراب کر دیتی ہے، اور بعض ایسے ہین کہ جنکو نہ فائدہ کرتی ہے اور نہ نقصان، یہ متوسط درجہ کے کہلاتے ہین، پس جن درختون کے لیے کھاد مفید ہے اور وہ اول درجہ کی زمین مین ہون تو، اس وقت زیادہ کھاد کے محتاج نہ ہون گے بلکہ تھوڑی مقدار مین کھاد کافی ہو گی، لیکن اگر ایسی زمین مین یہ درخت ہون جنکو کھاد کی زیادہ ضرورت ہے تو پھر کثیر مقدار مین ڈالنی چاہیئے، اور جو متوسط ہون ان مین متوسط مقدار مین کھاد ڈالین، فلاحت نبطیہ مین ہے کہ کھاد درختون مین معتدل طریقہ پر ڈالنا چاہیئے نہ زیادہ اور نہ کم، اور انگور مین بھی کھاد حدِ اعتدال سے زیادہ نہ ڈالنا چاہیئے بلکہ کم ہی ہو تو اچھا ہے، لیکن اگر یہ پتہ چلے کہ اس کو کھاد کی زیادہ مقدار مین ضرورت ہے تو پھر کمی نہ کرنی چاہیئے، ط مین ہے کہ جب تم انگور کو زیادہ پھیلانا چاہو تو اس مین انسان کا غلیظ کبوتر کی بیٹ وغیرہ کو خوب ملا کر ڈالو، اس سے بہت جلد اصلاح ہو گی، لیکن یہ کھاد انگور کی شراب کے لیے مضر ہے، اس کے دینے کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ جڑ کے چارون طرف ایک مستدیر گڈھا کھودین اور چار انگل کے برابر اس مین کھاد ڈالین، جڑ اور کھاد کے درمیان کوئی حاجب نہ ہو اس کے بعد گڈھے کو مٹی سے بھر دین.

صنوریت کہتا ہے کہ کھاد کبھی انگور کی جڑ مین اس طرح نہ ڈالی جائے کہ دونون ملصق ہو جائین بلکہ دونون کے درمیان مٹی حاجب رہے، تاکہ کھاد کی گرمی براہِ راست نہ پہنچے، کیونکہ کھاد کی عام صفت یہ ہے کہ وہ جس سے ملتی ہے جلا ڈالتی ہے، اسکا خیال صرف انگور ہی مین نہین بلکہ تمام بڑے اور چھوٹے نباتات مین کرنا چاہیئے، کیونکہ ایک تو کھاد کی گرمی انگور کی جڑون کو جلائے گی، اور دوسرے آفتاب کی گرمی اس حدت مین اور اضافہ کرے گی، سوساد کا قول ہے کہ جو تیز اور گرم کھاد کو پسند نہ کرتے ہون ان کو اس

کھاد مین متعفن کھاد ملا کر معتدل کر دینا چاہیئے اور یہ متعفن کھاد غلون کے بھوسہ سے بنائی جائے، انگور کے لیے باقلا، جو اور گیہون کا بھوسہ بے حد مفید ہے، بہر حال سادی کھاد بھی استعمال کر سکتا ہے اور یہ متعفن کھاد بھی ڈال سکتا ہے، بھوسے کی کھاد جب متعفن ہو جاتی ہے تو وہ کیڑون کے ہلاک کرنے کے لیے بہت کار آمد ہے، اگر وہ انگور کی جڑ مین ڈالی جائے، تو چھوٹے اور بڑے سب کیڑے مر جائین گے، اور درخت برف اور اولون کی اذیت سے بچ جائے گا.

ط مین ہے کہ پہلے سال انگور مین کھاد بہت کم ڈالی جائے پھر جیسے جیسے سال گذرتے جائین ویسے ہی کھاد کی مقدار مین اضافہ کرتے جائین، کیونکہ جب تک انگور کا پودہ کمزور ہے، وہ کھاد کی کثرت کو نہین برداشت کر سکتا، جیسے جیسے قوی ہو گا کھاد سے انتفاع حاصل کرے گا، جب اسکی عمر پانچ سال کی ہوتی ہے تو کرم کہلاتا ہے. اور چھٹے سال اسکی قوت گذشتہ سال کے برابر ہوتی ہے، جب دسوان سال لگتا ہے تو وہ پوری طرح قوی ہو جاتا ہے، چوبیس سال تک یہ جوان کہلاتا ہے، انگور مین کھاد عروجِ قمر کے ایام مین ڈالنا چاہیئے، بعض انگور ایسے بھی ہین جنکو کھاد کی مطلق ضرورت نہین پڑتی ہے،

یہ وہ ہین جو پہاڑ، چٹان، اور چٹیل زمین کے اندر ہوتے ہین کیونکہ یہ سب پہاڑ ہی کے ہم طبیع ہوتے ہین، ان کے علاوہ دوسری زمینون مین دوسرے ہی سال سے کھاد دینا چاہیئے، تنقیہ کے بعد جڑ کے قریب ایک قدم کے برابر کھاد ڈالنا چاہیئے، تنقیہ لوہے سے نہ کرنا چاہیئے بلکہ ہاتھ سے کیونکہ لوہا انگور کے لیے مضر ہے،

سفید زمین مین گائے کا گوبر ڈالا جائے اور اگر کبوتر کی بیٹ بھی ڈال دی جائے تو اچھا ہے

اس سے شادابی زیادہ بڑھے گی، موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد جب زمین مرطوب ہو تو انگور کی جڑ مین کھاد ڈالین، اور اس کے اوپر سے مٹی دیدین، شاہ بلوط مین گائے کا گوبر ڈالین، اور بلوط اور اترج مین آدمی کا سڑا ہوا غلیظ ڈالین، ایسا موسم خریف مین کرین، بعض نے یہ کہا ہے کہ بکری کی مینگنی بھی ان کے لیے مفید ہے، یہی حال نارنج کا ہے، اور کھجور مین آدمی کا تازہ غلیظ ڈالین اور موز مین موسم خریف کے اندر متعفن کھاد ڈالین، انکر مین بکری کی مینگنی کی کھاد بنا کر ڈالین، یاسمین مین بہت کم کھاد کی ضرورت ہے لیکن جو بھی ڈالی جائے وہ پرانی ہو،

قسطوس کا قول ہے کہ زیتون مین انسان کا غلیظ وغیرہ نہین ڈالنا چاہیے کیونکہ اس کے لیے یہ بالکل موافق نہین ہے، اس کے علاوہ سب کھاد مفید ہے، لیکن اسکے لیے سب سے اچھی کھاد چوپایون کا غلیظ اور گائے کا گوبر ہے، طامین ہے کہ گدھے کی پائخانہ اور بعض کے نزدیک کبوتر کی بیٹ زیتون کے لیے زیادہ موافق ہے، حالانکہ اس بیٹ مین حرارت بہت زیادہ رہتی ہے اور بھیڑ و بکری کی مینگنی الگ الگ ڈالی جائین لیکن ان کی کثرت جڑون کو جلا ڈالتی ہے، انگور اگر زرد زمین مین ہو یا سفید اور شیرین زمین مین ہو، یا سخت زمین مین ہو، یا کمزور اور پتلی زمین مین ہو، یا ریتیلی اور ٹھنڈی زمین مین ہو، تو ان سب مین بکثرت کھاد ڈالنے کی ضرورت ہے، بلکہ ہر سال ڈالی جائے تو اچھا ہے، اور اگر سرخ یا سیاہ زمین مین ہو تو کھاد کم ڈالنی چاہیے، زیتون کے درخت مین اگر زمین اچھی ہو ایک طاقتور جانور کے بوجھ کے برابر کھاد ڈالنی چاہیے، اور اس سے فرار دی اور بارد زمین مین زیادہ ڈالنی چاہیے، اور زیتون مین کھاد کو بالکل جڑ سے ملا کر دینا چاہیے، یہی ایک درخت اس قاعدہ سے مستثنی ہے کہ جڑ سے ملا کر کھاد نہ ڈالی جائے،

کیونکہ شاخین ایسی پھیلی ہوتی ہین کہ جڑ کی مٹی پر آفتاب کی گرمی کا کوئی اثر نہین پہنچتا ہے، اس بنا پر وہ باردر رہتی ہے، اب کھاد کے ڈالنے سے اس مین حرارت پیدا ہو گی، اگر دوسرے درختون کی طرح اس مین بھی جڑ سے فاصلہ پر کھاد ڈالین، تو حرارت اور کم ہو جائے گی، جب زیتون مین صرف کبوتر کی بیٹ ڈالی جائے تو اسکی مقدار ایک پیالہ ہونی چاہیے، اس سے اگر ذرا زیادہ ڈالدیگئی تو کوئی مضائقہ نہین ہے، یہ زمین کی وسعت اور تنگی پر موقوف ہے، کبوتر کی بیٹ جنوری کے مہینہ مین ڈالی جاتی ہے خصوصاً اس دن جس دن بارش ہو یا بارش ہونے کے آثار نظر آئین، اس سے قبل کھاد ڈالنے کی ہمت نہ کرنی چاہیے، اور اس سے زیادہ تاخیر بھی نہ کرنی چاہیے، بعض کی یہ رائے ہے کہ اس سے قبل کھاد ڈالنا یا زیادہ مقدار مین ڈالنا زیتون کے لیے سخت مضر ہے، اس بیٹ کے ڈالنے سے قبل اگر دوسری کھاد بھی ڈالدین تو زیتون کے لیے بہت مفید ہو گا، اور اس کے پھل زیادہ آئین گے،

مین نے مشرق کے بعض پرانے کاشتکارون کو دیکھا ہے کہ وہ زیتون مین کبوتر کی بیٹ ڈالتے ہین، بلکہ مین نے یہ بھی دیکھا کہ زیتون کی جڑ مین انھون نے ایک ایک بوجھ کبوتر کی بیٹ بارش کے دنون مین ڈالی ہے، لیکن اتنی زائد مقدار سے بھی کوئی نقصان نہین پہنچا، اسی طرح ایک ثقہ شخص نے بیان کیا کہ ایک شخص نے جنوری سے قبل زیتون مین یہ بیٹ ڈالدی، اور یہ موسم خریف کا تھا، لیکن کوئی نقصان نہین پہنچا،

مین نے خود دو مدتون جس پر عمل کیا ہے میرے نزدیک اس مین برکت ہے، مین نے اسی مقدار مین صرف کبوتر کی بیٹ ڈالی ہے جو پہلے بیان کیگئی، اور وقت معینہ پر مخلوط کھاد کی ایک کثیر مقدار بھی ڈالی ہے، اسی سے بہت کچھ فائدہ ہوا اور بارآوری

مین کثرت ہوئی،

اس سے قبل زیتون، انگور اور دوسرے درختون کے لگانے کے بیان مین مفصل حالات لکھے جا چکے ہین جو کافی ہین،

فصل

کھاد ڈالنے کا وقت،

پھلدار درخت مین اگست سے جنوری تک کھاد ڈال سکتے ہین، اور اکتوبر مین بھیڑ کی تھوڑی سی کھاد ڈالین تو مفید ہوگا، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور مین ستمبر کے مہینہ مین کھاد ڈالی جائے اور بعض نے دسمبر اور جنوری کا مہینہ متعین کیا ہے خصوصًا سرد ممالک مین، زیتون مین کھاد ڈالنے کا وقت خریف مین ہے، اور دیگر نباتات مین گرمی مین تھوڑی مقدار مین کھاد ڈالین اور گرم زمین مین بھی ایسا ہی کرین، جب موسم معتدل ہو تو متوسط مقدار مین ڈالین اور موسمِ سرما مین اور بارد زمین مین زیادہ ڈال سکتے ہین،

باب دوازدہم

درختون مین آب پاشی کا بیان اور اس کا وقت، اور کون سے درخت پانی زیادہ چاہتے ہین، یہ سب ابن حجاج، ص، غ اور خ وغیرہ کی کتابون سے ماخوذ ہے،

فلاحون کا قول ہے کہ بعض درخت پانی کی کثرت کو پسند کرتے ہین اور بعض اسکے بالکل متحمل نہین ہوتے ہین اور بعض اس مین بھی متوسط درجہ کے ہوتے ہین، غ کا قول ہے کہ درختون مین اگست اور جنوری کے مہینہ مین آب پاشی کیجائے، ان دونون مہینون سے غفلت نہ برتی جائے، غ کہتا ہے کہ جنوری مین سیراب کرنے مین بہت سے منافع ہین، درختون کی جڑ اور رگون مین جو کیڑے اور حشرات الارض پیدا ہو جاتے ہین جب پانی اس مہینہ مین ڈالا جاتا ہے تو پانی اور ہوا کی ٹھنڈک سے وہ مر جاتے ہین، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ درخت کی رگون مین رطوبت بھر جاتی ہے جس سے وہ تروتازہ معلوم ہوتے ہین، حاج غرناطی کی کتاب مین ہے کہ جس وقت درخت مین نئے برگ اور پھول آتے ہین اسی وقت ان کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہ آب پاشی کا بہترین وقت ہے جن درختون مین اس وقت پانی ڈالا جائے گا وہ دوسرون سے قوی ہو سکتے، موسمِ گرما مین بھی تمام درختون کو سیراب کرتے ہین خصوصًا اگست کے مہینہ مین ضرور سیراب کرتے ہین کیونکہ اس زمانہ مین گرمی سخت ہو جاتی ہے اور دن کامل ہوتا ہے، اگر سیرابی مین کمی کیگئی تو وہ خشکی جو گرمی کی وجہ سے درختون مین آگئی ہے دفع نہ ہوگی،

اور آب پاشی کا وقت دن کے آخری حصّہ مین رکھنا چاہیئے، پانی کی مقدار درخت کے
تحمل پر ہے کیونکہ بعض درخت، نباتات، اور اجناس یعنی غلے پانی کی کثرت سے خراب
ہو جاتے ہین، البتہ قحط زدہ اور خشک زمینین پانی کی بہت زیادہ محتاج ہوتی ہین
طامین آب پاشی کے وقت اور اسکی مقدار کے بارے مین یہ لکھا ہے کہ انجور
اور دوسرے اشجار کی آب پاشی کا وقت ایک گھنٹہ دن باقی رہنے کے بعد سے نصف شب
تک ہی تاکہ پودے اور زمینین رات بھر اور صبح چار گھنٹہ تک خوب سیراب ہون اور مقدار متوسط رکھنی چاہیئے نہ زیادہ ہو اور نہ کم،
درخت کی جو جڑین آب پاشی کی وجہ سے ظاہر ہو گئی ہین،
اون کو چھپا دین، اور چند دنون تک اسی حالت پر چھوڑ دین، نبش جس کا
نام آدم نے ترویح اور تنفیس بھی رکھا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ کھودنے والا امرود
کے درخت کے قریب آئے اور اسکی جڑ مین ایک ہاتھ لانبا اور چار انگل عمیق گڈھا درخت
کے چارون طرف مستدیر شکل کا کھود دے، اس کے بعد جو مٹی باہر نکالی گئی ہو اس کو
گڈھے مین بھر کر پیر سے آہستہ آہستہ دبا دے، یہی طریقۂ عمل ہر درخت کے ساتھ کیا
جاتا ہے، مقصود اس عمل سے صرف یہ ہوتا ہے کہ مٹی الٹ پلٹ دیجائے، اوپر کی نیچے
کر دیجائے اور نیچے کی اوپر کر دیجائے گویا، اب نئی مٹی جڑون مین ڈالی گئی، پس جو منفعت
نئی مٹی ڈالنے سے ہوتی ہے وہی اس تقلیب سے ہو گی،
صغریت کا قول ہے کہ ایک گھڑی درخت کی جڑ کو نبش کے بعد کھلا رکھنا چاہیئے
اور ایک دوسری جگہ پر آٹھ دن کھلا رکھنے کی ہدایت کی ہے اس کے بعد مٹی گڈھے
مین بھری جائے اور آہستہ سے داب دیجائے، کھجور کے بیان مین لکھا ہے کہ اسکے
اردگرد بھی تین ہاتھ کا گڈھا کھود دین اور اسی طرح انگور کی جڑ مین بھی دو قدم گہرا اور تین قدم

چوڑا گڈھا کھود دین، اور جو مٹی کہ جڑ سے نکالی گئی ہے اس مین اس درخت کے مناسب
کھاد ملا کر درخت کی جڑ مین ڈالین، اس سے جو فائدہ پہنچیگا وہ خود ہی نمایان ہو جائے گا
اس نبش کے منافع مین یہ بھی ہے کہ جس مقام مین ہوا اب تک نفوذ نہین کرتی تھی
اس عمل کے بعد ہوا وہان داخل ہو گی اور تمام مستتر مقامات مین نفوذ کرے گی، اسی
عمل کا نام آدم نے تنفیس اور ترویح رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ درخت کی جڑ کی مٹی
الٹ پلٹ دو تاکہ درخت قوی ہو اور جڑون کو ہوا کھانے کا موقع دو تاکہ پھل
بڑے بڑے ہون، اس سے پھل لذیذ اور عمدہ بھی ہوتے ہین،
اس سے قبل ہم نے بتایا ہے کہ کسان نکالی ہوئی مٹی کو جب کھاد ملا کر گڈھے
مین ڈالے تو اس کو بہت آہستہ سے دبائے تاکہ جن مقامات پر ہم ہوا کو پہنچانا چاہتے
ہین ان مین ہوا کی بجائے پانی نہ چلا جائے، اس عمل سے پانی کم جائے گا، گو پانی
کی زیادتی مضر نہین ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ بھی نہین ہے، بلکہ بعض وقت اسکی
کثرت نقصان دہ ثابت ہوئی ہے، یعنی ہوا جیسا چاہیئے داخل نہ ہو سکی، نبش کے منافع
کا بیان امرود کے درخت کے بیان مین مفصل ہو گا، قوثامی کا قول ہے کہ امرود میں
جس قدر پانی زیادہ پہنچے گا اسی قدر وہ شیرین ہو گا اور اس مین غذائیت ہو گی،
طامین ہے کہ اترج مین تعداد اور مقدار کی زیادتی اور نرمی اور شیرینی پیدا
کرنے کا بھی طریقہ یہی نبش ہے، اس طرح کہ ہر چہار سمت مین چھوٹا سا گڈھا جڑ
کے نیچے کھودنا چاہیئے، اور مٹی مین انسان کا پرانا غلیظ ملا کر ڈالا جائے، اور پھر اسکو
سیراب کیا جائے، تو یہ تمام صفتین حاصل ہو جائین گی،
انگور کے لیے اس عمل سے بہتر طریقہ کوئی نہین ہے، ص مین ہے کہ انگور کو جو چیز

بہت زیادہ قوی کرتی ہے اور اس مین خوبصورتی پیدا کرتی ہے، اور اس کی نشو ونما، تازگی اور شادابی مین اضافہ کرتی ہے اور رگون اور پھلون کی پرورش کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ بید کی شاخین اور پتیان بہت زیادہ مقدار مین لیجائین اور وہ سب جلا کر راکھ بنالیجائین اس راکھ مین گائے کا گوبر بھی جلا کر یا باریک کر کے ملا دین، لیکن پیسکر ڈالنا زیادہ اچھا ہے، جب یہ کھاد تیار ہو جائے تو اس کو انگور کی پتیون پر چھڑک دین اور اس طرح کدو، خربوزہ وغیرہ پر بھی چھڑک سکتے ہین، بلکہ تمام وہ نباتات جنمین تنہ نہین ہوتا اور جو زمین پر پھیل جاتے ہین، ان مین یہ کھاد ڈالی جاسکتی ہے،

طامین بھی ہے کہ اس سے انگور کے پھل زیادہ ہوتے ہین ان مین قوت زیادہ آتی ہے اور عرق بھی زیادہ ہوتا ہے اور جلد نشو ونما پاتے ہین، جو ہے اور وہ کیڑے جو اس مین پیدا ہوتے ہین، اسکی بو سے بھاگ جاتے ہین ان کیڑون کے منھ چوڑے ہوتے ہین یہ خصوصیت کے ساتھ انگور کی جڑ مین پیدا ہوتے ہین اور آہستہ آہستہ جڑون کو کھانا شروع کر دیتے ہین یہان تک کہ درخت ہلاک ہو جاتا ہے، ابتداءً درخت مین زردی پیدا ہوتی ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے، اس لیپ یا کھاد سے یہ کیڑے اور تمام دوسرے حیوانات مرجاتے ہین،

انوخا کا قول ہے کہ انگور کے پودے کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر بدلنے سے بھی قوت پہنچتی ہے، اور بار آوری مین سرعت ہوتی ہے، خصوصاً جب کہ بلوط اور باقلی کے پھل صاف کر کے ہر پودے کی جڑ مین دفن کر دین اس سے بھی تقویت پہنچ گی،

انوخا، ماسی اور طامری کا قول ہے کہ مٹر کے دانے کو کھرل یا اوکھلی مین چور

کر کے پودون کی جڑ مین ڈال دین اور اگر اس کو پکا کر گائے کے باریک گوبر کے ساتھ جڑون مین ڈال دین، تو اوس سے بہت زیادہ قوت پیدا ہوگی، اور پھل جلد آئین گے،

صغریت نے اس باب مین یہ لکھا ہے کہ باقلا، جو، اور جوار کا بھوسہ اور انگور کی وہ لکڑی جو اچھی طرح کوٹی گئی ہو اور گائے کا گوبر، ان سب کو ایک جگہ رکھکر موٹی لکڑیون سے خوب چور کرین، یہان تک کہ سب بھوسہ ہو جائین، پھر اس مخلوط بھوسہ کو جڑون مین ڈال دین اور اوپر سے مٹی چھڑک دین جب یہ کھاد متعفن ہوگی تو پودون کو بڑی تقویت پہنچے گی، اس کھاد سے کیڑے بھی ہلاک ہو جاتے ہین، بشرطیکہ اس مین رائی کے پتے بھی شامل کر دیئے جائین،

سوساد کہتا ہے کہ گائے کا تر یا خشک گوبر لیا جائے اور اوس مین اونٹ، آدمی اور گائے اور بھیڑ و بکری مین جو بھی مل سکے، اس کا پیشاب ملا یا جائے، اور جڑون مین اوپر ہی ڈال دین، زیادہ گہرائی مین نہ ڈالین، بلکہ زمین کی سطح کے متصل ڈالین، اس سے شادابی بڑھیگی اور تمام کیڑے جو شاخ یا جڑ مین پیدا ہوتے ہین، فنا ہو جائین گے،

قوثامی کا قول ہے کہ جس قسم کے بھوسہ کو صغریت نے اس سے قبل لکھا ہے وہ اور یہ تمام پیشاب ایک ساتھ ملا کر دیئے جائین تو اور زیادہ نفع بخش ہوگا اور اگر تمام چیزون کو جو اب تک بتائی گئی ہین، ایک ساتھ ملا کر ڈالین تو یہ عمل نہایت پختہ ہوگا، اگرچہ تم کو ان مین سے بعض یا اکثر کی

ضرورت ہو لیکن سب کے ملانے سے اور ہی بات ہوگی، انگور خواہ پرانے ہون یا نئے
چھوٹے ہون یا بڑے، غرضکہ جس صنف سے بھی ہون، اگر ان مین گائے کا گوبر اس کے
پیشاب کیساتھ دیا گیا تو اس سے ان کو بے حد تقویت ہوگی، درخت کی شادابی پھل
کی نفاست اور لطافت مین دوگونہ اضافہ ہوگا،

ثمر انگور کی زیادتی کا طریقہ ایک یہ بھی ہے جسکو قوثامی نے لکھاہے کہ ہمنے پہلے
انگور کی زمین کی کئی مرتبہ تعمیر کی اور پھر اس مین پیر سے دبادباکر مٹی ڈالی اور بیکار شاخ
اور پتون کو کاٹ ڈالا اور اس کے بعد ایک مرتبہ پورے درخت کو آہستہ سے جنبش دیدی
تاکہ بیکار چیزین گرجائین، پھر آگ جلاکر چارون طرف گرمی پہنچائی اور کبوتر کی بیٹ، بکری
کی مینگنی اور انگور کے خشک پتے کی کھاد ڈالی، اس طریقۂ عمل سے انگور کے دانے بہت
بڑے بڑے ہوئے اور زیادہ تعداد مین آئے، یہانتک کہ ہر آنکھ مین چار خوشے نکلے
اور بعض وقت اس سے زیادہ ہوئے، ہر آنکھ مین تین یا چار یا پانچ شاخین نکلین، اور اسی
سے درخت کی شادابی کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ پھل کی زیادتی کی بڑی علامت یہی ہے
کہ ہر آنکھ مین دو یا تین خوشے نکلین، اور قدیم علامت یہ ہے کہ اس مین بکثرت وہ شاخین
نکلین جسمین خوشے لٹکتے ہین، ایک کی جگہ پر دو یا تین نکلین، جب ایسی حالت درخت
مین پیدا ہو تو سمجھنا چاہئیے کہ اس مین پھل زیادہ تعداد مین آئین گے،

طامین ہے کہ انگور کے اندر شب کو چراغ روشن کرنے سے بھی بہت بڑا فائدہ
پہنچتا ہے، صغریت نے انگور کے شیرہ بڑھانے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ انگور یا کشمش کے تخم
لیے جائین کیونکہ دونون ایک ہی ہین اور ان کو چورکر کے پودون کی جڑ مین ڈال دین،
اس سے پانی اور شیرہ دونون زیادہ ہونگے، اور پھل جلد تیار ہونگے، قوثامی کا قول ہے

کہ ہم نے اس کا اس طرح تجربہ کیا کہ پودے کی جڑ مین دو انگل کا گڑھا کھودا اور اس مین
کشمش کے بیج چھڑک دیئے اور اوپر سے مٹی ڈالدی اور اس کو پانی سے سیراب کیا، ایک
مدت کے بعد مین نے دو مرتبہ ایسا ہی عمل کیا، جس سے ہم نے خود دیکھا کہ پھل جلد آئے
اور زیادہ مقدار مین آئے اور بہت جلد پختہ ہوئے، اور شیرہ بھی خوب نکلا، دوسری مرتبہ
ہم نے تیس دن کے بعد یہ عمل کیا تو فصلِ ربیع کی ابتدا ہی مین پھل پتیون کے ساتھ
اگ آئے،

فصل

ان درختون کا علاج جنمین پھل کم آتے ہین،

اگر کوئی درخت اچھا ہو اور پھل پکا لیتا ہو لیکن پھل کم لاتا ہو تو اسکی تعمیر اور آب پاشی
بند کردیجائے بلکہ بعض شاخین کاٹ ڈالیجائین اور بعض چھوٹی کردیجائین، اور درخت کی جڑ
مین پتھر کی چٹانین اور کنکر دفن کردیئے جائین اور اوپر سے مٹی ڈال دیجائے، لیکن اگر یہ
مرض خشک سالی کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج آب پاشی اور تعمیر ہی سے ہوگا، کم پھل لانے
والے درختون کی دوسرے ہمجنس درختون کے ساتھ ترکیب کرنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے
بشرطیکہ دوسرے زیادہ پھل لائے ہون،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ زمین مین شق کیا جائے، اور اس مین ایک ایسے پتھر
کو جو مسطح ہو داخل کردیا جائے، انشاء اللہ پھل لائے گا،

جب کوئی درخت پھل کم لائے تو اس کو کاٹ ڈالنے کی نیت کرنی چاہیئے، اور پہلے

ایک آہستہ سے ضرب لگاکر درخت سے یہ کہین کہ اگر تو پھل نہ لائے گا تو مین تجھ کو کاٹ ڈالونگا
ایک دوسرا شخص اسکی طرف سے سفارش کرے کہ نہین تم چھوڑ دو امسال تو آیندہ سال
یہ ضرور پھل لائے گا، اس کے بعد اس شخص کو چھوڑ دینا چاہیئے، انشاء اللہ آئندہ سال ضرور
پھل آئین گے، خ کہتا ہے کہ یہ بالکل مجرب ہے، ایک دوسرے شخص نے یہ کہا کہ اس
تمام مؤلفین اور فلاحین کا اتفاق ہے کہ جب درخت کی یہ حالت ہو جائے اور وہ اسی طرح
دھمکایا جائے تو وہ دوسرے سال یقیناً پھل لائے گا،

طآ مین ہے کہ جو درخت ایک سال پھل لائے اور ایک سال ناغہ کرے اس کا
علاج یہ ہے کہ دو آدمی اس کے قریب کھڑے ہون، ایک کے ہاتھ مین بسولہ یا کلھاڑی
ہو اور وہ درخت کو مخاطب کرکے یہ کہے کہ مین تجھ کو کاٹ ڈالون گا اور دوسرا یہ دریافت
کرے کہ تم ایسا کیون کرتے ہو؟ تو اس کے جواب مین پہلا شخص کہے کہ چونکہ یہ پھل نہین لاتا
اس لیے کاٹتا ہون[1] پھر اس پر دوسرا شخص یہ کہے کہ مین اسکا ضامن ہون یہ آئندہ سال ضرور
پھل لائے گا اگر آئندہ سال یہ پھل نہ لائے تو پھر جو چاہے تم کرنا،

---

[1] اگر یہ بات تجربۃً ثابت ہے، جیسا کہ لوگون کے اقوال سے پتہ چلتا ہے، تو
اس سے نباتات کی حیات کا بہترین ثبوت ملتا ہے، بلکہ ان کے حواس کا بھی پتہ
چلتا ہے، کیونکہ دھمکی سے مرعوب ہونا بغیر حواس کے نہین ہو سکتا، لیکن اگر یہ کوئی منتر
یا ٹوٹکا ہے تو الگ چیز ہے، (مترجم)

فصل

درخت کے دوستون اور دشمنون کا بیان

فلاحت نبطیہ مین لکھا ہے کہ درخت کا ہمجنس اس کے لیے مقوی ہوتا ہے، اور
اس کے پھلون مین اضافہ کرتا ہے، اور درخت کا غیر جنس جو طبعاً متضاد ہوتا ہے اس کو
ضعیف اور کمزور کر دیتا ہے، طآ مین ہے کہ انگور اور بیری کے درخت مین ایک خاص
مشابہت ہے اور عمر مین دونون مساوی ہین، یہانتک کہ اگر انگور بیری کے درخت کے
ساتھ لگایا جائے تو اسکی شکل ایسی ہوگی، جیسے مرد کسی حسین عورت کیساتھ ہم صحبت ہو، دونون
درخت ایک دوسرے کے لیے معین و مددگار ہون گے اور تقویت بخش ہون گے، طآ مین
یہ بھی ہے کہ زیتون اگر انگور کے قریب لگایا جائے تو یہ ترکیب دونون کے لیے موافق
ہوگی، لیکن یہ خیال رہے کہ زیتون کو انگور سے ذرا فاصلہ پر لگائین بالکل متصل نہ کر دین،
اس سے انگور کو زیادہ فائدہ ہوگا، یہی رائے اکثر قدمار کی ہے، طآ مین ہے کہ انگور اور کدو
مین بھی موافقت ہے، اور ایک دوسرے کے لیے حیات بخش ہوتے ہین، غ کا قول
ہے کہ سفید تخم جسکو تیس کہتے ہین، اور جس کا دانہ سیاہ اور مدور ہوتا ہے، اور اندر گٹھلی
ہوتی ہے، اور ذائقہ شیرین ہوتا ہے، انگور سے اس کو بھی مناسبت ہے، اور دونون
مین الفت ہوتی ہے، اور انگور کی بیل اگر اس پر چڑھا دیجائے تو پھل زیادہ آئین گے
اور آفات سے محفوظ رہین گے، اک کا قول ہے کہ اگر سیب، آلو بخارا، امرود یا اترج
کے قرب مین لگایا جائے تو آپس مین مانوس ہو جائین گے، اور سب کے لیے یہ
عمل نفع بخش ہوگا، م کا قول ہے کہ انار اور آس ایک دوسرے کے دوست اور

پڑوسی ہین، اگر آس انار کے قرب مین لگایا جائے تو پھل بکثرت آئین گے، ق کا قول ہے
اگر دونون کی جڑین ایک دوسرے کے متصل ہوجائین تو پھل زیادہ ہون گے مگر ف
قربت نفع بخش نہو گی یہی حال اخروٹ، انجیر اور شہتوت کا ہے اسی طرح گلنار اور
زیتون ایک دوسرے کے لیے نافع ہین، کیونکہ ان دونون مین الفت اور محبت
ہوتی ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زیتون انگور کو پسند کرتا ہے اور سیب ان دونون
کو محبوب رکھتا ہے، زیتون کے اردگرد دشتی پیاز لگادیا جائے تو بحد مفید ہوگا،

طا مین ہے کہ سفید اور سیاہ انگور کے درمیان تضاد ہوتا ہے، دونون ایک
جگہ پر پھل پھول نہین سکتے اسلیے ان دونون کو ایک مقام مین لگانا نہین چاہیئے،
حتی کہ دونون کا ایکساتھ عرق بھی نکالا نہ جائے، کیونکہ اس سے عرق خراب ہوجائیگا،
غار کے متصل اگر موتی کے تخم بو دیئے جائین اور موتی سال کے دو فصلون تک پیدا ہوتی
رہے، تو غار کے وانے بڑے ہون گے،

غ کا قول ہے کہ اخروٹ اکثر درختون سے نفرت کرتا ہے، صرف انجیر اور شہتوت
سے موافقت ہے، کیونکہ اخروٹ مین غایت درجہ کی حرارت اور یبوست ہوتی ہے جو
اس کے متصل کے درختون کو خشک کردیتی ہے، اور ان سے کوئی مناسبت بھی نہین ہوتی
اخروٹ کے نیچے جس قدر بھی نباتات ہوتے ہین وہ اسکی شدید حرارت کی وجہ سے ہلاک
ہوجاتے ہین، البتہ بعض سرمائی نباتات باقی رہتے ہین اور قصل (گل کنار) اگر اس کے
نیچے لگایا جائے تو اس کے پتے جھڑ جائین گے، اور اسی طرح اگر انگور کی بیلین اس پر
چڑھائی جائین تو اس سے بجائے تقویت کے ضعف پہنچیگا،

بعض یہ کہتے ہین کہ کرم کلہ اگر انگور کے ساتھ بو دیا جائے، تو ان دونون مین

منافرت کا یہ عالم ہوگا کہ انگور کی شاخین اس طرف بالکل نہ جھکین گی، بلکہ دوسری طرف
مڑ جائینگی، ک کا قول ہے کہ انگور کا سب سے بڑا دشمن کرم کلہ ہے، جو اس کو سخت ضرر پہنچاتا
ہے، اگر دونون ساتھ لگا دیئے جائین تو انگور ہلاک ہوجائے گا، بلکہ کرم کلہ یہان تک
نقصان دہ ہے کہ اس کے رخ کی ہوا بھی انگور کو خراب کردیتی ہے، اسی طرح اگر کرم کلہ
اور چقندر کے قریب میتھی کا ساگ لگا دیا جائے تو یہ دونون ترکاریان قریب المرگ ہوجائینگی
ان مین بدترین ضعف آجائے گا، اور دوسری طرف رخ بدل دینگی، اور ایسے ہی اگر
چقندر انگور کے قریب لگایا گیا تو انگور خراب ہوجائیگا، یہ سیب کا بھی دشمن ہے اور اگر ترس
انگور کے ساتھ لگایا گیا تو اس کو خشک کردیگا، شفتالو کے پھل اگر پختگی سے قبل گرنے لگین
تو ان کی بڑی شاخون مین ہڈیان لٹکا دین، چوپائے کی ہڈیان اور کتے کے سر کی ہڈیان
اس کے لیے مفید ہون گی، اس سے پھل گرنے سے محفوظ ہوجائین گے، یا سرخ اون یا
سوت کے کپڑے جو گھور مین پڑے رہتے ہین ان کو لٹکا دین، انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہیگا
خ اور دوسرون کا قول ہے کہ جب شفتالو مین پھل کم آنے لگین یا نہ آتے ہون تو جڑ کی
مٹی کو ہٹا کر جڑ مین ایک شق کرین اور چیڑ کے نئے اور خوشبودار درخت سے ایک وتد لین
اور اس کو اس شق مین داخل کردین، اور اوپر سے مٹی ڈالدین انشاء اللہ اس سے پھل آئیگا
یہی حال زردآلو، بادام، قراسیا، اور آلو بخارا کا ہے، لیکن اگر شفتالو کی جڑ مین ایک سوراخ
کرین اور اس مین تبید کا وتد داخل کردین تو اسکی گٹھلی چھوٹی ہوجائے گی، مشتہی کا علاج خاص
سونے سے کیا جاتا ہے، اس طرح پر کہ بڑی جڑ کے ہر چار سمت مین سوراخ کرنا چاہیئے اور
ان مین دینار کے آٹھوین حصہ کے برابر سونا داخل کرنا چاہیئے، یہ اس وقت کرین جب کہ
اس مین پھول آگئے ہون، اور کلیون کے کھلنے سے قبل ایک تختہ جڑ مین دفن کردین انشاء اللہ پھل نہ گرینگے،

طائین ہے حب الملوک کا پودا جب پھلنے کے قریب ہو تو اس کے پھل کی ایک گٹھلی کو جڑ میں شق کر کے داخل کر دین، اس عمل کو عملِ تذکیر بھی کہتے ہین،

ق کا قول ہے کہ وہ کمثری جسکو عوام اجاص یعنی آلو بخارا کہتے ہین اسکی تذکیر بھی سونے کیساتھ ہوتی ہے، اس طریقہ پر کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین چار جگہ شق کرین اور ہر شق مین تھوڑا سا خالص سونا داخل کرین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، انشاء اللہ پھل گرنے سے محفوظ رہین گے بعض کہتے ہین کہ دینار کا ربع حصہ خالص سونا داخل کردین اور چار جگھون پر منقسم کر دین، شق زیادہ بڑا نہ کرین، بلکہ بعض کا یہ خیال ہے کہ تنے مین سوراخ کر کے ایک دینار سونا داخل کر دین اور اگر سونا اوپر لٹکا دین تو بھی مفید ہے، مین نے خود ان دونون طریقون کا تجربہ کیا ہے، دونون درست ہین، سونا کم ہو یا زیادہ سب مساوی ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ جڑ کے اندر ماہ جنوری مین نمک ڈالدین تو پھل زیادہ آئین گے،

امرود جسکو جام کہتے ہین پھل نہ لاتا ہو تو اوس کی جڑ مین چند سوراخ بنائین جنکا فاصلہ برابر برابر ہو، اور ہر سوراخ مین ایک انگل کے برابر قدیم سرخ صنوبر کی لکڑی کاٹ کر داخل کر دین، اور جڑ کی سطح کو بالکل برابر کر دین، اور اوپر سے مٹی ڈالکر ڈھک دین، انشاء اللہ پھل بھی زیادہ آئین گے اور پتیان بھی نہ جھڑینگی، صنوبر کی جگہ پر چیڑ کی لکڑی بھی استعمال کر سکتے ہین، ابو یونس کا قول ہے کہ امرود مین اگر یہ مرض پیدا ہو جائے تو جڑ مین خالص شراب کی تلچھٹ ڈالین اور پانی اور تلچھٹ سے پندرہ مرتبہ سیراب کرین، انشاء اللہ پھل نہ گرین گے، امرود کی تذکیر طرفا یعنی جھاؤ کے دھوان سے بھی ہوتی ہے،

بو لعاس کہتا ہے کہ اگر تم امرود کے پھل مین افراط اور شہد جیسی شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو تو جڑ کے متصل تنے مین ایک سوراخ بناؤ جو اس سرے سے اس سرے تک ہو اور اس مین صنوبر کی لکڑی اس طرح داخل کرو کہ سوراخ بند ہو جائے، اسی طرح بعض نے

شیرینی اور افراط پیدا کرنے کے لیے صنوبر کے بجائے شیرین بلوط کی لکڑی داخل کرنے کا مشورہ دیا ہے، بادام کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ چڑیا کے چھوٹے پرون کو ایک سرخ کپڑے یا اس اون مین لپیٹ دین جو گھور پر پڑا رہتا ہے، اور اسی کو درخت پر لٹکا دین انشاء اللہ پھل محفوظ رہین گے، جب پھول آنے لگین، تو اسی وقت قرمزی رنگ[1] کا کپڑا لٹکا دین، تاکہ پھول بھی نہ گرین،

ص کی کتاب مین ہے کہ بادام مین جب پھل کم آئین تو موسم سرما مین اسکی جڑ کو کھول دینا چاہیئے، انشاء اللہ یہی کافی ہوگا، اور اگر پھل بالکل نہ آئین تو موسم سرما مین جڑ کو کھول کر سوراخ کرین اور اس مین صنوبر کی لکڑی داخل کرین اور پرانے پیشاب سے اس کو سیراب کرین، پھر مٹی سے ڈھک دین انشاء اللہ پھل آنے لگین گے، یہی حال شفتالو کا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اخروٹ کے لیے سرخ اون یا کپڑا جو نجاست کے مقامات پر پڑا رہتا ہے لیا جائے، اور اس مین چڑیون کے نازک اور چھوٹے پر باندھکر درخت پر لٹکا دین، اس سے پھل گرنے سے بچ جائین گے، اور اگر اخروٹ کے پھول جھڑ جاتے ہون تو درخت پر قرمزی رنگ کے خراب وخستہ کپڑے لٹکا دین، اگر اس عمل سے بھی پھل نہ آئین تو جڑ مین سوراخ کر کے وادی[2] کی لکڑی داخل کر دین، یا وہی عمل کرین جو اوپر بتا دیا گیا ہے، بعض کی یہ رائے ہے کہ جب اخروٹ مین پھل نہ آئین تو موسم سرما مین اسکی جڑ کو کھولدین اور اندر سوراخ کر کے صنوبر کی لکڑی داخل کر دین اور پرانے پیشاب سے سیراب کرین، اس کے بعد مٹی سے ڈھک دین، بعض کا قول ہے کہ جڑ مین دو جگھون پر لوہے سے شق کرین اور ان مین چیڑ یا مہندی

---

[1] سرخ رنگ کو کہتے ہین منسوب قرمز کی طرف ہے، کشوری، [2] اسکی تحقیق وادی کے بیان مین گذر گئی،

کی لکڑی داخل کردین یا سونے کی دو ٹکیان داخل کر کے اُپر سے مٹی ڈالدین، زردآلو
کے بیے ہڈی، ٹھیکری اور کنکری کا جڑ مین ڈالنا مناسب ہوگا، اس سے یہ مرض دفع
ہو جائے گا، اور بقیہ صورتین شفتالو کے بیان مین گذر چکی ہین، زیتون کے متعلق طامین ہے
کہ اگر اس کو مرض لاحق ہو جائے تو ایک سیاہ فام آدمی داہنے ہاتھ مین بھر مٹھی پکے
ہوئے زیتون کا پھل لے اور بائین ہاتھ مین تیز کلہاڑی لے اور اس سے خراب شدہ
زیتون کی جڑ کھو دے، اور پھلون کی ایک مقدار گڈھے مین جڑ کے قریب ڈالدے
اور اسکو مٹی سے چھپا دے، یہ عمل سنیچر کے دن کرے اور یکشنبہ کی پہلی شب مین پانی سے
سیراب کرے یا بقول بعض فوراً بقدر ضرورت پانی ڈالے، اس طرح دو رات متواتر
پانی سے سیراب کرتا رہے، پھر اکیس دن تک اپنی حالت پر چھوڑ دے، انشاء اللہ
اس عمل کے نتائج ضرور رونما ہونگے، اس سے پتے بڑے ہون گے، درخت بلند ہوگا
پھل زیادہ آئین گے، شاخین زیادہ نمودار ہونگی، رگین زیادہ موٹی ہون گی، جڑون
مین غلظت آئیگی اور انھین چیزون سے درخت کی بقا ہوتی ہے، پانی کی اگر قلت ہو تو
کوئی ہرج نہین ہے، اس کے پھل سیاہ رنگ کے نہ ہون گے بلکہ زرد اور سفیدی
مائل ہون گے، لیکن یہ خاص درختون مین ہوتا ہے، اسی طرح اگر باقلا کا بھوسہ زیتون
کی جڑ مین ڈالدین اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہین تو نہ پتے جھڑین گے
اور نہ پھل گرین گے، یہ درخت کی اصلاح کا عام طریقہ ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ جب
زیتون مین یہ مرض پیدا ہو جائے تو جنوبی سمت سے جڑ کی مٹی ہٹائین اور اس مین
ایک سوراخ جانب شمال تک بنائین، اور زیتون کے دوسرے درخت سے جو
پھل زیادہ لاتا ہو دو شاخین لیجائین اور سوراخ کے دونون سمت مین داخل

کیجائین یہانتک کہ سوراخ پر ہو جائے، پس جو حصہ سوراخ سے زیادہ ہو اس کو کاٹ
ڈالنا چاہیئے اور سطح برابر کر دینی چاہیئے، اس کے بعد جو کے آٹے کو دونون طرف
لگا دین، انشاء اللہ پھل آئین گے، ق کا قول ہے کہ صنوبر اور بلوط کی شاخین بھی یہی
کام کرتی ہین، اور اگر زیتون کے پھل پختہ ہونے سے قبل گر جاتے ہون تو اسکی
جڑ مین باقلا کا بھوسہ ڈالنا چاہیئے، اور پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیئے اور راکھ
اور گوبر ملا کر ڈالنا چاہیئے، اگر زیتون کے ساتھ گلنار اور انار لگائین تو اس سے
پھل زیادہ ہون گے، زیتون اگر پکنے سے قبل ٹپکنے لگے تو باقلا کے دانون کو جسمین
کیڑے لگ گئے ہون جڑ مین دفن کر دین اور پھر مٹی اور گوبر سے چھپا دین، انشاء اللہ
پھل محفوظ ہو جائین گے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جڑ کو نصف قدح کے برابر گڈھا
کر کے کھولدین اور اس مین باریک مٹی ڈالدین، یہی طریقۂ عمل رند، فستق، مشتہی، زعرور
اور قراسیا مین ہے، بعض کا قول ہے کہ جب زیتون کی شاخین ایک دوسرے
سے جدا ہونے لگین تو درمیانی شاخ کو کاٹ کر اس مین ایک شق پیدا کرین اور
اس شق مین نومبر کے مہینہ مین رنبوح کی ایک شاخ داخل کرین اور مقام شق مین
جو اور مٹی کا بنا ہوا معجون لگا دین تا کہ پانی اور چیونٹی نہ داخل ہو سکے،

سیب مین جب بار آجائے تو اس مین پیاز لٹکا دین اس سے پھل نہ گرینگے،
اور اسی طرح اگر جڑ مین سوراخ کر کے صنوبر کی روغن دار لکڑی داخل کرین تو اس سے
بھی یہ مرض زائل ہوگا، اور کیڑے مرجائین گے، یہ عمل جنوری مین کرنا چاہیئے، اور
قسطل (شاہ بلوط) جب مریض ہو جائے یا پھل گرنے لگین تو تنے مین ایک شگاف
اس کے طول و عرض کے لحاظ سے بنائین اور طول اس کے عرض سے زیادہ رکھین،

اور جو چیزین کہ اندرونی حصہ کو خراب کر رہی ہون ان کو دفع کر دین اور جوف
کو ہوا کے لیے کھلا رکھین، اس سے اصلاح ہوگی پھل آئین گے اور ترو تازگی رہیگی،
انگور کے چھوٹے پھل اگر گرتے ہون تو پرانی راکھ ہر خوشہ والی شاخ کی جڑ مین ڈالدین
گلاب کی تذکیر کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے درمیان لہسن بو دین، اسی
طرح اترج اور نارنج کی جڑ مین لیمون اور آبنوس کی چوڑی لکڑیان دفن کرنے سے
اسقاط کا مرض جاتا رہے گا، اگر اس طریقہ مین کامیابی نہ ہو، تو جڑ مین چار سوراخ
کر کے سونے کی چار کیلین ٹھوک دین، وہ آلو بخارا جسکو عیون البقر بھی کہتے ہین اسکی
تذکیر کا طریقہ یہ ہے کہ ان شاخون کو جو ابھی بڑھنے والی ہون توڑ کر لٹکی رہنے دین
اور جدا نہ کرین انشاءاللہ اس سے پھل زیادہ آئین گے، ایک طریقہ یہ بھی ہے،
کہ جب آلو بخارا مین پتیان نکل آئین اور پھول آجائین تو ایک گرہ مین سوراخ
کرین اور اس مین ترّدار کی لکڑی کا وتد داخل کرین، پھل زیادہ آئین گے اور
شیرینی مین بھی اضافہ ہوگا، بعض یہ کہتے ہین کہ جو شخص آلو بخارا مین مٹھاس اور
لطافت بڑھانا چاہتا ہے اس کو اسکی جڑ مین ایک بڑا سوراخ کرنا چاہیئے اور اسمین
بلوط کی لکڑی داخل کرنی چاہیئے اور اگر پھل کم آتے ہون یا گرجاتے ہون تو اسکے
لیے جڑ کے قریب ہر جانب دو ہاتھ کے فاصلہ سے گڈھا کھودنا چاہیئے اور بڑے
درختون مین دو چوتھائی اور چھوٹے مین ایک چوتھائی نمک جڑون پر ہر طرف چھڑک
دینا چاہیئے، اور اوپر سے مٹی ڈالدین اور پیر سے برابر کر دین اور تین دن کے بعد
پانی سے سیراب کرین، اور یہ عمل جنوری مین کرین انشاءاللہ اس عمل سے پھل
اور پتے جھڑنے سے محفوظ رہجائین گے،

فصل

تذکیرِ اشجار کا عام طریقہ

م کا قول ہے کہ اگر سرو کے پتے اچھی طرح خشک کر لئے جائین اور پھر انکا
سفوف بنا لیا جائے اور اس کو درختون پر چھڑکا جائے خصوصًا اس وقت جبکہ
پھولون کی آمد کا زمانہ ہو، اور ایسا ہر پندرہ دن کے فاصلہ سے تین یا پانچ بار کیا
جائے تو پھل گرنے سے محفوظ ہو جائین گے،

بعض کا قول ہے کہ جب کسی درخت کے پھل گرنے لگین تو لوہے سے جڑ مین
ایک بڑا سوراخ کرین اور اس مین ایک بڑا پتھر داخل کرین یہانتک کہ وہ اندر غائب
ہو جائے اور مغز تک پہنچ جائے پھر اس مقام کو سفید مٹی سے لپیٹ دین انشاءاللہ
پھل محفوظ رہین گے، یہ خیال رہے کہ مٹی مین نمکینیت نہ ہو،

سیداغوس کا قول ہے کہ جب پھل بکثرت گرنے لگین تو آہستہ سے جڑون
کو کھول دین اور گڈھے کو سفید مٹی سے جو لیسدار ہو پر کر دین، یہ طریقہ ابن ابی الجواد
کے بیان کردہ طریقہ سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ جب انجیر وغیرہ کے پھل جھڑنے لگین
تو درخت کے اردگرد ایک بڑا سا گڈھا کھودین جو تین ہاتھ لانبا اور دو ہاتھ گہرا
ہو، اتنا گہرا ہو کہ جڑین دکھلائی دین لیکن کٹنے نہ پائین پھر اس گڈھے کو سفید بارد
اور شیرین مٹی سے جو سطحِ ارض پر ہوتی ہے، پر کر دین، اور سفید نمکین مٹی کے ڈالنے
سے احتراز کرین جو پانی یا بارش کی وجہ سے پگھل جاتی ہے، اس مٹی کے ڈالنے سے
جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ مرض جاتا رہے گا، نہ پتے گرین گے اور نہ پھل ٹپکین گے،

کیونکہ یہ مرض زمین کی خراب حرارت اور کھاد کی کثرت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، یا حرارت اور طوحت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے،

ق کا قول ہے کہ تدکیر کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جو اور گیہون کے درمیان ایک گھاس اگتی ہے جو کلونجی کی طرح ہوتی ہے اس کو پھل سمیت اکھیڑ لین اور اس کے چھینکے بنا ڈالین اور ہر پھلدار شاخ پر ایک چھینکا لٹکا دین، اس سے بھی پھل نہ گرین گے بعض یہ کہتے ہین کہ گیہون کی اس گھاس کو ایک پوٹلی مین باندھکر درخت کی گردن کے مقام پر لٹکا دین، یہ عمل بھی مفید ہے،

اور اگر انجیر یا دوسرے درختون کی جڑ مین سیسے کا طوق ڈالدین اور پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین تو یہ بھی اس مرض کے لیے کارآمد ہوگا، اسی طرح کبوتر کی بیٹ پانی مین تر کرکے درخت کی جڑ مین مٹی ہٹا کر ڈالدین اور اوپر سے بھی سفید مٹی ڈالدین تو انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اور اس مرض کے لیے سب سے زیادہ مجرب نسخہ یہ ہے کہ یہ عبارت ایک کاغذ پر لکھکر لٹکا دین،

ان اللہ یمسك السموات والارض ان تزولا	خدا زمین وآسمان کو گرنے سے روکے
ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہٗ	ہوئے ہے، اگر یہ دونون گرین تو اس کے بعد
″ ″ ″	کوئی شخص ان کو روکنے والا نہین ہے،

اور یہ عبارت بھی لکھے،

ویمسك السماء ان تقع علی الارض الا	اور آسمان کا زمین پر نہ گرنا صرف خدا کے حکم
باذنہ ان اللہ بالناس لرؤف رحیم	سے ہے اللہ لوگون کے ساتھ بڑا مہربان اور
″ ″ ″ ″	رحمت والا ہے،

قسطوس کا قول ہے اگر پھل پکنے سے قبل گرنے لگین تو یہ کلمات لکھکر لٹکا دو اور یہ داؤد علیہ السلام کی زبور سے ماخوذ ہین، یہ چار کلمات ہین:-

کن کشجرۃ علی شاطی المیاہ تثمر فی وقتہ	تو اس درخت کے مانند ہو جو پانی کے کنارے
ولا ینتشر من ورقہ وکلما علیہ استمتہ	ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے، اور اس کے
″ ″ ″ ″	پتے نہین جھڑتے اور جو کچھ اس پر ہے وہ اپنی مدت
″ ″ ″ ″	پوری کرتا ہے،

م کا قول ہے کہ وہ کلمات یہ ہین،

کن کشجرۃ علی شط نھر ما تطعم لحینھا	تو اس درخت کے مانند ہو جو نہر کے کنارے
ولا یسقط عنھا ورقھا وما یضرب بھا	لگایا گیا ہو اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہو اور اس کے
من ورقھا ادرک وسلم.	پتے نہین جھڑتے ہین، اور جو پتے گرتے ہون
″ ″	ان کا گرنا اس کے لیے مفید ہو،

فصل

درختون کی اصلاح اس غرض سے تاکہ ان مین شیرینی، عرق اور پھل زیادہ ہون، اور حسن نمایان ہون،

قوثامی کا قول ہے کہ صغریت نے جو تدبیر پھل مین عرق کے زیادہ کرنے کی بتائی ہے اس کا ہم نے تجربہ کیا تو صحیح پایا وہ یہ ہے کہ تمام ثمردار درختون مین گائے کا گوبر گھوڑے کی لید اور گندنا کی پتیان اور قسط جسکو ہندی مین کٹھ کہتے ہین، ہیکر کسی درخت کے پتے مین مخلوط کرکے ایک گڈھے مین ڈالدین، یہ تمام اجزاء مساوی وزن کے ہون، اور

کھودنے والون کو اس پر پیشاب کرنے کا حکم دیدین اور اوپر سے میٹھا پانی چھڑک دین؛
ہان اگر تم پھلون مین صرف مٹھاس بڑھانا چاہتے ہو تو کھاد کے ساتھ پیشاب نہ ڈالو،
اور اگر عرق اور شیرہ کی کثرت چاہتے ہو تو لوگون کو اس جگہ پر پیشاب کرنے کا حکم دو اور
وقتاً فوقتاً پانی بھی ڈالتے رہو جب کھاد مین عفونت پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے
تو اس کو چند دن گڈھے ہی مین چھوڑ دو، جب ذرا خشک ہو جائے تو سطح زمین پر نکال
کر پھیلا دو، تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائے، اس کے بعد اس کھاد کو امرود اور دوسرے
پھلدار درختون کی جڑ مین ڈالدو، اور مٹی سے اچھی طرح چھپا دو اور بار بار تھالہ کھولکر پانی
سے سیراب کرتے رہو، اس سے شیرہ بڑھتا رہے گا، اور ذائقہ بھی اچھا ہو گا،

قوثامی کہتا ہے کہ مین جو طریقہ پھل کے میٹھا کرنے کا بتاتا ہون، وہ مذکورہ بالا طریقہ
سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ پھلدار درختون مین خالص شیرینی داخل کیجائے، طا مین بھی لکھا
ہے کہ درختون مین مٹھاس پیدا کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ پانی کے ساتھ شیرینی ملا دیجائے
اور اسی سے سیراب کیا جائے،

مین انشاء اللہ انگور اور کھجور مین اس طریقۂ عمل کو بتاؤن گا نیز انار ککڑی اور خربوزہ
کو پانی اور شہد سے سیراب کرنے کا طریقہ بھی لکھون گا، اسی طرح دوسرے فواکہ کے
متعلق قیاس کر لیا جائے۔

انار کے پھل زیادہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تخم یا شاخون کے لگانے سے قبل چھلکا
سمیت پسی ہوئی باقلا بھر مٹھی گڈھے مین ڈالدین، اور اسی کے اوپر شاخون کو نصب
کر دین، اور اس سے بھی عمدہ طریقہ یہ ہے کہ چنے کو پیسکر دودھ سے گوندھ ڈالین اور
اس کو تخم یا شاخ کے ساتھ ڈالدین، اس سے بیدانہ اور میٹھا انار پیدا ہو گا،

اور جو شخص انار مین تھوڑی سی تلخی پیدا کرنا چاہے تو وہ شاخ کو عمدہ سرکہ مین
ڈبو کر لگائے یا سرکہ کو آگ پر رکھے اور شاخ کو اونچا رکھکر بھاپ سے سینک دے یہانتک
کہ وہ سرکہ کو اچھی طرح جذب کر کے پھر گرم ہی شاخ کو زمین مین نصب کر دے
اس عمل سے انشاء اللہ تلخی پیدا ہو جائے گی،

ص مین ہے کہ امرود مین شیرینی پیدا کرنے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ تنے
مین زمین کے متصل ایک سوراخ کرین اور سوراخ مین بلوط کی ایک موٹی شاخ
داخل کرین، یہانتک کہ وہ پوری سما جائے، اور پھر اس مقام کو مٹی سے ڈھک دین،
طا مین ہے کہ امرود کی شیرینی اور اس مین شیرہ بڑھانے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جب
درخت مین خشک اور پھیکے پھل نکلین تو میٹھے پانی کو خوب گرم کر کے جڑ مین ڈالدین
اور ٹہنیون اور شاخون پر بھی چھڑک دین، ہر تیسرے دن یہی عمل کرین،
خصوصاً جب چاند کی روشنی عروج پر ہے، ایسا کم سے کم چار مرتبہ عمل کرنا چاہئے
انشاء اللہ اب جب پھل آئین گے تو میٹھے ہون گے اور ان مین شیرہ بھی خوب
ہو گا، فصل اوّل مین اس کا بیان آچکا ہے کہ کونسی چیزین پھلون مین تازگی
پیدا کرتی ہین،

صغریت کا قول ہے کہ شہد گرم کیا جائے اور نیچے کا تلچھٹ جو ظرف مین بیٹھ
جاتا ہے اس کو امرود اور دوسرے ان درختون کے تنے مین لیپ دین جنکے
پھل مین کسیلاپن، ترشی اور کڑواہٹ ہوتی ہے، اور شاخون پر بھی لگا دین،
انشاء اللہ یہ تینون خراب ذائقے دفع ہو جائین گے اور سب کے سب میٹھے ہو جائینگے
اور اگر اسی کے ساتھ روغن زیتون کا تلچھٹ ملا دین تو وہ ترشی اور کسیلاپن کر دفع

کرنے کے لئے اکسیر ہے، درخت اور اس کے پھل کو بہت زیادہ نفع پہنچتا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ اس کا وقت اس وقت ہے جبکہ زمین سے مادہ درخت کے اوپر کی جانب نہوض کر رہا ہو، اور یہ درخت کے پھلنے اور پھولنے کا وقت ہوتا ہے،

طآمین ہے کہ امرود کے پکانے اور اس کے کیڑون کے دفع کرنے کے لیے سب سے بہترین کھاد یہ ہے کہ انسان کا سڑا ہوا غلیظ اور گائے کا بدبو دار گوبر امرود کی پتیون کیساتھ مخلوط کر دیا جائے، جڑ کی زمین کو تھوڑا کھود کر اس کھاد کو زمین کی باریک مٹی کے ساتھ ملا کر ڈالین اور پھر چھپا دین، اسی طرح خشک گوبر کو خوب اچھی طرح پیس ڈالین اور سڑکون کی باریک مٹی اس کے ساتھ ملا دین اور پھر ان کو میٹھے پانی اور روغن زیتون کے تلچھٹ مین بھگا دین، جب یہ خمیر کے مانند ہو جائے تو درخت کی جڑ اور موٹی شاخون مین لگا دین تو اس سے بہت بڑا نفع ہوگا، کیڑے اور دوسرے امراض زائل ہو جائین گے،

طآمین ہے کہ امرود کے حجم بڑھانے، ذائقہ اچھا کرنے اور اس مین قوت اور بکثرت پھل پیدا کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جڑ کا تھالہ ہمیشہ کھول دیا کرین اور چند دن تک اسی حال مین چھوڑ دیا کرین، تاکہ باہر کی مٹی آفتاب کی حرارت سے درست ہو جائے، چونکہ اس مین پانی کی برودت پہلے سے موجود ہوگی، اس لیے وہ آفتاب کی گرمی کا مقابلہ کر سکے گی، اور خود اس کی حدت سے نہ جلیگی، جب مٹی کی رطوبت کم ہو جائے تو اس کو جڑون مین ڈالدین،

آب پاشی کی مقدار کا اندازہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے، جب سیرابی سے نبات مین شادابی اور قوت پیدا ہو جائے تو بار بار سیراب کرنا اچھا ہے، لیکن اگر اس کے خلاف

نظر آئے تو آب پاشی کم کر دینا چاہیئے اور پانی جڑون مین ڈالنا چاہیئے تاکہ وہ وہان ٹھہر جائے، نباتات کی سیرابی کا وقت چاندنی کے ایام مین بہت بہتر ہے، قوثامی کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا ہے، بالکل ٹھیک ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ رتیلی زمین کو بکثرت پانی کی حاجت نہین ہے کیونکہ وہ پانی کو زیادہ جذب نہین کرتی ہے، بعض نادان لوگ پانی کے جذب کر لینے کی وجہ سے یہ سمجھتے ہین کہ یہ اچھی طرح سیراب نہین ہوئی ہے، اس وہم کی بنا پر وہ بار بار سیراب کرتے ہین، جس سے پودہ ہلاک ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ بہت زیادہ قانع ہوتی ہے، چونکہ اس کے اجزا مین چھوٹی کنکریان ہوتی ہین، اس لیے پانی اندر نہین جاتا، بلکہ سطح زمین مین جو اجزا خاکی ہوتے ہین صرف انھین مین جذب ہو کر رہ جاتا ہے،

طآمین ہے کہ وہ درخت جو پانی کی کثرت کو قبول نہین کرتے ہین، انہین پہاڑی درخت ہین مثلاً، امرود، پستہ، قراسیا، فندق، بلوط، شاہ بلوط، اور ریحان وغیرہ زیادہ آب پاشی کو پسند نہین کرتے ہین،

فصل

غ کی کتاب سے آب پاشی کا وقت،

زیتون کا درخت جنوری اور اگست کے مہینون مین بار بار سیراب کیا جاتا ہے اور اگر ممکن ہو تو ربیع مین بھی سیراب کرین، جب کلیان نمودار ہونے لگین تو یہ عمل اس وقت تک کے لیے موقوف کر دینا چاہیئے، جب تک کہ زیتون کے پھل چنے کے دانے کے برابر نہ ہو جائین، اس کے بعد آزادی سے سیراب کر سکتے ہین،

زیتون کے درخت مین تعمیر، کھاد اور آب پاشی کا اگر پورا نظم کیا جائے تو یہ ہر سال پھل لائے گا، خصوصًا اس وقت جبکہ اس کے پھل درخت کو جھاڑ کر نہ توڑے جائین بلکہ ہاتھون ہی سے توڑ لیے جائین، کیونکہ پھلدار شاخون کو ہلانے سے ان مین شقوق اور کسر پیدا ہو جاتا ہے جو آئندہ مضر ثابت ہوتا ہے،

دوسرے علمائے فلاحت کا قول ہے کہ زیتون جبلی درخت ہے، آب پاشی اس کے لیے مفید ہو گی اور اگر نہ کیجائے تو کوئی نقصان وہ بھی نہین ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ زیتون مین پانی کی افراط مضر ہے، اور رند گو جبلی درخت ہے لیکن آب پاشی اس کے لیے مفید ہے، لیکن اگر پانی نہ دیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے، البتہ انار مین بکثرت پانی ڈالنے کی ضرورت ہے، اخیر جون سے اخیر ستمبر تک ہر پانچوین دن سیراب کیا کرین، لیکن اگر پانی کی قلت ہو تو بعض مقامات مین عدم سیرابی مضر نہین ہوتی ہے،

غ کا قول ہے کہ گلاب کو جنوری سے سیراب کرنا شروع کرین، اور اس سے تغافل نہ برتین اور پھر اگست مین بھی پانی ڈالین، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ گلاب پانی کی زیادتی کو قبول نہین کرتا ہے، مین نے مشرق مین اس کو موٹ کی نالیون کے قریب لگایا تو بہت عمدہ درخت تیار ہوا، اور ریحان بستانی پانی کو قبول کرتا ہے خصوصًا موسم گرما مین، اسی طرح شاہ بلوط بھی پانی کی زیادتی چاہتا ہے اور مشتہی، حب الملوک، اور عناب بھی آب پاشی کو قبول کرتے ہین، لیکن مؤخر الذکر کو اگر سیراب نہ کیا جائے تو کوئی نقصان نہین ہے، اور بشم اور ریس کے لیے بھی آب پاشی مفید ہے، لیکن اگر نہ ہو سکے تو کوئی مضر نہین ہے، موز بکثرت پانی کا خواہشمند ہے، سیب بڑھنے

کے بعد پانی کا محتاج ہوتا ہے، اسی طرح بہی، ازاد درخت، دردار، صفیرا، بشم، فندق اور کنیر وغیرہ سب پانی کی زیادتی کو قبول کرتے ہین، کیونکہ یہ سب نہر کے کنارے نشو و نما پاتے ہین، امرود بھی پانی کی کثرت کو قبول کر لیتا ہے، البتہ چنبیلی معتدل پانی کو پسند کرتی ہے، اور اترج تو بکثرت پانی کو چاہتا ہے، پورے سال بھر تک آب پاشی کیجائے تو اچھا ہے، یہی حال نارنج کا ہے لیکن بعض یہ کہتے ہین کہ اسکے لئے زیادہ پانی مفید نہین ہے، شفتالو اور آلو بخارا کے لیے بھی آب پاشی مفید ہے، انگور کو اپریل کے مہینہ مین دو مرتبہ رات کے وقت سیراب کیا جائے اور تیسری مرتبہ پھل چٹخنے کے وقت سیراب کیا جائے، بعض یہ کہتے ہین کہ صرف دو مرتبہ اس مین پانی ڈالا جائے، ایک تو اس وقت جب اس مین پتیان آجائین اور پھر جب پھل چٹخنے کا وقت ہو تو اس وقت سیراب کرین، انجیر کو جنوری مین خوب اچھی طرح سیراب کرین، خواہ بارش ہو یا نہ ہو، اور دانون کی پختگی تک ہمیشہ سیراب کرتے رہین، بعض انجیر کے لیے پانی اور تری کی کثرت مضر خیال کرتے ہین، اور انجیر کی بعض قسمین ایسی بھی ہوتی ہین جو آب پاشی، اور نقل و حمل کو بچپن ہی مین برداشت کرتی ہین، اس کے بعد یہ عمل ان کے لیے ضرر رسان ہوتا ہے،

وہ اشجار جو پانی کی کثرت کو قبول ہی نہین کرتے، ان مین، اخروٹ، بادام مصنع وغیرہ ہین، کیونکہ پانی کی زیادتی ایسے درختون کو ہلاک اور خشک کر دیتی ہے، خواہ چھوٹے ہون یا بڑے، صنوبر کو ایک دن چھوڑ کر پانی دیدیا جائے، زیادہ کی ضرورت نہین ہے، یہی حال سرو کا ہے، اور اس سے قبل درختون کے لگانے کے بیان مین جو لکھا گیا ہے اسکو پیش نظر رکھو، انشاء اللہ دونون بیان کافی ہونگے،

باب سیزدہم

اشجار کی تذکیر اور ان کو حاملہ کرنے کی تدبیر تاکہ پھل عمدہ، شیرین اور رسدار ہون، اور ان درختون کا بیان جو ایک دوسرے سے الفت یا عداوت رکھتے ہین،

بعض علمائے فلاحت کا قول ہے کہ تمام درخت عمل تذکیر کو قبول کرتے ہین، تذکیر[1] اور تلقیح جس کے معنی حاملہ کرنے کے ہین ایک ہی چیز ہے، اس عمل سے پھل عمدہ ہونگے اور وہ جھڑنے سے محفوظ رہین گے، بعض کا قول ہے کہ درختون مین نر و مادہ ہوتے ہین اور مادہ نر سے حاملہ ہوتی ہے، طامین ہے کہ نر انجیر مین پھل ہوتے ہین، جو بہت چھوٹے اور ہلکے ہوتے ہین، رنگ سفیدی مائل یا گہرا سبز ہوتا ہے، لیکن مادہ کے پھلون کی طرح نہ پکتے ہین اور نہ بڑے ہوتے ہین، اگر انسان اس کو کھائے تو گلا پکڑ لے اور اگر نر کے پھل کو مادہ کیساتھ ملحق کر دین تو پھل بڑھین گے اور پختہ ہون گے اور انجیر کی وہ قسم جسکو ذکار کہتے ہین ان مین بھی عمل تذکیر کا رواج ہے، یہ عمل وسط اپریل یا اس کے کچھ دن بعد ہوتا ہے، پھل مین جب پختگی شروع ہوتی ہے اس وقت وہ تذکیر کے قابل ہوجاتے ہین، لیکن جب اتنی پختگی آجائے کہ درخت کی ڈالیون مین سختی

[1] دیکھو حل لغات ۱۲

اور صلابت آجائے، تو اس وقت یہ عمل دشوار ہو جاتا ہے، اس کا صحیح وقت پھل کے گدرانے کا وقت ہے، تذکیر نر کے پھلون سے ہوتی ہے جسکو ذکار بھی کہتے ہین، اس عمل کا وقت مئی یا وسط عنصرہ (عید خمسین) کے مہینہ مین ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نر پھل اس وقت چنے جائین جب کہ وہ اچھی طرح تیار ہون اور اسکی علامت یہ ہے کہ ان مین سبزی سے سفیدی یا زردی آگئی ہو اور منہ کے قریب اتنی شگفتگی آگئی ہو جس سے وہ کیڑا باہر نکل جائے جو اس کے پھلون مین ہوتا ہے، یہ سیاہ رنگ کا کیڑا ہے جو مچھرون کے مانند ہوتا ہے اور بعض لوگ اس کو بھی بعوض (مچھر) ہی کہتے ہین، اور ایک قسم اسکی سرخ رنگ کی ہوتی ہے جس مین دُم بھی ہوتی ہے،

ان پھلون مین سے دو یا اس سے زیادہ دانون کو بال، دھاگے یا کسی کپڑے کی دھجی سے باندھ دین پھر ان کو انجیر کی ان شاخون مین لٹکا دین جنمین انجیر چھوٹے چھوٹے ہون یعنی جب چنے کے برابر ہون یا اس سے کچھ زیادہ ہون، اس وقت یہ نرم، شاداب اور بڑھنے والے ہوتے ہین، لیکن جب ان مین صلابت آجائیگی تو پھر مشکل ہوگی، یہ عمل خاصکر اس وقت مفید ہے جبکہ انجیر مین کوئی ضرر نہ آیا ہو لیکن جب کسی قسم کا نقص مثلاً پتیون کے اطراف مین شقوق اور دانون مین گولائی پیدا ہو جائے، اور سختی آجائے، تو تذکیر کا عمل بیکار ثابت ہوگا، عید خمسین کے دن تک انتظار کرنا چاہیئے، جب پہلی صفتین موجود ہون تو یہ عمل کیا جائے، نر کا حمل کے لیے سب سے مفید پھل وہ ہوتا ہے جو بڑا ہو اور جس مین تخم زیادہ ہون اور ذرا سخت ہو،

طامین ہے کہ انجیر کی جڑ مین اگر خاک ڈالین، تو اس کے پھل اور عرق مین زیادتی ہوگی، بعض یہ کہتے ہین کہ اگر جڑ مین ایک بھیڑ کا سر دفن کر دین تو بھی پھل پختہ ہون گے،

اور جھڑنے سے محفوظ رہین گے، بعض کا قول ہے کہ جڑ کو کھولکر تین دن تک اس مین چنے کا پانی ڈالین تو یہ تذکیر کے قائم مقام ہوجائے گا، دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بڑی موٹی جڑ شق کیجائے اور اس مین ایک سخت پتھر داخل کردین اور مشقوق حصہ کو گوبر اور مٹی سے بند کردین تو یہ بھی ایک عمل تذکیر ہی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ انجیر پر سوسن کا پھول اگر لٹکا دیا جائے تو انجیر کے پھل جھڑنے سے رک جائین گے، قسطوس کا قول ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹاکر شاخون اور جڑون کو شہتوت کے پھل سے لیپ دین تو یہ عارضہ جاتا رہے گا، اسی طرح اگر عروق اور شاخون مین نمک لپیٹ دین تو اس سے نہ صرف یہ مرض زائل ہوگا بلکہ پھل جلدی تیار ہونگے، یا یہ کہ زیتون کا پانی اور میٹھا پانی ملاکر انجیر کی جڑ مین ڈالین تو اس سے بھی پھل زیادہ آئین گے، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جڑ کھولکر برما سے تین جگھون پر سوراخ کرین، اور ان سوراخون مین اس نر انجیر کی شاخین یا اوتاد نصب کردین، جس کے پھل گرتے نہ ہون، اس کے بعد مٹی سے چھپا دین، یہی تذکیر ہوجائے گی،

گلنار یعنی انار نر کے پھل اگر مادہ انار مین لٹکا دیئے جائین تو پھل جلد آئین گے، لیکن اگر انار مین پھل موجود ہون تو اس سے جلد پختگی آجائے گی اور اگر پھل کم اور خراب ہوتے ہون تو اس سے زیادتی تازگی اور مضبوطی پیدا ہوگی، اگر انار کے لیے نصف سیسا اور نصف رانگے کا ملا ہوا طوق بنایا جائے اور درخت کو پہنا دیا جائے تو انشاء اللہ یہ مرض دفع ہوجائے گا، اور پھل نہ گرین گے، اسی طرح اگر انار کی شاخ مین ہری بارتنگ کی جڑ لٹکا دین اور اس کو خشک ہونے کے بعد بھی نہ اتارین بلکہ جب وہ ہوا سے کبھی گر جائے تو دوسری جڑ لٹکا دیجائے، اس سے پھل بڑے ہون گے اور انار کا

پوست خراب رنگ کا نہ ہوگا اور اگر انار کے پھل پختگی سے قبل ہی گر جاتے ہون تو جڑ مین کتون کی ہڈیان، یا سواری کے جانورون کی ہڈیان یا بھیڑ کے سر کی ہڈیان دفن کردیجائین تو اس سے یہ مرض زائل ہوجائے گا، اگر خزامی یعنی گل مریم کی دھونی بھی چار و طرف دیجائے تو مفید ہوگی، دوسرا علاج یہ ہے کہ انار کی تین یا چار شاخون کے بالکل وسط مین ایسی تھیلیان لٹکا دی جائین جنمین دو درہم کے برابر زیرہ ہو[1] تو اس سے بھی وہی فائدہ ہوگا جو تذکیر سے ہوتا ہے، یا یہ کہ انار مین رانگے کی تختیان لٹکا دین یا اس کا طوق پہنا دین، اس سے جڑین بھاری ہوجائینگی اور پھل نہ گرین گے، اگر اس مین کامیابی نہ ہو تو جڑ مین تین جگھون پر شق کیا جائے اور اس مین شمشاد، گلنار اور بر بارتیس کی میخین نصب کردین تو یہ مفید ہوگا، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انار کی جڑ مین سوراخ کرین اور اس مین جھاؤ کی لکڑی کی میخ ٹھونک دین، اس سے بھی فائدہ پہنچے گا بعض تو یہ کہتے ہین کہ اس سے درخت کی بنیاد درست ہوجائے گی، جھاؤ کی شاخین اس کی پتیان اور پھول جون کے مہینہ مین جمع کئے جائین، جب تیئیس ۲۳ دن گذر جائین تو چوبیسوین دن یعنی عید خمسین کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب انار اور اسکی شاخون پر لٹکا دین، اس سے بھی تذکیر ہی کا فائدہ ہوگا بعض نے یہ تدبیر بتائی ہے کہ ہری بارتنگ کی پانچ یا سات جڑون کو ایک دھاگے مین باندھ کر ہر درخت پر لٹکا دین، انار کی جڑ مین ایک بوجھ راکھ کا جنوری کے مہینہ مین ڈالنا بھی مفید ہے، راکھ ڈالنے کے بعد اس کو تین مرتبہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، تاکہ پھل اچھے آئین اور اگر انار کی ایک سمت مین دشتی پیاز بو دین تو اس سے بھی اسکی جڑ موٹی ہوگی اور پھل اچھے آئین گے، ریحان کے بونے سے

[1] اصل کتاب مین کمّون کا لفظ ہو اسکی بہت سی قسمین ہین نہ معلوم کون مراد ہو بہرحال ہر ایک کیساتھ تجربہ کیا جائے، ۱۲ مترجم،

بھی یہی فائدہ ہوگا، بلکہ تمام امراض کا ازالہ ہوجائے گا،

ضامن ہو کہ کھجور کا نر کے سفوف[1] سے حاملہ کرنا اشد ضروری ہے، اور اس کے حاملہ کرنے کا وقت اس وقت ہے جبکہ مادہ مین پھول کے گچھے نمودار ہوجائین اور غایت اشتیاق مین متفرق ہوجائین اور پھولون کے اوپر کا غلاف پھٹنے لگے تو یہ حمل کے لیے موزون وقت ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نر کے پھول کا گچھا توڑ لیا جائے اور اس کو مادہ کے پھول پر حرکت دیجائے بس اسی سے حمل قرار پاجائیگا،

مین نے خود نر درخت کی وہ پتلی شاخین لی ہین جنہین یہ پھول غلاف کی شکل مین تھے اور شگفتگی کے قریب تھے، ان کو دھاگے سے باندھ دیا جیسا کہ عام طور سے کیا جاتا ہے اور مادہ کے گچھون پر لٹکا دیا ہے اور اس پر سفوف گلاب چھڑک دیا ہے، اس سے تھوڑے رطب تیار ہوئے، مادہ کا درخت برنی[2] قسم سے تھا اگر مین اس عمل کو بار بار کرتا تو اسی سال تمام رطب تیار ہوجاتے، اس پر اوسکی دوسری قسمون کو قیاس کر لینا چاہیئے،

خروب مین بھی نر و مادہ ہوتے ہین، مادہ کے پھل روغن کے لیے بہت کارآمد ہوتے ہین اگر اس کو بھی نر سے حاملہ کردین تو پھل خوب آئین گے، زیتون مین بھی نر ہوتا ہے اس کے نر کا نام ریبوج ہے اسی طرح پستہ کے نر کا نام بطم ہے (جسکو فارسی مین بن کہتے ہین)

دیمقراطیس کا قول ہے کہ سرو کی پتیان خشک کر لیجائین اور پھر ان کو

[1] اس کا قدرتی حاملہ ہونیکا طریقہ یہ ہو کہ شہد کی مکھیان نر کے پھول کا سفوف چوس کر مادہ کے پھول پر جا بیٹھتی ہین جس سے وہ حاملہ ہوجاتی ہو، [2] یہ خرما کی اعلیٰ ترین قسم ہے بعض لوگ اسکو اصل قرار دیتے ہین، فلاحۃ النخل؛

پیس کر سفوف بنا لیا جائے، جب پستہ پر ہوا چلنے لگے تو درخت کے علوی حصہ پر اس سفوف کو چھڑک دین اور کہین کہین رکھدین، ایسا تین یا پانچ دن تک، ان دس دنون کے اندر کرین جنہین پستہ کے پھول کھلتے ہون، اس سے پھل خوب آئین گے اور جھڑنے سے محفوظ رہین گے، بعض کا قول ہے کہ دو مرتبہ یہ عمل کرنے مین دس دن کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسی طرح بطم کے پتون سے بھی یہ نفع اٹھایا جاسکتا ہے، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ حبۃ خضرا کے پھل اور اسکی پتیان ایک دھاگے مین باندھ دیجائین اور ان کو پستہ پر لٹکا دین تو بھی یہی فائدہ ہوگا، پستہ کا خالص سونے کے ساتھ بھی علاج ہوتا ہے اس طریقہ پر کہ سات یا آٹھ جو کے برابر خالص سونا لین، اور ان کو چار حصون پر منقسم کرین، اور ان کو درخت کے نیچے ایک بالشت مٹی ہٹا کر چار جانب نصب کردین اور اوپر سے مٹی ڈالدین اور جب پستہ کے پھل جھڑنے لگین تو جڑ مین ایک سوراخ کر کے زرد رنگ کا خالص سونا بھر دین انشاء اللہ یہ بات نہ ہوگی،

ہر درخت کے لیے دشمن ہے، باقلا، نارنج، مر، اور فراسیون (علقمہ) کے قریب نہ لگائی جائے ورنہ اس کو نقصان پہنچیگا، اس طرح ان تمام درختون کے قریب نہ لگائی جائے جنہین حرارت زیادہ ہوتی ہے، عوعر (جنڈ) کی عداوت کھجور کے ساتھ تو مشہور ہے، بعینہ اسی طرح قطران اس کا دشمن ہے (جسکو ہندی مین کانتران کہتے ہین) جو عوعر کے بالکل مشابہ ہوتا ہے انگور کے لیے غار (باہشتان) اور نفط اسی طرح مضر ہین جس طرح کھجور اور انجیر مضر ہے، کرم کلہ انگور کو ہلاک کردیتا ہے، اس مین ایک خاص قسم کی سمیت ہوتی ہے جو انگور کو تباہ کردیتی ہے جس طرح مسو برح اور شبرم یعنی گاؤکشک سمیت رکھتے ہین،

گرم کلہ اور موّلی انگور کے لیے خاص طور سے مضر ہین، اسی طرح انجیر گرم ممالک مین انگور کے لیے مہلک ہے لیکن سرد ممالک کے لیے مثلاً روم اور یونان وغیرہ جیسے مقامات مین جہان پر برف گرتی ہو انجیر کا انگور کے قرب مین رہنا نفع بخش ہے، اور یہی حال زیتون کا ہے، سوساد کا قول ہے کہ شلجم، موّلی، کرم کلہ اور ترمرا انگور کے لیے خاص طور سے مضر ہین،
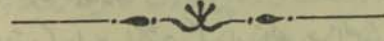
باب چہاردہم

اشجار، ترکاری اور سبزی کے علاج کے بیان مین نیز ان نقصانات اور تکالیف کے دفعیہ کے طریقے جو ان پر پیش آتے ہین، یہ سب ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہ؛

سیدآغوس کا قول ہے کہ جب ہم کسی کم بار آور یا کمزور درخت کو دیکھتے ہین، یا ایسے درخت کو دیکھتے ہین جس کے پھل مین کیڑے پیدا ہو گئے ہین، یا اس کے پھل اپنی مدت سے قبل جھڑ جاتے ہین، اور یہی احوال چند سال تک باقی رہتے ہین تو ہم کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ آفتین اس مٹی کی وجہ سے ہین جسمین درخت کی جڑ ہے یا جڑون کے کمزور ہونے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے، ان تمام آفات کے وقت یہ چاہیئے کہ درخت کے ہر سمت مین چار ہاتھ کا گڈھا کھود دین اور جڑ کو کھولکر اس کے نیچے کی مٹی کو بھی کدال یا اس سے بھی ہلکے اوزار سے نکال دین، جب پوری مٹی نکال لیجائے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ مٹی کس قسم کی ہے، اگر وہ خشک نظر آئے اور اس مین کسی قسم کی رطوبت نہ ہو تو اس مٹی کی جگہ پر ہم کو تر و تازہ مٹی دوسری جگہ سے لاکر اس گڈھے مین ڈالنا چاہیئے اور گڈھے کو بھر کر لکڑی سے خوب دبا دینا چاہیئے تاکہ ہوا اپنی تندی سے درخت کو گرا نہ سکے، یہ عمل اگر ہم خریف مین کرین تو مناسب ہے، جو درخت کہ پانی کی کثرت کو نہین چاہتے ان کے امراض کا یہ بہترین علاج ہے،

اور اگر درخت کی جڑون مین تعفن آگیا ہو اور وہ سڑنے لگین تو گدھے، گھوڑے

اور گائے کی پرانی اور سڑی کھاد تلاش کرین اور جڑ کے سڑے ہوئے حصہ کو کاٹکر الگ کرین، اور گڈھے مین یہ کھاد ڈالدین، یہ خیال رہے کہ بوسیدہ حصّہ مین سے کچھ بھی نہ چھوڑا جائے بلکہ سب کو کاٹ کر پھینکدیا جائے، اس پرانی کھاد سے انشاءاللہ جڑین نئی پیدا ہون گی اور درخت کو تقویت پہنچیگی اس عمل کے بعد درخت کو پانی سے سیراب بھی کرنا چاہیئے، اور یہ عمل جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے موسم خریف مین کیا جائے کشف یعنی گڈھا کھودتے وقت اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جڑون مین کیڑے لگ گئے ہین تو کھاد کیساتھ کچھ راکھ بھی ملا کر ڈالین کیونکہ راکھ مین کیڑون کے ہلاک کرنیکی ایک خاصیت ہے،

مذکورۂ بالا طریقۂ عمل ان درختون کے لیے ہے جنمین مٹی کی خشکی اور یبوست کی بنا پر امراض پیدا ہو گئے ہون، لیکن اگر زمین کی تری اور اسکی کثیر رطوبت کی بنا پر درخت مین ضعف یا خرابی پیدا ہوئی ہو تو گڈھے مین خشک سرخ رنگ کی مٹی ڈالین، یا نہر کے کنارے کی ریت مین پرانی کھاد ملا کر ڈالین، اور اگر درخت کے پھل زیادہ تعداد مین جھڑ جاتے ہون تو گڈھا کھود کر سفید اور لیسدار مٹی بھرین لیکن اگر درخت مین یہ امراض اسکی ضعیف العمری اور کبر سنی کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہون تو ان حصون کو جنمین خرابی آگئی ہے کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور بعض وقت جب درخت مین ضعف زیادہ آجاتا ہے تو ہم اس کو بالکل کاٹ ڈالتے ہین اور صرف وہ حصہ جو زمین کے متصل ہے چھوڑ دیتے ہین، اس کے بعد ان کے اردگرد گڈھا کھود کر اس مین مٹی اور پرانا گوبر جس مین زمین کی خشک خاک مخلوط ہو ڈالتے ہین اس مین دو ثلث گوبر اور ایک ثلث زمین کی خاک ہونی چاہیئے، اس عمل سے

درخت بالکل تیار ہو جائے گا اور اسکی تمام جڑین از سر نو نکل آئین گی،

شولون کا قول ہے کہ جب انجیر کے درخت مین رطوبت غائب ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کے ہر سمت مین چار ہاتھ کا عمیق گڈھا کھودین اور اس گڈھے مین وہی سرخ رنگ کی مٹی ڈالین جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے اس عمل سے درخت کے ضعف مین کمی پیدا ہو گی اور اس کی عمر مین اضافہ ہو گا،

دیمک اور دوسرے کیڑے جب انجیر یا سیب یا اور کسی درخت مین لگ جائین تو قسطوس نے ان کے علاج کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ درخت کے نیچے اتنا عمیق گڈھا کھودین کہ تمام جڑین اور رگین نمودار ہو جائین پھر ان پر کبوتر کی بیٹ پانی مین تر کر کے لیپ کی طرح لگا دین، ایک دوسری جگہ قسطوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ ان کیڑون کو جو سیب کے درخت مین لگ جاتے ہین علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر جڑ کو کھول دین اس کے بعد جڑ اور رگون کے اس حصّہ کو جسمین کیڑے یا حشرات الارض ہون چھیل ڈالین، اور پھر اسپر تازہ گوبر کا لیپ لگا دین اگر یہ کیڑے انجیر کے درخت مین لگ گئے ہون تو ان کا علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر جڑون پر راکھ چھڑک کر اوپر سے مٹی ڈال دو،

انون کا قول ہے کہ جب سیب مین سرخ کیڑے لگ جائین اور شاخون پر بھی وہ نظر آئین، یا مکڑی شاخون پر جالہ بنے تو اس کے لیے بھی یہی طریقۂ علاج ہے کہ گڈھا کھود کر، اولاً راکھ ڈال دین، اور شاخون پر بھی چھڑک دین پھر مٹی سے گڈھا پر کر دین، اس سے اصلی حالت عود کر آئے گی، بلکہ پہلے سے زیادہ ترو تازگی آجائے گی،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اگر امرود کے پھل مین سڑا ہوا تخم کھاد کے مانند نکلے تو جڑ مین گڈھا کھودین اور اچھی کھاد اور مٹی سے گڈھا بھر دین، اس کے بعد درخت کو پانی سے سیراب کرتے رہین، ابولیوس کا قول ہے کہ درخت کے پھل مین زیادتی پیدا کرنے کیلئے باقلا جڑون مین ڈالی جائے تو اچھا ہے، اور کیڑون کو ہلاک کرنے کے لیے گڈھا کھود کر درخت کی جڑون پر کبوتر کی بیٹ اور باقلا کا بھوسہ چھڑکنا بیحد مفید ہے، اس کے بعد پانی سے سیراب کرین، یہ طریقۂ عمل ہر درخت کے لیے مفید ہے،

بارون رومی کا قول ہے کہ انجیر یا کسی اور درخت کے پتے اگر جھڑنے لگین تو ہر درخت کے ہر جانب تین ہاتھ وسیع گڈھا کھودین، یہان تک کہ جڑین نمودار ہو جائین، لیکن یہ خیال رہے کہ جڑ کی کوئی رگ کٹنے نہ پائے، پھر اس گڈھے کو سفید بارد اور شیرین مٹی سے بھر دین، کیونکہ سفید مٹی کی ایک قسم بارد اور شیرین ہوتی ہے اور ایک حار اور نمکین ہوتی ہے، جب اس قسم کی مٹی سے گڈھا پر کر دیا جائے گا تو درخت سے نہ پھل گرین گے اور نہ پتیان جھڑین گی، کیونکہ درختون مین پتون اور پھلون کے گرنے کا مرض تر زمین کی حرارت یا ضرورت سے زیادہ کھاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یا زمین کی حرارت اور ملاحت کی وجہ سے ہوتا ہے، بہرحال ان سب کا اس علاج سے تجربہ کیا گیا ہے، اور کیڑون کے دفعیہ کا علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر درخت کی جڑون پر کبوتر کی بیٹ چھڑک دین،

مرغوطیس کا قول ہے کہ جب انجیر یا اور کسی درخت کا تنہ سڑ جائے[1]، یا کھوکھلا ہو جائے تو اس سڑے ہوئے حصہ کو کاٹ ڈالو تاکہ یہ درست ہو جائے اور کٹے ہوئے مقام پر گائے کا گوبر، لیسدار مٹی اور گیہون کا بھوسہ ملا کر لگا دو، اور اگر گیہون کے بھوسہ کے

[1] اس مرض کو آکلہ کہتے ہین، مترجم،

عوض جو کا بھوسہ ہو تو اور بہتر ہے، اس عمل کے بعد درخت کی پوری نگرانی رکھین، انشاء اللہ اس سے وہ کھوکھلا حصہ بھر جائے گا، اور تنا قوی ہو جائے گا،

فلاحت نبطیہ مین ان امراض کے علاج کے طریقے درج ہین جو انگور کے درخت کو لاحق ہوتے ہین، مثلاً مرض الحمرۃ، مرض السقم، عارض، مرض، مرض النفخ اور یرقان وغیرہ ہین، جنکا ذکر آئندہ آئے گا، مرض الحمرۃ جس کا دوسرا نام آفۃ النجوم[1] ہے اور بعض اس کو سرخ بادہ بھی کہتے ہین، یہ آخر ماہ اپریل مین لاحق ہوتا ہے، اور اسکی علامت یہ ہے کہ انگور کے پتے، ڈنڈیان اور ریشے تک گہرے سرخ رنگ کے ہو جاتے ہین اور سرخ پتون کے اردگرد شاخ کچھ سیاہ ہو جاتی ہے اور تنے اور ان شاخون پر جو ذرا موٹی ہو گئی ہین سخت چھلکے نمودار ہو جاتے ہین، انگور کے دانون کا رنگ زرد ہو جاتا ہے، اور اس کا شیرہ اور پانی بھی کم ہو جاتا ہے، اس کا علاج انوخا کی رائے مین یہ ہے کہ روغن زیتون، شراب اور پانی کو خوب اچھی طرح مخلوط کر کے انگور پر لیپ کی طرح چڑھا دین، بعض نے یہ کہا ہے کہ صرف روغن زیتون اور شراب ملا کر ڈالی جائے،

صغریت کا قول ہے کہ انگور کے تنے مین سخت مقام پر زمین سے ذرا بلندی پر ایک آر پار سوراخ کیا جائے اور اس مین بلوط (سیتا سپاری) کا ایک وتدینی میخ داخل کر دین اور اس لکڑی کو پھر جڑ کے متصل دفن کر دین، اور جڑ مین تپا ملا ہوا پانی ڈالین،

نیبوشاد کہتا ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے مریض درخت کی جڑ مین آٹھ دن تک ایک دن گائے کا پیشاب اور ایک دن آدمی کا پیشاب ڈالا جائے، اور یہی پیشاب

[1] یہ مرض اس وقت لاحق ہوتا ہے جبکہ مشتری کے گہن کے متصل مریخ کا گہن واقع ہو، اس لحاظ سے اس کا آفۃ النجوم کہنا بالکل صحیح ہے (کاشت انگور، مؤلفہ نواب عزیز جنگ مرحوم)

تنے پر چھڑک دیا جائے اس سے اس بیماری مین کمی ہو جائے گی، اس کے بعد تین دن تک یہ عمل موقوف کرین پھر شیرۂ انگور اور شیرۂ خرما مین پانی ملا کر خوب ہلائین، یہانتک کہ یہ تینون چیزین مخلوط ہو جائین، لیکن یہ قوام نہ زیادہ گاڑھا ہو اور نہ زیادہ رقیق ہو، پھر اس کو تنے اور موٹی شاخون پر ڈال دین،

قوثامی کا قول ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ دو نون شیرون مین سخت ترش انگوری شراب کے سرکہ کا دوگنا حصّہ ملا دین، اور پھر اس قوام کو انگور پر ڈال دین، اس کے بعد بلوط کے پھل کو جلا کر اسکی راکھ کو گائے کے پیشاب مین تر کرین اور اسکو انگور کی جڑ مین دو مرتبہ ڈالین، انشاء اللہ اس سے نفع ہوگا، بعض کی یہ رائے ہے کہ اس مرض کا علاج یہ بھی ہے کہ گائے کے پیشاب مین شراب ملا کر جڑ مین ڈالین اور موٹی شاخون پر بھی چھڑک دین، اقلیم بابل کے باشندے اس مرض کے دفع کرنے کے لیے درختون مین اسوقت تک سمندر کا پانی ڈالتے رہتے ہین جب تک پتون اور ڈنڈیون سے سرخی نہ چلی جائے اور وہ چھلکے شاخون سے ملصق نہ ہو جائین جو ابھر گئے ہین،

قوثامی کا قول ہے کہ سرد ممالک مین اس مرض کا علاج وہی ہے جس کا ذکر انوخا اور کیعانی نے کیا ہے، اور گرم ممالک کیلئے ان کے علاوہ دوسرے طریقے ہین، انگور کا وہ مرض جسکا نام سقم الکروم ہے، بہت خراب ہوتا ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ پھل نکلنا موقوف ہو جائے، اور اگر خوشے نمودار بھی ہون تو دانے شہدانہ سے بڑے نہ ہون اور وہ بھی آہستہ آہستہ خشک ہو جائین، اس کا علاج یہ ہے، کہ درخت کی کاٹ چھانٹ سے جو لکڑیان جمع ہو جائین، ان کو اور انگور کے پتون اور ان کے برابر خشک بلوط یا دلب کی لکڑی کو اکٹھا کر کے جلا ڈالین اور ان کی راکھ کو شیشے یا مٹی کے ظرف مین رکھین اور آہن

شیرین پانی ملائین، اور اس پانی کو درخت کے تنے اور موٹی شاخون پر چھڑک دین، اس سے انشاء اللہ یہ بیماری دفع ہو جائے گی،

سوساد کا قول ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ اس پانی کے بجائے، تیز اور ترش سرکہ ملا دین، طامثری کا قول ہے کہ اس کے لیے آدمی کا خالص پیشاب بیحد مفید ہے، بار بار اگر انسان کا پیشاب چھڑکتے رہین تو یہ دفع ہو جائے گا،

صغریت کا قول ہے کہ ایسے مریض درخت کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور زمین کے صرف ایک ہاتھ یا دو ہاتھ چھوڑ دینا چاہیئے، اس سے زیادہ چھوڑنے کی ضرورت نہین ہے، اس کے بعد انگور کے موافق کھاد مٹی مین ملا کر جڑ و ن مین ڈالین اور بہت آہستہ سے دبائین، اس کے بعد اس کو پانی سے سیراب کر کے اسی حالت پر چھوڑ دین، انشاء اللہ کچھ دن کے بعد اس مین نبات نکلین گے، جب اس مین شاخین پھوٹین تو کمزور کو چونٹ دین اور صرف قوی اور مضبوط حصّہ کو باقی رکھین، اس کا بہترین علاج یہی ہے، اس کے علاوہ جو طریقۂ علاج ہین ان سے مرض مین تخفیف تو ہو جاتی ہے لیکن ہمیشہ کے لیے دفع نہین ہوتا ہے

قوثامی کا تجربہ ہے کہ اس قسم کے مریض انگور کی جڑ مین اور شاخون پر انسان کا پیشاب ڈالنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے، اور اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے، اور وہ مرض جس کو لوگ عارض کہتے ہین اسکی دو قسمین ہین، ایک عارض کہلاتا ہے جو کبیر ہوتا ہے اور ایک مرض کہلاتا ہے جو صغیر ہوتا ہے، عارض کبیر کی علامت یہ ہے کہ پھل بلا کسی سبب کے خشک ہونے لگین، یعنی جب انگور کا دانہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے کچھ بڑا ہو تو اسی وقت سے خشکی آنے لگے، اور آہستہ آہستہ بالکل خشک ہو جائین،

صغریت کا قول ہے کہ جب انگور کو یہ مرض لاحق ہو تو انگور کی راکھ کو سرکہ مین ڈالکر

اسکی خمیر تیار کرین، اور اس کو خوشے کی ڈنڈیون کے نیچے جہان سے خشکی کی ابتدا ہوئی ہو لیپ کردین، مین نے اس کا خود تجربہ کیا ہے، اس سے یبوست اور خشکی دفع ہو جاتی ہے،
اس کا کامل علاج یہ ہے کہ انگور کی لکڑی اور اس کے پتے اور عصفر (کسم) کے درخت کو جلاکر راکھ بنالین اور ان دونون راکھون مین تیز سرکہ جسمین روغنِ زیتون ملا ہوا ہو ڈالین، اور پھر سب کو مخلوط کر کے انگور کے تنہ اور اسکی موٹی شاخون پر لگادین، اس کا قوام گاڑھا نہ ہو بلکہ شوربہ کے جیسا ہو، اور پتلی شاخون پر اس مین سے تھوڑا لیکر چھڑک دین، انشاء اللہ یہ مرض دفع ہو جائے گا،

ماسی اور سوساد نے کہا ہے کہ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ درخت کی جڑ مین اور اس کے تنہ پر اونٹ اور آدمی کا پیشاب ڈالین، ہر روز تین مرتبہ سات دن تک ڈالتے رہین، پیشاب کئی دن کا رکھا ہوا ہونا چاہیئے، اگر ایسا نہ ہو تو اس مین رائی پیسکر ملا دین اور تین دن تک دھوپ مین رکھین،

الوخا کا قول ہے کہ مغزِ اخروٹ کو کوٹ کر اس مین روغنِ زیتون کا تلچھٹ ہم وزن ملائین جب دونون خوب مخلوط ہو جائین تو نہایت عمدہ سرکہ انگوری ڈالین، اور یہان تک ملائین کہ اس کا قوام پانی کے مثل ہو جائے اور اس کو انگور اور اسکی شاخون پر بیس دن تک متواتر چھڑکین، انشاء اللہ اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا، اور پھل زیادہ ہون گے اور پھلون مین شیرہ بھی بڑھ جائے گا، اور اگر تم چاہو تو انگور کی جڑ کو کھود کر اس مین دردی زیتون اور شراب ملاکر ڈالدو، دردی، شراب سے مقدار مین زیادہ ہونی چاہیئے، پھر اس کے ایک گھڑی کے بعد پانی سے بھی درخت کو سیراب کر دو، یہ جڑون اور رگون مین پیوست ہو جائے گا، اور اندر داخل ہو جانے سے یہ خشکی اور یبوست جاتی رہے گی، تو مانی

کہتے ہین کہ یہ تمام مذکورہ علاج کے طریقے سب ٹھیک ہین، مین نے ان سب کا تجربہ کیا ہے اور صحیح پایا ہے،

اور مرض صنیبر جو مذکورہ بالا مرض کی دوسری قسم ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب انگور کی کوئی شاخ چھانٹی یا تراشی جائے تو اس مین سے بکثرت رطوبت جاری ہو، جو اس سے قبل اس مین رکی ہوئی تھی، یہ رطوبت اگر اس مین باقی رہے تو اس سے نقصان پہنچے گا، اور اگر خارج کر دیجائے تو درخت کمزور ہو جائے گا، اسلیے اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ اس فضلہ کے نکالنے کا کوئی سہل طریقہ اختیار کیا جائے، تاکہ وہ رطوبت نکل جائے، اولاً تنے کے اس مقام کو خوب باندھ دین جہان پر شاخون کی جڑ یا آنکھ وغیرہ نہ ہو، اور پھر دو آنکھون کے درمیان خواہ تنے پر یا موٹی شاخون پر ٹانکیان لگائین، یہ ٹانکیان متعدد جگہون پر لگائین تاکہ یہ رطوبت بالکل خارج ہو جائے، لیکن یہ عمل کسی لوہے کے اوزار سے نہ کرین اور نہ کسی شاخ کو نوچین، اس طریقہ پر تو یہ رطوبت بہ جایگی اور اس سے درخت کو کوئی نقصان نہین پہنچیگا، لیکن شاخ نوچنے سے درخت مین ضعف آجائے گا، ان ایام مین جنمین رطوبت خارج ہو رہی ہے، درخت مین ہلکی اور معتدل کھاد ڈالنی چاہیئے یعنی وہ کھاد جسمین انسان کا غلیظ یا کبوتر کی بیٹ یا دوسری کوئی گرم چیز نہ ہو، بلکہ اس مین گائے کا گوبر اور باریک پسی ہوئی مٹی اور دوسرے قسم کی راکھ وغیرہ ہو، جڑ کھود کر یہ کھاد ڈالدین اور اس کو پھر چھپا دین، کھاد یا دوسری چیز کا غبار درختون پر کسی طرح نہ پڑنے پائے، اسکی کامل نگرانی کرنی چاہیئے، اس عمل کے اٹھائیس دن کے بعد روغنِ زیتون کی تلچھٹ مین مغزِ اخروٹ اور باریک پسا ہوا پستہ اور تھوڑا سا جو کا آٹا ملاکر معجون تیار کرو اور اگر کچھ نہ ملے تو صرف دردی زیتون کو خوب جوش دیدو، جب کچھ حصہ خشک ہو جائے تو اس کو آگ پر سے

اتار لو، پھر اس کو یا مذکورۂ بالا ضماد کو ٹانکی کے مقامات پر لگا دو، اگر اتنے دن گذرنے کے بعد بھی رطوبت زیادہ مقدار مین جاری رہے تو موضع سیلان سے اوپر اور نیچے اور ارد گرد اس ضماد کو لگا دین اور اگر رطوبت بہت کم مقدار مین آنسو کی طرح بہتی ہو تو صرف ٹانکی اور چھیلے ہوئے مقامات پر اس کو لگا دین،

انوخا، طامتری، سوسا دغیرہ کا قول ہے کہ یہ ٹانکیان انگور کی ان آنکھون کے متصل لگائین جو ابھی حال مین نمودار ہوئی ہون، خواہ یہ موٹی شاخون پر ہون یا متوسط یا تپلی پر ہون، ٹانکی لگانے کے لیے لوہے کا استعمال نہ کرین بلکہ بطم (حبۃ الخضراء) کی لکڑی کا ایک تیز چاقو بنا لین، ٹانکی ایسی ہو جو پوست سے گذر کر اصل جسم پر بھی کچھ اثر کرے، اور یہ ٹانکی دو آنکھون کے درمیان دائین جانب ہو، اس کے بعد انگور کی راکھ، سریش اور کاندر ہم وزن لین، اور سریش کو خوب کوٹ ڈالین اور اس پر سرکہ چھڑک کر دونون کو مخلوط کر دین اور پھر اوپر سے راکھ اور کاندر تھوڑا تھوڑا ڈالین، یہانتک کہ سب اکٹھا ہو جائین اور ایک دوسرے سے متمائز نہ ہو سکین اور انکی شکل ایک جوارش کے مانند ہو جائے بلکہ اس وقت تک خوب کوٹین جب تک کہ یہ سکنجبین کے مانند نہ ہو جائے اس کے بعد جب یہ تیار ہو جائے تو ان ٹانکیون پر لگا دین، اور اس مین تھوڑا پانی ملا کر جڑون مین بھی ڈالین، انشاء اللہ بے حد نفع پہنچیگا، یہ عمل نصف چیت سے نصف بیساکھ تک کرین،

طامتری کا قول ہے کہ اس دوا مین اگر روغن زیتون اور پانی ملا کر ڈال دیا جائے تو اس سے خشک اور قریب المرگ انگور جی اٹھین گے اور تر و تازہ ہو جاینگے اور دوبارہ پھل لائین گے،

اور وہ سرد ہوا جو انگور کے درخت کو ہلاک کر دیتی ہے، اس کے دفع کرنے کا طریقہ اور جڑون سے برودت کے زائل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ جڑ مین انسان کا غلیظ اور اسی کے ہم وزن کبوتر کی بیٹ، اور اسی قدر بکری اور چمگادڑ کی مینگنی اور اتنے ہی روغن زیتون کا تلچھٹ لین، پھر ان سب کو ملا کر ایک مدت تک چھوڑ دین، یہانتک کہ اس مین عفونت اور کیڑے پیدا ہو جائین، جب یہ کھاد خشک ہو جائے تو اسی کو جڑون مین گڈھا کھود کر ڈالدین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس کے بعد میٹھے پانی مین روغن زیتون کو اچھی طرح ملا دین اور متعدد آدمی اس کو اپنے منھ مین لیکر درخت پر چھڑکین جنکی عمرین ساٹھ ساٹھ سال کی ہون، اور اگر منھ سے نہ پھونکین گے تو زیادہ فائدہ نہ پہنچیگا، اور اگر انگور کی لکڑیان کاٹ کر جلائی جائین اور اسکی راکھ جڑ مین ڈال دین، پھر پانی سے زمین کو سیراب کرین، جب زمین خوب سیراب ہو جائے تو جڑون کے درمیان چھڑکین اس سے خاص فائدہ ہوگا،

نفخ اور ورم کا بار بار آنا بھی انگور کے لیے مضر ہے، یہ خراب رطوبتون کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اسکا علاج یہ ہے، چند آدمی جلتی ہوئی لکڑی کو رات کے وقت درخت کے ارد گرد گھمائین، رات مین کئی مرتبہ یہ عمل کرین، اس سے نفخ کا مرض زائل ہو جائے گا، انگور کی بیل کو کسی درخت یا منڈوے پر چڑھا دینے سے بھی یہ مرض لاحق نہین ہوتا، کیونکہ یہ زمین کے بخارات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اور درخت پر چڑھا نے سے ان آفات سے نجات ملجائیگی اور کیڑے بھی نہ لگین گے،

یرقان کا مرض اکثر درختون کو لاحق ہوتا ہے، قوثامی نے کہا ہے کہ انگور مین اسکی علامت یہ ہے کہ درخت مین خشکی، استرخاء، اور کمزوری پیدا ہو جائے، پھل اور

پتیان جھڑنے لگین، پانی جڑ مین جذب نہ ہو بلکہ اُپر ہی رُک جائے، رات کے وقت ایک ایسی رطوبت ظاہر ہو جس سے تمام پتے تر نظر آئین اور یہ رطوبت شبنم کی نہ ہو بلکہ درخت کی اندرونی رطوبت ہو، جب یہ تمام علامتین یکجا ہو جائین یا ان مین سے بعض پائی جائین تو یقین کر لو کہ یرقان ہو گیا اور یرقان کا مرض کھجور مین بکثرت کھاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اکثر لوگ انسان کا غلیظ اور کبوتر کی بیٹ کا استعمال کرتے ہین، اور یہ دونون جسقدر حار ہین معلوم ہے، اور کھجور مین یرقان کی علامت یہ ہے کہ درخت کی جڑ مین زردی نمایان ہو اور شاخون مین سبزی کم نظر آئے، اس مرض کا علاج یہ ہے کہ کدو اور کھکر بیل کے پتون کو خوب کوٹ لیا جائے اور پھر اس مین پانی ملا دیا جائے تا کہ اس کا جوہر نکل سکے، طلوعِ آفتاب سے قبل اس کو درخت پر چھڑکنا شروع کرین، جب آفتاب نکل آئے تو یہ عمل موقوف کر دین، انشاء اللہ یہ عمل بیحد مفید ہوگا،

صغریت کا قول ہے کہ انجیر اور بلوط کی لکڑی جلا کر اسکی راکھ بنا لین اور راکھ کو ایک گھنٹہ پانی مین خوب جوش دیدین، جب اچھی طرح جوش کھا جائے تو پھر اس کو انگور، کھجور یا کسی اور درخت پر جس پر یہ آفت آئی ہو چھڑک دین، اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا، اور انگور کی جڑ مین گائے کا گوبر اور باریک مٹی ملا کر تین دن تک ڈالنا بھی مفید ہوگا، چوتھے دن سے چھوڑ دین،

سوساد کا قول ہے کہ جنگلی اور خانگی چوہے اور انجیر اور انگور کی لکڑیان جلائی جائین اور ان سب کی راکھ کا غبار ان درختون پر ڈالین جنکو یہ مرض لاحق ہو گیا ہے انشاء اللہ فائدہ ہوگا، اور اگر تم چاہو تو اسی راکھ کو پانی مین اچھی طرح پکا ڈالو، جب پانی ٹھنڈا ہو جائے

تو درخت پر ڈالدو، یرقان کا مرض اس سے بھی دفع ہو جائے گا،

صغریت کا قول ہے کہ اس مرض مین انگور مین گائے کے گوبر اور اترج کی خشک لکڑی، پتی اور پھل کو جلا کر اس کی دھونی دیجائے، اور خوب دھوان پھیلایا جائے، سوساد نے بھی اس علاج کو یرقان کے مرضیون کے لیے پسند کیا ہے، اسی طرح کھجور، اترج اور گیہون کا بھی علاج ہو سکتا ہے،

طامین ہے کہ یرقان ہونے سے پیشتر چند علامتین ظاہر ہوتی ہین جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یرقان ہونے والا ہے، اولاً یہ علامت ہوا مین ظاہر ہوتی ہے، یہ ایک قسم کی سرخی ہوتی ہے جسکو تم بعض وقت افق کے کنارون پر دیکھو گے اور بعض وقت نہ دیکھ سکو گے، رات کے وقت یہ سرخی اس بجلی یا شعاع کی طرح نظر آتی ہے جو ہوا مین منتشر اور پراگندہ ہو، یہ دن کو تو نہین دکھلائی دیتی، البتہ رات کی تاریکی مین نظر آتی ہے، بعض وقت ہوا مین پانی کے سرخ قطرات دکھلائی دیتے ہین، انکا دکھلائی دینا ایک خیال اور تصور سا معلوم ہوتا ہے، جب غور کرو گے تو نظر آئین گے اور پھر نظرون سے غائب ہو جائین گے، یہ علامتین چاند کے مہینہ سے نوین تاریخ سے انیس تاریخ تک ظاہر ہوتی ہین، اور اگر یہ حالتین ان ایام کے علاوہ دوسرے دنون مین ہون تو پھر یرقان نہ ہوگا، اور اگر یہ تمام علامتین ایک عرصہ تک باقی رہین تو اس سے یہ قیاس کر لینا چاہیے کہ کوئی ایسی وبا پیدا ہو گی جس سے انسان ہلاک ہون گے، جب ان علامتون کا ظہور ہو تو یرقان سے درخت کو محفوظ رکھنے کی تمام تدابیر کرنی چاہیئے،

استرخا بھی ایک مرض ہے جو انگور مین پیدا ہوتا ہے، صغریت کہتا ہے کہ اسکی

علامت یہ ہو کہ انگور کی پتیون مین سفیدی آجائے اوران کی سبزی زائل ہونے لگے، سفیدی کی ابتدا ان پتون کی پشت پر سے ہو اور پھر تمام جگہ سفیدی پھیل جائے اور انگور کی شاخین بہت نرم اور ڈھیلی ہو جائین، اور کثرت استرخا سے وہ سیاہ نظر آئین، اس کا علاج یہ ہے کہ انگور کی جلی ہوئی لکڑیون کی راکھ کو ترش اور تیز سرکہ مین ڈالدین اور خوب ملا دین جب اس کا قوام شربت بنفشہ کی طرح ہو جائے تو انگور کو تنے اور اسکی موٹی شاخون پر لیپ کی طرح لگا دین پھر اس مین سے تھوڑا علیحدہ لیکر اتنا پانی ملائین کہ وہ بالکل پتلا ہو جائے اور اس کو درخت کی جڑ مین ڈال کر پانی سے سیراب کرین اور شاخون پر بھی اس سے ہلکا چھینٹا ڈال دین، انشاء اللہ اس سے بہت فائدہ پہنچے گا،

صغریت کا قول ہے کہ سمندر کا پانی اگر جڑون مین ڈالین اور درخت پر چھڑکین تو اس سے بھی اس مرض مین افاقہ ہوگا، فلاح کو چاہیئے کہ ایسے مرض کی ابتدا کے وقت انگور کے خوشون کو نوچ ڈالے اور خوشون کے قریب کی باریک اور پتلی شاخون کو بھی چونٹ ڈالے لیکن یہ عمل بہت آہستہ اور نرمی سے کرنا چاہیئے، خوشون کو الگ کرنے کے بعد مقطوعہ جگہ پر تھوک دینا چاہیئے، بہترین علاج اس کا یہی ہے کہ راکھ اور سرکہ ملا کر جس کا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے ڈالین، اس کا استعمال برابر کرین، اس سے استرخا اور سیلان دونون دفع ہو جائین گے،

صغریت کہتا ہے کہ انگور کے امراض مین سے ایک یہ بھی ہے کہ پھل سڑ جاتے ہین[1] اور پکنے سے قبل ہی خراب ہو جاتے ہین، اور اس کا رنگ سیاہی یا کوئی دوسرے رنگ

[1] اس کو مرض ساعی بھی کہتے ہین، ۱۲ مترجم

سے بدل جاتا ہے، اس مرض کے پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ کسان کو انگور کی پتیون اور شاخون پر پسینہ کی طرح کوئی چیز نظر آئے، اور یہ دن کے آخری حصہ مین نو گھنٹہ گذر جانے کے بعد دکھلائی دیتا ہے، کیونکہ جونمی یا تری ابتدا دن مین ہوتی ہے، وہ رات کے شبنم کی ہوتی ہے، جب یہ علامتین ظاہر ہونے لگین، اور خوشے خراب ہونے لگین تو باقلہ باردہ کی بڑی مقدار جمع کرلی جائے اور اس کا عرق نچوڑ لینا چاہیئے اور اس عرق مین جو کا ستو ملا دیا جائے اور اس کو تنہ، اور موٹی شاخون پر لگا دیا جائے، اور جن خوشون مین فساد کی ابتدا ہو ان مین صرف باقلہ باردہ کا عرق ڈال دیا جائے، یہ عمل بار بار کیا جائے تاکہ یہ مرض زائل ہو جائے،

اور اگر انگور کی راکھ پانی مین ملا کر جڑون مین ڈالی جائے اور درخت پر چھڑک دیا جائے تو بیحد مفید ہوگا، یا انگور کی جڑ مین صرف مٹی بھر دین یا مٹی مین ریت ملا کر جڑون مین بھر دین خواہ دونون کو علیحدہ علیحدہ ڈالین یا ملا کر ڈالین اور اگر انگور کی راکھ کی بجائے کدو کی شاخون کی راکھ اور آس کی لکڑیون کی راکھ شیرین پانی مین ملا کر درخت پر چھڑکی جائے اور جڑون مین ڈالیجائے تو بھی مفید ہے، اس راکھ کو اگر پانی مین ملا کر درخت پر چھڑکا جائے اور جڑون مین ڈالا جائے اور خشک راکھ کو جڑ کے گڈھون مین بھر دیا جائے تو یہ ازحد نفع بخش ہوگی،

قوثامی کا قول ہے کہ وہ انگور جو ایسی شور زمین مین ہو جو کھجور کی زراعت کے مناسب ہے اس کو ایک مرض یہ لاحق ہو جاتا ہے کہ نصف خوشے سرے کی جانب سے خراب ہو جاتے ہین، اور اسکی وہ ڈنڈی جو خوشے کے قریب ہوتی ہے کمزور ہو جاتی ہے، ایسا زمین کی رطوبت اور شوریت کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ خوشے کے اردگرد کی تمام پتیان اور ان زائد چیزون کو جو شاخون کے عیون کے قریب نمودار ہوتی ہین سب کو

توڑ لیا جائے اور بالکل صاف کر دیا جائے تاکہ ہوا کے پہنچنے مین کوئی شے حائل نہ ہو، صاف ہوا اس مرض کو تھوڑی مدت مین دفع کر دے گی، صغریت کا قول ہے کہ خوشے کے سرے پر کچھ پتیان چھوڑ دینی چاہیئے تاکہ خوشے آفتاب کی تیز گرمی سے محفوظ رہین۔

قرنامی کہتے ہین کہ مذکورۂ بالا عمل سے اگر یہ مرض نہ جائے تو چند آدمی جلتی ہوئی بانس کی لکڑیان اپنے ہاتھ مین لین اور ان کو انگور کے خراب شدہ خوشون کے قریب لے جائین، ہفتہ مین کئی بار ایسا عمل کرین، انشاءاللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اگر بانس کے عوض کسی اور چیز کی لکڑی جلائین تو بھی کوئی ہرج نہین ہے، کبھی موسم خریف کی بکثرت اور متواتر بارش سے انگور کے دانون مین خرابی پیدا ہو جاتی ہے، اس کے لئے بھی یہی علاج ہے کہ خوشون کے قریب کی پتیان توڑ لیجائین تاکہ ہوا اچھی طرح پہنچ سکے، اگر اس عمل سے پوری اصلاح نہ ہو تو آگ چارون طرف روشن کرین، لیکن اتنی تیز آگ نہ ہو جو انگور مین حدت پیدا کر دے بلکہ ہلکی اور کم لو والی آگ ہو، جلی ہوئی لکڑیون کو اسی مقام پر چھوڑ دین، اس کے بعد انگور کو پانی سے سیراب کرین،

صغریت کا قول ہے کہ انگور کے امراض لاحقہ مین ایک رطوبت کی زیادتی بھی ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ نئی شاخین جلد جلد بڑھنے لگین، اور لانبی ہونے لگین، یہ بیماری اسی طرح پیدا ہوتی ہے جس طرح پھل کے سڑنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے یعنی خارجی رطوبت کے ساتھ ساتھ حرارت زیادہ ہو جائے، اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کو اچھی طرح چھانٹا جائے، بڑی اور موٹی شاخون کو درانتی سے چھانٹنا چاہیئے اور چھوٹی کو ہاتھ سے نوچ دینا چاہیئے، ضروری اور کارآمد شاخون کے علاوہ بقیہ کو صاف کر دینا چاہیئے، انشاءاللہ یہ عمل اس مرض کے ازالہ کے لیے کافی ہوگا، اور اگر اس سے بھی فائدہ نہ پہنچے تو نہرون

کی ریت اور راکھ جڑون پر چھڑکی جائے اور زمین کے اندر بھی ڈالی جائے، اس سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ سفید پتھر یا وہ سفید کنکریان جو پانی کے نیچے ہوتی ہین جڑون کے اندر رکھی جائین، اس کے بعد درخت کو پانی سے سیراب کرین، جب پانی پتھر پر گرے گا تو یہ درخت کو ٹھنڈا کر دے گا، اور اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا،

سیلاب کا ایک مدت تک ٹھہرا رہنا درختون، اور دیگر نباتات کے لیے مضر ہے، بعض وقت اس سے درخت ہلاک بھی ہو جاتے ہین، سیلاب کا پانی اگر دیر تک قائم رہا تو اس سے درخت مین عفونت پیدا ہو جاتی ہے، رنگ بدل جاتا ہے اور ذائقہ خراب ہو جاتا ہے، لیکن اگر یہ فوراً ہٹ گیا تو اس سے نقصان نہین پہنچتا بلکہ فائدہ پہنچتا ہے،

اس خرابی کی جو درخت مین سیلاب کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے علامت یہ ہے کہ درخت کا اصلی رنگ بدلجائے اور اسکی خوشبو اور اس کا ذائقہ بھی متغیر ہو جائے، اس کے دریافت کے لیے آفت رسیدہ درخت کے پتے اور شاخین سونگھی جائین اور اسی طرح دوسرے صحیح و سالم درخت کی پتیان بھی سونگھی جائین اور دونون کا اندازہ کیا جائے، اگر دونون کی خوشبو یکسان ہو تب تو یہ سمجھنا چاہیئے، کہ کوئی خرابی پیدا نہین ہوئی اور اسی طرح تندرست اور بیمار درختون کا ذائقہ بھی چکھ کر اندازہ کر لیا جائے، اگر دونون کے ذائقہ اور خوشبو مین فرق محسوس ہو تو معلوم ہوا کہ اس مین بیماری آگئی ہے، اس مرض کی اور بھی نشانیان ہین، اگر سیلاب کے پانی سے نقصان کم پہنچا ہے، تب تو علاج ممکن ہے اور اگر زیادہ پہنچا ہے تو اس کے لیے درخت کے اکھاڑنے کے سوا کوئی دوسرا علاج نہین ہے، البتہ معمولی خرابی پیدا ہونے کی شکل مین یہ علاج ہو سکتا ہے کہ جب سیلاب کا پانی دفع ہو جائے تو انگور یا دوسرے درختون مین تھوڑا میٹھا پانی ڈالین، یہ پانی نصف گھنٹہ سے

زاید جڑون مین نہ ٹھہرے، بلکہ اس سے بھی کم ہی وقت مین جذب ہو جانا چاہیئے، مقصود یہ ہے کہ پہلے دن جب سیلاب کا پانی ہٹ جائے تو یہ میٹھا پانی بہت تھوڑی مقدار مین ڈالا جائے، اور اس کے دو دن کے بعد پھر زیادہ مقدار مین ڈال سکتے ہین، درختون پر اس میٹھے پانی کو چھڑک دینا چاہیئے، کھجور کے درختون مین بھی یہی عمل کیا جائے لیکن پانی اس مین تھوڑی مقدار مین ڈالا جائے، اور پھر زمین کو الٹ پلٹ کر درست کر دیا جائے، انشاء اللہ پہلی حالت لوٹ آئے گی،

قوثامی کہتے ہین کہ کدال اور پھاوڑے اور دوسرے آہنی آلات سے بعض وقت انگور کے درخت مین زخم لگ جاتے ہین اور بعض وقت ٹانکیان لگانے مین نقصان پہنچ جاتا ہے، اگر یہ زخم درخت مین سطح زمین مین سے اوپر ہے تو باریک مٹی کا غبار درخت پر چھڑک دین، اس باریک مٹی مین بھیڑ، بکری، کی مینگنیون کا سفوف ملا دیا جائے جس کو روغنِ زیتون کے تلچھٹ اور میٹھے پانی مین گوندھ لیا جائے اور اس کو زخمون پر لیپ کی طرح رکھدیا جائے، مجروح انگور کے درختون کے اردگرد چھوٹا سا گڈھا کھودنا چاہیئے، اس مین بھی مٹی اور بھیڑ اور بکری کی مینگنیان ڈال دینی چاہیئے اور اگر یہ زخم زمین کے اندر جڑ مین ہو تو جڑ مین کھاد اور مٹی ڈالنی چاہیئے، پہلے جڑ مین ایک چھوٹا سا گڈھا آہستہ سے کھودا جائے، کیونکہ مجروح درخت کمزور ہو جاتا ہے، اسلیئے خفیف سی حرکت بھی اسکے لیے نقصان دِہ ہوگی، اور پھر اس مین مٹی اور کھاد ڈالی جائے،

قوثامی کا قول ہے کہ مین نے ان زخمون کا علاج، پانی، سرکہ اور روغنِ زیتون سے کیا ہے، ان تینون کو یا تو پکا کر ملا لیا جائے یا شیشے کے ظرف مین خوب ڈال کر ملا دیا جائے، لیکن پکا کر ڈالنا زیادہ اچھا ہے،

برف اور اولہ بھی انگور اور دوسرے درختون کو نقصان پہنچاتا ہے، خصوصًا انگور کے ان درختون کے لیے بہت زیادہ مضر ہے، جو ابھی نئے ہین اور جنکی عمر چھ سال سے بھی کم ہے، یہ ان درختون کے لیے جو بذریعۂ شاخ لگائے گئے ہین، ان درختون سے زیادہ نقصان دہ ہے جو جڑ سمیت لگائے گئے ہون، مؤخر الذکر تو برف یا اولہ گرنے کے باوجود پھل لے آتا ہے، قوثامی کا قول ہے کہ انگور کو اولون کے ضرر سے بچانے کی جو تدبیر میرے تجربہ مین آئی ہے، وہ بہت اچھی ہے، وہ یہ ہے کہ انگور کی کاٹ چھانٹ کو اس وقت تک کے لیے متاخر کرو جبتک کہ شاخون مین نئی پتیان اور نئے فروع نہ نکل آئین،

سوساد کا قول ہے کہ جب تم کو یقین ہو کہ برف یا اولے پڑین گے تو تم جھاؤ اور آس کی لکڑیان جلا کر راکھ تیار کرو، یہ راکھ سفید ہوگی، پھر اس راکھ کو دن مین کسی وقت بھی انگور پر چھڑک دو، جب یہ راکھ عیون اور شاخون پر پڑے گی تو ان کو برف کے نقصانات سے بچالے گی، اور اگر جڑ مین بھی ڈالی جائے تو اس کا بھی ضرر جاتا رہے گا،

قوثامی کہتے ہین کہ ایک علاج اور بھی مجرب ہے، گو پہلا اس سے کم مجرب نہین ہے، وہ یہ کہ انگور کی ڈنڈیان جنمین پتیان نہ ہون جلائی جائین اور ان مین باریک مٹی ملائی جائے جو ایک مدت تک دھوپ مین رہی ہو، یہ مٹی خواہ خشکی سے یا چٹیل میدان سے لائی جائے، ان دونون کو ملا کر انگور پر چھڑک دین اور ہر انگور کی جڑ مین ایک چھوٹا سا گڈھا کھودین جس مین اس مجموعہ کا نصف رطل ڈال دین اور پھر گڈھے کو بھر دین، انشاء اللہ اس عمل سے برف کے نقصانات دفع ہو جائین گے،

طامثری کا قول ہے کہ اگر برف انگور پر گر جائے جس سے درخت ہلاک ہو جائے اور پھل خراب ہو جائین تو سب سے پہلے ان پھلون کو الگ کر لینا چاہیئے، جو اسوقت

درخت مین ہین، اس کے بعد درخت کی شاخون کو چھانٹ دینا چاہیئے، اور ان کو بالکل چھوٹی کر دینا چاہیئے، تاکہ جلد قوت حاصل کرین،

سال آئندہ اسی درخت سے پھل اچھے اور کثیر مقدار مین آئین گے، بعض نے اولہ نہ گرنے کی یہ تدبیر بتائی ہے کہ قمری مہینہ کی چوتھی شب کو جانورون کے غلیظ کی دھونی دیجائے، چوتھی تاریخ اس وجہ سے مقرر کی کہ اس رات کو سردی کی شدت ہوتی ہے اور انگور پر نقصان کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور کے درختون کے درمیان اگر باقلا بو دیجائے تو پھر اولے نہ گرین گے،

آکلہ کا مرض بھی بعض پودون مین پیدا ہو جاتا ہے، طابین ہے کہ بعض پودون کی وہ شاخین جو زمین کے متصل رہتی ہین گھل جاتی ہین، یہ مرض زمین کی شوریت اور بکثرت کھاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ پودون کے درمیان، کدو، کھیرا اور ککڑی کی کاشت کیجائے یا کسی اور ٹھنڈی ترکاری کو بودیا جائے جو اس مرض کو دفع کر دے، انگور کے لیے بہترین علاج یہ ہے کہ جڑ مین نرم اور تر کھاد ڈالی جائے یعنی جسمین حدت نہ ہو جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین،

طابین کیڑے چیونٹیان اور گوبریلے وغیرہ کے علاج کے طریقے لکھے ہین قوثامی کہتا ہے کہ انگور مین تین قسم کے کیڑے پیدا ہوتے ہین، ایک کیڑا تو ترکاری کے کیڑون کے مشابہ ہوتا ہے لیکن اس سے ذرا قد مین بڑا اور اس کا منہ چوڑا ہوتا ہے، یہ قبیح المنظر بھی ہوتا ہے، اس کے رنگ مین سبزی اور زردی ملی ہوئی ہوتی ہے، یہ انگور اور اسکی تازہ شاخون کو کھاتا ہے، اسکی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جو انگور کے دانون کو نہین کھاتی بلکہ صرف خوشون کی ڈنڈیان اور

لکڑیان کھاتی ہے، جو کیڑے خوشون کی ڈنڈیان کھاتے ہین، وہ اوّل سے جسم مین چھوٹے اور باریک ہوتے ہین، ان مین ایک دُم بھی ہوتی ہے جس مین سے ہر وقت رطوبت ٹپکتی رہتی ہے، لیکن یہ مختلف رنگ کے ہوتے ہین، بعض بالکل سفید ہوتے ہین اور بعض کچھ سیاہ ہوتے ہین اور بعض کی پیشانی پر سرخ چھوٹے نقطے ہوتے ہین اور ان کا رنگ خاکی ہوتا ہے، ان کیڑون کی تیسری قسم وہ ہے جو انگور کی جڑون اور رگون کو اور بعض شاخون کو بھی کھا جاتے ہین، یہ قد مین سب سے چھوٹے اور بدصورت ہوتے ہین، ان کا رنگ بھی خاکی ہوتا ہے، لیکن تھوڑی سرخی ملی ہوئی رہتی ہے، ان تینون کیڑون کے ہلاک کرنے کی بہتر تدبیر یہ ہے کہ حنظل اسمرا، اور کھکر بیل کے پھل لیے جائین اور ان سب کو خشک کیا جائے، خشک کرنے کے بعد سب کو باریک پیس ڈالنا چاہیئے، اور پانی، سرکہ اور نمک مین اس سفوف کو خوب پکانا چاہیئے، یہانتک کہ پانی خشک ہو جائے، پھر دوبارہ پانی، سرکہ اور نمک ڈالین اور پکائین، اس کے بعد تیسری مرتبہ بھی یہ تینون چیزین ڈال کر پکائین، چوتھی مرتبہ بھی یہی عمل کیا جائے، اسکے بعد یہ دوا شہد کے مانند ہو جائے گی، اس کو انگور کی موٹی شاخ اور تنون پر لیپ کی طرح لگا دین، اس کی بو اوپر تک اُڑے گی اور تینون قسم کے کیڑے بھاگ جائین گے، اور اگر چوتھی مرتبہ اس دوا مین قطران یعنی چیڑ کا تیل چوتھائی حصہ ملا دین اور پھر اس کو درخت پر لگائین تو اس سے تمام قسم کے کیڑے بھاگ جائین گے، اور اگر درخت انگور کے کنارے تین یا چار جگہون پر سمرا[1] لگا دیا جائے

[1] کاشتِ انگور مین سمرا کے بجائے صفرا، لکھا ہوا ہے، سمرا کا حل فرہنگ مین کر دیا گیا ہے اور صفرا ایک قسم کی گھاس ہے جو گائے کو بہت مرغوب ہوتی ہے، دیکھو محیط اعظم،

تو اس سے تمام قسم کے کیڑے اور حشرات الارض وغیرہ بھاگ جائین گے،

طا مین چیونٹیون کے بھگانے کا طریقہ اس طرح لکھا ہے کہ آدم کا قول ہے کہ صعتر جبلی (پودینہ کوہی) سذاب بری اور گندھک ان سب کو ملا کر پیس لیا جائے اور پھر اس سفوف کو چیونٹیون کے سوراخ کے ارد گرد ڈالدین اس سے تمام حشرات الارض بھاگ جائین گے، اور چیونٹیون کا تو نام و نشان بھی نہ رہے گا،

طا مین ہے کہ آخرِ ربیع اور ابتدائے گرما مین سبز رنگ کے ذراریح[1] پیدا ہوتے ہین جو انگور کو چوس لیتے ہین اور یہ بہت خراب قسم کا کیڑا ہوتا ہے، چھوٹے اور بڑے تمام کیڑون کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کھکر بیل اور حنظل نر کی جڑ اور گائے کا گوبر مساوی مقدار مین لیا جائے، اور سب کو پانی کے ساتھ پیس ڈالا جائے، یہان تک کہ سب پانی کی طرح ہو جائین، پھر یہ پانی انگور اور اسکی شاخون اور جڑ دن پر متواتر تین دن تک چھڑکا جائے، تین دن کے بعد یہ عمل موقوف کر دیا جائے، پس یہ ذراریح اور دوسرے کیڑے اس پانی سے ہلاک ہو جائین گے،

طا مین ذراریح کے بھگانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان مین سے بعض کو پکڑ کر جلا ڈالین، اور اسکی دھونی دیدین، بقیہ اس دھوان سے بھاگ جائین گے گائے کے گوبر کو ملا کر اگر دھونی دیجائے تو اور اچھا ہے، اگر اس دھوان سے انگور کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو کھکر بیل کی جڑ کی دھونی دیجائے، انشاء اللہ اس سے تمام پردار کیڑے حتی کہ زنبورین بھی فرار ہو جائین گی،

[1] سرخ رنگ کے زہردار خار رکھنے والے اور اڑنے والے کیڑے کو ذراریح کہتے ہین، ان کے تمام جسم پر سیاہ نقطے ہوتے ہین، ہندی مین ٹینی کہتے ہین،

سوساد کا قول ہے کہ تمام خوشبودار درختون کی دھونی دیجائے مثلاً گلاب قسط، اشنہ (اس کو ہندی مین چھڑیلہ کہتے ہین) کی پتیان جلائی جائین تو اسکے دھوان سے یہ کیڑے بھاگ جائین گے، خواہ یہ ترکاری مین ہون یا انگور کے درخت مین، مکڑیون کے لیے بھی مذکورۂ بالا چیزون کی دھونی کافی ہوگی بلکہ اور دوسرے مضر حیوانات کے لیے بھی مفید ہے،

کتاب ق، اور ک مین ہے کہ انگور اور دوسرے درختون مین گائے کا گوبر اور زفت کی دھونی دین، اس سے تمام کھیان بھاگ جائینگی،

فسافس[1] ایک قسم کے چھوٹے کیڑے ہوتے ہین جو انگور کے منڈھے پر پھیل جاتے ہین اور آہستہ آہستہ انگور کی شاخون اور پھلون مین رینگنے لگتے ہین، اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہے، اس کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان مین سے بعض کو پکڑ کر دردی زیتون مین ڈالدین اور پھر اسکی دھونی دین یا گائے کے گوبر مین روغن زیتون ملا کر دھونی دین، اس سے تمام فسافس ہلاک ہو جائین گے، اسی طرح کھکر بیل کے پتے، اسکی شاخین اور جڑین کوٹی جائین اور ان کا پانی نکالا جائے اور اس مین تھوڑا پانی ملا کر پکایا جائے، پھر اس کو درخت پر چھڑک دیا جائے تو اس سے تمام فسافس مر کر گر پڑین گے، یا کنوین کے پانی مین ایک مٹھی نمک ڈال کر اس کو خوب جوش دین، اور گرما گرم درخت پر چھڑک دین اس سے تمام فسافس ہلاک ہو جائین گے۔ فسافس سَرو اور جھاؤ کے درختون پر نہین رینگتے ہین،

انگور کے امراض مین ایک یہ بھی ہے کہ جو پودے بوقتِ غراست کسی

[1] فارسی مین سرخک، اور ہندی مین سرخ کھٹمل کہلاتا ہے، محیط،

مناسب اور عمیق گڈھے مین نہین لگائے گئے یا ارض رقیقہ (پتلی) مین لگائے گئے،
تو ان کی جڑون مین یبوست اور خشکی بہت جلد پیدا ہونے لگتی ہے، اس کا علاج یہ ہے
کہ جڑ کی مٹی ہٹاکر نئی مٹی اور کھاد کثیر مقدار مین ڈالی جائے تاکہ جڑین حرارت سے
محفوظ رہین، اس کے بعد اگر ممکن ہو تو پانی سے سیراب بھی کر دین، وہ پودے جن کے
گڈھے ابتدائی غراست مین عمیق نہین رکھے گئے ہین، چھٹے سال کی ابتدا مین ان کی
جڑین اور عروق سطح زمین پر نکل آئین گے یا اس کے قریب ہو جائین گے، اس کا علاج
یہ ہے کہ مٹی ہٹاکر ان عروق کو جو ظاہر ہو گئے ہین جڑ سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کے فاصلہ
پر کاٹین، لیکن بالکل الگ نہ کرین، اس کے بعد دو ہاتھ کا ایک عمیق گڈھا جڑ کے متصل
ہی کھودین اور ان جڑون کو تھوڑا لچ کرکے اس گڈھے مین اتار لین اور اوپر سے مٹی
ڈال دین، یہ جڑین خود بخود زمین مین پھیلنی شروع ہونگی، اور اس طرح یہ مرض کم ہو جائیگا
انگور کے قوی اور تندرست درخت مین بھی یہی عمل کرنا چاہیئے بشرطیکہ اسکی جڑین اسی
طرح سطح زمین پر پھیلنے لگین، اس سے انگور کو تقویت پہنچیگی، جب انگور کے درخت
جڑ پکڑ لین اور اسکی شاخین ادھر ادھر پھیلنے لگین تو جڑ سے مٹی ہٹا دین، اور جو سطح زمین
سے قریب ہون ان کو تیز درانتی سے کاٹ ڈالین، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ساری
قوت ان جڑون مین چلی جائے گی جو زمین کے اندر ہین اور اندر ہی نشو و نما زیادہ
ہوگی، اصلی جڑ کو ان بیرونی جڑون کے کاٹنے سے بڑی تقویت پہنچیگی کیونکہ ایک جڑ
سے ایک ہی شاخ کا اچھی طرح نشو و نما پانا زیادہ اچھا ہے، بہ نسبت اس کے کہ متعدد
اصول و فروع پیدا ہون، اس سے قوت مین انتشار پیدا ہو جاتا ہے،

ط مین ہے کہ انگور کی آنکھون سے بعض وقت رطوبت بہنے لگتی ہے اور یہ رطوبت

متعفن ہوکر درخت پر پھیلتی ہے جس سے بیحد نقصان پہنچتا ہے، یہ بعض وقت شاخون
کے کاٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے، اور کبھی خود بخود ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ دردی
زیتون کو پودینہ کے پتون کے ساتھ خوب پکا لیا جائے، لیکن نمک کے قرب سے محفوظ
رکھا جائے اس کے بعد اس کو اس جگہ پر لیپ کی طرح لگا دین، جہان سے رطوبت
نکل رہی ہو،

ط مین اس کا بھی ذکر ہے کہ جب انگور کسی خشک زمین مین لگایا جائے، جس مین
درخت کو غذا کم ملتی ہو تو اسکی اصلاح اس طرح کرنی چاہیئے کہ اس مین گائے کا گوبر اور
بھیڑ کی مینگنیان ڈالی جائین اور پھر اس کو پانی سے خوب سیراب کیا جائے، اس سے
انگور کے درخت کو تقویت پہنچیگی، بعض وقت انگور کی جڑون مین مٹی کی کمی وجہ سے درخت
کمزور ہو جاتا ہے، اور پھل دیر مین آتا ہے اور جو آتا ہے وہ کم مقدار مین آتا ہے، اور اس کا
ذائقہ بھی خراب ہوتا ہے، مٹی کی قلت خواہ پانی کی کثرت کی وجہ سے ہو یا کسی اور سبب سے،
اس کا علاج یہ ہے کہ جڑون مین دوسری جگہ سے مٹی لاکر ڈالی جائے اور بیرونی مٹی سے
جڑین چھپا دی جائین، اور اگر اس مین تھوڑی کھاد بھی ملا دین تو اس سے اور زیادہ نفع
پہنچنے کی امید ہے،

درخت انگور کی خشکی، صلابت اور پیاس وغیرہ جس سے پھل کم آتے ہین، یا خراب
آتے ہین، ان کا علاج ایک یہ بھی ہے کہ زیتون کے پھل بڑے ہونے سے قبل توڑ لیے
جائین، یعنی جب وہ لوبیا کے برابر یا اس سے بھی چھوٹے سبز رنگ کے ہون توڑ لیے جائین
اور ان کو پتھر کے ہاون دستہ مین کوٹ کر ایک صاف برتن مین رکھین اور اس
مین تھوڑا بارش کا پانی ڈال دین، اور برتن کو ڈھک کر چودہ دن تک چھوڑ دین،

ان ایام کے گذر جانے کے بعد اس کو دوبارہ کوٹین، اور اس سے پانی کو نچوڑ کر ایک صاف
برتن مین رکھین، غرضکہ اس کو بار بار کوٹین اور اس کا عرق نچوڑتے جائین یہانتک کہ
اس مین پانی کا کوئی جز باقی نہ رہے، اور اس عرق کو کسی بارد اور مرطوب مقام مین
اٹھائیس دن تک رکھین پھر اس کو استعمال کرین، یہ پانی درختون کے لیے خصوصیت
کے ساتھ بے حد مفید ہے، اور انسان کے لیے بھی کارآمد ہے، کوئی شخص اگر دو درختون
کو مرکب کرنا چاہتا ہے اور ترکیب کے لیے کسی درخت سے کسی شاخ کو کاٹے اور
مقطوعہ مقام پر اگر یہ پانی لگادے اور پھر مرکب کرے تو یہ ترکیب بجد عمدہ ہوگی،

اگر اس پانی سے بقدر پانچ درہم ترکاریون کو سیراب کرنے والے پانی مین
ملا دیا جائے تو اس سے ترکاریان اچھی ہون گی، کھانے مین نرم ہون گی اور سریع الہضم
ہونگی، دس جریب مین یہ پانچ درہم پانی ملایا جائے، اگر اس سے کم یا زیادہ پانی ہو
تو اس مین اسی حساب سے یہ پانی کم اور زیادہ ملایا جائے، بعض بڑے درختون مین جب
خشکی اور صلابت خواہ امتداد زمانہ کی وجہ سے یا کسی مرض کی وجہ سے پیدا ہو جائے،
تو ایک رطل[1] خالص شیرین پانی مین زیتون کا یہ پانی پانچ درہم کے انداز سے ملادین،
اور اس کو درخت پر ہر تیسرے دن وافر مقدار مین چھڑکین، دس مرتبہ ایسا ہی
عمل کرین، انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اسی طرح انگور یا کھجور کے درخت مین
پھلون کی کمی یا سیرابی کی قلت ہو یا ان مین حرارت زیادہ ہو یا آفتاب نے
ان کو جلا دیا ہو تو تیس سے پچاس رطل تک میٹھا خالص پانی لین اور اس مین مذکورہ بالا
پانی دو مثقال[2] کے برابر ملادین، اور اس کو جڑ مین ڈالدین اور درخت پر بھی چھڑکدین

[1] ایک رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے، [2] ایک مثقال ۴ ½ ماشہ کے برابر ہوتی ہے،

اس سے احتراق کا مرض جاتا رہے گا، اور عرصہ تک اچھی حالت پر رہین گے اور پانی کی
قلت پھر ان کو نقصان نہ پہنچائے گی، اگر نقصان ہوا بھی تو بہ نسبت سابق کے کم ہوگا،
جب انگور کی ڈالیان ہری بھری نہ ہون اور ان کے خوشون کی ڈنڈیون مین سبزی
جاتی رہے تو ان کی جڑمین کسی لوہے سے شق کرنا چاہیئے اور اس شق مین ایک پتھر
رکھدینا چاہیئے اور اوپر سے پرانا پیشاب ڈال دینا چاہیئے، اور پرانی کھاد مین سطح زمین
کی مٹی ملاکر شاخون کے اردگرد اور اس شق مین جس مین پتھر رکھا گیا ہے ڈالدینی چاہیئے،
اور یہ عمل موسم خریف مین کرنا چاہیئے، اور اگر انگور کی پتیان سرخ ہو جائین تو نمک ملے
ہوئے پانی سے سیراب کرین یا سمندر کے شور پانی سے آب پاشی کرین، بعض کی یہ
رائے ہے کہ جڑ مین سوراخ کرکے بلوط کی چھوٹی لکڑی ڈالدین اور اوپر سے مٹی ڈالکر
ڈھک دین،

ص مین ہے کہ جب انگور کی پتیان کسی آفت کی وجہ سے سرخ ہو جائین تو جڑ
مین ایک بڑا سوراخ کرین اور اس مین بلوط کی لکڑی داخل کردین اور درخت مین کوئی
اور معمولی مرض پیدا ہو تو باقلا ہسور اور دوسرے اجناس کا بھوسہ ڈال دیا جائے تو اس سے
نفع پہنچے گا اور مرض مین کمی ہوگی،

ص مین یہ بھی لکھا ہے کہ انگور مین جب کبوتر کی بیٹ کی کھاد دیجائے گی تو اس سے
سرسبزی اور شادابی زیادہ ہوگی، انگور کے ضعیف درخت کا علاج یہ بھی ہے کہ اس مین
انگور یا بلوط کی جلی ہوئی لکڑیون کی راکھ سرکہ مین ملاکر ڈالی جائے، اور وہ درخت جسمین
شقوق پیدا ہو گئے ہون اس کے لیے انسان کا پیشاب بے حد مفید ہے، اور اگر پتیان
گرمی کی وجہ سے جل جائین تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جنوری کے مہینہ مین جڑ مین ایک گڈھا

کھود دین، اور بھر دین، اس طریقہ پر ہر مہینہ مین عمل کشف کرین یعنی گڈھا کھود دین اور بھر دین، اگر اس سے اصلاح ہو جائے تو فبہا ورنہ پانی سے خوب سیراب کیا جائے، یہ تمام آفتین جنکا ذکر اوپر کیا گیا ان انگور کے درختون پر زیادہ آتی ہین جو کھلی اور تخلخل زمین مین نشو ونما پائین، مثلاً ریتیلی زمین ہو، یا نہر کے کنارے کی زمین ہو، یا کنکر والی زمین ہو، یا پست زمین ہو، کیونکہ یہ امراض مرتفع اور عمدہ زمینون مین نہین پیدا ہوتے ہین،

جب کبھی انگور کی جڑ مین چھوٹے کیڑون کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو آمین گڈھا کھود دین، اگر کوئی چیز نظر آئے تو اس کو ہاتھ سے نکالکر پھینکدین یا کسی لکڑی سے نکال دین، لکڑی یا ہاتھ کو روغن زیتون سے تر کرکے رکھین، اس طرح پر کہ ایک کشادہ ظرف مین دردی زیتون کے سامنے رکھین تاکہ جب ضرورت ہو، اس سے تر کر لیا جائے، اس سے غفلت نہ برتنی چاہیئے ورنہ ان انڈون سے جو جڑون مین نظر آئے بچے نکل آئین گے، اگر بچے بھی نکل آئے ہون تو بھی ان پتون اور شاخون کو کاٹ کر دور پھینکدینا چاہیئے جن مین یہ نمودار ہون، اس سے بھی اگر غفلت برتی گئی تو یہ کیڑے بڑھکر تمام درخت کو خراب کر دین گے،

انگور کی وہ شاخین جن سے پانی جاری رہتا ہے، یہ اس انسان کے مانند ہین جسکا معدہ غذا کو ہضم نہین کرتا، اس کا آسان علاج یہ ہے کہ جڑ سے یہ شاخ کاٹ کر پھینکدیجائے، اگر اس پر بھی رطوبت جاری رہے تو کسی بڑی موٹی جڑ مین شگاف کر دینا چاہیئے، اس کے بعد زیتون کے پانی کو خوب پکانا چاہیئے، یہانتک کہ وہ نصف رہ جائے، اور اس پانی کو مقطوع جگہ پر لیپ کی طرح لگا دینا چاہیئے، جن شاخون کے پھل خراب ہو جاتے ہون، اور پتیان سفید ہو جاتی ہون تو راکھ اور سرکہ کا لیپ ان شاخون کے لیے مفید

ہوگا، اور جڑون مین باقلہ حمقار کا عرق لگا دین، جن شاخون مین شادابی کی وجہ سے بہت زیادہ خوشے خلاف عادت نکل آئین تو ان مین سے زائد حصہ کو جب وہ نرم ہون تو نکالدین، اس کے بعد جڑ مین گڈھا کھود کر نہر کی ریت اور راکھ بھر دین، اس عمل سے فائدہ پہنچیگا،

اگر انگور کے درخت مین کچھ بھی تغیر پیدا ہو تو اس مین بلوط کی لکڑیون کی راکھ اور انگور کے خوشون اور ڈنڈیون کی راکھ مین سرکہ ملا کر جڑ مین ڈالدین،

سوسن کی جڑ سے انگور کا درخت جلد پھلتا ہے اور انجیر کے درخت کی پتیان جب جھڑنے لگین تو جڑ مین باقلا مصری پیس کر پانی مین محلول کرکے ڈال دین، اور پھر مٹی سے ڈھک دین، بعض کی یہ رائے ہے کہ جب انجیر کے پتے زیادہ جھڑنے لگین تو جڑ مین ایک سوراخ کرکے بلوط کی لکڑی ڈال دین، خواہ کسی اور درخت کی لکڑی ڈال دین، اس کے بعد مٹی سے چھپا دین، تو یہ مرض زائل ہو جائے گا،

ک مین ہے کہ انجیر کی جڑ کھول لین اور زیتون کے پتون کا عرق نچوڑ کر اس مین ڈال دین تو اس سے کیڑے ہلاک ہو جائین گے اور درخت کی شادابی بڑھ جائیگی، بعض یہ کہتے ہین کہ جڑون مین دشتی پیاز بو دینے سے بھی درخت آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے، یہ بھی کسی کی رائے ہے کہ جب انجیر مین کوئی مرض پیدا ہو تو انسان کے غلیظ اور بھیڑ کی مینگنیون کو پانی مین گھولکر بار بار جڑون مین ڈالین، اسی طرح کبوتر کی بیٹ بھی موسم سرما مین مفید ہوگی،

درخت انجیر کو دیگر حیوانات سے محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کتے کے غلیظ کو پانی مین ملا دین، پھر اسی پانی کو درخت کے پتون اور جڑون پر چھڑکین، انشاء اللہ

اس سے ضرر رساں حیوانات قریب نہ آئینگے، یا یہ کیا جائے کہ ایک موٹی تازی بھیڑی
کے سرے کو خوب پکایا جائے اور اس کے روغن کو جو پانی کی سطح پر ہو درخت کے پتون پر
چھڑک دیا جائے یا بھیڑ کی چربی کو پانی مین گھلکر آگ پر چڑھادین اور اُسکے روغن کو درخت پر چھڑکدین، لیکن
سب سے بہتر کتے کے غلیظ کا ڈالنا ہے کیونکہ اس کو بارش کے پانی کے سوا کوئی
دوسری چیز نہین دھو سکتی، اس قدر تیز چیز ہوتی ہے کہ اس کا کوئی قطرہ اگر درخت
کی نئی آنکھون پر پڑ جائے، تو اس سے وہ جل جاتی ہین، اس عمل کو اگر بار بار
کیا جائے تو اس سے درخت کے تمام دشمن بھاگ جائین گے، اس چربی یا
روغن کا استعمال گو خلاف ہے لیکن مین نے اس کا تجربہ کیا تو یہ صحیح اور کارآمد
معلوم ہوا، بعض لوگ بھیڑ کے مغز کے ساتھ سور کی چربی اور کتے کے پلے کی چربی
کو انسان کے پیشاب یا پانی مین خوب مخلوط کر کے ڈالتے ہین، پھر اسی کو درختون
پر چھڑکتے ہین یا اس مین کپڑے بھگو کر ان پر لٹکا دیتے ہین، اس کی بو سے
تمام جانور بھاگ جاتے ہین، اگر انجیر کو موسم گرما مین حسب ضرورت سیراب
کرین تو انشاء اللہ پھل خوب آئین گے، انجیر کے درخت کے نیچے اگر دوسری
قسم کی سبزی یا پودے لگائے جائین اور برابر وہ پانی سے سیراب کئے جائین
اور ان مین کھاد ڈالی جائے تو اس سے انجیر کو نقصان پہنچے گا، یہ انجیر سیاہ
ہو جائین گے اور ان مین کیڑے پیدا ہو جائین گے اور جڑین بھی جلد خراب ہو جائینگی
قسطوس کا قول ہے کہ اگر دشتی پیاز انجیر کے درخت کے قریب لگادین
تو اس سے فائدہ پہنچیگا، اسی طریقہ سے توت کے لیے بھی سرکہ کا تلچھٹ مفید ہے،
اگر اسکو جڑون مین ڈالدین تو اس سے پھل جلد آئینگے اور اسکے پتے ریشم کے کیڑون کیلئے کارآمد ہون گے،

زیتون کے درخت مین اگر لوہے کی کوئی چیز دھاگے یا رسی مین باندھکر
لٹکادین تو اس سے اسکی نشو و نما اچھی ہوگی اور وہ آفات سے محفوظ رہے گا، جب
دو سال کے بعد اس مین پھل آنے لگین تو پانچ سال کی عمر تک اس کے دانون
کو جڑ مین دفن کر دین، اس سے درخت مین فربہی اور حسن زیادہ ہوگا،
طامین ہے کہ زیتون مین جب کھاد ڈالین تو شنبہ، یکشنبہ، دوشنبہ اور سہ شنبہ،
کی راتون مین درخت کے نیچے ایک بڑا چراغ روشن کرین، اور جڑون مین روغنِ
زیتون اور پانی ملا کر ڈالین، اس سے تمام خرابیان دفع ہو جائین گی،
بعض کا یہ قول ہے کہ زیتون کا درخت جب مریض ہو جائے اور اس مین
کوئی علاج کارگر نہ ہو تو جڑ مین تازہ زیتون کے خام پھل دفن کر دین اور ایک سال تک
اسی حالت پر چھوڑ دین، اس کے بعد اس مین تعمیر کرین اور ان کو نکال ڈالین،
انشاء اللہ اس سے مرض کا ازالہ ہو جائے گا،
طامین ہے کہ زیتون کا سب سے مہلک مرض یہ ہے کہ اس کو شدت کی پیاس
ہوتی ہے، یہان تک کہ وہ اسی سے ہلاک ہو جاتا ہے، بلکہ دوسرے درخت بھی
اس مرض مین ہلاک ہو جاتے ہین، زیتون کی پتلی اور باریک شاخون مین یرقان
کا مرض بھی ہو جاتا ہے، بعض وقت شاخون کے اطراف مین ہلکی زردی پیدا ہو جاتی
ہے، ان بیماریون کا علاج صرف یہ ہے کہ بارش بکثرت ہو یا اگر نہر کے شیرین
پانی سے عرصہ تک سیراب کرتے رہین اور جڑون مین تھوڑا روغنِ زیتون اور پانی
ملا کر ڈالتے رہین، تو ممکن ہے کہ اس مرض مین افاقہ ہو،
اندلس کے مشرقی حصہ مین مین نے دیکھا کہ زیتون اور انجیر کے چند درخت کے

پتے جب جھڑنے لگے اور ان مین پیاس کی بیماری پیدا ہو گئی تو لوگون نے درختون
کے اطراف مین مٹی کی دیوارین کھڑی کین جو اوپر کی جانب کج تھین اور یہ تنے سے
چار بالشت مرتفع تھین اور اوپر کی جانب جھکی ہوئی تھین، گویا درخت کو مٹی کے
تھالہ مین لے لیا اس سے درختون کی حالت درست ہوئی، مین نے بعض لوگون
کو انجیر اور زیتون کے درخت مین دوسرے ہی سال کدالون سے گہری تعمیر کرتے
دیکھا، انجیر کے درخت کے لیے تو یہ تعمیر مفید ہوئی لیکن زیتون کے درخت مین پیاس
اور بڑھ گئی، لوگون نے بار بار سیراب کرنا شروع کیا، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا
آخر کار جڑ سے مٹی ہٹائی گئی تو پتہ چلا کہ بعض جڑین کدالون سے کٹ گئی ہین، چونکہ
زیتون کی جڑین زمین کے قریب پھیلی ہوتی ہین اسلیے عمیق تعمیر اس کے لیے مضر
ہے، برخلاف انجیر کے کہ اسکی جڑین زمین کے اندر ہوتی ہین اسلیے جس قدر تعمیر کیجائیگی،
اس کے لیے مفید ہوگی، لوگون نے زیتون کے لیے مٹی کی دیوارین اور چبوترے
تیار کیے اس سے ان کی حالت درست ہوئی اور یہ چبوترے کئی سال تک قائم
رہے اگر اسی قسم کا عمل تمام پیاسے درختون کے لیے کیا جائے تو بہتر ہوگا، اس سے
پانی باہر نہ جائے گا،

سیب کے درخت مین اگر کیڑے لگ جائین تو جڑ کھولکر اس مین بھیڑ کا پیشاب
ڈالین یہان تک کہ خوب سیراب ہو جائے، سیراب کرنے کے بعد چار دن تک
اسی حالت پر چھوڑین، پانچوین اور چھٹے دن غروب آفتاب کے وقت میٹھے پانی
سے سیراب کرین، اور اگر سیب کی جڑ مین گاے کا پتہ لگا دین تو پھل مین کیڑے
نہ پیدا ہون گے بعض نے یہ کہا ہے کہ پیاز دشتی اگر قریب مین لگا دین تو اس سے

بھی کیڑے نہ پیدا ہون گے، اور درخت کے پتے نہ جھڑین گے،

ق کا قول ہے کہ انسان کا پیشاب سیب کے لیے نفع بخش ہے اور بھیڑ کی
مینگنیون کو پرانی نبیذ مین محلول کر کے درخت کی جڑ کو اس سے سیراب کرین تو
انشاء اللہ کیڑے تو پیدا ہی نہ ہون گے بلکہ پھل سرخ اور بڑے ہون گے،

ق کا یہ بھی قول ہے کہ سیب کے درخت کو اگر پیاس کی بیماری ہو تو کبوتر کی بیٹ کو
پانی مین ملا کر جڑون مین ڈال دین، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ کیڑے سے حفاظت
کے لیے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ درخت کی جڑ کھولکر انسان کا پیشاب اور غلیظ ملا کر
ڈالین اور ساتوین دن غروب آفتاب کے وقت میٹھے پانی سے سیراب کرین
یہانتک کہ خوب سیراب ہو جائے، یہی عمل امرود کیساتھ بھی کرنا چاہیے اگر اس
مین یہ مرض پیدا ہو جائے،

سیب کی جڑ مین اگر سرخ کیڑے پیدا ہو گئے ہون جو شاخون اور پتون پر
بھی نظر آنے لگین اور مکڑی نے بھی جالے بنے ہون تو آہستہ سے جڑ کی مٹی ہٹائین
تاکہ کوئی چیز کٹنے نہ پائے، اور مٹی کے ڈھیر کو جو ارد گرد لگا ہوا ہو توڑ دین، لیکن جڑون
مین جنبش نہ ہونے پائے، پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہین، اور اس کے بعد مٹی
اپنی جگہ پر بھر دین، اس سے درخت مین دوبارہ تازگی پیدا ہو جائے گی، اور پھل اچھے
آئین گے، یہ طریقہ آزمودہ ہے اگر یہ علاج کمزور انار کے درخت کے ساتھ کیا جائے تو
اس سے بھی دانہ دار انار تیار ہون گے، سیب کی جڑ مین بھیڑ کی مینگنی ڈالنے سے کیڑے
نہین پیدا ہوتے،

ط کہتے ہین ہے کہ سیب مین جب کوئی مرض پیدا ہو مثلاً پھل کم آئین یا خراب آئین یا

ایسے ہی معمولی امراض ہون توان کے لیے ایک عام دوا یہ ہے کہ اخروٹ کے چھلکے اور پتے ایک وافر مقدار مین لین اور اگر مغز ہون تو اور اچھا ہے ان سب کو ایک ساتھ کوٹ ڈالین یا الگ الگ کوٹین، جب خوب باریک ہوجائین توان مین گائے کا گوبر ملائین اور اس کو درخت سیب کے شقوق مین اور موئی شاخون پر لیپ کی طرح چڑھا دین، اس سے ہر قسم کے امراض دفع ہوسکتے ہین، یہ علاج تمام سیب کے درختون کے لیے مفید ہوسکتا ہے،

ق کا قول ہے کہ سیب مین شیرینی پیدا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ جڑون کو پرانی شراب کی تلچھٹ سے سیراب کرین پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین، سیب کو اگر کوئی آفت پہنچ جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ گدھے کی تازہ لید کو پانی مین گھولکر روزانہ اسی پانی سے ایک گھڑا سات دن تک ڈالتے رہین، پھر کچھ دن کے بعد معمولی پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ آفات سے درخت محفوظ رہے گا،

بعض نے کیڑون سے بچانے کے لیے ایک علاج یہ بھی بتایا ہے کہ کسی لوہے سے جڑ کی مٹی اچھی طرح ہٹا دین یہان تک کہ جڑین دکھائی دینے لگین، پھر آہستہ سے ان کے پوست کو چھیل ڈالین، اس جگہ پر کچھ کیڑے یا حشرات الارض ضرور نظر آئین گے، اب ان پر تازہ گوبر کا لیپ لگا دین اور اوپر سے مٹی ڈال کر چھپا دین،

ق کا قول ہے کہ سیب اور شفتالو کے سرخ کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ سال مین چار مرتبہ انسان کے پیشاب سے اس قدر سیراب کرین کہ اندر کی زمین بھی ایک بالشت تر ہوجائے،

موز کے درخت مین بھی جب تر و تازگی کم ہوجائے یا اور کوئی مرض پیدا ہوجائے

تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹائین اور انار کی پتیان باریک پیسکر بھیڑ و بکری کی کھاد مین ملا دین اور ان سب کو پانی مین حل کر کے جڑون مین ڈال دین یا شاخون پر پانی ملی ہوئی شراب چھڑک دین یا بارش کا پانی چھڑک کر اوپر سے باریک مٹی ڈالدین،

زعرور اور آزاد درخت مین جب کوئی مرض پیدا ہوجائے مثلاً یہ کہ لاغری آجائے یا پھل کم آنے لگین تو جڑ کے قریب ایک قدم کے انداز سے گڈھا کھودین اور ان مین بکری کے خون کو گرم پانی مین ملا کر ڈالین، پانی کی مقدار خون سے زیادہ ہو، ایسا کم سے کم تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کرین، جب حالت درست ہونے لگے تو یہ عمل چھوڑ دین، اس سے درخت مین تازگی آجائے گی، اور پھل عمدہ ہون گے،

امرود مین جب کیڑے لگ جائین تو جبڑ مین گائے کا پتہ لیپ کی طرح لگا دین، اس سے کیڑے ہلاک ہوجائین گے، اور ط مین ہے کہ جب امرود یا سفرجل یا دوسرے فواکہ مین کیڑے پیدا ہوگئے ہون تو انسان کا متعفن غلیظ، اور گائے کا پرانا گوبر اور امرود کی پتیان ان سب کو باریک مٹی مین ملا کر جڑ کے اندر ڈالین، یا گائے کے گوبر کو خوب باریک کرلین اور اس مین سڑک کی مٹی ملا دین اور اوپر سے میٹھا پانی اور دردی زیتون ڈال دین یہانتک کہ وہ شراب کے مانند ہوجائے، پھر اس کو شاخون اور تنہ مین لگا دین اس سے بہت بڑا فائدہ ہوگا، تمام قسم کے کیڑون سے درخت محفوظ ہوجائے گا،

امرود مین اگر کوئی تغیر پیدا ہوجائے، مثلاً پھل خراب ہوجائین یا ان کی شیرینی کم ہوجائے تو یقین کرلو کہ اس مین بیماری پیدا ہوگئی ہے، درخت امرود کی جڑین چونکہ زمین کے اندر پھیلتی ہین اس لیے جب کوئی مانع پیدا ہوجاتا ہے تو امراض

لاحق ہو جاتے ہین، جب تم امرود کی حالت مین کوئی انقلاب دیکھو، مثلاً پھل کم آتے ہون یا چھوٹے ہوتے ہون یا کسیلے اور پھیکے ہوتے ہون، تو اسکی اصل وجہ یہ ہوگی کہ جڑون کے پھیلنے مین کوئی حارج اور مانع پیدا ہو گیا ہوگا، علاج سے قبل تم کو مرض کے اسباب وعلل پر خوب غور کرنا چاہیئے کہ آیا کسی مانع کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوا ہے یا کسی اور سبب سے، اگر درخت پرانا ہو تو فوراً جڑ کے قریب ایک مدور گڈھا کھود دو، لیکن اس کا خیال رکھو کہ جڑ کا کوئی حصہ کٹنے نہ پائے، کھودتے کھودتے جب کسی منتھی پر تم کو کوئی پتھر یا سخت چیز ملے تو اس کو آہستہ سے ہٹا دو، اور اگر نہ ملے تو جڑ سے بیس ہاتھ ہٹکر پھر کھودنا شروع کرو، اگر یہان بھی کسی عائق کا پتہ نہ چلے تو سمجھ جاؤ کہ درخت مین یہ مرض کسی اور سبب سے پیدا ہوا ہے، اس کا علاج کرو،

غ کہتے ہین کہ سفرجل کے درخت مین تھوڑی نشو ونما کے بعد بستگی پیدا ہو جائے، شاخون مین صلابت آجائے یا پانی کی کمی اور تمیر حسب خواہ نہ ہونے کی وجہ سے کمزور ہو جائے تو ان سب کا علاج یہ ہے کہ جنوری مین جڑ کی مٹی ہٹا دین اور انسان کے خشک غلیظ مین حمام کی لکڑیون کی راکھ ملا کر دو دو انگل ہر جڑ مین بھر دین اور اوپر سے کنکریون کا ایک ایک بوجھ ڈال دین، اور اس پر سے مٹی ڈالکر میٹھے پانی سے سیراب کرین، ہر مہینہ مین چھ مرتبہ پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ یہ امراض جاتے رہین گے اور اس سے قبل یہ بتا دیا گیا ہے کہ اس کے لیے تمیر بھی مفید ہے، مارچ کے مہینہ مین اگر اچھی طرح زمین درست کر دین تو ان سب امراض سے نجات مل جائے گی، سفرجل ان درختون مین ہے جو کھاد کی کثرت کے متحمل نہین ہوتے، لیکن اس قسم کے مرض مین ایسی کھاد اس کے لیے مفید ہے،

انار کے درخت کی جڑ مین اگر پیاز دشتی بو دیا جائے تو بہت مفید ہوگا، انار کے پھل پھٹنے سے محفوظ رہین گے، اور دانون مین خوب سرخی آجائے گی، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ انار کی جڑ کے ماحول مین زمین کے اندر کوئی پتھر دفن کر دین تو اس سے بھی انار مین شقوق پیدا نہ ہونگے، بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ انار کی شاخین الٹی لگائین تو اس سے نجات مل جائے گی، بعض اس کی شاخون کے لگانے کے مخالف ہین کیونکہ اس سے پھل کم آتے ہین، جب تمکو انار کے پوست کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو جڑ سے مٹی ہٹا کر ایسے پانی سے سیراب کرو جس مین حمام کی راکھ مخلوط کر دیگئی ہو،

اترج، نارنج، لیمون، ریبوع وغیرہ مین اگر کوئی بیماری پیدا ہو جائے تو ان کی جڑ سے مٹی ہٹا کر حمام کی سیاہ راکھ اور اسی قسم کی مٹی اندر ڈال دین اور پھر پانی سے سیراب کرین، نارنج کے لیے بھیڑ کا گرم خون موافق ہوگا، اس کو جڑون پر چھڑک دینا چاہیئے اس سے درخت اچھا ہوگا اور پھل سرخ ہون گے، بعض نے انسان کے قدم کے خون کو مفید بتایا ہے جو فصد یا پچھنہ کے ذریعہ سے نکالا جاتا ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ نارنج کے لیے تمام خون مفید ہین، بعض یہ طریقہ بتاتے ہین کہ جڑون کو کھولکر کچھ دن ہوا مین رہنے دین اور پھر حمام کی سیاہ راکھ مین مٹی ملا کر گڈھے کو پر کر دین،

ص مین ان مذکورہ درختون کے مرض یرقان کا علاج یہ لکھا ہے کہ جب انکی پتیان زرد ہونے لگین تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین حمام کی سیاہ راکھ ڈالین اور اوپر سے نئی مٹی کی کافی مقدار ڈالین، یہان تک کہ گڈھا بھر جائے، انشاء اللہ اسی سے درخت کی حالت اچھی ہو جائے گی،

ص کا قول ہے کہ یہ مجرب علاج ہے اگر اس سے پوری شفا نہ ہو تو بھیڑ کا

خون جڑون مین ڈال دین، بشرطیکہ انسان کے قدم کا وہ خون جو فصد اور پچھنہ سے نکالاجاتا ہے میسر نہ ہو، کیونکہ مؤخر الذکر زیادہ انفع ہے،

ط مین ہے کہ نارنج کے درخت مین بعض وقت نشو ونما موقوف ہوجاتی ہے اور اس کا کوئی عمل باقی نہین رہتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ مین گڈھا کھود کر خون مین گرم یا ٹھنڈا پانی اور بھیڑ کا دودھ ملائین اور پھر اس مخلوط چیز کو جڑون مین ڈال دین اس سے بیحد فائدہ پہنچیگا اور اس سے زیادہ نفع انسان کے قدم کے خون سے ہوگا، انسان کے قدم کا خون فصد یا پچھنہ کے ذریعہ سے نکالا جائے اور اس مین پانی ملاکر جڑون مین ڈالا جائے، اس خون کو متواتر جڑون مین ڈالنے سے درخت کی حالت ہی بدل جائے گی،

ابن بصال کی کتاب الفصد والبیان مین لکھا ہے کہ اترج اور انار مین جب یرقان کا مرض ہوجائے تو جڑ کی ہر سمت سے مٹی ہٹادین اور مرغی کی کھاد جس کو پہلے خوب باریک پیس لین ہر جڑ کے قریب تین مد کے وزن سے ڈالین اور اوپر سے مٹی ڈال دین پھر پانی سے متواتر سیراب کرین، اس سے انشاءاللہ فائدہ ہوگا،

ط مین ہے کہ کبھی اترج کو گرمی یا ٹھنڈک کی شدت سے ایک قسم کا مرض لاحق ہوجاتا ہے، اگر گرمی سے ہو تو شاخون اور تیون پر ٹھنڈا پانی چھڑک دین اور اگر سردی سے ہو تو گنگنا پانی ڈالین اور کبوتر کی بیٹ مین مٹی اور پانی ملاکر خوب الٹ پلٹ دین اور پھر اترج کی پتیان ڈالکر اچھی طرح مخلوط کر دین، یہانتک کہ ان مین سخت بدبو پیدا ہوجائے، اور سیاہی آجائے، جب یہ حالت ہو تو کھاد کے سفلی حصہ کو اوپر کردین اور علوی حصہ کو نیچے کردین تاکہ ہوا سے بالکل خشک ہوجائے، جب یہ کھاد تیار

ہوجائے تو جڑ مین گڈھا کھود کر اس کو اس وقت ڈالین جس وقت کہ جڑ مین خون اور گرم پانی ملاکر ڈالتے مین، بعض وقت اس کھاد سے زیادہ خون ہی کا عمل تیز ہوتا ہے،

غ کا قول ہے کہ اترج کی پتیون مین جب زردی آجائے تو انسان کا خشک غلیظ خوب پیسکر چھان لیا جائے اور درخت کی جڑ کی مٹی ہٹاکر تین مد کی مقدار سے یہ کھاد ڈال دین اور اوپر سے مٹی ڈال کر گڈھے کو بھر دین پھر پانی سے سیراب کرین پانی اسی قدر ڈالین جس قدر وہ برداشت کرسکتا ہو انشاءاللہ اس علاج سے درخت کی حالت درست ہوجائے گی، ص کا قول ہے کہ اس مرض مین انسان کے غلیظ کے بجائے مرغی کی بیٹ ڈالی جائے، ط مین ہے کہ اگر لیمون کے درخت مین کسی قسم کا تغیر پیدا ہوجائے تو پہلے جڑ مین گرم پانی ڈالا جائے، جب اس سے وہ سیراب ہوجائے تو پھر گڈھے اور خچر کا پیشاب ڈالا جائے،

عناب جس کو نبق[1] یعنی بیر کہتے مین اس مین بھی کیڑے پیدا ہوجاتے مین، ط مین ہے کہ اس مین جون کے برابر چھوٹے چھوٹے سفید کیڑے پیدا ہوتے ہین جو پودن کی سبزی اور شادابی کو چاٹ جاتے ہین اور پتے بالکل سفید نظر آتے ہین، یہ کیڑے ان درختون مین زیادہ پیدا ہوتے ہین جنکے پھلون مین شیرینی خوب ہو، اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کے تنے اور جڑ پر قیر[2] کی طلا کردین انشاءاللہ اب کیڑے نہ پیدا ہون گے،

[1] عناب اور نبق دونون دو درخت ہین، لیکن نبق یعنی بیر چونکہ عناب کے بالکل مشابہ ہوتا ہے اس لیے اسکو بھی عناب کہتے ہین بعض نبق کو عناب کی ایک شیرین قسم بتاتے ہین ۱۲ مترجم،

[2] قیر ایک روغن ہوتا ہے جو خارشتی اونٹ پر ملا جاتا ہے،

طامین ہے کہ اس کے پتون مین اگر سیاہی آجائے اور خشکی نظر آئے خصوصاً موسم خریف مین یہ بات پیدا ہو تو اس کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے منھ مین روغن زیتون اور تھوڑا گرم پانی لے اور خوب حرکت دے پھر اس کو ایک شیشی مین ڈال دے، اس طرح جب زیتون اور پانی بالکل مخلوط ہو جائے تو یکشنبہ کے دن بعد زوال آفتاب اس گرم پانی کو درخت پر چھڑک دین، پھر دوشنبہ کے دن اوّل وقت اسی مخلوط پانی کو جڑون مین ڈالدین، جب سہ شنبہ کی صبح نمودار ہو تو بقیہ پانی کو چھڑک دین، اسی طرح چودہ دن تک یہ پانی ایک دن جڑون مین ڈالا جائے اور دوسرے دن چھڑکا جائے، گویا سات دن تک یہ پانی چھڑکا جائے اور سات دن تک جڑون مین ڈالا جائے، انشاء اللہ اس عمل سے درخت اپنی اصلی حالت پر لوٹ جائے گا اور ہرا بھرا ہو جائے گا،

طامین ہے کہ کھجور کے پھل جب کمزور اور پتلے ہونے لگین تو اس کا علاج یہ ہے کہ گلاب کا سفوف پھلون پر کافی مقدار مین چھڑک دین، پھر درخت کو زور سے حرکت دین تاکہ غبار زمین پر گر پڑے، یہ اس وقت کرین جب کہ درخت کے حاملہ ہونے کا وقت قریب ہو، اگر گلاب اتنا نہ مل سکے تو ریحان کی پتیون کا سفوف بنا کر یہی عمل کرین، یہ ایک خاص علاج ہے، اور اگر کھجور اپنے وقت پر نہ پکے بلکہ گدر رکے رہ جائے تو اترج کی پتیون اور اس کی شاخون کا گٹھا بنالین، پھر اس کو بیمار درخت کے قلب مین ٹھونس دین،

حاج غرناطی کی کتاب مین ہے کہ درخت گلاب جب ضعیف ہو جائے، اور اسکی شاخین سفید ہو جائین تو یہ اس کے لیے بہتر نہین ہے، اس کے بعد وہ بہت

کم دن ٹھہر سکے گا، اس کا کامیاب علاج یہ ہے کہ جنوری کے مہینہ مین درخت کو اکھاڑ ڈالین اور زمین کو برابر کر دین، اس کے بعد اس جگہ کو اسی حالت پر چھوڑ دین، کوئی دوسری چیز نہ بوئین، اپریل کے مہینہ مین بقیہ جڑون سے دوسرا درختِ گلاب نمودار ہو گا، جو بہت زیادہ شاداب ہو گا، مئی کے مہینہ مین جب درخت اچھی طرح باہر نکل آئے تو اسکی جڑ مین کسی لوہے سے آہستہ آہستہ گہرے نقوش پیدا کر دین اور اس کی گھاس کو جو جڑون مین نکل آئی ہو نوچ ڈالین، اس کے بعد اٹھارہ دن تک اسی حالت مین چھوڑ دین پھر مٹی ڈالین اور پانی سے سیراب کرین، اس سے اس مین جلد پھول آئین گے، اگر گلاب کسی دوسرے درخت کے ساتھ مضاعف ہو تو اس مین اسی سال پھل آ جائین گے، نصف مئی سے تردیس کی ابتدا ہو گی اور تردیس کے ساتھ ہی پتے آنے لگین گے،

اس مرض کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اگر گلاب ایسے مقام پر ہو جہان نہ کوئی دوسری زراعت ہو اور نہ کوئی دوسرا درخت ہو تو اس کو خوب خشک کر ڈالا جائے یعنی پانی وغیرہ نہ دیا جائے، جب پورا درخت بالکل سوکھ جائے اور لاغر ہو جائے تو اکتوبر کے مہینہ مین اس پر آگ ڈال دیجائے، جب یہ جل جائے تو اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور بارش کے پانی سے سیراب ہونے کا موقع دیا جائے، انشاء اللہ اوّل ربیع مین پھول نکل آئین گے۔

آلو بخارا جس کو عیون البقر بھی کہتے ہین، اس کے درخت مین اگر ورم پیدا ہو جائے یا متعدد زخم ہو جائین تو جنوری کے مہینہ مین اس مین انسان کا غلیظ ڈالا جائے، اس سے اصلاح ہو جائیگی، اور درخت مین نرمی پیدا ہو جائے گی، اور اگر تم اسکے

پھلون مین شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین ایک سوراخ بناؤ اور درد (ا) کی ایک لکڑی سوراخ مین ڈال دو اور پھر جڑ مین مٹی ڈال دو، یہ عمل تپیون کے آنے کے بعد کیا جائے، اگر آلو بخارا کے پھل مین کیڑے لگ جائین تو جڑ کو شراب انگوری اور سرکہ کی تلچھٹ سے سیراب کرین اور اگر پھل مین کنکریون کی طرح کوئی چیز پیدا ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی اچھی طرح صاف کر دین اور اس مین جو کنکر اور پتھر ہون ان کو نکال کر پھینک دین اور پھر اس کے قریب شفتالو کا درخت لگا دین، اور اگر پھل مین صلابت آجائے تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین باہر کی مٹی بھر دین اس سے فائدہ ہوگا،

موز کی جڑ مین اگر کوئی مرض لاحق ہو تو اس مین شراب انگوری کی تلچھٹ ڈالدین اور مٹی سے اس کو ڈھک دین، انشاء اللہ کیڑون سے بھی درخت محفوظ ہو جائیگا، اور مٹھاس بھی زیادہ ہو جائے گی،

ق اور ان کے علاوہ کی رائے ہے کہ جب موز کے پھل چھوٹے ہونے لگین تو غور کرنا چاہیئے کہ مرض کیونکر پیدا ہوا اگر کثرت بار کی وجہ سے ہو تو پختگی سے قبل کچے پھلون کو تھوڑا کاٹ ڈالین تاکہ بوجھ ہلکا ہو جائے اور بقیہ پھل اچھی طرح بڑھ سکین، اور اگر یہ بات کسی دوسری بیماری کی وجہ سے ہو تو جڑ کو آہستہ سے کھول دین اور تنے کے قریب تقریباً تین بالشت کا گڈھا رکھین اور اس مین چھوٹے چھوٹے پتھر بھر دین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس کے بعد ایک مہینہ تک ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کرین اس سے پھل بڑھین گے، اور شفتالو کی جڑ مین سوراخ کر کے اس کا گوند نکالڈالین اور اس مین عوسج کی لکڑی

ٹھونس دین اس سے اسکی گٹھلی چھوٹی ہو جائے گی، اخروٹ کی تلخی کو اگر شیرینی سے بدلنا چاہتے ہو تو اسکی جڑ مین زمین کے اوپر ایک مربع سوراخ کر دو، انشاء اللہ اس سے تلخی دفع ہو جائے گی، اور بادام کے پتون یا پھلون مین اگر زردی آجائے تو اس کا اور دیگر امراض لاحقہ کا بڑا علاج یہ ہے کہ جڑون مین گرم پانی ڈالین اور شاخون پر چھڑکین پھر جڑ کو خون سے سیراب کرین خواہ کسی جانور کا خون ملے لیکن اونٹ کا خون زیادہ نفع بخش ہے اور اگر خون اور گرم پانی کو مخلوط کر کے سیراب کرین تو اور زیادہ فائدہ مند ہوگا بعض نے یہ کہا ہے کہ پھل آنے کے بعد بادام کی جڑ مین ایک تیز لوہے سے آر پار سوراخ کرین، اور اس لوہے کو جڑ ہی مین رہنے دین اس سے بادام کے اوپر کا چھلکا باریک ہو جائے گا اور اس کے توڑنے مین سہولت ہوگی

خ مین تفریع یعنی پتون کے جھڑنے اور ان کی زردی کا علاج اس طرح لکھا ہے کہ جسوقت پتے جھڑنا شروع ہون اس وقت جڑ مین ایک عمیق گڈھا کھود دین اور اس کو پانی سے خوب سیراب کرین اور اگلے سال اسکی تعمیر کر دین، کبھی یہ مرض شاخون کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے، اگر ایسا ہو تو بعض شاخون کو چھانٹ ڈالین، خصوصاً ان شاخون کو جن کی پتیان زرد ہو گئی ہون، اور اگر یہ پانی کی کثرت کی بنا پر ہو تو اس کا علاج بالضد کرنا چاہیئے یعنی سیرابی موقوف کر کے جڑون مین نئی خشک مٹی ڈالی جائے، کتاب (ح) مین اولہ، برف، سرد ہوا اور یرقان کے علاج کے متعلق لکھا ہے کہ ان چیزون سے درخت کو سخت نقصان پہنچتا ہے اس لیے جس وقت کسی حصہ کو سرد ہوا

(ا) شاید کہ یہان پر عبارت ناقص ہو صرف سوراخ کرنے سے شیرینی کا پیدا ہونا صحیح نہین معلوم ہوتا ۱۲ مترجم

لگ جائے یا اولہ پڑے تو فوڑا اسکو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور تعمیر کر کے کھاد سے
بھر دینا چاہیئے، پھر گرم پانی سے سیراب کر دین، انشاء اللہ اس طریقہ پر شفا ہو جائیگی،
لیکن یہ علاج جوان درختون کے لیے مخصوص ہے، اور اگر یہ مرض بڑے اور بوڑھے
درختون کو لاحق ہو تو ان کا وہ مقام قطع کرنا چاہیئے جو ابھی خشک نہ ہوا ہو، اور بہتر
تو یہ ہے کہ درخت کو ایک بالشت سطح زمین پر چھوڑ کر بقیہ کو کاٹ ڈالین اور اسکے
بعد اس پر برابر نگرانی کرین، انشاء اللہ یہ دوبارہ جوان ہو جائے گا،

بعض کا یہ قول ہے کہ باقلہ کے بھوسہ مین مٹی مخلوط کر کے اگر انگور کی جڑ
مین ڈالین تو یہ ٹھنڈی ہوا سے محفوظ ہو جائے گا، اگر اولہ سے انگور کے نقصان ہو جانے
کا خطرہ محسوس ہو تو جھاؤ کی لکڑیون کی راکھ آنکھون پر چھڑک دو، یہ اولون کے
ضرر سے محفوظ رکھے گی، اور انگور پر پانی جمنے نہ دیگی،

ق کا قول ہے کہ جانورون کا غلیظ خشک کر لیا جائے، اور انگور کے کھیت مین متعدد
مقامات پر ہوا کے رخ پر اس کا ڈھیر لگا دین، ماہ قمری کی جب چوتھی شب آئے
جس مین سردی بہت زیادہ پڑتی ہے اور یہ خطرہ ہو کہ اس ٹھنڈ سے انگور کو نقصان
پہنچے گا تو فوڑا ان ڈھیرون مین آگ سلگا دین تاکہ اس کا دھوان خوب پھیلے،
اس طریقہ پر درخت سردی کے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا، دوسرا طریقہ یہ ہے
کہ انگور کے کھیت مین باقلا کی کاشت کرین، جب پھل آ جائین تو ان کو کاٹ لین اور
جڑ اور شاخون کو اپنی حالت پر چھوڑ دین، اس سے انگور کا درخت سردی اور اولہ
کے ضرر سے بچ جائے گا، درخت انگور مین اس وقت تک کاٹ چھانٹ کا عمل نہ
کرین جبتک کہ وہ سردی سے محفوظ نظر نہ آئے، بعض نے یہ کہا کہ جانورون کے غلیظ

کا دھوان ٹڈیون کے بھگانے کے لیے بیحد مفید ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ انگور یا کسی اور زراعت پر جب تم کو مرض یرقان کے
پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو غار کی ایک شاخ کو وسط کھیت مین نصب کر دو، انشاء اللہ
یہ مرض نہ تو انگور کو لاحق ہوگا اور نہ دوسری زراعتون پر نازل ہوگا، بلکہ صرف غار
کی شاخ پر ہوگا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کبر یعنی کریل کی جڑون کو پانی مین بھگا کر
ان کا عرق نچوڑ لو اور پھر اس کو ان درختون پر ڈال دو جنکو یرقان ہو گیا ہے، انشاء اللہ
اس سے مرض جاتا رہے گا، اس مرض کے لیے بھی ایک دھونی مفید ہے، اسکا
طریقہ یہ ہے کہ بیل کی سینگھ کو بکری کی مینگنیون کے ساتھ جلائین اور دھوان اس
سمت مین کرین جس مین شمالی ہوا چل رہی ہو، یہ دھوان جب زراعت پر پھیلے گا،
تو اس سے یرقان کا مرض زائل ہو جائے گا،

کتاب ح مین لکھا ہے، کہ درختون مین جب کمزوری یا نمو مین توقف پیدا
ہو جاتا ہے، تو وہ ایک قسم کے عالم تحیر اور توقف مین رہتے ہین، اس کا علاج یہ ہے
کہ جڑ کی مٹی نکالکر ذرا دور ہٹا دین، اور اس کا خیال رکھین کہ تنہ یا جڑ کو لوہا نہ کاٹنے پائے
اور اس کی پتلی جڑون کو لوہے کے اس حصے یا کنگھی سے رگڑ ڈالین جسکی شکل آدمی کے
پنجہ کی سی ہو اور ان چھوٹے پودون کو بھی اکھاڑ ڈالین جو جڑ مین نکل آئے ہون، اسکے
بعد جڑون کو تین یا چار دن تک کھلا چھوڑ دین، اس کے بعد ان مین مٹی ڈالین اور
پھر پانی سے بار بار سیراب کرین، اس سے درخت اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئیگا،
لیکن اگر یہ خرابیان جڑون مین پانی کے عرصہ تک قیام کی وجہ سے ہون یا زمین
کی لاغری اور رقت کی بنا پر ہون یا ریتیلی اور پتھری زمین کی وجہ سے ہون تو ان

سبھون کا واحد علاج تمیر ہے، بار بار مٹی کو کھود کر بھیلادین تاکہ آفتاب اس کو پکادے
اور پھر اس کے مناسب کھاد مین مخلوط کر کے جڑون مین ڈال دین،

اگر انجیر مین کوئی مرض لاحق ہو تو کبوتر کی بیٹ کو میٹھے پانی مین گھولکر جڑ دن
مین ڈالدین، بعض یہ کہتے ہین کہ جڑ کھول کر اس مین بھیڑ و بکری کی مینگنیان ڈالدین
اور پھر پانی سے سیراب کرین، اس سے کیڑے بھی ہلاک ہو جائین گے، اور اگر انجیر
مین کیڑے پیدا ہو جائین تو جڑ کھول کر اس مین اولًا راکھ ڈالین پھر مٹی سے گڈھے
کو بھر دین، اور دوسرے فواکہ کی جڑ مین اگر کیڑے ہون تو ان مین بھی یہ عمل کرین
کہ جڑ مین گڈھا کھود دین اور حمام کی راکھ مین چھٹا حصہ نمک اور دو حصہ کھاد اور دو
حصہ سطح زمین کی اچھی مٹی ملا دین اور اس کو درخت کی بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے
دو سے چار ٹوکرون تک گڈھے مین ڈالین، اگر موسم گرما کا زمانہ ہو تو میٹھے پانی سے
سیراب کرین،

م کا قول ہے کہ اگر درخت کی جڑ اور عروق پر کبوتر کی بیٹ طلا، کر دین تو جب
تک یہ طلا نہ چھوٹے گی، اس وقت تک کیڑے سے درخت محفوظ رہے گا، دوسری
ترکیب یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین ایک غیر نافذ سوراخ کرین اور اس کو باریک
نمک سے پر کر دین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس سے تمام کیڑے مر جائین گے،
یہ عمل جنوری مین کیا جائے تو بہتر ہے،

ق کا قول ہے کہ سبز رنگ کا لانبا ایک کیڑا ہوتا ہے جس کا نام کلب ہے،
اور جو درخت کے ظاہری جسم کو نقصان پہنچاتا ہے اور دوسرا کیڑا درخت کے اندرونی
جسم کو کھا جاتا ہے، بلکہ بالکل خشک کر دیتا ہے، اگر تم ان دونون کیڑون سے درخت کو

محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو روغن قیر اور گندھک کو ملا کر اسکی دھونی دو، تمام کیڑے خواہ وہ
باہر ہون یا اندر ہلاک ہو جائین گے، انگور مین اگر انجیر کی لکڑیون کی راکھ ڈالین تو کلب
سے وہ محفوظ رہے گا،

خ مین ہے کہ درخت اور سبزیون مین جب کیڑے پیدا ہو جائین خواہ وہ
کھاد کی وجہ سے پیدا ہون یا سیاہ راکھ کی بنا پر جڑون مین نمودار ہون تو اس کا
علاج یہ ہے کہ جڑ کے ماحول مین ایک عمیق گڈھا کھود دین لیکن جڑ کو کٹنے سے محفوظ
رکھین اور حمام کی سیاہ راکھ کے ساتھ جس مین غلیظ وغیرہ جلایا گیا ہو تھوڑی کھاد
اور چھٹا حصہ نمک ملالین اور اوپر سے زمین کی خشک، باریک مٹی بھی ڈال دین،
پھر ان سب کو گڈھے مین رکھدین اور جڑون کو کچھ دن ہوا مین کھلی رہنے دین، دھونی
سے بھی کیڑے خواہ درخت مین ہون یا ترکاریون مین، بھاگ جاتے ہین، قیر
اور گندھک کے دھوان سے ان کو سخت نفرت ہے، ترکاریون اور سبزیون
مین بھی حمام کی سیاہ راکھ کیڑون کے لیے مہلک ہوگی، اس کو ڈال کر پانی سے سیراب
کرین تو سب کیڑے مر جائین گے، اور اگر زراعت سے قبل ہی سیاہ راکھ اور
پرانی کھاد کھیت یا تھالون مین ڈالین اور پانی سے سیراب کرین تو کیڑے پیدا
ہی نہ ہون گے،

گوبھی کو بھی بہت سی آفتین لگ جاتی ہین، ط مین ہے کہ گوبھی کے بونے
اور اس کے منتقل کرنے کے بعد پھلون مین بعض کیڑے پیدا ہو جاتے ہین، مثلاً
مچھر، پسو، گرگٹ، اور جوئین پڑ جاتی ہین، جوئین اور مچھر کا علاج تو یہ ہے کہ شراب
اور گندھک کی دھونی دین، اس طرح پر کہ انگیٹھی وسط مین رکھین اور دھوان کو

پھیلنے دین، اس سے کیڑے مرجائین گے، یا سرکہ مین گندھک اور انزروت
(لائی)کو حل کردین اور پھر اسی کو گوبھی کی جڑ مین چھڑک دین، اس سے مچھر اور پسّو
دونون بھاگ جائین گے، جس مقام پر خشک گوبر یا شراب کی تلچھٹ کی دھونی
دیجائے گی، پسو اور مچھر وہان سے بھی فرار ہوجائینگے، اگرگٹ اور بڑے کیڑون کے
دفعیہ کے لیے روغنِ زیتون کی تلچھٹ کو گائے کے پتہ مین ملاکر گوبھی کی جڑ مین ڈالدین
اس سے نہ صرف گرگٹ ہلاک ہوگی بلکہ بڑے اور چھوٹے سانپ بھی رخصت ہوجائینگے
ط مین ہے کہ لوکی مین ایک مرض پیدا ہوجاتا ہے جس کو قمد کہتے ہین، اس سے
اسکی نشوونما رک جاتی ہے، اور پتیان ٹھٹھر جاتی ہین، پھل بہت چھوٹے ہوجاتے
ہین، یہ مرض لوکی مین بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے، اس کا اور دوسرے امراض کا علاج
یہی ہے کہ جڑ مین گرم کھولتا ہوا پانی ڈالین، اس سے مسامات کھل جائین گے،
کلب اور دوسرے کیڑون کے بھاگنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگور کی لکڑیون
کی راکھ کو پانی مین بھگا ڈالین، پھر اس پانی کو ہر روز جڑون مین چھڑکین، انشاءاللہ
درخت تمام کیڑون سے محفوظ ہوجائے گا، ق نے لکھا ہے کہ ذبا جس کو چھوٹی ٹڈی
کہتے ہین اور دوسرے ارضی کیڑون کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کھیت مین تین سمتون
پر رائی بو دین، اسکی بو سے تمام کیڑے ہلاک ہوجائین گے، مچھر اور پسّو، خواہ درخت
کے پھلون مین ہون یا ترکاریون مین ہون، ان کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ
شوکران[1] (فارسی مین واؤس کہتے ہین) کو پانی مین بھگا ڈالین اور ایک دن اور
ایک رات اسی مین چھوڑ دین پھر اس مین تیز سرکہ ملا دین اور اسی کو جب اُن کی

[1] ایک نسخہ مین سوکران بھی ہے سوکران سیاہ موصلی کو کہتے ہین،

آمد کا خطرہ ہو درخت پر چھڑک دین، اس سے سب مرجائین گے، خ مین ہے کہ ترکاریون
مین اگر لاغری اور کمزوری آجائے تو ان مین کھرپا یا درانتی سے بھی ہلکے اور باریک
آلہ سے نقش کردین لیکن جڑ بالکل محفوظ رہے اور زمین سے جو بخارات نکلتے ہین وہ
بند نہ ہوجائین پھر ان کو صاف پانی سے سیراب کرین، انشاءاللہ کمزوری جاتی رہیگی،
خ مین ہے کہ انجیر کو چیونٹیون سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنے
کو کسی پتھر سے چارون طرف کھرچ دو، کم سے کم ایک بالشت اچھی طرح رگڑ دو،
یہان تک کہ پانی اندر سے نکل جائے پھر گیرد کو پانی مین محلول کرکے اوپر اور نیچے
لگا دو، انشاءاللہ چیونٹی قریب بھی نہ آئے گی، یا روغنِ کاتران کو پسے ہوئے گوبر
مین مخلوط کرکے درخت کے تنے پر لگا دین، اس سے بھی چیونٹیان اوپر نہ چڑھینگی،
اور اگر یہی لیپ کٹی ہوئی شاخ یا زخمی درخت پر لگا دین تو زخم مندمل ہوجائے گا،
بعض نے یہ کہا ہے کہ جس جگہ پر چیونٹیون کی کثرت ہو وہان اگر حنظل کی جڑ جلائی جائے
تو سب ہلاک ہوجائینگی، ق نے کہا کہ چیونٹی، ٹڈی، اور بچھو مین سے جو بھی درخت کو
اذیت پہنچائے، ان مین سے بعض کو پکڑ کے جلا ڈالین تو بقیہ بھاگ جائین گے، اسی
طرح حنظل کی جڑ کے دھوین سے چیونٹیان ہلاک ہوجائین گی، گندھک اور پودینہ
کا سفوف چیونٹی بھر، اور مکھی کے سوراخون پر چھڑک دین تو یہ سب بھاگ جائین گے
ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ بعض درخت کے پتون مین پسّو پیدا ہوجاتے
ہین خصوصاً حب الملوک اور شفتالو، وغیرہ مین بکثرت ہوتے ہین، ان کے پیدا ہونے
کی دو وجہ ہے، ایک یہ کہ چھوٹی چیونٹیان، جنہین تھوڑی بدبو ہوتی ہے، شفتالو وغیرہ
مین بہت زیادہ تعداد مین ہوتی ہین جو جراثیم آنکھون کو خراب کردیتی ہین اور آنکھون سے

شہد کی طرح لیسدار چیز جاری ہوجاتی ہے جسمین کوئی شیرینی نہین ہوتی ہے، یہ جب زیادہ ہوجاتی ہے تو یہ چیونٹیان اور بسواس پر جمپٹ جاتے ہین اور درخت کو خراب کردیتے ہین، دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ درخت مین بکثرت کھاد پڑجانے کی وجہ سے درخت کے پتون مین انقباضی شکل پیدا ہوجاتی ہے، کیونکہ کھاد کی گرمی اور آفتاب کی گرمی دونون ملکر درخت کو اعتدالی حالت سے ہٹادیگی اور انقباضی شکل پیدا کردیگی، جیساکہ بال ابتدا جب آگ کے قریب کیا جاتا ہے تو منقبض ہوجاتا ہے، اس وقت بھی چیونٹیان وغیرہ ظاہر ہوتی ہین، ان کا علاج یہ ہے کہ قیر یا کھریا مٹی کا ایک تھالہ درخت کی جڑ مین اس طرح بنائین کہ درخت کا تنہ اس کے درمیان واقع ہو اور درخت کے اردگرد پانی بھردین، چیونٹیان جب اس پانی تک پہنچین گی تو وہین رہ جائین گی آگے نہ بڑھ سکین گی، اور مترددرہینگی، پس ورشان (ایک قسم کی فاختہ ہے) کی ہڈیان جڑ کے متصل رکھدین، سب چیونٹیان اس سے لپٹ جائین گی، پھر اس ہڈی کو زور سے باہر پھینک دین، اس طرح بارہا عمل کرین، یہان تک کہ سب چیونٹیان صاف ہوجائین گی جو چیونٹیان کہ شاخون پر چڑھ چکی ہین ان سے تغافل نہین برتنا چاہیئے، افسنتین (جس کو ہندی مین نسانہ کہتے ہین) کو پانی مین بھگا ڈالین اور ایک دن اور ایک رات اس کو چھوڑدین، اس کے بعد اس پانی کو شاخون پر چھڑکین، تمام چیونٹیان فنا ہوجائین گی، اور درخت کو ان سے نجات مل جائیگی، درخت مین یہ تقبض جس کا ذکر اوپر ہوا، اگر کھاد کی حرارت کی وجہ سے ہو یا سیاہ زمین ہونے کی وجہ سے ہو تو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیئے کہ درخت کی جڑ سے مٹی ہٹاکر اس کو کھول دین اور اس مین

بکی ہوئی سرخ مٹی کے ٹکڑے ڈالین اور پختہ ٹھیکریان اور سنگریزے ڈالین اس سے خاص فائدہ پہنچیگا، اس کے بعد ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ اس طرح یہ خرابی دفع ہوجائے گی، یا یہ کرین کہ جب تقبض شروع ہو تو جڑ مین پتھر لگادین۔ لازمین ہے کہ چیونٹیون کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس ظرف کو جسمین شہد یا اس قسم کی چیز ہو جسکو چیونٹیون سے رغبت ہو مینڈھے کے اون سے ڈھک دین یا برتن کے چارون طرف اس قسم کا اون رکھدین تو چیونٹی قریب بھی نہ جائے گی،

سوساد کا قول ہے کہ مقناطیس کا ٹکڑا اگر چیونٹی کے سوراخ پر رکھدیا جائے تو وہ اندر سے کبھی نہ نکلین گی بلکہ زمین کے اندر چلی جائینگی، گیہون کے میدان مین اگر یہ بوہا رکھدیا جائے تو وہان بھی اس کے قریب یہ نہ جاسکین گی، اسی طرح مردہ چمگادڑ کے قریب بھی نہ جائین گی،

انتیسوین اور تیسوین باب مین اس بیان پر کافی بحث کیگئی، خصوصاً ترکاریون کے علاج کے متعلق بہت زیادہ معلومات ہین، عام درختون کے زخم کا علاج ایک یہ بھی ہے کہ زفت (صنوبر کے گوند کو کہتے ہین) اور نطرون (بورۂ ارمنی) کو ملاکر مجروح حصہ پر لیپ کردین، انشاء اللہ زخم اچھا ہوجائے گا،

باب پانزدہم

بعض عجیب اور غریب ترکیبون کا بیان مثلاً خوشبو، مٹھاس یا ادویہ مسہلہ کا درخت
یا سبزی مین داخل کرنے کا طریقہ اور فواکہ کے شیرین کرنے کی ترکیب، ان کے
علاوہ قلمی اور تخمی درختون مین تطعیم کی خاص نادر ترکیبین یہ سب ابن حجاج کی
کتاب سے ماخوذ ہے،

غ کا قول ہے کہ پھلدار درختون مین خواہ انگور ہو یا کوئی سا درخت ہو اکتوبر کے
مہینہ مین جب کہ پانی درخت کے علوی حصہ سے جڑون مین اترتا ہے یہ عمل کیا جائے
اس کا وقت پتون کے جھڑنے کی ابتدا اور انتہا رسے معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح
درخت کا مادہ جب نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے تو نئی پتیان اور پھول نکلنے لگتے
ہین، اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جڑ مین جسکو تم پسند کرو زمین کے اندر ہی شگاف
کردو جو مغز تک پہنچ جائے، اور اس سے قبل خوشبو یا شیرینی یا مغزیات مثلاً مغز
بادام وغیرہ یا ادویہ مسہلہ یا تریاق جس کو تم درخت مین داخل کرنا چاہتے ہو تیار کرلو
اس طرح پر مشک بڑے درخت کے لیے ایک درہم کافور ایک درہم اور لونگ
پانچ درہم اور اسہال لانے والی دوا نو درہم جو تین گھونٹ کے برابر ہو اسی طرح
اور دوسری چیزین جس کو تم داخل کرنا چاہتے ہو لو اور ان سب کو خوب باریک
پیس ڈالو، ان مین سفید پھٹکری بھی تمام چیزون سے تین گونی مقدار مین پیسکر ڈالو

اور سب کو ایک صاف ستھرے کھرل مین رکھو اور تیر کو بھی پھٹکری کی مقدار کے برابر
آگ پر گرم کرو، اور ٹھنڈا کر کے ان دواؤن مین ڈالو، کیونکہ گرمی سے مشک خراب
ہو جائے گا، البتہ اس روغن کو جمنے سے بچانے کی ایک ترکیب یہ ہے کہ کھرل
کو تھوڑی دیر دھوپ مین رکھکر معمولی حرارت پہنچا دین کیونکہ زیادہ حرارت سے
مشک کے خراب ہونے کا خطرہ ہے، پھر ان سب کو کھرل مین خوب حل کر دیا جائے
یہان تک کہ سب ایک ہو جائین، اس کے بعد سب کی ایک بتی بنا لی جائے اور
یہی بتی اس شق مین جو مغز مین کیا گیا ہے داخل کر دی جائے اور اسی درخت کے
مضبوط پوست سے اس مقام کو اچھی طرح باندھ دیا جائے اور اوپر سے سرخ لیسدار
مٹی جس مین بال مخلوط کر دیے جائین، لیپ کی طرح لگا دیجائے، اس طرح پر درخت
مین تعطر پیدا ہو جائے گا اور اگر خوشبو کے عوض ادویہ مسہلہ یا شیرینی کو داخل کرو تو اس
سے درخت کے پھلون مین قوت آجائے گی اور مٹھاس کا اضافہ ہوگا، بہر حال پھٹکری
اور تیر کے ساتھ جونسی دوا چاہو درخت مین داخل کر سکتے ہو لیکن یہ عمل اس وقت
کسی طرح جائز نہین جبکہ درخت کا مادہ یعنی پانی جڑون سے شاخون مین اوپر کی
طرف چڑھ رہا ہو الیسا ربیع یعنی مارچ کے مہینہ مین ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت اس
شق سے پانی باہر جاری ہوگا اور اسی کے ساتھ جو دوا داخل کیگئی ہے وہ بھی نکل جائیگی؛
اس لیے اس عمل کو اکتوبر اور نومبر کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، جبتک ربیع کا مہینہ آئیگا
اس وقت تک یہ شق بھر جائے گا، اور پانی نکلنے کا کوئی منفذ باقی نہین رہیگا،
اکتوبر اور نومبر ہی کے مہینہ مین درخت کا مادہ اوپر سے نیچے آتا ہے، اس وقت
اس قسم کی دوا داخل کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ مادہ ان ادویات کو جڑ کی ہر رگ

پے مین پہنچا دیگا، پھر جب یہ درخت کے علوی حصّہ کی طرف صعود کرے گا تو ان ادویات کا اثر بھی اس کے ساتھ اُپر کے حصہ مین پہنچ جائے گا، جب پھول اور پھل نمودار ہون گے تو ان مین خوشبو، مٹھاس اور دوسری چیزون کا اثر معلوم ہوگا اور اگر یہ عمل پھول اور پھل نکلنے کے بعد کیا جائے تو بھی کچھ نہ کچھ اثر ہوگا،

ان ادویہ کو شاخون اور ترکاریون مین بھی داخل کرتے ہین لیکن ادن کی خوراک بڑے درختون سے کم ہوتی ہے، اسلیے دوا کی مقدار کم رکھی جائے، ن غ کا قول ہے کہ نومبر کے مہینہ مین شاخ کے اس حصہ کے وسط مین جو گڈھے مین رکھا جائے ایک غیر نافذ سوراخ کرو اور اس شق کو کھولکر کسی نازک آلہ سے اندر کا مغز نکال لو جو بالکل روئی یا اون کی طرح نرم ہوگا اور اسکی جگہ پر دوا کی بتی داخل کردو، داخل کرتے وقت شق کو آلہ سے کھول دو، جب داخل کر چکو تو اس کو بند کردو اور کھجور یا کسی دوسری چیز کی رسی سے پورے شق کو باندھ دو اور سرخ لیسدار مٹی مین بال مخلوط کرکے اس مقام پر لگا دو اور اوپر سے کتان کا ایک ٹکڑا لپیٹ دو اور اس شاخ کو ہانڈی یا بڑے کوزے مین اس طرح داخل کرو کہ بندش کا مقام وسطِ ظرف مین پڑے اور ظرف کے نیچے ایک سوراخ کردو اور شاخ رکھنے کے بعد اوپر سے خشک سفید مٹی سے کوزے یا کونڈے کو بھر دو، اس کے بعد زمین مین انگور کی طرح گڈھا کھود کر اس شاخ کو کوزہ سمیت وسط مین رکھدو اور چارون طرف سے مٹی سے گڈھا بھر دو اور پانی سے بقدر ضرورت سیراب کرو، جب اس مین پھل آئین گے تو وہ خوشبو جو اس شاخ مین داخل کیگئی ہے، پھلون مین آجائے گی، یہی عمل ان پودون مین ہو سکتا ہے جو منتقل کرکے لگائے

جاتے ہین،

انگور مین جب خوشبو یا شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو یا اس کو تجبیب یا تریاق بنانا چاہتے ہو یا اور دوسرے شیرین پھلون کا ذائقہ پیدا کرنا چاہتے ہو تو انگور کی ایک پھلدار شاخ کو خواہ وہ کسی رنگ وروپ کی ہو انتخاب کرو اور اس مین باریک طویل شق بناؤ، یا تو اتنا بڑا بناؤ جتنا کہ شاخ کا حصّہ زمین کے اندر رہے گا یا ایک بالشت لانبا بناؤ، بعض نے تو یہ کہا ہے کہ شاخ کو وسط سے اخیر تک پھاڑ ڈالین اور دو حصون پر منقسم کردین اور گرہون کو بچا کر شاخ کے اندر کا مغز آہستہ سے بالکل نکال ڈالین اور ان کی جگہ پر میٹھی چیزون مین سے کوئی چیز داخل کردین، مثلاً شکر، شہد یا سفوف مغز بادام، یا ادویہ مسہلہ مین سے تمرہندی یا سقمونیا، یا مصبّر، داخل کردین یا عطریات مین سے مشک، کافور، لونگ یا بان[1] (جس کو ہندی مین بکائن کہتے ہین) سے دونون حصّون کو بھردین اور دونون کو ملا کر متعدد جگہ کھجور کی رسی سے باندھ دین اور گائے کے تازہ گوبر سے اچھی طرح لیپ کردین، ق کا قول ہے کہ باندھنے کے بعد مٹی اور چوپایون کے غلیظ کو بیس کرکے لگا دین، پھر اس شاخ کو جہان چاہو تم لگا دو اور پانی سے سیراب کرو، اس کے بعد تعمیر اور آب پاشی کا اس وقت تک خیال رکھو جب تک کہ درخت بڑھ نہ جائے، اس شاخ مین جو چیز تم نے ڈالی ہے انشاءاللہ اسی کا ذائقہ پیدا ہوگا،

میرے نزدیک اس ترکیب مین اور اس سے قبل کی ترکیب مین تھوڑا

[1] اصل کتاب مین بان کا لفظ ہے جسکے معنی لکھدیئے گئے ہین لیکن بہت ممکن ہے کہ لبان سے یہ لفظ تصحیف ہوگیا ہو، (مترجم)

ہی فرق ہے، صرف اس مین خوشبو اور دیگر ادویات کو قیر کے ساتھ مخلوط کرکے ڈالنے کی صورت نہین بتائی گئی جیساکہ اوّل مین ذکر کیا گیا، اسی طرح پہلی ترکیب مین شاخ کو کونڈون مین رکھکر زمین مین رکھنے کی تدبیر بتائی گئی ہے، اس مین یہ نہین بتایا گیا، اس بنا پر مین پہلی ترکیب کو زیادہ پسند کرتا ہون،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انگور کی شاخ کو صرف شق کرکے لگا دیا جائے اور اسمین مذکورۂ بالا ادویہ نہ دیئے جائین تو بیدانہ انگور پیدا ہون گے،

خ کا قول ہے کہ مین نے اس کا بارہا تجربہ کیا تو بالکل درست پایا، اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب تم ایسا چاہو تو وہ شاخ جو زمین کے اندر ہو اس کو شق کرکے دو حصون پر کر دو اور اندر کا مغز بہت آہستہ سے کان کھودنے والی سلائی سے نکال ڈالو، اور اس کا خیال رکھو کہ شاخ کے اندرونی حصہ پر کوئی زخم نہ لگنے پائے اور نہ خراش پیدا ہو، پھر ان دونون کو کھجور کی رسی سے باندھکر معتدل گڑھے مین لگا دین اور ہر آٹھوین دن رب العنب[1] یا شیرۂ انگور پانی مین ملا کر جڑ مین ٹپکائین، یہانتک کہ درخت بڑھ جائے انشاء اللہ اس سے بیدانہ پھل ہون گے، پہلی ترکیب مین رب یا شیرہ ڈالنے کا ذکر نہین ہے،

گلاب کے پھول مین زردی یا لاجوردی رنگ پیدا کرنے کی ترکیب

غ کا قول ہے کہ دسمبر کے مہینہ مین گلاب کی جڑ کے سیاہ پوست کو دور تک شق کر دین لیکن جڑ سے بالکل الگ نہ کرین، شق کرنے کے بعد چاقو یا کسی دوسرے باریک لوہے سے اس پوست کو ہر طرف سے اٹھا دین، مگر اس کی پوری احتیاط

[1] دیکھو حل لغات ۱۲،

کرین کہ علوی یا سفلی جلد جڑ سے بالکل جدا نہ ہو جائے اور درخت کا تناعلی حالہ قائم رہے اس مین بھی جنبش نہ آنے پائے، اس کے بعد نہایت خوشبودار زعفران کو کہرل مین اچھی طرح حل کرکے اس مشقوق پوست اور جڑ کے فرجون مین اچھی طرح لگا دین اور اوپر سے کتان کا ایک ٹکڑہ باندھ دین، پھر تر مٹی سے ڈھک دین اور خشک خاک ڈال کر چھوڑ دین، اب جب پھول آئین گے تو وہ زرد رنگ کے ہونگے،

غ کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا، نہایت خوشنما پھول نکلتے ہین، اور اگر تم لاجوردی رنگ کا پھول چاہو تو زعفران کی جگہ پر فاتح یعنی خوشبودار نیل کو پیکر لگا دو اس سے پھول نہایت عمدہ لاجوردی رنگ کے ہون گے،

خ کا قول ہے کہ دمشق کے باشندے نے مجھ کو خبر دی کہ اس نے اس نیل کو پانی مین حل کرکے گلاب کی جڑ مین اوائلِ اکتوبر مین ڈال دیا، اس سے بھی پھول نیلے رنگ کے نکلے، غ کہتا ہے کہ یہ میرے نزدیک ایک فعل عبث ہے، خ کا قول ہے کہ لتیرودم[1] کو پانی مین اچھی طرح جوش دیدو اور اس سے دو چار مرتبہ سیراب کردو اس سے بھی انشاء اللہ پھول زرد رنگ کے نکلین گے،

گلاب مین خلاف موسم پھول لانے کی ترکیب

جب تم چاہو کہ گلاب موسمِ خریف ہی مین گل لائے تو اس کو پورے موسم گرما مین پیاسا رکھو یعنی پانی سے سیراب نہ کرو، اگست کا مہینہ جب شروع ہو تو اس کو سیراب کرنا شروع کرو، بار بار آب پاشی کرتے رہو یہان تک کہ کلیان نمودار ہو جائین، اس طرح پر انشاء اللہ اکتوبر ہی مین پھول نکل آئین گے، اور ربیع

[1] اصل کتاب مین لیرون ہے لیکن یہ لفظ صحیح نہین ہے غالباً لتیرودم یا تیرون ہوگا، یہ دونون پھول ہین ۱۲ مترجم

مین بھی جس طرح پھول پہلے آتے تھے اسی طرح آئین گے،

ایک دوسری ترکیب

غ کہتا ہے کہ گلاب کے اوپر کا حصہ جب گرمی کی شدت سے اکتوبر کے مہینہ تک جل جائے تو اس کو آٹھ دن تک متواتر پانی سے سیراب کرتے رہین پھر چار دن ناغہ کرکے دوبارہ سیراب کرین، اسی طرح پانچ مرتبہ ایسا ہی عمل کرین، انشاءاللہ متواتر آب پاشی سے کلیان نکل آئین گی اور خریف ہی مین پھول کھلجائینگے اور موسم ربیع مین بھی کوئی کمی نہ پیدا ہوگی،

ایک اور ترکیب

غ کہتا ہے کہ جو شخص سال مین بلا کسی تعین وقت کے گلاب کے پھول کا خواہشمند ہو تو مئی کے مہینہ مین جبکہ گلاب کے پھول نکل آئے ہون اور ان کے اطراف مین سرخی بھی آگئی ہو اسکی شاخون کو جھکا دے اور پھولون پر مٹی کے نئے چھوٹے کوزے اوندھا رکھدے، اور اوپر سے پتھر کا بوجھ دیکر کوزہ کو اچھی طرح منطبق کردے، لیکن اس کا خیال رہے کہ کثرت بوجھ سے گلاب کی شاخون کا سرا زمین سے نہ لگ جائے، اس سے شاخ مین کجی پیدا ہوجائے گی اور ہمیشہ کے لیے خراب ہوجائے گی، پھر جب تم کو گلاب کے پھول کی ضرورت ہو تو ان کوزون کو ہٹالو اور شاخون کو اونچا کردو تاکہ اچھی طرح ہوا لگ سکے پھر پھولون کو چن لو،

ایک دوسری ترکیب،

غ کہتا ہے کہ جب گلاب مین پھول آجائین تو وہ اس شاخ کے سمیت

کاٹ لیے جائین جو پھول کے قریب ہوتی ہے اور ایک نئے کوزے مین جس مین تیلی کھاد بناکر رکھی ہو ڈبو دین، پہلے ان شاخون کو جنکو عراجین کہتے ہین رقیق روغن قیر مین ترکرین اور اُن کوزون مین ڈالدین، اس کے بعد ان کو خاک مین دفن کردین، جب پھول کی ضرورت ہو تو اس کو شاخ سے الگ کرکے ایک گھڑی پانی مین دھوپ کے سامنے رکھین، اسی وقت یہ پھول کھلجائے گا،

ایک اور ترکیب

جو شخص خریف یا اور دوسرے موسم مین گلاب کا پھول چاہتا ہے، اسکو چاہیئے کہ اگست اور ستمبر کے مہینہ تک گلاب کو پانی سے نہ سیراب کرے، پھر جب پھول کی ضرورت ہو تو اس کو بار بار پانی سے سیراب کرے یہانتک کہ پھول نکل جائین،

اسی قسم کی ترکیب سیب کیلئے،

جب تم بے وقت تازہ سیب چاہو تو اس کو بھی پورے گرما مین پیاسا رکھو اور پانی سے محروم رکھو، ابتداء اگست سے اس مین پانی ڈالنا شروع کرو، گلاب کی طرح اس مین بھی متواتر پانی ڈالو، انشاءاللہ بکثرت آب پاشی کے بعد نئے سیب کے پھل آجائین گے،

سیب کے لئے ایک نئی ترکیب

جب تم چاہو کہ سیب کے پھل مین کوئی تصویر یا کوئی نقش آجائے تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ جب پھل اپنی پوری شکل مین آجائین لیکن ابھی سرخی نہ آئی ہو تو ان پر جو چاہو لکھدو، یا کوئی تصویر بنادو، سیاہی خواہ لکھنے کی ہو یا آدن کی ہو یا کاغذ کو پانی مین محلول کرکے بنائی ہو، یا پتلے قیر یا چونے کو سیاہی کی جگہ پر استعمال

کرین، غرضکہ ان مین سے کسی سیاہی سے بھی موٹے قلم سے لکھدو یا تصویر بنادو اور اس کے بعد پھل کو ڈھک دو، تاکہ پانی یا شبنم یا پتون کی رگڑ اس نقش کو مٹا نہ سکے اس کے بعد کچھ دن اسی حالت پر چھوڑ دو، یہانتک کہ پھل مین سرخی آنے لگے جب یہ حالت ہو تو حروف یا نقش کو ہاتھ سے برابر کردو یا پانی سے دھو دو، انشاءاللہ تمام پھل تو سرخ نظر آئین گے لیکن نقش کی جگہ پر سفید حروف نکل آئین گے،

سفرجل، اترج، امرود، انگور، کدو، کھیرا اور ککڑی مین بھی اس قسم کا عمل کرتے ہین، جس سے ان مین بھی شکلین پیدا ہو جاتی ہین، پھلون کو جب ابتدائی شکل مین ہوتے ہین، کسی نرم قالب مین داخل کردو، پس جس قسم کا قالب ہوگا اسی شکل کا پھل ہوگا، اگر اس مین کسی حیوان کی صورت بنی ہوگی تو وہی صورت پھل مین منعکس ہو جائے گی اور اگر کچھ لکھا ہوگا تو وہ بھی ابھر آئے گا، خصوصاً اترج مین یہ عمل خصوصیت سے کیا جاتا ہے، ق کا قول ہے کہ اترج کے پھل کو اس سے قبل کہ وہ اچھی طرح تیار ہو کسی شیشہ یا مٹی کے ظرف مین داخل کردو، اس ظرف مین ایسے شقوق ہون کہ جس سے ہوا پھلون تک پہنچ سکے، اس طرح پر ہر پھل کو ایک ظرف مین داخل کردو اور ان ظروف کے نیچے ایک لکڑی باندھ دو تاکہ یہ ظروف ان لکڑیون پر ٹکے رہین، اب جب اترج کے پھل نکالے جائین گے تو وہ ان ظروف کے بالکل برابر ہون گے اور ان کا نقش نمین ابھر آئے گا،

انگور کے پھل جب بہت زیادہ لانبے اور بڑے کرنے کی خواہش ہو تو کسی خوشے کو لو خصوصاً اس انگور کے خوشے کو لو جس کے دانے زیتونی انگور کے مثل لانبے ہوتے ہین خواہ سفید یا سرخ یا سیاہ رنگ کے ہون، یا خود اصابع العذاری

جس کو فارسی مین زیتونی کہتے ہین، ان کے خوشون کو لین اور کانک یا نرکل جس سے قلم بناتے ہین، ان کے انگلیون کے برابر یا اس سے ذرا چھوٹے ٹکڑے کرلین اور اندر سے خول بنادین، پھر ہر ٹکڑے کو ہر پھل مین داخل کردین اور ہر ایک کو خوشے کی جڑ مین باندھ دین، تاکہ پھل نکلنے نہ پائین، جب انگور تیار ہوگا تو جتنے بڑے ٹکڑے ہون گے انھین کے برابر پھل ہون گے، اگر یہ ٹکڑے لکڑی کے بجائے تانبے کے بنا لیے جائین تو اور اچھا ہو، ان ٹکڑون مین اگر سوراخ کردیا جائے تو یہی نشانات پھلون پر بھی ہون گے،

انگور کیلئے ایک دوسری ترکیب

خ کا قول ہے کہ انگور حیانی جو صنوبری شکل کا ہوتا ہے جب اس کے پھل چھوٹے ہون تو اس کے خوشون کو کسی اچھے قالب یا بانس کی نے مین داخل کردین اور دونون طرف سے اس کو باندھ دین یا مٹی کے چھوٹے ظروف مین جسمین ہوا کیلئے سوراخ کردیئے جائین، یہ خوشے داخل کردیئے جائین، یہ خوشے اس مین اچھی طرح بڑھینگے پھر یہ ظرف توڑ کر نکال لیا جائے تو یہ خوشے ظرف کے برابر نظر آئین گے،

کدو، اور ککڑی کی وہ قسم جس کو شامی کہتے ہین جب اس کے پھل چھوٹے ہون تو ان کو اسی طرح قالب یا مٹی کے ظرف مین داخل کردین اور پھر اس کو زمین مین اس طور پر دفن کرین کہ قالب کا ایک جانب جس طرف سے ہوا کے آنے کا راستہ ہو کھلا رکھین اور دوسری طرف مٹی ڈال دین، یہ پھل قالب کے قد کے برابر لانبے ہون گے، اور اگر قالب مین کوئی تصویر یا نقش ہوگا تو وہ بھی ان مین مرتسم ہو جائے گا،

انگور مین بعض دیگر اوصاف پیدا کرنے کا طریقہ

اگر یہ تم چاہو کہ ایک ہی درخت مین انگور مختلف رنگ کے ہون، یعنی سیاہ، سفید اور سرخ سب ہی ہون تو ہر رنگ کے درخت کی ایک اچھی شاخ اس وقت لو جب کہ درخت مین پانی جاری ہو، اور ان مین سے ہر ایک کو ایک چکنی لکڑی پر رکھکر دوسری چکنی لکڑی سے کچل ڈالو، لیکن آنکھون کو محفوظ رکھو، پھر ان سب کو ملاکر کئی جگہ پر باندھ دو تاکہ کھلنے نہ پائین اور اوپر سے تازہ گوبر لگادو، بعض یہ کہتے ہین کہ ان سب کو اسی طرح بٹ دیا جائے جس طرح رسّی یا ڈوری بٹی جاتی ہے، تاکہ کسی طرح بھی جدا نہ ہوسکین، بعض یہ کہتے ہین کہ کچلنے کی کوئی ضرورت نہین ہے، شاخون کے اطراف کو کاٹ کر سب کو برابر کرکے باندھ دین حتی کہ ہر ایک کی آنکھ دوسرے کی آنکھ کے متصل ہو جائے، شاخ کے اس گڈھے کو بیل کی سینگ یا کسی دوسری ہڈی مین داخل کر دین اور اسکو تازہ گوبر سے اچھی طرح بھر دین، پھر اس گٹھے کو عمدہ مٹی کے گڈھے مین اس طرح رکھین کہ سینگ پوری زمین مین چلی جائے، اور شاخ کے پتلے سرون کو کم سے کم تین انگل کے برابر گڈھے سے باہر رکھین، اور ہڈی یا سینگ کے اندر کم سے کم چار آنکھون کو رکھین، اس کے بعد پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، تین سال یا بقول بعض دو سال کے اندر یہ سب شاخین ایک تنے کی شکل مین ہوجائین گی، اتنی مدت گذرنے کے بعد مٹی ہٹا کر سینگ یا ہڈی کو توڑ کر دیکھو تو تم کو معلوم ہوگا کہ یہ سب متحد ہو کر ایک ہوگئی ہین، پس جو شاخین کہ ہڈی سے باہر الگ نکل آئی ہون، ان کو کاٹ ڈالو اور پھر سینگ کو زمین مین

دفن کر دو، لیکن تھوڑا حصّہ مٹی کے باہر رکھو اور اس کے بعد پانی ڈالتے رہو اور ایک شاخ کے سوا جو اس پتے سے نکلی ہو، بقیہ کو کاٹتے جاؤ، کیونکہ اس شاخ سے انگور مختلف رنگ کے پیدا ہون گے،

ایک اور ترکیب،

مختلف رنگ کے انگور پیدا کرنے کی یہ بھی ترکیب ہے، کہ مختلف انگور کی شاخون کے متوسط حصّہ کو چیر دیا جائے اور یہ تراش آنکھون مین واقع ہو، اور شاخ کا قول ہے کہ یہ تراش مغز مین بھی واقع ہو، پھر ایک شاخ کے شق کو دوسری شاخ کے شق سے ملاتے جائین اور ان سب کو مضبوطی سے باندھ دین اور گائے کا گوبر اور انگور کی پتیون مین لپیٹ دین، اور ان کے اوپر کالی چکنی مٹی یا پسی ہوئی پیاز دشتی کا لیپ چڑھا دین اور پھر اس کو گڈھے مین لگا دین،

بعض یہ کہتے ہین کہ ہر شاخ کو آہستہ سے شق کرین تاکہ گرہ پھٹنے سے محفوظ رہے اور ہر شاخ کو دوسری شاخ کے خلاف سمت مین ملا دین یعنی ایک شاخ کے ایک جانب شق ہو تو دوسری شاخ کو شق کے خلاف جانب سے ملائین اور آنکھون کو برابر کرکے باندھ دین، ایسا معلوم ہو کہ سب ایک ہی شاخ ہین، اوپر سے گوبر اور مٹی کا لیپ چڑھا دین اور پھر زمین مین نصب کر دین، بعض کا یہ قول ہے کہ ہر شاخ مین شق کیا جائے لیکن آنکھین محفوظ رکھی جائین اور ہر شاخ کے نصف حصہ سفلی کو آہستہ سے کچل ڈالا جائے اور پھر سب کو ملا کر باندھ دیا جائے، گوبر لگا دینے کے بعد ایک اچھی مٹی والی زمین مین ایک طرف جھکا کر لگا دین، گڈھے کی گہرائی کم سے کم ایک ہاتھ رکھنی چاہئیے، شاخ کی کم سے کم دو آنکھین زمین کے اوپر رہنی چاہئین

اس عمل کے بعد پانی سے سیراب کرین اور روزانہ پانی چھڑک دیا کرین، اور بعض کے نزدیک ہر تیسرے دن پانی سے سیراب کرین اور بقول بعض ہر پانچوین دن پانی ڈالا کرین، انشاء اللہ یہ مختلف شاخین ایک ہو جائین گی اور جب پھل آئین گے تو ہر خوشے مین مختلف رنگ کے پھل ہون گے اور خوشون کے بھی رنگ الگ الگ ہون گے، بعض کا یہ قول ہے کہ اس عمل کے بعد جب شاخین بڑھنے لگین تو ان کو دوسری جگہ پر منتقل کر دین،

انگور کے لیے ایک اور ترکیب

طامین ہے کہ انگور کے پھل جب نمودار ہون تو بادرنجبویہ کی جڑ انگور کے تنے پر لٹکا دین اور پھلون کے بڑھنے تک اس کو اسی جگہ پر چھوڑ دین، اس سے یہ ہوگا کہ انگور کے شیرہ مین بادرنجبویہ کا ذائقہ اور اس کی خوشبو معلوم ہوگی اور اسکی شراب مضر نہ ہوگی، بلکہ نافع ہوگی،

اسی طرح اگر تم چاہو کہ انگور مین آس کی خوشبو آجائے تو انگور کی شاخ کے قریب آس کی شاخ نصب کر دو یہان تک کہ وہ نشو ونما پا جائے، اس کے بعد جب پھل آئین گے تو ان مین آس کی خوشبو ہوگی، اور اگر تم یہ چاہو کہ انگور بہت زیادہ خوش ذائقہ ہو تو شاخ مین زمین کے اندر رکھنے سے قبل زیتون کا روغن مالش کر دو، بلکہ آخری حصہ کو روغن ہی مین بھگا دو، طامین یہ بھی ہے کہ جب تم انگور مین ضرورت سے زیادہ شیرینی پیدا کرنا چاہو تو کھجور کے شیرہ کو میٹھے پانی مین مخلوط کر کے عرصہ تک انگور کی جڑ کو سیراب کرتے رہو، کم سے کم پچاس دن تک ایسا کرو، بلکہ بعض نے یہ کہا ہے کہ آخر وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس سے

انشاء اللہ انگور مین بہت زیادہ مٹھاس پیدا ہو جائے گی، کیونکہ اس کو روزانہ شیرین غذا دیگئی ہے، بلاشبہہ یہ انگور بہترین قسم کا انگور ہوگا،

جب خوشون پر دھوپ کم پڑتی ہو تو آس پاس کے پتون کو توڑ دین تاکہ آفتاب کی حدت پوری پہنچے کیونکہ دھوپ سے شیرینی مین اضافہ ہوتا ہے، ابن حزاز کا قول ہے کہ خربق سیاہ کو انگور کی جڑ کے قریب لگائین تو اس سے یہ ہوگا کہ اس انگور کی شراب اسہال لانے والی ہوگی،

درخت انجیر کے لیے چند ترکیبین

انجیر مین بھی اگر تم متعدد رنگ کے انجیر پیدا کرنا چاہو یا ایک ہی پھل مین متعدد رنگین خطوط پیدا کرنا چاہو تو مختلف رنگ کے انجیر کی شاخین انتخاب کر و، مثلاً سیاہ کی ایک، سرخ کی ایک، اور سفید کی ایک، یا جس رنگ کی چاہو منتخب کر لو، لیکن پتلی شاخون کا انتخاب کرو، اور ہر شاخ کی پوست کو ایک جانب چھیل ڈالو، اور مغز سے الگ کر لو لیکن جدا نہ کرو، پھر ایک شاخ کی پوست دوسری شاخ کی پوست کے نیچے رکھکر دونون کو ملا دو اور اسی طرح زمین مین نصب کرو جس طرح انگور مین بتایا گیا ہے، بعض نے اس مین بھی شاخون کے چھلنے کی صورت جائز رکھی ہے، جیسا کہ انگور کے بیان مین جاچکا ہے،

ان شاخون کو آپس مین رسی کی طرح بٹ دینا چاہیئے اور کئی جگہ مضبوطی سے باندھ دینا چاہیئے اور پھر گوبر یا پیاز دشتی کا لیپ چڑھا دینا چاہیئے، جیسا کہ انگور کے بیان مین جاچکا، اوائل جنوری مین یہ عمل کرنا اچھا ہوگا، بعض نے یہ بتایا ہے کہ جب

مٹی مین یہ شاخین نصب کیجائین، اس مین گدھے کی لید اور چنے کا بھوسہ مخلوط
کردین، نصب کرنے کے بعد پانی سے اچھی طرح سیراب کرین، جب شاخین بڑھنے
لگین تو آہستہ سے سب کو آپس مین بٹ دین، گویا سب کو ایک شاخ بنا دین،
پھر اس پر گوبر کا لیپ لگا دین، اس کے بعد ان کو زمین مین داب دین، شاخین
بڑھ کر ایک ہو جائینگی، دو سال کے بعد اس کو دوسری مناسب جگہ پر منتقل کردین
اس کے پھل مختلف الالوان ہون گے، بعض کی یہ رائے ہے کہ شاخون کو بغیر
کچلے ہوئے آپس مین ملا کر بٹ دین پھر ان کو باندھ کر بقیہ عمل کرین،

بعض یہ کہتے ہین کہ مختلف رنگ کے انجیر کی شاخون کو کاٹ کر ملا دین اور
ان کو تین جگہ پر باندھ دین، پھر ایک ہانڈی یا کونڈے مین سوراخ کر کے ادن کو
داخل کردین اور اس کو مٹی سے بھر دین، جو حصہ کہ ظرف کے اندر رہے گا، وہ
ملکر ایک رہے گا، اور جو باہر رہے گا ان مین اگر زیادہ شاخین پھوٹین تو ادن کو
کاٹ ڈالین، اس طرح پر اس کو ترقی دیتے رہین، انشاء اللہ شاخون کے رنگ
کے مانند انجیر کے پھل بھی ہون گے، ہر آنکھ مین تین انجیر ہون گے اور تینون کے
رنگ جدا جدا ہون گے، بعض نے یہ کہا کہ ان شاخون کو سینگ یا ہڈی مین داخل
کردین، اور اوپر سے مٹی لگا دین، پھر ان کو گڈھے مین نصب کردین، ایک یا
دو سال کے بعد اس کو مناسب جگہ پر منتقل کردین، انشاء اللہ مختلف رنگ کے
انجیر پیدا ہون گے،

ایک دوسری ترکیب،

طامین ہے کہ ایکی نئی ترکیب یہ ہے کہ مختلف رنگ کے انجیر کے تخم لیے جائین،

اور ان کو پہلے خشک گوبر یا خشک غلیظ مین مخلوط کر دیا جائے پھر کتان کے کپڑے
مین ان کو ایک جگہ باندھ دیا جائے، اور اس تھیلی کے اوپر بھی گوبر اچھی طرح لگا دیا
جائے، پھر اس کو اچھی زمین مین دفن کر دیا جائے، اس کے بعد اس کو پانی سے
برابر سیراب کرتے رہین اور برابر نگرانی رکھین، جس طرح فواکہ کی تخم ریزی کے بعد
نگرانی کیجاتی ہے، جب ان مین نمو پیدا ہو اور شاخین نکلین تو اسی وقت ان کو
آپس مین بٹ دینا چاہیئے، اور باندھ کر گوبر سے لیپ دینا چاہیئے، اس کے بعد
تکبیس کا عمل کرین، جب یہ اور بڑھ جائین تو ان کو دوسری جگہ پر منتقل کردین اور
اکثر حصہ زمین کے اندر رکھین، اور آب پاشی کا پورا خیال رکھین، انشاء اللہ رنگ
برنگ کے انجیر نکلین گے، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اگر یہی عمل تخم انگور کے ساتھ کیا جائے
تو یہی نتیجہ اس مین بھی مترتب ہوگا،

دوسرے فلاح کا قول ہے کہ مختلف رنگ کے انجیر کی آنکھین کاٹ کر
ایک جگہ لگا دی جائین جب یہ بڑھ جائین تو ان کے ساتھ بقیہ عمل مذکور کیا جائے
اسی پر قیاس کر کے بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اگر اس طرح انگور کی آنکھین لگائی جائین
تو پھل مختلف رنگ کے آئین گے،

غریب بن معین کا قول ہے کہ جب مختلف رنگ کے انگور ایک ہی جگہ
پر ہون خواہ منڈوے پر ہون یا درختون کے تنے پر ان کی شاخون کے ساتھ
بغیر الگ کئے ہوئے یہی عمل تکبیس کیا جا سکتا ہے جب یہ بڑھین تو دوسری جگہ
پر منتقل کر سکتے ہین، بلکہ یہ زیادہ محفوظ طریقہ ہے، اس مین یہ شاخین اپنی جڑون
سے غذا بھی حاصل کر سکتی ہین،

انار، شفتالو، اور امرود مین بعض صفات پیدا کرنے کا طریقہ

ق اور دوسری کتابون مین ہے کہ ان درختون کی شاخین کاٹ لیجائین، اور ان مین ایک ہاتھ سے کچھ کم طویل شق کیا جائے اور آہستہ سے مغز نکال لین اور پھر ان کو کھجور کی مضبوط رسی سے باندھ دین اور زمین مین لگا دین، جب یہ جڑ پکڑ لین اور اوپر کی جانب پتے وغیرہ نکل آئین تو اس مشقوق شاخ کے علاوہ دوسری شاخون کو کاٹ ڈالین اور پانی سے برابر سیراب کرتے رہین اسی طرح زمین کو بھی درست کرتے رہین، انشاءاللہ جب یہ شاخ درخت کی صورت اختیار کرلے گی تو اسکے پھل بے دانہ ہون گے،

ق مین ہے کہ مشقوق حصہ کم سے کم تین انگل زمین کے اوپر رہنا چاہیئے، اور اگر یہی عمل امرود کے ساتھ کیا جائے تو امرود کے پھل بہت نرم ہونگے اور انکی صلابت دفع ہوجائے گی، شفتالو کی جڑ کھول کر اس مین سوراخ کرین اور مغز نکال لین اور اس سوراخ مین غرب (فارسی مین بدہ کہتے ہین) کی شاخ کو داخل کردین انشاءاللہ اسکی گٹھلیان کم ہوجائین گی، اس سے قبل انگور کے متعلق یہ ترکیب بیان کیجاچکی ہے اور اسکی شاخ کو بھی اسی طرح لگائین تو بے دانہ انگور ہون گے،

مدائنی کی کتاب الخواص سے گل خیرو مین بعض خوبیان پیدا کرنے کی ترکیب

اگر تم چاہو کہ گل خیرو ابلق رنگ کا ہو تو گل خیرو سرخ اور سفید کا ایک ایک یا دو دو پودہ لو اور دونون کو بٹ کر زمین مین لگا دو، اس کے بعد آب پاشی کا

برابر خیال رکھو، انشاءاللہ اس مشترک درخت کے پھول ابلق رنگ کے ہون گے،

اس کی ایک اور ترکیب

سفید اور سرخ کے تخم ایک ہی جگہ بوئے جائین، جب یہ پودے کی شکل اختیار کرلین تو دونون کو لپیٹ دو اور رسی کی طرح بٹ دو، پھر ان مین بانس یا لکڑی کا حلقہ ڈال دو تاکہ ایک جگہ جمع رہین، اس کے بعد ان کی شاخون کو زمین مین داب دو جیسے تکبیس مین عمل کرتے ہین اور اطراف و جوانب کو باہر رہنے دو، اس کے پھول نہایت خوشنما ابلق رنگ کے ہون گے،

اس سے قبل خوشبو وغیرہ کی، اور ادویہ مسہلہ کے درخت مین داخل کرنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ وہ انگور، انجیر، انار، شفتالو، امرود، گل خیرو سب کے لیے برابر ہے،

نارنج، ریحان، سرو، صنوبر وغیرہ جو ایک ہی تنے پر قائم رہتے ہین اور جنمین سے بعض خوش منظر اور ہمیشہ سرسبز اور شاداب رہتے ہین، انمین بعض اوصاف پیدا کرنے کی ترکیب،

اگر تم یہ چاہو کہ درخت وسطِ حوض یا وسطِ نہر مین ہو تاکہ ان درختون کا حسن اور دوبالا ہوجائے اور تالاب مین سایہ کی خوشنمائی نظر آئے تو حوض یا تالاب مین جب پانی نہ ہو تو اسفل مین ایک گڈھا کھود دو اور ان درختون مین سے کوئی درخت لگاؤ جو ایک ہی تنے پر قائم رہتے ہون، لگانے کے بعد اسکو برابر پانی سے سیراب کرتے رہو، جب یہ نشو و نما پاجائے تو مٹی کے بڑے بڑے حلقے جو کنوین مین لگائے جاتے ہین لئے جائین، جو درخت کے تنے سے دائرہ مین بڑے ہون، اس حلقہ کو دو حصون

پر منقسم کرین اور دونون کو دو طرف سے تنے مین داخل کرین اور پھر اس کا حلقہ برابر کر کے بٹھا دین، گویا تنے مین ایک طوق کی شکل نظر آئے، اس حلقہ کے پہنانے کے بعد گچ اور ریت کو ملا کر اس سے منافذ کو بند کر دین، اس کے بعد ایک دوسرا حلقہ اس سے ذرا بڑا لین اور اسکو بھی اسی طرح پہلے حلقہ سے اوپر رکھین، اور دونون کا جوڑ ایک ہی جگہ پر واقع ہو اور ان دونون کے درمیان کو گچ اور ریت سے اچھی طرح جوڑ دین پھر تیسرا حلقہ لین اور اس کو بھی اسی طرح دوسرے کے اوپر رکھین اور گچ اور ریت سے بند کر دین، اس کے بعد بھی اگر پورا استحکام نہ ہو تو ان حلقون کے اوپر اور نیچے لوہا پگھلا کر ڈال دین، مقصود یہ ہے کہ سطح حوض سے یہ بلند ہو تاکہ جب حوض مین پانی آ جائے تو سوراخون کے اندر نہ گھس جائے اور درخت کو خراب نہ کر دے، اسی لیے لکھا ہے کہ مٹی کے ان حلقون کو اچھی طرح جما دین اور کوئی سوراخ باقی نہ رکھین، کیونکہ یہ درخت حوض یا تالاب کے درمیان واقع ہے، اور ان دونون کے پانی مین ملاحت ہوتی ہے جس سے درخت کو نقصان پہنچتا ہے، نمکین پانی سے ترکاریون کو جو نقصان پہنچتا ہے اس کا ذکر کدو اور ککڑی مین کیا جا چکا ہے،

طط مین ہے کہ جب تم یہ چاہو کہ ترکاریون مین مختلف رنگ اور خوشبو ہو تو اونٹ کی مینگنیون مین سوراخ کر کے خس[1]، کرفس، وغیرہ کے دو یا تین بیج ڈال دو، پھر سب کو زمین مین بو دو، اور اوپر سے اچھی مٹی ڈال دو، اور بدبودار پسی ہوئی کھاد بھی ملا دو، اس کے بعد پانی سے حسب ضرورت سیراب کرو، جب ان مین نمو ہو گا تو ان کی جڑ ایک ہی ہو گی، اسی طرح خس کے عوض چقندر کے بیج ڈالو تو بھی

[1] یہ لفظ اسی طرح ہے، نہ معلوم کونسا خس مراد ہے، ۱۲

یہی فائدہ ہو گا،

ص کی کتاب مین ہے کہ بھیڑ اور بکری کی مینگنی مین سوراخ کر کے خس یا دو تین چیزون کے تخم داخل کر دو اور ایک عمیق گڑھے مین دفن کر دو جسکو پہلے سے کھاد وغیرہ ڈال کر درست کیا گیا ہو، اور اس کے بعد پانی سے سیراب کرو تو ان سے ایک ہی درخت تیار ہو گا، بعض یہ کہتے ہین کہ دو تین مینگنیون کو کوٹ لیا جائے اور اسمین یہ تخم مخلوط کر دیا جائے پھر ان سب کو تھیلی مین رکھکر زمین مین دفن کر دین اور بقیہ عمل وہی کرین جو بتایا گیا ہے،

شلجم اور مولی کے بڑے بڑے پھل اگر پیدا کرنا چاہو تو ان کے بہت سے پھل مین سوراخ کرو اور ان مین تقریبًا نصف بھوسہ بھر دو اور پھر ان مین مٹی اور کھاد ڈال دو، اس کے بعد مولی یا شلجم کے تخم ڈالکر ان کو زمین مین دفن کر دو، انشاء اللہ پھل بہت بڑے بڑے ہون گے،

دھنیا اگر بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنا چاہو تو ایک مینڈھے کو پکڑ و بعد اسکے خصیون کو پانی سے خوب دھو دو اور یہ پانی تعمیر شدہ زمین مین ڈالدو، انشاء اللہ اسی طرح دھنیا پیدا ہو گا،

اسی طرح سویا کے متعلق لکھا ہے، افلیایوس کا قول ہے کہ جب تم اس کو بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنے کا ارادہ کرو تو گرم پانی تیار شدہ زمین مین یعنی جو کھاد وغیرہ ڈالکر درست کیگئی ہو، ڈالتے رہو، ایک سال کے بعد اس مین سویا پیدا ہو گا، اسی طرح شہدانج جسکو قنب بھی کہتے ہین، اس کے تخم زمین مین بوئے جائین، اور ان کو گرم پانی سے سیراب کر کے کپڑے سے ڈھک دیا جائے تو فورًا اگنے لگین گے، بعض کہتے

ہین کہ ایک دن مین تیار ہو جائین گے،

باب الترکیب پر نظر ڈالو جس مین ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ مرکب کرنے کی تدبیر اور تو زکو بلا کسی جڑ کے پیدا کرنے کی ترکیب نیز خربوزہ اور کدو وغیرہ کو دوسرے انواع درخت مین مرکب کرنے کی صورتین مفصل درج ہین؛

البتہ ط مین ایک عجیب وغریب بات یہ لکھی ہے کہ ماسی کہتا ہے کہ جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ انار کے درخت مین اس سال کتنے پھل آئین گے تو اوسکا طریقہ یہ ہے کہ جب انار مین اوّل اوّل پھول آئین تو ان چھوٹے دانون کو شمار کرلے جتنے اس مین دانے ہون گے اسی قدر پھل آئین گے، بعض یہ کہتے ہین کہ انار کا کوئی پھل توڑ لے اور اس کے دانے گن ڈالے، جس قدر اس کے دانے ہون گے اسی قدر اُس مین پھل آئین گے، لیکن اس ترکیب کا اب تک کسی نے تجربہ نہین کیا ہے، ممکن ہے کہ تجربہ کے بعد صحیح ثابت ہو،
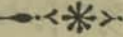
باب شانزدہم

تازہ اور خشک میوون کے جمع کرنے کا طریقہ، نیز تخم اور چھوٹے بیج کی حفاظت کی ترکیب اور بعض ترکاریون کے رکھنے کا طریقہ،

میوہ اور دوسرے پھلون کے رکھنے کی جگہ صاف ستھری بار دار اور عمدہ ہوا والی جگہ ہونی چاہیئے، خراب ہوا والی جگہ سے نقصان پہنچتا ہے، کبھی سفر جل کو عام میوہ جات کے ساتھ نہ رکھین کیونکہ یہ تازہ پھلون کے لیے مضر ہے،

انگور کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ انجیر کی لکڑی اور پتیون کی راکھ کو خوشون پر چھڑک کر مذکورہ بالا مقام پر رکھدین، عرصہ تک یہ پھل تروتازہ رہین گے، یا خوشون کو خرفہ کے عرق مین ڈبو دین، اس سے بھی عرصہ تک پھل خراب نہ ہون گے، اسی طرح اگر پھٹکری کے پانی مین ڈبو دین تو یہ پھل ایک سال تک اچھی حالت مین رہین گے، ق کا قول ہے کہ جر ذون اور انجیر کی راکھ کو پانی مین ملا دین اور اس پانی کو جوش دین جب یہ پانی ٹھنڈا ہو جائے تو ان مین انگور کے خوشون کو ڈبویا جائے، پھر خوشون کا پانی خشک کر کے ان کو جَو کے بھوسہ مین رکھ کر کسی بلند مقام پر رکھین، انشاء اللہ ایک زمانہ تک انگور اچھے رہین گے، یہی طریقہ عمل تمام دوسرے تازہ میوون کے ساتھ کیا جائے تو مفید ہوگا، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ساکھو اور چاول کی لکڑیون کا برادہ اور انگور کی راکھ کو پانی مین ملا ڈالین اور ان کا لعاب نکالین اور اسی لعاب مین خوشون کو تر کرین پھر کسی عمدہ مقام پر انکو

لٹکا دین، ایک ترکیب یہ ہے کہ گوبر مین سفید مٹی ملا کر اس سے ایک برتن بنائین اور اس کا اطمینان کرلین کہ اس مین شق نہ ہوگا یعنی اچھی طرح گوندھ کر بنائین پھر اس ظرف مین انگور کے خوشے رکھین اور اوپر سے مٹی لگا کر بند کر دین، اس کے بعد اسکو صاف جگہ پر لٹکا دین، نوروز کے دن تک یہ خوشے اچھے رہین گے،

ق اور دوسرون کا قول ہے کہ انگور خواہ سفید ہون یا سیاہ ان کے ان خوشون کا انتخاب کرین جنمین ابھی صلابت ہو لیکن اچھی طرح پختہ ہو گئے ہون اور شیرینی آگئی ہو۔ ان خوشون کو تیز چاقو سے طلوع آفتاب کے بعد کاٹین بلکہ اسوقت ایسا کرین جبکہ شبنم خشک ہو جائے اور چاند کے گھٹاؤ کا زمانہ شروع ہو جائے یعنی پندرہوین یا سولھوین تاریخ ہو یا نومبر کے اخیر عشرہ مین کاٹین اور خوشون مین سے جو خراب یا کچے پھل ہون ان کو نکال ڈالین، پھر ان کے لیے نئے مٹی کے ظروف لیے جائین جنمین جو یا اشقالیہ کا بھوسہ ڈالین، ایک تہ انگور کے خوشون کی رکھین اور دوسری تہ بھوسہ کی رکھین اسی طرح تہ بتہ جماتے چلے جائین، جب ظرف بھر جائے تو اس پر مٹی چھڑک کر دوسری مٹی سے منھ کو بند کر دین، اور ظرف کو کسی ایسی جگہ رکھین جہان آفتاب کی حدت نہ پہنچے اس طرح ایک سال تک پھل محفوظ رہین گے، بعض یہ کہتے ہین کہ خوشون کو نمک کے پانی مین خوب بھگا دیا جائے پھر باجرہ یا باقلا مصری، یا باقلہ یا جو مین سے کسی کا بھوسہ ملجائے اس پر اس کو پھیلا دین، یہ جگہ جہان یہ رکھے جائین بارد ہو، نہ وہان دھوپ کا اثر ہو اور نہ آگ جلائی جائے اس سے بھی انگور ایک زمانہ تک اپنی اصلی حالت پر قائم رہین گے،

ق کا قول ہے کہ عمدہ خوشۂ انگور کو مٹی کے ایک ظرف مین رکھین اور اوپر سے شیرین مٹی کے موٹے ذرات ڈالدین، جب تم اس مین سے نکالکر کھانا چاہو تو

کھانے سے قبل ان کو پانی سے دھو ڈالو تاکہ یہ صاف ہو جائین بعض کی یہ رائے ہے کہ خوشے کو مٹی کے نئے برتن مین رکھکر اوپر سے ایک چمڑا کسکر مڑھ دین اور اس ظرف کو زمین مین دفن کر دین، جب تم نکالو گے تو انگور اچھے نظر آئین گے، اسی طرح اس ظرف کو گلے تک مٹی کے بجائے پانی مین ڈبو دین تو بھی یہی فائدہ ہوگا، ق کا قول ہے کہ خوشے، شاخ اور پتے سمیت کاٹ لیے جائین اور پگھلے ہوئے روغن قیر مین کٹی ہوئی ڈنڈی کو ڈبو دین اور پھر ہر خوشے کو الگ الگ لٹکا دین، یہ موسم سرما تک باقی رہین گے، اگر انگور باقلا کے بھوسے پر پھیلا دیا جائے تو اس کے قریب جنگلی چوہے بھی نہ آئین گے اور یہ عرصہ تک اپنی حالت پر رہے گا،

لکڑی کا برادہ باجرہ کے آٹے کے ساتھ ملا لیا جائے اور روغنِ قیر سے رنگے ہوئے برتن مین ایک تہ اس برادہ کی اور دوسری تہ انگور کی رکھین، یہان تک کہ یہ ظرف بھر جائے،

احمد بن ابی خالد صاحب کتاب کیمیار الطعام لکھتے ہین کہ انگور کو ترو تازہ رکھنے کی سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ بارش کے پانی کو خوب پکائین، یہان تک کہ اس کا ثلث حصہ باقی رہ جائے، پھر جب پانی بالکل ٹھنڈا ہو جائے تو شیشے یا مٹی کے ظرف مین رکھین اور اس مین جس قدر خوشے سما سکین ڈال دین اور اس کو بند کر کے کسی بلند جگہ پر رکھدین،

ق نے ایسا ہی بیان کیا، ایک دوسرے فلاح کا قول ہے کہ اس ظرف کے منھ کو گچ سے بند کر دین اور ایسی جگہ پر رکھین جہان نہ تو آفتاب کی گرمی پہنچے اور نہ آگ کی حرارت کا اثر ہو اور نہ دھوان پہنچ سکے،

بعض یہ کہتے ہین کہ جو کے ڈھیر مین اگر انگور کے خوشے رکھدیئے جائین تو خراب نہ ہون گے، اسی طرح ہر خوشہ ڈنڈی سمیت توڑ لیا جائے یا چند خوشون کی ایک شاخ توڑ لیجائے اور شیرۂ انگور مین بھگا کر مکان مین لٹکا دی جائے یا گیہون، جو، باقلا کے بھوسے پر اس طرح پھیلا دیا جائے کہ ایک دوسرے کو مس نہ کرین تو عرصہ تک انگور اچھے رہین گے اور اگر انھین کو گیہون کے انبار کے قریب لٹکا دیا جائے تو یہ اور عمدہ رہین گے،

ابن زہر نے کتاب الاغذیہ مین لکھا ہے کہ خوشون کو الٹا لٹکا دین، جب ضرورت کھانے کی پیش آئے تو اس مین سے توڑ کر گرم پانی مین دھو لیا جائے پھر کھایا جائے،

ص مین ہے کہ خوشون کو بڑے بڑے گھڑون مین لٹکا دین اس طرح پر کہ خوشے گھڑے سے مس نہ کر سکین،

یا یہ کیا جائے کہ انجیر اور انگور کی لکڑیون کی راکھ کو پانی مین کھولا یا جائے اور اس مین ان خوشون کو ڈبو دیا جائے اس کے بعد ان کا پانی خشک کر کے مذکورہ اشیاء مین سے کسی کے بھوسہ پر ان کو پھیلا دین.

اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ انگور اپنی ڈالیون مین تر و تازہ رہین، جب ضرورت ہو تو تم اس مین سے توڑ لیا کرو تو اس کے لیے کتان کے کپڑے کی تھیلیان بناؤ، اور ہر تھیلی مین ایک خوشہ داخل کرو، اور اس کا منھ بند کر کے خواہ کسی دوسری لکڑی مین باندھ دو یا خوشون کی ڈنڈی مین باندھ دو، انشاء اللہ ایک زمانہ تک یہ انگور تر و تازہ اور عمدہ رہین گے، یا یہ کرو کہ باریک اون سے تمام خوشون کو لپیٹ دو، اس سے بھڑ اور مکھی قریب نہ آئین گی اور یہ کچھ دن محفوظ رہین گے، میرے خیال مین تھیلیون

سے یہ اچھی ترکیب ہے، اور اگر اس اون کو پہلے لہسن کے پانی مین تر کر لیا جائے اور پھر خوشون کو لپیٹا جائے تو اس سے حشرات الارض کی آمد بند ہو جائے گی،

ق کا قول ہے جب تم یہ چاہو کہ انگور اپنی شاخون مین ربیع کے موسم تک رہین، یا اس سے زیادہ دنون تک قائم رہین، تو اس کے لیے اس شاخ کا انتخاب کرو جس مین بکثرت پھل ہون اور پھلون کے بوجھ سے وہ اس قابل ہو کہ جھکائی جا سکے، اس شاخ کے نیچے دو ہاتھ کا گڈھا کھودو اور نرم ریت اس مین اچھی طرح بچھا دو. پھر اس شاخ کو اس گڈھے کی جانب اتنا جھکاؤ کہ تمام خوشے گڈھے کے اندر لٹکنے لگین، لیکن زمین سے مس نہ ہونے پائین، نہ اطراف و جوانب زمین سے لگنے پائین، اس طرح جھکا کر شاخ کو کسی لکڑی مین باندھ دو اور گڈھے کو سوسن کی تپیون سے چھپا دو اور اوپر سے باریک مٹی ڈالدو اتنی باریک مٹی ہو کہ تپون سے وہ چمٹ جائے، اس کے بعد جب تم گڈھا کھول کر انگور توڑو گے تو وہ بالکل تازہ ہون گے، ایک دوسرا طریقہ ہے کہ اس گڈھے مین مٹی کا ایک بڑا ظرف رکھین جس کا منھ بہت کشادہ ہو اور اس مین ان خوشون کو اسی طرح لٹکا دین جس طرح گڈھے مین لٹکایا تھا، خوشے ظرف سے بالکل الگ رہین مس نہ ہونے پائین اس کے بعد اس کو اسی طرح ڈھک دیا جائے، انشاء اللہ یہ موسم سرما تک تر و تازہ رہین گے اور جانورون کے حملہ سے بھی محفوظ رہین گے، یا یہ کرین کہ مٹی کے چھوٹے برتن مین ایک باریک سوراخ کر دین اور اسی مین ہر خوشے کو رکھکر شاخ سے لٹکا دین، اس سے بھی یہی فائدہ پہنچے گا،

ق کا قول ہے کہ جب ابتداءً انگور کے پھل آئین تو ان کو کاٹ کر پھینک دیا جائے

جب دوبارہ بکثرت پھل آئین اور وہ تیار ہوجائین تو ہر خوشے کو مٹی کے کوزون مین رکھدین اور ان کو شاخون سے باندھ دین تاکہ ہوا سے گرنے نہ پائین، اور ان کے منھ کو گچ سے بند کردین تاکہ اندر کی ہوا باہر نہ آنے پائے، اس طرح وہ اول ربیع تک اچھے رہین گے،

میری رائے ہے کہ جن ظروف مین انگور کے خوشے رکھے جائین ان مین ایک باریک سا سوراخ کردین تاکہ ہوا اندر جاسکے، جیساکہ اترج کے بیان مین جاچکاہے اور انگور کو ظرف مین لگنے سے بچائین کیونکہ ایک ثقہ شخص نے مجھ سے اپنا تجربہ بیان کیا کہ مٹی کے ظرف سے مس کرنے سے انگور خراب ہوجاتے ہین،

انگور سے مویز اور کشمش بنانے کی ترکیب اور انکے رکھنے کا طریقہ

ق کہتا ہے کہ مویز بنانے کی ترکیب سب سے اچھی یہ ہے کہ جب انگور تیار ہوجائین تو ان کی شاخون کو توڑکر اسی مین رہنے دو، اس سے یہ ہوگا کہ یہ انگور غذا نہ ملنے کی وجہ سے سکڑتے جائینگے یہانتک کہ خشک ہوجائین گے، پھر ان کو الگ کرکے سایہ مین لٹکا دینا چاہیئے تاکہ اچھی طرح خشک ہوجائین، اس کے بعد ان کو مٹی کے ایک ظرف مین، جس مین خشک انگور کے پتے بچھا دیئے جائین، رکھدین، اور برتن کے منھ کو اچھی طرح بند کردین، اور اس ظرف کو بار دجگہ پر رکھدین، جہان دھوان وغیرہ کا گذر نہ ہو، نیز تری سے بھی محفوظ رکھین، یہ مویز بہت دن تک رہتے ہین، یہ خشک ہوکر سفید رنگ کے ہوجاتے ہین اور بڑے لذیذ ہوتے ہین، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور کے پتون پر خوشون کو پھیلا دینے سے بھی مویز تیار ہوجاتے ہین، کیونکہ وہان ان کو خشک ہونے کا اچھا موقعہ ملتا ہے،

دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ جب انگور خوب پختہ ہوجائین اور ان مین پوری طور سے شیرینی آجائے تب مویز بنانے کے لیے ان کو توڑنا مناسب ہے کیونکہ اگر ان مین کچھ بھی تلخی یا ترشی باقی رہی تو مویز مین حلاوت کے ساتھ ساتھ وزن بھی کم ہوجائے گا، یعنی وہ ہلکے ہون گے، یہی وجہ ہے کہ انجیر جب ذرا خام توڑ لیے جاتے ہین تو ان مین ترشی آجاتی ہے،

انگور کے پھل مین سے بعض خوب تیار ہون اور بعض ابھی خام ہون تو پختہ دانون کو توڑ لینا چاہیئے اور بقیہ کو پختگی آنے تک چھوڑ دینا چاہیئے، خشک مویز اور انجیر کو شب مین ٹھنڈک اور شبنم مین رکھا کرین اور صبح کو دھوپ مین رکھا کرین تو اچھا ہے بلکہ ان دونون کو شب مین کھجور کی چٹائی مین باندھ کر شبنم مین چھوڑ دین، دن کے وقت اسی چٹائی مین ان کو سوکھنے کے لیے پھیلا دین، یا صاف ستھری اور خس و خاشاک سے پاک زمین مین پھیلا دین،

غلیظ القوام انگور کو خشک کرنے سے ان کا وزن مویز ہونے کے بعد ثلث رہ جاتا ہے، اسی طرح رقیق القوام اور قرمزی رنگ کے انگور خشک ہونے کے بعد چوتھائی وزن کے رہ جاتے ہین، خشک انگور کو پھیلانے کی سب سے بہتر زمین وہ ہے جو افتادہ ہو اور اس مین سرخ مٹی ملی ہو، اس پر اس طرح پھیلا دین کہ ایک دوسرے کے متصل نہ ہون بلکہ الگ الگ ہون،

یہ خیال رہے کہ انگور کو بھی راستون یا گڈھون یا کنوؤن کے قریب نہین پھیلانا چاہیئے کیونکہ ان مقامات پر بکثرت خاک اڑتی ہے جس سے مویز کی رنگت خراب ہوجاتی ہے،

موویز بنانے کا دوسرا طریقہ جسکو غشنیہ کہتے ہین،

جب انگور غلیظ القوام ہو اور دیر مین تیار ہوا ہو تو اس کو فوراً مویز بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ سرو، یا باقلا کی راکھ کو پانی مین ایک رات اور دن رکھین پھر اس پانی کو نتھار کر تین بار جوش دین پھر انگور کے خوشون کو ڈنڈی سے پکڑ کر اس مین لٹکائین، اور دانون کے پھٹنے سے پہلے ان کو نکال لین اور گھاس پر خشک ہونے کے لیے پھیلا دین، جب خوب خشک ہو جائین تو ان کو اٹھا کر رکھ دین، اگر تم مویز کو نیلگون رنگ کا بنانا چاہتے ہو تو اسی پانی مین تھوڑا انار کا چھلکا ڈال دو، اس کا سب سے مجرب طریقہ یہ ہے کہ سرو یا باقلا کی راکھ جو ملجائے، چوتھائی وزن مین لیجائے اور اسکو ایک صاف برتن مین رکھین، اور اگر ایسا برتن ملجائے جس مین کبھی زیتون کا تیل رکھا گیا ہو تو اور بہتر ہے، اس مین راکھ سے چار گونہ پانی ڈالین اور چند دنون تک اسی حالت مین چھوڑ دین، پھر اس پانی کو نتھار کر کسی بڑے تانبے کے ظرف مین رکھین اور اس کو آگ پر چڑھا دین، جب خوب جوش کھانے لگے، تو انگور کی ڈنڈی پکڑ کے اس مین غوطہ دین، اگر پانی بہت زیادہ کھولتا ہو تو صرف ایک ہی غوطہ کافی ہے، لیکن اگر کم گرم ہو تو دو غوطے دین اور پھر ان کو خشک زمین یا جنگل مین سوکھنے کے لیے پھیلا دین، اور دوسرے دن الٹ پلٹ دین تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائین، اگر ضرورت ہو تو سہ بارہ الٹ پلٹ دین، جب بالکل خشک ہو جائین تو جس ظرف مین چاہو رکھو جو اس کے لیے مناسب ہو، انگور یا انجیر کو ایسی جگہ نہ پھیلانا چاہیئے، جہان گرد وغبار کی کثرت ہو، باقلا کی راکھ اور اسی طرح سرو کی راکھ اس عمل کیلئے

بہت مفید ہے، اس پانی مین جس کا اوپر ذکر کیا گیا اگر تھوڑا سا روغنِ زیتون بھی ملا دین تو بہترین مویز تیار ہون گے،

تازہ انجیر رکھنے کی ترکیب،

تازے انجیر ڈنڈی سمیت درخت سے اس وقت توڑ لیے جائین جبکہ ان مین تھوڑی خامی باقی رہ جائے یعنی بالکل پکے ہوئے نہ ہون، پھر ان کو مٹی کی نئی ہانڈی مین پھیلا کر اس طرح پر رکھین کہ ایک دوسرے سے ملصق نہ ہون، اور اس ہانڈی کو بار دجگہ پر رکھین، اگر ان مین ترشی پیدا کرنی مقصود ہو تو کدو کی خشک لکڑی اور تیان جلائی جائین اور ان پر یہ ظرف رکھا جائے، تاکہ خوب دھوان پہنچے، بعض کی یہ رائے ہے کہ جب تازے انجیر توڑے جائین تو ان کو شیشے یا سیسہ یا روغنِ قیر کے ظرف مین رکھین تاکہ کچھ دن وہ تازہ رہین،

انجیر کو خشک کرنے اور جمع کرنے کا طریقہ

انجیر جب پختہ ہو جائین اور زمین پر ٹپکنے لگین تو ان کو جمع کر کے رتم یا دیس پر دھوپ کھانے کے لیے پھیلا دین، ان کو رات کے وقت تو شبنم مین کھلا چھوڑ دین، تاکہ اچھی طرح تر ہون اور پھر طلوعِ آفتاب سے قبل اٹھا لیے جائین، جب آفتاب اچھی طرح روشن ہو جائے تو ان کو خشک ہونے کے لیے پھیلا دین، کسی قسم کی تری یا نمی اس مقام پر نہ ہونی چاہیئے جہان انگور سوکھنے کے لیے پھیلائے جائین، اور اگر زمین کے بجائے مٹی کے ظروف مین ان پھلون کو رکھین تو پھلون مین جب تھوڑی رطوبت ہو اسی وقت توڑ لین، اس ظرف مین اگر خشک انجیر یا سرو کا سفوف یا برادہ ڈالین تو اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ان مین کیڑے نہ پیدا ہون گے، ایک

ایک ترکیب یہ ہے کہ انجیر کے تین دانون کو تر روغن قار مین بھگو دین، پھر ایک کو ظرف کے اسفل حصہ مین رکھین اور دوسرے کو وسط مین اور تیسرے کو اوپر رکھین اوران تینون کے درمیان ان انجیرون کو رکھین جنکو خشک کرنا مقصود ہے، اس سے انجیر مین کسی قسم کی بو نہین پیدا ہوگی، بعض نے یہ کہا ہے کہ جمع کرکے رکھنے کے بعد نمک ملا ہوا پانی اسی طرح چھڑک دین جس طرح عرق گلاب چھڑکا جاتا ہے، اس سے کیڑون اور دیمک سے حفاظت ہو جاتی ہے،

سیب، امرود اور بہی کے رکھنے کا طریقہ

ان مین سے جسکو تم رکھنا چاہو اس کے پھلون کو پختہ ہونے کے بعد درخت سے آہستہ سے توڑلو، توڑنے مین کوئی خراش یا ضرب پھل کو نہ لگے، بلکہ یہ تمام پھل آفات اور امراض سے محفوظ ہون جنکو تم رکھنا چاہتے ہو، آخری فصل مین پھل اگر توڑے جائین تو اور اچھا ہے، یعنی اسکی فصل جب ختم ہو رہی ہو اس وقت ڈنڈی سمیت توڑ لیے جائین، پھر ہر ایک کو اخروٹ کے تون یا کتان کے ٹکڑون مین ڈور سے باندھ دین اور اوپر سے چکنی سفید مٹی جسمین شیرین خاک بھی ملی ہو اس کو لگا دین اور گچ مین پانی ملا کر اس کے اوپر چڑھا دین تاکہ اچھی طرح مستحکم ہو جائے پھر سایہ مین خشک ہونے کے لیے چھوڑ دین، جب خشک ہو جائین تو ایک تختہ پر ان کو برابر قطار سے رکھدین، یا ڈنڈیون کو کھونٹیون پر ٹھنڈے مقام پر لٹکا دین، یہ جگہ بھی ایسی ہونی چاہیئے کہ آفتاب یا اوسکی حرارت کا اثر نہ پہنچے، نہ وہان نہ اس کے قریب مین آگ جلائی جائے جس سے کوئی گرمی یا دھوان پہنچے،

ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ ان کو بجائے لٹکانے کے جو کی ڈھیری

مین دفن کر دین، عرصہ تک یہ اچھی حالت پر رہین گے، جب کھانے کی ضرورت ہو نکالکر دھو لیے جائین پھر کھائے جائین،

خ نے سیب، اور بہی کے جمع کرنے کے متعلق لکھا ہے، کہ سیب کے اقسام مین سے شی اور رومی ڈنڈی سمیت اکتوبر کے مہینہ مین توڑ لیے جائین، ص مین ہے کہ اکتوبر مین سیب ہاتھ سے توڑ لیے جائین، اسکی احتیاط رہے کہ پھل کسی جگہ پر کٹنے نہ پائے، پھر مٹی کے ایک نئے اور خشک ظرف مین کتان کے ٹکڑے کو بچھا دین، اسکے بعد سیب کے پھل رکھین، پھر ایک تہ کپڑے کی رکھین اور ایک تہ پھلون کی رکھین تاکہ ایک دوسرے سے ملصق نہ ہو سکین، ص ہی کا قول ہے کہ اگر دونون مل بھی گئے تو کوئی زیادہ نقصان بھی نہین ہے، ظرف کو اسی کتان سے ڈھککر سفید چکنی مٹی سے اس کا منھ بند کر دین، پھر اس ظرف کو تاریک ٹھنڈی کوٹھری مین لٹکا دین، انشاءاللہ اس طرح یہ پھل عرصہ تک رہین گے، مہینہ مین ایک بار کھولکر دیکھا جائے، اگر ان مین کوئی خراب ہو گیا ہو تو نکال دیا جائے، ص کہتے ہین کہ جون کے مہینہ تک یہ اچھی طرح رہین گے، بہی مین بھی یہی عمل کرین لیکن اس کو تمام پھلون سے الگ رکھین،

طط کا قول ہے کہ اگر تم سیب کو کچھ دن رکھنا چاہتے ہو تو اس مٹی مین جسمین ظروف بنائے جاتے ہین، ہر پھل کو چھپا دو یا ان کو کسی ظرف مین اس خشک مٹی کے ساتھ رکھدو، یا اس پھل کو اس مٹی مین خوب اچھی طرح لپیٹ دو پھر ان کو خشک ہونے کے لیے رکھدو، جب خشک ہو جائین تو ان کو کسی بلند مقام پر رکھو، جب تم ان کو نکالو گے تو یہ تر و تازہ نظر آئین گے، اور اگر ان کو کسی کوزے مین رکھو تو کوزے

کے منھ کو بند کر دو، اور چارون طرف مٹی لگا دو، اس طرح پھل تازہ رہین گے،

امرود کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پسے ہوئے نمک یا لکڑی کے برادہ کو نئے ظرف مین بچھا دین، اس کے بعد پھل رکھین تو یہ برادہ ان کی حفاظت کریگا یا امرود کو ایسے ظرف مین رکھین جس مین شہد ہو، اس سے بھی کچھ دن تک خراب نہ ہوگا، بعض کا یہ قول ہے کہ اگر تم امرود کو ہمیشہ تازہ چاہتے ہو تو ان کے رطب پھل کو توڑو اور ان کو مٹی کے نئے ظروف مین رکھو، پھر اس کو میٹھی شراب سے بھردو، انشاء اللہ عرصہ تک خراب نہ ہونگے، اسی طرح دوسرے علمائے فلاحت کا قول ہے کہ ان کو مٹی کے نئے گھڑے مین رکھکر اس کا منھ اچھی طرح بند کردین اور پھر گھڑے کو زمین مین دفن کر دین، جب تم اس مین سے پھل نکالوگے تو وہ تازہ نظر آئین گے، یا اس گھڑے کو پانی مین گردن تک ڈبو دین، تو بھی یہی فائدہ ہوگا، یہی طریقۂ عمل سیب اور دوسرے تازہ پھلون کے لیے ہے، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ پھل اسی وقت توڑ لیے جائین جب کہ ان مین پختگی شروع ہو اور ان کی ڈنڈیون مین روغنِ قار ملدیں، پھر ان کو لکڑی کے برادے پر علٰحدہ علٰحدہ جما دین، انشاء اللہ پھل خراب نہ ہون گے،

خ کا قول ہے کہ امرود خشک کر کے بھی رکھے جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اچھے پھل کو چاقو سے چار ٹکڑے کرین، پھر ان کو تختیون پر خشک ہونے کے لیے رکھدین اور ہر چوتھے دن الٹ پلٹ دین، یہان تک کہ اچھی طرح خشک ہوجائین اور کسی قسم کی رطوبت باقی نہ رہے، پھر ان کو حلفا کی چٹائیون کے ٹکڑے مین رکھین، اس طرح پر کہ ایک تہ چٹائی کی رکھین اور ایک تہ پھل کی جمائین اور ہاتھ سے

ذرا دباتے جائین تاکہ ظرف مین جگہ کافی رہے اور نشست ٹھیک ہو، اور چٹائی کی ہر تہ پر شہد چھڑک دین، تاکہ جس سے وہ تر ہو جائے، انشاء اللہ اسی طریقہ پر پھل نہایت شیرین اور عمدہ ہون گے،

خ کا قول ہے کہ لوگ اکثر ایسا کرتے ہین کہ امرود کے باریک باریک قتلے بنا لیتے ہین اور پھر ان کو سکھا ڈالتے ہین، ربیع اور موسم سرما مین ان کو ابال کر کھاتے ہین، خصوصًا جب کوئی بیماری ہوتی ہے تو اس کا استعمال زیادہ کرتے ہین، کیونکہ یہ بہت ہلکی غذا ہوتی ہے،

تہی کے ہر دانہ کو انجیر کے پتون مین لپیٹین اور سفید شیرین مٹی اس پر چسپان کردین، پھر ان کو سایہ مین سوکھنے کے لیے چھوڑ دین، اور اس کے بعد ان کو ایسے گھر مین بلند مقام پر رکھین جہان کوئی دوسرا میوہ نہ رکھا گیا ہو، کیونکہ اوسکی خوشبو دوسرے تازہ پھلون کے لیے مضر ہے، خصوصًا انگور کے لیے تو مہلک ہے، تہی کو اگر جو کے بھوسہ مین رکھین تو بھی اچھی طرح رہے گا، اسی طرح لکڑی کے برادے یا ایسے ظرف مین رکھین جسمین میٹھا شیرہ وغیرہ ہو، یہی حال سیب کا بھی ہے، طط کا قول ہے کہ جو شخص سفرجل کو اچھی حالت مین رکھنا چاہتا ہے، وہ ان کو اس مٹی مین رکھے جس سے ظرف بنائے جاتے ہین،

انار کے رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے انار کو پختگی سے قبل ڈنڈی سمیت توڑ لین، بعض نے یہ کہا ہے کہ اچھی طرح پختہ ہونے کے بعد توڑ لین، پھر ان کو دھاگے یا ڈورے مین باندھکر کسی ٹھنڈی کوٹھری مین لٹکا دین، اس طرح پر کہ نہ تو وہ دیوار سے متصل ہون اور نہ آپس مین ملحق ہون، اس سے بہت دن تک وہ باقی رہینگے،

یا یہ کرین کہ لٹکانے سے قبل جو یا گیہون کے بھوسہ مین ان کو چھپا دین، جب ان کے اوپر کا پوست خشک ہو جائے تو ان کو اسی طرح لٹکا دین، یا ہوا مین خشک ہونے کے لیے چھوڑ دین، پھر کسی ٹھنڈی جگہ پر لٹکائین، بعض نے یہ کہا ہے کہ انار کو کھولتے ہوئے پانی مین چھوڑ دین اور جب تک پانی ٹھنڈا نہ ہو ان کو اسی مین رہنے دین، پھر نکالکر ہر پھل کو دھاگے یا کسی اور چیز مین باندھکر لٹکا دین، انشاء اللہ ایک سال تک یہ پھل خراب نہ ہون گے، نہ ان مین بو پیدا ہو گی اور نہ ذائقہ خراب ہو گا، بعض نے یہ کہا ہے کہ ہر پھل کے نیچے اور سرے پر گرم روغنِ قار ملدین اور پھر لٹکا دیئے جائین تو بھی مفید ہو گا، یا یہ کرین کہ نمک ملے ہوئے پانی مین غوطہ دین، اور پھر خشک کر کے لٹکا دین،

ط مین ہے کہ انار کو گرم پانی مین جسکی مقدار کم سے کم چار انگل سے زیادہ ہو، ڈال دین اور پانی کے ٹھنڈے ہونے تک اسی مین چھوڑ دین، پھر ان کو نکال کر الگ الگ لٹکا دین، کیونکہ ذرا سا بھی اتصال ہو گا تو ان مین عفونت پیدا ہو جائے گی لیکن علیحدہ رہنے مین یہ ایک سال تک محفوظ رہین گے، پھر جب تم کھانا چاہو تو ان پر ٹھنڈا پانی چھڑک کر ایک گھنٹہ کے بعد کھاؤ،

بعض دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ جب انار کا پوست خشک ہو جائے اور تمہاری یہ خواہش ہو کہ اس کو تازہ کھائین تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھل کو آگ پر سینک دو یا گرم تنور کے بھبھول مین ڈالدو، اس سے پوست مین نرمی اور تازگی آجائے گی،

آلو بخارا، عناب، شفتالو، آلو بالو، اور سپستان کو بھی دھوپ مین خشک کر کے

رکھتے ہین، خ وغیرہ کا قول ہے کہ جب یہ پھل پختہ ہو جائین تو ان کو توڑ لیا جائے اور دھوپ مین پھیلا دیا جائے، اور بار بار الٹ پلٹ کر خشک کر لیا جائے، جب اچھی طرح خشک ہو جائین تو مٹی کے نئے مٹکون مین رکھدیئے جائین اور انکے منھ گچ سے بند کر دیئے جائین، جب کھانے کی ضرورت ہو تو ان کو نکالین اور ان پر پانی چھڑک کر تھوڑی دیر کپڑے مین چھپا کر رکھین، اس کے بعد کھائین، عناب اور سپستان کو دھاگون مین باندھ کر ہوادار جگہ پر مثلاً راستے یا جھروکے پر لٹکا دین، ایک سال تک یہ اچھی حالت مین رہین گے،

شفتالو کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ اس کے گودے کو گٹھلی سے اس طرح الگ کر لین، جس طرح شلجم کا پوست ہر طرف سے چاقو گھما کر نکال لیا جاتا ہے، اور شفتالو کا مغز گٹھلی نکل جانے کے بعد ایک حلقہ کی شکل کا نظر آئے، پھر ان حلقون کو دھاگے مین باندھ کر سوکھنے کے لیے لٹکا دین، جب خشک ہو جائین تو مٹی کے نئے ظروف مین رکھین، ایک سال تک یہ اچھی طرح رہین گے جب ضرورت ہو تو ان کو پانی سے تر کر کے کپڑے سے پونچھ لیا جائے پھر کھایا جائے،

پستہ، بادام، اور اخروٹ کے جمع کرنے کی ترکیب

خ کا قول ہے کہ پستہ پوست سمیت دھوپ مین سوکھایا جاتا ہے، اور بادام اور اخروٹ کے اوپر کے پوست کو نکال کر سکھلاتے ہین، پستہ کو خشک کرنے کے بعد مٹی کے ظروف مین رکھتے ہین،

ق کا قول ہے کہ بادام اگر اس وقت جمع کیا جائے جب کہ اس مین پوست اعلیٰ موجود ہو یا پوست اعلیٰ کو نکال دیا جائے تو ان کو نمکین پانی سے دھو دیا جائے،

اور پھر اچھی طرح خشک کیا جائے، تو یہ بالکل سفید ہو جائین گے،

اگر تمہاری یہ خواہش ہو کہ پستہ، بادام اور اخروٹ خشک ہونے کے بعد پھر تازہ
ہو جائین تو ان کو خواہ پوست سمیت یا پوست نکالکر صاف کپڑے مین لپیٹ دو اور
تربت مین دفن کردو اور چند دنون تک میٹھے پانی سی سیراب کرتے رہو اسکے بعد چند دنون تک پانی کا ڈالنا موقوف کردو، انشاء اللہ
پھل نہایت تر و تازہ ہو جائین گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ خشک اخروٹ کو توڑا
جائے اور اس کا مغز اندر سے نکال لیا جائے، اور اس کو کتان کے صاف ٹکڑے
مین باندھ کر مٹی مین رکھدیا جائے، اس کے بعد ہر روز ایک بار پانی سے سیراب
کرتے رہین، کچھ دن کے بعد یہ گو دا سبز اور نازک ہو جائیگا،

بلوط اور شاہ بلوط کے پھل جب بالکل تیار ہو جاتے ہین حتی کہ پختگی کی زیادتی
کی وجہ سے سیاہ ہو جاتے ہین تو توڑے جاتے ہین، ان کو ایک دوسرے کیساتھ
ملا کر نہ رکھین، کیونکہ ساتھ رکھنے مین عرق پسیجے گا جس سے فساد پیدا ہوگا، اور
رات ہی بھر مین عفونت پیدا ہو جائے گی، اسلیے ایسی جگہ پر پھیلا کر رکھین جہان پر
دھوپ اور ہوا اچھی طرح پہنچ سکے، دن مین کئی بار ان کو الٹ پلٹ دیا کرین،
یہان تک کہ خوب خشک ہو جائین، پھر ان کو مٹی کے کوزون مین بند کر کے
رکھدین، اس طرح بلوط کے پھل مین مئی کے مہینہ تک رطوبت باقی رہے گی
پھر ان کو ظروف سے نکال کر زنبیل یا چٹائی کی تھیلیون مین رکھین، جب ضرورت
ہو تو اس کے اعلی پوست کو توڑ کر کھائین، اور اگر تم بالکل تر و تازہ پھل کھانا چاہتے ہو
تو ان خشک پھلون کو صاف ستھری تر زمین مین پھیلا دو اور اوپر سے نرم ریت
ڈال دو پھر روزانہ آٹھ دن تک میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہو، اس سے وہ

تر و تازہ ہو جائین گے، گویا یہ معلوم ہون گے کہ آج ہی توڑے گئے ہین، بوقت ضرورت
اس ریت سے پھل نکالے جائین اور میٹھے پانی سے دھو کر کھائے جائین،

کبھی بلوط دھوان سے بھی خشک کیا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ توڑنے
کے بعد بانس کی چٹائی پر یہ پھیلا دیئے جائین اور چٹائی کو بالکل کھول کر دھوین پر رکھدین
یہانتک کہ وہ بالکل خشک ہو جائین، پھر پوست الگ کرلین یا بغیر الگ کیے ہو رکھدین

بعض نے یہ کہا ہے کہ تازہ پھل کو میٹھے پانی مین جوش دیدین، لیکن نہ اتنا کہ وہ
گھلنے کے قریب ہو جائین، پھر پانی کو آگ سے اتار کر ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھدین
اور پھل کو الگ کرلین، انشاء اللہ خوب خشک ہو جائین گے، اس کے بعد پوست
چھیلکر اس کا آٹا پیسا سکتے ہین اور روٹی کھا سکتے ہین،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ شاہ بلوط خشک نہین کیا جا سکتا ہے اور اس مین وہ
عمل نہین کیا جا سکتا جو بلوط کے ساتھ کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ اس عمل کو برداشت
نہین کر سکتا ہے، بلکہ اس کے تازہ پھل توڑ کر تین بالشت کے عمیق گڈھے مین دفن
کردین، تاکہ وہان تک بارش کا پانی نہ پہنچ سکے، گڈھے مین پہلے کھاد اور گچ وغیرہ
ڈالین، پھر ان کو اندر رکھین، اوپر سے گڈھا اچھی طرح بند کردین، بلکہ اوپر سے پختہ
کردین، یہ انشاء اللہ عرصہ سے تر و تازہ رہے گا، جب ضرورت ہو نکال کر کھا لیا
کرو، ان کو تہ خانون مین بھی اسی طرح رکھ سکتے ہین، خ کا قول ہے کہ جو شخص بلوط
کو بھی تازہ کھانا چاہتا ہو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے،

ص کی کتاب مین ہے کہ شاہ بلوط اور بلوط، اخروٹ اور بادام کو توڑنے کے
بعد خلاف موسم کوئی شخص تر و تازہ کھانا چاہتا ہو تو تین بالشت کا عمیق گڈھا کھودے

اوراس کے نیچے ریت بچھا دے، پھران تازہ پھلون مین سے جسکو چاہے اندر رکھدے
اور گڈھے کو ایک بالشت چھوڑکران پھلون کو بھر دے پھراوپر سے مٹی ڈالکر زمین
برابر کر دے اور پانی سے سیراب کرے،

گلاب کے پھول بھی خشک کرکے جمع کئے جاتے ہین، اس طرح پر کہ غلاف
سے الگ کرکے دھوپ مین پھیلا دین، ایسا کہ تلے اوپر نہ ہون بلکہ الگ الگ
ہون، اور بار بار الٹ پلٹ کرین، اگر ایک ہی دن مین خشک ہو جائین تو بہت
اچھا ہے، ان مین خوشبو اور رنگ بہت عمدہ ہوگا، خشک کرنے کے بعد ان کو
مٹی کے ظروف مین رکھدین اور منھ کو خوب اچھی طرح بند کر دین، اس سے پھول
کی سرخی اور خوشبو قائم رہے گی، خشک ہونے کے بعد یہ تازہ پھل سے وزن مین
دسوین حصہ کے برابر ہون گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ جب گلاب بالکل شباب
پر ہو اور اس وقت اگر ان کو خشک کرنے کے لیے توڑا گیا تو وہ بہتر ہوگا، ایسا وسط
اپریل کے مہینہ مین ہوتا ہے، اس مین خوشبو بھی زیادہ ہوگی، اور جب یہ غلاف
سمیت وزن کئے جائین گے تو تازے پھول کے برابر ہون گے، اور اگر مئی کے مہینہ
مین خشک کئے گیے تو ان کا وزن تازہ پھول کے ساتوین حصہ کے برابر ہوگا،

بہر حال خشک کرنے کے بعد یا عرق نکالنے کے بعد اس کا وزن کم ہو جاتا ہے
اور یہ کمی سیرابی کی قلت اور کثرت کے لحاظ سے ہوتی ہے، تر و تازہ اچھا پھول
لاغر اور کمزور پھول سے ہر حال مین وزن مین زیادہ ہوگا، انشاء اللہ آئندہ ہم
گلاب سے عرق کھینچنے کی ترکیب تفصیل سے لکھین گے،

زیتون بارد اور یابس جگہون پر جمع کئے جاتے ہین، خ کا قول ہے کہ زیتون

کو صاف ستھرے برتن مین رکھین اور اس سے قبل نمک اور زیتون کا تازہ کوٹا
ہوا پتا اور اترج اور آس کا پتا ملا کر ایک معجون تیار کر لین، پھر اس کو ظرف کی نچلی
تہ مین رکھین اور زیتون سے ظرف کو خوب اچھی طرح پُر کر دین، کہین فرجہ نہ چھوڑین،
اس کے بعد سایہ مین رکھدین، انشاء اللہ تغیرات اور آفات سے محفوظ رہین گے،

غلون کے رکھنے کا طریقہ،

ق کا قول ہے کہ گیہون دو طرح سے رکھے جاتے ہین، ایک ایسی جگہ رکھے
جاتے ہین، جہان ہوا کا گذر نہ ہو، مثلاً تہ خانون اور گڈھون مین، اور دوسرے ان
مقامات پر ڈھیر لگا دیئے جاتے ہین، جہان ہوا کی آمد و رفت ہو، اور وہان سے
دوسری جگہ پر لے جانا مقصود ہو، ایسا موسم گرما مین کرتے ہین، جب ہوائین تیز چلتی
ہین، گڈھے یا تہ خانہ مین دو ہاتھ کے برابر گیہون کا بھوسہ ڈالین، بلکہ اس سے زیادہ
ڈالین تو اور اچھا ہے اور خوب اچھی طرح پھیلا دین اور پیرون سے بھوسہ کو دبا دین
تاکہ یہ گیہون اور زمین کے درمیان بالکل حائل ہو جائے، کوئی جانب ایسا نہ ہو
جہان گیہون زمین سے متصل ہو سکے، گرمی کے زمانہ مین ان گڈھون اور تہ خانون
مین مشرق، مغرب اور قبلہ کے داہنے جانب روشن دان بنا دین تاکہ ہوا اچھی
طرح آئے، لیکن جنوب کی سمت مین کوئی روشن دان نہ بنائین، کیونکہ جنوبی ہوا بہت
تیز ہوتی ہے اور نقصان پہنچاتی ہے، اس عمل سے گیہون تمام آفات سے محفوظ
ہو جائے گا،

گیہون کی بقاء کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ اسکی بالیان توڑ کر جمع کر دیجائین،
باجرہ کے متعلق لکھا ہے کہ اسکی بالیان ایک صدی تک بشرط احتیاط رکھی

جا سکتی ہین، ق کا قول ہے کہ انار یا میس کے پتے یا گچی یا بلوط کی لکڑیون کی چھانی ہوئی راکھ کا ایک حصہ گیہون کے سو حصہ مین ملا دین، اس سے بھی گیہون محفوظ رہے گا،

ق کا یہ بھی قول ہے کہ انگور کی راکھ، یا بھیڑ کی مینگنیان یا خشک افسنتین کو گیہون پر چھڑک دین تو اس سے بھی وہ بچ سکتا ہے، بلکہ گیہون کی سختی علی حالہ باقی رہے گی، گیہون کو کیڑون سے محفوظ رکھنے کی یہ ترکیب ہے کہ انجیر نر کے پتے تہ خانون مین بچھا دیئے جائین، یا سرو یا چقندر کے خشک پتے اس کے ساتھ ملا دیئے جائین تو کیڑے نہ پیدا ہون گے، سرو اور چقندر کے پتے خصوصیت کیساتھ کیڑون کے لیے مہلک ہین، بعض نے یہ کہا ہے کہ اترج اور فودنج نہری (پودینہ کی ایک قسم ہے) کا پوست کیڑون کے لیے قاتل ہے، بعض لوگ ان کو کپڑون کی حفاظت کے لیے صندوق مین رکھتے ہین،

ط مین ہے کہ لہسن کو گیہون یا جو کی جگہ پر پھیلا دین تو اس سے بھی کیڑے پیدا نہ ہون گے، خصوصاً وہ چیونٹیان جو ان کو کھا جاتی ہین، ان سے یہ محفوظ رہین گے، بلکہ تمام دیگر آفات سے بچے رہین گے اور ان کا آٹا تقریباً چوتھائی حصہ زیادہ ہوگا اور آٹا مین لس بھی زیادہ ہوگا، جو یا گیہون کے ساتھ کسی چیز کی راکھ یا صاف ستھری گچی جسکی سفیدی نمایان ہو ملا دیجائے یا سرکہ کا مٹکا وسط ڈھیر مین رکھدیا جائے، تو انشاء اللہ یہ آفت سے محفوظ ہو جائین گے،

بعض کی رائے ہے کہ ایک مٹکا زیتون کا پانی سو مٹکے گیہون یا جو پر چھڑکدین یا افسنتین کا پانی چھڑک دین تو کسی قسم کی آفت یا نقصان نہ پہنچیگا،

مسور اور ماش وغیرہ کو ایسے برتن مین رکھین جسمین روغن ہو، یا یہ کرین کہ برتن کے باطنی حصہ مین روغن لگا دین، اور ظاہری حصہ پر راکھ لگا دین تو اس سے حفاظت ہو جائے گی، یا دریا کا پانی یا کوئی دوسرا شور اور تلخ پانی ان پر چھڑک دین، جب پانی خشک ہو جائے تو غلہ کو ظروف مین رکھدین، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان غلون کو جو کھائے جاتے ہین شب کو شبنم مین پھیلا دین، رات بھر اسی طرح چھوڑ دین، پھر صبح کو شبنم سمیت ظروف مین رکھدین تو اس سے بھی حفاظت ہوگی، اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ غلون کے اردگرد باریک پسی ہوئی مٹی یا راکھ کا ہالہ بنائین تاکہ چیونٹیان ان تک نہ پہنچ سکین،

آٹے کو اچھی حالت مین باقی رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ صنوبر کی لکڑی کے مغز کو جس مین دھنیت ہوتی ہے پیس ڈالین اور اس کو ابریشم کی پوٹلیون مین باندھ دین اور پھر آٹے مین ان کو چھپا دین، انشاء اللہ آٹا خراب نہ ہوگا، اور نہ اس مین کیڑے پیدا ہون گے، اسی طرح زیرہ اور نمک کو اچھی طرح کوٹ لیا جائے اور پھر یہ سفوف آٹے پر چھڑک دیا جائے، یا زیرہ اور نمک مین سرکہ ملا کر اس کی ٹکیہ بنالین اور ان کو خشک کرکے آٹے مین مختلف جگہ پر رکھدین،

ط مین ہے کہ آدم کا قول ہے کہ غلون مین سے کسی کو لو اور اس مین نمک اور سانول (تیلی) کی پوٹلیان باندھ کر رکھدو تو اس سے بھی تغیر نہ ہوگا، یا سانول، پودینہ، تخم خطمی، اور تخم خشخاش کو خوب ملا کر پیس ڈالو پھر ان کی ٹکیان بنا لو اور ان ٹکیون کو آٹے وغیرہ مین مختلف جگہ پر رکھدو، انشاء اللہ تمام آفات سے محفوظ ہو جائے گا، اسی طرح سرو، اور وسم احمر (ترطاری سرخ) کی لکڑیون کے ٹکڑے آٹے مین رکھدیئے

جائین تو اس سے بھی حفاظت ہو جائیگی، ایک ترکیب یہ بھی ہو کہ زیرہ اور نمک برابر حصہ مین لین اور انکو پانی سے گوندھین اور فندق کے برابر ان کی گولیان بنا ڈالین پھر خشک ہونے کے بعد آٹے مین رکھدین، انشاء اللہ کسی قسم کی خرابی نہ پیدا ہو گی، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ چاند کی آخری تاریخون مین آٹا پسانے سے آٹا جلد خراب نہین ہوتا ہے،

تخم کو زراعت کیلئے رکھنے کا طریقہ

صنوبریت نے طا مین لکھا ہے کہ پیاز، لہسن، گاجر اور گندنا کے تخم کو زمین مین نہ رکھین، بلکہ ایسے ظروف مین رکھین جسمین کسی روغن کا دھبہ بھی نہ ہو، ان مین تھوڑا میٹھا نمک ملا دین، پھر دیوار دن پر ان کو لٹکا دین،

ص وغیرہ مین ہے کہ بینگن، کھیرا، ککڑی، خربوزہ، انگور، انجیر اور لہسن کے پھل جب تیار ہو جائین تو ان کے بیج نکالکر پانی مین دھو لئے جائین پھر ان کو خشک کیا جائے اور نئے ظروف مین رکھکر غیر مرطوب مقام مین لٹکا دیا جائے، جن پھلون کے بیج مین ایک قسم کی لزوجت ہوتی ہے، مثلاً خربوزہ، ککڑی اور کھیرا وغیرہ تو ان کو اس لزوجت کے ساتھ ہی ایک ظرف مین ڈالدین، جب وہ خوب سڑ جائین اور بدبو پھیلنے لگے تو بیج دھو لیے جائین اور خشک کر کے ظروف مین رکھدیئے جائین یا ان بیجون کو لزوجت سمیت گڈھے مین رکھدین تا کہ مٹی ان کی رطوبت کو جذب کرے اور یہ جلد خشک ہو جائین، پھر ان کو دھو کر خشک کر کے ظروف مین رکھ لیا جائے، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان پر ظرف مین رکھنے کے بعد چھنی ہوئی راکھ چھڑکدین، بعض ترکاریان یا سبزیان جو زمین کے اندر ہی رہکر اگتی ہین انکو بھی زراعت کیلئے جمع کر کے رکھتے ہین، مثلاً پیاز اور لہسن وغیرہ تو انکی جڑ جو زمین کے اندر رہتی ہو کاٹ لیجائے اور ان کو ایک رسی مین

باندھکر خشک مقام پر لٹکا دین، یا یہ کرین کہ کسی لوہے کو دو تین بار گرم کر کے جڑون کو داغ دین، اس سے خود پھل بہت زمانہ تک باقی رہین گے، بعض کا قول ہے کہ پیاز اگر اگست کے مہینہ مین کاٹی جائے تو وہ معتدل حرارت کے گرم پانی مین ڈبو دیجائے، پھر نکال کر خشک کیجائے اور جو کے بھوسہ مین الگ الگ رکھدیجائے انشاء اللہ بہت دن تک باقی رہے گی،

ق کا قول ہے کہ پیاز نمک ملے ہوئے پانی مین غوطہ دیجائے، پھر خشک کیجائے اور جو کے بھوسہ پر الگ الگ پھیلا دی جائے، انشاء اللہ بہت دن تک باقی رہے گی،

اورک جسکو سندی بھی کہتے ہین، ان کو تن کے جالون مین الگ الگ ٹھنڈی جگہ پر لٹکا دین، عرصہ تک تازہ رہے گی، بعض کا قول ہے کہ تیلی کھاد مٹی اور جو کی بھوسی کو عوسج یا کدو کے پانی مین گوندھکر لگا دیا جائے تو اس سے بھی ادرک بہت دن تک تازہ رہے گی،

کدو اور ککڑی کو الگ الگ رکھدین تو بہت دن تک اچھی حالت سے رہتے ہین، اگر کدو کو میٹھے پانی مین جوش دین اور اس کے بعد روغن زیتون اور سرکہ مین اس کو ڈال دین تو وہ خراب نہ ہوگا، اسی طرح اگر ککڑی تازہ توڑی جائے اور نمک ملے ہوئے پانی مین ڈال دیجائے تو سرما تک تازہ رہے گی، ککڑی اور کھیرے کے چھوٹے پھل لیے جائین اور ان کی مٹی تر کپڑے سے پوچھ ڈالیجائے، لیکن ہاتھ نہ لگنے پائے اور ان کو شیشے یا مٹی کے برتن مین ڈالدین اور اوپر سے اتنا سرکہ ڈالدین کہ یہ اس مین ڈوب جائین، پھر ان ظروف کو اٹھا کر رکھدیا جائے اور

جب ضرورت ہو تو نکال کر کھایا جائے، ہاتھ لگنے سے اس کو بچائے رکھین،

گوبھی اور سونف کو تازہ رکھنے کی بھی یہی ترکیب ہے کہ ان کو سرکہ مین ڈالا جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پھول کو دو ٹکڑے کر دین اور ان کو سرکہ مین ڈبو دین جس مین پودینہ بھی ملا دین، پھر ظرف کے منھ کو بند کر کے رکھدین،

بادیان کی تازہ شاخون کو چھیلکر اس کے ساتھ بھی یہی عمل کرین،

پیاز لہسن اور گندنا کو بھی سرکہ مین اسی طرح ڈالتے ہین جس طرح اوپر بیان کیا گیا خشک پیاز کے بڑے بڑے پھل لیے جائین اور ان کو ایسے ہی اچھی طرح دھو ڈالین پھر دھوپ مین سوکھنے کے لیے رکھدین، اس کے بعد ان کو روغن زیتون کے برتن مین ڈالدین اور اوپر سے تیز سرکہ اور ایک مٹھی پودینہ اور جاوتری ڈالدین اور اگر چاہین تو زیرہ اور دھنیا بھی ڈال دین، اسکے بعد ظرف کو مٹی سے بند کر کے ایک ماہ تک چھوڑ دین، پھر کھولین اور اس مین تھوڑا سا شہد ملا دین اور بوقت ضرورت استعمال کرین یہی عمل لہسن اور گندنا مین بھی ہو سکتا ہے،

گاجر شلجم، بیگن، ککڑی، کھیرا، کدو وغیرہ کا بھی سرکہ مین ڈال کر اچار بنایا جاتا ہے، اس طرح پر کہ گاجر شلجم، یا کھیرا ککڑی کے سخت پھل لئے جائین اور انکی چار قاشین کیجائین پھر ان کو الگ الگ پانی مین ابالین، اور ابال کر پانی پھینک دین اور ہر ایک کو الگ مٹکے مین رکھین صرف شلجم اور گاجر کو ساتھ رکھ سکتے ہین اور بیگن کو تو بالکل الگ رکھین، پھر ان ظروف مین اچھا سرکہ ڈالین اور انکے منھ کو مٹی یا گچ سے بند کر دین اور موسم سرما مین نکال کر بطور اچار کے استعمال کرین،

ان تمام چیزون مین سرکہ ڈالنے کی ترکیب ایک ہے،

زیتون کو درست کرنے کے بعد سالن کے قائم مقام کھاتے ہین، اسکے چند طریقے ہین، ایک تو یہ کہ زیتون کے تازے پھل لین اور ان کو چکنے پتھر یا لکڑی سے توڑین یہانتک کہ وہ پھٹ جائین، اسکو مکسور کہتے ہین، دوسرا یہ کہ ہر دانہ کا تین لانبا لانبا ٹکڑا کر دین، اس کو مشرح کہتے ہین، تیسری ترکیب یہ ہے صحیح و سالم سیاہ پختہ پھل کو لین اور اسکی کڑواہٹ اور تلخی دفع کر کے کھالین، اس کو متمم کہتے ہین،

مکسور کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ زیتون کے ہرے اور بڑے دانے جسمین گٹھلیان کم ہون اکتوبر کے مہینہ مین آہستہ سے چن لیے جائین پھر ان کو میٹھے پانی سے دھو کر صاف اور ستھرے پتھر یا لکڑی سے توڑا جائے، توڑنے کے بعد پھر ان کو دھو لیا جائے اور روغن زیتون کے برتن مین میٹھا پانی ڈالکر ان کو اسی مین چھوڑ دیا جائے، کچھ دن کے بعد اس پانی کو بہا دین اور دوسرا پانی ڈالین ایسا کئی مرتبہ کرین، جو شخص جلد کھانا چاہتا ہو اور اس کو بہت دن تک رکھنا نہین چاہتا ہو وہ اس کو جلد جلد دھوتا جائے تاکہ اسکی کڑواہٹ زائل جائے اور مٹھاس پیدا ہو جائے، لیکن جو شخص دیر تک رکھنا چاہتا ہو وہ جلد جلد پانی سے نہ دھوئے اور جو شخص اس کو فوراً میٹھا بنانا چاہتا ہو وہ زیتون کو پہلے گرم پانی سے دھو دے اور دوسرے پانی مین زیتون کی مقدار کا بیسوان حصہ نمک ملا کر دوبارہ ڈالدے نمک گھلنے کے بعد ان مین مٹھاس آجائے گی،

مشرح کی ترکیب بھی یہی ہے کہ اسی مہینہ مین اسی قسم کے پھل لئے جائین

اور ہر پھل کے تین لانبے لانبے ٹکڑے کئے جائین اور ان کو اسی طرح دھو کر نمک کے پانی مین ڈالدیا جائے، اور اگر تم یہ چاہو کہ زیتون بہت لذیذ ہو جائے تو پھل مین زردی یا سرخی یا سیاہی آنے کے بعد اس کے چند ٹکڑے کر ڈالو اور ان کو دھو کر اسی طرح نمک کے پانی مین ڈالدو، یہ جلد میٹھے ہو جائین گے، لیکن بہت دن تک باقی نہ رہین گے،

زیتون کے اچھے پھلون کو دھو کر میٹھے پانی اور اسی قدر نمک مین بھگودین، پھر ان کو کھائین، سیاہ پختہ زیتون کے ساتھ بھی یہی عمل کرتے ہین لیکن اس مین اتنا نمک نہین ملاتے ہین، جب ان مین شیرینی آجاتی ہے تو کھانا شروع کرتے ہین، ان مین پانی اور نمک زیتون کے سولھوین حصہ کے برابر ملا سکتے ہین، اسرائیلی کی کتاب مین ہے کہ جس پانی سے زیتون دھویا جائے اس مین نمک ضرور ملائین، تخمر کی ترکیب یہ ہے کہ بڑے پھل لیے جائین جو اچھی طرح پختہ ہو گئے ہون اور ان کو پانی سے دھودین پھر ان کو چٹائی وغیرہ کی صاف تھیلیون مین رکھدین اور ان کا منھ سی دین، اور کسی صاف جگہ پر ان کو تلے اوپر رکھدین، اور اوپر پتھر سے دبا دین، ایک ہفتہ کے بعد پھل نکالے جائین اور ان مین بیسوان حصہ باریک پسا ہوا نمک مخلوط کردین یعنی اگر زیتون ایک کیل (دو مُد) ہو تو اس کا بیسوان حصہ نمک اچھی طرح ملا دین، بعض یہ کہتے ہین کہ اس وقت تک نمک نہ ملایا جائے جبتک ان مین شیرینی نہ آجائے، اور تلخی زائل نہ ہو جائے، بعض کہتے ہین کہ زیتون کو توڑنے بعد مٹی کے اس برتن مین رکھین جسمین روغنِ زیتون رکھا جاتا ہو، اور اسکو بند کر کے سایہ مین رکھین، بعض لوگ اس ظرف مین تازہ روغنِ زیتون، پودینہ

جبلی، نہی، سرکہ، زیرہ، خشک پودینہ اور اترج کے پتون کو الگ الگ اور ملا کر ڈالتے ہین، ان مین ریحان، نعناع اور جاؤتری کی خشک لکڑیان بھی ڈالی جاتی ہین، سیاہ زیتون مین لہسن بھی ڈالا جاتا ہے جس سے اس کا ذائقہ بدل جاتا ہے، زیتون کی ہر سہ قسمون مین شیرینی آنیکے بعد پانی کے بجائے سرکہ ڈالا جاتا ہے، نیز شیرۂ انگور کا پھین بھی ڈالا جاتا ہے، اور اگر سرکہ اور شہد ملا کر ڈالین تو اور عمدہ ہوگا،

کبر جس کو عوام قبار کہتے ہین، اسکی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے تازہ پھل لین اور ان مین کاٹنے اور توڑنے کے سوا سب وہی عمل کرین جو شرح مین بتایا گیا ہے زیتون کی زراعت کی تدبیر بتائی جا چکی ہے، اس کا پورا خیال کرنا چاہیئے کہ ان ظروف کے قریب جن مین یہ چیزین ہون نہ کوئی حائضہ عورت بیٹھے اور نہ جنبی بیٹھے اور نہ کوئی نجس آدمی بیٹھے، کیونکہ ان کا قرب اس مین خرابی پیدا کر دیگا،

لیمون کو سرکہ مین ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ لیمون کے پختہ پھلون کو شق کر کے ان پر باریک نمک چھڑکدیا جائے پھر ان مشقوق حصون کو صاف ستھرے برتن مین رکھین جس مین پہلے روغنِ زیتون رکھا گیا ہو، اس کے بعد تازے سبز لیمون کا عرق ان دانون پر نچوڑین، اتنا عرق ڈالین کہ یہ پھل اس مین ڈوب جائین، اور اگر چاہین تو زعفران اور شہد بھی ڈالدین، اس سے نہایت عمدہ لیمون کا اچار تیار ہوگا،

حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

حلِّ لغات

الف

اضافت، ایک درخت کو دوسرے درخت کے ساتھ ترکیب کیلئے ملانا (من)

انشاب، ایک درخت کا دوسرے غیر جنس درخت سے بذریعہ سوراخ کے تعلق پیدا کرنا اور اسی کو ترکیب بالثقب کہتے ہین،

اسل (فارسی) روح وگرتہ (ہندی) کسرانی اس سے چٹائیان بنی جاتی ہین (محیط)

ازادرخت، (ف) زنزلخت

فسنتین، مجتری

اسفاناخ، پالک

اشقاقل، جسکو شقاقل بھی کہتے ہین (ہندی) ستاؤ ددوداِلی

انیسون، دوسرا نام کمون الحلو بھی ہے (فارسی) بادیان رومی (ہندی) رندنی (محیط)

اندراسیون، سریانی زبان مین ایک دوا کا نام ہے، عربی مین بخور الاکراد کہتے ہین،

اذریون (فارسی) گل آفتاب پرست (ہندی) سورج مکھی،

اکلیل الملک، (فارسی) شاہ افسر وگیاہ قیصر،

ابرس، ابھل

استسلاف، شاخ مین انٹا باندھنے کو کہتے ہین،

اقلاب، شاخون کو الٹ کر لگانے کو کہتے ہین،

اوتاو، ان شاخون کو کہتے ہین جو دو سال کی ہوتی ہین،

ارون، شارہ، شادہ

ب

بقلۃ الانصار، کرم کلہ

برقوق یہ لفظ برقوق ہے (ہندی) آلوچہ (محیط)

بطم بن (ہندی)

بقلۃ حمقاء خرفار

بسباس، جاوتری

بھار (فارسی) گل گاؤ چشم (ہندی) پاتھا، باآبونہ کی ایک قسم ہے،

برم گل شجر مغیلان،

بنج بنگ،

بروج مائی، یعنی بروج آبی اس مین سرطان، عقرب، حوت ہین،

بروج ہوائی، بروج بادی اس مین جوزا، میزان اور دلو ہین،

بروج ناری، یعنی آتشی اس مین حمل، قوس، اسد ہین،

بروج ارضی یعنی خاکی، اس مین ثور، سنبلہ، جدی، ہین،

ت

تمام ایک قسم کا پودینہ ہے،

تخم الرشاد، دیکھو لفظ حرف

ترمس، باقلائے مصری،

تذکیر، ان طریقون کو کہتے ہین جنسے درخت مین پھل زیادہ آئین اور وہ جھڑنے سے محفوظ رہین، خواہ بذریعہ حمل ہو یا کسی اور ترکیب سے، در اصل حمل کے طریقہ کو تذکیر کہتے ہین اور بقیہ کو تغلیباً تذکیر کہتے ہین،

تفریع پتون کے جھڑنے کو تفریع کہتے ہین یہ ایک مرض ہوتا ہے جو درختونکو لاحق ہوتا ہے

ترنجان بادرنجبویہ کی ایک قسم ہے،

تکبیس کسی شاخ کو بڑھنے کیلیے زمین مین دفن کرنا، اردو مین اس عمل کو داب کہتے ہین،

تطعیم ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ مرکب کرنے کو تطعیم کہتے ہین، خواہ یہ ترکیب بذریعہ پیوند ہو یا بذریعہ آنکھ یا کسی اور طریقہ پر ہو،

تعریش انگور کو درخت یا منڈھے پر چڑھانا،

تعمیر زمین کی اصلاح بذریعہ ہل یا کسی اور طریقہ سے،

ج

جرجیر، (ہندی) ترمرا، اور جرجیر باقلہ خرد

جلبان، مونگ سبز،

جریب ایک پیمانہ ہوتا ہے جو چار قفیز کے برابر ہوتا ہے، ایک قفیز ۱۲ صاع کا ہوتا ہے، ایک صاع ۴ سیر کے برابر ہوتا ہے اس حساب سے ایک قفیز ۴۸ سیر کے برابر ہوگا، اور ایک جریب چار من تیئیس سیر کا ہوگا،

جسم یہ لفظ اصل کتاب مین اسی طرح ہے لیکن لغت مین اس کے معنی نہین ملتے، البتہ جسد زعفران کو کہتے ہین ممکن ہے کہ یہان پر زعفران ہی مراد ہو

جعدہ، (فارسی) عنبر بید،

ح

حرف، (فارسی) تخم سپندان (ہندی) ہالون تیزہ، تیز کے بیج (کش) اسی کو حب الرشاد اور تخم الرشاد بھی کہتے ہین،

حبۃ الخضراء، (فارسی) ون دانہ، (ہندی) تمالس (محیط)

حب الملک، ماہودانہ، (محیط)

حماض ایک قسم کا ترش ساگ ہے،

حی عالم صغیر، سدابہار کی ایک قسم ہے،

حاج، (فارسی) خارشتر،

خرشف. (فارسی) کنگر (محیط)

حونزرومی، (فارسی) توزواگبرودس،

حلبہ، میتھی،

حرمل (فارسی) سپند سوختنی (ہندی) ہرملا،

حنی احمر، محیط مین جنی احمر لکھا ہے، یہ شامی درخت ہے اندلس مین مطردبہ کہتے ہین،

خ

خلاف، بید (مصری)

خرنق اہود (فارسی) خال زنگی (ہندی) کالا کچلا اور کنگی، (محیط)

خروب، خرنوب شامی کو کہتے ہین (فارسی) ترمازردنی،

خیری گل خیرو اور گل شب بو کو کہتے ہین،

خندروس، بڑی جوار،

خزامی، (فارسی) شب بو، گل مریم بہت زیادہ خوشبودار ہوتا ہے،

خیزران بید،

د

دفلی (فارسی) خرزہرہ (ہندی) کنیر (محیط)

دلب چنار

داذی جو جادو،

دروالہ. (ہندی) بیو لا

دلاع سبزی، ادرک

دخن چینا

ذ

خ

ذرہ - چینا، جوار (کش)

ذوات الصموغ، وہ اشجار جنمین گوند ہوتا ہی،

ذوات الالبان، وہ اشجار جنمین دودھ ہوتا ہی،

ذوات المیاہ، وہ اشجار جنمین پانی ہوتا ہے،

ر

رجلہ، (فارسی) حمقاء (اردو) خرفہ،

رُب العنب، وہ شراب ترش کو کہتے ہین اور اس کو

یتفیج بھی کہتے ہین المحیط مین ہو کر انگور کا شیرہ

پکانے کے بعد اگر نصف رہے تو جمہوری کہلاتا

ہے اور اگر تیسرا حصہ رہے تو مثلث کہلاتا ہے

اگر چوتھا حصہ رہی تو رب العنب کہلاتا ہے،

راسن، سوسن جبلی، اور ہندی مین راسین کہتے ہین

راسین در اصل ہندی لفظ ہے جسکو دوسرے

بلاد مین بھی اسی نام سے کہنے لگے، (المحیط)

رقعہ، مصر مین انجیر افرنجی کہتے ہین اور اسکو انجیر

ہندی بھی کہتے ہین، اور قبرص کے لوگ بیتوکوفجی کہتے ہین

ز

زعرور سیب صحرائی کی ایک قسم ہی فارسی مین دولانہ اور کیل کہتے ہین

س

سلق، چقندر،

سرمن، بتھوے کا ساگ،

سماق، (ہندی) تماتیر، اس سے چہرہ رنگا جاتا ہے

سعدی، گندنا کی طرح کا ساگ ہے،

سمرار، گندم اور ایک قسم کی گھاس ہے

جو موصل کے اطراف مین ہوتی ہی (المحیط)

سلت، (فارسی) جو برہنہ (ہندی) آت جو (المحیط)

سرلیشس، کاسنی،

سداب، (ہندی) سانول، وساتری،

سرو۔ (ہندی) تمال، اس کے پھل کو

جوز السرو کہتے ہین،

ش

شونیز کلونجی (ص)

شہدانج بھنگ صحرائی،

شبت سویا،

شوک الدجین، ایک خاردار درخت ہی،

ص

صفیرار یہ ایک درخت ہے جس سے لکڑی رنگی

جاتی ہے، مصر مین اسکو عود البقیہ کہتے ہین (المحیط)

صنبر، (ہندی) مین اکیولا، اور کالا بول اور مصبر

کہتے ہین، (المحیط)

ض

ضومران، پودینہ نہری،

ضرو، اڑلیہ،

ط

طرفا، جھاؤ،

طیان، اس کو طیان بھی کہتے ہین یاسمین بری (المحیط)

ع

عیون البقر، آلو بخارا،

علیق (فارسی) توت سگ (ہندی) اچھو (المحیط)

عرفج، بلسان

عنصل، یہ پیاز دشتی اور پیاز موش کہلاتا ہی عربی مین

اس کو بصل الفار اور بصل الخنزیر بھی کہتے

ہین، کیونکہ اس سے چوہے وغیرہ مرجاتے ہین (المحیط)

عربی، اس کنوئین کو کہتے ہین جس کا سفلی حصہ مستدیر

ہو اور علوی مستطیل ہو،

عصفر، (فارسی) بہرم وبہرمان (ہندی) کسم و کسنبہ

ایک پھول ہوتا ہی جس سے کپڑے رنگے

جاتے ہین، (المحیط)

عیون، درخت کی آنکھون کو کہتے ہین جو نے

کی طرح کی ہوتی ہین اور جگنو بھی کہتے ہین

عرب، بکسر العین ایک قسم کی گھاس ہے (ص)

غ

غار، (فارسی) باہشتان، یہ ایک بہت

بڑا درخت ہے جسکی عمر ہزار برس

ہوتی ہے یونانی اس کا بڑا احترام

کرتے ہین، (المحیط ۱۲)

ف

فودنجات، پودینہ، اس کی تین قسمین ہین،

بری، جبلی اور نہری،

فارسی اس کنوئین کو کہتے ہین جس کا

" علوی اور سفلی حصہ دونون مستطیل ہون

فصفصہ، عربی مین اس کا ایک نام رطبہ ہے

اور فارسی مین اسپست کہتے ہین،

فوہ، (فارسی) روناس (ہندی) المجیٹھ

فیجن، (عربی) سداب (ہندی) سانول ساتری

ق

قنب، بھنگ،

قرفاص، قرقس (فارسی) کیلدار (ہندی) پُگھراج وسبورہ،

قلقاس (ہندی) اروی، گھیان،

قنطوریون صغیر (فارسی) لوفاخرد وکریون

قثاء الحمار، (فارسی) خیار دشتی (ہندی) اندرائن اور کھکر بیل، (محیط)

حمقم قریش، چلغوزہ خرد یا بزرگ (محیط)

قسطل، شاہ بلوط،

قیر۔ قار۔ } یہ ایک سیاہ رنگ کا روغن ہوتا ہے جو کشتیوں یا دروازہ پر ملا جاتا ہے، خارشتی اونٹون کے بدن پر بھی لگایا جاتا ہے صاحب محیط نے لکھا ہے کہ یہ گرم چشمہ سے نکلتا ہے اس کو رال کہنا غلط ہے،

قطف، بتھوا

قردمانا، (فارسی) تخم توخرہ (ہندی) کالیزیری

قنار یہ، حرشف، کنگر،

قوطلینوس، زیتون الحبش کہ کہتے ہین جو زیتون بری کی قسم ہے اصل کتاب کے صفحہ ۱۹ مین قوطلینون ہے جو صحیح نہین ہے،

ک

کرفس (ہندی) اجمود

گاؤزبان، (محیط)

کرسنہ، مٹر (کش)

کبر (ہندی) کریل اور دکن مین اسکو نیپتی کہتے ہین (محیط)

کزبرہ، دھنیا

کراویا، کردیا، شاہ زیرہ، زیرہ رومی،

ل

لسان الحمل، ہری بارہ

لوف (فارسی) پیل گوش (ہندی) ہشت کند، اس کی تین قسمین ہین

م

مرزنجوش، (فارسی) مرزنگوش تخم ریحان کی ایک قسم ہے ہندی مین مروا کہتے ہین (محیط)

مسن،

مرجیل یہ زمین کے برابر کرنے اور ناپنے کا آلہ ہے، لغت مین اسکا پتہ نہین چلتا جو اصحاب فرانسیسی زبان جانتے ہین وہ اس لفظ کے معنی متعین کرسکتے ہین، فرانسیسی مین اسکو (PUNE PENDULS) کہتے ہین

مخیطا سپستان،

مامیثا، نبطی زبان کا لفظ ہے اس کو ہمیثا بھی کہتے ہین یہ خشخاش کی طرح ہوتا ہے، فارسی (ببرو)

مشق جڑون کے متصل کی زمین کو آہستہ سے کھودنا،

میس اس کو میشان بھی کہتے ہین، شام کے ایک درخت کا نام ہے یونانی مین لوطوس کہتے ہین (محیط)

محمودہ سقمونیا، یہ اسہال لانے والی دوا کا نام ہے (محیط)

مقدونس، کرفس بری کو کہتے ہین منسوب مقدونیا کی طرف ہے،

مرو، (ہندی) کنوچہ، اسکی بہت سی قسمین ہین دیکھو (محیط)

مامیثا یہ خشخاش کے درخت کے مشابہ ہوتا ہے اسکا پھول خشخاش کے پھول کی طرح زرد ہوتا ہے، پتیان سفید ہوتی ہین،

ملوخ ان شاخون کو کہتے ہین جو ایک سال کی ہوتی ہین،

مطعم، وہ پودہ ہے جس پر تطعیم کا عمل جاری ہوتا ہے، یعنی وہ جڑ رکھنے والا پودہ جس کی شاخ سے کسی اور درخت کی شاخ کا پیوند لگاتے ہین یا وہ پودہ جس کے تنے یا شاخ مین کسی اور درخت کی آنکھ جمانے ہین،

مطعم علیہ، وہ درخت ہے جس سے شاخ یا آنکھ لیتے ہین،

ن

نبش درختون کی مٹی کی تقلیب کو نبش کہتے ہین اور اسی کو تزویج اور تنفیس بھی کہتے ہین، اس سے جڑون کی بستگی دفع ہوجاتی ہے،

نسرین (فارسی) گل شکین (ہندی) گل سیوطی،

ہ

ہلیون، (فارسی) مارچوبہ (ہندی) ناگدون،

ی

یربور، ایک قسم کا یانی ساگ ہے جس کو ہندی مین چولائی کہتے ہین،

چند اور اصطلاحات اور لغات،

جنمین سے بعض حل طلب ہین،

شحاح، اس سخت زمین کو کہتے ہین جسمین پانی جذب نہین ہوتا (ق)

طفلیۃ، خشک مٹی والی زمین ، (ق)

حمایتہ،

حرشار، وہ زمین جو بہت زیادہ سخت نہو (ق)

قثاالحمار فارسی مین خیار وحشی اور ہندی مین اندرائن دکھنگر بیل کہتے ہین، (محیط)

حرشف، فارسی مین کنگر کہتے ہین، یہ ایک قسم کی نبات ہے ، (ص)

خشنہ: نرم زمین کو کہتے ہین ، (من)

صلدہ: سخت اور چکنی زمین کو کہتے ہین (من)

وسمہ، سیاہ رنگ کی مرطوب زمین (من)

ذرہ، رائی، چینا، (ک)

دروار ہندی مین ہیولا کہتے ہین (محیط)

عرب بکسر العین ایک قسم کی خشک گھانس ہے ، (ص)

صعتر حمیر

زعرور اس کو ہندی مین کیل کہتے ہین یہ چھوٹے سیب کے مشابہ ہوتا ہے (ص)

مسل،

حسک، ۔ فارسی مین خار مغیلان اور ہندی مین گوکھر کہتے ہین ، (ص)

تطعیم ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ مرکب کرنے کو تطعیم کہتے ہین (من) خواہ یہ ترکیب بذریعہ پیوند ہو یا بذریعہ آنکھ یا اور کسی طریقہ پر،

مطعم وہ پودہ جسپر عمل تطعیم جاری ہوتا ہی،

مطعم علیہ، وہ درخت جسکی شاخ یا آنکھ ترکیب کے لئے لیجاتی ہے ،

خوز ،

عیون البقر،

مضع،

خار احمر،

دفلی، فارسی مین خرزہرہ اور ہندی مین کنیر کہتے ہین، (محیط)

برقوق،

میس، اسکو میسان بھی کہتے ہین ، شام کے ایک درخت کا نام ہے، یونانی لوطوس کہتے ہین ، (محیط)

محیطا،

دلب، اردو مین چنار کہتے ہین، (محیط)

خبری،

مقیشر،

حہ دبری،

بقل احرش،

قمح بری

ترمس، باقلا مصری (اردو) (کش)

جعدہ (فارسی) عنبر بید،

افسنتین،

زوفا،

قیصوم،

ہسنہ بابری (اردو) کاسنی

خربق اسود، (اردو) کٹکی سیاہ

عوسج احمر،

عکرش،

قبض ، زبان کا بدمزگی کی وجہ سے سکڑ جانا (من)

تخم الرشاد ،

ازادرخت، زنزلحت،

غسال ، تیز بارش

اردن ، شارہ، شادہ

خروب

طیل ،

خبیص ،

شعری

غبیرا،

فول، چنا، (ص)

عدالیق ،

کدان ، یہ لفظ اصل مین گذان ہی گذان نرم پتھر کو کہتے ہین اسی سے ارض مکذنہ ہے اصل کتاب مین مکدنہ دال سے لکھا گیا ہے اسلئے تصحیح کر لیجائے، (لسان)

دلیقال

حریریہ اس زمین کو کہتے ہین جسمین مٹی زیادہ ہو اور ریت کم ہو،

رحلہ حمقا، (فارسی) خرفہ (اردو) (مص)

قرطبی ابیض

فارق

معاثی

قطانی

قسثم

تعمیر زمین کو کھود کر یا جوت کر درست کرنے کو کہتے ہین

تقلیع

کرمۃ البر انگور کی ایک قسم ہے جو میدانون مین ہوتی ہے بڑا وسیع درخت

ہوتا ہے اور شاخین بہت لپٹی ہوتی ہین (کاشت انگور)

براذین ترکی گھوڑے (من)

دراشین درشان کی جمع ہے اسکو ساق حر بھی کہتے ہین، ایک قسم کی چڑیا ہو (من)

قنبیط

راسن

جرجیرا (فارسی) کیکیر، (ہندی) ترمرا (محیط)

بازروخ،

امہات الاشجار

کرز خرجینہ (فارسی)

قراسیا آلو بالو

صفصاف سفید بید،

غلطنامہ کتاب الفلاحت حصہ اول،

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	٧	تصور جائے گا	تصور کیا جائیگا،	٢٨	٨	تذکر	تذکرہ
〃	٩	سمع الکھان	سمع الکھان،	٢٩	٣	راتی	رائی
٦	١٣	روز	زور	〃	١٧	سفید	سفیدی
٧	٥	اس مین	ان مین	〃	〃	کچھ دار	گچدار
٨	١٢	طفیلیہ	طفلیہ	٣٠	٥	خندق	فندق
〃	١٨	سس ہو	س نہ ہو	٣١	٥	زمین	مین
١١	١١	کیونکہ	کہ	٣٢	٩	زمین ترکاریان	زمین مین ترکاریان
١٤	١٢	دریاقت	دریافت	〃	١٣	مصور	مسور
١٥	٥	حرد بہری	حرد بری	〃	١٩	تمام چھوٹی	تمام چھوٹے نباتات
〃	١٥	جسن مین کوئی	جسن زمین مین کوئی	٣٣	٥	ہادی	رمادی
٢١	١٦	باریک ظاہر	باریک چیز ظاہر	〃	١٤	خزبق	خربق
٢٢	٧	دیاجا ہیئے	دیاجا ہیئے،	٣٤	٢	ہوجاتی ہے	ہوجاتی ہین'
٢٥	٩	سخت زمین ایک قسم کا کیڑا	سخت زمین مین ایک قسم کو کیڑا	٣٥	١١	کتال	کتان
٢٦	٣	یہ کھاری	کھاری	〃	١٨	اسکی تپیون	انکی تپیون
〃	٤	زمین پیدا	زمین مین پیدا	٣٧	٣	سرما	گرما
٢٦	١٢	جن فلاحت	جنمین فلاحت	٣٨	١٠	کشمش	مشمش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۸	بنجاتی ہے	بنجاتا ہے	۵۶	۱۸	لیکن جو	لیکن
۴۰	۱۸	زہن بجز	زمین مین بجز	″	۱۹	نہ ملی ہو	ملی ہو
۴۲	۱	علاج کیوجہ سے	علاج سے	۵۷	۴	ہوجائیگی	ہوجائے
۴۳	۱۵	کر کے	کرلے	۵۸	۲	اعناف	عناب
۴۴	۱۲	قوشامی	قوتامی	″	۳	قثم	قنثم
۴۵	۱۴	انسطومیوس	انطولیوس	۵۹	۱۴	بنائے	بنانے
″	۱۹	کانئے	کانٹے	″	۱۶	معادینہ	معادینہ
۴۶	۸	لوگون سے	لوگون نے	۶۳	۴	اسپانی	اسپینی
۴۷	۱۳	دونون سونگھی جائے گی	دونون ہو نگھے جاینگے	″	۱۵	اس زمانہ	اس پر زمانہ
۴۸	۴	اگرچہ	گر	″	۱۸	قوتانی	قوتامی
″	۱۱	متنشق	متشقق	۶۶	۱۹	مستبط	مستنبط
۵۱	۷	زمین حرارت	زمین مین حرارت	۷۰	۱۵	اورثین	وراثین
″	۹	رنگ کے	رنگ کی	۷۱	۲	چمگادڑ	اونٹ
۵۳	۴	خروف	خروب	″	۸	کدو کی مالت	کدو کی لت
″	۲	قول	فول	۷۷	۱۲	پانس کی کی	پانس پانی کی
″	۱۳	نہ پودے	پودے	۷۸	۱۲	روارت	روائت
۵۴	۲	المدمینہ	المدینہ	۷۹	۱۱	دوسری کی	دوسری
″	۶	اسکے لیے نبات کے	اسکی نبات کیلئے	″	۱۶	جو نباتات	جس کو نباتات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۳	سمیت	دسمیت	۱۰۱	۱۸	دوسرے تک	دوسرے دن تک
۸۲	۵	بابستانی	اور بستانی	۱۰۲	۱۶	سولہ	گیارہ
″	۱۴	پانسون سے	پانسون کے	۱۰۶	۱۸	آکہ مرحیضل	مرحیفل
۸۵	۱۹	بیٹ سے کم	بیٹ سے انمین کم،	۱۰۸	۳	اسکا	اس کی
″	″	ہوتی ہین	ہوتے ہین،	۱۰۹	۱۶	چاہتے ہین	چاہتے ہو،
۸۶	۲	اوسکی تعفن	اسکا تعفن اور اسکی بدبو	۱۱۱	۹	رکھی جائے	رکھا جائے
۸۷	۳	اچھا ہو جاتا ہے	تو اسکا ملانا اور اچھا ہو جاتا ہے	۱۱۳	۱	زیر تخت	زنز تخت
۹۱	۱۵	تسخنیص	تشخص	″	۱۱	سمت کی	سمت مین،
۹۲	۷	وہ چڑیون کے بیٹ الخ	وہ چڑیونکی بیٹ کے توام کے مانند ہو جاتی اور اسمین ایک قسم کا تعفن آجائے،	۱۱۸	″	دوسرے ہر	دوسرے سے ہر
				۱۲۰	۵	ٹہنون	ٹہنیون
۹۳	۲	نفع ہوگا	نفع نہ ہوگا	۱۲۲	۴	لگائی گئی ہون	لگانے کیلئے کاٹی گئی ہون
″	۱۲	شجرالحینہ	شجرالجنۃ	۱۲۷	۱۴	سرما	گرما
۹۵	۳	جائین مین	جائین	۱۲۸	۲	اس مین ہر ٹہنون	اس مین تینون
۹۶	۱۸	شنوبر	شونیز	۱۳۰	۴	ان کو انھین فصل	انکو انھین مہینون مین
″	۱۰	قرب	قریب	۱۳۳	۸	جن درختونکی جڑ مین	جن شاخون کی جڑ مین
۹۷	۱	کے شیرین	کا شیرین	۱۳۵	۱۳	چھوٹی شاخون	آنکھون
۱۰۰	۱	بابوغ	بابونج	۱۴۱	۸	مفروسہ	مغروسہ
۱۰۱	۲۷	ختم	حنتم	۱۴۵	۱۳	پہلے	پہلی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۶	۳	کاٹ دیجائین	کاٹ دیجائے	۱۹۴	۱۱	مٹی سخت	مٹی مین سخت الزوجت اور
״	۱۱	ظرف گڈھے مین ہو	ظرف کو گڈھو مین سلادین	۱۹۸	۲	دو یا تین ن	دو یا تین بار
۱۵۷	۱	کسی موقع پر سے	کسی موقع سے	۲۰۰	۱۷	اس روغن	اس مین روغن
۱۵۸	۱۹	اس طرح	اسی طرح	۲۰۶	۶	خزیران	خیزران
۱۵۹	۱۰	تفیون	قضیبون	۲۱۶	۳	قبض موجود ہون	قبض ہو
۱۶۲	۱۹	پیوست	یبوست	۲۱۸	۱۲	انکی	اسکی
۱۶۳	۱	اس طرح	اسی طرح	۲۲۰	۱	اوراسطرح دیر مرکب ہو مین	اوراسیطرح دیر دو مین سے اور ختون کیساتھ مرکب ہوتا ہو،
۱۶۵	۶	اس طرح	اسی طرح	۲۲۶	۹	اس کے لیے زیاد	اس سے لیے زیادہ
״	۱۲	کردیناچاہیے بہت اچھا ہے	کرنا بہت اچھا ہے	۲۲۹	۷	مرتب	مرکب
۱۶۶	۱۴	کشمش	مشمش	۲۳۱	۶	گروانہ زیادہ	گردا زیادہ
۱۷۶	۱۵	رہے	رہین	۲۳۴	۱۲	دھوان پن	دھوان کے ذائقہ
۱۷۷	۱۸	بعض مارچ	بعض صرف مارچ	۲۴۰	۳	کھاد اس کو	کھاد سیراب
۱۷۹	۱	ہوتا ہے جسکا دوسرا نام جوزا ہے	ہوا یہ جسمین جوزا	۲۴۸	۹	مٹائی	موٹائی
۱۸۰	۵	آواز نہین پیدا ہوتی ہے	آواز پیدا ہوتی ہے یعنی خراب آتی ہے	۲۶۳	۹	سیراب کرنے والا	سیراب ہونیوالا
۱۸۱	۱۶	اسطیفی	اسطیقی	۲۶۴	۱	اس کو چھانٹ	وہ چھانٹ
۱۸۶	۷	الٹ کر	لٹا کر	۲۷۷	۷	پھل	پھول
۱۸۷	۷	دفقہ	وقفہ	۳۱۱	۱۲	انھین	ان میں
۱۹۰	۶	قوطلینوایک قسم کا انگور ہے	قوطلینوس ایک قسم کا زیتون	۳۱۹	۵	انگور	ان کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۱۹	رکھنی	رکھنی چاہیے	۴۰۶	۲	یاکہ	یا
۳۲۷	۱۵	روغن وار	روغن دار ہون	۴۰۸	۱۷	دوسرے قسم	دوسری قسم
۳۲۸	۱۴	انھین	ان مین	۴۰۹	۱۵	اسکے قوت وضعف	اسکی قوت وضعف
۳۳۴	۱۵	ارض مین	ارض جہزولہ مین	۴۱۱	۵	چھلکا سمیت	چھلکے سمیت
۳۴۸	۱۵	قطم	قلم	״	۷	کپڑا یا رسی سے	کپڑے یا رسی سے
۳۵۰	۳	جلاڈالین	جلاڈالو	״	۸	کاٹتے	کاٹتے
۳۵۵	۸	اسکی	اس کے	۴۱۲	۳	کانٹ چھانٹ	کاٹ چھانٹ
۳۶۱	۳	کوئی	کوئی حصہ	۴۱۵	۶	ہر ٹکڑہ	ہر ٹکڑا
״	۲۲	اسی سے	رسی سے	۴۱۷	۱۱	چھاٹنا	چھانٹنا
۳۷۷	۱۱	ہو سکتا	ہو سکتی	۴۲۵	۱	شاخ کی حجم	شاخ کے حجم
״	״	ذوات الاولاد ہان آپس مین	ذوات الاولاد ہان مین سے ایک	۴۲۸	۶	انگور کا انگور کیساتھ	انگور کیساتھ انگور کی
۳۷۹	۱۱	اوران	اور نہ ان	۴۶۲	۴	تواس	تواس کو
۳۸۷	۱۶	اونچاچاہیے	اونچاہوناچاہیے	״	۱۷	ترویج اور تفتیش	ترویج اور تنقیص
۳۹۲	۲	لیکن اشجار	لیکن جو اشجار	۴۷۴	۲	یاہاتھ	یا ہاتھ
۳۹۶	۵	کٹی ہی	کٹی ہوئی	۴۷۹	۲	روی زمین	روئے زمین
۳۹۹	۱۱	جیسا کہ بیان کیا گیا	جیسا کہ بیان کیا گیا تو ایسا کر سکتے ہین	۴۸۶	۳	زمینین	زمینین
۴۰۲	۵	درستگی	درستی	۴۹۰	۱۸	ایک ہی مین	ایک ہی ہین
۴۰۳	۱۸	تنا	تنہ	۵۰۰	۵	ابنوس	آبنوس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱۲	۱۴	درنصت	اورنصف	۵۹۰	۱۵	باجرہ	باجرا
۵۲۱	حاشیہ	س لحاظ	اس لحاظ	۶۰۱	۷	لپٹین	لپیٹین
۵۲۵	۹	ٹاکیان لگائین یاٹاکیان	ٹانکیان لگائین یہ ٹانکیان	۶۰۶	۱۳	تازے پھول کے برابر	تازہ پھول کے برابر
۵۵۱	۹	گائے کا پتہ	گائے کا پتا	۶۱۱	۴	بھوسہ مین	بھوسے مین
۵۵۴	۱	پچھنہ سے	پچھنے سے	″	۶	بھوسہ پر	بھوسے پر
۵۷۲	۱۳	بیدآنہ	بےدانہ	۶۱۳	۳	تازے پھل	تازہ پھل
۵۷۳	۴	ٹکڑہ	ٹکڑا				

فہرست مضامین کتاب الفلاحت جلد دوم

کتابُ الفلاحت جلد دُوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابِ ہفدہم

عمل قلیب کا طریقہ، اُس کے اوقات اور اُس کے منافع کے بیان میں جن سے زمین کی اصلاح ہوتی ہے

علمائے فلاحت کا قول ہے کہ زمین کو خواہ کسی قسم کی ہو مناسب وقت مین اس مین تقلیب[1] کا عمل کرنا چاہئے، یعنی مٹی کو الٹ پلٹ دینا چاہئے، اور اُس مین اُس کے مزاج کے مطابق کھاد ڈالنا چاہئے ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ زراعت سے قبل موسم سرما مین متعدد بار زمین کو اُلٹنا پلٹنا چاہئے، یہانتک کہ آخر موسم ربیع مین لکیرین یعنی نالیان کُھلی ہوئی نظر آئین، خواہ یہ زمین مزروعہ ہو یا غیر مزروعہ ہو، جو مزروعہ ہو اُس کے لئے تو یہ عمل لابدی ہے کیونکہ ایک ہی زمین مین باربار زراعت کرنے سے اُس کی قوت نامیہ بہت کم ہوجاتی ہے، لیکن جب وہ کئی بار جوت کر درست کرلیجائے اور آخری مرتبہ کھلی چھوڑ دیجائے تو جوت کی کثرت سے اُس مین کوئی چیز اُس وقت تک نہ اُگ سکیگی جبتک کہ آفتاب کی حدت اُسکے ذرات مین لطافت نہ پیدا کردے، اور خطوط کے اندرونی ذرات کو ہلکا نہ کردے، اس عمل قلیب سے زمین مین تین چیزین

[1] عمل قلیب کے معنی ہین زمین کو ہل سے باربار بقدر ضرورت جوتا جائے۔ اس صورت کو چاس بھی کہتے ہین۔ ہر کھیت کے لئے اور اسی طرح ہر غلہ کے لئے چاس کی تعداد مقرر ہے، ہندوستان مین بھی جو کاشت ہوتی ہے وہ مقرر طریقہ پر چاس کے بعد ہوتی ہے، (مترجم)

پیدا ہونگی، زمین کے ذرات منتشر ہونگے جس سے زمین مین ایک انبساطی کیفیت پیدا ہوگی، بالائی سطح نرم ہوگی، اور آفتاب کی حدت سے اس مین لطافت او صفائی پیدا ہوگی اور زمین کی اندرونی حرارت کو خودرو گھاس اور نباتات کو اُگنے سے روکے گی، کیونکہ زمین کی ساری خوبی خودرو نباتات سے زائل ہوجاتی ہے، تمیر اور تقلیب کا متواتر عمل قلیب کے نام سے مشہور ہے، اور یہ زمین کی اصلاح کا بہترین طریقہ ہے، البتہ وہ زمین اس عمل کی محتاج نہین ہے، جس مین کٹنی کے بعد غلہ اُوسانے کی غرض سے رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ زمین طبعاً بہت اچھی ہوتی ہے اور اس مین ملائمیت اور روغنیت موجود ہوتی ہے، کسی جدید عمل کی ضرورت نہین ہے، کبھی زمین کی اصلاح کھاد سے بھی ہوتی ہے، اور کبھی ایسا کرتے ہین کہ زمین کو کچھ دن غیر مزروعہ چھوڑ دیتے حتی کہ جوتنا بھی موقوف کر دیتے ہین، چونکہ ایک مدت گذر جانے کے بعد آفتاب کی حدت اس کی اصلاح کر دیتی ہے، اور اب اس مین جو چیز بوئی جائیگی بلاشبہ اچھی طرح اُگے گی،

ہارون کا قول ہے کہ ارض رقیقہ کو آفتاب جلا ڈالتا ہے، کیونکہ اُس کی سطح ظاہری نرم اور بر باطناً پتھریلی ہوتی ہے اس کے لئے راکھ بھی مضر ہے اس سے اسکی موجودہ نرمی اور رطوبت بھی جذب ہوکر زائل ہوجاتی ہے اس نقص کے پیدا ہوجانے کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ معتدل موسم خریف مین اسکوہل سے جوتنا چاہیئے اور قلیب کا پورا عمل کرنا چاہیئے اس اصلاح کے بعد اس مین کثیر مقدار مین کھاد ڈالنا چاہیئے کیونکہ کھاد کی کثرت اس قسم کی کمزور زمین کیلئے بے حد معین و مددگار ہوتی ہے، عرب کی ارض رقیقہ مین عمل قلیب مضر ہوتا ہے، کیونکہ اس قسم کی زمین مین وہان قوت ماسکہ بہت کم ہوتی ہے، جوتنے کے ساتھ ہی زمین بھربھری اور متخلخل ہوجاتی ہے، اور رطوبت کا اثر جلد ہوتا ہے،

(صلبہ) سخت زمین (ثخینہ) پتھریلی زمین اور (دمہ) مرطوب زمین مین یہ عمل موسم گرما مین ہونا چاہیے، اور سرخ زمین، ریتلی زمین، سفید اور سیاہ زمین، یابس زمین، اور کھاد ڈالی ہوئی زمین مین یہ عمل موسم سرما مین اور شور زمین مین بارش کے بعد ابتدائے موسم مین یہ عمل کرنا چاہیئے، عمل قلیب کے بعد بھوسہ چھینٹ دینا چاہیئے اگر باقلا کا بھوسہ ڈالا جائے، تو بہتر ہے کیونکہ اور بھوسون سے یہ افضل ہے اس کے

بعد جو اور گیہون کے بھوسے کا درجہ ہے ان بھوسون سے شور زمین کی اصلاح ہوجاتی ہے اور یہ سڑنے کے بعد اس مین نمکینی کی بجائے شیرینی پیدا کر دیتے ہین، ربیع کے موسم مین ایک قسم کی نمکین رطوبت جو پہلے پیدا ہوتی تھی اس علاج کے بعد موقوف ہوجائیگی، تقلیب کے بعد یہ زمین سال بھر تک اسی حالت مین چھوڑ دی جائے پھر آئندہ موسم خریف مین گائے کا گوبر اور گھوڑے کی لید کی کھاد ڈالین، کیونکہ یہ دونون دوسری کھادون سے زیادہ شیرین ہین، اس کے بعد جو یا اسی قسم کے غلّے بوئے جاتے ہین جن کی جڑ زمین کے اندر زیادہ نہ پھیلین لیکن پہاڑی زمین اور سرد ملک کی زمین اور وہ زمین جو ہمیشہ سایہ مین رہتی ہو اور وہ زمین جو سمت شمال کی طرف زیادہ مائل ہو اُن مین عمل تقلیب موسم گرما مین کیا جائے اور گرم وقت کا انتظار کیا جائے یہ اقوال یونیوس کے ہین،

شولون کہتا ہے، کہ طیبہ (اعلیٰ درجہ کی زمین) دمہ (نمناک زمین) صلبہ[1] (معمولی درجہ کی سخت زمین) اور تر زمینین موسم سرما مین چند مرتبہ کھود دی جائین، اور موسم گرما مین صرف لکیرین یعنی نالیان صاف کرکے کھولدی جائین تاکہ آفتاب کی حدت اندرونی اجزا تک پہنچ سکے اس طرح پر زراعت کے وقت تک یہ زمین بہتر ہوجائیگی، اور اس کے اجزا لطیف ہوجائین گے، اب جو چیز بوئی جائیگی اچھی طرح پیدا ہوگی، اور رقیقہ سودا (جسکو رمادیہ بھی کہتے ہین) رقیقہ حمرا، اور رملیہ (ریتلی ہو اور جسمین مٹی نہ ملی ہو) اور کلسیہ (جسمین پتھر اور چونے کا برادہ ہو اور خاکی رنگ کی ہو) ان مین خریف یا سرما مین یہ عمل کرنا چاہیے تاکہ زمین کے اجزا متخلخل ہوجائین اور ہوا اور دھوپ کے اثر سے یہ اجزا لطیف تر ہوجائین، آفتاب کی اسقدر حدت اس قسم کی زمینون کے لئے کافی ہے جسقدر کہ موسم سرما مین ہوتی ہے، اس کے بعد آخر فصل ربیع مین اُن غلون کو بوئین، بہرحال اس مین بھی تدریجی طور پر ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے، مذکورہ بالا زمینون کو کھود کر گرمی مین کھلی نہ چھوڑین، ورنہ آفتاب کی تیز گرمی جلا ڈالیگی، اور اُن کی رطوبت اور دسومت دونون کو خشک کر ڈالے گی، بلکہ جلا کر راکھ بنا ڈالیگی، پہاڑی زمین موسم خریف یا سرما مین جوتی جائے اور ربیع مین اس کی لکیرین کھولدی جائین اور اسی حال مین

[1] ان تمام اقسام زمین کی تعریف جلد اول کے پہلے باب مین کیجا چکی ہے۔ ۱۲ مترجم

موسم گرما تک رہنے دیں تاکہ آفتاب کی حدت سے اجزا پگھل سکیں اور اسکی سختی میں اجزا کے انتشار سے
کمی پیدا ہو سکے اس صفت کے پیدا ہونیکے بعد بھی زراعت میں تھوڑی تاخیر کریں اور سرمائی بارش کا
انتظار کریں تاکہ جن اجزا کو آفتاب کی حرارت نے لطیف بنایا ہے بارش سے ان میں عفونت پیدا ہو جائے
اور وہ زراعت کے لئے مفید ہو سکیں، لیکن اس کا ضرور خیال رکھیں کہ اگر اس بارش سے زمین میں
گھاس وغیرہ اگ آئے تو فوراً زمین کو دوبارہ جوت دیں تاکہ یہ گھاس نکل جائے ورنہ یہ تمام پیدا شدہ
رطوبت جذب کرے گی اور زمین خراب ہو جائے گی، اس طرح جب زمین درست ہو جائے تو پہلے
سال ان غلوں کو بوئیں جنکی جڑیں زیادہ نہیں پھیلتی ہیں، پھر سال آیندہ اُن سے بڑی جڑ کے غلوں
کی کاشت کریں،

فلاحت نبطیہ میں ہے کہ زمین کو مشہور و معروف آلہ (یعنی ہل) سے جوتیں تاکہ نیچے کا حصہ اوپر آجائے
اور اوپر کا نیچے چلا جائے، پس جس زمین کے اندرونی حصہ میں تری، رطوبت یا ٹھنڈک ہو اور ظاہری حصہ
میں گرمی اور یبوست ہو تو اس تقلیب سے دونوں حصے مختلط ہو جائیں گے اور زمین میں ایک معتدل مزاج پیدا
ہو جائے گا اور وہ درست ہو جائے گی اب اگر دوبارہ یا سہ بارہ تقلیب کا عمل کیا جائے تو اس سے زمین کی
حالت اور زیادہ سدھر جائے گی، اس کی اصلاح کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ زمین کی اس مٹی کو جو اندرونی
حصہ میں ہوتی ہے کھود کر باہر کر دیں، اس سے مراد سطح کی وہ مٹی نہیں ہے، جس کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں
بلکہ اس بارد اور مرطوب مٹی کی تہ میں ایک اور مٹی ہوتی ہے، جسمیں بکثرت تری کی وجہ سے شدید لزوجت
ہوتی ہے، اگر یہ زمین کی ظاہری سطح پر آجائے تو دوسرے خشک اجزا سے ملکر بہترین مٹی ہو جائیگی،

جو اصحاب کہ کسی زمین میں کاشت کرنا چاہتے ہیں یا انگور وغیرہ لگانا چاہتے ہیں یا کسی دوسری
چیز کی زراعت کرنا چاہتے ہیں، اُن کو زمین کو چھوٹے اور بڑے نباتات سے پاک و صاف کرنا چاہئے اور
پھر زمین کو کئی مرتبہ جوتنا چاہئے تاکہ سخت اور منجمد اجزا نرم اور بھربھرے ہو جائیں، پتھر اور بڑے بڑے ڈھیلوں
کو پھینک دینا چاہئے اور چھوٹے ڈھیلوں کو توڑ کر برابر کر دینا چاہئے، یہ عمل کسی ایسے اچھے آلہ کے ذریعہ
کرنا چاہئے کہ زمین کی مٹی باریک پسی ہوئی معلوم ہو تاکہ آفتاب اپنی گرمی اندرونی اجزا میں اچھی طرح پہنچا سکے

زمین جب اچھی طرح درست ہو جائے گی تو اس کا اثر مزروعہ چیزوں پر کافی پڑے گا، ارض صلبہ میں زمین
کی سطح اور اس کے اجزا، باریک کر دئے جائیں لیکن تعمیر یا تقلیب کا عمل نہ ہو تو یہ سطح آفتاب کی حرارت
سے جلد گرم ہو جائے گی اور ہوا کی برودت سے بہت جلد ٹھنڈی ہو جائے گی جس کا برا اثر مزروعات پر یقیناً
پڑے گا، جو زمین شور یا بنجر ہو اسکو اکتوبر کے مہینہ میں جوتنا چاہئے تاکہ بارش شور اور تلخی وغیرہ کو دفع کر سکے، آخر
ربیع میں یہ زمین پھر خشک ہو جائے گی اسلئے دوبارہ اس میں عمل تقلیب بیس دن تک کرنا چاہئے، باب اول میں
اقسام زمین اور اسکی تعمیر کا مفصل بیان کیا جا چکا ہے،

متاخرین علماء فلاحت میں سے ص وغیرہ کا قول ہے کہ زمین پانی کی رطوبت اور آفتاب کی گرمی کے
بغیر کسی چیز کو اگا نہیں سکتی کیونکہ نباتات کے لئے حرارت اور رطوبت کا ہونا ضروری ہے اور یہ دونوں باتیں
ان ہی دونوں سے حاصل ہو سکتی ہیں، زمین بالطبع بارد اور یابس ہوتی ہے لیکن پانی اور آفتاب کے اثرات سے
اس کے مزاج میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے، اس بنا پر بعض میں تو بالطبع حرارت اور رطوبت پیدا ہو جاتی
ہے، حرارت آفتاب کی گرمی سے پہنچتی ہے اور رطوبت پانی کی ٹھنڈک سے پیدا ہوتی ہے، اسی طرح اگر بارد اور
یابس زمین میں کھاد اور پانی ڈالیں تو اس سے بھی زمین میں بالطبع حرارت اور رطوبت پیدا ہو جائیگی جو عمل
آفتاب اور پانی کرتا ہے وہی عمل کھاد اور پانی کرے گا اب درست کی ہوئی زمین میں ہر قسم کی زراعت کی
جا سکتی ہے اور اُن کی پیداوار اچھی ہوگی پس اس لحاظ سے ہر زمین کے لئے ہوا، دھوپ اور شیریں پانی کی
ضرورت ہے، اگر یہ تینوں چیزیں میسر ہو جائیں تو انشاء اللہ ہر قسم کی اسمیں زراعت ہو سکیگی، خصوصاً جبکہ وہ جوت کر
درست کی گئی ہو، لیکن اگر تعمیر اور تقلیب نہ ہوئی اور نہ اُس میں کھاد ڈالی گئی تو یہ سخت ہو جائے گی اور سال
آئندہ زراعت کے قابل نہ رہے گی، جتنے دن اس میں یہ عمل موقوف رکھا جائے گا اسی قدر روز بروز خراب
ہوتی جائیگی کیونکہ جن زمینوں میں زراعت موقوف ہو جاتی ہے وہ بالآخر بنجر زمینوں کے مشابہ ہو جاتی ہیں،
مثلاً وادی، جنگل اور جزائر کی زمینیں، اسلئے جب کوئی زمین بارد یابس اور سخت ہو تو وہ علاج کی محتاج ہے،
کسانوں کو چاہئے کہ اسکو گرمی پہنچائیں اور پھر سیراب کریں اور اسکی صلابت دفع کریں، بغیر صلابت کے
دفع کئے ہوئے زمین زراعت کے قابل نہیں ہو سکتی، کھاد اور بارش کے پانی سے اس میں حرارت اور

رطوبت پہنچائین اور اس طرح متواتر عمل سے اُس کی صلابت دور کرین، ہر شخص یہ دیکھتا ہے کہ بکریون اور دوسرے جانورون کے باڑے کی جگہ مین جب کبھی بارش ہوتی ہے تو فوراً گھاس اُگ آتی ہے بلکہ پوری زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، اس طرح یہ بھی دیکھتا ہے کہ وہ زمین جس پر دھوپ اچھی طرح پہنچتی ہے اور پھر بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اُس مین بھی مختلف قسم کے نباتات خودبخود اُگ آتے ہین پس اگر زمین کی تعمیر کرکے اسمین تھوڑی کھاد ڈالین تو یہی زمین غلون اور دیگر نباتات کی پیداوار کے لئے کافی ہوگی لیکن اگر زراعت کی زمین بہت وسیع ہو تو اتنی کثیر مقدار مین کھاد کہان سے لائی جائیگی، نئی کھاد سے گھاس اور دوسرے مضر نباتات اُگ آئینگے اور مزروعات کے نمو مین حائل ہونگے اسلئے زمین کو دو تین مرتبہ ہل سے جوتا جائے تاکہ آفتاب کی حدت کا اثر اس کے ظاہری اور اندرونی ذرات پر اچھی طرح پہنچے اور پانی اچھی طرح جذب ہو سکے، تعمیر کے وقت مضر نباتات کو جو اُگ آتے ہین نکالدینا چاہئے، کھاد ڈالنے سے تعمیر کا عمل زیادہ آسان ہے اور لوگ اُس پر قادر ہین، اسی بنا پر فلاحون نے تجربۃً زمین کی درستگی کا ایک طریقہ نکالا ہے جسکو قلیب کہتے ہین اور انھون نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کوئی زراعت اس عمل کے بغیر ٹھیک نہین ہو سکتی، مذکورۂ بالا طریقہ پر اگر عمل درآمد کیا جائے اور اُس کے بعد سال آئندہ اس مین زراعت کی جائے تو انشاءاللہ یہ زراعت نہایت اچھی ہوگی، لیکن اس زراعت کے بعد زمین کی رطوبت اور حرارت جو پانی اور دھوپ کے امتزاج سے پیدا ہوئی تھی جاتی رہیگی، خصوصاً جب کہ اس مین گیہون کی کاشت ہو اور زمین متوسط درجہ کی ہو، اس لئے سال آئندہ کی زراعت کے لئے بھی یہ عمل دوبارہ کرنا پڑے گا یا ایک سال زمین کو غیر مزروعہ چھوڑ کر دوسرے سال اسی طرح درست کرین بشرطیکہ زمین کی حالت قابل اطمینان ہو لیکن اگر بالکل خراب ہو تو دو سال کا وقفہ دیکر اس مین زراعت کرنی چاہئے، اتنی مدت کے بعد اس مین جس چیز کی کاشت ہوگی اچھی ہوگی،

عمل قلیب کا طریقہ

زراعت کے لئے اس زمین کا انتخاب زیادہ اچھا ہے جو عرصہ سے غیر مزروعہ ہو خصوصاً السی کی کاشت

کے لئے کیونکہ یہ اس قسم کی زمینون مین اچھی طرح ہوتی ہے، اگر اس صفت کی زمین نہ ہو تو کم از کم ایسی ہو کہ ایک سال کے وقفہ سے اس مین زراعت کیجاتی ہو، اُن مین اُس کی کاشت دسمبر مین شروع کیجائے تو بہتر ہے، اور اگر اسی زمین مین دوسرے قسم کے غلون کی کاشت اسی سال موسم ربیع مین کرنا مقصود ہو اور سال آئندہ بھی اُس مین کاشت کرنے کا خیال ہو تو دسمبر کے مہینہ مین ایک مرتبہ ہل چلائین جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، تاکہ مختلف قسم کی گھاس سے زمین پاک و صاف ہو جائے، کیونکہ اس قسم کی گھاس رطوبت کو جذب کر لیتی ہے، دسمبر سے قبل تعمیر کا عمل اس قسم کی زمین مین نہین کرنا چاہئے، شور زمین کی اصلاح تو بارش کے پانی سے کافی ہو جاتی ہے، اور اگر تم اس زمین مین سال آئندہ زراعت کرنا چاہتے ہو تو اس عمل کو جنوری کے وسط مین شروع کرو کیونکہ اس عمل کے لئے یہ بہترین وقت ہے اور وہ عمل جو فروری مین شروع ہوتا ہے اس سے کمتر ہوتا ہے اور وہ عمل جو مارچ مین شروع ہوتا ہے وہ اس سے بھی خراب تر ہے اور عمل قلیب کا آخری وقت اول موسم گرما یعنی مئی کا آخری مہینہ ہے، اول اور آخر وقت کے درمیان مین کم از کم دو مرتبہ عمل قلیب نصف اپریل تک ہونا چاہئے یعنی زمین کو دو بار ہل سے جوت کر درست کرنا چاہئے اور تیسری مرتبہ مئی کے آخر تک اسی طور پر عمل کرنا چاہئے اور اگر ممکن ہو تو چوتھی مرتبہ بھی یہی عمل کرنا چاہئے، پس اس لحاظ سے کہ چار مرتبہ یہ عمل ہوگا جنوری کے مہینہ مین اس کی ابتدا ضروری ہے، یہ بہتر ہوگا کہ یہ عمل زمین مین اسوقت شروع کیا جائے، جب کہ وہ تھوڑی تر اور مرطوب ہو، اس عمل کے لئے ہل نہایت اچھا ہونا چاہئے اور اس کا لوہا بڑا ہونا چاہئے تاکہ زمین مین اچھی طرح نفوذ کر سکے اور ذرات کو الگ کر سکے اور اُس کی لکیرین قریب قریب پیدا ہون مگر ذرا گہری ہون، درحقیقت عمل قلیب اور تعمیر کا دارومدار زمین کو پہلی مرتبہ ہل سے جوتنے پر ہے، اس کے عمل اول کو کسر اور دوسرے کو شق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو مارچ کے مہینہ تک ختم ہو جاتے ہین، پھر تیسری مرتبہ مئی کے مہینہ مین ہل کے ذریعہ سے یہی عمل کیا جائے جسکو فتح کہتے ہین اور یہ نام معنی کے لحاظ سے ہے کیونکہ اس عمل سے زمین کھل جائیگی اور مناسب انداز سے لکیرین کشادہ ہو جائینگی، اُس زمین مین کاشت کرنے سے پرہیز کرین جس کی ظاہری سطح بارش کے پانی سے تو کیچڑ کی طرح ہو اور اندر خشک اور سخت ہو بلکہ زراعت کے لئے

ایسی زمین کا انتخاب کرنا چاہئے جو اندر اور باہر بالکل نرم ہو اور معتدل مزاج کی اچھی زمین ہو، اس قسم کی زمینون پر صرف دو بار ہل چلانا بار بار ہل چلانے سے بہتر ہوتا ہے، برخلاف دوسری زمینون کے کہ اُن مین کئی بار بھی عمل کرنا پڑتا ہے،

ص کا قول ہے کہ اگر عمل قلیب زمین مین بار بار تھوڑے وقفہ سے کیا جائے تو آفتاب کی گرمی سے یہ جلد متاثر ہوگی، شدتِ حرارت سے اس کی گھاس وغیرہ بہت جلد جل جائیگی اور اس کی صلابت نرمی سے بدل جائے گی، مسامات کھل جائین گے اور اندرونی بخارات نکل جائین گے، سفلی حصہ علوی حصہ سے مخلوط ہو جائے گا، اور دھوپ زمین کے اندرونی ذرات مین لطافت اور جدت پیدا کردیگی، پھر جب بارش ہوگی تو یہ زمین پانی کو اچھی طرح جذب کر سکے گی، اس طرح پر حرارت اور رطوبت دونون معتدل طریقہ پر پیدا ہو جائین گے جس سے پودے جلد بار آور ہون گے، غلہ زیادہ ہوگا، بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ اس قسم کی زمین ان زمینون سے زیادہ اچھی ہوگی جو پرانی کھاد ڈالکر خوب درست کی گئی ہو اور گھاس وغیرہ سے اچھی طرح صاف کردی گئی ہو،

عمل قلیب کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ چار مرتبہ یہ عمل کیا جائے، اس قسم کی زمین جس مین چار مرتبہ وقفہ سے عمل قلیب کیا جائے وہ اپنی جودت مین آپ اپنی نظیر ہوگی، دوسری زمین اس کا مقابلہ نہین کر سکتی، نہ کھاد ڈالی ہوئی زمین اس کے مماثل ہو سکتی اور نہ دوسری زمین اس کی نظیر ہو سکتی ہے، اس مین اگر گیہون بوئے جائین تو خوب پیدا ہون گے، اور اگر بارش کے بعد چوتھی مرتبہ پھر یہ عمل کیا جائے تو اور زیادہ نفع بخش ہے، البتہ جو کے لئے اس سے کم عمل کی ضرورت ہے،

چار مرتبہ عمل قلیب تو سب سے اعلیٰ غلہ کی زراعت کے لئے ضروری ہے، اس سے کم کے لئے تین مرتبہ اور اس سے بھی کم کے لئے دو مرتبہ یہ عمل کافی ہو جاتا ہے اور ایک مرتبہ یہ عمل کرنے سے فائدہ کی بہت کم امید ہے، لیکن اگر زمین مین پہلی کاشت کا بھوسہ یا اُس کی جڑین وغیرہ موجود ہون اور اس پر گذشتہ موقع پر تین بار عمل قلیب کیا گیا ہو تو اس وقت ایک ہی مرتبہ یہ عمل مفید ہو جائے گا بلکہ یہ تعمیر شدہ زمین سے زیادہ مفید ہے اور اس زمین سے زیادہ کار آمد ہے جو ابھی تک بالکل غیر مزروعہ ہے،

ص کے علاوہ دوسرون کا قول ہے کہ قلیبِ حر اس زمین کو کہتے ہین جس مین تین مرتبہ ہل چلایا جائے یا اس سے بھی زیادہ عمل ہوا ہو، پس اس قسم کی زمین جو قلیب حر ہو اور اُس مین پہلی زراعت کی جڑ اور ڈنٹھل ہو تو وہ بہت اچھی ثابت ہوگی، اس قسم کی زمین کو ابتدا سال مین زراعت سے چند دن قبل ہل سے اس طور پر جوتین کہ لکیرین نزدیک ہون ان مین زیادہ فاصلہ نہ ہونے پائے کیونکہ خطوط کا تباعد اس کے لئے نقصان دہ ہوگا، اس جوت کو رتلیہ کہتے ہین، اس مین جو کاشت ہوگی وہ اس زمین سے کہین بہتر ہوگی، جس مین بار دبھوسہ اور خس و خاشاک وغیرہ ہون یعنی دو سال قبل اس مین زراعت کی گئی ہو، لیکن اگر زمین سیاہ رنگ کی بہت اعلیٰ قسم کی ہو تو یہ دونون مساوی درجہ کی ہون گی، اگر عمل قلیب جانورون اور بکریون کے رہنے کی جگہ مین کیا جائے تو اس زمین کی فضیلت اور بڑھ جائیگی، اور منافع بھی زیادہ ہونگے، اس طرح کی زمین مین دانے کم مقدار مین بوئے جاتے ہین، لیکن اگر دوسرے مضر نباتات کے اُگنے کا خطرہ ہو تو زیادہ مقدار مین ڈال سکتے ہین، وہ زمین جس مین غلے کاٹ کر اوسائے جاتے ہین جسکو مدرج (کھلیان) کہتے ہین زراعت کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، اُن مین بعض زمین بعض سے افضل ہوتی ہے، جس کا ذکر انشاء اللہ تفصیل سے آگے آئے گا، بعض یہ کہتے ہین کہ گیہون کے کھلیان مین جو کی کاشت اچھی طرح ہو سکتی ہے اور جو کے کھلیان مین گیہون کی کاشت بہتر ہو سکتی ہے، لیکن اگر زمین گیہون کی کاشت کے لئے مخصوص ہو تو اس مین جو کی کاشت غیر مناسب ہے

ص اور دوسرے علماے متاخرین کا قول ہے کہ زمین کو جوتنے کا کوئی خاص وقت متعین نہین مگر قدما نے ان اوقات کا تعین کیا ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے،

باب ۱۸ ہشتدہم

اس باب مین غلون اور دانون کی کاشت سے زمین کی اصلاح کیونکر کی جاسکتی ہے تخم اور دانون کے انتخاب کا کیا طریقہ ہے، اُن مین سے اچھے تخمون کی شناخت اور زراعت کے موافق ہوا کا اندازہ اور غلون کے مناسب زمین کے انتخاب کا مفصل بیان ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہے،

شولون کا قول ہے کہ گیہون زمین کی دسومت اور رطوبت کو بالکل جذب کرلیتا ہے جو اگرچہ زمین کی تہ تک نہین پہنچتا، لیکن تاہم وہ بھی زمین سے کافی غذا حاصل کرلیتا ہے، اس بنا پر یہ دونون غلے زمین کو تھکا دیتے ہین اور اس کی قوت نامیہ کو فنا کردیتے ہین، اسلئے اگر ہم زمین کو خشک اور خراب ہونے سے محفوظ رکھنا چاہین تو کبھی گیہون اور کبھی جو کی زراعت کرین کیونکہ صرف گیہون کی باربار کاشت سے زمین کی اصلی قوت جاتی رہے گی اور پھر دوسری مزروعات کے لئے اس مین کوئی تازگی یا تری باقی نہ رہیگی۔ اس لئے ہر کاشتکار پر لازم ہے کہ وہ زمین کو قطانی[1] غلون کی کاشت کے ذریعہ راحت پہنچائے، متقدمین نے اس قسم کی زراعت کی بڑی تعریف کی ہے، دیمقراطیس نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ قطانی غلے زمین کی اصلاح کرتے ہین کیونکہ اُن کی جڑین چھوٹی ہوتی ہین، قطانی غلون مین سے صرف چنے کی جڑ سب سے زیادہ لانبی ہوتی ہے لیکن مسور اور مونگ بہت زیادہ زمین کیلئے مصلح ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ گیہون اور جو کے علاوہ دوسرے غلون کو ارض رقیقہ یعنی نرم زمین مین بونا چاہئے،

[1] ان غلون کو جو اُبال کر کھائے جاتے ہین قطانی کہتے ہین، اردو مین چونکہ اس معنے کے لئے کوئی مفرد لفظ نہین ہے، اس لئے عربی کا لفظ (قطانی) ہی ترجمہ مین لے لیا گیا ہے، عام طور پر اس سے مراد چنا، مسور، اور مونگ وغیرہ ہین، مترجم

لیکن اگر ارض ثخینہ یعنی موٹی اور سخت زمین مین گیہون کی کاشت کے بعد اُن غلون کی زراعت کی جائے تو اس سے اس زمین کو بہت آرام ملے گا اور نفع پہنچے گا، کیونکہ اُن کی جڑین بہت باریک اور چھوٹی ہوتی ہین، صرف چنے کی جڑ البتہ ذرا لانبی ہوتی ہے،

ابن حجاج کا قول ہے کہ سب سے پہلے غلہ کی جڑ پر نظر ڈالنی چاہئے، ایسا ہی متقدمین نے بھی لکھا ہے، پس ان مین سے جن کی جڑین چھوٹی ہونگی وہ زمین کی رطوبت اور دسومت کو بکثرت جذب نہ کرسکین گے، بلکہ زمین کی ظاہری سطح سے غذا حاصل کرلین گے، اور باطنی حصے کو اپنی حالت پر چھوڑ دین گے، کیونکہ اُن کی جڑین دور تک زمین مین نہین پھیلتی ہین، اسی بنا پر قطانی غلون مین چنے کی لوگون نے مذمت کی ہے لیکن اُس کی جڑین بھی عروق (رگین) زیادہ نہین ہوتے صرف نمکینی کی وجہ سے زمین خراب ہوجاتی ہے گیہون اور جو کی بہ نسبت زمین کی رطوبت کو کم جذب کرتا ہے، اس لئے وہ زمین بھی جس مین چنے کی زراعت ہوچکی ہو دوسرے غلون کی زراعت کے لئے کارآمد ہوسکتی ہے کیونکہ چنے کی زراعت مین تعمیر کا عمل بہت زیادہ کرنا پڑتا ہے، جس کی بنا پر زمین کی حالت اچھی رہتی ہے، البتہ یہ زمین، مونگ، مسور، اور باقلہ کی زمین سے ذرا نیچے درجہ کی ہوتی ہے، تمام قطانی غلے مثلاً مٹر، مونگ، مسور، اور باقلہ وغیرہ کی کاشت کے بعد اُن کی زمین گیہون اور جو کی زراعت کے لئے بہت مفید ہوتی ہے، کیونکہ اُن کی جڑین چھوٹی ہوتی ہین، اور اُن مین زراعت سے قبل زمین کی تعمیر کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے، جس کی وجہ سے زمین کی خرابیان پہلے ہی دفع ہوجاتی ہین، کپاس کی کاشت کے بعد بھی اس کی زمین دوسری چیزون کی زراعت کے قابل ہوسکتی ہے، کیونکہ کپاس کی جڑ بھی زیادہ گھنی اور لانبی نہین ہوتی اور چونکہ اسکی زراعت بھی اس زمین مین ہوتی ہے جسکو باربار جوت کر اچھی طرح درست کیا جاتا ہے، اس لئے اس تعمیر سے اس کے اجزا مین لطافت اور تفرق پیدا ہوجاتا ہے، کپاس کے پودے حسب ضرورت اُس سے غذا حاصل کرتے ہین، اور بقیہ قوت اور لطافت ارضی کو زمین مین چھوڑ دیتے ہین، جس سے دوسرے مزروعات اچھی طرح غذا حاصل کرسکتے ہین، اور زمین ان کو پوری قوت پہنچائے گی،

قسطوس کا قول ہے کہ جرجر رومی (باقلائے رومی) جسکو ترمس[2] بھی کہتے ہین، اس کی زراعت تیلی

زمین مین اچھی طرح ہوسکتی ہے، مرطوب اور ذرا خراب زمین مین اگر اس کی کاشت کیجائے تو اس کی کاشت سے زمین کی حالت درست ہوجائے گی، اور یہ آیندہ دوسری چیزون کی زراعت کے قابل ہوسکے گی،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ جرجر کی جس زمین مین کاشت کرین اس کے بعد اُس زمین مین کوئی دوسری چیز بودین تو اُس کی پیداوار بغیر کسی قسم کی کھاد وغیرہ ڈالے ہوئے اچھی ہوگی، کیونکہ یہ تر اور مرطوب زمین کو درست کردیتا ہے،

فصل

زراعت کیلئے تخمون کے انتخاب کا طریقہ اور اُسکے لئے سب سے اچھے بیج کی شناخت.

یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جن بیجون کی کاشت مقصود ہو وہ صحیح و سالم یعنی اُن مین کوئی خرابی پیدا ہو، کیونکہ اچھے یا خراب تخمون کی کاشت مین محنت اور صرفہ ایک ہی ہے، اس لئے یہی اولیٰ ہے کہ زراعت کے لئے اُن بیجون کا انتخاب کیا جائے جو آفات سے محفوظ ہون، آفت رسیدہ تخم مین بالیدگی نہین ہوتی اسلئے اُن کی کاشت مین محنت کرنی بے سود ہوتی ہے، تخمون کی حالت دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اُن کو تھوڑی دیر زمین مین بودین، اگر اُن مین نمو نظر آئے تو سمجھنا چاہئے کہ یہ تخم اچھے ہین اور اگر ویسے ہی ہون تو یقین کرلینا چاہئے کہ اُن سے کاشت کرنی فضول ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ زراعت کے لئے سب سے بہتر تخم وہ ہے جس پر دو سال گذر چکے ہون، گو یہ پہلے سال کے تخم سے کمتر ہی ہوتا ہے لیکن دوسرون سے بہت اچھا ہوتا ہے اور جن پر تین سال گذر چکے ہون وہ نہایت ردی ہوتے ہین۔ دیمقراطیس کا قول ہے کہ تخم ایک سال یا زیادہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۱) [1] ہندی میں جھال کہتے ہین، (مترجم)

سے زیادہ دو سال کا ہونا چاہئے لیکن تین سال کا تخم بالکل خراب اور ناپسند ہوتا ہے، صرف چاول اور باجرہ کے تخم اس سے مستثنیٰ ہین ان تخمون کو جنوبی ہوا مین یا گرم دنون مین بونا چاہئے،

یونیوس کا قول ہے کہ تخم ریزی کے وقت شمالی ہوا اور ٹھنڈی ہوا سے بچنا چاہئے، کیونکہ اسوقت ٹھنڈک سے ٹھٹھر کر زمین سخت ہوجاتی ہے اس بنا پر تخمون کو وہ اچھی طرح قبول نہ کرے گی، البتہ گرمی کے ان دنون مین جن مین جنوبی ہوا چلتی ہے یا گرمی کے اثر سے زمین کھل جاتی ہے اور اُس کی تنگی دفع ہوجاتی ہے، بیج ڈالنے سے دانے ذرا بڑے بڑے ہوتے ہین، یونیوس کے علاوہ دوسرون کا قول ہے کہ وہ تخم قابل زراعت ہین جو صحیح و سالم اور موٹے ہین کیونکہ پتلے اور باریک تخمون کی زراعت سے پرہیز کرنا ضروری ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ کاشتکار کا فرض ہے کہ وہ تخمون کا انتخاب کرے اُن مین جو سب سے زیادہ اچھے ہون اُن کو لے لے اور خراب خستہ بیجون کو چھوڑ دے، علمائے فلاحت اکثر ایسا کرتے تھے کہ غلے کی بالیان اور پھلیان جن مین دانے بکثرت اور بڑے بڑے ہون زراعت کے لئے اٹھا رکھتے تھے، ان دانون سے غلون کی پیداوار مین زیادتی ہوتی تھی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تخمون کو تر کرکے اگر بویا جائے تو اس سے دانے باریک اور پتلے ہون گے، اور مقدار مین کم ہون گے، زراعت یا خوراک کے لئے گیہون کے دانے ایسے منتخب کئے جائیں جو مغزدار اور وزنی ہون، جس کا رنگ صاف اور ذائقہ شیرین ہو، گویا دیکھنے مین ایسے معلوم ہون کہ یہ روغن مین بھیگے ہوئے ہین،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ تخم زراعت کے لئے صحیح و سالم لئے جائین، گیہون کا سب سے اچھا تخم زراعت کے لئے وہ ہے جس کا رنگ سنہرا ہو، دیمقراطیس کہتا ہے کہ اس زمین کی کاشت مین جو خراب ذائقون سے پاک صاف ہوتی ہے پیداوار زیادہ ہوتی ہے، سو رطل[1] خشک گیہون اگر پیسا جائے اور اُسکا آٹا سو رطل سے تھوڑا کم نکلے تو یہ گیہون سب سے اچھا اور قیمتی ہے اور اگر نوے رطل آٹا نکلے تو وہ

[1] ایک رطل آدھ سیر کے برابر ہوتا ہے (مترجم)

دوم درجہ کا گیہون ہے اور اگر پچاس رطل آٹا نکلے تو وہ سب سے خراب گیہون ہے، اور اس کا جوہر اچھا نہین،
یہی حال جو کا ہے، ان اجناس کے رنگ، بو، ذائقہ اور جوہر سے اُن کی اچھائی اور برائی کا پتہ چلتا ہے،
جوہر سے شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ گیہون یا جو کے کسی دانے کو ہتھیلی مین رکھ کر دونون ہاتھ سے ملو،
اُس کے ملنے سے دوسرے ہاتھ مین جو سفوف لگ جائے اُس کو منہ سے پھونکو اگر وہ غبار کی طرح
اڑ جائے تو نہایت خراب گیہون ہے، جو کی کاشت کے لئے سب سے اچھا وہ تخم ہے جو سفید اور
ذرا وزنی ہو،

خ کا قول ہے کہ باقلاے بجانی کیلئے سیاہ، رومی کے لئے سفید اور مصری کے لئے سرخ
اور موٹے تخم لئے جاتے ہین، اور چنے کے لئے سفید اور چکنے بیج لئے جاتے ہین، اور سبز مونگ کی
زراعت کے لئے وہ بیج اچھے ہوتے ہین جو ماش کے نام سے مشہور ہین، جن کے دانے نیلگون اور گول
ہوتے ہین، چینا کے لئے سفید رنگ کے وہ تخم اچھے ہین جو عربونی کے نام سے مشہور ہین (ہندی مین
اُس کو کنگنی کہتے ہین) مسور کے لئے وہ تخم اچھے ہین جو سرخ رنگ کے بڑے ہوتے ہین، اور کتان
یعنی السی کے لئے وہ تخم قابل زراعت ہوتے ہین جو ظلظل کے نام سے مشہور ہین (یہ غالباً پہلے سال کے
تخم ہوتے ہین جو وزنی اور موٹے ہوتے ہین)

بستانی ترکاریون مین سے کرم کلہ کی کاشت کے لئے وہ تخم لئے جاتے ہین جو سفید ہون
اور گاجر کی زراعت کے لئے زرد اور سرخ گاجرون سے تخم لئے جاتے ہین، اور شلجم کے لئے مصری
اور شامی قسم بہت اچھی ہوتی ہے اور بیگن کی شامی قسم بہت اچھی ہوتی ہے، جس کا رنگ سفیدی
سرخی مائل ہوتا ہے اور کدو کی چھوٹی اور سفید قسم عمدہ ہوتی ہے اور سفید اور سرخ رنگ پیاز مین
رومی قسم یعنی جو سرخ رنگ کی ہوتی ہے، اسکی ٹکیہ یعنی ہنیدی زراعت کے لئے حاصل کی جاتی ہے،
اور مولی کی فسطنطونی[1] قسم زیادہ بہتر ہے اور بطیخ کی شیرین اور عقابی قسم اچھی ہے،

[1] غالباً یہ وہ قسم ہے، جس مین ریشہ کم ہوتے ہین، اور پتلی پتلی مولیان ہوتی ہین، اس کا تخم موٹا، سرخ اور سیاہی
مائل ہوتا ہے، "مترجم"

خ کا قول ہے کہ جس طرح غلون کی زراعت کے لئے اچھے تخم منتخب کرنا ضروری ہے، اسی طرح
پودون اور درختون کے لگانے مین اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ پودے لئے جائین جنمین کوئی
خرابی نہ ہو، اور پھل اچھی طرح لا سکتے ہون، کیونکہ اچھے یا خراب درختون کے لگانے مین محنت برابر ہوتی
ہے، صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ اچھے درختون سے زیادہ انتفاع حاصل ہوتا ہے اور خراب درختون
سے کم لوگ متمتع ہوتے ہین، ترکاریون کے اچھے اور خراب تخم کی شناخت کی چند نشانیان ہین،
جن سے کاشتکار کو مدد مل سکتی ہے، مثلاً کدو کے وہ تخم اچھے ہوتے ہین، جن کا کنارہ سرخ ہوتا ہے،
اور تخم مین مغز بھرا ہوتا ہے، اور یہی علامت اس کی قوت کی ہے اور ککڑی اور خربوزہ مین سے
اس پھل کے تخم بہت اچھے ہوتے ہین جنمین بیج بہت زیادہ بھرے ہوتے ہین، پیاز کے لئے اگر نئی
پیاز سے جڑ کا حصہ لیا جائے تو زیادہ اچھا ہے، کیونکہ ایک سال سے زیادہ پرانی پیاز سے زراعت
کرنا مفید نہین ہے، اور نہ اس پیاز سے زراعت ہو سکتی ہے، جسکو چوہون نے کاٹا ہو، پیاز سب سے
اعلی وہ ہوتی ہے جو اندر سے زیادہ سفید ہو اور ذائقہ مین ذرا تیز و تلخ ہو اور تخم تھوا جسکو چوہون نے کتر
ڈالا ہو زراعت کے قابل نہین ہوتا،

فصل

تخم کو امتحاناً بونے کا طریقۂ عمل تاکہ اچھے اور عمدہ تخمون سے زراعت کیجائے، اس طریقۂ عمل کو سمخ کہتے ہین،

جو اور گیہون کو اولاً ایک شبانہ یوم پانی مین بھگو دینا چاہئے، پھر اُن مین سے چند دانون کو اعلیٰ
درجہ کی زمین مین جس مین پُرانی اصلی کھاد ملی ہو، بو دینا چاہئے، اور برابر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہئے
جب اُن مین نمو ہو تو غور کرین کہ اُن مین سے کون صحیح و سالم ہے اور کون خراب ہے اور کتنے حصہ مین

خرابی آئی ہے اور کتنا حصہ محفوظ ہے،

تخم کتان یعنی السی کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ گائے کا تازہ گوبر لیا جائے اور اُس مین تھوڑی سطح زمین کی ریتیلی مٹی ملا دیجائے، اس قسم کی مٹی اکثر نمناک ہوتی ہے یہ اُن جزائر کی مٹی کے مماثل ہوتی ہے، جن تک بڑی بڑی نہرون سے پانی پہنچتا رہتا ہے یہ کھاد مٹی کے کورے برتن مین ڈالدی جائے پھر کتان کے چند دانے شمار کرکے اس برتن مین ڈالدئے جائین، اور اُس ظرف کو تیز گرم راکھ پر رکھا جائے تاکہ اس مین اتنی گرمی پہنچے جتنی کہ موسم گرما مین حرارت آفتاب سے پہنچتی ہے، جب اس کا یقین ہو جائے تو راکھ سے الگ کر لیا جائے اور کپڑے سے ڈھک کر ایک شب اُسی طرح چھوڑ دیا جائے، دوسرے دن نکال کر دیکھین اگر نمو ہو گیا ہو تو خیر ورنہ ایک دن اور چھوڑ دیا جائے، اس کا خیال رکھین کہ خشکی نہ آنے پائے جب کبھی یبوست کا شبہہ ہو تو گرم پانی چھڑک دین، ان مین جب بالیدگی آجائے تو ہر دانہ کو غور سے دیکھین کہ اس کا کتنا حصہ اچھا ہے اور کتنا خراب ہے یہی عمل اس قسم کے تمام مزروعات مین کیا جا سکتا ہے،

شہدانج یعنی بھنگ کے چند دانے مٹی کے کورے برتن مین جس کا منہ کشادہ ہو رکھے جائین اور اس مین وہ ریتیلی مٹی جو شیرین پانی سے سیراب ہو چکی ہو، پرانی کھاد کے ساتھ ڈالدی جائے اور دن بھر مین کئی مرتبہ اس مین گرم پانی کا چھینٹا دیا جائے، اور کپڑے سے ظرف کا منہ اچھی طرح ڈھک دیا جائے، اس طریقہ پر بہت جلد دانون مین بالیدگی آجائے گی، اس کے بعد غور سے دیکھین کہ کتنا حصہ اچھا اور کتنا خراب ہے

پیاز کا طریقہ امتحان یہ ہے کہ چند پیاز لے کر کتان کے ٹکرے مین رکھین اور کپڑے کو پانی سے اچھی طرح تر کر دین، پھر گرم کھاد مین انکو چھپا دین، ایک شبانہ روز گذرنے کے بعد یا اس سے ذرا زیادہ دیر کے بعد دیکھا جائے اگر سب مین بالیدگی آگئی ہو تو وہ اچھی ہین اور اگر بعض مین آئی اور بعض مین نہ آئی ہو، یا ایک ہی پیاز مین کچھ حصہ اچھی طرح اُگا اور کچھ خراب رہا تو اچھی نہ کہلائے گی،

شلجم، مولی، گوبھی، اور کرم کلہ وغیرہ کے لئے بھی یہ طریقہ ہے کہ اُن کے تخم گن کر شبانہ یوم پانی مین چھوڑ دئے جائین، بعض کے نزدیک کئی دن پانی مین چھوڑ دینا چاہئے، پھر اُن کو اچھی مٹی یا اچھی زمین مین جو آفتاب کے رخ پر ہو اور جس مین پہلے سے سڑی کھاد ملا دی گئی ہو بو دینا چاہئے اور گرم پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہئے، ہوا کی ٹھنڈک سے اُن کو محفوظ رکھنے کے لئے کپڑے ڈھک دینا چاہئے، بلکہ رات کو ڈھکا رکھنا چاہئے" اگر سب کے سب اُگ آئین تو سمجھنا چاہئے کہ تخم سب اچھے ہین اور اگر اُن مین کا بعض حصہ اُگے اور بعض نہ اُگے تو وہ خراب ہین، ان چیزون مین تہدانج یا کتان کا طریقہ عمل جاری کیا جائے تو وہ بھی اچھا ہے، جن تخمون کا ذکر کیا گیا ہے اُن ہی پر بقیہ تخمون کو قیاس کر لینا چاہئے اور اسی قسم کا عمل اُن مین بھی کرنا چاہئے، انشاء اللہ آئندہ باب الجامع مین اس بات کو ذرا تفصیل سے لکھین گے کہ غلون اور تخمون مین سے کون اس سال کام آسکتے ہین اور کون آئندہ سال کے لئے کارآمد ہو سکتے ہین۔

فصل

غذا کے لئے اعلیٰ قسم کے جو اور گیہون کے انتخاب کا طریقہ،

یہ فصل فلاحت نبطیہ سے مقتبس ہے،

علمائے فلاحت کا قول ہے کہ سب سے اعلیٰ قسم کا گیہون، مغزدار، وزنی اور چمکدار ہوتا ہے، نیز جس کا ظاہری اور باطنی حصہ سخت ہو اندر کسی قسم کی گرمی نہ ہو اس قسم کے گیہون مین آٹا بھی زیادہ نکلتا ہے، اور غذا کے لئے بھی مفید ہے، اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ دانہ کو توڑا جائے اگر تم اُس کے اندرونی حصہ مین رخام کی سی صلابت پاؤ تو یہ اعلیٰ قسم کا گیہون ہے اور اگر نرم اور پھپھسا ہو تو یہ ادنیٰ قسم کا ہوگا، گیہون کے اعلیٰ قسم کے اجزاء مین پیوستگی ہوتی ہے اور

ادنی قسم کے اجزا میں تفرق ہوتا ہے، اگر دانہ میں آفتاب کی جیسی چمک دمک ہو اور اس کا رنگ سرخی اور زردی کے درمیان میں ہو، لیکن زردی تھوڑی غالب ہو تو یہ بھی بہت عمدہ قسم کا گیہون ہے، اشقری رنگ کے گیہون بھی اچھے ہوتے ہین بلکہ اورون سے زیادہ وزنی ہوتے ہین، اور اچھے گیہون کی علامتون مین یہ بھی ہے کہ اُس مین پیٹ کی جانب کا شگاف باریک اور تنگ ہو جن مین مذکورۂ بالا صفات بتمامہ موجود ہون وہ اعلیٰ قسم کے ہوتے ہین اور جن مین اُن مین سے اکثر اوصاف ہون وہ ان کی بہ نسبت ادنیٰ درجہ کے ہوتے ہین گیہون مختلف رنگ کے ہوتے ہین، بعض اشقری رنگ کے ہوتے ہین یعنی اُن مین زردی اور سرخی ملی ہوتی ہے، بعض ہلکے سرخ رنگ کے ہوتے ہین، بعض گندمی رنگ کے ہوتے ہین اور تھوڑی سی سرخی لئے ہوتے ہین، اور بعض شوخ سرخ رنگ کے ہوتے ہین اور یہ وزن مین بھاری ہوتے ہین، جو گیہون کہ وزنی ہوتا ہے اور اس کے اجزا سخت ہوتے ہین اس کا آٹا مقدار مین زیادہ ہوتا ہے خصوصًا جس مین اندر اور باہر پوری سختی ہو،

گیہون کی زراعت کے لئے وہ زمین اچھی ہے جس مین کم از کم ایک بار زراعت ہو چکی ہو، اور اس مین رطوبت کی بہ نسبت یبوست غالب ہو، چمکدار گیہون بھی اچھے ہوتے ہین، اور اکثر یہ وصف سرخ رنگ کے گیہون مین ہوتا ہے، اور دوسرے اقسام مین بھی یہ خوبی ہوتی ہے لیکن بہت کم پائی جاتی ہے، گیہون کی زراعت کے لئے سیاہ رنگ کی کھاد سے مشابہ زمین بھی اچھی ہوتی ہے، اُس زمین مین بھی اس کی زراعت ہو سکتی ہے، جو تمام خراب فی القوت سے پاک اور صاف ہو،

سب سے اعلیٰ قسم کا گیہون وہ ہے جو خشک ہونے کے بعد اگر پیسا جائے تو سو رطل گیہون (ایک رطل نصف سیر کا ہوتا ہے) مین تقریبًا سو ہی رطل آٹا بھی نکلے یا اس سے کچھ کم اور اگر سو رطل مین نوے رطل آٹا نکلا تو وہ متوسط درجہ کا ہے اور اگر سو رطل مین صرف پچاسی رطل آٹا نکلا تو یہ سب سے ادنیٰ قسم کا گیہون ہے، اسی طرح جو کا حال ہے گیہون اور جو کی خرابیون کا پتہ

رنگ، بو، ذائقہ اور جوہر سے چلتا ہے، ان مین سے کسی چیز مین تغیر ہوا تو وہ پوشیدہ نہین رہ سکتا، مثلًا اس کے طبعی رنگ مین ذرا بھی تغیر ہوا۔ تو فساد کی ابتدا، کا پتہ چل جائے گا، جیسے سیاہی یا سفیدی آگئی، یا زردی اور نیلاپن آگیا، جوہر کی خرابی کا پتہ اس طرح لگایا جائے کہ دانہ کو ہتھیلی مین رکھ کر دوسری ہتھیلی سے دباؤ جب وہ آٹا کی طرح پس جائے تو پھر منہ سے پھونکو اگر غبار کی طرح اُڑ جائے تو اس سے صاف معلوم ہو گا کہ اس کا جوہر خراب ہو گیا، جو اور گیہون کا جو ذائقہ اور بو اس کے کٹنے کے وقت یا دو مہینہ کے بعد تک ہوتا ہے اگر وہی قائم رہ جائے تب تو وہ اچھے قسم کا گیہون ہے ورنہ خراب ہے، اگر تم نے گیہون کو سونگھا اور اس مین کسی قسم کی بدبو محسوس کی اور تم کو یہ شبہہ ہوا کہ خراب ہو گیا ہے تو تم کو اس کی تحقیق کی فکر لاحق ہونی چاہئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس گیہون کا آٹا پسواؤ اور اچھی طرح چھان کر خشک ہونے دو، اس کے بعد اس مین سے بائیس رطل آٹا وزن کر کے لو اور گوندھ کر روٹی پکاؤ پس اگر روٹیان وزن مین سترہ رطل اتریں تو وہ گیہون صحیح و سالم ہے اور اگر سترہ رطل سے زیادہ وزن کی ہوئین تو پھر اس مین خرابی آگئی، کیونکہ اچھے گیہون کی روٹیان وزن مین انکی مقدار سے کم ہوتی ہین، اس مین سے بھوسہ نکلتا ہے کچھ آٹا چپک جاتا ہے اور آگ اس کے بہت سے رطوبات کو جذب کر لیتی ہے اسلئے روٹیان وزن مین کم ہونگی،

قسطوس کا قول کہ صاف ستھرا صحیح و سالم گیہون کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ وزن کر کے پیسا جائے اور چھان کر گوندھا جائے، پھر روٹیان پکائی جائین تو ہر گیارہ رطل مین ڈیڑھ رطل کم وزن کی روٹیان ہون،

ظ مین ہے کہ غذا کے لئے خراب گیہون کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اس مین ہم وزن نئی فصل کا گیہون مخلوط کر دین،

ظ مین ہے کہ اس کی روٹیون کا وزن آٹے کے وزن سے زیادہ ہو جاتا ہے، کبھی پانچوین حصہ کے برابر اور کبھی دسوین اور کبھی اُس کے نصف کے برابر زیادہ ہوتا ہے، ہر دس

رطل مین ڈھائی سے دو رطل تک اضافہ ہوتا ہے اور بعض مین اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے، گیہون کا آٹا پانی مین تر کرکے پیسا جائے تو ہر دس رطل مین دو سے ڈھائی رطل یا اس سے بھی زیادہ وزن کی روٹیان ہون گی، پانی کی چکی کا آٹا پیسا ہوا بیلون کی چکی کے آٹے سے زیادہ اچھا ہوتا ہے،

فصل

مختلف غلون کی زراعت کے لئے انواع زمین کے انتخاب کا طریقہ اور اوقات زراعت کا بیان، ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہے

یونیوس کا قول ہے کہ غلون کی زراعت عموماً نرم اور اچھی زمین مین ہوتی ہے، یہ یونیوس کہتا ہے کہ جو اور گیہون کی کاشت اگر برف گرنے سے قبل کی جائے تو بہتر ہے، کیونکہ برف زمین کی حرارت غریزی کو تیز اثر کی وجہ سے سفلی حصہ مین پہنچا دیتی ہے، حرارت غریزی کے سطح زمین مین جانے سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مزروعہ پودے مین رگین زیادہ پھوٹتی ہین، اور جس قدر رگین زیادہ ہون گی اسی قدر جڑ مضبوط ہوگی اور زمین سے اپنی غذا زیادہ حاصل کرے گی، جو اور گیہون پر برف کا کوئی مضر اثر نہین ہوتا، اس کے تنے اور پتون کو بھی کوئی نقصان نہین پہنچتا،

یونیوس کا قول ہے کہ برف زمین کو بھربھری اور پولا بنا دیتی ہے اور مزروعات کی جڑون کو مستحکم کرتی ہے، جس کی بنا پر بالیان بکثرت نکلتی ہین، یونیوس اور دیمقراطیس کا قول ہے کہ جو کے لئے متوسط درجہ کی زمین ادنی ہے کیونکہ اعلیٰ درجہ کی زمین گیہون کے لئے زیادہ نفع بخش ہے، جو مین گیہون کی بہ نسبت دسومت کم ہوتی ہے، اس بنا پر متوسط درجہ کی زمین

جو کے لئے زیادہ انسب ہے، اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اعلیٰ درجہ کی زمین جو کے لئے ناموافق ہے، بلکہ اس مین جو زیادہ عمدگی سے بارآور ہوگا، لیکن اس قسم کی اعلیٰ زمینون کو گیہون کے لئے مخصوص کرنا زیادہ اچھا ہے، چنا کے متعلق یونیوس کی رائے ہے کہ یہ تر اور مرطوب زمین مین زیادہ اچھا ہوگا، اور اس کی پہلی فصل کا تیار کرنا زیادہ اچھا ہے، دیمقراطیس کی رائے مین بھی چنا کے لئے تر اور مرطوب زمین موافق ہوگی، ابن حجاج کا قول ہے کہ عام طور پر لوگ چنا کی زراعت صاف میدانون مین اور سکونہ زمینون مین کرنے کے عادی ہوگئے ہین اس خیال سے کہ ان مین تراوٹ زیادہ ہوتی ہے اور سخت قسم کی مرتفع زمینون سے پرہیز کرتے ہین،

ایسی سخت زمینون کو پہلے وہ جوتتے ہین اور کچھ دن چھوڑ دیتے ہین، پھر دوبارہ ہل چلا کر درست کرتے ہین، پہلی اور دوسری ہلوائی مین کافی مدت کا فاصلہ ہوتا ہے، اس کے بعد ان مین زراعت کرتے ہین، گویا اتنی محنتون کے بعد وہ زراعت کے قابل ہوتی ہے، یونیوس کا خیال ہے کہ اگر تم چنا کی فصل جلد تیار کرنا چاہو، یعنی وقت سے پیشتر چاہو تو اس کو ٹھیک جو کی زراعت کے وقت بونا چاہئے، اور اس طرح تم ہرے چنے بہت جلد کھا سکو گے، لیکن جو شخص چنا کو خشک کرکے رکھنا چاہتا ہے تو اس کو نصف جنوری سے ۲۴ مارچ تک بو سکتا ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ مسور کے لئے پتلی زمین اچھی ہوتی ہے، یونیوس کا قول ہے، کہ مسور نصف جنوری سے معتدل موسم ربیع تک بوئی جا سکتی ہے، بعض کی رائے ہے کہ خریف مین چنا کے ساتھ اگر بوئی جائے تو زیادہ اچھا ہے،

(سلت[1]) آت جو کے لئے بقول یونیوس ریتیلی زمین زیادہ موافق ہوتی ہے، اس کی زراعت خطوط قائم کرکے کی جاتی ہے، یہ بیکار زمین میں بھی نشو و نما پاتا ہے، اس کے لئے زمین کی زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین ہوتی ہے، یہی حال باقلائے مصری کا ہے، آت جو کی زراعت ابتدائی موسم خریف مین شروع ہونی چاہئے،

[1] اس کو فارسی مین جو برہنہ اور ہندی مین آت جو کہتے ہین،

چینا ریتیلی اور کنکر والی زمین مین عموماً ہوتا ہے، اس کی زمین کئی بار جوتی جاتی ہے، اور
یہی عمل تمام اُن غلون کے ساتھ کیا جاتا ہے جو ذرا دیر مین بوئے جاتے ہین تاکہ ہوا کی گرمی ان
تک پہنچے اور زمین سیرابی کو دیر تک قائم رکھ سکے، معتدل موسم ربیع تک اس قسم کے غلون
کی زراعت موقوف رکھنی چاہیے، اگر اس سے قبل ہی بودیے گئے تو مختلف قسم کی ہریالی سے
زمین پُر ہو جائے گی، اور قلبہ رانی کی شدید ضرورت ہوگی، گھاس وغیرہ کو اچھی طرح صاف
کرنا ہوگا، اس قسم کے غلے نم اور نمکین زمین کو بھی پسند کرتے ہین، بشرطیکہ یہ زمین خریف زار ہو،

جوار زمین کی مرطوب اور ہموار زمین مین ہوتی ہے، اور کبھی ریتیلی مستوی زمین مین
بھی ہوتی ہے، جس مین تھوڑی بہت تری ہو، چینا کی طرح دیر مین بوئی جاتی ہے،

ترمس (باقلاے مصری) کمزور ریتیلی زمین مین ہوتی ہے، بہتر تو یہ ہے کہ زمین کی اعلیٰ سطح پر
یہ بوئی جائے، بلا کسی خاص نگرانی کے یہ ہری بھری رہے گی، اور اس کی زراعت جتی ہوئی
زمین مین تمام غلون سے قبل ہوتی ہے، معتدل موسم خریف کے بعد اس کی زراعت
مناسب ہے، بے جتی ہوئی زمین مین اگر بونا چاہین، تو ابتداے موسم بارش مین اس
کی تخم ریزی کرین،

مٹر کے لئے پتلی سطح کی زمین اچھی ہوتی ہے، بشرطیکہ اس مین ریت نہ ملی ہو، اس کی زراعت
مین فروری اور مارچ تک تاخیر کرنی چاہیے، بعض کے نزدیک اس سے قبل بھی اس کی زراعت
ہو سکتی ہے، یعنی جنوری مین اگر شروع کیجائے تو اچھی ہوگی،

غلس جسکو اشکالیہ بھی کہتے ہین (فارسی مین گندم مکہ کہتے ہین) پتلی زمین مین بویا جاتا ہے
اور خریف مین اس کی زراعت کیجاتی ہے،

چاول کی کاشت کے لئے سب سے اعلیٰ زمین وہ ہے جو بارش کے پانی سے سیراب ہو چکی ہو
اور دوسری زمینون مین بھی اُس کی زراعت ہو سکتی ہے، میدان کی ہموار اور مرطوب زمین کو
بکثرت تعمیر کے بعد اس کام مین لایا جا سکتا ہے، بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی زمینون

مین اس کی زراعت اپریل مین کی جاتی ہے، اس کے بعد اس کی موری دوسری جگہ روپی جاتی
ہے اور پہلے سے یہ زمین جوت کر درست کی جاتی ہے،

تل جزائر کی زمین مین زیادہ ہوتا ہے، خصوصاً مرطوب زمین اس کے لئے بہت اچھی
ہوتی ہے، میدان کی ہموار زمینون مین بھی یہ اچھی طرح پیدا ہوتا ہے، اس کی زراعت کا وقت
معتدل موسم ربیع کے بعد ہوتا ہے، اس کی قلیل مقدار زراعت کے لئے کافی ہے،

تل کی کاشت مین بالیدگی کے بعد بارش ہو جائے پھر دھوپ ہونے لگے، تو اس وقت
اس کی زمین بہت سخت ہو جائیگی، اور پودہ کو کمزور کر دیگی، یہی حال کپاس کا ہے، اسلئے اُن کی
زراعت کے وقت معتدل ہوا کا خیال کرنا چاہیے،

السی کے متعلق یونیوس کا خیال ہے کہ یہ حمائیہ (چراگاہ کی زمین) مین اچھی طرح ہوتی ہے،
دیمقراطیس کا قول ہے کہ السی کو متوسط درجہ کی زمین مین بونا چاہیے، ابن حجاج کہتے ہین کہ
عام طور پر کاشتکار السی کی کاشت اعلیٰ قسم کی زمینون مین نہین کرتے تاکہ اس کا تنہ زیادہ
موٹا نہ ہو- اور کھاد والی زمین مین تو خاص کر اس کی زراعت سے پرہیز کرتے ہین، کیونکہ
جب اس کا تنہ زیادہ موٹا ہوگا تو اس کا علوی پوست جس سے دھاگا بنایا جاتا ہے وہ بھی
موٹا ہوگا، اور اس کی وجہ سے دھاگے مین رطوبت کم ہوگی، اور وہ بہت زیادہ سخت ہوگا،
بلکہ اس مین کسی قسم کی نرمی نہ ہوگی، اور اگر تنہ باریک ہو تو پوست کی حالت بھی مختلف ہوگی،
عام طور پر کاشتکار تنے کو باریک رکھنے کی غرض سے تخم زیادہ چھڑکتے ہین، تاکہ پیداوار گھنی ہو،
اور تنے زیادہ موٹے نہ ہون،

شہدانج (بھنگ) کے لئے بقول یونیوس اس زمین کی ضرورت ہے جو ہمیشہ مرطوب
رہتی ہو، اور اس کی زراعت کا وقت سماک[1] رامح (ایک ستارہ کا نام ہے) کے طلوع ہونے
بعد ہے اور یہ چھبیس فروری سے اعتدال ربیعی یعنی ۲۰ مارچ تک رہتا ہے، ابن حجاج کا

[1] سماک رامح اور سماک اعزل دو ستارے ہین،

خیال ہے کہ اگر وسط اپریل مین اس کی زراعت شروع کیجائے، تو بہت اچھا ہو، یہ ان پودون مین ہی، جو زمین کی رطوبت اور دسومت کو اس طرح جذب کر لیتے ہین کہ زمین بالکل کمزور ہوجاتی ہے اور قابلِ زراعت نہین رہتی ہے، اسی بنا پر اکثر کاشت کار زمین کو کھاد ڈال کر درست کردیتے ہین تاکہ آئندہ سال زراعت مین کارآمد ہو سکے،

کپاس کے متعلق ابن حجاج کہتے ہین کہ اس کے لئے میدان کی ہموار زمین یا جزائری زمین بہت اچھی ہوتی ہے، ہر حال مین اس کی زمین کو مسطح ہونا چاہئے، اس کی زراعت مئی مین شروع کی جاتی ہے، اس سے قبل اس کی زمین کو بار بار جوت کر درست کیا جاتا ہے تاکہ اجزا منتشر ہوجائین اور زمین نرم ہوجائے اور جس قدر تخم ریزی سے قبل اس پر ہل چلایا جائے گا، اسی قدر مفید اور کارآمد ہے، پودہ کے بڑھنے کے بعد کئی بار زمین کو الٹ پلٹ دینا چاہئے اور کانٹے وغیرہ کو صاف کردینا چاہئے، دوسرے قسم کے نباتات جو جڑون کے قریب اُگ آتے ہین، اُن کو بھی نکال کر پھینک دینا چاہئے، تاکہ زمین کو غذا دینے مین سہولت ہو، اس طریقہ پر پودہ کی نشوونما زیادہ ہوگی،

سبز مونگ کے لئے یونیوس کی رائے ہے کہ یہ باقلے کی زراعت کے وقت بوئی جائے، ابن حجاج کے نزدیک اس کی زراعت فروری تک کرنی چاہئے، دیمقراطیس کی رائے ہے کہ اس کی زراعت سے زمین کی اصلاح ہوتی ہے، جیسے مسور کی زراعت سے زمین اچھی ہوتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ گیہون کی کاشت نرم زمین مین کی جائے، اگر اس کو خشک زمین مین بوئین تو خطرہ ہے کہ اس کی جڑ مین کیڑے نہ لگ جائین، اور اگر کیڑون سے حفاظت کا سامان کر بھی لیا جائے تو بھی اس زمین مین گیہون کا پودہ لاغر اور کمزور ہوگا، یہی حال ماش (مونگ) کا ہے جو جلیان مدحرج بھی کہلاتی ہے اور یہی حال چنے کا ہے، گیہون کے لئے اعلیٰ درجہ کی قوت کی زمین جس مین کافی تری اور رطوبت ہو مناسب ہوگی، اور اس سے بھی زیادہ خالص مٹی کی گہری زمین کارآمد ہوگی،

اشبیلیہ کے بعض کاشتکارون کا تجربہ ہے کہ اشبیلیہ مین گیہون برف پڑی ہوی زمین اور سفید کھاد کی مشابہ زمین اور سیاہ بری زمین اور میدان کی سرخ رنگ کی زمین اور وہ زمین جو ابھی تک جوتی نہ گئی ہو، اس کو جوت کر گیہون کی کاشت شروع کر سکتے ہین، پتلی زمین اور ریتلی زمین مین گیہون نہین بویا جاتا ہے، طرمیو (ایک قسم کا گیہون ہے) سیاہ مرطوب زمین مین بویا جاتا ہے، اور جو اور طرمیر متوسط درجہ کی زمین مین بوئے جاتے ہین، اور خالص مٹی کی زمین مین گیہونکا بھوسہ وغیرہ ڈال کر ان کو بوتے ہین، ان دونون کی زراعت سرخ و سفید زمین اور اس زمین مین بھی ہو سکتی ہے، جس مین تھوڑی بہت خشکی ہو، لیکن سیاہ بری زمین، زرد رنگ کی زمین اور بالکل خشک زمین مین اس کی کاشت نہین ہوتی ہے،

شقاقل بھی ان ہی تر زمینون مین ہوتی ہے، بعض کاشتکارون کا خیال ہے کہ السی، چنا اور مٹر کی کاشت تر زمین مین ہو سکتی ہے اور بعض کے نزدیک سب سے بہتر پتلی زمین ہے جو مرطوب بھی ہوتی ہے اور اس مین زیادہ حدت نہین رہتی ہے، چنا، لوبیا، اور مسور اگر تاخیر کرکے بوئی جائے، تو سخت زمین مناسب ہوگی، لیکن اگر اس کی پہلی فصل بونا ہو تو پھر خالص مٹی کی نرم زمین کا انتخاب کرین،

باب نوزدہم

اس باب مین کاشتکاری کے اصول اور اُس کے اوقات کے متعلق بحث ہے، گیہون، جو، انگلی طراکی اور جوشاکی وغیرہ کی زراعت کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کن غلون کی کاشت مین عجلت ملحوظ رکھنی چاہئے، اور کن غلون مین تاخیر کرنا مناسب ہے، زمین کی حیثیت اور حالت کے اعتبار سے تخمون کی مقدار بھی بتائی گئی ہے، اور یہ تمام بیانات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہین،

سیداغوس کا قول ہے کہ ممالک آب و ہوا اور زمین کے حالات کے اعتبار سے مختلف ہین، بعض بے حد سرد ہین، اور بعض بے حد گرم ہین اور بعض معتدل مزاج کے ہین، اور ان کی درمیانی حالات کے لحاظ سے بہت سی قسم ہے، اس عظیم الشان اختلاف کی بنا پر یہ مشکل ہے کہ اجناس کی زراعت کے لئے مہینے یا دنون کی صحیح تعیین کیجائے اُس بنا پر طاقت بشری اور قوت انسانی کے مطابق اس کی تعیین اندازہ پر کیجاتی ہے، گرم ممالک مین زراعت موسم خریف مین بارش ہو جانے کے بعد شروع کرین، اور ابتدائی سرما مین بھی زراعت کر سکتے ہین تا کہ خریف، ربیع اور سرما کی مسلسل بارش سے جو رطوبت زمین کے اندر موجود ہے، اس سے نباتات قوت حاصل کرین، اور ٹھنڈی ہواؤن سے نشو و نما پائین، لیکن اگر اس سے زیادہ تاخیر کی گئی یہانتک کہ گرم ہوا چلنے لگی تو نباتات کو اس سے سخت نقصان پہنچے گا اور یہ ہوا اس سے پہلے کہ ان مین قوت پیدا ہو انکو اکھیڑ پھینکیگی، البتہ سرد ممالک مین زراعت کی ابتدا مین تھوڑی تاخیر کر سکتے ہین، تا کہ برودت و ٹھنڈک کی زیادتی نباتات کے لئے مضر نہ ہو، لیکن اگر ایسا تخم ہو جو برف اور ہوا کا متحمل ہو سکے تو پھر تاخیر کی

چندان ضرورت نہین ہے، جیسے جو اور گیہون اور اسی قسم کے دوسرے غلون کی زراعت مین عجلت کی جا سکتی ہے، وہ اجناس جو وسط موسم گرما کے گذرنے کے بعد گرم ہوا مین بوئے جاتے ہین، مثلاً چنا، مسور وغیرہ تو ان کو گرم ممالک مین جو اور گیہون کی کاشت کے بعد ہی فوراً بو دیتے ہین تا کہ زیادہ گرمی بڑھنے سے قبل یہ قوت پکڑ سکین، لیکن سرد ممالک مین اُس کے برعکس عمل کرنا چاہئے، کیونکہ ان ممالک مین وسط موسم سرما گذر جانے کے بعد بھی زمین مین کافی رطوبت اور برودت باقی رہ جاتی ہے، اسی طریقہ پر معتدل مزاج کی زمینون مین کاشت شروع کیجائے اس سے قیاس کر لینا چاہئے گرم، سرد، خشک اور تر زمینون کے اعتدال کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی بارد زمین برف پڑنے سے منجمد ہو جاتی ہے، مگر گرمی سے اس کی سطح مین لینت آجاتی ہے، اسی طرح وہ مرطوب زمین جس مین ہر سمت سے بارش کا پانی جمع ہوتا ہے گرما مین تمیر اور تقلیب کی وجہ سے معتدل مزاج کی ہو جاتی ہے اولاً بارش نے خشک زمین مین ایک انقلاب پیدا کیا ثانیاً اس عمل نے دوسرا انقلاب پیدا کیا جس کی وجہ سے اس مین اعتدالی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے،

سیداغوس کا قول ہے کہ علمائے فلاحت کی کتابون مین عام طور پر زراعت کے لئے جو تعیین وقت کی گئی ہے اوس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ انھون نے اکثر کاشتکاری کا تجربہ معتدل آب و ہوا کے ملکون مین کیا ہے، سیداغوس ہی کہتا ہے کہ تمام ممالک کے لوگون کی عام عادت یہ ہوگئی ہے کہ وہ ایک قسم کے غلہ کی زراعت جلد شروع کرتے ہین اور پھر اسی زمین مین دوسرے صنف کے غلے بوئے جاتے ہین، اس کی دو وجہین ہوتی ہین، ایک یہ کہ جس غلہ کو ابتداءً بویا گیا ہے، وہ جلد عمدگی کے ساتھ پیدا ہو اور جو غلہ دیر مین بویا جائے گا، وہ باطمینان نشو و نما حاصل کرے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جسکی اُن کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے اسکو مقدم اور بقیہ کو موخر کرتے ہین، خواہ اس تاخیر مین دوسرے غلہ کے تخم خراب ہی کیون نہ ہو جائین، کیونکہ جس کی ضرورت ہوگی وہ لامحالہ غیر ضروری پر مقدم رہے گا اسی بنا پر جو اور گیہون کی زراعت کو ہر ملک مین چنا اور مسور وغیرہ کی زراعت سے مقدم رکھتے ہین، کیونکہ ان دونون قسمون کی طرف لوگون کی احتیاج بہت

زیادہ ہے، اسی طرح السی کی زراعت میں بھی عجلت کی جاتی ہے، اس مین صرف ضرورت ہی کو دخل نہیں بلکہ یہ بھی مقصود ہے کہ اُس کے پودے بہ تمام دکمال نشو و نما پائین، پس جب زیادہ ضروری اجناس کی زراعت مقدم سمجھی گئی تو غیر ضروری غلے لابدی موخر ہون گے، اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہوتی ہے کہ ان غلون کو جو دیر سے بوئے جاتے ہین اگر پہلے بودئے جائین تو یہ زیادہ بڑھ جائین، اور موٹے ہو جائین، یہان تک کہ وہ ثقل کی بنا پر زمین سے لگ جائین اور پھر سڑگل جائین، اس لئے ان کا دیر سے بونا ہر صورت مین اچھا ہے، جیسا کہ بعض ملکون مین جہان زمین غایت درجہ کی مرطوب اور حار ہو جوا ور گیہون کی زراعت کو موخر کر دیتے ہین، کیونکہ ان کو خطرہ رہتا ہے کہ زمین کی زیادہ قوت کی بنا پر پودے زیادہ بڑھ نہ جائین اور ایک دوسرے سے گتھ کر زمین سے نہ لگ جائین اور پھر خراب نہ ہو جائین، اور اگر کبھی غلطی سے ان غلون کو پہلے بو دیتے ہین تو کاشتکارون کو فساد کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، اس سے بچنے کے لئے وہ یہ طریقہ اختیار کرتے ہین کہ چوپایون کو چرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہین کیونکہ خراب ہونے سے اُن کے نزدیک یہ زیادہ بہتر ہے کہ مویشی کا چارہ مہیا ہو جائے، مذکورہ اجناس مین سے بھی بعض کو ایک ہی آب و ہوا کے ملک مین مقدم اور بعض کو موخر کر دیتے ہین، کیونکہ موافق ہوا کا انتظار کرنا پڑتا ہے، مثلاً چینا، جوار، تل، قنب، (بھنگ) اور پنبہ وغیرہ کو موخر کر دیتے ہین۔ تاکہ اُن کو گرم ہوا نصیب ہو سکے، اور اسی طرح ترکاریون کو مقدم کرتے ہین۔ کیونکہ کاشتکار اپنے باغات اور پھلواریون مین گوبھی اور کرم کلہ وغیرہ کو اسقدر سویرے لگانے کے عادی ہین کہ موسم سرما مین وہ اچھی طرح تیار ہو جاتی ہین، برف اور ٹھنڈ گرنے سے ان کا ذائقہ زیادہ اچھا ہو جاتا ہے، برخلاف اس کے اگر انکو گرم ہوا لگ جائے تو اُن کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے، لیکن اس حالت مین اگر ان پودون کو برابر وافر مقدار مین پانی سے سیراب کرتے رہین تو ان کا ذائقہ موسم سرما مین نشو و نما پائی ہوئی زمینون کے قریب ہوگا، پھر بھی دونون کا ذائقہ مساوی نہیں ہو سکتا ہے، یہی حال

مولی کا ہے کہ یہ موسم سرما مین اور برف باری کے زمانہ مین بہت اچھی ہوتی ہے اور گاجر بھی ان ہی کے مشابہ ہے کاشتکار اُن کے تخمون کو گرما ہی مین بوتے ہین تاکہ سرما مین یہ اچھی طرح نشو و نما پائین اور پھر اسکو غذا مین استعمال کر سکین، اسی طرح خس کے لئے ربیع کا موسم اور سرما کے آخری ایام بہتر ہین، اسی بنا پر اس کی کاشت کو دیر مین شروع کرتے ہین، اور اگر اس مین گرمی تک تاخیر کی گئی تو پھر اس مین بہت زیادہ تلخی آجائے گی اور کھانے کے قابل نہ رہے گا،

اس مسئلہ مین یونیوس کا قول ہے کہ گندم اور جو کی زراعت کو حتی الامکان عجلت کے ساتھ شروع کرنا چاہئے، خصوصاً پست زمینون مین اس کا بڑا لحاظ رکھنا چاہئے، بعض قدما، کی رائے ہے کہ ان کی زراعت دسمبر کی ۲۵ تاریخ سے لیکر وسط ربیع تک شروع کرنا چاہئے، اور یہ وقت مارچ کی ۲۴ تاریخ تک رہتا ہے، بعض لوگون کی رائے ہے کہ گندم کی کاشت ثریا کے غروب ہونے کے وقت سے شروع کرنا چاہئے، ابن حجاج کہتے ہین، کہ علم نجوم کی کتابون مین اس کے غروب ہونے کا وقت نومبر کی بارہوین تاریخ لکھی ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ بعض تخم ریزی مین احتیاط اور کافی نگرانی کی تاکید کرتے ہین، اور تمام تخمون اور بیجون کو ایک ہی وقت عجلت کے ساتھ چھینٹنے کا مشورہ نہیں دیتے بلکہ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ پہلی، دوسری تیسری اور چوتھی دفعہ تک تھوڑے تھوڑے تخمون کو چھڑک کر تجربہ کیا جائے، جس کا زارعین کو اب تک علم نہ ہوا ہو، ابن حجاج کہتے ہین کہ اس حزم و احتیاط کی تائید لاقطیوس کے قول سے بھی ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ عقلمند زارع کا فریضہ ہے کہ وہ تمام تخمون کو ایک ہی قسم کی زمین مین نہ بوئے بلکہ اس کو چاہئے کہ وہ کچھ تخمون کو سطح اور ہموار زمین مین بوے، اور کچھ کو مرتفع اور بلند زمین مین بوے اور بعض کو ایسی زمین مین بوئے جو متوسط درجہ کی مرتفع زمینون مین ہو، کیونکہ بعض سال مین بارش بکثرت ہوتی ہے، جس سے سطح، ہموار اور پست زمینون کی کاشت خراب ہو جاتی ہے، ایسے موقعون پر اس زمین مین کاشت نقصان سے محفوظ رہ سکتی ہے، جو کچھ مرتفع اور بلند ہوتی ہے اور

بعض دفعہ بارش بہت کم ہوتی ہے اس موقعہ پر ہموار زمینون مین کاشت اچھی ہوتی ہے اور بلند اور مرتفع زمین مین عموماً خراب ہوجاتی ہے،

اشبیلیہ[1] کی طرف کاشتکارون کا یہ طریقہ رائج ہے کہ ابتداء سال مین وہ ترمس (باقلا) کی زراعت شروع کرتے ہین۔ اور اس کے لئے بارش کا انتظار نہیں کرتے، اسی طرح بارش ہونے کے ساتھ ہی السی، آت جو، اور چنا کو بو دیتے ہین، ان ہی کے ساتھ یا کچھ دیر بعد طرمیر اور پھر جو اور گیہون کی کاشت شروع کرتے ہین، اور بعض دسمبر ہی مین گیہون کی کاشت شروع کرتے ہین، یہ کاشت بھی اچھی ہوتی ہے، طرمیر کی زراعت گیہون اور دوسرے غلون کے ساتھ بھی عمدہ ہوتی ہے اس کی زراعت کا وقت عموماً فصل ربیع مین ہے، بعض علمائے فلاحت کا قول ہے کہ زراعت کے اوقات چند احوال پر موقوف ہین، مثلاً بارش کا ہونا، اور زمین کا اس سے حسب ضرورت سیراب ہونا۔ پورے سال کے اندر کسی ایسے وقت کی تعیین کرنا جو اس چیز کی زراعت کے لئے زیادہ اچھا وقت ہو، سردی، گرمی اور معتدل موسم مین اس ملک کی حالت کا اندازہ کرنا، پھر اس زمین کی حالت کا اندازہ کرنا جس مین کاشت کیجا سکی کہ آیا وہ بہت اعلےٰ قسم کی زمین ہے یا اوسط درجہ یا ادنیٰ درجہ کی زمین ہے،

بعض کاشتکارون نے زراعت کے لئے عجمی یعنی فارسی مہینون مین سے کسی ایک کو متعین کرلیا ہے اور بعض نے قمری مہینہ اختیار کیا ہے بعض کہتے ہین کہ زراعت کا ابتدائی وقت الکتوبر مین ہے اور اسی مین فصل خریف کی ابتدا ہوتی ہے اور اس کا آخری وقت فصل ربیع کے کچھ گذرنے کے بعد تک ہے اور یہ سورا اور چنا وغیرہ کے بونے کا وقت ہے لیکن جو اور گیہون کے لئے بارش کا انتظار کرنا ضروری ہے، جب تک زمین پانی سے کافی سیراب نہ ہوجائے اس وقت تک کوئی زمین اُن غلون کی زراعت کے لئے مفید نہ ہوگی، زمین کی یہ حالت موسم بارش کے وسط مین ہوتی ہے، اور درحقیقت یہی زراعت کی ابتداء کا

[1] اس قول کے متعلق مصنف نے لکھا ہے کہ یہ کسی کتاب سے ماخوذ نہین بلکہ مشہور ہونے کی وجہ سے لکھا گیا ہے،

وقت ہے، کیونکہ کبھی بارش تاخیر سے ہوتی ہے اور کبھی جلد ہوتی ہے، متوسط وقت کے اختیار کرنے مین اطمینان ہوگا، یہ وقت سال کی ابتداء کا بھی ہے، نصف جنوری مین یہ بات پیدا ہوجاتی ہے کہ زمین کافی طور پر پانی سے سیراب ہوچکتی ہے، اس خاص حالت کے بعد جو یا گیہون یا جو بھی غلہ بویا جائے گا، وہ نہایت عمدگی کے ساتھ ہوگا، اور خدا کی مرضی سے اس مین بہت زیادہ برکت ہوگی،

ق کا قول ہے کہ زراعت کی ابتدا کا وقت برماہ یعنی ستمبر کا آخری عشرہ ہے، پست اور ہلکی زمین مین خصوصاً اسی وقت زراعت شروع کی جائے، گیہون کی کاشت مین عجلت کرنے سے زیادہ برکت ہوتی ہے،

م کا قول ہے کہ ابتدائی وقت زراعت کا امرداد یعنی الکتوبر سے شروع ہوتا ہے،

زمین کے حالات کا بھی زراعت کی ابتداء کے وقت لحاظ رکھنا چاہئے، مثلاً متوسط درجہ کی اچھی زمین یا ادنی درجہ کی زمین یا سرد مقام کی زمین مین زراعت جلد شروع کرین یا جس سال سردی زیادہ پڑے، ان زمینون مین کاشت جلد شروع کرانا چاہئے، اسی طرح اس زمین مین جس مین حدت باقی ہو جلد زراعت شروع کرین ورنہ تاخیر سے اس زمین مین برودت غالب آجائے گی اور پھر یہ تخمون کو قبول نہ کرسکے گی، البتہ اعلی درجہ کی اراضی مین جلدی دیر یا متوسط وقت مین زراعت شروع کرنے سے کوئی نقصان اور ہرج نہین ہے خصوصاً وہ زمین جو حار اور مرطوب ہو، جیسے گرم ممالک کی ساحلی زمینین تعجیل کو برداشت کرلیتی ہین، اور معتدل ہوا کی زمین مین متوسط وقت کا اختیار کرنا ضروری ہے، سال کے دیر یا سویر شروع ہونے کے متعلق بعض اصحاب نے یہ کہا ہے کہ اگر بارش اپنے ابتدائی وقت مین شروع ہوجائے، یعنی ثریا کے غروب سے قبل شروع ہوجائے تو یہ سال جلد شروع ہوگا، اور اسی طرح پیداوار بھی جلد ہوگی اور اگر عین غروب کے وقت بارش شروع ہوئی تو یہ سال کے شروع ہونے کا متوسط وقت ہے اگر ثریا کے غروب کے بعد بارش شروع ہوئی تو یہ سال دیر مین شروع ہوگا،

تخم کو ہمیشہ معتدل طور پر سیراب شدہ زمین مین بونا چاہئے، زمین ایسی نہ ہو کہ ہوا کی کثرت
کی بنا پر وہ تخم کو قبول تک نہ کر سکے اور نہ ایسی ہو کہ ہوا کی قلت کی بنا پر وہ جلد خشک ہو جائے،
اس کی مٹی عمارت کی بہتر مٹی کے مانند ہو، تخم کو قلیب حر[1] کی زمین مین جس دن ہوا تیز نہ ہو یا جنوبی
ہوا چلتی ہو اس دن بونا چاہئے، انشاء اللہ بہتر کاشت بار آور ہوگی، بعض یہ کہتے ہین کہ ضرورتاً اگر
جو کے لئے ایسی زمین منتخب کیجائے جو معتدل مزاج کی ہو اور پانی سے سیراب ہو چکی ہو تو یہ زمین
اس کے بار کو برداشت کر سکے گی، لیکن جس جگہ پر تری ہو گی وہین بالیدگی بھی ہو گی اور جہان پر
خشکی ہو گی وہان دانہ اسی طرح رہ جائے گا یہان تک کہ بارش کا موسم آجائے تو سب پھر نشوونما
پائین گے، گیہون کے لئے بارش کے بعد معتدل مزاج کی زمین کار آمد ہو سکے گی، یہ زمین سے
نقل کو بخوبی برداشت کر سکتا ہے کیونکہ اس کی زراعت کی مدت جو کی بہ نسبت زیادہ ہے،
اس کا خیال رہے کہ تخم ریزی اس مین بارش کے دن نہ کرین، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر غیر سیراب
شدہ زمین مین تخم ریزی کی ضرورت دائمی ہو تو اس مین سے وہ جگہ منتخب کیجائے جو خشک ہو،
جوتنے مین سہل ہو، اور اس مین کسی قسم کی رطوبت نہ ہو۔ اسطرح کی زمین مین جو کی کاشت
ہو سکتی ہے، لیکن تخم کے مقدار مین اضافہ کرنا ضروری ہے کیونکہ بہت سے تخم مٹی سے مخلوط
نہین ہوتے بلکہ سطح ہی پر رہ جاتے ہین، اور یہ ضائع ہو جاتے ہین، یا اُن کو پرندے چگ لیتے
ہین، کسی غیر سیراب شدہ زمین مین اعلےٰ قسم کے غلون کا بونا ایک عملِ غیر صالح ہے، جہان تک ہو
اس سے احتیاط کرین، اور اگر کسی ایسی زمین مین یہ کاشت ہوئی، جس مین تھوڑی رطوبت بھی ہو
تو جو تخم کسی تر مقام پر پہنچا اور اس کو کافی غذا ملی تو وہ اُگے گا، ورنہ خراب ہو جائے گا، بعض وقت
ایسا ہوتا ہے کہ اُن مین بعض تو اُگتے ہین، اور اکثر چونکہ زمین کی سطح پر رہ جاتے ہین اور مٹی مین مخلوط
نہین ہونے پاتے تو اُن کو چڑیان کھا جاتی ہین۔

---

[1] یہ بحث جا چکی ہے، قلیب حر چاس کی زمین کو کہتے ہین،

فصل

زراعت کا طریقہ

سب سے پہلے اس زمین مین جس پر موسم گرما مین تین بار عمل قلیب ہو چکا ہو، یعنی بار بار ہل سے
جوت کر درست کیجا چکی ہو زراعت شروع کرنے سے چوبیس دن قبل یا اس کے بعد کھاد ڈالیجائے،
خصوصاً جب کہ اس مین گھاس وغیرہ اُگ آئی ہو، بعض لوگ ابتداء موسمِ بارش مین زمین کو
ہل سے اسطرح جوتتے ہین کہ ذرا فاصلہ سے لکیرین پیدا ہو جاتی ہین، اس عمل کو تلبیہ کہتے ہین،
لیکن یہ مفید طریقہ نہین ہے، بلکہ اس مین جانور تھک جاتے ہین۔ اور زمین کا بعض
حصہ جتنے سے چھوٹ جاتا ہے، اس لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہل زور سے چلایا جائے تاکہ گہری
اور قریب قریب لکیرین نمودار ہون، اتنا قریب ہو کہ پہلی لکیر کی مٹی دوسری لکیر پر پڑے اور
دونون لکیرون کے درمیان کوئی حصہ جتنے سے نہ رہ جائے، اس قسم کی جوت مزروعات
کے لئے بے حد مفید ہے خصوصاً جب کہ اُن کی تخم ریزی مین عجلت پیش نظر ہو اور فصل کو وقت
سے پہلے تیار کرنا مقصود ہو،

عام طور پر مزروعات کے لئے جو زمین جوتی جاتی ہے اس مین لکیرین گہری اور نزدیک
نزدیک ہوتی ہین، دونون لکیرون مین اس قدر قرب ہوتا ہے کہ ایک کی مٹی دوسری پر جا گرتی
ہے، یہان تک کہ دیکھنے والے کو نہیں معلوم ہو سکتا کہ لکیر کی ابتداء کدھر سے ہوئی ہے، اس
طرح زمین کی تعمیر کے بعد زراعت کے بقیہ طریقہ عمل کی تکمیل کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ ان
مین بے حد احتیاط اور حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے کسی ایک عمل کے چھوڑنے سے زراعت کے
نقصان کا اندیشہ رہتا ہے،

کوئی تخم خواہ غلّون مین کا ہو یا عام اجناس مین سے ہو زمین مین اسوقت تک نہ چھینٹا جائے جب تک کہ زمین کے زراعتی حقوق پورے نہ کر لئے جائین، یعنی وہ اچھی طرح بار بار جوتی جائے، معتدل مزاج کی زمین مین جس کا اعلےٰ قسم کی زمین مین شمار ہے کم از کم دس چاس سے جوتی جائے، اچھی زمین کو تھوڑا جوتنا بھی اتنا ہی نفع بخش ہوتا ہے جتنا کہ متوسط زمین کو زیادہ جوتنے سے فائدہ ہوتا ہے، اسی سے ادنیٰ درجہ کی زمین کی جوت اور چاس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، عامۃ الناس میں ایک مثل جاری ہے کہ ہل پر ہل چلانا زیادہ بہتر ہے، بہ نسبت اس کے کہ ہل کے سامنے ہل چلایا جائے یعنی ایک ہی جگہ پر بار بار ہلوائی زیادہ بہتر ہے،

طا کہتا ہے کہ جس زمین مین کاشت شروع کرنے کے وقت یا پودہ لگانے کے وقت ڈھیلے ہون وہ مزروعات کے لئے مضر ہوتی ہے، کیونکہ یہ ڈھیلے گرمی مین آفتاب کی حرارت سے جلد گرم اور سردی مین جلد ٹھنڈے ہو جاتے ہین، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پودہ کی بالیدگی کو ڈھیلون کی حدت جلا ڈالتی ہے، گیہون کی زمین جب تک کم از کم تین چاس نہ جوتی جائے یا چار مرتبہ اس پر عمل تقلیب نہ کیا جائے، اور وہ معتدل مزاج کی نہ ہو جائے، اس وقت تک گیہون نہ بویا جائے، اس پر بھی بارش کے دن تخم کو بونے سے احتیاط کرین، جو کے لئے تین یا دو چاس کافی ہے، لیکن اور دوسرے غلّون کے لئے اس وقت تک زمین قابل زراعت نہین ہوتی ہے، جب تک کہ بار بار مختلف اوقات مین اس کو نہ جوتا جائے، مثلاً کپاس اور السی وغیرہ کے لئے کم از کم دس چاس جوتنا چاہئے، مسور، چنا وغیرہ کے لئے بھی یہی طریقہ رائج ہے جسقدر زمین جوتی جائے گی، اسی قدر یہ مزروعات کے لئے نفع بخش ہوگی، اسلئے جہان تک ہوسکے بار بار ہل چلا کر زمین کو درست کرین،

تم کا قول ہے کہ تخمون کو تین مختلف دفعون مین بوئین، ایک ثلث ابتدائی وقت مین، دوسرا وسط مین اور تیسرا ثلث آخر مین بوئین، اگر ان مین سے بعض خراب ہوے تو بقیہ کے اچھی طرح نشو و نما پانے کی امید ہے، قسطی دوسرے عالم فلاحت کا قول بیان کرتا ہے کہ تخم

کو چاند کے عروج کے زمانہ مین بوئین۔ تم کہتا ہے کہ مین نے ان تاریخون مین تخمون کو بو کر تجربہ کیا ہے جس مین چاند گھٹتا رہتا ہے، لیکن کوئی خاص نقصان نہین ہوا، بعض یہ کہتے ہین کہ چاند کے گھٹاؤ اور ان تین تاریخون مین جن مین چاند نہین ہوتا ہے اگر تخم بویا جائے تو وہ پوری طرح بالیدہ نہین ہوتا ہے، اسی کو اگر چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ مین بوئین تو کبھی بار آور نہ ہوگا مین نے خود اس کا متعدد بار تجربہ کیا ہے اور عینی مشاہدہ بھی کیا ہے،

فصل

گیہون کی زراعت اور اس کی زمین کی تعمیر کا طریقہ

کتاب فلاحت نبطیہ مین ہے کہ گیہون کو ایسی زمین مین بونا چاہئے جس کو ہم سہلہ کہتے ہین، یہ زمین خشک اور تر زمین کے درمیان مین ہوتی ہے، اس کی زراعت اس سخت زمین مین بھی ہوسکتی ہے، جو خاکی رنگ کی طرف مائل ہو، جس کو ہم شدیدہ کہتے ہین، اور یہ صلبہ سے کم سخت ہوتی ہے،

ہر وہ زمین جو گیہون کے لئے موافق ہوگی، السی کے لئے بھی کار آمد ہوسکے گی، کبھی گیہون کو اس زمین مین بھی بوتے ہین، جس کی مٹی مین چھوٹی چھوٹی کنکریان ہوتی ہین، اور پتھریلی اور پہاڑی زمین مین بھی اس کی کاشت ہوتی ہے، پہاڑی زمین کے معنی یہ ہین کہ جو ظاہراً سخت ہین پتھر کے مثل لیکن اس کی مٹی نرم کیجا سکے، پتھریلی زمین پہاڑی سے زیادہ سخت ہوتی ہے لیکن اس کی مٹی بھی نرم ہوتی ہے،

طا کہتا ہے کہ ارض عمیقہ خشک ہوتی ہے اور اس مین رطوبت کم پائی جاتی ہے، اس زمین مین گیہون بہت سخت دریغرا ہوتا ہے، اسکی ظاہری اور باطنی حالت یکسان رہتی ہے ارض دسمینی

اس زمین مین جس کی اوپر کی سطح نرم اور تر ہو گیہون سرخ رنگ کا چمکدار ہوتا ہے، اس طرح اس زمین مین جو ہر قسم کی بد ذائقگی سے پاک ہو، یہ اچھی طرح ہوتا ہے چمکدار گیہون کا سب سے اعلی قسم کے گیہون میں شمار ہے۔ اور ٹھوس اور سخت گیہون مین آٹا زیادہ نکلتا ہے،

اگر زمین کے خود رو نباتات کو جلا ڈالین تاکہ سطح زمین مین حرارت پیدا ہو جائے، اور پھر اس مین گیہون کی زراعت کرین، تو اس زمین کے گیہون بھی سخت اور وزنی ہون گے، لیکن غذائیت مین ہلکے ہون گے، یعنی معدہ مین کوئی ثقل پیدا نہ کرین گے۔ ان کی زراعت کا ابتدائی وقت نصف ستمبر سے اخیر دسمبر تک ہے، اس سے پہلے اگر اس کی زراعت شروع کیگئی تو خراب ہونے کا اندیشہ ہے جو زراعت فروری مین شروع کیجائے وہ زیادہ خراب نہ ہو گی،

گیہون، جو اور دوسرے غلون کی زراعت کا توسط وقت یہ ہے کہ ان کی زراعت اور کٹائی کے درمیان سو یا اس سے زیادہ دن کا فاصلہ ہو، اور خیر الامور اوسطہا پر عمل کیا جائے، مثلاً کوئی غلہ جنوری مین بویا جائے تو اپریل کے مہینہ مین کاٹا جائے، اتنی مدت مین یہ بہت اچھی طرح نشو و نما پائے گا، وقت کی یہ تعیین کسی کتاب سے ماخوذ نہین ہے، بلکہ لوگون کے بیان سے ماخوذ ہے، اگر ان ایام مین دس بیس دن کی ضرورت کے اعتبار سے کمی بیشی ہو تو کوئی ہرج نہین ہے، مثلاً کوئی غلہ دسمبر مین بویا جائے اور مئی مین کاٹا جائے کیونکہ لبسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو غلہ دسمبر مین بویا جاتا ہے وہ بالیدگی مین اس غلہ سے ملحق ہو جاتا ہے، جو ستمبر میں بویا جاتا ہے، دونون کی نشو و نما برابر ہو جاتی ہے، ہمارے نزدیک جو اور گیہون کی زراعت کیلئے اکتوبر اور نومبر کا مہینہ بہت بہتر ہے،

سوساد کا قول ہے کہ گیہون کی زراعت کا ابتدائی وقت ستمبر کے آخری ہفتہ سے موسم سرما کے اختتام تک ہے، اس لحاظ سے جس گیہون کی زراعت اکتوبر مین شروع کیجائے وہ سب سے اچھا ہو گا، اس مین جوہر زیادہ ہو گا اور یہ مقوی ہو گا، صغریت کی رائے ہے کہ گیہون اور تمام دوسرے غلون کی زراعت جو بطور غذا کے استعمال کئے جاتے ہین، موسم سرما

مین شروع کرنی چاہئے، کیونکہ یہ سب سرائی غلہ کہلاتے ہین، اگر یہ غلے ایسی زمین مین بھی بوئے جائین جو ایک بارش سے سیراب ہو چکی ہو تو یہ زمین ان تخمون کو اچھی طرح قبول کرے گی، اور خوب غذا پہنچائیگی، لیکن جو مقامات کہ بالطبع سرد ہون ان مین ان غلون کی زراعت نصف فروری سے وسط موسم ربیع تک شروع کرنا چاہئے، اور موسم کی یہ حالت ۲۴ مارچ تک باقی رہتی ہے،

آدم کا قول ہے کہ جو کی زراعت معتدل خریف مین اور گیہون کی زراعت وسط اکتوبر سے آخر نومبر تک شروع کرنا چاہئے، اس مقررہ مدت مین جو غلے بوئے جائینگے وہ اچھی طرح پیدا ہونگے، اگرچہ ان غلون کی زراعت کا وقت اصولاً بہت وسیع ہے، اس متعینہ مدت سے پہلے بھی شروع کی جاسکتی ہے اور بعد مین بھی ہو سکتی ہے، لیکن ہم نے صرف اس غرض سے تعیین کی ہے کہ یہ ایام مزروعات کے لئے زیادہ نفع بخش ہوتے ہین، ان مین مزروعات زیادہ بڑھتے اور سرسبز ہوتے ہین، یون تو جو اور گیہون کی زراعت کا ابتدائی وقت ستمبر کے آخری ہفتہ سے شروع ہو جاتا ہے، اور معتدل خریف سے لیکر فروری کے مہینہ تک باقی رہتا ہے، جو یا گیہون مین سے کوئی غلہ دسمبر کی اکیسوین تاریخ سے مہینہ کے ختم تک یعنی گیارہ دن تک نہ بویا جائے، یہ ایام اس کیلئے موافق نہین ہوتے ہین،

کاشتکار کو چاہئے کہ وہ پہلے غلون کی اس زمین کو تلاش کرے جس سے وہ کاٹے گئے ہون، اور اسی کے بالکل مماثل یا مشابہ زمین مین ان غلون کو بوئے، اس قسم کی زمین مین دانے بڑے ہون گے، یہ خوب ذہن نشین کر لو کہ ہر سال اسی طرح عمل کرنے سے جو اور گیہون کے دانے بڑھتے رہین گے، یہان تک کہ خرما کی گٹھلی کے برابر ہو جائین گے، اگر انھین بار بار مماثل زمین مین بویا جائے، مثلاً یہ کہ غلہ کو تعمیر شدہ اور کھاد ڈالی ہوئی زمین مین بوئین، پھر جب اس کا پود ابڑھے اور کاٹا جائے تو اس کے تخم کو بھی اسی طرح کی تعمیر شدہ زمین مین دوبارہ بوئین، زمین کا مزاج، ذائقہ، اور حالت یکسان ہونا ضروری ہے، اسی طرح ایک ہی غلہ کو بارہ مرتبہ بویا جائے، اب اس کا دانہ گٹھلی کے برابر بڑا ہو جائے گا، بشرطیکہ زراعت کے تمام اصول ہر مرتبہ برتے جائین، مثلاً زمین پانی سے برابر سیراب کیجائے اور کوڑن کا عمل برابر ہوتا رہے،

سوسادکا قول ہے کہ ٹھنڈی اور مرطوب زمینین غلون اور دوسرے مزروعات کیلئے بیحد سودمند ہوتی ہین، جب تخم کسی خشک جگہ سے ترجگہ پر منتقل کیا جاتا ہے تو اس زمین مین وہ بہت موٹے اور بڑے ہوتے ہین۔

آدم کا قول ہے کہ جس دن شمالی ہوا تیز اور تند چل رہی ہو جو اور گیہون مین سے کوئی غلہ نہ بویا جائے، خصوصاً جب کہ آسمان پر ابر بھی چھایا ہو، البتہ موسم سرما کے گرم دنون مین زراعت کا شروع کرنا محمود ہے، خصوصاً ایسے دنون مین گیہون کا بونا بہت اچھا ہے، اور اگر حسن اتفاق سے کسی گرم دن مین جنوبی ہوا چلے تو یہ دن تمام دنون سے افضل ثابت ہوا ہے، گیہون کی زراعت کے لئے آسمان کا کھلا ہونا ضروری ہے اگر صاف دن مین یہ بویا جائے، تو غلہ وافر مقدار مین ہوگا، اور اگر کوئی ایسا دن مل جائے کہ جس مین جنوبی ہوا بھی چل رہی ہو، گرمی بھی ہو اور چاند مین روشنی بھی زیادہ ہو، یعنی عروج کے ایام ہون تو جو اور گیہون مین سے جو غلہ بھی اسدن بویا جائے گا۔ وہ بہتری، غلظت اور قوت مین تمام دوسرے غلون سے بڑھا ہوگا بلکہ مین یہ کہہ سکتا ہون کہ اس سے افضل کوئی دوسرا غلہ نہ ہوگا، اس لئے یہ کسان کا فرض ہے، کہ وہ جو اور گیہون کی زراعت کو ان دنون پر موقوف رکھے جن مین چاند کی روشنی بڑھتی ہو، اُن کے علاوہ اور دوسرے نباتات کے ساتھ بھی اگر ایسا کیا جائے تو وہ بہت مفید ہوگا

مزروعہ دانون مین سے اگر کوئی دانہ اوپر کی طرف اُگے اور کوئی نیچے کی طرف اُگے تو ان کے گرد زمین کو کوڑ دینا چاہئے، اور مٹی کو الٹ پلٹ کر ہلا دینا چاہئے، اور جو منکشف ہو جائے اسکو چھپا دینا چاہئے، اور اگر یہ ممکن ہو کہ مزروعات کی زمین خصوصاً جو اور گیہون کی زمین مین نمو کے بعد پوری طرح کوڑن کا عمل کیا جائے، تو اس سے بہت بڑا نفع ہوگا۔ اور اگر بار بار یہ عمل کیا جا سکے، تو اور زیادہ مفید ثابت ہوگا، اس کا مفصل بیان اٹھارہوین باب مین گذر چکا ہے،

فصل

جو کی زراعت کا طریقہ

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ جو کو اس زمین مین بونا چاہئے جو سخت اور ظاہری نرم زمین کے درمیان مین ہو، اور جس کا ذائقہ تھوڑا نمکین ہو، اس کی زراعت کے لئے اطراف بابل کی وہ زمین زیادہ موافق ہوتی ہے جو نزہ اور عرقہ کے نام سے مشہور ہے، یعنی جس مین نمک ہو اور جس کی ظاہری سطح نرم ہو، یہ متوسط درجہ کی زمین ہوتی ہے یون تو جو بہ نسبت گیہون کے دوسرے قسم کی زمینون مین بھی پیدا ہوتا ہے، ارض رخوہ یعنی نرم اور منتشر ذرات کی زمین مین تمام وہ غلے جو کھائے جاتے ہین، اچھی طرح پیدا ہوتے ہین، مثلاً گیہون، جو، چاول، مکئی، باجرہ، چینیا، چنا، مسور وغیرہ، لیکن زمین کی زیادہ نرمی ان کے لئے مفید نہیں ہے، جو اور گیہون کی کاشت کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ جو زمین جو کی کاشت کے لئے موافق ہوتی ہے وہ گیہون کے لئے موافق نہین ہوتی، کیونکہ جو شور زمین مین ہوتا ہے، اسی طرح نزہ (جس مین پانی کم ہو اور تری معمولی ہو) عرقہ (جو نمک سے سیچتی ہو) رقیقہ (جس کی صرف ظاہری سطح نرم اور ریتلی ہو،) اور ترش اور منتشر ذرات کی زمینون مین اور ان کی مشابہ زمینون مین بھی ہوتا ہے، جو پیاس کو گیہون سے زیادہ برداشت کرتا ہے، یعنی اگر سیرابی کماحقہ نہ ہو سکے تو جس قدر گیہون کے لئے پانی کی قلت مضر ثابت ہوگی، اس قدر جو کے لئے نقصان دہ نہ ہوگی،

طآمین ہے کہ اگر جو کی زراعت شور زمین مین کئی سال تک کرین تو کچھ دنون کے بعد اس زمین کا شورہ پن زائل ہو جائے گا، اسی طرح نزہ (وہ زمین جس مین رطوبت کم ہو) اور

عرقہ (وہ زمین جو نمک سے سیمچتی ہو) کے ساتھ بھی یہ عمل کیاجائے، تو ان کا عیب جاتا رہے گا جو اور چنار روغن دار اور رطوبت والی زمین مین اگر بوئے جائین. تو ان کی زراعت کو نقصان پہنچے گا، اس کے یہ معنی نہین ہین کہ دوسرے مزروعات کے لئے یہ نفع بخش نہ ہوگی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ یہ بہت اعلےٰ قسم کی زمین ہوتی ہے، اس لئے اس مین اس قسم کے ادنی غلون کو بونا زیادہ سودمند نہین ہوتاہے، یون تو گیہون. جو چاول، مکئی، باجرہ، چینا وغیرہ تمام اقسام کی زمینون مین پیدا ہوتے ہین، صرف اس زمین مین ان غلون کی زراعت نہین ہوسکتی، جس مین بہت زیادہ فساد آگیا ہو، جو شخص اس کا متمنی ہو کہ تمام غلون کی زراعت اعلےٰ پیمانہ پر کیجائے اور بکثرت پیدا ہون اس کو چاہئے کہ ان کے لئے ایک ایسی زمین کا انتخاب کرے جو سال بھر تک زیر اصلاح رہی ہو، یعنی اس مین بار بار عمل نقش (کوڑن) اور عمل تقلیب کیا گیا ہو، مٹی متعدد بار الٹی پلٹی گئی ہو، ایسی زمین مین یہ غلے بہت اچھی طرح پیدا ہونگے،

حق کی کتاب مین ہے کہ جو کی زراعت آبپاشی کی بنا پر جلد ہوتی ہے، اگر مویشی کے چارہ کی غرض سے کیجائے تو اس کو اوائل مئی مین بونا چاہئے۔ اور جون یا جولائی مین کاٹ لینا چاہئے، اس کی زراعت کا طریقہ یہ ہے کہ خالص مٹی کی زمین کو خوب جوتا جائے، اور اس مین متعدد کیاریان تیار کی جائین، اور ہر کیاری مین ایک ٹوکرہ کھاد ڈالین، اور اس کو پانی سے سیراب کرین، جب اس کی مٹی خوب تر ہو جائے تو اس مین جو بویا جائے، تخم ریزی کے بعد بیلچون سے زمین کو الٹ پلٹ دیا جائے تاکہ دانے مٹی مین مل جائین، اس کے بعد آب پاشی موقوف کر دیجائے، جب پودے ایک انگل کے برابر نمودار ہو جائین تو ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے سیراب کرین، پھر جب کاشت تیار ہو جائے، تو گرمی میں حسب دستور کاٹ لین،

طؔ مین ہے کہ اقلیم بابل مین ایک قسم کا جو ہوتا ہے، جس کو کلبہ کہتے ہین، اور دوسرا

نام شیر مقشر ہے، صورت مین یہ گیہون کے مانند ہوتا ہے، لیکن جسم مین جو کی طرح کھوکھلا ہوتا ہے، اس کی بالی بھی جو ہی کی طرح ہوتی ہے، ان دونون مین فرق اتنا ہے کہ جو اس سے زیادہ بالطبع بارد ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ کلبہ ایک قسم کا غلہ ہے جو گیہون کے مشابہ ہوتا ہے، اور بعض لوگ اس کا نام شیر رومی رکھتے ہین، اٹھارہوین باب مین یونیوس کا یہ قول گذر چکا ہے کہ جو کے لئے متوسط درجہ کی زمین کی ضرورت ہے، جو نہ زیادہ موٹی ہو اور نہ زیادہ پتلی ہو، مفصل بیان مذکورہ باب مین دیکھ لو،

طؔ مین ہے کہ مقامات غلون کی شادابی اور فراوانی کے لئے ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ گائے، بھیڑ اور بکری کی سینگ کو سوہان سے ریت کر اوکھلی مین کوٹ ڈالو اور اس سفوف کو ان تخمون مین جنکو تم بونا چاہتے ہو ملا ڈالو، پھر ان کو حسب دستور زمین مین چھڑک ڈالو انشا، اللہ اس سے کھیتی بہت زیادہ شاداب ہوگی، اور غلہ بھی کثیر مقدار مین ہوگا، اور اگر بارہ سنگھے کی سینگ پیس کر ملائی جائے تو تمام وہ کیڑے جو مزروعات کو نقصان پہنچاتے ہین ناپید ہو جائین گے،

حوشا کی زراعت کا طریقہ فلاحت نبطیہ سے،

اقلیم بابل مین ایک اور غلہ ہوتا ہے، جسکو یونانی خندروس[1] کہتے ہین، اور یہ رنگ مین کلبہ کے مشابہ ہوتا ہے، لیکن دانہ کلبہ سے بڑا ہوتا ہے اور اوس کے دو دانے ساتھ ہوتے ہین، اوسکی زراعت نومبر کے اوائل مین ہوتی ہے، اور اپریل مین اس کی کٹنی ہوتی ہے، اس غلے کے آٹے کی روٹی کھائی جاتی ہے، اس غلہ کے لئے سرخ اور چکنی زمین زیادہ موافق ہوتی ہے اور سخت اور بھربھری زمین بھی موافق ہوتی ہے، اس غلہ کی کھاد مین انسان کے متعفن غلیظ کو گدہے کی لید مین مخلوط کرکے ڈالتے ہین، اور اس مین بعض درختون کی پتیان بھی ملاتے ہین، جیسا کہ ہم نے کھاد کے بیان مین مفصل طریقہ پر لکھدیا ہے اوس کی روٹی مین غذائیت کم

[1] عربی مین حنطہ رومی اور شیر رومی کہتے ہین، فارسی مین ذرکہ کہتے ہین، (محیط) ۱۲

ہوتی ہے، قبض پیدا کرتی ہے اور معدہ و بدن کے لئے مفید ہے، مشرقی ممالک مین چاول کی روٹی سے جو نقصان ہوتا ہے وہ اس کی روٹی سے نہین ہوتا ہے،

فصل

طرماکی، کی زراعت کا طریقہ،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ یہ ایک غلہ ہے جو گیہون کے ساتھ بویا جاتا ہے، بہترین وقت اس کا نصف جنوری سے آخر فروری تک ہی، یہ جوشاکی کے مشابہ ہوتا ہے، اس کے لئے بجری یعنی پتھریلی اور کنکر والی زمینین موافق ہوتی ہین، یہ پیاس کو برداشت کرتا ہے، تری اور رطوبت کا محتاج نہین ہے، بلکہ بکثرت آب پاشی سے یہ سڑ جاتا ہے اور کمزور ہو جاتا ہے، برخلاف اس کے اگر یہ پیاسا رہے تو زیادہ نشو و نما پاتا ہے اور قوی رہتا ہے، اس کی زراعت جو کی زراعت کے مشابہ ہوتی ہے، تخمون کے بونے کے بعد ہلکے پانی سے زمین سیراب کر دی جائے پھر تقریباً بیس دن یا اس سے بھی زیادہ دنون تک بغیر سیراب کئے چھوڑ دین، کچھ دنون کے بعد جب ضرورت محسوس کرین تو پانی ڈالین، اسی طرح فاصلہ سے بقدر ضرورت پانی ڈالتے رہین، جولائی یا اس کے بعد اس کی زراعت کاٹی جاتی ہے، طرماکی، کی روٹی کھائی جاتی ہے، اس کے آٹے مین نمک ملانے کی ضرورت نہین ہے، کیونکہ نمک سے یہ خراب ہو جاتا ہے، آٹے مین بھوسہ زیادہ نکلتا ہے اور اس کی روٹی دیر ہضم ہوتی ہے، معدہ سے ہضم ہونیکے بعد آنتون مین جب فضلہ بنکر آتا ہے تو فوراً آلین اجابت ہوتی ہے،

دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ اس غلہ کی زراعت متضاد زمین مین کرنا اس کے لئے نفع بخش ہی، اگرچہ دوسرے غلون کے لئے یہ طریقہ مفید نہین ہے، جو غلہ کہ پہاڑی زمین سے منتقل

کیا جائے اس کو سال آئندہ نرم زمین مین بوئین یعنی پہلی زمین کے لحاظ سے متضاد مزاج کی زمین مین بوئین، تو انشاء اللہ یہ زراعت اچھی ہوگی، اسی طرح کمزور اور ریتلی زمین سے قوی اور موٹی زمین مین لیجائین، لیکن اس کے برعکس کرنے مین نقصان ہوگا یعنی قوی زمین سے کمزور زمین مین منتقل کرنے مین نقصان ہوگا البتہ یہ عمل درختون کے لئے زیادہ مفید ہی،

فصل

تخمون کی مقدار کا تعین زمین کے اعتبار سے یہ بیان ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہی،

وہ اعلےٰ درجہ کی زمین جس مین قدرتاً مختلف قسم کی گھاس اور پودے خودرو طریقہ پر اگ آتے ہون اس مین تخم زیادہ مقدار مین چھڑکا جائے، لیکن ریتلی اور کمزور زمین مین تخمون کی مقدار کم رکھی جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اچھی زمین مین جب تخم زیادہ ہون گے، تو اس کی ساری قوت ان کی نشو و نما مین اور تغذیہ مین صرف ہوگی اور دوسرے خودرو نباتات کے اگانے کی اس کو مہلت نہ مل سکے گی، اگر تخم کثیر مقدار مین نہ ڈالا جائے تو دوسرے مضر نباتات اُگ آئین گے، جس سے مزروعات کو سخت نقصان پہنچے گا، کیونکہ زمین کی بہت سی قوت دوسرے نباتات کی نشو و نما مین صرف ہو جاتی ہے، اس بنا پر ہمارا فرض ہے کہ مزروعات کو اس سے نجات دلائین اور ان کو تنہا زمین سے غذا حاصل کرنے کا موقع دین، کمزور زمین مین تخمون کی مقدار کم کرنیکی وجہ یہ ہے کہ وہ چونکہ خود کمزور اور ریتلی ہوتی ہے اس لئے زیادہ تخمون کو غذا نہ پہنچا سکے گی، بلکہ اگر تخم کم رہین گے تو ان کو اچھی طرح غذا پہنچا سکے گی، اور جہان زیادہ مقدار مین تخم ڈالے گئے، ان کے اُگانے سے وہ قاصر ہوگی، اسی طرح اس اچھی قسم کی زمین مین جس مین گھاس وغیرہ کم

اُگتی ہو، تخمون کی مقدار کم رکھین تاکہ جو کچھ بھی اس مین بویا جائے، وہ اچھی طرح نشو ونما پائے اور بکثرت پیدا ہو مجھکو معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی زمین مصر کے علاقہ مین ہے، وہان کے کسان ان مین بہت کم تخم ڈالتے ہین لیکن یہی تخم کافی سرسبزی اور شادابی کے ساتھ بالیدہ ہوتے ہین، اور انکی پیداوار بھی وافر مقدار مین ہوتی ہے،

ق کا قول ہے کہ اگر فصلی سال کے شروع ہونے مین تاخیر ہو، تو تخمون کی مقدار زیادہ کرد، کیونکہ جب سال دیر مین شروع ہوتا ہے تو بیج کے خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے تخم کی کثرت سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر ان مین سے کچھ خراب ہون گے تو بقیہ کے نشو ونما پانے کی امید رہے گی، اسی طرح فصل کے اخیر مین اگر کوئی چیز بوئی جائے تو تخمون کی مقدار زیادہ رکھنی چاہئے، تخمون کے تعین مقدار کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تخم زمین مین چھڑکنے کے بعد اگر کوئی شخص ان کو ہاتھ پھیلا کر اٹھائے تو ایک مرتبہ مین گیہون کے نو یا آٹھ یا سات دانے ہاتھ مین آجائین، اسی طرح جو کے نو یا دس دانے، باقلا کے چار یا پانچ دانے یا بقول بعض چھ یا سات دانے اور باقلاے مصری اور چنا کے بھی اسی قدر دانے ہاتھ مین ایک دفعہ آجائین، یہ معتدل مقدار ہے اس سے زیادہ اور کم مین نقصان ہوگا، اسکی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ ہر زمین کی حالت کا یا تو تجربہ کیا جائے کہ وہ کس قدر تخمون کو برداشت کر سکتی ہے یا ماہرین زراعت اور تجربہ کار کاشت کارون سے اسکے متعلق معلومات حاصل کئے جائین، یہ ایک ایسا صحیح اصول ہے کہ جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اس مین انشاءاللہ کبھی ناکامی نہ ہوگی، اچھی زمینون مین متوسط مقدار مین بیج ڈالنا چاہئے کیونکہ اس مین قوت نباتی بہت زیادہ ہوتی ہے خصوصًا جب کہ وہ کھاد ڈال کر درست کی گئی ہو، اور اس قسم کی زمین مین زراعت اگر اول وقت شروع کیجائے، تو بہت بہتر ہے، یعنی نومبر اور دسمبر کا مہینہ ہو کیونکہ یہ مہینے زراعت کے لئے زیادہ نفع بخش ہوتے ہین، گرم اور پہاڑی زمین مین جس کے خودرو نباتات اس کی گرمی سے جل گئے ہون کم مقدار مین تخم ڈالنا چاہئے، خواہ اس سال سرسبزی و شادابی عام اور بارش کی مقدار زیادہ ہی کیون نہ ہو، بہرحال جس زمین مین زراعت کیجا سکتی ہو لیکن گھاس

اور دوسرے نباتات اس مین نہ اُگتے ہون تو اس مین تخم کم مقدار مین ڈالا جائے، خصوصًا جب کہ زراعت اول وقت شروع کیجائے، البتہ جو مہینے زراعت کے لئے مفید نہین ہین، جیسے جنوری اور اس کے بعد کے مہینے تو اس مین تخم زیادہ مقدار مین ڈالے جائین، اسی طرح اس زمین مین تخم کی مقدار بڑھانی چاہئے جس مین گھاس اور دوسرے نباتات بکثرت ہوتے ہین، جیسے جزائر کی زمین اور اس کے مشابہ زمینین، جس سال بارش زیادہ ہو، اور زمین بھی اعلےٰ قسم کی ہو، تو اس مین اور بارد مزاج کی زمینون مین مقدار کی زیادتی محمود ہے، غرض کہ اس کا کلیہ اس طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے، کہ جس زمین مین دوسرے نباتات مزروعات کے نمو مین ہارج ہون، اُس مین مقدار بڑھانی چاہئے، خواہ زمین خراب ہو یا دیر مین زراعت شروع کی گئی ہو،

فصل

تخم کی مقدار کے متعلق ایک اور بحث

بعض تجربہ کار اور ماہرین زراعت کا قول ہے کہ اشبیلیہ اور اس کے مضافات مین یہ طریقہ جاری ہے، کہ ایک مرجع (تیس ہاتھ مربع زمین) مین معمولی بڑے پیالہ[1] کا ایک ثلث یا دو ثلث گیہون ڈالتے ہین، اور جو کا نصف یا پورا پیالہ بھر کر ڈالتے ہین، اور تخم باقلا ایک پیالہ یا اس سے تھوڑا زیادہ ڈالتے ہین، اور چنا دو ثلث اور تخم باقلاے مصری (جھالر) نصف پیالہ ڈالتے ہین، اسی طرح السی کا تخم دو پیالہ ڈالتے ہین، اور تخم مونگ ایک چوتھائی سے ایک ثلث تک ڈالتے ہین، اور مٹر ایک چوتھائی یا اس سے کچھ کم ڈالتے ہین،

[1] اصل مین قدح کا لفظ ہے، قدح اس پیالہ کو کہتے ہین جس سے دو آدمی ایک وقت مین پیاس بجھا سکین، اسی اندازہ سے متوسط درجہ مراد ہے، نصف سیر قیاس کیا جاسکتا ہے (مترجم)

اشبیلیہ کے بعض تجربہ کار لوگون کا بیان ہے کہ مٹر کے دانے اگر زمین پر آہستہ سے قریب قریب چھڑک دیئے جائین تو زراعت اگرچہ اچھی طرح ہوتی ہے، مگر دانے بڑے نہین ہوتے ہین، برخلاف اس کے اگر ان دانون کو ذرا احتیاط کے ساتھ پاس پاس ڈالین، اور زمین مین ان کو ملا دین تو اس کے دانے بڑے بڑے ہون گے، اور پیداوار بھی اچھی ہوگی، اسی طرح لمی کے دانے آدھ سیر یا پاؤ سیر کے وزن سے ڈالتے ہین، بنج (بھنگ) اور چینا آدھ سیر سے پاؤ سیر تک ڈالتے ہین، بعض یہ کہتے ہین کہ اگر ایک مرجع زمین مین چینا کا دانہ پاؤ سیر ڈالا جائے، اور ہلکے طریقہ پر تخم ریزی کی جائے، اور زمین اس سے قبل کھاد وغیرہ سے خوب درست کی جائے تو اگرچہ زمین کی اصلاح کی وجہ سے زراعت بہتر ہوگی، لیکن بعض پودے بڑے اور بعض چھوٹے ہون گے، اور بڑے چھوٹون کو چھپا لین گے، اس بنا پر چھوٹے پودون مین دانے بہت کم ہون گے، لیکن اگر آدھ سیر دانہ قریب قریب ڈالا جائے، اس طرح پر کہ دانے سب زمین مین خلط ملط ہو جائین تو تمام پودے یکسان ہون گے، اور دانے بھی برابر ہون گے، اسی طرح تخم قنب ایک سیر یا اس سے کچھ کم ڈالنا چاہئے، گیہون ایک پیالہ یا دو ثلث پیالہ ڈالنا چاہئے، آب جو کے دانے پاؤ سیر سے سیر بھر تک مستوی السطح نرم زمین مین ڈال سکتے ہین، اور تل کا تخم سیر بھر پورا ڈال سکتے ہین، اسی طرح ککڑی اور خربوزہ کے تخم اسی مقدار زمین مین ڈیڑھ پاؤ سے پاؤ بھر تک ڈال سکتے ہین، اور تخم پنبہ تقریباً ڈھائی پاؤ کے انداز سے ڈال سکتے ہین، بقیہ دوسرے مزروعات کو انھین پر قیاس کر لینا چاہئے،

دوران زراعت مین پودون کے ارد گرد جو گھاس یا کانٹے وغیرہ نکل آتے ہین ان کو برابر نکال کر صاف کرتے رہنا چاہئے، اس صفائی سے بالیان بڑی ہوتی ہین، اور دانے وزنی ہوتے ہین، طاین ہے کہ جب گیہون مین بالیان نمودار ہو جائین، تو گھاس یا خودرو پودون کو جو قریب مین اُگے ہون اُن کو ایک جگہ جمع کرکے اس زمین سے باہر

پھینکدین، اس سے زراعت مین بہت نفع ہوگا، کیونکہ جو اور گیہون کی کاشت اگر گھاس وغیرہ سے پاک و صاف ہو تو دانے بہت بڑے بڑے ہوتے ہین اور پیداوار بہت کافی ہوتی ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ زمین کی خودرو گھاس کو اُکھیڑ لینا چاہئے، خصوصاً جبکہ مزروعہ پودون مین بالیان آنے لگین، اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے، دانے بہت صاف اور اچھے ہوتے ہین، اسی طرح تمام مزروعات کی زمینین اگر خودرو نباتات سے پاک کی جائین، تو یہ مزروعات کو پوری طرح قوت پہنچا سکین گی،

باب بستم

اس باب مین مذکورہ غلون کی کاشت ربیع زار یا خریف زار اراضی مین کرنے کا طریقہ اور
نیز چاول، مکئی، چینا، مسور، ماش، اور اس کے ہمجنس لوبیا، تل وغیرہ کی کاشت کی ترکیب
بتائی گئی ہے، زمین کی اصلاح اور درستگی سے بھی بحث کی گئی ہے،

جو اور گیہون کے متعلق تفصیلی بیان جا چکا ہے، ہمارے ملک مین ان دونون غلون کی کاشت خریف زار اراضی مین عموماً ہوتی ہے لیکن یہ ربیع زار اراضی مین بھی پیدا ہو سکتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دانے دور دور ڈالے جائین اور برابر پانی سے سیراب کرتے رہین، اور اس زمین مین گوڑن کا عمل بھی جاری رکھین، ان اصول کی پابندی کے بعد انشاءاللہ یہ زراعت اچھی ہوگی، اور ان مین بڑی برکت ہوگی،، اسی طرح باغ کی کیاریون مین نہر کی نالیون کے قریب، اور چشمون کے متصل ان کی زراعت ہو سکتی ہے، مذکورۂ بالا دوسرے قسم کے غلے جن کا ذکر شروع باب مین کیا گیا ہے، دونون زمینون مین پیدا ہوتے ہین، البتہ چاول کی کاشت اکثر ربیع زار اراضی مین کیجاتی ہے، اور مٹر کی کاشت عموماً خریف زار اراضی مین ہوتی ہے، انشاءاللہ اب ہر فصل مین تشریح کے ساتھ، مذکورۂ بالا غلون کی زراعت کا طریقہ اور ان کے لئے زمین کا انتخاب اور اس کی تعمیر کا طریقہ، کھاد بنانے کی ترکیب اور زراعت کے متعلق دوسری تدبیر کا ذکر کیا جائے گا،

فصل

ربیع زار اراضی مین چاول کی زراعت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ چاول گیہون کی طرح کا پوست دار غلہ ہے اور اس کا رنگ بہت زیادہ سفید ہوتا ہے، یہ باغ اور کھیت مین بویا جاتا ہے، اور پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، چاول کی زراعت خریف زار اراضی مین بھی ہوتی ہے جو بالطبع مرطوب ہوتی ہے، بعض کہتے ہین کہ خریف زار اراضی اس کیلئے موافق نہین ہوتی ہے، البتہ نہر، ساحل اور ریتیلی زمین مین اسکی زراعت بہتر ہوتی ہے اعلےٰ درجہ کی زمین مین یہ غلہ بکثرت ہوتا ہے، اور اس مین اس کی زراعت کچھ پہلے ہی شروع کی جاتی ہے، حؔ کا قول ہے کہ مزروعہ زمین مین بھی اس کی زراعت ہوتی ہے، بشرطیکہ اس مین کسی قسم کی رطوبت باقی نہ ہو، طؔ مین ہے کہ چاول کے لئے نرم اور سیاہ زمین جو بہت زیادہ مرطوب اور لزوجت دار ہوتی ہے، موافق ہوتی ہے، ان کے علاوہ اور دوسری زمین مین بھی اس کی زراعت ہوتی ہے، خؔ کا قول ہے کہ اس کی زراعت کا ابتدائی وقت فروری اور مارچ کے مہینے مین ہے، حؔ کا قول ہے کہ یہ جنوری مین یہ بویا جاتا ہے اور مارچ مین اس کی موری روپی جاتی ہے، ابن حجاج کی کتاب "القصد والبیان" مین ہے کہ چاول کو مدبر کرنے کے بعد مارچ مین بلند اور اچھی زمین مین جو کھاد اور دوسری چیزون سے خوب درست کیگئی ہو بو دین، اور مئی مین اس کی موری کو دوسری جگہ روپین،

خؔ، نے چاول کے مدبر کرنے کا طریقہ اسطرح لکھا ہے کہ زراعت کے شروع کرنے سے چند دن قبل دھان کو مٹی کے نئے ظرف مین میٹھے پانی سے تر کرین، ایک دن اور ایک رات

اسی طرح چھوڑ دین، ص کا قول ہے کہ کم سے کم دو دن اور دو رات دھان کو تر کرنا چاہئے اُس
کے بعد پانی پھینک دیا جائے، اور دھان کو اسی ظرف مین رہنے دین اور ایک صاف ستھرے
کپڑے سے چھپا کر دھوپ مین رکھین، رات کو گرم کھاد مین اور دن کو دھوپ مین رکھین مسلسل
کئی دن تک یہی عمل کرین یہان تک کہ وہ مدبر ہو جائین، اور ان مین نمو شروع ہو جائے،
کھاد دستیاب نہ ہو سکے تو ان ظروف کو گرم باورچیخانہ مین یا دوسرے گرم مقامات مین رکھین،
ص کا قول ہے کہ یہ ظروف آگ کے اتنے قریب رکھے جائین، کہ معتدل گرم ہوا ان تک
برابر پہنچتی رہے، جب ان مین انکھوا نکل آئے، تو ان کو کیاریون مین بوئین، یہ کیاریان حسب
معمول پہلے تیار کیجائین، کدو وغیرہ کے لئے بلند اور مرتفع چبوترے بنائے جاتے ہین، کیاریون
کا طول و عرض تخم کی مقدار کے لحاظ سے رکھین، جس کی تعیین جلد اول مین کیجا چکی ہے، کیاریان
کھاد ڈالکر درست کیجائین، اور ان مین تھوڑی خشک مٹی بھی ملا دی جائے اور اسی وقت انکو
خفیف سا سیراب کیا جائے، تخم ریزی کے بعد ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے سیراب کرتے رہین،
یہان تک کہ ان مین نمو پیدا ہو جائے، خود رو گھاس اگر اُگ آئی ہو تو اطراف و جوانب سے اُسکو
نکال دین جب موریان ذرا بڑی ہو جائین تو اُن کو دوسری تیار کی ہوئی کیاریون مین منتقل کر دین
اور ان موریون کے روپنے کا وقت مارچ یا مئی ہے،

جس دن موری روپی جائے اُس سے ایک دن قبل شام کو کیاریون مین پانی ڈالین
اور دوسرے دن صبح کو طلوع آفتاب سے قبل پودون کو اُکھیڑلین اور سب کو ٹوکری سے ڈھک
دین تاکہ ہوا نہ لگنے پائے، اور اسی دن شام کو قطار سے تمام موریون کو ان کیاریون مین
روپ دین، کیاریون کو حسب معمول پرانی کھاد اور پانی ڈال کر اچھی طرح درست کرلین،
موریان اگر کمزور ہون تو ایک جگہ پر تین یا اس سے زیادہ ملا کر روپین، ہر دو پودون کے درمیان
مین طولاً و عرضاً ایک بالشت فاصلہ رکھنا چاہئے، موریون کی روپنے کے ساتھ ہی آبپاشی
کرین، بار بار پانی سے اتنا سیراب کرنا چاہئے کہ زمین پودون کو پکڑلے، اور اُن مین

نمو شروع ہو جائے،
ص کا قول ہے کہ موری روپنے کے بعد آبپاشی موقوف کر دینی چاہئے، تاکہ زمین
کی حالت درست ہو سکے، پھر زمین مین گوڑن کا عمل کرنا چاہئے، اس کے بعد جب زمین مین
پیاس اور خشکی کے آثار نمایان ہون تو پانی سے سیراب کرنا چاہئے، زمین کی پیاس کی علامت
یہ ہے کہ پودون مین ایک قسم کی تاریکی نظر آئے، اور ان پر سیاہی چھا جائے، جب یہ حالت
ہو جائے، تو فوراً سیراب کرنا چاہئے، بلکہ ہر ہفتہ مین دو بار پانی ڈالنا چاہئے، اور یہ سلسلہ
اگست تک باقی رکھنا چاہئے، اس کے بعد آبپاشی کو پھر موقوف کر دینا چاہئے، یہان تک
کہ پھر زمین یا پودہ کو پانی کی احتیاج ہو، اس مرتبہ ہفتہ مین صرف ایک بار سیراب کرنا بہتر ہے،
کیونکہ کثرت سیرابی سے پودہ تو اچھا ہو گا لیکن کاشت دیر مین تیار ہو گی،
ص کا قول ہے کہ اگر تم پودون کو منتقل کرنا نہین چاہتے ہو، بلکہ پہلی زمین کو اس کے
لئے زیادہ مناسب سمجھتے ہو، تو اس کو اسی جگہ پر چھوڑ دو، اور جب تھوڑی سبزی پیدا ہو جائے
تو تخم کو اولاً آہستہ سے جنبش دو اور پھر تھوڑی دور ہٹا دو پہلی جگہ سے اتنے فاصلہ پر رکھو جتنا کہ
دوسری زمین مین رکھتے ہو،
خ کا قول ہے کہ دھان جن کی موری روپی جاتی ہے دس کیاریون مین تقریباً
ڈیڑھ سیر (۱½) دھان ڈالا جاتا ہے، ص کا قول ہے کہ دو سیر پختہ دھان بھی چھینٹا جا سکتا ہے
لیکن جس دھان کی موری دوسری جگہ نہ روپی جائے بلکہ اصلی جگہ پر چھوڑ دیجائے، اس کو
دس کیاریون مین تقریباً ڈیڑھ پاؤ ڈالین، اور جب یہ کاشت اچھی طرح تیار ہو جائے تو ستمبر
کے مہینے مین کاٹ لی جائے،
خ کا قول ہے کہ چاول کی بالیان خشک کر لیجائین اور کسی دوسرے تھیلے وغیرہ مین ڈالکر
اوپر سے لوہے کے ڈنڈون سے خوب کوٹی جائین اور بھوسہ الگ کر لیا جائے، پھر دھان
کو اسی طرح کوٹین تاکہ اوپر کا پوست اور چاول الگ ہو جائے، پھر چاول کو اُودسا کر

مٹکون مین رکھدین، لیکن زراعت کیلئے چاول کے بجائے دھان رکھے جائین، تمس کا قول ہے کہ اگر ان پودون مین نمک ڈالدین، تو اس کی بھوسہ نرم ہو جائے گا، اور دانے جلد الگ ہو جائین گے،

مین نے چاول اور دھان یعنی مقشر اور غیر مقشر دونون کی مشرق مین زراعت کی ہے، دونون کاشت کو روزانہ پانی سے سیراب کرتا رہا، یہان تک کہ دونون بالیدہ ہو گئے، پھر مین نے ان کو مینڈھ اور نالیون مین منتقل کیا، جس کی وجہ سے یہ کاشت نہایت بہتر ہوئی، مین نے اس کا کئی مرتبہ تجربہ کیا، ہر مرتبہ غلہ بکثرت ہوا، البتہ جن پودون پر موسم سرما پورا گذر گیا، وہ تو خراب ہو گئے، میرے خیال مین جو دھان منتقل کئے جاتے ہین، ان کو دسمبر ہی مین بونا اچھا ہے بلکہ اس سے قبل اگر بوئے جائین تو انسب ہے تاکہ بارش کا کچھ حصہ پا سکین، اٹھارہوین باب مین یہ بحث جا چکی ہے کہ چاول کی زراعت کے لئے ربیع زار اراضی زیادہ مفید ہے،

چاول کی زراعت خریف زار اراضی مین بھی ہوتی ہے، لیکن یہ مرطوب زمین کا محتاج ہوتا ہے، اسلئے میدان کی مرطوب زمین بہتر ہوتی ہے، پہلے اس زمین کو جوت کر درست کرین، پھر اپریل مین تخم ریزی کرین، طریقہ یہ ہے کہ چاول کھیت مین بو دئے جائین، اور پھر جب ان مین نمو شروع ہو جائے تو موریان بنا کر دوسری جگہ منتقل کر دئے جائین، چاول کی کاشت دو طریقے پر ہوتی ہے، ایک تو یہ ہے کہ دھان کو کھیت کی مٹی مین ڈال کر تر کرین، اور ان کی گولیان بنالین، جس طرح کپاس کی گولیان تیار کیجاتی ہین، پھر زمین مین چھوٹے چھوٹے قبر کی شکل کے گھر بنائین، اور ان کو پانی سے سیراب کرین اور گولیون کو ان گھرون مین رکھکر مٹی سے اچھی طرح ڈھک دین، تاکہ پرندون کی نگاہ سے یہ محفوظ رہین، ایک دن ان کو اسی حالت مین چھوڑ دین، اگر ابتدائے شب مین یہ عمل کیا جائے، تو صرف رات بھر کافی ہے، بہتر ہے کہ غروب آفتاب کے بعد یہ عمل کیا جائے، دوسرے دن پھر پانی سے

زمین کو سیراب کرین،

دوسرا طریقہ ان کی زراعت کا یہ ہے کہ زمین جوت کر اچھی طرح درست کیجائے، اور پانی سے خوب سیراب کیجائے یہان تک کہ پوری طور پر یہ سیراب ہو جائے، اور پانی کھیت مین ٹھہرا رہے، ان کے بعد دھان چھڑک دیا جائے، پانی زمین مین جذب ہو جانے کے بعد دانون پر باریک مٹی چھڑک دی جائے، چند گھنٹہ کے بعد یہ مٹی جو اوپر سے ڈالی گئی ہے تر ہو جائیگی، ایسی حالت مین زمین کو پانی سے پھر سیراب کرنا چاہئے، اس طور پر کہ ان کی تری کبھی کم نہ ہو، اور پانی کھیت مین موجود رہے کیونکہ یہ غلہ سردی کا محتاج ہے، اور ہمیشہ پانی کو چاہتا ہے، بعض کا یہ بھی قول ہے کہ یا تو چاول کی کاشت پانی سے سیراب نہ کیجائے، لیکن جس کاشت کو پانی سے سیراب کیا جائے اس کو برابر پانی پہنچانا ضروری ہے، کیونکہ وہ اس کے بغیر تیار نہین ہو سکتی ہے، اسی طور پر وہ مزروعات جن کے تخم مٹی مین لپیٹ کر بوئے جاتے ہین، زیادہ سیرابی کے محتاج ہوتے ہین، کیونکہ گڑھے جن مین یہ بوئے جاتے ہین، بہت چھوٹے اور کم تعداد مین ہوتے ہین اور دانے زیادہ مقدار مین ہوتے ہین، نیز اوپر سے خشک مٹی ڈالی جاتی ہے، جس کی بنا پر وہ دوسرے مزروعات سے زیادہ پانی طلب کرتے ہین، ان گڑھون اور چھوٹی نالیون کے درمیان ایک راستہ پانی کی آمد اور ایک نکلنے کا بنانا چاہئے، اس طور پر کہ تھوڑا پانی مزروع تخم کی جڑین بھی قائم رہے، سات دن تک ایک پانی کو باقی رکھین، پھر اس پانی کو نکال کر دوسرا تازہ پانی کھیت مین ڈالین، آبپاشی کا یہ سلسلہ اُگنے، بڑھنے اور پھر کٹنے تک جاری رکھا جائے،

جو چاول کہ چھینٹ کر بوئے جاتے ہین اور مٹی مین مخلوط کر کے نہین بوئے جاتے ہین وہ بھی اپنی جگہ سے منتقل کئے جاتے ہین، اور دوسری جگہ روپے جاتے ہین، بعض اقوام تو اس قسم کے پودون کو منتقل نہیں کرتے، بلکہ ایک ہی جگہ پر چھوڑ دیتے ہین، لیکن یہ طریقہ زیادہ مفید نہین، دوسری جگہ روپنے سے پودون کو قوت پہنچتی ہے، اور کاشت اچھی ہوتی ہے، جو چاول کہ مٹی مین

مخلوط کرکے گولیون کی شکل مین بوئے جائین، ان مین دھان یا چاول ایک جز ہو اور مٹی دو جز ہو،
پہلے مٹی کو پانی مین خوب گوندھین تاکہ وہ گوندھے آٹے کے مانند ہو جائے پھر اس مین چاول کو ملائین
اور ان کی گولیان بنائین، اور کیاریون مین چھوٹے چھوٹے گڑھے ان کے لحاظ سے بنائین تاکہ
پانی کم سے کم ایک ہاتھ اُن گڑھون مین ٹھہر سکے، جب بھی نمو شروع ہو، یہ پانی نکال دیا جائے،
اور یہ پودے ایک دوسرے سے الگ کرکے دوسری جگہ روپے جائین، کیاریان پہلے سے تیار کی
جائین اور ایک دن یا اس سے بھی کم وقت مین یہ موریان روپ دی جائین، اس سے زیادہ تاخیر
مناسب نہین ہے، روپنے کے بعد بھی آب پاشی کا سلسلہ اسی طرح جاری رکھین کہ ایک طرف سے
پانی ڈالا جائے اور دوسری طرف سے نکال دیا جائے، یہ سلسلہ اچھی طرح کاشت تیار ہونے
تک جاری رکھا جائے، بعض کا یہ خیال ہے کہ ابتداے سات دن تک ایک ہی پانی قائم رکھا
جائے، لیکن یہ طریقہ اچھا نہین ہے، پانی کے ٹھہرنے سے اندیشہ ہے کہ پانی مین جو تغیر پیدا ہوگا
اس کا اثر مزروعات تک پہنچے گا، اس لئے تازہ پانی سے سیراب کرنا اولیٰ ہے،

چاول کی کاشت سال مین دو بار ہوتی ہے، جن کی زراعت گرما مین ہوتی ہے، وہ
سرمائی سے زیادہ اچھے ہوتے ہین، جو چاول کہ ابتداے دسمبر مین بوئے جاتے ہین، وہ بہتر شتوی
(سرمائی) کہلاتے ہین، اور جو جولائی کے آخر مین بوئے جاتے ہین، وہ بہتر صیفی (گرمائی) کہلاتے
ہین، ان مین چند دنون کی تقدیم و تاخیر سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے،

سوساد کا قول ہے کہ نصف جون مین اگر چاول شور زمین مین بھی بوئین جائین تو
کوئی نقصان نہین ہوگا، اسی طرح گہری اور مرطوب زمین مین چاولون کی زراعت جون مین
ہو سکتی ہے زراعت سے قبل زمین کو کھاد سے درست کر لینا ضروری ہے، اسی طرح اس
زمین کو جس مین موریان روپی جائین، گوبر اور باریک مٹی وغیرہ ڈال کر درست کر لین،
اس زمین مین صرف ایک مرتبہ کھاد ڈالنا کافی ہوتا ہے، البتہ ان زمینون مین چاول کی
کاشت ہرگز نہین کرنی چاہئے، جن مین، انار، سیب، امرود، شفتالو، انگور، اور کھجور وغیرہ کے

درخت ہون یا اُن کے باغ ہون، اسی طرح اُن کے قریب ایسے نباتات کا ہونا بھی سخت مضر ہے،
جن مین کیلہ پن یا ترشی ہو،

ط ین ہے کہ چاول کی کاشت مین یبوست رفع کرنے اور تعدیل مزاج کے لئے یہ ضروری
ہے کہ زمین کھاد ڈال کر درست کی جائے، اس کی کھاد مین گوبر اور اسی طرح کی دوسری مرطوب
اور تر چیزین ڈالی جائین جیسے خس، ورق خرفہ، ورق بیتان، ورق تل، ورق ہری بارتنگ،
اور لکڑی، کدو کی شاخین اور پتیان گوبر مین سڑا کر ڈالی جائین اسقدر یہ سڑائی جائین،
کہ یہ سیاہ ہو جائین، اور ان مین تعفن پیدا ہو جائے، اس کے بعد ان کو خشک اور باریک
کرکے اچھی مٹی ملا کر بطور کھاد کے زمین مین ڈالین، جس زمین مین موریان روپی جاتی ہین، انکو
بھی کھاد سے درست کرنا اچھا ہے، اور بونے سے چند دن قبل چاول کو گوبر مین تر کرنا پھر گوبر سمیت
کھیت مین چھیپٹنا یہ عمل بھی چاولون کے لئے مفید ہوتا ہے،

ط ین ہے کہ چاول، مکھن، روغن، چربی، اور دودھ وغیرہ کے ساتھ استعمال کیا جائے
تو وہ غذاؤن کی طاقت ہوتی ہے، یہی حال تمام ان غلون کا ہے، جن کی روٹی پکا کر کھائی
جاتی ہے، اُن کی روٹی کو میٹھے دودھ کے ساتھ کھاتے ہین، یا روغن تل اور دودھ مین ملا کر
کھاتے ہین،

آدم کا قول ہے کہ چاول کی روٹی کے لئے یہ ضروری ہے کہ چاول کا آٹا اچھی طرح
پیسا جائے، اور اس کے لئے پانی خوب گرم کیا جائے، گرم پانی سے بار بار اسکو گوندھا جائے،
تاکہ اجزا، اچھی طرح مل جائین، کیونکہ آٹے کا اچھا گوندھنا روٹی کی بہتری کے لئے ضروری ہے،
تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر گوندھتے رہین، جب خمیر تیار ہو جائے، تو اس مین تل کا روغن ڈالکر
روٹی پکالین، روٹی پکانے والا خود بھی اپنے بدن مین تل کا تیل مالش کرے، اور پھر ہلکی
آنچ پر روٹیان پکائے،

چاول میٹھے روغن دار دودھ کے ساتھ بھی پکایا جاتا ہے، اس کے لئے سب سے بہتر دودھ

بکری کا ہے، اس کے بعد گائے کا دودھ ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ سالم یا پسے ہوئے یا ٹکرے کئے ہوئے چاول کو پانی مین پکایا جائے، جب پانی کم ہو تو اس مین گرم پانی زیادہ کیا جائے جب وہ بالکل پک جائے تو اس کے بعد فاضل پانی کو پھینک کر دودھ آہستہ سے ڈالین اور پھر دوبارہ پکائین، بعض کا قول ہے کہ مسلم چاول گرم پانی مین سات دفعہ اُبالے جائین پھر میٹھے گرم دودھ مین پکائے جائین، تھوڑا تھوڑا دودھ ڈالا جائے، اور چمچے سے اس کو ہلایا جائے تاکہ ڈھیلے نہ پڑ جائین،

چاول کا سرکہ بھی تیار ہوتا ہے، اس کا سرکہ پتھر اور دوسرے ظروف کو جس مین یہ رکھا جاتا ہے توڑ دیتا ہے، اس کا سرکہ زیادہ مقدار مین بنانا کوئی نفع بخش نہین ہوتا ہے، اس کی نبیذ بھی بنائی جاتی ہے جو نشہ آور ہوتی ہے، بلکہ ہوش وحواس گم کرنے والی ہوتی ہے، دماغ کو خشک کر دیتی ہے، سرکہ بہت حار ہوتا ہے، جو چیز اس مین ڈالی جاتی ہے، وہ گل جاتی ہے،

رازی کا قول ہے چاول سرکہ کے ساتھ نہ کھایا جائے، اور نہ اس چیز کے ساتھ کھایا جائے جس مین سرکہ ڈالا گیا ہو، مثلاً قریص (سرکہ مین ڈالکر ایک قسم کی مچھلی پکائی جاتی ہے) اور ہلام (ایک قسم کا سالن جو گائے کے بچہ کی کھال سے تیار کیا جاتا ہے) ان چیزون کے ساتھ چاول کا ایک لقمہ بھی نہ کھایا جائے، کیونکہ اس سے بہت نقصان ہوگا،

خ کا قول ہے کہ قحط کی حالت مین چاول کی روٹی بکثرت استعمال کی جاتی ہے لیکن اس مین غذائیت بہت کم ہوتی ہے، رازی کا قول ہے کہ لوگون نے اس کی اصلاح کا مجرب طریقہ یہ بتایا ہے کہ اس کی روٹی روغن، دودھ، لہسن، شکر، شہد یا انگور یا دوسرے پھلون کے شیرہ کے ساتھ اگر کھائی جائے تو بہت زیادہ مقوی اور مصلح ہوگی،

فصل

خریف زار اراضی مین لوبیا کی کاشت کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ لوبیا کی بارہ[1] قسمین ہین، (۱) الحاجیہ، یہ ہمارے ملک مین زیادہ معروف ہے (۲) عرافیہ، یہ گہرے سیاہ رنگ کا ہوتا ہے (۳) یاقوتیہ، یہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے (۴) لکیہ:- یہ سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے (۵) عقاقیہ: جسمین سیاہی اور سفیدی ملی ہوتی ہے (۶) فخاریہ:- اس کی سُرخی مٹی کے پختہ ظروف کے مانند ہوتی ہے، (۷) حسیلیہ:- یہ سیاہ اور چوڑا ہوتا ہے لیکن ترمس (باقلاے مصری) سے چھوٹا ہوتا ہے، یہ جاڑے اور گرمی دونون موسمون مین ہوتا ہے (۸) سیرکیہ:- یہ گہرے سیاہ رنگ کا زیتون کے دانون کے برابر ہوتا ہے، (۹) صقالیہ:- یہ سفید رنگ کا زیتون کے دانون کے برابر ہوتا ہے (۱۰) خبشیہ:- اس مین سیاہی اور سفیدی ملی ہوئی ہوتی ہے، کبوتر کے انڈون کے برابر ہوتا ہے، (۱۱) رومیہ سفید رنگ کا مائل بہ زردی ہوتا ہے، عناب کے دانون کے برابر ہوتا ہے، مین نے ان سب کو دیکھا ہے، اور ان سے واقفیت حاصل کی ہے، بعض کی ان مین سے زراعت بھی کی ہے،

ص کا قول ہے کہ لوبیا کے لئے معمولی درجہ کی سخت زمین، سیاہ کھاد کے مشابہ زمین، باردزمین، اور خالص مٹی کی روغن دار زمین بھی مناسب ہوتی ہے، لیکن خالص مٹی کی زمین مین اس کا پودا اندر چلا جاتا ہے، اور نمو مین کمی ہو جاتی ہے، ربیع زار اراضی مین اس کی کاشت عموماً مارچ یا اپریل مین شروع کرتے ہین، کیاریون اور لکیرون میں اسکی کاشت ہوتی ہے، کھاد کی کثرت کو یہ برداشت نہیں کرسکتی، اسلئے کھاد ڈالنا مضر ہے

[1] لیکن مصنف نے تفصیل مین گیارہ ہی قسمون کا ذکر کیا ہے، اپنی مترجم نے بھی اس سہو کو ظاہر کیا ہے۔ مترجم

اسی طرح پانی کی کثرت بھی نقصان دہ ہے، نم اور مرطوب زمین جو اس کے لئے تیار کی گئی ہو، سب سے بہتر ہے، اس قسم کی زمین مین تخم بونے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر دو تخمون کے درمیان مین ایک ہاتھ طول مین اور ایک بالشت عرض مین فاصلہ رکھا جائے، اور نمو تک زمین پانی سے سیراب نہ کیجائے، کیونکہ اس سے قبل پانی ڈالنا کاشت کو خراب کر دیتا ہے، البتہ روئیدگی کے بعد پانی سے خوب سیراب کرین، بعض وقت سبزی کی کثرت اور غیر معمولی شادابی سے پھل دیر مین نکلتے ہین، اس لئے جب کبھی پھل دیر مین آئے تو آب پاشی کا سلسلہ موقوف کر دیا جائے،

لوبیا کی زراعت اونچی مینڈھ پر ہو سکتی ہے یعنی مٹی یا ریت کی لکیر بنا کر اس مین تخم بو سکتے ہین، مزروعہ غلون کے کنارے پر بھی لوبیا کی زراعت ہو سکتی ہے، بشرطیکہ یہ کسی نہر یا حوض کے قریب ہو، تاکہ پانی سے بخوبی سیراب ہو سکے، عموماً تیس کیاریون مین یہ بویا جاتا ہے، ہر کیاری ۱۲ ہاتھ لانبی اور چار ہاتھ چوڑی ہوتی ہے، ہر کیاری مین ایک رطل (آدھ سیر) تخم ڈالا جاتا ہے، کبھی تو اس کا دانہ خشک چھینٹا جاتا ہے، اور کبھی تخم کو پانی مین ایک شبانہ یوم تر کر کے بویا جاتا ہے، لوبیا کو تر زمین مین چھوٹے چھوٹے سوراخ یا گڑھے بنا کر بھی بوتے ہین، جب ان مین نمو شروع ہوتا ہے، اور حالت قابلِ اطمینان ہو جاتی ہے تو یہ پودے دوسری زمین مین منتقل کر دیے جاتے ہین، دوسری زمین پہلے سے جوت کر درست کی جاتی ہے، اور پودون کی پہلی مٹی یعنی بندھن کے ساتھ گڈھون مین رکھ دیتے ہین، تحویل کے بعد ان پر نئی مٹی ڈالی جاتی ہے، اور پھر سیراب کی جاتی ہے، اس عمل سے لوبیا کی کاشت اچھی ہوتی ہے،

لوبیا کی عموماً دو قسمین ہین، ایک سُرخ اور دوسری سفید، بعض سرخ لوبیا مین سیاہ پھل بھی نکل آتے ہین، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، لوبیا کی کاشت سال مین دو مرتبہ موسم ربیع اور موسم گرما مین ہوتی ہے، ربیع کی کاشت اوائل مارچ سے نصف مارچ تک اور موسم گرما کی کاشت جون کی ۲۰ تاریخ سے شروع کیجاتی ہے، لوبیا ان نباتات مین سے ہی، جنکے

تنا نہین ہوتا ہے، جو لوبیا کی ربیع مین بویا جاتا ہے وہ ذرا دیر مین نشو و نما پاتا ہے، لیکن پھل نہایت اچھے اور کثیر مقدار مین ہوتے ہین، اور جو گرما مین بویا جاتا ہے وہ جلد تیار ہوتا ہی لیکن کمزور ہوتا ہے اور اس مین پھل بہت کم ہوتے ہین،

سوساد کا قول ہے کہ خشک زمینین اس کے لئے موافق نہین آتی ہین، تر اور کافی تر زمینون مین یہ اچھی طرح ہوتا ہے، زمین کی طبعی نمی اور رطوبت اس کے لئے زیادہ نفع بخش ہے بہ نسبت اس کے کہ پانی سے بار بار سیراب کی جائے، جس زمین مین فصل ربیع مین چنا بویا جاتا ہے اس مین لوبیا کی زراعت بھی اچھی اور بہتر ہو سکتی ہے، زمین کو کھاد وغیرہ سے درست کر کے تخم ڈالین، اس کے لئے مرکب کھاد تیار کی جاتی ہے، گائے کا گوبر، انسان کا غلیظ، اور مختلف درختون کی ڈالیان اور پتے ملا کر سڑائے جائین، اور جب ان مین تعفن پیدا ہو جائے، تو پھر جڑ مین تھوڑی مقدار مین ڈالتے رہین یا جس پانی سے یہ سیراب کی جائے اس مین یہ کھاد ملا دین تاکہ وہ پانی کی روانی مین بہکر جڑون مین رک جائے، بعض وقت خشک کھاد کا سفوف جڑون مین ڈالتے ہین، اس کے لئے یہ طریقہ بھی بہت کارآمد ہے، کہ شیرین پانی تانبا کی دیگچی مین خوب گرم کیا جائے، کئی بار اُبال آنے کے بعد دیگچی کو اتار دین، جب ذرا سکون پیدا ہو جائے تو اس گرم پانی کو لوبیا کے پتون پر اور جڑون مین ڈال دین، اس سے قوت ہوگی، اور اندرونی خرابیون کی اصلاح ہو جائے گی، اگر کوئی چیز اس کے نمو مین عارض ہوگی، تو اس کو پانی زائل کر دے گا، لوبیا کی جڑ مین گرم پانی ڈالنا بہت مفید ہے، ہر کاشتکار کو اس پر عمل کرنا چاہئے، یہ طریقۂ عمل قوت نامیہ پیدا کرنے کے علاوہ اکثر آفات ارضی و سماوی سے کاشت کو محفوظ رکھتا ہے،

لوبیا کی کاشت کے لئے ایک یہ بھی طریقہ مفید ہے کہ خود لوبیا کے اوپر کا پوست اس کی لکڑی اور پتون کو گوبر، غلیظ، اور انگور کے پتون کے ساتھ اچھی طرح سڑایا جائے،

جب تعفن پیدا ہو جائے تو خشک کرکے بطور کھاد کے ڈالین، اس سے قوت نامیہ بہت بڑھ جائیگی، عطارد اور مریخ کا عمل اس کے لئے مشترک ہے،

ط کہتا ہے کہ اسکی روٹی ضرورۃً استعمال کیجاتی ہے، لوبیا پوست کے ساتھ اگر پکایا جائے، اور اس مین سرکہ، کانجی اور زیتون اور اس قسم کے مصالح ڈالکر تیار کرین تو یہ بہترین چیز ہوگی، اس مین غذائیت زیادہ ہوتی ہے، لوبیا مین چونکہ تنا نہین ہوتا ہے، اسلئے بانس کے ڈنڈون پر اس کے پودے چڑھائے جاتے ہین، باقلا اور مسور کی طرح یہ پیدا ہوتا ہے اور ان چیزون کے ساتھ غذا مین استعمال کیا جاتا ہے جو ترکاریون کے یا سالن کے ساتھ کھائی جاتی ہین، یہ معدہ کے لئے مفید ہے، عموماً لوبیا ترش اور کیلی چیزون کے ساتھ کھایا جاتا ہے، اگر تم کھانے سے قبل روٹی سرکہ اور کانجی مین ملا کر لوبیا کھاؤ، اور کھانا اس کے بعد کھاؤ، تو اس سے معدہ مین ہضم کی قوت پیدا ہوگی، اور یہ تبخیر معدہ کو روکے گا، اور اگر تم نمکین مچھلی اور روٹی کے ساتھ اس کو کھاؤ تو یہ بہت لذیذ ہوگا، لیکن خالی لوبیا کھانے سے احتراز کرنا چاہئے، ورنہ درد سر اور جگر پیدا ہوگا، غذا کے ساتھ کھانے مین کوئی نقصان نہین ہے، لوبیا کو شیرین پانی مین پکائین اور جب پانی خشک ہو کر تھوڑا سا رہ جائے تو روٹی کے ساتھ کھائین، اور تھوڑا نمک ملالین، اس کا شوربا مہلک پیچش کے لئے بہت مفید ہے، ہمارے ملک مین پیچش کے لئے لوبیا سے بہتر کوئی چیز نہین ہے، اسکو پکا کر کھانا نفع دیتا ہے، لوبیا خلط بلغم کا اضافہ کرتا ہے، اس کا کھانے والا رات کو خوفناک خواب دیکھتا ہے، رائی اس کی مصلح ہے، اسی طرح سرکہ نمک اور پودینہ بھی اس کا بدرقہ ہے، لوبیا کھانے کے بعد اگر کوئی نبیذ پی لے تو یہ مقوی ہوتا ہے، مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین لوبیا خریف زار اراضی مین بویا جاتا ہے،

فصل

خریف زار اور ربیع زار اراضی مین جلبان (مونگ) کی زراعت کا طریقہ

جلبان (مونگ) کو فارسی مین خلر[1] کہتے ہین، ح کا قول ہے کہ اس کی ایک قسم اعرج کے نام سے بھی مشہور ہے، اور یہ اپنے اصناف مین بہت باریک ہوتی ہے، اس کے پتے مٹر کے پتون کے مشابہ ہوتے ہین، اس کا بڑا خاصہ یہ ہے کہ اگر انسان دیاست سے قبل اس پر یا اسکے بھوسے پر سو رہے یہان تک کہ بدن مین پسینہ آجائے، تو اس سے اس شخص مین لنگڑاپن آجائے گا، یہ بات صحیح بھی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اسی وجہ سے اس کا نام جلبان اعرج پڑا ہے، (یعنی لنگڑی مونگ)

خ کا قول ہے کہ جلبان دراصل ماش[2] ہے، اور اس کے اقسام مین شنلق اور سبل ہے، ماش کے دانے بڑے اور گول ہوتے ہین، اور رنگ نیلگون ہوتا ہے، اس کی پتیان باقلی کی پتیون کے برابر ہوتی ہین، نواحی سرقسطہ مین اس کا نام فراخ ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ماش کا جوہر باقلی شیدونہ کے جوہر کے مماثل ہوتا ہے، یہ موسم گرما مین بکثرت استعمال کی جاتی ہے،

خ کا قول ہے کہ ماش کے لئے سیاہ مرطوب زمین اور نرم زمین موافق ہوگی، اسی

---

[1] حاشیہ مین خلر ہے، اور یہی صحیح ہے،
[2] ماش عربی مین مونگ کو کہتے ہین، اور جو ماش ہندوستان مین مشہور ہے وہ دراصل ارد ہے، لیکن تغلیباً ماش کہتے ہین،

طرح وہ زمینین جن مین گیہون کی کاشت ہوسکتی ہے، اس کے موافق ہوگی، معمولی درجہ کی سخت زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، ماش کی کاشت نشیبی زمین مین غیر مناسب ہے اسکی زراعت فروری کے مہینہ مین بہتر ہوتی ہے،

حؔ کا قول ہے کہ فروری اور جنوری مین اسکی زراعت شروع کیجائے، دانے ڈنڈون مین رکھکر چھینٹے جائین، دانون کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہئے، اور جس طریقہ پر جو اور گیہون کی کاشت ہوتی ہے، اسی طریقہ پر اس مین بھی عمل کیا جائے اس کا دانہ کبوتر کے بیٹ مین مخلوط کر کے بویا جائے، تو جلد نشوو نما پائے گا، ابتدا مین ایک مرتبہ پانی سے ضرور سیراب کرنا چاہئے، لیکن اگر بارش کے پانی سے کافی سیرابی ہوجائے تو دوبارہ آب پاشی کی ضرورت نہین ہے، جب اس کی پتیان نکل آئین اور پودے قوی ہوجائین تو ایک مرتبہ اور پانی ڈالین اس کے بعد پھر پانی کی ضرورت نہین ہے، دس کیاریون مین نصف سیر دانہ ڈالا جاتا ہے، خریف زار اراضی مین یہ فروری اور مارچ مین بویا جاتا ہے، اسکی ایک خاصیت یہ ہے کہ اس کا کھانے والا ہمیشہ مسرور رہتا ہے،

طؔ مین ہے کہ ماش کی کاشت تمام ان زمینون مین ہوسکتی ہے، جن مین باقلی اچھی طرح ہوتی ہے، اس کی کاشت کا وقت اوائل دسمبر سے آخر فروری تک ہے، کبھی اوائل جولائی مین بھی اسکی کاشت شروع کی جاتی ہے اور وہ اچھی ہوتی ہے اس کا دانہ چھینٹ کر بھی بویا جاتا ہے، اور گڈھے مین بھی ڈالا جاتا ہے، پانی گوبر اور کھاد وغیرہ اس طرح ڈالی جاتی ہے، جس طرح باقلی کی کاشت مین عمل ہوتا ہے کھاد مین ماش کے پتے بھی سڑائے جاتے ہین، یہ کھاد ماش کے لئے بہت مفید ہوتی ہے،

طؔ مین ہے کہ اس کی روٹی ضرورتًا استعمال کی جاتی ہے، اس کا آٹا بار بار چھانا جاتا ہے، اس کے بعد روٹی کے قابل ہوتا ہے، روٹی پکاتے وقت اس مین جو یا گیہون کا آٹا بھی ملائین، تاکہ روٹی اچھی ہو، اس کی روٹی دودھ اور مکھن کے ساتھ کھائی جاتی ہے، لیکن

چربی کے ساتھ زیادہ لذیذ ہوتی ہے،

خؔ کا قول ہے کہ مخلق ماش کی ایک قسم ہے، یہ اگرچہ ماش کے دانے سے چھوٹا ہوتا ہے، لیکن غذائیت مین بہتر ہوتا ہے، اس کے لئے بھی سیاہ مرطوب اور کھاد ڈالی ہوئی زمین موافق ہوگی، ماش اور اس کا طریقۂ زراعت ایک ہی ہے، ربیع زار اراضی مین اس کی کاشت جنوری اور فروری کے مہینہ مین کی جاتی ہے، اور بونے کے بعد صرف ایک مرتبہ پانی سے زمین سیراب کی جاتی ہے،

بلؔ، خؔ کا قول ہے کہ سبل کا دانہ جلبان (مونگ) کے دانے سے بہت چھوٹا ہوتا ہے، اسکی پتیان مٹر کی پتیونکے مشابہ ہوتی ہین یہ دونون قسم کی زمینون مین بویا جاتا ہے، بیس کیاریون مین تین رطل یعنی ڈیڑھ سیر تخم بویا جاتا ہے،

طؔ مین ہے کہ جلبان (مونگ) گرما و سرما دونون موسمون مین ہوتا ہے، اس کا آٹا پیس کر روٹی پکاتے ہین، صغریت کا قول ہے کہ اس کو ابتدائے موسم مین بوتے ہین، پہلی کاشت اوائل دسمبر سے مارچ تک تیار ہوتی ہے، اسکی کاشت سال مین دو مرتبہ کاٹی جاتی ہے، ایک اپریل مین اور دوسری اگست مین، یہ بالکل باقلی کے مشابہ ہوتی ہے، تمام وہ عمل جو باقلی کے لئے ضروری ہین، وہ اس کے لئے بھی ضروری ہین تمام وہ آفتیں جو باقلی پر آتی ہین، وہ اس پر بھی آتی ہین، اسکے لئے سخت زمین بھی موافق ہوتی ہے اس مین بھی یہ اچھی طرح بارآور ہوتی ہے،

طؔ مین ہے کہ مونگ کے خواص مین سے ہے کہ یہ سرکہ مین تر کر کے گائے کے چارہ مین دیجائے تو گائے فربہ ہوتی ہے اور اس کے امراض کو دفع کرتی ہے، جس طرح مٹر سے گای کو فربہی حاصل ہوتی ہے، اس سے بھی یہی فائدہ پہنچتا ہے، مونگ کی دھونی سے چونٹیان جمع ہوجاتی ہین،

فصل

خریف زار اور ربیع زار اراضی مین (عدس) مسور کی کاشت کا طریقہ،

اسکی سب سے اعلےٰ قسم سفید اور عریض ہوتی ہے پانی مین تر کرنے سے سیاہ نہین ہوتی ہے اس کی ایک قسم بری ہے جو نہایت خراب ہوتی ہے، مسور کے لئے معمولی درجہ کی سخت زمین اور سیاہ کھاد والی زمین موافق ہوتی ہے نیز گیہون کی زمین مین بھی اسکی کاشت ہوتی ہے، ربیع زار اراضی مین اس کی زراعت کا وقت فروری مین ہے، سیراب شدہ کیاریون مین گیہون اور جو کی طرح اس کی زراعت کیجاتی ہے، نمو کی ابتدا مین اگر اتفاقاً بارش ہوجائے، تو پھر آب پاشی کی ضرورت باقی نہیں رہتی، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ایک مرتبہ پانی سے سیراب کرنا ضروری ہے، مسور کی زراعت عموماً خریف زار اراضی مین ہوتی ہے، اس کی پہلی فصل گیہون کے ساتھ بوئی جاتی ہے،

ص مین ہے کہ اس کی زراعت عمل قلیب کے بعد اگر کیجائے تو بہتر ہے، اور آخری فصل مارچ مین بارش کے بعد معتدل سیراب شدہ زمین مین شروع کیجاتی ہے، اس کا دانہ زراعت کے پہلے خشک گوبر مین مدبر کیا جاتا ہے، تدبیر سے دانے بڑے ہون گے، دس کیاریون مین نصف سیر دانہ ڈالا جاتا ہے،

ق کا قول ہے کہ مسور اگر دوسرے غلون کے ساتھ بوئی جائے تو ساری آفتین مسور کی کاشت پر آئین گی، اور دوسرے غلے بالکل محفوظ ہوجائین گے، اسکے متعلق یونیوس کا

مفصل قول آگے آئے گا، ط مین ہے کہ مسور ان غلون مین ہے جنکو انسان شوق سے غذا مین استعمال کرتا ہے، اس کے تخم کو گوبر مین خلط ملط کرکے اگر بوئین تو اس کے دانے بڑے ہون گے اسی طرح ایک دن شراب مین تر کرکے اگر بوئین تو دانے بہت اچھے اور پکانے کے بعد مزیدار ہون گے، مسور سرمائی غلون مین ہے، مرطوب اور معمولی تر زمین اس کے لئے موافق ہوتی ہے، مسور کی کاشت کھاد کی اسی قدر محتاج ہوتی ہے، جتنی کہ باقلی ہوتی ہے، اسکی کھاد مین مسور نہ ڈالی جائے، جیسے باقلی کی کاشت مین خود اس کی کھاد نہین ڈالی جاتی ہے،

مسور چھینٹ کر بھی بوئی جاتی ہے، اور گڈھے مین چند دانے ایک ساتھ بھی ڈالے جاتے ہین، جب نمو شروع ہو تو تھوڑی تھوڑی کھاد اسوقت تک ڈالتے رہین، جب تک کہ پودے تین انگل کے برابر نہ ہوجائین، اس کے بعد پھر کھاد ڈالنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے گھاس اور مضر نباتات سے زمین کو صاف کرتے رہین، مسور اس زمین مین نہین بوئی جاتی، جن مین برف گری ہو، یا جو بہت گرم ہو، کیونکہ اس قسم کی زمین سے ایک خراب کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور پودے کو نقصان پہنچتا ہے، مسور کے لئے تھوڑا پانی کافی ہوتا ہے، کیونکہ یہ پیاس کو زیادہ ضبط کرتی ہے،

ط مین اس کے پکانے کی ترکیب اسطرح پر لکھی ہے کہ پہلے مسور کو زیتون کے تیل مین تر کرین، پھر اس کے لئے پانی گرم کرین، جب پانی خوب جوش کھالے تو تھوڑے سکون کے بعد اس مین مسور ڈال کر خوب پکائین، جسقدر یہ اچھی طرح پکائی جائے گی اسی قدر زود ہضم ہوگی، اور اس سے نقصان کم ہوگا، نصف سیر مسور مین دو سیر سے ساڑھے تین سیر تک میٹھا پانی ڈال سکتے ہین، مسور کے ضرر سے بچنے کے لئے پودینہ بستانی یا نعناع کا استعمال کرین، اس کا زیتون کے ساتھ بکثرت استعمال جسم مین جذام کا مرض پیدا کرتا ہے اور دوسرے خراب سوداوی امراض کا محرک ہوتا ہے لیکن مٹر اس کے خلاف اثر پیدا کرتی ہے، بعض کا یہ بھی قول ہے کہ مسور کے کھانے سے خون مین غلظت پیدا ہوتی ہے اور کھانے والا دن بھر مسور رہتا ہے

فصل

خریف زار اور ربیع زار اراضی مین خلجان (جسکو سمسم یعنی تل بھی کہتے ہین) کی زراعت کا طریقہ،

حؔ وغیرہ کا قول ہے کہ تل کی زراعت کے لئے کھاد کے مشابہ زمین، سیاہ مرطوب زمین، اور ریتیلی زمین اور معمولی درجہ کی سخت زمین بھی موافق ہوتی ہے، لیکن اس کے لئے سب سے زیادہ بہتر غیر مزروعہ زمین ہے، چکنی اور سخت زمین اس کے لئے مضر ہے، کیونکہ اس مین تشقق پیدا ہوتے رہتے ہین، جو اس کو نقصان پہنچاتے ہین، اس کی زراعت کا وقت مارچ کے مہینہ مین ہے، حؔ کا قول ہے کہ اپریل کے مہینہ مین بھی یہ کیاریون مین یہ بویا جاتا ہے، تخم ریزی سے پہلے زمین کو پانی سے سیراب کرین اور پھر اس کو خشک ہونے کے لئے کچھ دن چھوڑ دین، جب مٹی معتدل مزاج کی ہوجائے تو اسکا تخم اس کے موافق کھاد مین ملا کر ڈالین، امید ہے کہ کاشت اوسط درجہ کی ہوگی، تخم ریزی کے وقت تیز ہوا سے اسکو بچانا چاہئے، اور زمین مین دانون کو آہستہ ڈالنا چاہئے، اس عمل کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرنا مضر ہے، بلکہ نمو تک اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہئے، تیس کیاریون مین تخم کی مقدار نصف سیر تک رکھنی چاہئے، زمین کی حالت پر کاشت کی بہتری کا انحصار ہے، جو زمین کئی بار جوت کر درست کی گئی ہو اس مین پودے بڑے ہوتے ہین، اور تل کثرت سے پیدا ہوتا ہے، موسم گرما مین نمو کے بعد ہر ہفتہ اسے سیراب کرنا چاہئے، یہ سلسلہ نصف اگست تک جاری رکھنا چاہئے، اگست مین آب پاشی کا عمل موقوف کر دینا چاہئے،

پودے جب ایک انگل کے برابر ہوجائین تو بہت کمزور اور ضعیف کو نکال کر پھینک دینا چاہئے تاکہ ہر دو پودون کے درمیان کم سے کم ایک بالشت کا فاصلہ ہوسکے، گوڑن کے بعد دوسرے ہی دن پانی سے سیراب کرنا چاہئے، اور مضر نباتات سے کھیت کو صاف کرنا چاہئے، اگر ضرورت ہو تو دوبارہ گوڑن کا عمل کرین،

خریف زار اراضی مین اس کی زراعت نصف مارچ سے شروع کی جاتی ہے، اس سے قبل زمین کو پانچ یا سات چاس جوت لینا چاہئے، اس کے بعد زمین کو بارش سے سیراب ہونے کے لئے چھوڑ دین، جب وہ معتدل طریقہ پر سیراب ہوجائے، تو تخم چھینٹین، اس قسم کی زمین گیہون کی زمین سے حدت مین کم ہوتی ہے، تل آخر ستمبر مین کاٹا جاتا ہے، اس وقت دانہ آجاتا ہے، اور اوپر کے پوست کا رنگ بھی زرد ہوجاتا ہے، کاٹنے کے بعد اس کے بوجھے تیار کر کے تلے اوپر رکھدئے جاتے ہین، تاکہ دانے نہ جھڑ جائین آٹھ دن تک خشک ہونے کے لئے یہ اسی طرح چھوڑ دئے جاتے ہین، پھر کمل یا دوسرے کپڑے پر دانے جھاڑ کر جمع کئے جاتے ہین اور مٹکون مین رکھدئے جاتے ہین،

طؔ لکھتے ہین کہ تل ایک مشہور نبات ہے، اس کا دانہ روغن دار ہوتا ہے، جس زمین مین یہ بویا جاتا ہے، اس کو خراب کر دیتا ہے، اس لئے ایک زمین مین متواتر دو سال تک اس کی کاشت نہ کرنی چاہئے، جو زمین ادنی درجہ کی نمکین ہوگی وہ اس کے لئے بہت کار آمد ہوگی، اسی طرح خشک اور سخت زمین جو تری اور رطوبت سے کافی دور ہو اس کے لئے موافق ہوگی، اس کی کاشت کا وقت اوائل اپریل سے ۲۰ر جون تک ہے، اس مین کافی نگرانی کی ضرورت ہے، پتیون کو حسب ضرورت چھانٹتے رہنا چاہئے، ٹیڑھی اور جھکی ہوئی شاخون کو برابر سیدھی کرتے رہنا چاہئے، اس کی کاشت پر اگر کوئی آفت آجائے یا پتیون کا رنگ زرد ہوجائے یا خشکی اور یبوست کا اثر ہوجائے تو فوراً پانی سے کھاد ملا کر سیراب کرین، کیونکہ یہ معمولی آفت سے بھی کمزور ہوجاتا ہے،

اس کی کھاد مین گائے کا گوبر، انسان کا غلیظ، اور پیاز و شلجم کے پتے خوب سڑا کر خشک کرین، اور پھر پانی مین ملا کر سیراب کرین، اور اوپر سے بھی کھاد کا سفوف اور خشک مٹی چھڑک دین، بارش اس کے لئے مفید نہین ہوتی بلکہ خشکی اور حرارت اس کے لئے زیادہ مفید ہے،

سوساد کا قول ہے کہ تل کی زراعت سے چودہ دن قبل مرغ یا مرغی کے خون مین دانون کو ہاتھ سے مل دین، جب خون پیوست ہو جائے، تو پھر اُن کو بو دین، اس ترکیب سے زمین خراب ہونے سے محفوظ ہو جائے گی، بلکہ دانے زیادہ ہون گے، ان مین روغن کافی مقدار مین نکلے گا، اور ایک مدت تک روغن خراب نہ ہوگا،

اس سے قبل اٹھارہوین باب مین اسکی زراعت کے متعلق یہ ذکر ہو چکا ہے کہ یہ مرطوب، جزائری اور میدان کی زمینون مین وسط ربیع مین اچھی طرح ہوتا ہے،

فصل

خریف زار اور ربیع زار اراضی مین دخن[1] کی زراعت کا طریقہ

اس کا دوسرا نام جاورش ہے، خ کا قول ہے کہ اس کی مختلف قسمین ہین، ایک سفید ہے جس کا نام غرنوتی ہے، ایک سرخ اور سیاہ ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ ذرہ (جوار) کی جنس سے ہے، اس کی زراعت کے لئے روغن دار زمین، جزائری نرم زمین

[1] یہ غلہ تین قسم کا ہوتا ہے، ایک دخن، دوسرا ذرہ۔ اور تیسرا جاورس کہلاتا ہے، ہندی مین پہلے کو باجرا، دوسرے کو جوار، اور تیسرے کو کنگنی کہتے ہین، کنگنی کی ایک دوسری قسم ہے جو ذرا بڑی ہوتی ہے اسکو ہندی مین چینا کہتے ہین،

جس مین ریت وغیرہ ملی ہوئی ہو، موافق ہوتی ہے یہ دونون زمینین بالطبع مرطوب ہوتی ہین، اسکی زراعت کا وقت اوائل مارچ ہے زمین کو خوب جوت کر بارش سے سیراب ہونیکے لئے چھوڑ دیا جائے، جب یہ معتدل طور پر تر ہو جائے، تو اوائل مارچ مین اسکو ایک چاس جوت کر تخم ریزی کرین، ربیع زار اراضی کو بھی اچھی طرح سیراب کرلین، پھر جب مٹی نرم ہو جائے تو اس مین زراعت شروع کرین، نمو کے بعد اس مین گوڑن کا عمل کرین، اور جب پانی کی ضرورت محسوس ہو سیراب کرین، کئی بار گوڑن کر کے پانی ڈالتے رہین، یہان تک کہ دانہ آجائے پھر کاٹ کر اسکی دیاست کیجائے،

طاٰمین ہے کہ دخن اور جاورس یہ دونون بہت مشابہ ہوتے ہین، طبع، رنگ اور مقدار مین برابر ہوتے ہین، ان دونون کی زراعت کا طریقہ ذرہ (جوار) کے مانند ہے، جو چیز اس کے لئے مضر یا مفید ہے ان کے لئے بھی مضر و مفید ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ یہ دونون غلے کچھ دن پہلے تیار ہو جاتے ہین،

سوساد کا قول ہے کہ ان دونون کو مرطوب اور تر زمین مین بونا چاہئے، چونکہ یہ غلے منتشر ہو جاتے ہین، اور تمام زمین مین پھیل جاتے ہین اس لئے انکی زراعت مین گھاس وغیرہ سے تنقیہ کی بہت ضرورت ہوتی ہے، عمل تنقیہ ہی ان کے لئے بہت نفع بخش ہوتا ہے، دانے بڑے ہوتے ہین اور ذائقے مین اچھے ہوتے ہین، ان دونون کی زراعت کا وقت ۲۰ فروری سے آخر مارچ تک ہے، ان مین کھاد ذرہ (جوار) ہی کے مانند دیجاتی ہے، اور آبپاشی بھی اسی طرح پر کیجاتی ہے، آفات کے علاج کا بھی طریقہ ایک ہی ہے، ان کے پوست کو الگ کر کے دودھ کے ساتھ اسطرح پکاتے ہین کہ ان مین پانی اچھی طرح ملا کر آگ پر رکھین جیسے جیسے پانی خشک ہوتا جائے، تھوڑا تھوڑا دودھ ڈالتے جائین،

فصل

دخن کی روٹی پکانیکا طریقہ،

طا ہین ہے کہ اسکی روٹی پکانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے آٹے کو گرم پانی مین ڈالکر خوب متھین، یہان تک کہ وہ بستہ ہوجائے، پھر اس مین پانی ڈالکر پکائین، جب پانی خشک ہوجائے، تو اس مین نشاستہ ملاکر گوندھین، اچھی طرح گوندہ جانے کے بعد اسکی روٹی پکالین، اس کی غذائیت ذرہ (جوار) سے کم ہوتی ہے،

مصنف کا قول ہے کہ میرے گھر مین دخن کے آٹے کا حلوہ بنایا گیا، لوگون کے کھانے کے بعد کچھ باقی رہ گیا، شام کو بقیہ حلوہ کی روٹی تنور مین پکائی گئی، جو نہایت نرم اور اچھی تیار ہوئی، ان دونون غلون کے ضرر کو دفع کرنے کے لئے روغن، چربی اور دودھ اکسیر ہین خصوصًا یہ چیزین اگر ڈال کر اُس کی روٹی پکائی جائے، تو اسکی ردائت بالکل زائل ہوجاتی ہے،

یونیوس کا اٹھارہوین باب دیکھو جہان اس نے یہ بتایا ہے کہ اس کی زراعت ریتیلی زمین مین وسط ربیع مین ہوتی ہے،

فصل

خریف زار اور ربیع زار اراضی مین ذرہ (جوار) کی کاشت کا طریقہ، مکئی کو فارسی مین جاورس بھی کہتے ہین،

مکئی کی دو قسمین ہین، ایک سفید ہوتی ہے، حٓ اور دوسرے علما، کا قول ہے کہ یہ سب سے اعلے قسم کی جوار ہوتی ہے، اور دوسری سیاہ رنگ کی ہوتی ہے، اس کی زراعت کیلئے خالص مٹی کی زمین، روغن دار اور مرطوب، گرم اور سیاہ زمین اور گیہون کی کاشت کی زمین موافق ہوتی ہے، خریف زار اور ربیع زار دونون اراضی مین اس کی کاشت ہوتی ہے، ربیع زار کو میٹھے پانی سے سیراب کرنا چاہئے، اور اس مین یہ مئی کے مہینہ مین بوئی جاتی ہے، کیاریون کو کھاد اور مٹی وغیرہ ڈال کر پہلے سے تیار کرتے ہین، اسکی تخم ریزی مولی کی طرح ہلکی ہوتی ہے،

حق کا قول ہے کہ ابتدا مین اسکی کاشت کو پانی سے سیراب کرنا سخت مضر ہے، اس وقت بارش کا ہونا بھی اس کے لئے نقصان دہ ہے، چینا اور بھنگ کی زراعت کی طرح اس مین بھی عمل کیا جاتا ہے، پودون مین کافی بالیدگی کے بعد اسکو پانی سے سیراب کرسکتے ہین، بوقت ضرورت گوڑن کرتے ہین، اور خراب پتیون اور مضر نباتات کو بھی صاف کردیتے ہین، ہر دو پودون کے درمیان مین ایک بالشت یا اس سے زیادہ فاصلہ رکھین، کیونکہ اس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے، گوڑن کے بعد پانی سے سیراب کرین، اور پھر چند دن خشک ہونے کے لئے چھوڑ دین جب پانی کی ضرورت محسوس ہو تو اس کو سیراب کرین، پودہ جب پیاسا ہوتا ہے تو اس مین ایک قسم کی سیاہی چھا جاتی ہے، اس سے یہ شناخت کرلینا چاہئے کہ اسکو پانی کی ضرورت ہے تین بار اس طریقہ پر عمل کرنے سے انشاءاللہ کاشت کی حالت بالکل درست ہوجائیگی،

خریف زار اراضی مین اس کی زراعت اپریل یا مئی مین شروع کیجاتی ہے، زراعت

سے قبل زمین کی تعمیر کر کے بارش کے پانی سے سیراب ہونے کے لئے چھوڑ دیجائے بارش کے اثر سے جب اس کی حالت سدھر جائے، تو تخم ریزی کی جائے، اور نمو کے بعد جب پودون کی حالت قابلِ اطمینان ہو جائے، تو کمزور اور خراب پودون کو کھیت سے نکالدین، جب بالیون مین دانے اچھی طرح آجائین تو جس طرف زیادہ تیار ہو ادھر سے کاٹنا شروع کرین پھر ان کو خشک کرین،

طآمین ہے کہ جوار موسم گرما کے غلون مین ہے، ہمارے ملک مین اس کی زراعت ۱۴ مارچ کے بعد شروع ہوتی ہے اور اپریل تک ختم ہو جاتی ہے، مارچ اور اوائل اپریل کی کاشت اچھی تیار ہوتی ہے، اس سے پہلے بھی اگر زراعت شروع کیجائے، تو بہتر ہوگی، جوار چاول کی طرح پانی کا محتاج ہے، اس کو بار بار پانی سے سیراب کرنا چاہئے، لیکن چاول مین اس سے زیادہ آب پاشی کی ضرورت ہوتی ہے، بالیدگی کے بعد خراب پتون اور کمزور پودون کو نکالدینا چاہئے، جب پتے اچھی طرح نکل آئین اور تنہ مضبوط ہو جائے تو آب پاشی ہفتہ مین ایک بار کرنا چاہئے،

سوساد کا قول ہے کہ اس کی زراعت آخر اپریل سے مئی تک ہوتی ہے، یہ دونون طریقہ پر بوئی جاتی ہے، ایک تو دانون کو زمین مین چھینٹ کر مٹی سے ڈھک دیتے ہین، اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے ہین، اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دانون کو کچھ مٹی مین ملا کر اس کی چھوٹی چھوٹی ٹکیان بناتے ہین، اور زمین مین ایک قطار سے ڈالتے ہین، ہر ٹکیہ کو دو یا تین بالشت کے فاصلے سے زمین مین ڈالتے ہین، اور سینچتے ہین، جب پودے ایک بالشت کے برابر ہو جاتے ہین، تو ان مین گوبر کی کھاد ڈالتے ہین، گوبر کو کدو، خطمی، سپستان اور بیری کے پتون کے ساتھ سڑاتے ہین، بیری کی پتی مین بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پودون کی جڑ تک اپنا اثر جلد پہنچا دیتی ہے، دوسرے نباتات مین یہ بات نہین ہے، جس طرح پانی مین ملی ہوئی شراب انسان کے اندرونی اعضا مین جلد سرایت کر جاتی ہے، اسی طرح بیری کا اثر پودون کے عروق میں سرایت کر جاتا ہے، کھاد کو سڑنے کے بعد خشک کر کے

غبار کی طرح چھڑکتے ہین،

جوار کو چھینٹ کر بونا اسکی کثرتِ پیداوار کے لئے مفید ہے، یہ گاے، اور بکری کیلئے بہت مقوی ہوتی ہے، اس کا پتہ اور ڈانٹ وغیرہ کھانے سے جانور بہت موٹے اور فربہ ہوتے ہین، جوار اگر مرغی کو دیجائے، تو وہ بھی لحیم ہو جاتی ہے، جوار چاول کی طرح پیاس بڑھاتی ہے اسلئے نمک کے ساتھ نہ کھائی جائے،

طآمین ہے کہ جوار کی روٹی بدن کی تقویت کے لئے چاول کی طرح مفید ہے، بلکہ چاول کی روٹی سے یہ زیادہ مقوی ہوتی ہے، اس کا آٹا جب گوندھا جائے، تو ایسی چیز ضرور ڈالنی چاہئے، جس سے آٹے مین بستگی پیدا ہو سکے، مثلاً اس مین تھوڑا گیہون کا آٹا ملا دین جو کم سے کم تین بار پانی سے دھونے کے بعد پیسا گیا ہو، یا تھوڑا نشاستہ ملا دین، نشاستہ بستگی پیدا کرنے کے لئے بہت کار آمد ہے،

جواری کا آٹا گوندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ لگن مین گرم پانی رکھین اور اس مین تھوڑا جواری کا آٹا ملائین، اور ایک لکڑی سے اس پانی کو چلائین، اس طور پر تھوڑا تھوڑا آٹا ڈالتے جائین اور جلدی جلدی لکڑی سے ملاتے جائین جب خوب مخلوط ہو جائے تو گیہون کا آٹا یا نشاستہ ایک متوسط مقدار مین ڈالدین، مثلاً دسوان حصہ یا اس کے مناسب آٹا ملا دین، اس کے بعد بھی تھوڑا جواری کا آٹا ملا کر لکڑی سے ملائین پھر ہاتھ سے گوندھکر بستہ کرین اور تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دین، اس کے بعد خمیر ڈالکر روٹی پکائین، جواری کا آٹا عموماً گرم پانی مین گوندھا جاتا ہے، ٹھنڈے پانی مین یہ اچھی طرح نہین گوندھتا، اس مین جواری، گیہون اور جو کے آٹے کی خمیر ملائی جاتی ہے، جوار، چاول، چینا، باقلی، مسور، ماش اور مونگ وغیرہ کو چربی دار گوشت چربی اور روغن وغیرہ کے ساتھ کھانا چاہئے، یہی چیزین ان کے مضرات کو دفع کرتی ہین، یا دودھ مین بھگو کر روغن زیتون کے ساتھ کھائین،

فصل

ربیع زار و خریف زار اراضی مین نانخہ کی زراعت کا طریقہ،

نانخہ جوار کی ایک قسم ہے، اس مین پوست نہین ہوتا، جبشہ مین یہ بطور غذا استعمال کیا جاتا ہے، اور بھی بعض جگہ کھایا جاتا ہی، غیر معمولی پوست کی بنا پر دودھ کے ساتھ کھاتے ہین، اس کی زراعت کا طریقہ وہی ہے جو جوار کا ہے، سو کیاریون مین دو سیر تخم ڈالا جاتا ہی،

باب بست و یکم
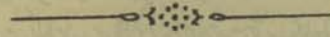
ان غلون کی کاشت کا طریقہ جو پکا کر کھائے جاتے ہین، مثلاً باقلی، چنا، ہیتھی، ترمس، مٹر اور قرطم وغیرہ، ان کی زراعت دونون قسم کی زمین مین ہوتی ہے۔

فصل

فول (باقلی) کی زراعت کا طریقہ،

اسکی سب سے اعلیٰ قسم بجانی کہلاتی ہے، یہ سیاہ ہوتی ہے اور موٹی ہوتی ہے، اُس کے بعد دوسرا درجہ مصری کا ہے، یہ سرخ اور موٹی ہوتی ہے، اور پھر تیسرے درجہ مین شامی ہوتی ہے جو سفید اور موٹی ہوتی ہے، حس کا قول ہے کہ خالص مٹی کی زمین اور کھاد والی زمین، تر اور کھلے مقامات کی زمین اور کوڑے والی زمین مین اسکی کاشت ہوتی ہے، خشک زمین مین اسکی زراعت ٹھیک نہین ہوتی ہے،

حس کا قول ہی کہ اس کی زراعت خریف زار اراضی مین اکتوبر کے مہینہ مین شروع کرنا چاہیے، اس مین عجلت تاخیر سے زیادہ بہتر ہے، دسمبر اور جنوری تک اس مین تاخیر کی جا سکتی ہے، زمین کی تعمیر کے بعد نباتات سے صاف کرکے کیاریان بنائین اور سینچین،

اسکو مدبر کرنے کی ترکیب یہ ہی کہ باقلی کو ایک ڈول مین رکھین اور اس کو گرم پانی مین

رات بھر رکھیں، دوسرے دن اس ڈول کو پانی سے نکال کر دوسرے خشک ڈول مین رکھدین اور اسی طرح رہنے دین یہانتک کہ انمین جھاڑ نکل آئے، پھر ان تخمون کو اس طریقہ پر بوئین کہ ایک بالشت لانبی اور انگوٹھے برابر موٹی اور نکیلی لکڑی سے زمین مین دو دو انگل کا سوراخ کرین، اور ہر سوراخ مین باقلی کا ایک دانہ ڈالین، ہر دو سوراخ کے درمیان مین ایک بالشت طولاً و عرضاً فاصلہ رکھین، یہ طریقہ اعلےٰ قسم کی زمین کے لئے ہے، اس سے کم درجہ کی زمین مین ہر دو سوراخ کے درمیان مین صرف تین انگل کا فاصلہ رکھین، اس کے بعد سوراخ کو مٹی سے بند کر دین اور پانی سے سیراب کرین، اس طریقۂ عمل سے کاشت بہت اچھی ہوگی، جب پودا ایک بالشت سے بڑا ہو جائے تو آہستہ سے تنقیش یعنی گوڑن کا عمل کرنا چاہئے، اس کا خیال رہے، کہ اس عمل کے وقت لوہا جڑ تک نہ پہنچ سکے، جب کلیان آجائین تو پانی سے دوبارہ سیراب کرنا چاہئے، پھر تھوڑا وقفہ دینا چاہئے، تاکہ مٹی کا مزاج آفتاب کی حرارت سے معتدل ہو جائے، اس کے بعد دوبارہ تنقیش کرنی چاہئے، کیونکہ اس عمل سے تمام شاخون مین پھل آئے گا،

ربیع زارارانی مین باقلی ستمبر مین بوئی جاتی ہے، اور خریف مین اس کی کاشت تیار ہوتی ہے، اسی اثنا مین اگر برف کے گرنے سے اس مین پھل نہ آئین تو ربیع تک چھوڑ دینا چاہئے، موسم ربیع مین اس مین پھل آجائین گے، بعض معتدل آب و ہوا کے مقامات مین اس تدبیر سے سال بھر اس کی زراعت ہوتی ہے، اور ہمیشہ تازہ باقلی کھائی جاتی ہے، ہو کیاریون مین ۲۰ رطل یعنی دس سیر باقلی کا تخم ڈالنا چاہئے، اس وزن کا اعتبار پانی مین تر کرنے سے قبل کیا جائے، اس حساب سے ہر کیاری کے لئے سوا آٹھ تولہ تخم ہوتا ہے، باقلی کو زراعت سے قبل پانی مین تر کرین اور اور اس مین بورک (ہندی مین کچلون کہتے ہین) ایک قسم کا نمک ہے ملا دین، اس سے وہ جلد بیک جائنگی اور پھر زراعت کے کام آسکے گی،

باقلی لہسن کی بو کو زائل کرنے مین ایک مجرب چیز ہے، لہسن کھانے کے بعد اگر یہ کھائی جائے

تو اس کی بو کو دفع کر دیتی ہے، لیکن مرغیون کے لئے باقلی مضر ہے، اگر مرغیان بکثرت کھائین گی تو انڈے نہ دے سکین گی، اگر بکری کے چارہ مین دین تو دودھ بڑھ جائیگا، اس طور پر گائے اور بھیڑ کیلئے بھی مفید ہے،

اٹھارہوین باب مین لکھا جاچکا ہے کہ باقلی کے لئے تر اور مرطوب زمین موافق ہوتی ہے، بشرطیکہ اس کی کاشت جلد تیار کرنی مقصود ہو، ظاہر ہے کہ باقلی سرمائی نباتات مین ہے، پوری موسم سرما مین اس کی زراعت ہو سکتی ہے، بہت سی زمینین اسکے موافق ہوتی ہین، لیکن گرم، تلخ، تیز، کم پانی کی زمین، اور بد بودار زمین مین اسکی زراعت نہین ہوتی ہے، اس مین بار بار کھاد ڈالنے کی ضرورت ہے بلکہ کاشت کے کاٹنے تک برابر کھاد ڈالتے رہین،

صغریت کا قول ہے کہ باقلی کی زراعت اوائل اکتوبر مین شروع کیجائے، اس کی زراعت کا ابتدائی وقت اکتوبر اور آخر وقت دسمبر ہے، پہلی زراعت جلد تیار ہوگی اور دوسری تاخیر سے تیار ہوگی، لیکن جو باقلی نصف دسمبر مین بوئی جاتی ہے، وہ بہت زیادہ قوی ہوتی ہے اور اس کے دانے بڑے ہوتے ہین، اکتوبر اور نومبر کی کاشت خصوصیت سے زیادہ اچھی ہوتی ہے، اس کی زراعت مین خود باقلی کی کھاد ڈالی جاتی ہے، اس طریقہ پر کہ باقلی کی شاخ، پتیان اور اس کا بھوسہ اور سفید پھل کو گوبر اور گدہے کی لید کے ساتھ خوب سڑائین، جب وہ سیاہ ہو جائے، اور اچھی طرح مخلوط ہو جائے تو اس کو خشک کر کے باقلی کی جڑ مین سفوف بنا کر کئی بار چھڑکین، کم سے کم پوری مدت مین چار مرتبہ یہ سفوف ڈالین، اس سے نمو مین زیادتی ہوگی، اس کی کاشت کو بہتر کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پانی مین روغن زیتون کا تلچھٹ ملا کر سیراب کرین یا یہ تلچھٹ کو پہلے جڑون پر ڈالین اور اس کے بعد آبپاشی کا عمل کرین، اور تلچھٹ ڈالنے کے بعد اگر یہ کھاد ڈالین تو پودون کو اس سے بڑی تقویت ہوگی، بابل مین اکی زراعت کا طریقہ بہت اچھا رائج ہے، اہل بابل اسکے لئے چھوٹے چھوٹے گڈھے کھودتے ہین، اور ہر گڈھے مین ایک مٹھی باقلی ڈالتے ہین جنکی تعداد تقریباً دس ہوتی ہے، عدد کی تعیین نہین کیجاتی، انکو گڈھون مین ڈالکر مٹی سے ڈھک دیتے ہین، یا دایہ کا عمل کرتے ہین، دو گڈھون کے درمیان مین ایک مقررہ فاصلہ رکھتے ہین، ایک دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کیاریون کی مینڈھ کے کنارہ کنارہ ایک لکیر سطح زمین پر کھینچین، اسی لکیر مین باقلی کو بوتے جائین، اس کے بعد مٹی سے

ڈھک دین، دو شخص اس طور پر عمل کرین کہ ایک شخص دانہ ڈالتا جائے اور دوسرا اس کو ڈھکتا جائے، تیسرا طریقہ یہ ہے کہ باقلی اور مٹی کو ملا کر گولے بنائین اور ہر ایک مین پانچ سے دس تک دانے رکھین، اور ان گولون کو زمین مین ڈالکر اوپر سے مٹی ڈالدین اور پھر پانی سے سیراب کرین، ایک صورت یہ ہے کہ پہلے کیاریون مین پانی جمع کرین اور باقلی کو چھڑک دین، جب پانی خشک ہو جائے تو مٹی سے اچھی طرح ڈھک دین، یہ طریقہ اچھا اور کارآمد ہے۔ باقلی کے لئے کھاد کی ضرورت ہی، جب پودے چھ یا بارہ انگل کے برابر ہو جائین، تو گوبر کی خشک کھاد ڈالی جائے، ایک ہفتہ کے وقفہ کے بعد پھر کھاد ڈالی جائے، اس کی کھاد گوبر، باقلی کا پوست، پتا اور جڑ وغیرہ ملا کر تیار کرین، گدہے کی لید بھی اگر اس مین ملا دین، تو بہتر ہوگا کیونکہ یہ باقلی کے لئے بہت مفید ہے، اسی بنا پر صغریت کا قول ہے کہ ردی اور خراب چیز ہمیشہ ردی چیزون کے لئے نفع بخش ہوگی، جیسے گدہے کی لید باقلی کے لئے مفید ہوتی ہے، بارش کی کثرت بعض دوسری سرمائی نباتات کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے، لیکن باقلی کے لئے مضر نہین ہوتی ہے، بارش کی وجہ سے پودے اگر جھک بھی جائین گے تو دھوپ کے اثر سے پھر کھڑے ہو جائین گے، اور ان کی حالت سُدھر جائے گی، اسی طرح برف اور اولے کی دوا ریت چھڑکنا ہے، جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے، اُس کے علاوہ ان مہلک امراض کا علاج گرم پانی سے سیراب کر کے بھی کیا جاتا ہے، گرم پانی مین زیتون کا تلچھٹ ملا کر نالیون سے پانی جڑ تک پہنچائین، یا اوپر سے چھڑک دین، اس عمل سے انشاءاللہ تمام امراض دفع ہو جائین گے، لیکن اس عمل کے بعد دوسرے ہی دن اسکو ٹھنڈے پانی سے بھی سیراب کرنا ضروری ہے، باقلی اگر تلخ زمین مین بوئی جائے، تو اس کی تلخی کا اثر پھل مین ضرور ہوگا،

طامین ہے کہ اخنوخا کا قول ہے کہ باقلی کی زراعت کے لئے تر اور سیاہ زمین موافق ہوتی ہے، اس کے علاوہ دوسرے رنگ کی زمینون مین وہ زمین زیادہ مناسب ہوتی ہے، جس مین تری اور رطوبت زیادہ ہو نمکین اور خشک زمینون مین اسکی کاشت کمزور ہوتی ہے،

یہ بارش کی کثرت کو پسند کرتی ہے، ابتدا مین جب پودہ مین نمو شروع ہو پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہئے، اگر اس کی زراعت ابتدا، موسم سرما یعنی نومبر کے مہینہ مین شروع کیجائے، تو تخم ریزی سے چار دن قبل دانہ کو بورق (کھلون) ملے ہوے پانی مین تر کرین، اور پانچوین دن اسکو بوئین، اس سے کاشت جلد تیار ہوگی، سوسادس کے نزدیک صرف ایک دن ان کو پانی مین ڈالنا کافی ہے، ہمارے ملک کے کاشتکارون نے اس کا تجربہ کیا ہے کہ باقلی کی سب سے بہتر اور اعلی قسم کی کاشت وہ ہوتی ہے جو قلند اس کے بعد یعنی دسمبر کی پہلی سے دسوین تک بوئی جائے، اس کاشت مین پھلیان بڑی بڑی ہوتی ہین، اور صلابت سے محفوظ رہتی ہین، باقلی مین ایک بڑا مرض یہ ہوتا ہے کہ پھلیان سخت ہو جاتی ہین، اور جب یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو یہ وقت سے پہلے پک جاتی ہین، اس کا علاج یہ ہے کہ دانون کو زراعت سے چند دن قبل روغن زیتون یا روغن تل مین تر کرین، اس طریقہ سے انشاءاللہ پھر پھلیان سخت نہ ہون گی، انوخا کا قول ہے کہ ہمارے ملک مین لوگ دسمبر کے دس دن گذرنے کے بعد باقلی کی زراعت شروع کرتے ہین، اور یہ سلسلہ مارچ کی پانچوین تک جاری رہتا ہے جو باقلی آخر مین بوئی جاتی ہے وہ بھی پہلی کاشت کے ساتھ ساتھ تیار ہو جاتی ہے، باقلی کے کھیت کو گھاس سے برابر صاف کرتے رہنا چاہئے، اس کے کھیت مین ایک گھاس ہوتی ہے جو بالکل باقلی کے ہم شکل ہوتی ہے فرق اتنا ہوتا ہے کہ اس کا غلاف باقلی کے غلاف سے بہت باریک ہوتا ہے، اور اس کے جوف مین ایک خشک، بدبودار اور سیاہ رنگ کی چیز ہوتی ہے، اس کا کچھ حصہ لیکر مذکورہ کھاد مین اگر ڈالین تو بڑا نفع ہوگا، یا باقلی اور اس درخت کی پتی وغیرہ جلا کر راکھ بنا کر ڈالین،

طامین ہے کہ باقلی کے لئے صعتر بری اور صعتر بستانی مصلح ہین، یہ مضر اثرات کو دفع کر دیتے ہین، اور اس کی بدبو کو زائل کر دیتے ہین، اس کے بعد دوسرا درجہ پودینہ نعنع اور کمون کا ہے، ان سے بھی اُس کی بو جاتی رہتی ہے، اس کے پکانے کا طریقہ یہ ہے کہ خالی پانی خوب گرم کیا جائے

تین بار اُبال آنے کے بعد چھلی ہوئی باقلی اس میں ڈالدیں، دانے اور باقلی دونوں پک جائیں گے، اس کی روٹی بھی پکائی جاتی ہے، باقلی کو صاف کرکے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے آٹا پیسا جائے اور پھر اُسکو چھان کر روٹی پکائیں، یہ مکھن، چربی، روغن، چربی دار گوشت وغیرہ کے ساتھ کھائی جاتی ہے، اُس کے آٹے میں مکئی یا چنا کا آٹا ملا کر روٹی پکائیں تو بہتر ہے،

سوساد کا قول ہے کہ باقلی مچھلی کے ساتھ نہیں کھائی جاتی ہے کیونکہ اس سے (ابرص)[1] کی بیماری پیدا ہوتی ہے، باقلی پوست کے ساتھ نیم پخت کیجائے، اور اس کے ٹکڑے کبوتر کو کھلائیں تو کبوتر فربہ ہوں گے، اور ان میں گوشت زیادہ ہوگا، باقلی کا صرف پوست اگر کسی پودے کی جڑ کے قریب رکھدیا جائے خواہ انگور یا دوسرا درخت ہو تو اس کے اثر سے وہ خشک ہو جائے گا، اور نمو موقوف ہو جائے گا، اس کا پوست مرغی کے لئے مضر ہوتا ہے، انڈا دینا بند کر دیتی ہے، لیکن کوا اور دوسرے پرند مثلاً کلنگ وغیرہ کے لئے مُضر نہیں ہے، یہ کلیوں کے نکلنے کے وقت اس پر گرتے ہیں، اور خوب کھاتے ہیں، اس آفت سے باقلی کو محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سلم باقلی یا اس کے ٹکڑے شلجم کے ساتھ شراب کے سرکہ میں تر کریں، اور ان کو کبوتر، کلنگ اور کووں کے کھانے کے لئے زمین پر پھیلا دیں، کھانے کے ساتھ ہی ان پر ایک غشی سی کیفیت طاری ہوگی، اُن کو پکڑ کر ذبح کر دیں، اور دو لکڑیوں کے درمیان میں ایک رسی باندھیں اور اسی میں اس کو لٹکا دیں تاکہ ہوا ان کو حرکت دیسکے، دوسرے جانور خوف سے قریب نہیں آئیں گے،

یونیوس کا قول ہے کہ باقلی تر اور مرطوب زمین میں بوئی جاتی ہے، ابن ماسرجویہ کا قول ہے کہ خشک باقلی کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پانی میں اسکو اچھی طرح پکائیں، اس کے بعد سیاہ مرچ، کراویا (زیرہ کی ایک قسم ہے) زیرہ، پودینہ، سداب، زیتون اور دوسرے میٹھے روغن کے ساتھ کھائیں، عمرو بن بحر الجاحظ کی کتاب میں ہے کہ باقلی اگر کسی جگہ زیادہ مقدار میں ڈالدیجائے

---

[1] یہ پتہ نہ چل سکا کہ یہ کس بیماری کا نام ہے، اگر ابرہ مراد ہو تو وہ معدہ کی ایک بیماری کا نام ہے، دیکھو قاموس ۱۲

تو اس سے مکھیاں پیدا ہوتی ہیں[1]۔

فصل

ربیع زارا اور خریف زار اراضی میں حمص (چنا) کی زراعت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ چنا سفید، سرخ اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، اس کے لئے شور زمین اور معمولی درجہ کی سخت زمین موافق ہوتی ہے، ان میں دانے جلد آتے ہیں اور کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں، خالص مٹی کی زمین میں پودے تو جلد تیار ہو جاتے ہیں مگر دانے دیر میں آتے ہیں، اور نرم ہوتے ہیں، چنے کی کاشت گیہوں کی زمین میں اچھی ہوتی ہے، ربیع زار اراضی میں اس کی زراعت کا وقت جنوری سے مارچ تک ہے، یہ اس کی آخری مدت ہے، اس کی آخری فصل اگر پیاز اور مہندی کی آب پاشی کی نالیوں میں بوئی جائے تو دانے بڑے ہوں گے، اور کاشت جلد تیار ہوگی، اس کے لئے سب سے اعلیٰ زمین سفید اور چکنی زمین ہے، زراعت سے قبل دانوں کو پانی میں تر کرکے مدبر کرنا چاہئے، اس کی زراعت میں وہی طریقۂ عمل اختیار کرنا چاہئے، جو فول (باقلا) کی کاشت میں بتایا گیا ہے، اس کی کاشت تعمیر شدہ زمین میں کی جائے، بار بار زمین جوتی جائے، پھر اس کی کیاریاں بنائی جائیں، ہر کیاری کو پانی سے خوب سیراب کیا جائے، اس کے بعد تخم ریزی کی جائے، تخم ریزی کے بعد ہی چنے کو پانی سے سیراب کرنا سخت مضر ہے، اس سے تخم سڑ جاتے ہیں، اسلئے پودوں کے نمو تک پانی سے محترز رہنا چاہئے، ایک بالشت بڑھنے کے بعد پانی سے سیراب کرنا چاہئے، اور گوڑن

---

[1] کتاب کے حاشیہ پر ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص چالیس دن تک باقلی کے کھیت میں مقیم رہے تو وہ کوئی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے گا، جو کبھی اس سے دفع نہ ہوگی،

کاعمل بھی کرنا چاہئے، اس کے بعد پھول آنے تک اسی طرح چھوڑ دینا چاہئے، جب پھول آجائین، تو پانی سے دوبارہ سیراب کرنا چاہئے، اس سیرابی کے بعد پھر کوڑن کرین، بشرطیکہ زمین اس کی متحمل ہو، کیونکہ تفتیش (کوڑن) کاعمل زراعت کے لئے نفع بخش ہے،

چنا پانی کی کثرت کا متحمل نہین ہوتا، ص کا قول ہے کہ سفید چکنی اور سخت زمین مین اگر اس کی کاشت کیجائے، تو اسکو چار پانچ مرتبہ سیراب کیا جائے، معمولی درجہ کی سخت زمین مین دو یا تین مرتبہ آب پاشی کافی ہوگی، سو کیاریون مین تین سیر پختہ وزن دانہ ڈال سکتے ہین، ،مدبر کرنے سے پہلے اس کا وزن کرنا ضروری ہے، خریف زار اراضی مین اس کی زراعت اوائل مارچ مین ہوتی ہے، بارش کے بعد اس کو بو دیتے ہین، زمین پہلے سے تیار کی جاتی ہے، جب ایک مناسب انداز مین پانی سے سیراب ہوجاتی ہے، تو پھر تخم ریزی کرتے ہین،

ق کا قول ہے کہ چنا اور جو اگر ملا کر بوئے جائین تو دونون کی کاشت اچھی ہوگی، مین نے خود ان دونون کو بو کر تجربہ کیا ہے، جو شخص بڑے دانے کا چنا پیدا کرنا چاہتا ہے، وہ چنا کو چھلکے سمیت بو دے، ک کا قول ہے کہ چنا ہر اس غلہ کے ساتھ ملا کر بویا جاسکتا ہے، جسمین جلد کیڑہ وغیرہ پڑجانے کا اندیشہ رہتا ہو، کیونکہ یہ طبعًا ہر قسم کی مُضر یا مہلک ہواؤن کا متحمل ہوتا ہے، اس کو اگر رائی کے دانے کے ساتھ پکایا جائے، تو جلد گل جائے گا، سفید چنا جو مصری چنا کے نام سے مشہور ہے، اس کے کھانے سے سُرور و اطمینان حاصل ہوتا ہے،

اٹھارہوین باب مین گذر چکا ہے کہ چنا تر اور مرطوب زمین مین بویا جاتا ہے، ابن حجاج کا یہ قول بھی لکھا جاچکا ہے کہ لوگ میدان اور صاف زمینون مین اس کی کاشت کرنے کے عادی ہین، کیونکہ ان ہی جگہون پر مرطوب اور ایسی زمین دستیاب ہوتی ہے،

ط مین ہے کہ چنا نمکین نباتات مین ہے، جو زمین کی نمکینی کو جذب کرلیتا ہے، یہ ماش اور مونگ کی زراعت کے وقت بویا جاتا ہے، اس کے لئے شور اور تر زمین موافق ہوتی ہے،

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ چنا کے دانے بڑے ہون، اور اس کی کاشت اچھی ہو تو زراعت سے قبل اس کو نیم گرم پانی مین تر کرو جب اچھی طرح پھول جائے تو پھر اسکو تر زمین مین بو دو، صغریت کا قول ہے کہ چنا اگر نمکین اور تر زمین مین بویا جائے تو اس کی کاشت شاداب ہوگی کیونکہ یہ بالطبع نمکینی اور رطوبت کا دلدادہ ہوتا ہے، ہر وہ زمین جو نمکین اور مرطوب ہوگی اس مین اس کی زراعت اچھی ہوگی، اگر تم ہرے چنے جلد کھانا چاہتے ہو تو اوائل اگست سے آخر اکتوبر تک اس کی زراعت شروع کرو، اور اگر خشک کرکے صرف بیتنا چاہتے ہو تو آخر دسمبر یا اوائل جنوری مین شروع کرو، ہرا چنا اگر سرکہ، زیتون اور کانجی کے ساتھ کھایا جائے تو بہت لذیذ ہوگا،

سوساد کا قول ہے کہ چنا اور مسور وغیرہ کی وہ کاشت اچھی ہوتی ہے جو جنوری کی پہلی تاریخ سے نصف جنوری تک شروع کیجائے، چنا کو پوست کے ساتھ بونا بہت اچھا ہے، غیر مقشر چنے کو زراعت سے تین دن قبل دن بھر دھوپ مین رکھین اور رات کو پانی مین تر کرین، اس طور پر مدبر کرکے حسب معمول تخم ریزی کرین، جو کاشت ابتداء موسم مین شروع کیجائیگی اس مین دانے بڑے ہون گے اور شادابی زیادہ ہوگی، اور یہ شادابی اس وقت تک باقی رہتی ہے، جب تک ان کو کاٹ کر خشک نہ کیا جائے کاشت کار اس مقصد کو پیش نظر رکھکر نومبر کی ۱۰ تاریخ تک زراعت شروع کرے تاکہ دونون فائدے حاصل ہوسکین،

ط مین ہے کہ سوساد کا قول ہے کہ چنا مین ایک عجیب خاصیت یہ ہے کہ اس کی ایک مقدار لی جائے اور اسکو قمر کے عروج کے زمانے مین چاندنی مین پھیلا دین اور صبح کو طلوع آفتاب سے قبل اٹھالین اور پھر اسکو میٹھے پانی مین تھوڑی دیر پکائین، یہان تک کہ وہ بالکل گل جائے،

اس کو خواہ ٹھنڈا یا گرم کھائین، دونون حالتون مین مفید ہے، اس سے نفس کو قوت ہوگی، حزن وملال رفع ہوگا، بشاشت پیدا ہوگی، اور سوداوی افکار زائل ہون گے، چنا گوشت کو گلاتا ہے، اور اس کی بدذائقگی کو دفع کرتا ہے، چنے کا بیسن خون کے دھبے کو بالکل صاف کر دیتا ہے، صابون یا نمک مین ملا کر اس سے کپڑون کو دھوئین، و دھبے بالکل صاف ہو جائینگے، سیاہ چنا دواؤن کے کام آتا ہے، اور زرد غذا کے کام آتا ہے، یونیوس کا قول اس سے قبل گذر چکا ہے، اس پر غور کرو، رازی کا قول ہے کہ چنے کی روٹی ثقیل اور دیر ہضم ہوتی ہے، معدہ سے جلد نہین اترتی، اگر یہ نمک یا یخنی کے ساتھ کھائی جائے، تو یہ خرابی جاتی رہے گی، ابن زہرہ کا قول ہے کہ گیہون اور جو کے بعد تیسرے درجہ مین غذا کے لئے مفید ہے،

فصل

حلبہ (میتھی) کی زراعت کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اس کا دوسرا نام قرون اور قرون المعز[1] ہے، یہ ربیع زار اور خریف زار دونون اراضی مین ہوتی ہے، ربیع زار اراضی مین اس کی زراعت فروری سے نصف مارچ تک شروع کی جاتی ہے، خریف زار اراضی مین یہ مارچ مین بوئی جاتی ہے، اٹھارہوین باب مین یہ بیان جا چکا ہے کہ یہ ظاہراً نرم مگر پتھریلی زمین مین نصف دسمبر سے وسط ربیع تک بوئی جاتی ہے، خریف مین اگر یہ باقلی کے ساتھ بوئی جائے تو بہت اچھی طرح تیار ہوتی ہے،

[1] اسکو قرن الغنز بھی کہتے ہین، مترجم

ط آمین ہے کہ اس کے لئے متوسط درجہ کی نرم اور سخت زمین مناسب ہے، نومبر سے جنوری تک اس کی کاشت ہو سکتی ہے، اس کے بعد کی کاشت اچھی نہین ہوتی، بلکہ اس کی اصلاح کے لئے کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے، میتھی گائے کے گوشت کے ساتھ زیادہ لذیذ ہوتی ہے، اس کا تخم عام طور پر چھینٹ کر بویا جاتا ہے، یہ گڈھون مین بھی بویا جاتا ہے، مگر یہ طریقہ کم رائج ہے، اس کی کاشت کے لئے گوڑن کا عمل ضروری ہے، اور مضر نباتات سے زمین کو پاک کرنا بھی مفید ہے، یہ کھاد کی محتاج ہے، مخصوص طور پر گوبر، کدو کا پتہ اور پیستان وغیرہ سڑا کر ڈالین، یا اگر میتھی کے سفوف کو پانی مین جوش دیکر جڑون اور پتون پر چھڑکین، تو اس سے اس کی کاشت بہت اچھی ہوگی، میتھی کی سب سے بڑی آفت پیاس کی شدت ہے، اگرچہ پیاس کو ضبط کر دیتی ہے، لیکن اس کی شدت سے یہ خراب ہو جاتی ہے، اس لئے اسکی نگرانی کی ضرورت ہے،

ط آمین ہے کہ اونٹ کے چارہ مین اگر میتھی دی جائے تو وہ موٹا اور تندرست ہوگا، کیونکہ میتھی اس کے لئے بیحد مفید ہے، اگر اونٹ کے گلے مین میتھی کی پوٹلی لٹکائی جائے، جس مین کم سے کم ۶۲ دانے ہون، تو اس سے انشاء اللہ اس کے تمام عوارض دفع ہو جائین گے، اور وہ جلد تندرست ہو جائے گا،

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر میری امت حلبہ (میتھی) کے منافع سے باخبر ہوتی تو اس سے علاج معالجہ کرتی، خواہ یہ سونے کے بھاؤ ملتی،

فصل

کرسنہ (مٹر) کی زراعت کا طریقہ، اس کا دوسرا نام کیسر ہے،

یہ دراصل فارسی زبان کا لفظ ہے،

خریف زار اراضی مین فروری اور مارچ کے مہینہ مین بوئی جاتی ہے زراعت سے قبل زمین اچھی طرح تیار کی جاتی ہے، اور سیراب ہونے کے لئے چھوڑ دی جاتی ہے، جب معتدل حد تک سیراب ہو جاتی ہے تو اس مین تخمریزی کی جاتی ہے، اس کی کاشت مین تمام وہی طریقے رائج ہین جو گیہون اور جو مین رائج ہین، جون مین کاٹی جاتی ہے،

سہ کا قول ہے کہ پانی مین بھگو کر گاے یا دوسرے چوپائے جانور مثلاً بھیڑ وغیرہ کو چارہ مین دی جائے، تو اُس سے دودھ زیادہ ہو گا، لیکن حاملہ بکریون کے لئے یہ چارہ مضر ہو گا، مٹر اگر دوسرے غلون کے ساتھ بوئی جائے، تو اس کی زراعت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے،

اٹھارہوین باب مین یہ لکھا جا چکا ہے کہ مٹر کے لئے وہ زمین جس کی ظاہری سطح نرم ہو اور اندرونی سخت ہو، بہت موافق ہوتی ہے، بشرطیکہ اس مین ریت نہ ہو، اس کی اگیتی کاشت دسمبر، اور آخری فروری و مارچ تک شروع کیجاتی ہے، ط آمین ہے کہ یہ سرمائی غلون مین شمار کیجاتی ہے اس کے دانے گول لیکن مثلث شکل کے ہوتے ہین، پوست کا رنگ سیاہ اور اندر سرخ ہوتا ہے، ماش (مونگ) سے اس کے دانے چھوٹے ہوتے ہین، پودے نرم اور نازک ہوتے ہین، شاخین بہت پتلی ہوتی ہین اس کے دانے خوبصورت غلاف مین ہوتے ہین، عام طور پر لوگ اس کو گاے وغیرہ کے چارہ مین دیتے ہین، اس سے چوپائے فربہ ہوتے ہین، بلکہ گائے کے لئے اس سے بہتر دوسرا غلہ نہین ہے، یہ فربہی کے ساتھ دماغ اور کھوپڑی مین قوت بھی پیدا کرتی ہے

اس کے لئے سخت خشک زمین بھی موافق ہوتی ہے، لیکن تر، نمکین، اور پسیجنے والی زمین نیز کمزور اور بھربھری زمین اس کے لئے موافق نہین ہوتی، مٹر کی کاشت کے لئے زیادہ سیرابی کی ضرورت نہین ہے، کیونکہ یہ پیاس کو ضبط کرتی ہے، تخمریزی کے بعد یہ خود نشوونما

پا جاتی ہے، کسی قسم کا علاج، تیمار اور نگرانی کی حاجت نہین پڑتی ہے،

ط آمین ہے کہ مٹر کی روٹی بھی پکا کر کھائی جاتی ہے، لیکن یہ معدہ کے لئے مجرب ہے اس لئے صرف مٹر کے آٹے کی روٹی نہ استعمال کی جائے، بلکہ اس مین مسور یا گیہون کا آٹا ملا کر پکائین اور روٹی کے ساتھ مکھن، دودھ، روغن اور چربی دار گوشت کھائین،

مٹر کے اقسام مین سفید مٹر زیادہ مستعمل ہے، اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے، کہ پہلے میٹھے پانی مین دو دن تک تر کرین، صبح و شام پانی بدل دیا کرین اس کے بعد صاف کر کے ہلکی آنچ پر پکنے کے لئے چڑھا دین، آہستہ آہستہ ہلاتے رہین، تا کہ اس کا پوست بالکل الگ ہو جائے، پھر خشک کر کے آٹا پیسا جائے، اور روٹی پکائی جائے، انسان کے لئے یہ مضر ہے، اس لئے اگر بوقت ضرورت استعمال کیا جائے، تو اس مین مسور اور صاف و شفاف گیہون کا آٹا ملا کر پکائین، اس کے خواص مین یہ ہے کہ اگر اُس کے آٹے کی بڑی گولیان بنا کر شراب کے مٹکون مین ڈالدین اور اس کے اتنے پاس رکھدین، تو شراب عرصہ تک خراب نہ ہو گی، اور اس کا رنگ اچھا رہے گا، اور جو اس شراب کو پئے گا، اس کا چہرہ بھی خوش رنگ ہو جائیگا اس شراب کے نشہ دیر مین آئے گا، اور سرور زیادہ ہو گا، سفید مٹر سرخ اور سیاہ کی بہ نسبت کم خراب ہوتی ہے، میٹھے پانی مین پکائی جائے اور بار بار اس کا پانی بدلا جائے، یہان تک کہ اس کی خرابی زائل ہو جائے اور اس مین مٹھاس پیدا ہو جائے، جب صرف جوہر ارضی باقی رہے جسمین تلخی وغیرہ نہ ہو تو اسکو خشک کر کے غذا مین استعمال کر سکتے ہین،

خ مین ہے کہ سخت بھوک کے وقت اگر کوئی شخص اسکو کھانا چاہے تو ترمس (باقلائے مصر) کی طرح اصلاح کر کے شہد ملا کر کھا سکتا ہے،

فصل

ترمس (باقلاے مصری) کی زراعت کا طریقہ، اس کا دوسرا نام لبیلہ بھی ہے،

اس کی کاشت ربیع زار اور خریف زار دونون اراضی مین ہوتی ہے، اسکے لئے ریتلی، کنکریلی تر اور کمزور زمین موافق ہوتی ہے، اس قسم کی زمینین اس کی زراعت کے لئے کافی ہین، اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت نہین پڑتی، لیکن اس کی کاشت کے بعد اگر اس زمین مین جو یا گیہون بونا چاہین، تو اس کی اصلاح کی ضرورت پڑے گی،

قی مین ہے کہ ترمس اس زمین مین اچھی طرح ہوتی ہے جس کی ظاہری سطح نرم ہو، اس کی زراعت کا ابتدائی وقت ستمبر مین رات اور دن کے اعتدال کے وقت ہے، اکتوبر مین بھی یہ بوئی جاتی ہے، اس کی زراعت کے لئے بارش کا انتظار نہین کیا جاتا ہے، بارش کی زمین مین اس کی زراعت کا طریقہ اٹھارہوین باب مین لکھا جاچکا ہے،

خریف زار اور ربیع زار دونون اراضی مین یہ اکتوبر کے مہینہ مین بوئی جاتی ہے، اس مین فول (باقلا) کی طرح پورا عمل ہوتا ہے، پانی کی کثرت کو یہ برداشت کر لیتی ہے، زیادہ تعمیر و تنقیش کی محتاج نہین ہے، سو کیارون ۱۲ ½ ساڑھے بارہ سیر تخم ڈال سکتے ہین، چاند کے عروج کے وقت اگر اس کی زراعت شروع کی جائے، تو بہتر ہے، ترمس تمام دوسرے نباتات کی دشمن ہے، اپنے پاس کے تمام نباتات حتی کہ کانٹا کو بھی یہ خراب کر دیتی ہے، یونیوس کا قول جاچکا ہے کہ ترمس کے لئے کمزور ریتلی زمین بہتر ہوتی ہے،

ترمس کو صاف کرین، اور پھر خشک کرکے بھوسہ کے ساتھ جانورون کو کھلائین، گائے اور دوسرے چوپایون کے لئے مفید ہوگی، جو اور ترمس کے آٹے کی روٹی نہایت اچھی ہوتی ہے،

طا مین ہے کہ ترمس (باقلاے مصری) نبطی غلون مین ہے، اس کے لئے ریتلی زمین اور پتلی سطح کی نرم زمین زیادہ موافق ہوتی ہے، اکثر معمولی زمینون مین اس کی زراعت ہوتی ہے، اس کا تخم پھینٹ کر بویا جاتا ہے اور بونے کے بعد اس پر تھوڑی سی مٹی ڈالدیجاتی ہے، جس سے تخم محفوظ ہو جاتے ہین، زیادہ مقدار مین مٹی ڈالکر اسکو دبانا نہین چاہئے،

اس کی کاشت مین تعمیر، تنقیش اور کھاد وغیرہ ڈالنے کی مطلق ضرورت نہین ہوتی، ۲۵ ستمبر سے نومبر کی پانچوین تاریخ تک اس کی زراعت ہوتی ہے، یہ خود بخود بہت اچھی طرح نشو و نما پاجاتی ہے، دوسرے خودرو نباتات سے کھیت کو صاف کرتے رہنا چاہئے، بارش کے بعد فوراً اگر اسکی زراعت ہو تو بہت اچھا ہے،

طآمین ہے کہ اس کی تلخی کو دفع کرکے اسکو پکا کر کھا سکتے ہین، اور خشک کرکے جانورون کو چارہ مین دے سکتے ہین، تلخی دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے، کہ اسکو تین دن تک میٹھے پانی مین تر کرین، پانی زیادہ مقدار مین ڈالین، پہلے پانی کو پھینک دین، اور دوسرا اچھا پانی نمک ملا کر ڈالین، اس طور پر تین دن تک یہی عمل کرین، اگر اس کی تلخی زائل ہو گئی ہو تو کام مین لائین، ورنہ اسی طرح عمل کرین، یہان تک کہ اس کی تلخی بالکل زائل ہو جائے، پھر خشک کرکے جو اور گیہون کے ساتھ پیسین، اسطرح اس کی روٹی نہایت اچھی ہوگی، کبھی صرف جو ملا کر روٹی پکاتے ہین، اور اگر جو یا گیہون نہ ہو تو خشک گوڑ ملا کر آٹا پیسین،

خ مین اس کی اصلاح کا طریقہ اس طرح لکھا ہے کہ اسکو پہلے آگ پر پکائین، اور پھر میٹھے پانی مین بھگائین، یہان تک کہ تلخی زائل ہو جائے، پھر اس کو زیرہ یا سرکہ کے

لہ حاشیہ مین اسکی جگہ پر لوبیا ہے،

ساتھ استعمال کرین، اکثر صرف نمک سے اس کی تلخی چلی جاتی ہے، رازی کا قول ہو کہ پانی مین
بھگو کر صاف کیجائے، یا بار بار اُبالی جائے، اسطرح اس کی تلخی جب زائل ہوجائے تو یہ دوسرے
غلون کی طرح غذا مین استعمال کیجائے، دوسرے علماء فلاحت کا قول ہے کہ پانی مین تر کرنیکے
بعد اسکو پانی اور نمک مین پکائین، پھر سرکہ، کانجی وغیرہ کے ساتھ کھائین، اس کو کھا کر اگر تیز نبیذ
پی جائے تو یہ جلد ہضم ہوجائے گی، جو شخص اس کو دوا کہ کھاتا ہو اسکو بدرقہ کے طور پر میٹھا اور روغن
استعمال کرنا چاہئے، تلخ زمین مین ترمس کی کاشت سے اصلاح ہوجائے گی، یہ زمین کی تلخی
کو جذب کرلے گی، اور وہ زمین درست ہوجائے گی، اٹھارہوین باب کو پھر غور سے دیکھو،

فصل

قرطم (کسم[1]) کی زراعت کا طریقہ،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی دو قسمین ہین، ایک خاردار ہوتی ہو، اور دوسرے مین
کانٹا نہین ہوتا ہے، دوسری قسم افضل ہوتی ہے، اور اُس کے پھول اچھے ہوتے ہین،
ربیع زار و خریف زار دونون اراضی مین اس کی زراعت ہوسکتی ہو، معتدل آب وہوا
کے ملکون مین اس کی کاشت کیجاتی ہے، مرطوب زمین مین بھی یہ اچھی طرح ہوتا ہے،
لیکن پھول دیر مین نکلتے ہین، خریف زار اراضی مین اس کی زراعت کا وقت مارچ مین ہے،
ابتداے جنوری سے زمین کو جوت کر درست کرتے ہین، کئی چاس کے بعد جب وہ ٹھیک
ہوجاتی ہے تو ابتداے مارچ مین اسکو بوتے ہین، قرطم یا اس کے جیسے دوسری نباتات
معتدل طور پر سیراب شدہ زمین مین بوئے جاتے ہین، پودون مین بالیدگی آنیکے بعد

[1] ہندی مین کرڑ کہتے ہین،

بعد کوڑن کا عمل کرتے ہین، ربیع زار اراضی مین اسکی کاشت تیار شدہ کیاریون مین فروری یا
مارچ مین ہوتی ہے، کیاریون کو سیراب کرنے کے بعد تخم ریزی کی جاتی ہے، اور اس کے بعد آبپاشی
بالیدگی تک موقوف کردی جاتی ہے، جب پودے کچھ بڑھ جاتے ہین تو ہفتہ مین ایک بار کھیت
سینچا جاتا ہے، لیکن اس سے قبل کوڑن کا عمل کرنا ضروری ہی،

ص کا قول ہے کہ جب پانی کی ضرورت ہو تو سیراب کرسکتے ہین، کسم السی کے ساتھ بھی
بویا جاتا ہے، اس طور پر کہ آب پاشی کی نالی یا مینڈھ پر اس کا تخم چھڑک دین، ہر کیاری مین دس
سیر یا بقول بعض آٹھ سیر تخم بوئے جاتے ہین، کلیان نکلنے کے بعد آب پاشی موقوف کردی جاتی ہی،
پھول کو عموماً صبح کے وقت توڑتے ہین، اور ایک جگہ جمع کرکے اکھلی مین خوب کوٹتے ہین،
اور پھر ان کی ٹکیان بنا ڈالتے ہین، یہ ٹکیان انجیر، بادام یا ڈھاک کے پتون پر سایے مین
سکھائی جاتی ہین، خشک ہونے کے بعد محفوظ طریقہ پر رکھدی جاتی ہین، بعض لوگ پھول
ہی کو خشک کرکے رکھتے ہین، اس کے تخم سے عطر کشید کیا جاتا ہے، ان مین دانے آجانے کے
بعد کاشت کاٹی جاتی ہے، اور حسب معمول کھلیان مین اوسائی جاتی ہے، صاف کرنے کے
بعد دانے مٹی کے نئے ظروف مین رکھدیے جاتے ہین، جن کا بوقت ضرورت تیل نکالا جاتا ہی،
اور دوا مین استعمال کیا جاتا ہے، یہ کبوتر کو بطور چارہ کے بھی دیتے ہین،

باب بست[٢٢] و دوم

زریع زار و خریف زار اراضی مین روئی، السی، بھنگ، زعفران، مہندی، فوہ (مجیٹھ) سمائی، قصفصہ، شوک الدراضین، اور خشخاش کی کاشت کا طریقہ،

فصل

قطن (روئی) کی کاشت کا طریقہ۔

ابو حنیفہ کا قول ہے جو بنو کلب کے بعض عربون سے منقول ہی کہ روئی کا درخت ان کے یہان یہان بڑا ہوتا ہے، حتی کہ مشمش (زرد آلو) سے بھی بڑا ہوتا ہے، اور بیس سال تک باقی رہتا ہے، خ کا قول ہی کہ روئی خریف زار اور ربیع زار دونون قسم کی زمینون مین بوئی جاتی ہے،

حؔ کا قول ہے کہ اندلس مین اس کی کاشت معمولی درجہ کی زمین مین ہوتی ہے، اور اس کے لئے وہ زمین بھی نفع بخش ہوتی ہے، جس سے فوراً کوئی غلہ کاٹا گیا ہو، اس مین اکی کاشت جلد تیار ہوتی ہے، بعض کا قول ہی کہ خریف زار اراضی مین اس کی کاشت مرطوب زمین مین کیجاتی ہے،

حؔ کا قول ہے کہ اہل صقلیہ اس کی کاشت کے لئے سخت اور چکنی زمین کا انتخاب کرتے ہین،

اندلس کے ساحلی کاشت کار بھی اسی قسم کی زمین مین روئی کی کاشت کرتے ہین، لیکن حجاز، مصر، عسقلان اور بصرہ مین ریتیلی زمین مین اس کی کاشت ہوتی ہے، اور یہ زمین پانی سے سیراب کیجاتی ہے،

اس کے پودے ترکاریون کی طرح منتقل کئے جاتے ہین، ہر دو پودون کے درمیان آٹھ بالشت کا فاصلہ رکھا جاتا ہے، کیونکہ یہ بڑھکر انجیر کے درخت کے برابر ہوجاتے ہین، اور کئی سال تک قائم رہتے ہین، ہر سال ان مین سے روئی نکالی جاتی ہے، انگور کی کاشت کی طرح اس مین بھی بڑی احتیاط کی جاتی ہے، گوڑن اور آب پاشی سے ہر سال اس کی اصلاح کیجاتی ہے تاکہ آئندہ سال بالیدگی زیادہ ہو، ان ہی تدابیر سے دوبارہ روئی حاصل کی جاتی ہے،

خریف زار زمین مین اس کی کاشت اوائل فروری سے نصف مارچ تک شروع کرین، زمین کو ابتداے جنوری مین ہی جوتنا چاہئے، کھیت مین پرانی کھاد یا بکریون کی کھاد تیار کرکے ڈالنا چاہئے، اس کے بعد پانی سے سیراب کرنا چاہئے، جب زمین معتدل طور پر سیراب ہوجائے تو پھر کسی صاف اور اچھے دن تخم ریزی کرین، تخم کو اولاً مدبر کرلین تاکہ پہلی روئی کا جز اس مین ملصق نہ رہے، اگر ایسا نہ کیا جائے، تو تخم ایک دوسرے سے لپٹ جائین گے، اور پھر کاشت اچھی نہ ہوگی، تخم کو مدبر کرنے کا طریقہ یہ ہے، کہ پہلے ان کو پانی مین ترکرین، پھر خشک پسی ہوئی کھاد یا بکریون کی مینگنی وغیرہ مین ڈالکر پیرسے کسی صاف مٹیالی زمین مین یا سخت اور چکنے گڑھے مین روندین، تاکہ روئی وغیرہ صاف ہوجائے، جب تخم اس طریقہ پر مدبر کرلیا جائے، تو پھر اسکو چھینٹ دین، تخم ریزی بہت ہلکے طریقہ پر ہونا چاہئے، ہر دو دانون کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہئے، تخم ریزی کے بعد معمولی طور پر ہل چلاکر تخم کو مٹی سے ڈھک دینا چاہئے، ربیع زار اراضی مین اس کی کاشت اپریل مین شروع کیجاتی ہے کیاریان پہلے سے جوت کر تیار کی جاتی ہین، پھر کھاد ڈالکر اور سیراب کرکے درست کیجاتی ہین، سیراب کرکے یہ زمین نم کی جاتی ہے، اور اگر بارش سے وہ زمین کافی مرطوب ہوچکی ہو، تو اصلاح کی کم ضرورت پڑتی ہی،

حؔ کا قول ہو کہ اہل شام روئی کی کاشت کے لئے ایک سال سے زمین تیار کرتے ہین، اولاً اس مین تیلی کھاد ڈالتے ہین، جو کنکر پتھر سے بالکل صاف کرلی جاتی ہے، پھر تیسر کا عمل کرتے ہین اس کے بعد کیاریان قائم کرتے ہین، اور پانی سے سیراب کرتے ہین، جب مٹی درست ہو جاتی ہے، اور زمین معتدل مزاج کی ہو جاتی ہے، یعنی نہ بہت بھاری اور نہ بہت ہلکی ہوتی ہے تو اس مین تخمریزی کرتے ہین، تخمریزی کے لئے نصف انگل کے برابر گڈھے بناتے ہین، اور ہر گڈھے مین دو یا تین دانے ڈالتے ہین، اور پھر اوپر سے مٹی ڈال کر چھپا دیتے ہین، ہر دو گڈھون کے درمیان ڈیڑھ بالشت کا فاصلہ رکھتے ہین، اور نمو تک آبپاشی موقوف رکھتے ہین، جب پودہ ایک بالشت کے قریب بڑھ جاتا ہے، تو اس مین تنقیش (کوڑن) کرکے سیراب کرتے ہین، اسی طرح بار بار کوڑن کرکے کھیت کو سینچتے ہین،

حؔ کا قول ہو کہ ابتدا اگست تک ہر پندرہ دن مین اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہئے اس کے بعد آب پاشی روک کر زمین کو اچھی طرح خشک ہونے کا موقع دینا چاہئے، کیونکہ یہی زمانہ کاشت کی بالیدگی کا ہے، خراب نباتات سے کھیت کو صاف کرتے رہین، تاکہ پھل زیادہ آئین، اگر بالیدگی زیادہ ہو جائے، اور بخگی کے آثار نمایان ہون تو پودون کے اطراف کو چھانٹ دین تاکہ مادہ نمو اندر کی طرف لوٹ جائے، اس عمل سے کپاس کے پھل زیادہ ہون گے، عموماً صبح کے وقت اس کے پھل چنے جاتے ہین، اس وقت یہ کھل جاتے ہین، اور روئی باہر نکل آتی ہے، ستمبر کے مہینہ مین جب ان مین رطوبت باقی ہوتی ہے، پھل چن لئے جاتے ہین، اور دھوپ سے ان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے، تاکہ طراوت باقی رہے، روئی سایہ مین ہاتھ سے چھڑائی جاتی ہو لیکن بہت آہستہ سے یہ عمل کیا جاتا ہے، تاکہ روئی مین پوست کا حصہ نہ رہ جائے اس کے بعد روئی دھوپ مین خشک کی جاتی ہے، اٹھارہوین باب مین اس کا ذکر کیا جا چکا ہے، کہ ابن حجاج نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ روئی کی کاشت میدان، جزیرہ اور سخت زمینون مین ہوتی ہے، اس کی کاشت مئی مین شروع کیجاتی ہے تخمریزی

تخمریزی سے قبل زمین کو جوت کر ٹھیک کرتے ہین، بالیدگی کے بعد زمین مین کئی مرتبہ کوڑن کا عمل کرتے ہین، اور خراب گھاس سے اسکو پاک کرتے ہین، اس طریقۂ عمل سے یہ کاشت اچھی ہوتی ہے،

طؔ مین ہے کہ روئی کی کاشت لزوجت دار و درس زمین، سرخ اور سیاہ زمین مین اچھی ہوتی ہے، جو زمین شورا پن، تلخی اور تیزی سے محفوظ ہوگی، اس مین اس کی کاشت اچھی ہوگی، اعلیٰ قسم کی زمین مین اس کی کاشت عموماً اچھی ہوتی ہے، اس کا درخت انسان کے قد سے چھوٹا ہوتا ہے، اس کی شاخین نرم اور پتلی ہوتی ہین، پھل گول ہوتا ہے، ان پھلون سے روئی نکلتی ہو، اس کی کاشت کا وقت اپریل اور تیاری کا وقت آخر جون ہے، آخر مئی تک اسکی کاشت اگر شروع کیجائے، تو کوئی نقصان نہین ہے، بعض وقت اپریل سے قبل ہی اس کی زراعت شروع کر دیتے ہین، اور آخر جولائی یا آخر اگست تک روئی جمع کرلی جاتی ہے، اکثر پھل کو درانتی سے کاٹکر روئی نکالتے ہین، پھل اگست سے اوائل ستمبر تک چن لئے جاتے ہین، روئی کا درخت جلد نشو و نما پاتا ہے، تشنگی جس طرح تمام نباتات کے لئے مضر ہے، اس کے لئے بھی نقصان دہ ہے، لیکن اس کی تشنگی اس کے لئے مہلک ہوتی ہے، جب کبھی اس کے پودے مین خشکی نظر آئے، تو اس کی شاخون اور پتون پر پانی چھڑک دین اور ان نالیون مین جن سے کہ ان کی جڑون تک پانی پہنچتا ہے، سڑی ہوئی کھاد جس مین گوبر، کدو کا پتہ، باقلی کا بھوسہ ورق سیستان وغیرہ ہو ڈالدین، اور اسی کھاد کو درخت کے اوپر بھی چھڑک دین، لیکن یہ عمل پھل نکلنے سے قبل ہونا چاہئے، جب پھل نکل آئین اور ان مین روئی جم جائے تو کوئی عمل نہ کیا جائے مذکورۂ بالا کھاد اس کے لئے بہت مفید ہے، پھل زیادہ نکلتے ہین، اور ان مین روئی بھی زیادہ ہوتی ہے، اس کے کھیت کو دوسرے مضر نباتات سے صاف کرتے رہنا چاہئے، خصوصاً وہ گھاس جو صورتاً اس کے مشابہ ہوتی ہے، اس کو جلا ڈالین، پتہ جڑا اور پھل کے ساتھ ایک جگہ جمع کیجائے، اور پیرون سے خوب روندنے کے بعد جلا دی جائے، پھر اس کی خاک

باریک کرکے روئی کے پودون پر چھڑکدی جائے، یہ گھاس اُس کی کاشت کے لئے بہت مفید ہوگی، بشرطیکہ پودے زیادہ بالیدہ نہ ہوگئے ہون،

فصل

ربیع زار وخریف زار اراضی مین کتان (السی) کی کاشت کا طریقہ

ص اور دوسرے علماے فلاحت کا قول ہے کہ ربیع زار اراضی کی کاشت مین روغن زیادہ ہوتا ہے، اور یہ بہتر ہوتی ہے، اس کا کپڑا بھی اعلےٰ قسم کا تیار ہوتا ہے، اس کی کاشت کیلئے اچھی زمین، روغن وار، نرم، اور مرطوب زمین موافق ہوتی ہے، ان ہی اراضی مین السی کی کاشت موسم خریف مین بھی ہوتی ہے، ریتلی ہتیلی یا ذرا سخت زمین مین اس کی کاشت کی جائے تو زمین کو پہلے سے کھاد ڈال کر درست کرنا ضروری ہے، ان زمینون مین جن پر آفتاب کی دھوپ پوری پڑتی ہے، اس کا بونا نفع بخش ہے، ان مین السی کے دانے وزنی اور ریتلی ہوتے ہین، سایہ دار زمینون مین اس کی کاشت مناسب نہین ہے، خریف زار اراضی مین اس کی کاشت اس زمین مین کرنی چاہئے جو عرصہ سے غیر مزروعہ یا بنجر ہو، جنوری مین اس کو جوتا جائے اور سال بھر تک کئی چاس سے جوت کر اس کی اصلاح کی جائے، اور مئی کے مہینہ مین اس پر عمل قلیب کرکے لکیرین کھول دی جائین، عمل قلیب مزروعہ زمین کے لئے بھی مفید ہے، لیکن غیر مزروعہ بنجر اور سوختہ زمین السی کے لئے زیادہ بہتر ہے، خریف مین بارش سے سیراب ہونے کے بعد اس مین کھاد ڈالین، اور قلبہ رانی کرکے قریب قریب خطوط بنائین اور پھر اُن مین تخم ریزی کرین، تخم ریزی کے لئے وہ دن منتخب کیا جائے جسدن ہوا ساکن اور فضا صاف ہو، زمین نم ہو اور گرد وغبار کی ایک ہلکی چادر اس پر پڑی ہو، تخم ریزی کے بعد آہستہ سے زمین کو الٹ پلٹ دینا چاہئے،

ص مین ہے کہ السی کا جو تخم لکیر کے نیچے پڑجاتا ہے، وہ نہین اگتا ہے، خریف زار اراضی مین اس کی زراعت آخر ستمبر یا اوائل اکتوبر مین شروع کیجاتی ہے، زیادہ تاخیر کرنا مفید نہین ہے، البتہ اگر بارش دیر مین ہو تو پھر بارش کا انتظار کرنا ضروری ہے اس سے پہلے کتاب المقنع لابن حجاج سے جو بیان لکھا جاچکا ہے، اسے غور سے پڑھو،

ص کا قول ہے کہ بارش کے بعد پہلی فصل آٹھوین یا دسوین اکتوبر تک بودی جاتی ہے، اور پھر فروری مین اس کی زمین دو تین چاس سے درست کیجاتی ہے، بارش کی ابتدا مین اگر کچھ دیر ہو تو تمام مزروعات سے قبل اس کو بونا چاہئے، تخم ریزی کے دن اگر ہوا تیز ہو تو تخم کیساتھ تھوڑی باریک مٹی ملائین، اور ہاتھ سے انکو خوب ملین، اسطرح پر تخم ہوا کے مضر اثرات سے محفوظ ہوجائے گا، کیونکہ ہوا لگنے سے تخم کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے، تخم ریزی کے بعد بارش کا ہونا مضر ہے، چھ یا سات دن مین جب بالیدگی شروع ہوجائے، تو بارش مفید ہوگی، ربیع زار اراضی کی ایک مرجع[1] زمین مین ایک پیالہ تخم ڈالتے ہین، اگنے سے قبل اور جڑون کے جمنے تک ان کو چڑیون سے محفوظ رکھنا بہت ضروری ہے، کیاریون مین آب پاشی کے ذریعہ اس کی کاشت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زمین کو خوب جوت کر درست کرنا چاہئے اسکے لئے عمل تقلیب کی ضرورت نہین ہے، لیکن اگر یہ زمین کمزور یا ریتیلی ہو، تو پرانی اچھی کھاد ڈال کر اصلاح کرنا ضروری ہے،

ص کا قول ہے کہ ہر کیاری مین تقریبًا ایک من کھاد ڈالنا مناسب ہے، لیکن زمین اچھی اور روغن دار ہو، تو صرف سطح زمین پر کھاد چھڑک دینا کافی ہوگا، اور اس کے بعد تخم ریزی کی جائے، تخم ریزی کے بعد مٹی الٹ پلٹ دی جائے، تاکہ تخم اچھی طرح زمین مین مستور ہوجائین، پھر آہستہ آہستہ پانی سے سیراب کرین، پانی کا دھار ہلکا رکھین، ورنہ اُس کی تیزی سے تخم کے ہٹ جانے کا اندیشہ ہے، وقتًا فوقتًا اسی طرح سینچتے رہین تاکہ بالیدگی زیادہ ہو بلکہ روزانہ آب پاشی زیادہ مفید ہوگی، دوسرے علماء کا قول ہے کہ اس کی پہلی فصل جنوری مین اور آخری فصل مئی کے وسط

[1] اندلس کی ایک پیمائش ہے جو ہندوستان کے چھ کٹھے کے برابر ہوتی ہے،

مین بوئی جاتی ہے، اور جو ان دونون کے درمیان مین بوئی جاتی ہے، وہ متوسط کہلاتی ہی،
حؔ کا قول ہی کہ پہلی فصل اوائل فروری مین اور آخری فصل نصف مئی مین بوئی جاتی ہے،
اور اُن کے درمیان کے دس دن چھوڑ دیے جاتے ہین، پہلی فصل موخر کے بہ نسبت اچھی
ہوتی ہے، دانے وزنی اور روغن دار ہوتے ہین، دھاگا بھی اچھا ہوتا ہے کیونکہ پہلی فصل
پانی مین طبخ کو زیادہ دنون تک برداشت کر سکتی ہے،

دوسرے علمار کا قول ہے کہ السی کی کاشت اگر کوئین کے پانی سے، یا نہر اور چشمہ کے پانی
سے سیراب کیجائے تو اس کی کاشت بہتر ہوگی، حؔ کا قول بھی ہے کہ نہر کا پانی اس کے لئے زیادہ
موافق ہوتا ہے، تلخ اور شور پانی اس کو خراب بلکہ ہلاک کر دیتا ہے، حؔ کا قول ہے کہ اسی
طرح شور زمین اور نمناک زمین بھی اس کے موافق نہین ہوتی، اعلےٰ قسم کی زمین کی ایک
کیاری مین ڈھائی ربع (سوا پاؤ) تخم ڈالنا چاہئے، اور سخت زمین مین صرف دو ربع
(پاؤ بھر) تخم ڈالا جائے،

روئی کی کاشت پر اگر ٹھنڈی ہوا، برف یا اولے پڑین، اور اسکو پیلا یا سیاہ کر دین تو
اس کا علاج یہ ہی کہ ہر کیاری مین تین سیر کبوتر کی بیٹ پانی مین ڈال کر سینچین یا کبوتر کی بیٹ
کو جمع کر کے پیس ڈالین، اور اس سفوف کو تین سیر کی مقدار مین ہر کیاری مین چھینٹ دین،
اس کے بعد پانی سے اچھی طرح سیراب کرین، مصنف کا قول ہے کہ خریف زار اراضی مین مین نے
اس کی کاشت مین بارش کے بعد یہ سفوف چھڑک کر تجربہ کیا، اس سے بہت فائدہ پہنچا اور
کاشت اچھی طرح تیار ہوئی،

السی چاند کے بڑھاؤ کے وقت بوئی جاتی ہے لیکن گھٹاؤ کے وقت کاشت کا شروع
کرنا مفید نہین ہی، چاند کا بڑھاؤ اوائل ماہ سے وسط ماہ تک ہے؛

اس کتاب کے اٹھارہوین باب مین بیان کیا جا چکا ہے، کہ السی کی کاشت چراگاہ کی زمین
مین اچھی ہوتی ہی، دیمقراطیس اور ابن حجاج کے قول پر نظر رکھو،

طؔ مین ہے کہ السی ایک مشہور نبات ہے جو تمام ممالک مین پیدا ہوتی ہے، اس کے دانے
ہلکے، چوڑے، پتلے اور مائل بہ سرخی ہوتے ہین، یہ غلہ موسم گرما کے غلون مین شمار کیا جاتا ہے، دراصل
یہ قبطی غلہ ہے، اس بنا پر اس کے لئے ریتیلی اور کیوال زمین زیادہ موافق ہوتی ہے، جو مصری زمین
کے مشابہ ہوتی ہے، اس زمین مین رطوبت اور لزوجت دونون ہوتی ہے، معتدل زمین جو سخت
اور نرم کے درمیان مین ہو وہ بھی اصلاح کے بعد اس کے لئے مناسب ہوتی ہے، جن
زمینون مین میتھی کی کاشت ہوتی ہے، وہ السی کیلئے بھی مفید ہوتی ہین، السی طبعًا اور زراعتی موافقت
کی بنا پر میتھی کی بہن کہلاتی ہے، ایک دوسرے کے ساتھ ایسی موافقت ہی کہ السی میتھی کے ساتھ
اگتی اور میتھی السی کے ساتھ نشو و نما پاتی ہے،

صغریت کا قول ہے کہ السی کی زراعت اکتوبر مین شروع کرین، اس کی کاشت کا وقت
آخر دسمبر یا جنوری کی پانچوین تاریخ تک ہی، اس کی تخم ریزی چھینٹ کر کی جاتی ہے، اور چھوٹے
چھوٹے گڈھون مین بھی یہ بوئی جاتی ہے، اس کی کاشت کا طریقہ کسانون اور کاشت کارون
مین عام طور پر رائج ہے، السی کے لئے جلی ہوئی کھاد جس کے بنانے کا طریقہ کپاس کے بیان مین
لکھا گیا ہے، مفید ہوتی ہے، اس کھاد کو بھی پانی کے ساتھ جڑون تک پہنچانا چاہئے، کھیت کو
دوسرے قسم کے نباتات سے صاف کرتے رہین، تاکہ اس کی بالیدگی مین نقصان نہ ہو، اگر
پانی کی نالیون مین السی کا تیل چھڑک دین اور پھر اس سے کاشت سینچین، یا جڑون مین تلچھٹ
ڈالدین تو اس مین روغن زیادہ ہوگا،

طؔ مین ہے کہ السی کی روٹی پکائی جاتی ہے، اس کا آٹا پیسا جاتا ہے، اور گوندھتے
وقت اس مین گیہون، جو، چینا، وغیرہ کا آٹا یا نشاستہ ملاتے ہین تاکہ اس مین چسپندگی پیدا ہو جائے،
اس کی روٹی ہلکی ہوتی ہے، اور غذا مین کھائی جاتی ہے،

کتاب قؔ مین ہے کہ خالص مٹی والی زمین جو طبعًا مرطوب و نرم ہو، اُس کے موافق
نہین ہوتی ہے، السی کے کھیت مین شلجم کے سوا تمام دوسرے غلے بوئے جا سکتے ہین، السی کی

دوقسمین ایک وہ جو مفتوح ہوتی ہے، اس کو ابار کہتے ہین، اس کے دانے پتلے اور ذرا سرخ ہوتے ہین، دوسری قسم وہ ہے، جو مغلوق کہلاتی ہے، اس کے دانے موٹے اور سیاہی مائل ہوتے ہین،

ق کے سوا دوسرے علما کا قول ہے کہ اس زمین مین جس مین السی موسم خریف مین تعمیر کے بعد بوئی گئی ہو، دوسرے سال گیہون اور تیسرے سال مسور وغیرہ کی کاشت ہوسکتی ہے،

اور اگر السی کی کاشت کے بعد زمین کو جوت کر گیہون بوئین تو یہ اچھی طرح پیدا ہوگا،

السی کے پھلون مین جب زردی آجائے اور تھوڑی نرمی باقی ہو، تو کاشت کو صبح سویرے کاٹین، اور پھر اُن کو ایک قطار سے ذرا فاصلہ کے ساتھ خشک ہونے کے لئے زمین پر پھیلا دین، تاکہ پھل ایک دوسرے کی جڑ سے ڈھک جائین، اور چڑیان دانون کو نہ چگ سکین، رکھتے وقت دوسرے نباتات کو جو کٹنی کے وقت ملجاتے ہین، نکال کر پھینکدین، چار پانچ دن کے بعد ایک ایک کے برابر ان کی آنٹی یا گٹھا رسی سے باندھ کر تیار کرین، پھر ان کو ہاتھ سے خوب ملین تاکہ خشک پتے جھڑ جائین، اُس کے بعد سب کو ملا کر بڑے گٹھے باندھین اور ان کو دھوپ مین چھوڑ دین، اس طرح غلاف کے پھٹنے سے تخم زمین مین نہین گرین گے، ابازیل السی کی ایک قسم ہے جس کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، جب یہ خشک ہوجائے، تو ایک موٹی لکڑی سے دانے جھاڑ دئے جائین، یا اس کے لئے کوئی صاف ستھری زمین منتخب کرین اور ایک مٹھی ہاتھ مین لیکر اس کو زمین پر جھاڑین، جو تخم اس طرح نہ گرین ان کو ہاتھ سے چھڑا کر الگ الگ کردین، ان تخمون مین سے کچھ تخم یعنی زراعت کے لئے الگ کرلین، اور ان کو مٹی مین مخلوط کرکے ظروف مین رکھدین، طبخ سے قبل اور اس کے بعد بھی السی کو بارش سے مامون رکھنا ضروری ہے خصوصاً جب کہ بارش موسلادھار ہو،

السی کی ڈانٹ کو پانی مین تر کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے جسکو طبخ بھی کہتے ہین، اس قسم کا عمل صرف السی مین جاری ہے، اسی پر اس کی بہتری یا خرابی کا انحصار ہے، طبخ کا

طریقہ یہ ہے کہ ڈانٹ کے گٹھون کو اس ساکن پانی مین ڈالدین جسمین اس سے قبل السی کے گٹھے کئی بار تر کئے گئے ہون، یہ گٹھے تر آب کردئے جائین، اور ان پر ایک پتھر رکھ دیا جائے تاکہ یہ پانی کے اوپر نہ آجائین، یہ صورت اگر ممکن ہو تو ضرور کیجائے، اور اگر گٹھون کو گرم پانی مین تر کرین تو ڈانٹ سفید اور سخت ہوجائے گی، دو دن اور دو رات انکو پانی مین رکھنے کے بعد یہ اندازہ کرین کہ آیا نضج یا طبخ ہوا یا نہین، لیکن اگر اس کا صحیح اندازہ اس سے قبل کیا جاچکا ہو، تو پھر اس مقررہ مدت سے ایک شب قبل نظر ڈالین، اور ذائقہ سے اس کی شناخت کرین، اگر پورا نضج ہوجائے، تو گٹھون کو فوراً نکال لین، کیونکہ طبخ کے بعد ان کا پانی مین رہنا سخت مضر ہے، طبخ کی شناخت اس طریقہ پر کیجاتی ہے کہ گٹھے سے دو ڈانٹ نکال کر ان کو پانی پر ٹپکین، اگر اس کے پٹکنے سے کتان یعنی پوست جدا ہوجائے، تو اس کی پختگی مسلّم ہے، ورنہ پانی مین ایک دن اور چھوڑ دین اور دوسرے دن اس کا پھر اندازہ کرین، طبخ کی شناخت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کی ڈانٹ کو ہاتھ مین رکھکر کھینچین، اگر ڈانٹ سے کتان جدا ہوجائے تو وہ مطبوخ سمجھی جائے، ورنہ پھر پانی مین چھوڑ دی جائے، اسطرح ہر ڈانٹ کا اندازہ کرین،

ح کی کتاب مین ہے کہ ان مین سے چند ڈانٹین نکال لی جائین، اور ان کو غور سے دیکھا جائے اگر وہ خوب نرم ہوگئی ہین اور کھل گئی ہین، تو ان کو مطبوخ سمجھنا چاہئے نضج کے علامات مین یہ بھی ہے کہ لکڑی نرم ہوجائے، جب یہ علامات نظر آئین تو فوراً پانی سے نکال ڈالنا چاہئے ح کی کتاب مین بھی ہے کہ مطبوخ ہونے کے بعد فوراً نکال لینا چاہئے، ورنہ رطوبت کی کثرت سے نقصان پہنچ جائے گا،

دوسری علما کا قول ہے کہ نکالنے کے بعد اگر ان مین مٹی یا کیچڑ لگی ہو، تو اسکو دھو ڈالین اور گٹھون کی بندش توڑ دین یا جڑ کی جانب منتقل کردین، یا جسطرح مناسب سمجھین عمل کرین، جب پانی خشک ہوجائے تو پھر دھوپ مین پھیلا دین، اگر ذائقہ سے یہ پتہ چلے کہ اس مین سختی باقی ہے یعنی نضج صحیح نہین ہوا ہے اور اس کا پانی مین رکھنا مضر ہو تو گٹھون کو پانی سے نکال کر ایک

جگہ تلے اوپر رکھدین، اور ایک رات اسی طرح چھوڑدین، اس کے بعد انشا اللہ اس کی سختی زائل ہوجائے گی، اور تفسیخ پورا ہوجائے گا، ڈانٹ کی سختی کا زائل ہونا بہت ضروری ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے کتان مین سختی رہتی ہے، جسقدر ڈانٹ زیادہ پختہ ہوگی اسی قدر کتان مین نرمی ہوگی، اسی طرح تفسیخ کی زیادتی بھی کتان کے لئے مضر ہے، اس سے دھاگون مین عفونت پیدا ہوجاتی ہے، اس سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، جس ساکن پانی مین کتان کی ڈانٹ بار بار تر کی گئی ہو اس مین اس کے تر کرنے سے سیاہی بھی آجاتی ہے، گدلے پانی مین اس کا تر کرنا ہرگز مناسب نہین ہی، ساکن پانی مین بھیڑ وغیرہ کی مینگنی اگر ڈالدیجائے تو اس سے اور زیادہ نرمی اور رطوبت پیدا ہوگی،

سرد ملکون مین کتان کی ڈانٹ تقریبًا پچاس دن تک پانی مین رہ سکتی ہی، اور اتنی طویل مدت کے بعد وہ مطبوخ ہوتی ہے، لیکن گرم ملکون مین صرف تین دن مین تیار ہوجاتی ہے،

مصنف کا قول ہے کہ ایک معتبر آدمی کا بیان ہے کہ اس نے ٹڈی کے خوف سے السی کی کاشت کاٹ ڈالی اور بغیر خشک کئے ہوئے اسکو طبخ کے لئے پانی مین ڈال دیا، پندرہ دن تک پانی مین رہنے کے بعد مطبوخ ہوگئی اس سے نہایت عمدہ سوت تیار ہوا،

بعض فلاحون کا قول ہے کہ کتان کے تر کرنے کا سب سے انسب زمانہ توت اور علیق (اچھو) کے سیاہ ہونے کے وقت ہی جب کتان طبخ کے بعد خوب خشک کرلی جائے، تو اس کے گٹھون کو ایک چکنے پتھر پر رکھ کر بلوط کی لکڑی سے اچھی طرح ڈنگائین تاکہ شاخین پھیل جائین، اور اُن مین نرمی آجائے، اس کے بعد انھی گٹھون کو چھوٹے چھوٹے حصون مین لیکر ہاتھون سے خوب ملین، پھر ڈانٹ سے پوست اس آلہ سے چھڑائین جو اس کے لئے معروف ہی، یہ عمل درختون کے نیچے ٹھنڈی جگہ مین ہونا چاہئے، اس عمل کو سحج کہتے ہین، اور جو چیز اس سے نکلتی ہی اس کو سحاج کہتے ہین،

فصل

ربیع زار و خریف زار اراضی مین قنب (بھنگ) کی زراعت کا طریقہ

قنب کا دوسرا نام شہدانج ہے، اس کی دو قسمین ہین، ایک نر جس مین پھل نہین ہوتا اور دوسری مادہ جس مین پھل آتا ہے پھول دونون مین ہوتے ہین، جن کا رنگ سفیدی اور زردی کے درمیان مین ہوتا ہے ان کی شاخین بہت نرم اور چکنی ہوتی ہین، پانی مین تر کرنے کے بعد ان کا بھی پوست الگ کیا جاتا ہے اور کتان کی طرح ان مین بھی پکانا، ڈنگانا، اور جھاڑنے کا عمل کیا جاتا ہے، کتان کے مشابہ اس سے بھی وہی نرم پوست نکلتا ہے، لیکن کتان سے اس کا پوست ذرا سخت ہوتا ہے،

اسکی کاشت کیلئے وہی زمینین موافق ہوتی ہین جو کتان کیلئے موافق ہین، تمام اور قوی زمین جس کے قریب ادویہ کی کاشت کیگئی ہو، اس مین اس کی کاشت ہوسکتی ہے، یہ دو غرض سے بوئی جاتی ہے، ایک تو صرف تخم حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، دوسرے دھاگا نکالنا پیش نظر ہوتا ہے، پہلی صورت مین اس کے تخم دور دور چھڑکے جاتے ہین، اور دوسری صورت مین قریب قریب تخم ڈالے جاتے ہین، خریف زار اراضی مین اس کی کاشت وسط مارچ مین شروع ہوتی ہے، اور ربیع زار اراضی مین اپریل یا مئی مین شروع کیجاتی ہے، تعمیر اور زراعت کے تمام وہی طریقے رائج ہین جو کتان کے لئے بیان کئے گئے ہین،

طائین ہے کہ شہدانج فارسی مین قنب کو کہتے ہین، اس کے دانون کو حب چینی بھی کہتے ہین،

عام طور پر نشیبی زمین مین یا جس مین رطوبت ہو زیادہ پیدا ہوتی ہی کیونکہ اسکو رطوبت اور پانی مرغوب ہے، اس کی زراعت کا وقت ۱۰ فروری سے ۲۴ مارچ تک ہی، اور کٹنی اوائل ماہ جولائی مین ہوتی ہے، زیادہ تعمیر کی اس مین ضرورت نہین ہے، البتہ کھیت کو مضر نباتات سے پاک کرنا ضروری ہے، البتہ مسلسل آب پاشی کی ضرورت ہی، اس لئے ایک دن ناغہ کر کے سینچین، یا روزانہ پانی ڈالین، اگر روزانہ سینچنا ممکن ہو تو ضرور کرین، البتہ پانی کا دھارا تیز نہ ہو، ورنہ زراعت کے نقصان کا اندیشہ ہے، کاشت کی تیاری کے بعد بقیہ وہی عمل کرتے ہین جو کتان کے ساتھ بتایا گیا ہے، اسکی ڈانٹ سے بھنگ نکالی جاتی ہے اور اسکو ایک جگہ جمع کرتے ہیں، عورتین اس سے روئی کی طرح سوت نکالتی ہین بلکہ اس سے کپڑا بنتی ہین، اس کے سوت کا کپڑہ بہت مضبوط ہوتا ہے، اس سے کاغذ بھی بنایا جاتا ہے، موٹی اور پتلی رسیان اور سوت بھی نکالے جاتے ہین، اس کے متعلق اٹھارہوین باب مین یونیوس کا قول گذر چکا ہے،

فصل

ربیع زار و خریف زار اراضی مین بصل الزعفران[1] کی کاشت کا طریقہ

سرد ملکون مین یہ بکثرت ہوتی ہے اور معتدل ملکون مین بھی اس کی کاشت ہوتی ہے:

ص کا قول ہے کہ سیاہ متعفن ریتیلی، سخت اور گنگوٹ زمین اس کے موافق ہوتی ہے، پانی کی کثرت اس کے لئے مفید نہین ہے، ربیع زار اراضی مین اسکی زراعت مئی یا جون مین شروع کیجاتی ہے، اکتوبر مین یہ بالیدہ ہو جاتی ہے، اور شگوفے پتیون سے قبل نمودار ہوتے ہین، لیکن پتیان گرمی کے موسم مین جھڑ جاتی ہین، باغ کی چھوٹی چھوٹی کیاریون مین اسی طرح اس کے پودے لگائے جاتے ہین جسطرح پیاز اور لہسن بوئے جاتے ہین، زعفران نالیون مین بھی بوئی

[1] زعفران کی جڑ چونکہ پیاز کی شکل کی ہوتی ہے اس لئے اسکو بصل الزعفران کہتے ہین،

جاتی ہے، زمین کی تعمیر کے بعد مستقیم خطوط کھودے جائین، ان خطوط کی گہرائی ایک بالشت سے کچھ کم ہو، اس کے بعد قرینہ سے ان خطوط مین جڑین لگائی جائین، ہر دو جڑ کے درمیان طولاً ایک ہاتھ اور عرضاً ایک بالشت فاصلہ رکھنا چاہئے، جڑ لگانے کے بعد اس پر مٹی ڈالدین، اور پھر پانی سے سیراب کرین، اس کے پودے بڑے ہونے کے بعد پانی کے محتاج نہین رہتے، زعفران کی جڑ چونکہ خود بہت زیادہ بڑھتی ہے، اسلئے اس زمین مین کسی دوسری چیز کی زراعت مناسب نہین ہے، البتہ چھ سال کے بعد جب درخت ایک دوسرے سے گتھ جائین، اور اس مزاحمت کی وجہ سے بہت کم پھول دین، تو جڑون کو اکھاڑ کر دوسری جگہ ترتیب سے لگا دین، اور اس مقام پر مناسب تعداد مین درختون کو باقی رہنے دین،

زعفران مین شگوفے ابتدای بارش مین نکل آتے ہین، اور پتیان بعد مین نکلتی ہین، پھول کا رنگ اُودا ہوتا ہے، پھول کے اندر چند سرخ بال ہوتے ہین یہی زعفران کہلاتے ہین، اس کی پتیان سوسن کی طرح پتلی اور لانبی ہوتی ہین، صبح کے وقت ان پھولون کو چن لیتے ہین، اور بال کو ان مین سے نکال کر ہلکی تختیون پر سایہ مین خشک ہونے کے لئے رکھ دیتے ہین، یہ جگہ ہوا سے بالکل مامون ہوتی ہے، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ زعفران کے تازہ بال نکال کر ایک جگہ جمع کرین، اور پھر ان کی ٹکیہ بنائین، اور کوئلے کی ہلکی آنچ پر لوہے کے پتر پر رکھکر خشک کرین، اس سے اس کی سرخی زیادہ ہو گی، زعفران مین اس وقت تک پھول نہین آتا، جب تک اس کی جڑ کم از کم ایک آونس کے برابر نہ ہو جائے،

ح کا قول ہے کہ زعفران کے ساتھ اسی کھیت یا باغ مین ان نباتات کی زراعت ہو سکتی ہے، جو اس سے قبل نشو و نما پاتے ہین، مثلاً پودینہ وغیرہ، لیکن جب زعفران چن لی جاے، تو اسی کھیت مین لوبیا، تل وغیرہ بوسکتے ہین، اگرچہ ان مین آب پاشی کی ضرورت ہو گی، مگر ان کی کاشت سے زعفران کی جڑ کو نقصان نہین پہنچے گا،

خریف زار اراضی مین اس کی کاشت کا طریقہ یہ ہے کہ زمین کو اچھی طرح جوتنے کے بعد ان مین نالیان تیار کی جائین، اور جڑون کو جما دین، ربیع زار اور خریف زار اراضی مین اس کی

کاشت کا وقت ایک ہی ہے،

مصنف کا قول ہے کہ مین نے مشرقی سمت کی ربع زار اراضی اور اشبیلیہ کے قریب ایک گاؤن جیارہ مین زعفران کی کاشت کا تجربہ کیا، دونون اچھی ہوئین، مگر مشرقی سمت والی زعفران زیادہ اچھی تھی، یہ کاشت ربع زار اراضی مین زیتون کے نیچے کی گئی تھی، ہر سال اس مین پھول آتا رہا،

ط مین ہے کہ زعفران کی پتیان سوسن کی طرح پتلی اور باریک ہوتی ہین، اس کی جڑ چھوٹی پیاز کے مانند ہوتی ہے، اور شگوفے غلیل کی طرح ہوتے ہین جنمین کبھی لانبے اور کبھی چھوٹے بال نکلتے ہین، انکے رنگ مین سرخی اور زردی ملی ہوئی ہوتی ہے، یہی دراصل زعفران ہے، زعفران کا عطریات مین شمار ہوتا ہے، کیونکہ اس سے تمام دوسری چیزین معطر ہو جاتی ہین، مجھے اسکی خبر نہین کہ اسکی جڑ غذا کے بھی کام آتی ہے، یا نہین، اقلیم بابل[1] مین حلوان کے اطراف مین زعفران کی کاشت سب سے بہتر ہوتی ہے،

فصل

ربع زار اراضی مین مہندی (حنا) کی زراعت کا طریقہ،

ح کا قول ہے کہ مہندی کی کاشت سرد ممالک مین اچھی نہین ہوتی، کیونکہ وہان کی زمین اسکے لئے موافق نہین ہوتی ہے، اس کی زراعت کے اصول ملک کی آب و ہوا کے لحاظ سے بدلتے رہتے

[1] ہندوستان مین صرف خطہ کشمیر کو یہ فخر حاصل ہے، کہ وہان زعفران کی کاشت بہترین طریقہ پر ہوتی ہے، مگر یوپی کے ایک زمیندار نے اس کی کاشت کا تجربہ روہیلکھنڈ کے علاقہ مین کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ ہندوستان کے دوسرے علاقون مین بھی اس کی زراعت ہو سکتی ہے، (دیکھو رسالہ کاشت زعفران مطبوعہ انڈین پریس الہ آباد) مترجم،

ہین، گرم ممالک مین جہان آب و ہوا مرطوب ہو، یہ اچھی طرح ہوتی ہے، اور اس کا درخت پندرہ[15] سال تک باقی رہتا ہے، ہر فصل مین اس کی پتیان توڑ لی جاتی ہین، اس کے بعد اس مین کھاد ڈالی جاتی ہے، اور آبپاشی کی جاتی ہے، ان تدابیر سے اس کا درخت دوبارہ سرسبز ہو جاتا ہے، مہندی کا تخم مصر مین کیاریون مین بویا جاتا ہے، جسطرح کہ فندق وغیرہ بوئے جاتے ہین، تخم ریزی کے بعد اس کو پانی سے خوب سیراب کرتے ہین، جب پودے ایک بالشت بڑھ جاتے ہین، تو کمزور پودون کو نکال کر بقیہ اچھے پودون کو دوسری جگہ منتقل کر دیتے ہین، ہر دو پودون کے درمیان کم از کم چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھتے ہین، اس عمل سے پودون مین بالیدگی زیادہ ہوتی ہے، پودون مین تحویل کے بعد کھاد ڈالین اور پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، جب درخت چھ ہاتھ کے برابر لانبے ہو جائین تو پھر ان کی پتیان توڑی جائین، پتیان جب جھڑ جائین، اور درخت بے برگ و ثمر ہو جائے، تو اسکی جڑ مین گڈھے کھود کر کھاد وغیرہ ڈالین، اور پانی سے سیراب کر دین، اس سے شاخین تر و تازہ ہون گی، نئے کلے پھوٹین گے، اور پتیان ہری بھری نکلیں گی، یہی طریقہ عمل حبشہ مین جاری ہے، وہان یہ درخت انجیر کے برابر ہوتا ہے، البتہ ان ممالک مین جہان سردی متوسط درجہ کی پڑتی ہے، اس کا تخم مدبر کر کے ہر سال بوتے ہین، اور ان کی پتیان ضرورتاً توڑتے ہین، یہی طریقہ اشبیلیہ مین رائج ہے، اشبیلیہ کی تمام زمینین اسکے موافق ہوتی ہین، تخم کے مدبر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک صاف کپڑے کی تھیلی مین رکھین، اور پانی مین ایک شبانہ یوم تر کرین، یہان تک کہ وہ خوب نرم ہو جائین، اس کے بعد تخم کو نکال کر ہاتھ سے اچھی طرح ملین، تاکہ اوپر کا پوست الگ ہو جائے، پوست الگ ہو جانے کے بعد یہ صورتاً انجیر کے تخم کی طرح صاف و شفاف ہوگا، پھر موٹے اون کے کپڑے کی تھیلیان تخمون کی مقدار کے لحاظ سے تیار کرین، اور انمین صاف شدہ تخمون کو رکھ کر باندھ دین، پھر ان تھیلیون کو صاف تختون پر دھوپ مین رکھدین، اور تختی کو ایک جانب جھکا دین تاکہ اس کا پانی ٹپک جائے اور تھیلیون کو رومال یا کپڑے کے بقیہ حصہ سے ڈھک دین، تاکہ دھوپ کی تیزی کی وجہ سے محفوظ ہو جائین، ورنہ خشک ہو جائینگی، اس رومال کی کل تین تہین ہونگی، دو تہین اندر ہونگی، اور ایک تہ اوپر ہوگی،

ح کا قول ہے، کہ ان تخمون کو تھیلی مین رکھ کر اوپر سے گرم پانی چھڑکین، اور پھر پانی کو ابتدائے شب مین آہستہ سے نچوڑ دین، اور اس تھیلی کو فرش کے نیچے کپڑا بچھا کر رکھ دین، زمین اور فرش کے درمیان مین بھی کپڑا ہو، اور اسی فرش پر سو رہین، تاکہ تخم کو گرمی پہنچ سکے، دن کو دھوپ مین رکھین، اور گرم پانی سے تر کرین، اور رات کو اسی فرش کے نیچے رکھین، اس طریقہ پر یہ تخم مدبر ہو جائے گا،

ص کا قول ہے کہ زراعت سے قبل زمین کی اصلاح کی فکر ضروری ہے، بار بار اس کو جوت کر مسطح کرنا چاہئے، پھر کنوان و نہر وغیرہ کی مٹی سے اسکو تر کرین، اس کے بعد کیاریان تیار کرین، اور مینڈھ بنائین، تاکہ سیرابی کے وقت یا مرض کی حالت مین ان مینڈھون مین منتقل کر سکین، ان کیاریون مین انسان کا خشک غلیظ ڈالا جائے، کیونکہ اس کے لئے غلیظ کی کھاد تمام دوسری کھادون سے زیادہ موافق ہوتی ہے، اس کے بعد کبوتر کی بیٹ کا درجہ ہے، اور اگر یہ دونون کھاد دستیاب نہ ہو سکین، تو پھر معمولی پرانی کھاد کو اچھی طرح صاف کر کے ڈال دین،

ص کا قول ہے کہ ان کیاریون مین موٹا بھوسہ چھینٹین، اس کے بعد پانی سے سیراب کرین، مناسب سیرابی کے بعد مدبر تخم کو بھوسہ مین خلط ملط کر دین، جیسا کہ فندق مین عمل کرتے ہین، پانی جذب ہونے کے بعد بھوسہ زمین کے نیچے چلا جائے گا،

دوسرے علماء کا قول ہے کہ کیاریون کو سینچنے کے بعد ان مین تخم چھڑک دین، اور اوپر سے چٹائی ڈال دین، اور خوب روندین تاکہ تخم زمین مین دب جائے اس کے بعد چٹائی اٹھالی جائے، اور پانی سے آہستہ آہستہ سیراب کرین، ورنہ تخم پانی کی روانی سے اپنی جگہ سے ہٹ جائین گے،

ص کا قول ہے کہ تخم ریزی کے بعد آٹھ دن تک متواتر پانی سے سیراب کرنا چاہئے، اس کے بعد ہفتہ مین صرف ایک بار سینچنا چاہئے، جب پودہ ایک انگل کے برابر ہو جائے تو ارد گرد کی گھاس

زمین کو صاف کر دین، اور کبوتر کا بیٹ یا انسان کا غلیظ، یا دونون کو ملا کر سفوف بنائین، اس سفوف کو ہر کیاری مین مناسب مقدار مین چھڑکین، اور سینچیں، مہندی کے درخت اگر آپس مین خوب گتھے ہوئے ہون یا شاخین ملی ہوئی ہون تو اس کو حسب ضرورت چھانٹ دین، چھانٹنے کا عمل اسدن کرین جسدن دھوپ نہ ہو،

سو کیاریون مین اسی مقدار سے تخم ڈالے جائین، جس کا ذکر شروع کتاب مین کیا گیا ہے، وزن کا اعتبار تخم کو مدبر کرنے سے قبل کیا جائے، تخفیف و تنقیہ یعنی کاٹ چھانٹ کے بعد مہندی کو برابر پانی سے سینچتے رہنا چاہئے، تنقیہ کا عمل آخر ستمبر تک کرنا چاہئے، مہندی کی شاخین توڑ کر ان کے گٹھے بنائے جاتے ہین، اور ان گٹھون کو گھرون مین لانبی لانبی رسیون پر لٹکا دیتے ہین، یا کسی درخت کے سایہ مین رکھتے ہین، جہان دھوپ کا اثر نہ پہونچے، یا ان کے لئے انگور کی طرح ٹٹیان کھڑی کرتے ہین، ٹٹیون کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ قد آدم کے برابر کئی ڈنڈے نصب کئے جائین، پھر ان ڈنڈون مین تھوڑے فاصلے سے کئی پھیرے کر کے رسی لپیٹ دین، اور ان مین مہندی کے گٹھون کو قطار سے لٹکا دین، اس طریقہ پر کہ قطار دوسرے قطار سے ملحق ہو جائے، اور پتیون مین خشک ہونے کے بعد بھی سبزی باقی رہ جائے، مہندی کی پتی دھوپ کے اثر سے زرد ہو جاتی ہے، لیکن اس طریقہ سے وہ زرد نہین ہوگی، بلکہ اس مین سبزی باقی رہے گی، جب یہ خشک ہو جائے، تو انکی پتیان جھاڑ کر لے لی جائین، اور خشک لکڑیان پھینک دی جائین،

خ کا قول ہے کہ پتیون پر روغن زیتون چھڑک کر بڑے مرتبانون مین جمع کر کے رکھین، مرتبانون کا منہ اچھی طرح بند کر کے اوپر سے چمڑہ و چکنی مٹی لگا دین، یہ صورت اس کو عرصہ تک باقی رکھنے کی ہے،

ص کی کتاب القصد والبیان مین ہے کہ مہندی اپریل و مئی مین بوئی جاتی ہے، اور اس مین آدمی کا غلیظ اور کبوتر کی بیٹ کی کھاد ڈالتے ہین تاکہ اس مین تازگی زیادہ ہو،

ط مین ہے کہ مہندی کے لئے گرمی موافق ہوتی ہے، اس موسم مین یہ اچھی طرح پھلتی پھولتی ہے،

لیکن سردی اسے موافق نہین آتی، اس کی عمر عمل تحویل سے زیادہ بڑھتی ہے، اس مین تخم ریزی سے بودون کا لگانا زیادہ بہتر ہے، یہ فراجًا بارد ہے، عورتین اس کی پتیون کا خضاب زینت کے لئے استعمال کرتی ہین، اور مرد اس سے ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے استعمال کرتے ہین،

فصل

فوہ (مجیٹھ) کے ربیع زار و خریف زار اراضی مین لگانے کا طریقہ،

ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ہمارے ملک میں مجیٹھ کی تین قسمین ہوتی ہین، ایک وہ جسکا پھول زرد رنگ کا ہوتا ہے، یہ بکثرت ہوتی ہے، دوسری وہ جس کا پھول سفید ہوتا ہے، اور پتیان باریک ہوتی ہین، یہ کم ہوتی ہے، تیسری قسم ان دونون سے چھوٹی ہوتی ہے، اسکی پتیان ایک انگل سے زیادہ بڑی نہین ہوتی ہین، پھول نیلگون اور چھوٹے ہوتے ہین، ان اقسام مین سے جو کپڑے رنگنے کے کام آتی ہے، وہ عام طور پر مشہور ہے، یہ باغ اور قطعات مین لگائی جاتی ہے، اسکے تخم بھی بوئے جاتے ہین، چھوٹی چھوٹی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور پودے بھی منتقل کئے جاتے ہین، تینون طریقے مستعمل ہین، اس کے لئے ادنی درجہ کی نرم زمین، کوڑے کرکٹ والی زمین اور خالص مٹی کی زمین زیادہ موافق ہوتی ہے،

ج کا قول ہے کہ اس کی زراعت مین بکثرت آب پاشی کی ضرورت ہے، تخم ریزی سے قبل زمین کو اچھی طرح جوت کر درست کرین اور اعلیٰ قسم کی کھاد ڈال کر اس کی اصلاح کرلین، پھر اس مین کیاریان بنائین، اور پانی سے سیراب کرین، جب مٹی نرم ہوجائے، تو تخم ریزی کرین، تخم ریزی کے وقت ہاتھ کو تقریبًا ایک بالشت زمین کی سطح سے اونچا رکھین، اور تین تین دانے ہاتھ سے گراتے جائین،

اس کے بعد زمین کو کسی آلے سے الٹ پلٹ دین، اور اوپر سے تقریبًا دو انگل مٹی ڈالدین، ہر گڑھے مین تین تین دانے ڈالین، ہر دو گڑھون کے درمیان آٹھ انگل کا فاصلہ رکھین، تخم ریزی کے بعد بھی پانی سے سیراب کرین،

اس کی زراعت کا وقت ربیع زار اراضی مین مارچ کے مہینہ مین ہے، جب بالیدگی شروع ہو اور پتے نکل آئین، تو گوڑن کا عمل کرین، اور ارد گرد کے دوسرے نباتات کو نکال دین، جب ایک انگل کے برابر پودہ بڑھجائے، تو دوبارہ عمل تفتیش یعنی گوڑن کرین، اسکے بعد اگر اس مین پیاس کی علامت نظر آئے یعنی خشکی اور یبوست نمایان ہو تو فورًا پانی سے اسکی پیاس بجھائین، بلا ضرورت بھی موسم گرما مین ہفتہ وار پانی ڈالتے رہین، فصل خریف مین آب پاشی موقوف کردین، کیونکہ بارش کا پانی اس کیلئے کافی ہوگا، اگست کے مہینہ مین جب یہ تیار ہوجائے، تو کنارون کو کاٹ ڈالین، اور بقیہ کو مٹی سے خوب اچھی طرح ڈھک دین، تاکہ برف سے محفوظ رہے، جو شاخیں کہ زمین مین دبائی گئی ہین، ان مین کچھ دنون کے بعد سرخی آجائےگی، اس کے بعد بھی جب تخم آجائین، تو شاخین دوبارہ کاٹ لیجائین، تاکہ ان سے تخم لیا جا سکے، یہ تقریبًا زراعت سے دو سال کے بعد ہو سکتا ہے، جب بھی شاخین کاٹی جائین، بقیہ شاخون کو مٹی کے نیچے دبادین،

ص کا قول ہے کہ اگر شاخین زمین مین تین مرتبہ دبائی جائیں، تو اس سے اور زیادہ فائدہ ہوگا لیکن جو شخص بہت جلد استفادہ کرنا چاہتا ہے، وہ بڑی شاخون کو ستمبر کے مہینہ مین کاٹ لے، اور کمزور دبلی شاخون کو چھوڑ دے، اور ان کو مٹی سے ڈھک دے، پھر پانی سے سیراب کرتا رہے، ان مین دوبارہ تر و تازگی پیدا ہوجائےگی، پھر جب ان مین دانے آجائین، اور شاخین پھلون سے لدی ہون تو ان کے کنارے کاٹ کر پھر مٹی سے اچھی طرح ڈھک دین، جو شخص جلد اس سے منافع حاصل کرنا چاہتا ہو وہ بڑی شاخون کو تیسری مرتبہ پھر کاٹ لے، اور بقیہ پتلی شاخون کو مٹی سے ڈھک دے، یہ تیسری مرتبہ اسی طرح پھلدار ہوگی، ہر سال اگر اس کی شاخون کو کاٹ کر مٹی سے اچھی طرح ڈھک دین اور پانی دکھاوے درست کرتے رہین، تو ہر سال اسمین پھل آجائےگا، اس سے درخت کی عمر کئی سال تک

بڑھتی ہے، جو اسکی جڑ یا شاخون کو لگانا چاہتا ہو، وہ تازہ شاخ یا جڑ کاٹ کر لگائے، اسکے لئے چھوٹے گڈھے تیار کرے اور ہر گڈھے مین ایک جڑ لگا دے، ہر دو گڈھے کے درمیان مین آٹھ انگل کا فاصلہ رکھے،

مجیٹھ کے تخم خریف کے موسم مین بھی مذکورۂ بالا زمین مین بوئے جاتے ہین، لیکن زمین کو اولاً اچھی طرح جوت کر اسی طرح درست کر لین، جسطرح جو اور گیہون کے لئے درست کرتے ہین، پھر تین تین دانے زمین مین اسی طریقہ سے ڈالتے جائین، جب یہ تخم اپنی جگہ پر جم جائین، اور قوی ہو جائین، تو پھر اسمین گیہون بھی بو سکتے ہین، کیونکہ مجیٹھ کے لئے گیہون مضر نہین ہوتا جب وہ تیار ہو جائے، تو بڑی شاخین کاٹ لی جائین، اور چھوٹی شاخون کو مٹی سے ڈھک دین اس طور پر دوبارہ اسمین بالیدگی آجائے گی، شدو نہ مین یہی طریقۂ عمل رائج ہے،

فصل

خریف زار اراضی مین بستانی مجیٹھ کی زراعت کا طریقہ اور اسکا وقت،

تخ کا قول ہے کہ بستانی مجیٹھ ٹھنڈے ملک مین اچھی طرح ہوتی ہے، اسکی پتیان ہر فصل مین توڑی جاتی ہین، پہلی فصل دوسری فصل اور دوسری تیسری سے اچھی ہوتی ہے، پہاڑی اور ریتیلی زمینین اس کی زراعت کے لئے موافق ہوتی ہین، لیکن ہر زمین کی تعمیر کی ضرورت ہے، ایک مرتبہ جنوری مین اسکو جوتین پھر دوسری مرتبہ اور پھر تیسری مرتبہ فاصلہ سے جوتین، گویا قلیب کا پورا عمل کرین، اسکے بعد تخم چھینٹین، اسکی تخم ریزی کا وقت خریف زار اراضی مین آخر فروری یا اوائل مارچ ہے، تخم ریزی کا طریقہ یہ ہے کہ زارع چند دانون کو ہاتھ مین لیکر کھیت مین آہستہ آہستہ ایک دانہ دائین اور دوسرا بائین بازو سے پھینکتا جائے، ایسا معلوم ہو کہ تخم کو وہ چھینٹ رہا ہے، اسکے بعد تخم کو فوراً مٹی مین ملا دے، جب چار پتیان اسمین نکل آئین، اور ان مین سوراخ نظر آئے تو یہی علامت اسکی تیاری کی ہے، ان پتیون کو نوچ لینا

چاہئے، اس کے بعد کسی چکنے پتھر پر ان کو کوٹنا چاہئے، اور ان کو کسی برتن مین سڑنے کے لئے ڈالدینا چاہئے، چار دن تک بار بار پانی کا چھینٹا دیتے جائین، یہان تک کہ یہ متعفن ہو جائے، پھر اس کو ہاتھ سے گوندھین، یا پیر سے ملین، جب خوب باریک ہو جائے، تو اسکی ٹکیان بنائین، اور اس کو خشک ہونیکے لئے دھوپ مین ڈالدین، پھر یہ ٹکیان رنگنے کے کام مین لائین، اسکی اعلیٰ قسم کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسکی پتی کسی گچ کی دیوار پر رگڑین، اگر اس جگہ پر سرخی آجائے، تو وہ بہتر ہے،

فصل

فصفصہ[1] کی زراعت کا طریقہ، اسکو قصیل نجیل اور قرط[2] بھی کہتے ہین،

ابن سینا کا قول ہے کہ یہ ایک قسم کی مصری گھاس ہوتی ہے، جو بانس کے درخت کے مشابہ ہوتی ہے، یہ جانور کے چارہ مین دیجاتی ہے، اور دوسرے علماء فلاحت کا قول ہے کہ یہ ربیع زار اراضی مین پیدا ہوتی ہے، اس کی عمر تقریباً بیس سال ہوتی ہے، اور ہر سال تیاری کے بعد کاٹی جاتی ہے، پانی سے سیراب ہونے کے بعد دوسرے سال پھر نشو و نما پاتی ہے، اس کے لئے آب پاشی ضروری ہے، یہ کیاریون مین بھی بوئی جاتی ہے، پہلے زمین جوت کر درست کی جاتی ہے، اسکی زراعت فروری کے ابتدائی ہفتون مین شروع کیجاتی ہے، اور تیاری کے بعد کاٹی جاتی ہے، یہ گھاس گھوڑے کے چارہ مین دیجاتی ہے، گھوڑے کے علاوہ دوسرے جانور بھی کھاتے ہین، اسی طرح نجیل اور قرط کو بھی گھوڑے اور

[1] ایک قسم کی تر گھاس کا نام جو جانورون کو چارے مین دی جاتی ہے، [2] قرط یہ بھی ایک قسم کی گھاس ہے اسکو فارسی مین شبدر و شبدرا کہتے ہین، یہ دونون ایک دوسرے سے مشابہ ہوتی ہین، اور یہ سب رطبہ کی شکل ہوتی ہین،

دوسرے جانوروں کے چارہ مین دیتے ہین، غ کا قول ہے کہ قرط کو ہاتھی، شتر، گاؤ، اور بھیڑ و بکری رغبت سے کھاتی ہے، اسی طرح موز یعنی کیلے کا پتہ بھی ان جانوروں کو مرغوب ہے، قرط کو سال مین ایک مرتبہ کاٹتے ہین، اور ہر سال اس کی زراعت تجدید ہوتی ہے، اسی طرح سلہ (انجیل) کی بھی کاشت ہوتی ہے،

مین نے سلہ شدوزہ کے بعض دیہاتون مین خودرو اگا ہوا دیکھا ہے، اس کا پتہ باقلی کے پتے کے مشابہ ہوتا ہے، اور پھول غایت درجہ کا سرخ ہوتا ہے، کتاب غریب الانواع مین ہے کہ اہل مصر نے قرطکی زراعت تحت اکتوبر مین شروع کی ہے،

فصل

شوک الدراجین[1] کی زراعت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ اسکی دو قسمین ہین، ایک بری اور دوسری بستانی، جسمین بستانی کی زراعت ہو، اس مین بری کی کاشت نہین ہوسکتی، اسکے لئے سخت اور خشک زمین موافق ہوتی ہے، اس کے کانٹے سخت ہوتے ہین، لیکن نرم زمین مین کانٹے نرم ہوتے ہین، جو نرمی کی وجہ سے ناقابل انتفاع ہوتے ہین، اسکے لئے زمین مین کیاریان دیگر مزروعات کے لئے بنائی جاتی ہین، اس کا تخم ستمبر مین بویا جاتا ہے، اور نومبر یا دسمبر مین پودہ لگایا جاتا ہے، جنوری مین تخم ریزی اور مارچ مین تحویل ہوسکتی ہے، تخم ریزی کے بعد بالیدگی تک اچھی طرح پانی سے سیراب کرتے رہین، ہر دو پودون مین ایک بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہئے، اسکے بعد بھی آب پاشی کا عمل جاری رکھین، تاکہ پودہ اچھی طرح جم جائے، اس کے بعد ہفتہ مین ایک دن سینچین،

[1] اصل مین یہی لفظ ہے، مگر معروف شوک الدراجین ہے، اس کا دوسرا نام مشط الراعی ہے، چونکہ یہ دائم العطش ہوتا ہے، اس لئے اسکو عطشان بھی کہتے ہین یہ ایک قسم کا کانٹا ہوتا ہے، اسکی پتی کاہو کی پتی کے مشابہ ہوتی ہے، اور کانٹا وغیرہ دوا مین مستعمل ہے، (محیط)

پودے مینڈھ اور پانی کی نالیون مین ایسی جگہ پر لگائے جائین، جہان دھوپ اچھی طرح پہنچتی ہو، ص کا قول ہے کہ میٹھے پانی سے سیراب کرنا زیادہ نفع بخش ہوتا ہے، لیکن زیادہ مقدار مین نہ ڈالین، اگست کے مہینہ مین اس کے کانٹے جمع کرلئے جاتے ہین،

فصل

سفید خشخاش کی کاشت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ اس کی مختلف قسمین ہوتی ہین، ایک کا پھول سفید دوسرے کا سیاہ، تیسرے کا سرخ ہوتا ہے، سرخ پھول والے سے افیون بنائی جاتی ہے، سفید خشخاش باغون مین لگائی جاتی ہے، تر اور لیسدار زمین اسکے موافق ہوتی ہے، کیاریان زمین کی تعمیر کے بعد اچھی طرح تیار کیجائین، اور ہر کیاری مین ایک ٹوکرہ یعنی (۴۰ سیر) سڑی ہوئی کھاد ڈالین، اور پانی سے تر کرین، جب مٹی درست ہوجائے اور اس مین کافی تری نظر آئے تو پھر تخم ریزی کرین، اسکی زراعت کا وقت اوائل نومبر سے فروری تک ہے، سب سے آخری فصل فروری کے اخیر مین بوئی جاتی ہے، اسکی کاشت عام طور پر پودینہ کی طرح ہوتی ہے، تخم کو اچھی طرح مٹی مین مخلوط کردین، پھر اس کے بعد ایک دو مرتبہ پانی سے سیراب کرین، جب ان مین بالیدگی شروع ہو، تو آب پاشی کا عمل موقوف کردین، اور اگنے کے بعد گوڑن کرکے ارد گرد کی گھاس نکالین اور کمزور پودون کو بھی چھانٹ دین، کم سے کم ہر دو پودون کے درمیان مین ایک بالشت سے کچھ کم فاصلہ رکھین،

ص کا قول ہے کہ تین مہینہ تک پوری نگرانی رکھین، ہفتہ مین دو مرتبہ سینچین، اور مئی کے مہینہ مین آب پاشی بالکل موقوف کردین، کیونکہ اس وقت اس مین پھول آجاتے ہین، اور پودہ کی حالت اچھی رہتی ہے، اس کا تخم یا پودہ باقلی کے کھیت مین مینڈھ پر اگر لگایا جائے، تو بہت اچھا ہو، تیاری کے بعد جب

پودون پر خشکی نظر آئے، تو اکھاڑلین اور ان کو ڈوری یا دھاگے مین باندھکر سایہ مین لٹکا دین،

خشخاش مشہور نباتات مین ہے، یہ اکثر ملکون مین ہوتی ہے، عموماً یہ دو قسم کی ہوتی ہے، ایک کا دانہ سفید اور دوسرے کا سیاہ ہوتا ہے، سفید خشخاش بھی تین طرح کی ہوتی ہے، دانے تو ایک رنگ کے ہوتے ہین لیکن زراعت و زمین کی خاصیت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہین، اسی طرح سیاہ دانے کی خشخاش بھی دو طرح کی ہوتی ہے،

نومبر مین اس کی زراعت شروع کیجاتی ہے، موسم سرما مین اسکی تخم ریزی زیادہ مناسب ہے، یہان زمینون کو پسند کرتی ہے جنمین رطوبت زیادہ ہو، یا جنمین رطوبت و نمی زیادہ ہو، بعض زمین مین پانی کے جم جانے سے غیر معمولی رطوبت پیدا ہو جاتی ہے، اسکے لئے یہ مفید ہوتی ہے،

ان تمام اقسام کے پھول ہموزن ہوتے ہین، سفید پھول شقائق احمر (فارسی مین گل لالہ کہتے ہین) کے برابر ہوتا ہے، اسکی کاشت کو چونکہ آفت کم پہنچتی ہے، اسلئے بکثرت ہل چلانے یا عمل تقلیب کی ضرورت نہین ہوتی ہے، اس کی زراعت دو طریقہ پر ہوتی ہے، کھیت کو پہلے سینچتے ہین، پھر پانی مین تخم چھینٹے دیتے ہین، جب پانی خشک ہونے لگتا ہے، تو اوپر سے مٹی ڈالدیتے ہین، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے گڈھون مین تخم انگلیون سے ڈالتے ہین، اور ان کو مٹی سے چھپا دیتے ہین، اس کی زراعت کا تیسرا طریقہ بھی ہے، جس سے جڑ موٹی اور مضبوط ہوگی، شاخین زیادہ پھوٹین گی، اور ان شاخون مین پھل کثرت سے آئین گے، اور خشخاش زیادہ نکلے گی، جو شخص اوسکی پیداوار زیادہ کرنا چاہتا ہو، وہ اسکے مسلم پھل کو تیار شدہ کیاریون مین بودے، زراعت سے قبل زمین کو تقریباً ڈیڑھ ماہ تک جوت کر درست کرتا رہے، اس کا پھل یعنی پوست اگر تخم کی جگہ بویا جائے، تو اگرچہ بالیدگی، نشو و نما، اور تیاری مین دیر ہوگی، لیکن یہ کاشت نہایت اچھی ہوگی، تخم کی کاشت مین یہ خوبیان نہین پیدا ہو سکتین، اسی وجہ سے تخم کی کاشت ادنیٰ درجہ کی شمار کیجاتی ہے،

خشخاش کی روٹی بدن کو فربہ کرتی ہے، اوسکی روٹی میٹھی چیزون کے ساتھ کھائی جاتی ہے، مثلاً شہد و شیرہٴ انگور وغیرہ یا کسی شیرین میوہ وغیرہ کے ساتھ کھائین، معمر آدمی یا بارد مزاج کے لوگون کو

اس سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ یہ طبعاً سخت بارد ہے، خشخاش بستانی کے سفید دانہ کی عموماً روٹی پکائی جاتی ہے، جسقدر دانون مین سفیدی ہوگی، اسی قدر روٹی لذیذ ہوگی، لیکن یہ روٹی دیر ہضم ہوتی ہے، جو لوگ دائماً اسکی روٹی کھاتے ہین، انکو نیند بہت آتی ہے، سر بھاری رہتا ہے، اور بوڑھاپا جلد آجاتا ہے، بری خشخاش مین چونکہ سمیت ہوتی ہے، اسلئے اس کی روٹی نہین کھائی جاتی ہے،

ظاہر ہے کہ وہ زمین جو شدت حرارت سے جل گئی ہو، اسکے علاج کے لئے خشخاش کی جڑ پتیان اور پوست بہت مفید ہے، اسکی شاخین پتیان اور پوست وغیرہ کو پانی مین خوب پکائین، جب پانی کا جوش کم ہو تو جلی ہوئی زمین مین ڈالدین، انشاءاللہ تمام خرابیان دفع ہو جائین گی، اگر خشخاش کی خشک دانٹ نہ مل سکے، تو تر شاخون کو کچل کر پانی مین اُبالین، اور اس پانی کو جلی ہوئی زمین پر چھڑکین،

شور یا ناقابل زراعت زمین کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ خشخاش کی جڑ اور ڈنٹھل کو جلا کر باریک راکھ بنائین اور راکھ کو پانی مین ملا کر زمین کو خوب سینچین، بار بار عمل کرنے سے زمین کی تمام خرابیان دفع ہو جائین گی، بری اور بستانی دونون خشخاش کے پتے اسکی شاخین اور پوست کو غلیظ، لید اور گوبر وغیرہ مین ملا کر اسکی کھاد تیار کرین تو یہ بہترین کھاد ہوگی، یہ کھاد تمام ان نباتات کی مصلح ہوگی، جنکو شدت حرارت کی وجہ سے کوئی عارضہ لاحق ہوا ہو، یا آفت پہنچی ہو، مثلاً یرقان و خشکی وغیرہ، ان ترکاریون کے لئے بھی یہ کھاد مفید ہوگی، جو تیز و گرم ہوا کی وجہ سے مرجھا گئی ہون،

باب بست وسوم

اس باب مین بقول (ترکاریون) کی کاشت کیلئے کھیت تیار کرنے اور باغ مین ترکاری لگانے کا طریقہ بتایا گیا ہے، اور ان کی نگرانی، ان کا علاج، اور ان کی زراعت کیلئے زمین منتخب کرنے کی ترکیب لکھی گئی ہے، ہر قسم کی کاشت کے متعلق علیحدہ بیان ہے،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ بقول کے لئے نرم سیاہ اور مرطوب زمین زیادہ موافق ہوتی ہے، کیونکہ ان مین حجریت اور صلابت نہین ہوتی ہے، سخت زمین جسمین جابجا شقوق پیدا ہوجاتے ہین، پانی کی قلت کو برداشت نہین کرسکتی ہے، اسی طرح وہ زمین جو سرما مین نرم اور گرما مین خشک ہوجاتی ہے، اس کے لئے کسی طرح موافق نہین ہوتی ہے، بعض لوگون کا خیال ہے کہ ریتیلی زمین بقول کے لئے زیادہ بہتر ہے، لیکن اس قسم کی زمین مین چند خاص قسم کی ترکاریون کی کاشت ہوسکتی ہے، جیسا کہ بعض ترکاریان شور زمین مین بھی اچھی طرح پیدا ہوتی ہین، زمین کے اقسام کی بحث جلد اول مین تفصیل کیساتھ گذر چکی ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ ترکاریون کی کاشت گیہون یا جو وغیرہ کے قریب نہ شروع کیجائے، کیونکہ ہوا کے ساتھ کھلیان کا بھوسا اڑکر کھیت تک پہنچ جاتا ہے، جس سے روئیدگی مین نقصان پیدا ہوتا ہے، ترکاریون کے لئے تحویل کا عمل بہت مفید ہوتا ہے، پودون کو منتقل کرتے وقت عام طور سے گوبر لپیٹ دیتے ہین، ترکاریون کی کاشت پانی سے سینچنے کے بعد کھاد کی محتاج ہوتی ہے، لیکن کھاد سے زیادہ راکھ نفع بخش ہوتی ہے، اس سے تمام وہ کیڑے اور حشرات الارض مرجاتے ہین، جو کھاد یا دوسری چیزون سے پیدا ہوجاتے ہین،

ابن حجاج یونیوس کے قول پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یونیوس کا یہ وہم ہے کہ راکھ ترکاریون کے لئے کھاد سے زیادہ مفید ہوگی، کیونکہ راکھ مین بہت زیادہ یبوست ہوتی ہے، اور گرم راکھ مین تو رطوبت کا نام تک نہین ہوتا، راکھ جب زمین مین ڈالی جاتی ہے تو زمین زیادہ لاغر اور کمزور ہوجاتی ہے، کیونکہ رطوبت جو زمین کی جان ہے، راکھ کی وجہ سے فنا ہوجاتی ہے، اسمین کوئی شبہ نہین کہ راکھ کیڑے وغیرہ کے ہلاک کرنے مین اکسیر ہے، لیکن اس کا ضرر بھی ظاہر ہے، اس لئے بہتر ہوگا کہ راکھ کے ڈالنے کے بعد ہی تر کھاد ضرور ڈالین، تاکہ یہ دونون چیزین ملکر زمین کو آفات سے محفوظ رکھ سکین،

یونیوس کا قول ہے کہ تخم ریزی اسوقت ہونی چاہئے جس وقت ہوا مین سکون ہو، ورنہ ہوا کے زور سے تمام چھینٹے ہوئے تخم ایک جگہ جمع ہوجائین گے، تخم ریزی کے بعد اس کو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے سینچنا چاہئے، جب بالیدگی شروع ہو، تو پودون کو مٹی سے ڈھک دین، اور آب پاشی مین کمی کردین، بالیدگی کے بعد پودون کو جب منتقل کرنا چاہین، تو اکھاڑنے کے ساتھ ہی دوسری جگہ لگا دین، ورنہ ہوا اوس کی شادابی کو گھٹا دے گی، تحویل کا عمل اگر موسم گرما مین ہو، تو دن کے نو گھنٹے تک یہ پودے اپنی حالت پر باقی رہ سکتے ہین، کیونکہ رات مین شبنم کی وجہ سے وہ اچھی طرح مرطوب ہوجاتے ہین، اسی بنا پر اتنی تاخیر ان مین کوئی خرابی نہین پیدا کرے گی،

سیداغوس کا قول ہے کہ موسم گرما مین ترکاریون کے کھیت مین پانی برابر جاری رکھین تاکہ کھیت ہر وقت سیراب رہے، کافی بالیدگی کے بعد روزانہ شب کے وقت ہاتھ سے پتون اور شاخون پر پانی چھڑکین، اس عمل سے گرمی کے تمام مضر اثرات زائل ہوجائین گے، اور پودون مین دوسرے دن تک شادابی موجود رہے گی، اور آفتاب کی حدت اس کاشت کو نقصان نہ پہنچائے گی، قدیم کاشت کار یہی عمل کرتے آئے ہین، بقول کی کاشت کے لئے میٹھا پانی جو آدمی پیتے ہین، مفید ہوتا ہے، بارش کا پانی اس سے بھی زیادہ فائدہ پہنچاتا ہے کیونکہ اس مین مٹھاس

کے ساتھ لطافت اور ہلکاپن بھی ہوتا ہے، جو اس قسم کی ہلکی کاشت کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ اگر تم ان مزروعات کو حشرات الارض وغیرہ کی ضرر رسانی سے بچانا چاہتے ہو اور کاشت کو بہتر بنانا چاہتے ہو، تو تخم کو پہلے قثاء الحمار (کھکڑبیل) کے پانی میں جوش دیکر مدبر کرلو، اس کے بعد ان تخموں کو بودو، ترکاری کیلئے تمام وہ زمینیں کارآمد ہوتی ہیں، جو صاف ستھری اور تمام بدذائقگیوں سے پاک ہوتی ہیں، اس قسم کی زمینیں زیادہ تر صحرائی ہوتی ہیں، بعض بقول تو شور زمین میں بھی اچھی طرح پیدا ہوتے ہیں،

قؔ اور دوسرے علماء فلاحت کا قول ہے کہ جب تم کسی زمین میں ترکاری کی کاشت شروع کرو، تو پہلے زمین کو جوت ڈالو، اور بار بار عمل قلیب سے اسکو درست کرلو، اور گھاس اور دوسری نجاستوں سے صاف کرلو، اگر حسن اتفاق سے پانی کے قریب ایسی زمین ملجائے، تو کاشت زیادہ بہتر ہوگی، یہ خوب خیال رکھنا چاہئے کہ کیاریاں مستوی اور برابر بنائی جائیں، اور جن نالیوں سے آب پاشی کی جائے، وہ کیاریوں کے قریب گہری کردی جائیں، تاکہ پانی آہستہ سے کھیت میں رواں رہ سکے،

بقول کی کاشت چاند کے بڑھاؤ کے وقت شروع کیجاتی ہے، یعنی قمری مہینہ کی چوتھی تاریخ سے پندرھوین تاریخ تک تخم چھڑک دین، لیکن چاند کے گھٹاؤ کے ایام مین اس کی زراعت نہ شروع کرین، بعض بقول کے تخم چھڑکنے کے بعد دو انگل مٹی ڈالی جاتی ہے، مثلاً کدو، خربوزہ، قرطم وغیرہ اور بعض پر ایک انگل مٹی ڈالی جاتی ہے، جیسے پودینہ، کمون یانسون، اور حب الرشاد وغیرہ، ان کے پودے چونکہ بہت کمزور ہوتے ہیں، اسلئے دوسری جگہ منتقل نہین کئے جاتے، یہ تخم ریزی کے بعد پانی سے بہت آہستہ سیراب کئے جاتے ہیں، تاکہ پانی کی روانی سے تخم اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائین، سیرابی کا یہ سلسلہ بالیدگی تک جاری رکھا جاتا ہے،

قؔ اور دیگر علماء کا قول ہے کہ اس زمین میں جس میں سیرابی کم ہو مٹی یا راکھ ملی ہوئی کھاد زیادہ مقدار میں نہ ڈالین، ورنہ کھاد کی حدت اسے خشک بنادے گی، بقول کیلئے سب سے بہتر کھاد

یہ ہے کہ گھوڑے اور خچر کی لید، بھیڑ، بکری کی مینگنی اور غلیظ وغیرہ ملاکر کھاد تیار کرین، جب بہت پرانی ہوجائے، تو اس قسم کی کاشت مین استعمال کرین، لیکن کدو، ککڑی اور بینگن کے لئے اس قسم کی کھاد مفید نہین ہوتی، ان ترکاریون مین نئی کھاد ڈالی جاتی ہے، اگر کبوتر کی بیٹ ڈالی جائے، تو اس سے تمام حشرات الارض بھاگ جاتے ہین،

فصل

بقول کی کاشت کیلئے کھاد تیار کرنے اور اسکے ڈالنے کا طریقہ

ان مین بعض بقول تو ایسے ہوتے ہین، جن مین کھاد کا سفوف بنا کر چھڑکا جاتا ہے، شاخ اور جڑ دونون حصون مین یہ سفوف ڈالا جاتا ہے، اور بعض ایسے ہوتے ہین، کہ جڑ مین کھاد ڈالی جاتی ہے، بعض کھاد کی کثرت کو برداشت کرتے ہین، اور بعض اسکی کثرت کے متحمل نہین ہوتے، بعض ایسے ہین کہ جن مین آب پاشی کے بعد کھاد ڈالی جاتی ہے، اور بعض مین آب پاشی سے قبل، تفصیل سے ہر کاشت مین اس کا ذکر آئے گا،

مولی، لابنہ شلجم، لہسن انکو کھاد کی ضرورت نہین ہوتی ہے، مرد (جس کا دوسرا نام ماخور ہے اور فارسی مین مرد خوش کہتے ہین، یہ ایک قسم کی گھاس ہے، جو دوا کے کام آتی ہے،) پودینہ، ریحان اور بنفشہ کو کھاد ہلاک کردیتی ہے، ان سب کا ذکر آیندہ آئے گا، بقول کی کاشت موسم سرما مین شروع کیجاتی ہے، گاچھیان بھی اس موسم مین منتقل کیجاتی ہین، یہ اس زمین مین منتقل کیجاتی ہین، جو آفتاب کے رخ پر ہون، دن بھر آفتاب کی گرمی سے یہ پودے متمتع ہونگے جس سے نمو اور بالیدگی زیادہ ہوگی، لیکن موسم گرما مین جب اس کی کاشت شروع کی جائے تو دن کے آخری وقت مین پانی سے بار بار سیراب کرین، اس سے آفتاب کی حدت کا جو مضر اثر پودون پر پڑا ہوگا، وہ کلیۃً زائل ہوجائے گا، سبزی اور بقول مین سے بعض ایسے بھی ہین کہ

جن مین آب پاشی کا سلسلہ سال بھر تک جاری رہتا ہے، اگر پانی کم ہوجائے، تو پوری کاشت جل کر خاک سیاہ ہوجاتی ہے، اس قسم کے مزروعات مین کھاد کم ڈالی جاتی ہے، مثلاً خس، ایرس (بیخ سوسن) مرزنجوش، (ریحان کی ایک قسم ہے) پودینہ اور ترنجان (بادرنجبویہ کی ایک قسم ہے) وغیرہ کھاد کی بہتات کی متحمل نہین ہوتی ہین، بقول مین پانی انکی حالت اور صلاحیت کا اندازہ کرکے دینا چاہئے، بعض وقت بے اندازہ پانی بھی نباتات مین فساد پیدا کرتا ہے، اسی طرح خشکی ویبوست بھی ان کے لئے مضر ہے، اس لئے معتدل طریقہ پر آب پاشی زیادہ نفع بخش ہوتی ہے، موسم کے اعتدال کے موقع پر متوسط مقدار مین پانی سے سیراب کرین، اور سرما مین حسب ضرورت کم مقدار مین پانی ڈالین، بقول کی کاشت مین پانی کی احتیاج کا اثر نمایان رہتا ہے، جب ان مین سیاہی، خشکی، یبوست اور روکھاپن نظر آئے، فوراً پانی سے سیراب کرین، تاخیر سے مزروعات کو نقصان پہنچنے کا بڑا اندیشہ ہے، ان نباتات پر جو تخم سے اُگے ہون یا جو فی نفسہٖ کمزور ہون پانی کا چھینٹا مارنا سخت مضر ہوتا ہے، اس لئے اسوقت تک جب تک کہ ان مین پوری قوت نہ آجائے، یہ عمل ہرگز نہ کرنا چاہئے، مثلاً نارنج واترج وغیرہ،

بقول مین بعض وہ ہین، جنکی گاچھیان تکمیل نشو ونما کے لئے منتقل کی جاتی ہین، اور بعض ایسے بھی ہین، جن کے لئے تحویل ضروری نہین ہے، خس، کرم کلہ، چقندر، گوبھی، گول شلجم، کدو، بیگن، پیاز، کاسنی، گندنا، اور مولی وغیرہ منتقل کی جاتی ہین اور انکی گاچھیان ذرا فاصلہ سے روپی جاتی ہین، اس عمل سے ان کے پھل بڑے ہوتے ہین، اور بتھوا، پالک، چولائی، انیسون، بالون، کلونجی، زیرہ، میتھی اور دھنیا وغیرہ کے لئے تحویل کی ضرورت نہین ہے، دھنیا مین بعض لوگ اس عمل کو جائز رکھتے ہین، بہرحال اکثر بقول ایسے ہین، جنکی گاچھیان دوسری جگہ لگائی جاتی ہین، تاکہ پھل اور تخم بڑے بڑے ہون، تحویل کا عمل عموماً رات کے وقت کیا جائے، دن کے وقت آفتاب کی حرارت سے پودون کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے،

خ کا قول ہے کہ بقول مین بعض ایسے ہین، کہ تخم ریزی کے پندرہ دن کے اندر ان کی

کاشت اس قابل ہوجاتی ہے کہ انکو سالن وغیرہ مین کھاسکین، مثلاً پالک، دھنیا، چولائی، بتھوا وغیرہ، بعض ایسے ہین کہ کم از کم دو مہینہ انتظار کرنا پڑتا ہے، مثلاً مولی، گاجر، شلجم، چقندر، کرم کلہ، وغیرہ، بعض ایسے ہین کہ جن کی کاشت چالیس اور ساٹھ دن کے اندر تیار ہوجاتی ہے، مثلاً کرم کلہ، شلجم، مولی وچولائی، اسی طرح غلون مین بھی بعض ایسے ہین کہ جن مین پھول اور دانے دو مہینہ مین آجاتے ہین، مثلاً چینا، مٹر، مونگ، دھنیا، مسور، بھنگ اور تل وغیرہ کرم کلہ، چقندر اور شلجم وغیرہ کی کاشت چھ مہینہ تک زمین مین باقی رہ سکتی ہے، لیکن پیاز، گاجر، لہسن وغیرہ کی کاشت تو اٹھارہ مہینہ تک رہتی ہے، بتھوا اور پالک کی کاشت زیادہ سے زیادہ دو ماہ تک زمین مین ٹھہر سکتی ہے، اس مدت کے بعد ان کو کاٹ لینا چاہئے، مولی اور دھنیا کی کاشت بھی دو مہینہ تک ٹھہر سکتی ہے، مگر وہ دھنیا جس کا تخم چھڑکا گیا ہو، اس سے زیادہ دنون تک ٹھہر سکتا ہے، السی کی کاشت جو ابتدائی فصل مین شروع کی گئی ہو، چار ماہ تک زمین مین ٹھہر سکتی ہے، اور جو آخری فصل مین بوئی گئی ہو، وہ اس سے کم ٹھہر یگی، گندنا، اور شامی کرم کلہ تو کھیت مین دس مہینہ تک باقی رہ سکتے ہین، بقیہ دوسرے مزروعات کو ان پر قیاس کرلو،

بیگن، خس، ہندبا، کرم کلہ اور چقندر کی گاچھیون کو دوسری بہتر جگہ منتقل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شب کے وقت ان کیاریون کو جن مین یہ ترکاریان لگی ہین، پانی سے سیراب کرین، پھر دوسرے دن صبح کو جب ان مین شبنم اور پانی سے کافی تری ہو، تو ایک نوکیلی چوڑی لکڑی کو پودون کی جڑ مین نصب کرین، اور بائین ہاتھ سے پودون کو پکڑ کر اس لکڑی کے سہارے سے جڑ اور عروق سمیت اکھاڑ لین، اور ان کی مٹی جھاڑ کر دوسری تر مٹی جڑ کے قریب تہ بہ تہ لپیٹ دین، گویا ایک گٹھے کی شکل بنا دین، اور ان پر پانی چھڑک دین، اور دن بھر ان پودون کو سایہ مین رکھین، پھر شام کو لگا دین، جسقدر پودون کو منتقل کرنا ہو، اسی قدر اس مین سے اکھاڑین،

فصل

بقول کی کاشت کو کیڑے، پسو، چیونٹی اور دیگر حشرات الارض سے محفوظ رکھنے کا طریقہ

قؔ کا قول ہے کہ بقول کو سبز اور لانبے کیڑون سے محفوظ رکھنے کے لئے انگور کی راکھ بہت مفید ہوتی ہے، روزانہ تین دن تک اس راکھ کو پانی مین ملاکر کھیت سینچین، انشاء اللہ تمام کیڑون سے کاشت محفوظ ہو جائے گی، یہ راکھ درختون مین بھی ڈالی جاسکتی ہے، اسی طرح اگر انجیر کی لکڑی کی راکھ بقول پر چھڑک دی جائے، تو تمام کیڑے ہلاک ہو جائین گے، کدو کی کاشت مین اگر کیڑے لگ جائین تو ہینگ ایک کپڑے مین باندھ کر پانی مین ڈالدیجائے اور اسی پانی سے کھیت سینچا جائے، اسی طرح اگر قطران[1] کو نالیون مین ڈالدین، اور پھر اس سے کھیت سینچا جائے تو تمام کیڑے ہلاک ہو جائین گے، بقول کے تخم کے ساتھ اگر مٹر کے دانے ملاکر بوئین تو اس سے بھی کیڑے ہلاک ہو جائین گے،

قؔ کا قول ہے کہ جو شخص بقول کی کاشت کو آفات سے محفوظ رکھنا چاہے، وہ بڑے تخمون کو ایک دن و رات پانی مین تر کرے، پھر بوتے وقت کھیت مین دھوان کرے، انگور کی خشک بیل یا بارہ سنگھا کی سنگھ یا بھیڑ کا کھر یا سوسن کی جڑ وغیرہ مین سے جو دستیاب ہو، اسکو جلاکر دھونی دین، اس دھونی سے تمام کیڑے بھاگ جائین گے، اور کوئی کیڑہ

---

[1] یہ ایک بدبودار روغن ہوتا ہے جو خارشتی اونٹ پر ملاجاتا ہے، اسمین اختلاف ہے کہ کس درخت کا روغن ہے، بعض صنوبر کا تیل بتاتے ہین، بعض عرعر اور بعض ابہل کا بتاتے ہین، معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ممالک مین اس قسم کا روغن مختلف درختون سے نکلتا ہے، ہندوستان مین چیر کا تیل کہتے ہین،

اس کاشت کو نقصان نہین پہنچاسکتا ہو، فول کی مخلوط کاشت بھی تمام بقول کے لئے علاجاً مفید ہے،

حؔ کی کتاب مین ہے کہ ان آفات سے نجات پانے کیلئے بقول کے ساتھ اگر مٹر بوئین تو بہت مفید ہوگا، اور اگر تخم کو سدابہار کے پانی مین جوش دیکر بوئین تو انشاء اللہ کاشت چڑیا، چیونٹی اور حشرات الارض سے محفوظ ہو جائیگی، اسی طرح کھکر بیل کی جڑ کے ساتھ بقول کے تخم کو ابالین، تو کیڑے سے نجات ملجائے گی، اگرچہ متفرق طور پر اس کے متعلق اس کتاب مین کافی بحث آچکی ہے، لیکن انشاء اللہ اس کا تفصیلی بیان اٹھائیسوین باب مین آئے گا،

حؔ کی کتاب مین ہے کہ کیڑے کے پیدا ہو جانیکے بعد انجیر کی لکڑی کی راکھ ڈالین، تو یہ بہت جلد مر جائین گے، اور اگر کیڑے بہت زیادہ ہون، تو گائے کا پیشاب اور روغن زیتون کا تلچھٹ ایک مساوی مقدار مین لین، اور ان کو پانی مین ڈالکر خفیف سا گرم کرین، پھر ان بقول پر اس پانی کو چھڑک دین، تمام کیڑے فوراً ہلاک ہو جائین گے،

فصل

خس کی کاشت کا طریقہ

خؔ کا قول ہے کہ خس کی دو قسمین ہین، ایک وہ جسکی پتیان لانبی اور باریک ہوتی ہین، جسکو اشبیلی کہتے ہین، اور دوسری وہ جسکی پتیان چھوٹی اور چوڑی ہوتی ہین، جو قرطبی کہلاتی ہے، قرطبی کی کاشت بہت پہلے شروع کیجاتی ہے، دونون قسمون کی زراعت کا طریقہ ایک ہے، خس کی ایک قسم بری بھی ہوتی ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے، کہ خس کی جب تحویل کرین تو اسکو متفرق جگہ پر فاصلہ سے لگا دین، لیکن تخم ریزی قریب قریب کرین، خس کی زراعت اکتوبر

مین اگر شروع کیجائے، تو یہ پہلی فصل کہلاتی ہے، نومبر دسمبر اور جنوری کے مہینون مین بھی اس کی زراعت ہو سکتی ہے، ربیع کے زمانہ مین جب بقول کی تیاری کا وقت ہوتا ہے تو یہ بھی تیار ہوتی ہے، بعض وقت گرم ہوا کے اثر سے یہ پک جاتی ہے، جس سے اس مین تلخی پیدا ہو جاتی ہے، اور کھانے مین بدمزہ معلوم ہوتی ہے، طَآمِن ہے کہ خس کی جڑ، شاخ پتہ سب ہی غذا مین استعمال کئے جاتے ہین، یہ غذا مین ہلکی ہوتی ہے، اور مزاجاً بارد ہوتی ہے، خس کی تین قسمین ہین، ان مین سے ایک قسم دو طرح کی ہوتی ہے، اس طرح کل چار قسمین ہوئین، وسط ربیع مین یعنی مارچ کی انتیسوین تاریخ تک اس مین دودھ زیادہ پیدا ہو جاتا ہے، اور ذائقہ مین تلخی آجاتی ہے، اسکی زراعت ستمبر مین شروع کیجاتی ہے، اور آخر اکتوبر یا نومبر مین اسکی گاچھیان منتقل کی جاتی ہین، تحویل کے بغیر یہ بہتر نہین ہوتی ہے، یہ کاشت کھاد کی برابر محتاج رہتی ہے، اس لئے ہمیشہ غلیظ اور دوسرے ان نباتات کو سڑا کر بطور کھاد کے ڈالتے رہین، جن کا ذکر اس سے قبل کیا جا چکا ہے،

خس کے وہ اقسام جو عام طور پر غذا مین استعمال کئے جاتے ہین، تین ہین، ایک وہ جو سب سے پہلے لگایا جاتا ہے، اسکی جڑ موٹی ہوتی ہے، پتے لانبے اور چوڑے ہوتے ہین، پتون مین دبازت بھی ہوتی ہے، اور اس کا صرف ایک تنا ہوتا ہے، جو زمین سے کبھی ایک ہاتھ اونچا ہوتا ہے، اور کبھی اس سے کم یا زیادہ ہوتا ہے، اور دوسری قسم وہ ہے، جس کا تنا نہین ہوتا، بلکہ جڑ زمین مین دائرہ کی شکل مین جم جاتی ہے، اس کے نہ تو پتے لانبے ہوتے ہین اور نہ تنا تین انگل سے زیادہ اونچا ہوتا ہے، تیسری قسم وہ ہے، جس کے پتے باریک اور لانبے ہوتے ہین، پتون کی وجہ سے یہ دور تک پھیلتی ہے، اس کی کاشت عموماً بلاد روم و شام اور جزائری زمین مین بکثرت پائی جاتی ہے، دوسری ممالک مین یہ بہت کم ہوتی ہے، اس کا تنا کلائی کے برابر موٹا ہوتا ہے، تنے کے علوی حصہ مین چار پتے ایک دوسرے کے مقابل سمت مین نمودار ہوتے ہین، اس کے نیچے بھی اسی شکل کے پتے ہوتے ہین، جن مین صرف عرض و طول

کا فرق ہوتا ہے، جھاڑ کے اوپر ایک پھول ہوتا ہے، جو ظاہراً تو پھول معلوم ہوتا ہے، لیکن دراصل وہ تخم کا غلاف ہے، جس مین تخم اکٹھا ہوتے ہین، موسم ربیع مین جب گرمی زیادہ ہوتی ہے، تو خس مین دودھ آجاتا ہے، اس سے خس پر برا اثر پڑتا ہے، خس کو غذا مین استعمال کرنے سے ضعف پیدا ہوتا ہے، خس کچی اور پکی دونون کھائی جاتی ہے، پکی زیادہ مقوی ہوتی ہے، ابالی ہوئی خس کم فائدہ مند ہوتی ہے، لیکن اس مین ایک خوبی یہ ہے کہ معدہ سے جلد منحدر ہوتی ہے، اسی بنا پر صنوبریت کا قول ہے کہ بدن کے لئے ابالی ہوئی خس بہتر ہوتی ہے، کیونکہ اس مین غذائیت ہوتی ہے، اور کچی خس مین غذائیت نہین ہوتی ہے،

قس کا قول ہے کہ خالص مٹی کی زمین خس کے لئے موافق ہوگی، اور میٹھا پانی اس کی کاشت کیلئے زیادہ بہتر ہے، سخت اور قوی زمین مین یہ سیاہ ہو جاتی ہے، کیونکہ اس قسم کی زمین مین پانی کی قلت کی وجہ سے شقوق پیدا ہو جاتے ہین، جو کاشت کیلئے نقصان دہ ہوتے ہین، خس کی کاشت مین آب پاشی کی زیادہ ضرورت ہے، عموماً تین وقت اس کی زراعت شروع کیجاتی ہے، ایک پہلی فصل کہلاتی ہے، دوسری درمیانی اور تیسری آخری فصل کہلاتی ہے، پہلی فصل ستمبر مین اس طرح بوئی جاتی ہے کہ زمین کو جوتنے کے بعد کیاریان بنائین، اور پانی سے درست کرین، اس کے بعد تخم ریزی کرین، یہ کیاریان اگر آفتاب کے رخ پر ہون تو زیادہ بہتر ہین، تخم کو آہستہ سے مٹی مین ملا کر کھیت کو سینچنا شروع کرین اور بار بار احتیاط سے پانی ڈالتے رہین، یہان تک کہ بالیدگی شروع ہو جائے، جب پودے نمودار ہو جائین تو ہفتہ مین دو بار سینچین، جب پودے تحویل کے قابل ہو جائین، تو ان کی گاچھیان بنا کر دوسری تیار کی ہوئی کیاریون مین روپ دین، یہ زمین بھی آفتاب کے رخ ہی پر ہو تو بہتر ہے، ان پودون کو قطار سے تقریباً ایک بالشت کے فاصلہ سے لگا دین، فاصلہ طول اور عرض مین برابر رکھین، ایک بالشت سے لیکر ڈیڑھ بالشت تک ان کا فاصلہ رکھ سکتے ہین، تحویل کے بعد اسکو اچھی طرح پانی سے سیراب کرتے رہین، یہان تک کہ وہ کھائی جا سکے، یہ مینڈھ ان نالیون مین بھی

لگائی جاتی ہے، دس کیاریون مین تقریبًا پانچ تولہ تخم ڈال سکتے ہین، درمیانی فصل کی زراعت اسی طریقہ پر اکتوبر مین شروع کیجاتی ہے، اور جب منتقل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے، تو اسکو دسمبر مین منتقل کرتے ہین، اسوقت بھی دس کیاریون مین پانچ تولہ تخم چھینٹے ہین، اس کی گاچھیان معمولی کیاریون مینڈون اور عمیق نالیون مین منتقل کیجاتی ہین، ان مین سے بعض پودے منتقل کئے جاتے ہین، اور بعض اپنی جگہ پر چھوڑ دئے جاتے ہین، اور انکو بقدر ضرورت چھانٹ دیتے ہین، اور پانی سے سیراب کرتے رہتے ہین، اسی طرح سب سے آخری فصل نومبر مین بوئی جاتی ہے، اور جنوری مین اس کے پودے منتقل کئے جاتے ہین، اس مین بھی دس کیاریون مین پانچ تولہ تخم چھڑکا جاتا ہے، جب پودون مین آنکھین نمودار ہوجائین، تو سینچنے کے بعد زمین مین کوڑن کرین، اور اس کے بعد بھی پانی سے سیراب کرین، ہر وقت زمین کو تر اور نرم رہنا اس کے لئے ضروری ہے، جب اس مین پیاس کی شدت کے آثار نمایان ہون تو فورًا پانی سے سیراب کرین، اور جب زمین مین خشکی یا یبوست ظاہر ہو تو زمین کوڑدین، اور سینچین، غرضکہ متواتر یہ عمل بقدر ضرورت جاری رکھین، اس طریقہ پر نہایت عمدہ خس تیار ہوگی، اور مئی مین کھانے کے قابل ہوجائیگی،

فصل

خس لگانے کا طریقہ

حؔ کا قول ہے کہ اس کے لئے مینڈین بنائی جائین، ہر دو مینڈون کے درمیان نالیان رکھی جائین، جن سے پانی پہنچایا جائے، تاکہ پانی مینڈھ کے کنارہ تک پہنچ سکے، مینڈہ کے اوپر والے حصہ مین پودے لگائے جائین، پودون کے درمیان مین ایک بالشت

یا اس سے زیادہ فاصلہ رکھین، پودہ لگانے کے بعد بار بار پانی سے سیراب کرتے رہین، یہانتک کہ کاشت بالکل تیار ہوجائے، پودہ لگانے کا یہ طریقہ زیادہ بہتر ثابت ہوا ہے، کیونکہ اس سے پودے کی جڑ معتدل طریقہ پر پانی سے سیراب ہوتی رہتی ہے، برخلاف اس کے جو پودے کیاریون مین لگائے جاتے ہین، پانی کی تیزی سے ان کے ارد گرد کی مٹی ڈھل جاتی ہے، اور پودہ پانی مین ڈوب جاتا ہے، اور بلا کسی وقفہ کے پانی کو جذب کرتا ہے، خس کے جھاڑ اس ترکیب سے عرصہ تک باقی رہتے ہین،

قؔ کا قول ہے کہ اگر بڑے لیمون کی قاش مین تخم خس کو مدبر کرین، اور اسی قاش کے ٹکڑون مین رکھکر تخم بودین، تو خس مین بھی لیمون کی تیز خوشبو پیدا ہوجائے گی، اگر تم چاہتے ہو کہ خس مین تلخی وغیرہ نہ پیدا ہو تو خس کی کاشت پر ہر تیسری دن خشک ریت چھڑک دو، اور اگر یہ خواہش ہو کہ باریک پتے نکلین، اس کی کاشت زمین مین پھیل جائے، اور تنا زیادہ لانبا نہ ہو، تو خس کے پودے کو اکھاڑ کر دوسری جگہ لگادو، جب یہ پودہ ایک بالشت کے برابر ہوجائے تو جڑ کے قریب زمین کو کوڑ ڈالو، سوت اور رگون مین تازہ گوبر لپیٹ دو، اور پھر ان کو مٹی سے ڈھک دو، اس قدر مٹی ڈالو کہ وہان پر ایک ٹیلہ سا بن جائے، اس کے بعد پانی سے خوب سیراب کرو، اس عمل سے جڑ زمین کے اوپر نکل آئے گی، اور پھیل جائے گی، جب تین انگل کے برابر باہر نکل آئے تو ایک تیز لوہے سے جڑ مین زمین کی سطح کے قریب ایک شگاف کرو، اور اسکو کسی کپڑے سے باندھکر مٹی سے ڈھک دو، اور پانی سے سیراب کرو، اس طور پر خس زمین مین پھیل جائے گی، لیکن تنا زیادہ اونچا نہین ہوگا،

بعض کاشتکارون کا قول ہے کہ اگر تم خس کے پتے گول اور چوڑے چاہتے ہو، اور تنا موٹا چاہتے ہو تو اس کے پودون کو ایسی جگہ منتقل کرو، جہان دھوپ کا اثر زیادہ پہنچے، اور سحر کے وقت سے سیراب کرو، جب شاخین اچھی طرح پھوٹ جائین تو ہر پودے کے قلب مین ایک پتھر رکھدو، اگر تم خس کی پتیان ضرورتًا کاٹ لو اور پودے کو جڑ سے نہ اکھاڑو،

تواس سے جڑ موٹی ہوگی، اور ذائقہ اچھا ہوگا،

خس کے خواص مین یہ ہے کہ وہ پیاس کو بجھاتی ہے، اور یہ بہر کے مریض کیلئے بے حد مفید ہے، اسکو اگر پکا کر کھائین، تو بدن مین فربہی اور قوت باہ مین زیادتی ہوگی، عورت کا دودھ اس سے زیادہ ہوگا، لیکن اس کا تخم ان تمام خواص مین متضاد حیثیت رکھتا ہے، اس کی پتی مین سرکہ ملا کر اگر استعمال کرین تو صفرا کی سکن ہے، خس کی پتی کا تکیہ بنا کر اگر کسی مریض کے سر اور بہر کے نیچے رکھین، تو اسکو فوراً نیند آجائے گی،

خ کا قول ہے کہ خس جو خلط پیدا کرتی ہے، وہ تمام بقول کی خلط سے بہتر ہوتی ہے، اس سے خون فاسد پیدا نہین ہوتا ہے، یہ اکثر کچی بھی کھائی جاتی ہے، جب اس مین پھول آجائین یعنی گرمی کی ابتدا مین اسکو میٹھے پانی سے سیراب کرنا چاہئے، سرکہ، روغن زیتون اور کانجی کے ساتھ یہ کھائی جاتی ہے، ان کے علاوہ اور دوسری چیزون کے ساتھ بھی کھائی جاتی ہے، خس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے، بعض لوگ تو خس قبل پھول آنے کے کھانا شروع کر دیتے ہین، مین بھی ایسا ہی کرتا ہون، اشبیلیہ مین اسکی ابتدائی فصل جنوری مین شروع ہوتی ہے،

فصل

سیرس بستانی کی زراعت کا طریقہ جسکو ہندبا بھی کہتے ہین

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ ہندبا (کاسنی)، کی زراعت اگست کے مہینہ مین شروع ہوتی ہے، اس کے لئے موافق وقت جاڑے کا موسم یا اوائل ربیع ہے، گرم ہوا موافق نہین ہوتی، اس سے تلخی پیدا ہوجاتی ہے، تحویل کے بعد اس کے پتون کو مٹی سے خوب ڈھک دین، صرف کنارے کنارے کھلا رہنے دین، جسقدر بیخ اور پتیان بڑھتی جائین، مٹی ڈالتے جائین،

بار بار مٹی ڈالنے سے شاخین نرم، سفید اور پتیان شیرہ دار اور لذیذ ہون گی،

تس وغیرہ کا قول ہے کہ کاسنی بستانی کی کاشت کیلئے کھاد کی مشابہ زمین، ریتیلی اور سفید زمین اور ظاہری نرم زمین موافق ہوگی، تین وقتون مین اس کی زراعت شروع کیجا سکتی ہے، جنہین اسکے پودے منتقل کیے جاتے ہین، پہلی فصل اکتوبر، درمیانی فصل نومبر اور آخری فصل دسمبر مین لگائی جاتی ہے، ان مین پہلی فصل سب سے اچھی ہوتی ہے، دس کیاریون مین تقریباً ساڑھے سات تولہ تخم ڈالتے ہین، اس کی زراعت جون مین شروع کیجاتی ہے، لیکن پھر اس مین تحویل کا عمل نہین ہوتا ہے، کاسنی اکثر دوا مین استعمال کیجاتی ہے، اس کے پودے مینڈ کی نالی اور کیاریون مین لگائے جاتے ہین، جو پہلے سے تیار کیجاتی ہین، تحویل کے بعد اس کا دابہ لگائین، یعنی شاخونکو تھوڑ تھوڑا کھلا چھوڑ کر مٹی سے ڈھک دین، اس سے شاخین سفید اور ان کا ذائقہ شیرین ہوگا، تحویل کا چھیون کو ڈنڈے کے سہارے مذکورہ طریقہ پر اکھاڑین، اور پتون کو سمیٹ کر مینڈ کی نالیون مین لگائین، ان پر مٹی اور کھاد ڈالین، اور پانی سے سیراب کرین، جسقدر بالیدگی بڑھتی جائے، پتون پر مٹی ڈالتے جائین، بار بار مٹی ڈالنے سے مینڈ کی شکل ہوجائے گی، اور اس کے نیچے نالی بن جائے گی، کافی نمو کے بعد ہفتہ مین دو بار پانی سے سیراب کرین، یہانتک کہ کاشت پوری تیار ہوجائے، خریف اور موسم سرما مین یہ کھائی جاتی ہے، لیکن ربیع کے موسم مین اس کا استعمال زیادہ بہتر ہوتا ہے، اس لئے نومبر مین زراعت شروع کیجاتی ہے، اور جنوری مین منتقل کی جاتی ہے، اور پانی سے سیراب کرنے کی بجائے بارش سے سیراب ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے، بارش کے بعد آب پاشی کی مطلق ضرورت نہین رہتی ہے، اسکی کاشت بہتر کرنے کا طریقہ یہ ہے، کہ جب پودے قائم ہوجائین، تو پانی مین غلیظ کی کھاد ملا کر سیراب کرین، کوڑن کے وقت اسکی جڑ کو کھول دین، اور پانی سے سیراب کرنے کے بعد مٹی اور کھاد سے جڑون کو ڈھکدین، اشبیلیہ مین اس کی پہلی فصل اکتوبر مین بوئی جاتی ہے،

ط کہتے ہین کہ ہندبا (کاسنی) بستانی اور بری ہوتی ہے، بستانی کی دو قسمین ہوتی ہین، اور اسی طرح

بری بھی دو رنگ کی ہوتی ہے، بستانی کی ایک قسم وہ ہے کہ جسکی پتی چوڑی ہوتی ہے، اور اس مین سبزی و تلخی دونون کم ہوتی ہے، اس کا نام ہندبا شیرین ہے، بعض کی پتیان خس کے برابر چوڑی ہوتی ہین، بستانی کی دوسری قسم وہ ہی جسکی پتیان باریک اور لانبی ہوتی ہین، اگرچہ یہ پہلی سے زیادہ خوشرنگ ہوتی ہے، لیکن ذائقہ مین تلخی زیادہ ہوتی ہے،

بری مین بھی ایک چوڑے پتے کی ہوتی ہے، جو بستانی سے ذرا زیادہ چوڑی ہوتی ہی، اور دوسری کے پتے باریک اور کھرٹے ہوتے ہین، بستانی کی دو قسمین کھائی جاتی ہین، اور دوا مین بھی استعمال کیجاتی ہین، ان چارون کی تلخی مین بھی فرق ہے، بری کی دونون قسمون مین غیر معمولی تلخی و کڑواپن ہوتا ہے، اس مین چونکہ کوئی بہتر ذائقہ نہین ہوتا ہے، اسلئے لوگ زیادہ تر دوا مین استعمال کرتے ہین،

ہندبا کی زراعت اکتوبر سے قبل اور اُدھر فروری کے بعد شروع کرنا مناسب نہین ہے، اس کا تخم دو مہینہ تک ٹھہر سکتا ہے، اس لئے مئی کے وسط مین بستانی کی اعلیٰ قسم کی زراعت کرین، جس کے پتے خوشنما ہوتے ہین، اور اس مین تلخی زیادہ ہوتی ہے، لیکن ہندبا شیرین کو موسم سرما کی ابتدا مین بوئین، گرمی اور سردی دونون موسمونمین اسکی کاشت کی اصلاح اور درستگی کے لئے انسان کے سڑے ہوئے غلیظ کا سفوف ہندبا کی جڑ اور پتیون کی راکھ کارآمد ہوتی ہے، اس سے کاشت زیادہ اچھی ہوگی، لیکن انسان کا غلیظ تو اس کے لئے اکسیر ہے، اگر تم غلیظ گوبر اور ہندبا کی پتیون اور جڑ کی کھاد بنا کر ڈالو، تو یہ بھی نفع بخش ہوگی، اکثر کاشت کار غلیظ اور خشک مٹی ملا کر ڈالتے ہین، اور بعض صرف مٹی ڈالتے ہین، اس کھاد کو جڑ اور پتون پر چھڑک دیتے ہین، اور اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے ہین، ابتداءً جڑ پر مٹی ڈالی جاتی ہی اس کے بعد کھاد ڈالی جاتی ہے، بہتر تو یہ ہے کہ اس کھاد کے ڈالنے کے بعد تھوڑی دیر تک پانی سے سیراب نہ کرین،

صغریت کا قول ہے کہ ہندبا قمری نباتات مین ہے، اس لئے اس کی تخمریزی چاند کے بڑھاؤ کے دنون مین کرنی چاہئے، رات مین تخمریزی کرنا دن سے بہتر ہے، اسی طرح آب پاشی

اور کھاد ڈالنا بھی رات کے وقت انسب ہی، ہندبا کی چار قسمین ہین، دو تو موسم خریف کے شروع مین بوئی جاتی ہین، اور دو ابتداء موسم گرما مین، ان دونون کے لئے خشک موسم موافق ہوتے ہین، پہلی دو قسمین اچھی اور تر و تازہ ہوتی ہین، ایک سفید اور دوسری زرد ہوتی ہے، اور آخری دو قسمین سخت ہوتی ہین، موسم گرما مین جو دو قسمین پیدا ہوتی ہین، ان مین ایک کو نوری اور دوسری کو اخضر کہتے ہین،

فصل

رجلہ (خرفہ) کی کاشت کا طریقہ اس کا فرفخ، بلحاق، بقلہ حمقاء، بقلہ مبارکہ اور بقلہ لینہ[1] بھی نام ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ خرفہ کی کاشت اوائل فروری سے آخر اپریل تک ہوتی ہے، یہ موسم گرما کی ترکاریون مین ہے، اس کی خودرو پیداوار زیادہ اچھی ہوتی ہے، ح کا قول ہے کہ اس کی دو قسمین ہین، ایک بستانی، اس کے پتے چوڑے ہوتے ہین، اور اسمین تنا ہوتا ہے، اور دوسری بری ہے، اس کی کاشت کے لئے سیاہ، کھاد ڈالی ہوئی زمین اور خالص مٹی کی زمین موافق ہوتی ہے، بری ریتیلی زمین مین خودرو طور پر پائی جاتی ہے، بستانی کی زراعت سے قبل زمین کو خوب جوتنا چاہئے، یہ زمین آفتاب کے رخ پر ہو تو بہتر ہے، اس مین کیاریان بنائی جائین، اور ہر کیاری مین تیلی اور پرانی کھاد ڈالین، بعض کا خیال ہے کہ ہر کیاری مین کھاد چار ٹوکرے کے برابر ڈالی جاتی ہے، اس مین غلیظ وغیرہ راکھ کے ساتھ ملائین، بعض کہتے ہین، کہ راکھ

---

[1] اس کا عربی مین تقریباً سولہ نام ہے جنمین سے صرف چھ کا مصنف نے ذکر کیا ہے، بقیہ یہ ہین، بقلۃ الزہراء، بقلۃ المطلقہ، بقلہ فاطمی، بلموی، فرفین، فرفخنیا، فرخم، فرفہ، فرفطین، حلیب،

کھادسے زیادہ اچھی ہے،

حؔ کا قول ہے کہ اس کی پہلی فصل مارچ کے مہینے مین بوئی جاتی ہے، دسؔ کیاریون مین اس کا تخم تین پاؤ کے وزن سے ڈالین، اور اگر کھاد مین ملا کر تخم ریزی کرین، تو تخم کا وزن آدھ سیر سے زیادہ نہ رکھین، مئی کے مہینہ مین جو کاشت ہوتی ہے، تخم اسی سے حاصل کیا جاتا ہے، اس مہینہ کی زراعت مین تخم کی مقدار کم کردین، دس کیاریون مین پاؤ بھر یا اس سے بھی کم تخم ڈالین، یہ کاشت آخر اگست تک باقی رہتی ہے، خریف یا موسم سرما مین اس کی کاشت بہتر ہوتی ہے، ابھی جب معز نباتات اُگ آئین تو اُن کو کوڑن کرکے نکالدینا چاہئے، اگست اور جولائی کے مہینہ مین اس کا تخم لیا جائے، اور ان کو مٹی کے نئے برتنون مین حفاظت سے رکھدیا جائے،

بعض کاشت کارون کا خیال ہے، کہ پہلی فصل اس کی جنوری یا فروری اور آخری اپریل مین بوئی جائے تخم ریزی کا طریقہ یہ ہے کہ ان کیاریون مین مذکورہ بالا مقدار تخم کی اسوقت ڈالین جبکہ زمین معتدل طریقہ پر تر اور نم ہو تخم چھینٹ کر اسکو ہاتھ سے یا کسی جھاڑو سے مٹی مین ملا دین، اس کے بعد سینچنا شروع کرین، اگر ایک مرتبہ آب پاشی سے اس مین بالیدگی نہ ہو تو نمو تک پانی ڈالتے رہین، نمو کے بعد آب پاشی بند کرین، کاشت کی تیاری کے بعد اُکھاڑنے سے قبل پانی سے سیراب کرنا ضروری ہے، تاکہ اُن مین نرمی آجائے، تازہ اور ہلکا پانی اسکی کاشت کے لئے زیادہ مفید ہے، پانی کی قلیل مقدار اس کے لئے کافی ہوجاتی ہے، کیونکہ اس مین بالطبع رطوبت ہوتی ہے، کھاری اور نمکین پانی اس کیلئے مفید ہوتا ہے، خؔ کا قول ہے کہ مین نے ایک کاشت کار کو دیکھا کہ اس نے اپریل مین شام کے وقت اس کا تخم بویا، اور اسکو پانی سے اچھی طرح سیراب کیا دوسرے دن شام کو اس مین بالیدگی آگئی، اور سارا کھیت سرسبز ہوگیا، مجھ کو اس سے بڑی حیرت ہوئی، پھر مین اس راز سے واقف ہوگیا،

طؔ مین ہے کہ خرفہ کی زراعت اگر مارچ مین شروع کیجائے، تو یہ شروع گرمی مین تیار ہوجائیگی، موسم گرما مین بار بار اسکی زراعت شروع کرسکتے ہین، اس کا تخم پانی مین چھینٹا جاتا ہے، اور کھاد ڈالی

جاتی ہے، تمام بقول کی طرح کھاد کی یہ محتاج ہوتی ہے، اس سے یہ خوب نشو و نما پاتی ہے، کھاد کے بغیر بھی اس مین بالیدگی آتی ہے، قؔ کا قول ہے کہ تازہ خرفہ لیکر شوکرینی اس زخم پر جو انگوٹھے مین ہوتا ہے رکھین تو اس سے فائدہ ہوگا، جس شخص کو شدید پیاس معلوم ہو، وہ اس کا پتہ زبان کے نیچے رکھے، اس سے شدت پیاس مین کمی ہوگی،

فصل

بربوز[1] جولائی کی زراعت کا طریقہ

خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کا نام کسح یعنی بقلہ یمانیہ بھی ہے، اور اہل شام حرموز کہتے ہین، اس کی ایک قسم بستانی ہے، جو سفید، سرخ اور سبز ہوتی ہے، اور دوسری قسم بری کہلاتی ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ بقلہ یمانیہ کی کاشت مارچ مین شروع کیجاتی ہے، اور کبھی آخر مئی مین بھی بوئی جاتی ہے، اس کا شمار ربیع اور موسم گرما مین سبزیون مین ہے، حؔ کا قول ہے کہ سیاہ زمین، کھاد والی زمین اور شور زمین اسکے لئے موافق ہوتی ہے، یہ نہ زیادہ کھاد کو قبول کرتی ہے، اور پانی کی کثرت کو مرغوب رکھتی ہے، بقیہ عمل جو خرفہ مین بتایا گیا ہے، وہی اس مین بھی کیا جاتا ہے، اس کی پہلی فصل جنوری سے اپریل تک شروع کیجاتی ہے، ہر دس کیاریون مین کم سے کم تین پاؤ تخم ڈالین، البتہ مارچ کے مہینہ مین آدھ سیر تخم ڈالین، کیونکہ اس وقت ہوا معتدل ہوجاتی ہے، ہفتہ مین اسکو دو بار سینچین، نومبر کے سوا سال کے تمام مہینون مین جولائی کی کاشت ہوسکتی ہے، دسمبر کے مہینہ مین ہلکے تخمون کو نہ ڈالین، بلکہ بری تخمون کی زراعت کرین یا ان دانون کو ڈالین، جو گیہون کی طرح سخت ہون، مارچ کے مہینہ

---

[1] اطبا کا اختلاف ہے کہ بربوز جولائی کو کہتے ہین، یا کسی اور چیز کا نام ہے لیکن کثرت اسی پر ہے کہ یہ جولائی ہے، (محیط)

ین اس کے پودے دوسری جگہ بھی منتقل کئے جاتے ہین، تحویل کا عمل تالاب کے کنارے یا پانی کی نالیون کے قریب ہونا چاہئے، اس کی گاچھون کو بیگن کے کھیت مین متفرق جگہ پر لگادین، تو بہتر ہوگا، اگست مین اس کا تخم زراعت کے لئے لیا جاتا ہے، مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین اسکی پہلی فصل مارچ مین شروع کیجاتی ہے، جولائی اور تھوا ان دونون کو سرکہ زیتون یا زیرہ کے ساتھ کھاتے ہین، خالی معدہ مین یہ چیزین نقصان پہنچاتی ہین،

فصل

قطف (تھوا) کی زراعت کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اسکو سرمق اور بقلہ ذہبیہ بھی کہتے ہین، یہ دراصل رومی سبزی ہے، اسکی کئی قسمین ہین، ایک بستانی اور دوسری بری، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ اس کی پہلی فصل وسط جنوری سے اوائل اپریل تک بوئی جاتی ہے، اسکی دوسری فصل اوائل اگست سے آخر اکتوبر تک بوئی جاتی ہے، اس کا شمار سرمائی بقول مین ہے، فصل ربیع تک کھائی جاتی ہے، گرما اور وسط سرما مین اس کا ذائقہ اچھا نہین ہوتا ہے،

ح کا قول ہے کہ کھاد والی زمین، خالص مٹی کی زمین، ریتیلی زمین شورزمین اور سخت زمین مین یہ اچھی طرح پیدا ہوتی ہے، میٹھا پانی اس کے لئے زیادہ نفع بخش ہے، کھارا پانی بھی کوئی نقصان نہین پہنچاتا ہے، اس کی کاشت مین غلیظ، گھوڑے خچر اور گدھے کی لید سڑا کر بطور کھاد کے دیتے ہین، اس کی ابتدائی زراعت جنوری مین ہوتی ہے، ربیع مین بھی یہ بوئی جاتی ہے، اس کے لئے مارچ کا مہینہ زیادہ بہتر ہے، اس کی پیداوار گھنی اور گاچھیان گتھی ہوتی ہین، نومبر اور دسمبر کے سوا ہر مہینہ مین اسکی کاشت ہوسکتی ہے، موسم سرما مین اسکی زراعت ان زمینون مین کیجائے، جو آفتاب کے رخ پر ہون، ہر کیاری مین کم سے کم پہلے دو ٹوکرے پرانی اور اچھی قسم کی کھاد ڈالین، دانونکو تخم ریزی کے بعد آہستہ سے مٹی مین مخلوط کردین، پھر آب پاشی کرین، جب نمو شروع ہو، تو آب پاشی

موقوف کردین کیونکہ پانی کی کثرت زیادہ فائدہ مند نہین ہے، موسم ربیع وخریف مین ہفتہ مین ایک بار پانی دینا کافی ہوتا ہے، جن بقول کی کاشت گرمی مین شروع کیجائے، وہ البتہ پانی کی کثرت کو برداشت کرتے ہین، اس کی ابتدائی فصل مین دس کیاریون مین تین پاؤ تخم ڈالین، بقیہ تمام وہی عمل ہوتا ہے جو بقلہ یمانیہ (چولائی) مین بتایا گیا ہے، مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین اسکی زراعت جنوری مین شروع ہوتی ہے، یہ پالک وغیرہ کے بالکل مشابہ ہے، اس لئے ان تمام بھاجیون کا طریقۂ زراعت بھی یکسان ہے،

فصل

اسفاناخ (پالک) کی زراعت کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ یہ رئیس البقول کے لقب سے مشہور ومعروف ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ ستمبر سے جنوری تک اسکی کاشت شروع کیجاتی ہے، ح اور دوسری علما کا قول ہے کہ اس کی کاشت کے لئے کھاد والی زمین اور روغن دار زمین زیادہ بہتر ہوتی ہے، اس کیلئے زمین کو جوت کر کیاریان تیار کیجائین، ان مین پرانی کھاد ڈالی جائے، تخم ریزی کے بعد تخم کو مٹی مین ملادین، اس کے بعد بالیدگی تک اسکو برابر سینچتے رہین، اس کی پہلی فصل خریف کی ابتدا یعنی ستمبر مین بوئی جاتی ہے، اور نصف اکتوبر تک یہ کاشت تیار ہوجاتی ہے، اسی وقت سے لوگ اسکو غذا مین استعمال کرنا شروع کردیتے ہین، دس کیاریون مین تین پاؤ تخم چھینٹا جاتا ہے، اس سے زیادہ ڈالنے مین تخم بارش مین سڑ جاتے ہین، جو پالک نومبر مین بوئی جاتی ہے، وہ فروری مین کھائی جاتی ہے،

جب اسکی کاشت سے تخم لینا مقصود ہو، تو پودون کو فاصلہ سے لگائین، دو پودون کے درمیان مین ایک بالشت فاصلہ رکھین، اس کاشت کو خوب سینچین، جب تخم نمودار ہو جائین تو آب پاشی موقوف کردین، خشک ہونے کے بعد تخم نکال لین، اور دوبارہ خشک کرکے مرتبان مین رکھدین،

ص کا قول ہی کہ یہ تخم کاشت کے لئے نہایت اچھا ہوتا ہے، جنوری کی کاشت سے بھی تخم لیا جاتا ہے، اس کاشت سے اپریل تک لوگ فائدہ اُٹھاتے ہین، سال مین اگر متواتر کاشت کیجائے، تو ہر مہینہ مین یہ غذا مین مل سکے گی، خریف کی کاشت کے لئے میٹھا پانی موافق ہوتا ہے، یہ کاشت موسم سرما مین کھانے کے لائق ہوتی ہے، موسم گرما کی کاشت زیادہ دنون تک نہین ٹھہرتی ہے، البتہ آب پاشی اور زمین کی درستگی سے اسکی اصلاح کی جاسکتی ہے، مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین اس کی کاشت اوائل جنوری مین شروع کیجاتی ہے، ط مین ہی کہ اس کی کاشت کے لئے اکثر اراضی کام آجاتی ہین، صرف شور، تلخ، سخت، گچ والی اور نمناک زمینون مین یہ اچھی طرح پیدا نہین ہوتی ہے، اس کا تخم چھوٹے گڈھون مین بھی بویا جاتا ہے، ہر گڈھے مین انگلیون سے تخم ڈالدیا جاتا ہے، تاہم یہ چھڑکاؤ کے طریقہ پر بھی بوئی جاتی ہے، اس مین کھاد کی زیادہ ضرورت ہے، اس لئے کیاری تیار کرتے وقت تین انگل کھاد ڈالکر اسکو درست کرین، اس کی کاشت ستمبر اور اکتوبر مین شروع کیجاتی ہے، پودے دوسری جگہ منتقل کئے جاتے ہین، تحویل کے لئے چاند کے بڑھاؤ کا وقت زیادہ مناسب ہی۔

فصل

کرنب (کرم کلہ اور بند گوبھی) کی کاشت کا طریقہ

خ کا قول ہی کہ اسکو بقلۃ الانصار اندلسی اور کرنب نبطی بھی کہتے ہین، اسکی بہت سی قسمین ہین،

ایک صنوبری ہی، جو نہایت خوشرنگ ہوتا ہے، اور اس کا پھول بستہ اور چھوٹا ہوتا ہے، دوسرا نفی ہے، جسکے پتے بڑے ہوتے ہین، اور پھول سخت ہوتا ہے، تیسرا خوار کہلاتا ہے، جس کے پتے گول اور بڑے ہوتے ہین، اور گرہ لانبی اور پتلی ہوتی ہے، چوتھا دوری کہلاتا ہی، اسکی بھی دو قسمین ہین، ایک ترش ہوتا ہے، جس کو کرنب نبطی کہتے ہین، اس کے پتے کھڑے ہوتے ہین، اور گرہ چھوٹی ہوتی ہے، اور دوسرا حاجی کہلاتا ہے، جس کے پتے اٹھے ہوئے نہین ہوتے ہین،

ابن حجاج نے اپنی کتاب مین یونیوس کا قول نقل کیا ہے، کہ شور زمین مین اس کی کاشت اچھی ہوتی ہے، اس کا پودہ اگر منتقل نہ کیا جائے، تو ارد گرد کی زمین کوڑ کر جڑ مین تازہ گوبر لپیٹ دین، اور پھر مٹی سے چھپا دین، اس سے وہ لذیذ اور پھول بڑا ہوگا،

مرعوطوس کا قول ہے کہ کرنب کی کاشت جولائی یا اگست مین شروع کیجاتی ہے، بالیدگی کے بعد اسکو دوسری جگہ منتقل کردین، اس کی تحویل موسم سرما مین برفباری کے وقت اچھی ہوتی ہے، کیونکہ برف سے اس مین شیرینی پیدا ہوتی ہے، اور موسم گرما مین تو یہ خود گرم رہتا ہے،

بعض کا قول ہی کہ پہلی فصل اوائل مئی مین اور آخری وسط اگست مین شروع کیجاتی ہی، ہمارے یہان آخری فصل کا یہی وقت ہی، ص کا قول ہی کہ کرم کلہ کی کاشت کے لئے چکنی اور ذرا سخت زمین جس کا رنگ سفیدی اور زردی مائل ہو، کھاد والی زمین اور شور زمین موافق ہوتی ہے، نشیب کی زمین مین بھی یہ اچھی طرح ہوتا ہے، مرطوب میدانون مین بھی یہ بویا جاسکتا ہے، اور سب سے اعلیٰ زمین وہ ہی، جو کھاد کے بالکل ہمرنگ ہو،

ص کا قول ہے کہ کرم کلہ دو قسم کا ہوتا ہے، ایک تو موسم گرما مین کھایا جاتا ہے، اس کا پھول سفید، نرم اور اندر کی طرف مڑا ہوتا ہے، اس کو صنوبری کہتے ہین، اور دوسری قسم وہ ہی، جس کا پھول گلدستہ کی طرح کھلتا ہے، یہ زیادہ تر موسم سرما مین پیدا ہوتا ہے، گرما مین یہ اچھی طرح نہین ہوتا ہے، تلخی کے ازالہ کے لئے کنوان اور چشمہ کے پانی سے سیراب کرسکتے ہین، عام طور پر

کنوان کا پانی سرمائی کاشت مین اسوجہ سے نہین ڈالتے ہین، کہ پانی اور ہوا کی ٹھنڈک سے جڑ کو نقصان پہنچتا ہے، اگر کنوان ہی کا پانی ڈالنا ضروری ہو تو پانی مین انسان کا غلیظ ملا کر اس سے سیراب کرین،

کرم کلہ کی کاشت سال کے اکثر مہینون مین ہوسکتی ہے، جو کرم کلہ جاڑے مین کھایا جاتا ہے، اس کا تخم جون مین چھینٹا جاتا ہے، تخم ریزی سے قبل ہر کیاری کو ایک دو ٹوکری کھاد ڈالکر درست کرین، کھاد کی مقدار مین زمین کے لحاظ سے کمی بیشی کرتے رہین، مثلاً تلی سطح کی زمین جو ظاہر ازم اور اندر سخت ہو، اس مین کھاد زیادہ مقدار مین ڈالین، کھاد مٹی مین اچھی طرح مخلوط کردیجائے، اور پھر اس مین تخم چھینٹ کر مٹی سے چھپا دین، اس کے بعد بہت ہی ہلکے طریقہ پر ایک دو مرتبہ پانی سے سینچین، یہان تک کہ نمو شروع ہوجائے، تیز پانی ڈالنے سے احتیاط کرین، ورنہ تیز پانی تخم کو اپنی جگہ سے ہٹادے گا، اس کے بعد ہفتہ مین دو بار پانی سے سیراب کرین جب شاخ ایک انگل کے برابر نکل آئے، تو آب پاشی موقوف کردین، اور خراب گھاس کو زمین کوڑ کر نکالدین، اور جب کبھی پودون مین خشکی یا پیاس کے آثار ظاہر ہون، فوراً پانی سے سیراب کرین، اگست مین انکی گابھیان منتقل کردی جائین، دس کیاریون مین آدھ سیر تخم چھینٹ سکتے ہین، جو کرم کلہ کہ خریف مین کھایا جاتا ہے، اس کا تخم مارچ مین بویا جاتا ہے، اور مئی کے مہینہ مین انکی گابھی منتقل کی جاتی ہے، ان کے منتقل کرنے کے لئے سب سے بہتر جگہ پیاز، کدو، اور بیگن کے کھیت کی نالیان ہین، یا اس قسم کی زمینین زیادہ مناسب ہونگی، جن کو خوب جوت کر درست کیا گیا ہو، اور پانی سے خوب سیراب کی گئی ہون،

اس کی تحویل کا طریقہ یہ ہے، کہ جب پودہ اس صلاحیت کا ہوجائے، تو اسکو اسی طرح ڈنڈے کے سہارے اکھاڑین، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، پھر شب کو تیار شدہ کیاریون مین جسمین کھاد اور پانی اچھی طرح ڈالا گیا ہو، اسکو قطار سے لگادین، ہر پودہ کے درمیان ایک ہاتھ طول اور نصف ہاتھ عرض مین فاصلہ رکھین، عمل تحویل کے بعد ہی پانی سے سیراب کرین، جب گابھیان

زمین کو پکڑ لین تو زمین مین کوڑن کا عمل کرین، گرمی کے اثرات سے محفوظ رکھنے کیلئے کھیت کو خوب سینچین، میٹھا پانی اس کے لئے موافق ہوتا ہے، خریف مین اگر بارش زیادہ ہو، اور اس کے پودے کافی پانی مین ہون، تو آب پاشی کی ضرورت باقی نہین رہتی ہے، اگرچہ اس کا کثرت سے سیراب کرنا ہی مفید ہے، کیونکہ پانی کی زیادتی سے پتون مین سفیدی پیدا ہوتی ہے، اور کاشت جلد تیار ہوتی ہے، خصوصاً گرمی مین تو آب پاشی ہی سے اس کی بالیدگی مین اضافہ ہوتا ہے، اگر پانی کم ہوجائے تو اس مین ایک بد ذائقگی اور تلخی پیدا ہوجائے گی، حشرات الارض اس کاشت مین زیادہ پیدا ہوتے ہین، جب ایسی حالت ہو تو فوراً انجیر کی لکڑی کی راکھ چھڑکدین، اس سے کیڑے ہلاک ہوجائین گے، اور نئے کیڑے سے یہ کاشت محفوظ ہوجائے گی،

تن کا قول ہے کہ بالیدگی کے بعد جب پتے پھوٹ جائین، تو شوریا نمکین زمین کی مٹی کو پیس اور چھان کر پتون اور جڑون پر چھڑکین، ہر دس دن کے فاصلہ سے پانچ مرتبہ یہی عمل کرین، اس سے اس کا ذائقہ نہایت اچھا ہوگا، اور گرہ اچھی تیار ہوگی، بعض لوگون کی رائے ہے، کہ اس مٹی مین بورق خبز[1] ملا کر ڈالین، بعض کہتے ہین کہ صرف راکھ کافی ہوگی، اور بعض کہتے ہین کہ جب اس مین تین پتے نکل آئین تو اس پر نمک اور نطرون (کھلون) پیس کر چھڑکدین، اس کے پھول بڑے ہون گے، اور انکا ذائقہ لذیذ ہوگا،

شراب کے سکر کو یہ بہت روکتا ہے، اگر کوئی شخص کرم کلہ کے پتے کھانے کے بعد شراب پئے، تو اسکو نشہ تیز نہ ہوگا، کرم کلہ مین پکتے وقت اگر سرکہ ڈالدیا جائے، تو اس کا رنگ بالکل بدل جائے گا، اور یہ سخت ہوجائے گا، کرم کلہ کے بیج اگر چار سال یا اس سے زیادہ پرانے ہون تو انکی کاشت سے شلجم پیدا ہون گے، اور اگر اس شلجم کا تخم دوبارہ بویا جائے، تو کرم کلہ پیدا ہوگا، مین نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے، یہی حالت چقندر کے بیج کی ہے،

[1] بورق بورہ کا معرب ہے، بورہ خبز اس لئے کہتے ہین کہ روٹی پکانے والا، اس کو حل کر کے روٹی کے اوپر پکانے سے پہلے لگا دیتا ہے، جس سے پکنے کے بعد اسمین چمک آجاتی ہے،

طؔ مین ہے کہ کرم کلہ اور شلجم کے بیج ایک جگہ تین مہینہ تک رکھین، اور پھر انکو بوئین، تو سب کے سب شلجم پیدا ہون گے، کرم کلہ کی کاشت کھاد کی زیادتی کی متحمل نہین ہوتی ہے، اس لئے اس مین راکھ کی مقدار زیادہ ڈالی جاتی ہے، اس کے کھیت کو حائضہ عورت سے محفوظ رکھنا چاہئے،

مولف کہتا ہے کہ کرم کلہ کی پہلی فصل اشبیلیہ مین، مارچ کے مہینہ مین بوئی جاتی ہے،

طؔ مین ہے کہ اسکی تین قسمین ہین، ایک بستانی، دوسری بری، تیسری حوزی، بری سب سے چھوٹی قسم ہے، اس کے پتے اور پھول چھوٹے ہوتے ہین، اس کی زراعت کے لئے زیادہ تر نمکین زمین کی ضرورت ہوتی ہے لیکن حوزی اور بستانی کے لئے اچھی زمین کی ضرورت ہوتی ہے، اور ان کی کاشت میٹھے پانی سے سیراب کیجاتی ہے، ان مین ایک تو موسم سرما کے شروع مین اور دوسری قسم موسم گرما کی ابتدا مین بوئی جاتی ہے، اس آخری قسم مین تلخی اور کڑواپن زیادہ ہوتا ہے، اقلیم بابل کی کاشت مین تلخی اور نمکینی تو خصوصیت سے زیادہ ہوتی ہے، اس کا تخم ٹھہرے ہوئے پانی مین چھینٹا جاتا ہے، اور اوپر سے مٹی ڈالدی جاتی ہے، چھوٹے گڈھون اور کیاریون مین بھی تخم انگلیون سے ڈالدئے جاتے ہین، یہ زیادہ قوی اور اچھے ہوتے ہین، کیونکہ چھینٹا دن کی کاشت بغیر تحویل کے اچھی نہین ہوتی ہے،

فصل

قنبیط (گو بھی) کی کاشت کا طریقہ

خؔ کا قول ہے کہ قنبیط کا دوسرا نام کرنب شامی ہے، اس کی دو قسمین ہین، ایک صنوبری کہلاتی ہے، اور یہ بندھی ہوئی ہوتی ہے، اور دوسری کھلے پھول کی ہوتی ہے، اس مین پتے اور شاخین زیادہ ہوتی ہین، اور یہ کرم کلہ کے مشابہ ہوتی ہے

حؔ کا قول ہے کہ کھاد کے ہم رنگ زمین اس کے لئے بہت مفید ہوتی ہے، مارچ

یا اپریل کے مہینہ مین اسکی تخم ریزی کی جاتی ہے، طریقۂ زراعت یہ ہے کہ پہلے کیاریان تیار کی جائین، ہر کیاری مین دو تین ٹوکرے پرانی کھاد وغیرہ ڈال کر درست کرین، اس کے بعد تخم چھینٹ دین، اور انکو زمین کی مٹی سے اچھی طرح ملا دین، تاکہ تخم باہر نہ رہین، اس کے بعد دو تین مرتبہ ہلکے ہلکے پانی سے سیراب کرین، جب بالیدگی شروع ہو جائے اور گاچھیان ایک انگل زمین سے اوپر آجائین، تو آب پاشی روکدین، اور جب تک کہ اس مین پیاس کے آثار پیدا نہ ہون، پانی نہ ڈالین، جب اس مین خشکی ظاہر ہو، اور سیاہی چھا جائے، تو فوراً پانی ڈالین، اسکے بعد بھی ہفتہ مین ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ضرور پانی ڈالین،

دس کیاریون مین تقریباً آدھ سیر تخم ڈالین، اس کی تحویل کا وہی طریقہ ہے، جو کرم کلہ مین بیان کیا گیا، اس کی گاچھیان کیاری، مینڈ، اور مرتفع ٹکرون مین منتقل کی جاتی ہین، اس زمین کو بھی تحویل سے قبل جوت کر درست کرتے ہین، اور ہر کیاری مین کم سے کم تین ٹوکری اور زیادہ سے زیادہ چھ ٹوکری اچھی قسم کی کھاد ڈالتے ہین، زمین کی حالت کے لحاظ سے کھاد کی مقدار مین کمی بیشی کی جائے، زمین کمزور اور تپلی سطح کی ہو، تو اس مین زیادہ کھاد ڈالین، تاکہ اس کی اصلاح ہو جائے، ان کیاریون کو ایک دو مرتبہ پانی سے سیراب کرین، کیونکہ گاچھیون کے منتقل کرتے وقت زمین تر ہونا چاہئے، ہر دو پودون کے درمیان مین دو ہاتھ کا فاصلہ رکھین، اس کے بعد ہفتہ مین دو بار سینچتے رہنا چاہئے، بعض کا قول ہے کہ اس خالی جگہ مین جو دو پودون کے درمیان مین ہو، بتھوا وغیرہ لگا دیا جائے، تاکہ یہ زمین بھی مشغول رہے،

اس کے لئے میٹھا پانی بہت مفید ہے، تلخ پانی سے احتیاط کرین، ورنہ اس مین بیماریان پیدا ہو جائین گی، اگر خریف مین بارش کافی ہو، تو پھر آب پاشی موقوف کردین، جب اس مین گرہ کرم کلہ کی طرح نمودار ہو، اور اس مین سیاہی نظر آئے تو غلیظ مین پانی ملا کر کھیت مین ڈالین، اگر تم چاہتے ہو کہ اس کے پھول بڑے ہون، تو جڑ کے قریب کی زمین کھود کر اس مین

گوبر ڈالو، اور اوپر سے مٹی ڈالکر پانی سے سیراب کرو، اس عمل سے پھول بڑے ہون گے،

جس کاشت سے تخم لینا مقصود ہو اس کے پودے منتقل نہ کرو، کیونکہ تحویل مین اس کا تخم پہلی زمین مین رہ جاتا ہے، اس کی اعلی اور بہتر قسم وہ ہی جن کے پھول کیاریون مین متفرق جگہ پر کھلے ہوئے نکلتے ہین، اور پتے بڑے ہوتے ہین، اس مین آب پاشی کوڑن اور گھاس کر کھیت کو صاف کرنے کی بڑی ضرورت ہے البتہ پھول نکلنے کے بعد اس قسم کے عمل کی ضرورت باقی نہین رہتی ہے، زرد پھول کی گوبھی بہت اچھی ہوتی ہے، اس کے تخم سے بھی گوبھی پیدا ہوتی ہے، لیکن سفید پھول کے تخم سے کرم کلہ پیدا ہوتا ہے، مصنف کہتا ہے، کہ اسکی کاشت اشبیلیہ مین جنوری مین شروع کیجاتی ہے،

ظ مین ہے کہ گوبھی کی تین قسمین ہین، ایک بڑی دوسری متوسط، تیسری چھوٹی، بڑی سطح زمین سے اونچی ہوتی ہے، اور اس کا تنا ایک ہاتھ سے زائد ہوتا ہے، متوسط کا تنا تقریبا ایک ہاتھ کے برابر ہوتا ہے، اور چھوٹی صرف ایک بالشت اونچی ہوتی ہے، بڑی کا رنگ گہرا زرد ہوتا ہے، متوسط کا ہلکا زرد، اور چھوٹی کا رنگ سفید مائل بہ زردی، ان تمام کے لئے اقسام زمین مین سے سرخ زمین، سخت زمین اور نم زمین جس مین تھوڑی سی کھاد ہو زیادہ موافق ہوتی ہے، بالکل نرم زمین، نمناک زمین، اور کھوکھلی زمین زیادہ موافق نہین ہوتی ہے،

گوبھی کی زراعت اپریل مین کلب الجبار کے طلوع ہونے سے چند دن پہلے شروع کرتے ہین، اور جولائی مین بھی یہ بوئی جاتی ہے، ستمبر کے مہینہ مین اس کے پودے منتقل کئے جاتے ہین، اس کی کاشت کے لئے گوبر، غلیظ، گوبھی، کدو اور ہندبا کے پتے سب کو ملا کر خوب سڑائین اور اسکی کھاد تیار کرائین، اور یہی کھاد تھوڑی تھوڑی مقدار مین دیتے رہین، اس مین کھاد کی بہت ضرورت پڑتی ہے، اس لئے وقفہ سے کھاد ڈالین، ایک تخم ریزی کے بعد ڈالین، پھر تحویل کے بعد ڈالین، اور پھر جب کاشت تیاری کے قریب ہو، اسوقت ڈالین، کم سے کم

تین مرتبہ اسی طرح کھاد ڈالین، ٹھنڈا پانی، اور دکھنائی و بچھوا ہوا اس کے لئے نقصان دہ ہے، گوبھی کے سڑ جانے سے اس مین مچھر، چھپکلی، اور اسی قسم کے حشرات الارض پیدا ہوتے ہین،

ط مین ہے کہ انسان کی غلیظ گوبھی کی کاشت کے لئے مضر ہے، لیکن آدمی، گھوڑا، خچر، اور گدہے کا پیشاب مفید ہوتا ہے، چھوٹے چھوٹے گڈھون مین اس کے تخم چار پانچ ڈالدئے جائین، اور پھر ان کو مٹی سے چھپا کر پانی سے سینچا جائے، جب بالیدگی کافی ہو تو گابھیون کو منتقل کردین، متوسط قسم کی گوبھی اگست مین، اور چھوٹی گوبھی ستمبر مین بوئی جاتی ہے، گابھیان جب چار انگل کے برابر ہوجائین، توان کو اس دن منتقل کرین، جبدن ہوا ٹھنڈی چلتی ہو، آسمان صاف ہو، اور بارش کا خدشہ نہ ہو، اور یہی عمل اس کاشت مین کیا جائے، جو ربیع مین شروع کی جائے، مذکورہ قسمون مین تحویل کے بعد ہی غلیظ، گوبر اور مٹی کا سفوف ڈالین، جب پودے بڑے ہوجائین، تنا اونچا ہوا اور سیاہی ظاہر ہو تو کاشت کاٹ لین، گوبھی کا بڑا حصہ کھایا جاتا ہے، جو تنے کے سر کی حیثیت رکھتا ہے، (جسکو ہندوستان مین پھول کہتے ہین،) جو شخص اس کے پھول مین گہرا رنگ پیدا کرنا چاہے، وہ تخم کو زیتون، یا شہد یا میوہ کے شیرہ مین ڈبو کر بوئے، یا اسکو بوکر ان مین سے کوئی چیز ٹپکائے اور مٹی سے ان کو ڈھک دے، اس طریقہ سے یہ بہت اچھی قسم ہوگی، اور تمام آفات سے محفوظ رہیگی،

فصل

سلق (چقندر) کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اسکی چند قسمین ہین ایک بستانی دوسرے بری، بستانی سیاہ و سفید ہوتا ہے، اسی طرح بری بھی سفید و سیاہ مختلف رنگ کا ہوتا ہے، ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ چقندر بہت سفید اور بڑے بڑے ہون، توان کی جڑین

گوبر لپیٹ دو، اور پھر ان کو مٹی سے چھپا دو، اس کے بعد پانی سے سیراب کرو، چقندر کی کاشت کرم کلہ کے ساتھ ہوتی ہے، لیکن تحویل کے وقت چقندر کو مقدم رکھیں، کیونکہ اس میں نمو جلد ہوتا ہے،

ح کا قول ہے کہ اس کے لئے درخت کے نیچے کی یعنی سایہ کی زمین زیادہ بہتر ہے، اس جگہ پر آفتاب یکسان گرمی پہنچاتا ہے، اس کے علاوہ مرطوب اور روغن دار زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، البتہ ریتیلی اور پتھریلی زمین جس میں سختی ہو، موافق نہین ہوتی ہے، اس کی کاشت اپریل مین شروع کیجاتی ہے، پہلے جوتی ہوئی زمین مین کیاریان تیار کرین، ان مین ایک دو ٹوکرہ اچھی قسم کی کھاد ڈالین، تخم ریزی کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرین، بقیہ طریقۂ عمل وہی ہے، جو کرم کلہ اور گوبھی کی کاشت مین بتایا گیا ہے، جون کے مہینہ مین شام کے وقت گاچھیان اکھاڑین، اور دوسری کیاریون مین ایک قطار سے لگا دین، ہر دو پود ون کے درمیان طول مین ایک ہاتھ اور عرض مین ایک ہاتھ سے کچھ کم فاصلہ رکھین، اس کے بعد تازہ پانی سے فوراً سیراب کرین، کیونکہ تازہ پانی زیادہ مفید ہے، دس کیاریون مین تقریباً سیر بھر تخم ڈالا جاتا ہے، تخم ریزی کے لئے ایک سال کا تخم بہتر ہوتا ہے، ایک سال سے کم کے تخم سے اکثر ریشہ دار نرم اور خراب پھل نکلتے ہین، بعض کا خیال ہے کہ نئے تخم کو اگر کسی کپڑے مین لپیٹ کر تین دن کنوین مین لٹکا دین، اور پھر ان تخمون کو بوئین، تو یہ خرابی نہ پیدا ہوگی، اگر تم چاہو کہ چقندر کی پتیان بڑی ہون اور رنگ سفید ہو تو تحویل کے وقت تازہ گوبر لپیٹ دو، اور جڑ کی مٹی سے چھپا کر سینچو، اسی طرح اگر یہ چاہو کہ پھل بڑے ہون تو ہر جڑ مین چھری سے ایک شق کرو، اور اس شق مین پتھر رکھ دو، اور مٹی سے چھپا کر پانی سے سیراب کرو، اس سے پھل بڑے ہون گے، مصنف کہتا ہے کہ اشبیلیہ مین اسکی زراعت مارچ مین شروع کیجاتی ہے،

طا مین ہے کہ سلق (چقندر) مشہور نباتات مین سے ہی، اکثر ممالک مین اس کی کاشت

ہوتی ہے، اس کی شاخ، جڑ، اور پھل، سب کھائے جاتے ہین، اس کا سالن پکا کر کھایا جاتا ہے، اس کی تین قسمین ہین، ایک کا پھل بڑا، دوسری کا متوسط، اور تیسری کا چھوٹا ہوتا ہے، سال مین دو مرتبہ اسکی زراعت ہوتی ہے، پہلی فصل اوائل سرما یعنی اکتوبر مین بوئی جاتی ہے، بعض ستمبر مین بھی بوتے ہین، اور دوسری فصل نصف جون مین بوئی جاتی ہے، سوسا د کا قول ہے کہ ان تینون قسمون کی زراعت ستمبر سے نصف نومبر تک شروع ہو سکتی ہے، موسم گرما مین ان کی زراعت اچھی نہین ہوتی، ابتداے موسم سرما یا ابتدائے موسم برسات مین اسکی زراعت مین بالیدگی زیادہ ہوتی ہے، بڑے پھل والے چقندر کا رنگ گہرا سبز سیاہی مائل ہوتا ہے، پتیان چوڑی، بڑی نرم اور سرسبز ہوتی ہین، یہ قسم سیاہ چقندر کہلاتی ہے، چھوٹے پھل کے چقندر کے پتے چھوٹے اور نرم ہوتے ہین، سبزی ان مین بہت کم ہوتی ہے، اوسط درجہ کے پھل مین تنا ہوتا ہی، پتیان پتلی اور نوکدار ہوتی ہین، پھل کے نچلے حصہ مین گانٹھ ہوتی ہے، اور اوپر کا حصہ لانبا، نرم اور مستقیم ہوتا ہے، اسمین سبزی بہت کم ہوتی ہے، بلکہ اس کی سبزی زردی مائل ہوتی ہے،

درمیانی اور چھوٹی قسم اکتوبر اور بڑی قسم وسط جون مین بوئی جاتی ہے، اسکی کاشت مین آب پاشی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، اس کی تخم ریزی پانی مین چھینٹ کر اور چھوٹے گڈھون مین بھی کی جاتی ہے، بڑی اور چھوٹی قسم کی گاچھیان تحویل کی محتاج ہوتی ہین، کیونکہ اس کے بغیر وہ اچھی طرح نشو و نما نہین پا سکتی ہین، درمیانی قسم جس مین سبزی کم ہوتی ہے، اور پتیان باریک ہوتی ہین، چھوٹے گڈھون مین بوئی جاتی ہے، اس کے پودے تحویل سے کمزور ہو جاتے ہین، اس لئے تحویل کا عمل اس مین نہین کیا جاتا، اسکی کاشت مین کھاد زیادہ مقدار مین ڈالی جاتی ہے، انسان کی سڑی ہوئی غلیظ باریک مٹی اور گدھے کی لید وغیرہ کو خوب سڑائین، اور ان مین چقندر کا پتہ، ترکاریون کا بھوسہ، بقلہ باردہ (چاندنی بیل) پالک اور گئوسالہ کی وہ مٹی جہان پر گوبر ہو، ان سب کو خوب ملائین، اور ان کا

سفوف بطور کھاد کے استعمال کرین،

ہنغریت کا قول ہو کہ اگر نمکین زمین مین چقندر کی کاشت کی جائے، خواہ اس مین تخم چھڑکا جائے، یا پودہ لگایا جائے، تو اس کی نمکینی زائل ہو جائیگی اس زمین مین اگر کئی بار چقندر کی کاشت کیجائے، تو یہ زمین اس عیب سے پاک ہو جائے گی، اور وہ اچھی قسم کی زمین مین شمار ہو یلیگی؛ علمای فلاحت نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے، کہ چقندر کا پتہ اور اس کی جڑ سڑا کر اگر کسی کھاد مین ملائین، تو اس کھاد مین لزوجت پیدا ہو جائے گی، اور یہ ہر قسم کے نباتات کے لئے مفید ہو سکے گی، اس کا پتہ کھاد کو بہت جلد سیاہ اور متعفن کر دیتا ہے، اس بنا پر کھاد مین قوت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے، یہ کھاد تمام ان نباتات یا بقول مین دی جائے، جن کو شدید سردی سے نقصان پہنچا ہو، اس سے تمام اثرات دفع ہو جائین گے، یہ کھاد انگور کے لئے بھی مفید ہے، انگور کی جڑین کوڑن کر کے یہ کھاد بھر دین، اور مٹی سے چھپا دین، تو درخت کو بڑی قوت ملے گی،

ڈمین ہے کہ عام طور پر چقندر کو دھو کر اور چھیلکر اس کا اچار تیار کرتے ہین، بعض لوگ اس کو نمک سیاہ مرچ اور زیرہ وغیرہ کے ساتھ کھاتے ہین، بعض اُبال کر اور سالن مین ڈالکر بھی کھاتے ہین، اور بعض گوشت کے ساتھ پکا کر یا تنہا بھون کر کھاتے ہین، بھونتے مین مکھن اور زیتون کا تیل ڈالتے ہین، اس کی روٹی بھی کھائی جاتی ہے، اس طور پر کہ تین مرتبہ اسکو اُبالا جائے، ادر پھر اچھی طرح خشک کر کے پیسا جائے، اور اس مین دوسرا آٹا ملا کر روٹی پکائی جائے، لیکن اس کی یا اور اسی قسم کی دوسری چیزون کی روٹی اچھی نہین ہوتی ہے، سوسادنے اسکی روٹی پکانے کی ترکیب یہ بتائی ہے، کہ پہلے اس کو چھیلکر قاشین تراشین؛ پھر ان کو تین چار مرتبہ پانی مین ابالین، پھر خشک کر کے تل یا زیتون کے تیل مین تر کرین، اور تین چار دن تک اس کو ہوا مین سوکھنے کو ڈالدین، جب خوب خشک ہو جائین تو ان کو پیس ڈالین؛ اس آٹے مین جو، مین یا نشاستہ ملائین، یہ روٹی بدن کے لئے مقوی ہو گی؛

لیکن چقندر معدہ کا مخرب ہی، البتہ گھی، چربی، روغن وغیرہ اس کے مصلح ہین، اسکی روٹی کو باقلی کے پانی مین تر کرین، جب پانی جذب ہو جائے، تو اس مین زیتون اور تل کا تیل ڈالکر کھائین؛ معدہ اس کے مضر اثر سے محفوظ رہے گا، روٹی جلد ہضم ہو گی، اور آنتون سے جلد خارج ہو گی،

خ کا قول ہی کہ چقندر رائی کے ساتھ اُبال کر کھایا جاتا ہے، اگر رائی کے ساتھ نہ کھا سکین، تو پھر سرکہ ملا کر کھائین، خ کے علاوہ دوسرے علمائے فلاحت کا قول ہے کہ خام چقندر رائی گول مرچ، زیرہ اور کراویا کے ساتھ کھایا جاتا ہے اور اُبال کر روغن زیتون، روغن گل، سیاہ مرچ اور سرکہ کے ساتھ کھایا جاتا ہے، چقندر زخم کیلئے بہت مفید ہی، خواہ یہ زخم ملتوڑ ہو یا گوشت کی خرابی سے ہو،

فصل

حماص[1] (چوکا) کی زراعت کا طریقہ،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ حماص (چوکا) کا بستانی بقول مین شمار ہے، اس کی جڑ اور شاخین سب کھائی جاتی ہین، یہ جنگلون مین خود رو طریقہ پر بھی ہوتا ہے، اس کی پانچ قسمین ہین، چار تو بستانی کہلاتی ہین، اور ایک بری کہلاتی ہے، ایک بستانی تو بری کے مشابہ ہوتی ہے، صرف فرق اتنا ہوتا ہے، کہ اسکی پتیان موٹی اور سبز ہوتی ہین، بستانی مین سے ایک تو درختون کے نیچے یا پانی کے مقامات مین پیدا ہوتی ہے، یہ سخت ہوتی ہے، اور اسکی شاخین پتلی ہوتی ہین، بری کے پتے اور پودے بھی چھوٹے ہوتے ہین، اس کے پتے ہری بارتنگ کے مانند ہوتے ہین، اس مین دانے سرخ رنگ کے ہوتے ہین، یہ اس شاخ پر ہوتے ہین جو تنے سے نکلتی ہے، زبان اور منہ مین ان دانون سے سوزش پیدا ہوتی ہے؛

---

[1] فارسی مین ترشہ اور ہندی مین چوکا کا ساگ کہتے ہین، (محیط اعظم)

حماص اور نیشکر کی کاشت کا ایک ہی وقت ہے، اور تمام طریقۂ عمل وہی ہین جو چقندر وغیرہ کے لئے بتائے گئے ہین، اس کے پودے بھی منتقل کئے جاتے ہین، اور اس سے انکو قوت پہنچتی ہو، کھاد بھی اسی طرح ڈالی جاتی ہے،

اس کی جڑ کو دھو کر نمک اور پانی مین دو تین مرتبہ اُبالین، اور پھر خشک کر کے سالن یا گرم مصالحہ کے ساتھ کھائین، زیرہ، زیتون، سرکہ گول مرچ اور کرادیا کا سفوف جڑ اور تخم وغیرہ پر چھڑکدین، یا اسکی جڑ کو دو تین بار اُبالین، پھر اچھی طرح خشک کرنے کے بعد اسکو پیس ڈالین، اور روٹی پکائین، اس کی روٹی زود ہضم اور معدہ کیلئے ہلکی ہوتی ہے، یہ میٹھی چیزون کے ساتھ اور روغن کے ساتھ اچھی طرح کھائی جاتی ہے،

باب بست و چہارم ۲۴

اس باب مین ان ترکاریون کی کاشت کا بیان ہے کہ جو ذوات الاصول یعنی جڑ والی کہلاتی ہین، مثلاً شلجم، مولی، گاجر، پیاز، لہسن۔ گندنا۔ حب الزیم، شقاقول اور ترقاص کی زراعت کا طریقہ،

فصل

شلجم کی کاشت کا طریقہ، اسکو لفت بھی کہتے ہین،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی مختلف قسمین ہین، طویل رومی، مدحرج اندلسی، مدحرج کی چند قسمین ہین، جو مدور شامی اور ابیض مصری کہلاتی ہین، ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول منقول ہے کہ شلجم کی کاشت سال مین دو مرتبہ ہوتی ہے، اس کی زراعت کا وقت معتدل موسم ربیع سے ابتدائے موسم گرما تک ہی، یہ ان ترکاریون مین ہے، جو موسم سرما اور ربیع دونو مین کھائی جاتی ہین، موسم سرما مین شلجم بدذائقہ اور سخت ہوتا ہے، شلجم کی پہلی فصل نصف جولائی سے آخر اگست تک بوئی جاتی ہے، ابن حجاج اپنی رائے ظاہر کرتا ہے، کہ یونیوس کا یہ قول ہمارے ملک کی آب و ہوا کے لحاظ سے بہت صحیح ہے، اسی پر ہمارے یہان عملدرآمد ہے،

مق وغیرہ کا قول ہے کہ لانبے شلجم خریف اور ربیع دونون موسم مین بوئے جاتے ہین، اس کے لئے نرم اور ریتیلی زمین، خالص مٹی والی زمین اور کھاد کے مشابہ زمین موافق ہوتی ہے،

سخت زمین اس کے لئے زیادہ کارآمد نہین ہوتی، کیونکہ ایسی زمین مین شلجم کا اکھاڑنا دشوار ہوتا ہے،
اس کی کاشت کیلئے زمین کو گہرا جوتین کیونکہ شلجم زمین کی گہرائی کی حد تک لانبا ہوتا ہے، بعض وقت
یہ زمین کی اصلی سطح تک پہنچ جاتا ہے، مگر جب زمین خود کھوکھلی اور نرم ہو یا اچھی طرح جوتی گئی ہو،
تو یہ عیب نہین پیدا ہوگا، مولی اور گاجر کے لئے بھی گہری جوتی ہوئی زمین تیار کیجاتی ہے،

ص زمین ہے کہ لانبے شلجم کی کاشت مین کھاد زیادہ ڈالنے کی ضرورت نہین ہے، تخمون
کو کیاریون مین چھینٹ کر ہاتھ سے مٹی مین ملا دینا کافی ہوگا، اس کے بعد آہستہ آہستہ پانی سے
سیراب کرین، جب زمین مین خشکی یا سفیدی نظر آئے فوراً پانی سے سیراب کرین، جب بالیدگی شروع
ہو جائے، تو آب پاشی موقوف کر کے زمین مین کوڑن کرین، ضعیف اور خراب پودون کو نکالدین،
تاکہ دوسرے قوی ہو سکین، یا قوی پودون کو دوسری جگہ منتقل کردین، اس کے بعد خریف کی
بارش مین آب پاشی موقوف کردین،

ح کا قول ہے کہ قلت سیرابی سے بسا اوقات اس کی کاشت بہتر ہوتی ہے، اسی وجہ
سے اسکی کاشت اکثر اس زمین مین کیجاتی ہے، جو کھاد کے مشابہ ہوتی ہے، اس مین زیادہ آبپاشی
کی ضرورت نہین پڑتی، اس زمین مین خود یہ اچھی طرح ہوتا ہے، اسکی پہلی فصل اوائل اگست
مین بوئی جاتی ہے، لیکن وسط اگست مین بونا زیادہ اچھا ہے، دس کیاریون مین تقریبًا
چار تولہ، اور سو کیاریون مین آدھ سیر تخم ڈالین، ص نے یہ بھی لکھا ہے کہ پورے موسم سرما مین
اور کچھ دن موسم خریف مین کھایا جاتا ہے، اس کی کاشت گنجان ہوتی ہے، کیونکہ پھیلی ہوئی کاشت
مین شاخین زیادہ نکلتی ہین، اور پھل ہلکا ہوتا ہے،

ص کا قول ہے کہ گول شلجم کے لئے خالص مٹی کی زمین، کھاد کی مشابہ زمین موافق ہوگی،
اور میٹھا پانی یعنی کنوان و چشمہ کا پانی زیادہ نفع بخش ہوتا ہے، اس مین کھاد کی زیادہ ضرورت
نہین ہوتی ہے، البتہ زمین گہری جوتی جائے، اور سڑی کھاد ڈالکر درست کی جائے، اس کا
تخم اگست مین بویا جاتا ہے، اور موسم خریف مین شلجم کھانے کے قابل ہو جاتا ہے، اور جس کی

زراعت ربیع یعنی وسط مارچ مین کیجاتی ہے، وہ مئی و جون مین کھانے کے قابل ہوتا ہے، دس
کیاریون مین تقریبًا چار تولہ تخم ڈالین، اس کے بعد پانی سے سیراب کرین، اور کوڑن کا عمل
کرین، کمزور پودون کو نکالکر ہر دو پودون کے درمیان مین چار انچ کے برابر فاصلہ رکھین،
گول شلجم کے بھی پودے منتقل کئے جاتے ہین، تحویل کے بعد ہفتہ مین دو بار پانی سے سیراب کرین،
جب گاچھیان قوی ہو جائین تو جڑ کے قریب کی پھنگیان کاٹ ڈالین، تاکہ نمو کی قوت
اندر کیطرف لوٹ جائے، اور پھل بڑے ہو سکین، جسقدر پانی کم دیا جائے گا، اسی قدر شلجم
اچھا ہوگا، کیونکہ پانی کی کثرت سے اس مین سختی آجاتی ہے، دیر مین پکتا ہے اور بد ذائقہ ہوتا
ہے، لیکن گول شلجم لانبے شلجم کی بہ نسبت کھاد اور پانی کو زیادہ برداشت کرتا ہے، شلجم کی کاشت
اگر اس زمین مین کیجائے جس مین اس سے قبل وہ ترکاری بوئی گئی ہو، جو پانی کو زیادہ مرغوب
رکھتی ہے تو پھر اس زمین مین کافی مقدار مین کھاد ڈالنا چاہئے، کیونکہ پہلی کاشت مین پانی
کی کثرت نے زمین کی قوت نامیہ کو خراب اور اس کی رطوبت کو زائل کر دیا ہوگا، گول شلجم کا
تخم لانبے شلجم سے زیادہ موٹا ہوتا ہے، اس بنا پر گول شلجم کی زراعت لانبے شلجم کی بہ نسبت ہلکی
ہوتی ہے، دونون کی زراعت ایک ساتھ کرنے مین تخم ہموزن ڈالین تاکہ ایک کی کمی یا نقص
کو دوسرا پورا کر سکے، شلجم کا تخم اچھے پھلون سے لیا جاتا ہے، اور جن پھلون سے تخم لیا جاتا ہے،
وہ منتقل نہین کئے جاتے ہین، ح کی کتاب مین ہے کہ شلجم اس زمین مین نہ بویا جائے، جس مین
کتان بوئی گئی ہو، مصنف کا قول ہے، کہ اشبیلیہ مین گول اور لانبے شلجم ستمبر مین بوئے
جاتے ہین،

طا مین ہے کہ شلجم مشہور نباتات مین ہے، شام اور دیگر جزائر مین اس کے پھل اقلیم
بابل سے زیادہ بڑے ہوتے ہین، ان ممالک مین اوائل ستمبر سے اواخر اکتوبر تک اس کی
کاشت شروع کیجاتی ہے، اس کے لئے بھربھری زمین، شیرین زمین، روغن دار زمین اور وہ
زمین جس مین رطوبت ملی ہو، مناسب ہوتی ہے، ہلکی بارش مفید ہوتی ہے، اس کے تخم کو

چھینٹ کر بھی بوتے ہین، اور گڈھون مین بھی ڈالتے ہین، بالیدگی کے بعد دوسری جگہ کیاریان بنا کر منتقل کرتے ہین، شلجم کی چند قسمین ہین، ایک شلجم سب سے چھوٹا اور گہرا سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اور پتیان ہلکی اور نازک ہوتی ہین، اگر تم یہ چاہو کہ شلجم کا ذائقہ اچھا ہو تو کوڑن کے بعد اس مین گوبر اور مٹی پیس کر ڈالو، اور تھوڑی شراب ڈالکر گوبر اور مٹی سے ڈھک دو، اسطرح مہینہ مین کم سے کم چار یا پانچ مرتبہ یہ عمل کرو، ذائقہ کے ساتھ ساتھ اس کے پھل بھی بڑے ہونگے، پتیون سے پھل کے بڑے اور چھوٹے ہونے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، اگر پھل بڑا ہوگا تو شاخین لانبی اور اوپر کا حصہ نرم ہوگا،

ط مین ہے کہ شلجم پانی مین اُبال کر کھایا جاتا ہے، اُبال کر اس کا پانی پھینک دین اور تھوڑی دیر خشک ہونے کے لئے چھوڑ دین، پھر اس مین سرکہ، سماق (ہندی مین تترک کہتے ہین،) کا پانی، شیرۂ انگور خام، نمک اور روغن زیتون وغیرہ ملائین، اور کرا دیا، دارچینی وغیرہ کا سفوف چھڑکین، پھر روٹی سے کھائین، اس سے بدن قوی ہوتا ہے، بشرطیکہ ایک مناسب مقدار مین کھایا جائے، شلجم تمام بقول سے زیادہ نفع بخش ہے، شلجم کو خوب پکانا چاہئے، تاکہ اچھی طرح ہضم ہو سکے، جسقدر معدہ کا فعل صحیح ہوگا، اسی قدر اس کا جوہر تیار ہوگا، یہ اکثر دو مرتبہ اُبالا جاتا ہے، دوسری مرتبہ اُبالنے مین گرم پانی ڈالنا چاہئے، لیکن ایک دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسکو پہلے خالی پانی مین اُبالین، اور یہ پانی پھینک کر کسی دوسری چیز کے ساتھ پکائین، اس طرح ریاح کی تولید کم ہوگی، شلجم مقوی باہ ہے، اور کثرتِ جماع کی قدرت پیدا کرتا ہے، اس کے کھانے کا تیسرا طریقہ یہ ہے، کہ دو بار اُبال کر پانی پھینکدین، اور اس مین سرکہ، کانجی، زیتون ملائین، اور پر سے سداب، پودینہ، بادروج (تُلسی) مین سے جو میسر ہو، کاٹ کر ڈالین، اور پھر اسکو روٹی کے ساتھ کھائین، بعض جگہ شلجم اور گاجر ساتھ اُبالکر کھائی جاتی ہے، خ کا قول ہے کہ شلجم کو لوگ مختلف طریقون پر پکا کر کھاتے ہین، بعض نمک، پانی اور سرکہ مین ڈالکر سال بھر تک کھاتے ہین، یہ طریقہ بہت مفید ہے، شلجم

کو عموماً دو مرتبہ اُبال کر کھاتے ہین، رائی اور دوسری خوشبودار گرم مصالحہ کے ساتھ استعمال کرتے ہین،

فصل

جزر (گاجر) کی زراعت کا طریقہ جس کا دوسرا نام اسفنازیہ ہے

خ وغیرہ کا قول ہے کہ گاجر کی دو قسمین ہین، ایک بری اور دوسری بستانی، گاجر بری مین ایک زہر ہوتا ہے، جسمین پتیان زیادہ نکلتی ہین، ابن حجاج کی کتاب مین ہے، کہ گاجر اگست سے ستمبر تک بوئی جاتی ہے، یہ ان بقول مین ہے، جو سرما اور ربیع مین تیار ہوتی ہین، اس کے لئے گرما کا موسم اچھا نہیں ہوتا ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ شیرین زمین، نرم زمین، ریتیلی زمین. سیاہ اور باریک زمین اس کے لئے موافق ہوتی ہے، سخت اور پتھریلی زمین مین اس کا بونا اچھا نہین ہے، سخت زمین مین شاخین زیادہ پھوٹتی ہین، اور پتھریلی زمین مین سے اس کا اکھاڑنا مشکل ہوتا ہے، میٹھا پانی اس کے لئے مفید ہے، اس کے لئے زمین کو پہلے خوب جوتین، اور ہل گہرا چلائین، تاکہ دور تک کھد جائے، اور مٹی باریک ہو جائے، خوب جلتی ہوئی زمین مین گاجر موٹی اور بڑی ہوتی ہے، کیاریون مین اسی مقدار سے تخم ڈالین، جس کا ذکر دوسری فصلون مین کیا جا چکا ہے، آخر ستمبر اور اگست مین شلجم کی طرح تخم ریزی کیجائے، اور کنوان کے پانی سے فوراً سیراب کرین، جب نمو شروع ہو، تو آب پاشی کو روک دین، پھر جب ضرورت محسوس کرین، پانی ڈالین، ہفتہ مین ایک مرتبہ اس کھیت کا سینچنا ضروری ہے، لیکن فصل خریف مین جب متواتر بارش ہو، تو آب پاشی کم کر دین، البتہ کنوان کا پانی بوقت ضرورت ڈالتے رہین کیونکہ کنوان کا پانی گول شلجم، لانبے شلجم اور گاجر کے لئے مخصوص طور پر مفید ہے، بارش عموماً

ایک دن بیچ کرکے ہوتی ہے، اس لئے زیادہ سینچنے کی ضرورت نہین ہے، گاجر کی کاشت اگر ربیع زار زمین مین کیجائے تو انکھون کے نمودار ہونے کے بعد خراب پتون کو چھانٹ دین، کیونکہ ان پتون سے گاجر اچھی نہ ہوگی، تخم کی مقدار بڑے شلجم کے برابر رکھی جاتی ہے، اگر تم یہ چاہو کہ گاجر مین بال اور روان نہ پیدا ہون، بلکہ چکنی اور صاف ہو، تو دسمبر مین برف گرنے کے بعد اس کی کاشت کو پانی سے سیراب کرو، اس عمل سے وہ صاف اور چکنی ہوگی، اس کا تخم حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہی، کہ جو پودے اچھے ہون، ان کو کیاریون مین اسی طرح چھوڑ دین اور منتقل نہ کرین، جب ان مین بیج آجائین، تو ان کو اکھاڑ لین، اور تخم جمع کرلین، تخم کو خشک کرکے مٹی کے نئے ظروف مین رکھدین، اشبیلیہ مین گاجر نصف اگست مین بوئی جاتی ہے،

طؔ مین ہے کہ بستانی گاجر مشہور نباتات مین ہے، اس کی جڑ یعنی گانٹھ کھائی جاتی ہے، پتیان نہین کھائی جاتی ہین، اس کی دو قسمین ہین، ایک سرخ جو نرم اور ذائقہ مین اچھی ہوتی ہے، اور دوسری سبز جو زردی مائل ہوتی ہے، یہ سرخ گاجر سے موٹی اور سخت ہوتی ہے، گاجر ان بقول مین جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہین، زیادہ مقوی بدن ہے، کچی اور پکی دونون کھائی جاتی ہے، پکی ہوئی گاجر ہلکی اور زیادہ لذیذ ہوتی ہے، اقلیم بابل مین ۲۵ ستمبر سے ۵ اکتوبر تک اس کی زراعت کا وقت ہے، روزانہ اسکو ٹھنڈے پانی سے سیراب کرتے رہین، اس مین آب پاشی دوسرے بقول کے برابر ہوتی ہے، گاجر مدِرّ بول، مقوی مشتہی اور مفرحِ قلب ہے، اس کی زراعت کے لئے ٹھنڈا پانی اور شمالی ہوا زیادہ موافق ہوتی ہے، یہی دو چیزین مولی کے لئے بھی موافق ہوتی ہین، برف اس کے لئے مفید ہے، اسکو تراش کر سرکہ، کلونجی، زیتون اور دوسرے مصالحہ کے ساتھ کھاتے ہین، اس کا حلوہ شہد اور شیرۂ انگور وغیرہ کے ساتھ تیار ہوتا ہے، بعض لوگ تو روٹی کی جگہ صرف گاجر کھاتے ہین، یہ ان کے لئے کافی ہوجاتی ہے، کیونکہ یہ بھوک ماردیتی ہے،

سوساد کا قول ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ اس کی روٹی اس طور پر پکاتے ہین،

کہ اس کے ٹکڑے خشک کرکے پیستے ہین، اور اس مین گیہون، جو، چاول اور چنا وغیرہ کا آٹا ملاکر روٹی پکاتے ہین، اس کی روٹی مقوی بدن ہوتی ہے، جسکو میٹھے اور نمکین سالنون کے ساتھ کھاتے ہین، لیکن حلوہ وغیرہ کے ساتھ اس کا کھانا زیادہ مفید ہے، بدن کو فربہ بناتی ہی، گاجر بری کو زیادہ تر ادویہ اور گاجر بستانی کو زیادہ تر اغذیہ مین استعمال کرتے ہین،

فصل

فجل (مولی) کی زراعت کا طریقہ

طؔ مین ہے کہ یہ لانبی اور گول ہوتی ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ شلجم اور مولی کی کاشت سال مین دوبار ہوتی ہے، اس کی زراعت کا وقت وسط ربیع سے ابتدائے گرما تک ہے، سرما اور ربیع کے موسم مین کھائی جاتی ہے، جاڑے مین اس کا ذائقہ بہت تیز ہوتا ہے، اور اس مین حدت اور سختی ہوتی ہے، بعض کا قول ہے کہ مولی کی پہلی فصل اوائل اگست سے آخر اگست تک بوئی جاتی ہے، ابن حجاج کا قول ہی کہ یہی وقت ہمارے ملک کیلئے بھی مناسب ہی،

صؔ اور دوسرون کا قول ہے کہ مولی کے لئے کھاد کی مشابہ زمین، تر زمین اور سیاہ رنگ کی پتھریلی زمین جس مین مٹی زیادہ ہو، موافق ہوتی ہے، میٹھا پانی، کنوان کا پانی اور چشمہ کا پانی اس کاشت کے لئے نافع ہے، زمین حتی الامکان خوب گہری جوتی جائے، پھر اس مین کیاریان تیار کیجائین، اور ان کیاریون مین مینڈھین بنائی جائین، ہر دو مینڈ کے درمیان مین پانی کی چھوٹی نالیان بنائین، جس مین کسی بڑے نالے سے پانی لائین، تخم کو کسی آلہ مین رکھکر مینڈون پر چھینٹ دین، ہر دو تخم کے درمیان مین ایک بالشت سی زیادہ طول وعرض مین فاصلہ رکھین، تخم ریزی کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرین، پانی بڑی نالی سے

ان چھوٹی نالیون مین آئے گا، اوراس سے تمام قریب کی میڈین سیراب ہون گی، البتہ آغاضرور کرین کہ مینڈ کو ذرا چوڑی کردین، پانی چونکہ کم مقدار مین پہنچے گا، اس لئے ان مینڈون پر زراعت اچھی ہوگی، اورمولی سفید اور نرم ہوگی،

حؔ کا قول ہے کہ بالیدگی کے بعد آب پاشی موقوف کرکے کوڑن کا عمل کرین، اور کمزور گاچھیون کو نکالدین، یا پودے اگر گھنے ہون تو کم کردین، تاکہ دوسرے پودے قوی ہوسکین، اس کے لئے تحویل مفید ہوتی ہے، اس کی کاشت مین سینچنے کی زیادہ ضرورت نہین ہوتی ہے، جب پتیان سیاہ ہوجائین، اور یبوست کے آثار نمایان ہون تواسوقت پانی سے سیراب کرین، جب زمین خوب تر ہوجائے تو دوبارہ کوڑن کا عمل کرین، خشک دنون مین ہفتہ مین دوبار سینچین، اور بارش کے موسم مین اسکی بھی ضرورت نہین ہے،

طؔ امین ہے کہ اسکی پہلی فصل سرد ممالک مین نصف فروری سے اوائل اگست تک اور معتدل آب وہوا کے ممالک مین آخر اگست تک بوئی جاتی ہے، اس سے پہلے زراعت شروع کرنے سے مولی سخت ہوجاتی ہے، اور کھانے سے قبل اس مین ریشے پیدا ہوجاتے ہین، خریف اور موسم سرما مین یہ خوب کھائی جاتی ہے، دس کیاریون مین اس کا تخم کچھ کم پاؤ بھر ڈالا جاتا ہے، جو مولی کہ فصل خریف مین کھائی جاتی ہے، وہ کدو اور ککڑی کی طرح لکیرون مین بوئی جاتی ہے، اوراس مین کھاد بھی ڈالی جاتی ہے، جس کا ذکر آگے آئے گا، اس کی تخم ریزی کے بعد فوراً سینچین، جب اچھی طرح گاچھیان نکل آئین، تو زمین مین کوڑن کا عمل کرین، اور پانی سے سیراب کرین، اس موسم مین پانی کی کثرت مفید ہوتی ہے؛

بعض کا قول ہی کہ اگر مولی کے تخم کو زراعت سے قبل تیس دن تک شہد اور پانی یا شیرۂ انگور اور پانی یا کسی اور شیرہ مین تر کرین، اس کے بعد ان کو نکال کر فوراً بودین، تو یہ مولی بھی شیرین ہوگی، اور اگر تم یہ چاہتے ہو، کہ مولیان موٹی اور اچھی ہون تو تیار کی ہوئی زمین مین بانس کا ڈنڈا گاڑ کر سوراخ بناؤ، اور ان سوراخون مین بھوسہ اور کھاد اور اوپر سے خشک

مٹی ڈالو، اس کے بعد ہر سوراخ مین ایک یا دو تخم ڈالو جب یہ دونون قریب کے تخم بالیدہ ہون تو ان مین سے ایک کو نکال کر پھینک دو، تاکہ دوسرے کو پوری قوت مل سکے، اس طرح پر مولی نہایت موٹی تیار ہوگی، بلکہ قد مین اس ڈنڈے کے برابر ہوگی، یہی طریقہ لابنے شلجم کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے، اشبیلیہ مین مولی ستمبر مین بوئی جاتی ہے،

طؔ امین ہے کہ لانبی مولی اور گول مولی کے لئے ایک ہی قسم کی زمین ہوتی ہے، ٹھنڈی ہوا، ٹھنڈا پانی، اور اولے اسکو زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے، بارش کی کثرت بھی اسکی زراعت کے لئے مفید ہے، اسکی کاشت دونون طریقہ پر ہوتی ہے، تخم ریزی بھی ہوتی ہے، اور پودے بھی لگائے جاتے ہین، گاچھیون کو دوسری جگہ لگانا بھی مفید ہوتا ہے، اوائل ستمبر مین اسکی کاشت شروع ہوتی ہے، بعض لوگ تو اگست مین اس کی زراعت شروع کرتے ہین، لیکن یہ اقلیم بابل کے لئے مخصوص ہے، اس کی کاشت مین نہ علاج کی ضرورت ہی، اور نہ بار بار زمین کو درست کرنے کی، البتہ کوڑن کی اور مضر نباتات سے زمین کو صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، یہ دونون عمل شروع سے آخر وقت تک جاری رکھین، اس کے لئے مخصوص کھاد یہ ہی، غلیظ، کدو کے پتے باقلا کے پتے، ہیستان کے پتے، اور پوستہ وغیرہ ملائین اور کچھ دن سڑنے دین، جب یہ خوب سیاہ ہوجائے، تو مولی کی جڑ مین اس کھاد کو چھڑک دین؛ یہ کھاد اکثر بقول کے لئے مفید ہے، اس سے قوت نامیہ مین اضافہ ہوتا ہے، اس کھاد کو پانی مین ملاکر سینچین، یا اس کھاد کا سفوف جڑون پر چھڑک دین، اوپر سے باریک مٹی ڈالکر پانی سے سیراب کرین،

مولی کے خواص مین یہ ہے کہ آسودگی کے بعد اگر یہ کھائی جائے، تو اس سے کھانا فوراً ہضم ہوجائے گا، لیکن خلو معدہ مین اس کا کھانا مضر ہے، اس سے معدہ مین امتلائی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، ثقیل اور روغنی غذاؤن کے ہضم کرنے مین اکسیر ہے، گائے کا گوشت بھینس کا گوشت، جنگلی جانورون کا گوشت، انڈا اور کچی باقلا وغیرہ کو بہت جلد گلادیتی ہی؛

مولی کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ اسکو تھوڑے پانی مین خوب پکا کر پرانی کھانسی والے مریض کو اگر کھلائین تو بہت جلد کھانسی مین خفت پیدا ہو جائے گی،

گول مولی جسے شامی مولی بھی کہتے ہین، اسکی گاجھی، پھل اور پتے شلجم کے بالکل مشابہ ہوتے ہین، عموماً یہ مولی شلجم سے چھوٹی ہوتی ہے لیکن کبھی برابر اور کبھی بڑی بھی ہوتی ہے، یہ بہت زیادہ سفید ہوتی ہے، اور ذائقہ بھی بہتر ہوتا ہے ریت ملی ہوئی زمین اسکے لئے مفید ہوتی ہے، بارش کی کثرت سے یہ قد مین بڑی تر و تازہ اور شیرین ہوتی ہے، لیکن اگر یہ اچھی طرح سیراب نہ کی گئی، تو بہت تیز اور تلخ ہوتی ہے، بلکہ ذائقہ مین لانبی مولی کے برابر ہو جاتی ہے، یہی بد ذائقگی اسوقت بھی پیدا ہوتی ہے، جب کہ موسم سرما مین بارش نہ ہو، یا ٹھنڈی ہوا نہ چلے، یا یہ اچھی طرح سیراب نہ کیگئی ہو، یہ بالکل شلجم کے طریقہ سے بوئی جاتی ہے، اوائل ستمبر مین زراعت شروع ہوتی ہے اور آخر اکتوبر مین اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے، آخری فصل البتہ نومبر مین بوئی جاتی ہے، یہ بھی اچھی ہوتی ہے، کیونکہ موسم سرما مین ٹھنڈک اور ٹھنڈی ہوا سے اس مین نمو زیادہ ہوتا ہے، اور ٹھنڈے پانی سے دو گنا فائدہ پہنچتا ہے، یہ شلجم کی طرح گرم ہے، بلکہ بعض کے نزدیک شلجم سے زیادہ گرم ہے،

رازی نے کہا ہے کہ مولی مین تیزی اور تلخی ہوتی ہے، جو اُبالنے سے جاتی رہتی ہے، اس کے خواص مین یہ ہے کہ مولی کا تخم اور اس کا پوست پیسکر چہرہ پر لگائین، تو تمام جھائیان صاف ہو جائین گی، اس کا تخم پیسکر اگر پیا جائے تو زہر کا اثر زائل ہو جائے گا، اور قوت شہوانی مین اضافہ ہوگا، بچہ والی عورت اگر اسکو کھائے تو دودھ زیادہ ہوگا،

فصل
پیاز کی کاشت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ اس کی چند قسمین ہین ایک سرخ اور گول اور دوسری سفید اور گول

اور تیسری لانبی ہوتی ہے، ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ اسکی کاشت سرخ رنگ کی اعلے زمین مین ہوتی ہے، اوائل اپریل سے آخر مئی تک اسکی گچھیان لگائی جاتی ہین، اور اس کا تخم نومبر سے جنوری تک بویا جاتا ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے، کہ پیاز کے لئے سیاہ کھاد کے مشابہ زمین، نرم اور منتشر ذرات کی زمین، سخ زمین، اور وہ سفید زمین جو سرخ زمین کے مشابہ ہو موافق ہوتی ہے، معمولی سخت زمین مین بھی اس کی کاشت ہو سکتی ہے، ص کا قول ہے کہ نہر کا پانی اس کے لئے بہت مفید ہے، بعض کا قول ہے کہ کنوین کا ٹھنڈا پانی نہر سے زیادہ اچھا ہے، کیونکہ نہر کے پانی سے حرارت زیادہ ہو جاتی ہے، اس کی کاشت اگیتی شروع کی جاتی ہے، تاکہ تیار ہونے سے قبل اس مین سے پیاز کھائی جاسکے، اور جو بعد مین لگائی جاتی ہے، وہ خشک کرکے رکھی جاتی ہے جس زمین مین گاچھیان منتقل کرین، اس کو پہلے سینچین اور کھاد ڈالکر مین چار سے جوتین، اور پھر پھوڑے سے زمین برابر کرین تخم ریزی اس سے قبل دوسری زمین مین کیجائے، تاکہ جب تحویل کا وقت آئے تو ان کو اس تیار کردہ زمین مین منتقل کر دیا جائے،

پہلی فصل کی پیاز جسکو جبلین کہتے ہین، گرما مین سبزی کی طرح کھائی جاتی ہے، اسکی کاشت کے لئے آفتاب کے رخ کی زمینین منتخب کیجائین، اور زمین کی تیاری کے بعد اسمین کیاریان تیار کیجائین، اور ہر کیاری مین زمین کی حالت کے لحاظ سے کھاد اور مٹی ڈالین، اور پھر ان مین اچھے تخم چھانٹ کرکے بوئین، اور مٹی مین ملا دین، اس کا خیال رکھنا چاہیے، کہ گاچھیان قریب قریب اگین، تاکہ شدید سردی کے وقت یہ خراب نہ ہو جائین، اس کی تخم ریزی کا وقت اکتوبر مین ہے، تخم ریزی کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرین، اور کبھی اسکی زمین کو خشک ہونے کا موقع نہ دین، جب پتے نمودار ہو جائین، تو آب پاشی موقوف کر دین تاکہ بارش اور ٹھنڈی ہوا سے فائدہ اٹھا سکے، نصف جنوری کے بعد پھر سینچنا شروع کرین، اور یہ سلسلہ نصف فروری تک جاری رکھین، جب تحویل کے قابل ہو جائین، تو ان کو منتقل

کردین، کیونکہ پہلی زمین مین چھوڑنے سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے، کہ ان مین شاخین زیادہ نکل آتی ہین، اس لئے جب تحویل کی صلاحیت پیدا ہوجائے فوراً منتقل کردین،

پیاز کی آخری فصل یعنی وہ پیاز جو خشک کرکے رکھی جاتی ہے، جنوری کے آخری ہفتہ مین بوئی جاتی ہے، جب اسکی پنیری مین تھوڑی سبزی باقی رہتی ہے، تو اسکو ذخیرہ کے طور پر رکھدیتے ہین، پیاز کی زراعت کا عام وقت اوائل اکتوبر سے آخر نومبر تک ہی، اور اس کی گاچھیان اپریل اور مئی مین منتقل کی جاتی ہین، اور ذخیرہ کی پیاز اگست مین منتقل کیجاتی ہے،

فصل

پیاز کی پہلی، درمیانی اور آخری فصل کی گاچھیون کو کیاریون، مینڈون اور نالیون مین منتقل کرنیکی ترکیب، اس کام کیلئے خاص طور پر مینڈ بنانے کا طریقہ، جو اہل صقلیہ کی طرف منسوب ہے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تعمیر شدہ زمین مین مرتفع لکیرین (مینڈ) کی شکل کی قائم کی جائین، اور ہر دو لکیرون کے درمیان نالیان بنائی جائین، اور ان نالیون کا تعلق کسی بڑی نالی سے رکھین، تاکہ ان نالیون کے ذریعہ کیاری سینچی جاسکے، اور ان مینڈون کو دونون جانب سے پیر سے دباکر مسطح کردین، تاکہ پانی کے زور سے مینڈ ٹوٹ نہ جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو آدمی مقابل سے نالی مین اس طرح کھڑے ہون، کہ یہ مرتفع لکیر یعنی مینڈ ان کے درمیان مین واقع ہو، پھر پیر سے دونون طرف کنارون کو برابر کردین تاکہ مینڈ کی شکل پوری ہوجائے،

پیاز کی گاچھی اسی طرح اکھاڑکر منتقل کی جاتی ہے، جسطرح دوسرے بقول کی تحویل کا طریقہ بتایا گیا، اوپر کی پتیان لگاتے وقت چھانٹ دیجاتی ہین، اس کے بعد ایک چھوٹے ڈنڈے سے مینڈ کے دونون کنارون مین سوراخ کرین اور ہر دو سوراخ کے درمیان مین نصف بالشت فاصلہ رکھین، ان سوراخون مین گاچھیان لگادین، یہی عمل مینڈ کی دوسری جانب کرین، گویا مینڈ کے دونون جانب پیاز کی دو قطارین لگائی جائین، اسی طرح تمام مینڈ مین گاچھیان جمادین، اس کے بعد بڑی نالیون سے چھوٹی نالیون کو سینچین، تاکہ پانی پوری کیاری مین پھیل سکے، یہی طریقہ عمل اس پیاز مین رائج ہے، جو ذخیرہ کے طور پر رکھی جاتی ہے، اس طریقہ پر اس کی پوٹی بڑی اور گول ہوتی ہے، حق مین ہے کہ یہ طریقہ عمل اہل صقلیہ مین رائج ہے اور یہ اچھا طریقہ ہے،

احواض یعنی کیاریون) کے تیار کرنے کا طریقہ ابتدائے کتاب مین بتایا گیا ہے، ان کیاریون کو پرانی کھاد سے درست کرین، اور ان مین پیاز کی گاچھیونکو ایک قطار سے لگادین، وہ پیاز جو کاٹنے سے قبل کھائی جاتی ہے، اس کی تحویل کا عمل بہت پہلے کیا جاتا ہے، جب پتیان نمودار ہوتی ہین، اسی وقت لگادیتے ہین، تاخیر سے پتیان زیادہ نکلتی ہین، گاچھیونمین ایک بالشت سے کم فاصلہ رکھتے ہین، ذخیرہ کی پیاز مین اتنی تاخیر کرتے ہین کہ گاچھیان اچھی طرح تیار ہوجاتی ہین، کیونکہ اس کی چھوٹی گاچھیان گرمی سے جل جاتی ہین،

تحویل کے بعد بھی برابر پانی سے سیراب کرتے رہین، اور کبھی مٹی کو خشک ہونے نہ دین، جو گاچھیان اپریل مین منتقل کی جاتی ہین، وہ مئی مین منتقل کئے ہوئے پودون سے اچھی ہوتی ہین، اور جو مئی مین منتقل کئے جاتے ہین، وہ جون کے پودے سے اچھے ہوتے ہین، ذخیرہ کی پیاز جب بڑی ہوجائے، تو آب پاشی روکدین، اور پیر سے اس کے کھڑے پتون کو زمین مین دبادین، تاکہ نمو کی قوت گانٹھ کی طرف لوٹ جائے، اس عمل سے پیاز زیادہ بڑی ہوگی، اور اگست تک اس کی حالت اچھی رہے گی، اگر تم بڑی گانٹھ کی پیاز تیار کرنا چاہتے ہو تو چھوٹی

گاچھیون کو منتقل کرو، اور اوپر کے باریک نوکیلے پتے کو آہستہ سے کاٹ ڈالو، اور ہر ایک پر باریک کپڑا رکھدو، جو پیاز سرخ زمین مین بوئی جاتی ہے، وہ سرخ ہوتی ہے، اور جو خالص سفید زمین مین بوئی جاتی ہے، وہ سفید ہوتی ہے،

تحویل کی کاشت مین دس کیاریون مین ڈیڑھ سیر تخم ڈالین، پیاز کی آخری فصل مین گاچھیان جب ایک انگل کے برابر ہوجائین، تو اسکو بلاناغہ سینچے رہین، اور خراب گاچھیون کو چھانٹ دین، تاکہ بقیہ اچھی طرح اُگ سکین، خریف زار زمین مین بھی اس کی کاشت کیجاتی ہے، مگر اس کے لئے کوڑے والی زمین یا وہ زمین جو خوب جوت کر درست کیگئی ہو، اور کھاد کی کثرت سے بالکل نرم ہوگئی ہو موافق ہوتی ہے، ان مین بغیر آب پاشی کے اس موسم مین پیدا ہوسکتی ہے،

ص کا قول ہے کہ تخم حاصل کرنے کیلئے پیاز کی اچھی اور بڑی پوٹیان لی جائین، انکو سیاہ کھاد کی مشابہ زمین مین ایک قطار سے بوئین، ہر دو پوٹی کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھین، لگانے کے بعد ان کو چار انگل مٹی سے ڈھک دین، انکی زراعت کا وقت اوائل اکتوبر سے آخر جنوری تک ہی، بعض کے نزدیک اس سے قبل بھی شروع کرسکتے ہین، لیکن سب سے بہتر وقت جنوری کا ہے، اگر تم چاہو کہ پیاز کی پتیان زیادہ پھوٹین تاکہ تخم کثیر مقدار مین حاصل ہون تو پیاز کے اوپر کا نصف حصہ کاٹ کر پھینک دو، پینڈی کے حصہ کو زمین مین بودو، اس طرح پر پتیان زیادہ نکلین گی، اور تخم زیادہ حاصل ہون گے، کیونکہ ہر پتی مین تخم نکلتا ہے، جب پھول نمودار ہون، فوراً سینچنا چاہئے، بلکہ آب پاشی کا سلسلہ جاری رکھین، ان مین جب تخم تیار ہوجائین، تو یہ نکال لے جائین، اور خشک کرکے مٹی کے نئے ظروف مین رکھدین،

بعض کا قول ہے کہ پیاز اگر کوئلہ کی آگ پر بھونی جائے، تو اس سے اس کی تیزی بالکل زائل ہوجائے گی، اور یہی حال لہسن کا ہوتا ہے، کثرت سے پیاز کا استعمال چہرہ پر چھائین

اور داغ پیدا کردیتا ہے، بستانی پیاز مین انکی جڑ یعنی پینڈی، اس کے نرم اور باریک پتی اور ان کا مغز کھایا جاتا ہے، اس کی تین قسمین ہین، ایک لانبی ہوتی ہے جو بہت تیز اور تلخ ہوتی ہے، دوسری بالکل گول ہوتی ہے، اور تیسری دونون کے درمیان ہین نہ زیادہ گول نہ زیادہ لانبی ہوتی ہے، ذائقہ کی تیزی مین بھی متوسط حیثیت رکھتی ہے، اس بنا پر یہ دونون سے اچھی ہوتی ہے، یہ تینون قسمین سفید یا سرخ رنگ کی ہوتی ہین، اس کی زراعت ستمبر و اکتوبر مین شروع کیجاتی ہے، اور بعض نومبر مین بھی اسکو بوتے ہین، اس کا تخم چھینٹ کر بھی بویا جاتا ہے اور چھوٹے گڈھون مین بھی ڈالا جاتا ہے، تھوڑے نمو کے بعد تحویل کا عمل کرتے ہین، کیونکہ تحویل کے بغیر نہ تو کاشت اچھی ہوگی، اور نہ پیاز بڑی ہوگی، اس کیلئے معتدل موسم سرما اور مناسب ٹھنڈا پانی بہت مفید ہوتا ہے، کھاد کے باب مین تفصیلی طور پر انکی کھاد کے متعلق بحث کیجاچکی ہے، اس کی زراعت کیلئے پھیکی، شیرین، روغن دار، لزوجت دار اور معتدل درجہ کی مرطوب اور یابس زمینین موافق ہوسکتی ہین،

ط مین ہے کہ اس کی خواص کے متعلق لوگون کا بیان ہی کہ کاشتکار کو خالی پیٹ اسکو بونا چاہئے، اور اس سے قبل اسکو پیشاب و پاخانہ سے بھی اچھی طرح فراغت کرلینی چاہئے، بلکہ تخم کو اسوقت ہاتھ لگائے، جب وہ ان ضروری حاجتون سے فارغ ہوجائے اور معدہ مین کوئی چیز باقی نہ رہجائے، جو کاشت کار اس کا خیال نہ کرے، یعنی حوائج ضروریہ مین سے کسی ایک کو روک کر اس نے تخم ریزی کی تو یہ کاشت خراب ہوجائیگی، اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پیاز مین تیزی کے بجائے شیرینی پیدا ہوجائے تو اسکو چاند کے بڑھاؤ کے دنون مین طلوع زہرہ کے متصل بوؤ، اس مین عرق زیادہ ہوگا، اور تیزی کم ہوگی، اسی طرح اس کے تخم کو روغن زیتون یا شہد مین تر کرکے بودو، تو اس کا ذائقہ شیرین اور ہلکا ہوگا، ان دونون طریقون سے جو پیاز تیار ہو وہ بھی کھائی جائے، کیونکہ یہ پیاز

کچی ہی لذیذ ہوتی ہے، اور جو کچی مین لذیذ ہوگی، وہ پکانے کے بعد لذیذ تر ہوگی،
سٹوریت کا قول ہے کہ کاشت کار کو چاہیئے، کہ تخم کو آنکھ سے دیکھ دیکھ کر نہ بوئے
بلکہ پیچھے سے چھڑک دے، اس طرح تخم ریزی سے پوٹیان بڑی ہون گی، بشرطیکہ ان مین تحویل
کا عمل کیا جائے، اس مین سر اجلد نکلے گا، اور کاشت اچھی ہوگی، اور اگر یہ کھائی جائے تو
دردِ سر نہ پیدا کریگی،

اس کی گاچھیان منتقل کرتے وقت کاشت کار کو ننگے سر ہو کر لگانا چاہیئے، اس سے
پیاز پر پوست زیادہ آئے گا، اور یہ اچھی ہو گی، کم پوست والی پیاز زیادہ تیز ہوتی ہے
نرم ہوتی ہے، اور پکنے کے بعد اس کا رنگ اور ذائقہ بدل جاتا ہے، کسانون کو چاہیئے کہ
تخم ریزی اور کوڑن کے وقت کوئی میٹھی چیز کھاتے رہین، یہ مضحکہ انگیز طریقہ عمل پیاز کے ذائقہ
مین شیرینی پیدا کرتا اور اسکی تیزی کو کم کرتا ہے، تحویل کے بعد جب تفتیش یعنی کوڑن کرین،
تو مذکورہ کھاد ڈالکر اسکو چھپا دین، پیاز اور گاجر ایک ہی طرح کی زمین مین بوئی جاتی ہے یعنی
کھاد اور مٹی ملی ہوئی زمین یا پانی کے قریب کی سیاہ زمین زیادہ کار آمد ہوتی ہے، اس کی
گاچھیان لگاتے وقت ہر گاچھی کے ساتھ خرما کی ایک گٹھلی رکھدین، یا تخم ریزی کے وقت
کاشت کار ہاتھ مین تیل لگا کر تخم کے ساتھ خرما کے چند دانے بھی رکھ لے اور اسی طرح چھینٹا
شروع کرے، یہ طریقہ ذائقہ کی اصلاح کے لئے رائج ہے،

پیاز کی دراصل پوتی یعنی گانٹھ کھائی جاتی ہے، اس کے تازے اور نرم پتے اور
اسکے قریب کا مغز بھی کھایا جاتا ہے، پیاز اور اسکی نرم پتیان اگر گوشت مین ڈال کر پکائی
جائین تو یہ گوشت کو گلا ڈالتی ہین، اور اسکی بدبو یعنی بسیندھی کو زائل کر دیتی ہین، اور
ذائقہ درست کر دیتی ہین، پیاز جسم کے اخلاط کی اصلاح کرتی ہے، جو شخص اس کی
تیزی کو دور کر کے کھانا چاہتا ہے تو اسکو دو تین مرتبہ پانی مین اُبال کر کھائے تاکہ اس کی تلخی
بالکل جاتی رہے، ہر مرتبہ دوسرا پانی ڈالے، اس طرح اس کا ذائقہ اچھا ہوگا، اور یہ مقوی

بدن ہوگی، خالی پیاز دماغ و بصارت کو نقصان پہنچاتی ہے، بلکہ دردِ سر پیدا کرتی ہے،
اس لئے اسکی اصلاح ضروری ہے، بعض لوگ نمک اور روٹی کے ساتھ بھی کھاتے
ہین، کچی پیاز کے کھانے سے منہ مین بدبو پیدا ہوتی ہے، جو دیر تک باقی رہتی ہے، اس
قسم کی مغلظ دہن اشیا کھانے کے بعد فوراً موتی کھالین یا کچی باقلی پیسکر کھالین یا دھنیا بھون
کر کھالین، یا روغن زرد گرم کر کے پی جائین، یا بھنا ہوا چنا یا تلا ہوا زیتون کھائین، ان
تمام چیزون سے منہ کی بدبو جاتی رہے گی،

ط کا قول ہے کہ پیاز کو دو تین مرتبہ میٹھے پانی مین اُبالنے کے بعد استعمال کرنا چاہیئے،
ہر مرتبہ تازہ پانی ڈالنا چاہیئے، اس طرح اس کی تمام خرابیان زائل ہو جائین گی، اور
اسکے کھانے سے کوئی نقصان نہین ہوگا، اس کے نقصان سے محفوظ رہنے کا ایک
طریقہ یہ بھی ہے کہ اسکو سرکہ مین تر کر کے کھائین، ایک طریقہ یہ ہے کہ پیاز کو نمک کے ساتھ
اُبالین، اور پھر اس مین کلونجی، زیتون اور کراویا کا سفوف ڈالین، کچی پیاز کو نمک اور
پانی سے کئی بار دھوئین، تاکہ اس کی تیزی جاتی رہے، اور اس کے کھانے کے بعد بدبو
کے ازالہ سے کدو کا مغز کھالین، لانبی پیاز گول سے کم تیز ہوتی ہے، اور سفید سرخ سے
اور تر خشک سے کم تلخ ہوتی ہے، رازی کا قول ہے کہ پیاز لہسن اور چربی ایک ساتھ استعمال کرنا
سخت مضر ہے، اس کے مضر اثرات سے بہت لوگ ناواقف ہین،

فصل

لہسن کی کاشت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ لہسن بھی بری و بستانی ہوتا ہے، اس کی ایک قسم بہت سرخ اور بڑی
پوتی کی ہوتی ہے جس کا نام قشنطولی ہے، بقیہ قسمون کا نام صقالی، کراثی اور سبائی ہے،

لہسن مین تخم نہین ہوتا، ابن حجاج کی کتاب مین یونیوسس کا قول اس طرح منقول ہے کہ لہسن سفید زمین مین اچھی طرح ہوتا ہے، بھربھری زمین کو خوب جوت کر اسکے پودے لگائے جاتے ہین، اس طرح اس کی گانٹھ بڑی ہوتی ہے، اس کی زراعت غروب ثریا کے وقت یعنی وسط نومبر سے آخر تک کی جاتی ہے، دوسرون کا قول ہے کہ اگیتی فصل اوائل اکتوبر مین بوئی جاتی ہے، اور آخری فصل یعنی وہ لہسن جسکی جوین چوڑی ہوتی ہین، دسمبر مین بوئی جاتی ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی کاشت کے لئے سیاہ کھاد کی مشابہ زمین، تر زمین، روغن دار زمین، سیاہ اور نرم زمین، وہ زمین جس کا ظاہری حصہ نرم اور باطنی سخت ہو، اور سفید نرم زمین موافق ہوتی ہے، ان مین اسکی پوٹیان بڑی ہوتی ہین، زیادہ سخت زمین مین اس کی کاشت اچھی نہین ہوتی ہے، کیونکہ سختی کی وجہ سے پوٹیان نوکیلی نہین ہوتی ہین،

ط آمین ہے کہ اس کے لئے پرانی کھاد مفید ہوتی ہے لیکن کھاد کی کثرت کا یہ متحمل نہین ہوتا ہے، اسی طرح آب پاشی بھی صرف ایک مرتبہ کافی ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ پوری مدت مین تین بار پانی ڈالا جاتا ہے، اوائل موسم ربیع مین اگر تشنگی کے آثار نمودار ہون تو ایک مرتبہ سیراب کرین، ط کا قول ہے کہ اگیتی فصل یعنی وہ لہسن جس کی بوین پتلی اور باریک ہوتی ہین، اکتوبر مین اور آخری فصل جنوری مین بوئی جاتی ہے، جنوری ہی کے مہینہ مین مقشنطولی کی گاچھیان لگائی جاتی ہین، اس کی زراعت کا طریقہ یہ ہے کہ تیار کی ہوئی کیاریون مین خطوط بنائین، اور ان مین اس کی ایک ایک جو بو دین، یہ خط آٹھ انچ گہرا رکھا جائے، ط آمین ہے کہ چوڑی مینڈ اہل صقلیہ کے طریقہ پر پیاز کی طرح اسمین بھی بنا سکتے ہین،

سیراب شدہ مینڈ یا کیاریون مین لہسن کو ڈنڈے یا کسی آلہ مین رکھکر چھینٹین، ایک بالشت کے فاصلہ مین پانچ جوین ڈالین، جو کا پتلا اور نوکیلا حصہ اوپر کی جانب رکھین اور تخم ریزی کے بعد ایک انگل مٹی ڈالین، ص کا قول ہے کہ مینڈ کی سطح کو پیر سے اچھی طرح برابر کردین،

اور پھر ان جوون کو ہاتھ سے ڈالدین،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ سو کیاریون مین لہسن مقشنطولی یعنی جس کی جو موٹی اور بڑی ہو ڈیڑھ سیر کے وزن سے ڈالین، اور پتلی جوین پو ڈالین، ان کے جمانے کے بعد فوراً آب پاشی کی ضرورت نہین ہے، جب تک زمین تر ہو دوبارہ پانی نہ ڈالین، بالیدگی کے بعد گوڑان کرین، گوڑنے مین زمین کو زیادہ کھولنے سے احتراز کرین،

خریف زار اراضی مین بھی لہسن کی کاشت ہوتی ہے لیکن گوڑنے والی زمین موافق ہوتی ہے، سیاہ کھاد کے مشابہ زمین نرم اور تر زمین مین بھی یہ اچھی طرح ہوتا ہے، بعض کا خیال ہے کہ اس کی زراعت چاند کے گھٹاؤ کے وقت شروع کرنا چاہیئے اور اگر محاق کے دنون مین (یعنی جن آخری تاریخون مین چاند غائب ہوتا ہے) اس کی زراعت شروع کیجائے، تو اس مین بدبو نہ ہوگی، زراعت سے قبل لہسن کی جو کو دودھ یا شہد مین دو دن تک تر کرین، اور اس کے بعد ان کو بوئین تو یہ لہسن اچھا اور بدذائقگی سے پاک ہوگا، بلکہ اس مین شیرینی ہوگی، اس کی پہلی فصل جو کی کٹنی کے وقت اکھاڑی جاتی ہے، جو لہسن بطور ذخیرہ رکھا جاتا ہے، وہ اگست مین اکھاڑا جاتا ہے، مصنف کہتا ہے کہ اشبیلیہ مین بستانی لہسن اوائل اکتوبر مین اور مقشنطولی اوائل دسمبر مین بویا جاتا ہے،

ط آمین ہے کہ لہسن کی جو اولاً بوئی جاتی ہے، اس کے بعد جب گاچھیان تیار ہوتی ہین، تو دوسری جگہ منتقل کر دیتے ہین، اس کی تین قسمین ہین، بری و بستانی، بستانی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک کی جو باریک ہوتی ہے، اور دوسری مین جو نہین ہوتی، بلکہ مسلم گانٹھ ہوتی ہے، اکثر خاصیت مین وہ پیاز کے مشابہ ہوتا ہے، اور زراعت کا طریقہ بھی ایک ہی ہے، ط آمین ہے کہ یہ آخری قسم پیاز کی ایک صنف ہے، جو ذرا زیادہ تیز و تند ہوتی ہے،

ط آمین اس کے خواص کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لہسن جس کھانے مین ملا یا جائے وہ خراب اور متعفن نہین ہوگا، لہسن سے انسان کو کوئی نقصان نہین پہنچتا ہے، بلکہ

اس سے معدہ کا ہضم درست ہوتا ہے، لہسن مین شدید سردی کے برداشت کرنے کی بہت بڑی قوت ہے، اگر یہ پکا کر چاول وغیرہ کے ساتھ کھایا جائے یا کھانا کھانے کے بعد کھایا جائے تو شدید سردی سے بچائے گا، اور ہمیشہ کھاتے رہنے سے سردی رعشہ یا کپکپی پیدا نہ ہوگی، لہسن کو چھیلکر زیتون کے ساتھ خوب پکائین، اور تیز آنچ پر رکھ کر خوب ہلائین، تاکہ اسکی قوت پوری نکل سکے، اس کے بعد ٹھنڈا کرکے اسکو نچوڑین، اور روغن زیتون مین ملادین، اسی روغن کو وہ مسافر بطور تدہین کے استعمال کرین جو اکثر سرد ممالک مین سفر کیا کرتے ہین، تو اس سے سردی کم محسوس ہوگی، اور کسی قسم کا نقصان نہین پہنچے گا، برف اور اولون کے ضرر سے وہ مامون رہین گے،

سوساد کا قول ہے کہ لہسن کی تیزی ایک ترکیب سے زائل کی جاتی ہے، اگر یہ تلخی اس طرح زائل ہوگی تو یہ بہت نفع بخش چیز ہے، جب بھی اس کی تلخی زائل کیجائے، تو اسکو ہاون دستہ مین خوب کوٹین، یہان تک کہ وہ مغز کی طرح نرم اور باریک ہوجائے، اور پھر اس کے ایک حصہ مین چالیس حصہ گیہون کا آٹا اور دس حصہ جو کا آٹا ملائین، اور ان سب کو ملا کر خوب گوندھین، پھر نمک یا بورہ ملائین، اس کے بعد اس کی روٹی پکا کر کھائین، جو شخص ایسی روٹی روزانہ کھائیگا اس کی صحت اچھی رہے گی، اور بخار یا دوسرے امراض مین مبتلا نہ ہوگا، لہسن کی بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے تمام کھانے سڑنے سے بالکل محفوظ ہوجاتے ہین، سانپ کی کاٹ مین یہ بہت مفید ہوتا ہے، ہوا کو صاف کرتا ہے، چہرہ کو خوش رنگ بناتا ہے، تمام جسم مین زردی کی جگہ سرخی پیدا کرتا ہے، اور کھانے والی کی عمر دراز کرتا ہے، حتیٰ کہ بعض لہسن کھانے والی کی عمر ایکسو بیس سال تک ہوتی ہے، اس کے منافع بہت ہین، یہان پر اختصار سے لکھا جاتا ہے،

لہن کھانے سے جب منہ مین بدبو اور عفونت پیدا ہوجائے، تو وہی چیزین اس کے کھانے کے بعد استعمال کی جائین، جو پیاز کے بیان مین بتائی گئی ہین لیکن اس کے لئے سب سے

زود اثر چیز مولی کا تخم ہے، اسکو اور اس کے پتے کو اگر لہسن کھانے کے بعد کھایا جائے، تو بہت جلد بدبو جاتی رہے گی، لہسن کو کوٹ کر اگر سانپ یا بچھو کی کاٹ پر لگادین، تو بہت فائدہ ہوگا، اس مین ایک خاص خوبی بھی ہے، کہ پانی کی خرابی کو جلد دفع کرتا ہے، بہت تھوڑی مقدار اسکے لئے کافی ہوتی ہے،

ق کا قول ہے کہ اگر تم لہسن کو شیرین بنانا چاہو تو جو دن کو شہد اور دودھ مین دو دن تر کرکے بودو، یا سوسن کی جڑ کوٹ کر اس مین شکر ملائین، اور پھر اس سفوف مین لہسن کی جڑ لپیٹ کر بودین، تو یہ لہسن بھی بہت شیرین ہوگا، جو شخص اسکی تلخی یا تیزی سے نفرت کرتا ہو، وہ اس کو چھیلکر میٹھے پانی مین نمک ملا کر ایک یا دو مرتبہ اُبالے، پھر روغن بادام، روغن تل، اور روغن زیتون مین تل کر کھائے، اور جو اس کا مربہ یا اچار بنا کر رکھنا چاہے، وہ اس کو چھیلکر پانی مین اُبالے، اور اس مین نمک، پودینہ بری، پودینہ بستانی، کلونجی، روغن بادام شیرین زیرہ، کراویا، سیاہ مرچ وغیرہ ڈالے، یہی طریقہ پیاز مولی اور شلجم کے اچار بنانے کا ہے،

فصل

کراث (گندنا) کی زراعت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ اس کی تین قسمین ہین، ایک بستانی جو شامی نام سے زیادہ مشہور ہے دوسری نبطی، اور تیسری بری ہے، بستانی اگرچہ دوا کے مشابہ ہے، مگر غذا مین بھی استعمال کی جاتی ہے، اور نبطی شامی سے زیادہ ادویات مین مستعمل ہے، گندنا سے درد سر، اور بدخوابی کا مرض پیدا ہوتا ہے، معدہ اور بصارت کے لئے مضر ہے، البتہ قوت باہ کا محرک ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول منقول ہے، کہ گندنا کی گاچھیون مین تحویل کے بعد تین دن تک پانی نہ دین، چوتھے دن اس مین پانی ڈالین، اس کے بعد برابر سینچتے رہین، اس طرح اس کی کاشت اچھی ہوگی، دیمقراطیس کا قول ہے کہ گندنا زیادہ تر ریتلی زمین مین پیدا ہوتا ہے، اور اس قسم کی زمین مین اس کا پودہ بہت بڑا ہوتا ہے، اس کی زراعت کا وقت اوائل جنوری سے آخر فروری تک ہے، اور گاچھیون کے منتقل کرنے کا وقت اگست مین ہے، اس کی کاشت زمین مین سال بھر تک باقی رہتی ہے، اور بعض دفعہ تو پندرہ مہینہ تک ٹھہرتی ہے، جب اس کی کاشت کھانے کے قابل ہوجائے، تو بقدر ضرورت کاٹ لین، کیونکہ کامل نشو و نما کے لئے کافی انتظار کرنا پڑتا ہے۔

ص اور دوسرے علماء کا قول ہے، کہ گندنا کیلئے تر زمین اور وہ قوی زمین جسمین ریت ملائی گئی ہو، اور سیاہ مرطوب زمین جو کھاد کے مشابہ ہو، موافق ہوگی، ان زمینون مین اسکی پیداوار اچھی ہوگی، اس کی اور پیاز کی کاشت تقریبًا ایک ہی طریقہ سے ہوتی ہے، ہر کیاری مین زمین تیار کرنے کے بعد کافی مقدار مین کھاد ڈالین، پھر اسکو سینچین اور اگر بارش سے سیراب شدہ زمین مل جائے، تو زیادہ بہتر ہے، اس کے بعد پیاز کی طرح تخم چھینٹین، یہ جنوری مین بویا جاتا ہے ص کا قول ہے کہ فروری سے آخر مئی تک اس کی کاشت شروع کیجا سکتی ہے، تخم ریزی کے بعد برابر ہلکے پانی سے سینچتے رہین، جب گاچھیان ایک انگل کے برابر ہوجائین، تو آس پاس کے نباتات کو صاف کردین، اور ہفتہ مین دوبار سیراب کرین، گاچھیان جب تحویل کے قابل ہوجائین، تو نئی کیاریان کھاد اور پانی ڈال کر تیار کرین، اور گاچھیون کو اکھاڑ کر اس طرح لگائین، کہ نصف گاچھی کو پتہ سمیت زمین مین دفن کردین، یا کم سے کم پتے کے اطراف کو مٹی سے چھپادین، گویا وابہ کا عمل کرین، جو اس کے لئے بہت مفید ہوتا ہے، اس سے پھل لانبا، نرم اور سفید

رنگ کا ہوتا ہے، گاچھیان لگانے کے بعد زمین خشک نہ ہونے دین، بلکہ برابر سینچتے رہین، کم سے کم ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے ضرور سیراب کرین، لیکن بارش مین آب پاشی موقوف کردین، کیونکہ بارش کافی قوت پہنچاتی ہے، گھاس وغیرہ کو برابر سیراب کرتے رہین، اس مین کوڑن کی ضرورت نہین ہے، مارچ مین جب تیار ہوجائے، تو اکھاڑ لین، بعض کا قول ہے کہ اسکو شیرین اور بڑا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ تخم ریزی اور تحویل کی زمین مین ریت ملادین، اس سے دونون باتین پیدا ہوجائین گی، دس کیاریون مین تقریبًا ڈیڑھ پاؤ تخم ڈالین،

ق وغیرہ کا قول ہے کہ گندنا کا تخم اس تر زمین مین بویا جائے جس مین پہلے ہلوائی کیجائے، اس کے بعد پیرون سے روند کر خوب باریک کیجائے، تخم ریزی کے چار دن بعد پانی سے سیراب کرین، ق کا قول ہے کہ اسکی کاشت بہتر کرنے اور پھل بڑا کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ تین انگل سے جسقدر تخم اٹھا سکین لین، اور پھر ان کو کتان کے تر ٹکڑے مین رکھکر پوٹلی بنائین، اور ان پوٹلیون کو گڈھون مین رکھین، اس عمل سے گندنا بڑا ہوگا، ان تخمون کی ایک ہی جڑ تیار ہوگی، ص نے بھی اس ترکیب کے متعلق یہ لکھا ہے، کہ چند تخمون کی پوٹلی بنائین، اور انھی کو گڈھون مین رکھین، سب مل کر ایک تنا قائم ہوگا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پکی مٹی کے ٹھیکرے صاف کرکے ہر گاچھی کی جڑ مین رکھدین، اور پھر باریک کھاد ڈالکر میٹھے پانی سے سیراب کرین، اس مین بھی ایک بدبو ہوتی ہے، اگر کھانے کے بعد یا اس سے قبل زیرہ کھالیا کرین، تو یہ بدبو جاتی رہے گی، پیاز، لہسن اور گندنا کی بو کے زائل کرنے کے لئے سداب (تتلی) سبز توت کے پتے، ہرا دھنیا، کچی باقلہ، کرفس یا خشک پنیر کھالین، تو بہت مفید ہوگا، پنیر کو روغن زیتون اور گھی مین بھون کر بھی کھاسکتے ہین،

ط میں ہے کہ کراث شامی کا پھل یعنی جڑ گول اور نوکیلا اور سفید ہوتا ہے، یہی غذا میں استعمال کیا جاتا ہے، بعض تو شلجم کے برابر ہوتے ہیں، اسکے ذائقہ میں بھی تیزی ہوتی ہے، اسکی زراعت عموماً اکتوبر میں شروع کی جاتی ہے لیکن ستمبر میں بھی یہ بویا جا سکتا ہے، آخر ستمبر یا اوائل اکتوبر کی کاشت میں پھل بڑے ہوتے ہیں، اس کے تخم چھینٹے بھی جاتے ہیں، اور گڈھون میں بھی ڈالے جاتے ہیں، تحویل سے پتے چوڑے ہوتے ہیں، جڑ موٹی ہوتی ہے، اور یہ اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے، سردی اور پانی کی کثرت اس کے لئے مفید ہے، اور کوڑن کا عمل بھی اس کے لئے ضروری ہے، کوڑن کے بعد اس میں بڑی غلیظ اور گیہون کا خشک بھوسہ ملا کر ڈالیں، اور اوپر سے مٹی سے ڈھک دیں، اس کھاد سے اسکو قوت ہوگی، کھاد، سیرابی، کوڑن اور تنقیہ وغیرہ کا ہر وقت خیال رکھیں،

گندنا کی جڑ یعنی پھل اُبال کر کھائی جاتی ہے، اور اُس کا اچار بھی بنایا جاتا ہے، جس میں مختلف قسم کے مصالحہ ڈالے جاتے ہیں، اس کو نمک اور پانی میں اُبال کر ٹھنڈا کر کے کھاتے ہیں اسکی اصلاح کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اسکو میٹھے پانی میں تین مرتبہ اُبالیں، اور ہر مرتبہ ٹھنڈا پانی ڈال کر اُبالیں، جب ٹھنڈا پانی سرایت کرے گا، تو اسمیں سختی آجائے گی، اور پھر گرم ہونے کے بعد اس میں نرمی آجائے گی، اسطرح اسکی اصلاح ہو جائے گی، بلکہ تین مرتبہ اُبالنے کے بعد اس میں شیرینی آجائیگی،

ح میں ہے کہ گندنا کے کیڑون کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ بکری کی تازہ اوجھڑی غلاظت کے ساتھ اس کے کھیت کے قریب لا کر رکھ دیں، تمام کیڑے اس میں لپٹ جائیں گے،

فصل

حب الزلم[1] کی زراعت کا طریقہ، خ اور دُوسرے عُلماء نے اس کا نام فلفل السودان بتایا ہے

یہ فول کی طرح تازگی میں شیرین اور نرم ہوتا ہے، خشک ہونے کے بعد اور میٹھا ہوتا ہے، البتہ خشک ہونے کے بعد سختی آجاتی ہے، خ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے لئے بھربھری اور نرم زمین، گہری سیاہ اور جلی ہوئی زمین، ریتیلی زمین اور ہلکی شیرین اور نرم زمین موافق ہوتی ہے، چکنی اور سخت زمین اس کے لئے بہتر نہیں ہے، لزوجت کی وجہ سے یہ کاشت خراب ہو جاتی ہے، اپریل کے مہینہ میں تخم ریزی کریں، بقیہ وہی عمل کیا جائے، جو باقلی کے ساتھ بتایا گیا ہے، زمین کو پہلے جوت کر اور پانی ڈال کر درست کریں، اور کیاریان بنا کر حسب معمول تخم ریزی کریں، خ کا قول ہے کہ ہر دو دانہ کے درمیان دو انگل کا فاصلہ رکھیں، دس کیاریون میں نصف سیر سے زیادہ تخم ڈالیں، اور ہر ہفتہ میں دو بار پانی سے سیراب کریں، یہ زیادہ پانی کو برداشت نہیں کر سکتا، مینڈ اور پانی کی نالیون کے قریب یہ لگائے جاتے ہیں، زراعت سے قبل دانون کو ایک دن پانی میں تر کر کے بوئیں، تو بہت اچھا ہو، اکتوبر میں یہ اکھاڑ لیا جاتا ہے، اس کے اُکھاڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زمین کو سیراب کریں، جب کافی تری آجائے، تو پودون کو پتہ سمیت اُکھاڑ لیں، اکھاڑنے کے بعد زمین پر جھاڑیں، تاکہ دانے نکل آئیں، یہ مولد منی اور مقوی باہ ہے، اطبا ادویہ میں استعمال کرتے ہیں،

[1] اس کا دانہ ثلث نخود کے برابر ہوتا ہے، جسمین خوشبو و شیرینی ہوتی ہے، مصر و بربر میں یہ زیادہ ہوتا ہے، مترجم

فصل

شقاقل[1] (ستالی)، کی زراعت کا طریقہ موسم ربیع مین،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ بری نباتات مین ہے، اشجار سے زیادہ مشابہ ہے، اس کے لئے نرم زمین، مرطوب زمین، سیاہ کھاد کی ہمرنگ زمین، سایہ دار زمین اور نشیبی زمین موافق ہوتی ہے، اسی طرح میٹھا پانی، کنوان کا پانی، اور چشمہ کا پانی مفید ہوتا ہے، یہ نبات کافی سیرابی کو چاہتا ہے، اسلئے بار بار سینچنا چاہئے، اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہین، اور گاچھیان بھی لگائی جاتی ہین، فروری مین تحویل کا عمل اس طرح ہوتا ہے، کہ دو یا تین گاچھیون کا ایک گٹھا بنائین، اور انکو قطار سے تیار شدہ کیاریون مین لگادین، ہر کیاری مین دو ٹوکرے سڑی کھاد اور مٹی ملاکر ڈالین، پھر ان کیاریون مین دو انگل گہری لکیرین بنائین، جن مین ان گٹھون کو ایک بالشت کے فاصلہ سے لگادین، ان گٹھون کو جمانے کے بعد اوپر سے مٹی ڈالدین، اور پانی سے خوب سیراب کرین، بالیدگی کے وقت تک پوری نگرانی رکھین، اسکی کاشت دو سال مین تیار ہوتی ہے، اسکی جڑ مقوی باہ ہے، اور دوا مین استعمال کیجاتی ہے،

تخم سے اس کی کاشت کا طریقہ یہ ہے کہ پودون مین جب تخم اچھی طرح آجائین تو ان تخمون کو درانتی وغیرہ کی نوک سے تیار شدہ کیاریون مین ڈالین، ہر گڑھے مین چار تخم ایک جگہ پر ڈالین، اور ان مین دو انگل کے انداز سے سڑی کھاد چھڑک دین، اس کے بعد پانی سے خوب سیراب کرین، یہان تک کہ ان مین بالیدگی شروع ہو جائے جب ان مین خشکی یا پیاس کی علامت ظاہر ہو تو فوراً پانی سے سیراب کرین، اور کم سے کم ہفتہ

[1] فارسی مین گزر دشتی ہندی مین دوہالی اور ستالی کہتے ہین، (محیط)

مین ایک بار ضرور پانی ڈالین، البتہ موسم سرما مین بارش کے وقت آب پاشی کی ضرورت نہین ہے، جو شخص اس مزروعہ زمین کو بے کار نہ کرنا چاہے، وہ فوہ (یعنی مجیٹھ) کی کاشت کی طرح اس مین بھی دوسری چیز بولے،

فصل

قرقاص کی زراعت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ یہ نبات منجمد پانی کی جگہ یا کوڑے کی جگہ پر خود بخود اگ آتا ہے، اسکی شکل عجیب خوش منظر ہوتی ہے، اس مین نہ تو پھول ہوتے ہین، اور نہ پھل، صرف ایک گول جڑ ہوتی ہے اور بعض مین لانبی جڑ ہوتی ہے، شلجم کی طرح یہ زمین سے نکالا جاتا ہے اور کاٹ کر گوشت مین پکایا جاتا ہے، مصر مین یہ بکثرت ہوتا ہے، صورۃً یہ مولی سے مشابہ ہوتا ہے، لیکن قد مین اس سے چھوٹا ہوتا ہے، یہ زرد نیلوفر کی ایک قسم معلوم ہوتی ہے، بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ کچا کھایا جاتا ہے، پکانے کے بعد اسکا ذائقہ انڈے کی زردی سے ملتا جلتا ہوتا ہے، نرم روغن دار زمین، کھاد والی زمین اور وہ زمین جہان پانی زیادہ ہو، اس کے موافق ہوتی ہے اسکی جڑ دھوپ کے وقت لگائی جاتی ہے، لگاتے وقت ہوا سے محفوظ رکھنا چاہئے، باب الترکیب مین یہ لکھا ہے کہ اس کی جڑ باغ مین پانی کی نالیون مین جنوری، فروری اور مارچ مین لگائی جاتی ہے، ہر دو جڑ کے درمیان مین چار بالشت کا فاصلہ رکھا جاتا ہے،

باب ۲۵ بست و پنجم

اس باب مین ان ترکاریون کی زراعت کا طریقہ لکھا گیا ہے، جو نوارکے نام سے موسوم
ہین، یا جو ان کے مشابہ ہوتی ہین، مثلاً ککڑی، خربوزہ، کھیرا، لفاح، کدو، بیگن وغیرہ
ان سب کی ربیع زار و خریف زار اراضی مین کاشت کا طریقہ بتایا گیا ہے،

فصل

قثا، (ککڑی) کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ ککڑی کی مختلف قسمین ہین، ایک سیاہ رنگ کی شیرہ دار ہوتی
ہے، جو فارس مین بکثرت ہوتی ہے، اور دوسری زرد رنگ کی لکیردار ہوتی ہے، جو اشبیلیہ
مین زیادہ ہوتی ہے، اور تیسری قثبی کہلاتی ہے، جو سبز موٹی اور سیاہ نقطہ والی ہوتی ہے،
اس کا ذائقہ بھی شیرین ہوتا ہے، چوتھی قسم ظاہراً موٹی ہوتی ہے لیکن اندر سے کھوکھلی ہوتی
ہے، اور پانچوین عنابی ہوتی ہے، جو لانبی اور پتلی ہوتی ہے، یہ بھی مغربی ممالک مین
بکثرت ہوتی ہے،

حس کا قول ہے کہ جلی ہوئی گہری سیاہ زمین، تر زمین جو پانی کے قریب ہو، اچھی مٹی
ملی ہوئی زمین، نرم کھاری زمین اور کھاد کی مشابہ زمین موافق ہوتی ہے، جزائر کی زمین جو
پانی سے قریب ہوتی ہے، زیادہ مفید ہوتی ہے، اس کی کاشت آخر فروری سے مارچ

اور اپریل تک شروع کی جاتی ہے، زمین کو پہلے خوب تیار کرتے ہین، اس کے بعد تخم ریزی
کرتے ہین، اسکی کاشت کے لئے زمین ایسی ہونی چاہئے کہ جس مین اسکی شاخین بیل سکین، اور
زمین سے غذا حاصل کرسکین،

اس کی کاشت مین نہ تو زیادہ پانی کی ضرورت ہی، اور نہ بہت زیادہ کھاد ڈالنے
کی ضرورت ہے، یہ سردی کو بھی زیادہ برداشت کرتی ہے، اس کی کاشت ربیع زار و خریف زار
اراضی دونون مین ہوتی ہے، تخم ریزی کا وقت فروری سے مئی تک ہی، زمین کی حالت کا
اندازہ کرکے اسکی کاشت شروع کیجاتی ہے، مثلاً جزائر اور نہر کے قریب کی زمین مین فروری
مین، اور کھاد والی زمین مین اوائل مارچ مین اور مرطوب زمین مین نصف مارچ مین بوتے
ہین، البتہ اپریل کے مہینہ مین اسکو ہر قسم کی زمین مین بو سکتے ہین، خواہ وہ بہت زیادہ بارد
ہو یا کم بارد ہو، اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ تخم ریزی اس دن کرین، جسدن آسمان صاف
ہو، اور ہوا معمولی چل رہی ہو، اگر بارد زمین مین اسکی اگیتی فصل شروع کرین، تو ہر کیاری
مین ایک ٹوکرہ یعنی ۴۰ سیر کھاد ڈالین، اسی طرح اس زمین مین کھاد ملانا ضروری ہے،
جس مین کسی قسم کی دہنیت نہ ہو۔

حس کا قول ہے کہ سو کیاریون مین سوا سیر تخم ڈالین، اور خریف زار اراضی مین
تقریباً چھ کٹھ زمین مین تقریباً پاؤ بھر تخم ڈالین، حس کا قول ہے کہ تخم ریزی کے بعد ایک
انگل مٹی سے ڈھک دین، بعض کے نزدیک چار انگل مٹی ڈالنا مناسب ہے، بعض یہ کہتے
ہین کہ نہ تو اتنی زیادہ مٹی ڈالی جائے جو اس کے نمو کو روک دے اور نہ اس قدر کم
ڈالی جائے کہ ہوا اندر نفوذ کرکے اس کو خشک کر ڈالے، بہر حال ایک اوسط انداز
سے مٹی ڈالین، مٹی کی جگہ اگر ریت ڈالین، تو زیادہ بہتر ہے زمین کی غلظت اور رقت
کے لحاظ سے مٹی یا ریت ڈالدین بھربھری زمین اور ریتیلی زمین مین زیادہ ڈالین تاکہ
ہوا کے اثر سے محفوظ ہو سکے،

جس کا قول ہے کہ ربیع زار زمین مین اگر ککڑی بوئی جائے، تو پھول نکلنے کے بعد آبپاشی خوب کیجائے، اس کی تخمریزی کے چار طریقے ہین، ایک یہ ہے کہ خریف زار اراضی مین گھر تیار کرین، جو بیوت کے نام سے مشہور ہین، دوسرا یہ کہ جو اور گیہون کی طرح تخم زمین مین چھینٹ دین، کاشت کار تخم کو مٹھی سے لے، اور انگلی کھول کر دو دو تین تین تخم گراتا جائے، تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کیاریون مین مرتفع لکیرین بنا کر تخمریزی کی جائے، اور چوتھا طریقہ یہ ہے کہ کھیت مین چند لکیرین قائم کیجائین، اور ان مین تخمریزی کیجائے، لیکن ہمارے ملک مین سب سے بہتر طریقہ گھر بنانے کا پسند کیا گیا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جنوری یا دسمبر کے مہینہ مین یعنی زراعت سے تین ماہ قبل اس کی زمین کو پہلے ایک مرتبہ جوت ڈالین اور تمام گھاس وغیرہ سے اس کو صاف کرین، بڑے بڑے ڈھیلون کو پھاوڑے سے توڑ کر برابر کرین، اس کے بعد دوبارہ ہلوائی کیجائے، اس طرح تین چار مرتبہ اس مدت مین یہ عمل کیا جائے، جب اس کی زراعت کا وقت آجائے تو پھر اسکو خوب اچھی طرح جوتین، یہان تک کہ اس کی مٹی بالکل باریک ہوجائے اور اور اس قدر مخلوط ہوجائے کہ سطح زمین کی مٹی نیچے اور نیچے کی مٹی اوپر ہوجائے، تعمیر اور تقلیب کے بعد کیاریون کو سینچین، اس کے بعد فوراً ہی بیوت یعنی گھر اس طرح بنائین کہ خط مستقیم مین چند گڑھے ہاتھ ہاتھ بھر کھودین، اور کدال سے اس خارج شدہ مٹی کو گڑھے کے کنارہ پر اس طرح جما دین، کہ اس کی شکل تودہ یا تکیہ کی جیسی ہوجائے، اس کا لحاظ رکھین کہ گڑھے آفتاب کے رخ پر کھودے جائین، پھر اس ڈھیر کے وسط مین تخم ریزی کرین، تخم کو پہلے پانی مین ڈالکر مدبر کرلین، اور اس تودہ کی مٹی کو ہاتھ سے ملکر باریک کرین، اور معمولی گڑھا بنا کر اسمین تخم ڈالین، اسکے بعد باریک اور تر مٹی سے اسکو ڈھکدین یا اسکی جگہ پر ریت ڈالدین، ہر گڑھے مین کم سے کم چھ تخم ڈالین، تخمون کی تعداد زمین کی حالت پر منحصر ہے، اگر زمین زیادہ نرم اور مرطوب ہو یا اسمین خشکی ہو تو اس کی بھی زیادہ تخم ڈال سکتے ہین تاکہ اگر ان مین سے کوئی تخم خراب ہوجائے تو بقیہ بالیدہ ہوسکین، عمومًا چار پانچ اچھے نکلتے ہین اور بالیدہ ہوتے ہین ان گڑھون کا فاصلہ دو ہاتھ یا زمین کی حیثیت کے لحاظ سے چار ہاتھ یا اس سے زیادہ رکھین

اتنی وسعت ہونی چاہیے کہ بیل اچھی طرح پھیل سکے، گھر بنانے کا طریقہ خربوزہ مین بھی رائج ہے جس کا ذکر آئے گا،

جب اس مین بالیدگی شروع ہوجائے، اور نصف بالشت کے برابر زمین سے پودہ اوپر نکل آئے، تو کمزور پودون کو نکالدین، اور کم سے کم چار یا پانچ پودون کو چھوڑ دین، پھر ان کے قریب تر مٹی ہلکے ہلکے ڈالین، تاکہ شاخین اچھی طرح پھیل سکین، اگر کسی وجہ سے تمام تخم خراب ہوجائین، اور وہ بالیدہ نہ ہون تو اسی جگہ دوسرا گڑھا بنا کر دوبارہ تخم ڈالین، جب ان مین نمو شروع ہو تو جڑ کھود کر اس مین نرم مٹی ڈالین، اور پیاس کے وقت ہر پودے کو میٹھے پانی سے سینچین، آبپاشی اور کوڑن کا عمل شام کو کرین، دوسرے دن ہلکا سا کوڑن کرین، اور پانی سے برابر سیراب کرین، کیونکہ رطوبت کی کمی سے خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، جب اس کی بیل بڑھکر اس گڑھے کے اندر چلی جائے، اور زمین سے لگ جائے تو پھر آبپاشی کی ضرورت باقی نہین رہتی ہے اگر بالیدگی سے قبل بارش ہوجائے تو بھی درانتی وغیرہ سے جڑ کے قریب کوڑن کردین، اور اوپر سے مٹی ڈالدین، بعض کا خیال ہے کہ ککڑی کے گڑھے زیادہ گہرے نہ کھودے جائین، ورنہ ہوا کی حدت سے جڑ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے،

ککڑی کی زراعت جو اور گیہون کی طرح بھی کیجاتی ہے، یہ طریقہ عام طور پر رائج ہے، اس مین تخم کی مقدار کا ذکر کیا جاچکا ہے، اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ تخم ریزی کے بعد جو مٹی ڈالین، اس مین ڈھیلا وغیرہ نہ ہو، پہلے اس زمین کو خوب جوت کر درست کرین، اور اس مین گہری لکیرین بنائین، اور ہر دو لکیر کے درمیان مین تقریبًا دو ہاتھ فاصلہ رکھین، اس کے بعد تخم کے چند دانے خواہ ایک ہی جگہ چھینٹین جیسا کہ بیوت مین بتایا گیا ہے، یا دور دور فاصلے سے ڈالین، تخمریزی کے بعد مٹی ڈالدین، جب ان مین بالیدگی شروع ہو تو گھنے ہوئے پودون کو نکال کر پودون کے درمیان فاصلہ کردین، اور اگر ضرورت سمجھین، تو پودون کے سامنے گھرا کردین، تاکہ بیل پھیل سکے، کیاریون مین بھی اس کی کاشت کدو کی کاشت کی طرح

ہوتی ہے، بعض کاشت کارون کا بیان ہے، کہ لگڑی کے لئے چبوترے بنائے جائین، جن
مین تخم ریزی کی جائے، جب ان مین نمو شروع ہو تو دوسری جگہ منتقل کردئے جائین، یہ طریقہ
دراصل کھیرا کی کاشت کا ہے، جو اس مین بھی رائج ہے، اس کا مفصل ذکر کھیرا کے بیان
مین آئے گا،

لگڑی کی کاشت خریف زار اور ربیع زار اراضی مین لکیر بنا کر کی جاتی ہے، زمین کو پہلے
جوت کر درست کرین، پھر اس مین لکیرین یعنی دریان قائم کرین، جن کا عرض تین بالشت
اور طول حسب مناسب رکھین، اور ہر دو خط کے درمیان مین چار ہاتھ کا فاصلہ رکھین، اوران
مین کھاد ڈالین پھر سینچین، جب کافی نمی ہوجائے تو تخم ریزی کرین، تخم کو مبر کرکے بوئین، یا ان زمینون
مین ایک ہاتھ کے فاصلے سے چھوٹا چھوٹا گھر بنائین، اور ہر گھر مین چار یا چھ تخم ڈالین، تخم ریزی
کے بعد ان کو مٹی سے ڈھک دین، بالیدگی کے بعد کمزور پودون کو نکال دین، اور بقیہ کی جڑ
مین گوڑائی کا ہلکا عمل کرین، تاکہ نیچے کی نم مٹی اوپر آجائے اور ان لکیرون کے دونون جانب پودون
کی جڑ مین بھی تر مٹی ڈالتے رہین، تجربہ کار کاشت کار کا مقولہ ہے کہ لگڑی، کھیرا، خربوزہ اور
کدو کے بیج کو الٹا بونے مین بڑا فائدہ ہے، یعنی نوکدار حصہ نیچے کی جانب رکھین، اس طریقہ سے
پھل زیادہ آئین گے، اگر کسی کانٹے سے ثمردار شاخ مین سوراخ کرین، تو اس سے بھی پھل بڑے
ہون گے، یہ عمل خربوزہ اور کدو کے لئے بھی مفید ہے، لگڑی، کھیرا، کدو اور خربوزہ کے بیج کو
میٹھے پانی مین ایک شبانہ یوم تر کرکے بونا چاہئے، بعض کہتے ہین کہ ان تخمون کو گلاب کے
پانی مین یا ایسے ہی خوشبودار پھول کے پانی مین تر کرکے بویا جائے، اور اگر شہد اور میٹھے پانی
مین یا شکر ملے ہوئے پانی مین یا دودھ مین تر کرکے بوئین، تو اس سے ان مین شیرینی پیدا
ہوگی، دودھ مین اگر یہ بھگوئے جائین تو اُن کو دودھ مین ترشی آنے سے قبل ہی نکال لین، اور
فوراً شہد اور میٹھے پانی مین تر کرکے بوئین،

ق کا قول ہے کہ لگڑی کے تخم چند دن گائے کے دودھ مین تر کرکے اگر بوئین، تو یہ بہت

شیرین ہوگا، اور اگر تربد اور سقمونیا وغیرہ کے پانی مین تر کرکے بوئین، تو یہ لگڑی اسہال لائے گی،
ط مین ہے کہ لگڑی، خربوزہ اور کھیرا کے تخم کو شہد مین تر کرکے بوئین، تو پھل میٹھا ہوگا، اور اگر اس کا
بیج ترش اور تیز سرکہ مین بھگوئین، اور اُن کو پھیلا کر خشک کرین، اسی طرح دو تین مرتبہ سرکہ مین
تر کرکے بوئین تو پھل ترش ہوگا، لیکن اگر صرف ایک ہی مرتبہ عمل کرین تو پھل مین صرف تلخی آجائیگی،
دودھ مین تر کرکے اس کا بونا بہت اچھا ہے، اس سے پھل مین کافی شیرینی پیدا ہوجاتی ہے،
اس قسم کے پودون مین جب بھی آب پاشی کی ضرورت ہو، دودھ مین کافی پانی ملا کر ڈالین،
اس سے پھل بہت اچھے ہون گے، ط آئین ہے کہ سرکہ مین تر کرنے کے بعد بھی اس کے پھل میٹھے
ہوتے ہین، لیکن سب سے بہتر وہ تخم ہے جو شہد مین تر کرکے بویا جاتا ہے،

لگڑی سے بیج نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ وسط اگست مین جب کہ پھل تیار ہوجائین جڑ سے
یا جڑ کی دوسری یا تیسری شاخ سے دیکھ کر بقدر ضرورت اچھے پھلون کو چن لین، اور ان کو پکنے
اور زرد ہونے کے لئے کھیت ہی مین چھوڑ دین، جب خوب پک جائین، تو لگڑی کے دونون
کنارون کو تقریباً ایک تہائی کے قریب کاٹ کر پھینک دین، کیونکہ کنارے کے تخم مغز سے مخلوط
ہوتے ہین، بقیہ تخمون کو میٹھے پانی سے صاف کرکے خشک کرین، اور مٹی کے ظروف مین رکھین،
یہی طریقہ اس کے تخم لینے کا بہت مجرب ہے، اگر تخم سے اس کا لعاب اور لزج مادہ صاف نہ ہو،
تو ان کو ایک صاف برتن مین رکھدو، جب یہ لزوجت خشک ہوجائے تو پھر پانی سے دھو کر صاف
کرکے ظروف مین رکھدو، خربوزہ، کھیرا، لفاح، کدو، اور بیگن وغیرہ کے تخم حاصل کرنے کا طریقہ
بھی یہی ہے، کہ پہلی شاخ سے چند پھل منتخب کرین اور ان کو درخت مین پکنے کے لئے چھوڑ دین،
پکنے کے بعد اسی طرح تخم نکال لین،

م کا قول ہے کہ اگر تم لگڑی اور کدو کی کاشت تخم کے بغیر کرنا چاہو، تو ان کی شاخون کا
دابہ اس طرح تیار کرو کہ قبر کی شکل کے چھوٹے گڈھے بنا دُ، اور اس مین اس کی شاخ کو رکھ کر ایک
حصہ باہر کیطرف نکالدو۔ اور اس گڈھے مین مٹی بھر دو، جب یہ شاخ پھیلکر ایک ہاتھ لانبی ہوجائے

تو دوبارہ دابہ کا عمل کرو، اسی طرح دوسرا گڈھا بنا کر اس مین اس نئی شاخ کو رکھدو، اور اسکا ایک حصہ باہر نکال کر مٹی سے ڈھک دو، جب یہ بھی بڑھ جائے، تو تیسری مرتبہ بھی عمل کرو، اس کے بعد اسکو اصل جڑ سے الگ کردو، تیسرے دابہ کی شاخ مین پھل ضرور آئین گے، خ کا قول ہے کہ یہ بہت مجرب طریقہ ہے، بعض کاشت کارون کا خیال ہے کہ اس دابہ کی شاخ کو دونون طرف سے الگ کردین یعنی جڑ سے کاٹ دین، اور دوسری جانب سے کاٹ دی جائے، ق کا قول ہے کہ خربوزہ اور کدو مین بھی اس قسم کا عمل ہو سکتا ہے، افریقی نے اس پر اعتراض کیا ہے، کہ ق نے کدو کے دابہ والی شاخ کو جڑ سے الگ کرنیکی ہدایت نہین کی ہے،

اگر وہ زمین جس مین لگڑی کی کاشت کا خیال ہو، زیادہ مرطوب ہو، بغیر خشک کئے ہوئے اس مین تخم ریزی نہین ہو سکتی ہو، اور تم جلد بونا چاہتے ہو تو اس پر خشک مٹی اچھی مقدار مین ڈالو، اور پھر اس مین کریبون کی شکل کے گڈھے تیار کرو، اور علوی حصہ یعنی تکیہ کے وسط مین تخم ڈالدو، اس جگہ پر تری کم ہوگی کیونکہ تری کو یہ تازہ مٹی جذب کریگی، اور اور اصل زمین مین قوت پہنچانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی، اگر اس طرح پر تخم بوئے جائین تو انشاءاللہ یہ اچھی طرح بالیدہ ہون گے، اس کی شاخین بڑھین گی، اور گڈھے کے نیچے کی جانب پھیلین گی، اس عرصہ مین زمین کی حالت درست ہو جائیگی، اس لئے اب اس کی مٹی شاخ اور جڑ پر ڈال سکتے ہین، اس طرح اس کی کاشت اپنے وقت سے پہلے تیار ہو سکتی ہے، مصنف کہتا ہے کہ شرقی حصہ کے میدان اور چراگاہ کی زمینون مین نے لگڑی کی زراعت اسی طرح کی ہے، یہ کاشت نہایت اچھی طرح تیار ہوئی ہے، بعض لوگ کہتے ہین، کہ مٹی کی جگہ اُس کی جڑ مین اگر ریت ڈالین تو اور بہتر ہے،

رازی کا قول ہے کہ لگڑی اور خربوزہ انڈے کے ساتھ نہین کھایا جاتا ہے، اس سے

ہیضہ، ورم اور غشی کا مرض پیدا ہوتا ہے، اسی طرح خربوزہ اور لگڑی کو مچھلی کے ساتھ نہین کھاتے ہین، کیونکہ یہ چیزین اگر ایک وقت مین معدہ مین جمع ہو جائین، تو ہیضہ اور قولنج کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے،

ط آمین ہے کہ لگڑی کی زراعت کا وقت اوائل فروری سے نصف مارچ تک ہے، اور بعض کے نزدیک آخر مارچ تک ہے، اس کی کاشت مین سڑا غلیظ، کبوتر کی بیٹ اور لگڑی کا سڑا ہوا پتہ وغیرہ ملا کر بطور کھاد کے ڈالتے ہین، اس کی تحویل سے بھی فائدہ پہنچتا ہے، اس کے لئے یہ طریقہ بہت اچھا ہے، کہ چھوٹے بانس کے ڈنڈے، انار یا توت کی لکڑی اور کھجور کی شاخ پر اس کی بیل چڑھا دیجائے، اگر اس کا تخم بونے کے بعد اس پر پرانی اعلیٰ قسم کی شراب چھڑکدین، اور زعفران کا ایک بال ڈالدین، تو اس سے خربوزہ پیدا ہوگا، اسی طرح اگر خربوزہ بوئین، اور کدو کے صاف پانی سے اس کو سیراب کرین تو اس سے لگڑی تیار ہوگی۔ ابو جعفر کا قول ہے کہ لگڑی کا نچلہ حصہ کھانے کے لائق ہوتا ہے،

فصل

بطیخ (خربوزہ) کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا خیال ہے کہ خربوزہ کی چھ قسمین ہین، ایک سکری جسمین گردن ہوتی ہے، یہ اوسط درجہ کا پھل ہوتا ہے، اس کی گردن لانبی ہوتی ہے، پوست سخت ہوتا ہے، زردی آنیکے بعد یہ خوشبودار اور شیرین ہوتا ہے، تیسری مرین اور چوتھی مساوری ہے جو لگگن کی شکل کا ہوتا ہے، یہ دونون تقریباً ہم شکل ہوتے ہین، پوست سخت ہوتا ہے، خاکی رنگ کے مغزدار اور چوڑے پھل ہوتے ہین، پانچوین قسم خاریشی ہے جو ہمارے ملک مین ہوری کے نام سے زیادہ مشہور ہے، یہ ایک قریہ کی طرف منسوب ہے، جہان یہ بکثرت ہوتا ہے، اس کا پھل بڑے لعرد یا گول

کدو کے ہمشکل ہوتا ہے، گردن پتلی ہوتی ہے، پیندی چوڑی ہوتی ہے، اور سرا نوکیلا ہوتا ہے، گویا مخروطی شکل کا ہوتا ہے، چھٹی قسم جزائری ہے، جو گھڑے کے ہمشکل ہوتا ہے، اور اس کی ایک قسم فلسطینی بھی ہے، جو قسطنطینی، ہندی اور سندی کے نام سے بھی مشہور ہے، اس کی بھی دو قسمیں ہین، ایک کا بیج سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پھل گہرا سبز سیاہی مائل ہوتا ہے، دوسرے کا بیج گہرا سرخ اور اس کا پھل سبز زردی مائل ہوتا ہے، اس کی ایک قسم لفاح کے نام سے مشہور ہے جس کا ذکر آگے کیا جائے گا،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی کاشت کے لئے تمام وہ زمینین موافق ہوتی ہین جو لگڑی کے لئے بتائی گئی ہین، سکری خربوزہ معتدل تر زمین مین بویا جاتا ہے، جس مین ہلکی بوست بھی ہوتی ہے، زیادہ مرطوب زمین مین ان کی کاشت بہتر نہین ہوتی، اور نہ زیادہ بارد زمین مین یہ اچھے ہوتے ہین، عام خربوزون کے لئے نہر کے کنارہ کی زمین سب سے بہتر ہوتی ہے، ریتیلی اور خشک زمین مین یہ اچھی طرح پیدا ہوتا ہے، کھاد ڈالی ہوئی زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، خریف مین اس کی کاشت لگڑی کی طرح شروع کی جاتی ہے، وقت اور طریقۂ عمل ایک ہی ہے، ربیع زاراعتی مین بھی اسکی کاشت ہوتی ہے، جسکا مفصل ذکر کدو کی کاشت مین لکھا جائے گا،

ص کا قول ہے کہ پودون کی جڑ کے قریب گوڑن کرین، اور بار بار مٹی ڈالتے رہین یہان تک کہ شاخین پھیل جائین، اور پھول نکل آئین، گوڑن سے گڈھے نہ بنائین، ورنہ اس سے نقصان پہنچے گا، البتہ جڑ کے قریب کی مٹی جسقدر الٹی پلٹی جائے اسی قدر پودون کو قوت پہنچے گی اور خشکی کا اثر جب معلوم ہو آب پاشی کرین،

ص کا قول ہے کہ سکری کے سوا خربوزہ کی تمام قسمین آب پاشی کی متحمل ہوتی ہین، سکری کی شیرینی پانی سے زائل ہو جاتی ہے، خربوزہ کی بیل بھی دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہے، جسوقت اکھاڑی جائے اسی وقت دوسری جگہ لگا دیجائے، اور فوراً پانی سے سیراب

کی جائے، تحویل اور آب پاشی مین تاخیر سے نقصان کا اندیشہ ہے، خربوزہ کے تخم ان پھلون سے لئے جاتے ہین، جو جڑ کے قریب پہلی اور دوسری شاخون کے پھل ہوتے ہین، کیونکہ زراعت کے لئے انھی پھلون کے بیج اچھے ہوتے ہین، یہ پھل نشان لگا کر رکھ دئے جاتے ہین، جیسا کہ لگڑی کے لئے بتایا گیا ہے، ان پھلون کا تیسرا حصہ لگڑی کی طرح کاٹ کر پھینکا نہین جاتا بلکہ اس کو کاٹ کر دھوپ مین ٹھنڈا ہونے کے لئے یا ٹھنڈی جگہ یا پانی کی جگہ پر رکھدیتے ہین، بعض کاشت کارون کا بیان ہے کہ خربوزہ یا لگڑی اور کدو کے تخم کو اگر سوسن (ملٹھی) کے عرق مین تر کر کے بوئین تو اس مین کیڑے نہ لگین گے،

ق وغیرہ کا قول ہے کہ اگر تم خربوزہ، لگڑی، کھیرا کی اگیتی فصل چاہتے ہو تو موسم سرما ہی مین چار پانچ تخم کو مٹی کے ایک برتن مین اس طرح ڈالو کہ ایک برتن کے سفلی حصہ مین سوراخ کرو اور پھر تر مٹی اور کھاد وغیرہ سے ظرف کو بھر کر ان تخمون کو بو دو، اس کے بعد ہی گرم پانی کا چھینٹا دو، جب ان مین نمو شروع ہو جائے تو کسی دن صاف دن مین اسکو دھوپ مین رکھ دو، یا جسدن ہلکی بارش ہو رہی ہو اسکو زیر سما رکھدو، اگر سردی زیادہ ہو اور برف گرنے کا اندیشہ ہو تو کسی گرم جگہ پر اسکو ہٹا کر رکھدو، ط مین ہے کہ جب اُن مین آٹھ دس پتیان نکل آئین، تو ان کو دوسری جگہ منتقل کر دو، ان کی تحویل کا طریقہ یہ ہے کہ زمین حسب معمول جوت کر تیار کیجائے، اور اس مین اس ظرف کے برابر گڈھا کھودین، پھر اُس ظرف کو گڈھے مین رکھکر آہستہ سے توڑ دین، مٹی کے ٹکرون کو نکال کر باہر پھینکدین، اس کے بعد کھاد اور مٹی سے جڑ کی خلا کو بھر دین، جب جڑ زمین کو پکڑ لے، اور شاخین پھوٹ جائین تو شاخون کو تھوڑا چھانٹ دین تاکہ نمو زیادہ ہو، یہی طریقہ لگڑی، کھیرا، اور بیگن مین بھی رائج ہے، بعض کاشت کارون کا بیان ہے کہ خربوزہ، لگڑی اور ترکاری کے کھیت مین یا لوگدھے کی سر کی ہڈی رکھنے سے پودون کو قوت پہنچتی ہے، ط کا قول ہے کہ سرکہ کی معمولی مقدار خربوزہ کی کاشت کو تباہ کر دیتی ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خربوزہ اور لگڑی کے کھیت

مین حائضہ عورت کے جانے سے پھل تلخ اور بدذائقہ ہوجاتے ہین، بعض یہ کہتے ہین کہ
اس کے گذرنے سے اُن مین بیماری پیدا ہوجاتی ہے، مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین
خربوزون کی کاشت اچھی ہوتی ہے،

صغریت کا قول طاً مین اس طرح منقول ہے کہ خربوزہ کے انواع واقسام اسقدر مختلف ہین
کہ ہم اُن کا احصا نہین کرسکتے، یہ قسمین رنگ، حجم، قد، اور ذائقہ کے لحاظ سے پیدا ہوگئی ہین،
مثلاً اس کی ایک قسم ہے جسکا پھل مستطیل اور سخت ترش ہوتا ہے، یہ صفرا کا قاطع اور اس سے
پیاس بھی دفع کیجاتی ہے، ایک دوسری قسم ہے، جسکے پھل گول اور بڑے بڑے ہوتے ہین،
رنگ کدو کے مانند ہوتا ہے، یہ مزاج مین رطوبت اور برودت پیدا کرتا ہے، یہ حمی دموی
اور حمی محترقہ مین مریضون کو دیا جاتا ہے، طاً مین ہے خربوزہ بالکل خشک زمین مین نہین
لگایا جاتا ہے، جب تک کہ اس مین کافی ریت نہ ڈالیجائے وہ زراعت کے قابل
نہین ہوتی، سب سے بہتر زمین خربوزہ کے لئے بھربھری زمین ہے، اور جس زمین مین ریت
زیادہ ہو اور مٹی کم ہو وہ بھی اس کے لئے بہت کارآمد ہوتی ہے، چونکہ سخت زمین مین اسکی
جڑ اور سوت نہین پھیلتی ہے، اس لئے معمولی نرم زمین اس کے لئے موافق ہوتی ہے، جڑ اور
سوت کا بہت زیادہ زمین مین جانا بھی مضر ہوجاتا ہے، اسی بنا پر ریتیلی زمین جس مین ایک
حصہ مٹی بھی ہو زیادہ بہتر ہوتی ہے، اس مین جڑ سوت اور شاخون کو پھیلنے کا موقع ملجاتا ہے،

خربوزہ بھی چاند کے بڑھاؤ کے وقت بویا جاتا ہے، خربوزہ کی ہر ایک قسم کی کاشت
کا وقت مخصوص ہے، مثلاً مستطیل اور گول خربوزے اپریل کی پہلی تاریخ مین بوئے
جاتے ہین، نم اور سیراب شدہ زمین مین چھوٹے گڈھون مین انگلیون سے تخم ریزی کرین،
جب اس مین نمو شروع ہو تو مسلسل چوبیس گھنٹے تک ہلکے پانی سے سینچتے رہین، پھر اس کو
بڑھنے اور پھیلنے کا موقع دین، اکثر خربوزون کی کاشت فروری مین شروع کیجاتی ہے،
تخم ریزی مین دو آدمی کی ضرورت ہوتی ہے، ایک شخص گڈھا کھودے، اور دوسرا فوراً

زارا

اس مین تخم ڈال کر اوپر سے مٹی ڈالدے، یہ عمل سہ پہر کے وقت ہونا چاہیئے، یہ کاشت اگر ربیع
اراضی مین ہو تو دوسرے ہی دن پانی سے سیراب کرین، اور پھر چوتھے دن سینچین مناسب
نمو کے بعد اگر ضرورت ہو تو تحویل کا عمل کرین، تحویل کے بعد فوراً آب پاشی کرین، اس کا
اور چاول کا یکسان حال ہے، دونون مین تحویل کے بعد ہی آب پاشی کی ضرورت لاحق
ہوتی ہے، تحویل کے بعد جب شاخین پھیلنے لگین تو اس کے قریب ڈنڈے گاڑ دئے جائین،
تاکہ بیل ان پر چڑھ سکے، جن نباتات کی بیل زمین مین پھیلتی ہے، مثلاً خربوزہ ککڑی اور کھیرا
وغیرہ ان کی جڑ مین پانی کا رہنا سخت مضر ہے، زیادہ دنون تک پانی رہنے سے ان مین سرق
یعنی استرخار کا مرض پیدا ہو جاتا ہے، البتہ جن پودون مین تنا ہوتا ہے، وہ اُس آفت
سے محفوظ رہتے ہین،

خربوزہ کی کاشت کے لئے جو وقت بتایا ہے وہ بہت مناسب ہے، ابتداءً اس کا پھل
ربیع مین تیار ہوتا ہے، لیکن جو شخص اس سے بھی سویرے چاہتا ہو، اس کو موسم سرما ہی مین
شروع کرنا چاہیئے، کاشت کو سردی اور اولا سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کے اردگرد بانس
کی ٹٹیان نصب کرین بلکہ کاشت کو بھی ٹٹیون سے ڈھک دین، تاکہ سردی کے اثر سے بالکل
محفوظ ہوجائے، یہی عمل موسم گرما مین بھی کیا جائے، کیونکہ گرمی کی شدت بھی خربوزہ کی کاشت
کو نقصان پہونچاتی ہے، اس طرح دونون موسمون کے مضر اثرات سے یہ محفوظ ہوجائے گا،
جب آٹھ دس پتیان نمودار ہوجائین، تو اس کو ہلکے ہلکے پانی سے سیراب کرین، جو ان مین
کمزور ہون ان کو نکال کر دوسری جگہ لگادین، اور جو قوی ہون ان کو اسی جگہ نشوونما
پانے کے لئے چھوڑ دین، جن پودون کی تحویل مقصود ہو ان کو فوراً منتقل کرکے سیراب کرین،
اور دوسرے دن بھی اچھی طرح سینچین، خربوزہ کی کاشت کے لئے یہ کھاد مفید ہوتی ہے،
بھیڑ بکری کی مینگنی، کبوتر کی بیٹ، اور خشک غلیظ کو ملائین، اور اس مین باریک مٹی یا پختہ
ظروف کی مٹی ڈال کر لکڑی کے ڈنڈون سے خوب ملائین، اور اس کھاد کو جڑ کے اطراف

مین ڈال دین، پیاس کی شدت کے بعد یہ کھاد تنقیہ کے بعد یعنی قریب کی گھاس وغیرہ صاف کرکے ڈالین، یہ واضح رہے کہ یہ تمام عمل چاند کے بڑھاؤ کے وقت کیا جائے، یعنی قمری مہینہ کی چار تاریخ سے بیس تک یہ تمام کام ختم ہو جائین، تاکہ پودے اچھی طرح قوت پا سکین،

خربوزہ کی کاشت کو خون سے سینچنا بہت مفید ہوتا ہے، اس سے پھل زیادہ ہوتے ہین، خون خواہ کسی جانور کا ہو اس کی دوگنے پانی مین اچھی طرح ملائین، اور جڑ مین گوڑن کے بعد اس مخلوط پانی سے سیراب کرین، ہر گوڑن کے بعد جب پودون مین خشکی ظاہر ہو تو اس پانی سے سیراب کرتے رہین، اس عمل سے پھل تعداد مین زیادہ اور حجم مین بڑے ہونگے اور انمین کافی شیرینی ہوگی،

خربوزہ کا کھیت بیگن، بیری، توت، زرد آلو کے درختون کے قریب اگر واقع ہو، تو اس سے اسکو نفع پہنچتا ہے، لیکن زیتون کا قرب اس کے لئے مضر ہے، خربوزہ کے کھیت مین اگر حنظل کا پودہ نکل آئے تو اس کو دور جگہ پر نکال کر پھینک دین، باب الترکیب مین اس کا ذکر کیا جا چکا ہے،

طاہن ہے کہ تخم خربوزہ کو اگر انسان کی کھوپری مین رکھکر زمین مین دفن کر دین اور اُسکو پانی سے خوب سیراب کرین، تو یہ خربوزہ ذہانت، جودت اور حافظ کو بڑھائے گا، اور اگر اس کے تخم کو گدھے کی کھوپری مین رکھ کر اسی طرح عمل کرین، تو اس کا پھل کھانے والے کو بلید الذہن بنا دیگا، اور قلب مین تاریکی پیدا کرے گا، نسیان اس قدر طاری ہوگا کہ کوئی چیز یاد نہ رہ سکیگی،

عوام الناس بعض، یہ خرافات بیان کیا کرتے ہین کہ خربوزہ کے لئے گانا، بجانا مفید ہے، کھیت کے وسط مین طبلہ بجایا جائے اور گایا جائے، تو اس سے اس مین قوت نامیہ بڑھیگی، مٹھاس زیادہ ہوگی، اور کسی طرح کی آفت اسکو نہ پہنچے گی،

خربوزہ کو دودھ کے ساتھ کبھی نہ کھائین، یہ دونون چیزین ایک وقت مین اگر معدہ مین

جمع ہو جائین تو گویا سم قاتل ہو جائین گی، خلوہ معدہ مین اور شدید بھوک مین خربوزہ کھانا مضر ہے لیکن خمیری روٹی کے ساتھ خوب کھا سکتے ہین، خربوزہ کھانے کے بعد اگر توت شامی کھا لیا جائے تو اس کے مضر اثرات سے کھانے والا محفوظ رہے گا، توت شامی ترش اور بڑے توت کو کہتے ہین، رآزی کا قول ہے کہ میٹھا خربوزہ اور شہد ایک ساتھ ہرگز نہ کھایا جائے، ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے،

فصل

دلاع کی کاشت کا طریقہ جسے بعض لوگ سندی بھی کہتے ہین،

خربوزہ کی یہ قسم اوپر لکھی جا چکی ہے، سندی خربوزہ ربیع زار اراضی مین بویا جاتا ہے، اور اس کے لئے زمین اسی قسم کی منتخب کیجاتی ہے، جس قسم کی زمین لگڑی اور دوسرے خربوزون کیلئے بتائی گئی ہے،

حن وغیرہ کا قول ہے کہ اپریل مین اس کا تخم بویا جاتا ہے اور اس کی بیل تختون پر چڑھا دیجاتی ہے، یہ تختے زمین مین نصب کر دیے جاتے ہین، ہر تختہ کا طول ۱۲ ہاتھ اور عرض ۴ ہاتھ ہونا چاہئے، ہر دو تختون کے درمیان ایک نالی ہونی چاہئے، جو ان تختون کو پانی سے سیراب کرے، معتدل طریقہ پر آب پاشی کے بعد اس نالی کے وسط مین جو لکیر کے مشابہ ہوگی تخم بو دین، جب ان مین نمو ہو تو ضعیف اور قوی کا اندازہ کرین، بقدر ضرورت رکھ کر بقیہ پودون کو الگ کر دین، جڑ ایک بالشت کے برابر ہو جائے تو ان کو دابہ مین رکھا جائے، اور شاخ کا ایک کنارہ اس قائم کردہ تختہ کی طرف نکال دیا جائے اس عمل سے اس کی کاشت بہتر ہوگی،

فصل

لفاح کی زراعت کا طریقہ

خ اور دوسرے علماء فلاحت لفاح کو خربوزہ کی ایک قسم بتاتے ہین جو صورۃً دلاع کے مشابہ ہوتا ہے، مغز نرم، پوست ہلکا اور خوشبودار ہوتا ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ لفاح کے لئے وہی زمین ٹھیک ہوتی ہے جو لگڑی اور دوسرے خربوزون کے لئے بتائی گئی ہے، اس کا وقت بھی وہی ہے، گھر یا مینڈ بنا کر یہ لگایا جاتا ہے اسکی کاشت عموماً مینڈ پر کیجاتی ہے، ہر دو مینڈ کے درمیان ایک نالی بنائی جاتی ہے، جیسا کہ اہل صقلیہ کا طریقہ ہے، مینڈون کو اوپر سے مسطح کرنے کی ضرورت نہین ہے، بلکہ اسی حالت پر چھوڑ دین، درمیانی لکیرون کو جو نالی کی شکل کی ہون، معتدل طریقہ پر پانی سے سیراب کرین، پھر ان مین تخم اس طرح بوئین کہ ایک لکیر مین تخم ڈالین اور دو لکیرون کو خالی چھوڑ دین، نمو کے بعد اگر ضرورت ہو تو جڑ کے قریب گوڑن کرین، جب شاخین ایک بالشت سے زیادہ لانبی ہوجائین تو نصف شاخ کی پتیون کو یا جلا ڈالین یا نوچ کر پھینک دین پھر ان شاخون پر مینڈ کی مٹی اچھی طرح ڈالدین یہان تک کہ مینڈ نالی کے مانند ہوجائے اور یہ نالی جس مین تخم ڈالا گیا ہے مٹی کی کثرت سے مینڈ بن جائے، ان جدید نالیون سے آب پاشی کیجائے، اور مناسب طور پر سیراب ہوجانے کے بعد گوڑن کرین، تاکہ جڑ کو قوت حاصل ہو، اس کے بعد دوبارہ آب پاشی کی ضرورت نہین ہے، لیکن اگر پیاس اور خشکی وغیرہ کی علامت پائی جائے تو ضرور سینچین،

فصل

خیار (کھیرا) کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ خیار قثاء شامی کا نام ہے، اس کی کاشت ربیع زار اراضی مین کیجاتی ہے، خریف زار اراضی مین بھی آب پاشی کے بغیر یہ اچھا نہین ہوتا ہے، اسکی دو قسمین ہین ایک کا پھل چھوٹا، سفید اور سخت ہوتا ہے، دوسرا لیمونی رنگ کا نرم ہوتا ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے لئے وہی زمینین موافق ہون گی، جو لگڑی کے لئے بتائی گئی ہین، دونون کا طریقہ زراعت بھی ایک ہے، صرف فرق اتنا ہے، کہ یہ پانی کو خربوزہ اور لگڑی سے زیادہ مرغوب رکھتا ہے، اسی وجہ سے خریف زار اراضی مین یہ مشکل سے اچھا ہوتا ہے، اس کے تخم کدو کی طرح کھاد کے چبوترون مین بوئے جاتے ہین، مٹی اور کھاد سے چبوترے باغ مین آفتاب کے رخ پر تیار کئے جائین جنکی اونچائی ایک ہاتھ اور عرض چار یا پانچ ہاتھ اور طول بقدر ضرورت رکھین، تخم ریزی کے بعد پانی کا چھینٹا مارنا چاہئے، پھر نو تک آب پاشی موقوف کردین، جب کافی بالیدگی ہوجائے تو پانی کا چھینٹا دینا بند کردین، کیونکہ اب یہ نقصان پہونچانے لگا بلکہ مناسب مقدار مین پانی سے سینچین، پانی کا چھینٹا نرم پھل کے پودون کو جلا دیتا ہے، جب یہ تحویل کے قابل ہون تو دوسری کیاریون کو درست کرکے منتقل کردین، یہ عمل اپریل مین کیا جاتا ہے، گھر تیار کرکے بھی اس کی تخم ریزی لگڑی کی طرح کیجاتی ہے، اسی طرح پودے تختون کے قریب لگائے جاتے ہین، تخم مٹی کے ظروف مین بھی بوئے جاتے ہین، بشرطیکہ ان کی کاشت بہت جلد مطلوب ہو، تختون پر بیل چڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ بانس کی ٹٹی کو لکڑی کے پایون پر کھڑا کرین، اس ٹٹی کا طول ١٢ ہاتھ اور عرض ٥ ہاتھ رکھین، پودون کو چبوترے سے منتقل کرکے

اس تختہ کے دونون جانب مین لگادین، بیل اس پر چڑھتی چلی جائیگی، اس طریقہ سے پھل زیادہ آئین گے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے ظروف جن مین پودے تیار کئے گئے ہون، اس تختہ کے چارون طرف رکھدئے جائین، اور بیل تختون پر چڑھا دیجائے، کدو، لگڑی، کھیرا، اور خربوزہ کی بیل کا چھوٹے درختون پر چڑھانا بھی مفید ہے، کدو کی بیل بڑے درختون پر بھی چڑھائی جاسکتی ہے، مولف کا قول ہے کہ مین نے کھیرا کی بیل کو زیتون اور دوسرے درختون پر چڑھا کر تجربہ کیا تو اس سے پھل اچھے آئے، کھیرا کے تخم لینے کا طریقہ وہی ہے، جو خربوزہ مین بیان کیا گیا، کھیرا اگست مین بویا جاتا ہے، اور خریف مین کھایا جاتا ہے، سال مین یہ دو بار کھایا جاتا ہے، مولف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین کھیرا کی اگیتی کاشت چبوترون مین جنوری کے مہینہ مین شروع کیجاتی ہے، اور آخری کاشت اگست کے مہینہ مین گھرون مین لگائی جاتی ہے

ط مین ہے کہ کھیرا کی دو قسم ہے، ایک گول اور دوسرے لانبے، گول مین لانبے کھیرا سے زیادہ رطوبت ہوتی ہے، اور اسکی بہ نسبت وہ زود ہضم ہوتا ہے، جو کھیرا کہ ذرا کج ہوتا ہے، وہ نہایت خراب قسم کا ہوتا ہے، اس مین صلابت بہت کافی ہوتی ہے، اس کی اور لگڑی کی کاشت کے طریقے بالکل یکسان ہین، کھیرا کی جڑ مین پانی قائم نہ رکھین، ورنہ جڑ خراب ہوجائے گی، پانی اور جڑ کے درمیان مین مٹی کی ایک تہ حائل رکھین، تاکہ پانی جڑ کو خراب نہ کرسکے،

فصل

حنظل (ہندوانہ تلخ) کی کاشت کا طریقہ،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ بطیخ بری کا دوسرا نام حنظل ہے اسکے لئے باریک اور پتلی زمین جس مین کسی قسم کی لزوجت نہ ہو مفید ہوگی، اس کی کاشت اپریل کے مہینہ مین شروع کیجاتی ہے، جب اس مین خشکی یا پیاس کی علامت ظاہر ہو تو اسکو ایک مرتبہ پانی سے سیراب کردین،

بقیہ تمام عمل اس مین وہی ہین، جو لگڑی اور دوسرے خربوزون کے لئے بتائے گئے، اس کا مغز نرم اور سفید ہوتا ہے، مسہل کی دواؤن مین مستعمل ہے،

فصل

کدو کی کاشت کا طریقہ،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی بہت سی قسمین ہین، ایک ترابی ہے، جسمین عرق زیادہ ہوتا ہے اور پھل سفید اور چھوٹا ہوتا ہے، یہ سب سے اعلیٰ قسم ہے، دوسری قسم لانبی ہوتی ہے، اور تیسری قسم گول ہوتی ہے، جو تنگن کی شکل کا ہوتا ہے، اس کا پھل چوڑا ہوتا ہے، چوتھی قسم وہ ہے، جسکا پھل نیچے کی جانب گول اور اوپر تھوڑی لنبائی کے ساتھ گول ہوتا ہے، اس کی گردن بھی لانبی ہوتی ہے، ص کی کتاب مین ہے کہ کدو کی ایک قسم ہے جو ہندی کدو کے نام سے مشہور ہے، جسکا پتہ گلنار اور لگڑی کے مشابہ ہوتا ہے، اور پھول زرد ہوتا ہے، اور پھل دلاع کی طرح گول ہوتا ہے، رنگ سبز ہوتا ہے، اور اس مین سبز و سرخ لکیرین ہوتی ہین، اس کا پوست اتنا سخت ہوتا ہے کہ ناخن تک نہین دھنستا، لیکن جب پوست الگ کردیا جائے تو اس کے نیچے ایک نرم مغز ہوتا ہے،

اس کدو کو اپریل مین لوگ کھاتے ہین، کیونکہ یہ دوسری قسمون سے پہلے تیار ہوتا ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ کدو کی کاشت اوائل دسمبر سے آخر جنوری تک شروع کیجاتی ہے، یہ کھاد کے چبوترون مین بویا جاتا ہے، اس کی پہلی فصل جنوری مین اور آخری فصل مارچ مین بوئی جاتی ہے، اس کی کاشت کو برف سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، کدو اور لگڑی کی کاشت کا طریقہ تقریباً یکسان ہے، زمین کو پہلے بار بار جوت کر درست کرین تاکہ تری اور نرمی کو محفوظ رکھ سکے، موسم گرما کی تمام ان ترکاریون کے لئے جو خریف زار اراضی مین بوئی

جاتی ہین یہ ضروری ہے کہ ان کی زمین کو اچھی طرح سے جوتا جائے، اور گھاس وغیرہ سے پاک کیا جائے، اس عمل سے زمین کو آب پاشی کی ضرورت باقی نہ رہے گی، بلکہ زمین کی اندرونی رطوبت مزروعات کے لئے کافی ہوگی،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ کدو کی کاشت کے لئے اعلیٰ قسم کی زمین، روغن دار زمین اور مرطوب زمین زیادہ کارآمد ہوگی، اس مین شاخین زیادہ پھیلین گی، متوسط درجہ کی زمین خشک زمین اور سخت زمین اس کے لئے موافق نہ ہوگی، کیونکہ ان مین اس کی شاخین پھیل نہ سکین گی، اُن مین اگرچہ پھل جلد آئین گے، اور تعداد مین زیادہ ہون گے، لیکن زیادہ دنون تک باقی نہین رہ سکتے، اس کی تخم ریزی کا وقت اوائل جنوری سے آخر مئی تک ہے، اگیتی فصل یعنی جس کی تخم ریزی جنوری مین کیجائے، کھاد کے چبوترون مین بوئی جاتی ہے، اور جب پودے تحویل کے قابل ہوجاتے ہین، تو کیاریون مین یا لکیرون مین اُن کو لگاتے ہین، متوسط فصل کی تخم ریزی گھر یا کیاری بنا کر کیجاتی ہے،

ص کا قول ہے کہ اس کے لئے نہر، چشمہ اور میٹھے کنوین کا پانی زیادہ مفید ہوتا ہے، نہر کے پانی سے بعض اوقات، اسمین پھول جلد نکل آتے ہین، اور گرہین بھی جلد نمودار ہوجاتی ہین، اسلئے اس سے سیراب کرنا مفید نہین ہے، بلکہ میٹھے کنوین کا پانی اور چشمہ کا پانی زیادہ بہتر ہوتا ہے، اس سے گرہین کم پیدا ہوتی ہین، ابتداءً جب پودہ چھوٹا ہو آب پاشی کم کردین اور بالیدگی کے بعد کافی مقدار مین سینچین، بلکہ اس وقت روزانہ بھی پانی سے سیراب کرین، تو کوئی نقصان نہین پہنچے گا، جسقدر آب پاشی زیادہ ہوگی، اس مین کلے نئے پھوٹین گے، اس کی کاشت کیلئے کھاد کے چبوترے اس طور پر تیار کئے جائین، کہ شرقی یا غربی جانب باغ کے اس حصہ کو منتخب کرین، جو آفتاب کے رخ پر ہو، یعنی جس جگہ دن بھر دھوپ پڑتی ہو، پھر اس مین گھوڑے گدہے اور خچر کی تازہ اور خالص لید اس مقدار مین جمع کرین کہ ایک ہاتھ اونچا اور تین ہاتھ چوڑا چبوترہ تیار ہوسکے، اور اس کا طول حسب ضرورت رکھین، جسقدر پودون کو منتقل کرنا چاہین،

اس لحاظ سے اس کا طول رکھین، چبوترون کے مغربی جانب تختہ یا بانس کی چھت بنائین، اور مشرقی سمت کا دروازہ کھلا رکھین، پھر ان مین اچھے تخم اوائل جنوری مین بو دیے جائین، تخم ریزی کا وقت ہر ملک کی آب وہوا کے لحاظ سے متعین کیا جائے، ان چبوترون مین سیدھی لکیرین قائم کیجائین، اور ان مین ایک بالشت گہرے گڑھے بنائین، ایک بالشت کے فاصلے سے بنائین، پھر ہر گڑھے مین چار یا پانچ تخم ڈالین، تخمون کو ایک دوسرے سے قریب بوئین تاکہ اُگ کر سب ایک ہوجائین،

ص کا قول ہے کہ تخم کا باریک نوکیلا حصہ اوپر رکھین تو یہ جلد اُگے گا، تخم ریزی کے بعد تین انگل کے برابر کھاد ڈالین، یہی طریقۂ عمل گھر یا لکیر مین بونے کا ہے، اور چبوترون کو کرم کلہ یا گوبھی کے پتہ سے ڈھک دین تاکہ کھاد کی حرارت زائل نہ ہو، اس کے بعد روزانہ اس پر پانی چھڑکین، یہان تک کہ اس مین نمو شروع ہوجائے، نمو کے بعد چھینٹا بند کر کے سینچنا شروع کرین، سینچنے سے پہلے گوبھی کا پتہ الگ کردین، جب اس مین چار پتیان نکل آئین، تو فوراً تحویل کا عمل کیا جائے، اس سے قبل کیاریان تیار کیجائین، جن مین تعمیر کے بعد پُرانی کھاد ڈالین، ان کیاریون مین سے بعض کو خالی چھوڑ دین، اور بعض مین کدو کی گاچھیان منتقل کردی جائین، خالی کیاریون مین اس کی بیل وسعت سے پھیل سکے گی، اگر زمین مرطوب اور روغن دار ہو تو ان کیاریون مین سولہ ہاتھ کا فاصلہ رکھین، لیکن سخت اور خشک زمین مین ان کیاریون کا فاصلہ آٹھ ہاتھ اور اوسط درجہ کی زمین مین بارہ ہاتھ رکھین، ہر کیاری مین جنمین پودے منتقل کئے جائین دو یا دو سے زیادہ گڑھے تیار کرین، اور ہر دو گڈھون کے درمیان مین چھ ہاتھ کے برابر فاصلہ رکھین، اور گڈھے ایک ہاتھ گہرے بنائے جائین، ان کیاریون مین گڈھے ان کے طول کے لحاظ سے تیار کئے جائین، پھر ہر گڈھے مین تقریباً ہم کر کھاد ڈالین، اس کے بعد پودون کو چبوترون سے منتقل کرین، پہلے پانی سے سیراب کرین، تاکہ جڑ کی مٹی نرم ہوجائے، اس کے بعد چار یا پانچ گاچھیون کو ایک ساتھ کھاد اور مٹی سمیت صبح

سکے وقت اکھاڑلین، رات بھر شبنم سے زمین تر ہو جاتی ہے، جس سے اکھاڑنے مین سہولت ہوتی ہے، اُکھاڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ جڑ کے ارد گرد ذرا فاصلہ سے زمین کھود دین، اور ایک نکیلے ڈنڈے سے چارون طرف سے گاچھیون کو اُٹھا کر اکھاڑلین، اکھاڑنے مین جڑ اور سوت کی پوری حفاظت کرین، اس کے بعد ان کی جڑ کے قریب مٹی کا ایک گولہ بندش کی طرح باندہ دین، ہر بندش کو الگ الگ دھوپ اور ہوا سے محفوظ جگہ مین رکھین، تحویل کا عمل اُس دن شام کو اس طرح کرین کہ گاچھیون کو مٹی کی بندش کے ساتھ گڈھے کے اندر رکھدین، کم از کم چار انگل پودہ کا حصہ گڈھے کے اندر رہنے دین، تحویل کے بعد گڈھون کو کھاد سے بھر دین اور اسی وقت سینچنا شروع کرین، تاکہ رات کی سردی کو برداشت کر سکے،

اسکی تحویل کا عمل اوائل مارچ سے آخر مئی تک کیا جاتا ہے، ص کے نزدیک اوائل مئی تک اس کا وقت ہے، تحویل کے بعد متفرق طور پر دو بار سینچین، جب زمین کچھ تر ہو جائے تو پھر معمولی سا کوڑن کر دین، اسکے بعد شاخون کے پھیلنے تک پانی ڈالنا موقوف کر دین، پھر جب ضرورت معلوم ہو پانی ڈالین، احتیاطاً پودون کو منتقل کرنے کے وقت ہر گڈھے مین چند کدو کے تخم بھی ڈالدین، تاکہ اگر کسی سبب سے یہ پودہ خراب ہو جائے، تو دوسرا تخم اگ سکے، اور کاشت کو نقصان نہ پہنچے، تحویل کے گڈھون مین گاچھیون کی بجائے اسی طرح تخم بھی بو سکتے ہین، لیکن ان مین تخم ریزی کا وقت وسط فصل سے آخر تک ہی،

خطوط یعنی دریون مین تخم ریزی کا طریقہ یہ ہے کہ تعمیر شدہ زمین مین گڈھون کی بجائے خطوط بنائین، اور دونون خطون کے درمیان اسقدر فاصلہ رکھین، جس کا ذکر ابھی کیا گیا، اور ان خطوط کی گہرائی چار انگل رکھی جائے، پھر ان مین کھاد اچھی طرح بھری جائے، اور اوس کے بعد تخم ریزی کی جائے، ہر دو تخم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھا جائے، تخم ریزی کے بعد بھی دو انگل سے چار انگل تک کھاد ڈالین، کھاد کی مقدار ہوا کی حدت اور برودت کے لحاظ سے متعین کیجائے، پھر ہلکے پانی سے سیراب کرین، یہان تک کہ روئیدگی شروع ہو جائے

روئیدگی کے بعد حسب ضرورت کئی بار کوڑن کا عمل کرین، اور ہر کوڑن کے بعد سینچتے رہین، جب بالیدگی زیادہ ہو تو تر مٹی کو جو خط کے دونون کنارون پر ہو جڑ مین ڈالدین، اس طرح پر اس خط کے دونون جانب مینڈ کی جگہ دو لکیرین اور قائم ہو جائنگی جنمین پانی پہنچایا جائے، یہ پانی ان خطوط سے گذر کر اس مینڈ تک پہنچے گا، جو اب جڑ کے قریب مٹی ڈالنے سے بن گئی ہے، ہفتہ مین دو بار اسکو پانی سے سیراب کرین،

ص کا قول ہے کہ کدو کے پودے کو خطوط مین بندھن کے ساتھ منتقل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ ان مین اسی طرح گڈھا کھودا جائے، جیسا کہ بتایا جا چکا ہے، اگر جلدی کاشت تیار کرنی مقصود ہو، تو گڈھون مین صرف کھاد بھر دین، اور اگر دیر مین تیار کرنا ہو، تو مٹی اور کھاد ملا کر ڈالین، جسقدر کدو کی کاشت باقی رکھنا ہو اسی قدر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، دو سو بیس گھرون مین تقریباً تین پاؤ کدو کا تخم ڈالین، اس حساب سے ہر گھر مین آٹھ تخم پڑین گے، یہ گھر پچاس کیاریون مین تیار کئے جائین، ہر کیاری مین چار گھر بنائے جائین، اگر کیاریان بڑی ہون تو پھر تخم کا وزن دوگنا کر دیا جائے، تین پاؤ تخم مین ایک ہزار آٹھ سو دانے ہوتے ہین، اس طریقہ پر کدو کی اگیتی فصل اپریل مین کھائی جا سکتی ہے، آخری اور پہلی فصل مین صرف تیس دن کا فرق ہوتا ہے،

ق کا قول ہے کہ اگر تم کدو یا ککڑی کے پھل کو بڑا کرنا چاہو تو تخم کو الٹا بوؤ، اسفل حصہ کو آسمان کی جانب رکھو اور اعلےٰ حصہ کو زمین کی طرف رکھو، کدو، ککڑی اور خربوزہ کی کاشت کو جلد تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر شاخ کے سرے کے قریب مٹی کا ایک چھوٹا برتن پانی سے بھرا ہوا رکھدو، یہ شاخ بڑھکر پانی تک پہنچ جائے گی، جب یہ قریب ہو جائے تو فوراً اس برتن کو آگے بڑھا دو تاکہ شاخین اسی طرح بڑھتی رہین، اسطرح پر شاخین بہت جلد بڑھینگی اور مزروعہ چیز جلد تیار ہو جائیگی، اگر اس ظرف مین پانی نہ ہو گا، تو شاخین دوسری طرف مڑ جائینگی، کدو اور خربوزہ کا تخم عرق ملٹھی مین تر کر کے اگر بویا جائے، تو یہ کیڑے لگنے سے محفوظ ہو جائین گے،

لگڑی اور خربوزہ کے بیان میں تخم کو مدبر کرنے کا پورا طریقہ لکھا جا چکا ہے، ط کا قول ہے کہ اگر تم کدو، لگڑی اور کھیرا کے پھل زیادہ کرنا چاہو تو ق کے اس اصول پر عمل کرو، وہ کہتا ہے کہ کدو کی کاشت پانی کی زیادہ محتاج نہیں ہے، جس زمین میں تم کاشت شروع کرنا چاہتے ہو، اس میں ایک بڑا گڈھا کھودو، اور پھر اس میں نصف گڈھے کے برابر خشک بھوسہ یا گھاس ڈالو اور بقیہ نصف کو مٹی اور پرانی کھاد سے بھرو، کھاد اور مٹی کی تہ کم از کم ایک ہاتھ کے برابر ہو، پھر ان میں تخم ڈالو اور پانی سے سیراب کرو، انشاء اللہ اس طریقہ سے پھل بہت زیادہ ہونگے، ق کا قول ہے کہ تخم ریزی کے بعد ایک بار اچھی طرح پانی سے سیراب کرنا چاہئے، اس کے بعد آبپاشی کی روزانہ ضرورت نہیں ہے، مہینہ میں ایک مرتبہ پانی ڈالنا کافی ہوگا، یہ طریقہ عمل بھی اس زمین کے لئے مناسب ہے، جسمین پانی کم ہو، اور اگر تم کدو کی کاشت قلم لگاکر کرنا چاہو تو پھر کدو کی شاخون کو اسی طرح داب مین رکھو، جسطرح کہ لگڑی کے متعلق بتایا گیا ہے، اسمین مٹھاس خوشبو اور نرمی پیدا کرنے کی ترکیب وہی ہے جو لگڑی مین بتائی گئی ہے، اگر اتفاقاً کدو تلخ نکل آئے تو تمام اُن شاخون کو جن مین تلخی ہو، اکھاڑ کر پھینک دینا چاہئے، اور جڑ کے قریب شق کرکے اس مین نمک بھر دین، اور اوپر سے بردی (بانس کی ایک قسم ہے) کے پتے باندھکر مٹی سے ڈھک دین، اس سے کدو مین شیرینی پیدا ہو جائیگی، یہی عمل تلخ جڑون کے ساتھ کرین، لیکن تحویل کے وقت یہ عمل ہرگز نہ کرین، اس کا تجربہ کیا گیا ہے کہ اس حالت مین اس عمل سے نقصان پہنچتا ہے،

کدو کے تخم حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نصف اگست سے قبل پہلی شاخ کے اچھے پھل منتخب کرکے ان پر نشان لگا دیا جائے، اگر پہلی شاخ مین پھل نہ ہو تو دوسری شاخ یا تیسری سے پھل منتخب کرین، اگست کے بعد کے پھل تخم کے قابل نہین رہتے، ان منتخب کردہ پھلون کو نشان لگا کر کھیت مین چھوڑ دین، اکتوبر مین ان کو توڑ لین، اور پھر دھوپ مین خشک کر لین، اور تخم کو نکال کر ظروف مین رکھین،

خالی کیاریون یا دونون خطوط کے درمیان کی کھلی جگہون مین دوسرے تخم بوئے جا سکتے ہین، بلکہ ان جگہون مین کھیرا کی کاشت بھی ہو سکتی ہے، اور اس کے پودے منتقل کرکے لگائے جا سکتے ہین، کیونکہ یہ دونون ایک ہی موسم مین کھائے جاتے ہین،

مصنف کا قول ہے کہ کدو کی کاشت اشبیلیہ مین جنوری کے مہینہ مین چبوترون پر شروع کیجاتی ہے،

ط مین ہے کہ کدو ہمیشہ پکا کر کھایا جاتا ہے، کبھی یہ کچا نہین کھایا جاتا، یہ اقلیم بابل مین دو قسم کا ہوتا ہے، ایک کا نچلا حصہ چوڑا ہوتا ہے جسقدر بڑا ہوتا جاتا ہے گردن پتلی ہوتی جاتی ہے اور نچلا حصہ عریض ہوتا جاتا ہے، دوسرا وہ ہے جو اس سے زیادہ مغزدار، وزنی اور موٹا ہوتا ہے، اس کی گردن لانبی اور صراحی دار ہوتی ہے، یہ نصف فروری سے آخر مارچ تک بویا جاتا ہے، اور اسکی کاشت چھوٹے گڈھون مین کیجاتی ہے، صغریت کا قول ہے کہ ہر گڈھے مین تین سے پانچ دانے ڈالین، اس کی کاشت درختون کے قریب کیجاتی ہے، تاکہ بیل درختون پر چڑھ سکے، صغریت کہتا ہے کہ اسکی کاشت ہر سال تین چار مرتبہ ہوتی ہے، پہلا وقت فروری مین ہے، دوسرا اوائل جولائی سے اگست کے آخر تک، تیسرا اگست کے آخری ہفتہ سے ستمبر کے پہلے ہفتہ تک، اور چوتھا اوائل اکتوبر مین ہے، اگست، ستمبر اور اکتوبر کی کاشت زیادہ دنون تک نہین ٹھہرتی، اور ایک مرتبہ سے زیادہ پھل نہین لاتی، کدو کی کاشت کے لئے بھربھری نرم زمین زیادہ موافق ہوتی ہے، اور جو زمین بارش سے کافی سیراب ہونے کے بعد ظاہراً خشک ہوگئی ہو لیکن ابھی نمی اس مین باقی ہو وہ کدو کی کاشت کے لئے بہت مفید ہے، جن بقول مین بیل ہوتی ہے ان کے لئے سخت قسم کی زمین مناسب نہین ہے، مثلاً کدو، لگڑی، خربوزہ اور کھیرا وغیرہ کے لئے نرم، ریتیلی اور تر زمینین زیادہ کارآمد ہوتی ہین، کدو کی کاشت مین کھاد زیادہ مقدار مین ڈالنے کی ضرورت نہین ہے لیکن کھاد کی زیادتی نقصان نہین پہنچاتی ہے، اس مین آدمی کا غلیظ، کبوتر کی بیٹ اور کدو کا پتہ سڑا کر ڈالین،

قوثامی کا قول ہے کہ میرے خیال مین کھاد جڑ مین ڈالیجائے، البتہ جڑ کو ہر طرف کھاد سے نہ بھرین، اس مین آدمی کا غلیظ، گائے کا گوبر، بکری کی مینگنی اور کدو کی شاخ اور پتے کو سڑا کر ڈالین، جڑ کے قریب کوڑن کے بعد کھاد ڈالین، صغریت نے اس قسم کے نباتات کے متعلق جو زمین مین پھیلتے ہین، اور تنا نہین رکھتے ہین، یہ ہدایت کی ہے کہ ان کی کافی نگہداشت کرنی چاہیے مثلاً کدو، لکڑی، کھیرا، خربوزہ، انگور اور کریل وغیرہ کی کاشت مین ہوا کے معمولی تغیر سے اثر پڑجاتا ہے، اور تھوڑی بے احتیاطی سے یہ خراب ہوجاتی ہین، باب الترکیب مین اس کا تفصیلی بیان نرگس اور پیاز کی فصل مین گذر چکا ہے،

فصل

بیگن کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ بیگن کی چار قسمین ہین، ایک مصری ہوتا ہے جس کا پھل سفید اور پھول ارغوانی ہوتا ہے، دوسری قسم شامی ہے جس کا پھل ارغوانی ہوتا ہے، اور پھول نیلا سرخی مائل ہوتا ہے، تیسری قسم بلدی ہے، اس کا پھل سیاہ باریک غلاف کا ہوتا ہے، اور پھول ارغوانی ہوتا ہے، چوتھی قسم قرطبی کہلاتی ہے، اسکا پھول سرمئی رنگ کا ہوتا ہے اور پھول ارغوانی ہوتا ہے، ان تمام قسمون کی کاشت کا ایک ہی طریقہ ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ بیگن کے تخم اوائل جنوری سے آخر مارچ تک بوئے جاتے ہین، اسکا قبطی ترکاریون مین شمار ہے، اسکی کاشت کیلئے سردی کا موسم موافق نہین ہوتا ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ کھاد کی مشابہ زمین سخت اور چکنی زمین، مرطوب زمین، اور اسی طرح کی زمینین اس کی کاشت کے لئے مناسب ہین، میٹھے پانی کی کثرت اس کے لئے زیادہ مفید ہے اگر میٹھا پانی اسکو نہ دیا جائے، تو کاشت بہت جلد خراب ہوجاتی ہے، تخم ریزی یا تحویل کی زمین

ایسی جگہ پر واقع ہو جہان پر دھوپ برابر نہ رہے، بلکہ دھوپ کی کمی و بیشی معتدل طور پر زمین مین حرارت پیدا کرسکے، اس کے لئے سرد ممالک کی زمین قابل موافق نہین ہوتی، اس کا جو تخم آخر دسمبر یا شروع جنوری مین بویا جاتا ہے، وہ اگیتی فصل کہلاتی ہے، فروری مین بھی تخم بویا جاسکتا ہے، کھاد کے چبوترے اسی طرح تیار کئے جائین جسطرح کدو کے لیے بتائے گئے ہین، اگر کھاد کی حرارت کسی وجہ سے ضائع ہوجائے تو کبوتر کی بیٹ کھاد کے آٹھوین حصہ کے برابر خوب ملادین تاکہ یہ اس کی حرارت کو باقی رکھے، چبوترون کے تیار کرنے کے بعد بیگن کے تخم کو باریک کھاد مین ملاکر چھینٹ دین جیسا کہ پودینہ چھڑکا جاتا ہے، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو کدو کی کاشت مین بتایا گیا، بعض کاشتکارون کا قول ہے کہ پرانی اور تازہ کھاد کو خوب صاف کرین اور پھر ان کو ملاکر اس سے چبوترے تیار کرین، اگر کیاریان اسی انداز سے تیار کی جائین، جس کا ذکر جلد اول مین کیا جاچکا ہے، تو ہر کیاری مین تقریباً تین چھٹانک تخم ڈالین، لیکن کیاریان اگر بڑی یا چھوٹی ہون تو اسی حساب سے تخم کا وزن گھٹا بڑھا دین، چبوترہ کو پانی سے سیراب نہ کرین ورنہ کھاد ٹھنڈی ہوجائے گی، جس سے نمو مین نقصان آجائے گا، جب پودے ایک بالشت کے ہوجائین، تو ان کو اپریل مین منتقل کردین، ح کے نزدیک اس کے منتقل کرنے کے لئے مئی کا مہینہ بہتر ہے، وہ کہتا ہے کہ جو پودہ مئی مین منتقل کیا جائے گا، وہ اگیتی فصل سے بہتر تیار ہوگا، بلکہ اسکے ذائقہ مین بھی فرق ہوگا، اس کے پودے مینڈ اور نالیون مین بھی منتقل کئے جاتے ہین، مینڈ اور نالیان اہل صقلیہ کے طرز پر تیار کیجائین بہرحال کیاری ہو یا مینڈ یہ سب اسی زمین مین تیار کیجائین، جو پہلے سے خوب جوت کر درست کیگئی ہو، ہر کیاری مین ۸۰ سیر پرانی کھاد ڈالین، ح کا قول ہے کہ ہر کیاری مین دو ٹوکرے یعنی تقریباً ڈھائی من کھاد ڈالین، کھاد مٹی مین خوب مخلوط کرکے ڈالیجائے اور پھر پانی سے سیراب کیجائے، اور دوسرے دن اس مین پودے منتقل کرکے لگائے جائین، پودے پہلی زمین سے اُسی خاص ترکیب سے اکھیڑے جائین، اور جسقدر اکھیڑے جائین اسی دن شام کو دوسری زمین مین لگادئے جائین، ورنہ رات بھر مین گاچھیان خراب ہوجائین گی،

کیاریون مین پودے قطارے لگائے جائین، ہر دو پودون کے درمیان مین نصف ہاتھ سے ایک ہاتھ تک فاصلہ رکھین، زمین کی حالت کے لحاظ سے یہ فاصلہ متعین کیاجائے،

حؔ کا قول ہے کہ بیگن کی کاشت اگر گھنی ہو تو درخت اوپر کیجانب زیادہ بڑھین گے، اور پھل مین تخم کم ہوگا، تلخی اور بدذائقگی کم ہوگی، مغز زیادہ ہوگا، اور پھل شیرین ہون گے، لیکن اگر فاصلے سے یہ لگائے جائین، تو درخت بہت چھوٹے ہون گے، اور ان کے پھل مین بدذائقگی اور تلخی ہوگی، پودون کی تحویل کے بعد میٹھے پانی سے خوب سیراب کرین، ہر دو تین دن کے بعد تین مرتبہ پانی ڈالین، اور زمین کو بار بار گوڑین، جب اس مین تشنگی یا پیاس کا اثر معلوم ہو فوراً پانی سے سیراب کرین، اور جب زمین کی تری زائل ہو جائے، تو گوڑن کا عمل کرین، تاکہ پانی اندر جذب ہو سکے، کم سے کم ہفتہ مین اسی طرح تین بار عمل کرین، اور پانی سے سیراب کرین، پانی کی کثرت سے اس مین عرق زیادہ ہوتا ہے، اور پھل شیرین ہوتے ہین، کیاریون کو سینچکر پودون کو منتقل کرین، تحویل کے بعد گوڑن اور آب پاشی کا عمل جاری رکھین، گوڑن سے گرد و غبار درخت پر چھا جائے گا، اور اسطرح پانی اچھی طرح جذب ہوگا گوڑن مین کیاری کے نشانات کو باقی رکھین،

حؔ کا قول ہے کہ پودے اہل صقلیہ کے طرز پر مینڈ بنا کر منتقل کئے جاتے ہین، یہ مینڈ نالی کے دونون کنارون پر بنائی جائین، اور ان کو قدم سے سطح نہ کرین، بلکہ کنارون کو اونچا رہنے دین، ان نالیون کو پانی سے سیراب کرین، دوسرے دن نالی کے درمیان مین گاچھیون کو لگا دین، اور دوبارہ پانی سے سیراب کرین، بلکہ ہر دو دن کے بعد سینچتے رہین جب پودہ جڑ پکڑ لے تو مینڈ کے کنارے کی مٹی پودون کی جڑ مین آہستہ آہستہ ڈالین یہانتک کہ یہ نالی مٹی کے بھرنے سے مینڈ بن جائے، اور پہلی مینڈ نالی ہو جائے، ہر تین مینڈ مین سے ایک مینڈ کو خالی چھوڑ دیا کرین، تاکہ اس سے کیاری کی حد معلوم ہو سکے، اس طریقہ پر بیگن کی کاشت بہت اچھی ہوگی،

بیگن جھاڑ کر نہ توڑے جائین، بلکہ کسی تیز لوہے سے کاٹ لئے جائین، اور پھل کاٹنے کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرین، چند خوش رنگ پھل درخت مین تخم کے لئے چھوڑ دین، یہ پھل جڑ کے قریب ہون تو اور اچھا ہے، اور اگر جڑ مین نہ ہون تو پہلی شاخ کے ہون، ان پھلون پر شناخت کیلئے کوئی نشان لگا دین، جب پختہ ہو جائین، اور رنگ زرد ہو جائے تو اسکو توڑ لین، اور بیج نکال کر دھوئین، اور اس کے بعد خشک کرین اور پھر انکو مٹی کے نئے برتنون مین رکھدین،

مصنف کا قول ہے کہ بیگن کی کاشت اشبیلیہ مین جنوری مین شروع کیجاتی ہے، طؔ مین ہے کہ بیگن کا پھل، پتہ اور جڑ کھائی جاتی ہے، اس جنس کی چھ نوعین ہین، جو صورت اور شکل مین ایک دوسرے سے مختلف اور مزہ اور مزاج مین متحد ہین،

بیگن کی کاشت کے لئے بھربھری زمین، وہ زمین جس مین پانی کم ہو، نمکین اور پسیجنے والی زمین موافق ہوتی ہے، ہر قسم کی زمین مین اس کی کاشت ہو سکتی ہے، بشرطیکہ اسکو کھاد وغیرہ ڈال کر درست کر لیا جائے، جو زمین دوسرے غلون اور بقول کے لئے مناسب نہین ہوتی ہے وہ درستگی کے بعد بیگن کیلئے کارآمد ہو سکتی ہے، اس کا تخم چھڑک کر بھی بویا جاتا ہے اور گڈھون مین بھی بویا جاتا ہے، سب سے بہتر طریقہ اسکی کاشت کا وہ ہے جو اہل قلایہ مین قدیم زمانہ مین رائج تھا، وہ پختہ بیگن کے وسط سے مغز نکال لیتے تھے، اور پھر ان کو گڈھون مین رکھ کر اوپر سے کافی مقدار مین مٹی ڈالدیتے تھے، اس طریقۂ عمل سے پھل اچھے نکلتے تھے، اس کی کاشت کا وقت آخر فروری سے آخر مارچ تک ہے، بقیہ تمام عمل وہی ہین جو دوسرے بقول کے لئے بتائے گئے، یہ ابتداً کھاد کی کثرت کو نہین چاہتا ہے، لیکن تحویل کے بعد کھاد کافی مقدار مین قبول کر لیتا ہے اس مین ہر قسم کی کھاد ملا کر ڈالی جا سکتی ہے، خواہ کھاد کا سفوف جڑون مین چھڑک دین یا پانی مین ڈالکر سیراب کرین، گرمی اس کی کاشت کو بہتر بناتی ہے، جنوبی اور شرقی ہوا اسکو قوت دیتی ہے، اور شمالی و غربی ہوا اسکو کمزور کرتی ہے،

موسم ربیع مین بیگن کے کھانے سے احتراز کرنا چاہئے، یہ گرمی مین کھانے کی چیز ہے، خریف مین بھی کھانے سے احتراز کرنا چاہئے، البتہ سرما مین کھا سکتے ہین، اس کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پانی اور نمک مین اسکو ابالین، پھر پانی پھینک کر اُن کو کسی چیز پر خشک ہونے کو رکھدین، خشک ہونے کے بعد اسکو روغن بادام، روغن تل یا زیتون اور گھی ڈال کر ترکاری پکائین، اس قسم کے روغن اسکی تیزی و تلخی کو کم کر دیتے ہین، صغریت کا قول ہے کہ بڑے بیگن کو قینچی یا چھری سے چار پھانک کرین، کاٹنے کے وقت چھری کو روغن تل مین تر کرتے جائین، اس طریقہ سے اس کی بدذائقگی کم ہو جائے گی، کاٹ کر اُن کو میٹھے پانی اور نمک مین تر کرین، جب پانی نمک کے اثر سے سیاہ ہو جائے تو پانی پھینک کر اُن کو خشک کرین، اس کے بعد کسی روغن کو ملا کر ترکاری پکائین، جو شخص اس کا سالن اچار وغیرہ بنانا چاہے، وہ بیگن کو خفیف سا اُبال کر نکال لے، اور الگ دوسرے برتن مین رکھے، اس مین روغن زیتون، پیاز، نمک اور پانی مین تر کرکے ڈالے، اور سداب، کرفس، بادرنجبویہ تراش کر ڈالے، اور کراویا، شاہ زیرہ، قرفہ (ہندی مین مل بھرنگ کہتے ہین) اور کالی زیری کا سفوف چھڑک دے، اور سفوف ریحان بھی ڈالے اور پھر سرکہ، انار کا شیرہ، زیتون وغیرہ ڈال کر ایک دن کے لئے چھوڑ دے، اس کے بعد کھائے،

باب ۲۶ بست و ششم

اس باب مین اُن نباتات کی کاشت کا بیان ہے جو کھانے یا دوا مین سفوف کے طور پر مستعمل ہین، مثلاً کمون (زیرہ)، کراویا (شاہ زیرہ) شونیز (کلونجی)، نقاجس کا دوسرا نام انجدان ہے، اور انیسون وغیرہ کی کاشت کا طریقہ،

فصل

کمون (زیرہ) کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ کمون (زیرہ) کی مختلف قسمین ہین، ایک تو کمون کے نام سے مشہور ہے جو سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، دوسرا کمون فارسی کہلاتا ہے جو زرد رنگ کا ہوتا ہے، تیسرا انبطی کہلاتا ہے، جو اکثر جنگلون مین پایا جاتا ہے، ان سب کی بری اور بستانی قسمین علحدہ ہین، بستانی ربیع زار وخریف زار اراضی مین بویا جاتا ہے، ص کا قول ہے کہ سخت زمین، ریتلی زمین، گرم زمین، سرخ ہندیہ زمین، سیاہ خاکی زمین مین یہ بویا جاتا ہے، بہت زیادہ قوی زمین مین اسکی کاشت نہین کی جاتی ہے، اعلےٰ زمینون مین یہ جھلس جاتا ہے، پانی سے بہت زیادہ سینچی ہوئی زمین مین بھی اس کی کاشت ٹھیک نہین ہوتی ہے، درختون کے قرب کو یہ پسند نہین کرتا ہے، زیادہ آب پاشی کی بھی اس مین ضرورت نہین ہوتی، دو تین مرتبہ پانی سے

سیراب کرنا کافی ہوتا ہے،

خ کا قول ہے کہ اس کی زراعت ربیع زار اراضی مین جنوری سے فروری تک کیجاتی ہے گرم ممالک مین یہ مارچ مین بویا جاتا ہے، اولاً نومبر یا دسمبر کے مہینہ مین ایک دو مرتبہ اسکی زمین جوت کر درست کی جاتی ہے، اور کیاریان بنائی جاتی ہین، اور ہر کیاری مین دو ٹوکرے پرانی پتلی کھاد ڈالی جاتی ہے، کھاد کی نمی کے وقت تخم ریزی صاف دن مین کرین، اس کے بعد جھاڑو سے مٹی اور تخم کو اچھی طرح ملا دین، پھر ہلکے پانی سے ایک بار سیراب کرین، اگر روئیدگی سے قبل خشکی کے آثار نمایان ہون، تو پھر پانی ڈالین، جب ایک متوسط طریقہ پر پودے تیار ہو جائین، تو آب پاشی موقوف کر کے ارد گرد کی گھاس وغیرہ سے کھیت صاف کر دین، سو کیاریون مین سیر بھر تخم ڈالین، پھول نکلنے کے بعد ایک بار اور پانی سے سینچین، یہ پانی اس کے لئے کافی ہو جائے گا،

خریف زار اراضی مین کاشت کا طریقہ یہ ہے کہ زمین کو خوب جوت کر مناسب مقدار مین کھاد چھڑک دین، اس کے بعد تخم ریزی کرین، تخم ریزی کے بعد ہل چلانے کی بجائے خاردار درخت کی ایک شاخ لین، اور اس مین ایک پتھر باندھ دین پھر اسکو رسی سے کھیت مین گھسیٹین، تاکہ تخم مٹی سے اچھی طرح مل جائین، یا اسی شاخ کو ہل مین باندھ دین تاکہ تخم مستور ہو جائین، کمون یعنی زیرہ کی پوری تیاری یعنی تخم آنے کے بعد کاٹتے ہین، اور اسکو خشک کر کے رکھتے ہین، اس کا دانہ اور اس کا پوست دونون مستعمل ہین، پوست یعنی بھوسی کو کھانے مین ڈالتے ہین، کاشم (فارسی مین جوبل کہتے ہین) کی زراعت کا بھی یہی طریقہ ہے،

حؔ کا قول ہے کہ کمون کی خریف زار اراضی مین اگیتی فصل بوتے ہین، یہ معتدل آب و ہوا کے ممالک مین زیادہ بہتر ہوتا ہے، مصنف کا قول ہے کہ مین نے کمون کی کاشت ربیع زار اراضی مین کی ہے یہ کاشت نہایت بہتر ہوئی، البتہ جو پودے درختون کے زیر سایہ تھے، وہ خراب ہو گئے،

فصل

کراویا (شہ زیرہ) کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی بھی بری و بستانی قسمین ہین، دونون کے پھول سفید ہوتے ہین،

حؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے لئے کھاد کے مشابہ زمین، مرطوب زمین، لزج زمین کار آمد ہوتی ہے، کمون کی طرح زمین درست کیجاتی ہے، اور تخم ریزی کی جاتی ہے، عموماً ربیع زار اراضی مین اسکی کاشت ہوتی ہے، جسمین کھاد اور پانی کی کافی مقدار ڈالی جاتی ہے، ہر کیاری مین پرانی کھاد کم سے کم تین ٹوکرے ڈالیجائے، اور تخم ریزی کے بعد فوراً آب پاشی کرین، اس کے بعد بوقت ضرورت بالیدگی تک سینچتے رہین، جب ایک مناسب حد تک یہ بالیدہ ہو جائین تو آب پاشی موقوف کر دیجائے، حؔ کا قول ہے کہ اس کی کاشت جون تک تیار ہو جاتی ہے، اسوقت تک اس مین اچھی اور خوشنما پتیان نکل آئین گی، اس کی گاچھیان بھی بوقت ضرورت منتقل کیجا سکتی ہین، اور اسی قاعدہ سے نالی اور مینڈ وغیرہ مین لگائی جاتی ہین، جب پودے ایک انگل کے برابر لانبے ہوتے ہین، تو ہر کیاری مین ایک ٹوکرہ پتلی کھاد ڈالین، اور درانتی یا کسی اور آلہ سے زمین کو کوڑ دین، حؔ وغیرہ کا قول ہے کہ جب پودہ اس سے بھی بڑا ہو یعنی ایک بالشت کا ہو جائے تو کوڑن بار بار کرین، جب اس مین پیاس یا خشکی معلوم ہو تو پانی سے سیراب کرین، اور پھر زمین جب برابر ہو جائے تو پھر اسی طرح کوڑن کا عمل کرین، اور سینچین، البتہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ پانی بلا ضرورت نہ دین، جب خشکی کے آثار نظر آئین پانی ڈالین، پھول نکلنے تک پانی کی ضرورت باقی رہتی ہے، اس کے بعد یہ پانی سے بے نیاز ہو جاتا ہے، سو کیاریون مین کراویا کا صاف ستھرا تخم ڈیڑھ سیر چھڑکا جا سکتا ہے،

چتر[1] مین جب دانے آجائین، اور اُن پر زردی چھا جائے، تو بقدر ضرورت توڑ کر استعمال مین لا سکتے ہین، دوسرے چترون کی تیاری کے لئے انتظار کی ضرورت نہین ہے، بعض کاشت کارون کا تجربہ ہے کہ پھول آنے سے قبل پودون کو اگر پیر سے دبا دین، اور نالیون کو توڑ کر اسکی مٹی برابر کر دین، جیسا کہ پیاز اور شلجم کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور ان پر بٹری کھاد ڈالدین، اور پانی سے سیراب کرین، تو پھر ان مین دوبارہ نمو شروع ہوگا، اور ایک ساتھ نئے خوشے اور پھول نکل آئین گے، جو چتر زرد ہو جائے، اسکو تخم لینے کے لئے توڑ لین، ان چترون کو پہلے ایک دوسرے پر تلے اوپر رکھین، تاکہ اُن مین عفونت پیدا ہو جائے پھر ظروف مین رکھین، متعفن کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ظرف مین دانے دار خوشون کو تلے اوپر رکھین اور ان کو کسی چیز سے ڈھک دین، پھر اوپر سے ایک پتھر رکھدین، یہان تک کہ اُمین تعفن پیدا ہو جائے اور سفید پھپھوندی نکل آئے، اس کے بعد انکو اس ظرف سے نکال کر خشک کرین، اور پوست صاف کرین، جب دانے سیاہ ہو جائین تو ظروف مین رکھدین، مصنف کا قول ہے کہ کراویا اشبیلیہ مین بویا جاتا ہے،

فصل

شونیز[2] (کلونجی) کی کاشت کا طریقہ

خ دغیرہ کا قول ہے کہ اس کی تین قسمین ہین، ایک تو بستانی جو عام طور پر مشہور ہے اور دو قسمین بری ہوتی ہین، بری دو قسم کی ہوتی ہے، ایک تو بستانی کے بالکل مشابہ ہوتی ہے، لیکن فرق اتنا ہوتا ہے کہ اس کا دانہ سیاہ رنگ کا خاکی مائل ہوتا ہے، دوسرا شونیز الحنظ

---

[1] اس کا خوشہ چتر کی طرح کا ہوتا ہے اسلئے فارس مین چتر اور عربی مین اکلیل کہتے ہین، [2] فارسی مین سیاہ دانہ اور ہندی مین کلونجی کہاتا ہے، یہ بادیان کے مشابہ ہوتا ہے،

کے نام سے مشہور ہے، اس کا دانہ گول اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، اور اُس مین تھوڑی سختی ہوتی ہے،

حس کا قول ہے کہ وہ شونیز جو سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، کھاد کی مشابہ زمین، روغن دار زمین، مرطوب زمین اور ہلکی زمین مین بویا جاتا ہے، بہت زیادہ سخت اور گرم زمین مین یہ نہین بویا جاتا ہے، اس مین یہ جل جاتا ہے، اس کی زراعت فروری سے اپریل تک کیجاتی ہے، عموماً ربیع زار اراضی مین اسکی کاشت ہوتی ہے، زمین کی تعمیر جنوری یا اس سے کچھ قبل کرنا چاہئے، اور پھر اس مین کیاریان بنائی جائین، بار بار متفرق طریقہ پر زمین اسی طرح جوتی جائے جسطرح کمون اور کراویا کیلئے تیار کیجاتی ہے، پودینہ کی طرح تخم ریزی کی جائے، ہر کیاریون مین ایک سیر تخم ڈالین، تخم ریزی کے بعد پانی سے سیراب کرین، شونیز کی کاشت مین ابتداءً زیادہ آبپاشی کی ضرورت نہین ہے، البتہ کچھ نمو کے بعد سیراب کیجائے، تقریباً ایک انگل کے برابر جب پودے بڑھ جائین، اور ان مین خشکی کا اثر معلوم ہو تو سینچنا شروع کرین، اور پانی ڈالنے کے بعد گرد و نواح کی گھاس اور نبات کو نکال کر پھینک دین، کافی بالیدگی کے بعد دو بار پانی سے سینچنا چاہئے، یہ پیاز اور السی کی نالیون مین بھی بویا جاتا ہے، خریف زار اراضی مین بھی اسکی کاشت ہوتی ہے، اس قسم کی زمین کو خوب جوت کر جنوری مین تخم چھڑک دیتے ہین، تاکہ اگیتی فصل تیار ہو جائے، تخم کو مٹی اور کھاد مین اچھی طرح ملا دیتے ہین، اس طرح تخم ہوا کی زد سے محفوظ ہو جاتے ہین، کبدی وغیرہ کا قول ہے کہ شونیز کے تخم زیادہ مقدار مین نہ ڈالین، کاشت کیلئے نقصان دہ ہی،

مصنف کا قول ہے کہ مین نے شرقی حصہ کی خریف زار اراضی مین شونیز کی کاشت کو بہتر پایا ہے، اشبیلیہ مین یہ جنوری مین بویا جاتا ہے،

فصل

حب الرشاد (ہالون) کی کاشت کا طریقہ

خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ تقا اور اسی کو حرفؔ بھی کہتے ہین، یہ دونون قسم کی زمین مین بویا جاتا ہے،
خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی متعدد قسمین ہین، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ یہ فروری، مارچ اور
اپریل مین بویا جاتا ہے اسکی کاشت کا طریقہ دھنیا کے بالکل مشابہ ہے، تخم کو مٹی مین خوب ملا کر
چھڑکتے ہین، تاکہ ہوا ان کو پراگندہ نہ کر سکے، مئی کے مہینہ مین اس کی کاشت تیار ہو جاتی ہے،
اور اسی مہینہ مین کاٹی جاتی ہے، السی کی مینڈ اور نالیون مین بھی یہ چھینٹ دیا جاتا ہے، اس کی
کاشت پانی اور کھاد کی کثرت کو برداشت کر لیتی ہے زہریلے جانورون کی کاٹ کا اس سے
علاج کیا جاتا ہے اسکو پلایا جائے یا شہد کے ساتھ ضماد کیا جائے تو بہت مفید ہوتا ہے اس کی
دھونی زہریلے جانور کو بھگا دیتی ہے، مصنف کا قول ہے کہ یہ اشبیلیہ مین جنوری مین بویا جاتا ہے،
طؔ کہتے ہین کہ حرف دوسرے بقول کی طرح بہ کثرت کھاد اور پانی کا محتاج ہے، ہمیشہ آبپاشی
یا بارش کا پانی اسکو زندہ رکھتا ہے، اسکی تمام قسمین اوائل جنوری مین بوئی جاتی ہین، لیکن آخری
وقت اپریل تک ہے، اس کی کاشت مین اگر پوری نگہداشت کیجائے تو کرفس، ہندبا اور خس
کی طرح اس کی جڑ بھی موٹی ہو سکتی ہے، تین چار مرتبہ تحویل کے عمل سے جڑین موٹی ہو جاتی ہین،

فارسی مین تخم سپندان اور ہندی مین ہالون کہتے ہین،

فصل

انیسون[1] کی کاشت کا طریقہ

خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ انیسون کو حبۃ الحلوہ، کمون ابیض، بزر الرازیانج رومی اور بعض
لوگ بسباس شامی بھی کہتے ہین، اس کی برّی اور بستانی دو قسمین ہین، دونون ربیع زار
و خریف زار اراضی مین بوئے جاتے ہین،

صؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے لئے دھنیا کی زمین موافق ہوتی ہے، اسکی زراعت کا
وقت جنوری سے آخر اپریل تک ہے، اگست مین اس کے دانے چن لیے جاتے ہین، اس کی
کاشت پانی کی کثرت کی متحمل ہوتی ہے،

پودہ کی بالیدگی کے بعد گوڑن بھی مفید ہے، ربیع زار اراضی مین اگر یہ بویا جائے،
تو تعمیر شدہ زمین مین کیاریان بنائی جائین اور ہر کیاری مین ایک ٹوکرہ کھاد ڈالی جائے
اور سو کیاریون مین تقریبًا ڈیڑھ سیر تخم ڈالا جائے، تخم ریزی کے بعد فورًا پانی سے سیراب
کرین، جب بالیدگی شروع ہو تو آبپاشی موقوف کر دین،

حؔ کا قول ہے کہ بالیدگی کی حالت مین پانی نہ ڈالین، اگر پودے آپس مین گتھے
ہوئے ہون تو ان مین سے بعض کو نکال دین، ہر دو نباتات مین آٹھ انچ کا فاصلہ رکھین،
جڑ کے قریب گھاس وغیرہ سے زمین کو صاف کر دین، بقیہ عمل اس مین وہی کرین جو کرا ویا
مین بتایا گیا ہے، فرق اتنا ہے کہ اس کا تخم بڑا یا نہین جاتا ہے اگر بالیدگی کی حالت مین
تشنگی وغیرہ کا اثر پایا جائے تو پانی سے سیراب کر سکتے ہین، جب پودہ چار انگل بڑا ہو جائے

---

[1] فارسی مین زیرہ رومی اور ہندی مین رندنی کہتے ہین،

تو پھر ہفتہ مین دو بار پانی سے سیراب کرین، پھول نکلنے کے بعد آب پاشی کی مطلق ضرورت نہین ہے، اس طرح سینچن نہ کرنے سے پھول اور دانے آجائین گے، اس کا ایک مرتبہ کاٹنا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ یہ کئی مرتبہ بارآور نہین ہوتا۔

ص کا قول ہے کہ اگر تم یہ دیکھو کہ کاشت کی تیاری سے قبل اس مین پیاس اور خشکی معلوم ہو تو کم سے کم ایک یا دو بار پانی سے سیراب کر دو یہی طریقہ عمل قرد ماناین جسکو کرادیا تری بھی کہتے ہین رائج ہے، ربیع زار اراضی مین زمین خوب جوت کر درست کیجائے ورنہ کاشت خراب ہو جائے گی، انیسون کے کھانے سے زہریلے اثرات دفع ہو جاتے ہین،

فصل

رازیانج بستانی (بادیان) کی کاشت کا طریقہ،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اسکو تباس عریض بھی کہتے ہین، اس کی بستانی اور بری دو قسمین ہین، بستانی کی شاخین بانس کی طرح موٹی ہوتی ہین، اسکو بساس صخری اور رومی بھی کہتے ہین، بستانی ربیع زار اراضی مین بویا جاتا ہے اور بری دونون زمینون مین ہوتا ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ اس کی جڑ اوائل دسمبر مین لگائی جاتی ہے، اور تخم اگست مین بویا جاتا ہے، جب پودہ بڑا ہوتا ہے تو منتقل کر دیا جاتا ہے، ط مین ہے کہ بادیان اچھی قسم کی تر زمین مین ہوتی ہے،

تم کا قول ہے کہ ان کیاریون مین اس کا تخم بویا جاتا ہے، جو باغون کے قریب اچھی جوت کر اور سیراب کر کے تیار کی گئی ہون، تخم ریزی کے بعد فوراً پانی سے زمین سیراب کیجائے، بالیدگی کے بعد دوسری زمین مین مینڈ بنا کر منتقل کرین تاکہ باغ کی زینت بھی ہو سکے،

بعض لوگ اس کی شاخون کو ریت مین رکھکر دابہ کا عمل کرتے ہین، بقیہ عمل سریش[1] کا جاری کرین، اس کی بری قسم بھی دابہ مین رکھی جاتی ہے، یہ اگر باغ مین لگائی جائے تو اس سے باغ بہت خوش منظر ہو جاتا ہے، تخم حاصل کرنے کیلئے اسکی کاشت چھوڑ دی جاتی ہے، تخم ریزی کا زمانہ جنوری سے مارچ تک ہے، مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین یہ جنوری مین بوئی جاتی ہے، ط مین ہے کہ ترلیات کو فارسی مین رازیانج کہتے ہین، اس کا پتہ سبز ہوتا ہے، یہ مارچ اور اپریل مین بوئی جاتی ہے، بعض اوقات ستمبر مین بھی اسکی کاشت ہوتی ہے، غرضکہ دونون موسم کاشت کے لئے موافق ہوتے ہین، اس کی خوشبو بہت مرغوب ہوتی ہے، اور ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے، مرطوب جگہون پر یہ خود بخود بھی پیدا ہوتی ہے، لیکن بہتر طریقہ پر کاشت کرنے سے یہ قوی اور اس کا دانہ بڑا ہوتا ہے، خودرو پودون کے دانے زیادہ پیاس لاتے ہین،

فصل

تمک یعنی انیسون بری کی کاشت کا طریقہ،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے لئے معمول سخت زمین اور وہ ریتلی زمین جو سایہ مین ہو زیادہ موافق ہوتی ہے، میٹھا پانی اس کے لئے مفید ہوتا ہے لیکن یہ کثرت پانی کو برداشت نہین کرتا، اس کا تخم اکتوبر، جنوری اور فروری مین بویا جاتا ہے، اپریل مین یہ بستانی کی طرح کھایا جاتا ہے، بقیہ تمام عمل رازیانج کے مشابہ ہین،

---

[1] سریش ایک بیخ ہے جس کا پھول سفید سرخی مائل ہوتا ہے، پھل گول اور ذرا تیز ہوتا ہے،

فصل

خردل (رائی) کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کا دوسرا نام صباب بَرّی ہے، یہ کھیرا کی نالیون مین بویا جاتا ہے، اس کے لئے روغن دار زمین اور کھاد کی مشابہ زمین موافق ہوتی ہے، پانی کی کثرت اس کے لئے مفید نہین ہے، مئی کے پورے مہینہ مین تین مرتبہ سے زیادہ سینچنا چاہئے، یہ موسم خریف مین اور جنوری، فروری اور مارچ کے مہینہ مین بویا جاتا ہے، سو کیاریون مین سوا تین چھٹانک تخم ڈالین۔ مئی کے مہینہ مین اس کی کاشت تیاری کے بعد کاٹی جاتی ہے، خردل گوشت، مسور، چنا، اور ماش کے ساتھ اگر پکایا جائے، تو اُس سے یہ چیزین جلد گل جائین گی لیکن زیادہ مقدار مین ڈالنے سے یہ چیزین خراب ہوجائین گی،

خردل کی کاشت کے لئے سخت زمین موافق ہوتی ہے، اگر یہ تین مرتبہ معتدل موسم سرما مین منتقل کیا جائے، تو اس کا درخت بہت بڑا ہوگا، اور اسکی عمر ایک سال سے دو سال تک ہوگی، اسکی کاشت مین آبپاشی اور مناسب مقدار مین کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے، تحویل سے اسکے پودے بہت اچھے ہوتے ہین، اس کا سفوف اگر سرکہ پر چھڑکا جائے تو یہ ہر طرح محفوظ رہے گا، نہ اسمین کیڑے پڑین گے، اور نہ اس کی ترشی زائل ہوگی،

فصل

کزبرہ (دھنیا) کی کاشت کا طریقہ

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ دھنیا کو باغ مین لگانے کا سب سے بہتر وقت فروری ہے، اس کے مقابلہ مین جو دھنیا دوسرے اوقات مین بویا جاتا ہے، وہ کم تر ہوتا ہے، اص وغیرہ کا قول ہے کہ کھانے کے لئے اسکو اکتوبر ہی مین لگاتے ہین، اس کے لئے روغن دار اور کھاد کی مشابہ زمین موافق ہوگی، کنوان اور چشمہ کے پانی سے سیراب کرنا مفید ہوگا، تخم حاصل کرنے کے لئے یہ فروری مین بویا جاتا ہے، یہ خریف، ربیع، صیف و شتا ہر موسم مین بویا جاتا ہے، سرمائی کاشت مین کھاد اچھی مقدار مین ڈالی جاتی ہے، ص کا قول ہے کہ دھنیا کی کاشت مین حسب دستور کیاریان تیار کی جائین، اور اُن مین کثیر مقدار مین کھاد ڈالی جائے، اکتوبر مین تخم ریزی کیجاتی ہے، تخم ریزی کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہین، یہان تک کہ جب بالیدگی شروع ہو، اور ایک مناسب مقدار مین پودے بڑھ جائین، تو پانی ڈالنا موقوف کردین، قریب کی گھاس اور نبات کو الگ کردین، اور پھر اس مین جب پیاس اور خشکی کا اثر ظاہر ہو، تو پانی سے سیراب کرین۔ ایسی حالت مین ہر ہفتہ مین ایک بار ضرور پانی ڈالین، دس کیاریون مین دھنیا کا تخم تقریبًا سوا پاؤ ڈالین، دھنیا کی سرمائی کاشت مین زمین کے جوتنے کے بعد کھاد کی مقدار دوسری کاشت سے زیادہ ڈالین، تاکہ سردی سے وہ محفوظ رکھ سکے، اس مین تخم مقررہ مقدار سے ایک چوتھائی کم ڈالین، کیونکہ اس موسم مین یہ بہت پیدا ہوتا ہے، اور پتیان بھی زیادہ نکلتی ہین، جو دھنیا ربیع مین فروری

اور مارچ مین لگایا جائے، وہ چونکہ صرف تخم کے لئے کارآمد ہوتا ہے، اس لئے اس مین کھاد اور تخم وغیرہ حسب معمول ڈالین، اور جو موسم گرما مین لگایا جائے، اس مین کھاد بہت کم ڈالین، اور تخم مقررہ مقدار سے ایک ربع زیادہ ڈالین؛ کیونکہ اس مین تنا ہوتا ہے، اس موسم مین جسقدر پانی ڈالین گے، اسی قدر یہ سرسبز ہوگا، اس کی ہر فصل گھاس وغیرہ سے تنقیہ اور آب پاشی کی محتاج ہے، بوقت ضرورت سینچنا اور معمولی گوڑن کرنا بہت مفید ہے، یہ سلسلہ کاشت کی تیاری تک جاری رہتا ہے، جب دانے اچھی طرح آجائین تو کاٹ لین،

مزروعہ تخم کو اگر چیونٹیان اُٹھا لیجاتی ہون، تو دانون کے دو ٹکڑے کرکے تخم ریزی کرین، مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین دھنیا کی کاشت ریع زار اراضی مین کیجاتی ہے،

ظاہر ہے کہ دھنیا کا شمار بقول مین ہے، اس کا پودہ زراعتی طریقہ پر بڑھایا جاتا ہے، اکتوبر سے دسمبر تک یہ بویا جاتا ہے، جولائی مین بھی اگر یہ بویا جائے تو اچھا ہوتا ہے، اس کی کاشت مین بقول کی طرح کافی مقدار مین کھاد ڈالنے کی ضرورت ہے، اس مین تحویل کے عمل سے کاشت اچھی ہوتی ہے دانے بڑے اور ڈنٹھل موٹا ہوتا ہے، اس کی کھاد مین گائے کا گوبر، انسان کا غلیظ اور کدو کا پتہ مخلوط کرکے دیا جاتا ہے، بعض ممالک مین دھنیا کا درخت ایک خاص ترکیب سے بڑھایا جاتا ہے، جیسے اور بقول بڑھائے جاتے ہین، اس سے جڑ لانبی اور سوت زیادہ ہوتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ بڑی جڑ والی گاچھیان اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگائی جائین، اور اُن کے لئے یہ کھاد تیار کی جائے، جس مین گائے کا گوبر، انسان کا غلیظ، اور سپستان کے پتے وغیرہ ڈالین، جب یہ اچھی طرح خشک ہوجائے

تو اس کا سفوف بنا کر اُن گاچھیون کی جڑمین ڈالین، اور پھر اسی سفوف کو پانی مین ڈال کر سینچین، بار بار کھاد ڈالنے اور سینچنے سے جڑین موٹی ہون گی، اور پودہ بڑا ہوگا، بعض اوقات اُس کی جڑ زمین مین دو سال تک باقی رہ جاتی ہے، اور ہر سال اس مین دانے آتے ہین،

باب بست و ہفتم

اس باب مین پودینہ اور دوسرے خوشبودار پھولون کے لگانے کا طریقہ بتایا گیا ہے
مثلاً خیری، سوسن، بہار، نرجس، آذریون، نسرین اور پودینہ وغیرہ،

فصل

خیری (گل خیرو[۱]) کے لگانے کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اسکی آٹھ قسمین ہین، ایک تو بستانی ہے، جو مشہور ہے، بستانی کے پھول مختلف رنگ کے ہوتے ہین، بعض ارغوانی بعض سفید، اور بعض زرد ہوتے ہین، دوسری قسم بریشس کہلاتی ہے، اس کے پھول بھی مختلف رنگ کے ہوتے ہین، بعض سفید و سرخ بعض نیلگون، اور بعض گہرے سرخ ہوتے ہین، تیسری قسم عصفوری، اور چوتھی سمائی کہلاتی ہے، یہ سب بستانی کے اقسام ہین، بری مین بھی ارغوانی رنگ کے نازک پھول ہوتے ہین، اسکی ایک قسم خیری الملک کے نام سے مشہور اور معروف ہے۔ اس کا پھول بھی ارغوانی ہوتا ہے، گرمی کے موسم مین یہ زیادہ ہوتا ہے ان تمام اقسام کے لگانے کا

[۱] اس کو بعض لوگ گل شبو کہتے ہین، لیکن تحقیق یہ ہے کہ خیری ایک دوسرے قسم کا پھول ہے اگرچہ دونون مشابہ ہوتے ہین،

طریقہ ایک ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ گل خیرو کے تمام اقسام اگست مین لگائے جاتے ہین، بالیدگی کے بعد تحویل کا عمل کرتے ہین یہ فروری مین بھی لگائے جاتے ہین، بیشتر حصہ اس کا جنوری سے جولائی تک لگایا جاتا ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ سخت زمین، غیر مرطوب زمین اور کیوال زمین مین یہ لگایا جاتا ہے، زمین مین راکھ اور گچ کی آمیزش اس کیلئے مفید ہے، یہ نہ تو پانی کی کثرت کو برداشت کرتا اور نہ دھوپ کا متحمل ہوتا ہے، اس لئے اس کے واسطے وہ زمین منتخب کی جائے، جو یا تو سایہ مین ہو یا جس پر دھوپ زیادہ دیر تک نہ ٹھہرتی ہو، زراعت سے قبل زمین اسقدر جوتی جائے کہ مٹی غبار کے مانند ہو جائے، کیاریان بنا کر تخم چھڑک دیا جائے بعض اقسام مین تخم ریزی کے لئے اوقات مخصوص ہین،

قم کا قول ہے کہ سرخ پھول کی خیری اگست مین خاص طور سے لگائی جاتی ہے یہ سرما کے چند دن اور ربیع کے تمام ایام مین پھول دیتی ہے، لیکن اگر مارچ مین یہ لگائی جائے، تو سرما اور خریف دونون موسمون مین پھول ہون گے، یہ پودینہ کی طرح بوئی جاتی ہے، کیاریون مین تخم ریزی کے بعد ہلکا ہلکا پانی ڈالتے رہین، جب ان مین بالیدگی شروع ہو جائے، تو پانی ڈالنا موقوف کر دین، چونکہ زیادہ آبپاشی کی یہ متحمل نہین ہے، اس لئے صرف ضرورت کے وقت پانی ڈالین، بلکہ ایک دن ناغہ کر کے ڈالنا زیادہ بہتر ہے، جو خیری کہ مارچ مین لگائی جائے، اس مین تخم ریزی کے بعد پانی ڈالنے کی چندان ضرورت نہین، بلکہ اسکو اپنی حالت پر چھوڑ دین، جب نمو شروع ہو تو ہلکے پانی سے سیراب کرین، زرد پھول والی خیری اکتوبر مین لگائی جاتی ہے، اور بعض لوگ اسکو سرخ کے ساتھ اگست مین لگاتے ہین، زرد پھول کی خیری کمزور ہوتی ہے، اور اس مین دانے نہین ہوتے ہین،

ق کا قول ہے کہ خیری فروری مین لگائی جاتی ہے اور مئی مین منتقل کیجاتی ہے بعض کا یہ خیال ہے کہ خیری کے لئے تحویل کا عمل مناسب نہین ہے، یہ اپنی جگہ پر اچھی طرح نشو ونما پاتی ہے، بلکہ تحویل سے اس کا پودہ کمزور ہوجاتا ہے، اگر تحویل ضروری ہو تو اس کی جڑ کی مٹی سمیت دوسری جگہ لگادین، اس کے خوشے زرد ہونے کے بعد توڑ لئے جائین، اور اسی رات کو جھاڑ کر تخم نکال لیا جائے، اور خشک کرکے ظروف مین رکھا جائے، اس کے لگانے کا ایک خاص طریقہ باب الملح مین بیان کیا گیا ہے،

ق مین ہے کہ گل خیرو سات رنگ کا ہوتا ہے، ان مین سے اکثر تو معروف ہین، لیکن ایک پھول کمیاب ہی ہو رنگ و بو مین سب سے مختلف ہوتا ہے، نصف پھول جو پودے کے اوپر جانب ہوتا ہے، سیاہ ہوتا ہے، اور نصف پھول جو جڑ کے متصل ہوتا ہے، سفید ہوتا ہے، جس پر سرخی غالب ہوتی ہے، اس کی خوشبو مین تیزی ہوتی ہے، بلکہ تمام اقسام مین سرخ گل خیرو کے سوا یہ سب سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے، اسکی خوشبو نہایت لطیف ہوتی ہے، یہ پھول آفات کا زیادہ مقابلہ کرتا اور پیاس کو ضبط کرتا ہے، اس کا روغن بھی کشید کیا جاتا ہے اس کے لئے سرخ زمین زیادہ بہتر ہوتی ہے، بشرطیکہ اس مین ایسی مٹی یا ریت نہ ہو جس مین غیر معمولی لزوجت ہو، سیاہ تر زمین بھی موافق ہوگی، لیکن سرخ زمین زیادہ بہتر ہے، سینچی ہوئی زمین میں اس کا تخم چھڑک دیا جاتا ہے، اور بوقت ضرورت معمولی طور پر پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، کیونکہ پانی کی کثرت اس کے لئے سخت مضر ہے، خصوصاً تخم ریزی کے بعد فوراً پانی ڈالا جائے، نمکین پانی اور کنوین کا پانی اسکو نقصان پہنچاتا ہے، تیز دھوپ کو یہ برداشت نہین کرتا، دھوپ سے یہ جلد کمھلا جاتا ہے،

گل خیرو کا کاشت کار طاہر اور بالغ آدمی ہو، عرصہ سے وہ عورت کی صحبت سے مجتنب رہا ہو، اور یہ تمام عمل چاند کے بڑھاؤ کے وقت کیا جائے، اس کی کاشت مین بھیڑ کی مینگنی کا سفوف ڈالا جائے اور فوراً پانی سے سیراب کیا جائے، اس سے اسکی

کاشت بہتر ہوگی، اور اسکی خوشبو مین اتنی تیزی ہوگی، کہ بین فرق محسوس ہوسکے گا،

اس کی کھاد مین گائے کا گوبر بھی ڈال سکتے ہین، لیکن اس کا طریقہ یہ نہین ہے، کہ ایک مرتبہ کثیر مقدار مین ڈالدیا جائے، بلکہ اس کا سفوف ہر ساتوین یا بارہوین دن تھوڑا تھوڑا چھڑک دین، اسی طرح اس کی راکھ چھڑکنا بھی فائدہ سے خالی نہین ہے، گل خیرو کے پودے جڑ اور پھول سمیت اکھاڑ لیے جائین، اور ان کو خشک کرکے جلایا جائے، اس راکھ مین خشک مٹی ملاکر جڑون مین ڈالدین۔ یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ ایک مرتبہ گوبر کا سفوف ڈالین، دوسری مرتبہ مٹی ڈالین، اور تیسری مرتبہ راکھ ڈالین، یہ عمل پانچ یا سات دن کے فاصلہ سے کرتے رہین،

گل خیرو کی کاشت مین بنفشہ کے تمام طریقے رائج ہین، فرق اتنا ہے کہ بنفشہ پیاس کو زیادہ برداشت کرتا ہے، گل خیرو تین سال تک باقی رہتا ہے، گل خیرو اور بنفشہ کے منافع بھی قریب قریب یکسان ہین، بوقت ضرورت اس کے پھول جھاڑ لئے جاتے ہین، یا مارچ کی بیسوین تاریخ تک سب چن لئے جاتے ہین، جھاڑنے کے بعد بھی اس مین پھول نکلتے ہین، اس مین ترکیب کا عمل یعنی پیوند ہوسکتا ہے، اس طرح اس کے پھولون مین رنگ اور مزاج کا اختلاف پیدا ہوسکتا ہے، مگر ترکیب کا عمل ذرا دقت طلب ہے، کیونکہ اس عمل مین غیر معمولی احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے، اس کی پانچ قسمین زرد گل خیرو مین مرکب ہوتی ہین، بدبودار چیزین بنفشہ کے لئے مہلک ہین، اسی طرح گل خیرو کے لئے بھی مہلک ہوتی ہین، لیکن گل خیرو بنفشہ سے زیادہ اسکو برداشت کرتا ہے، اگر اس کا پھل کسی حائضہ عورت کے پاؤن تلے پڑجائے تو اس سے بڑا نقصان ہوتا ہے، کیونکہ گل خیرو مین ایک خاص قسم کی لطافت ہوتی ہے، بہتر تو یہ ہے کہ اس کا کوئی کام عورت نہ انجام دے، چاہے وہ حائضہ ہو یا غیر حائضہ،

فصل

سفید سوسن کے لگانے کا طریقہ

طاہر ہے کہ سوسن کی چار قسمین ہین، ایک کا پھول سفید، دوسری کا سیاہ، تیسری کا زرد اور چوتھی کا آسمانی رنگ کا ہوتا ہے، اس کی بیخ زمین کے اندر ہوتی ہے بعض وقت یہ مستطیل ہوتی ہے، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ ان پھولون مین جن کی جڑ پیاز کی شکل کی ہوتی ہے، سوسن کسروی، نیلوفر، نرگس عرار، (بابونہ) اور وہ پھول ہے جسکو اہل اندلس نسرین (گل سیوتی) کہتے ہین، ان سب کی پیازی بیخ ستمبر مین لگائی جاتی ہے، نسرین ہمارے ملک مین ستمبر مین لگائی جاتی ہے، اس مین پھول سب سے پہلے آخر ستمبر مین نکل آتا ہے، بہار مین دسمبر یا جنوری مین پھول آتا ہے، اور نیلوفر مین آخر مارچ یا اپریل مین پھول آتا ہے، بابونہ مین فروری یا مارچ مین، سوسن مین مئی کے مہینہ مین، اور سوسن قبطی مین اگست کے مہینہ مین پھول آتا ہے، سوسن کی پہاڑی بیخ ستمبر مین لگائی جاتی ہے، اس کے لئے سفید شیرین زمین نرم زمین، روغن دار زمین، کھاد کے مشابہ زمین اور ریتلی زمین موافق ہوتی ہے، حق کا قول ہے کہ موٹی اور روز فی ذرات والی زمین اس کے لئے موافق نہین ہوتی ہے اگر ضرورۃً یہ اس مین لگائی جائے، تو راکھ اور کھاد اسقدر مخلوط کیجائے کہ یہ بالکل ہلکی اور نرم ہو جائے، میٹھا پانی اس کے لئے نفع بخش ہوتا ہے، اس کی کاشت عموماً باغ کے اطراف مین یا پانی کی نالیون پر کیجاتی ہے، تعمیر کی زیادہ ضرورت نہین ہے،

اُن کی جڑون کو مئی کے مہینہ مین منتقل کرنا زیادہ بہتر ہے، اسوقت کلیان پوری طرح نکل جاتی ہین، اور مادہ نمو جڑ کی طرف رجوع ہو جاتا ہے ستمبر اور اکتوبر مین بھی سوسن کی بیخ لگائی جاتی ہے، زمین مین پیازی بیخ کے اندازہ سے گڈھے بنائین، اور ان مین معمولی بستانی کھاد ڈالین، پھر ان مین ان جڑون کو جما دین، اور اوپر سے مٹی ڈالدین، ہر دو بیخ کے درمیان مین تین بالشت کا فاصلہ رکھین، تاکہ یہ اچھی طرح پھیل سکے، گرمیون کے ایام مین اور خریف کے کچھ دنون تک ہفتہ مین ایک مرتبہ پانی سے سیراب کرتے رہین، موسم سرما مین پانی ڈالنا موقوف کر دین بعض دفعہ جس سال یہ لگائی جاتی ہے، اسی سال اس مین پھول آجاتا ہے، اگر تم اس کی کاشت کو زیادہ پھیلانا چاہتے ہو، تو ایک بیخ کی تھون کو الگ کر کے مٹی مین ملا دو، اور اوپر سے بھوسہ وغیرہ چھڑک دو، پھر نمو کے بعد موسم ربیع مین تیار شدہ کیاریون مین ان کو منتقل کر دو، ہر دو بیخ کے درمیان نصف بالشت کا فاصلہ رکھو اور ان پر پرانی باریک کھاد اور ۲ دو انگل مٹی ڈالدو۔ اس کے بعد ہر ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے سیراب کرو، یہان تک کہ بیخ پیازی شکل اختیار کر لے، تیسرے سال ان مین پھول آجائے گا، یہ جب بکثرت پھیلتی ہے، تو آپس مین گتھ جاتی ہے، اس لئے بعض کو نکال کر ایک مناسب تعداد مین باقی رکھو، ہر دو بیخ کے درمیان بیچ وہی فاصلہ رکھو، جو اوپر بتایا گیا ہے اگر اس کی شاخون کو اکٹھا کسی سایہ کی زمین مین دبا دو، اس کے بعد جب ترکیب کا عمل کر دو گے تو خریف مین ہر پتہ کے نیچے پیازی بیخ نمودار ہو جائے گی، پھر ان کو دوسری جگہ اسی طریقہ پر لگا دین،

اگر تم تخم بونا چاہو تو بعض پھولون کو پودہ ہی مین رہنے دو، تاکہ اس مین تخم آجائین پھول کے اندر انگلی کے مشابہ جو چیز ہوتی ہے اس مین تخم ہوتا ہے، جب پھول خشک ہو جائین تو تخم نکال لین، اور اگست کے مہینہ مین ان کو اسی طرح بوئین، جسطرح پیاز کا تخم کیاریون مین بویا جاتا ہے، ان کیاریون کو کھاد وغیرہ ڈال کر درست کر لین اور تخم ریزی کے بعد موسم گرما

تک سینچتے رہین، کسی وقت زمین کو خشک ہونے کا موقع نہ دین، البتہ خریف مین پانی ڈالنا کم کردین، اور سرما مین بالکل موقوف کردین، جب پودہ تحویل کے قابل ہو تو اس کو منتقل کرین، تین سال کے بعد اُس مین پھول آئین گے، دوسرے سال اس مین اپریل سے اگست تک آب پاشی کرتے رہین، بعض کاشت کارون کا خیال ہے کہ اگر شراب کی تلچھٹ جڑ مین ڈالین، تو اس سے اس کا پھول ارغوانی رنگ کا ہوگا، طؔ مین ہے کہ سوسن کی زمین کو بار بار تنقیہ کی ضرورت ہے، کسی قسم کی کوئی دوسری گھاس اس زمین مین اگر باقی رہگئی تو اس سے نقصان پہنچے گا،

آدم فلاح کا قول ہے کہ سوسن کی بیخ کے قریب اگر نمام (تیز بو ہونے کی وجہ سے اس کو نمام کہتے ہین، ہندی مین کالی تلسی کہتے ہین) یا پودینہ کی کوئی شاخ لگادین، تو اس سے وہ جلد بڑھے گی، اور سوسن آفات سے محفوظ رہے گی گلاب کی طرح اس کا بھی عرق کشید کیا جاتا ہے اگر عرق کشید کرتے وقت تھوڑا سا کافور ڈالدین، تو اس کی خوشبو بہت تیز ہوگی، اور اگر قرعہ انبیق مین قسط کچل کر اس کا پانی ڈالدین، تو اس سے بھی اس کی خوشبو تیز ہوگی، اس کی بہترین قسم وہ ہے، جس کے پھول سفید ہوتے ہین، اس کے بعد آسمانی رنگ کے پھول کا درجہ ہے، بقیہ دو قسمین ان دونون سے ادنیٰ ہین، لوگ عرق گلاب کی طرح سوسن کے عرق سے بھی علاج کرتے ہین، جو شخص بوقت ضرورت فاقہ کشی کے موقعہ پر اُس کی جڑ یا شاخین کھانا چاہے، وہ اس کی بدذائقگی کو مذکورہ طریقون پر دفع کرے، اس کی بیخ پھول کے ساتھ پکائی جاتی ہے، لیکن اس سے قبل اسکی بدذائقگی کو کسی طریقہ پر دفع کرنا ضروری ہے،

فصل

سفید نیلوفر کے لگانے کا طریقہ

طؔ وغیرہ کا قول ہے کہ نیلوفر کے پھول سفید، زرد اور سرخ رنگ کے ہوتے ہین، ہم اسوقت اس کی سفید قسم سے بحث کرنا چاہتے ہین، جس کا پھول بہت زیادہ خوبصورت ہوتا ہے، اس کی بیخ بھی پیازی شکل کی ہوتی ہے، اس سے وہ نیلوفر مراد نہین ہے، جو اہلِ طب کے نزدیک معروف ہے،

صؔ کا قول ہے کہ مرطوب، روغن دار، کھاد کے مشابہ زمین، اور پہاڑی زمین اس کے لئے مفید ہوتی ہے، اس کی بیخ پانی کی نالیون یا اُن زمینون مین لگائی جاتی ہے جو ہمیشہ سایہ مین رہتی ہین، یہ اپریل یا مئی مین سوسن کی طرح لگائی جاتی ہے، زمین کو درست کرکے اس مین پانی ڈالین، اور پھر اس مین پرانی کھاد ڈالین، یہ خریف مین بھی لگائی جاتی ہے، اگست مین اس کے پھول حاملہ ہو جاتے ہین، اور اپریل مین تخم پیدا ہوجاتا ہے، صؔ کا قول ہے کہ تخم خریف مین پیدا ہوتے ہین، طؔ مین ہے کہ نیلوفر کے لئے میٹھا پانی زیادہ موافق ہوتا ہے اسکی کاشت اچھی زمین مین جو ہر قسم کی بدذائقگی سے محفوظ ہو بہتر ہوتی ہے یہ چاند کے بڑھاؤ کے زمانہ مین اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے، گھٹاؤ کے زمانہ مین اس کو نقصان پہنچتا ہے،

فصل

سفید[1] بہار کے لگانے کا طریقہ

ق وغیرہ کا قول ہے کہ بہار کے لئے ریتیلی زمین، پہاڑی زمین اور کھاد کے مشابہ زمین موافق ہوگی، یہ بہت پیدا ہوتا ہے، اور زیادہ پانی کا متحمل ہے اس کی پیازی بیخ پانی کی چھوٹی نالیون مین نہر کے قریب یا زیر سایہ زمینون مین لگائی جاتی ہے، اس کے لگانے کا وقت مئی کا مہینہ ہے، اس کی کاشت مئی اور جون مین بھی ہوتی ہے، اس مین تمام عمل وہی کئے جاتے ہین جو سوسن مین بتائے گئے ہین، اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، اس کی کلیان اگست کے مہینہ مین نکلتی ہین، بہار کا دوسرا نام ورد الحمار بھی ہے، اور اس کو بعض لوگ مہیج العشق بھی کہتے ہین، تر اور شیرین زمین اسکی کاشت کے لئے کار آمد ہے، یہ پیاس کا متحمل ہوتا ہے، تھوڑا پانی بھی اس کے لئے کافی ہوتا ہے، جو شخص اس کی قوت کو بڑھانا چاہے، وہ جڑ کے قریب کی مٹی کو کوڑ کر اس مین گائے کے گوبر کا سفوف یا انسان کے غلیظ مین باریک مٹی ملا کر ڈالے، تو اس سے خوشبو تیز ہوگی، بہار کی جڑ اور پتون کو اگر جلایا جائے تو حشرات الارض بھاگ جائینگے، مچھر بھگانے کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے، اس کے جلانے سے وہ ہلاک ہو جاتے ہین، اہل فارس بہار کی بہت تعظیم کرتے ہین، اور اسکو متبرک چیز سمجھتے ہین،

---

[1] ہندی مین اسکو پاتھا کہتے ہین، یہ گل بابونہ کی ایک قسم ہے، (محیط)

فصل

بیخ نرگس کے لگانے کا طریقہ

ص وغیرہ کا قول ہے کہ سفید نرگس وہ ہے جس کا پھول سفید ہوتا ہے، اور وسط مین ایک چھوٹا سا زرد رنگ کا حلقہ ہوتا ہے، اور اس کے اندر ارغوانی رنگ کا ایک دانہ ہوتا ہے، ص وغیرہ کا قول ہے کہ نرگس کے لئے چراگاہ کی زمین، نمکین زمین، اور میدانی زمین موافق ہوتی ہے، یہ پانی کی کثرت کو چاہتی ہے، بعض کا قول ہے کہ اسکی کاشت پہاڑی زمین مین بہتر ہوتی ہے، اسکی بیخ کے لگانے کا وقت ستمبر یا اکتوبر کے مہینہ مین ہے، دسمبر سے فروری تک کلیان نکل آتی ہین، بعض واقف کار ون نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ گرمی مین جب پھول خشک ہو جائین اور بیخ بھی باریک ہو جائے تو اسکو بیخ کے ساتھ اکھاڑ لین، جب کاشت کا وقت آئے تو زمین کو خوب درست کرین، اور اس مین کھاد اور پانی مناسب مقدار مین ڈالین، اسی زمین مین اکھاڑی ہوئی بیخ کو لگا دین، اس مین کلیان جلد آئینگی، اور پھول زیادہ خوشبودار ہونگے تنہ بھی موٹا ہوگا، اگر اسی طرح ہر سال عمل کرین، تو بہت اچھا ہو،

ط کہتا ہے کہ نرگس کے لئے زمین کو پہلے دس یا بیس دن تک پانی سے اسقدر سیراب کرین کہ اس مدت مین برابر پانی اس مین موجود رہے، پھر جب پانی جذب ہو جائے اور زمین مین معمولی تراوٹ اونچی باقی رہے تو اس مین ایک قدم کے برابر گڈھا کھودین گڈھے کی گہرائی اس کیلئے مفید ہوگی، بلکہ اس سے بیخ موٹی اور خوشبو تیز ہوگی، اسمین مختلف رنگ پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ موٹی بیخ کو بیچ سے شق کرین، اور اس مین لہسن کے

غیر نشتر جو اندر گھسا دین، پھر اس بیخ کو گڈھے مین رکھکر مٹی ڈالدین، اس سے نرگس کا پھول مختلف رنگون کا ہوگا، جو شخص خوشبو کی زیاتی کے ساتھ اس کی سفید پتی مین سبزی پیدا کرنا چاہے، وہ تازہ اور ہرے لسن کا جو اس شق مین ڈالے، اور اس بیخ کو کسی ٹھنڈی جگہ مین لگائے، یہ عمل اہل غوطہ زیادہ کرتے ہین، اُن کے ملک مین چونکہ سردی زیادہ پڑتی ہے، اس لئے یہ عمل بہت مفید ہوتا ہے اور پھول کی پتیان سبز رنگ کی ہوتی ہین،

فصل

زرد نرگس کے لگانے کا طریقہ

صؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اسکو عواز بھی کہتے ہین، طؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے لئے سخت زمین، چراگاہ کی زمین، کھاد کی مشابہ زمین، مرطوب زمین اور ریتیلی زمین موافق ہوگی، سخت زمین مین بہ کثرت آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے، اس کی پیازی بیخ میدان سے لائی جاتی ہے، اور تیار شدہ زمین مین نصف بالشت گہرے گڈھے بنا کر ہر ایک گڈھے مین تین یا چار بیخ لگائی جاتی ہے، اور اوپر سے مٹی ڈالدیجاتی ہے، یہ عمل مئی یا جون مین کیا جاتا ہے، اس کا تخم نومبر کے مہینہ مین بویا جاتا ہے، اس مین تمام عمل سوسن کی طرح کیا جاتا ہے، سفید اور زرد نرگس دونون کی حالت تقریبا یکسان ہوتی ہے، بعض مین کلیان ذرا پہلے نکلتی ہین، اور بعض مین ذرا تاخیر سے نکلتی ہین،

فصل

مقدونس کے لگانے کا طریقہ

صؔ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ زرد نرگس کی ایک قسم ہے، یہ مقدونیہ کی طرف منسوب ہے، مقدونیہ اسکندریہ کا ایک شہر ہے، اس کا پھول بھی زرد ہوتا ہے، اس کی خوشبو بھی تیز ہوتی ہے، مرطوب مقامات مین یہ لگایا جاتا ہے، اور تمام عمل وہی کئے جاتے ہین جو نرگس مین بتائے گئے،

فصل

آذریون (سورج مکھی) کے لگانے کا طریقہ

طؔ وغیرہ مین ہے کہ اس کی تین قسمین ہین، ایک بستانی جس مین زردی اور ہلکی سرخی ہوتی ہے، یہ رنگ مین زرد آلو کے مشابہ ہوتا ہے، اور بقیہ دو قسمین ایک دوسرے کے مشابہ ہوتی ہین، صرف پتیون کا فرق ہوتا ہے، بعض کی پتیان بڑی اور بعض کی چھوٹی ہوتی ہین،

صؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے لئے مرطوب زمین اور کھاد کے مشابہ زمین موافق ہوتی ہے، میٹھے اور کھاری دونون پانی سے سیراب ہوتا ہے، اور جنوری مین اس کا تخم بویا جاتا ہے،

قؔ کا قول ہے کہ فروری کے مہینہ مین کیاریان کھاد ڈال کر تیار کی جائین اور پھر

فروری یا مارچ مین اس کے پودے ان کیاریون مین منتقل کرکے لگائے جائین، اس مین
پھل گلاب کے بعد آتا ہے، ظ مین ہے کہ آذریون (سورج مکھی) کے لئے سخت اور سرخ
زمین جو جید زمینون مین شمار کی جاتی ہے، زیادہ بہتر ہے، سیاہ اور نرم زمین مین یہ نشو و نما
پاتا ہے، لیکن اس مین اس کا پودہ کمزور رہتا ہے، اور اس مین زیادہ دنون تک باقی
نہین رہ سکتا، لیکن اگر سخت زمین مین یہ لگایا جائے، تو اس کا تنہ موٹا ہوتا ہے، اسکا تخم
بویا جاتا ہے، لیکن تحویل کا محتاج ہوتا ہے، تحویل کے بعد زیادہ بڑھتا ہے اور اسکا تنہ بھی چھوٹا ہوتا ہے
یہ پیاس کو زیادہ برداشت کرتا ہے، اس بنا پر اس مین زیادہ نگرانی کی ضرورت نہین پڑتی ہے
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض ممالک مین یہ بڑے درختون کے برابر ہو جاتا ہے، اور بعض جگہ
ایک ہاتھ سے زیادہ نہین بڑھتا، اگر زمین کی سختی کی وجہ سے اس کے نمو مین دیر ہو،
تو جڑ کے قریب کوڑن کرو، اور اس مین گوبر اور دوسرے قسم کی مٹی ملا کر ڈالو، تاکہ یہ جلد
قوت حاصل کرے،

فصل

بیخ نسرین لگانے کا طریقہ،

ق وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی بیخ بھی پیازی شکل کی ہوتی ہے، لیکن بہت چھوٹی
ہوتی ہے، اس کی دو قسمین ہین، ایک کا پھول سفید اور دوسرے کا زرد ہوتا ہے، یہ عام
طور پر چراگاہون مین ہوتی ہے، اس کی کلیان خریف یعنی اکتوبر ہی مین نکل آتی ہین،
پھولون مین یہ سب سے زیادہ پھول ہوتی ہے، اس مین خوشبو بھی زیادہ ہوتی ہے، اور اس کا
پھول بڑا ہوتا ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ نسرین کے لئے چراگاہون کی زمین یا اس کے مشابہ زمین
زیادہ موافق ہوگی، اس کی بیخ اکھاڑ کر دسمبر یا مارچ مین لگائی جاتی ہے، اس مین پانی

زیادہ ڈالنے کی ضرورت نہین ہوتی ہے، اس قسم کے تمام پھولون مین جن کا ذکر کیا گیا ہے، پانی
کی کثرت مفید نہین ہے، ابتدائی وقت مین پودے کے جمنے کے لئے پانی ڈالنا کافی ہوتا ہے،
واضح رہے کہ اس سے مراد وہ نسرین نہین ہے جو اہل طب کے نزدیک معروف ہے، بلکہ یہ بری
گلاب ہے، اس کے درخت اور پھول دونون گلاب کے مشابہ ہوتے ہین، یہ سفید گلاب کے
ساتھ اکثر پائی جاتی ہے، اس کی قسم ہے، جو علیق الکلب کے نام سے مشہور ہے، جس کا
دوسرا نام ورد جبلی بھی ہے، (فارسی مین اس کو سر گل کہتے ہین) اور نیہ عرور کی ایک
قسم ہے،

فصل

بنفشہ کی کاشت کا طریقہ

طا کا قول ہے کہ اس کی بستانی اور جبلی دو قسمین ہین، جبلی مین پتیان چھوٹی ہوتی ہین،
اور بستانی مین عریض ہوتی ہین، اس مین بہت چھوٹا تنہ ہوتا ہے، جسمین چھوٹی پتیان ہوتی
ہین، تنے کے کنارہ مین بنفشئی رنگ کا پھول ہوتا ہے، جسمین خوشبو ہوتی ہے، یہ سایہ کی جگہون
مین ہوتا ہے، ص وغیرہ کا قول ہے کہ روغن دار زمین، ریتیلی مرطوب زمین، پہاڑی
زمین، اور ادنےٰ درجہ کی سخت زمین اس کیلئے موافق ہوتی ہے، ان درختون کے قریب
یہ بہت اچھی طرح ہوتا ہے، جو بہت زیادہ قوی نہ ہون، گرمیون کے زمانہ مین یہ باغ
کے اس حصہ مین لگایا جائے جو درختون کے سایہ مین ہو، ایک مستور جگہ پر ہو، اگست
مین اس کا تخم بویا جاتا ہے، اس سے زیادہ تاخیر کرنا مضر ہے، کیونکہ تخم کے جمنے سے قبل
کوئی موسم آگیا، تو اس کی نشو و نما موقوف ہوجائیگی، اس کا تخم ان کیاریون مین بویا
جاتا ہے، جو علاوہ سایہ مین رہنے کے اچھی حالت مین ہون، مٹی کے ظروف مین بھی یہ

بویا جاتا ہے، ان ظروف مین سوراخ کرکے پرانی اچھی مٹی بھر دین، اور اسی کے ہموزن کبوتر کی بیٹ ملائین، پھر اس مین تخم ڈالین، ط کا قول ہے کہ اس کے ساتھ حمام کی راکھ بھی ملائین، اور ہر کیاری مین یہ کھاد دو ٹوکرہ ڈالین، اور پودینہ کی طرح اس کی تخم ریزی کرین، اس کے بعد برابر پانی سے سیراب کرتے رہین، نمو کے وقت زمین کو خشک ہونے کا موقع نہ دین، جب اچھی طرح بالیدہ ہوجائین، تو پانی کم کر دین، تاہم ہر ہفتہ مین دو مرتبہ پانی ضرور ڈالین، تاکہ پودے کو پوری قوت پہنچ سکے، اگر اسی طرح عمل کیا گیا، تو آئین اسی سال پھول آجائین گے،

ط کا قول ہے کہ جو شخص گاچھون کو کیاریون مین منتقل کرنا چاہے، اسکو سب سے پہلے کیاریون کو درست کرنا چاہئے، ہر کیاری مین دو ٹوکرہ پرانی مٹی جس مین حمام کی راکھ بھی مخلوط کردی گئی ہو، ڈالین، اور پانی سے اس کی تبرید کرین، جب اوسط درجہ کی تراوٹ پیدا ہوجائے تو ان مین بنفشہ کے پودون کو منتقل کرین، اس کے پودون کو الگ الگ کرین. اور جو شاخین گتھی ہوئی ہون، اُن کو قینچی سے کاٹ دین، اور انکو ایک قطار سے ان کیاریون مین لگا دین، ہر دو پودون کے بیچ مین ایک بالشت کا فاصلہ رکھین، پودہ لگاتے وقت اس کا لحاظ رکھین، کہ جڑ کے اطراف زمین کے اندر نہ دب جائین، کیونکہ اس مین جڑ کے قریب ہی گرہین ہوتی ہین، اس کا دبنا اس کیلئے کوئی زیادہ مفید نہین ہوتا، پودہ لگانے کے بعد ہر ہفتہ مین دو بار پانی سے سیراب کرین، جب پودے اچھی طرح زمین پکڑ لین تو پانی کا ڈالنا موقوف کر دین، اس کی تحویل کا وقت اوائل نومبر ہے، اسی سال اس مین پھول آئین گے، اس کی کلیون کو اپنی حالت پر چھوڑ دین، یہان تک کہ ان مین غلاف نکل آئے، اور پھر اُن غلافون مین تخم آجائین، جب یہ تمام مراتب طے پاجائین، تو اگست مین پھول توڑ لین، اور صاف کرکے ان کو خشک کر ڈالین، اور پھر مٹی کے ظروف مین حفاظت سے رکھ دین، مصنف کا قول ہے کہ یہ اشبیلیہ اور قرطبہ مین

بکثرت ہوتا ہے،

جس زمین مین بنفشہ کی کاشت کیجاتی ہے، اس کو ہر اعتبار سے معتدل ہونا چاہیے، یعنی وہ معتدل مزاج کی ہو، اور نرمی وسختی مین متوسط درجہ کی ہو، اس زمین مین ریت بالکل نہ ہو، کیونکہ ریت اسکی رگون کو بڑھنے سے روکتی ہے، اس کی رگین بہت کمزور ہوتی ہین، اسی بنا پر اس کاشت کے لئے وہ زمین منتخب کیجاتی ہے، جو تمام خراب القوٰی سے پاک ہو، بلکہ پھیکی ہو، اگر مخالف مزاج کی زمین مین یہ بویا جائے، تو رکاوٹ کی بنا پر اس کی کاشت خراب ہوجائے گی، اس کے لئے ہلکا میٹھا پانی چشمہ یا نہر کا مفید ہوگا، کنوین کا وزنی پانی اسکو ہلاک کر دیتا ہے،

کاشت کارون کا بیان ہے کہ اُس کی عجیب خاصیت یہ ہے، کہ اگر کوئی آدمی اس نالی مین پاخانہ پھرے، جس سے بنفشہ کی کاشت سیراب کی جائے اور پانی مین غلیظ کا کچھ حصہ ملکر چلا جائے، تو اس پانی کو جذب کرتے ہی پوری کاشت خراب ہوجائے گی، پودون مین استرخا پیدا ہوجائے گا،

اسی طرح اگر کوئی شخص بنفشہ کے پودے کے قریب حدث کرے، جبکہ اس کے پھول آرہے ہون، تو پھول مرجھا جائین گے اور پودہ کمزور ہوجائے گا، اس کے بعد وہ پانی کو مطلقاً جذب نہین کرسکے گا، تمام خراب قسم کے بھوسے اور غلیظ اور وہ چیزین جو بنفشہ کیلئے سخت مضر ہین، اکثر اوقات اُن سے پوری کاشت خراب ہوجاتی ہے، اس مین کبھی اعلےٰ قسم کی کھاد نہ ڈالین، اور نہ اس کا سفوف ڈالا جائے، اسی طرح بنفشہ کو بانس کے قریب ہرگز نہ لگائین، اس کے قریب یہ بھی نشو و نما نہین پاسکتا، یہ امر بھی تجربہ مین آچکا ہے کہ ابر کا محیط ہونا بھی اس کے لئے مضر ہے، خصوصاً اگر دن بھر ابر چھایا رہا تو اسکو بڑا نقصان پہنچتا ہے، شدید سردی، بادل کی مسلسل گرج، غبار کی کثرت اور دھوان کا اثر اس کیلئے مضعف اور مہلک ہے، اس مین کبھی قبر کی مٹی یا دوسرے مدفون کی مٹی نہ ڈالیجائے اس

بھی یہ کمزور ہوتا ہے، اگر اس قسم کی مٹی زیادہ مقدار مین ڈالی گئی، تو یہ ہلاک ہوجائے گا،

فصل

ریحان لگانے کا طریقہ،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی بری اور بستانی دو قسمین ہین، بستانی بھی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک کی پتیان چوڑی ہوتی ہین، اور دوسری کی اس سے چھوٹی ہوتی ہین، اس مین رُوان نہین ہوتا، شاخین سفیدی مائل ہوتی ہین، دونون کا پھول سفید رنگ کا ہوتا ہے، اپریل اور مئی مین پھول آتے ہین، اس کی خوشبو لیمون کی طرح ہوتی ہی شہد کی مکھی رس لینے کے لئے اس کو چوستی ہے.

ریحان کے لئے کھاد کے مشابہ زمین، مرطوب زمین، اور روغن دار زمین موافق ہوتی ہے، اس کا تخم حبق کی طرح بویا جاتا ہے، اس کے لئے حسب معمول تعمیر شدہ زمین مین کیاریان بنائی جاتی ہین، حؔ کا قول ہے کہ کیاری مین پُرانی کھاد کے دو ٹوکرے ڈالین، بعض کاشت کارون کا خیال ہے کہ ریحان کی کاشت زیادہ کھاد کی متحمل نہین ہوتی ہے، اس کی کثرت سے پودے جل جاتے ہین، ان کیاریون کو تخم ریزی سے قبل اور اس کے بعد بھی سیراب کرتے رہنا چاہیئے، کم سے کم ہفتہ مین دو بار ضرور پانی ڈالین، تین کیاریون مین ایک اوقیہ تخم ڈالین، جو شخص اس کے پودون کو منتقل کرنا چاہیئے وہ ایک انگل سے زیادہ بڑھنے کے بعد دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے، ان کی تحویل کا وقت فروری یا مارچ مین ہے، پہلے کیاریان حسب دستور تیار کیجائین، اور ان مین ایک قطار سے گاچھیان لگادی جائین، ہر گڑھے مین تین یا چار گاچھیان لگائی

جائین، اور گڑھون کے درمیان مین ایک بالشت کا فاصلہ رکھین، اس کا درخت کافی عمر پاتا ہے، اور ہر سال بڑھتا ہے، جب یہ زیادہ بڑھ جائے، تو اس کو کاٹ دینا چاہیئے اور پانی سے پھر سیراب کرنا چاہیئے، تاکہ دوبارہ تازہ درخت تیار ہو، اس کی چھوٹی شاخین اور آنکھین بھی لگائی جاتی ہین، اور نعنع کا پورا عمل کیا جاتا ہے، جون یا اگست مین جب اس مین تخم آجائین، تو پھول توڑلئے جائین، اور خشک کرکے تخم جھاڑ لیا جائے، اور اُن کو ظروف مین رکھا جائے،

ورق ریحان کا شیرہ اگر کسی ظرف پر لگا دیا جائے، تو شہد کی مکھیان اس پر گرینگی، ریحان کی ایک قسم بری ہے جو بستانی ریحان کے برعکس خاصیت رکھتی ہے، اگر اس کی پتی مکھیون کے قریب پھینک دی جائے، تو وہ بھاگ جائین گی، رازی کا قول ہے کہ بادرنجبویہ دراصل ریحان ہے، ابن سینا وغیرہ کا قول ہے کہ اس مین تفریح قلب اور تقویت دل کی خاصیت عجیب وغریب ہے، امعا رمعدہ کے لئے بھی مفید ہے،

فصل

نعنع کی زراعت کا طریقہ،

طؔ وغیرہ کا قول ہے کہ نعنع کی چار قسمین ہین، ایک بری اور تین بستانی ہین، ایک تو نعنع کے نام سے مشہور ہے، جسکی پتی سخت اور قائم ہوتی ہے، اور ایک تیسری قسم سیسنبر ہے، جسکو عامۃ الناس صندل کہتے ہین، اور بعض اسکو سیسنبر بھی کہتے ہین، اس کی پتی نرم اور گول ہوتی ہے، تنا سیاہ اور گہرا سبز ہوتا ہے، خوشبو تیز ہوتی ہے، بعض نے نمام اور نعنع مین یہ فرق بتایا ہے کہ نمام کی خوشبو مین عطریت ہوتی ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ نعنع کے لئے ظاہری نرم زمین، ریتیلی زمین، جزائری اور نشیبی زمین موافق ہوتی ہے، پانی اور کھاد کی کثرت کو یہ برداشت کر لیتا ہے، اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور انکھین بھی دبائی جاتی ہین، پانی اور کھاد سے درست کی ہوئی کیاریون مین تخم جنوری سے مارچ تک چھڑکتے ہین، تخم ریزی کے بعد پانی سے سیراب کرنا چاہئے اور یہ سلسلہ بالیدگی تک جاری رکھین، اپریل کے مہینہ مین جب پودے تحویل کے قابل ہوجائین تو اُن کو دوسری کیاریون مین منتقل کردین اسی طرح اس کے قلم بھی منتقل کرسکتے ہین، ان پودون کے ساتھ گڈھون مین اگر جو کے دانے بھی رکھدین تو اس سے یہ جلد بڑھین گے، ہر دو پودون کے درمیان مین ایک بالشت کا فاصلہ رکھین، پودے ترتیب وار لگائے جائین، نعنع کے پودے نالیون کے قریب یا نہر وغیرہ کے متصل یا نشیبی زمینون مین منتقل کئے جائین تو زیادہ بہتر ہے خریف مین ستمبر کے مہینہ مین بھی یہ لگائے جاتے ہین، لیکن ربیع کی کاشت خریف سے اچھی ہوتی ہے، نعنع کی کاشت جب تیار ہوجائے، تو اسکو کاٹ کر پانی سے سیراب کرین، تاکہ دوبارہ اس مین پتیان نکل آئین، جب اس مین تخم بھی آجائین تو اسکو کاٹ کر خشک ہونے کیلئے چھوڑدین خشک ہونے کے بعد تخم نکالکر جدید ظروف مین رکھدین،

اس کے خواص مین یہ ہے کہ یہ معدہ کو قوی کرتا ہے، اور اسکو گرم رکھتا ہے، اشتہاء پیدا کرتا ہے، خفقان اور رکتے کی کاٹ کے لئے یہ بہت مفید ہے، تفریح قلب کے لئے بھی اکسیر ہے، اگر اس کا پتہ دودھ مین ڈالا جائے، تو دودھ مین ترشی نہین آئے گی، یا اس مین دوسرا دودھ ملا کر گرم کرین، تو یہ منجمد نہین ہوگا،

ط مین ہے کہ نعنع مین تمام سب سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے، تمام نصف مارچ سے دو ماہ بعد تک بویا جاتا ہے، تخم ریزی کے بعد اسکو پانی سے خوب سیراب کرین، جب پودے چار انگل کے برابر ہوجائین، تو دوسری جگہ منتقل کردین، اس کے بعد بھی ہلکے پانی سے سیراب کرتے رہین، کیونکہ پانی کی کثرت اسوقت مضر ہوگی، نعنع نہایت نازک نبات ہے، بقول

مین یہ اپنے جوہر کے اعتبار سے افضل ہے، معدہ کو قوت پہنچاتا ہے، نفس کو قوی کرتا ہے عموماً یہ غذا کے بعد زیادہ کھایا جاتا ہے،

فصل

مردوش[1] کے لگانے کا طریقہ

تمں کا قول ہے کہ اس کا نام مردقوش، زرنجوش، طول عنقر بھی ہے، اس کی نباتی اور بری دو قسمین ہین، بعض کی پتی بڑی اور بعض کی چھوٹی ہوتی ہے، مخ وغیرہ کا قول ہے کہ کھاد کی مشابہ زمین، ظاہری نرم زمین، ریتیلی زمین، مرطوب زمین، اور روغن دار زمین اس کے لئے موافق ہوتی ہے، یہ نہ تو پانی کی زیادتی کا متحمل ہے، اور نہ کھاد کی کثرت کو برداشت کرتا ہے، اس کا تخم کیاریون مین معمولی ہلکی کھاد ڈالکر بویا جاتا ہے، تخم ریزی کے بعد زمین کو کسی جھاڑو یا ہاتھ سے برابر کردین، تاکہ تخم مٹی مین اچھی طرح ملجائے، اور پھر ہلکے پانی سے سیراب کرین، دو تین مرتبہ آب پاشی کے بعد جب نمو شروع ہو تو پانی موقوف کردین، اور دوسرے مضر نباتات سے زمین کو صاف کردین، جب پیاس اور خشکی کا اثر ہو، پانی ڈالین، ہفتہ مین ایک مرتبہ سینچنا کافی ہے، پانی کی زیادتی مضر ہوگی، اسکی کاشت کا وقت اوائل مئی ہے،

ص کا قول ہے کہ فروری سے مئی تک یہ بویا جاتا ہے، اس کی عمر چھ سال تک ہوتی ہے، تر تین کیاریون مین ایک اوقیہ تخم ڈالتے ہین، جب پودے تیار ہوجاتے ہین، تو ان کو مٹی کے بندھن کے ساتھ دوسری جگہ منتقل کرتے ہین، کیاریان پہلے سے تیار کی جاتی ہین، اُن مین یہ گڈھے کھود کر قطار سے لگا دئے جاتے ہین، ہر گڈھے مین چار گاچھیان لگائی جاتی ہین، ہر دو گڈھون

[1] فارسی مین زرنگوش کہتے ہین، اسی کا معرب زرنجوش ہے، ہندی مین دونہ کہتے ہین،

کے درمیان مین ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھین، تحویل کے بعد ہی پانی سے سیراب کرین، آب پاشی کا سلسلہ آنکھون کے نمودار ہونے تک باقی رکھین، اس کے بعد کچھ دن کیلئے موقوف کردین، پھر جب خشکی نمایان ہو تو ہفتہ مین ایک مرتبہ موسم گرما تک سینچتے رہین، سرما مین پانی ڈالنا کم کردین، اس کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، جب اس مین تخم آجاتا ہے اور کاشت تیار ہو جاتی ہے، تو یہ کاٹ لی جاتی ہے، اور تخم خشک کرکے نئے ظروف مین رکھدیے جاتے ہین، اس کے پودون مین حرارت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے شدید موسم سرما مین بھی اس کے پتے نہین گرتے،

ط آمین ہے کہ مرزنجوش کا پتہ اور اس کا تخم گوشت اور چربی وغیرہ کی بدبو دفع کرنے کے کام آتا ہے، یہ بدبو اور سڑی ہوئی چیزون کی بدبو زائل کرنے مین قوی العمل ہے، ایک خصوصیت یہ ہے کہ جس پانی سے اس کا کھیت سینچا جائے، اگر اس مین آدمی پیشاب کردے، اور یہ پیشاب پانی مین ملکر کھیت مین پہنچ جائے تو اس کی خوشبو تیز ہو جائے گی، اس کی کھاد مین انسان کا غلیظ، بندر کا گوہ، وغیرہ مٹی کے ساتھ ملایا جائے تو اس سے یہ زیادہ دنون تک باقی رہتا ہے، اور خوشبو تیز ہوتی ہے،

فصل

حبق[1] کی کاشت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ حبق کی کئی قسمین ہین، جماجمی، صنوبری جسکو شاسفرم بھی کہتے ہین،

[1] حبق کو فارسی مین فودنج نہری کہتے ہین، نعناع اور فودنج نہری مین تاثیراً فرق ہے، فودنج نہری کہ نعنع کی کاشت تیار کیجاتی ہے،

حاجنی، جس کا دوسرا نام بادروخ ہے، اس کے پھول مین تیز خوشبو ہوتی ہے، اور اس کا پتہ خرفہ کے ساگ کی طرح ہاتھ کی ہتیلی کے برابر لانبا ہوتا ہے، ایک قسم اس کی صنقری کہلاتی ہے، جس کا پھول سبز اور ہلکے زرد رنگ کا ہوتا ہے، ایک قسم قرنفلی کہلاتی ہے، ایک اور قسم ہے جو شرقی کے نام سے مشہور ہے، اس کا پتہ باریک اور نفشی رنگ کا سیاہی مائل ہوتا ہے، ایک ترنجانی کہلاتی ہے، جو اترجی سے زیادہ معروف ہی، اس کی خوشبو اترج کی طرح ہوتی ہے، اور اسی طرح اس کی قسمین کسروی، چینی، اور رومی وغیرہ بھی ہین، ان سب کی زراعت کا طریقہ ایک ہی ہی،

ط آ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی کاشت کے لئے جزائر کی زمین، نرم زمین، ریتیلی زمین، روغن دار زمین، معمولی سخت زمین، سفید زمین، اور شیرین زمین بہت مفید ہوتی ہے، اس لئے زمین کو اچھی طرح جوتنا چاہئے، میٹھا پانی بالیدگی کے لئے زیادہ مفید ہے، عام طور پر حبق کی ان تمام قسمون کی زراعت کا وقت جنوری سے اوائل مارچ تک ہے، صرف قرنفلی نصف اپریل یا مئی مین لگائی جاتی ہے، جماجمی کا پھول سفید لیکن اس کا غلاف سیاہی مائل ہوتا ہے، اس کا تخم جنوری مین بویا جاتا ہے، اور مارچ مین اس کا پودہ منتقل کیا جاتا ہے، صنوبری جسکو شاہ سفرم یا شاہ اشدم کہتے ہین، اس کا پھول بھی جماجمی کے مشابہ ہوتا ہے، فرق اتنا ہوتا ہے، کہ اس کا پھول خاکی رنگ کا ہوتا ہے، اس کا تخم مئی کے مہینہ مین ظروف مین بویا جاتا ہے، ظروف مین مٹی، کھاد اور خشک راکھ ڈالین، اس کے بعد تخم ریزی کرین، یہ تحویل کو قبول کرتی ہے، اس کی شاخ بھی کاٹ کر لگائی جاتی ہے، صقلی بھی اس طرح کاٹ کر لگائی جاتی ہے، اس کا پودہ صنوبری سے چھوٹا ہوتا ہے، اور اس کی شاخین دوسرے اقسام کی طرح پھیلی ہوتی ہین، اس کا رنگ سرمی نہین ہوتا بلکہ سبز ہوتا ہے، حبق شاہ اشرم کی پتی موش کے کان کے برابر ہوتی ہے، اسی وجہ سے اس کا دوسرا نام آذان الفار بھی ہے، حاجنی جسکو بادروخ بھی کہتے ہین، یہ دراصل حبق نہری ہے، جسکو جوک بسکون واؤ بھی کہتے ہین، عوام الناس اس کو

ططرطون الحاجب کہتے ہین، اسکے لیئے ظاہری نرم زمین اور معمولی درجہ کی سخت زمین موافق ہوتی ہے، اس کا تخم مارچ یا اپریل مین بویا جاتا ہے، یہ کھاد کی کثیر مقدار کو قبول کرتا ہے لیکن پانی کی کثرت کا متحمل نہین ہوتا، اس کے پودے مینڈ اور نالیون مین لگائے جاتے ہین،

طآمین ہے کہ بادروخ کی تین قسمین ہین، ایک قرنفلی جس کی خوشبو لونگ کی طرح تیز ہوتی ہے، اس کی زراعت کا وقت اوائل مارچ سے آخر اپریل تک ہے، بعض لوگ اس کی زراعت اگست مین شروع کرتے ہین، اس کی تخم ریزی کا طریقہ یہ ہے کہ کیاریون کو پانی سے خوب سیراب کرین، جب اس مین پانی ٹھہر جائے تو اسی حالت مین تخم چھینٹین، چوبیس گھنٹے کے بعد ان تخمون پر خشک مٹی ڈالدین، مکحول تخم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین، کہ بقول مین سب سے بہتر جوک (ہندی مین بابری کہتے ہین،) ہے مین اسکو جنت مین دیکھتا ہون، دوسرے راویون نے صحابۂ کرامؓ سے یہ روایت کی ہے کہ جوک بہترین خوشبودار ترکاری ہے، مین اس کی کاشت کو جنت مین پاتا ہون، آپ اس کو بہت پسند فرماتے تھے،

قرنفلی جس کا دوسرا نام فرنجمشک ہے یہ صعتری کے مشابہ ہوتی ہے، اس کی پتی مین ذرا فراڑوان ہوتا ہے، مخ کا قول ہے کہ یہ اعلےٰ درجہ کا حبق ہے، یہ ادویۂ ممسکہ مین استعمال کیا جاتا ہے، اس کی ظاہری خوبصورتی بھی دوسرے اقسام سے بہتر ہوتی ہے، اسکی شاخین باریک اور ایک انگل کے برابر ہوتی ہین، اس کے لئے پتلی ہلکی زمین، سفید شیرین زمین، ریتیلی زمین اور جزائری زمین موافق ہوتی ہے، اس کا تخم کیاریون مین بویا جاتا ہے، ہر کیاری مین دو ٹوکرہ کھاد اور راکھ ملائی جاتی ہے، تخم ریزی کے بعد زمین کو جھاڑو سے برابر کردین، تاکہ تخم اچھی طرح ملجائے، اوپر سے مٹی کے بجائے اگر ریت ڈالین تو بہتر ہے، پھر ہلکے پانی سے فوراً سیراب کرین، دو تین مرتبہ ہلکا پانی ڈالین تاکہ جلد بالیدہ ہو، تیز پانی سے

سلہ غالباً مکحول کی تصحیف ہے،

اندیشہ ہے کہ تخم اپنی جگہ سے ہٹ جائین، بالیدگی کے بعد حسب ضرورت سینچا جائے، ہفتہ مین دو مرتبہ یہ عمل کرو، جب ایک انگل کے برابر پودے ہوجائین، تو ان کو منتقل کردو، تخم کی زراعت کا وقت مئی اور تحویل کا وقت جون ہے، ہر کیاری مین ایک تولہ سے زیادہ تخم ڈالو،

صعتری کا پھول سبز زردی مائل ہوتا ہے، اس مین جماجمی کا عمل کیا جاتا ہے، کسروی حبق صعتری کے مشابہ ہوتا ہے لیکن پتی اور پھول مین ذرا فرق ہوتا ہے، اس کے پھول کا غلاف خاکی رنگ کا ہوتا ہے، پھول سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اور پتی سفید ہوتی ہے، بقیہ عمل جماجمی کی طرح کیا جاتا ہے، مشرقی کی پتی باریک ہوتی ہے، اور پھول بنفشئی رنگ کا ہوتا ہے، جس مین تھوڑی سیاہی بھی چھائی ہوتی ہے، اور ترنجان دراصل بادرنجبویہ ہے چونکہ ترنجان کی اس مین خوشبو ہوتی ہے، اس لئے اسکو ترنجانی کہتے ہین، اس کی پتی انگوٹھے کے برابر چوڑی ہوتی ہے، اور اندر عروق زیادہ ہوتے ہین، پتیون کے اوپر غبار کی طرح سے کوئی چیز جمی ہوتی ہے، اس کے پھول سے بلبل بہت خوش ہوتی ہے، اور اس پر لوٹتی ہے،

قمی مین ہے کہ حبق ترنجانی کی پتیان ترنجان کے بالکل مشابہ ہوتی ہین، لیکن رومی کی پتیان اس سے بھی بڑی ہوتی ہین، اور پھول اس کا خوش رنگ وخوش منظر ہوتا ہے، اس کی شاخین چھوٹی اور متفرق ہوتی ہین، بادروخ کی طرح اس کے پھول ہوتے ہین، یہ زیادہ تر سرد ممالک مین اچھا ہوتا ہے، اس مین نہ تو زیادہ آبپاشی کی ضرورت ہے، اور نہ زیادہ کھاد ڈالنے کی، حبق کی ایک قسم ہے، جسکی پتیان مقلوب ہوتی ہین، یہ پتیان ذرا چوڑی ہوتی ہین، لیکن لانبی نہین ہوتی ہین، اس کے اندر عروق زیادہ ہوتے ہین، پتیان جب ذرا زیادہ بڑی ہوتی ہین، تو یہ الٹ جاتی ہین، یعنے اوپر کا حصہ نیچے ہوجاتا ہے، اور نیچے کا حصہ آسمان کے رخ پر آجاتا ہے، یہ حبق کی خاص قسم ہے،

اس کے تخم سے زراعت کرنے کے لئے خوب جتی ہوئی زمین مین کیاریان بنائین، اور ہر کیاری مین دو ٹوکرے پُرانی کھاد ڈالین، اس کے بعد اس مین تخم ریزی کرین، اور زمین کو اچھی طرح برابر کر دین، اس کے لئے مشرقی سمت کی زمینین منتخب کی جائین، ہر کیاری مین نصف اوقیہ سے لے کر ثلث اوقیہ تک تخم ڈال سکتے ہین، تخم حبق صنوبری اور جماجمی کی طرح موٹا ہو، تو ہر کیاری مین تین اوقیہ تخم ڈال سکتے ہین،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ تخم ریزی کے بعد آہستہ سے جھاڑو سے زمین برابر کر دین، تاکہ تخم مٹی مین ملجائے، اور پھر ہلکے پانی سے ہفتہ مین دو بار سیراب کرین، جب ایک بالشت سے زائد بالیدہ ہو جائین، تو ان کو دوسری جگہ نئی کیاریون مین منتقل کر دین، ان کیاریون کو کھاد اور آب پاشی سے درست کرلین، پودون کو قطار سے لگائین پودون مین ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھین، تحویل کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرین، بلکہ اگر پیاس کا اثر نمایان ہو تو ہفتہ مین دو تین مرتبہ پانی سے سیراب کرتے رہین، حبق کا پودہ مینڈ پر اور بیگن کے کھیت مین بھی لگایا جاتا ہے،

خ کا قول ہے کہ حبق کی شاخین اور اس کا قلم بھی لگایا جاتا ہے، بلکہ یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے، کیونکہ اس طور پر اس کی کاشت بہت پھیلتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ حبق کا پودہ جب ایک بالشت یا اس سے زیادہ بڑا ہو جائے، تو شاخ کی پھنگی سے ایک انگل کے برابر کاٹ لین، اور اس ٹکڑے کو درست کی ہوئی کیاریون مین قطار سے لگا دین، اور سینچین، حبق کی کاشت مین جب تخم آجاتے ہین، تو یہ اکھیڑ لیا جاتا ہے، اور خشک کر کے ظروف مین رکھ دیا جاتا ہی، اس کا تخم سوراخ کئے ہوئے ظروف مین مذکورہ طریقہ سے بویا جاتا ہے، بالیدگی تک اسکو دھوپ اور سردی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرین، یہ اُسکے لئے مضر ہی،

فصل

خزامی کے لگانے کا طریقہ؛

ص کا قول ہے کہ یہ سوسن آسمانجونی ہے اور بعض اس کو سوسن بری کہتے ہین، سوسن کی یہ چھوٹی قسم ہے، نیلگون رنگ کی ہوتی ہے، اس کی جڑ دسمبر یا کچھ دن بعد لگائی جاتی ہین، اور اسی سال اس مین پھول آجاتے ہین، اس کی شاخین تعمیر شدہ زمین مین لگائی جاتی ہین، غراست کے بعد بھی اگر خشک ہو تو سینچین، اس مین پھول اپریل مین نکلتے ہین،

خزامی کی پتیان جدا جدا ہوتی ہین، اس کا رنگ بنفشئی ہوتا ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ خوش رنگ ہوتا ہے، اس کا درخت آدمی کے قد کے برابر ہوتا ہی، بعض اُس سے چھوٹے بھی ہوتے ہین، اس کی شاخین بہت پھیلتی ہین، خزامی کے لگانے کا طریقہ وہی ہے، جو بہار، آذریون (سورج مکھی) وغیرہ مین بتایا گیا ہے، اہل فارس اس کی تعظیم کرتے ہین، اور متبرک سمجھتے ہین، ان کا خیال ہے کہ اس کے پھول کو برابر دیکھنے سے فرحت ہوتی ہے، اور اضمحلال اور افسردگی دفع ہوتی ہے،

فصل

برمٌ کی زراعت کا طریقہ

قؔ کا قول ہے کہ اس کا پھل غلاف دار ہوتا ہے، اور ترمس (باقلاے مصری) کے مشابہ ہوتا ہے، اس کا پھول سفید رنگ کا خوشبودار ہوتا ہے، اس کے پھلون کا ہار اگر گلے مین ڈالا جائے، تو جسم کی حرارت پہنچنے کے بعد اس سے لونگ کی طرح تیز خوشبو پھیلے گی، اس کیلئے سیاہ کھاد کی ہم شکل زمین، روغن دار زمین، اور مرطوب زمین، مناسب ہوگی، ربیعی ترمس اور اسکی کاشت ایک ہی طریقہ سے ہوتی ہے،

فصل

مرق کی زراعت کا طریقہ

قؔ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ حبق الشیوخ ہے، اس کا تخم اکتوبر سے جنوری تک بویا جاتا ہے، اس کے لئے کیاریان حسب معمول تیار کی جاتی ہین، یہ کھاد اور پانی کی زیادتی کو برداشت نہین کرتا، فروری اور مارچ مین اس کا پودہ منتقل کیا جاتا ہے، پودون کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھا جاتا ہے، یہ کاٹنے کے بعد اپنی بقیہ جڑون سے جو زمین مین رہتی ہین، دوبارہ نشوونما پاتا ہے، اس کا تخم اگست مین جمع کرکے رکھا جاتا ہے،

لہ بعض کا قول ہے کہ اہل ہند اسکو گل شجر مغیلان کہتے ہین،

فصل

خطمی، وردالزینہ، خبازی صقلی، قرطبی اور بستانی کی زراعت کا طریقہ

حؔ وغیرہ کا قول ہے کہ خطمی بفتح خا چیز کا نام ہے، اس کے تازہ پھل اگر بل جائین تو اس مین پھین کی قسم کی ایک چیز نکلتی ہے، جس سے سر دھویا جاتا ہے، خطمی کی قسمین بہت ہین، زیادہ تر یہ میدان مین اگتی ہے، اس کی کاشت کے لئے زمین کو صاف کردینا کافی ہوتا ہے، یہ دوسرے نباتات کے ساتھ نشوونما نہین پاتی، خطمی، وردالزینہ، خبازی صقلی، قرطبی کی زراعت کا طریقہ ایک ہی،

تخؔ کا قول ہے کہ خطمی جسکو شحم المرج بھی کہتے ہین، مرطوب اور کھاد کی مشابہ زمین مین نہین ہوتی ہے، اس کا تخم کیاریون مین بھی چھڑک دیا جاتا ہے، اور چھوٹے چھوٹے گڑھے بنا کر دانے بھی ڈالے جاتے ہین، ہر گڑھے مین دو سے پانچ دانون تک اٹین مٹی ڈالتے ہین، یہ کیاریون کی بجائے ظروف مین بھی بویا جاتا ہے، تخم ریزی کے بعد کھاد ڈالدی جاتی ہے، اگر ان تخمون کو نالیون کے قریب بوئین، تو اچھا ہے،

طؔ کا قول ہے کہ خطمی کا درخت بڑا ہوتا ہے، اس کے ساتھ سب کی شاخ مرکب ہوتی ہی، اسکا تخم ستمبر مین خاص طور سے بویا جاتا ہے، بالیدگی کے بعد اُن کو نشیبی زمین مین نالیون کے قریب لگانا بہتر ہے، طؔ یہ ہے کہ خطمی کا درخت دو قسم کا ہوتا ہے، ایک کا پھول سرخ اور بڑا ہوتا ہے، دوسری کا سفید اور چھوٹا ہوتا ہی،

خطمی کے لئے خشک اور سخت زمین جسمین چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہون موافق ہوتی ہین، اس زمین مین خطمی کے سوا کوئی دوسری چیز بارآور نہین ہو سکتی، خطمی زیادہ سیرابی کی محتاج ہے، ہر وقت اس کی جڑ مین پانی کا رہنا مفید ہوتا ہے، اسی بنا پر سیلاب اور اور بارش کی کثرت اس کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، اس کو ایک بیماری ہوتی ہے، جس کا نام حمرہ ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ نصف النہار کے وقت اس کی جڑ پر ٹھنڈا پانی چھڑکین اور اطراف و جوانب کو تر کرین، یہ عمل ہفتہ مین دو تین مرتبہ کرین، اس سے یہ بیماری دفع ہو جائیگی،

ظ آمین ہے کہ خطمی کی پتیاں اس قدر خوش رنگ معلوم ہوتی ہین، کہ دیکھنے والے کو اس سے مسرت اور غمگین آدمی کو فرحت ہوتی ہے، اس کا تجربہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص درخت کے پاس کھڑا ہو اور بار بار پتی اور پھول کو غور سے دیکھتا رہے، تو تھوڑی دیر مین اس کے دماغ کو قوت اور دل کو فرحت محسوس ہوگی، جو شخص شہد کے چھتے سے شہد نکالنا چاہے وہ ورق خطمی کے سفوف کو زیتون کے تیل مین ملائے اور تمام بدن مین ملے پھر اس کے بعد شہد نکالے مکھیاں ان جگہون پر جہاں تیل لگا ہوگا ڈنک نہ مارین گی،

وردالزنیہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ عامۃ الناس اسکو وردالزوانی کہتے ہین، یہ اطبا کے نزدیک دراصل خطمی ہی، اسکی تین قسمین ہین، ایک سرخ، دوسری سفید، اور تیسری سرمئی رنگ کی ہوتی ہے،

ط کا قول ہے کہ معمولی درجہ کی سخت زمین، کھاد کی مشابہ زمین، جزائری زمین اس کے لئے موافق ہوتی ہے، میٹھے اور کھارے دونون پانی سے سیراب کیا جاتا ہی، اس کا وردالزوانی لوگون نے اسلئے نام رکھا ہے کہ فاحشہ عورتین اس کے پھول سے سر گوندھتی ہین، اس کا تخم نایون مین کسی آلہ کے ذریعہ سے بویا جاتا ہے، ہر گڈھے مین تین چار تخم ڈالا جاتا ہے، تخم ریزی کے بعد ریت ڈالیجاتی ہے، بالیدگی کے بعد ان مین سے کمزور پودون کو نکالدیا جاتا ہے، اس مین بھی تحویل کا

عمل ہوتا ہے،

خبازی صقلی اور خبازی قرطبی

ان دونون کی زراعت کا طریقہ خطمی کی طرح ہے، اسکے چھوٹے پودے منتقل کئے جاتے ہین، خبازی قرطبی کا تنا کلائی کے برابر موٹا ہوتا ہے، اور یہ دو بالشت لانبا ہوتا ہی، اور درخت بھی لانبا ہوتا ہے،

خبازی بستانی

خبازی بستانی جسکو اہل شام ملوفیا اور ثعلبہ مرضیہ بھی کہتے ہین، اسکی زراعت کیلئے گرم مزاج کی زمین مفید ہوگی، اس مین کھاد کی کافی مقدار ڈالیجاتی ہے، ستمبر یا اکتوبر مین یہ بوئی جاتی ہے، یہ تمام بقول کی بہ نسبت زیادہ مقوی ہے، اس سے خون زیادہ پیدا ہوتا ہے، دراصل یہ تمام قسمین خطمی ہین،

باب بست وہشتم

اس باب مین صرف ان نباتات کا ذکر ہوگا جو باغ مین زینت کے لئے لگائے جاتے ہین، اور مختلف ضرورتون مین بھی ان کا استعمال ہوتا ہے، مثلاً مامیثا، کرنس، صعتر، ہلیون، کبروغیرہ،

فصل

مامیثا کی زراعت کا طریقہ

اس کی برّی اور بستانی دو قسمین ہین، یہ خشخاش کی ایک قسم ہے، اس کا پھول زعفرانی رنگ کا ہوتا ہے، حؔط کا قول ہے کہ یہ ہندبا کے مشابہ ہوتا ہے، اس کے پتون پر غبار کی طرح ایک چیز جمی ہوتی ہے، اوپر کی تپلی شاخون مین کلیان ہوتی ہین، پھول زرد نرگس کی طرح شوخ رنگ ہوتا ہے، اور صورۃً شقائق النعمان (گل لالہ) کے مانند ہوتا ہے تخم سیاہ ہوتا ہے، اور خرفہ کے تخم سے ذرا موٹا ہوتا ہے، شگوفون کے غلاف کا منہ علیق (اچھو) کی طرح اور کنارے لوبیا کی طرح ہوتے ہین،

خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے لئے ٹھنڈی زمین، معمولی درجہ کی سخت زمین، کھاد کی مشابہ زمین، رتیلی زمین، ظاہری نرم زمین، موافق ہوتی ہے، اس کا تخم ستمبر مین بویا جاتا ہے، اسلئے دوسرے خوشبودار درختون کی طرح کیاریان تیار کیجاتی ہین، اور ان کو

کھاد اور پانی ڈال کر درست کیا جاتا ہے، تخم ریزی کے بعد بالیدگی تک پانی ڈالتے رہین، اس کے بعد حسب معمول اس مین گوڑن کرین، اور جب خشکی کے آثار نظر آئین، پانی سے سیراب کرین، بلکہ موسم گرما مین ہفتہ مین دوبار پانی ڈالین، خریف اور موسم سرما مین پانی ڈالنا موقوف کردین، کیونکہ بارش کے پانی سے یہ اچھی طرح سیراب ہو جاتے ہین، کھیت سے مضر نباتات کو الگ کردین، پھر کافی بالیدگی کے بعد تحویل کا عمل کرین، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو دوسرے نباتات کے لئے بتایا گیا ہے، شیرین پانی کنوین کا پانی اور چشمہ کا پانی موافق ہوتا ہے، یہ درخت چار سال تک باقی رہتا ہے، اس کے پھول کی شیاف یعنی ٹکیان آنکھ کیلئے مفید ہوتی ہین، اور اسکو ٹھنڈا رکھتی ہین، اور پتیون کا شیرہ جلے ہوئے جسم کے لئے بھی مفید ہے، اس کے تخم کو نسا، بھی کہتے ہین،

فصل

قناریہ[1] کی زراعت کا طریقہ

خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اسکی بستانی اور برّی دو قسمین ہین جنکو ظہر اور کجر کہتے ہین، ابن حجاج نے کجر کے متعلق یونیوس کا قول نقل کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ اس کی کاشت نومبر مین شروع کی جاتی ہے، اس کی شاخین لگائی جاتی ہین، اور اس کا پھل ربیع مین تیار ہوتا ہے، اس کی جڑ مین کھاد ڈالنا مفید ہے، گرمیون مین آب پاشی بھی مفید ہوتی ہے حؔض وغیرہ کا قول ہے کہ قناریہ روغن دار زمین، سیاہ کھاد کی مشابہ زمین مین اچھی ہوتی ہے، میٹھا پانی خواہ کنوان، نہر یا چشمہ کا ہو مفید ہوتا ہے، اس کا تخم خریف یا جنوری مین بویا جاتا ہے،

[1] فارسی مین کنگر کہتے ہین، یہ برّی حرشف کا نام ہے،

ڈ کا قول ہے کہ فروری مین یہ بویا جاتا ہے، پہلے کیاریان اچھی طرح جوت کر بنائی جائین، اور پتلی کھاد چھڑک کر مٹی ڈالین، اس کے بعد تخم ریزی کرین، تخم کو مٹی مین مخلوط کردین، ان کی تحویل کے لئے باغ کی وہ زمین منتخب کرین جو روندی ہوئی نہ ہو، تحویل مین پودون کا درمیانی فاصلہ چار بالشت رکھین، اور بالیدگی تک برابر پانی ڈالتے رہین، گرما اور خریف مین کم سے کم ہفتہ مین دوبار پانی ڈالین، البتہ جاڑے مین سیرابی موقوف کردین، یہ ہر سال بارآور ہوتا ہے،

حؔ کا قول ہے کہ کھاد اور پانی کی کثرت اس کے لئے مفید ہے، ان کی افراط سے اس کے پھل بڑے ہوتے ہین، اس کی ایک قسم حرشف بھی ہے، مارچ کے مہینہ مین اس کے پودے میدان سے باغ مین منتقل کئے جاتے ہین، ہؔا کا قول ہے کہ قنا ریہ کو میدان سے جڑ سمیت اکھیڑ لین، اوران کی شاخون کو الگ الگ لگادین، ہر شاخ ایک درخت کی حیثیت اختیار کرے گی، تحویل مارچ مین کرین،

فصل

سداب بستانی کی کاشت کا طریقہ،

طؔ کہتا ہے کہ فیجن کہلاتا ہے، اس کی بری اور بستانی دو قسمین ہین، ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ سداب گرم مقامات مین زیادہ ہوتا ہے، پورے موسم ربیع مین اس کی کاشت شروع کی جاسکتی ہے،

قؔ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ سیاہ زمین، روغن دار زمین اور مرطوب زمین مین ہوتا ہے بعض لوگون کا قول ہے کہ یہ اعلیٰ درجہ کی زمین مین بھی پیدا ہوتا ہے، جنوری، فروری اور

مارچ کے مہینے مین اس کا تخم کیاریون مین بویا جاتا ہے، زمین کو جوتنے کے بعد ہر کیاری مین دو ٹوکرے پرانی کھاد ملادین، اور پھر اس مین تخم بوئین، تخم ریزی کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرین، پھر بالیدگی تک ہفتہ مین دوبار سینچین، کافی نمو کے بعد گوڑن کرین، اور جب خشکی ہو پانی سے سیراب کرین، یہ عمل کم سے کم ہفتہ مین ایک بار گرما، خریف اور ربیع مین برابر کرتے رہین، البتہ سرما مین آب پاشی موقوف کردین، کیونکہ سرمائی بارش سے سیرابی کافی ہوتی ہے، اس کی شاخین گدڑھے مین بھی لگائی جاتی ہین، ہر شاخ کے ساتھ جو کا ایک دانہ بھی لگاتے وقت ڈالدین، اس سے بالیدگی جلد ہوتی ہے، سداب کو اگر سوراخ دار گملون مین بوئین تو بہتر ہے،

خؔ کا قول ہے کہ سداب مین گوبر یا مینگنی وغیرہ کی کھاد نہ ڈالین، البتہ موسم سرما مین کھاد کی بجائے راکھ ڈالین، یہ گرم چیز کو پسند کرتا ہے، راکھ کا جوہر چونکہ گرم ہے اس لئے اس سے سردی کم ہوتی ہے، سداب کو اگر حائضہ عورت چھودے تو یہ خراب ہوجائے گا، اور اس کا پانی مسقط جنین ہوتا ہے،

سداب کے لئے سخت زمین، سخت و نرم کی درمیانی زمین، اور سرخ زمین موافق ہوتی ہے، اس کی زراعت کا کوئی خاص وقت نہین ہے، سال بھر ہر فصل مین یہ بویا اور لگایا جاسکتا ہے، اچھا وقت اوائل اکتوبر سے آخر نومبر تک ہے، یہ پانی کا محتاج ہوتا ہے، تخم ریزی کے بعد فوراً سینچین، پھر جب ضرورت ہو سینچتے رہین، زمین اور ملک کے اختلاف کے لحاظ سے آب پاشی مین کمی بیشی کرسکتے ہین، گرم ملک مین پانی زیادہ ڈالین، ایک ہفتہ کے ناغہ سے ضرور سیراب کرین،

پتیان جب مرجھا جائین تو آب پاشی ضرور کرین، کھاد ڈالنے کی بھی اس مین ضرورت ہوتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جڑ مین گہرا گوڑن کرین، اور کھاد مین مٹی ملا کر ڈالین، اس کھاد کا سفوف درخت پر نہ ڈالا جائے، اس کی کھاد مین صرف گائے کا گوبر اور آدمی

کا غلیظ ڈالنا کافی ہوگا، یہی دونون چیزین موافق ہوتی ہین، کھاد ڈالنے کے بعد اچھی طرح پانی سے سیراب کرین،

ط مین ہے کہ سداب کے خواص مین یہ ہے، کہ مرگی کا مریض اگر تخم سداب کو سونگھے اور سانس کو روک کر اس کو چبائے، تو عرصہ تک وہ دورہ سے محفوظ رہیگا یون بھی اس کا چبانا یا اس کا عرق پینا منہ کی تمام آلایش کو صاف کر دیتا ہے، حائضہ عورت اگر اس کو ہاتھ مین لے، تو اس کا حیض فوراً بند ہو جائے گا، بعض کا قول ہے کہ حائضہ کے قریب اسمین فساد آجاتا ہے، لوگون نے رازی کا قول نقل کیا ہے کہ سداب کو پیاز یا دروج (جنگلی تلسی) کے ساتھ ہرگز نہ کھائین، کیونکہ اس سے لوگون کو نقصان پہنچتا ہے،

فصل

کرفس کی زراعت کا طریقہ،

ط و غیرہ کا قول ہے کہ اس کی دو قسمین ہین، ایک بستانی جو باغ اور نہرون کے قریب نالیون مین ہوتا ہے، اس کا پتہ چوڑا ہوتا ہے، اور دھنیا کے مشابہ ہوتا ہے، دوسری قسم بری ہے، جس کا پتہ باریک ہوتا ہے، یہ بھی نہر اور نالی کے قریب پیدا ہوتا ہے،

ح و غیرہ کا قول ہے کہ اس کی زراعت کا وقت ستمبر سے مارچ تک ہے، مرطوب مقامات مین یہ کثرت سے ہوتا ہے، یہ پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے، لیکن کھاد کا متحمل نہین، کیاریون مین اسی قسم کے نباتات کی طرح یہ بویا جاتا ہے،

جب اس مین پیاس کے آثار نمایان ہون تو گوڑن کے بعد سینچین، یہ عمل درخت کی تیاری تک جاری رکھین، اس کی تحویل بھی کی جاتی ہے، ح کا قول ہے کہ اگر

کاشت کار کرفس کے درخت کو بڑا اور موٹا بنانا چاہے، تو وہ تین انگلیون یعنی انگوٹھا شہادت کی انگلی، اور وسطی مین تخم لے، اور کتان کے ٹکڑے مین رکھکر پوٹلی بنائے، اور پھر اس پوٹلی کو گڈھے مین رکھدے، اس سے کرفس کا درخت بڑا اور موٹا ہوگا، یہی طریقہ کراث (گندنا) کے لئے بھی ہے، کرفس کا پودہ جب بڑھ جائے، تو جڑ کے اردگرد بھوسہ ڈالین، اور بھوسہ پر مٹی ڈالین، اس کے بعد پانی سے سیراب کرین، اس عمل سے بھی درخت بڑا ہوگا،

ط مین ہے کہ کرفس کے بڑا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے، کہ اس کے تخم کو معمولی طور پر کوٹ کر بوئین، اتنا نہ کوٹین کہ سفوف ہو جائے، اس کے منافع مین یہ ہے کہ یہ منہ کی بدبو کو دفع کرتا ہے، اور اس مین خوشبو پیدا کرتا ہے، عورتون اور مردون کے لئے مشہی ہے، اسی بنا پر مرضعہ کو کھلانا مضر ہے، کیونکہ دودھ کے لئے شہوت کا پیدا ہونا مخرب ہے، اس سے دودھ خراب ہو جاتا ہے، بعض لوگ تجربۃً کہتے ہین، کہ مرضعہ مین اسکے کھانے سے صرع کا مرض پیدا ہوتا ہے، یہ مقوی معدہ اور ہاضم ہے، بحری سفر مین دو درم اس کا سفوف پی لیا جائے، تو متلی وغیرہ صاف ہو جائے گی،

ط مین ہے کہ کرفس کی زراعت پورے سال بھر ہر فصل مین ہو سکتی ہے، کیاریون مین جب پانی قائم رہے، تو اس کا تخم چھینٹ دین، پھر پودون کی صلاحیت کے بعد ان کو منتقل کر دین، اس مین کھاد اسی طرح ڈالین، جس طرح سداب مین بتایا گیا ہے، اگر اس کی جڑ مین مٹر کا آٹا ڈالا جائے تو اس سے یہ نہایت خوشبودار ہوگا، درخت بڑا ہوگا، اور ذائقہ مین بہتر ہوگا،

فصل

حب النیل کی زراعت کا طریقہ،

اس کا نام حبق العجب بھی ہے، ص وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی دو قسمین ہین، ایک سے باریک کپڑے رنگے جاتے ہین، اس کا پتہ سماق کی طرح مدبر کیا جاتا ہے، پھر بکایا جاتا ہے، اور جما کر بطور رنگ کے استعمال کیا جاتا ہے، خ کا قول ہے کہ نبلاب، حب النیل، حبق العجب یہ سب ایک ہی چیزین ہین، اس کی چار قسمین ہین، ایک کا پھول نیلگون ہوتا ہے، دوسرے کا سفید جو عموماً باغ مین ہوتا ہے، اور تیسرے کا پھول بھی سفید ہی ہوتا ہے، لیکن یہ نہر کے قریب ہوتا ہے، چوتھے کا پھول بھی سفید ہوتا ہے، تر اور خوشبودار ہوتا ہے، لیکن پتہ خاکی رنگ کا ہوتا ہے اور یہ عوسج کے درختون کے قریب ہوتا ہے، اس مین دودھ بھی ہوتا ہے، سب سے اعلیٰ قسم زرد رنگ کے پھول کی ہی،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ کھاد کے مشابہ زمین مرطوب اور نرم زمین، روغن دار زمین اور ظاہری نرم زمین اس کے لئے موافق ہوتی ہے، اسکی زراعت کا وقت اپریل ہی، خ کا قول ہے کہ یہ مارچ مین باغ کے قریب کی زمین مین خطوط مین بویا جاتا ہے، لکیرون کی گہرائی ایک انگل کے برابر رکھی جائے، تخم ریزی کے بعد کھاد ڈالکر پانی سے سیراب کرین، اس کے بعد اب پانی کی ضرورت نہین ہے، جب پودہ ایک انگل کے برابر ہوجائے تو ہفتہ مین تین بار پانی ڈالین، اس سے زیادہ پانی کا ڈالنا مضر ہے، یہ تحویل کو قبول کرتا ہے، تحویل کے وقت جڑ کے قریب ایک بانس گاڑ دین تاکہ بیل اوپر چڑھ جائے،

فصل

صعتر[1] کی زراعت کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ صعتر کی بری اور بستانی مختلف قسمین ہین، صعتر خوزی جسکو صعتر شواء بھی کہتے ہین، اسکی چار قسمین ہین، ایک کا پھول سبز اور ہلکا زرد ہوتا ہے، یہ قسم معروف ہے، موسم گرما مین یعنی مئی اور جون کے مہینہ مین اس مین پھول آتا ہے، دوسرے کا پھول سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے، جو حبق جماجمی کے مشابہ ہوتا ہے، تیسرے کا پھول زرد سفیدی مائل ہوتا ہے، یہ حبق صعتری کے مشابہ ہوتا ہے، ان سب مین مئی اور جون مین پھول آتے ہین، اسکی ایک قسم شطریہ کہلاتی ہے، جس کا ذکر آگے آئے گا، صعتر شواء کی ایک قسم جبلی بھی کہلاتی ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی کاشت کے لئے سخت زمین، اور پہاڑی سفید رنگ کی زمین موافق ہوتی ہے، اس کی کاشت سایہ مین خراب ہوجاتی ہے، اس کی زراعت کا وقت اگست سے آخر خریف تک ہے، بقیہ تمام طریقے حبق کے جاری ہین، تخم ریزی کے بعد ہر کیاری مین ایک ٹوکرہ پرانی کھاد ڈالین، اور پھر اسکو پانی سے سیراب کرین، بالیدگی کے بعد درانتی سے زمین کو کوڑین، اور خشکی کے پیدا ہونے کے بعد سینچین، موسم سرما تک اسی طرح سیراب کرتے رہین، سرما مین اب پانی کی ضرورت نہین رہتی ہے، دس کیاریون مین ایک اوقیہ تخم ڈالین، اس کا پودہ ستمبر سے فروری تک منتقل کیا جاسکتا ہے، بقیہ عمل ترنجان کی طرح کیا جائے، پودون کے درمیان مین ایک بالشت کا فاصلہ

[1] ہندی مین ساتھل اور ساتھر کہتے ہین، اور فارسی مین پودینہ کوہی کہتے ہین،

رکھا جائے، پودہ منتقل کرنے کے بعد فوراً سینچین، اس کے بڑی پودے ہر سال باغ مین لگائے جاتے ہین،

ط آین ہے کہ صعتر کی کل پانچ قسمین ہین، بستانی مین سے ایک کی پتی لانبی ہوتی ہے، اور دوسرے کی پتی لنبائی کے ساتھ ذرا گول ہوتی ہے، پانچوین قسم وہ ہے، جسکی پتی ان سب سے چھوٹی ہوتی ہے، اس مین انسان کے غلیظ کا سفوف بطور کھاد کے ڈالین،

ط آین ہے کہ صعتر نفاخ اور ٹھنڈی ترکاریون کے مضر اثرات کو زائل کرتا ہے، اور رطوبت سے بھری ہوئی آنکھ مین قوت پہنچاتا ہے، اگر اس کے ساتھ مضعف بصر ترکاریان کھائی جائین، تو ان کے نقصان سے یہ بچائے گا، بری قسم بستانی سے زیادہ قوی العمل ہوتی ہے،

فصل

شطریہ کی زراعت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ صعتر کی ایک قسم ہے، جسکو کدو اور بینگن کی ترکاری مین ڈالتے ہین، مچھلی بھی اس کے ساتھ پکائی جاتی ہے، اس کی بھی بستانی اور جبلی دو قسمین ہین، دونون کا پھول نیلگون ہوتا ہے، جو موسم گرما مین کھلتا ہے، بعض اوقات یہ خریف مین بھی کھلتا ہے، دیر یا سویر لگانے سے پھول آنے مین بھی تقدیم و تاخیر ہوتی ہے، یہ بھی ترکاریون مثلاً کدو وغیرہ مین سیاہ مرچ کی جگہ پر مستعمل ہوتا ہے، اسکو صعتر فارسی بھی کہتے ہین، جو فلفل صقالیہ کے نام سے مشہور ہے، بعض لوگ صعتر بستانی کہتے ہین،

فصل

جرجیر[1] کی زراعت کا طریقہ

فلاحت نبطیہ مین ہے، کہ اس کی بری اور بستانی دو قسمین ہین، ایک تو ستمبر مین بویا جاتا ہے، جس کی پتیان چوڑی اور سبز ہوتی ہین، اس مین تیزی کم ہوتی ہے، اور یہ نرم اور ہلکی ہوتی ہے، دوسری قسم وہ ہے، جس کی پتیان پتلی ہوتی ہین، جو بیچ مین اٹھی ہوتی ہین، اور کنارے پر جھکی ہوتی ہین، یہ مارچ مین بویا جاتا ہے، اس کا پھول مختلف سالن مین استعمال کیا جاتا ہے، اس مین آدمی کا غلیظ اور مٹی کی کھاد ملا کر ڈالتے ہین، گائے کا گوبر بھی دے سکتے ہین، لیکن اس کو پتلا کر کے ڈالین، یہ زیادہ کھاد کا متحمل نہین ہوتا ہے، البتہ کھاد کے سفوف مین مٹی ملا کر جڑ اور شاخون پر چھڑک سکتے ہین، لیکن کھاد جڑ سے دو بالشت کے فاصلہ پر ڈالی جائے، کھاد ڈالنے کے بعد پانی سے سیراب کرین، جو کاشت اوائل موسم سرما مین شروع کی جائے، اس مین آب پاشی سے قبل کھاد ڈالنا ضروری ہے، تا کہ سردی کا وہ مقابلہ کر سکے،

---

[1] فارسی مین گیج اور ہندی مین ترمرا کہتے ہین،

فصل

فسنتین[1] اور شجرۂ مریم[2] کی زراعت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے، کہ افسنتین کی مختلف قسمین ہین، خراسانی، طرطوسی، نبطی اور رومی، اس مین خوشبو ہوتی ہے، بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ شیح کی ایک قسم ہے، ص کا قول ہے کہ اس کیلیپاہ زمین، مرطوب زمین، روغن دار زمین، ریتیلی زمین، اور معمولی درجہ کی سخت زمین جسمین کھاد ڈالی گئی ہو موافق ہوگی، ٹھنڈا پانی مفید ہوگا، یہ درخت کئی سال تک قائم رہتا ہے، اس کا تخم فروری مین بویا جاتا ہے، کیاریان حسب معمول تیار کی جائین، ہر کیاری مین دو ٹوکرہ پرانی کھاد ڈالدین، تخم ریزی کے بعد ہاتھ یا جھاڑو سے تخم کو مٹی مین ملادین، اور پھر سینچین، روئیدگی تک آب پاشی جاری رکھین، پھر حسب ضرورت زمین مین کوڑن کرین، پیاس یا خشکی کے وقت پانی سے سیراب کرین، پودون مین منتقل کئے جانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو ان کو دوسری جگہ لگا دین، اس کی شاخ بھی جنوری اور فروری مین لگائی جاتی ہے، اس کے خواص مین یہ ہے کہ دوسرے نباتات کو کیڑے اور حشرات الارض سے محفوظ رکھتا ہے، شجرۂ مریم مین بھی یہی طریقۂ عمل اختیار کرین،

---

[1] ہندی مین مجتری اور شمارو کہتے ہین، [2] فارسی مین دمنہ، ہندی مین جوہری اجوائن کہتے ہین،

[3] اس کا نام بخور مریم بھی ہے،

فصل

زنجبیل (ادرک) بستانی کی زراعت کا طریقہ

ص وغیرہ کا قول ہے کہ اس کو راسن بھی کہتے ہین، یہ قسط بستانی ہے جو جناح کے نام سے مشہور ہے، بعض لوگ اسکو قسط رومی کہتے ہین،

ابن حجار کا قول ہے کہ یہ ایک گھاس ہے، جسکا پتہ زمین سے اوپر ایک بالشت تک بڑا ہوتا ہے، یہ پتہ گہرا سبز رنگ کا سخت ہوتا ہے، اس کی رگین موٹی اور سیاہ ہوتی ہین، یہ مختلف طریقہ پر مستعمل ہے، زہراوی کا قول ہے کہ اس کا نام عجمیون کے یہان آلہ یعنی جناح ہے،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ سیاہ زمین، سخت زمین، پہاڑی زمین اور میٹھا پانی اس کے لئے مفید ہوتا ہے، یہ جنگل سے باغ مین منتقل کی جاتی ہے، جون کے مہینہ مین اس کی جڑین اکھیڑ لی جاتی ہین، اور دو بالشت عمیق گڈھے مین لگائی جاتی ہین، ہر گڈھے مین دو جڑین لگائی جاتی ہین، جڑون مین کم سے کم ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھین، اس کے بعد دو انگل مٹی ڈالین، اور پھر ہر جبہ کو پانی سے سیراب کرین، یہ سلسلہ پورے موسم گرما تک جاری رکھین، خریف مین پانی ڈالنا موقوف کر دین،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی جڑ بہت کارآمد ہوتی ہے، اس سے ورد سرلاحق ہوتا ہے، لیکن مفرح اور مقوی قلب ہے، جو شخص برابر اس کو استعمال کرے اسکو سلسل البول کی شکایت نہ ہوگی،

ط مین ہے کہ راسن کی جڑین زمین کے اندر پھیلتی رہتی ہین، اس کا پودہ زمین کے اوپر

ایک ہاتھ کے برابر ہوتا ہے، اقلیم بابل مین ہر سال اسکی نئی کاشت ہوتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ستمبر مین اس کی جڑ یا شاخین لگائی جاتی ہین، اور اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے ہین، اس کے لئے نرم زمین اور بھربھری زمین موافق ہوتی ہے، ریت ملی ہوئی زمین نیز سفید مٹی کی زمین اس کے لئے نفع بخش ہوتی ہے،

ط ٓمین ہے کہ یہ بہت تیز اور گرم ہوتی ہے، ترش سرکہ کے ساتھ جاڑے کے زمانہ مین کھاتے ہین، اس کو سرکہ کے ساتھ تین طریقہ پر استعمال کر سکتے ہین، ایک یہ کہ اسکو پانی، نمک اور سرکہ مین پکائین، جب خوب پک جائے تو پانی پھینک دین، دوبارہ اسی مقدار مین پانی، نمک اور سرکہ ڈال کر پکائین، اس طریقہ پر تین مرتبہ پکائین، اسکے بعد ٹھنڈے ہونے پر ٹکڑے کرین، اور زیتون اور کانجی ملائین، یا گرم مصالحہ وغیرہ ڈال کر اسکو کھائین، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک شبانہ روز اسکو سرکہ مین تر کرین، دوسرے دن سرکہ گرا دین، پھر تین چار مرتبہ سرکہ ڈال کر خوب جھولین، اور پانی سے دھو کر ترشی زائل کرین، سرکہ اس کی تیزی اور تلخی کو جذب کرے گا، اس کے بعد اسکو کاٹ کر زیتون، کانجی، سرکہ اور تھوڑی سی شراب ملا کر دوسری ترکاریون کے ساتھ کھائین، تیسرا طریقہ یہ ہے کہ پانی اور نمک مین تر کرنے کے بعد اسکو پکایا جائے، اس کے بعد پانی پھینک کر دوسرا پانی اور نمک ڈالا جائے، اور اسی طرح دو تین مرتبہ اُبالین، ہر مرتبہ اس کو چکھین، جب تک تلخی زائل نہ ہو اسی طرح اُبالتے رہین، پھر پانی سے دھوئین، اور اسکو سرکہ، زیتون اور کانجی کے ساتھ کھائین، ایک اور طریقہ یہ ہے کہ کسی ترش چیز مین اس کو ڈالدین جیسے سرکہ سماق کا پانی یا ترش انگور کا پانی یا لیمون کا عرق یا ترش انار کا شیرہ وغیرہ ہو اس سے اسکی اصلاح ہو جائے گی،

فصل

حرمل[1] کی کاشت کا طریقہ

اس کا تخم مارچ مین بویا جاتا ہے، یہ پانی کی کثرت اور کھاد کا متحمل نہین ہوتا ہے، اسکا تخم مئی اور جون مین جمع کیا جاتا ہے،

فصل

ایرس[2] کی زراعت کا طریقہ

ص وغیرہ کا قول ہے کہ یہ سوسن آسمانجونی کی چھوٹی قسم ہے، عجمی زبان مین الکیہ کہتے ہین، مئی کے مہینہ مین اس کی جڑ لگائی جاتی ہے، اسی وجہ سے اس کی پتی جھڑتی ہے، جنوری مین بھی اس کی جڑ لگائی جاتی ہے، بانس اور اس کا عمل تقریباً ایک ہی ہے،

---

[1] فارسی مین شیر ساذ اور سپند سوختی کہتے ہین، اسکی پتی بیر اور پھول یاسمن کے مشابہ ہوتا ہے،
[2] فارسی مین بیخ بنفشہ سے مشہور ہے،

فصل

لوفؔ کی زراعت کا طریقہ

خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ لوف کو ھمارۃ بھی کہتے ہین، اس کی بڑی قسم کی بیخ بھی بڑی
ہوتی ہے، اور تنے پر یہ قائم ہوتا ہے، تنا مختلف رنگون کا سانپ کی کھال کی طرح ہوتا ہے،
یہ عرطنیثا سے بھی مشہور ہے، اور درقیطون بھی کہتے ہین، جسکے لفظی معنیٰ انجیر کی آنکھ کے ہین،
یہ قول ابو عبید البکری کا ہے،

صؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اسکی جڑ اگست مین باغ کی کسی محفوظ جگہ پر لگائی جاتی ہے،
اس کا اور ریانس کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ یونانی زبان مین اس کی
ایک قسم ارون کہلاتی ہے جسکو بربرا برایا کہتے ہین، اس کا تنہ ایک بالشت لانبا ہوتا ہے،
اور سانپ کی کھال کے مشابہ ہوتا ہے، اس کا پھل زعفرانی رنگ کا اور جڑ متوسط انڈ
کی ہوتی ہے،

طؔ مین ہے کہ لوف بری نباتات مین سے ہے، اہل بابل اس کو باغ مین لگاتے ہین،
اس کی جڑ لانبی اور سفید رنگ کی ہوتی ہے، بستانی مین تیزی نہین ہوتی لیکن بری
مین تیزی ہوتی ہے، اس کے پتے بڑے بڑے ہوتے ہین جنمین سفید نقطے پڑے ہوتے
ہین، بعض پتیان سادی بھی ہوتی ہین، اس کا تنا ایک بالشت سے بھی زیادہ لانبا
ہوتا ہے، رنگ مین گل بنفشہ کے مشابہ ہوتا ہے، پھل چھوٹے ہوتے ہین، بعض قدما اس کو
قطر کی ایک قسم لکھتے ہین،

ؔ ہندی مین ہشت کند کہتے ہین،

طؔ مین ہے کہ اسکی جڑ کا سالن پکایا جاتا ہے، اور یہ لذیذ ہوتا ہے، اس کا پتہ سرکہ
کے ساتھ کھایا جاتا ہے، جڑ اور پتہ دونون ملا کر مختلف طریقون پر استعمال کرتے ہین،
اس کی جڑ کی روٹی بھی پکائی جاتی ہے، اسکو خشک کر کے آٹا پیستے ہین، اور اس کا
پتہ، پھول اور تنا وغیرہ ملا کر آٹا پیستے ہین، لیکن بیخ اور تخم کے آٹے کی روٹی سب سے اچھی
ہوتی ہے، وہ لوف جسکو دارقیطون بھی کہتے ہین، سایہ مین پیدا ہوتا ہے، اس کے لئے
ٹھنڈی اور تر زمین زیادہ کارآمد ہوتی ہے، اس کی پتیان لوف کے بالکل مشابہ
ہوتی ہین، لیکن ایک تو زیادہ لانبی ہوتی ہین، اور دوسرے یہ کہ ان مین سفید نقطے ہوتے
ہین، تنا بالکل چکنا ہوتا ہے، اور اس مین گرہ نہین ہوتی، اس مین زرد، سرخ، سبز، سفید
اور بنفشئی رنگ سب مخلوط ہوتا ہے، یہ درخت موٹی چھڑیون کی طرح دو ہاتھ کے برابر لانبا ہوتا
ہے، اس مین انگور کی طرح خوشہ ہوتا ہے، پھل ابتداءً سبز ہوتے ہین، پھر کچھ دنون کے بعد زرد
ہوجاتے ہین، اس کی جڑ گول ہوتی ہے، اور اس پر ایک موٹی پوست ہوتی ہے، جڑ غذا مین
استعمال کیجاتی ہے، سایہ کی جگھون مین یہ بکثرت ہوتا ہے، اس کے لئے دھوپ مضر ہوتی
ہے، پانی کا قائم رہنا مفید ہوتا ہے، کیونکہ طبعًا یہ فساد کو قبول نہین کرتا،

طؔ مین ہے کہ اس کی بیخ اور پھل یہ سب جمع کر کے خشک کریں، اور ان کا آٹا پیسا جائے،
اس کی روٹی روغن، مکھن، یا میٹھا کے ساتھ کھائی جاتی ہے، یہ مقوی ہوتی ہے، وہ زیادہ
اصلاح کی محتاج نہین ہوتی ہے، صرف ایک دو مرتبہ ابالنا کافی ہوتا ہے، اوائل مئی یا آخر
جون مین اس کی جڑ اکھیڑ لی جاتی ہے، اور پھل کو اس سے قبل ہی توڑ لیا جاتا ہے، جڑ کو
پینے سے اسکی تلخی دفع ہوجاتی ہے، اس لئے بغیر اصلاح کئے ہوئے استعمال نہ کرین،

فصل

بابونج اور اکلیل الملک کی زراعت کا طریقہ

حؔ وغیرہ کا قول ہے کہ بابونج کے لئے مرطوب اور خالص مٹی کی زمین زیادہ موافق ہوگی، اس کا تخم جنوری، فروری اور مارچ مین بویا جاتا ہے، اس کے لئے حسب معمول کیاریان تیار کی جاتی ہین، ان کو کھاد اور پانی سے درست کیا جاتا ہے، پھر ان مین تخم ریزی کی جاتی ہے، اگر تخم ریزی کے بعد ہی پانی برس جائے، تو بہت اچھا ہے، ورنہ ایک دو مرتبہ انکو پانی سے سیراب کرین، نمو کے بعد سینچنا موقوف کردین، اور بوقت ضرورت زمین کو گوڈدین، ربیع کا موسم اگر ٹھنڈا ہو تو پانی ڈالنے کی چندان ضرورت نہین ہے اور نہ کلیان نکلنے تک ایک دو بار پانی سے سیراب کرین، اکلیل الملک اور بابونج دونون کا طریقہ عمل ایک ہی ہے،

طؔ مین ہے کہ بابونج در اصل اقحوان ہے، اس کے لئے سخت زمین، سرخ زمین تر اور شیرین زمین، معمولی درجہ کی نرم زمین اور ریتیلی زمین موافق ہوتی ہے، غیر مزروعہ زمین مین یہ اچھی طرح ہوتا ہے، اس مین خوشبو زیادہ ہوگی، پھول بھی بکثرت آئین گے، پیاس کو یہ ضبط کرتا ہے، اس کے لئے پانی کا نہ ڈالنا نقصان نہین پہنچاتا،

مصنف کا قول ہے کہ ہمارے ملک مین خیری کی طرح اس کی زراعت ہوتی ہے، پانی کی کثرت اس کی خوشبو کو زائل کردیتی ہے، اس کا روغن عضو تناسل کو قوی اور جماع کے لئے مستعد کرتا ہے، بعض کا قول ہے کہ اس کا شیرہ اگر عضو تناسل اور اس کے اطراف مین لگائین، تو یہ مشتعل کرتا ہے، بشرطیکہ استعمال کرنے والے کا

مزاج بارد ہو، حار مزاج والے کے لئے مضر ہے،

فصل

سماق کی زراعت کا طریقہ

سماقؔ[1] کی کاشت کے لئے پہاڑی زمین، سخت زمین اور پتھریلی زمین موافق ہوتی ہے، اس کا پودہ تین ہاتھ تک اونچا ہوتا ہے، یہ جنوری مین بویا جاتا ہے، بعض لوگ تخم کو مدبر کرکے بوتے ہین، طؔ مین ہے کہ سماق کی روٹی بھی کھائی جاتی ہے، اسکا طریقہ یہ ہے کہ سماق کا تخم، پوست اور سرخ پتیان جمع کرکے دو دن تک پانی مین ترکرین، پھر اُن کو میٹھے پانی مین نمک ملا کر دیر تک پکائین، جسقدر پانی خشک ہوتا جائے، اسی قدر زیادہ کرتے جائین، جب پانی خشک ہوجائے تو دوبارہ پانی ڈالکر پکائین، پھر دھوپ مین خشک کرین، اُبالنے مین یہ خیال رکھین کہ پانی کسی وقت خشک نہ ہو، جب جلنے لگے دوسرا پانی ملادین، تھوڑی رطوبت رہتے ہی اُتار لین، جو دھوپ سے خشک ہوجائے گی، خشک کرنے کے بعد اس کا آٹا پیسین، آٹے مین تھوڑا جو یا گیہون کا آٹا ملا کر گوندھین، اس کی روٹی توے یا تنور مین پکائین، روٹی میٹھے روغن یا چربی دار گوشت کیساتھ کھائی جاتی ہی،

---

[1] فارسی مین تتری اور ہندی مین تترک کہتے ہین، محیط،

فصل

لِسان الحمل (بارتنگ) اور بنج کی زراعت کا طریقہ

لسان[1] الحمل کو لبتانئن بھی کہتے ہین، اس کا تخم مارچ سے اگست کے مہینہ تک بویا جاتا ہے، عموماً اس کی کاشت پانی کی نالیون اور نہر کے قریب کی جاتی ہے، تمام طریقے کرفس کی کاشت کے رائج ہین، اسی طرح بنج[2] کی بھی کاشت ہوتی ہے،

فصل

نبکہ، یذرہ شبت اور شاہترج کی زراعت کا طریقہ

نبکہ کو حبل المساکین[3] بھی کہتے ہین، اس کی کلیان نہایت خوشنما ہوتی ہین، اور یذرہ کی چھوٹی قسم ہے، اس کی بیل درختون پر چڑھائی جاتی ہے، عموماً جنگل مین پائی جاتی ہے، اگر تم اسکو باغ مین منتقل کرنا چاہو تو جڑ سمیت میدان سے اکھیڑلو اور فروری کے مہینہ مین پانی کے مقام پر لگا دو، اور بار بار سیراب کرو، اس کے لئے

---

[1] فارسی مین بارتنگ اور ہندی مین بالنگ کہتے ہین، [2] بنج دراصل اجوائن خراسانی کو کہتے ہین، عام طور پر لوگ اسکو بھنگ سمجھے ہین، لیکن یہ صحیح نہین ہے، دیکھو محیط، [3] حبل المساکین کی دو قسمین ہین، ایک چھوٹی جسکو ہندی مین عشق پیچان کہتے ہین، اور دوسری بڑی جسکو چاندنی بیل کہتے ہین

انگور کی طرح چھت بھی بنائی جاتی ہے، کیونکہ اس کی دونون قسمین بلند جگہ مین زیادہ پھیلتی ہین،

شبت (سوا) بستانی کو اوائل جنوری سے وسط فروری تک لگاتے ہین، اس مین کھاد وغیرہ ڈالی جاتی ہے، اس سے گوشت درست کیا جاتا ہے، جس شخص کے معدہ مین رطوبت زیادہ ہو، یا امتلائی کیفیت ہو اس کے لئے بھی یہ مفید ہے، شاہترج (شاہترہ) کے متعلق ط مین لکھا ہے کہ اچھی زمین مین لگایا جاتا ہے،

فصل

ہلیون[1] کی زراعت کا طریقہ

خ وغیرہ کا قول ہے کہ ہلیون دراصل اسفراج محض ہے، ح کا قول ہے کہ سخت زمین، پہاڑی زمین، ظاہری نرم زمین اور روغنی زمین مین یہ ہوتا ہے، آب پاشی کا بہت محتاج ہے، جنگل سے یہ منتقل کرکے باغ مین لگایا جاتا ہے، مٹی سمیت اس کی بیخ اکھیڑلی جاتی ہے، اور چھوٹے چھوٹے گڈھون مین لگائی جاتی ہے، گڈھے بیخ کی حالت کے لحاظ سے تیار کئے جائین، حتی کہ اس کا کوئی حصہ باہر نہ رہنے پائے، تحویل کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرین، اور بالیدگی تک آب پاشی جاری رکھین، اس کے بعد بھی ہفتہ مین ایک مرتبہ پانی ڈالتے رہین، یہ اسی سال بڑھجائے گا،

اسکی تحویل کا وقت فروری مین ہے، ہلیون کی بری اور بستانی دو قسمین ہین، بستانی نرم اور لذیذ ہوتی ہے، ط مین ہے کہ ہلیون کے درخت مین متعدد شاخین ہوتی ہین، مرطوب اور

---

[1] فارسی مین مارچوبہ اور ہندی مین ناگدون کہتے ہین،

نمناک زمین مین یہ خودرو طریقہ پر ہوتا ہے، لوگ اسکو باغ مین بھی لگاتے ہین، تخم اور شاخ دونون سے اس کی کاشت کی جاتی ہے، اسکی زراعت جنوری مین شروع کی جاتی ہے، اور بعض لوگ آخر اپریل تک بوتے ہین، اس کے لئے بھربھری زمین جس مین ہلکی تری ہوتی ہو، زیادہ مفید ہے، سرخ اور معمولی مرطوب زمین مین بھی یہ پیدا ہوتا ہے، جو شخص اس کی شاخ پر شہد ملے، اور بلوط کی راکھ مین اس کو لپیٹے اور پھر اس کو لگائے، تو اس کی شاخون پر سفیدی غالب ہوگی، بعض شاخون مین سرخی اور کنارہ پر زردی ہوگی، اور بعض اوپر کی جانب نقشی رنگ کی ہون گی، اور بعض سبز اور گلابی رنگ کی ہون گی،

آدم کا قول ہے ہلیون کی کاشت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مینڈھے کے دو سینگ لئے جائین، اور ان مین دو طرف سوراخ کرین اور ان سوراخون مین ہلیون کی چھوٹی چھوٹی شاخ رکھین، پھر ان کو روغن زیتون مین تر کرین، اور اوپر راکھ لپیٹ دین، اور اسی طرح گڈھے مین رکھکر مٹی ڈالدین، اور برابر پانی سے سیراب کرتے رہین، تقریبًا انہی دنون کے بعد ہر سینگ مین ایک درخت نمودار ہوگا، طآمین ہے کہ ہلیون شامی نباتات مین ہے، میرے خیال مین جسقدر یہ شام مین اچھا ہوتا ہے، دوسری جگہ نہین ہوتا ہے، طآمین ہے کہ اہل بابل اس کی نرم شاخ کو اُبالتے ہین، اور اس پر سرکہ، کلونجی اور روغن زیتون چھڑک کر روٹی کے ساتھ کھاتے ہین، ہلیون سالن مین بھی ڈالا جاتا ہے، خصوصاً ترش چیزون مین زیادہ ڈالا جاتا ہے، روغن جذب کرلینے کے بعد اس کا ذائقہ بہت اچھا ہوتا ہے، اسکی نرم اور تازہ شاخین نمک اور سرکہ مین ڈال کر رکھی جاتی ہین، ایک مہینہ کے بعد یہ کھانے کے قابل ہوتی ہین، یہ بہت لذیذ ہوجاتی ہین، نمک اور سرکہ سے نکال کر روغن زیتون ملا کر کھاتے ہین، کبھی اسکی تازہ شاخون کو سایہ مین خشک کرتے ہین، پھر ہاون دستہ مین کوٹتے ہین، اور باریک سفوف بنانے کے بعد گیہون وغیرہ کا آٹا ملا کر روٹی پکاتے ہین، اس کی روٹی لذیذ مقوی ہوتی ہے، روٹی بھی سرکہ کے ساتھ کھائی جاتی ہے، سرکہ اور زیتون روٹی پر لگاتے ہین، اور بقول کوترش

اس کے ساتھ کھاتے ہین،

ہلیون کے خواص مین یہ ہے کہ یہ شہی ہے، پیٹھ، کمر، اور ذکر کو قوت پہونچاتا ہے، تھوڑا نفاخ بھی ہے، چونکہ یہ مولد خون بھی ہے، اس لئے بکثرت استعمال سے خون مین ہیجان پیدا ہوجاتا ہے، اسکی بیخ اور شاخین گوشت کی بساندہی کو زائل کردیتی ہین، گوشت کو پہلے ایک پانی سے دھولین، پھر یہ سفوف ملائین، اور ایک اوقیہ روغن زیتون ڈالین، اس سے گوشت کی حالت سدھر جائیگی، اگر کوئی شخص اسکی جڑ کا سفوف بنائے اور تل کے تیل مین ملا کر بدن اور کھلے ہوئے اعضا پر مالش کرے تو شہد کی مکھیان اور بھڑین اسکو ڈنک نہ مارین گی، بلکہ ان کے کاٹنے کا اثر تک نہ ہوگا،

فصل

کبر[1] کی زراعت کا طریقہ

ص وغیرہ کا قول ہے کہ اس کی کاشت اور تحویل کا عمل وہی ہے، جو ابھی ہلیون کے بیان مین بتایا گیا ہے، اسکی بستانی قسم لذیذ ہوتی ہے، اور اس مین تخم کم ہوتا ہے، اس کی گاچھیان مارچ مین تبدیل کیجاتی ہین، طآمین ہے کہ کبر عمومًا خراب مقامات مین پیدا ہوتا ہے، اسکی جڑ مٹی کیساتھ اکھیڑ لی جاتی ہے، اور بیگن کی طرح اس کی نگہداشت کی جاتی ہے، کافی مقدار مین کھاد ڈالنے، بار بار سینچنے اور بکثرت گوڑنے سے اسکی حالت درست ہوتی ہے،

اس طرح بڑھتے بڑھتے انگور کی بیل کی طرح پھیل جاتا ہے، اس مین پھل بڑے بڑے ہوتے ہین، اس کے اعلیٰ قسم کے پھل پہلی شاخ مین ہوتے ہین جو بیر کے پھل کے برابر ہوتے ہین، اُن مین تلخی بھی ہوتی ہے،

[1] ہندی مین کریل اور دکنی زبان مین نیپتی کہتے ہین،

ظ مین ہے کہ غذا مین استعمال کرنے کے لئے یہ مدبر کیا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہی کہ اس کے دانون کو سرکہ اور پانی مین تین دن تک تر کرین، پھر گرم پانی سے دھوئین تاکہ ترشی اور نمکینی زائل ہو جائے، اس کے بعد ہوا مین خشک کرین، اب یہ غذا مین استعمال کیا جاسکتا ہے اسکو مختلف طریقہ سے کھاتے ہین، بعض شہد اور شیرۂ انگور کے ساتھ کھاتے ہین، بعض صرف نمک ملا کر کھاتے ہین، اور بعض اسکو گوشت کے ساتھ پکا کر کھاتے ہین، کھاتے اور پکاتے وقت اسمین شیرینی ملاتے ہین، یہ دودھ مین بھگو کر بھی کھایا جاتا ہے، دودھ مین چاول کا آٹا ملاتے ہین، اور اسی مین کچا یا پکا ہوا اکبر کا پھل ڈالدیتے ہین، ایک ہفتہ کے بعد اُن سب کو ملا کر کھاتے ہین، اس کی بری قسم بستانی سے زیادہ اچھی ہوتی ہے، کیونکہ اسکو جنگل مین غذا زیادہ ملتی ہے، البتہ اسکے پھل مین تھوڑی تلخی ہوتی ہے، اور بستانی مین تلخی ایک حد تک زائل ہو جاتی ہے، خ کا قول ہے کہ کبر کو سرکہ اور شہد یا سرکہ اور روغن زیتون کیساتھ کھاتے ہین،

فصل

سپستان کی زراعت کا طریقہ

فلاحت نبطیہ مین ابوبکر بن وحشیہ کا قول اسطرح منقول ہے کہ اس کا شمار اشجار مین ہے اس کا پھل ہلکا ہوتا ہے، عربی مین اس کے پھل کو حب العقد کہتے ہین، اہل بابل سبستانا اور اہل فارس فیجیکست کہتے ہین، اس مین پتلی پتلی پانچ شاخین ہوتی ہین، ہر ایک مین پتیان اور پھل ہوتے ہین، اس کا پھل خشک کرکے کھایا جاتا ہی، اس کی روٹی بھی کھائی جاتی ہے، بلکہ قوثامی نے سپستان کا تقات پھلون مین شمار کیا ہے، کیونکہ بعض قومین اس کو غذاءً استعمال کرتی ہین، پھل کو اُبالتے ہین پھر خشک کرکے آٹا پیستے ہین، ایک

طریقہ اس کے استعمال کا یہ بھی ہے کہ اُسکو پانی مین پکائین، اور جب پانی خشک ہونے لگے تو اُس مین خالص دودھ ملائین، اس طرح کھیر بنا کر کھائین، اس کی روٹی اور گیہون یا جو کی روٹی کا ثرید بناتے ہین، اس مین دودھ اور روغن زیتون ملا کر کھاتے ہین، سپستان عام طور پر ہر قسم کی زمین مین ہوتا ہے، البتہ خراب اور بدبودار زمین مین نہین ہوتا دسمبر مین یہ بویا جاتا ہے، اور مارچ مین اس سے کچھ قبل منتقل کیا جاتا ہے، اس مین دابہ کا عمل بھی رائج ہی، یہ غذا اور دوا دونون مستعمل ہی،

اس باب مین زراعت کے کاٹنے کا وقت، غلون کو اوسانے اور سینتنے کے لئے کھلیان اور کوٹھی بنانے کا طریقہ، سالانہ پیداوار کی کمی و بیشی کا تخمینہ بنانا، اشجار اور بقول کو آفات ارضی و سمائی سے محفوظ رکھنے یعنی طلسمات اور بعض خواص سے اُن کی حفاظت کی تدبیر، وحوش و طیور، درندے، چیونٹی، دیمک اور دوسرے حشرات الارض کے بھگانے کی ترکیب، آٹا گوندھنا، خمیر بنانا، اور روٹی پکانے کے مختلف طریقے بتائے گئے ہین، اسی کے ساتھ بری نباتات کے تخم اور ان کی جڑون کو بوقت ضرورت استعمال کرنے کی ترکیب لکھی گئی ہے،

فصل

مزروعات کو کاٹنے اوسانے اور سینتنے کا وقت،

ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول اسطرح لکھا ہے کہ کاشت کار کو سب سے پہلے جو کاٹنا چاہئے، کیونکہ اُس کی کٹنی اور سینتنے مین اگر تاخیر ہوئی تو بڑا نقصان ہوگا، اس کے بعد دوسرا درجہ گیہون کا ہے، گیہون کی بالیون مین جب تھوڑی رطوبت باقی ہو، تو کاٹ لینا چاہئے، یہ گیہون ذائقہ مین لذیذ ہوتا ہے، لیکن جو گیہون دیر سے کاٹا جاتا ہے

وہ عرصہ تک باقی رہتا ہے، پھر بھی تمام غلون کو پورے خشک ہونے سے قبل کاٹنا بہتر ہے، اُن کا جلد کاٹنا دانون مین پختگی اور لذت پیدا کر دیتا ہے، گیہون وغیرہ کے اوسانے کے بعد سینتنا چاہئین، تو طلوع آفتاب سے قبل یہ عمل کرین، بلکہ غلہ کو ٹھنڈے وقت کوٹھیون مین سینتین، اس طرح غلہ ایک زمانہ تک اچھا رہتا ہے، قسطوس کا قول ہے کہ کاشت کی تیاری کی بڑی علامت یہ ہے، کہ بالی اور تنے پر سفیدی نمایان ہو، جو مین تو یہ علامت ظاہر ہے، اس لئے کاشت کے جس حصہ پر سفیدی ظاہر ہو، اس کو پہلے کاٹین، اگر یہ ترتیب سے نہ کاٹی جائے، تو جو حصہ پہلے تیار ہوگا، اس سے دانے جھڑ کر زمین پر گرین گے، یہی وجہ ہے کہ کاشت کار دانون کو جھڑنے سے قبل کاشت کو کاٹ لیتے ہین، اگر وہ ایسا نہ کرین تو گرمی سے ساری کاشت خراب ہو جائے، غلون کو کوٹھی مین سینتنے کا وقت رات کا زیادہ بہتر ہے، تاکہ اُن مین برودت کا اثر رہے، ظاہر ہے کہ اقلیم بابل مین جو کو گیہون سے قبل کاٹنے کا دستور ہے، اور یہی بہتر ہے، کیونکہ گیہون کو تاخیر سے کاٹنے مین نقصان نہین ہوتا، لیکن جو کو نقصان پہنچ جاتا ہے، دانے دھوپ کی شدت سے پتلے اور خشک ہو جاتے ہین، گیہون کو کاٹ کر زیادہ دنون تک چھوڑ دینا بھی مضر ہے، اس لئے جو اور گیہون کو یکے بعد دیگرے عجلت کے ساتھ کاٹنا چاہئے، اُن کو خشک کرنے کے لئے کھیت مین زیادہ عرصہ تک نہ چھوڑین، بلکہ کھلیان مین اکٹھا کر کے اوسانا شروع کرین، گو اس کٹنی سے غلہ لذیذ ہوتا ہے، لیکن یہ دیر تک نہین ٹھہرتا ہے، چونکہ اُن مین تھوڑی رطوبت رہتی ہے، اس لئے جلد خراب ہو جاتے ہین، کٹنی کے لئے شب کا آخری حصہ، صبح کا وقت اور شام کا وقت مناسب ہے، رات کی ٹھنڈک سے غلہ بہت سی آفتون سے محفوظ ہو جاتا ہے، بلکہ یہ دیر تک اچھا رہتا ہے، غلہ کو دنگانے، اوسانے اور صاف کرنے کے بعد فوراً کسی محفوظ جگہ پر رکھین، تاکہ ہوا کے اثر سے اُن مین چھڑاپن نہ آجائے، کوٹھیون مین یہ غلہ طلوع آفتاب سے قبل ہی سینت دئے جائین، تاکہ اُن مین برودت کا اثر رہے، اقلیم بابل مین گیہون کے کاٹنے کا وقت اوائل مئی سے آخر جون تک ہے، جون گذرنے کے بعد بھی کاٹا جاتا ہے، اس مہینہ کے بعد گیہون مین ایک خاص لطافت

پیدا ہوجاتی ہے، اس ملک کے بعض کاشتکار رات کو غلہ اوساتے ہین، اور صبح کو طلوعِ آفتاب سے قبل کوٹھیون مین سینت دیتے ہین، شمالی ہوا مین گیہون کا ڈنگانا اور اوسانا زیادہ بہتر ہے، صغریت کا قول ہے کہ قدیم فلاح کسانون کو گیہون اور جو کو ڈنگانے اور اُوسانے کے وقت زور سے گانے کا حکم دیتے تھے، تاکہ آواز اور لحن کا اثر ہو، مسور اور اس قسم کے دوسرے غلون کو بھی اگر جلد کاٹا جائے تو یہ لذیذ ہون گے، اور جلد پک جائین گے، بعض کا قول ہے کہ جو کو اسوقت کاٹنا چاہئے، جب اس مین تھوڑی خامی ہو، اور گیہون کو بالکل خشک ہونیکے بعد کاٹا جائے، قطانی غلون کو معمولی رطوبت کے رہتے ہی کاٹ لینا مناسب ہے، دانے کے حصہ کو مشرقی سمت اور جڑ کے مغربی سمت مین کاٹ کر رکھین، اس سے فساد کم ہوگا،

فصل

فلاحت نبطیہ سے کھلیان تیار کرنے کا طریقہ، عربی مین اندر اباد ر اور بیدر کہتے ہین،

صغریت کا قول ہے کہ کھلیان اونچی جگہ پر سخت زمین مین تیار کیا جائے، اسکو سطح اور برابر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بہت سے آدمی قدمون سے زمین کو اچھی طرح روندین، تاکہ سطح برابر ہوجائے، پھر زیتون کی تلچھٹ اور گوبر سے لیپ دین، اور کسی چکنی اور وزنی لکڑی سے یا کھجور کی بلی سے زمین ہموار کرین، کھلیان شمالی اور جنوبی ہوا کے رخ پر ہو، تو زیادہ بہتر ہے، باغ اور ترکاری کے کھیت سے یہ جگہ دور بنائی جائے، کیونکہ بھوسہ انگور اور دوسرے نباتات کے لئے مضر ہوتا ہے، اس سے تمام نباتات مین خشکی پیدا ہوجاتی ہے،

ق کا قول ہے کہ کھلیان کو مرتفع جگہ پر بنانا مناسب ہے، تاکہ ہر طرف سے ہوا کا

گذر ہو، اسکو مکان یا ترکاری کے کھیت یا انگور کے درخت کے قریب نہ بنائین، اس کا بھوسہ بہت مضر ہوتا ہے، اس کے فرش کو پتھر سے اچھی طرح برابر کرین، ق کے علاوہ اور دوسرے علمار کا قول ہے کہ کھلیان غلہ کو جنوبی یا مغربی کنارہ پر رکھین، تاکہ دیاست کے وقت کسانون کو سہولت ہو، غلہ کو خوب خشک ہونے کے بعد کوٹھی یا خزانہ مین سینت دیا جائے اس کے لئے طلوعِ آفتاب سے قبل کا وقت بہت اچھا ہے، تاکہ رطوبت اور برودت کا اثر باقی رہے،

فصل

کوٹھی یا خزانہ بنانے کا طریقہ

ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ گیہون کو ایسی کوٹھیون مین رکھین جنمین پُروا ہوا اچھی جاسکے، اور مختلف سمتون مین ایسے روشندان ہون کہ جن سے بخارات باہر نکل سکین، اور تازہ ٹھنڈی ہوا اندر جاسکے، اس قسم کی جگہون مین تری، بدبو یا خراب بخارات نہ پیدا ہون، اصطبل یا گوسالہ وغیرہ سے یہ جگہین دور بنائی جائین تاکہ غلون مین غیر معمولی حرارت نہ پہنچ سکے، کوٹھی کی دیوارین مٹی اور آرد جو سے لیپ دین، پھر سفید مٹی سے دوبارہ لیپ دین، اس کے بعد قثاء الحمار (گھمکربیل) کی جڑ اور پتی کو دو دن تک پانی مین ترکرین، اس پانی کو صاف کرکے اس مین راکھ، ریت اور دُرد زیتون ملا کر مصالحہ تیار کرین اور یہی مصالحہ اندر دیوار پر لگا دین، اس سے کیڑے ہلاک ہوجائین گے، گیہون زیادہ پُرانا ہونے کے بعد سیاہ ہوجاتا ہے، اس کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ سفید خشک مٹی اور انار کی پتی کا سفوف بنائین، اور اسکو چھان لین، جب گیہون کوٹھی مین رکھنے لگین تو ہر دو گز کے بعد اس کا آٹھوان حصہ یہ سفوف چھڑک دین، اس سے وہ خراب ہونے سے بچ جائے گا،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ جو کی کوٹھی مین صاف کیا ہوا چونا اتنی مقدار مین ڈالین، کہ
جو کے اوپر سفیدی نظر آجائے، یا مرکہ کے مٹکے جو کے انبار مین رکھدین، سیداغوس کا قول ہی کہ
کوٹھی مین ایسے سوراخ بنائے جائین کہ جن سے اندرونی بخارات باہر نکل سکین، یہ سوراخ
اس سمت مین ہون کہ جس سے بارش کی ہوا اندر جا سکے، بعض ملکون مین پُروا ہوا کے ساتھ
بارش ہوتی ہے، اور بعض مین پچھوا کے ساتھ اور بعض مین جنوبی ہوا کے ساتھ ہوتی ہے، اس لئے
ہر ملک کے لحاظ سے کوٹھیون کے یہ منافذ اسی سمت مین بنائے جائین جس مین بارش
ہوتی ہو، البتہ یہ منافذ ایسی سمت مین نہ بنائے جائین، کہ جس سے دریا کی ہوا اندر جا سکے، جو
اور گیہون کو سفید زمین کے بڑے بڑے گڈھون مین تہ خانون کی طرح بھی سینت دیتے ہین،
عرصہ تک اس طرح یہ محفوظ رہتے ہین، طا مین ہے کہ لیپنے کی مٹی مین کاغذ کے ٹکڑے باریک
بھوسہ وغیرہ ملا کر گوندھین، اور اسی مصالحہ سے کوٹھی یا خزانہ یا تہ خانہ کو لیپ دین، اس
مصالحہ کو کھکربیل، حنظل کی جڑ اور ترمس (باقلائے مصری) کے بھوسہ پانی مین دو تین دن تک
بھگوئین، اور اسی پانی سے یہ مصالحہ تیار کرین، یا اسی مٹی کے ساتھ انگور اور بلوط کی راکھ ملائین،
ان سب کو ملا کر یا علیحدہ علیحدہ تہ بتہ غلے کے نیچے اوپر ڈالین، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پکی
ہوئی مٹی کا سفوف بنائین، اور اسکو گوبر مین ملائین، اور اس سے دیوارون کو لیپ دین،
اس طرح غلے محفوظ رہین گے،

قؔ کا قول ہے کہ کوٹھیون مین مشرقی اور مغربی جانب چند طاق بنا دین تاکہ پروا
اور پچھوا اندر جا سکے اس سے غلہ تمام آفات سے محفوظ رہے گا، قبلہ رخ پر کوئی منفذ یا طاق نہ
بنائین، ورنہ اس طرف کی ہوا نقصان پہنچائے گی، کوٹھی کی دیوارون اور فرش کو مٹی اور
چونے سے لیپ دین، یا زیتون کا پانی زیتون کی راکھ یا بلوط اور برگ زیتون کی راکھ کو شیرۂ
برگ زیتون مین گوندھین، اور اسی سے کوٹھی کو لیپ دین، ایک طریقہ یہ ہے کہ کھکربیل کی جڑ
کو پانی مین ترکرین، اور اسی پانی سے اس مصالحہ کو گوندھین، اور پھر کوٹھی لیپ دین، اس سے

نہ تو چوہا قریب آئے گا، اور نہ دیمک لگی گی، مصنف کا قول ہی کہ غلہ سینتنے اور رکھنے کا طریقہ
جو اشبیلیہ مین رائج ہے، وہ باب اختزان الحبوب مین لکھا جا چکا ہے،

فصل

تخم کی حالت معلوم کرنے کا قبل از وقت طریقہ اور یہ اندازہ لگانے کی تدبیر کہ اس سال مزروعات کی فصل کیسی ہوگی،

طا مین ہے کہ قوثامی کہتا ہے کہ آفتاب جب برج اسد مین ہوتا ہے تو اس وقت شعری
یمانیہ طلوع ہوتا ہے (یعنی ۱۰ جولائی سے ۲۰ جولائی تک) اس کے اثر سے نباتات خراب
ہو جاتے ہین، بعض اگتے ہین اور بعض سڑ جاتے ہین، اس کے طلوع ہونے سے دس دن
قبل یعنی ۱۰ جولائی کو تخم یا غلہ کے چند دانون کو اصلاح شدہ تر اور نرم زمین مین امتحاناً
بوئین، اور برابر پانی ڈالتے رہین، جب شعری یمانیہ کے طلوع کے بعد نمو ظاہر ہو تو سمجھنا چاہیے
کہ اس سال ان کی کاشت اچھی ہوگی، اور جب ان مین نمو مطلقاً نہ ہو تو کاشت کے
خراب جانے کا یقین کر لینا چاہئے، قؔ بھی اس سے متفق ہے،

خؔ کا قول ہے کہ گیہون، جو، مکئی، چینا، مسور، چنا، لوبیا، کتان، اور ماش وغیرہ کے
تخم اور ریاحین اور فواکہ کے تخم لے کر متفرق جگہون پر فاصلہ سے بوئین، پانی سے برابر سینچتے
رہین، بعض اُن مین سے جلد اُگین گے، اور بعض دیر مین اگین گے، بعض بڑے اور بعض
چھوٹے اور بعض کمزور پودے ہون گے، جسمین بالیدگی کافی ہو اس کی زراعت مقدم رکھین،

اس تجربہ کے بعد کسان اگر ان ہی غلون کی کاشت کرے، جن مین بالیدگی زیادہ ہے، تو اُن کی پیداوار زیادہ ہوگی اور بقیہ دوسرون کی زراعت خراب جائے گی، یہ قوثا می کے قول کا خلاصہ ہے،

فصل

ان طلسمات اور خواص کا ذکر جن سے زراعت کی بہتری کی اُمید کی جاتی ہے، یہ فصل فلاحت نبطیہ سے ماخوذ ہے،

نباتات کو جلد بارآور کرنے کے لیے بعض ایسی عجیب ترکیبین اختیار کی جاتی ہین، جو بالکل اسرار کی حیثیت رکھتی ہین، اُن ہی کو ہم نے خواص کے نام سے تعبیر کیا ہے، مثلاً اذخر، بابلی اور حجازی سات سیر وزن سے لین اور تر زمین کے گڈھے مین چاند کی پہلی تاریخ خواہ وہ کسی برج مین ہو، رکھدین، اور اوپر اور نیچے گوبر بچھا دین، اور مٹی سے اچھی طرح چھپا دین، اکیس دن کے بعد مٹی ہٹا کر اسکو کھولدین، تاکہ دھوپ پوری پڑ سکے، جب یہ خشک ہو جائے تو اذخر کو گوبر سمیت نکال لین، اور دونون کو ملا کر سفوف بنائین، پھر ان نباتات یا اشجار پر نظر ڈالین جو اسوقت بالیدہ ہو رہے ہین، اُن کی جڑ مین سے مٹی ہٹا کر سفوف اذخر کو تنے کے متصل ہی ڈالدین، اور پانی چھڑک دین، اس سے یہ درخت اچھی طرح نشو و نما پائین گے، بلکہ یہ اسقدر بارآور ہون گے، کہ کسان متحیر رہے گا یہی عمل اگر چاند کے برج سرطان یا برج ثور مین رہنے کے وقت کرین تو یہ سفوف تمام نباتات کے لئے مفید ہوگا، ریاحین مین بھی یہ سفوف ڈالا جائے

فصل

انگور، اور دوسرے کمزور درختون کی اصلاح کا ایک اور طریقہ،

دسمبر کی پہلی تاریخ بیخ اذخر دھوپ مین خشک کی جائے، روزانہ الٹ پلٹ کر اس کو دیکھتے رہین، جب خوب خشک ہو جائے، تو تر اور مرطوب زمین مین رکھی جائے، اور تھوڑا پانی چھڑکا جائے، سات سے نو دن تک برابر پانی سے تر رکھین، ان ایام کے بعد بھی یہ بالکل سیاہ ہو جائے گی، پھر اس کو ہوا اور دھوپ مین خشک کرین، اور اس کا سفوف بنائین، اس سفوف مین بلوط کی راکھ چھٹے حصہ کے برابر ملائین اور اس کو روغن زیتون کی تلچھٹ سے گوندھین، پھر اس کھاد کو انگور اور دوسرے کمزور درختون کی جڑ مین ڈال دین، چودہ دن کے بعد غور سے دیکھین، کہ اس سے کیا اثر پیدا ہوا، انگور مین کس قدر ہوا پھل آنے کے بعد بھی اندازہ لگاؤ کہ پھل کی تعداد کیا ہے، پھل کی کثیر مقدار دیکھکر تم حیران ہو جاؤ گے،

فصل

حیوانات، بہائم اور حشرات الارض کو کھیت، درخت اور دوسری نباتات سے بھگانے کا ایک اور طلسم

سوساد کا قول ہے کہ سمرا[1] کی گھاس، اس کے پتے، اس کی جڑ وغیرہ لئے جائین، اسی طرح کبر (کریل)، کی جڑ لی جائے، اور ان دونون کو باریک کرکے پیا جائے، اس سفوف کے ہموزن قبرستان کی مٹی ملائی جائے، اور اس کو اونٹ کے پیشاب سے گوندھین، اس کی چڑیان بنائین، جن کے پر کھلے رکھین، جب یہ خشک ہو جائین تو ان کو بانس مین لٹکا کر کھیت مین مختلف جگہ پر رکھین، اس سے تمام دوسرے پرند ڈر کر بھاگ جائین گے، اگر دانون مین چیونٹی لگ جائے تو اس چڑیا کو انگور کے درخت مین لٹکا دین، چیونٹیان بھاگ جائین گی، صغریت کا قول ہے کہ سمرا کی جڑ اور شاخین اکھاڑ کر اگر انگور کے درخت مین لٹکا دی جائین، تو یہ تمام آفات سے محفوظ رہے گا، نہ تو کوئی چڑیا قریب آئے گی، اور نہ دوسرے جانور نقصان پہنچا سکینگے، یہ طریقہ مجرب ہے، صغریت کے علاوہ دوسرے علما، کا قول ہے کہ پھل والے درختون مین لہسن کا لٹکانا بھی مفید ہے، اسی طرح درخت کی شاخون پر پسا ہوا لہسن لگا دینے سے چڑیان بھاگ جائین گی

---

[1] اصل کتاب مین سمرا ہے، سمرا ببول کو کہتے ہین، لیکن یہ صحیح نہین ہے، حاشیہ مین ایک نسخہ سمار ہے، "یہ گھاس ہے جس سے چٹائی بنی جاتی ہے، جو لوگ اسکو اذخر کی قسم سمجھتے ہین، وہ غلطی کرتے ہین،" (مترجم،)

فصل

درختون کی راکھ ڈالکر دوسرے نباتات کو جلد بارآور کرنے کا طریقہ، یہ فصل فلاحت نبطیہ سے ماخوذ ہی،

طآمین نیبوشاد کا قول اسطرح منقول ہے کہ سداب کو گلاب کے پودون کے قریب اسطرح جلائین کہ اس کی لو یا شعلہ درخت تک نہ پہنچے، یعنی اتنا قریب نہ جلائین، کہ جڑ بھی جل جائے، سداب کی راکھ مٹی مین ملا کر گلاب کی جڑ مین ڈال دین، اس کے بعد مٹی سے ڈھانک دین، اور پانی سے سیراب کرین، اس عمل سے گلاب مین پھول جلد آجائین گے، اسی طرح اگر اخروٹ مین بے وقت پھل لانا مقصود ہو، تو طآمین اسکی ترکیب یہ لکھی ہے کہ عناب کی شاخون کو اخروٹ کے درخت کے قریب جلاؤ، اور راکھ جڑ مین ڈال دو، اس سے خلاف موسم پھل آجائین گے،

اسی طرح شفتالو اور امرود مین اگر پھل بے وقت لانا ہو تو چنار اور بادام کے درختون کو ان کے نیچے جلاؤ، اس طرح پر جلانے سے خلاف موسم پھل آجائین گے، یہ عمل درختون مین پتیان نکلنے کے بعد کرین، طآمین بعض کاشت کارون کا قول لکھا ہے کہ درختون سے خلاف موسم یا قبل از وقت پھل لینا ان مین کمزوری پیدا کرتا ہے، اس لئے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اُن کو کھاد اور کوڑن وغیرہ سے درست کرین، اس سے درخت بھی قوی رہین گے، اور پھل بھی زیادہ آئین گے،

وہ درخت جو ایک سال ناغہ کرکے بارآور ہوتے ہین، ان کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ جڑ سے دو ہاتھ کے فاصلہ پر زمین کو ہر طرف سے کھودین، اور جڑ کے قریب ایک دوسرا گڑھا

کھودین، جو زیادہ عمیق نہ ہو، اس گڑھے مین کھجور کی شاخ، پتیان اور پوست وغیرہ ملا کر جلائین، یہ عمل چار مرتبہ پانچ یا سات دن کے فاصلہ سے کرین، اور جلانے سے قبل درختون کو پانی سے خوب سیراب کرین، انشاء اللہ درخت بارآور ہو جائے گا،

زراعت کو نقصان پہنچانے والے حیوانات کیلئے ایک بخور کا نسخہ رائج ہے، جس سے بھڑ، مکھی، مگس، بھنورا، مچھڑ اور پسو وغیرہ بھاگ جاتے ہین، پیاز دشتی کی جڑ پچاس درم لین، اور اسکو ہاون دستہ مین خوب کوٹین، تاکہ وہ ملکر ایک مغز کی طرح ہو جائے، پھر اس مین گدھے کی خشک اور باریک لید ہموزن تھوڑا تھوڑا کر کے ملائین، اور دونون کو باریک کرین پھر گائے کا خشک گوبر نصف مقدار مین ڈالین، اور تینون کو اچھی طرح ملائین، اور اوپر سے شراب کا سرکہ ڈالین، اور ان سب کو ملا کر مرہم کی طرح تیار کرین، اس کو کسی چمڑے پر خشک ہونے کے لئے پھیلا دین، جب ان جانورون مین سے کسی ایک کو بھگانا چاہو، تو اس کی دھونی دو، خواہ یہ جانور مکان مین یا میدان مین یا کھیت مین یا درختون پر ہون اسکی دھونی سے یہ سب بھاگ جائین گے، چھ گھنٹہ تک اگر یہ بخور جلایا جائے تو ان حیوانات کی بھگدڑ کا عجیب تماشہ نظر آئے گا، یہ وہین گھٹ کر مر جائین گے،

دھونی کا ایک اور طریقہ جس سے انگور کے کیڑے جو ٹڈی اور جھینگر کی صورت کے ہوتے ہین بھگائے جاتے ہین؛

گائے کا خشک گوبر دو حصہ لیا جائے، اور کہبر یعنی کریل ایک حصہ اور دونون کو ملا کر اسکی دھونی دین، اس کی بدبو سے کیڑے ہلاک ہو جائین گے، انمین سے چند کو جلا ڈالا جائے، جس سے دوسرے کیڑے بھی ہلاک ہو جائین گے، یہ طریقہ زیادہ اچھا ہے، ہڈی کے جلانے سے بھی حشرات الارض بھاگتے ہین،

جنگلی چوہون کو بھگانے کا طریقہ؛

مٹی کا ایک مٹکہ لیا جائے اور اس مین بھوسہ بھرا جائے اور الکترا یا جیر کا تیل ڈالا جائے، پھر چوہے کے تمام بلون کو بند کر کے صرف ایک بل کھلا رکھین، اور اس بل پر مٹکہ رکھکر اس کے نیچے سوراخ کر دین، اور اس مین آگ جلائین، اور اوپر سے پھونکین، دھوان سوراخ سے بل مین پھیل جائے گا، تمام چوہے اس طرح بھاگ جائین گے،

(پنجنکشت) چھپکلی، دیمک اور بھنورون کو بھگانیکا طریقہ،

ط‌ آمین ہے کہ فقد کے دانون کی دھونی سے یہ تمام حیوانات بھاگ جائین گے، اس سے چھچھوندر اور چوہے بھی بھاگتے ہین، گندھک ملانے سے یہ ہلاک ہو جاتے ہین، کرم کلہ کے بھوسہ کی دھونی بھی ان جانورون کے بھگانے مین کام دیتی ہے،

سانپ اور دوسرے زہریلے جانور کو کھیت یا انگور کے باغ اور مکانات سے بھگانے کی ترکیب؛

بارہ سینگھا کے سینگ کی دھونی دی جائے، اس سے تمام زہریلے جانور بھاگ جائینگے، اسی طرح بھیڑ کا کھر یا سوسن کی جڑ بھی یہ فائدہ دیگی،

بھیڑیا سور، شیر اور کتون کو ہلاک کرنے کی ترکیب؛

جا اور خرزہرہ (کنیر) کو پکا کر خشک کیا جائے، اور پیاز دشتی کے پانی مین تر کر کے سور کے راستہ مین ڈالدیا جائے اس کے کھانے سے سور مر جاتے ہین، تلخ بادام سے بھی سور، شیر اور کتے

ہلاک ہوجاتے ہین، بھیڑ کی چربی اور تلخ بادام دونون کو پیسکر ملائین، اور دو سیروزن سے لیکر ان جانورون کے راستہ مین رکھدین، کھانے کے ساتھ ہی یہ ہلاک ہوجائین گے، اسی طرح کالا کچلہ بھی مہلک ہے،

پیاز دشتی کا سب سے بڑا خاصہ یہ ہے کہ جہان یہ رکھی جائے گی، وہان سے حشرات الارض چیونٹی، سانپ اور زہریلے کیڑے وغیرہ سب بھاگ جاتے ہین، چوہا تو ایک لحہ کے لئے بھی نہین ٹھہر سکتا، تمام درندون اور وحوش کو بھگانے کا طریقہ، طآئین اس طرح لکھا ہے کہ کالے کتے اور بھیڑیا ملا کر آدمی کے متعفن پیشاب مین سات دن تک ترکرین، اس کے بعد اسکو انگور کے درخت کے اطراف وجوانب مین اور دوسری کاشت مین، مکان کی نالیون مین تین دن تک مسلسل چھڑکتے رہین، اس سے یہ سب محفوظ رہین گے، کوئی موذی جانور قریب نہین آئے گا، سانپ بھگانے کے لئے بھی یہ طریقہ مجرب ہے، چوہون کے بھگانے کی ترکیب یہ لکھی ہے کہ سیسہ باریک پیسا ہوا لیا جائے اور اس مین چھٹا حصہ آٹا اور روغن زیتون ملایا جائے، پھر ان کی چنے برابر گولیان بنائی جائین، اور اس پر خراب اور بدبودار پنیر لپیٹ کر چوہون کو کھلائین، سب ہلاک ہوجائین گے،

نسخہ:- پیاز دشتی، اور آٹا، چربی، پنیر اور روغن زیتون سب کو اچھی طرح باریک کرکے ملائین، پھر ان کی چھوٹی چھوٹی گولیان بنا کر کھیت مین ڈالدین، چوہے کھاتے ہی ہلاک ہوجائین گے اور خشکی کی وجہ سے یہ پھول جائین گے، نسخہ:- کالا کچلا، شوکران اور آٹا یہ سب وغیرہ کو روغن زیتون مین ملا کر چنے برابر گولیان بنائین، چوہے اس سے بھی ہلاک ہوجائین گے، نسخہ:- زیتون کے تلچھٹ کو کسی تانبے کے برتن مین ڈالین، اور اس مین کالا کچلا پیسکر ملائین، پھر اس ظرف کو اس جگہ پر رکھین، جہان چوہے پھرتے ہون، اس کو پی کر وہ غش کھا کر گر پڑین گے، نسخہ:- چوہون کے بل مین بلوط کی راکھ ڈالدی جائے، جب یہ بو پھیلے گی تو یہ بھاگنے لگین گے، اور ایک دوسرے کو ہلاک کردین گے، نسخہ:- لوہے کے

برادہ کو آٹے مین گوندھ کر گولیان بنالین، اور ان گولیون کو چوہون کے سامنے پھینکدین،

ترکیب:- ایک خاص طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی چوہے کو پکڑ کر اس کے منہ کی کھال کھینچ لی جائے، اور پھر اسی حالت مین اسکو چھوڑ دیا جائے، تمام دوسرے چوہے اسکو دیکھکر بھاگ جائین گے، طآئین یہ ترکیب لکھی ہے کہ مٹی یا کاغذ یا لکڑی کی چڑیا بنا کر کھیت کے کنارون پر لٹکا دین، چوہا اور دوسرے پرند اس کو دیکھکر بھاگ جائین گے، یا کسی چڑیا کو مار کر لٹکا دین، اس سے بھی وہ بھاگ جائین گے،

بچھو کے بھگانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ چند بچھو پکڑ کر جلائے جائین، اس کے دھوان سے دوسرے بچھو بھی ہلاک ہوجائین گے یا بقیہ بچھو بیمار ہوجائین گے، یا ان مین استرخا، کا مرض پیدا ہوجائے گا، جب باہر نکلین تو مار ڈالے جائین، بچھو عام طور سے تمام خوشبودار چیزون سے بھاگتے ہین، مثلاً عود ہندی، عنبر، کافور، مشک اور زعفران وغیرہ سے یہ بہت جلد بھاگتے ہین، سلیخہ (فارسی مین اشترگیاہ اور ہندی مین کھیلی اور تج کہتے ہین،) ان کو ضد ہوتی ہے اگر کسی کو بچھو کاٹ لے تو سلیخہ کو پیسکر اس جگہ پر لگا دین، انشاء اللہ وہ اچھا ہوجائے گا،

چڑیون کے بھگانے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ ایک چڑیا مار کر بیچ کھیت مین لٹکا دیجائے، پھر دوسری چڑیا بھاگ جائین گی، چڑیا مارنے کی ترکیب یہ ہے کہ کسی غلہ کو کالے کچلے کے پانی مین بھگوئین، اور پھر اس دانہ کو مختلف جگہون پر چھینٹ دین، جو چڑیا اس دانہ کو کھائے گی فوراً مرجائے گی،

ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ بھنگ کی جڑ کو ایک شبانہ یوم پانی مین ترکرین اور اور اس کے ساتھ گیہون ملا کر پکائین، پانی پھینک دین، اور اس گیہون کو تیتر، بند اور دوسرے جانورون کے سامنے چھینٹ دین، اس سے ان پر غفلت طاری ہوگی، اس کے بعد ان کو پکڑ لینا آسان ہے، نسخہ:- زرنیخ احمر (ہڑتال سرخ) گیہون کے ساتھ پکائی

جائین، اور اسکو کھیت مین چھینٹ دین، جو چڑیا کھائے گی وہ اڑ نہ سکے گی، **نسخہ**:- بھنگ کو پانی مین تر کرین، اور اسی مین گیہون ڈال کر خشک کرین، اور اس گیہون کو چڑیون کو کھلائین، جو چڑیا یہ غلہ کھائے گی خشک ہو جائے گی، اسی طرح جو کو شراب اور کالے کچلہ مین تر کر کے کھلائین، اس سے بھی ان پر غشی طاری ہوگی، **نسخہ**:- ہینگ کے سفوف کو پانی اور شہد مین ڈالین پھر اس مین ایک شبانہ یوم گیہون کو تر کرین، اور یہ گیہون چڑیون کو کھلائین، تم کو ایک عجیب تماشہ نظر آئے گا، یہ اُڑنا چاہین گی لیکن اڑ نہ سکین گی، پھر دودھ اور شہد ملا کر پلانے سے یہ عارضی کیفیت زائل ہو جائے گی، **نسخہ**:- کچلا اور بھنگ کو پانی مین پکائین، اور اس مین جو کو تر کرین، اور پھر اسکو سایہ مین خشک کرین، اور کلنگ اور دوسرے جانورون کے سامنے ڈالدین، کھاتے ہی اُن پر نشہ کی کیفیت ہوگی، اس کے بعد آسانی سے یہ پکڑی جا سکتی ہین، **نسخہ**:- کلنگ کو پکڑنے کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ باقلا کو کنیر اور سرکہ مین پکائین، پھر یہ کلنگ کو کھلائی جائے، یہ اُڑنے سے معذور رہین گے، اور تم پکڑ لوگے، کھجور کی نبیذ پلانے سے نشہ اُتر جائے گا،

ترکیب:- کوے اور کبوتر وغیرہ کے پکڑنے کی ترکیب یہ ہے کہ مسلّم باقلا کو گندم دیوانہ (ہندی مین منمنہ کہتے ہین،) کے ساتھ شراب یا سرکہ مین تر کرین، پھر کلنگ، کوا، کبوتر اور فاختہ وغیرہ کے سامنے چھینٹ دین کھانیکے بعد ان پر غنودگی طاری ہوگی، پھر تم بآسانی پکڑ سکوگے،

ق کا قول ہے کہ پانی کے پرند پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ بھنگ کو شراب مین بھگوئین، اور اس مین وہ غلہ ڈالین جو ان پرندون کو زیادہ مرغوب ہین، اور ان دانون کو چھینٹ دین، اس کے کھانے سے ان پر غشی طاری ہوگی، گندم دیوانہ کے صاف آٹے کو شراب سے گوندھین، اور اس کی گولیان بنا کر تیتر کو کھلائین، کھاتے ہی ان پر غفلت طاری ہوگی، اس طرح یہ پکڑ لئے جائین، غرض کہ جو غلہ یا دانہ کہ شراب مین تر کر کے دیا جائے یا

پانی مین شراب ملا کر پلایا جائے، اس سے پرندون پر نشہ کی کیفیت طاری ہوگی،

فصل

مُضر نباتات اور مہلک درختون کو کھیت یا باغ سے دفع کرنے کا طریقہ

قدما، کا قول ہے کہ زمین مین اگر کوئی گھاس یا کوئی درخت کاشت کے لئے مضر ہو تو اس کو موسم گرما مین جڑ سے کاٹ ڈالنا چاہئے حتی کہ سوت اور جڑ بھی نکال دی جائے، تاکہ دوبارہ ان مین نمو نہ ہو، لیکن یہ عمل خالص مٹی کی موٹے ذرات کی زمین مین بہتر ہو سکتا ہے، ریتلی یا ہلکی زمین مین موسم گرما مین یہ عمل ہرگز نہ کرین، ورنہ آفتاب مزروعات کو جلا ڈالے گا، اور زمین مین فساد پیدا کر دے گا، بعض کاشت کارون کا قول ہے کہ سرخ تانبے کی کلہاڑی یا پھوڑا تیار کرین، اور اسکو خوب گرم کرین، پھر بکرے کے خون مین بجھائین، جیسا کہ لوہا بجھایا جاتا ہے، اسی طرح کئی بار یہ عمل کرین، پھر اس سے درخت، کانٹے اور بانس وغیرہ کو کاٹ ڈالین انشاء اللہ یہ پھر نہ اگین گے، ق کا قول ہے کہ کوئی شخص مسور کو منہ مین چبائے، اور اسی حالت مین جبکہ مسور کے دانے منہ مین ہون، ان نباتات کی شاخ کو دانت سے کاٹے جنکو وہ کاٹے گا وہ خشک ہو جائین گے، اسی طرح لوہے کی سلاخ کو آگ مین گرم کرین، جب خوب گرم ہو جائے تو ان نباتات کی جڑ مین گاڑ دین، اس سے یہ سب جل جائین گے، یا درخت مین سوراخ کرین، اور اس سوراخ مین جھاؤ کی لکڑی ڈالدین، اس سے نباتات خشک ہو جاتے ہین، یا جنگلی گلاب کا سفوف تیار کرین، اور جڑ مین گڑھا کھود کر بھر دین، اس سے یہ نباتات خشک ہو جائین گے، ط کا قول ہے کہ جس کھیت مین کوئی کانٹے کا درخت نکل آئے، اس مین السی کے دانے چھینٹ

دین، السی کے پودے جب بڑھین گے تو کانٹون کو برباد کردین گے، یہ دونون ایک دوسرے کے دشمن ہین، ایک جگہ دونون بالیدہ نہین ہوسکتے، جو بعد مین بویا جائے گا، وہ قوی ہوکر دوسرے کو ہلاک کردے گا، کنبر کی پانچ شاخین کھیت کے ہر کنارے پر اور ایک ٹھیک وسط مین گاڑدین، ان شاء اللہ کھیت مضر نباتات سے محفوظ رہے گا، ان نباتات سے کاشت کو بچانے کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ مزروعہ تخم کے ساتھ مسور کو بھی بودین، اس سے زراعت بھی اچھی ہوگی، اور آفات سب مسور کی کاشت برداشت کرلے گی، بعض لوگ تو یہ کہتے ہین، مسور جس غلہ کے ساتھ بویا جائے، اس کھیت مین مضر نباتات کم پیدا ہون گے،

ابوس کا قول ہے کہ مسور کو جس غلہ کے ساتھ بوئین، ساری آفت مسور پر آئے گی، اور مزروعہ چیز محفوظ رہے گی، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ کھیت کے تین گوشون مین رائی بودینے سے دیمک سے نجات ملجائے گی، اسطرح جو ترکاری گاجر کے ساتھ لگائی جائے وہ بھی آفات سے محفوظ رہے گی،

ط مین ہے کہ جو شخص بڑے درخت کو اکھاڑنا چاہے، لیکن اکھاڑنا دشوار ہو تو تو جڑ مین روغن قار اور سرکہ گرم کرکے ڈالے، اور مٹی سے ڈھک دے، اس سے جڑ کمزور ہوجائے گی، اور آہستہ آہستہ درخت خشک ہوجائے گا، ان نباتات کے جلانے یا درختون کو اکھاڑنے کا وقت دراصل چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ مین ہے، مہینہ کی آخری تاریخون مین یہ عمل کرین، انشاء اللہ دوبارہ نہ اگین گے،

فصل

بری نباتات اور جنگلی درختون کے تحویل کا طریقہ

ط مین ہے کہ جو شخص کسی ایسے درخت کو باغ مین منتقل کرنا چاہے، جس مین گٹھل ہو تو

اسکی گٹھلی اسوقت جب کہ یہ پھل پختہ ہوجائے، اور اس گٹھلی کو اسی وقت زمین مین بودے، لیکن اگر اس مین تخم ہو تو پھل کو اچھی طرح پکنے دے، جب یہ پھل پختہ ہوکر خود بخود گرنے لگین، تو ان کا تخم لے کر اس کے مشابہ زمین مین اسی فصل مین بوئین جس مین یہ بویا جاتا ہے، البتہ ایک یا دو مہینہ کی تاخیر سے کوئی نقصان نہ ہوگا، تخم ریزی یا گٹھلی بونے سے قبل اس کے موافق زمین کو تلاش کرلین، جس زمین مین یہ اچھی طرح ہوتا ہے، اس زمین مین تخم ریزی کرین، مثلاً اگر سخت، ریتیلی، اور کھاد کی مشابہ زمین ہو تو اس قسم کی زمین مین اسکو بوئین، اور جب ان پودون کو دوسری جگہ منتقل کرین تو بھی اسی قسم کی زمین مین منتقل کرین، اس طرح عمل کرنے سے پودون کی حالت درست ہوگی، جو پودے ربیع یا خریف مین منتقل کئے جائین، ان کے ساتھ جڑ کی مٹی بھی منتقل کرلی جائے، تحویل کے لئے بھی جیسا کہ ابھی لکھا گیا ہے اسی قسم کی زمین متعین کی جائے، جس مین یہ درخت اچھی طرح بڑھتے ہین، مثلاً کسی پودے کو نمناک، یا پہاڑی مرطوب زمین سے منتقل کرین تو دوسری زمین بھی اسی کے مشابہ تلاش کرین، اگر ایسی زمین نہ مل سکے، تو پھر پانی سے خوب سیراب کرین، اور جب نم ہوجائے تو پودون کو اس مین منتقل کرین، اگر یہ پودہ خشک اور پتھریلی زمین مین ہو تو دوسری زمین مین منتقل کرنے کے بعد ہلکے پانی سے سینچین، اور متوسط درجہ کی سخت زمین ہو تو مناسب خمیر وغیرہ کرکے لگائین، مقصود یہی کہ دونون زمین کا مزاج تقریباً یکسان ہوجاتا ہے،

جن گٹھلیون یا تخمون کی حالت یا زمین کی کیفیت کا علم نہ ہوسکے، ان کے نئے ظروف مین امتحاناً بوکر دیکھین، ظروف مین مٹی بھر دین، اور اس مہینہ مین جسمین یہ نباتات بوئے جاتے ہون بودین، اور حسب معمول سینچین، فصل ربیع مین اگر بارش کم ہو تو بھی سینچنا ضروری ہے، جب خشکی ظاہر ہو فوراً سینچنا چاہیئے، کیونکہ نمو تک پانی کی کثرت سے نقصان نہین ہوگا لیکن جب تمکو اس کا پتہ چل جائے کہ پانی کی زیادتی نقصان پہنچارہی ہے تو پانی کی مقدار کم کردو، اسطرح تمکو اس امر کا اندازہ ہوجائے گا کہ اس کے لئے کونسی زمین موافق

ہوگی، اور کسقدر اسکو آب پاشی کی ضرورت ہوگی، ق آمین ہے کہ بری نباتات اور اشجار کو اس زمین مین منتقل کرنا چاہیے، جو مزاج اور جوہر مین یکسان ہون،

فصل

انگور کے درخت اور دوسرے نباتات کو چہار دیواری کے بغیر گھیرنے کی ترکیب،

جو شخص انگور کی کاشت کو محفوظ کرنا چاہتا ہے، وہ کھجور کی چھال کی رسی یا کوئی دوسری ڈوری لے، اور عوسج ہلیون اور زعرور کے تخمون کو پانی مین تر کرے، جب یہ خوب نرم ہوجائین تو ان کو گائے کے گوبر کے ساتھ رسی پر خوب لپیٹ دین اور پھر اسی رسی کو انگور کی بیل کے چارون طرف لکیر بنا کر دفن کردین، اور اوپر سے خوب مٹی ڈالدین، اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہین، اسمین بالیدگی شروع ہوگی، اور بڑھتے بڑھتے جھاڑی کی طرح یہ بیل پھیل جائیگی، علیق (اچھو) کو بھی اگر ساتھ بوئین تو بہت اچھا ہو، لیکن اس سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ زمین کا ایک حصہ اس کی وجہ سے گھر جاتا ہے، ق کا قول ہے کہ ان مین اٹھائیس دن کے بعد نمو ہوگا، اس رسی کی بجائے اگر ان درختون کی جڑ یا شاخین لگائی جائین تو اس سے بھی ہر طرف جھاڑی تیار ہوجائے گی، یہ عمل جنوری مین کیا جاتا ہے،

فصل

اس مین گیہون کے آٹے کو گوندھنا، خمیر تیار کرنا اور روٹی پکانے کا طریقہ بتایا گیا ہے، قحط سالی یا گرانی کے ایام مین بری نباتات اور اشجار سے قوت لایموت حاصل کرنے کا طریقہ، اور سبزیون کے استعمال کی ترکیب لکھی گئی ہے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ بن چکی کا آٹا، کولھو سے بہتر ہوتا ہے، روٹی لذیذ بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ آٹا گوندھتے وقت دونون ہتھیلیون سے خوب ملین، پانی کا معمولی چھینٹا دیکر اسکو گوندھین، پھر اس مین خمیر ملائین، اور ہتھیلیون سے ملکر دوبارہ گوندھین تاکہ وہ اچھی طرح پیوست ہوجائے، تین چار بار اسکو الٹ پلٹ کر گوندھین، پھر چند گھنٹون تک کسی کپڑے سے چھپا کر رکھین، بعض لوگ گوندھے ہوئے آٹے مین شہد انج کی لکڑی رکھدیتے ہین، اور اوپر سے کپڑا ڈالکر کوئی وزنی چیز رکھدیتے ہین، جب اس مین خمیر اٹھ آتا ہے تو ہلکی آنچ پر روٹی پکاتے ہین، گیہون کے آٹے کو خود آٹے کے پانی یا خمیر کے پانی سے اگر گوندھین، تو روٹی نہایت اچھی اور ہلکی ہوگی، آٹا ملے ہوئے پانی سے اس مین خمیر جلد اٹھ آئے گا، اور روٹی مین شیرینی پیدا ہوگی، آٹے کے لئے پانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ سادہ پانی کو آگ پر گرم کرین، جب پانی کا جوش کم ہو تو تھوڑا سا آٹا ڈالدین، پانچ سیر پانی مین پاؤ بھر آٹا ڈالدین، اور کسی چیز سے خوب ہلا دین تاکہ آٹا اور پانی اچھی طرح مل جائین، اور ڈھیلے نہ رہ سکین،

اس کے بعد اس پانی سے آٹا گوندھین، خمیر کا پانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مس کے ظرف مین پانی
گرم کرین، اور خمیر کے ٹکڑے ڈالدئے جائین، اور سب کو خوب ملایا جائے یہان تک کہ خمیر مخلوط
ہوجائے، پانچ سیر پانی مین تقریبًا مین چھٹانک خمیر ڈالین، پھر اس پانی سے آٹا گوندھین، بعض
لوگ بھوسہ کو پانی مین پکاتے ہین، اور پھر کسی کپڑے سے چھان کر رکھ لیتے ہین، اور اسی سے
آٹا گوندھ لیتے ہین، سرما مین اس پانی کو گرم کر کے اور گرما مین ٹھنڈا کر کے گوندھین، آٹے کو
جسقدر گوندھا جائے، روٹی اچھی تیار ہوگی، یہ روٹی، سینہ، حلق، اور پھیپھڑے کے لئے مفید
ہوتی ہے،

روٹی پکانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نئی ہانڈیون مین گوندھے ہوئے آٹے کے پیڑے بنا کر
ڈالین، اور ان کو تنور پر رکھدین، آنچ ہلکی رکھین، یہ روٹی نہایت ہلکی ہوتی ہے، زود ہضم
اور مقوی ہوتی ہے، ایسی روٹی اریحا ملک مشرق کھایا کرتا تھا اس کے لئے آٹا خمیر کے پانی سے
گوندھا جاتا تھا، اور اس پانی مین کھجور کا شیرہ بھی ملایا جاتا تھا، روغن بادام اور روغن زیتون
ملا کر روٹی پکائی جاتی تھی، یہ روٹی نہایت لذیذ اور اعلےٰ درجہ کی ہوتی تھی، اگر تم ان
تمام روٹیون سے بہتر، لذیذ اور مقوی روٹی کھانا چاہتے ہو، تو سال بھر کے پرانے خمیر مین
روغن اخروٹ ملاؤ، اور پانی مین گھول کر اس سے آٹا گوندھو، نصف سیر مین پانچ درم اخروٹ
کا تیل ملاؤ، اسی تعداد مین مناسب طور پر کمی و بیشی کر سکتے ہو، کمی اس حد تک کرو کہ نصف سیر
مین ایک درم خمیر اور نصف دانگ زیتون اور اخروٹ کا تیل ملاو، یہ روٹی لذیذ اور ہلکی ہوگی
زود ہضم اور سریع النزول ہوگی، جو شخص اس سے بھی بہتر روٹی کھانا چاہے وہ نصف سیر آٹے
مین نصف درم اخروٹ کا تیل ملائے، اور اسکو خوب پیوست کرے، اس کے بعد خمیر ملا کر گوندھے
اس ترکیب سے روٹی زیادہ بہتر ہوگی، اخروٹ کے تیل کی جگہ پر روغن زیتون بھی ڈالا جاسکتا
ہے، کشاحم کی کتاب مین روٹی پکانے کی ترکیب اس طرح لکھی ہے، کہ ایک گلوک آٹے مین
پانچ یا ساڑھے سات تولہ خمیر اور ۲۰ سے ۳۰ درم تک نمک ملا کر خوب گوندھین، گلوک چار رطل

یعنی دو سیر اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ تقریبًا ڈھائی تولے کے برابر ہوتا ہے
اکثر خمیر ملنا دشوار ہوجاتا ہے، اسلئے خمیر کی بجائے دوسری چیزین آٹے مین ملائی جاتی ہین،
صغریت کی رائے ہے کہ آٹے مین خمیر کی بجائے نظرون (بورہ سلیمانی) یا بورہ سفید ملایا جائے بورہ سفید
نمک کا پھین ہوتا ہے، اور اسکی اور بورہ سلیمانی کی تاثیر ایک ہی ہوتی ہے، لیکن بورہ سلیمانی
بہتر ہے اگر خمیر نہ مل سکے تو پھر منقیٰ کو میٹھے پانی مین ایک شبانہ یوم تر کرین، دوسرے دن اس کا
شیرہ نچوڑ لین اور اس مین آٹا اور پانی ملا کر خوب گھولدین پھر اس سے آٹا گوندھین، خالص میٹھے
پانی مین شیرۂ منقیٰ تھوڑا سا بھی کافی ہوتا ہے، اس سے ذائقہ بالکل بدل جاتا ہے، صرف شیرۂ منقیٰ
سے خمیر بنانا اچھا نہین ہے اسی طرح انگور خام کو خشک کر کے رکھین، جب آٹا گوندھنا چاہین تو منقیٰ
کی طرح اس کا بھی شیرہ نکالین، اور پانی ملا کر آٹا گوندھین، لیکن شیرۂ منقیٰ زیادہ اچھا ہوتا ہے
ذائقہ کے ساتھ ہی روٹی نہایت خوشرنگ ہوتی ہے، اگر ایسی جگہ ہو جہان یہ چیزین بھی نہ مل سکین
نمک کو سرکہ مین ڈالکر دھوپ مین رکھدو، جب نمک گھل جائے تو سرکہ مین پانی ملا کر آٹا گوندھو،
اس آٹے کو تھوڑی دیر ڈھک دو تاکہ خمیر جلد اُٹھ آئے، اہل شام تانبے کے ظرف مین خمیر تیار
کرتے ہین، اور اسکو کپڑے سے ڈھک دیتے ہین، گرمی کے اثر سے خمیر جلد اٹھتا ہے، البتہ تانبے
کی وجہ سے آٹے مین ایک بد ذائقگی پیدا ہوجاتی ہے، جو نقصان دہ ہوتی ہے، بعض وقت تو
روٹی مین تانبے کا ذائقہ آجاتا ہے، خراب روٹی جس مین ترشی اور تلخی آگئی ہو، بوقت ضرورت
خمیر کا کام دیتی ہے، اسکو پانی مین خوب تر کرین اور اُسی پانی سے آٹا گوندھو، گوندھنے کے بعد کسی
چیز سے ڈھک دو، تاکہ خمیر اُٹھ جائے، طریقہ ہے کہ اگر تم مسافرت مین ہو جہان خمیر یا دوسری چیزین
دستیاب نہ ہوسکین، تو پھر آٹے کو خوب گوندھو تاکہ اس مین پانی کا کچھ حصہ نہ رہے، اس کے بعد زمین
مین الگ گڑھا بناؤ جس مین اس آٹے کو رکھکر اوپر سے اچھی طرح کسی کپڑے سے ڈھک دو، تاکہ
ہوا اندر نہ جاسکے، اگر کپڑا نہ ہو تو ایک بڑے پتھر سے چھپا دو، اور اطراف کو مٹی یا ریت سے بند
کردو، زمین کے اندرونی بخارات سے خمیر اُٹھ آئے گا،

قؔ وغیرہ کا قول ہے کہ خمیر کے بغیر بھی روٹی اچھی تیار ہوسکتی ہے، صرف گوندھتے وقت بورہ سفید ملانا کافی ہوتا ہے، آٹا نرم ہوجاتا ہے اور روٹی لذیذ ہوتی ہے، جو شخص سال بھر کے لئے خمیر بناکر رکھنا چاہے، وہ شیرۂ انگور کو آگ پر گرم کرے اور اس کا پھین جمع کرلجائے، اور اسی پھین سے باجرہ کا آٹا گوندھے، اور اس کی ایک ایک انگل کے برابر ٹکیان بنائے اور ان کو خشک کرکے ایسی جگہ پر رکھے جہان نمی یا تری نہ ہو جب روٹی کے لئے آٹا گوندھا جائے، اس مین سے کوئی چھوٹا ٹکڑہ لے کر آٹے مین ڈالدین، طؔامین ہے کہ آٹے مین دھونی دینے سے بھی خمیر جلد اٹھتا ہے، مثلاً گندھگ حرمل (ہندی مین دلونا کہتے ہین) کی دھونی ان مین ترشی پیدا کرتی ہے، اس آٹے کی روٹی اچھی ہوتی ہے، اسی طرح قار اور زخت (یہ دونون مشہور روغن ہین) کی دھونی بھی دی جاتی ہے، ہینگ رکھنے سے بھی خمیر اٹھتا ہے، عاقرقرحا کو پانی مین تر کرین، اور اس پانی سے خمیر تیار کرین، عاقرقرحا اگر خراب ہو تو ایک دن پانی مین تر کرین، اور اگر اچھا ہو تو نمک ملاکر پانی مین تر کرین، اسی طرح چنا، باقلا، جو، چقندر، فلفل، بورہ وغیرہ کے پانی سے بھی خمیر تیار کرتا ہے، لیکن خربوزہ، موز (کیلا) آلو بخارا، ککڑی، شاہلوج وغیرہ کی خوشبو سے خمیر نہین اٹھتا ہے، اسی طرح حائضہ عورت کی قربت سے آٹے مین خمیر نہین اٹھتا، گیہون کے آٹے مین ایک خاصیت یہ بھی ہے، کہ حائضہ عورت کے گوندھنے سے خمیر جلد اٹھتا ہے، لیکن اگر آٹے کو مرد یا غیر حائضہ عورت گوندھے اور اس پر حائضہ عورت اپنا ہاتھ رکھدے، تو یہ آٹا خراب ہوجائے گا،

طؔامین صغرتؔ کا قول منقول ہے کہ سیسہ کے برتن مین پانی رکھکر آٹا کبھی نہ گوندھا جائے، اس سے معدہ کو نقصان پہنچتا ہے، اسی طرح شمس یعنی دھوپ کے پانی سے گوندھنا مضر ہوتا ہے، اس کی روٹی سے صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے، البتہ چاندنی کے باسی پانی سے آٹا گوندھنا مفید ہے، جو شخص دوا ماشب کو زیر سماء رکھے ہوئے پانی سے آٹا گوندھکر روٹی کھائے، ذہن، حافظہ اور علم مین ترقی ہوگی خصوصاً چاندنی راتون مین رکھنا زیادہ مفید ہے،

طؔامین ہے کہ موسم کے تبدل و تغیر کا خمیر پر اثر پڑتا ہے، خصوصاً گرمی اور سردی مین تو اثر نمایان ہوتا ہے، سردی کے ایام مین آٹے مین خمیر ملاکر آٹا گوندھتے ہین، لیکن گرمی مین لوہے کی خشک سُلاخ کو گوندھے ہوئے آٹے کے وسط مین نصب کردینے سے خمیر اُٹھ آئے گا،

فصل

بعض برّی نباتات کے تخم یا جڑ وغیرہ کی اصلاح کا طریقہ، اور قحط اور گرانی کے موقع پر ان کے استعمال کی ترکیب،

فلاحت نبطیہ مین آدمؔ اور انوخؔ کا قول منقول ہے، کہ برّی نباتات اور اشجار خود رو طریقہ پر نشو ونما پاتے ہین، اور ان مین پھل آتے ہین، ان مین بعض تو گھاس کی طرح ہوتے ہین، اور بعض درخت ہوتے ہین، یہ غذا سے زیادہ دوا مین استعمال کئے جاتے ہین، اور ہین بھی دوا ہی کے مصرف کے،

درختون مین بلوط، شاہ بلوط، صنوبر، بادام، فندق، پستہ، خرنوب، غبیرا، زعرور وغیرہ، اور نباتات مین اسیرون، بری بازنگ، گاؤزبان، شاہترہ، حرشف، جرجیر بری، عوسج، بری مولی، جس کا پتہ حنظل کے مشابہ ہوتا ہے، اور قریص اور حب الفقد جسکو فارسی مین پنجکشت کہتے ہین، بستان حب المحلب (پیوندمریم یا کینلا) وغیرہ اور بیخ مین لوفا، شلجم بری، زنجبیل بری، کردش بری، اسارون، اور سعد وغیرہ ہین، ان سے علاج معالجہ کیا جاتا ہے، انکی بدذائقگی کو دفع کرکے یہ غذا مین بھی استعمال کئے جاتے ہین، حتیٰ کہ گٹھلیان بھی نرم اور خستہ کرکے کھائی جاتی ہین، مثلاً غبیرا (خوب دانہ) اور زعرور (دولانا) وغیرہ کی گٹھلیان نرم کرکے

کھائی جاتی ہین جن گٹھلیون مین مغز نہین ہوتا، قحط کے ایام مین ان کی روٹی کھائی جاتی ہے، مذکورہ نباتات اور اشجار مین بعض تو ایسے ہین، کہ ان مین معمولی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے، اور بعض مین کافی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ ان کا ذائقہ زیادہ خراب ہوتا ہے، بعض میٹھے پانی مین تر کئے جاتے ہین، بعض پانی اور سرکہ، اور سرکہ اور نمک مین ڈالکر درست کئے جاتے ہین، ظاہر ہے کہ بری اور بستانی نباتات کی جڑ، پھل اور پتون مین ایک قسم کی بدذائقگی ہوتی ہے، مثلاً، تلخی، تیزی، کسیلاپن، ترشی اور نمکینی وغیرہ ان خراب ذائقون کی وجہ سے ان کا کھانا دشوار ہوجاتا ہے، اس لئے اُن کو ایک شبانہ یوم میٹھے پانی مین بھگوکر ان کی بدذائقگی دفع کرین، کم سے کم دو بار ٹھنڈے پانی مین تر کرین، اور دو بار گرم پانی مین اُبالین، ہر ذائقہ کے ازالہ کا طریقہ الگ ہے، جس مین صرف تیزی ہو یعنی تلخی اور کسیلاپن وغیرہ نہ ہو جیسے لہسن، پیاز، خرول اور گندنا وغیرہ تو اسکو ترش سرکہ اور پانی مین اُبالین، اور جس مین نمکینی اور کسیلاپن ہو، یا کسیلاپن غالب اور نمکینی کم ہو اس کے ازالہ کے لئے میٹھا پانی کافی ہے، خواہ ٹھنڈے پانی مین پھلائین اور خواہ گرم پانی مین اُبالین، لیکن اگر نمکینی غالب ہو تو سرکہ ملا کر پکائین، اور جن مین ترشی غالب ہو، جیسے انگور ترش، لیمون ترش، انار ترش، بہی بری آلو بخارا بری، بادنجان ترش اسی قسم کے اور ترش پھل کی اصلاح کے لئے شیرین پانی اور نمک کافی ہے، پہلے میٹھے پانی مین نمک ملائین، اور ان کو پھلائین، اس کے بعد نمکین پانی ا با لین، باربار اُبالنے سے ترشی کم ہوجائے گی، اور جس مین کسیلاپن ہو جس سے زبان بھاری معلوم ہو، اسکو صرف میٹھے پانی سے اُبالین، اور جنمین تلخی اور دوسرے ذائقے ہون، ان کو بھی نمکین پانی مین پکایا جائے، یا تل یا السی کے تیل مین اُبال کر پکائین، اور جس مین پھیکاپن ہو، یعنی ان ذائقون مین سے کوئی ذائقہ نہ ہو، مثلاً کدو وغیرہ تو ان کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ابازیر یعنی گرم مصالحہ وغیرہ ملا کر پکائین، ان نباتات مین مائیت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے معدہ مین امتلائی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس کے دفعیہ کے لئے سرکہ، روغن زیتون، اور گرم مصالحہ وغیرہ ڈالکر سالن کی طرح

پکائین، صغریت نے تیز ذائقہ کی اصلاح روغن اور مکھن وغیرہ سے کرنے کو بتایا ہے، کیونکہ روغن تل، روغن زیتون اور مکھن تیزی اور سختی کا ازالہ اچھی طرح کر دیتے ہین، ایسے نباتات کو روغن ملا کر ہلکی آگ پر پکائین، اور تھوڑا میٹھا پانی ملادین، چار گھنٹہ تک اسی طرح پکاتے رہین، پھل اور پانی کو باربار چکھین، اگر تیزی زائل ہوجائے تو اُتار لین، اور جب کھانا چاہین تو اسکو گرم کر کے کھائین، صغریت نے سبزی، پھل اور بیخ وغیرہ کو اُبالنے کا طریقہ اور ان کی بدذائقگی زائل کرنے کی ترکیب یہ لکھی ہے، کہ جن مین زیادہ صلابت ہو، ان کو پہلی مرتبہ ابالنے کے بعد دوسرا گرم پانی فوراً ڈالا جائے تاکہ سرد ہوا یا ٹھنڈے پانی سے دوبارہ ان مین سختی نہ آجائے اور جو نرم ہون مثلاً گندنا، پیاز اور لہسن وغیرہ ان کو ایک مرتبہ اُبالنے کے بعد دوسری مرتبہ ٹھنڈا پانی ڈالین، تاکہ ان مین صلابت آجائے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ پانی کی طرح بہ جائین گے، تخم اور غلہ مین سے جس کے ذائقہ کو تم بالکل زائل کرنا چاہو ان کو اتنا اُبالو کہ وہ اچھی طرح گل جائین، لیکن اگر کچھ ذائقہ باقی رکھنا چاہتے ہو، تو زیادہ دیر تک نہ اُبالو، طریقون، حرشف (کنگر) اور شاہترہ کو ایک مرتبہ ابالنا کافی ہوتا ہے اُبالنے کے بعد گرم مصالحہ، سرکہ، کانجی، روغن زیتون، وغیرہ ملائین، کرفس بھی تراش کے ڈالین، اسی طرح قریص وغیرہ جو غذا اور دوا دونون کے کام آتا ہے، اُبالکر درست کئے جاتے ہین، اُن کی پتیان، شاخین اور جڑ کو میٹھے پانی مین پکاتے ہین، جب تلخی زائل ہوجائے تو مصالحہ اور گرم مصالحہ ملا کر کھائین،

صغریت کا قول ہے کہ جو شخص بری اور بستانی نباتات مین سے تیز اور تلخ چیزون کے کھانے کا عادی ہو، اسکو سرکہ، کانجی اور روغن زیتون وغیرہ کے ساتھ کھانا چاہئے، مصالحہ مین اکثر ہرا دھنیا، خشک دھنیا اور چاندنی بیل اس کی شاخ اور تخم، خس اور اس کی جڑ اور پتیان وغیرہ بھی ملاتے ہین، ان کو ملا کر اور کھانے کے بعد بھی دونون طریقون پر کھاتے ہین، دھنیا خصوصیت کے ساتھ تیز ذائقہ والی اشیاء کی اصلاح کے لئے اکسیر ہے، خشک یا ہرا دھنیا سے بہتر کوئی چیز نہین ہے، لیکن وہ بری نباتات جن مین حد درجہ کی تیزی ہوتی ہے، ان کو پانی

اور سرکہ مین ابالتے ہین اور کانجی اور زیتون کا تیل ملاتے ہین انکو ٹھنڈا کرکے کھاتے ہین گرم مصالحہ ڈالنے سے ان مین تیزی بڑہ جاتی ہے،

انوخا کا قول ہے کہ جب قحط کی وجہ سے غلہ، میوہ اور دوسرے اثمار ناپید ہوجائین تو پھر ثمردار درختون کی پتیان، کلیان اور شاخین وغیرہ لین، خواہ یہ تر یا خشک ہون، ان کو جمع کرین، اور گھاس یا بقول مین سے جس کو انسان کھا سکتا ہو، اکٹھا کرین، سب کو نمک اور پانی مین خوب جوش دین، اور پانی کو خشک کرین، پھر نمک یا میٹھے روغن کیساتھ کھائین لیکن ان مین سرکہ نہ ملائین، کیونکہ سرکہ ان نباتات کا مصلح ہے، جن مین صلابت ہو، اور خاکی اجزا اور زیادہ ہون تاکہ سرکہ کی تیزی سے ان مین لطافت اور نرمی پیدا ہوجائے، پتیون وغیرہ کے لئے تو نمک اور روغن زیتون کافی ہین، جن درختون یا نباتات مین رطوبت یا لزوجت ہو وہ بھی غذا کے کام آسکتے ہین، بلکہ یہ انسان کے لئے موافق ہوتے ہین، یہی وجہ ہے کہ جن نباتات مین تلخی اور تیزی وغیرہ نہین ہوتی، وہ دوسرون سے زیادہ نفع بخش ہوتے ہین، یہ حالت پتی، تخم اور شاخ اور بیخ مین یکسان طور پر ہوتی ہے، انگور کی خشک پتیان پیسکر روٹی پکائی جاتی ہے، اس کے آٹے کا مائدہ بنایا جاتا ہے، بعض لوگ اس کے آٹے کو روغن زیتون مین گوندھ کر ستو کی طرح کھاتے ہین، اور اوپر سے پانی پی لیتے ہین، شدید قحط کے موقع پر یہ طریقہ بہت رائج ہے۔

کلبی کا قول ہے کہ پھلون کی اصلاح کا کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جو پھل کھائے جاتے ہون ان کی روٹی بوقت ضرورت اسی طرح پکائین، جسطرح دوسرے غلون کی روٹی پکاتے ہین، اور جن کے پھل نہ کھائے جاتے ہون۔ ان کو اولاً چکھ کر دیکھین کہ اس مین کونسا ذائقہ غالب ہے، جو ذائقہ غالب ہو اس کی مذکورہ طریقہ پر اصلاح کرین، بدذائقگی دفع کرکے روٹی پکائین،

خ کا قول ہے کہ جو پھل کھائے جاتے ہین، ان کی روٹی نہایت مقوی ہوتی ہے، بری نباتات کی روٹی مین رداءت ہوتی ہے،

فصل

گٹھلیون کو خشک کرکے روٹی پکانے کی ترکیب

فوثامی کا قول ہے کہ سوسادنے کھجور اور دوسرے درختون کی گٹھلیون کو نرم کرکے پیسنے اور روٹی پکانے کا طریقہ اس طرح لکھا ہے کہ گٹھلی بڑے درختون مین تخم کے قائم مقام ہوتی ہے، یہ نرم کرکے پیسی جاتی ہے، اور روٹی پکائی جاتی ہے، جن گٹھلیون مین مغز نہین ہوتا، ان کو میٹھے پانی اور نمک مین چند دنون تک تر کرین تاکہ نمک اور پانی ان کے اندر سرایت کرسکے، جب یہ نرم ہوجائین تو ہاتھ سے پانی اور نمک ملاکر خوب ملین، پھر اسکو ہلکی آنچ پر پکائین جسطرح دھوپ کی گرمی یکسان طور پر پڑتی ہے، اسی طریقہ پر آنچ بھی برابر ایک طرح رکھی جائے، جو لعاب مالش یا گھوٹنے سے نکلتا جائے اس کو چلاتے رہین، جب خوب پک جائے اور نمک اور پانی وغیرہ کے جذب کرنے سے اجزا منتشر ہوجائین، دیر تک پکانے سے یہ خمیر کی شکل کا ہوجائے گا، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب پانی خشک ہو، دوسرا گرم پانی ملاتے جائین، اس طرح بار بار پکایا جائے، مالش اور گھوٹنا جاری رہے، ٹھنڈا پانی نہ ڈالین، ورنہ اس مین تری کی بجائے سختی پیدا ہوجائے گی، جب یہ نرم ہون تو تھوڑا تھوڑا نمک ملاتے جائین، جب خوب پانی جوش کھانے لگے تو دوسرے برتن مین نمک، پانی اور سرکہ ملائین، اور اسکو بھی خوب ابالین، پھر اس گٹھلی وغیرہ کو پانی سمیت اس ظرف مین اونڈیل دین، گٹھلی یا پانی کو ٹھنڈا ہونے کا موقع نہ دین، چند دنون تک اسی طرح پکائین، گٹھلی جب خمیر کی طرح ہوجائے، اور یہ اندازہ ہو کہ گوندھنے سے یہ آٹے کی طرح ہوجائے گی، تو آگ پر سے اتارلین، اور میٹھے پانی مین ابالین، تاکہ سرکہ اور نمک کا ذائقہ زائل ہوجائے، پھر ان کو خشک کرین اور آٹا پیسکر روٹی پکائین،

ایک دوسری ترکیب۔ گٹھلی کو کوٹکر یا ٹکڑے کر کے سبز زیتون کے تیل مین تر کرین اور پھر پانی، نمک اور سرکہ مین خوب پکائین، بار بار پکانے سے نرمی آجاتے گی، اس کے بعد خشک کر کے آٹا پیسکر حسب معمول روٹی پکائین،

ایک دوسری ترکیب جو بہت آسان ہے، گٹھلی کو ٹکڑے کر کے گرم پانی سے خوب دھوئین، پھر ان کو مٹی یا پتھر کے کسی برتن مین رکھین، اور اس مین بورہ (کچلون) بورہ سلیمانی اور یبروح (لفاح) کو پیسکر اس کا سفوف کر ڈالین، تقریباً سیر بھر گٹھلی مین دو درم یبروح کی جڑ ڈالین، ان سب کو پانی، نمک اور سرکہ مین پکائین، آگ دھیمی رکھین، ایک یا دو دن مین یہ نرم ہو جائین گی،

ایک دوسری ترکیب:۔ گٹھلی کو ایک برتن مین رکھکر سفید مولی کی جڑ کا سفوف ملائین، یا کوٹ کر ڈالدین، اور پانی ملاکر پکائین، جب یہ پانی خشک ہو جائے تو سرکہ اور پانی ملاکر پکائین، دو دن کے بعد یہ سب خمیر کی طرح نرم ہو جائین گی، تین سیر گٹھلی مین پانچ درم سے دس درم تک مولی کی جڑ ڈالین، نرم ہونے کے بعد ان کو میٹھے پانی سے دھوئین، تاکہ تلخی وغیرہ زائل ہو جائے، اس کے بعد خشک کر کے پیس ڈالین، مولی اور یبروح دونون کی جڑ ملاکر بھی ڈال سکتے ہین، پہلے ان دونون کو نمک، پانی اور بورہ سلیمانی میں نرم کرین، اور پھر پانی سمیت گٹھلی مین ڈالدین، تین سیر گٹھلی مین بورہ سلیمانی تین درم ڈالین،

ایک دوسری ترکیب:۔ گٹھلی یا اس سے بھی زیادہ سخت چیز کو ایک قدیم دوا سے بھی نرم کرتے ہین، ترش لیمون کا عرق بقدر ضرورت نچوڑین، اور اس مین چاول کا سرکہ ہموزن ملائین، اور سمندر کا جھاگ اور نوشادر پیسکر ڈالین، نصف سیر مین ایک درم یہ سفوف ڈالین، اور تین دن تک اسکو دھوپ مین رکھین، جس سخت چیز کو تم نرم کرنا چاہو، اس مین یہ سفوف ڈالکر دھوپ مین رکھدو، گٹھلی اور پوست وغیرہ سب بآسانی نرم ہو جائین گے، یہ تمام ترکیبین ان گٹھلیون کے لئے بتائی گئی ہین جن مین مغز نہین ہوتا ہے، مثلاً کھجور، پستان، نبلو، سیب صحرائی وغیرہ

فصل

ان گٹھلیون کے نرم کرنے کا طریقہ جن مین مغز ہوتا ہے اور مغز کھایا جاتا ہے، مثلاً شفتالو، زرد آلو، پستہ، فندق، وغیرہ، ان سب کی گٹھلیان مغزدار ہوتی ہین، اور اوپر ایک پوست ہوتا ہے،

طآمین ہے کہ مغز الگ کر کے صرف پوست کھجور کی گٹھلی کی طرح نرم کر کے پیسین، اس قسم کے پوست کو نرم کرنے کی بہتر ترکیب تو یہ ہے کہ پوست اور مغز دونون کو ملاکر پکایا جائے، پوست زیادہ ہو اور مغز کا حصہ کم ہو،

طآمین ہے کہ جب یہ نرم ہو جائین تو ان کو دھوکر سفوف کرو، خصوصاً ادویہ ڈال کر نرم کیے جائین، تاکہ ان کی بدذائقگی جاتی رہے، دو چار مرتبہ ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالو یا گرم سادہ پانی مین ایک مرتبہ اُبالدو، اس طرح نمکینی، ترشی وغیرہ زائل ہو جائیگی، جب یہ صاف ہو جائین تو خشک کر کے روٹی پکاؤ، یا جسطرح چاہو کھاؤ۔

طآمین ہے کہ انگور، منقی، اور ان کے تخم کی روٹی بھی اسی طرح پکائی جاتی ہے، ان کی روٹیان مقوی بدن ہوتی ہین۔ اور بوقت ضرورت سد رمق کا کام دیتی ہین، صرف منقی کی روٹی سے تخم اور منقی کی روٹی زیادہ بہتر ہوتی ہے، اسی کے ساتھ انگور کا پتہ اور ڈنٹھل وغیرہ بھی خشک کر کے پیسا جائے، تو آٹا اچھا ہوگا، اور اس مین روغن چربی یا گھی وغیرہ ملاکر روٹی پکائین، بوقت ضرورت یہ غذا بہت کار آمد ہوتی ہے، سعد[1] ایک نبات ہے جو میدان اور

[1] ہندی مین موتھ اور فارسی مین مشکک کہتے ہین،

جزائر کی زمین مین خودرو طریقہ پر ہوتی ہے، اس کی کاشت نہین ہوتی، اس کا پتہ کراث بابلی
سے باریک ہوتا ہے، زمین سے ایک ہاتھ تنا اونچا ہوتا ہے اور تنے مین موٹے ریشے ہوتے ہین، اور
جڑ زیتون کے دانہ کی طرح گول ہوتی ہے، بعض کی جڑ لانبی بھی ہوتی ہے، یہ خوشبودار چیزون
مین ہے، لیکن ذائقہ مین سخت کسیلا پن ہوتا ہے، حتی کہ جو چیز اس مین ملائی جائے، وہ کسیلی ہوجاتی
ہے، اس کے پوست کو چھیلکر عطر بناتے ہین، جس چیز کی بدبو زائل کرنا چاہو، یہ سفوف ڈالدو اُسمین
خوشبو پیدا ہوجائے گی، سعد کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اسکو نمک اور پانی مین کئی بار پکایا جائے
جب پانی کم ہو دوسرا پانی ملایا جائے، بار بار پکانے سے تلخی اور کسیلا پن زائل ہوجائے گا، پھر اسکو
خشک کرین، اور مغز اخروٹ، پوست اخروٹ اور نمک ان سب کو ملا کر پیسین، اور اسکو بھی سرکہ
اور پانی مین پکا کر اس پکی ہوئی چیز مین ڈالین، اور دونون کو ملا کر آگ پر رکھین جب تھوڑی رطوبت
رہے تو اُتار لین، اور ٹھنڈے ہونے کے بعد روغن زیتون مین اسکو گوندھین، روغن خوب پیوست
کرکے کپڑے سے چھپا کر ایک دن اسی طرح رہنے دین، ذائقہ کی اصلاح کے بعد اس مین دوسرا
آٹا ملا کر روٹی پکائین، پھر اس مین تلخی اور کسیلا پن کا اثر رہے گا اس لئے روٹی کو گھی، روغن اور
شوربہ کیساتھ کھائین، یا زیتون اور اخروٹ کے تیل مین تر کرکے کھائین، یا تل کا تیل اور شہد ملا کر
کھائین، روغن زیتون، روغن اخروٹ اور شہد سے اس کا ذائقہ بہت اچھا ہوجاتا ہے، ایک طریقہ
یہ بھی ہے کہ پہلے سعد کی جڑ وغیرہ کو پانی اور نمک کے ساتھ اُبالین، اور پھر میٹھے پانی مین پکائین
تاکہ نمکینی اور تلخی زائل ہوجائے، بار بار اسی طرح پکاتے رہین، یہان تک کہ تلخی وغیرہ زائل ہوجائے
اس کے بعد روٹی پکائین، اور روغن اور شہد کے ساتھ کھائین،

بوقت ضرورت، اسارون (ہندی مین بنڈکھر کہتے ہین) کی روٹی بھی کھائی جاتی ہے،
اسارون جب پرانا ہوجاتا ہے، اس کی جڑ لکڑی کی طرح موٹی ہوجاتی ہے، بعض انگلی کے برابر
باریک ہوتی ہے، اور اخیر مین ایک گرہ ہوتی ہے، اسمین بھی خوشبو ہوتی ہے، اور ذائقہ مین
تیزی اور تلخی ہوتی ہے، مزاجاً گرم ہے، دوسرون کے لئے مسخن اور محلل ہے، اس کی اصلاح

اُبالکر کی جاتی ہے، پھر اسکو خشک کرکے پیستے ہین، اور آٹے مین جو یا گیہون کا آٹا ملا کر روٹی پکاتے
ہین، اس کی اصلاح اسطرح کی جاتی ہے، کہ اولاً نمک اور پانی مین خوب اُبالتے ہین، پھر تازہ
میٹھے پانی مین جوش دیتے ہین، اسطرح بار بار اُبالنے سے شیرینی آجاتی ہے، حب المحلب[1] بھی اصلاح
کے بعد کھایا جاتا ہے، یہ ایک بڑی درخت ہے، لوگ اس کو باغ کی آرایش کے لئے لگاتے
ہین، ایک جگہ لگا دینے سے یہ پھیل جاتا ہے، اور ہمیشہ سرسبز رہتا ہے، کوئی آفت اسکو نقصان
نہین پہنچاتی، البتہ پیاس کی شدت اس کو ہلاک کردیتی ہے، اس کے پھل مین خوشبو ہوتی
ہے جس سے عطر بنایا جاتا ہے، بری مین بستانی سے زیادہ خوشبو ہوتی ہے، اس کے ذائقہ
مین البتہ تلخی ہوتی ہے، ضعیف اور مرطوب مزاج والون کے لئے اصلاح کے بعد بھی کھانا مفید
ہوتا ہے، میٹھے پانی مین اسکو دو مرتبہ اُبالتے ہین، اسی سے اس کی تلخی کم ہوجاتی ہے، پھر سرکہ
اور پانی مین پکا کر درست کرتے ہین، یا ایک مرتبہ پانی مین اور ایک مرتبہ سرکہ مین پکانا کافی
ہوتا ہے، تلخی اور لزوجت وغیرہ کے زائل ہونے کے بعد میٹھے پانی مین پھر اُبالتے ہین، تاکہ یہ جذب
ہوکر اس مین شیرینی پیدا کردے، کئی بار پکانے اور اُبالنے سے اس مین شیرینی آجاتی ہے، اسکو روٹی
کے ساتھ کھائین، جسم کو یہ گرم رکھتا ہے،

آدم کا قول ہے کہ نباتات کی اصلاح کرکے غذا مین استعمال کرانا انسانی منافع کے لئے
ایک امر لابدی ہے، خصوصاً قحط اور خشک سالی کے موقع پر اس کی واقفیت کارآمد چیز ہوتی ہے،
جہان غلہ نہ مل سکے، وہان اس قسم کی تدبیر سے قوت لایموت حاصل کی جاسکتی ہے، فواکہ اور غلون
کے استعمال اور ان کی روٹی پکانے کی ترکیبین تفصیل سے لکھی جاچکی ہین، جن نباتات کا ذکر نہین
کیا گیا، اُن کو اُن ہی پر قیاس کرلو،

---

[1] ہندی مین کنبلا اور گھونی اور فارسی مین پیوند مریم کہتے ہین،

فصل

گذشتہ فصلون مین جن نباتات، بقول اور اشجار کی زراعت سے بحث کی گئی ہے ان کے بعض صفات اور خصوصیات کا ذکر،

بطم (جسکو فارسی مین بُن کہتے ہین) کا دوسرا نام حبۃ الخضراء ہے، خ وغیرہ کا قول ہے کہ اطبا کے نزدیک اوسکی دو قسمین ہین، ایک بری اور دوسری بستانی، بستانی کو اصلی بطم کہتے ہین اور اوس کا پھل حبۃ الخضراء کہلاتا ہے، اور بری کو ضرو (فارسی مین درخنک کہتے ہین،) کہتے ہین، ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ضرو پہاڑی نباتات مین ہے، بعض خانہ بدوش عربون نے یہ بیان کیا ہے کہ ضرو ہمارے یہان بلوط کے مشابہ ہوتا ہے، بلوط سے یہ اچھا ہوتا ہے، پتون کا کنارہ سرخ ہوتا ہے اور بطم کی طرح اسمین بھی خوشہ ہوتا ہے دانہ بطم سے بڑا ہوتا ہے، پختہ ہونے کے بعد دانہ سرخ ہو جاتا ہے، پتیون مین بھی سرخی آجاتی ہے، ظ مین ہے کہ بطم کو حبۃ الخضراء کہتے ہین، اس کی لکڑی سبز اور سیاہ رنگ کی ہوتی ہے، چونکہ پھل سبز رنگ کا ہوتا ہے، اس لئے حبۃ الخضراء کے نام سے مشہور ہے یہ پہاڑ، چٹیل میدان، اور پتھریلی زمینون مین کثرت سے ہوتا ہے، اس کی شاخ سے پتھر مین سوراخ کیا جاتا ہے، جنگل کی سخت زمین جس مین مٹی اور پتھر دونون ہون، اس کے لئے زیادہ موافق ہوتی ہے، نرم اور خالص مٹی کی زمین یا بد ذائقہ زمین مین یہ اچھی طرح نہین ہوتا ہے میٹھا اور ہلکا پانی مفید نہین ہوتا ہے، بلکہ چشمہ وغیرہ کا گاڑھا پانی جس مین تھوڑی لزوجت بھی ہو نفع بخش ہے، اس مین زیادہ علاج معالجہ کی ضرورت نہین پڑتی ہے، اعلیٰ قسم کی زمین مین کبھی

یہ اچھا نہین ہوتا خواہ جسقدر پانی سے سیراب کرین، بلکہ زیادہ تر پہاڑی علاقون مین ہوتا ہے جب اس پر کوئی آفت آئے، مثلاً پتیان مرجھا جائین یا پودہ کمزور ہو جائے تو جڑ مین گرم پانی کئی دفع ڈالین، حبۃ الخضراء کے چند دانے اور اس کا پتہ اور پھل پانی مین جوش دین، اور یہی پانی جڑ مین ڈالین، کیونکہ حبۃ الخضراء اور اسمین ایک مواخاۃ ہے، دونون ایک دوسرے کو محبوب رکھتے ہین، ہر ایک کا قرب دوسرے کیلئے مسرت اور فرحت کا باعث ہوتا ہے، حبۃ الخضراء زمین کو تلخ کر دیتا ہے، خصوصاً جب یہ زیادہ معمر ہوتا ہے، یہان تک کہ زمین کی اصلاح کی ضرورت پڑ جاتی ہے، اس زمین کو درست کئے بغیر دوسری کاشت نہین کی جا سکتی ہے، حبۃ الخضراء کے متعلق بعض کاشتکارون کا بیان ہے، کہ اس کے قریب کے تمام نباتات اور اشجار سے کیڑے بھاگ جاتے ہین، حتی کہ چیونٹی بھی نہین لگتی ہے،

خ کا قول ہے کہ ضرو کی پانچ قسمین ہین، ایک کا پتہ چوڑا ہوتا ہے، جو ریحان شعری کی پتیون کے برابر عریض ہوتا ہے، دوسرے کا پتا اس کی پتیون کی طرح باریک اور پتلا ہوتا ہے، اور لکڑی مین نرمی ہوتی ہے، تیسرے کا پتا بھی عریض اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، جو خروب اور زیتون کی پتیون کے مشابہ ہوتا ہے اس کی لکڑی سرخ ہوتی ہے، اصل ضرو یہی ہے، ضرو کی چوتھی قسم بطم اور حبۃ الخضراء کے نام سے مشہور ہے، اس کا درخت ضرو سے بڑا ہوتا ہے، پتیان بھی ضرو سے بڑی ہوتی ہین، خوشبو بھی زیادہ ہوتی ہے، اور پھل کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے، بطم کے درخت اشبیلیہ کے اطراف مین کثرت سے نظر آتے ہین، ضرو کی پانچوین قسم سیاہ ہوتی ہے، اس کے پتے سیاہ اور چوڑے ہوتے ہین، پتیون کا کنارہ گول ہوتا ہے، بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اسمین سیاہ مصطگی[1] ہوتی ہے،

خ وغیرہ کا قول ہے کتم (برگ نیل) کی تین قسمین ہین، ایک کا پتہ آس شعری کے پتے کے برابر عریض ہوتا ہے، اس کا درخت اس سے بڑا ہوتا ہے، پتیون کے کنارہ مین آرہ کی طرح دندانہ ہوتا ہے، دوسرے کا پتہ پہلے کی بہ نسبت کم عریض ہوتا ہے، لیکن درخت بڑا ہوتا ہے، اس کا دانہ ریحان

[1] دیکھو محیط اعظم در بیان مصطگی،

اور فلفل کے برابر ہوتا ہے، اس کا تیل چہرہ کی صفائی کے لئے مستعمل ہے، تیسرا وہ ہے جس کا پتا مسان کے پتون کے برابر ہوتا ہے، کتم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی پتی کا شیرہ سگ گزیدہ کو پلانا بہت مفید ہوتا ہے، اگرچہ فوراً قے ہو گی، لیکن اس سے افاقہ ہو جائے گا، اس کا تجربہ کیا گیا ہے، کتم کی پتیان مہندی کی طرح خشک کرکے رکھی جاتی ہین، مہندی مین ملا کر خضاب مین استعمال کیا جاتا ہے،

کرمۃ البیضا جسکو قسری[1] بھی کہتے ہین، اس کا دانہ سرخ ہوتا ہے، اور اس مین خوشے ہوتے ہین، کرمر لو جسکو عربی زبان مین برطانہ کہتے ہین، یہ بھی خوشبو دار ہوتا ہے، پھل سبز ہوتا ہے اور پکنے کے بعد سیاہ ہو جاتا ہے، عورتین اس کی جڑ چہرہ کی صفائی کے لئے استعمال کرتی ہین،

حنظل (اندرانی) کے متعلق ابو علی سینا کا قول ہے کہ حنظل مین نر اور مادہ ہوتے ہین، نر کے پھل کا اندرونی حصہ صاف اور سخت ہوتا ہے، اور مادہ کے پھل کا اندرونی حصہ چکنا اور نرم ہوتا ہے، اسکی اعلیٰ قسم وہ ہے جو سفید اور نرم ہو، بعض پھل سبز توڑے جاتے ہین، اور بعض زرد ہونے کے بعد توڑ لئے جاتے ہین، حنظل کے درخت مین اگر صرف ایک ہی پھل ہو، تو یہ نہایت خراب ہوتا ہے، سیاہ اور سخت حنظل بھی خراب سمجھا جاتا ہے، اس کی جڑ بچھو کی کاٹ کے لئے اکسیر ہے، ایک درم کے برابر پیسکر پلانا کافی ہے، سانپ کی کاٹ کے لئے بھی یہ نافع ہے، ڈسنے کی جگہ اس کی مالش بہت مفید ہوتی ہے، حنظل کا پوست اور پھل مغز جاندار کے لئے سم قاتل ہے، پوست اور پھل کی چھ رتی اور مغز کی بارہ رتی آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے،

حاج (خار شتر) ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اہل شام اسکو عاقول کہتے ہین، ہمارے ملک مین بکثرت ہوتا ہے، یہ آدمی کے قد کے برابر ہوتا ہے، زیادہ تر ریتیلی زمین مین ہوتا ہے، اس کی پتیان کانٹے کی طرح لانبی ہوتی ہین، اور گہرے سبز رنگ کی ہوتی ہین، گرمی مین یہ درخت سبز ہوتا ہے،

[1] اصل مین قری ہے لیکن قاشر کی تصحیف ہے، اسکو فارسی مین ہزار افشار اور کرم دشتی بھی کہتے ہین،

اور اس کا پھول سرخ ہوتا ہے، یہ پھول ابتداءً سخت ہوتے ہین، موسم سرما مین نرم ہونے کے بعد سب کے سب کانٹے کی صورت اختیار کر لیتے ہین، بعض یہ کہتے ہین کہ اس مین پھول نہین ہوتے ہین، ابن الجزار کا قول ہے کہ یہ شام اور خراسان مین کثرت سے ہوتا ہے، اور ترنجبین[1] اسی پر پائی جاتی ہے،

عنصل جسکو بصل الفار (پیاز دشتی) کہتے ہین، اس کا نام بصل الفار اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس سے چوہے ہلاک ہو جاتے ہین، اس کا پتہ سوسن کے مشابہ ہوتا ہے، اور پھول سیاہی مائل ہوتا ہے، اس کا نام بصل الخنزیر بھی کہتے ہین، یہ نہایت سم قاتل ہوتا ہے، اس مین پیاز کی شکل کی جڑ ہوتی ہے جو زمین سے نکالی جاتی ہے، طامین ہے کہ عنصلان یعنی بصل الفار کو فارسی مین اشقیل کہتے ہین، اسکا نام بصل الحار، بصل البرانی، اور اشکلہ بھی ہے، پیاز دشتی نرم زمین مین نہین ہوتی ہے، بلکہ زیادہ تر پہاڑی علاقون مین یہ پائی جاتی ہے، یا کیچ والی زمین مین ہوتی ہے، پتھریلی زمین مین اور چٹیل میدان مین کثرت سے ہوتی ہے، ان باغون مین بھی اس کی کاشت ہو سکتی ہے، جو خشک ہو کر خراب ہو گئے ہین، یا وہ زمین موافق ہو گی، جس مین کسی قسم کی نمی یا تری نہ باقی ہو، سخت زمین مین بھی ہوتی ہے، اس کی ایک بڑی خاصیت یہ ہے کہ جنگل کے جانور اسکو دیکھکر اور اس کی بو سے بھاگتے ہین، اگر کوئی مسافر ایک دو پیاز دشتی کی جڑ اپنے ساتھ رکھے، اور جب شیر، چیتا، بھیڑیا یا نیل گائے وغیرہ سامنے آجائے، تو اسکو سامنے پھینک دے، ہر جنگلی جانور دیکھتے ہی بھاگ جائے گا، خصوصاً بھیڑیا اس سے بہت بھاگتا ہے، اس کا تجربہ اس طرح کرو، کہ ایک بھیڑیا کو باندھو، اور اس کے پیٹ کے قریب پیاز دشتی پھینک دو، بھیڑیا پہلے توری توڑ کر بھاگنے کی کوشش کرے گا، اور جب مجبور ہو جائے گا تو سر اور جسم کو زمین پر پٹکے گا، آخرش اسی طرح ہلاک ہو جائے گا،

رخ وغیرہ کا قول ہے کہ شکوس ورد قصبی کا نام ہے بعض اس کو وردبری بھی کہتے ہین، عجمی زبان مین رجبل کہتے ہین، اس کا پتہ زیتون کے پتون کے برابر ہوتا ہے، یہ خاکی رنگ کا ذرا سخت ہوتا ہے، شاخ بھی سخت اور سفیدی مائل ہوتی ہے، موسم ربیع مین پھول آتے ہین، اس کا پھول سرخ

[1] یہ ایک قسم کی شبنم ہے جو درخت پر منجمد ہو جاتی ہے،

گلاب کے مانند ہوتا ہے، بیچ مین تھوڑی زردی بھی ہوتی ہے، یہ ورد قصبی کے نام سے مشہور ہے، گلاب کے ساتھ اس کا پیوند بہت اچھا ہوتا ہے، پھول نہایت خوشنما ہوتا ہے، اسی کی ایک قسم سکوس کہلاتی ہے، اس کی پتیان قصبی سے چھوٹی ہوتی ہین، فرق اتنا ہے کہ اس کا رنگ گہرا سبز ہوتا ہے، اور لمبائی کے ساتھ گولائی بھی ہوتی ہے، شاخ سرخ رنگ کی ہوتی ہے، اور پھول سفید ہوتا ہے،

ابن سینا کا قول ہے کہ یتوع[1] کی مختلف قسمین ہین، قشر[2]، شبرم، لاغیہ، ماردفون، ماہودانہ، قطلینا وغیرہ مین زہریلا دودھ ہوتا ہے، جو سم قاتل ہوتا ہے، ان مین نر اور مادہ بھی ہوتے ہین، نر زیادہ قوی العمل ہوتا ہے، لاعیہ کو عجمی زبان مین بجبرولہ کہتے ہین، شبرم کو افریقہ مین ابعیون کہتے ہین اور بربر لقا لقب کہتے ہین بعض لوگ اسکو ماردفون ہی کی ایک قسم بتاتے ہین، قشر کی ایک عجیب خاصیت یہ ہے کہ جو انسان اس کے سایہ کے نیچے بیٹھے گا، وہ مرجائے گا، ثمر اشبرم کے اقسام مین سے ابن سینا کی کتاب مین ہے کہ شبرم بستانی بھی ہوتا ہے، اس مین باریک اور چکنا تنا ہوتا ہے، اور ذرا ذراون ہوتا ہے، اسکی پتیان طرخون کی طرح نرم ہوتی ہین، شبرم فارسی دو درم جاندار کو ہلاک کرنے کیلئے کافی ہے، ق کا قول ہے کہ یہ سب رومی کی مشابہ ہوتی ہین، فارسی مین لطمار الکلبہ کہتے ہین،

---

[1] یتوع ان نباتات کو کہتے ہین جنمین زہریلا دودھ ہوتا ہو [2] اصل مین یہ لفظ اسی طرح ہے، لیکن صحیح عشر ہے ہندی مین مدار کہتے ہین،

باب نمبر۳۰ سی ام

اس باب مین عمارت کے لئے زمین کے انتخاب کا طریقہ اور عمارت اور کولھو وغیرہ کیلئے درخت سے لکڑی کاٹنے کا وقت بتایا گیا ہے تاکہ لکڑی مین دیمک وغیرہ نہ لگے، عرق گلاب، شیرۂ انگور، سرکہ اور عرق انگور کشید کرنے کی ترکیب لکھی گئی ہے، اسی کے ساتھ سالی کے مہینون کے نام اور اُن کے خواص اور تاثیرات اور ان کی شناخت کا طریقہ لکھا گیا ہے، بارش، خشک سالی، سردی اور ہوا وغیرہ کی علامتین لکھی گئی ہین، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک کاشتکار تنہا اپنی ضرورتین کس طرح پوری کر سکتا ہے، ان تمام امور کیلئے یہ باب انشاء اللہ جامع ہوگا،

فصل

ق کا قول ہے کہ عمارت کے لئے اچھی اور مرتفع زمین منتخب کی جائے، دروازے اور روشندان مشرق کی جانب رکھے جائین تاکہ رہنے والون کی صحت کے لئے مفید ہو، مکان وسیع اور کشادہ رکھے جائین، چھت اونچی بنائی جائے، مکان کا اندرونی حصہ نہ تو زیادہ تنگ و تاریک رکھا جائے اور نہ آمد و رفت کے راستے چھوٹے رکھے جائین، بلکہ دروازے بڑے رکھے جائین تاکہ ہوا وسعت کے ساتھ پھیل سکے،

فصل

عمارت اور دوسری ضرورت کیلئے لکڑی کاٹنے کا وقت، اور درخت کے انتخاب کا طریقہ،

ق کا قول ہے کہ بہت پرانے یا اوسط عمر کے پرانے درخت عمارت کے لئے بہتر ہوتے ہین، بشرطیکہ بوسیدگی اور کرم خوردگی سے محفوظ ہون، اس سے کم عمر کے درخت مثلاً جن کی عمر دس سال ہو، وہ نہ صرف کمزور ہوتے ہین، بلکہ اُن مین رطوبت ہوتی ہے، بلوط کے درخت پھل کی تیاری کے وقت کاٹنا چاہئے، پھل چن لینے کے بعد فوراً کاٹ لیا جائے، لیکن دوسرے درختون کے لئے خریف گذرنے کا انتظار کیا جائے، اور سرما شروع ہونے سے قبل کاٹ لئے جائین، عموماً وہ درخت زیادہ سالم، درست اور مضبوط رہتا ہے، جو شمالی ہوا کے رخ پر یعنی قبلہ کے داہنے جانب ہو، اور سب سے کمزور اور خراب درخت وہ ہوتا ہے، جو پانی مین ہو، سایہ مین ہو، یعنی دھوپ کا اثر کم پڑتا ہو، جس درخت کا تنا چکنا ہوتا ہے، وہ گرہ دار درخت سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے، درخت کاٹنے کا وقت چاند کے محاق کے وقت اچھا ہے، سوتدیون کا قول ہے کہ قمری مہینہ کی تیسوین یا ستائیسوین تاریخ درخت کا کاٹنا بہت اچھا ہے، بعض یہ کہتے ہین، کہ درخت ماہ مین چاند کے محاق کے دنون مین کاٹنا چاہئے، بعض یہ کہتے ہین کہ ۲ جنوری کو اگر درخت کاٹا جائے تو اس مین دیمک نہ لگے گی، بعض کہتے ہین کہ لکڑی مین پانی جاری ہونے سے قبل کاٹنا چاہئے، یعنی اوائل نومبر سے دسوین جنوری تک یہ عمل ختم کر دینا چاہئے، بعض کہتے ہین کہ جولائی مین کاٹنا چاہئے، بعض کہتے ہین کہ بطن الحوت کے سقوط کے وقت یعنی نصف اکتوبر مین درخت کاٹا جائے، بعض کہتے ہین کہ عمارت کے لئے لکڑی چاند کی پہلی

تاریخون مین کاٹی جائے، کیونکہ وسط کی تاریخون مین جو لکڑی کاٹی جاتی ہے، اس کے سڑنے کا خطرہ رہتا ہے، بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ درخت کی عمر کا اندازہ کر لینے کے بعد شنبہ کے دن کاٹ لینا چاہئے، البتہ دوشنبہ یا پنجشنبہ کو درخت نہ کاٹا جائے،

فصل

بعض علامات سے سیب، انگور، اور زیتون کے پھلونکا تخمینہ کرنے کا طریقہ،

ط کہتے ہین کہ سیب مین جس سال پتیون سے قبل کلیان نکل آئین، اس سال پھل زیادہ ہون گے، اس طرح انگور مین جب خوشہ کی رگین زیادہ نکلین یعنی ایک کی جگہ پر دو، اور دو کی جگہ پر تین نکل آئین، تو اس سال پھل دوگنا ہوگا، زیتون کے پھل کے تخمینہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب آفتاب برج حوت سے گذر کر برج حمل کے درجات طے کر رہا ہو، تو زیتون کی پتیون کو غور سے دیکھو، اگر ہر شاخ کے کنارہ پر دو نئی پتیان نکل آئی ہون اور دونون مدور شکل کی ایک دوسرے کے محاذ مین ہون یا پلٹی ہوئی ایک دوسرے کے مخالف سمت مین جھکی ہوئی ہون تو اس سے قیاس کرنا چاہئے کہ پھل زیادہ ہون گے، اس شکل کی متعدد پتیان شاخ کے کنارہ پر نمودار ہوتی ہین، اگر یہ پتیان دوسری پتیون کی طرح کھڑی ہوئی نظر آئین، تو یہ علامت ہے کہ پھل کم ہون گے، پتیون مین استقامت یا انتشار کا پیدا ہونا کم بار آور ہونے کی دلیل ہے، اگر شاخ کے کنارے پر نئی پتیان مرجھائی ہوئی ہون تو یقین کر لو کہ اس سال پھل نہ آئے گا،

فصل

عرق گلاب کشید کرنے کا طریقہ، دھوان سے محفوظ رکھنے اور دوسری خرابیون سے بچانیکی ترکیب یہ زہراوی کی کتاب سے ماخوذ ہی،

زہراوی نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ گلاب سے عرق کشید کرنے کے مختلف طریقے رائج ہین، بعض پانی سے لکڑی یا کوئلہ کی آگ پر کشید کرتے ہین، بعض کوئلہ اور لکڑی کی آگ پر بغیر پانی ڈالے ہوئے کشید کرتے ہین، اور عام لوگ لکڑی کی آگ پر عرق کشید کرتے ہین، اس مین خوشبو کم ہوتی ہے، ملوک عراق ایک خاص طریقہ سے عرق کشید کرتے تھے، اگرچہ وقت طلب ہوتا ہے لیکن اختصار سے یہان پر ذکر کیا جاتا ہے، تانبے کی دیگچی چولھے پر دیوار کی آڑ مین رکھی جائے جس طریقہ سے حمام بنایا جاتا ہے، چولھے کا منہ باہر کی جانب ہو تاکہ دھوان باہر نکل سکے اور اندر کوئی نقصان نہ پہنچائے، اس دیگچی یا ہانڈی مین پانی بھر دین، اور ایک تختہ سے ڈھک دین، اس تختہ مین ایک بڑا سوراخ بنائین جسمین قرعہ یعنی بھبکا جما سکین، اسکو اس طرح بٹھالین کہ ہانڈی کے اندر نہ چلا جائے، بلکہ معلق رہے، قرعہ (بھبکا) اور انبیق (یعنی نل) دونون شیشہ کے ہون، قرعہ مین تازہ گلاب بھر دین، اور انبیق اور قرعہ کے جوڑ پر کتان کا ٹکڑا باندھ دین تاکہ بخارات باہر نہ نکلین، اس کے بعد چولھے مین انگور کی لکڑی جلائین، جب دیگچی کا پانی جوش مارنے لگے اور تقاطر شروع ہو جائے تو چولھے کا منہ بند کر دینا چاہئے، اگر قرعہ اور انبیق شیشہ کا نہ دستیاب ہو سکے تو مٹی کا لینا چاہئے، جس پر شیشہ کا جڑاؤ ہو، یا صرف اندر شیشہ جڑا ہوا ہو، وہ ظرف بھی

مضبوط ہونا چاہئے جس مین عرق کشید ہو کر گرتا ہے جب تقاطر ختم ہو جائے، تو دوسرا تازہ گلاب ڈالین، قریب ہی ایک برتن مین تیز گرم پانی رکھین، جب دیگچی کا پانی خشک ہو تو فوراً یہ گرم پانی ڈالدین، ٹھنڈا پانی نہ ڈالا جائے، اس سے شیشہ چور ہو جاتا ہے، وردبری کا عرق ورد بستانی سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے،

کوئلہ یا لکڑی کی آگ پر پانی کے بغیر عرق کشید کرنے کا طریقہ

مربع، مستطیل یا مدور جس قسم کا چاہو، قرعہ کی تعداد کے لحاظ سے چولھا بناؤ، چولھے کی بلندی دو قرعہ کے برابر نچلا حصہ چوڑا اور علوی حصہ مرتفع اور مدور رکھو، چولھے مین متعدد خانے بناؤ، جن مین قرعون کو جما دو، ہر دو خانہ کے درمیان مین چار انگل کا فاصلہ رکھو، چولھے کے علوی حصہ مین کوئی سوراخ یا منفذ نہ بناؤ، ورنہ ہوا کے داخل ہونے سے عرق خراب ہو جائے گا، چولھے کے سفلی حصہ مین دروازے بناؤ، ایک لکڑی جلانے کے لئے اور دوسرا دھوان نکالنے کیلئے رکھو، یہ قرعے پختہ مٹی، یا پھر خام مٹی کے ہون، جو آگ پر ٹھہر سکتے ہون، چولھا جب تیار ہو جائے اور اس مین کسی قسم کا شق نہ پیدا ہو تو ان قرعون مین تازہ گلاب بھر دو، اور ان خانون پر جما دو، اس کے بعد آگ جلاؤ، چولھا جب خوب گرم ہو جائے گا، تو عرق ٹپک کر انبیق کے راستہ اس ظرف مین گرے گا، جو انبیق کے کنارہ پر رکھا جاتا ہے، جب تقاطر شروع ہو جائے تو چولھے کا دروازہ بند کر دو، اور دھوان نکلنے کے لئے دوسرا دروازہ کھولدو، جب عرق اچھی طرح کشید ہو جائے تو بھبکیون کا منہ نکال لین، اور کپڑے سے خوب صاف کر دین، چولھے مین لکڑی کی جگہ کوئلہ ڈال سکتے ہین، بلکہ کوئلہ کی آنچ پر عرق اچھا اترتا ہے، قرعہ اور انبیق یعنی نل اور بھبکا کو اس طرح جمائین کہ ان دونون کے درمیان مین کوئی خلل نہ واقع ہو، جمانے کے بعد دونون کے جوڑ پر کپڑا لپیٹ دین، تاکہ بخارات نہ نکل سکین، قرعہ کے منہ کو انبیق

کی طرف مائل کر دین، تاکہ انبیق بھی اس درخت کی طرف جھک جائے، جس مین عرق جمع ہو رہا ہے، انبیق لمبا ہو لیکن اندر کی وسعت کم ہو، آنچ مناسب انداز سے رکھین، اس کا اندازہ انبیق کو چھو کر کیا جا سکتا ہے اگر یہ بہت زیادہ گرم ہو گیا ہو تو آنچ کم کر دینی چاہیئے، آگ کی تیزی رطوبت کو جذب کر لیتی ہے، اور اس کی کمی سے تقطیر مین دیر ہوتی ہے،

بعض مجربین کا قول ہے کہ عرق کشید کرنے کے لئے چولھا صحن مین نہ بنانا چاہیئے، بلکہ کسی کشادہ کمرے مین بنانا زیادہ اچھا ہے، صحن کی ہوا عرق کو خشک کر دے گی، ماہرین کا قول ہے کہ گلاب کے نصف وزن کے برابر عرق اترتا ہے، بعض کہتے ہین کہ تین چوتھائی بھی عرق اتر سکتا ہے، یہ گلاب کی حالت پر منحصر ہے، جسقدر گلاب کے پھول اچھے اور تازہ ہون گے، اسی قدر عرق زیادہ اُترے گا، بشرطیکہ انبیق اچھا اور عامل ہوشیار ہو،

عرق گلاب کشید کرنے کی ایک سہل صورت

تانبے کی ایک دیگچی مین پانی بھر کر معمولی چولھے پر رکھو، اور اسکو ایک ایسے تختہ سے ڈھک دو جسمین متعدد خانے قرعون کے لحاظ سے بنائے جائین، تاکہ قرعے ان مین رکھے جائین جسقدر یہ دیگچی قرعون کا بوجھ سنبھال سکتی ہو، اسی قدر تختہ مین خانے بنائے جائین، یہ قرعے شیشہ کے ہون، ان کو خانون پر اس طرح رکھو کہ یہ پانی کے اوپر معلّق رہین، اور دیگچی سے لگنے نہ پائین، قرعون مین پھر انبیق بٹھالو، اور جوڑ کو کتان کے کپڑے سے اچھی طرح باندھ دو، قرعہ مین گلاب ڈالدو، اور آگ جلاؤ، جب پانی جوش کھانے لگے اور تقاطر شروع ہو جائے، تو آنچ متوسط رکھو، اس طرح عرق کافی مقدار مین کشید ہو سکتا ہے،

مٹی کے قرعے مین عرق گلاب کشید کرنے کا ایک مجرّب طریقہ

ماہرین کا قول ہے کہ عرق کشید کرنے کے لئے چولھا اچھا اور مضبوط تیار کیا جائے، سب سے اچھا چولھا وہ ہوتا ہے جسمین ۵ ۲ یا ۱۶ قرعون کے رکھنے کی جگہ ہو، خواہ یہ مربع اور مستطیل شکل کے بنائے جائین، اگر سولہ قرعون کے لئے چولھا بنایا جائے، تو ان مین چار صف تیار کی جائے، ہر صف مین چار قرعون کی جگہ رکھی جائے، اور پچیس قرعون کے لئے پانچ صف، ہر صف مین پانچ قرعون کی جگہ بنائی جائے، چولھے کے چار گوشون کی دیوارین برابر رکھین، اور چولھے کا بوجھ وسط مین ایک کمان پر رکھا جائے، یہ کمان اینٹ کی بنائی جائے، جسپر باریک پسی ہوئی راکھ ڈالی جائے، اور اوپر سے تیغ لگا کر سطح برابر کیجائے، اس کے خشک ہونے کے بعد نمک کی ایک تہ بٹھالی جائے، اسطریقہ پر یہ حصہ زمین سے دو بالشت اونچا ہو جائے گا، اب اس کمان کے سہارے پر قرعون کے لئے خانے بنائین، چولھے کا دروازہ ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ کشادہ رکھین، یہ دروازے محراب دار ہون، ان خانون کی دیوارین، کمان سے نیچی ہون، ہر خانہ مین لوہے کی تین زیخ نصب کر دین، اور اس پر ایک تختہ رکھین جس مین قرعہ کے برابر سوراخ بنا دین تاکہ یہ قرعے معلّق رہین، اس طرح پہلی صف تین انگل، دوسری صف دو انگل اور چوتھی صف ایک انگل اونچی ہو، چولھے کے دروازے یا کمان کے قریب کے قرعے اچھے ہون گے، اُن کے نیچے عرق کے لئے ظروف وسیع رکھے جائین، بڑے چولھے مین ہوا کی آمد و رفت کے لئے دروازہ کشادہ رکھتے ہین، تاکہ آگ جلد تیار ہو سکے، اور معتدل طور پر گرم رکھ سکے، ہر قرعہ کو تختہ کے خانون پر رکھنے کے بعد تیغ سے جوڑ دین، تاکہ یہ مضبوطی سے بیٹھ جائین، اُن منافذ کو جو تختہ اور قرعہ کے درمیان مین ہون، چونے سے بند کر دین، ورنہ بخارات کے نکلنے کا اندیشہ ہے، قرعون کو زیادہ قریب قریب نہ رکھین، ہر دو قرعون کے درمیان مین نصف بالشت کا فاصلہ رکھین،

اور خود قرعہ کا طول دو بالشت اور اس کی گردن جو چولھے کے اوپر نکلی ہوتی ہے تین بالشت لانبی
رکھین، قرعہ کا اندرونی حصہ چکنا اور مسطح رکھنا چاہئے، بلکہ اندر شیشہ کا جڑاؤ ہو تو بہتر ہے، قرعہ کا
منہ اتنا کشادہ ہو کہ بوقت ضرورت لکڑی اندر جا سکے، تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ پانی کتنا ہے، سرے کا
حصہ بالکل گول ہو اگر ایسا نہ ہو تو انبیق یعنی نل اس مین اچھی طرح نہین بیٹھ سکے گا، اور بخارات
کے نکلنے کا راستہ بن جائے، قرعہ کے اوپر کے کنارے اونچے اور پتلے ہونے چاہئین، انبیق
کے اندر بھی اگر شیشہ کا جڑاؤ ہو تو بہتر ہے انبیق مین اتنی وسعت ہو کہ ہاتھ اندر جا سکے، جس راستہ
سے عرق ٹپکتا ہے، وہ چکنا بھی ہونا چاہئے، قرعہ کا سرا گول ہو تاکہ انبیق اچھی طرح بیٹھ سکے اور
بخارات نہ نکل سکین، انبیق کا جو حصہ قرعہ کے اندر جائے وہ کم سے کم ایک انگل کے برابر ہو تاکہ
داخل ہو سکے، اس سے زیادہ حصہ اگر جا سکے تو کوئی ہرج نہین ہے، چونکہ یہ کپڑے کی بندش پر
جمائے جاتے ہین، اس لئے ٹوٹنے کا اندیشہ نہین رہتا ہے، جن ہانڈیون اور ظروف مین عرق جمع
کیا جائے اس کا نچلا حصہ چوڑا اور منہ تنگ ہو صرف اتنی وسعت ہو کہ انبیق اندر جا سکے ان ظروف
کو تپھر پر رکھین تاکہ چولھے کی گرمی سے یہ محفوظ ہو جائین، زیادہ حدت سے عرق جذب ہو جائیگا
قرعہ اور انبیق کو جوڑنے کے لئے نرم کتان کی پٹیان بنا لین، اس کی دو تہ قرعہ کے منہ پر لپیٹ
دین، اور ان پٹیون پر دھاگا لپیٹ دین، اگر دھاگا نہ ہو، تو اسی کپڑے کی تین تہ لپیٹ دو،
عرق کشید کرنے کے لئے گلاب تازہ لئے جائین، منہ تک گلاب نہ بھرین، بلکہ ایک
متوسط مقدار مین گلاب کے پھول ڈالین، نصف قرعہ تک پھول ڈالنا بہتر ہے، اور بوقت
ضرورت نصف سے کچھ زیادہ بھی ڈال سکتے ہین، جو قرعہ کہ چولھے کے وسط مین ہون ان مین
پھول زیادہ ڈالین، وسط مین گرمی جلد اور زیادہ ہوتی ہے، آگ کا اندازہ اس طریقہ پر کرین
کہ انبیق یا قرعہ کے سرے پر ہاتھ رکھکر دیکھین، اگر ہاتھ نہ رکھا جا سکے تو یہ اچھی طرح گرم ہو گیا ہے
اسی طرح اگر دو تہائی عرق کشید ہو کر گر چکا ہو تو آگ کم کر دین، اور چولھے کے منہ کو بند
کر دین، اور شام تک اسی حالت مین چھوڑ دین، اگر گرمی زیادہ پہنچ گئی ہو، جس کا پتہ عرق کے

رنگ سے چل سکتا ہے مثلاً عرق مین نیلا پن یا سیاہی آ جائے، یا ذائقہ مین ترشی آ جائے، تو فوراً آگ
کم کر دو، اور جو عرق جمع ہوا ہے، اسکو الگ حفاظت سے رکھدو، اس کے بعد قرعہ مین ہاتھ ڈالکر
دیکھو کہ گلاب کی پتیون مین کوئی رطوبت یا تری باقی ہے یا نہین، اگر رطوبت بالکل نہ ہو تو سمجھ لو کہ
عرق بالکل نہین نکل سکتا، اور اگر رطوبت ہو تو بقیہ رطوبت کو خشک کرنے کے لئے تھوڑی آگ اور
جلاؤ، چولھے مین اگر دھوان بھرا ہو تو سوراخ کر کے باہر نکالدو، اور پھر سوراخ بند کر دو، دوسرے دن
قرعہ سے ثفل نکال لو، اور قرعہ کو خوب اچھی طرح کپڑے وغیرہ سے دھوؤ، اور صاف کرو، بلکہ عرق
کشید کرنے کے بعد قرعہ، انبیق، اور دوسرے ظروف کو اچھی طرح صاف کر کے دھو ڈالنا چاہئے،
ثفل کی خوبی یہ ہے کہ نیچے کا حصہ سیاہ اور بیچ اور اوپر کا حصہ سرخ ہو،

ثفل سے دوبارہ عرق کشید کرنیکی ترکیب

ثفل کو کسی لگن مین رکھکر پانی سے بھر دین، اور ایک دن بھگوئین، دوسرے دن ہاتھ اور
پیر سے اسکو خوب ملین، پانی اس مقدار مین ڈالین، کہ مالش سے خمیر تیار ہو جائے، پھر اسکو قرعہ مین رکھکر
دوبارہ کشید کرین،

خشک گلاب سے عرق کشید کرنے کی ترکیب یہ ہے گلاب کے پھول کو تر کرین، اور پھر اسی تر پھول
کو قرعہ مین ڈالین، اور احتیاط سے عرق کشید کیا جائے، عرق گلاب بوقت ضرورت کھینچا جاتا ہے،
اور ادویہ مین استعمال کیا جاتا ہے، بعض مجربین کا قول ہے کہ نصف سیر خشک گلاب مین پانچ سیر
شیرین پانی ڈالا جائے، تو عرق بہتر اترے گا، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خشک گلاب کے پھول شگوفہ
کے ساتھ لئے جائین، اور اُن کی ایک پوٹلی بنائی جائے، اور اس پوٹلی کو تین چار مرتبہ کنوین مین
ڈالکر تر کرین، اور شب کو پانی کی سطح سے ایک ہاتھ کے فاصلہ پر لٹکا دین، دوسرے دن اس گلاب
مین تازگی آ جائے گی، پھر عرق کشید کیا جائے، اگر تم بہت جلد عرق کشید کرنا چاہو تو گلاب کی پتیان
پیس کر ان کا شیرہ لے لو، اور اسی شیرہ کو قرعہ مین ڈالکر عرق کشید کرو،

ابن زہر کی کتاب مین ہے کہ سیب کے چھلکون سے بھی گلاب کی طرح عرق کشید کیا جاتا ہے، یہ عرق خوشبودار اور شیرین ہوتا ہے، گل ریحان کا بھی عرق اسی طرح کھینچا جاتا ہے، یہ عرق مسکن پیاس ہے، نارنج، لیمون، سوسن شیشہ کے قرعہ مین اسی ترکیب سے عرق کھینچا جاتا ہے، ان کا عرق اگرچہ خوشبودار ہوتا ہے لیکن جلد خراب ہو جاتا ہے،

عرق گلاب کو دھوان سے محفوظ رکھنے اور اسکے ازالہ اثر کی ترکیب،

عرق گلاب کشید کرنے کے بعد سب کو مخلوط کر دیا جائے، پہلا طبخ چونکہ ناقص رہتا ہے، اس لئے سب کا ملانا ضروری ہے، تاکہ ذائقہ ایک ہی قسم کا ہو خالص عرق گلاب کا ذائقہ شیرین ہوتا ہے لیکن ہلکا سا کسیلا پن بھی ہوتا ہے، اگر اس مین دھوان لگ جائے تو قرابہ مین تھوڑا عنبر ڈالدو چند دنون مین اس کی بدذائقگی زائل ہو جائے گی، تم اس کا چکھ کر اندازہ کرو جب اس کی خرابی جاتی رہی تو عنبر کے ٹکڑے کو نکال لو،

ایک دوسری ترکیب، مرزنگوش (ریحان کی ایک قسم ہے) کو پانی اور نمک مین تر کرین، پھر ان کی گولیان بنائین، اور کسی باریک کپڑے مین پوٹلی بنا کر عرق مین ڈالدین، گولیون کی تعداد عرق کی مقدار کے لحاظ سے ہو، چند دنون کے بعد اس کا ذائقہ چکھا جائے، اگر ذائقہ اچھا ہو، اور خوشبو بھی پیدا ہو جائے، تو اس پوٹلی کو نکال لو، عرق عموماً طبخ کی کمی اور زیادتی سے خراب ہو جاتا ہے ناقص طبخ کی علامت یہ ہے کہ عرق مین نقطے اور دھاریان پڑ جائین، اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ صاف اور مضبوط کپڑے سے تین چار بار چھان ڈالین، اور نصف سیر عرق مین ایک درم کا آٹھوان حصہ پھٹکری ملائین، اس کے بعد عرق کو چھان لین، اسی طرح طبخ کی زیادتی سے عرق سیاہ ہو جاتا ہے رنگ کے ساتھ ذائقہ بھی بدلجاتا ہے، اس کی اصلاح کی ترکیب یہ ہے کہ قدیم طفل طلیطلی (اندلس مین گل قیمولیا کو کہتے ہین،) ہر دو سیر عرق کے لئے ایک اوقیہ کے وزن سے لین، اور اسکو پانی مین ڈالکر

گھلائین، اور قرابہ مین ڈالکر چھوڑ دین، تاکہ اچھی طرح مخلوط ہو جائے، جب طفل اندر بیٹھ جائے اور عرق کا رنگ صاف ہو جائے تو اسکو چھان لین، اگر صاف نہ ہو تو طفل دوبارہ ڈالین، اور اس مرتبہ پھٹکری بھی ڈالین، رات بھر قرابہ کو ہوا مین کھلا رہنے دین، پھٹکری سے اسکا رنگ بالکل صاف ہو جائیگا کیونکہ پھٹکری سے بہتر کوئی چیز رنگ نہین کاٹ سکتی ہے، بلکہ اس سے رنگ، بو اور ذائقہ سب ہی درست ہو جاتے ہین، اور عرصہ تک عرق کو خراب ہونے سے بچاتی ہے،

عرق گلاب مین کافور، عود، لونگ، زعفران اور مشک وغیرہ کی خوشبو پیدا کرنے کی ترکیب، یہ زہراوی کی کتاب سے ماخوذ ہے،

ان مین سے جو خوشبو عرق گلاب مین پیدا کرنا چاہو وہ گلاب کے دسوین حصہ کے برابر لو اور کوئلہ کی آگ پر اس کا عرق کشید کرو، یا گلاب مین ملا کر عرق کشید کرو، عرق مین خوشبو آجانے کے بعد اس ٹکڑے کو نکال لو تاکہ آئندہ کام دیسکے، لیکن اس طرح عرق مین تیزی نہین پیدا ہوتی ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ ان عطریات مین سے کوئی چیز گلاب مین پیس کر ملائی جائے اور پھر اس کا عرق کشید کیا جائے، اس سے عرق مین خوشبو زیادہ ہوتی ہے، یا ان عطریات کا عرق علیحدہ کشید کر کے عرق گلاب مین ملایا جائے، اس سے بھی عرق اچھا ہوتا ہے، اگر عرق گلاب مین خوشبو پیدا کرنا چاہو تو سیر بھر گلاب مین ساڑھے چار ماشہ مشک ڈالو، اور دونون کو ایک دن کسی شیشہ کے برتن مین تر کر دو، پھر حسب معمول عرق کشید کرو، جب عرق اتر جائے تو فوراً کسی برتن مین رکھکر اسکو چھپا دو تاکہ خوشبو اڑنے نہ پائے، اس عرق سے سلاطین اور امراء کا علاج کیا جاتا ہے، بیچے رنگ مین یہ عرق ڈالا جاتا ہے، اس سے کپڑون مین مشک کی خوشبو پیدا ہوتی ہے، عرق گلاب مین کافور کی خوشبو بھی اسی طرح پیدا کیجاتی ہے، یہ ماءالورد کافوری کہلاتا ہے، نصف سیر گلاب مین ایک درم کافور ڈالکر قرعہ مین یا کسی محفوظ ظرف مین تر کرتے ہین، پھر عرق کشید کرتے ہین، اس سے

بھی سلاطین اور امرا، کا علاج کیا جاتا ہے اور یہ گرمی مین زیادہ استعمال کیا جاتا ہی، کیونکہ امراض حارہ مین یہ مفید ہوتا ہے، عرق گلاب صندلی کشید کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نصف سیر گلاب مین دو اوقیہ صندل کوٹ کر ڈالین، اور ایک دن ان دونون کو پانی مین تر کرین، دوسرے دن حسب معمول عرق کشید کرین، عرق گلاب زعفرانی کی ترکیب یہ ہے کہ سیر بھر گلاب مین تقریبا نصف اوقیہ زعفران ڈالکر تر کرین اور اس کے بعد عرق کشید کرین، عرق گلاب قرنفلی (یعنی جس مین لونگ کی خوشبو ہو) کی ترکیب یہ ہے کہ تین پاؤ گلاب مین ایک اوقیہ لونگ ڈال کر پانی مین تر کرین، اور عرق کشید کرین، یہ عرق ادویہ مین مستعمل ہے، عرق کشید کرنے مین آنچ ہلکی رکھین، تیز آنچ سے عرق خراب ہوجاتا ہے، اسی طرح قرعہ کو اتنا نہ بھردین کہ جوش کھا کر ابل پڑے،

صنوبر کی لکڑی سے ماء الکافور نکالنے کا طریقہ:

صنوبر کی لکڑی کا مغزدار حصہ لیا جائے، اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے جائین، پھر اسکو شیشہ کے قرعہ مین رکھکر عرق کشید کرین، اس سے خوشبودار روغن نکلے گا، جو ماء الکافور کے نام سے مشہور ہے، یہ روغن بہت جلد خراب ہو جاتا ہے، اس مین سوئی تاگہ کی طرف سے ڈبوئین، اور پھر جلائین، یہ شمع کی طرح اسوقت تک جلے گی جب تک کہ روغن اس مین رہے گا، یہ روغن مجرب ہے، اگر اسی لکڑی کا مٹی کے قرعہ مین بغیر پانی کے عرق کشید کرین، تو اس مین سے قطران یعنی چیڑ کا تیل نکلے گا،

عرق کشید کرنے کے متعلق رازی کا بیان،

رازی کا قول ہے کہ قرعہ بڑا اور موٹے دل کا ہونا چاہئے، لیکن پیندا بھاری اور بھلا ہوا نہ ہو، انبیق ایسا ہو کہ قرعہ پر اچھی طرح بیٹھ سکے، قرعہ کے اس حصہ کی شکل مستدیر ہو جس پر انبیق جمایا جاتا ہی، اس میں گلاب کی سطح تک پانی لبالب نہ ڈالا جائے، اور اس کے سرے پر کپڑا لپیٹ دیا جائے، تاکہ انبیق یا قرعہ ہل نہ سکے، انبیق قرعہ کے اندر اتنا نہ داخل کر دیا جائے کہ اس کا شیشہ

ٹوٹ جائے، ان ظروف کو ٹھنڈے پانی سے بچانا چاہئے، بلکہ ٹھنڈی ہوا سے بھی محفوظ رکھنا اچھا ہے عطار کو چاہئے، کہ گرم پانی ایک برتن مین الگ رکھ لے جب قرعہ مین پانی ملانے کی ضرورت ہو تو یہی گرم پانی ڈالے،

رازی کے علاوہ دوسرے علماء کا قول ہے کہ ایک بڑی ہانڈی یا لگن مین یا ایک چھنی ہوئی ریت یا راکھ لیجائے، یا دونون ملا کر تہ بہ تہ رکھی جائے، اور اس پر شیشہ کا قرعہ اس طرح رکھین کہ وہ ہانڈی یا لگن سے متصل نہ ہو جائے، اس کے بعد قرعہ مین پھول ڈالین، اور پانی ملائین پھر اس ہانڈی یا لگن کو قرعہ سمیت دھیمی آنچ پر رکھدین، آنچ بہت ہلکی رکھین، ورنہ قرعہ ٹوٹ جائیگا، گرم ہونے کے بعد اس مین سے تقاطر شروع ہوگا، راکھ یا ریت مین قرعہ بہت زیادہ دھسانے کی ضرورت نہین ہی، صرف اوپر رکھدینا کافی ہی، رازی اور دوسرے علماء کا قول ہے، کہ تقطیر مٹی کے قرعون مین بھی ہوتی ہے، ان کے اندر شیشہ جڑا ہوتا ہی، اور برے یہ ڈھکے ہوتے ہین، ان کو مٹی کے قرابہ مین رکھکر آگ پر رکھتے ہین، مٹی کے طبق مین رکھکر بھی آگ پر رکھ سکتے ہین، یعنی آگ اور قرعہ کے درمیان مین یہ طبق حائل ہو، قرعہ کی مٹی اتنی سخت ہو کہ آگ کی متحمل ہو سکے بلکہ قرعہ کے اندر اور باہر گل حکمت کرنا زیادہ بہتر ہے، غلیل کی مٹی کا قرعہ نہایت مضبوط ہوتا ہے، یہ قرعے تیل کشید کرنے کے بھی کام آتے ہین، مٹی کا تیل بھی اس مین نکالا جاتا ہے، مصنف کا قول ہے کہ مین نے خود مٹی کا تیل اسی طرح نکالا ہے،

رازی کا قول ہے کہ چولھا اگر زیادہ گرم ہو جائے یعنی تقاطر تیز ہو جائے تو آگ کم کردو، اور اگر کم ہو تو آگ زیادہ کردو، انبیق اور قرعہ کے سرے کو اچھی طرح مضبوط بٹھا دو، تاکہ دھوان اندر نہ جا سکے، قرعہ بطن اور قادوس اس ظرف کو کہتے ہین جسمین گلاب وغیرہ ڈال کر عرق کشید کرتے ہین، یہ مٹی کا ہوتا ہے، اندر شیشہ جڑا ہوتا ہے، بعض خالص شیشہ کے ہوتے ہین، اس حصہ کو جو نل کی طرح اس مین جوڑا ہوا ہوتا ہے انبیق کہتے ہین، اس سے عرق کھینچکر آتا ہے، اسکو بابہ بھی کہتے ہین، اور اس ہانڈی یا ظرف کو جس مین عرق جمع کیا جاتا ہے قابلہ کہتے ہین، اور انبیق کے خول کو

نہر کہتے ہین، یہ غول گہرا، سطح اور ایک طرف ذرا اونچا ہونا چاہئے، تاکہ عرق قرعہ مین نہ گرجائے،

فصل

انگور سے منقی، رب اور سرکہ بنانے کا طریقہ،

ذبیب یعنی منقی بنانے کی ترکیب اس باب مین لکھی جاچکی ہے جسمین فواکہ کے جمع کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، رب اور سرکہ بنانے کی ترکیب علیحدہ لکھی جاتی ہے،

رب بنانے کا طریقہ،

میٹھے انگور کا شیرہ نکالا جائے، اور بقدر ضرورت سے کرمٹی کے نئے ظروف مین رکھین اس شیرہ کو ایک دن اسی طرح چھوڑ دین، دوسرے دن اس مین سے شیرہ نتھار لین، اور گاد کو چھوڑ دین، تین پیمانہ شیرہ مین ایک پیمانہ میٹھا پانی ملائین، پھر اسکو مٹی، شیشہ یا تانبے کے ظرف مین رکھین، ظرف کشادہ منہ کا ہو تو بہتر ہے، پھر اسکو ہلکی آگ پر رکھکر گرم کرین، جب اُبال آجائے تو پھین کو کسی جھنجھرے سے چھان کر نکالین، اسیطرح متواتر عمل کرتے رہین، جب پھین نکل جائے تو آنچ تیز کرین، اور چمچہ سے برابر چلاتے رہین، تاکہ جلنے نہ پائے، ابن زہری کا قول ہے کہ شیرۂ انگور کو پکاتے وقت چلانا مناسب نہین ہے، بلکہ جب اس مین اُبال آجائے فوراً آتار لیا جائے بار بار آگ پر رکھین، اور اُبالنے کے وقت اُتار لین جب قوام کی طرح ہوجائے تو اُتار لین، غ کا قول ہے، سب سے بہتر شیرہ وہ ہے جو خشک ہونے کے بعد ایک ثلث باقی رہے، نئے درخت کے پھل کا شیرہ خشک ہونے کے بعد چوتھائی حصہ باقی رہتا ہے، باقی جو پانی ہوتا ہے، وہ خشک ہوجاتا ہے، پکانے کے بعد اسکو صاف اور ٹھنڈا کرکے مٹی کے روغنی مرتبان مین رکھدین، اس کے لئے

شیشہ کا مرتبان یا شیشہ جڑا ہوا مرتبان ٹھیک نہین ہے، غ کا قول ہے کہ شیرۂ انگور مین پانی ملاکر پکانے سے اس کا ذائقہ اچھا ہوجاتا ہے، خوشبو اور لطافت مین زیادتی پیدا ہوجاتی ہے، جتنی کہ پہلے اُبال مین تم کو بھی اسکی خوشبو اور ذائقہ معلوم ہوگا، بعض کا قول ہے کہ شیرۂ انگور کو نچوڑنے کے بعد ایک دن اسکو اسی حالت پر چھوڑ دین، دوسرے دن آگ پر رکھدین، غ کا قول ہے کہ خوب پکے ہوئے انگور لئے جائین پتیان صاف کرکے خراب پھل کو چھانٹ دین، اچھے دانون کا عرق لیا جائے پھر اس عرق کو پکا کر شیرہ بنایا جائے، بعض یہ کہتے ہین کہ رب بنانے کے لئے انگور کا وہ عرق لیا جائے جو خوشہ سے ٹپکتا ہو اسی کو پکایا جائے، اس کا شیرہ نہایت اچھا ہوگا، بعض لوگ شیرہ پانی بغیر ملائے ہوئے تیار کرتے ہین، شیرہ تیار کرنے کی جگہ وسیع اور کشادہ ہونا چاہئے تاکہ دھوان باہر نکل سکے، دھوان لگنے سے یہ خراب ہوجاتا ہے، پکانے مین شیرہ کو چلانے سے اس کا رنگ بہت اچھا ہوتا ہے، اگر انگور کے دانے اسوقت توڑ لئے جائین، جبکہ چاند، سرطان، اسد، میزان یا دلو مین ہو، چاند کے گھٹاؤ کے وقت شیرہ زیادہ نکلتا ہے،

ربّ شمسی یعنی ربّ جلابی تیار کرنیکا طریقہ،

یہ اس رب کو کہتے ہین جو صرف دھوپ مین تیار کیا جاتا ہے اس مین پانی نہین ملایا جاتا ہے، رب جلابی بہترین چیز ہے، اس کے لئے انگور کے ان خوشون کو چنا جائے جن مین رس بھرا ہو، اور جو آفتاب کے رخ پر کھلے اور اونچے مقام پر ہون، جب آفتاب کی حدت سے یہ سرخ ہوجائین تو خوشہ والی شاخ کو کاٹ دین، اور ان مین اسی کی طرح بل دیدین، اور خوشون کو اسی طرح لٹکا ہوا چھوڑ دین، جب دانے گل جائین، اور پوست سخت ہوجائے تو خوشون کو توڑ لیا جائے، ڈنٹھل اور پتہ وغیرہ سے صاف کرکے خراب اور کچے دانون کو نکال دین، بقیہ کا شیرہ نکالین، اتنا نہ کچلین کہ تخم بھی چور ہوجائین، اس شیرہ کو کسی صاف برتن مین رکھکر چھ گھنٹہ تک چھوڑ دین، پھر کسی شیشہ کے برتن مین چھان لین، اور اسکو دو منزلہ مکان کی دریچی پر رکھدین جہان پر دھوپ برابر پہنچتی ہو،

اس ظرف کے اطراف وجوانب مین نمک کے ڈھیلے رکھدین، دن کے وقت ان کو کھولدیا جائے، اور رات کو کسی چیز سے اس کو ڈھک دیا جائے، جب کسی ظرف کا شیرہ خشک ہوجائے تو ایک کا شیرہ دوسرے مین مخلوط کردیا جائے، یہ شربت جلاب[1] کی طرح ہوگا، مصنف کا قول ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا ہے، کنارے کنارے تھوڑی شکر آجاتی ہے،

فصل

خالص شربتِ انگور بنانیکی ترکیب، قوثامی کی فلاحت نبطیہ کی ماخوذ ہی،

صغریت کا قول ہے کہ ہر قسم کے انگور کا شربت تیار ہوسکتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پھلون کو پکنے سے تقریبًا ایک مہینہ قبل شاخ کی پتیان صاف کرڈالو، پھر ان مین خوشون کو لپیٹ دو تاکہ ان کی مائیت کم ہوجائے، دھوپ سے یہ اچھی طرح پک سکین، چند دنون کے بعد انگور کی فاضل رطوبت جذب ہوجائے گی، اور صرف شیرہ رہ جائے گا، یہ بہت شیرین ہوگا، قسطوس کا قول ہے کہ انگور پکنے سے ایک ماہ قبل خوشہ کے اردگرد کی پتیان صاف کرڈالو اور خوشون کو ان شاخون مین لپیٹ کر چھوڑدو، تاکہ دھوپ سے یہ اچھی طرح پک جائین، پھر یہ توڑ لئے جائین، اور ان کا شیرہ نکالا جائے، اسطرح یہ شربت میٹھا ہوگا،

دوسرے علما، کا قول ہے کہ انگور کو دھوپ مین پھیلادین، تاکہ پانی خشک ہوجائے، جب پوست خشک اور چڑا ہوجائے تو پھر شیرہ نکال کر دھوپ مین رکھدین، اس مین مٹھاس بہت ہوگی،

[1] یہ گلاب کا معرب ہے، اطبا، کے نزدیک یہ شربت گلاب ہے، کبھی شہد ملاکر اور کبھی دوسرے ادویہ ڈالکر تیار کرتے ہین،

اگر اس سے رب بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا، اور اس کا شربت بہت دنون تک محفوظ رہتا ہے، کسینوس کا قول ہے شربت انگور مین بڑی خوبی یہ ہونی چاہیے کہ سال بھر تک اس مین مٹھاس باقی رہے، اسی لئے اس کا شیرہ پتلے اور ہلکے ظروف مین رکھا جاتا ہے، ان ظروف کو شیرہ سے پورا بھرا جائے، بلکہ ان کا منہ چمڑے سے باندھکر بند کردیا جائے، اور چند دنون تک ان کو کوئین مین لٹکادین، اسطرح شیرہ سال بھر تک میٹھا رہے گا، بعض لوگ پانی مین ڈبا کر رکھتے ہین، صرف ظروف کے کنارے اوپر نظر آتے ہین اسطرح یہ عرصہ تک میٹھا رہتا ہے،

فصل

مصنب، مجرجر، بکبر بنانے کا طریقہ، یہ فصل غرناطی کی کتاب سے ماخوذ ہی،

شیرۂ انگور کی مٹھاس باقی رکھنے کے لئے خردل (رائی) جرجیر (ترمرا) اور کبر (کریل یا نیتی) کی جڑ کوٹ کر ملاتے ہین، خردل کو نصاب بھی کہتے ہین، اس لئے اس کے شیرہ کو مصنب اور جرجیر کو مجرجر اور کبر کو بکبر کہتے ہین، حاجی غرناطی کا قول ہے کہ اس قسم کے شیرہ مین سکر نہین ہوتا ہے، کوئی شخص اگر سیر بھر بھی پی لے تو نشہ طاری نہ ہوگا، یہ مدر بول، مفتح سدہ، محلل طحال، مسخن معدہ اور تمام اعضاء رئیسہ کے لئے مقوی ہے، ہضم کی قوت پیدا کرتا ہے، سینہ کی ریاح زائل کرتا ہے، اور باہ کے لئے مفید ہے، اسی کے ساتھ یہ خوش ذائقہ اور خوشبودار بھی ہوتا ہے، شیرۂ انگور بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پختہ انگور کا عرق نکال کر اس کا مروق تیار کرین، پھر اس مین پانچوان حصہ میٹھا پانی ملائین، اور ترنجان دو مٹھی اور حبق قرنفل (فرنجمشک) ایک مٹھی ڈالین، اور دو سیر سیب کی قاشین ڈالین، پھر ان کو ملاکر ہلکی آگ پر پکائین، تقریبًا دو ربع پانی خشک کرین اور آٹھ ربع محفوظ رکھین،

پکتے وقت جو جھین اوپر آجائے اسکو نکالتے رہین، اس کے بعد خوب گرم شیرہ کو روغنی مرتبان میں رکھدین، اور اس سے پہلے کبر کی جڑ اور گاؤزبان کو پانی سے دھو کر خشک کرکے پیسین، اور چھانین، ان دونون سفوف کو ڈیڑھ ڈیڑھ سیر وزن سے لین، پھر کتان کے تین ٹکڑون کی پوٹلیان بنائین، اور اس ظرف کے برابر لکڑی یا بانس مین ان پوٹلیون کو اسطرح باندھین کر ایک پیندے مین اور دوسری اوسط اور دوسری منہ کے قریب ہو، یہ تینون پوٹلیان شیرہ مین ڈوبی رہین، اس بانس کو ظرف کے اندر رکھکر کھڑا کرین، اور کسی وزنی چیز سے اسکو دبا دین تاکہ اوپر نہ اٹھ آئے، اس کے بعد آدھ سیر سفوف مصطگی بھی چھڑک دین، اسی طرح اسکو ایک مہینہ چھوڑ دین، اس کے بعد بقدر ضرورت اس مین سے نکال کر استعمال کرین، یہ شیرہ خوب شیرین اور لذیذ ہوگا جب شیرہ نکال لین تو ظرف کو بھول دین، مصنب کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تازہ رائی کا دانہ لیا جائے، اور خشک کرکے سفوف بنایا جائے، پھر ان کی تین پوٹلیان بنائی جائین، اور لکڑی یا بانس مین باندھ کر شیرہ کے اندر ڈالدین اور اسی سفوف کو شیرہ پر بھی چھڑک دین، جب شیرہ کے اوپر کوئی جھین نظر آئے تو یہ سفوف اور ڈالدین، اسی طرح ایک مہینہ تک اسکو درست کرتے رہین، ایک مہینہ کے بعد یہ تیار ہو جائے گا، اس مین مٹھاس بہت زیادہ ہوگی، لیکن سکر نہ ہوگا، بوقت ضرورت یہ استعمال کیا جا سکتا ہے، البتہ رائی کی بو اس مین غالب ہوگی، اگر شیرہ کو اتنا پکائین کہ اس کا پانی جل جائے، اور اس مین ترنجان اور حبق قرنفلی ملائین، پھر رائی کا سفوف ڈالین تو اس طرح رائی کی بو زائل ہو جائے گی، بلکہ خوشبو زیادہ پیدا ہوگی، رائی کے سفوف سے خمیر تیار کرین، اور اس خمیر سے مرتبان کے داخلی حصہ کو لیپ دین، اور پھر اس مین انگور کا شیرہ رکھین، لیکن پورا مرتبان نہ بھرین، بلکہ تھوڑا حصہ خالی رکھین، تین دن تک اس کو دھوپ مین کھلا رہنے دین، اس کے بعد سوراخ دار ڈھکن سے چھپا دین، اور اوپر رائی کی پوٹلی رکھدین، اس پوٹلی کو شیرہ مین تر نہ ہونے دین، مٹکے یا مرتبان پر راکھ وغیرہ لپیٹ دین، ہفتہ عشرہ کے بعد اس راکھ کو اجاڑ دین، یہ شیرہ عرصہ تک میٹھا رہے گا،

ایک دوسری ترکیب:- خ وغیرہ کا قول ہے شیرۂ انگور کو روغنی برتن مین رکھکر خردل،

جرجیر (ترمرا) اور کبر (کریل) وغیرہ مین سے جس کا سفوف چاہو لو، اور جب شیرہ مین جھاگ آجائے تو تھوڑا تھوڑا سفوف چھڑکتے جاؤ، سفوف ڈالنے سے جوش کم ہوگا، اسی طرح بار بار سفوف ملانے سے شیرہ مین مٹھاس عرصہ تک باقی رہے گی، بعض لوگ اس سفوف کی پوٹلی بناتے ہین، اور اس مین پتھر رکھتے ہین، تاکہ وزنی ہو جائین، اس پوٹلی کو دھاگے مین باندھکر شیرہ کے وسط مین لٹکا دیتے ہین

عصیر مصنب بنانیکی دوسری ترکیب جو ابن بصال کی کتاب العقد والبیان سے ماخوذ ہے،

یہ شیرہ عرق انگور اور پانی ملاکر تیار کیا جاتا ہے، نصف سیر رائی کو بیسکر شہد کے ساتھ اچھی طرح گوندھا جائے، اور مٹی کے کورے برتن کو دھوکر اور خشک کرکے اندر رائی کے خمیر سے لیپ دین، پھر ایک دن اس ظرف کو خشک ہونے کے لئے رکھین، دوسرے دن اس مین شیرہ ڈالین، یہ شیرہ دیر تک شیرینی کے ساتھ باقی رہے گا، یہ طریقۂ عمل صقلیہ مین رائج ہے، ابن بصال نے اس کی بڑی تعریف کی ہے، تجربہ بھی یہ شیرہ اچھا ثابت ہوا ہے،

انگوری شہد بنانے کا طریقہ یہ ابن شعیب مداینی کی کتاب سے ماخوذ ہے

شیرۂ انگور کو خوب پکایا جائے، جب نصف حصہ باقی رہ جائے، تو کورے مرتبان مین اونڈیل کر ٹھنڈا کرین، ٹھنڈا ہونے کے بعد اس مین ایک مٹھی میدہ ڈالین، اور خوب چلائین یہان تک کہ وہ شیرہ مین پیوست ہو جائے، پھر اسکو دوسرے مرتبہ اونڈیل دین، اور اسی طرح میدہ ملائین اسطرح ہلکی آنچ پر پکائین، برابر چمچہ وغیرہ سے چلاتے رہین، ورنہ آٹا تہ نشین ہو جائے گا، جب نصف شیرہ خشک ہو جائے تو اسکو روغنی ظرف مین رکھین، یہ شیرہ ذائقہ مین بالکل شہد کی طرح ہوگا، بلکہ اس سے بہتر ہوگا،

انگوری سرکہ تیار کرنے کی ترکیب،

خؔ وغیرہ کا قول ہے کہ انگور کا سرکہ دو طریقہ پر بنایا جاتا ہے، ایک شیرہ سے اور دوسرے پھل سے سرکہ بنایا جاتا ہے، پختہ رس والے دانے بارش کے بعد توڑ لئے جائین، ان مین بڑے اور اچھے دانے سرکہ کے لئے زیادہ بہتر ہوتے ہین، یہ سرکہ خوشبودار لذیذ اور دیرپا ہوتا ہے، بلکہ اسکو پانی ملاکر بھی استعمال کر سکتے ہین، اوسط درجہ کے پھل کا سرکہ بھی اوسط درجہ کا ہوتا ہے، اسی طرح کمزور اور خراب دانون کا سرکہ ادنیٰ درجہ کا ہوتا ہے، اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہو کہ شیرہ کو صاف ستھرے مرتبان مین رکھو، جنمین روغن زیتون لگا ہوا ہو۔ اور سوراخ دار ڈھکن سے چھپا دو، اگر جانور یا گندگی کے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو کھلا رکھو، تھوڑے دنون مین یہ سرکہ تیار ہو جائے گا، لیکن اگر جلد سرکہ تیار کرنا ہو تو اسکو دھوپ مین رکھکر بار بار حرکت دو، بعض کہتے ہین کہ شیرہ کو مٹکہ مین رکھکر دو مٹھی نمک ملا دو اور پھر دھوپ مین رکھ دو،

غؔ وغیرہ کا قول ہے کہ شیرۂ انگور سے سرکہ تیار کرنے کی ترکیب ایک یہ بھی ہے کہ شیرہ کے چوتھائی حصہ کے برابر خالص سرکہ لیا جائے اور دو سیر نمک مین اسکو پکایا جائے جب نصف سرکہ جل جائے تو ایک مناسب اندازے سے شیرہ مین اسکو ملا دین، اس طرح سرکہ بہت جلد تیار ہوگا، بعض یہ کہتے ہین کہ شیرہ مین صرف ٹھنڈا پانی ملاکر بھی سرکہ جلد تیار کیا جاتا ہے، جس ظرف مین شیرہ رکھین اسکو پورا منہ تک نہ بھرین بلکہ ایک حصہ خالی رکھین، پھر دھوپ مین رکھدین بہت جلد سرکہ تیار ہو جائے گا، عام طور پر لوگ شیرہ مین گرم پانی ملا دیتے ہین لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے کسنیوس کا قول ہے کہ چقندر کی جڑ کو شراب مین کاٹ کر اور دھو کر ڈالین، تو تین دن مین شراب سرکہ ہو جائے گی، غؔ کا قول ہے کہ تین پاؤ شراب کے لئے ایک مٹھی چقندر کی جڑ کافی ہے، بعض کہتے ہین کہ کرم کلہ کی پتیان کاٹ کر شراب مین ڈالی جائین، تو اس سے بھی سرکہ جلد تیار ہوگا، قسطوس کا قول ہے کہ بہت سے لوگ چقندر کی جڑ کاٹ کر شیرہ مین ڈالتے ہین، اور چند

دنون کے بعد تھوڑا سا صنوبر بھی ملا دیتے ہین، اسطرح بھی سرکہ بن جاتا ہے، بعض کے نزدیک ایک یا دو چوتھائی پانی شیرہ مین ملانے سے سرکہ تیار ہو جاتا ہے، لیکن اگر جلدی بنانا چاہین تو پانی کے ساتھ تھوڑا خالص سرکہ بھی ملا دین، بعض کہتے ہین کہ شیرہ کو اسقدر پکاؤ کہ نصف یا ثلث باقی رہ جائے پھر سرکہ بنالو، یہ سرکہ عرصہ تک خراب نہین ہوگا،

ابن رضوان کا قول ہے کہ شیرۂ انگور کے دس حصہ مین دو حصہ شہد اور دو حصہ میٹھا پانی ملایا جائے، ظرف کو پورا نہ بھرین بلکہ تھوڑی جگہ خالی رکھین، منہ کو مٹی سے اچھی طرح بند کر دین، سرکہ تیار ہو جائے گا

غؔ کا قول ہو کہ سرکہ جلد تیار کرنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ شیرہ سے ظرف کو پورا نہ بھرین، اور اس کا منہ کھلا نہ رکھین، جب سردی شروع ہو جائے اور فصل ربیع کی آمد ہو تو اس شیرہ کو مٹی کے دوسرے برتن مین ڈونگہ سے بھر دین، دو تین مرتبہ اسی طرح الٹ پھیر کرتے رہین، سرکہ جلد تیار ہوگا بعض نے یہ ترکیب لکھی ہے کہ شیرہ کے دسوان حصہ مین تقریباً نصف شہد کو خالص تیز سرکہ مین حل کرین جب وہ پتلا ہو جائے تو شیرہ مین ملا کر دو تین مرتبہ الٹ پلٹ دین، بہت جلد سرکہ بن جائے گا،

دانہ انگور سے سرکہ بنانیکی ترکیب،

غؔ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے دو طریقے ہین، ایک تو یہ ہے کہ پختہ انگور اکتوبر مین چن لئے جائین، اور پتہ اور ڈنٹھل وغیرہ سے صاف کر کے مٹکون مین بھرا جائے اور ہاتھ سے برابر کر دیا جائے، پندرہ دن تک اسی حالت مین چھوڑ دیا جائے جب مٹکہ مین جگہ خالی ہو تو انگور بھر دین، چند دنون مین سرکہ کی خوشبو آنے لگے گی، جو سونگھنے سے معلوم ہو سکتا ہے، مٹکہ کو کھول کر ناک قریب لیجائین، اگر تیزی کی وجہ سے ناک نہ ٹھہر سکے، اور اسمین سیاہ مرچ کی خوشبو معلوم ہو تو سرکہ تیار ہو گیا، انگور کو نچوڑ کر سرکہ نکال لین اور اسکو ایک کورے برتن مین رکھین، اوس کے بعد روغنی مٹکہ مین اونڈیلکر رکھدین، اور ثفل کو ایک دوسرے برتن مین رکھین، پندرہ دن کے بعد ثفل مین نہر کا پانی اتنی مقدار مین ملائین، جتنا کہ سرکہ نکلا ہے، ایک مہینہ تک اس کو پھولنے دین، اس کے بعد ملکر سرکہ نکالین،

اس کا سرکہ بھی الگ رکھین، دونون سرکہ صاف ستھرے ظروف مین رکھین، پہلا سرکہ بہت اعلیٰ ہوگا
یہ دس برس تک اچھا رہے گا،

ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ انگور کے خوشے لئے جائین، اور ان کو بغیر ملے دلے ہوئے
مٹکون مین رکھدین، اگر تم جلد سرکہ تیار کرنا چاہتے ہو تو انگور کے خوشون کو چھوٹے گھڑون مین
رکھکر دھوپ مین رکھو، پانچ مہینہ مین سرکہ ہوجائے گا، لیکن بڑے مٹکون کے انگور مین تقریبًا
سال بھر مین سرکہ تیار ہوگا، جب دانون مین سرکہ کی ترشی اور خوشبو آجائے تو سرکہ نچوڑ لیا جائے،
اس پہلے سرکہ کو الگ رکھین، اور ثفل کو دوسرے برتن مین رکھین، اور اس مین نہر کا پانی اسی مقدار
مین ملائین، جس مقدار مین سرکہ نکلا ہے، پہلے تھوڑا پانی ڈال کر ہاتھ سے خوب ملین، اور سرکہ نچوڑ
لین، اس سرکہ کو پہلے سرکہ مین مخلوط کردین، پھر اسی ثفل کو کسی دوسرے برتن مین رکھکر دوبارہ پانی
ڈالکر ملین، اور پانی ڈال کر سرکہ نکالین، اور پہلے سرکہ مین ملادین، اس کے بعد پانی اور خالص سرکہ
کی مقدار کا انداز اسطور پر کیا جائے کہ مٹکے مین انگور رکھے گئے تھے، اسکو سرکہ سے بھونا شروع
کرین، اگر یہ مٹکہ بھر جائے اور سرکہ فاضل بچ جائے، تو یہ سمجھنا چاہئے کہ پانی زیادہ ہے اور اگر یہ
ظرف نہ بھر سکے تو پانی ملایا جاسکتا ہے، پہلا سرکہ اگر دوسرے اور تیسرے حصہ کے برابر ہو تو بھی
سرکہ کی مقدار غالب ہوگی، پھر سب کو ایک بڑے خم مین ملاؤ، اور ایک لکڑی سے چلاتے
رہو تا کہ سب اچھی طرح مخلوط ہوجائین، آٹھ دن تک اسکو دھوپ مین رکھو سرکہ تیار ہوجائیگا،
صاف کرنے کے بعد استعمال کے قابل ہوجائے گا، لیکن پندرہ دن کے بعد اس مین ترشی کم
ہوجائے گی، کیونکہ پانی اس مین زیادہ ہے، جسقدر پانی کی مقدار کم ہوگی، اسی قدر ترشی دیرپا
ہوگی، اس لئے انگور اور سرکہ کی مناسبت سے پانی ڈالین، البتہ جو سرکہ زیادہ ترش ہو پانی
کی مقدار بڑھا سکتے ہین،

ایک دوسری ترکیب، خوشون کو صاف کرکے مٹکہ کا ایک تہائی حصہ بھر دین اور
اسمین میٹھا پانی ڈالدین، اور مٹکہ کے منہ کو ڈھانک کر مٹی لگادین، یہ سرکہ زیادہ ترش نہ ہوگا بلکہ

کی مقدار مین اضافہ کرنے کی ایک ترکیب یہ ہے کہ جو کو تین دن تک پانی مین بھگائین، اور اس
پانی مین اس کے ہموزن سرکہ اور دو مٹھی نمک ڈالکر حل کرین اور اسکو تیار شدہ سرکہ مین ڈالدین، اس سے
سرکہ کی مقدار زیادہ ہوگی، اور اس کی ترشی اور تیزی مین کوئی کمی واقع نہ ہوگی، اگر تم سرکہ کو میٹھا
کرنا چاہتے ہو تو اسمین حسب منشا شیرۂ انگور یا منقیٰ ملاؤ، تق نے سرکہ کی اصلاح کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ اگر
سرکہ مین تیزی یا ترشی نہ ہو تو اسکو ہلکی آنچ پر پکاؤ، جب ایک تہائی حصہ خشک ہوجائے تو آٹھ دن
تک اسکو دھوپ مین رکھین، اس طرح اس مین تیزی اور ترشی پیدا ہوجائے گی، سرکہ مین انگور
خام کا شیرہ ملانا بھی ترشی پیدا کرتا ہے، اسی طرح مقشر جو ڈالنے سے بھی ترشی آجاتی ہے، بعض کا قول
ہے کہ باقلا کا آٹا ترش جوف الدزج کے شیرہ سے گوندھکر سرکہ مین ملادیا جائے، اس طرح ترشی تیز ہو
ہوجائے گی، اور عرصہ تک تغیر سے محفوظ رہے گی، بعض کہتے ہین ریحان کو سایہ مین خشک کرین،
پھر اسکو سرکہ مین ڈالدیا جائے، اس کی خوشبو بہت اچھی ہوگی، بعض یہ کہتے ہین کہ چکی کا پتھر خوب
گرم کیا جائے، اور گرم گرم سرکہ مین ڈالدیا جائے، اس سے بھی ترشی زیادہ ہوگی، اور یہ بدن کیلئے
مفید ہوتا ہے، سرکہ مین اگر کیڑا پڑجائے تو نمک سے اس کی اصلاح کرین، بعض کے نزدیک اسکی
اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ رائی کا دانہ اس کی شاخ اور پتون کا سفوف بنا کر ڈالنے سے کیڑے مرجاتے
ہین، اور ترشی بھی دیرپا رہتی ہے،

شراب اور تلچھٹ سے سرکہ بنانیکی ترکیب،

شراب اور سرکہ کی تلچھٹ کو روغنی مٹکہ مین ملاکر رکھین، اور ان مین ایک مناسب مقدار مین
پانی ملایا جائے، اور روزانہ کئی بار مکھن نکالنے والی لکڑی سے ہلایا جائے،

انگور کے پوست اور ڈنٹھل وغیرہ کا مصرف،

شیرہ یا رب نکالنے کے بعد پوست اور ثفل کو کسی مٹکہ مین بھر دین، مٹکہ پورا نہ بھرین، پھر اسمین

مناسب اندازے میٹھا پانی ملادین، ایک مہینہ تک اسکو اسی حالت مین چھوڑ دین، جب تلخی اور ترشی پیدا ہوجائے، تو بوقت ضرورت استعمال کرین، یا پوست وغیرہ کو کسی جگہ پر صاف کر کے ایک یا دو دن رکھین، جب سرکہ مین خوشبو پیدا ہوجائے، روغنی مٹکہ مین بھر دین، اور کنوین کا پانی ملائین، دو مہینہ کے بعد یہ سرکہ بن جائے گا، سرکہ کے لئے نہر کا پانی مفید ہوتا ہے،

سرکہ کو میٹھا کرنیکی ترکیب

تیز اور ترش سرکہ ایک گھڑا لیا جائے، اور اسی مقدار مین شیرۂ انگور لیا جائے، اور دونون کو کسی روغنی برتن مین ملادین، تین دن کے بعد استعمال کرین، بعض لوگ دو گھڑے شیرہ مین ایک گھڑا سرکہ اور تین گھڑا میٹھا پانی گرم کر کے ملاتے ہین، پھر سب کو ملا کر پکاتے ہین، جب ایک تہائی حصہ خشک ہوجاتا ہے تو استعمال مین لاتے ہین، بعض کا قول ہے کہ شیرۂ انگور کو سرکہ مین حسب ضرورت مخلوط کرین، جسقدر میٹھا کرنا ہو اسی قدر شیرہ ملائین، سرکہ کو منقیٰ سے میٹھا بناتے ہین، بلکہ اوس سے ایک خوش ذائقگی پیدا ہوتی ہے، طآمین شربت فواکہ سے سرکہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ شربت مین پانی کافی ملائین، اور تھوڑا سا سرکہ خمیر کی طرح ڈالین، اس سرکہ مین مٹھاس غالب رہے گی، سرکہ مین نعنع، تخم ریحان، ترنجان، جبق قرنفلی، گاؤزبان اور تخم کرفس سات دن تک تر کرین، یہ سرکہ ضعف قلب اور طلار کی بیماری کے لئے مفید ہوتا ہے، اگر تم سرکہ کو سفید کرنا چاہو تو اس مین سفید زیرہ ڈالدو، سرکہ مین تخم کراث ڈالنے سے یہ شراب ہوجائے گا، انگور زیتون، کبر اور دوسرے نباتات جن سے سرکہ بنایا جاتا ہے، مثلاً بیگن، گاجر، شلجم وغیرہ کو حائضہ عورت سے محفوظ رکھا جائے، انار، انجیر، اور امرود سے سرکہ بنانے کی ترکیب گذشتہ فصلون مین لکھی جاچکی ہے،

فصل

اس مین شمسی مہینون کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہی، عجمی، سریانی، فارسی، اور عبرانی زبانون مین انکے نام بتائے گئے ہین، زراعت کے لحاظ سے ان مہینون کے اثرات اور کیفیات، دن اور رات کا بڑھاؤ اور گھٹاؤ، برف اولا وغیرہ سے زراعت محفوظ رکھنے کی ترکیب سے بحث کی گئی ہی،

موسم کی حیرت انگیز خصوصیت یہ ہے کہ جو چیز جس موسم یا مہینہ کے لئے مخصوص ہے، اسی مہینہ یا موسم مین وہ بارآور ہوسکے گی، غیر موسم مین کسی خارجی ترکیب سے کاشت تیار ہو بھی جائے تو پیداوار کم ہوگی،

ستنبر (ستمبر)

خ وغیرہ کا قول ہے کہ کاشت کارون کے نزدیک سب سے پہلی فصل خریف ہے، اس فصل کے تین مہینہ ہوتے ہین، (ستمبر، اکتوبر، نومبر) ستمبر پہلا مہینہ ہے، یہ عجمی[1] لفظ ہے، سریانی مین ایلول، فارسی مین انہرماہ اور عبرانی مین ایلول بکسر الف کہتے ہین، یہ ۳۱ دن کا مہینہ ہوتا ہے، اس مہینہ مین فصل خریف کے لحاظ سے دن اور رات برابر ہوجاتے ہین، پھر دن گھٹنے لگتا ہے، اور رات بڑھنے لگتی ہے، اس مہینہ مین فصل خریف کے لحاظ سے دن اور رات برابر ہوجاتے ہین، پھر دن گھٹنے لگتا ہی، درختون کو چٹائی سے ڈھک دیتے ہین، تاکہ برف یا اولے سے محفوظ رہین، یہ چٹائیان وسط مارچ

---

[1] عجمی سے مراد لاطینی زبان ہے۔

یا اپریل تک باقی رکھی جاتی ہین، اس مہینہ مین شفتالو، انار اور بہی تیار ہوتے ہین، زیتون کے دانون مین سیاہی آنے لگتی ہے، بلوط، بادام، مشتہی، زبوع، قسطل وغیرہ وغیرہ کے پھل تیار ہوتے ہین، صنوبر، اورعناب کے چننے کا وقت یہی ہے، اس مین پالک بھی پیدا ہوتی ہے، بارش کے بعد بعض ملکون مین غلہ کی بھی زراعت شروع کیجاتی ہے، کراویا، کمون، لوبیا، ورانیج، پودینہ، دھنیا، چاول وغیرہ مین رکھے جاتے ہین، مہندی بھی توڑی جاتی ہے، ق کا قول ہے کہ انگور کی ان ڈالیون کو مرکب کرتے ہین جنمین پھل نہین آتے ہین، ط مین ہے کہ بعض کاشت کارون نے اس مہینہ مین مرکب کیا ہے، تاکہ پھل زیادہ آئین، ابرا اور باقلا اسی مہینہ مین تیار ہوتی ہے،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین اس مہینہ مین ترکاریون مین گول اور لانبا شلجم بویا جاتا ہے، جو نومبر مین کھانے کے قابل ہوتا ہے، اس کے اخیر مین پیاز کی اگیتی فصل شروع کیجاتی ہے، پالک اور تھوا بھی اسی مہینہ مین بویا جاتا ہے، اور بستانی لہسن کی کاشت شروع کیجاتی ہے یہ مئی مین کھانے کے قابل ہوتا ہے، گوبھی اور چقندر کی گاچھیان منتقل کی جاتی ہین، غریب بن سعد القرطبی کی کتاب الانوار مین ہے کہ اس مہینہ مین پیاز اور خس کی زراعت کی جاتی ہے، ان دونون کی کاشت کا وقت جنوری تک رہتا ہے،

اکتوبر

یہ عجمی لفظ ہے، سریانی مین تشرین اول اور فارسی مین مہر داد ماہ کہتے ہین، سریانی قوم کا پہلا مہینہ ہے، یہ ۳۱ دن کا مہینہ ہوتا ہے، غریب کا قول ہے کہ اہل ترجیلیہ مخص البلوط اور قرطبہ کے بعض پہاڑی علاقون مین ہوتا ہے اس مہینہ مین غلہ کی زراعت شروع کیجاتی ہے، اور مہینہ کے آخری عشرہ مین بنیانہ قرطبہ زراعت شروع کرتے ہین، اس مہینہ مین سردی کافی ہوتی ہے بکری اور دوسرے دودھ دینے والے جانور کے تھن مین دودھ آجاتا ہے، بادیان انیسون، پیاز وغیرہ کے تخم جمع کئے جاتے ہین، یہ سلسلہ جنوری تک رہتا ہے، زعفران بنفشہ بھی توڑا جاتا ہے، زیتون کے سبز دانے کھانے کے لئے چن لئے جاتے ہین، اسوقت تک دہنیت نہین پیدا ہوتی ہے، اس کے بعد ان مین

زردی آتی ہے، اترج اور کدو کو سرد مقامات مین ڈھک دیتے ہین، بعض کا قول ہے کہ اس مہینہ کی تیسری تاریخ کے بعد اگر لکڑی کاٹی جائے تو اس مین دیمک نہ لگے گی، سرد ملکون مین انگور کے خوشے توڑ لئے جاتے ہین، اور اقلیم بابل مین زیتون توڑا جاتا ہے اور نیل بھی اسی مہینہ مین نکالا جاتا ہے، صغریت نے اگست مین زیتون کو توڑنے کی ممانعت کی ہے، اور زیتون کے ان دانون کے کھانے کی بھی ممانعت کی ہے جسمین تیل آگیا ہو، کھجور، نرکل، کلک وغیرہ کاٹے جاتے ہین، کماۃ یعنی سمارو غ پیدا ہوتا ہے،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین بقول مین پیاز بوئی جاتی ہے، دو مہینہ کے بعد اسمین تحویل کا عمل ہوتا ہے، اور مارچ مین ہری پیاز کھانے مین آتی ہے، لہسن بستانی، گول شلجم، لانبا شلجم، اور تھوا بویا جاتا ہے، اور خس قسطنطینی جسکے پتے بڑے اور مستدیر شکل کے ہوتے ہین، انکی تحویل کی جاتی ہے، شلجم جنوری مین اور خس مارچ یا اپریل مین کھانیکے قابل ہوتی ہے، اکثر ترکاریان اس مہینہ مین بوئی جاتی ہین،

نومبر

عجمی زبان کا لفظ ہے، سریانی مین تشرین ثانی، فارسی مین شہریر ماہ کہتے ہین، یہ خریف کا آخری مہینہ ہے، جو تیس دن کا ہوتا ہے، جو، گیہون، فول، السی وغیرہ کی زراعت اسی مہینہ مین شروع کیجاتی ہے، اس مین مزروعات کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے، بارش کے بعد زراعت شروع کیجاتی ہے، تیرہوین تاریخ طلوع ثریا کے بعد اگر تخم ریزی وغیرہ کیجائے، تو زمین مزروعات کو قبول کرے گی، بعض علما کا قول ہے کہ ایسا کبھی نہین ہوا، کہ ثریا کی بارش نومبر مین جمہ کی بارش فروری اور سماک کی بارش اپریل مین واقع ہو، لیکن جس سال فضل خداوندی سے ایسا ہوتا ہے، اس سال غلہ وافر ہوتا ہے، اس مہینہ مین کھجور مین گچھے نکل آتے ہین، بلوط، قسطل، حب آلاس وغیرہ ذخیرہ مین رکھا جاتا ہے، نیشکر کی کاشت تیار ہوتی اور کاٹی جاتی ہے، غریب کا قول ہے کہ اس مہینہ مین برف گرتی ہے اس لئے درخت اور دوسرے نباتات مین کھاد وغیرہ ڈال کر محفوظ کرنا چاہئے موز اترج

یاسمین وغیرہ کو بھی برف اور اولاے بچانا چاہئے، زعفران چنی جاتی ہے،

قؔ کا قول ہے کہ نومبر مین ثمر دار درختون مین کھاد ڈالیجاتی ہے، خصوصًا انگور مین کوڑن کرکے کھاد اچھی طرح ڈالی جاتی ہے، اس کھاد مین بکری کی مینگنی بھی ڈالتے ہین، کوڑن سے تنا ضخیم موٹی ہوتی ہین، اور شگوفے زیادہ نکلتے ہین، جن درختون مین پھل کم آتے ہین، ان کی جڑ مین بکری کی مینگنی ڈالی جاتی ہے، طؔ مین ہے کہ گرم مقامات مین انگور کی کاشت جلد شروع کیجاتی ہے، اسمین اور دوسرے اشجار مین جو کھاد کے متحمل ہین، اس مہینہ مین کھاد اچھی طرح ڈالی جاتی ہے، یہ کھاد بھیڑ بکری کی مینگنی گائے کا گوبر اور باریک مٹی اور دوسری سڑی ہوئی چیزون سے تیار کرتے ہین، یہ عمل عید (یعنی کرسمس) کی چودھوین تاریخ کو کیا جائے، صغریت کا قول ہے کہ عید سے دس دن قبل یہ عمل کیا جائے یا اس کے بعد جنوری کے آخر مین کرین، جس زمانہ مین تمام درختون پر ایک غفلت طاری رہتی ہے، یہ عمل نہ کیا جائے کیونکہ غفلت ضعف اور ناتوانی کا پتہ دیتی ہے، اس کیفیت کے بعد جڑ مین کوڑن وغیرہ مضر ہوتا ہے، بلکہ اسوقت پھل توڑنا بھی مناسب نہین، اگر دانے کم ہون تو توڑے جا سکتے ہین، زیتون کا درخت ان ایام مین زیادہ قوی رہتا ہے، اس لئے اس کے پھل توڑنے مین نقصان نہین ہوتا ہے، بعض شہرون مین برف باری کی وجہ سے اس مہینہ مین شدت کی سردی پڑتی ہے، سردی کی تیزی سے چڑیان، ابابیل اور گدھ وغیرہ بھاگ جاتے ہین اس مہینہ مین زراعت اور غراست دونون کی جاتی ہین، خؔ کا قول ہے کہ اسمین درخت کی جڑ مین پانی آجاتا ہے اور پتیان جھڑنے لگتی ہین،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین ترکاریون مین سے گول شلجم وغیرہ بویا جاتا ہے، جو فروری مین کھانے کے قابل ہوتا ہے، اسی مین پالک بھی بوئی جاتی ہے جو دسمبر مین کھائی جاتی ہے، بستانی خس جس مین خوشبو زیادہ ہوتی ہے وہ بھی اسی مین بوئی جاتی ہے، اور جنوری مین کھائی جاتی ہے،

دجنبر (دسمبر)

اس مہینہ مین خریف ختم ہوکر موسم سرما شروع ہوتا ہے، سرما کے تین مہینہ ہوتے ہین، پہلا دسمبر ہے یہ عجمی زبان کا لفظ ہے، سریانی مین کانون الاول اور فارسی مین دیماہ کہتے ہین، یہ ۳۱ دن کا مہینہ ہوتا ہے اس مین دن بڑھنے لگتا ہے، اور رات چھوٹی ہونے لگتی ہے، سردی خوب پڑتی ہے، اس کی راتین مظلمہ یعنی کالی راتین کہلاتی ہین، جنکو چلہ کی راتین بھی کہتے ہین، ان مین سردی چلہ کی ہوتی ہے، یہ چلہ گیارہوین دسمبر سے شروع ہوکر اکیس جنوری کو ختم ہو جاتا ہے، اس مین اترج، نرگس، بہار اور بادام مین پھول آتے ہین، طؔ مین ہے کہ انگور اور دوسرے نباتات کی جڑ سے مٹی ہٹا کر بکری اور بھیڑ کی مینگنی، گائے کا گوبر اور باریک مٹی کی کھاد بنا کر ڈالتے ہین، باقلی اگر بوئی جائے تو کاشت اچھی ہوگی، کیونکہ یہ مہینہ اس کے لئے مخصوص ہے، اگر اوائل مین تخم ریزی کی جائے تو باقلی بہت جلد تیار ہوگی،

قؔ کا قول ہے کہ تمام ثمر دار درختون مین کھاد ڈالنا مفید ہے،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین بستانی ترکاریون مین سے کدو، چبوترون مین بویا جاتا ہے اسی طرح بیگن، لہسن اور پالک کی کاشت کی جاتی ہے، کتاب الانوا مین ہے کہ اسمین اگر گندنا بویا جاتا ہے، تو پورے سال بھر تک کاشت باقی رہے گی، لہسن اگر اس مہینہ مین بویا جائے تو اگست مین اس کی گانٹھیان منتقل کی جائین، سفید خشخاش بھی اسی مہینہ مین بویا جاتا ہے،

ینیر (جنوری)

عجمی زبان مین ینیر سریانی کانون الثانی اور فارسی ابان ماہ کہتے ہین، یہ ۳۱ دن کا ہوتا ہے، عجمیون کے یہان صفر کی جگہ پر سال کا پہلا مہینہ ہے، اکیس تاریخ کے بعد چلہ کی راتین ختم ہو جاتی ہین، اس مین کھجور مین بچے نکل آتے ہین، جنکو دوسری جگہ ہٹایا جاتا ہے، فول اور گیہون کی تخم ریزی کی جاتی ہے، انکے علاوہ دوسرے تخم اچھی طرح بالیدہ نہین ہوتے ہین، یہی حال فروری کا ہے، اس مہینہ مین

شکر تیار کیجاتی ہے، اترج، نارنج، لیموں توڑلئے جاتے ہین، پانی سردی کی شدت سے منجمد ہوجاتا ہے، انگور کی کاشت کو سردی سے نقصان پہنچنے کا خطرہ رہتا ہے، اسلئے برابر کھاد ڈالکر اسکی حفاظت کرنی چاہئے، باغ کو خراب اور مضر نباتات سے صاف کرنا چاہئے، ثمردار درختون کی شاخون مین نمو ہوتا ہے، گھاس افراط سے پیدا ہوتی ہے، گوریا جفتی کھاتی ہے، مینڈک خوب ٹرٹراتے ہین، اس مہینہ کی ۲۷ تاریخ کو اگر لکڑی کاٹی جائے تو دیمک سے محفوظ رہیگی، عمل قلیب اور تعمیر کی ابتدا اسی مہینہ مین کیجاتی ہے، روئی کی کاشت کے لئے زمین جوت کر دیاتن کھلی چھوڑ دیجاتی ہین، درخت کی جڑسے مٹی ہٹا کر کھاد یا سفوف ڈالا جاتا ہے، انگور کی شاخون مین تین گھنٹہ دن چڑھے کانٹ چھانٹ کرتے ہین، گرم ممالک مین فندق، شفتالو، بادام، اور خروب وغیرہ مین ترکیب کا عمل کیا جاتا ہے، طاہر ہے کہ ترش سیب کو مرکب کیا جاتا ہے اس کے پھلون مین سفیدی آجاتی ہے، درختون کی جڑسے تمام خراب گھاس صاف کردی جاتی ہے، تقریبا یہی عمل فروری مین بھی کیا جاتا ہے، درخت سے قلم پیوند لگانے کے لئے چاند کی سولہوین تاریخ سے آخر ماہ تک کاٹے جاتے ہین، اور بیگن کی کاشت بھی اسی مین شروع کی جاتی ہے،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین کدو، اور بیگن چبوترون مین بوئے جاتے ہین، پھر گاچھیان منتقل کی جاتی ہین، خس کی کاشت بھی شروع کیجاتی ہے، جو مارچ اور اپریل مین کھانیکے قابل ہوتی ہے، گوبھی، پالک خرفہ اور دوسری بقول کی تخم ریزی کیجاتی ہے، یہ سب اپریل تک کھانے کے قابل ہو جاتے ہین، البتہ گوبھی ایک سال مین تیار ہوتی ہے، لہسن قسنطولی بھی بویا جاتا ہے، جو جولائی مین تیار ہو جاتا ہے، ذخیرہ کے لئے پیاز بھی بوئی جاتی ہے، فروری مین اسکی گاچھیان منتقل کی جاتی ہین، اور مئی مین اکھیڑلی جاتی ہے، سفید خشخاش اور گندنا بھی بویا جاتا ہے، اور ایک سال تک نگہداشت کیجاتی ہے، السی کا بیج زار اراضی مین بوئی جاتی ہے، کیونکہ اس کیلئے یہ بہترین وقت ہے، سو کیاریون مین دو پیالہ تخم چھینٹا جاتا ہے،

فبریر (فروری)

عجمی زبان مین فبریر، سریانی مین شباط، اور فارسی آذر ماہ کہتے ہین (یہ فارسی کا پہلا مہینہ ہے) یہ ۲۸ دن اور ربع دن کا مہینہ ہوتا ہے، اس مین السی کی کاشت کے لئے خریف زار اراضی مین تعمیر اور تقلیب کی جاتی ہے، سردی ختم پر ہوتی ہے، زمین کے اندر سے بخارات نکلتے ہین، اور زمین مین پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے، کنوان اور چشمہ مین پانی زیادہ آتا ہے حتی کہ درخت کی لکڑیون مین بھی پانی جاری ہوجاتا ہے، جو غلے یا نباتات یا اشجار اس مین بوئے جائین گے، ان مین دانے اور پھل زیادہ ہون گے، اور عرق بھی زیادہ ہوگا، خ کا قول ہے کہ گھاس بہت ہوتی ہے، ثمردار درختون مین پتیان نکلتی ہین، گلاب، سوسن، اور دوسرے ریاحین مین پھول زیادہ آتے ہین،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین بستانی بقول مین سے خس اور وہ تمام چیزین بوئی جاتی ہین جنکا ذکر جنوری مین کیا گیا، نصف آخر مین گول شلجم بھی بویا جاتا ہے، جو اپریل یا مئی مین کھانیکے قابل ہوتا ہے،

مارس (مارچ)

اس مہینہ سے موسم ربیع شروع ہوتا ہے، اس کے تین مہینے ہوتے ہین، پہلا مہینہ مارچ ہی، مارس عجمی زبان کا لفظ ہے، عجمیون کے یہان یہ مہینہ بہت اہم گنا جاتا ہے، اور سردار کہلاتا ہی، سریانی مین ادار اور فارسی مین دیماہ کہتے ہین، یہ ۳۱ دن کا مہینہ ہوتا ہے، اس مین دن اور رات برابر ہوجاتے ہین، پھر دن بڑھنے لگتا ہے، اور رات گھٹنے لگتی ہے، اس مین عمل قلیب بھی کیا جاتا ہے، السی کی کاشت کے لئے زمین درست کیجاتی ہے، درختون کی جڑ مین گوڑن کا عمل ہوتا ہے، اور تمام مضر نباتات سے زمین صاف کی جاتی ہے، انگور مین گوڑن کے بعد شاخین چھانٹ دیجاتی ہین، درختون مین پھول آتے ہین، کھجور حاملہ کیجاتی ہے، فول کی گاچھیان زمین پکڑلیتی ہین، اور تنا نکل آتا ہے، غریب کا قول ہے کہ قطانی غلون مین سے جو اور گیہون کی کاشت شروع کیجاتی ہے،

اسوقت زمین بارش سے سیراب ہوچکتی ہے، گلاب اور سوسن مین کلیان نکلتی ہین، اس مہینہ مین گھوڑی بچہ دیتی ہے، زیتون، بلوط، شہم، ضرو، اور اخروٹ مین پتیان آجاتی ہین، گلنار اور شقائق کے پھل چن لئے جاتے ہین، طآین ہے کہ انگور کی شاخون مین آنکھون کے نمودار ہونے سے قبل ترکیب کا عمل کیا جاتا ہے، اقلیم بابل مین بعض جگہ انگور اور دوسرے درختون کے اطراف وجوانب مین گڈھا کھودتے ہین، اس سے درخت کو قوت ہوتی ہے، اور پھل زیادہ ہوتے ہین،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین اس مہینہ مین یربوز بقلہ یمانیہ کی کاشت شروع کیجاتی ہے، جو مئی مین کھانے کے لائق ہوتی ہے، گو بھی بھی بوئی جاتی ہے، چقندر اپریل اور مارچ دونون مین بویا جاتا ہے ان کی گاچھیان صلاحیت کے بعد منتقل کیجاتی ہین، بتھوا اور پالک بھی بوئی جاتی ہے، اور مہینہ ڈیڑھ مہینہ مین کھانے کے لائق ہوجاتی ہے، کدو مین تحویل کا عمل ہوتا ہے، اکتوبر مین اسمین پھل آجاتے ہین اسی طرح ککڑی بھی بوئی جاتی ہے، اور اوائل اکتوبر مین پھل توڑ لئے جاتے ہین، کتاب الانوا مین ہے کہ قطانی غلون کی زراعت شروع کیجاتی ہے، جو اور گیہون کی خصوصیت سے تخم ریزی کی جاتی ہے، بشرطیکہ بارش ہوچکی ہو، روئی، ریحان، پودینہ اور مرزنگوش وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے،

ابریل (اپریل)

یہ عجمی زبان کا لفظ ہے، سریانی مین نیسان اور فارسی مین بہمن ماہ کہتے ہین، یہ ۳۰ دن کا مہینہ ہوتا ہے، یہ گلاب مین پھول آنے کا زمانہ ہے، اسی زمانہ مین عرق، پانی اور تیل وغیرہ کشید ہوتا ہے، غریب کا قول ہے کہ اس مہینہ مین گھوڑے جفتی کھانے کے لئے چھوڑ دئے جاتے ہین، کیونکہ گھوڑیان بچہ دیکر فارغ ہوچکتی ہین، ان کی مدت حمل گیارہ مہینہ ہے، گھوڑے گھوڑیون کے ساتھ ستر دن تک چھوڑے جاسکتے ہین، یعنی وسط نیسان سے آخر یوم عنصرہ (جولائی) تک یہ کھلے رہتے ہین، اسمین سماک طلوع ہوتا ہے، قمری مہینہ پانچوین تاریخ نیسان کی بارش ہونے لگتی ہے اور یہ مئی کی پانچوین تاریخ تک اسکی آخری مدت ہے، اندلس کی عام زراعت اس مہینہ مین

تیار ہوجاتی ہے آخری عشرہ مین السی کی کاشت کے لئے تقلیب کی لکیرین کھولدی جاتی ہین، اور پہلے عشرہ مین زیتون مین دانے اور انجیر تیار ہوجاتے ہین، فول اور رائی کی کاشت استعمال کے قابل ہوجاتی ہے، کھجور کے نیچے نکال لئے جاتے ہین، دوسرے علمار کا قول ہے کہ بادام وغیرہ اسی مہینہ مین تیار ہوتے ہین، جوا گیتی فصل کاٹی جاتی ہے، گیہون بھی کھانے کے قابل ہوجاتا ہے، اور گھاس مین خشکی آنے لگتی ہے،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ کے بستانی بقول مین بتھوا کی کاشت ہوتی ہے، اور یہ ڈیڑھ مہینہ کے بعد کھانے کے قابل ہوتی ہے، اسی طرح یربوز جولائی بھی بوئی جاتی ہے، بیگن مین تحویل کا عمل ہوتا ہے، اکتوبر مین یہ توڑ لئے جاتے ہین، کتاب الانوا مین ہے کہ یاسمین، اترج وغیرہ کے قلم لگائے جاتے ہین، مہندی، چاول، لوبیا، لفاح اور ککڑی بوئی جاتی ہے، اور کھجور حاملہ کی جاتی ہے،

مایہ (مئی)

یہ عجمی زبان کا لفظ ہے، سریانی مین ایار اور فارسی مین اسفید ار ماہ کہتے ہین، یہ ۳۱ دن کا مہینہ ہوتا ہے، یہ موسم ربیع کا آخری مہینہ ہے، غریب کا قول ہے کہ اہل ساحل جیسے مالقہ، شذونہ وغیرہ کے باشندے مزروعات کی کاشت کاٹتے ہین، اس کے کچھ دن کے بعد قسانیہ قرطبہ مین عام طور پر تیار شدہ کاشت کاٹی جاتی ہے، فول السی بھی اسی مہینہ مین کاٹی جاتی ہے، سوسن مین پھول آتے ہین، زیتون اور انگور مین دانے آتے ہین، سیب، آلو بخارا، اور انجیر کے پھل چھوٹے ہوتے ہین، درختون کا پانی خشک ہونے لگتا ہے، صرف انجیر کے درخت مین پانی زیادہ رہتا ہے،

طآین ہے کہ انگور کیلئے تین مرتبہ گڈھے کھودے جاتے ہین، پہلا امرار (فروری) دوسرا نیسان (اپریل) اور تیسرا مئی مین کھودا جاتا ہے، زیتون، اخروٹ، پستہ، اور بادام شیرین وغیرہ کی اصلاح بہت ضروری ہے، جڑ کے کنارے گڈھے کھود کر مٹی کی ایک تہ اور ایک تہ کھاد ڈالین، تاکہ یہ دونون جڑ کو قوت پہنچا سکین، اقلیم بابل مین سانڈ اور گائے چالیس دن تک چھوڑ دیے جاتے ہین،

گائے گیارہ مہینہ کے بعد بچہ دیتی ہے،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین یربوز (جولائی) کی آخری کاشت ہوتی، اسی طرح تھوا بویا جاتا ہے، اور زعفران بھی لگائی جاتی ہے،

یُونیہ (جُون)

عجمی زبان کا لفظ ہے، سریانی مین حزیران اور فروردمناہ کہتے ہین، ۳۱ دن کا مہینہ ہوتا ہے اس مہینہ مین دن اور رات برابر ہونے کے بعد دن گھٹنے لگتا ہے، اور رات بڑھنے لگتی ہے مہرجان یعنی عید عنصرہ اسی مہینہ مین ہوتی ہے، (یہ پارسیون کی ایک عید ہے) انگور اور انجیر کے پھل اچھے ہوتے ہین، بعض قسم کے سیب اور آلو بخارا بھی اچھے ہوتے ہین، اخروٹ صنوبر اور پستہ مین خوشے آجاتے ہین، خربوزہ بھی تیار ہو جاتا ہے، وسط ہند مین گیہون کی کاشت کاٹی جاتی ہے، بھیڑ کا اون چھانٹا جاتا ہے، مینڈھے جفتی کھانے کے لئے چھوڑ دئے جاتے ہین، تجربہ کار کاشت کارون کا بیان ہے، کہ جو چیز عنصرہ کے دن بوئی یا کاٹی جائے، وہ نہایت بہتر ہوگی، لکڑی مین دیمک نہین لگے گی، انگور مین تنقیہ کی ضرورت ہوتی ہے، اور گھاس وغیرہ صاف کردیجاتی ہے ہلکا کوڑن بھی مفید ہوتا ہے،،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین گوبھی بوئی جاتی ہے، اگست مین اسکی گاچھیان منتقل کی جاتی ہین، اور تمام وہ عمل رائج ہین جو اوپر بیان کئے گئے،

یُولیہ (جُولائی)

عجمی زبان کا لفظ ہے فارسی مین اردبہشتماہ اور سریانی مین تمز کہتے ہین ۳۱ دن کا مہینہ ہوتا ہے، اس مہینہ مین انگور اور امرود کے پھل اچھے ہوتے ہین، خربوزہ تیار ہو جاتے ہین، اوائل ماہ مچھڑ اور دوسرے حشرات الارض بھاگ جاتے ہین، اس مہینہ مین گرمی تیز ہو جاتی ہے یہ تیزی

چالیس دن تک رہتی ہے، خطمی، قرطم، ترنجان، خس، جبق، خردل، خرفہ، خربوزہ، کھیرا، ککڑی وغیرہ کی کاشت تیار ہو جاتی ہے، انار مین پھل آجاتے ہین، کھجور مین سرخی آجاتی ہے، قصب قبطی کاٹی جاتی ہے، زیتون کی جڑ مین معمولی کوڑن کیا جاتا ہے، مٹی یا گرد و غبار زیتون کے پھل کے لئے مفید ہوتی ہے، کوڑن کا عمل طلوع آفتاب سے قبل کیا جاتا ہے، اسوقت مٹی مین برودت رہتی ہے، انگور کی جڑ مین بڑے بڑے ڈھیلے اگر ہوتے ہین تو توڑ کر برابر کر دئے جاتے ہین، طائین ہے کہ ان شتوق کو جو درخت کی جڑ کے قریب پیدا ہوتے ہین، مٹی سے ڈھک دینا چاہئے، ورنہ حرارت سے نقصان پہنچ گا، غیر معمولی حرارت کی وجہ سے کوئی تخم نہین بویا جاتا ہے،

مصنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین تھوا بویا جاتا ہے، اور سرائی گوبھی اور چقندر کی گاچھیان منتقل کیجاتی ہین،

اغشت (اگست)

عجمی زبان کا لفظ ہے سریانی مین آب اور فارسی مین خردادماہ کہتے ہین، ۳۱ دن کا مہینہ ہوتا ہے، شدید گرمی ۲۰ اگست تک پڑتی ہے آخر مہینہ مین جبکہ گرمی ختم پر ہوتی ہے، شبنم گرتی ہے اول رات کے آخری حصہ مین تھوڑی خنکی رہتی ہے، ساحلی باشندے شیرۂ انگور بناتے ہین، بادام توڑلئے جاتے ہین، اس مہینہ مین تیسری تاریخ کے بعد اگر کوئی درخت کاٹا جائے تو اس مین دیمک لگے گی، شفتالو کھایا جاتا ہے، کھجور اور عناب کے پھل پک جاتے ہین، ہندوانہ بھی اچھا ہوتا ہے، دھان کاٹا جاتا ہے، بلوط مین پھل آتے ہین، خرنوب، قرطم، خردل، نیل، دھنیا، تل، خربوزہ، خیارین، اور پودینہ وغیرہ کے تخم جمع کئے جاتے ہین، انگور مین اصلاح کی جاتی ہے، موٹی اور اچھی شاخون کو چھوڑ کر صرف کمزور اور خراب شاخون کو کھاد وغیرہ ڈال کر درست کیا جاتا ہے، اور سینچا جاتا ہے اسطرح دونون قسم کی شاخین یکسان طور پر پھل دینے لگین گی، انگور کی تیاری مین تاخیر ہو تو ارد گرد کے مٹی کے ڈھیلون کو جمع کرکے توڑین تاکہ گرد و غبار درخت پر بیٹھ جائے، تمام ثمردار درختون کے لئے یہ غبار بہت نافع ہے، زیتون مین کوڑن کیا جاتا ہے،

معنف کا قول ہے کہ اشبیلیہ مین گول اور لانبا شلغم بویا جاتا ہے، اور وسط ماہ مین گاجر بوئی جاتی ہے، ککڑی، مولی اور تھوا کی کاشت بھی ہوتی ہے،

فصل

نباتات کے لئے بارش، سیلاب، برف، دھوپ اور ہوا مین سے کون سی چیز مفید ہوتی ہی،

طآمین ہے کہ غیث اس بارش کو کہتے ہین، جس مین باریک بوندین ہوتی ہین، یہ ترشح سے تیز ہوتی ہے، اسی قسم کی ہلکی بارش تمام نباتات کے لئے مفید ہے، اس سے اصل پودہ کو قوت ہوتی ہے، البتہ پودون کے بڑھنے کے بعد تیز بارش بھی مفید ہوتی ہے، بہر نوع بارش نباتات کے لئے نافع ہے،

سیلاب کے متعلق طآمین ہے کہ طومرشی کا قول منقول ہے کہ انگور کی جڑ مین سیلاب کے پانی سے جو خس وخاشاک جمع ہوجاتے ہین، ان سے درخت کو قوت حاصل ہوتی ہے، شاخین موٹی ہوتی ہین، پھل زیادہ ہوتے ہین، اور شیرہ بھی زیادہ ہوتا ہے،

اسی سے قدماء نے یہ قیاس کیا ہے کہ انگور کے لئے مختلف قسم کی کھاد اور دوسری زمین کی مٹی ڈالنے سے اسکی اصلاح ہوجاتی ہے، میرے خیال مین یہ عمل تمام نباتات کے لئے یکسان طور پر مفید ہے، انگور کی کوئی خصوصیت نہین ہے، کیونکہ تمام نباتات کی جڑ مین اگر مٹی کم ہوجائے تو ان مین ضعف پیدا ہوجاتا ہے، اور امراض لاحق ہوجاتے ہین، اس لئے کھاد مین دوسری مٹی ملاکر استعمال کرنا ہر ایک کے لئے نفع بخش ہے، سیلاب درختون کی جڑ یا میدان مین اگر تھوڑی دیر ٹھہرے تو اس سے فائدہ ہوگا، اور اگر اتنی دیر تک رکا کہ درخت کی جڑ

کھل گئی تو پھر نقصان ہوگا، برف باری گیہون کی کاشت کے لئے بہت مفید ہے،

فضا اور مطلع کے صاف رہنے کے متعلق طآمین ہے کہ آفتاب کی شعاع جب کسی چیز مین نفوذ کرتی ہے تو اس مین وسعت پیدا کردیتی ہے، خصوصًا زمین اور اس کے ذرات مین تو بہت کشادگی پیدا ہوجاتی ہے، جس سے زمین مین نباتات کو غذا پہونچانے کی قوت پیدا ہوجاتی ہے، جب تک آفتاب مین معتدل درجہ کی حرارت ہے، اسوقت تک یہ منافع حاصل ہون گے، لیکن جب اس مین حدت زیادہ ہوگی، تو یہ زمین کو جلا ڈالے گی، ذائقہ بدل ڈالیگی، اور بدبو پیدا کردے گی، اور اگر زیادہ تیز گرمی ہوئی تو زمین کی قوت نامیہ فنا ہوجائیگی حتی کہ کوئی ذی روح اس جگہ پر دم نہین لے سکتا ہی،

مشرقی ہوا کو صبا یعنی پروا، اور مغربی کو دبور یعنی پچھوا کہتے ہین، دبور کی مخالف ہوا شمالی کہلاتی ہے، اور تم جب مشرق کی سمت منہ کرکے کھڑے ہو تو تمہارے داہنے بازو کی ہوا کو جنوبی ہوا کہتے ہین، طآمین ہے کہ تمام نباتات کے لئے عام طور پر گرم اور مرطوب ہوا موافق ہوتی ہے، یہ خاصیت جنوبی ہوا کی ہے، کھجور کے لئے یہ بہت مفید ہوتی ہے، شمالی، مشرقی، اور مغربی ہوا بھی نباتات کے لئے مفید ہوتی ہے، وہ پودے جنکا تنا نہین ہوتا ہے، جیسے کدو، خربوزہ، ککڑی وغیرہ کے لئے پروا ہوا زیادہ موافق ہوتی ہے، جنوبی ہوا بھی کوئی نقصان دہ نہین ہوتی ہے، لیکن شمالی اور مغربی ہوا انکو کمزور کردیتی ہی، تمام ترکاریان اور غلے جو کھائے جاتے ہین یا انھین کے جیسے جو بڑھنے والے نباتات کیلئے شمالی اور مغربی ہوا مفید ہوتی ہے اور مشرقی اور جنوبی ہوا نقصان پہنچاتی ہی جنوبی سے زیادہ ضرر پہنچاتی ہے وہ نباتات جو زمین کے اندر پھیلتے ہین مثلاً شلغم، گاجر، روسن، دارچی وغیرہ کیلئے مشرقی ہوا مفید ہوتی ہی اور شمالی اور مغربی ہوا نقصان پہنچاتی ہی، جنوبی ہوا سے اترج کا درخت بڑھتا ہے اسمین خوشبو زیادہ ہوتی ہے امرود اور شفتالو کیلئے ہر قسم کی معتدل ہوا مفید ہوتی ہی، آلو بخارا، عناب، توت، انار وغیرہ کیلئے مغربی ہوا مفید ہے اس سے انار مین عرق زیادہ ہوتا ہی، اور پوست باریک ہوتا ہی، مشرقی ہوا بھی کیلئے مفید ہی، اس سے درخت بڑا ہوتا ہی اور پھل زیادہ آتے ہین، بلکہ مشرقی یعنی پروا ہوا تمام خوشبودار درختون اور پودون کیلئے مفید ہی، لیکن دوسرے پودون کے لئے کوئی زیادہ نقصان دہ نہین ہوتی ہے، کھجور، توت، انجیر اور

انگور کے لئے مخصوص طور پر یہ بہت مفید ہے، شمالی ہوا سے پودون اور درختون مین بیماریان کم پیدا ہوتی ہین، مارچ اور اپریل مین ٹھنڈی ہوا چلے، اور اپریل کی دسوین تاریخ تک جنوبی ہوا نہ چلے، تو یہ سمجھنا چاہئے، کہ اس سے پھل کو آفتین کم پہونچین گی، کیڑے کم پیدا ہون گے، اور پھل اچھے ہون گے، اسی طرح جس سال ٹھنڈک زیادہ ہو اور برفباری ہو سردی مین شدت ہو، پانی جم جاتا ہو تو پھلون کی بہتری کا اندازہ کرنا چاہئے،

آدم نے مغربی ہوا اور ٹھنڈی اور مہلک ہوا اور اُولا وغیرہ سے درخت کو محفوظ رکھنے کی ترکیب یہ بتائی ہے کہ ایسی حالت مین درخت کی جڑ مین اعلیٰ درجہ کی قوی اور تیز کھاد ڈالتے ہین، مثلاً آدمی کے غلیظ مین کبوتر کی بیٹ، بھیڑ و بکری کی مینگنی، چمگادڑ کی بیٹ وغیرہ ہموزن لیکر خوب ملائین، اور زیتون کی تلچھٹ ملا کر سڑنے کے لئے ڈالدین، جب خوب سیاہ ہو جائے، تو سفوف بنا کر جڑ مین ڈالین، آدم کا قول ہے انگور مین کھاد ڈالنے کے بعد پھر اسکو چھپانے کی ضرورت نہین ہے، البتہ انگور کے تنے اور اس کی شاخون پر روغن زیتون اور میٹھا پانی ملا کر چھڑکین، کسی شیشہ کے برتن مین تیل اور پانی خوب ملائین، پھر اس پانی کو چند آدمی منہ مین لے کر انگور کی شاخون کی طرح چھڑکین، یہ عمل جوان ادھیڑ یا بچے کرین، ساٹھ برس سے متجاوز عمر کے آدمی یہ عمل نہ کرین، اس طرح انگور مغربی یعنی پچھوا کے مضر اثرات اور شدت سرما کے نقصان سے بچ جائے گا،

فصل

اُن علامتون کا ذکر جن سے سرمائی بارش فضا کی صفائی ہوا یا آندھی چلنے کی شناخت کی جائے، چند قدرتی حالات اور اثرات نے یہ علامتین متعین کردی ہین جنکو دیکھکر ہر انسان ان کا اندازہ لگا سکتا ہے، چاند و سورج، ابر، و باد، برق و رعد، قوس و قزح، ہالہ اور خطوط کے احوال پر ان کا دار و مدار ہے، جن کا سالہا سال سے گذشتہ اقوام نے تجربہ کیا ہی،

ظاہر ہے کہ ان علامات کی واقفیت زراعت اور کاشت کاری کے لئے ایک امر لابدی ہے، مثلاً اس امر کا اندازہ لگانا کہ اس سال بارش زیادہ ہو گی، اور اس سے مزروعات کی پیداوار مین زیادتی ہو گی، یا اس سال بارش کم ہو گی، اور اس سے مزروعات کم پیدا ہون گے، اسی طرح فضا کی صفائی، گرمی اور سردی کی شدت، اور ابر و باد کے اندازہ کی ضرورت پڑتی ہے، یہ علامتین چاند اور سورج کے احوال کے لحاظ سے الگ الگ ہین، ظاہر ہے کہ چاند کی دو ابتدائی راتین گذرنے کے بعد تیسری شب کو چاند پر نظر ڈالین، اگر وہ پتلا اور روشن ہو، تو اس سے یہ اندازہ کرنا چاہئے کہ آسمان صاف رہے گا، ہوا معتدل اور اچھی چلے گی، اسی طرح چوتھی شب کو بھی ایسی ہی چمکدار ہو تو نصف مہینہ تک آسمان کھلا رہے گا، اور اگر چودھوین شب کو جبکہ بدر کامل ہوتا ہے یہ بالکل

روشن ہوا ور کنارے کوئی ابر وغیرہ کا ٹکرا نہ ہو تو آخر مہینہ تک آسمان کھلا رہے گا، اسی طرح چاند کے گرد سیاہ غبار آلود ہالہ کا لگنا بھی مطلع اور فضا کی صفائی کی نشانی ہے،

ق کا قول ہے کہ تیسری اور چوتھی شب مین اگر چاند تپلا، صاف اور شفاف ہے تو آسمان بھی صاف اور ستھرا رہے گا، اور چودہوین شب مین بھی یہی حالت ہو تو پورا مہینہ آسمان کھلا رہے گا، لیکن اگر چاند کے گرد ہلکی سرخی نظر آئے تو علامت تیز ہوا چلنے کی ہے،

ط مین ہے کہ آفتاب سے فضا، کی صفائی کا پتہ اسطرح چلایا جاتا ہے کہ اگر طلوع اور غروب کے وقت آفتاب روشن ہو اور شعاعین زمین مین صاف پہنچ رہی ہون یعنی بخارات یا بادل وغیرہ حائل نہ ہو تو آسمان کھلا رہے گا،

لیکن اگر طلوع اور غروب کے وقت کرنین صاف نہ پھوٹتی ہون بلکہ گہرے بادل حائل ہون تو اس سے بھی آسمان کے کھلے رہنے کا اندازہ کیا جائے،

ق کا قول ہے کہ ہوا کی صفائی کا اندازہ بھی آفتاب کے طلوع اور غروب سے کیا جاتا ہے، اگر طلوع کے وقت آفتاب صاف ہوا اور روشن ہو تو یہ بارش کی تاخیر اور ہوا کی صفائی کی علامت ہے، اور اگر اسوقت بادل کے ٹکڑے نظر آئین تو یہ بھی بارش کی تاخیر کی نشانی ہے، اور اگر غروب سے قبل مطلع صاف ہو لیکن عین غروب کے وقت سرخ بادل جمع ہو گئے ہون تو یہ سمجھنا چاہئے کہ آج یا کل بارش ہو گی، اور طلوع یا غروب کے وقت آفتاب پر شفق چھا جائے، تو یہ بارش کی کمی اور قحط کی علامت ہے،

سرما مین بارش کا چاند سے اندازہ لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ تیسری یا چوتھی شب مین چاند کو دیکھین، اگر اس کے دونون کنارون کو کسی چیز نے چھپا لیا ہے، اور یہ چاند کے ساتھ ساتھ جارہا ہے، تو دو یا تین دن مین بارش کی توقع ہے، اور اگر اس کے گرد ناری رنگ کا ہالہ ہو تو یہ بارش بے چھوا ہوا اور شدید سردی کی علامت ہے، اور اگر چاند کے گرد کوئی سیاہ چیز دکھائی دے تو تند بارش کی علامت ہے، جسقدر سیاہی زیادہ چھائے گی، اسی قدر بارش تیز اور سردی مین شدت

ہو گی، اسیطرح چودہوین کی شب مین اگر اس کے گرد بخارات جمع ہون، جس سے روشنی صاف نہ آتی ہو تو دو تین دن کے بعد بارش ہو گی، اور اگر چاند کے گرد دو یا تین ہالے دکھائی دین، تو بارش اور چلہ کی سردی کی علامت ہے، چاند کی تیسری شب مین اگر اس کے گرد سرخ یا سیاہ نقطے ہون، تو یہ خفیف بارش کی علامت ہے، اور چودہوین شب مین بدر کامل ہونے کے تین گھنٹہ کے بعد اگر آسمان پر سیاہ بادل کے ٹکڑے نظر آئین اور وہ ممتد ہو کر چاند کو چھپا لین تو یہ بارش آندھی اور بجلی کی علامت ہے،

ق کا قول ہے کہ سرمائی بارش کی علامت یہ ہے کہ تیسری یا چوتھی شب کو چاند موٹا اور روشن ہو لیکن دن مین فضا غبار آلود ہو تو بارش کی امید ہے اور بعد کی تاریخون مین چاند کے گرد سرخی ہو تو سخت سردی کی علامت ہے، اور اگر چاند کے گرد سیاہ ہالہ ہو تو بارش کی علامت ہے، اگر چاند کے گرد دو یا تین سرخ سیاہ اور زرد لکیرین ہون تو شدت سردی کی نشانی ہے لیکن اگر یہ لکیرین سب سیاہ ہون تو بے انتہا سردی پڑنے کی امید ہے،

ک کا قول ہے کہ تیسری اور چوتھی شب کو چاند پر نگاہ ڈالین، اگر اس کے طول وعرض مین آسمان پر ہلکے بادل اور بخارات نظر آئین تو امساک باران کی علامت ہے، بعض کا قول ہے کہ قحط کے ایام مین چاند کی رفتار کو خصوصیت سے دیکھنا چاہئے، اگر چاند جبہ مین ہو تو بارش ہو گی اور ہوا تیز چلے گی، اور اسی طرح خرتان صرفہ کی منزل مین جب پہنچے گا تو بارش ہو گی اور سعد اور اجنبیہ مین پہنچنے کے بعد بھی بارش ہو گی، اور ہوا ٹھنڈی چلے گی، جب بروج ناری (آتشی) یعنی حمل، اسد، قوس اور بروج ریحی (بادی) میزان، دلو، جوزا، کو قطع کرے تو بارش کثرت سے ہو گی، اور اگر بروج مائی (آبی) یعنی سرطان، عقرب، حوت اور بروج ترابی (خاکی) یعنی ثور، عذری (سنبلہ) جدی کو قطع کرے، تو بارش کم ہو گی اور یہ قحط کی علامت ہے،

آفتاب سے سرمائی بارش کے اندازہ کا طریقہ ط نے یہ لکھا ہے کہ اگر آفتاب طلوع کے وقت گہرا سرخ ہو، اور جیسے جیسے اونچا ہوتا جائے اسمین سرخی کی جگہ سیاہی آنے لگے تو یہ شدید بارش اور

گرمی کی علامت ہے اس بارش مین اکثر جھڑی بندھ جاتی ہے، اسی طرح غروب کے وقت نظر ڈالو اگر آفتاب کے بائین جانب غروب کے بعد سیاہ ابر نظر آئے تو بہت جلد بارش کی امید ہے اسی طرح طلوع کے وقت گہرا سیاہ ابر ہو تو بھی بارش کی علامت ہی،

ق کا قول ہے کہ طلوع کے وقت آفتاب مین اگر سرخی نظر آئے تو بارش کی علامت ہی، اور اگر سیاہی یا سیاہ ابر کے ٹکڑے دکھائی دین تو تیز اور موسلا دھار بارش کی علامت ہی،

ک کا قول ہی کہ غروب آفتاب کے وقت اگر قبلہ کے بائین جانب سیاہ ابر ہو تو فوراً پانی برسنے کی امید ہے،

بطلیموس کی کتاب الاربعہ مین، بارش، صحو اور ہوا کا آفتاب اور ماہتاب سے اندازہ لگانے کا طریقہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر آفتاب طلوع یا غروب کے وقت بالکل صاف ہو، اور کسی قسم کا ابر نہ ہو تو آسمان کے کھلے رہنے کی علامت ہے، لیکن اگر آفتاب مختلف رنگ کے نظر آئین، یا اس کی شعاعین سرخ ہون یا کسی جانب سیاہ بادل یا شفق ہو یا شعاع مین زردی ہو تو یہ تمام علامتین بارش اور شدید سردی کی ہین، اسی طرح چاند کو تیسری یا چوتھی شب دکھین، پھر پندرہوین شب کو دیکھین، اگر ان راتون مین وہ بالکل صاف ہو، اور پتلا ہو تو یہ آسمان کے کھلے رہنے کی علامت ہے، اور اگر سرخ ہو تو شعاعین موٹی اور حرکت کرتی ہون، تو یہ تیز ہوا کی علامت ہے، اور اگر سیاہ، زرد، غبار آلود یا زیادہ موٹا ہو تو شدت سرما اور بارش کی علامت ہی،

چاند کے ہالون پر بھی ایک نگاہ ڈالنی چاہیے، اگر ایک دائرہ یا ہالہ ہو، جو صاف ہو، لیکن چاند کی شعاع سے ماند نہ پڑے، تو یہ آسمان کے کھلے رہنے کی علامت ہے، اور اگر دو یا تین دائرے ہون، تو سردی کی علامت ہے، اور اگر ابر کی طرح گہرا حلقہ ہو تو ابر و باد کی علامت ہے، اور اگر غبار آلود اور سیاہ ہون یا بخارات کی طرح چڑھتے ہون تو یہ سردی کی شدت اور موسم کے طول کھینچنے کی علامت ہے، اسی طرح اگر آسمان کے صاف رہنے کے بعد

قوس وقزح نکل آئے، تو سردی کی ابتدا کی نشانی ہے، اور اگر سرما کے اختتام پر نکلے تو آسمان کے صاف رہنے کی علامت ہی، شہاب کا ٹوٹنا ابر و باد کی علامت ہے اگر ایک ہی سمت مین نظر آئین، تو اس سمت مین ہوا تیز چلے گی، اور مختلف جہات مین دکھائی دین تو تمام جگہ بارش ہونے کی نشانی ہے،

بادل، بجلی، اور آسمان کی سرخی سے بھی بارش یا آسمان کے کھلے رہنے کا اندازہ کیا جاتا ہے، ابن قتیبہ نے عربون سے حکایت بیان کی ہے کہ اگر ابر سیاہ اور گہرا ہو تو بارش کی علامت ہے، اور اگر بادل کے ٹکڑے نظر آئین تو ہلکی بارش کی علامت ہے، یہ ٹکڑے مختلف شکل کے ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہین، چنانچہ اس قسم کے بادلون کو مخیلہ کہتے ہین، جن کے دیکھنے سے بارش کا اندازہ لگایا جاتا ہے، لیکن اگر بادل پر سفیدی غالب ہو تو اس سال پیداوار کم ہوگی، اور جنگ زیادہ ہوگی،

ق کا قول ہی کہ غروب آفتاب کے وقت بادل کے سرخ اور منتشر ٹکڑے اور رعد و برق ہو تو بارش کی علامت ہے، اور اگر غروب کے وقت آفتاب کے بائین جانب سیاہ بادل ہون تو بھی بارش کی علامت ہے، لیکن اگر طلوع سے قبل بادل کے منتشر ٹکڑے دکھائی دین، تو یہ بارش کی تاخیر کی علامت ہے یا غروب کے وقت یہ نظر آئین، تو بارش کی تاخیر کی نشانی ہے اسی طرح غروب سے قبل مطلع صاف ہو لیکن عین غروب کے وقت یا اس سے کچھ قبل بادل کے سرخ ٹکڑے نظر آئین تو یہ بارش کے ایک دن بعد ہونے کی دلیل ہے،

ابن قتیبہ کا قول ہے کہ عرب جب جنوبی سمت مین بجلی چمکتے ہوئے دیکھتے تھے تو ایک دوسرے کو بارش کی بشارت دیتے تھے، لیکن اگر شمال مین بجلی کی چمک دیکھتے تھے تو اس سے مایوس ہو جاتے تھے، اس قسم کی ہوا اور بجلی سے جس سے بارش کا دھوکا ہوتا ہے، کبھی بارش نہین ہوتی ہے، بجلی اگر صرف دو بار چمکی تو بارش کا یقین کرتے تھے، لیکن اگر کئی بار چمکی تو بارش کی امید کم رکھتے تھے معمولی چمک سے بارش کی امید بندھتی تھی، اسی طرح جو ابر ملک یمن کی جانب سے اٹھتا تھا اس سے بارش

کی امید کرتے تھے، اور جو شام کی طرف سے اٹھتا تھا اس سے مایوس ہو جاتے تھے،

طآمین ہی کہ اگر بجلی شمال اور جنوب دونون سمتون مین چمکے لیکن آسمان صاف ہو تو جنوب مین بارش ہوگی، اور شمال مین ہوا تیز چلے گی، ک کا قول ہے کہ اگر تم بجلی کو مغربی ہوا کے رُخ پر چمکتی ہوئی دیکھو تو اس رخ پر بارش کی امید کرو، کیونکہ بجلی جب بھی تیز بادل کے ساتھ چمکے گی تیز ہوا اور آندھی ضرور چلے گی،

ابن قتیبہ کا قول ہے کہ موسم سرما مین طلوع یا غروب کے وقت بادل کے ٹکڑونکے ساتھ سرخی دیکھین تو کثرت پیداوار کا اندازہ لگائین اور اگر طلوع اور غروب کیوقت صرف سرخی دکھائی دے اور بادل کا پتہ نہ ہو تو اس سے قحط سالی کا اندازہ لگائین،

فصل

آلہ مجرد کے بنانیکی ترکیب

ک کا قول ہے کہ یہ زراعت کے اُن آلات مین سے ہے جو قطانی غلون کی کاشت وغیرہ کے موقع پر زمین کی رطوبت نکالنے ہل چلانے کے بعد ڈھیلون کو توڑنے اور زمین کی سطح برابر کرنے کے لئے مستعمل ہے، اسکو دو بیل ہل کی طرح کھینچتے ہین، اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہی کہ بلوط کی چار خشک لکڑیان لی جائین، دو کا طول تقریباً آٹھ بالشت ہو اور بقیہ دو کا پانچ بالشت طول ہو، ان چارون کو جوڑ کر مربع مستطیل شکل بنائین، اس کے بعد پانچ بالشت لانبی دو لکڑیان لیجائین اور انکو بڑی لکڑیون مین ٹھونک دین، اسطور پر کہ ہر دو خانون کے درمیان دو بالشت کا فاصلہ ہو، اسکے بعد بلوط کی لکڑی کی نوکدار کوٹھیان ایک بالشت سے کچھ چھوٹی بنائین، اور ان کو ان چارون چھوٹے ڈنڈون مین تین انگل کے فاصلہ سے جڑ دین، چارون گوشون کو کھوٹیون سے اچھی طرح مستحکم کر دین، پھر اس آلہ مین ایک دستہ لگائین، اور اس پر آمنے سامنے دو برابر لکڑیان جڑین،

تاکہ یہ آلہ ٹوٹنے سے محفوظ ہو جائے اور بیل کو کھینچنے مین آسانی ہو، پھر اس آلہ کو ہل کی طرح بیلون پر رکھدین، اور پورے کھیت مین ہل کی طرح چلائین، اس سے زمین برابر ہو جائے گی ڈھیلے ٹوٹ جائین گے اور گھاس وغیرہ سب صاف ہو جائین گی، اس کی شکل یہ ہوگی،
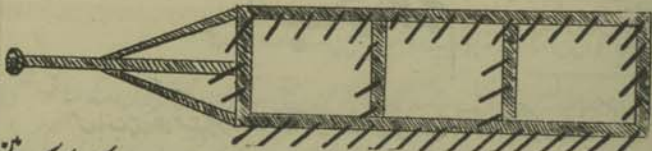
اگر صرف ڈھیلون کو توڑنا اور زمین برابر کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے بلوط کی جڑ کو کھیت مین گھسیٹین، اس کے بعد یہ آلہ چلائین، زمین بھی برابر ہو جائے گی، اور ڈھیلے بھی ٹوٹ جائین گے،

مصنف کا قول ہے:۔ الحمد للہ رب العالمین، کتاب کا یہ حصہ جو فلاحت سے متعلق تھا ختم ہو گیا، مجھے امید ہے کہ یہ کتاب زمین کی کاشت اور اس کے لوازمات اور ضروریات کے معلومات کے لئے کافی ہوگی، بشرطیکہ کوئی شخص اس پر غور و خوض کرے اور اس سے نفع اٹھائے، اب فلاحت حیوانات شروع کرتا ہون، وباللہ التوفیق،

—۰—

باب ۳۱ سی ویکم

اس باب مین فلاحت حیوانات سے تفصیلی بحث کی گئی ہے، گائے، بھیڑ و بکری وغیرہ کے نر و مادہ کی پرورش، ان مین اچھے جانورون کا انتخاب، جفتی کھلانے کا وقت، وضع حمل کی مدت، چارہ دیانی کا استعمال، امراض لاحقہ کے علاج وغیرہ کی ترکیب بتائی گئی ہے، ان کے علاوہ جانورون کی نگرانی وحفاظت کے طریقے بھی بتائے گئے ہین،

فصل

گائے،

کسیوس نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ زراعت و کاشت کاری کے لئے بیل و بچھڑون مین سے ان جانورون کا انتخاب کرنا چاہئے، جو قد مین لانبے اور بدن کے بھاری ہون، جنکے پٹھے مضبوط، چہرہ خوفناک، آنکھین سرخ، ٹھوڑی گول، نتھنے سیاہ اور خوبصورت، رانین سخت اور قوی، سینہ کشادہ، پسلیان اندر کی طرف دبی ہوئی ہون، ہاتھون کے درمیان وسعت کم ہو، جسم کا رنگ سرخ ہو، اور پنڈلیان سیاہ ہون، جن جانورون مین ان صفات مین اکثر صفتین پائی جائین، وہ اعلےٰ قسم کے بیل ہون گے، کیونکہ ان تمام صفات کا ایک مین جمع ہونا دشوار ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ مین اس بیل کو پسند نہین کرتا جس کے آلۂ تناسل کی جگہ اور ران کا اندرونی حصہ سیاہ ہو، اور فوطون مین سرخی غالب ہو، گایون مین وہ گائے بہتر ہے جسکی

ریڑھ کی ہڈی قد کے لحاظ سے لانبی ہو، پیشانی اونچی اور چوڑی ہو، آنکھین بڑی اور خوب سیاہ ہون، نتھنون سے منہ تک گولائی ہو، گردن موٹی اور گردن کی جڑ اونچی ہو، سینہ چوڑا ہو، ہاتھ اور پیر یعنے قوائم مین ایک تناسب ہو، کولھے خوبصورت اور مضبوط ہون، دم لانبی اور بال کا گچھا بھی لانبا ہو، لیکن اتنا لانبا نہ ہو کہ چلتے وقت زمین سے لگ جائے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ گائے گلہ مین رہتی ہے، اور انھی گایون کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہے، ایک اگر بھاگ جاتی ہے تو دوسری اوس کے پیچھے بھاگتی ہے، کسی چرواہے کی کوئی گائے جب کم ہو جاتی ہے، تو وہ بقیہ گایون کو چھوڑ دیتا ہے، تاکہ ان کے ساتھ بھٹکی ہوئی گائے بھی آجائے، گائے کے گلہ مین اسی طرح ایک سردار ہوتا ہے، جسطرح بکریون کے گلہ مین سردار ہوتا ہے، جو آگے آگے چلتا ہے، ایک بڑی تعداد کے لئے صرف ایک چرواہا کافی ہوتا ہے، عموماً گائے ایک جھول مین ایک بچہ دیتی ہے، کبھی دو بچے بھی جنتی ہے، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، گائے اپنی ساری عمر بچہ دیتی ہے، عام طور پر گائے کی عمر ۱۵ سال ہے اور بیلون کی عمر جو بدھیہ کر دئے جاتے ہین، ۲۰ سال یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے، یہ عمر زیادہ تر مضبوط بیلون کی ہوتی ہے، سانڈھ پانچ سال کی عمر مین جوان اور قوی ہوتے ہین، بیل کے دانت دو سال مین نکلتے ہین لیکن گائے کی طرح ایک مرتبہ پورے نہین نکلتے، گائے ایک سال سے کم مین حاملہ نہین ہوتی ہے، عام طور پر گائے کو موسم ربیع مین حاملہ کراتے ہین، لیکن خریف مین بھی حاملہ کرا سکتے ہین، بچہ اگر مادہ ہے تو دودھ اچھا ہوگا، بچہ جننے کے قبل تھن بالکل خشک ہوتا ہے، اس کے بعد پہلے دودھ کو گرم کر کے جماتے ہین، وہ مثین پتھر کی طرح سختی آجاتی ہے، جس زمانہ مین سانڈ کثرت سے جفتی کھائین اور گائین زیادہ تعداد مین حاملہ ہو جائین تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس سال سردی زیادہ ہوگی، گائے بعض وقت ایک سال کی عمر مین بچہ دیتی ہے، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، علماے فن کا قول ہے کہ اٹھارہ ماہ سے کم عمر کی گائے کو حاملہ نہ کرایا جائے، زیادہ محتاط طریقۂ عمل تو یہ ہے کہ گائے کو دو سال کی عمر مین حاملہ کرائین، کسیوس کا قول ہے کہ دو سال سے کم عمر کی گائے کو حاملہ نہ کرائین، بلکہ بہتر

یہ ہے کہ تین سال کی عمر مین یہ حاملہ کی جائے تاکہ چوتھے سال مین بچہ جنے، یہ حمل اچھا ہوگا، قسطوس نے بھی یہ کہا ہے کہ گائے کو پورے تین سال پر حاملہ کرائین، تاکہ چوتھے سال مین بچہ دے، بلکہ چوتھے سال یہ حاملہ ہو تو اور بہتر ہے، اس مین بچہ طاقتور ہوگا، اور دودھ زیادہ ہوگا، گائے عام طور پر پندرہ مرتبہ بچہ دیتی ہے، یہ حاملہ ہونے کے بعد گیارہوین مہینہ بچہ دیتی ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ گائے کے پیٹ مین بچہ نو مہینہ تک رہتا ہے، اور دسوین مہینہ مین بچہ جنتی ہے، بعض لوگون کا خیال ہے کہ پورے دس مہینہ مین بچہ دیتی ہے، اگر اس متعینہ مدت سے قبل اس نے بچہ دیا تو یہ زندہ نہ رہے گا،

قسطوس کا قول ہے سانڈ کو گائے پر چھوڑنے کا وقت اور اس کے حاملہ کرانے کا زمانہ اوائل اسفندار سے فردری کی دسوین تاریخ تک یعنی چالیس دن ہے، جن گایون کو حاملہ کرانا ہو ان کو ایک ماہ دو ماہ قبل سے چارہ پانی کم کر دین، تاکہ وہ کمزور ہو جائین، کیونکہ لاغر اور کمزور گائے قوی اور موٹی گائے سے حمل کو جلد قبول کرتی ہے، برخلاف اس کے سانڈ کو اس سے قبل کھلا پلا کر موٹا کرنا چاہئے، کسنیوس کا قول ہے کہ سانڈ اگر چرائی سے فربہ نہ ہو تو اس کے چارہ مین جو کا بھوسہ اور گھاس وغیرہ دین تاکہ خوب فربہ ہو جائے، ایک سانڈ بیس گایون کے لئے کافی ہوتا ہے، گائے اور سانڈ کو ہمیشہ الگ الگ رکھین، صرف اسفندار و فروری مین سانڈ کو گائے کے ساتھ چھوڑ دین، تاکہ دونون آزادی کے ساتھ خواہش پوری کرین،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ قوی سانڈ ایک ہی حملہ مین رحم کو مملو کر دیتا ہے، کیونکہ اس کا حملہ سخت ہوتا ہے، جفتی کھانے کے بعد بارہ دن تک اس پر ہیجانی کیفیت طاری رہتی ہے، دوبارہ جفتی کھانے کے لئے بے چین رہتا ہے، لیکن مسن سانڈون مین کئی بار جفتی نہین کھا سکتے، ایک دو مرتبہ کے بعد ان کو ہٹا دینا چاہئے، پھر دوسرے دن موقع دینا چاہئے، جوان سانڈون مین کئی بار جفتی کھاتا ہے، اور مستی مین کئی گایون پر چڑھ جاتا ہے، یہ ایک سال کی عمر مین جفتی کھانے کے قابل ہو جاتا ہے، سانڈ جلد بڑھتا و جوان

ہوتا ہے، بشرطیکہ اسکو جفتی کھانے سے محفوظ رکھا جائے، بعض لوگ نو سال تک اسکو محفوظ رکھتے ہین، بیل اگر خصی کر دیا جائے، تو اس سے گائے کو حاملہ کرنے کی قوت جاتی رہتی ہے، بیل ایک سال کی عمر مین خصی کئے جاتے ہین، اس سے قبل خصی کرنے مین اُن کی حالت خراب ہو جاتی ہے، اعضاء کمزور اور چھوٹے ہو جاتے ہین، ان بیلون کو سانڈ اور گائے سے ہمیشہ الگ رکھین، ورنہ اُن کے ساتھ رہکر یہ لاغر ہو جائین گے، گائے اپنے چرواہے کی آواز سے خوب مانوس ہوتی ہے، چرواہے اور نگران کار کی اطاعت کرتی ہے، سانڈ اگر جفتی کھانے کے بعد اپنا عضو داہنے جانب کج کر کے نکالے اور اسی طرح پٹ جائے تو یہ نر کا حمل ہوگا، اور اگر بائین طرف اترے تو گائے ہوگی،

جالینوس کا قول ہے کہ سانڈ یا بیل زراعت اور کاشت کاری وغیرہ کے کام کو بڑی مشکل سے انجام دیتے ہین، کیونکہ یہ سرکش ہوتے ہین، اور مالک کی اطاعت نہین کرتے، بلکہ اُن کا کسی کام مین لگانا نہایت مشکل ہے، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ سرکش سانڈ یا بیل کو تابع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پسا ہوا السن سنگ پر چھڑک دیا جائے، یا مبرز یا عضو تناسل کی جگہ تیل لگا دین، یا دونون بازوٴن کو مضبوط باندھ دین، اگر سانڈ بہت زیادہ سرکش ہو جائے تو اس کے دونون خصیون کو رسی سے باندھ دین، یا دونون گھٹنون کو کپڑے سے خوب اچھی طرح باندھ دین، بعض کہتے ہین کہ نتھنون پر روغن گل مالش کرنے سے بھی یہ سر ہو جاتے ہین، اسی طرح سر پر عرق گلاب چھڑکنے سے ورم آ جاتا ہے، اور پھر یہ درست ہو جاتے ہین، اور گائے کا بھیجہ یا اس کا خون روغن گل مین ملا کر لگانے سے بھی سرکشی کم ہو جاتی ہے،

قسطس کا قول ہے کہ اگر تم سرکش بیل کو مطیع کرنا چاہو تو خشک گلاب کی پتی پیکر نال سے ناک مین پھونک دو، ناک اور نتھنے پر روغن گل کی مالش کرو، انشاء اللہ وہ بالکل مطیع ہو جائے گا، بعض کا تجربہ ہے کہ اگر روغن بادام بیل کے نتھنے پر ملا جائے، تو اس سے بھی وہ مطیع ہو جائے گا، انجیر کے درخت مین باندھنے سے ان کی سرکشی کم ہو جاتی ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ قربانی کے جانور کی چربی نکال کر

رکھی جائے، اور یہ سرکش بیل کے سر پر گرم کرکے مالش کیجائے، انشاء اللہ اس کی سرکشی جاتی رہے گی، موم اور روغن سے بیل کا سینگ نرم ہو جاتا ہے، گرم کرکے اس کی مالش کرو تو سینگ کو جسطرف چاہو موڑ سکتے ہو، آرمینیہ مین ایالداز بیل بھی ہوتے ہین،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ چراگاہ مین چرنے والی اور چھٹی ہوئی گایون مین دو قسم کا مرض ہوتا ہے، ایک نقرس اور دوسرے صدام کی طرح کا ہوتا ہے، نقرس مین دونون پیر متورم ہو جاتے ہین اس سے جانور اگرچہ ہلاک نہین ہوتا، لیکن اسکو اسوقت تک راحت نہین پہنچتی، جب تک سینگ نہ توڑا جائے، اور اگر صدام عارض ہو جو انسان کے بخار کی طرح ہوتا ہے تو اس سے اسکے کان گرجاتے ہین، اور چارہ وغیرہ کھانا چھوڑ دیتی ہے، اور جلد اس سے ہلاک ہو جاتی ہے، مرنیکے بعد اگر پیٹ پھاڑا جائے، تو اس مین سے فاسد بخارات اور مادہ نکلے گا،

کسنیوس کا قول ہے کہ گائے وغیرہ کو جب مکھیان کاٹتی ہین، تو اسکو پیاس لگتی ہے، مکھیون کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ خرزہرہ (کنیر) کو پانی مین پکائین، اور اسکو گائے پر یا جہان وہ چرتی ہو چھڑک دین، وطاہین ہے کہ دھشت (حب الغار) کے پھل کو پانی مین اُبالین، اور پھر یہ پانی چراگاہ مین چھینک دین، تمام مکھیان اور دوسرے جانور بھاگ جائین گے، اس پانی کو گائے کی پیٹھ پر بھی چھڑک دین، تاکہ مکھیان قریب نہ جاسکین، یا دھشت کے پھل کو روغن تل یا کسی اور روغن مین پانی کے ساتھ پکائین اور اس پانی کو گائے پر چھڑک دین، گائے یا بیل کے نتھنے کا پانی مکھیون کے بھگانے مین مفید ہوتا ہے، اگر مکھیان جانور کو بہت تکلیف پہنچائین تو سفیدہ کاشغری جسکو عورتین منہ پر ملتی ہین، گاؤ کے بدن پر ملدیا جائے، اس سے مکھیان بھاگ جائین گی،

کسنیوس کا قول ہے کہ گائے یا بیل کو کوئی چوٹ لگ جائے تو بری خبازی کے تازہ پھل کو پیسکر مرہم کی طرح لگائین، قسطس کا قول ہے کہ خبازی بری کی جگہ خطمی بری بھی لگا سکتے ہین گائے بیل کو برف اور اولے سے سخت اذیت پہنچتی ہے، اس موسم مین نقل وحرکت سے ان کے پیر مین درد ہو جاتا ہے، اس درد کے لئے لہسن یا منقی پیسکر لگانا مفید ہے، اسی طرح لہسن اور روغن زیتون ملاکر استعمال

کرنا درد کو کم کرتا ہے، اسطہوریس کا قول ہے کہ ہاتھی کے اصلی دانت کو ایک سیاہ کپڑے مین باندھکر گائے یا بیل کے گلے مین لٹکانا مختلف آفات سے بچاتا ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بھیڑیے کی دم اگر گوسالہ مین لٹکا دیجائے تو جب تک یہ دم لٹکی رہے گی، جانور چارہ نہ کھائین گے،

کاشت کاری اور زراعت کے کام مین آنے والے بیلون کی رگ وداج کو جو گردن مین ہوتی ہے، فصد دیکر بھلا دیتے ہین، یہ عمل عنصرہ کے مہینہ مین اسطرح کیا جائے کہ تیز، نوکیلا اور چوڑی دھار کا آلہ نشتر لین، اور اسکو ایک لکڑی کے خول مین جو اس کے لئے خاص طور پر بنایا جاتا ہے رکھین اور انگوٹھے کے برابر دھار کو باہر نکالین، پھر ان دونون بیلون کو جو ہل کے کام آتے ہین ایک دوسرے کے مخالف سمت مین کھڑا کرین یعنی ایک کا سر اور دوسرے کی دم مقابل ہو، پھر دو آدمی دونون بیلون کے بازو مین دم کی طرف سے اس طرح کھڑے ہو کہ ان کا داہنا ہاتھ بیل کی جانب پڑے، دونون آدمی ایک رسی سے بیلون کے گلے مین سخت پھانسی ڈالین، جب وداجین یعنی رگین نکل آئین تو رسی کو مضبوطی سے دم مین باندھدین، اور رگون مین نشتر دیکر گھوڑے سے دوگنا خون نکالین، اس عمل سے ان کی حالت درست ہوگی اور رنگ صاف ہوگا،

فلاحت نبطیہ مین گائے اور بیل کے چارہ کے بیان مین لکھا ہے کہ مٹر اس کا کٹوا اور بھوسہ گائے کو بہت موٹا کرتا ہے، گائے اور بھیڑ کے لئے اس سے مقوی غذا کوئی دوسری نہین ہے، اس سے قوت پہنچتی ہے، اور کھوپڑی مین مغز زیادہ ہوتا ہے، گائے اور بھیڑ کے چارہ مین اگر مٹر کثرت سے دیجائے تو اس کا دودھ زیادہ ہوتا ہے، البتہ حاملہ بکریون کے لئے مضر ہے، مونگ بھی گائے وغیرہ کے لئے مفید ہے، اسکو سرکہ مین بھگا کر کھلائین، اور اگر مٹر ملاکر چارہ مین دین تو دوگنی طاقت ہوگی، جوار بھی چوپایون کے لئے بڑی مقوی چیز ہے اس کا پتہ اور اس کی ڈانٹ اگر گائے وغیرہ کے چارہ مین دیجائے، تو وہ بہت فربہ ہوتی ہے،

دیاسقوریدوس کی کتاب کا بیان لکھا جاچکا ہے کہ پکی ہوئی مٹر بہت سے جانورون کو قوت پہنچاتی ہے، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مٹر، باقلی اور باقلی کے تازہ پتے یہ سب گائے اور بیل کیلئے

متوی ہین، مقشر جو بھی اگر پکا کر کھلائین تو مفید ہے، میٹھے پھلون مین سے انجیر، منقیٰ، صحرائی بیگن کے پتے، زرد آلو وغیرہ کو گرم پانی مین تر کر کے کھلائین، تو اس سے بھی یہ جانور خوب فربہ ہون گے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ گائے یا بیل گدلا پانی نہین پیتا ہے، پیاس کی حالت مین بھی یہ گدلے پانی کو چھوڑ دیتے ہین،

فصل

بھیڑ و بکری

کاشت کار کو بھیڑ کی مینگنی کی کھاد وغیرہ مین ضرورت ہوتی ہے، اور عام طور سے لوگ اسکا دودھ اور گوشت استعمال کرتے ہین، سینوس اور قسطس کا قول ہے کہ پالنے کے لئے بہترین بھیڑ وہ ہوتی ہے جو جوان ہو اور تمام جسم مین نرم نرم بال ہون، بدن سڈول ہو اور پیٹ بھرا ہوا ہو، قسطس کا قول ہے کہ ان مین سے چھوٹے سر، لانبی گردن، رسیلی آنکھین، خوبصورت ناک جسکی ہڈی ملی ہوئی ہو، بھرا پیٹ، خوبصورت سینگ، اور لانبے ہاتھ پیر والی بھیڑون کا انتخاب کرنا چاہئے، بھیڑ مین کھلے ہوئے لانبے بال بہت اچھے معلوم ہوتے ہین، لوگ اسکو پسند کرتے ہین، ایسی بھیڑون مین اون زیادہ نکلتا ہے، مینڈھے اور بھیڑ مین سے بہتر قسم وہ ہے جو قد آور اور چوڑے بدن کے ہون دیکھنے مین فربہ اور خوبصورت معلوم ہوتے ہون، آنکھین سرخ، سینگ پتلی، اور بال اتنے لانبے ہون کہ دم کو بھی چھپا لیتے ہون، خصی کئے ہوئے بھیڑ مین صوف زیادہ نکلتا ہے، بشرطیکہ مختلف رنگ کا نہ ہو،

تین سال سے کم عمر مین مینڈھون کو جفتی نہ کھلائین، یہ دے کے مہینہ مین اچھی آب و ہوا مین جفتی کھاتے ہین،

اصمعی کا قول ہے کہ بھیڑ اور بکری کو بچہ دینے کے بعد سات مہینہ تک چھوڑ دین، اس کے بعد حاملہ کرائین، کیونکہ اس کی مدت حمل پانچ مہینہ ہے، اس طرح سال مین ایک مرتبہ بچہ دیگی،

لیکن اگر یہ سال مین دو مرتبہ حاملہ ہو تو یہ زیادتی ہوگی، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ وہ بکری جو نمکین پانی پینا شروع کرے، اسکو پہلے حاملہ کرائین، مدت حمل پانچ مہینہ ہوتی ہے، کسنیوس کا قول ہے کہ ایک مینڈھا بیس بھیڑون کے لئے کافی ہوتا ہے، اور قسطس کے نزدیک پچاس کے لئے کافی ہوتا ہے، ایک چرواہا دو سو بھیڑین پال سکتا ہے، اس کے ساتھ چراگاہ مین ایک لڑکا اور معین و مددگار رہے، یا دو کتے نگرانی کے لئے رکھے جائین، بکری آٹھ مہینہ تک دودھ دیتی ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ اکثر بکریان دس برس تک زندہ رہتی ہین، اور بعض پندرہ سال تک رہتی ہین، حبشہ کی بکریان بارہ یا تیرہ سال تک زندہ رہتی ہین، اور آٹھ سال تک بچہ دیتی ہین، لیکن اگر کافی نگرانی اور حفاظت سے رکھی جائین، تو گیارہ سال تک بچہ دیسکتی ہین، ہوشیار چرواہون کی بکریان پوری عمر تک بچہ دیتی ہین، بھیڑ اور بکری دونون ایک جھول مین دو بچے دیتی ہین، بھیڑ، بکری، مینڈھے اور بکرے کو اچھی طرح کھلائین، یا کھلی جگہ مین چرائین، تو عام طور پر ایسی بکریان اور بھیڑین دو بچے دیتی ہین، ان مین سے نر و مادہ دونون ہوتے ہین، شام اور آرمینیہ کی بھیڑین ایک ہاتھ کی لانبی چکتی ہوتی ہے، قسطس کا قول ہے کہ بھیڑ اور بکریون کا صوف دسطادے مین کاٹا جاتا ہے، کسنیوس اور قسطس کا قول ہے کہ جنین کے رنگ کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ بھیڑ یا بکری کا جبڑا کھولکر دانت کو بغور دیکھین، اگر سیاہی چھائی ہوئی ہو تو بچہ سیاہ ہوگا، اور اگر سفید ہو تو بچہ سفید ہوگا، اور اگر دو اغدا ہو تو بچہ بھی چتکبرا ہوگا، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مینڈھے کی زبان کے نیچے کی رگین اگر سفید ہون تو جس بکری کو یہ حاملہ کرے گا اس کا بچہ سفید ہوگا، اسی طرح اگر یہ رگین سیاہ یا سرخ اور سیاہ ہون تو بچہ بھی اسی رنگ کا ہوگا، لیکن یہ سب مشیت خداوندی پر محمول ہے،

بکریان گھر مین پالی جاتی ہین، لیکن بال والی بکریان چراگاہ مین چرائی جاتی ہین، عموما یہ درخت کے کنارے کنارے کے پتون کو کھاتی ہین، ان کی چرائی کے لئے شام کا وقت بہت اچھا ہوتا ہے، زیادہ چلنے پھرنے سے یہ جانور تھک جاتا ہے، چرواہے کو قوی اور کمزور جانور کی شناخت رکھنا چاہئے، موسم سرما مین برف باری اور اولہ باری کے وقت جو قوی جانور ہوتے ہین، وہ دیر تک برداشت

کرتے ہین، اور ان کو برف اور اولے سے کوئی ضرر نہین پہنچتا، لیکن کمزور جانورون کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اسلئے ان کے بدن کو ملاجاتا ہے، اور برف وغیرہ سے ان کا جسم صاف کیا جاتا ہے، جو چوڑی چکتی والی ہوتی ہے، وہ لانبی چکتی والے سے جاڑے کی شدت زیادہ برداشت کرتی ہے، اسی طرح زیادہ بال والی بکریان کم بال والی بکریون سے اور لانبے بال والی گھونگھر بال والی بکریون سے سردی کی زیادہ متحمل ہوتی ہین، یہ بھی مشہور ہے، کہ بکری اور بھیڑ کی جنس بے عقل ہوتی ہے، بارش کے وقت جنگل سے بھاگنے کی بجائے کھڑی ہوئی بھیگتی رہتی ہین، اگر چرواہا ان کو ہکانہ لیجائے، تو وہ اسی جگہ ہلاک ہوجاتی ہین، یہ اسوقت تک حرکت نہین کرتی ہین، جب تک کہ گلہ کا بکرا یا مینڈھا آگے نہ چلے، چرواہے پہلے مینڈھے کو ہکاتے ہین، پھر تمام بکریان ساتھ ہوجاتی ہین، چرواہے گلہ مین سے کسی ایک جانور کو ہشیار بناتے ہین، تاکہ اون کی آواز پہچان کر فوراً بھاگ سکے، بجلی یا کڑک کے وقت اسی سے وہ کام لیتے ہین، گلہ مین سے ایسے وقت اگر حاملہ بکریان رہجاتی ہین تو بجلی اور کڑک کے اثر سے اکثر اسقاط حمل ہوجاتا ہے، کسینوس اور قسطس کا قول ہے کہ مریض بکری یا بھیڑ کو ہمیشہ الگ رکھنا چاہیے، ورنہ اس کا مرض متعدی ہوجاتا ہے، اگر تم مینڈھے کو مانوس کرنا چاہو تو اس کے بال کاٹ دو، اور اس کے دونون کان مضبوطی سے باندھدو، اس کے بعد وہ تمھارا تابع رہے گا،

ان جانورونکے امراض کے علاج کے متعلق قسطوس نے لکھا ہے کہ چچڑی کے بھگانے کی ترکیب یہ ہے کہ ان کا پیشاب بدن پر چھڑک کر گندھک مل دیجائے، قسینوس کا قول ہے کہ خارشت مین گائے کے پیشاب سے جسم دھویا جائے اور گندھک روغن مین ملاکر ملدیجائے، بڑی گھاس وغیرہ ان کے باڑہ مین پھیلا دیجائے، تو اس سے بھی ان امراض سے نجات ملجائے گی، بھیڑ یا بکری کے بال کاٹنے کے بعد قطران کا تیل پلاکر ان کو کچھ دن باڑے مین بند رکھین، اس سے بھی بہت سی بیماریان دفع ہوجائین گی، کم دودھ دینے والی بکری کے پیٹ مین اگر گلاب بڑی باندھدیا جائے اور اسکو نمک کھلایا جائے تو وہ دودھ زیادہ دیگی،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ بکری کی لاغری زائل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خوب پانی

پلائین، اور موسم گرما مین ہر پانچوین دن اسکو نمک کھلائین، اس عمل سے وہ جلد موٹی ہوگی، ہشیار چرواہے سو بکریون مین دو سیر نمک کھلاتے ہین، اس سے تمام بھیڑ اور بکری قوی اور تیار ہوجاتی ہین، بعض لوگ نمک کو بھوسہ مین ملاکر کھلاتے ہین، نمک کھانے سے یہ پانی خوب پیتی ہین، اور جسقدر یہ پانی پئین گی اسی قدر فربہ ہون گی، خریف کے موسم مین کدو اور نمک ملاکر کھلاتے ہین، بکریان مسور سے بھی موٹی ہوتی ہین، لیکن نمک سے زیادہ ان کے لئے کوئی چیز مفید نہین ہے، نمک نہ صرف رگ پٹھون کو درست کرتا ہے، بلکہ دوسرے آفات سے بھی محفوظ رکھتا ہے، نمک کھانے کے بعد چونکہ یہ پانی خوب پیتی ہین، اس لئے تندرست رہتی ہین، دودھ پلانے والی بکریون کو خصوصیت کے ساتھ موسم ربیع مین نمک کھلایا جائے تاکہ دودھ زیادہ ہو، بچہ جننے کے بعد بھی فوراً نمک کھلایا جائے، تو ان کا تھن بڑھ جاتا ہے، اور ان کو نمک چارہ کے ساتھ اگر کھلائین تو زیادہ مفید ہوتا ہے، بکریون کو تین دن تک بھوکا رکھنا بھی فربہ بناتا ہے، دوپہر کے وقت تیز دھوپ مین چلانا چاہئے تاکہ شدت پیاس سے پانی خوب پی سکین، راستہ مین اگر پانی کی کوئی جگہ ہو تو پانی پلاتے جائین، موسم خریف مین شمالی ہوا سے متاثر پانی جنوبی ہوا سے بہتر ہوتا ہے، بکرے اور مینڈھے خصی کرکے فربہ کئے جاتے ہین، خصی کرنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آپس مین لڑکر ہلاک نہین ہوتے ہین، نر کے علاوہ مادہ کو بھی خصی کر دیتے ہین، تاکہ شہوت کم ہو اور فربہی زیادہ ہو، بھیڑ، بکری، اونٹنی اور مادہ سور کو بھی خصی کردیتے ہین، گھر مین رہنے والی بکریان غلہ، میوہ جات، اور مختلف دانے کھاتی ہین، تازہ گھاس بلوط اور زیتون کے پتے بھی کھاتی ہین، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ بھیڑ کے دودھ کا پنیر سب سے بہتر اور لذیذ ہوتا ہے، اس کے بعد گائے کا دودھ اور اس کے بعد بکری کا دودھ ہوتا ہے، لیکن عام طور سے گائے کے دودھ کا پنیر مستعمل ہے، کسینوس کا قول ہے کہ پالنے کے لئے بہترین بکری وہ ہوتی ہے، جو خوبصورت صحیح وسالم، مختلف رنگ اور لانبے بالون والی ہو، اور ان کے نرینی بکرے سفید رنگ کے گدازبدن کے ہون جنکے مونڈھے مضبوط ہون، سینہ کشادہ ہو، بال لانبے ہون، گردن موٹی ہو اور یہ ہر وقت بکریون کی تلاش مین مستانہ وار پھرتے ہون،

قسطس کا قول ہے کہ بکری اور بھیڑ کے صفات ایک ہی قسم کے ہوتے ہین، یہ جنس طبعاً پہاڑ پر چرنے
کی عادی ہوتی ہے، اور سردی کو کم برداشت کرتی ہے، نر و مادہ دونون سردی کی وجہ سے مضمحل رہتے
ہین، بکرا سردی سے اسقدر متاثر ہوتا ہے کہ شدید اشتعال کے باوجود وہ بکری کے پاس نہین جاتا، نیز بڑے
بکرے زیادہ ہونے کے بعد جفتی کے کام کے نہین رہتے، اس لئے تجربہ کارون نے ان کو دبلا رکھنے کی
ہدایت کی ہے، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ بکری سال مین ایک مرتبہ بچہ دیتی ہے، لیکن اگر گرم مقامات
مین چرائی جائے، اور چراگاہ بھی سرسبز و شاداب ہو تو سال مین دو مرتبہ بچہ دے سکے گی، بکرا آٹھ سال
تک اور بکری گیارہ اور بارہ سال تک زندہ رہتی ہے، بھیڑ اور بکری چونکہ ایک ہی جنس سے ہین، اس لئے
بہت سے عادات، صفات اور خصائل مین دونون مشابہ ہین، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ بعض بکریون کے
کان ایک یا ڈیڑھ بالشت لانبے ہوتے ہین، اور بعض کے اتنے لانبے ہوتے ہین کہ زمین تک لٹکتے ہین،
بعض مقامات مین اس کے بال بھی بھیڑ کی طرح کاٹے جاتے ہین، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ بکرا جو مادہ سے
بھاگتا ہو موسم ربیع شروع ہونے سے قبل اس کی داڑھی کاٹ ڈالیجائے، بعض موسم سرما مین مفید بتاتے
ہین، اس سے یہ وحشت زائل ہو جائیگی، فلاحت نبطیہ مین ہے کہ اس قسم کے چوپایون کے لئے مٹر بہت مفید
ہے، اس سے دودھ زیادہ ہوتا ہے، صرف حاملہ بکریون کے لئے یہ مضر ہوتی ہے، کسینوس اور قسطس کا قول
ہے کہ دودھ زیادہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دوہتے وقت بکریون کے پیٹ اور پیر کو باندھ دین،

باب ۳۲ سی و دوم
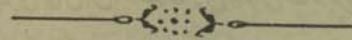
اس باب مین زراعت، سواری اور دوسری ضروریات کے لئے گھوڑے، خچر، گدہے اور اونٹ
کی پرورش کا طریقہ بتایا گیا ہے، اور ان کے انتخاب کا طریقہ، جفتی کھلانے کا وقت، نر و مادہ
کی عمرین، چارہ کے ذریعہ موٹا اور دبلا کرنے کا طریقہ، ان سے ریاضت اور کام لینے کے اصول،
خراب عادتون کی اصلاح اور نعل لگانے کی ترکیب بتائی گئی ہے،

ہم سب سے پہلے خچر پھر گدہا، پھر اونٹ کا بیان کرین گے، کیونکہ یہی جانور باربرداری اور زراعتی
ضروریات کے کام آتے ہین، اور چونکہ گھوڑا لڑائی مین کام آتا ہے، اور گھوڑی بچہ کشی کے
کام آتی ہے، اسلئے ان کو علیحدہ فصل مین تفصیل سے لکھین گے،

فصل

خچر اور گدہا

خچر سم والے جانورین ہے، یہ گھوڑے اور گدہے کی نسل سے پیدا ہوتا ہے، گدہا اگر گھوڑی سے
جفتی کھائے تو اس کا بچہ اصلی خچر کہلائے گا، یہ نہایت مضبوط جانور ہوتا ہے، اور اگر گھوڑا اور گدہی کی جفتی سے
بچہ ہو تو اس کا بچہ چھوٹے قد کا خچر ہوتا ہے، تمام اعضا چھوٹے ہوتے ہین حتی کہ سر بھی چھوٹا ہوتا ہے اور منہ بھی
چپٹا ہوتا ہے، خچر کی عمر اپنے باپ اور مان سے زیادہ ہوتی ہے، گھوڑی گدہے سے جفتی کھانے سے بھاگے تو اس کی
ایال چھانٹ دیجائے، اس سے وہ راضی ہو جائے گی، باربرداری کے لئے وہ خچر اچھے ہوتے ہین جنکے ہاتھ

اور پیر مضبوط ہون، گردن لانبی اور کھوپری بڑی ہو، آنکھین صاف ہون، یپوٹے سرخ ہون، پیٹ بڑا ہو، سانس قوی ہو، اور ظاہرًا تمام عیوب و نقائص سے محفوظ ہو، جب کبھی خچر خرید و تو بڑے قد کا جانور لو، جو خوب موٹا ہو، اس کا پچھلا حصہ چوڑا ہو، گردن لانبی ہو، پیٹ کشادہ ہو، یہ صفات اگر اسمین موجود ہون تو وہ جانور اچھا ہوگا، اگر اس کی آنکھ چھوٹی بھی ہو تو کوئی ہرج نہین ہے، گھوڑے، خچر اور گدہے ان تینون جانورون مین سے قوی النفس جانور زیادہ کارآمد ہوتا ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا ہے، کہ ان صفات کے جانور بھوک اور پیاس کے زیادہ متحمل ہوتے ہین، یہ بہت دنون تک سفر مین ٹھہر سکتے ہین، پیشانی، دم اور گردن کے بال کی کثرت سے کانون کی لنبائی خچر اور گدھے کے کمزور ہونے کی دلیل ہے، آنکھون کا اندر کی جانب دھنسا رہنا بھی جانور کے ضعف اور ناتوانی پر دال ہے، اور بالون کی کمی قوت اور مضبوطی کی نشانی ہے، مادہ خچرون کو مضبوط اور اچھے گھوڑون کے ساتھ باندھنا نقصان دہ ہوتا ہے، گدہون مین زیادہ تیز جانور مصری گدھے ہوتے ہین، اس کے بعد یمنی گدھے ہوتے ہین، گدہے کیلئے بھی مضبوط سانس کا ہونا ضروری ہے، گدہون کے انتخاب مین ان صفات کو ملحوظ رکھنا چاہئے، گردن لانبی ہو، دونون شانے بھرے ہوئے ہون، آنکھین حلقہ مین ہون، مضبوط سانس کا ہو اور ظاہری عیوب سے مبرا ہو، کسنیوس کا قول ہے کہ گدہون مین چوڑے اور دہرے بدن کا گدہا اچھا ہوتا ہے، قسطس کا قول ہے کہ گدہے اور گھوڑے مین بہت سے صفات مشترک ہوتے ہین، خریدنے کے وقت تیز جانور کی شناخت ضروری کیجائے،

کسنیوس کا قول ہے کہ گدہی کی مدت حمل جفتی کے بعد سے بارہ مہینہ ہے، پالو اور جنگلی گدہے موسم گرما سے چند دن قبل جفتی کھاتے ہین، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ جفتی سے گدھی کا رحم بھر جاتا ہے، گدھا تیس مہینہ کی عمر مین جفتی کھانے کے قابل ہو جاتا ہے لیکن ڈھائی سال یا تین سال تک اسکو جفتی نہ کھلائین تو بہتر ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گدھا سواری کے وقت زیادہ ہنہنائے تو اسکے عضو تناسل

کے قریب تل کا تیل یا کوئی اور تیل لگا دین جب تک یہ روغن رہے گا وہ آواز نہین دے گا، بعض کہتے ہین کہ گدہے کی دم مین اگر پتھر باندھدین تو وہ ہنہنانا چھوڑ دے گا، یا منہ مین لید بھر دین بعض کا قول ہے کہ منہ پر راکھ کی تھیلی لٹکانے سے بھی آواز نہ دے گا، اگر تم اسکی ہنہناہٹ بند کرنا چاہتے ہو تو اس کے نتھنے مین پودینہ کا پانی ٹپکاؤ، اور اگر یہ چاہتے ہو کہ وہ آواز دے تو افیون کو سرکہ یا شراب مین پیکر اسکے نتھنون مین ڈالدو، اس سے وہ ہنہنانے لگے گا، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ گدہے کو تمام جانورون سے زیادہ سردی معلوم ہوتی ہے، یہی حال بکری اور سانپ کا ہے، ٹھنڈے ملک مین یہ زیادہ نہین جنپتا ہے، بلکہ ٹھنڈی جگہ مین یہ جلد بوڑھا ہو جاتا ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گدہا اور خچر گدہی، اور مادہ خچر کا پیشاب ہمیشہ سونگھتا رہتا ہے، اسی کی وجہ سے دونون جلد بوڑھے ہو جاتے ہین، ان کی حالت مین عجیب تغیر پیدا ہو جاتا ہے، چال بھی کم ہو جاتی ہے، اور یہ لاغر بھی ہو جاتے ہین،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ گدہے کو ایک مہلک مرض ہوتا ہے، جس سے وہ مشکل سے نجات پاتا ہے، پہلے سر مین درد ہوتا ہے پھر نتھنون سے سرخ بلغم کافی مقدار مین بہتا ہے، اگر بلغم شش مین پہنچ جائے تو ہلاک ہو جاتا ہے سر کی حد تک اگر یہ بلغم ٹھہرا رہے، تو یہ زیادہ مہلک نہین ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گدہے کے لیے سب سے مہلک بیماری ذبیہ ہے (یہ حلق کی ایک بیماری کا نام ہے،)

قسطس کا قول ہے کہ گدہے کو جفتی کھلانے کے بعد اس کا بدن اور پیر گرم پانی سے دھوڈالین اور اسیر آدمی کا پیشاب چھڑکین اور گرم پانی اور نمک کی مالش کرین، اس کے بعد گائے یا کسی دوسرے جانور کی چربی کو کورے برتن مین پگھلا کر بدن پر مالش کرین، اسی طرح علاج کرنے سے وہ اچھا ہو جائے گا،

کسنیوس کا قول ہے کہ نسل کشی کے گدہون کو جفتی کھلانے کے بعد ان کے بدن کو گرم پانی سے دھوڈالین، اور کسی چاقو سے رگ وداج مین فصد دین، اور اس جگہ پر پرانا پیشاب

چھڑک دین،

ابن ابی حزام کی کتاب مین ہے، کہ جب گدہا خونی رنگ کا پیشاب کرے تو انیسون، تخم کرفس، اسارون، بادام تلخ، افسنتین، ایک ایک درم لین، اور الگ الگ پیس ڈالین، پھر سفوف کو شہد مین ملاکر اس کی ٹکیہ بنائین، اس مین سے ایک درم دوا لیکر پانی اور شہد کے ساتھ پلائین، انشا اللہ جلد اچھا ہوجائے گا، اس مرض کیلئے درونج بھی مفید ہے، اس کی نصف مثقال لیکر پانی مین جوش دین اور یہی جوشاندہ پلا دین،

فصل

اونٹ

کسنیوس کا قول ہے کہ اونٹ چکنی اور کیچڑ والی زمین مین نہین چل سکتا ہے، اونٹ اپنی مان بہن کے قریب جفتی کے لئے نہین جاتا، بسا اوقات اونٹ گھوڑے سے تیز جاتا ہے، اور سبقت لے جاتا ہے، بعض اونٹنی کا دودہ بڑھانے کے لئے اس کے پیٹ پر ورجیلی باندھتے ہین، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ اونٹ کی عمر تیس سال سے زیادہ ہوتی ہے، بعض اونٹ تو سو برس تک زندہ رہتے ہین، اونٹ گدلا گندہ پانی کو مرغوب رکھتا ہے، نہر کا صاف پانی نہین پیتا ہے، اونٹ چار دن پیاس کو ضبط کرتا ہے اس کے بعد وافر مقدار مین پانی پیتا ہے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ اونٹ کے چارہ مین میتھی یا اس کا تخم دیا جاے، وہ جلد موٹا ہوگا اور یہ اس کے لئے موافق ہوتی ہے حتی کہ اگر اونٹ کی گردن مین میتھی کے ۲۰ دانون کی پوٹلی لٹکا دین تو تمام آفتون سے وہ محفوظ ہوجائے گا، خارشت اور چیچڑی وغیرہ کا علاج قطران کی مالش سے ہوتا ہے،

فصل

گھوڑا

گھوڑے کی فضیلت مین احادیث و اخبار مروی ہین، اہل لغت کہتے ہین کہ سب سے بہتر گھوڑا سفید رنگ کا ہوتا ہے، بعض کے نزدیک ہلکے سیاہ رنگ کا گھوڑا اچھا ہوتا ہے، کمیت اور سیاہ رنگ کے گھوڑے سفر کے تکالیف زیادہ برداشت کرتے ہین، اور اشقر یعنی سرخ و زرد رنگ کا گھوڑا سب سے زیادہ تیز ہوتا ہے اور ان سب کا بادشاہ اشہب (سبزہ) ہوتا ہے، ابن قتیبہ نے اشقر اور کمیت رنگ کے گھوڑون مین یہ فرق بتایا ہے، کہ جن گھوڑون کی دم اور ایال دونون سرخ ہو وہ اشقر کہلائین گے، اور جنکی دم اور ایال سیاہ ہون وہ کمیت کہلائین گے، کتاب البیطرہ مین لکھا ہے کہ اشہب (سبزہ) مین چھ خوبیان ہوتی ہین جن مین ایک یہ بھی ہے، کہ وہ تیر کر دریا کو عبور کر جاتا ہے، گھوڑے کا ابلق ہونا اس کی کمزوری پر دال ہے، محمد بن سلام کا قول ہے کہ گھوڑی ابلق گھوڑے سے جفتی کھانے سے بھاگتی ہے، بعض کہتے ہین کہ دورنگہ ہونا ضعف اور ناتوانی کی دلیل ہے، البتہ ایک رنگ پر دوسرے رنگ کا چڑھنا محمود خیال کیاجاتا ہے،

موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ گھوڑے کی کھال پر سفیدی کا دھبہ ہونا معیوب ہے، کیونکہ ایسے جانور جلد تھک جاتے ہین، اسلاف غزوات مین گھوڑے کی بجائے گھوڑی سے کام لیتے تھے، اور اسکو گھوڑے پر ترجیح دیتے تھے، کیونکہ گھوڑی راستہ مین پیشاب کرتی جاتی ہے، لیکن گھوڑا پیشاب کو دیر تک روک سکتا ہے، اور کھڑے ہوجانے کے بعد پیشاب کرتا ہے، گھوڑی مین کبر و نخوت گھوڑے سے کم ہوتی ہے،

سلم بن جندب سے منقول ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام نے گھوڑے کی سواری کی، اس سے پہلے یہ وحشی جانورون مین تھا، انھی کے لئے خدائے تعالیٰ نے مطیع کیا ہے، بعض ع

کہتے ہین کہ متوشالح بن خیلوخ یا خنوخ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے گھوڑے پر سواری کی ہے، بہرحال اس کے فضائل بہت زیادہ ہین، گھوڑا لڑائیون کے لئے پالا جاتا ہے، اور گھوڑی نسل کشی کے لئے چراگاہ مین چھوڑ دیجاتی ہے، اس پر سواری نہین کی جاتی ہے، بعض لوگ گھوڑی پر بھی سواری کرتے ہین، اور بعض اسکو کھلا چھوڑ دیتے ہین، گھوڑا لڑائی کے علاوہ دوسری ضروریات مین بھی کام آتا ہے،

نسل کشی کے لئے چھٹی ہوئی گھوڑیان ایک خاص وقت مین حاملہ کرائی جاتی ہین قسطس اور کسنیوس کا قول ہے کہ نسل کشی کے لئے سب سے بہتر گھوڑی وہ ہے، جو گداز بدن کی ہو قوی اور تندرست ہو پیٹ بڑا ہو پیشانی پر سفیدی ہو، دیکھنے مین خوبصورت معلوم ہو، اور تین سال سے دس سال تک کی عمر کی ہو، اس سے زیادہ عمر کی گھوڑی نسل کشی کیلئے رکھنا مفید نہین ہے،

نسل کشی کے گھوڑون کے صفات واقف کارون نے اس طرح بیان کئے ہین، کہ وہ گھوڑے نسل کشی کے لئے رکھے جاتے ہین، جنکے ہاتھ پیر مضبوط ہون، سر اونچا ہو، گردن نہ زیادہ موٹی، نہ زیادہ پتلی اور نہ زیادہ لانبی ہو، کمر مضبوط ہو، جفتی کے وقت اس کا عضو تناسل خوب سخت ہو اور ہیجانی کیفیت اس مین زیادہ ہو، دو سال کی عمر سے پندرہ (۱۵) سال کی عمر تک یہ نسل کشی کے کام کے رہتے ہین، بعض لوگ کہتے ہین، کہ نسل کشی کے لئے سب سے بہتر جانور وہ ہے جس مین تمام بہتر صفات جمع ہون اسکے حالات سے پوری واقفیت حاصل کر لیگئی ہو، قوت کا اندازہ لگا لیا گیا ہو، ان عیوب سے پاک ہو جو گھوڑون کی نسلی خرابی مین شمار ہوتے ہین، مثلاً غصہ، شرارت، انتقام اور دانت کاٹنے کی عادت نہ ہو،

نسل کشی مین بوڑھے جانورون سے گریز کرنا چاہئے، بلکہ اوسط عمر کے گھوڑے اس کے لئے منتخب کئے جائین، چار سال سے دس سال تک کی عمر کے گھوڑے اس کام کے لئے بہتر ہوتے ہین، یہ ان تمام عیوب سے مبرا ہون جو گھوڑون مین متعدی ہوتے ہین، مثلاً سرکشی کرنا، بدکنا، یا اڑنا، یہ سب خلقی کمزوریان ہوتی ہین جو بچون مین بھی منتقل ہو جاتی ہین، بہتر گھوڑے کی شناخت اس طرح کرو، کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے گھوڑے کی پیشانی کی کھال اپنی طرف زور سے کھینچو، اسکے بعد

چھوڑ دو، اگر شکن فوراً مٹ جائے اور جلد برابر ہو جائے تو یہ اچھا گھوڑا ہے بشرطیکہ عربی النسل ہو اور اگر شکن دیر مین مٹے تو وہ کمزور جانور ہے، اس سے نسل کشی کا کام نہ لیا جائے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ دو سال کی عمر مین جفتی کھانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جب اس کے نطفہ سے بچہ پیدا ہو جاتا ہے، تو اس کی آواز بھاری ہو جاتی ہے، آواز گھوڑی کی بھی بھاری ہو جاتی ہے، لیکن گھوڑے سے زیادہ صاف ہوتی ہے، گھوڑے کی کم سنی مین جو بچہ ہوتا ہے، اس کی پیشانی چھوٹی ہوتی ہے، اور وہ کمزور ہوتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ تین سال کی عمر مین یہ جفتی کھلائے جائین، اسوقت کے بچے مضبوط اور اچھے ہوتے ہین، بتیس سال کی عمر تک ان کا نطفہ قوی ہوتا ہے، گھوڑی بھی اس عمر تک نسل کشی کے کام دیتی ہے، بعض کہتے ہین کہ گھوڑا تینتیس سال تک جفتی کھاتا ہے اور گھوڑی چالیس سال تک جفتی کھاتی ہے، گھوڑی زیادہ دنون تک نسل کشی کے کام آتی ہے، کیونکہ عام طور پر گھوڑے کی عمر ۳۵ سال اور گھوڑی کی عمر ۴۱ سال ہوتی ہے، بعض اصحاب نے یہ بیان کیا ہے کہ گذشتہ زمانہ مین ایک گھوڑا ۷۵ سال تک زندہ رہا، بعض یہ کہتے ہین کہ گھوڑا اور گھوڑی تا عمر جفتی کھاتے ہین، اور ان مین شہوت باقی رہتی ہے، صرف صغر سنی مین اور بوڑھاپے کے دو سال مین یہ دونون اس کام کے نہین رہتے ہین، گھوڑا اپنی مان بہن، اور بیٹی سے جفتی نہین کھاتا ہے، یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی بادشاہ کے پاس ایک خوبصورت، موٹی تازی اور تیز گھوڑی تھی، اور اس کے تمام بچھیرے بھی جوان تھے، ان بچھڑون مین سے ایک کے پاس جفتی کھلانے کیلئے یہ گھوڑی کھڑی کی گئی،

بچھڑا جب قریب آیا تو اس نے پہچان لیا، اور فوراً الگ ہو گیا، اس کے بعد پھر گھوڑی کے منہ پر کپڑا لپیٹ دیا گیا تاکہ وہ پہچان نہ سکے، لیکن جفتی کھانے کے بعد جب کپڑا ہٹا گیا، تو اس نے گھوڑی کو پہچان لیا، دیکھتے ہی فوراً بھاگا، اور گڈھے مین گر کر جان دیدی، بسا اوقات دو گھوڑے ایک گھوڑی سے جفتی کھانے کے لئے لڑائی کرتے ہین، جو ان مین غالب آجاتا ہے، وہی جفتی کھاتا ہے، اسکو گھوڑی پسند کرتی ہے، وہ گھوڑیان جو نسل کشی کے لئے چھوڑی جاتی ہین، گھوڑے سے بھاگتی ہین، اور اس وقت تک جفتی نہ کھائین گی، جب تک کہ ان کو پکڑ کر کھڑا نہ کیا جائے، جب وہ گھوڑے سے مانوس ہو جاتی ہین

اوران کے رحم سے پانی وغیرہ گرنے لگے، تو سات دن تک ان کو چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دونون اپنی خواہش پوری کرسکین، جب یہ حاملہ ہوجائے تو بیسؔ دن تک اسکو الگ رکھنا چاہئے، اس کے بعد حمل کا اندازہ کرنے کیلئے اس کو پھر گھوڑے کے پاس لیجائین، اگر دوبارہ اس سے مانوس ہوجائے تو ایک ہفتہ پھر اسکو گھوڑے کے ساتھ چھوڑ دینا چاہئے، چالیسؔ دن تک یہ عمل ہوسکتا ہے تاکہ حمل متیقن ہوجائے، اس کے لئے کم سے کم چالیسؔ دن اور زیادہ سے زیادہ دو مہینہ کافی ہوتے ہین جب وہ گھوڑے سے نفرت کرنے لگے تو حمل کا یقین کرلینا چاہئے، عرب گھوڑی کو بچہ جننے تک عقوق کہتے ہین، اور جب بچہ جننے کے قریب ہوتی ہے تو مقرب کہتے ہین، حمل کے ایام مین اس کا تھن سیاہ ہوجاتا ہے، تنہائی اور علحدگی کو پسند کرتی ہے، حتی کہ آدمی سے بھی نفرت کرتی ہے؛

بعض یہ کہتے ہین کہ گھوڑیون کو جفتی کھلانے کے بعد اسی دن حمل کا اندازہ کرین، اسطور پر کہ اسکو گھوڑے کے سامنے پھر کھڑا کرین، اگر اس سے مانوس ہوجائے تو دوبارہ جفتی کھلانا چاہئے، ورنہ حمل کی صورت مین الگ کردینا چاہئے، دوسرے دن پھر گھوڑے کے پاس لیجائین، اور اسی طرح عمل کرین، جب یہ یقین ہوجائے کہ وہ حاملہ ہوگئی، تو اسکو الگ کرکے ایسی جگہ باندھدین، جہان سردی کم محسوس ہو، اور اب اس سے باربرداری یا سواری کا کام نہ لین، اور نہ صبح سویرے چراگاہ لیجائین طلوع آفتاب کے بعد اسکو چراگاہ لے جاسکتے ہین، لیکن غروب سے قبل واپس لے آنا چاہئے، کیونکہ سردی تمام حاملہ ہونے والے جانورون کے لئے مہلک ہوتی ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ گھوڑی کا رحم کئی بار جفتی کھانے کے بعد پر ہوتا ہے، گھوڑی کو جفتی کھلانے سے قبل دبلا کرنا چاہئے تاکہ جلد حمل قبول کرسکے، اعلے نسل کی گھوڑیون کے حاملہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب دوبارہ انکو گھوڑے کے پاس لیجائین تو ان کی نگاہ مین چمک ہو، آنکھ کے گوشون سے ادھر ادھر گھورتی ہو، اور چلتے وقت بدن چراتی ہو، حمل پہچاننے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اصطبل مین تر گھاس رکھو تاکہ جفتی کھانے کے بعد پیشاب اس گھاس پر کرے، دوسرے دن اس گھاس کو دیکھو، اگر گھاس خشک ہوجائے تو سمجھو کہ حاملہ ہوگئی، اب دوبارہ گھوڑے کے پاس لیجانے کی ضرورت

نہین ہے، بعض نے یہ ترکیب لکھی ہے کہ اگر تم حمل پہچاننا چاہتے ہو، تو جفتی کھانے کے بعد گھوڑی عموماً پیشاب کرتی ہے، جہان پر یہ کھڑی ہو وہان پر سبز گھاس رکھدو، تاکہ گھاس پر پیشاب کرے اس کے بعد دوسرے دن گھاس کو دیکھو، اگر وہ خشک ہوگئی ہو تو یہ علامت اس کے حاملہ ہونے کی ہے اور اگر تر ہے تو دوسرے دن پھر جفتی کھلاؤ، جب گھوڑی مین جفتی کھانے کی شہوت پیدا ہو اور تم اسکو بچانا چاہتے ہو، تو ایال چھانٹ ڈالو، اور چوٹی پکڑ کر کھینچو، اس طرح اسکی شہوت کم ہوجائے گی، بعض لوگون کا بیان ہے کہ بجھتے ہوئے چراغ کا دھوان اگر گھوڑی کی ناک مین چلا جائے تو حمل ساقط ہوجاتا ہے، اس کا اثر بعض حاملہ عورتون کو بھی ہوتا ہے، حمل مین نر و مادہ کی شناخت کا طریقہ یہ ہے، کہ اگر گھوڑا داہنی طرف اترے تو سمجھنا چاہئے کہ بچھیرا ہوگا، اور اگر بائین جانب اترے تو بچھیڑی ہوگی، اسی طرح بعض نے تھن کو دیکھ کر شناخت کا طریقہ بتایا ہے کہ اگر داہنے تھن مین دودھ اتر آئے تو بچھیرا ہوگا اور اگر بائین تھن مین دودھ اتر آئے تو بچھیڑی ہوگی، اگر تم بچھیرا پیدا کرنا چاہتے ہو تو اسدن جفتی کھلاؤ جبدن شمالی ہوا چل رہی ہو، اور اگر بچھیڑی پیدا کرنا چاہتے ہو تو جنوبی ہوا چلنے کے دن جفتی کھلاؤ، گھوڑی کا منہ جفتی کھانے کے وقت ہوا کی سمت مین ہونا چاہئے، یہی عمل تمام چوپایون کے ساتھ ہوتا ہے، بچہ دینے کے بعد گھوڑی کو سات دن چھوڑ دین تاکہ رحم کا فاسد مادہ نکل جائے، اس کے بعد فوراً جفتی کھلانا چاہئے، کیونکہ بچہ جننے کے بعد اسکو شہوت ہوتی ہے، اس زمانہ مین جفتی کھلانے سے حمل جلد قرار پاتا ہے، تمام سم والے جانورون کے حاملہ کرنے کا بہترین وقت وضع حمل کے سات دن بعد ہے، گھوڑی کی مدت حمل گھوڑا سے الگ کرنے کے بعد سے ساڑھے گیارہ مہینہ ہے یہ آخری مدت ہے ارسطاطالیس کا قول ہے کہ گھوڑیان بارہوین مہینہ مین بچہ دیتی ہین، قسطس اور کسینوس کا قول ہے کہ حاملہ ہونے کے بعد سے کل مدت گیارہ ماہ دس دن ہے، غریب بن سعد الکاتب القرطبی لکھتا ہے، کہ حاملہ ہونے کے بعد سے مدت حمل دس مہینہ ہے، جو بچہ نو مہینہ مین پیدا ہوجائے وہ زندہ نہین رہتا، نسل کشی کی گھوڑیان چونکہ بہت تندرست اور قوی ہوتی ہین، اس لئے وہ بغیر زخمی ہوئے اور تکلیف اٹھائے جفتی نہین کھاتی ہین، بعض تو ایسی ہوتی ہین کہ ان کے رحم کا علاج کیا

باتا ہے، اور پوری نگرانی کی جاتی ہے، علاج کا طریقہ تفصیل سے آگے لکھا جائے گا، بعض گھوڑیاں تو بہت مشکل سے حمل قبول کرتی ہیں، محمد بن یعقوب بن حذام کا قول ہے کہ بعض گھوڑیاں دو بچے دیتی ہیں لیکن کبھی یہ بچے زندہ نہیں رہتے، بعض گھوڑیاں ایسی ہوتی ہیں کہ بچہ سے عداوت رکھتی ہیں، اور دودھ پلانے سے بھاگتی ہیں، کیونکہ دودھ پلانے میں ان کو تکلیف ہوتی ہے اسلئے ان کو محبت اور پیار سے چمکارین تاکہ دودھ پلانے پر راضی ہو، گھوڑی کا بچہ ماں کے سوا کسی کا دودھ نہیں پیتا ہے، اگر وہ کسی دوسری گھوڑی کا دودھ پی لے تو مر جائے گا،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ بچہ والی گھوڑی اگر مر جائے یا گم ہو جائے تو اس کے بچھڑے کو تمام گھوڑیاں دودھ پلائیں گی، اور اس سے محبت کریں گی، گھوڑا چراگاہ اور میدانوں میں رہنا پسند کرتا ہے، جہاں پانی بہ کثرت ہو، یہ گدلا پانی پینے کا عادی ہے، اگر پانی صاف ہوتا ہے تو اسکو سمون سے گدلا کر کے پیتا ہے، پانی پینے کے بعد نہانے کی کوشش کرتا ہے، یہ نہانے والے جانوروں میں سے پانی کو زیادہ مرغوب رکھتا ہے،

کھلی ہوئی گھوڑیاں ربیع کے موسم میں جفتی کے لئے چھوڑ دی جائیں تاکہ ربیع اور گرما دونوں موسموں میں حمل قرار پائے، اس سے بچہ قوی ہوتا ہے، حمل کا سرد ایام میں قرار پانا مضر ہوتا ہے، یہ گھوڑیاں تیز، فربہ اور ہشیار گھوڑوں کے ساتھ چھوڑی جائیں، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ گھوڑیاں میدان میں گھوڑوں کے ساتھ آذر کی ۲۲ تاریخ سے چھوڑی جائیں بعض کے نزدیک آذر کے آخری ہفتہ سے اسفندار کی ۲۲ تاریخ تک حاملہ کرانا بہتر ہے، تاکہ گھاس اور سبزی انکو چارہ میں مل سکے، آیندہ سال اسی زمانہ میں وہ بچے دینگی، جب کہ ہری گھاس چارہ میں مل سکے گی، ایک گھوڑا ۳۰ گھوڑیوں کو آسودہ کرتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ میدان میں ہر دس گھوڑی پر ایک گھوڑا چھوڑ دیں، بعض کے نزدیک گھوڑی کو دے ین دن اور رات کے اعتدال کے وقت چھوڑنا چاہئے، جو گھوڑی پوری گرمی یعنی ربیع کے بعد حاملہ ہوتی ہے، اس کا بچہ کمزور اور چھوٹا ہوتا ہے،

غریب بن سعید الکاتب کا قول ہے کہ پندرہ اپریل کو مدائن میں گھوڑے گھوڑیوں پر چھوڑ دیے جاتے ہیں، اسوقت گھوڑیاں بچہ دیکر فارغ ہو چکتی ہیں، ۱۵ جولائی یعنی عنصرہ کے مہینے سے گھوڑے الگ کر لئے جاتے ہیں، اور وضع حمل تک گھوڑیوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے اس کے بعد ۱۵ اپریل سے ۱۵ اپریل تک یہ پھر چھوڑ دی جاتی ہیں،

ابن ابی حزام کی کتاب میں ہے کہ اگر تم کو حمل کے ساقط ہونے کا اندیشہ ہے تو بھوسہ میں تھوڑا دودھ پکاؤ، اور اسی میں دھلا ہوا جو ڈالکر پکاؤ، ایک ہفتہ تک یہی چارہ دو، اگر اس سے حمل محفوظ ہو جائے تو چودہ ۱۴ دن تک یہی کھلاؤ، ورنہ اکیس ۲۱ دن تک کھلاؤ، انشاء اللہ حمل ساقط نہ ہوگا،

کتاب الخواص میں ہے کہ کہربا کا ٹکڑا لٹکانے سے حمل محفوظ ہو جاتا ہے،

فصل

گھوڑے کے اعضاء اور اُن کے صفات کا ذکر جو گھوڑے کی خوبصورتی، بہتری اور شرافت پر دال ہیں اور اُن عیوب کا ذکر جن سے احتراز کیا جاتا ہی،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گھوڑے کے متعلق ایک کلیہ میں تمکو بتاتا ہوں گھوڑے کے اعضاء میں جو تناسب مستحسن خیال کیا جاتا ہے اسکے خلاف عیب سمجھا جاتا ہے، مثلاً جن اعضا کو لانبا ہونا چاہئے، وہ چھوٹے ہوں یا جنکو چھوٹا ہونا چاہئے وہ لانبے ہوں یا جنکو پتلا ہونا چاہئے وہ چوڑے ہوں، اور جنکو چوڑا ہونا چاہئے وہ پتلے ہوں، یا جنکو کشادہ ہونا چاہئے وہ تنگ ہوں اور جنکو تنگ ہونا چاہئے وہ کشادہ ہوں، بہرحال جو صفت مستحسن سمجھی جاتی ہے، اس کے خلاف عیب خیال کیا جاتا ہے، یہ عربی النسل اور ترکی گھوڑوں کی شناخت کے اصول ہیں، انہی نسلوں کے گھوڑوں کے صفات معتبر ہیں، ابن قتیبہ نے ادب الکاتب میں لکھا ہے کہ گھوڑے کے کان کی خوبصورتی یہ ہے کہ

وہ پتلے نرم اور لانبے ہون، ان مین اتنا انتصاب ہو کہ دیکھنے مین آس کے پتون کے مشابہ ہون یا قلم کے مانند معلوم ہون، گھوڑے کے کان کی استقامت محمود و استرخا مذموم ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ گھوڑے کے کان کا اتنا ڈھیلا ہونا کہ آنکھون کو ڈھک لے، اس کے حسن مین نقص پیدا کرتا ہے،

گھوڑے کی پیشانی ابھری اور بالون سے بھری پسند کیجاتی ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ پیشانی مین بالون کا کم ہونا سخت معیوب سمجھا جاتا ہے، یہ نہ صرف گھوڑے مین معیوب سمجھا جاتا ہے بلکہ گدہے اور خچر مین بھی یہ عیب شمار ہوتا ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ پیشانی پر اسقدر بالون کا ہونا بھی محمود نہین ہے کہ جس سے آنکھین ڈھک جائین، بمتوسط انداز کے بال حسن مین شمار ہوتے ہین، موسی بن نصر کا قول ہے کہ بعض گھوڑون کی پیشانی پر بال نہ جمنے کا مرض ہوتا ہے، اس کا علاج کرنا چاہیے، اس کی پیشانی دونون کانون کے لوون سے منہ کے اعلی حصہ تک ہوتی ہے، گال مین نرمی، چکنا پن اور پتلا پن اچھا خیال کیا جاتا ہے، ان ہی صفات اور علامات سے گھوڑے کی نجابت اور شرافت کا پتہ چلتا ہے،

گھوڑے کی آنکھون کی خوبی یہ ہے کہ وہ بڑی، صاف ستھری اور سیاہ ہون، نگاہ تیز ہو، پلکون مین فاصلہ اور ان کے بال لانبے ہون، نظر جوگنی ہو، ہر خطرہ کا احساس کر سکے، مونڈھا پڑ اور قلب کی جگہ کو بخوبی دیکھ سکے، اور آنکھون کے نقائص مین سے یہ ہے کہ آنکھون مین بیلا پن ہو، ایسے گھوڑے جنکی ایک آنکھ یا دونون آنکھون مین بیلا پن ہوتا ہے، زیادہ دنون تک زندہ نہین رہتے، چونکہ یہ دھوپ کی تاب نہین لا سکتے ہین، آنکھ کے گوشون مین سفیدی کا ہونا یا پوری آنکھ کا سفید ہونا یا پپوٹون اور پلک کے بالون کا سفید ہونا معیوب سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس قسم کی آنکھین برفباری، سردی اور حدت کی تاب نہین لا سکتی ہین، آنکھون کا حلقہ مین ہونا بھی ان کی کمزوری پر دال ہے، سیاہ گھوڑون مین آنکھون کا سرخ ہونا بھی معیوب خیال کیا جاتا ہے،

فصل

نتھنا اور منہ کی علامتین

نتھنون کی وسعت اور کشادگی محمود ہے، کیونکہ آسانی کے ساتھ اس کا سانس لینا اس کیلئے حیات بخش ہے، جن گھوڑون کے نتھنے چھوٹے ہوتے ہین، وہ اپنی سانس پیٹ مین محتبس کرتے ہین، بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ان کے نتھنے زور کی وجہ سے پھٹ جاتے ہین، سانس کو محتبس کرنے والے گھوڑے برے خیال کئے جاتے ہین،

اونچی ناک اور تنگ نتھنے سخت معیوب ہین، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ ناک کی ہڈی کا زیادہ پست ہونا بھی مذموم ہے، کیونکہ اس سے منہ کھولنے اور سانس لینے مین تنگی ہوتی ہے، اسی طرح ناک کی ہڈی کا چوڑا یا چپٹا ہونا بھی معیوب ہے، کیونکہ سانس کی آمد و رفت مین دقت ہوتی ہے، پیشانی سے نتھنے تک کے حصہ کا ڈھالوان ہونا، اور جبڑون کا کشادہ ہونا محمود ہے، کیونکہ اس سے سانس لینے مین سہولت ہوتی ہے، گھوڑون کے منہ اور باچھون کی کشادگی محمود ہے، اس سے لگام کی گرفت اچھی ہوتی ہے، کیونکہ لگام کا لوہا تو منہ مین رہتا ہے، اور اس کی رسی دونون باچھون مین سے نکلکر کان تک پہنچتی ہے، لگام کی رسی لانبی ہونے سے منہ مین پھین زیادہ آتا ہے،

فصل

گردن مونڈھا اور سینہ کی علامتین،

گردن کی لنبائی اور کھال کی ملائمیت محمود ہے، لانبی یا چھوٹی گردن کا اگر نظر سے صحیح اندازہ نہ ہوسکے تو ایک طشت مین پانی رکھکر گھوڑے کے سامنے رکھدو، پانی پینے کے بعد اگر سم کو مڑنے کے لئے نہ پلٹائے تو اس کی گردن لانبی ہے، اور اگر سم پلٹا دے تو اسکی گردن چھوٹی ہے، ایسا جانور اکثر کمزور ہوتا ہے، سخت جلد کی چھوٹی گردن اور سخت جلد کا سینہ بھی گھوڑے کے لئے معیوب ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گردن کا بالون سے خالی ہونا بھی بہت معیوب ہے، عوامُ الناس ایسے گھوڑے کو فارغ العنق کہتے ہین، گردن کے درمیان مین کوہان کی طرح اُٹھا ہونا بھی مستحسن نہین ہے،

مونڈھے اور سینہ کا اونچا ہونا بہتر ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ شانون کے جوڑ کے قریب کشادگی یا ڈھیلا پن معیوب سمجھا جاتا ہے، سینہ کا چوڑا ہونا محمود خیال کیا جاتا ہے، ابوالنجم کا قول ہے کہ سینہ کی کشادگی، بلندی اور چوڑائی اچھے صفات مین ہے، اس کی پستی اور گہرائی معیوب ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ سینے کی اتنی پستی کہ چلتے وقت وہ زمین سے لگ جائے بدترین عیب ہے، سینہ مین یہ عیب گردن کی خرابی کی وجہ سے ہوتا ہے، گردن کی جڑ نیچی ہوتی ہے، اس کی وجہ سے سینہ بھی پست ہوجاتا ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ تنگ سینہ بھی معیوب ہے، سینہ کی پسلیان تنگی سے ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہین،

فصل

پہلو، پیٹ، سرین اور دم کی علامتین

گداز پہلو، کشادہ پیٹ، پتلی کمر اچھی سمجھی جاتی ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ سینہ کی اگلی پسلیون کا اسطور پر ڈھل جانا کہ پیٹ تنگ ہوجائے معیوب ہے، ابن ابی حزام کا بھی قول ہے کہ پسلیون کی استقامت اور اگلے حصہ کا پیٹ کی جانب دھنس جانا معیوب ہے،

پیٹھ کے عیوب مین یہ ہے کہ زین کی جگہ پیٹ سے ملحق ہوجائے، دوسرے لوگون نے کہا ہے کہ ایسا گھوڑا جسکی پیٹھ کا آخری حصہ پیٹ سے ملصق ہوجاتا ہے، وہ اکثر زین کو فوطون کی طرف سے ہٹا دیتا ہے، کیونکہ ایسی حالت مین پہلو بھی گداز نہین ہوتے،

سرین کا ابھار محمود ہے، اس مین پستی معیوب خیال کیجاتی ہے، کیونکہ اس کی پستی سے کمر اور ریڑھ کی ہڈی مین جھکاؤ پیدا ہوجاتا ہے، گھوڑے کی پیٹھ کی غیر معمولی لنبائی، نرمی اور کمزوری اور پانجر مین استرخا کا ہونا معیوب ہے، بلکہ پیٹھ کے آخری حصہ کا چکنا ہونا اور سرین کا گداز ہونا اچھا سمجھا جاتا ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ نوکدار اور لانبی سرین معیوب شمار کیجاتی ہے،

گھوڑے کی دم لانبی پسند کی جاتی ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ دم کی ہڈی اور کھال کو عسیب کہتے ہین، اور اصل دم جسمین بال ہوتے ہین وہ ذنب (دم) کہلاتی ہے، دم کا ایک جانب مائل ہونا معیوب ہے، یہ عیب خلقی نہین ہے، بلکہ عادت کی وجہ سے ہوتا ہے، گھوڑون کا جنگ کے موقع پر اُٹھا کر ادھر اُدھر پھینکنا سرعت اور تیزی پر دال ہے،

فصل

ہاتھ کی نلی اور سُم کی علامتین؛

گھوڑے کے ہاتھ کی نلی موٹی اور بستہ ہونی چاہئے، چھوٹی نلی کا ہاتھ زیادہ پسند کیا جاتا ہے بشرطیکہ یہ سم کو اگلی یا پچھلی طرف وزنی نہ کردے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ نلی کا سم کو توجھل کردینا معیوب سمجھا جاتا ہے ابو عبید کا قول ہے کہ یہ عیب عموماً ٹانگ مین ہوتا ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ نلی اور مٹھے کا اس طرح کج ہونا کہ گھٹنہ کے اوپر کے حصہ کو داہنے جانب موڑدے، اور دوسرے پیر کے گھٹنہ کو بھی نزدیک کردے بہت معیوب ہے، اس سے دونون سمون پر وزن پڑتا ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ دست و پیر کے زیرین حصہ مین خلقی طور پر گوشت کا کم ہونا اور اطراف کا کج ہونا معیوب خیال کیا جاتا ہے، دونون دست یا ایک دست کا زمین پر مارنا بھی معیوب ہے، نلی کی لنبائی اور ٹھون کا استرخار بھی ناپسند کیا جاتا ہے، سمون مین پیالون کی طرح چوڑائی اور سختی پسند کی جاتی ہے، سیاہ اور سبز رنگ کے سم سفید سے بہتر سمجھے جاتے ہین، کیونکہ سفید سم عموماً پتلے ہوتے ہین،

سمون کا ایک دوسرے کی طرف مائل ہونا معیوب سمجھا جاتا ہے اس سے رفتار مین نقص آجاتا ہے، سم کا پھٹنا یا چھیلنا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے، گھوڑے کے دست و پیر مین سوراخ یا شگاف بھی معیوب سمجھا جاتا ہے دانت اور زبان سے بھی اس کی شناخت کیجاتی ہے، دانتون کا چھوٹا بڑا ہونا معیوب خیال کیا جاتا ہے، بعض گھوڑون مین ایک خاص عیب ہوتا ہے کہ اصلی دانت کے علاوہ اوپر اور نیچے دونون جبڑون مین دانت کے بیچ مین دانت کی شکل کی ایک ہڈی پیدا ہوتی ہے، یہ ہڈی دراصل دانت نہین ہوتی ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ یہ ایک مرض ہے جسکا علاج کیا جاتا ہے،

چھوٹی زبان بھی معیوب سمجھی جاتی ہے اسکی وجہ سے منہ مین خشکی آتی ہے اور لعاب کم گرتا ہے، لانبی زبان پسند کیجاتی ہے، کیونکہ اس سے لعاب زیادہ نکلتا ہے، جس سے دوڑنے مین انکو آرام ہوتا ہے،

فصل

کولا، ران، ٹانگ، گھٹنہ، نلی، مٹھا اور گامچی کی علامتین؛

دونون کولون کو اونچا ہونا چاہئے، ایک دوسرے پر جما ہونا چاہئے، گھوڑے کے دونون کولے پست ہون تو زین ڈھیلی ہوکر گردن کے قریب چلی جاتی ہے، یہ عیب خچر مین زیادہ ہوتا ہے، رانون کو اوپر کیجانب ملصق ہونا اور سم کے قریب منفرج ہونا بھی معیوب خیال کیا جاتا ہے، اس سے مٹھا مین کجی پیدا ہوجاتی ہے، ٹانگون کا کسی طرف مائل یا کج ہونا اور گھٹنون کا زیادہ اتصال یا تباعد بھی معیوب ہے، سم کا اتنا اتصال کہ ایک دوسرے سے رگڑ کھاکر زخمی ہوجائین، معیوب سمجھا جاتا ہے، یہ اگلے پیرون کے ضعف پر دال ہے، اس رگڑنے گامچی بھی زخمی ہوجاتی ہے، جس سے گھوڑے کو دوڑنے مین تکلیف ہوتی ہے، مٹھے کا نرم ہونا بھی معیوب ہے، ابن قتیبہ کا قول ہے کہ پنڈلی کے سرے کا بڑھ جانا معیوب خیال کیا جاتا ہے، بعض کہتے ہین کہ نلی کے وسط مین ایک قسم کا ورم ہوتا ہے، جو پیچھے سے سیب کی شکل کا معلوم ہوتا ہے، یہ زیادہ تکلیف دہ نہین ہوتا، لیکن معیوب خیال کیا جاتا ہے، اسی طرح نلی کے آخری حصہ مین نصف سم کے برابر ایک ہڈی پیدا ہوجاتی ہے، اس سے گھوڑا غمگین رہتا ہے، یہ گھوڑے کی تیزی کی وجہ سے پیدا ہوجاتی ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ دم کا برابر ہلانا معیوب سمجھا جاتا ہے، خصوصاً کوڑا مارتے وقت دم کا اٹھانا اس کی بدخوئی پر دال ہے، اسی طرح آنکھ کا پھیر کر پچھلے حصہ کی طرف دیکھنا معیوب سمجھا جاتا ہے،

فصل

اُن عیوب کا ذکر جن کی شناخت بغیر کسی علامت کے نہ کی جاسکے،

مثلاً گھوڑے کا گونگا ہونا ایک خلقی مرض ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ گھوڑے کو گھوڑی کے سامنے کھڑا کیا جائے اگر وہ ہنہنانے لگے تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ گونگا نہین ہے،

رتوندھی یعنی رات کو اور برفباری کے وقت نہ دیکھ سکے، اسکی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ نیا کپڑے پر گھوڑا چلایا جائے اگر اس پر چلے تو اس مین رتوندھی کا مرض ہے اور اگر ٹھہر جائے تو اس سے محفوظ سمجھنا چاہئے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ ایسے گھوڑے غروب آفتاب کے بعد کچھ نہین دیکھ سکتے، ان کی خاص نشانی یہ ہے کہ چلنے مین پیر زمین پر مارتے ہین، رتوندھی کے علاج کا طریقہ آیندہ لکھا جائے گا، لیکن خلقی مرض کا علاج نہین ہے،

گھوڑے کی آنکھ مین ایک مرض دن کو نہ دیکھنے کا بھی ہوتا ہے، دھوپ مین اس کی نگاہ کام نہین کرتی ہے، اس کی شناخت چال سے کیجاتی ہے، بصارت زائل ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ چلتے وقت گھوڑا اگلے پیرون کو اتنا اٹھاتا ہے کہ جس سے ہونٹ زخمی ہو جاتے ہین، اگر مادر زاد اندھا نہ ہو تو اس کا بھی علاج ممکن ہے، گھوڑے کی آنکھون مین ایک عیب یہ بھی پیدا ہوتا ہے، کہ وہ دھوپ مین کسی چیز کو نہین دیکھ سکتا، آنکھون کا کھلا رہنا اور ہر وقت سفید چیز پر نگاہ رکھنے سے یہ بات پیدا ہوتی ہے، اسی حالت مین دھوپ کے اثر سے آنکھین سرخ ہو جاتی ہین، اور کنارے پھٹ جاتے ہین، اور ہونٹ خشک ہو جاتے ہین، اور یہی حالت برفباری کے وقت ہوتی ہے، بعض کہتے ہین کہ آنکھون مین پیلاپن آجاتا ہے، جس کی وجہ سے سفید چیز کے دیکھنے سے وہ بھڑکتا ہے، یہان تک کہ وہ

اپنی پیشانی کے سفید بالون پر بھی نگاہ قائم نہین رکھ سکتا ہے، یہ مرض عارضی طور پر بھی پیدا ہوتا ہے، جسکے علاج کا طریقہ آیندہ لکھا جائے گا،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ بہرے گھوڑے کے کان پیچھے کی جانب اسقدر جلد جلد کھڑے ہوتے ہین، کہ ان پر نگاہ نہین جم سکتی، زور سے چیخنے سے بھی اُن کے کان تک آواز نہین پہنچتی ہے، ابلق گھوڑون مین یہ عیب زیادہ ہوتا ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ کانون کا برابر کھڑا رہنا بہرے پن پر دال ہے، اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ گھوڑے کو کسی میدان مین کھڑا کرو، تھوڑے فاصلہ سے زمین پر پیر کو زور سے مارو، اگر اس آواز سے اُس نے کان کھڑے کر لئے، اور اس طرف کو نظر کی تو یہ سمجھنا چاہئے، کہ یہ بہرا نہین ہے، بہرا پن کا بھی علاج ہوتا ہے، لیکن مادر زاد بہرے کا کوئی علاج نہین ہے، اصمعی کا قول ہے گھوڑے کا بایان دست پہلے اُٹھانا معیوب سمجھا جاتا ہے، اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ سات گڈھے کھودین، اور ان پر سے گھوڑا اتڑایا جائے، اگر ترٹنے کے وقت پہلے داہنے دست کو اُٹھائے تو یہ اس عیب سے محفوظ سمجھا جاتا ہے، جو گھوڑا بائین دست کو پہلے اٹھاتا ہے، وہ پانی مین تیر نہین سکتا ہے،

گھوڑے کا الف ہونا بھی معیوب خیال کیا جاتا ہے، اگلے پیرون کو وہ اونچا اٹھا کر موڑ دیتا ہے، دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ سینے کے بل چلے گا،

گھوڑے کا کسی خاص گھاٹ یا ندی کے پانی پینے کا عادی ہونا معیوب ہے، اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے لئے مختلف جگہون پر پانی رکھین، اگر وہ ہر جگہ پانی پی لے تو سمجھنا چاہئے کہ عیب نہین ہے، اور اگر کسی جگہ توقف کرے تو اس کا علاج کرانا چاہئے،

کند ذہن اور بے وقوف گھوڑے کی شناخت کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ دس ہاتھ کے فاصلے سے اس کی لگام دکھاؤ، اگر وہ دیکھتا کھڑا رہے تو یہ اس کی بے وقوفی کی علامت ہے، گھوڑے کے سامنے سفید کپڑا بچھا دیا جائے اگر وہ رک جائے تو یہ اسکی ذہانت کی نشانی ہے، اس کا بھی علاج ہو سکتا ہے، جو امراض یا عیوب خلقی ہوتے ہین وہ لا علاج ہوتے ہین،

یہ تو اُن امراض کا ذکر تھا جو گھوڑے کے اعضاء اور جسم کو لاحق ہوتے ہین، لیکن اس کے ان عادات اور اخلاق کا ذکر انشاء اللہ بعد مین کیا جائے گا، جو ریاضت کے بعد پیدا ہوتے ہین،

فصل

گھوڑے کے متعلق بعض ماہرین فراست کے اقوال

بعض ماہرین نے گھوڑے کے اُن صفات کو مختصر طور پر جمع کر دیا ہے، جن کا ذکر تفصیل سے کیا جا چکا ہے، گھوڑے کا جسم سڈول ہونا چاہئے، اعضاء متناسب ہون، سر چھوٹا ہو، گردن لانبی اور موٹی ہو، کان پتلے اور کھڑے ہونے کے بعد سخت ہون، کان کی لو بہت نازک گویا ورقِ ریحان یا نوکِ قلم کی طرح معلوم ہون، گال چکنے اور پتلے ہون، پیشانی کے بال متوسط انداز سے ہون نہ بہت زیادہ اور نہ بہت کم ہون، پیشانی کے اوپر لگام ڈالنے کی جگہ تنگ ہو، پیشانی چوڑی ہو، آنکھین سرمئی رنگ کی حلقہ سے باہر اور تیز نظر ہون، نتھنے کشادہ اور سیاہ ہون، باچھین لانبی، ہونٹ گول اور پتلے ہون، اوپر کا ہونٹ زیادہ پتلا ہو، دانت ایک قطار سے جمے ہوئے ہون، زبان لانبی اور لو اس کی سرخ ہو، سینہ کشادہ اور چھاتی اونچی اور بڑی ہو، گردن کی جڑ یعنی مدہو مناسب انداز کی ہو، شانے بھرے ہوئے ہون، کمر پتلی ہو، پسلی کی ہڈیان برابر ہون، دونون کوے کی ہڈیان مستوی ہون، پیٹ کا پچھلا حصہ چوڑا اور اگلا وسیع ہو، سوار کے بیٹھنے کی جگہ اونچی ہو، سرین گوشت سے پر اور گول ہو، سرین کے نیچے کا حصہ غیر مناسب طریقہ پر لٹکا نہ ہو، آلۂ تناسل کا سر سیاہ ہو، ہنر کشادہ ہو، رانین موٹی اور گول ہون، پنڈلیان بڑی ہون، گھٹنے برابر ہون، نلی پتلی، مٹھے چھوٹے مضبوط اور موٹے ہون، گامچی گول اور سخت ہو، اور ایڑی کے دونون کنارے نوکدار ہون، سم سیاہ یا نیلگون ہون، دست کے سم پیالہ کی طرح گول ہون، سم کے پچھلے حصہ (ایڑی) زمین سے مرتفع ہو، ایڑی اور سم کے بالائی حصہ پر نرم بال ہون، اس جگہ پر نرم بال تمام جانورون مین محمود خیال کیا جاتا ہے، یہ جانور کی قوت پر دال ہے،

پیشانی کے اوپر کا حصہ نرم ہو، ایال کے بال اتنے نرم ہون کہ چھونے والے کو ریشم کا شبہہ ہو، ایال کے بال کا سخت ہونا گھوڑے کی کمزوری پر دال ہے، ان تمام صفات کے ساتھ سر اونچا ہو، ذہین اور ذکی ہو، چال مین ایک مستانہ روی ہو، تیز رفتاری مین اس کی نگاہ سر کی اونچائی کے باوجود زمین پر ہو، اگر حسن اتفاق سے کسی جوان گھوڑے کا رنگ سیاہ ہو، پیشانی اور ناک پر ہلکی سفیدی ہو، تین ٹانگون مین سفیدی ہو، (دو پچھلے پیرون مین اور اگلے کے بائین پیر مین سفیدی ہو) تو نہایت اعلیٰ درجہ کا گھوڑا سمجھا جائیگا، یہ تمام صفات جس کسی گھوڑے مین جمع ہون اہلِ فراست کے نزدیک اسکی جانچ کی ضرورت نہین ہے،

فصل

جوان گھوڑے کے صفات

پیشانی پر ایک درم کے برابر سفید داغ ہو جو پیشانی سے ذرا نیچے ہو، ناک کے اوپر کے حصہ مین بھی سفیدی ہو، اور ہاتھ کے مٹھو کے قریب بھی سفیدی ہو، یہ سفیدی عام طور پر گامچی تک پہنچ جاتی ہے،

فصل

اُن علامات کا ذکر جن سے گھوڑے کی قوت، صبر اور تیزی کا پتہ چلتا ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گھوڑے مین عام طور پر ہاتھ اور پیر کا قوی ہونا، تیز رفتار ہونا، اور صابر و ضابط ہونا دیکھا جاتا ہے، یہ صفات جن گھوڑون مین جمع ہو جاتے ہین وہ اعلیٰ قسم کے شمار کئے جاتے ہین، ان کے علاوہ گھوڑون کی نسلی شرافت کی قدر کی جاتی ہے، سانس کا مضبوط ہونا، پیٹ اور اس کے اطراف کا کشادہ ہونا، گردن کا لانبا ہونا، مدہو کا مضبوط ہونا، رانون کا بھرا ہونا،

سرین کا سخت ہونا، سمون کا مضبوط اور گول ہونا، یہ سب باتین گھوڑے کے تیز رفتار ہونے پر دلالت کرتی ہین:

موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ گھوڑے کی قوت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ چلتے وقت اس کے سمون کی آواز سنائی دے، سوار کے بیٹھنے کے وقت سکون کے ساتھ کھڑا ہے، سوار کے اشارہ کے بغیر حرکت کرنا بھی گھوڑے کی قوت کی دلیل ہے،

اس کا ایک واقعہ مشہور ہے، کہ عمر بن معدی کرب کو جنگ قادسیہ مین اپنے گھوڑے کی کمزوری کا شبہہ ہوا، تو انھون نے اوتر کر اسکی دم کو زمین کی طرف خوب زور سے کھینچا جب اس سے گھوڑے مین کوئی جنبش پیدا نہ ہوئی، توان کو اسکی قوت کا یقین آگیا،

فصل

تیز رفتار گھوڑے کی شناخت کا طریقہ

گھوڑے کے پیر رکھنے کی جگہ کو غور سے دیکھین اگر چلتے وقت اگلے پیر کے نشان پر پچھلا پیر رکھے تو یہ گھوڑا بہت تیز رفتار ہوگا، اور مقابلہ مین اُن گھوڑون سے بازی لے جائے گا جنمین یہ خوبی نہ ہوگی؛

نوعمر گھوڑے یا بچھیرے کی تیزی اور ہوشیاری کے متعلق قسطوس اور کسینوس کا قول ہے کہ اس کا سر چھوٹا ہو، آنکھین خوب سیاہ ہون، کان سخت اور پتلے ہون، کان کے اندر کیجانب بال کم ہون ایال کے بال گھنے ہون، منہ چوڑا ہو، گردن کی جڑ اونچی ہو، مونڈھے مناسب انداز کے ہون، سرین چوڑی ہو، دم لانبی ہو، اسمین بال گھنے ہون، سم گول ہون، بچھیرے کی تیزی اور ہوشیاری کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ وہ اپنی مان کے سوا دوسرے گھوڑے اور گھوڑی سے بھاگتا نہ ہو بلکہ اُن کے پاس ٹھہر سکے،

فصل

نوعُمر گھوڑے اور گھوڑیُون پر سواری کرنے اور اُن کو چال سکھانے کا طریقہ

تین سال سے کم عمر کے جانور پر نہ تو سواری کی جائے، اور نہ اُن سے کوئی محنت لیجائے، تیسرے سال موسم ربیع مین مئی سے قبل یا خریف مین کام لیا جائے، معتدل موسم مین ان کی ریاضت مفید ہوتی ہے، سردی اور گرمی سے ان نوعمر بچھڑون کو نقصان پہنچتا ہے، سردی مین جب ان کو پسینہ زیادہ آتا ہے تو اُن کو سلال (شش) کی بیماری یا کستاح (پیرون کی بیماری) پیدا ہو جاتی ہے،

بچھڑون کی عمر جب تک سات یا آٹھ مہینہ کی نہ ہو جائے لگام نہ لگائین، شروع شروع ہلکی لگام لگائین تاکہ اس سے مانوس ہو سکے، ایک گھنٹہ کے بعد اتار لیجائے اور دوسرے دن پھر لگائی جائے، بار بار لگانے سے اسکی عادت ہو جائے گی، جو لوگ بچھڑون کو جلد کام مین لانا چاہتے ہون، ان کو چاہئے کہ پہلے لگام کی جگہ زین اور تنگ کی جگہ پر آہستہ آہستہ خالی ہاتھ پھیرین، اس طرح اسکو مانوس کرین، کبھی کبھی ہلکی پیٹھ پر نمدہ رکھکر سہلائین جب مارنا ہو تو کوڑا اور چابک کی بجائے انگلیون سے مارین جس سے ضرب ہلکی ہو اس طور پر وہ رفتہ رفتہ اس کا عادی ہو جائے گا، اس کے بعد سمون پر گھونسے مارین تاکہ وہ پیر اُٹھانے کی عادت پکڑے، اس طرح تدریجاً اس کی تعلیم سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ زیادہ مار پیٹ سے بچ جائے گا، یہ سب طریقے اس وقت زیر عمل لائے جائین جب کہ گھوڑا پالتو ہو، وحشی اور جنگلی گھوڑے کے لئے اصلاح کا طریقہ صرف بوجھ کا لادنا ہے، اسپر اتنا بوجھ لادا جائے کہ جس سے اسکی وحشت دفع ہو، اور بوجھ سنبھالنے کی عادت ہو، اسکو دور دراز سفر مین لے جائین،

گھوڑے جب سواری کرنے کے لائق ہو جائین، تو زین کسنے کے بعد اس پر سواری کیجائے اور

سوار کو بیٹھنے سے قبل رکاب قابو مین کرنا چاہئے، اور کپڑے سمیٹنے کیلئے اسکو دیر تک کھڑا رہنا چاہئے، تاکہ جانور کو سکون حاصل ہو، شروع مین اگر یہ عادت لگائی جائے گی تو گھوڑے مین یہ خوبی پیدا ہوجائے گی کہ سوار کے چڑھنے کے بعد اس مین کسی قسم کی چمک نہ ہوگی، بادشاہون کی سواری مین ایسے ہی گھوڑے ہوتے ہین، بیٹھتے وقت اس مین وحشت کا ہونا سخت عیب ہے، اس سے گھوڑے کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے، سوار ہونے کے بعد جب وہ دوڑنا چاہے تو اُسکو آہستہ آہستہ چلائے اور جمپ نہ لگائے، بلکہ سہولت کے ساتھ قدم چلائے اور راستہ مین آدمیون سے ملنے کے لئے نہ ٹھہرائے، تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد اسکو میانہ روی کے ساتھ دوڑائے اسکو نہ زیادہ ٹھہرنے کی اور نہ بے قابو ہوکر دوڑنے کی عادت سکھائی جائے، ابتدائی وقت گھوڑے پر پانچ گھنٹے سے زیادہ سواری نہ کیجائے، سواری کے بعد فوراً اسکو مٹی مین لوٹنے دینا چاہئے، یہ اس کے لئے مفید ہوتا ہے،

یہ خوب جانو کہ گھوڑے کی تعلیم مین سب سے زیادہ بڑی چیز نرمی اور ملائمیت ہے، کیونکہ جانور پر جب یکایک کوئی بار ڈالا جاتا ہے تو وہ قبول کرنے سے انکار کرتا ہے، اس لئے ملائمیت سے کام لو تاکہ وہ راہ راست پر آجائے، منہ پر ضرب لگانے سے بچاؤ، کیونکہ منہ سے جب خون بہنے لگتا ہے، تو اکثر گھوڑے لگام نہین پکڑتے ہین، بلکہ دانت دبا لیتے ہین، جس سے لگام لگانے مین بڑی دقت ہوتی ہے، گھوڑے کو تعلیم کے وقت زیادہ مارنا بھی مضر ہوتا ہے، کیونکہ مار کھانے سے کبھی وہ بھاگتا ہے، کبھی اڑ جاتا ہے، اور کبھی ٹھوکر لیتا ہے، غرضکہ ہر ممکن طریقہ سے وہ اپنے کو بچانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن اگر نرمی سے کام لیا جائے تو یہ عیب پیدا نہ ہوگا، اس لئے تعلیم کے وقت ان چیزون کا خیال رکھو، ریاضت کے وقت اگر دم کے مائل ہوجانے کا اندیشہ ہو، تو زین مین دم کو اس کے مخالف سمت مین باندھو جدھر مائل ہوتی ہو، چھاند باندھتے وقت گرہ اتنی سخت نہ دین کہ نلی یا مٹھے مین کمی آجائے، گھوڑون مین بہت سے عیوب اور خراب عادتین ناواقف سواری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین جس کے متعلق آیندہ تفصیل سے ذکر کیا جائیگا، خراب گھوڑون کی اصلاح اور تعلیم کا طریقہ بھی کسی دوسری فصل مین لکھا جائے گا،

فصل

دانت سے گھوڑے کی عمر معلوم کرنیکی ترکیب

گھوڑے کے چار اگلے دانت، چار رباعی، چار قوارح، چار چار داڑھ کے دانت ہوتے ہین، سب سے پہلے اگلے دانت نکلتے ہین، اور یہ پیدا ہونے کے پانچوین دن سے نوین دن تک نکلتے ہین، اور دو مہینہ کے بعد رباعی دانت نکلتے ہین، اور نوین مہینہ مین قوارح نکلتے ہین،

گھوڑے کے ایک سال کے بچے کو حَولی کہتے ہین، اور دوسرے سال تک جَذع کہتے ہین، جب اگلے دانت سیاہ ہوکر گرنے کے قریب ہوتے ہین تو تیسرے سال مین ثنی کہلاتے ہین، اور چوتھے سال کی عمر مین یہ رابع کہلاتے ہین، بعض مین رباعی جلد نکل آتے ہین، اور بعض مین قوارح بھی اسی سال نکل آتے ہین، لیکن ایسا کم ہوتا ہے، کبھی قوارح پانچوین سال نکلتے ہین، اُن کو قارح کہتے ہین، دانت کے بھی مدارج ہوتے ہین، جن سے عمر کی تعیین کیجاتی ہے، سال کا لحاظ نہین کیا جاتا، اگر ایک ہی سال مین اگلے دانت رباعی اور قارح نکل آئے، تو یہ قالح کہلائے گا،

دانت بدلنے کی علامت یہ ہوتی ہے، کہ جو دانت بدلنے لگتے ہین، اُن کے رنگ مین فرق پیدا ہوجاتا ہے، یعنی دانت کے اصلی رنگ کے خلاف رنگ پیدا ہوتا ہے، اور اسمین ہلکی زردی بھی ہوتی ہے، جو دانت بدلتا ہے، وہ اپنے ماسبق سے بڑا ہوتا ہے، چنانچہ آٹھ سال کی عمر مین دانت بہت لانبے ہوتے ہین، اور نچلی کے دانت چھپ جاتے ہین، کمزور اور لاغر جانور کے کچلی کے دانت بہت زیادہ لانبے ہوجاتے ہین، جوان اور بوڑھے مین بڑا فرق دانت ہی کا ہوتا ہے، بوڑھے جانور کے دانت بڑھ جاتے ہین،[1]

---

[1] دودھ کے دانت جب تک رہتے ہین، بچھڑے کو ناکند کہتے ہین، ڈھائی سال سے تیسرے سال تک دودکھا اور چار سال تک چار سالہ کہلاتا ہے، پانچوین مین قیچ کہلاتا ہے،

قسطس کا قول ہے کہ گھوڑے اور خچر کی شناخت کے لئے اس کے دانت دیکھے جاتے ہین، بچھیڑا جب تیس مہینہ کا ہوتا ہے، تو اس کے دو اگلے نیچے اور اوپر کے دانت گرجاتے ہین، اور جب چار سال کا ہوتا ہے، تو اوپر اور نیچے کے رُباعی دانت گرجاتے ہین، پانچوین سال مین قوارح نکل آتے ہین، اور چھٹے سال مین تمام دانت برابر نکل آتے ہین، ساتوین سال کی عمر مین دانت اچھی طرح جم جاتے ہین، اور اس عمر مین وہ دانتون کی بیماری سے محفوظ ہوجاتا ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ اگر گھوڑے کے آٹھ سال تک قوارح باقی رہے، تو اسکی رفتار مین نقص پیدا ہوجاتا ہے، بعض کا قول ہے کہ دانتون کی خشکی، لمبائی اور داڑھ کی لمبائی گھوڑے کے ضعف اور بوڑھاپے پر دال ہے، زیادہ معمر ہونے کے بعد اُس کے منہ پر خشکی آجاتی ہے، آنکھین متغیر ہوجاتی ہین چہرے پر جھریان پڑجاتی ہین، بسا اوقات داڑھ کے دانت گرجاتے ہین، بوڑھے کی شناخت کا ایک مشہور طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور سبحہ کی انگلی سے اس کے چہرہ کی کھال زور سے کھینچکر چھوڑ دین اگر شکن جلد مٹ جائے اور اصلی حالت پر آجائے تو سمجھنا چاہئے کہ بوڑھا نہین ہے، اور اگر دیر تک شکن قائم رہے تو بوڑھا سمجھنا چاہئے، جوان گھوڑون کے صفات بیان کئے جاچکے ہین، ایک سال یا دو سال کے بچھیڑے پر سواری سے احتیاط کیجائے،

فصل

گھوڑے کو چارہ دینے اور پانی پلانے کا طریقہ، قصل[1] فصفصہ یعنی رطبہ کے استعمال کی ترکیب

ابن ابی حزام کا قول ہو کہ گھوڑے کو جو، قنب اور قصل وغیرہ غذائین دیجائین بعض لوگ گھوڑون کو روٹیان

[1] فارسی مین اس گھاس کو اسپست کہتے ہین، یہ گدا پرنا کے مشابہ ایک گھاس ہوتی ہے جسمین دانے ہوتے ہین، اس کی کاشت کی فصل گذر چکی ہے، (مترجم)

کھلاتے ہین، بعض دیہاتی گھوڑے کو اونٹنی کا دودھ پلاتے ہین، میرے خیال مین یہ بہت نفع بخش ہوتا ہے، کیونکہ اس دودھ مین پھین نہین ہوتا ہے، بعض لوگ جو اور میتھی کو ملاکر کھلاتے ہین، میتھی کی تلخی کو زائل کرکے کھلاتے ہین، ورنہ اس سے خارشت پیدا ہوجاتی ہے، بعض نخاسس والے جو کو خوب اُبال کر کھلاتے ہین، یہ ستو کی طرح پتلا ہوجاتا ہے، ان کا تجربہ ہے کہ اس سے جانور جلد موٹے ہوجاتے ہین، مرطوب غذاؤن سے جو نقصان پہنچتا ہے، اسکو اسی طرح زائل کرتے ہین، کیونکہ ان کے پاس جو کے سوا کوئی دوسرا چارہ نہین ہوتا ہے، کمزور اور لاغر جانورون کو جو اور قت دلکر کھلاتے ہین اس سے وہ جلد فربہ ہوتے ہین،

گھوڑے کے معدہ کی قوت اور صلاحیت جس قدر جو کو قبول کرسکے، اسی مقدار مین جو چارہ مین دیا جائے کیونکہ ہر گھوڑے کی غذا یکسان نہین ہوتی ہے، بعض کم چارہ کھاتے اور بعض زیادہ کھاتے ہین، سواری کے گھوڑون کو تقریبًا ساڑے چھ سیر سے ساڑھے سیر تک جو کھلاسکتے ہین، جو کو کنکرون سے صاف کرکے چارہ مین دیا جائے، ورنہ خراب جو دانت کیلئے مضر ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ خراب جو کھلانے سے تنفس کی بیماری بھی پیدا ہوتی ہے، اس لئے تازہ جو تلاش کرکے چارہ مین دین، دوسرے گھوڑے کا جوٹھا ہرگز نہ کھلائین، کیونکہ اعلےٰ نسل کے گھوڑے اس سے کراہت کرتے ہین،

قت دس سیر سے ۱۲½ سیر تک چارہ مین دیجاتی ہے، اسکو جانور جسقدر کھاسکے دینا چاہئے، کیونکہ اس سے نقصان نہین پہنچتا ہے، قت کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھلانا چاہئے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گھوڑون کے لئے قت سے بہتر کوئی غذا نہین ہی، البتہ بعض لوگ جو اور قت کو ملاکر اس طرح کھلاتے ہین، کہ ساڑھے چھ سیر جو، پانچ سیر قت اور بیس سیر بھوسہ ملاتے ہین، خچر اور بوڑھے جانورون کیلئے یہ چارہ مفید ہوتا ہے، مخلوط چارہ مین جو کی مقدار زیادہ ہوجائے، تو کوئی نقصان نہین پہنچتا ہے کم سے کم چار سیر قت اور پانچ سیر جو روزانہ ضرور کھلائین، اس سے کم سفر مین چارہ نہ دین، حضر مین تو کسی طرح پیٹ بھر سکتا ہے لیکن سفر مین اسکو کافی چارہ ملنا چاہئے، اس سے بھی کم کرنا چاہین، تو نصف قت اور

نصف بھوسہ دین، چھوٹے گدھے کو چارہ مین ۳ ½ سیر جو دیسکتے ہین، لیکن بڑے گدھے کو ۱ ½ سیر جو اور ۲ ½ سیر
قت یا ۱۲ ½ سیر بھوسہ کھلاتے ہین، اعلیٰ نسل کے گھوڑون کو جو کھانے کے عادی ہوتے ہین، تقریباً چار
سیر جو برتن کے دھون کے ساتھ دین، لیکن سردی سے جکڑے ہوئے پانی مین چارہ نہ دین، اس سے جسم کو
نقصان پہنچتا ہے، معدہ کی رگین پسینہ سے کھل جاتی ہین، اور پھل کی رگون مین تشنج اور سختی پیدا ہوجاتی
ہے، اس سے کمر کو نقصان پہنچتا ہے، سفر مین حتی الامکان گھوڑون کو چارہ اور سانی کم دینا چاہئے،
زین کھولنے کے بعد فوراً پانی پلانا سخت نقصان دہ ہوتا ہے، اس سے بھی اعصاب مین تشنج پیدا ہوتا
ہے، گھوڑے پر سواری کا بہتر طریقہ یہ ہے، کہ ایک ایک گھنٹہ کے فاصلہ سے سواری کی جائے، تاکہ
اسکو راحت مل سکے،

موسم سرما مین گھوڑون کو نیا جو اور گرما مین پرانا جو کھلانا چاہئے، ابن ابی حزام کا قول ہے، چارہ تھوڑا
تھوڑا دینا چاہئے، کیونکہ سانس کی آمد و رفت سے بقیہ چارہ خراب ہوجاتا ہے، جس سے جانور نفرت کرتا ہے،
اس لئے ایک مرتبہ اُسکے سامنے رکھنا سخت غلطی ہے، چارہ کی مقدار اور وزن کا ایک مرتبہ اندازہ کرلینا
چاہئے، اسی اندازے سے روزانہ چارہ دینا چاہئے، گھوڑا دو مرتبہ چبا کر کھاتا ہے، اگر چارہ سخت ہوگا تو اُسکے
دانت کو تکلیف پہنچتی ہے، اسلئے چارہ کو کوٹکر دینا چاہئے، چارہ کے ساتھ پانی ضرور رکھنا چاہئے، تاکہ بوقت
ضرورت پی سکے، چارہ کھاتے وقت گھوڑے کی دم کی جڑ کو ٹھنڈے پانی سے ترکرنا بہت مفید ہوتا ہے،
اس سے اس کو سکون، ٹھنڈک اور فرحت ہوتی ہے،

رطبہ، قصیل، عجیز[1] بھی چارہ مین دی جاتی ہے، جو ایک قسم کی سبز گھاس ہوتی ہے، جسمین خشک
گھاس بھی مخلوط ہوتی ہے، رطبہ اور قصیل کھانے سے گھوڑے زمین مین دن مین کئی بار لوٹتے ہین،
ان کے کھلانے سے تین چار دن پہلے دواج کی رگ مین نشتر دیدیتے ہین، رطبہ (سپست) سے گھوڑے
بہت فربہ ہوتے ہین، رطبہ کے ہرے درخت اگر میدان مین ہون، تو گھوڑون کو چرنے کیلئے چھوڑ دینا چاہیے
کیونکہ خشک ہونے کے بعد اتنا مقوی نہین ہوتا ہے، اسی طرح قصیل معدہ کو صاف کرنے کیلئے

[1] ان کی تشریح گذر چکی ہے،

بہترین چیز ہے، سخت قصیل کھلانا نقصان دہ ہے، اسکا پھول کھانسی پیدا کرتا ہے، قصیل کے پودے اگر
لانبے اور تازے ہون، تو اور بہتر ہے، ان کو طلوع آفتاب سے قبل کاٹ لیا جائے تاکہ شبنم کی تازگی
باقی رہے، کاٹنے کے بعد کسی محفوظ جگہ مین رکھین، دھوپ اور ہوا سے بچائین، یہ غذا مین کافی مقدار مین
دی جاسکتی ہے، اس سے جانور موٹے تو نہین ہوتے ہین، لیکن جسم کا تنقیہ ہوجاتا ہے، گھوڑے کے
چارہ کی جگہ وسیع، سایہ دار، اور صاف ستھری ہونی چاہئے، تاکہ تازی ہوا وہان تک پہنچ سکے، قصیل کو
دو ہفتہ سے چالیس دن تک کھلا سکتے ہین، قصیل کے ٹکڑے تھوڑی تھوڑی دیر مین دئے جائین، تاکہ جانور
نرم غذا کھانے کے عادی ہون، تازہ قصیل کو ٹکڑے کرنے کی ضرورت نہین ہے، کیونکہ وہ خود نرم
ہوتی ہے،

گھوڑون کو پانی پلانے کے متعلق ابن ابی حزم کا قول ہے کہ گھوڑے کے سامنے پانی کثیر مقدار مین
رکھین، تاکہ بوقت ضرورت تشنگی دفع کرسکے، قصیل کھانے کے بعد عموماً اسکو پیاس لگتی ہے، ممکن ہے کہ
اس کا علم نہ ہو، اسلئے پانی کافی رکھو، گھوڑے کو وافر مقدار مین پانی پلانے کے بڑے فوائد ہین، معدہ ٹھنڈا
رہتا ہے، جس سے بھوک خوب لگتی ہے، اس طرح جانور فربہ ہوتا ہے، اسلئے جس قدر ہوسکے، پانی سے
آسودہ کیا جائے، چارہ کیلئے تو اوقات کی تعیین ضروری ہے، لیکن پانی پلانے کیلئے تعیین وقت کی
ضرورت نہین ہے، صرف سفر کے بعد پانی نہ پلائین، اسی طرح سواری یا باربرداری کے بعد جو کھلانا بھی مضر ہے،
اس سے بدہضمی ہوتی ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے، کہ گھوڑے، خچر، گدھے غلہ اور گھاس کھاتے ہین، ان چیزون سے یہ
موٹے ہوتے ہین، جانورون کے لئے پانی کا بکثرت پینا بھی مفید ہے، جس قدر پانی زیادہ پئیں گے، اُسی قدر
چارہ زیادہ کھائین گے، گھوڑا گدلا پانی پینے کا عادی ہے، یہ ایک عجیب بات ہے کہ گھوڑے کو جب
بھی صاف پانی پر لیجاؤ، تو وہ پہلے اسکو اپنے سمون سے گدلا کرلے گا، پھر اُسے پئے گا، غالباً اپنے سایہ سے
بھڑکتا ہے، یا آدمی کے سایہ سے چمکتا ہے، گھوڑے کو پانی کم سے کم دن مین تین مرتبہ پلائین،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ پیاس کی شدت سے بعض وقت سینہ مین درد ہوجاتا ہے، اسلئے اُس کو

پیاسا نہین رکھنا چاہئے، اگر ممکن ہو تو سرما مین گیہون کے آٹے کو پانی مین گھول کر پلائین اور گرما مین جو کے آٹے کو پانی مین ملا کر دین، یہ پینے کے لئے مفید ہی، اور جسم کو قوی کرتا ہی،

فصل

اصطبل مین چارہ کھلانے کی جگہ بنانے کا طریقہ،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گھوڑون کو چارہ کھلانے کیلئے اصطبل مین سینہ تک اونچی اور ہموار جگہ بنائی جائے، چارون طرف لکڑیون کے تختے منصب کئے جائین، جنکے نیچے کے حصہ مین سوراخدار تختہ لگا ہو تاکہ مٹی وغیرہ اس سوراخ سے نکل جائے، جب گھوڑا چارہ منہ مین ڈالے گا تو مٹی نتھر کر نیچے چلی آئے گی، اس ناد کو اتنا اونچا ہونا چاہئے کہ گھوڑے کا پیر اوپر نہ پہنچ سکے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھیان کاٹتی ہین اور گھوڑا پیر اٹھا کر ناد پر رکھ دیتا ہے، بہتر تو یہ ہے کہ گھوڑون کو چارہ کھلے ہوئے منہ کے مٹی کے ظروف مین دین یا گونی مین کوئی چیز بچھا کر جو وغیرہ رکھدین، یا گردن مین بالٹی لٹکا کر چارہ دین لیکن اسمین اسکو تکلیف ہوتی ہے، کیونکہ سانس کی آمد و رفت سے بالٹی کا چارہ خراب ہو جاتا ہے، جس سے وہ کراہت کرتا ہے، اصطبل کا فرش پختہ ہونا چاہئے، خواہ اینٹین بچھا دی جائین یا گچ کر دین، تاکہ گھوڑے زمین کے بخارات اور ٹھنڈک سے مامون رہین، زمین کے اثرات سے گھوڑے کے سُم بہت جلد خراب ہو جاتے ہین لید اور پیشاب وغیرہ سے اصطبل کا فرش برابر صاف رکھا جائے، کیونکہ ان نجاستون سے سم جلد خراب ہو جاتے ہین، اس سے زیادہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ بدبو سے ان کی بھوک مر جاتی ہے، بہتر ہے کہ اصطبل کے فرش کو اتنا پختہ کر دین کہ اسمین مٹی کا اثر نہ ہو، گھوڑے کے جسم پر لید یا مٹی کا جما رہنا بھی سخت مضر ہے اسکی وجہ سے غذا موافق نہین آتی، گھوڑے کو اگر خشکی سے خارشت ہو جائے تو اسکا بہتر علاج یہ ہے کہ پیشاب اور لید کی بدن پر مالش کرین، اور تھوڑی دیر کے بعد بدن کو صاف

کر دین، اس کا دیر تک لگا رہنا جسم مین خشکی پیدا کرتا ہے،

فصل

لاغر اور کمزور جانورون کو فربہ کرنیکی ترکیب،

ابن ابی حزام کا قول ہے، لاغر جانور کو چارہ زیادہ مقدار مین ہرگز نہ دینا چاہئے، دبلے اور لاغر جانور عموماً ۲۰ سیر چارہ کھا جاتے ہین، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہین پہنچتا ہے، بلکہ ایسے جانور کو فربہ کرنے کیلئے قت کے ٹکڑے اور کوٹا ہوا جو کھلاتے ہین، اسکا طریقہ یہ ہے کہ ناد مین دو برتن رکھین، ایک خالی ہو، اور ایک مین میٹھا پانی ہو، قت کے ٹکڑون کو اس پانی مین دھو کر پانی سے الگ رکھتے جائین، تاکہ اسمین ترشی نہ پیدا ہو، دو گھنٹہ تک اسکو اسی طرح چھوڑ دین، اسکے بعد اس تر قت کو ایک ایک مٹھی خالی ظرف مین ڈالین، اور اس پر سے دلا ہوا جو چھڑک کر ملا دین، اور گھوڑے کے سامنے رکھ دین، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جب پہلی خوراک کھا چکے، تو اسی طرح جو اور قت ملا کر رکھدین، ہر خوراک کے درمیان ایک گھنٹے فاصلہ رکھین، مستم جو سے دلا ہوا جو زیادہ مفید ہوتا ہے خصوصاً لاغر اور کمزور جانورون کے لئے یہی قوت پہنچاتا ہے لیکن جو کے ساتھ قت کا ملانا بھی ضروری ہے، بچھیڑے کو بھی ابتداءً دن رات یہی غذا دینی چاہئے، لاغر جانورون کو عموماً جاڑے مین فربہ کرتے ہین، اگرچہ اس موسم مین نہ تو قصیل ملتی ہے، اور نہ رطبہ، لیکن پھر بھی جو چارہ میسر آئے وہی کھلانا چاہئے، رطبہ تو فربہ کرنے کے لئے اور قصیل تنقیہ معدہ کے لئے بہترین چیز ہے لاغر جانورون کو قصیل موسم گرما سے قبل کھلانا چاہئے، کیونکہ گرمی مین ان کو کوئی فائدہ نہین پہنچتا ہی، گرمی مین دس سیر تک جو کھلایا جاتا ہے، اس جو کے ساتھ بھی قت ضرور ملائی جائے، تاکہ جو کے ضرر کو دفع کر دے، بہت زیادہ لاغر جانور جنکی اشتہا مر گئی ہو، ان کو فربہ کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ چالیس دن تک گیہون کی روٹی کھلائین، روزانہ آٹا گوندھا جائے، اور خمیر اٹھنے کے بعد تازی روٹی پکائی جائے،

اسمین تقریباً ۵ تولہ روغن زرد اور شہد ملا دیا جائے، اور پھر لقمہ لقمہ کر کے جانور کو کھلائی جائے حسب معمول روزانہ اصطبل مین جو بھی دیا جائے لیکن چالیس دن تک اندھیری جگہ مین ایسے جانور بند کئے جائین اس مدت کے بعد تم عجیب فرق پاؤ گے،

لاغر جانور کو فربہ کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے، کہ سیر بھر دودھ مین شیرۂ بادیان اور تازہ شراب ہموزن ملائین، ہر آٹھوین دن اس قسم کے جانور دن کو یہ دوا استعمال کرائین، بہت نفع بخش چیز ثابت ہو گی، دوسرے نسخہ مین شیرۂ منقی زیادہ ہے وہ روزانہ پلانیکے عادی ہین،

لاغر گھوڑا، خچر اور گدہا کے فربہ کرنے کا ایک نسخہ یہ بھی ہے کہ نصف گھڑا بکری کا میٹھا دودھ لین، اور اسمین پانچ تشتری روغن زیتون ڈالین، اور ایک پیالہ شیرۂ بادیان اور ایک پیالہ شراب خالص ملائین سب کو ملا کر سات دن مسلسل پلائین انشاءاللہ بہت جلد موٹے ہو جائین گے،

فلاحت نبطیہ مین لکھا ہے کہ اگر تم جانور کو فربہ کرنا چاہتے ہو تو دلا ہوا گیہون اور چھلا ہوا جو کھلاؤ، بعض لوگ جو اور بھوسہ تر کر کے کھلاتے ہین، کسی وقت بھنگ کھلاتے ہین، اور کسی وقت بطیخ شامی کھلاتے ہین، اگر یہ دیکھو کہ ان غذاؤن سے بھی کوئی اثر نہین ہوا، تو شیرۂ خبازی ایک سیر اور ایک سیر پانی ملا کر اس کو پلاؤ، انشاءاللہ اصل مرض کو فائدہ پہنچے گا،

قدمانے لاغر جانور کو سانپ کی کیچل کھلا کر موٹا کیا ہے، سانپ کی کیچل کو پیسکر جو مین ملائین، گوہ کی چربی بھی اُنکے لئے بہت مفید ہوتی ہے، گوہ کی چربی گیہون کے ساتھ پکا کر کھلائی جاتی ہے، اس چربی سے جانور بہت جلد فربہ ہوتے ہین، گھوڑے کو بعض وقت علاجاً حقنہ یعنی عمل بھی دیتے ہین، تازہ لکڑی ایک دو گٹھ جمع کی جائے اور ان سب کو پانی مین خوب پکایا جائے، جب پانی نصف خشک ہو جائے تو اسمین سے ڈیڑھ سیر پانی الگ کر لیا جائے، اور اسمین پاؤ بھر روغن تل مخلوط کیا جائے اور اسی سے حقنہ دیا جائے۔ فلاحت نبطیہ مین ہے کہ ترمس (باقلائے مصری) کو پانی مین تر کرین، جب اس مین مٹھاس آ جائے تو اس کو نکال کر خشک کرین، پھر اس مین بھوسہ ملا کر گائے بیل اور گھوڑے کے چارہ مین دین اس سے بہت زیادہ فربہی آئے گی،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ جو جانور رطبہ کھاتے ہین انکو نمک پھنکایا جاتا ہے، رطبہ ہفتہ مین تین دن سے زیادہ نہ کھلانا چاہیے، اور کم سے کم دو مرتبہ کھلایا جائے، اسی طرح ہفتہ مین ایک مرتبہ نمک کھلایا جائے، اکثر جانور نمک رغبت سے نہین کھاتے ہین، اس لئے ان کا منہ کھول کر پسا ہوا نمک ڈال دین، ان کا منہ بہت سہولت سے کھولنا چاہیے، ورنہ کسی دوسرے عارضہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے،

فصل

گھوڑے کیلئے لوٹنے کیلئے زمین مین جگہ بنانیکا طریقہ، اور اسکی جھول تیار کرنیکی ترکیب،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ لوٹنے کی جگہ وسیع اور کشادہ ہونی چاہئے تاکہ فراغت سے لوٹ سکے، اور اسکا پیر دیوار یا اور کسی دوسری چیز سے نہ ٹکرائے، اس جگہ خشک مٹی کافی ہو، مرطوب زمین گھوڑے کے جسم کو خراب کر دیتی ہے، ایک جگہ پر لوٹنے کے بعد دوبارہ اسی جگہ لوٹنے نہ دینا چاہئے، کیونکہ وہان کی مٹی اُسکے اثر سے خراب ہو جاتی ہے، لید وغیرہ کی جگہ پر لٹانے سے احتراز کرنا چاہئے، لید سے پیوست پیدا ہوتی ہے، بارش سے بھیگی ہوئی زمین پر لوٹنا جانور کے لئے سخت نقصان دہ ہوتا ہے، اسی طرح سرما مین برف والی زمین پر لوٹنا بھی مہلک ہوتا ہے، جانور کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ بار بار لوٹنا چاہتا ہے، اگرچہ جلد کی اصلاح کیلئے یہ مفید ہے، لیکن زیادہ دیر تک اسکو لوٹنے یا کھیلنے کا موقع نہ دیا جائے، بعض وقت ہاتھ پیر کی حرکت سے آنتین معدہ کی طرف کو الٹ جاتی ہین، ان مین ورم آ جاتا ہے، اور یہ لاعلاج مرض ہو جاتا ہے، اس سے گھوڑے مین دانت کاٹنے کی لت بھی پیدا ہو جاتی ہے، لوٹنے کی جگہ کو پتھر اور اینٹ وغیرہ سے صاف کر دینا چاہئے، بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ اس قسم کی جگہون کو جھاڑو سے بہار دین تاکہ جانور کو کسی قسم کی اذیت نہ پہونچے، گھوڑے کی جھول مین آنکھ کی پٹی کھلی ہونی چاہئے، تاکہ کپڑے کا کنارہ اس کی آنکھ مین نہ چبھے جھول

سینے تنگ بنائی جائے تاکہ منہ محفوظ رہ سکے، گھوڑے کا سر اگر سفید ہو تو ایسی حالت میں جھول نہ ڈالی جائے آنکھ کی پٹی میں باریک جالی یا دھاگا لگا دینا چاہیے تاکہ مکھیاں اندر نہ گھس سکیں،

فصل

گھوڑے کو تیز رفتار بنانے کیلئے تضمیر یعنی لاغر بنانے کی ترکیب

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ غیر معمولی فربہی اور چربی آجانے کی وجہ سے گھوڑے زیادہ دیر تک دوڑ نہیں سکتے ہیں، اسلئے ایسے گھوڑوں کو تدریجاً دبلا کرنا پڑتا ہے، اس طرح پر دوڑایا جائے کہ بغیر کستی کمان کے چربی پگھل جائے، اور اصلی گوشت باقی رہ جائے، اس میں جانور کو زیادہ بھوکا اور پیاسا رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، اور زیادہ دیر تک کھڑا رکھنا ضروری ہے بلکہ نہایت آسانی کے ساتھ اسکی اصلاح کی جاتی ہے، لاغر جانوروں کو تو پہلے کھلا پلا کر فربہ کرتے ہیں، جب چربی آجاتی ہے، تو پھر دوڑا کر اس کو درست کرتے ہیں، لیکن طیار اور فربہ جانوروں کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے، کہ صبح کے وقت نہار منہ ایک مٹھی قت اور ایک مٹھی جو ملا کر بار بار کھلائیں، اسکے کھانے کے بعد وہ زمین پر لوٹنا چاہے گا، جب خوب لوٹ چکے، تو بدن کی مالش کریں، اسکے بعد جھول ڈال دیں، تھوڑی تھوڑی دیر سے قت اسی طرح دن بھر کھلاتے رہیں، اور عصر کے وقت جو کھلائیں، پھر شام کے وقت اچھی طرح کھلائیں، اور شب کو پانی پلانے کے بعد دو تین میل ٹہلائیں، اسکے بعد جھول ڈال کر اور ٹوپی اوڑھا کر اصطبل میں باندھ دیں، اصطبل کے فرش کو پہلے خوب صاف کر لیں، صبح کو کپڑے وغیرہ سے اسکے بدن کو صاف کریں، اور خوب مالش کریں مالش کے بعد جھول ڈالدیں، روزانہ اسی طرح عمل کرتے رہیں، گھنٹہ دو گھنٹہ اسکو ٹہلایا جائے، اور کبھی کبھی معمولی سواری بھی کیجائے، اس طور پر پسینہ کے بہنے سے اس کی چربی پگھل جائے گی، اور گھوڑا اسکے بوجھ سے بچ جائے گا، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ ایسے گھوڑے کو کم سے کم سو گز کے احاطہ میں روزانہ چکر دینا چاہیئے،

دوسرے علما، کا قول ہے کہ اس طرح اصلاح کے بعد گھوڑا تیز رفتار ہو جاتا ہے، مقابلہ میں یہ دوسرے گھوڑوں سے بازی لیجاتا ہے، جب فرید (وہ ہڈی جو سینہ کی پسلی کے متصل علٰحدہ ہوتی ہے) نمایاں ہو جائے اور حصیر (وہ رگ جو پہلو میں پیٹ کے نیچے تک ہوتی ہے،) ظاہر ہو جائے، اور کمر مل جائے تو یہ حالت قابل اطمینان ہو جاتی ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ روزانہ ایسے گھوڑوں کی نگہداشت کی جائے، یہ غور کیا جائے کہ دن اور رات میں کتنا فرق ہوا، اسم اور فعل دونوں دیکھے جائیں، مالک کو خود ان چیزوں کی نگرانی کرنی چاہیے، کیونکہ جانور ایک بے بس جاندار ہے، اپنی تکلیف کسی سے بیان نہیں کر سکتا،

فصل

سواری یا باربرداری کے گھوڑوں میں جب کسی خاص وجہ سے عیوب پیدا ہو جاتے ہیں، یا اخلاق و عادت میں خرابی آجاتی ہو تو ان کی اصلاح کے خاص طریقے مقرر ہیں، مثلاً اڑنا، سرکشی، پیر مارنا، ٹھوکر لینا، یہ عادات فطرتی نہیں ہوتے ہیں، بلکہ دوسری جانوروں سے سیکھ لیتے ہیں،

بعض جانوروں میں چلتے چلتے رک جانے اور مڑ جانے کی عادت ہوتی ہے، جسکو حران کہتے ہیں جب ان پر مار پڑتی ہے، تو وہ اپنے پیر سے زمین کو کرید دیتے ہیں، اگر یہ بدخوئی جڑ نہ پکڑے تو محنت اور ریاضت سے اسکی اصلاح ہو سکتی ہے، لیکن اس کا استحکام لاعلاج ہے، یہ عادت متعدی ہو جاتی ہے، اس لئے ایسے بدخو گھوڑوں کو دوسرے جانوروں سے الگ رکھنا چاہیئے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ یہ عادت نادا قف

سوار کے بیٹھنے سے بار بار اصطبل مین اُترنے سے اور گھوڑون کے غول مین کھڑے رکھنے سے پیدا ہوتی ہے، بعض وقت بچون کے سوار ہونے سے اور بار بار کوڑے لگانے سے بھی یہ بات ہوجاتی ہے، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی جگہ جانور رُک جاتا ہے، تو سوار اسکو اتنا مارتا، اور سرزنش کرتا ہے کہ جس سے اسمین وحشت، پریشانی، اور دہشت پیدا ہوجاتی ہے، اسی دہشت مین وہ ایک جگہ پر کھڑا رہتا ہے، سوار جب کئی دفعہ اسکے ساتھ یہی حرکت کرتا ہے، تو اس مین اَڑنے اور بدکنے کی عادت پیدا ہوجاتی ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سائس اسکو دوسرے گھوڑون کے سامنے تیزی سے ٹہلاتا ہے اور جب وہ کسی گھوڑے کے پاس رُک جاتا ہے، تو سائس بھی اُتر جاتا ہے، بار بار ایسا ہونے سے عادت ہوجاتی ہے، ابتداءً یہ معمولی عادت ہوتی ہے، اسلئے پہلے ہی سے توجہ کرنی چاہئے، ناواقف لوگ اس عیب سے عرصہ کے بعد واقف ہوتے ہین، جن گھوڑون مین یہ عیب ہوتا ہے کہ سواری کے وقت اسکے بال کھڑے ہوجاتے ہین، یا تنگ کستے وقت وہ زمین پر بیٹھ جاتا ہے، لوگ اسکو بھی بدخوئی سمجھتے ہین، حالانکہ یہ مرض ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ ابتدائی حالت مین مین نے ایسے گھوڑون کو داغکر اچھا کرتے دیکھا ہے، داغنے سے یہ عادت چھوٹ جاتی ہے، لیکن عرصہ کے بعد اس کی اصلاح غیر ممکن ہے، اسی طرح گھوڑے مین منہ جھکانے کی عادت اگر پیدا ہوجائے تو اس کو نرمی اور ملائمیت کے ساتھ دفع کرین، کیونکہ مزمن ہونے کے بعد کوئی علاج کارگر نہین ہوسکتا، بلکہ ہر بری عادت کی اصلاح ابتدا مین نہایت نرمی سے کرین،

بعض نے گھوڑے کی اس عادت کو چھوڑانے کا مجرب طریقہ یہ بتایا ہے، کہ اسکے دونون خصیون کو کسی رسّی سے باندھین، بندش زیادہ سخت نہ ہو، اور رسّی کا ایک سرا تنگ سے نکالکر سینہ کی طرف سے سوار اپنے ہاتھ مین رکھلے، رسی کو وہ ڈھیلا رکھے، جب گھوڑا کہین رُک جائے، یا پیچھے کی طرف پلٹے تو اس رسی کو کھینچے، اس سے بیضون مین درد ہوگا، اور وہ رکنے سے باز آجائے گا،

موسیٰ بن نصر نے جھکنے اور رُکنے کا علاج یہ بتایا ہے، کہ زین کسنے کے بعد اسکو ٹہلائین، جب

بدن گرم ہوجائے تو سوار بیٹھ جائے، اور آہستہ آہستہ قدم چلائے، جب کسی جگہ رُکے یا جھکے، تو اسکو دوسرا جگر بیٹھ جائے، اور اسوقت تک نہ چلائے، جب تک کہ خود نہ چلے، جب جانور خود چلنا چاہے تو لگام کھینچ کر روکے، اس طرح پر امید ہے کہ وہ درست ہوجائے گا، اگر اس عادت سے باز نہ آئے تو ایک تانت اسکی دم مین بال سے اوپر باندھو، اور ایک سرا اپنے ہاتھ مین رکھو، جب کبھی رُک جائے تو اس تانت کو کھینچ لو، اس سے وہ چلنے لگے گا،

موسیٰ بن نصر نے ایک دوسرا علاج یہ بتایا ہے کہ جب گھوڑے مین خراب عادت تم کو عاجز کردے، تو بانس کے ایک ٹکڑے کو لو، جب سوار ٹھہر جائے تو بانس مین آگ لگاکر عضو تناسل کے قریب لے جاؤ، وہ فوراً دوڑے گا، اگر اس طور پر وہ درست ہوجائے، تو خیر! ورنہ دوسری ترکیب یہ کرو کہ اسکی دونون رانون مین سوراخ کرو، اور ان سوراخون مین دو لوہے کے چھلے ڈال دو، اور ہر چھلہ مین دھاگا باندھ کر دونون جانب سے اس دھاگے کو اپنے ہاتھ مین لے لو، جب یہ چلے یا اڑے تو ان دھاگون کو کھینچو، اس سے بہت تکلیف پہنچے گی، اور وہ اپنی عادت چھوڑ دیگا،

کتاب ابن المبغدادی مین ایک ترکیب یہ لکھی ہے کہ اس کے مبرز کے اندر ایک گبریلا دُم کے بال سے باندھکر ڈالدو، جب وہ رُکے گا تو گبریلا مبرز پر آئے گا، اس کی حرکت سے گھوڑا بے چین ہوکر دوڑنے لگے گا،

اس قسم کے جانور کی اصلاح کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ قیر کے تیل کی معمولی مقدار ایک دھاگے کے کنارے مین لگائی جائے، اور اسکو گھوڑے کے کان مین ڈال دین، اور دھاگے کا دوسرا کنارہ لگام مین باندھ دین، جب یہ تیل کان کے پردے مین ٹپکے گا تو گھوڑا تیز بھاگے گا،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ رکنے کی عادت اگر مستقل ہوجائے، تو پھر اس کا کوئی علاج نہین ہے؛ ایسے بدخو جانور پر جب کوڑا اٹھایا جاتا ہے، تو پیر کو زمین یا کسی قریب کی دیوار پر مارنا شروع کرتا ہے؛ اس لئے اس کا دیوار کے قریب لے جانا ممنوع ہے، لیکن یہ عادت اگر مستقل نہ پڑی ہو تو گھوڑے کو کھڑا کرکے بچون کو باری باری سے سوار کرین، اسوقت نہ تو لگام کھینچین، اور نہ کوڑے سے ڈرائین!

یا سوار خود گھوڑے پر جم کر بیٹھ جائے، حتی کہ کھانا پینا بھی اُسی پر کرے، اور دیر تک مختلف اشغال مین مصروف رہے ایک دو دن اسی طرح کرنے سے وہ تھک جائے گا، اور اس قسم کی عادت چھوڑ دیگا، اسکے بعد آہستہ آہستہ چلایا جائے ہم نے بہت سے جانورون کی یہ عادت اسی طرح چھوڑائی ہی،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ جب گھوڑے درست ہو جائین، تو ابتداءً رات کے وقت ان پر معمولی چال سے سواری کیجائے، بعض گھوڑون مین چلتے چلتے ٹھہرنے اور چکر کھانے کی عادت ہوتی ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گھوڑا سخت جان ہوتا ہے، زیادہ دوڑانے، مارنے اور لگام کھینچنے سے اس مین ضد پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ تھوڑی دیر رُک کر چکر کھانے لگتا ہے، بعض وقت اضطراب اور بے چینی مین بھی چلتے چلتے چکر کھاتا ہے، سیدھی چال سے بھاگتا ہے، جب بھی اسکو باہر نکالا جائے تو اسی طرح گھومنے لگتا ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے، کہ امرا و رؤسا کے دربار مین سوارون کا ازدحام رہتا ہے، جب کوئی سوار پہنچتا ہے، تو بچے اسکے گھوڑے پر بیٹھ جاتے ہین اور دوڑانے کی کوشش کرتے ہین، لیکن چونکہ متعدد گھوڑے آس پاس کھڑے رہتے ہین، اسلئے وہ گھوم گھوم کر گھوڑون کے پاس آنے کی کوشش کرتے ہین، اسی طرح ان مین یہ عیب پیدا ہو جاتا ہے، بعض گھوڑون کی چال سیدھی نہین رہتی، بلکہ کبھی داہنے اور کبھی بائین جانب مائل ہو جاتے ہین، یہ عیب ناواقف آدمیون کی سواری سے پیدا ہو جاتا ہے، وہ اسکو خوب دوڑاتے ہین، اور دوڑانے مین اس کا لحاظ نہین رکھتے کہ وہ کس رُخ پر جا رہا ہے، بے ڈھنگے طور پر کوڑے مارتے ہین، اور انکا سر سیدھا رکھنے کی کوشش نہین کرتے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گھوڑے مین جب یہ عادت مستقل ہو جاتی ہے، تو بہت مشکل سے چھوٹتی ہے حتی کہ داغنے سے بھی نہین جاتی. ہی اسلئے شروع ہی سے احتیاط کی ضرورت ہے، اس خراب عادت کی ابتدا، تو مار اور ڈانٹ سے ہوتی ہے، آنکھون کا بند کرنا، عضو تناسل مین رسی باندھ کر کھینچنا، خاردار لگام لگانا، یا قطران کے تیل مین بھیگی ہوئی چھڑیون سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، اچھی نسل کے گھوڑون مین جب یہ بدخوئی پیدا ہو جاتی ہے، تو جلد نہین جاتی جس سے بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، مالک کا فرض ہے کہ شروع ہی سے روک تھام کرے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ ایوان (لگام کی ایک قسم ہے) لگائی جائے، اور سوار بیٹھ کر پانی کی طرف لے جائین، تھوڑی دیر داہنے اور تھوڑی دیر بائین چلائین، چال بہت آہستہ رکھے،

سوار ایک خستہ آدمی کی طرح جھک کر بیٹھ جائے، اور لگام کو ڈھیلی چھوڑ دے تاکہ جانور سر جھکا کر چل سکے، پھر آہستگی سے لگام کو تانے تاکہ وہ سر اوپر کر سکے، اسی طور پر پانی تک اسکو پہنچائے، جس جانب اسکے مڑنے کی زیادہ عادت ہو، اسی طرف مڑنے نہ دے، بلکہ لگام کھینچکر اس کا منہ دوسری جانب کر دے، اور مہمیز لگا کر یا کوڑے مار کر اسکے رخ کو بدلائے، بار بار اسی طرح اوسکی اصلاح کرے، کبھی تنگ آ کر جانور کو اسی حالت مین نہ چھوڑ دے،

گھوڑے مین سواری کی زد و کوب اور بے دردی سے سرکشی کی عادت بھی پڑ جاتی ہے، ایسے گھوڑے سوار کے قابو سے نکل جاتے ہین، اور بے ٹھکانے چلتے ہین، اکثر منہ کے زخمی ہونے سے یہ عادت پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے ابتدا ہی سے اس کی احتیاط کرنی چاہئے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ جب گھوڑے سرکش ہو جائین، اور گردن کے مضبوط ہونے کی بنا پر سوار پر غالب آ جائین، تو (ایوان) لگام لگا کر ان کو پیچھے کی طرف چلائین، سوار مضبوطی سے بیٹھا رہے، اور لگام کو اتنا سخت نہ کرے، کہ اسکو تکلیف پہنچے، اگر گردن پر ایال نہ ہو اور ہاتھ دونون کمزور ہون، سوار کے بھڑکانے سے شرارت زیادہ کرے، اور قابو سے نکل جائے، تو ہونٹ اور ہاتھون کو داغ دین، اور جب یہ تینون داغ اچھے ہو جائین، تو پھر اس پر سواری کی جائے، اور ابتداءً پانی کی طرف لے جایا جائے،

بعض گھوڑے لگام کو دانتون مین دبا لیتے ہین، اور سر کو خوب [illegible] ہین، یہ بھی راستہ مین ایک سمت چلنے کے عادی نہین ہوتے، بلکہ ہر طرف بھاگتے ہین، یہ عیب قوی، تندرست اور توانا گھوڑون مین بھی ہوتا ہے، ان عادتون کے چھوڑانے کے لئے سب سے بہتر طریقہ سواری کے وقت لگام کی گرفت ٹھیک کرنا ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ جب اس قسم کی عادت گھوڑون مین پیدا ہو جائے، تو اسکے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو، ان کو بار بار آدمیون کے مجمع مین بازار مین اور ایسے موقع پر جہان تم ٹھہر سکو لے جاؤ، اور تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہرو، تاکہ جانور ذرا سکون حاصل کرے، لیکن بچھیڑون کے ساتھ یہ طریقہ مفید نہین ہے، ان کو جب چال سکھائی جائے یا انکی اصلاح کیجائے، تو گلی کوچہ مین کھڑا رکھنا، ان کے لئے برا ہے، البتہ عمر گھوڑون کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے سے ان کے قلب کو سکون ہوتا ہے، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ معلوم ہوگا، کہ یہ سبب

چال بھول گیا، اسکے بعد رفتہ رفتہ چال سکھائی جائے، سوار کو چاہئے کہ بیٹھنے کے بعد لگام ڈھیلی رکھے، تاکہ جانور یہ سمجھے کہ سوار غافل ہے، تھوڑی دور چلنے کے بعد جب اسکو سوار کی غفلت کا یقین ہوجائے گا، تو وہ تیز قدم چلے گا، سوار نہایت سکون کے ساتھ بیٹھا رہے، جب موڑنا یا روکنا چاہے، تو لگام آہستہ سے کھینچ لے، لگام زیادہ کھینچنے سے اندیشہ ہے کہ پھر پرانی عادت عود نہ کر آئے، اگر اس طرح وہ نہ رک سکے، تو پھر دوڑنے دے، جب اس کی قوت کم ہو تو لگام کو کھینچے، یہ عمل کوئی شہسواری کے فن سے متعلق نہیں ہے جو اس قسم کے سرکش گھوڑون کے لئے مخصوص ہو، بلکہ ہر شخص مناسب طریقہ پر اسکی اصلاح کرے، لیکن جب مالک کے سوا کوئی دوسرا شخص اس قسم کے جانور پر سوار ہو تو اوسکو روکنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اس قسم کی تربیت سے صرف مالک کو واقف رہنا چاہئے، تاکہ دوسرے مدعین ریاضت ومہارت سے بازی لے جاسکے، جو طریقہ ابھی بتایا گیا ہے، وہ اعلیٰ نسل کے بڑے گھوڑون کے لئے ہے، یا اگر کسی سوار کی اصلاح سے بالکل تابع بھی ہوجائین، تو جنگ مین نیزہ وتلوار، چیخ وپکار اور شور وشغب سے بھڑک جائین گے، اور پرانی عادت اختیار کرلین گے، ناواقف سوار کے بیٹھنے سے تو اور خرابیان پیدا ہوجائینگی، اس لئے ایسے گھوڑون کی اصلاح کبھی جاہل آدمیون کے سپرد نہ کرین،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ بعض وقت گھوڑون کے سر مین ایک قسم کا رعشہ پیدا ہوجاتا ہے، جس سے سر برابر ہلتا رہتا ہے، اسکی اصلاح کا کوئی خاص طریقہ نہین ہے، البتہ جبڑون کے جوڑ کے قریب لگام سے تین انگل اوپر ایک رگ ہوتی ہے اسکو کاٹ ڈالنے سے یہ مرض کم ہوجاتا ہے، اس رگ کی شناخت کا طریقہ یہ ہے، کہ گھوڑے کی زبان زور سے باہر کھینچو، اور پھر چھوڑ دو، اس سے وہ رگ نمایان ہوگی، اسی جگہ جلد شق کرکے اس رگ کو کاٹ دین، یہ رگ سفید ہوتی ہے، اسمین خون نہین ہوتا ہے، کاٹنے کے بعد سرکہ اور راکھ ملا کر لگادین، تاکہ یہ زخم اچھا ہوجائے،

بعض گھوڑون مین یہ عادت ہوتی ہے، کہ وہ دوڑتے وقت سر اتنا اونچا کردیتے ہین کہ انکی نگاہ زمین پر نہین ٹھہرتی، پیر بے جگہ ادھر اُدھر رکھ دیتے ہین، اس قسم کے جانور اپنے سر سے سوار کو مارتے ہین، جسقدر لگام سخت کی جائے یہ سر اور اوپر کی طرف اٹھا کر سوار کو الٹنے کی کوشش کرتے ہین، اگر یہ

عادت خلقی ہو یعنی کمزوری سے ہو یا گردن کے ڈھیلے پن سے ہو، تو کوئی شخص اسکی اصلاح نہین کرسکتا، لیکن بدخوئی کی صورت مین تربیت کی جاسکتی ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ ایسے گھوڑے کی لگام کو چھاتی سے لگا کر تنگ مین باندھ دین، اگر اس سے بھی سر اٹھانا نہ چھوڑے تو ایوان لگام لگائی جائے اور باگ ڈھیلی کردی جائے، جب سر اٹھائے گا لگام کے دندانون سے اس کے دانت پر ضرب لگے گی، اس طرح وہ اپنی عادت چھوڑ دیگا،

بعض گھوڑون مین سر جھکا کر چلنے کی عادت ہوتی ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ اسکی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ایوان لگام لگائی جائے، باگ کو گردن مین لپیٹ کر سوار بجائے وسط پیٹھ پر بیٹھنے کے پیرون کے قریب بیٹھ جائے، اور اس کا سر اوپر کھینچے، کبھی کبھی باگ ڈھیلی کرتا رہے، تاکہ سر کو اونچا نیچا کرنے کا موقع ملے، ایسے گھوڑون کو میانہ روی کے ساتھ چلائین، قدم چال یا پویہ سے متجاوز نہ ہونے پائے، باگ کو ایک ہی طرف سے ہلاتے رہین، تاکہ وہ سر اٹھا کر چلنے کی عادت پکڑے،

بعض گھوڑون کو اختلاج اور وحشت ہوتی ہے، سوار کے بیٹھنے کے بعد بےچین ہوکر دوڑتے ہین، ایسے گھوڑون کو باغ، پہاڑ اور پرفضا مقامات پر ہواخوری کیلئے لے جائین، بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ ٹہلاتے وقت باگ ان کے جسم پر ڈال دی جائے، اور ان کے ساتھ دوسرے جانور بھی رفاقت مین ہون، سات آٹھ دن مین یہ درست ہوجائین گے، بعض کا قول ہے کہ ایسے جانور پر دو آدمی باری باری سے بیٹھین، لیکن گھوڑے کو چلانے کی کوشش نہ کرین، بلکہ ہر ایک اس پر اطمینان کے ساتھ بیٹھا رہے اور کسی قسم کی جنبش نہ کرے، دونون اپنی جگہ پر یکے بادیگرے بیٹھین، ایک دو دن عمل کرنے سے انکی حالت درست ہوجائیگی، اور پھر رفتہ رفتہ چلنے بھی لگے گا،

بعض گھوڑون مین آدمیون سے نفرت اور بھاگنے کی عادت پیدا ہوجاتی ہے، عام طور پر یہ لت خوف ووحشت سے پیدا ہوتی ہے، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ضعف قلب اس کا باعث ہوتا ہے، یہ عیب خصوصیت سے ان جانورون مین زیادہ ہوتا ہے، جو زیادہ دنون تک بےکار رکھے گئے ہون، اور ان سے کسی قسم کی محنت نہ لی گئی ہو، یہ شہر اور بازارون سے غیرمانوس سے ہوجاتے ہین یکایک جب ان سے

کام لیا جاتا ہے، یا بازار وغیرہ مین گھومایا جاتا ہے، توان مین وحشت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے، ان مین سبسے خراب وہ گھوڑے ہوتے ہین، جو اونٹ سے ڈرتے ہین، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ اگر خوف و دہشت سے یہ بات پیدا ہو جائے، تو نرمی اور سہولت کے ساتھ اسکو مانوس کرنا چاہئے، سر پر محبت سے کوڑا ہلانا اور چمکارنا بعض وقت مانوس بنا دیتا ہے، اگر اس طرح یہ عادت نہ جائے تو پھر جس چیز سے وہ زیادہ ڈرتا ہو اسکے قریب اسکو کھڑا کیا جائے تاکہ اسکو غور سے دیکھتا رہے، دیکھنے سے تنفس ہوگا، اور قلب مین دھڑکن ہوگی، لیکن محبت اور پیار سے اسکی اس پریشانی کو دفع کیا جائے، جب اس مین تھوڑا سکون پیدا ہو جائے، تو پھر قریب لے جائیں، اگر قریب نہ جائے تو ایک دوسرے کو اس خوفناک چیز کے سامنے جانے کا اشارہ کرے، تاکہ اس کو دیکھ کر یہ مطمئن ہو اس پر بھی اگر قدم نہ اٹھائے تو ایسی جانب سے اس کو کوڑا مارو، کہ وہ دیکھ نہ سکے، اس طور پر اس کی دہشت کم کی جائے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ ایسے گھوڑون کو رات کو میدان مین اور دن کو بازار مین چکر کھلایا جائے، تاکہ وحشت کم ہو، جس چیز سے وہ بھاگے، اس کے سامنے اسکو دیر تک کھڑا کیا جائے، ایسے گھوڑون کے لئے اصطبل مین تین دشمن ان بنا دئے جائین،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ جو گھوڑے اونٹ سے ڈرتے ہون، ان کو اونٹ کے ساتھ چارہ دینا چاہئے، چند دنون تک ان مین وحشت رہے گی، جب مانوس ہو جائین گے، تو آسانی سے کھائینگے، بعض لوگ کہتے ہین کہ کسی تھیلی مین اونٹ کی مینگنی باندھکر گلے مین لٹکا دینے سے یا اسکے تھنون پر اونٹ کی کھال لٹکا دینے سے مانوس ہو جاتا ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ گھوڑے کی ایک عادت یہ بھی ہوتی ہے کہ راستہ مین جب عائق چیز مثلاً پتھر، یا لکڑی وغیرہ سامنے آجاتی ہے، تو وہ تڑپ جاتا ہے، عام طور پر جانور اس سے خوفزدہ نہین ہوتے، مگر ایسے مواقع پر احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، شاید کسی وقت ان چیزون سے انکو وحشت نہ پیدا ہو جائے،

بعض گھوڑون مین زمین پر یا پانی مین سوار کو لیکر بیٹھ جانے کی عادت ہوتی ہے موسیٰ بن نصر

کا قول ہے کہ ایسے گھوڑے سے سوار کو ہشیار رہنا چاہئے، برابر ہنکاتا رہے تاکہ اسکی غفلت سے وہ فائدہ نہ اٹھائے جب کہین بیٹھ جائے، تو سوار کبھی نہ اترے، بلکہ اسکو مارپیٹ کر اٹھائے بار بار سزا کرنے سے وہ اس حرکت سے باز آجائیگا، اسی طرح پانی مین بیٹھنے کے بعد بھی اترنا نہ چاہئے، بلکہ تھوڑی دیر ستانے کا موقع دیکر خوب مارنا چاہئے اس طرح اس کی یہ عادت چھوٹ جائے گی،

گدہے اور خچر کی اصلاح کے طریقے

گدہے اور خچر بھی چلتے چلتے زمین پر بیٹھ جاتے ہین اس کا علاج یہ ہے کہ دونون خصیون کو رسی کر باندھ دین اور رسی کے ایک کنارہ کو کاٹھی یا زین مین باندھ دین، جب وہ بیٹھنا چاہے گا خصیے تن جائین گے اور ان مین درد ہوگا، اگر مادہ ہو تو اسکے کان رسی یا کوڑے سے باندھ دئے جائین، اس طرح گدہے اور خچر بیٹھنے اور اڑنے کی عادت چھوڑ دین گے،

بعض جانور تنگ کی سختی سے یا ننگی پیٹھ پر سواری کرنے سے راستہ مین گر پڑتے ہین، اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ زین کسکر اس پر بیٹھ جاؤ، اور اسوقت تک نہ چلاؤ جب تک کہ جانور اپنی خوشی سے قدم نہ اٹھائے، اگر کہین رک جائے تو چند آدمیون کو آگے چلنے کا اشارہ کرو تاکہ انکے پیچھے پیچھے دوڑے اس حیلہ سے وہ کنا اور بیٹھنا چھوڑ دے گا، بعض جانور تو بہت ضدی ہوتے ہین، ان کا علاج یہی ہے کہ ننگی پیٹھ پر یا صرف جھول ڈال کر ان پر سواری کیجائے،

بدعقلی اور کند ذہنی کی شناخت کا طریقہ بتایا جا چکا ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ اگر جانور بے وقوف ہو تو سوار کو حلیم ہونا چاہئے، اس پر زیادہ جبر نہ کرے، بلکہ معمولی رفتار سے دوڑائے دوڑانے مین اس کے بدن کو زیادہ نہ چھوے، ایسے گھوڑے سے سوار جب اترنا چاہے، تو اس کو کسی گھوڑی کے سامنے کھڑا کرکے اترے، ایسی حالت مین اترنے چڑھنے سے اس مین نشاط اور سرور پیدا ہوتا ہے، بدعقلی اگر کسی مرض کی وجہ سے ہو، تو علاج ممکن ہے، لیکن جہالت اور تربیت کی کمی کی وجہ سے ہو تو لاعلاج مرض ہے،

بعض گھوڑون مین پھسلنے کی عادت ہوتی ہے، یہ چلتے ہوئے بار بار پیر کو پھسلاتے ہین، یہ عادت کبھی تو مرض کی وجہ سے ہوتی ہے، مثلاً آنکھ مین کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو، کبھی کمزوری کی بنا پر ہوتی ہے، اور کبھی جہالت اور بے وقوفی سے ہوتی ہے، اگر آنکھ کی خرابی سے یہ بات ہو تو اس کا مشہور سرمہ استعمال کرانا چاہئے، اور اگر یہ ضعف اور ناتوانی یا جہالت سے ہو تو اس کا سر اوپر کی طرف رکھا جائے، تاکہ وہ آسمان کو دیکھ سکے، اور نرم زمین مین چلایا جائے، اگر اس طرح یہ عادت چھوڑ دے تو خیر ورنہ اس کے پیٹ کی ایک رگ مین نشتر دیدین، تاکہ اس سے پانی نکل جائے، اور وہ چارہ کو صحیح ہضم کر سکے، اس طور پر اس مین قوت آجائے گی،

بعض گھوڑے بڑے سرکش ہوتے ہین، جو کسی سے سر نہین ہوتے ہین، وہ نہ کسی کو بیٹھنے دیتے ہین، نہ چھاند لگانے نہ رسی باندھنے، نہ جھول ڈالنے، اور نہ لگام لگانے دیتے ہین، غرض کہ یہ اتنے شریر ہوتے ہین، کہ سائس ان سے عاجز آجاتا ہے، اکثر خراب مالش کی وجہ سے یہ بات پیدا ہوتی ہے، اس سے ان کے جسم مین دانے نکل آتے ہین، یا ہونٹ یا منہ یا زیر ناف یا پیٹھ پر زخم نکل آتے ہین، زخم یا پھوڑون کے اچھے ہونے سے قبل ہی لوگ سواری کرتے ہین، جس سے ان کو سخت تکلیف پہنچتی ہے پھر بار بار سواری کرنے سے وہ سرکش ہو جاتے ہین، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ ایسے جانورون کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کسی طرح زین رکھ کر اس کے تمام بدن پر ہاتھ پھیرین، اور جب ذرا مانوس ہو جائے، تو رکاب مین پیر رکھین، پھر زین پر زور زور سے ہاتھ مارین، اور تمام بدن کو آہستہ آہستہ سہلائین، جب وہ بار بار پھسلانے سے مانوس ہو جائے، تو بندھے ہوئے گھوڑے پر کبھی چپکے سے بیٹھ جائین، اور اس کو محسوس کرائین کہ سوار اس پر بیٹھا ہے، اس طور پر اس کو سواری سے مانوس کرائین، کئی دن تک یہ عمل کرنے سے اس کی اصلاح ہو جائے گی،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ ایسے گھوڑے جنکی سرکشی حد سے بڑھ جاتی ہے، وہ زین تک پیٹھ پر رکھنے نہین دیتے ہین، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سخت مالش کی وجہ سے پیٹھ پر دانے اور زخم نکل آتے ہین، اسی حالت مین لوگ سواری کرتے ہین، جس کی وجہ سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، اور اس

طرح وہ بے قابو ہو جاتے ہین، انکی اصلاح ملاطفت و نرمی سے مانوس کرنا ہے،

بعض جانور لگام نہین پکڑتے ہین، بسا اوقات تو وحشت کی وجہ سے یہ بات ہوتی ہے، کبھی کانون کے درمیان چوٹی کے قریب رگڑ لگ جانے کی وجہ سے اور منہ پر لکڑی لگ جانے یا ہونٹ کے زخمی ہو جانے سے لگام لینے سے بھاگتے ہین، یہ عادت زخم کے اچھے ہو جانے کے بعد بھی باقی رہتی ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ لگام پر شہد مین تر کیا ہوا کپڑا لپیٹ دین، اور اس کو کسی طرح منہ مین ڈالدین، اگر درست نہ ہو تو کنپٹی کے قریب شہد لگا دو تاکہ اس پر مکھیان بیٹھ کر اس کو تنگ کرین، چند دنون تک گرمی مین ان کو اسی طرح رکھو تاکہ ان کی شرارت کم ہو، جب وہ سدھ ہو جائین، تو سائس کو لگام لگانا چاہئے، اس کے بعد کان پر کا شہد دھو دینا چاہئے، اور بدن پر جھول ڈالدینا چاہئے پہلی مرتبہ لگام لگا کر دن بھر اصطبل مین باندھ دین، اور مکھیون کے بیٹھنے سے محفوظ رکھین، انشاء اللہ یہ عادت چلی جائے گی، لگام مین تھوڑا نمک یا کوئی دوسری لعاب دار چیز لپیٹ دین، اور اوپر سے کپڑا باندھ دین، تاکہ جانور اس کو رغبت سے چاٹتا رہے، بچھیڑون کو لگام ڈالنے کی عادت بھی اسی طرح لگائی جاتی ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ اگر وہ لگام نہ چاٹے تو نار کی لگام لگا کر سر اوپر کی جانب کھینچین، اور دیر تک اس کا سر اوٹھائے رکھین، اس کے بعد لگام پر مصری رکھ کر کپڑا لپیٹ دین، اور پھر اس کے منہ مین ڈال دین، اب شیرینی کی وجہ سے اس کو چبائے گا،

وہ گھوڑے جو چھاند رسی یا جھول وغیرہ ڈالنے سے بھڑکتے ہون، ان کو تین دن تک بلا چارہ و پانی کے اصطبل مین بند کر دین، جب وہ کمزور اور سست ہو جائین تو بدن کی مالش کر کے پیر چھاند دین، اور جھول ڈال کر آنکھ پر پٹی لگا دین، پھر زین رکھ دین، اور گلے مین بالٹی لٹکا کر اس مین صاف کیا ہوا گیہون چھلکر کھانے کو دے دین، اس طور پر عمل کرنے سے اس کی ساری شرارت کم ہو جائیگی،

وہ گھوڑے جو ردیف یعنی پچھلے آدمیون کا بوجھ نہین برداشت کرتے، انکی اصلاح کا بھی

ایک طریقہ ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ پورے بدن پر سرین تک نمدہ رکھ کر دو زین باندھین، ایک پر سوار بیٹھے، اور دوسری پر ردیف، بعض گھوڑون مین دانت کاٹنے کی عادت ہوتی ہے، یہ کبھی سائس کے زیادہ مارنے سے اور کبھی لاغری و کمزوری سے پیدا ہو جاتی ہے، کبھی کلب الدم اور سودا کے ہیجان سے بھی یہ عیب پیدا ہو جاتا ہے، اور کبھی نسلی طور پر باپ سے یہ مرض متعدی ہوتا ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ اسکے لئے صرف دانت کا ریتنا مفید ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ اگلے چار دانتون کو ریتی سے خوب اوپر نیچے ریت دین، وہ پتلے اور باریک ہو جائین، جب باریک ہو جائین تو ان مین سوراخ کر دین، اگر اس طرح بھی عادت نہ چھوٹے تو آختہ کر دین اور مادہ کی گردن کو رسی سے باندھکر چھوڑ دین، کلب الدم یا دوران صفرا، کا علاج آئندہ لکھا جائے گا، سائس کو ایسے گھوڑون کو زیادہ چکر نہ دینا چاہئے، بلکہ ان کے ساتھ نرمی کرنی چاہئے،

بعض گھوڑے زمین پر پیر ہاتھ مارنے کے عادی ہوتے ہین، یہ عیب گھوڑا، گدہا، خچر اور اونٹ سب مین مشترک ہوتا ہے، پیر مارنا کبھی وحشت اور کبھی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے، بعض ہاتھ اور بعض پیر مارتے ہین، علاجاً بیطاری لکڑیان ہونٹ کے قریب باندھتا ہے، اس سے بھی وہ ہاتھ پیر پٹکتے ہین، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ اسکے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ اسکی چھاند کھول ڈالین، اور پیٹھ سے دم تک خوب سہلائین، تاکہ مانوس ہو جائے، اس سے اگر باز نہ آئے، تو جب ہاتھ یا پیر مارے زور سے چابک لگائین، یا ایک پتھر کو کپڑے مین لپیٹ کر تنگ کے قریب مضبوط ڈوری سے باندھ کر لٹکا دین، پھر اس مین ایک دوسری ڈوری باندھین اور اُس کو دونون رانون سے نکال کر دم کی جڑ مین باندھ دین، جب وہ پیر زمین پر مارے، سائس ایک چابک لگائے اس طرح پتھر اس کے عضو تناسل سے زور سے لگے گا، جس سے اس کو بڑی تکلیف ہوگی،

بعض گھوڑے پیچھے نہین مڑتے، اور اس پر ضد کرتے ہین، انکی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو تنگ اور غیر نافذہ گلیون مین الٹی چال چلائین، آگے سے ایک آدمی کوڑے لگائے تاکہ وہ پیچھے کی طرف قدم ہٹائے یا اس کے ایک خصیہ مین رسی باندھ کر پیچھے ایک آدمی پکڑے رہے، سوار لگام تانے اور دوسرا آدمی

اس رسّی کو اپنی طرف کھینچے، اس سے وہ پیچھے کی طرف چلے گا، اس کو پیچھے کی طرف نہایت ہوشیاری سے سیدھی چال چلائین، ایسا نہ ہو کہ دائین یا بائین جانب گردن موڑنے کی خراب عادت پڑ جائے مناسب تو یہ ہے، کہ اس کو دیوار یا کسی موڑ پر کھڑا کر کے پیچھے چلائین، تاکہ وہ سیدھی چال چل سکے،

بعض گھوڑے نہ تو داہنے طرف دیکھتے ہین اور نہ بائین جانب نظر ڈالتے ہین، یہ صورت آنکھ کی خرابی سے نہین پیدا ہوتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ تاریک اصطبل مین گھوڑے کو باندھدین اور آنکھین کھلی رکھین، پھر چند دنون کے بعد اسکو روشنی مین لائین، یکایک روشنی مین آنے کی وجہ سے وہ دونون طرف غور سے دیکھے گا، اور کانون کو کھڑا کرے گا، اگر اس طرح درست نہ ہو، تو پھر کانون کی جڑ مین شہد یا کوئی میٹھی چیز لگا دین، تاکہ کھیان لگ جائین، مکھیون کے بیٹھنے سے نہ صرف وہ کان ہلائے گا، بلکہ چارون طرف دیکھے گا، اس سے جلد اور اعضا مضبوط ہوتے ہین،

بعض گھوڑون کو زبان لٹکانے کی عادت ہوتی ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ ایسی حالت مین گھوڑے کو تنگ لگام لگائی جائے، اس کے لوہے مین صبر (ایلوا) لپیٹ دین ایک کپڑے کو صبر اور پانی مین تر کر کے لگام کو لوہے مین لپیٹ دین، اس سے وہ زبان نکالنا چھوڑ دے گا،

بعض گھوڑون مین گردن کی رسّی منہ سے کھولنے کی عادت ہوتی ہے، موسیٰ بن نصر کا قول ہے، کہ اصطبل مین ایک میخ زمین مین گاڑ دی جائے، اور جانور کے پیر کو چھاند کر اس میخ مین باندھ دین، یہ میخ اتنی اونچی نہ ہو کہ گھوڑے کو ٹھوکر یا چوٹ لگے، اگر رسّی کو منہ سے کھول بھی دیگا، تو بھاگ نہ سکے گا، اس طرح وہ پھر اس عادت کو چھوڑ دیگا،

بعض گھوڑون کو راس کی ڈوری چبانے کی عادت ہوتی ہے، اُن کے لئے بھی ڈوری کو صبر سے تر رکھنا مفید ہوتا ہے،

بعض کہتے ہین کہ مشان (یعنی کرم دانہ اور بزبان دکن سفید دری) کی شاخ کی رسی بنائین یا راس کے درمیان مین انکی شاخ لپیٹ دین،

بعض جانور مخصوص گھاٹ یا مخصوص برتن مین پانی پینے کے عادی ہوتے ہین، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ جب جانور پیاسا ہو، تو پانی مین خوب سی شکر گھول دین، اس پانی کے پینے کے بعد وہ ہر برتن اور ہر گھاٹ پر شیرینی کے خیال سے پانی پی لے گا، اس کے چارہ مین فصفصہ وغیرہ ڈالین، تاکہ اس کو پیاس لگے،

بعض گھوڑے پانی مین جانے سے ڈرتے ہین، موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ جب تک سوار اپنے دامن سمیٹ کر اسکو پانی مین نہ اُتارے، وہ آگے قدم نہین بڑھاتا ہے، ایسے جانورون کو موسم گرما مین مالش کرنا چھوڑ دین، اور چند دنون تک خشک لید وغیرہ پر اس کو بٹھائین اور کھڑا رکھین، اسکے بعد کسی تالاب یا نہر پر لے جائین، پانی کے قریب کھڑا کر کے ایک آدمی اس کے بدن کی مالش کرے، اور ایک شخص دونون ہاتھ سے پانی لے کر اس کے بدن پر ڈالے، دیر تک اُسی طرح اس کے بدن کو صاف کرتے رہین، بار بار پانی کو دیکھنے سے خوف دل سے جاتا رہے گا، اس لئے تھوڑی دیر بعد اسکو پانی مین ہنکا دین،

بعض گھوڑے ہونٹ کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے دانت نکالنے کے عادی ہوتے ہین، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ چارہ مین جو دینا موقوف کر دین، بلکہ اس کی جگہ تیس۳۰ دن تک گھاس اور ہریالی کھلائین، پانی کی مقدار کم کر دین، ہریالی کھانے سے ہونٹ بڑھ جائین گے، اور دانت مستور ہو جائین گے۔

بعض گھوڑے عضو تناسل لٹکانے کے عادی ہوتے ہین، موسیٰ بن نصر نے اس کی اصلاح کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ سوار کے پیچھے ایک آدمی باریک چابک لئے ہوئے دوڑے، اس چابک کو سرکہ مین خوب تر کرے، جب عضو تناسل لٹکائے، تو اس چابک سے مارے، سامنے ایک برتن مین سرکہ رکھ لے، تاکہ اس سے بھگا بھگا کر چابک لگائے، اسی طرح کئی مرتبہ مارنے سے وہ یہ عادت چھوڑ دے گا،

بعض گھوڑے لید کرتے وقت مبرز کا منہ دیر تک کھولتے اور بند کرتے ہین، موسیٰ بن نصر

نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ سوار کو چاہئے کہ راستہ مین اس کو لید کرنے نہ دے، جب لید کرنے کا ارادہ کرے، تو اس کو کوڑے مارے اور مہمیز لگائے، تاکہ وہ پریشان ہو کر دوڑے، بار بار اس طرح تربیت سے وہ لید کرنا چھوڑ دیگا،

بعض گھوڑے دانہ بغیر چبائے ہوئے نگل جاتے ہین، ایسے جانور معمولی سفر سے جلد تھک جاتے ہین، موسیٰ بن نصر کا قول ہے، کہ جو کی جگہ ان کو چارہ مین باقلی اور بھوسہ دینا چاہئے، تاکہ چبانے کی عادت سیکھین، اور دوائین بھی استعمال کرائین، بعض لوگ ادرک، دارچینی، تخم کرفس، انیسون، کمونی شامی، اجوائن، جندبادستر اور مصری کو ہموزن ملا کر سفوف کرتے ہین اور پانی مین ڈالکر پلاتے ہین،

بعض گھوڑے اپنی وحشت اور شرارت سے نعل نہین باندھنے دیتے ہین، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ نعل کی کیل کبھی گر جاتی ہے، اور اس سے درد ہوتا ہے، اس بنا پر وہ دوسری نعل باندھنے نہین دیتے، اسکی درستگی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اسکے اوپر کے ہونٹ کو باریک رسی سے مضبوط باندھ دین، اور پیرون کو چھاند دین، اور ایک ڈنڈے سے سم کو ٹھوکین، اگر وہ شرارت کرے تو ڈنڈے سے مارین، اس طرح سم کو خالی ڈنڈے سے ٹھوک کر اسکو مانوس کرین، جب وحشت کم ہو جائے تو پھر نعلبند نعل باندھے، ہر سم مین اُسی طرح مانوس کر کے نعل لگائی جائے، ایسے جانورون کو راستہ مین چھوڑتے وقت سم کو پتھر یا لکڑی سے مارتے جائین، تاکہ وہ عادی ہو جائے، اس قسم کا عمل ہمیشہ کرنا چاہئے، تاکہ گھوڑے مین بدخوئی نہ پیدا ہو،

اس پورے بیان مین گھوڑون کے عادات وخصائل کی اصلاح کا وہ طریقہ جو ملاطفت، مشق یا ریاضت سے متعلق تھا، تفصیل سے ذکر کیا گیا، ان ہی عادات پر دوسری عادتون کو قیاس کر لینا چاہئے، یہ تمام عیوب شریف اور اعلیٰ نسل کے گھوڑون مین بچون کی سواری اور بلاوجہ مارپیٹ سے پیدا ہو جاتے ہین، کیونکہ جانور کو جب مار سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے، تو کبھی سر اٹھاتا ہے، کبھی دائین بائین جانب دوڑتا ہے، اور کبھی سرکشی پر اتر آتا ہے، اور لگام کو خراب طریقہ پر کھینچنے اور ڈھیلا کرنے سے منہ اور

ہونٹ زخمی ہوجاتے ہین، اسطرح وہ برے عادات سیکھ لیتا ہے، سوار کو نہایت ہوشیار اور فن شہسواری سے واقف ہونا چاہئے، اسکو ایسا وتیرہ اختیار کرنا چاہئے کہ گھوڑا اس سے خائف رہے، لیکن کبھی اس پر اتنی سختی نہ کرے، کہ جسکی وجہ سے وہ بیزار ہوجائے، زیادہ ظلم اور شدت سے جانور کمزور ہوجاتے ہین، اور ان مین بدخوئی پیدا ہوجاتی ہے، اعلےٰ سوارون کا کام ہے کہ وہ نرمی اور ملاطفت سے پیش آئین، اس سے بہتر نہ کوئی اصلاح کا طریقہ ہے اور نہ علاج کا نسخہ اسی نرمی اور اچھے برتاؤ سے گھوڑون مین خصائل حمیدہ پیدا ہوتے ہین،

تینتیسوین باب مین شہسواری کے طریقے اور اس مین مہارت پیدا کرنے کے اصول سے تفصیلی بحث کی جائے گی، :- وباللہ التوفیق،

فصل

نعل باندھنے کی ترکیب اور سُم بڑھانے و موٹا کرنے کا طریقہ

ابن ابی حزام کا قول ہے میرے خیال مین سب سے بہتر طریقہ نعل باندھنے کا یہ ہے کہ سم کے اطراف یعنی پنجہ زیادہ چھوٹا نہ کیا جائے اور نہ اندر کی جانب کو زیادہ کاٹا جائے، بلکہ صرف اس قدر تراشا جائے کہ نعل سم کے برابر ہوجائے، اور سم کی تپلی کھلی رہے، سم کی نلی کا حصہ بھی چھوڑ دینا مناسب ہے، تاکہ وہ رہ جاوے، نعل باندھنے کی جب ضرورت پڑے تو نعل کی کیل خالی حصہ مین ٹھوکی جاسکے، نعل باندھنے سے قبل گھوڑے کے ہاتھ اور پیر کو اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے، اگر سم تپلا ہو، تو نعل کی اگلی کیلین، بڑی رکھین اور پچھلی چھوٹی، اسی طرح اگر ہاتھ اور پیر مین نرمی ہو تو اگلی کیلین چھوٹی اور پچھلی بڑی رکھین، نعل باندھنے سے قبل نعل مین دو کیلین ٹھوک کر جما دینی چاہئے، اگر سم کا پنجہ کچھ ٹیڑھا ہو، یا مٹھے مین کجی ہو، خواہ باہر کی جانب یا اندر کی جانب ہو، تو نعلبندی کے وقت اسکے اس حصہ کو تلاش کرین، جو زمین سے لگتا ہے، اور اسین

کیل ٹھوکدین، تاکہ وہ اس حصہ پر چل سکے، جو مرتفع ہے، اس طرح یہ عیب جاتا رہے گا، داخلی اور خارجی حصہ برابر ہوجائے گا، بعض جانور کے سُم پتلے اور ہلکے ہوتے ہین، ان کے لئے پوری نعل لگائی جائے، بیچ مین تپلی کے سوا کوئی جگہ خالی نہ چھوڑی جائے، نعل مین چار کیلین زیادہ مضبوطی سے بیٹھتی ہین، تین کیلین بھی اچھی طرح بیٹھتی ہین، اور جانور کو اس مین آرام ہوتا ہے، اگر سم مین خود کوئی بیماری ہو مثلاً گوشت زیادہ ہو، یا اور دوسرے امراض کی بناپر نقصان آگیا ہو، تو سم کے برابر چمڑہ کا ایک ٹکڑہ کاٹین، اور اسی پر نعل بٹھائین، تاکہ نعل اور سم کے درمیان کوئی چیز حائل رہے، بعض تو نمدہ بھی رکھتے ہین، لیکن میرے نزدیک نمدہ سے چمڑا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ نمدہ زیادہ دنون تک نہین ٹھہر سکتا، نعل ہمیشہ کسی لوہے کے دستہ پر رکھ کر ٹھوکی جائے، ورنہ اندیشہ ہے کہ کیل گوشت یا ہڈی مین نہ لگ جائے، نعل کو اچھی طرح جمانا گھوڑون کی راحت کا باعث ہوتا ہے، اس لئے باریک کیلین موٹی کیلون سے زیادہ بہتر ہوتی ہین، بلکہ کیل جسقدر ہلکی ہوگی، اسی قدر نعل بیٹھے گی، اور جانور اس کو سنبھال سکے گا، کیل سوئے کی طرح نوکدار ہونی چاہئے، تاکہ اندر بیٹھ سکے، کیل باہر کی جانب یعنی کنارے پر بٹھالی جائے، تاکہ وہ اچھی طرح سم کی گرفت کرسکے، بعض جانورون کی سم مین شگاف ہوتا ہے، ایسے سم مین چمڑا رکھ کر نعل باندھین، پیچھے سے تقریباً چار انگل چھوڑ دین، تاکہ وہ مشقوق حصہ پر چلے، اور مٹھے کے قریب ایک رسی باندھدین، تاکہ ٹھوکر لگنے سے اسکے سم مین درد نہ ہو، اگر گھوڑے کے سم مین فتق یعنی ورم پیدا ہوجائے جو گامچیون تک متورم کردے تو اسکے لئے چمڑہ کا موزہ نلی تک پہنایا جائے، تاکہ اسکے پیر مین مٹی وغیرہ نہ لگ سکے، اس ورم کو ہندی مین چکاول کہتے ہین، جس کا علاج کیا جاتا ہے،

فصل

پتلے اور باریک سُم کا علاج

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ اگر سم تپلا ہو اور تم موٹا کرنا یا بڑھانا چاہو، تو اسکے لئے ہلالی شکل کی نعل

بہت باریک تیار کرو، اوراس کی چوڑائی چار انگل رکھو، اورکیلین بھی اسی اندازسے چوڑی رکھو، پھر اس نعل کو سم کے ایک کنارہ پر بٹھا دو، اور درمیانی حصّہ کو خالی رکھو، اسکے بعد جہان یہ جانور کھڑا ہو وہان قدمون کے نیچے چھوٹے گڑھے بناؤ جن مین کنکر بھر دو نعل بندھے ہوئے سمون کو گڑھون مین چھپا دو اور تیل و چربی وغیرہ کی مالش کرو، یعنی تو قیح کا عمل کرو، مخصوص نعل لگانے کی ہدایت اس لئے کیگئی ہے، کہ اگر کبھی وہ باہر نکالا جائے، یا سواری کیجائے تو سُم خراب نہ ہون، ورنہ معمولی نعل سے وہ سواری کے قابل نہین رہ سکتا ہے، سم کو بڑھانے کا سب سے مجرّب طریقہ یہ ہے کہ بری علقم کی جڑ دھو کر پانی مین خوب پکائین جب خوب پک جائے، تو پانی صاف کرکے نتھار لیا جائے، اور اسمین روغن زیتون ہموزن ملاکر دوبارہ پکائین، جب پانی خشک ہوجائے اور صرف تیل باقی رہ جائے، تو سم مین اس تیل کی مالش کی جائے، تین چار مرتبہ لگانے سے سم بہت بڑھ جائین گے، اس دوا مین اگر چربی ملادی جائے تو اور اچھا ہے، کتاب الفلاحت مین ہے کہ سم کو سخت کرنے کیلئے سور اور بھینس کی چربی گندھک اور پختہ اینٹ کے ٹکڑے سفوف کرکے مرہم تیار کرین اور سم کے اگلے اور پچھلے حصّہ مین اسکی مالش کرین، چابک سوارون کو چاہئے کہ جب کہین سفر کرین تو سم کو سینک دین، اور اوپر سے سرکہ چھڑک کر کپڑا باندھدین اور واپسی کے بعد ان کو ٹھنڈے پانی سے دھو دین، اور سور یا بھینس کی چربی مین گندھک ملاکر لگادین، یا کوئی دوسری روغن دار چیز لگا دین جس سے سم نرم ہوجائین اس سے سم کی بہت کچھ اصلاح ہوجاتی ہے اگر سم برابر صاف کئے جائین، تو اسمین نعل لگانے کی ضرورت نہین ہے، اہر مہینہ مین ایک بار اگر اسطرح روغن وغیرہ لگایا کرین تو یہ بیر نعلدار پیر سے اچھے رہین گے، بقراط بیطار کی کتاب مین ہے کہ روغن قیر، چربی، سفید کانچ اور گندھک یہ سب ہموزن باریک کئے جائین، اور اسمین ایک درم سلارس اور چار مثقال گوند ملاکر خوب پیسین، اور ایک ہانڈی مین رکھکر خوب پکائین جب سب پگھل کر خوب مخلوط ہوجائین، تو اتار کر ٹھنڈے پانی مین جمنے کے لئے رکھ دین، اس مرہم سے سم بہت درست ہوجائین گے،

بغدادی کی کتاب مین ہے کہ اہل روم بچھیڑے اور کم عمر جانورون کو ابتداءً بلا نعل لگائے چال سکھاتے ہین اور سم مین یہ دوا لگاتے ہین، جوان گھوڑے کے پیشاب مین بھینس کی چربی حل کرکے سم کے نیچے اور تلیون مین لگاتے ہین، بعض لوگ یہ دوا استعمال کراتے ہین حنظل کو پیسکر بھیڑ اور بکری کی چربی ملاتے ہین، اسکے بعد انڈے کے

برابر گولے بناکر ہر ایک سم کے نیچے ایک گولہ رکھ دیتے ہین اور دست پناہ کو گرم کرکے سینکتے ہین، اس سے وہ پگھل کر سمون مین جذب ہوجاتا ہے،

ایک نسخہ یہ ہے کہ روغن زیتون، زفت اور لہسن کو خوب پیسکر ملائین اور یہ مرہم استعمال کرائین، بعض لوگ چلتی کی چربی اور زفت ملاکر لگاتے ہین اور اسکے بعد روغن بادام گرم کرکے مالش کرتے ہین،

دوسرا نسخہ یہ ہے کہ کتان کے ٹکڑے کو روغن زیتون یا زفت جو بھی مل سکے اس مین تر کرین، اس کپڑے کی بتی بنائین، اور اسکو جلاکر سم کے کنارے کنارے روغن ٹپکائین اس سے سم اچھے ہوجائین گے، اور اسکے بعد معمولی نعل باندھنا کافی ہوگا،

باب ۳۳ سی و سوم

اس باب مین گھوڑون کے تمام امراض کا ذکر ہے، اور سہل و معمولی ادویہ سے اُن کے علاج کا طریقہ بتایا گیا ہے، تودیج تعخیذ تکمید تصدیر اور تقریب کا عمل بھی بتایا گیا ہے، جس کو ہر شخص بآسانی کر سکتا ہے. فصادور کی یعنی داغنے کی ترکیب لکھی گئی ہے، اسکے علاوہ امراض کی تشخیص اور ادویہ کے خواص سے بھی بحث کی گئی ہے جسکا تعلق علم بیطرہ سے ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ کھلے اور چھٹے ہوئے جانورون کو کسی قسم کا مرض لاحق نہین ہوتا ہے البتہ کبھی ٹھوکر سے سم گرجاتے ہین، جس سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، گھوڑے کے سم جب خراب ہو کر گرجاتے ہین تو دوسرے سم نکل آتے ہین، جس زمانہ مین اس کے سم گرتے ہین، اس کا داہنا فوطہ لٹک جاتا ہے، اور تھنون کے وسط مین ایک گہری لکیر سی پڑجاتی ہے، جس مین میل جم جاتا ہے، لیکن جو جانور کہ باندھ کر رکھے جاتے ہین، اور چارہ پران کی پرورش کی جاتی ہے، ان مین مختلف قسم کے امراض پیدا ہوتے ہین، ماہرین حیوانات کا بیان ہے کہ جانور تمام ان امراض کا شکار ہوتا ہے جن سے انسان کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے، اسی بنا پر قدما نے حیوانات کے امراض اور ان کے علاج پر اپنی کتابون مین تفصیل سے بحث کی ہے،

فصل

سر کی بیماریون کا علاج.

ایک آنکھ یا دونون آنکھون مین سفید نقطہ پڑجانے سے گھوڑے کی نظر صاف نہین رہتی ہے، اس کی شناخت تو ظاہر ہے، بعض وقت تھوڑے حصہ مین سفیدی آتی ہے، اور بعض وقت پوری آنکھ پر سفیدی چھا جاتی ہے، جس سے گھوڑا دیکھ نہین سکتا ہے، آنکھون مین چھوٹے چھوٹے دانے نکلتے ہین، اور جب یہ مندمل ہوتے ہین تو ان کا مادہ ایک جگہ جمع ہو کر سفید ہو جاتا ہے، ابتدا، تو ایک معمولی پردہ یا جالی سے ہوتی ہے، لیکن رفتہ رفتہ یہ جالی موٹی ہوتی جاتی ہے، اور سفیدی کی بجائے گدلا پن آجاتا ہے، نسخہ نمبر ۱ پرانی جالی کا علاج موسیٰ بن نصر نے لکھا ہے کہ کسم اور گندھک ملا کر پیس ڈالین اور چھان کر دن مین کئی مرتبہ سرمہ کی طرح لگائین، نسخہ :- نمبر ۲ کھانے کا نمک، گولمرچ، شکر، اور شاہترہ کو خشک کر کے پیسین، اور چھان کر سرمہ کی طرح لگائین، نسخہ نمبر ۳ عنزروت (ایک قسم کا گوند ہے، ہندی مین لائی، یا لاہی کہتے ہین) ڈیڑھ تولہ قرص ماثیثا، ایک مثقال شکر طبرزد (مصری) دو مثقال، زعفران دو دانق[1]، افیون ایک دانق، ان سب کو سفوف کرین اور باریک کپڑے سے چھان لین، اسکو سرمہ کی طرح استعمال کرین، نسخہ نمبر ۴ :- بقراط بیطار نے آنکھ کی سفیدی اور دھندھی کے لئے یہ نسخہ لکھا ہے کہ بتھوا کے ساتھ دانہ گول مرچ پیسا جائے اور باریک کپڑے سے چھان کر اس سفوف کو بانس کی بھکنی مین رکھ کر آنکھ مین پھونک دین، چند بار کے استعمال سے افاقہ ہو جائے گا، نسخہ :- نمبر ۵، شیبہ گھیکڑے کی طرح ایک مچھلی ہے صاحب محیط نے سیبیا لکھا ہے، جسکا دوسرا نام لسان البحر بھی ہے اسکو اور سمندر جھین کو ملا کر سفوف بنائین اور چھان کر جانور کی آنکھ مین چھڑکین

---

[1] مثقال ۴½ ماشہ اور دانق چھرتی کے برابر ہوتا ہے،

نسخہ:- نمبر ۲، آٹا اور تھوڑا نمک ملا کر کسی لوہے کے پتر پر جلائین، جب خوب سیاہ ہوجائے تو کسی چکنی سے اس آنکھ مین ڈالین، جس مین سفیدی ہو، نسخہ:- نمبر ۳، تخم بتھوا مین پانچ دانہ گول مرچ پیس کر ملادین، اور سرمہ کی طرح باریک کرکے آنکھ مین ڈال دین،

ابن ابی حزام نے ایسے جانور کے لئے جس کی آنکھ مین ہمیشہ سفیدی چھائی رہتی ہو ایک سرمہ کا نسخہ لکھا ہے، خمیر اور جو کو باریک کرکے جلائین، اس کا سفوف شیرۂ بادیان مین گوندھا جائے، اور بورۂ ارمنی اور شہد ملا کر سرمہ بنائین،

کمنہ:- یعنی آنکھ مین ورم یا جالا پڑجانے کا علاج ابن ابی حزام نے یہ لکھا ہے نسخہ: بورہ دو درم، ملح اندرانی ایک درم، سمندر کا پھین ایک درم، سب کو ملا کر پیا جائے اور صاف کرکے سرمہ کی طرح لگایا جائے، یہ آنکھ کی سفیدی ورم اور جالا کے لئے مفید ہے، ایسے جانور جنکی آنکھ مین جالا پڑجاتا ہے دائین بائین نہین دیکھتے، بلکہ سامنے دیکھتے ہین،

بعض وقت آنکھ پر پردہ آجاتا ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ دیدہ پر ایک قسم کا پیلا مادہ جمع ہوجاتا ہے، اس کا نسخہ یہ ہے کہ کبوتر کے بچے کا خون اور انڈہ کی سفیدی ملا کر لگائین، باز کا خون زیادہ مفید ہے۔ نسخہ:- نمبر ۲، جو کا پتہ، شیرۂ گندنا اور شہد کا پھین ملا کر آنکھ مین ٹپکائین، نسخہ:- نمبر ۳، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ گدھے کے تازہ پتہ مین ایک چمچہ مکھن یا دودھ کا پانی ملائین اور کسی شیشہ کے برتن مین رکھ کر دو دن دھوپ مین رکھین، اور پھر کاجل کی طرح لگائین، پتہ اگر تازہ نہ مل سکے، تو خشک پتہ پیس کر ملائین، نسخہ:- نمبر ۴، شیرۂ انار ترش اور شیرۂ انار شیرین ہموزن ملا کر آنکھ مین ڈالین مفید ہوگا،

آنکھ کے جوش کر آنے کی علامت یہ ہے کہ پپوٹے متورم ہوجاتے ہین، آنکھون مین سرخی آجاتی ہے، اور پانی جاری رہتا ہے، انسان کے لئے اس کا علاج رگ قیفال (سرارو) مین فصد لینا ہے لیکن جانور کے لئے ابن ابی حزام کے نزدیک دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نسخہ:- نمبر ۱، چنار کے زرد پتون کو پرانی شراب

مین پیس کر ملائین، اور پھر آنکھ مین لگائین، میٹھے اور ٹھنڈے پانی سے آنکھ کا دن مین کئی بار دھونا بھی مفید ہے، نسخہ:- نمبر ۲، بعض نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ لبان، قسط، زعفران، روغن گندم، سب کو ملا کر پیسنا، پھر اس مین مینڈھے کا مغز دماغ، روغن گلاب اور انڈے کی سفیدی ملائین، اسکے استعمال سے آنکھ جلد اچھی ہوگی،

آنکھ مین کسی قسم کی چوٹ لگ جانے کیلئے موسیٰ بن نصر نے یہ نسخہ لکھا ہے جو سات دانہ، بنولہ سات دانہ، ملح اندرانی، سب کو دانت سے کچل کر باریک کرین، اور پوٹلی بنا کر اس کا عرق جانور کی آنکھ مین بار بار ٹپکائین، کبھی آنکھ مین ایک گہری سرخی پیدا ہوجاتی ہے، یہ عموماً چوٹ وغیرہ سے ہوجاتا ہے بعض وقت رگ اشک سے پانی گرتا ہے، اور یہ بے جگہ ہوجاتی ہے، انسان کی آنکھ مین یہ مرض لاحق ہو تو کبوتر کا گرم خون انڈہ کی سفیدی مین ملا کر ڈالین، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ جانور مین اس مرض کی نشانی یہ ہے کہ اسکی آنکھ برابر بند رہے، اور اشک جاری رہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ملح اندرانی کو چبا کر اس کا عرق ٹپکائین، اگر سرخی زیادہ ہو تو کبوتر کے بچہ کا خون اور شیرۂ گندنا ملا کر آنکھ مین ٹپکائین، آنکھ مین سفر کی تکان اور گرمی سے بھی سرخی آجاتی ہے اس کے لئے برگ نیم جلا کر میٹھے پانی مین حل کرکے آنکھ مین ڈالنا مفید ہے،

نسخہ:- نمبر ۲، گلاب کی تازہ پتیان میٹھے پانی مین تر کرکے استعمال کرین،

آنکھون مین جو ثبور پیدا ہوجاتے ہین، اسکو دار المسمار کہتے ہین، اس کی تشخیص اسطرح کی جائے کہ آنکھ کی سفیدی کے حصہ مین سرخی اور سیاہی کے حصہ مین سفیدی نمایان ہو، اور کنارون پر سرخی ہو تو یہ ثبور کی علامت ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ ثبور کی علامت واضح ہے، دیدہ اور پپوٹہ مین خاص اثر ہوتا ہے، اور گوشہاے چشم مین سفید کیچڑ جمع ہوجائے، یا بہنے لگے تو یہ سیلان چشم کی علامت ہی،

موسیٰ بن نصر کا قول ہی کہ آنکھ کی سرخی اور کنارون مین ورم آجانے سے تم اس مرض کو پہچان لوگے، علاج یہ ہی کہ آنکھ کی شریان مین فصد دیدو، اور پھر صندل اور قسط کو پیس اور چھان کر اس مین بھیڑ، بکری کی تازہ چربی ملاؤ، اور اس مرہم کو اس کان مین ٹپکاؤ جسطرف کی آنکھ خراب ہو، کان کو بار بار ہلاؤ

تاکہ دوا پیوست ہوجائے، اس کے بعد مرزعفران، مامیران اور قسط کو ملا کر پیسین، اور چھان کر جانور کے نتھنون مین نال سے ڈال دین، تین دن تک اسی طرح عمل کرین، اگر افاقہ نہ ہو تو لوہے سے داغ دین، ایک آنکھ کے بالکل کنارے پر اور دوسرا ابرو کے اوپر اور تیسرا آنکھ کے نیچے کی جانب لگائین،

رتوندھی جسکو فارسی مین شبکور کہتے ہین، اسکی علامت یہ ہے کہ جانور رات کو نہ دیکھ سکے، غروب آفتاب کے بعد سے اس کا پیر سیدھا نہ پڑے، بلکہ وہ اندھے کی طرح مختلف جہت مین چلے،

نسخہ:- نمبر ۱ شبکور کا علاج یہ ہے کہ بھینس کے گردون کو خوب بھونین اور بھونتے وقت جو رطوبت نکلے، اسکو جمع کرین، اور اس مین کبوتر کا خون ملائین، یہی دوا آنکھ مین لگائین اور کنارون پر ملین،

نسخہ:- نمبر ۲ موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ گلاب کی خشک پتیون مین رائی کے دانے ہموزن ملا کر پیسین، اس سفوف کو چھان کر اس مین گوشت کی چربی ملا کر جانور کو کھلائین اگر اس سے کمی نہ ہو تو کندش (اکل بیر) کو جلائین، اور اس مین تازہ رائی کا شیرہ، شہد اور بھینس کا پتہ ملا کر بار بار استعمال کرین، نسخہ:- نمبر ۳، ابن ابی حزام نے شبکور کا علاج یہ بتایا ہے، کہ بہت سے جانورون کا پتہ ملا کر لگائین، چڑیون مین مثلاً بازی چکور، اور کلنگ کا پتہ زیادہ مفید ہوتا ہے،

نسخہ نمبر ۴:- بھینس کے کلیجہ پر گولمرچ، ادرک اور دار فلفل کا سفوف چھڑکین پھر اس کلیجہ کو کوئلے کی آگ پر رکھین، پکنے سے جو رطوبت باہر نکلے، وہ جمع کر لی جائے، اور یہی آنکھ مین لگایا جائے،

نسخہ نمبر ۵:- شبکوری یا دھوپ مین آنکھ چکنے کے متعلق بقراط نے یہ نسخہ لکھا ہے کہ سیاہ بھینس کا کلیجہ لیا جائے، اور اسکو کوئلہ کی آگ پر بھونا جائے اور اس کا عرق تین قطرہ ہر آنکھ مین ٹپکایا جائے،

نسخہ نمبر ۶:- بھینس کے کلیجہ کو میٹھے پانی مین ڈال کر پکائین، اس مین گول مرچ اور ادرک پیس کر ڈال دین، جانور کی آنکھین کپڑے سے ڈھک کر اور اس ہانڈی کو قریب رکھ کر بھپارہ دین، اس کلیجہ کو چارہ مین بھی کھلاتے ہین، بعض لوگ کچے کلیجہ کو جو مین ڈال کر کھلاتے ہین،

برف یا دھوپ کی تیزی سے آنکھ جھپکنے یا بند ہونے کی عادت ہوتی ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے، کہ جب گھوڑے کی آنکھ پر سفیدی غالب ہوتی ہے، یا کرنجی آنکھ کا ہوتا ہے، تو گرمی کے اثر سے آنکھ کا کنارہ اور پپوٹے سرخ ہوجاتے ہین، آنکھ سے پانی گرنے لگتا ہے، یہی حال برف کے اثر سے ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ شیرہ شاخ انگور یا شیرۂ انار شیرین یا شیرۂ انار ترش یا عصارۂ برگ پودینہ ڈالین،

سلاق یعنی پپوٹون کے متورم ہوجانے کے لئے ابن ابی حزام نے یہ نسخہ لکھا ہے، کہ عنزروت ایک درم، چکور کا پتہ دو درم، سفید گول مرچ، مامیران، دار فلفل ادر کافور ایک ایک دانق لے کر سب کو الگ الگ پیسین، اور باریک کپڑے سے چھان کر سرمہ کی طرح استعمال کرین،

گوشۂ چشم مین برص کا مرض بھی پیدا ہوجاتا ہے، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ چیترک، کندش، (اکل بیر) اور زرنیخ (ہڑتال) ہر ایک دو دو ماشہ لے کر الگ الگ پیسین لوہے کے بڑے چمچے مین رکھ کر روغن زیتون ملائین، اور اس کو پکائین، پھر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے برص کی جگہ مالش کرین،

نزول الماء کی علامت ابن ابی حزام نے یہ بتائی ہے کہ ایک آنکھ یا دونون آنکھون مین چمکتی ہوئی سفیدی معلوم ہو، یہ لاعلاج مرض ہے، نشتر کے سوا اس کا کوئی علاج نہین ہے، موسیٰ بن نصر نے اس کے لئے یہ نسخہ بتایا ہے کہ شہد خالص، اور لومڑی کا پتہ ہموزن لین، اور دو حصہ فلفل کا سفوف ملائین، پھر سب کو چھان کر شہد مین مخلوط کرین، اور اس مرہم کو شیشہ کے ظرف مین رکھین، روزانہ یہ مرہم کئی بار لگایا جائے، نسخہ نمبر ۲:- زعفران خشک کا سفوف آنکھ مین ڈالین،

نسخہ نمبر ۳:- سکر طبرزد (مصری) اور بادام کے سفوف کو چھان کر پانی مین حل کر کے آنکھ کے اوپر اور نیچے ضماد کرین،

گھوڑون کی آنکھ سے سیاہ پانی گرتا ہے، اس کی علامت آنکھ کا سیاہ ہوجانا ہے، سیاہی

مین ایک قسم کی چمک ہوتی ہے موسیٰ بن نصر کا قول ہے کہ قسط اور معصری کو روغن تل مین ڈال کر
گرم کرین، جب مرہم تیار ہو جائے تو بادام کے پوست کی مقدار مین لیکر جانور کے کان اور نتھنون
مین ٹپکائین،

گھوڑے کی آنکھ مین یرقان کا مرض بھی ہوتا ہے، ابن ابی حزام نے اس کی علامت
یہ بتائی ہے کہ آنکھ کے حلقے مین گہری زردی نمایان ہوتی ہے، اور آنکھ مین تاریکی چھا جاتی ہے
اگر فوراً دوا نہ استعمال کیجائے تو اندھے ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے، عرق بادیان آنکھ
مین ٹپکایا جائے، اور ٹھنڈا سرمہ استعمال کیا جائے،

گھوڑے کی آنکھون مین ناخونہ بھی ہوتا ہے، یہ ناک کی جانب کے گوشہ مین جھلی کیطرح
ایک رگ نمودار ہوتی ہے، جو رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی ہے، اور زیادہ ہونے کے بعد پوری آنکھ پر
ایک جالا سا پڑ جاتا ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ ایسی حالت مین آنکھ کی دونون جانب سے
اس ناخونہ کو باہر کرین، اور ایک تیز لوہے سے ناخونہ کو چھیل دین، اس کا آلہ ایک خاص
شکل کا بنایا جاتا ہے،
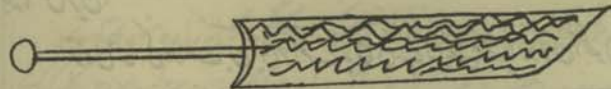
اس جھلی کے کٹ جانے کے بعد آنکھ کو سرکہ اور پانی سے آہستہ آہستہ دھوین، اور آنکھ پر تین دن تک
پٹی باندھین، موسیٰ بن نصر کی کتاب مین ہے کہ ناخونہ اگر آنکھ مین پیدا ہو جائے تو پھر اسکے کاٹنے مین بڑی
ہوشیاری کی ضرورت ہے، ورنہ نشتر لگ جانے سے پوری آنکھ کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے، ناخونہ
نکالنے کے بعد سرکہ اور گرم پانی سے آنکھ دھو ڈالین، اور باریک و نرم کپڑے کی پٹی تین دن تک باندھین،
اس کے بعد یہ نسخہ استعمال کیا جائے، اقلیمیا سونا، اقلیمیا چاندی، ایک ایک اوقیہ (ایک اوقیہ تین تولہ
چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے،) بیخ سوسن دو اوقیہ اور اسی مقدار مین شہد لین پہلے ان سب کو پیسکر باریک کرین،
پھر شہد ملا کر زخم پر لگائین،

تو تناو تو لون دونون ایک ہی طرح کے پپوٹے اور آنکھ کے درمیان مین زخم ہوتے ہین، ان کی وجہ سے
آنکھ سے ریم بہتی ہے، زخم بڑھنے سے آنکھ سوج جاتی ہے، اور بعض وقت پوری آنکھ متورم ہو جاتی ہے جسکا
علاج مشکل ہو جاتا ہے، ابتدا مین تھوڑا تھوڑا کاٹ کر کنارون کو داغ دین، پھر زخم کا مرہم لگایا جائے، لیکن
اگر یہ زخم آنکھ کے اندر نہ ہو بلکہ کنارہ مین ہو تو باریک چونا اور سوڈا مین صابون کا پانی ملا کر زخم کو دھوئین دھونے
کے بعد ایک دن پٹی بندھی رکھین،

پپوٹون مین خارشت ہوتی ہے، اصمعی کا قول ہے کہ گھوڑے کی آنکھ مین خارشت کا ہونا اس
امر پر دال ہے کہ پلک کے اندر میل جم گیا ہے، یہ میل عموماً سرخ یا سرخ و سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، اس
کی وجہ سے ایک جانب خارشت ہوتی ہے، نظر پھیرنے مین یہ چھپتا ہے، علاج سے قبل پپوٹون کو الٹ
کر دیکھو، اگر سرخی اور سختی ہو تو یہ خارشت ہے، اور یہ نسخہ استعمال کرو، یہ سیلان چشم اور آنکھ کے دیگر امراض
کیلئے بھی مفید ہے، **نسخہ**:- توت ہندی دو مثقال، ہلیلہ زرد دو مثقال، فلفل سفید نصف مثقال،
صمغ عربی نصف مثقال ان سب کو علٰحدہ علٰحدہ پیس کر باریک کپڑے سے چھان لین، پھر سب کو
میٹھے پانی مین گوندھ کر قرص بنائین، اور سایہ مین خشک کرکے بوقت ضرورت استعمال کرین،

نسخہ نمبر ۲:- خمیر جو کو خشک کرکے روغن تل کے تلچھٹ اور بورۂ ارمنی مین ملا کر پانی کے ساتھ
پکائین یہی مرہم استعمال کرین،

بعض لوگ خارشت کے ثبور کو باریک اور تیز آلہ سے نکال کر الگ کر دیتے ہین، یہ آلہ چھوٹے
چمچہ کی شکل ہندی لوہے کا بنایا جاتا ہے، سلائی سے پلک الٹ کر ثبور کو کاٹ لین،

شعیرہ جو کے برابر پلک مین ایک ورم ہوتا ہے، ابن ابی حزام نے اس کا علاج
یہ بتایا ہے کہ سفید موم کو پگھلا کر آنکھ سینکی جائے، اور مکھی کا سر علٰحدہ کرکے اس جگہ پر مل
دیا جائے،

کلیہ کا علاج ابن ابی حزام نے یہ بتایا ہے کہ زاج اصفر (کسیس کی ایک قسم ہے،) کو
باریک کرکے روغن زیتون مین ڈالین، اور پھر اس مرہم کو آنکھ پر لگائین،

نسخہ:۔ ہلدی کو کچل کر میٹھے پانی مین ابالین، پھر شہد ملا کر استعمال کرین، نہایت نافع ہے،

ریح السبل ایک بیماری ہوتی ہے جس سے جانور ایک آنکھ بند کرتا ہے، اور دوسری آنکھ کھولتا ہے، بسا اوقات پپوٹے بھی سوج جاتے ہین، اسکے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ اقلیمیا سونا، اقلیمیا چاندی، فلفل سیاہ، فلفل سفید، مردار سنگ اور زعفران ہموزن لے کر الگ الگ پیسین اور ان کی مجموعی مقدار کے بارہوین حصہ بھر زنگار ملا دین، سب کو ملا کر سرمہ تیار کرین، اگر اس سرمہ مین شہد ملا کر لگائین تو زیادہ مفید ہوگا،

فصل

نتھنے، ہونٹ، منہ اور دانت کی بیماریونکا بیان،

نکسیر پھوٹنے کے لئے کسی شناخت کی ضرورت نہین ہے، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ جب گھوڑے کی نکسیر پھوٹ جائے، تو روغن تل نصف سیر اور دس سال کے لڑکے کا پیشاب نصف سیر لین، دونون کو ملا کر نتھنون مین ڈالین، ایک شبانہ روز پورا فاقہ کرایا جائے حتیٰ کہ پانی بھی نہ دیا جائے، اسی طرح لال ساگ یا زاج گیری کا عرق نتھنون مین ڈالنے سے بھی افاقہ ہوتا ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ نکسیر پھوٹنے کے وقت جانور کے سر پر نمک ملے ہوئے ٹھنڈے پانی کی دھار ڈالین، اہل روم نکسیر اور خون کے پیشاب کا علاج یہ کرتے ہین کہ چارے مین بکری کا دودھ روغن زیتون ملا کر دیتے ہین، بعض سیاہ چنے کا بیسن اور بارہ سنگھے کی چربی اور سفید شراب ملا کر تین دن تک کھلاتے ہین، ناک کی ہڈی یا موخر ناک سے اگر خون آئے تو مینڈک کی راکھ اور زفت ملا کر اس جگہ پر مالش کرین،

بعض وقت نتھنون سے پیپ جاری ہوتی ہے (ہندی مین اس کو سکرام کہتے ہین،) اہل روم اس کا علاج یہ کرتے ہین کہ نوشادر اور زعفران ہموزن لے کر باریک سفوف بناتے ہین، اور ایک درم روزانہ ناک مین یہ سفوف ڈالتے ہین، چار دن تک اسکے استعمال سے پیپ کی آمد بند ہوجاتی ہے،

نتھنون سے بعض وقت صرف رطوبت گرتی ہے، (جس کو ہندی مین کنار کہتے ہین) اس کے لئے نوشادر اور زعفران کا سفوف مفید ہوتا ہے، نوشادر اور زعفران ایک ایک درم لین، اور آدھ سیر پانی مین اسکو گھولین، پھر چار حصہ کر کے روزانہ ایک حصہ ناک مین ٹپکائین،

موسم سرما مین ناک کی راہ سے کنپٹی سے خون آتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے روغن زیتون مالش کر کے سینکین، اس کے بعد روغن قسط کے تلچھٹ مین سیاہ شراب ملا کر ناک مین ڈالین،

اگر نتھنون سے یا منہ سے خون کی دھار گرے، تو ابن ابی حزام نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ جانور کے چارہ مین بیخ خطمی تین پاؤ سفید شراب مین حل کر کے ڈالین، اور پانی اور جو مین نطرون (بورۂ ارمنی) چھڑک دین، خون کی دھار موقوف کرنے کے لئے نمک ملا کر ٹھنڈا پانی ڈالنا بہت مفید ہوتا ہے،

نتھنون مین خارشت کیلئے ابن ابی حزام نے یہ علاج بتایا ہے کہ سفید گندھک، رائی اور نمک ہموزن لیکر پیسین اور چھان کر اس مین تیز سرکہ اور روغن زیتون ملا کر نتھنون پر مالش کرین،

موسیٰ بن نصر نے نتھنے، دم اور ایال کی خارشت کے لئے ایک نسخہ یہ لکھا ہے کہ گندھک سفید، رائی، ہلیلہ زرد، ان سب کو ہموزن باریک پیسکر چھان لین، اور پانی مین حل کر کے خارشت کی جگہ پر استعمال کرین،

نتھنون کے اوپر عنکبوت کی شکل کا ایک ورم ہوتا ہے جو اکثر توتہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اس سے کبھی دونون نتھنے اور کبھی ایک نتھنہ بند ہوجاتا ہے، اس زخم سے ایک قسم کی رطوبت جاری ہوتی ہے، جو بدبودار اور گندہ ہوتی ہے، جانور لاغر ہو جاتے ہین، اور ہر وقت بدبودار سانس سے ان کو

سخت تکلیف ہوتی ہے، اس کا علاج خواہ چھوٹا زخم ہو یا بڑا نہایت مشکل ہے، کسی تیز نشتر سے اس زخم کو کاٹ ڈالین، اور زاج اصفر (کسیس زرد) کو سرکہ مین حل کرکے بار بار لگائین، انشاء اللہ فائدہ ہوگا، اس کا علاج یہ بھی ہے، کہ زراوند کے سفوف مین روغن زیتون کا تلچھٹ ڈال کر مالش کرین سیسہ کا رگڑنا بھی مفید ہے، گرم دوائین اس مرض کے لئے بے حد مفید ہوتی ہین،

اگر یہ زخم ناک کے اندر ہو تو پھر لاعلاج مرض ہے، نتھنون مین بواسیر کے دانے بھی نکلتے ہین جو صورت مین عنکبوت کے مشابہ ہوتے ہین، علاج بھی دونوں کا ایک ہے،

سلاق (جسکو ہندی مین مونہاں کہتے ہین،) گھوڑے کے منہ مین بوڑھے ہونے کے بعد دانے نکل آتے ہین، یہ دو قسم کے ہوتے ہین، ایک منہ کے بیرونی حصہ مین ہوتا ہے، جس مین سوزش اور بدبو ہوتی ہے، جانور کے منہ مین اس کی وجہ سے بھین زیادہ آتا ہے، دوسرے سیاہ ہوتے ہین، اور یہ منہ کے اندر نکلتے ہین، ان مین بدبو اور بھین نہین ہوتا، اکثر یہ دانے ہری گھاس وغیرہ کھانے سے نکلتے ہین، بدبودار دانون کے علاج کے لئے خشک انار کے چھلکے کا باریک سفوف گھوڑے کی زبان پر چھڑک کر روئی سے رگڑین، تالو زبان اور منہ پر یہی دوا لگائین، دوا کی مالش کے بعد جانور کا سر اوپر کی جانب کسی درخت مین لٹکا دین، تاکہ لعاب گرے، چھ دن تک اسی طرح علاج کرین، انشاء اللہ افاقہ ہوگا، سیاہ دانون کا علاج یہ ہے کہ زیتون کے سبز پتون کو زبان پر اسی طرح رگڑین، مسوڑے کے درد اور ورم کے لئے شیرہ بھی اور شہد ہموزن ملاکر خوب مالش کرین، انشاء اللہ فائدہ ہوگا، **نسخہ**:۔ انار خام کو پوست کے ساتھ کوٹ کر شیرہ نکالین، اور اس کے ایک اوقیہ مین دو اوقیہ شیرۂ انگور ملائین، پھر اس کو مسوڑون پر لگائین، **نسخہ**:۔ صنوبر کی لکڑی کی گرہ، تخم بھنگ، تخم پرسیاوشان اور اسکی جڑ اور چنار کی پتیان سرکہ مین پکائی جائین، اور اس سے مسوڑون کو سینکین،

گھوڑے کے منہ مین ایک قسم کا درد ہوتا ہے، جس کا اثر زبان پر ہوتا ہے، منہ پر ایک قسم کا

غبار آجاتا ہے، پہلے زبان اور منہ کو کسی چیز سے رگڑ کر صاف کرین، تاکہ یہ گندگی دفع ہوجائے، اس کے بعد سرکہ سے منہ دھویا جائے، اور چینیا اور نمک ملاکر مالش کرنا بھی مفید ہے،

نسخہ:۔ تخم خرفہ، صندل سرخ، طباشیر، گلاب، یہ سب ہموزن لین، اور گلنار ایک جزء کا نصف حصہ لین، سب کو خوب باریک کرکے چھانین، پھر اس سفوف کو پانی مین ڈال کر صبح و شام منہ دھوئین،

لوقہ (غالباً اسی کو خموشان کہتے ہین، دونون ہونٹ متورم ہوجاتے ہین،) گھوڑون کے ہونٹ مین ایک ورم ہوتا ہے، سقراط بیطار نے اس کی علامت یہ بتائی ہے کہ ہونٹ ایک دوسرے کی طرف مائل ہوجائین، اس کا علاج یہ ہے کہ جو ہونٹ ٹیڑھا ہوجائے، اسکو داغ دین، تاکہ اپنی حالت پر آجائے، اسکے بعد سفید رگ جو اوپر کے ہونٹ مین ہوتی ہے، کاٹ کر نکال لی جائے، اس سے منہ کی حالت درست ہوجائیگی، اسکے بعد دونون ہونٹ داغ دیے جائین،

گھوڑے کے دانت ہلنے کا علاج یہ ہے کہ ہینگ کو باریک کرکے روغن زیتون اور تیز سرکہ مین حل کرین، اسکے بعد دانت کی جڑ مین ٹپکائین، اسی طرح کبر کی پتی سرکہ کے ساتھ استعمال کیجائے **نسخہ**:۔ شونیز کو سرکہ مین ابال کر خشک کرکے باریک پیسین، پھر اسکو منجن کی طرح دانت مین لگائین، **نسخہ**:۔ سرو کے پھل کو سرکہ مین جوش دیکر اسکا منجن بنائین اور دانتون مین استعمال کرین،

شق گھوڑے کے دانت مین بعض لانبے دانت نکل آتے ہین، جو دیکھنے مین بُرے معلوم ہوتے ہین، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ گھوڑے کو نرم زمین پر گرانا چاہئے، اور اسکے لانبے دانت کو ریتی سے ریت دینا چاہئے، تاکہ دوسرے دانت کے برابر ہوجائین،

دانت کے جبڑون مین ایک قسم کا دانت جم جاتا ہے، جو دراصل دانت نہین ہوتا ہے، بلکہ ایک مرض ہوتا ہے، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے، کہ کسی آلہ سے اکھاڑ لیا جائے، اور چارہ مین بیسن یا ستو کھلایا جائے،

فصل

سر اور حلق کی بیماریونکا بیان،

سر مین دو قسم کا درد ہوتا ہی، ایک پورے سر کا، اور دوسرے نصف سر کا، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ پورے سر کی علامت یہ ہے کہ جانور سر کو نیچے کی طرف جھکائے رہے، اور ثقل کی وجہ سے اٹھا نہ سکے، شدید درد سر مین اسکی آنکھ پر ایک جالا پڑ جاتا ہے، اور آنکھ سے پانی جاری رہتا ہے، البتہ آنکھ بند نہین ہوتی ہے، لیکن اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ چارہ کھانا چھوڑ دیتا ہے، اور زمین پر مشکل سے بیٹھتا ہے، اور آنکھ کی شریان مین خون دوڑنے لگتا ہے، نصف سر کے درد کو شقیقہ اور پورے سر کے درد کو صداع کہتے ہین، اصطبل مین باندھکر رکھین، اور [1] قرۃ العین (نگر آبی) اور کراث فارسی کا ایک گٹھا پانی مین خوب پکایا جائے، اور نچوڑ کر سیر بھر پانی اور تین پاؤ شراب اور ۱۸ اوقیہ زیتون ملائین اور تھوڑا تھوڑا جانور کو پلائین،

نسخہ:- ساڑھے چار مثقال چونا کو ایک شبانہ یوم پانی مین بھگوئین، اس کے بعد پانی نتھار کر الگ کرلین، اور چونا کو صاف پتھر پر پیسین، جب خوب باریک اور چکنا ہو جائے، تو اسمین پگھلا ہوا موم ملائین، اور دن بھر دونون کو خوب حل کرین، ایک مناسب مقدار شہد کی ملاکر مرہم تیار کرین، پہلے روغن زیتون دونون کنپٹیون پر مالش کرین، اسکے بعد اس دوا مین سیر بھر پانی، آدھ سیر شراب اور آدھ سیر روغن زیتون ملاکر جانور کو پلائین،

نسخہ:- تخم کتان (السی)، تخم کرفس، عرق گندنا، سداب، روغن زیتون، سب کو ملاکر
نصف سیر آٹھ داو ۵ اوقیہ ایک رطل ۱۰½ اوقیہ ایک رطل ۲½ اوقیہ
ٹھنڈا کرکے تھوڑا تھوڑا جانور کو پلائین،

[1] اصل مین بیاض ہے،

گھوڑے کی آنکھون مین سفیدی آجانے کا علاج یہ ہے کہ شہد اور عرق بادیان آنکھون مین ٹپکائین، انشاء اللہ فائدہ ہوگا، شقیقہ کا موسیٰ بن نصر نے یہ علاج بتایا ہے کہ بادام شیرین کے پھول اور لونگ کو باریک کرکے سفوف بنائین، اور دو تین دن تک اس کو ناک مین ناس کی طرح ڈالین، اور کان مین گائے کی چربی ڈالین،

نسخہ:- بھنی ہوئی ادرک کو پیس کر کپڑے مین چھان لین، اس کے بعد شہد ملاکر آنکھون مین سرمہ کی طرح استعمال کرین،

خنازیر کے مرض کی علامت یہ ہے کہ جبڑون مین سخت ورم ہو جائے، اس ورم کی تکلیف سے جانور چارہ چھوڑ دیتا ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ خنازیر کا مرض اکثر بچھیڑون کو ہوتا ہے، گھوڑون کو کم ہوتا ہے، یہ ایک قسم کا غدود ہوتا ہے، جو گال کے قریب جمع ہو جاتا ہے، نہایت خبیث بیماری ہے، بعض وقت یہ پھوٹ کر نتھنون سے بہ جاتا ہے، اور بعض وقت یہ خناق کی صورت اختیار کرلیتا ہے، اگر فوراً علاج نہ کیا جائے تو یہ نہایت مہلک مرض ہے، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ گائے کا پتہ روغن زیتون مین حل کرکے دونون جبڑون پر مالش کرین،

نسخہ:- ضماد موسم ربیع مین گائے کے گوبر کو خشک کرکے جلائین اور اس کی راکھ پر روغن زیتون چھڑک کر خوب ملائین، اور جبڑے اور گال پر مرہم کی طرح استعمال کرین، یہ مرہم جسقدر پرانا ہوگا، بہتر ہوگا،

نسخہ:- بقراط بیطار نے اس کا علاج یہ بتایا ہے، کہ خرفہ کی جڑ اور گندنا کو کوٹ کر اس کا پانی لیا جائے، اور ان دونون کو ملاکر خنازیر کے زخم پر پٹی باندھین، انشاء اللہ فائدہ ہوگا، خنازیر مین نشتر بھی دیا جاتا ہے، جسکا ذکر آیندہ آئے گا،

ذبحہ:- جانور کے حلق مین ایک ورم ہوتا ہے، جس کی علامت یہ ہے کہ کنپٹی، مری اور حلقوم کے قریب سختی پیدا ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے کھانے پینے سے معذور ہو جاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ گرم پانی سے سینکا جائے، اور شراب اور روغن زیتون ملاکر ناک مین ڈالا جائے،

نسخہ:۔ سیتب کو میٹھے پانی مین خوب پکائین اور صاف کر کے اسمین نطرون ملائین، اور یہی جانور کو پلائین، جب جانور کو کھانے کی اشتہا ہو تو سمجھنا چاہئے کہ، ورم کم ہو رہا ہے، چارہ مین تازہ گھاس دی جائے، بلکہ چرانا زیادہ بہتر ہے، اگر تر گھاس نہ ملے، تو خشک گھاس یا جو کو پانی اور نطرون مین ملا کر کھلائین،

اس کا بہتر علاج یہ ہے کہ تالو کی جڑ سے تھوڑا خون نکالدیا جائے، دوسرے دن خیار دشتی (کھکر بیل) اور نطرون کو پانی مین پکا کر جانور کو گرم گرم پلائین، اس سے اسہال ہوگا،

خناق (کوبک) جو حلق کا بدترین مرض ہے، جانور کو بھی ہوتا ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ مذبح کے قریب اور جبڑون کے درمیان مین ایک سخت ورم غدہ کی طرح ہو جاتا ہے، اس کی وجہ سے ناک بہتی ہے، بعض وقت تو یہ باہر کی طرف پھوٹ جاتا ہے،

یہ مرض زیادہ تر بچھیڑون کو ہوتا ہے، ابتداءً معمولی بیماری نظر آتی ہے لیکن آیندہ یہ مہلک ہوتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ بھیڑ کی چکتی باندھی جائے، اور گرم روغن زرد کی مالش کی جائے، اگر اس سے زخم نہ پھوٹے تو پھر عام زخمون کے پھوڑنے کا نسخہ استعمال کیا جائے، زخم پھوٹنے کے بعد بھی ورم کی محلل دوائین استعمال کی جائین، اگر زیادہ نرم ہو کر پھیل جائے، تو پھر اسکو چیر کر نکال دین،

بعض وقت جانور کے حلق مین جونک اٹک جاتی ہے، جب پانی پیتا ہے، تو جونک پانی کے ساتھ چلی جاتی ہے، اسکی وجہ سے حلق سے پتلا اور رقیق خون آتا ہے، جب تک جونک رہے گی، اس وقت تک خون آئے گا، اگر یہ جونک پیٹ مین چلی جائے، اور زندہ رہے تو جانور کو لاغر بنا دیتی ہے،

ابن ابی حزام نے علاج یہ بتایا ہے کہ منہ کھول کر اسکی زبان دبالین، اگر سامنے نظر آئے تو انجیر کے پتے یا کسی کپڑے کو منہ مین ڈال کر نکال لین، یا کسی لوہے کے آلہ سے جو خاص طور پر اسی کے لئے بنایا جاتا ہے پکڑ کر نکال لین، اگر پیٹ مین چلی جائے، تو روغن زیتون خوب پلائین، روغن زیتون اسکے لئے سمِ قاتل ہے جونک فوراً مر جائیگی،

بعض نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ شیرہ حشیشۃ العلق جس کو اناغالیس بھی کہتے ہین، بار بار پلایا جائے، اگر تر نہ ملے تو خشک کو ابال کر اس کا پانی پلائین، ابن ابی حزام نے ایسے پانی پلانے کی ممانعت کی ہے، جسمین جونک ہو، بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے کہ پانی پلانے کے ظرف مین ایک باریک کپڑا چھننا کی طرح لگا دین تاکہ اس سے چھنکر پانی آئے اور جانور پی سکے،

زبان کی جڑ اور حلق مین دانے پیدا ہو جاتے ہین، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ زرنیخ اصفر (ہرتال) گندھک، فلفل، اور جلا ہوا کا غذ سب ملا کر پیسین اور اس مین سرکہ ڈال کر ان دانون پر لگائین،

نسخہ:۔ شب یمانی، زرنیخ احمر، اور سمندر کے پھین کا سفوف بنائین اور ان دانون پر چھڑک دین،

بعض وقت جانور کے تالو اور ناک سے زیادہ مقدار مین خون بہتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ بھنگ کی رسی سے اسکی دم باندھ دین، انشاء اللہ خون آنا بند ہو جائے گا، بعض لوگ خالص گیہو کا آٹا اور تخم خطمی پیس کر اس جگہ لگاتے ہین، ایسے جانور کو لگام دینا سخت مضر ہے، اس مرض مین ایوان لگام سے نقصان کم پہنچتا ہے، ابن ابی حزام کی کتاب مین ہے کہ بعض وقت حلق مین ایسے دانے نکل آتے ہین، جن سے خون زیادہ جاری ہوتا ہے، اور وہ ہلاک ہو جاتے ہین، اس کا علاج یہ ہے کہ زرنیخ (ہرتال) زاج اصفر، زاج اخضر، چونا، ان سب کو الگ الگ باریک کرین اور پھر سب کو ملا کر چھڑکین،

ذئبہ، یہ کان سینہ اور حلق کی رگ مین ایک قسم کا ورم ہوتا ہے، ورم کی وجہ سے جانور چارہ نہین کھا سکتا ہے، عضو تناسل کے اندر اس کی ظاہری جلد پر اور خصیون مین بھی ورم ہوتا ہے، یہ ورم کھال اور گوشت سے بالکل ملصق ہوتا ہے، کنپٹی کی کھال سکڑ جاتی ہے، اور زبان باہر کی طرف نکل آتی ہے، کان اور آنکھ دونون پھول جاتے ہین، اور حلق کا راستہ بند ہو جاتا ہے، غرضکہ یہ پورے جسم کو بیکار کر دیتا ہے، جب حلق اور سینہ مین اس کی ابتدا ہو، اور جانور چارہ کھانا چھوڑ دے

تو ورم کو چاقو سے خوب گہرا کاٹیں، اور نکال کر پھینک دیں، پھر اس جگہ کو داغ دیں اور نمک بھر کر کسی کپڑے سے باندھ دیں،

نسخہ:- اس کا ایک علاج یہ ہے کہ سانپ کے پیٹ سے چوہا نکالا جائے اگر چوہا سالم ہو تو اس کو ورم کی جگہ پر لٹکا دیں ورنہ ایک ایک ٹکڑا اس کا نکال کر زبان پر ملیں انشاء اللہ اس سے نفع ہوگا، جانور کو تاریک جگہ میں رکھیں،

نسخہ:- سر اور کنپٹی پر بیل کا پتہ مالش کریں اور پرانا روغن زیتون اور شراب اسکی ناک میں ڈالیں، انجیر نطرون کو شراب میں ملا کر ناک میں ڈالنا بھی مفید ہے،

تر گھاس کو شراب میں حل کر کے پلائیں، چارہ میں نرم اور ہری گھاس دی جائے، بلکہ چرائی زیادہ بہتر ہے، اگر نرم گھاس نہ ہو تو خشک گھاس کو پانی میں تر کر کے ڈالیں، نشتر دینے کے بعد اس جگہ سے پانی جاری ہوگا، پانی روکنے کے لئے گرم لید لگائیں، اس کا لحاظ رکھیں کہ خون تالو سے نکالا جائے، دوسری جگہ سے اگر خون نکل آیا تو نقصان دہ ہے، زخم کے اچھے ہو جانے کے بعد خیار دشتی اور نطرون کا مسہل دیں،

ذبہ اگر کان کی جڑ یا کسی اور جگہ پر ہو، تو کاٹ کر نکالنے کے بعد پانی اور شہد لگائیں، یہ ورم جب رگ گلو میں ہوتا ہے، تو اس کا کاٹنا دشوار ہوتا ہے، اس لئے اس کو گرم سرکہ سے سینکیں، اگر یہ باہر کی جانب پھوٹ جائے، تو اچھا ہے، ورنہ اگر زخم نے اندر منہ بنا لیا تو مہلک ہو جاتا ہے، اندرونی زخم سے اس کی ناک بند ہو جاتی ہے، سر اٹھا لیتا ہے، اسہال شروع ہو جاتا ہے، اور چارہ کھانا چھوڑ دیتا ہے اور تمام جسم متورم ہو جاتا ہے، یہ زخم عرصہ گذرنے کے بعد لا علاج ہو جاتا ہے، البتہ ابتدائی حالت میں اس کا علاج ممکن ہے، صابن کا سفوف ایک درم لیکر ایک سیر ریحانی شراب میں ملائیں، اور تھوڑا تھوڑا ناک میں ڈالیں، اور سیاہ مولی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے چارہ کے ساتھ کھلائیں، اگر رگ وداج میں فصد دیا جائے، تو پانی اور خون روکنے کے لئے چنا کا ستو اور چونا ملا کر اس جگہ پر لگا دیں، اگر ورم پیدا ہو جائے تو دنبہ کی چکتی باندھ دیں، اگر اس پر بھی پانی کی آمد موقوف نہ ہو، تو انزروت (لائی) بھر دیں، اگر اس سے

بھی پانی نہ رکے تو پھر بھیڑ کی چربی سے داغ دیں، اور پانی ٹپکائیں، اگر اس سے بھی کمی نہ ہو تو لوہے سے داغ دیں،

گھوڑے میں بہرا پن ہوتا ہے، جس کی علامت شروع میں لکھی گئی ہے، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ گائے کی پرانی چربی کو پگھلا کر کان میں گرم گرم ڈالیں، روغن بادام اور روغن کتان ڈالنا بھی مفید ہے، نسخہ:- ابن ابی حزام نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ کالا کچلا، روغن بطم (تمالس) اور جند بادستر کو باریک کر کے تیز سرکہ میں حل کر کے کان میں ٹپکائیں،

نسخہ:- سفید سرکہ میں روغن گلاب اور کمون باریک کر کے ملائیں اور خیار دشتی (ککڑیل) اور دھنیا کا شیرہ بھی مخلوط کر کے کان میں ٹپکائیں،

ان جانوروں کے کان میں خارشت بھی ہوتی ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ جانور دونوں کان خوب زور سے پھٹپھٹاتے ہیں، اس کا علاج یہ ہے کہ ایک مٹھی تل میں دو درم کی پھکری ملا کر اس کا تیل نکالیں اور اس تیل کو روزانہ کان میں ٹپکائیں،

نسخہ:- مرتک ارمنی (مرداسنگ) کو باریک کر کے سرکہ میں ملا کر کان میں ٹپکائیں، ان دواؤں سے اگر افاقہ نہ ہو تو پھر یہ نسخہ استعمال کریں، نسخہ:- ذراریح (تیلین مکھی) ایک درم لیا جائے، اور اس میں روغن زیتون ملا کر کان کے اطراف پر مالش کریں، ابن ابی حزام نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ روغن زیتون مالش کر کے اس کو دھو دیں، اس کے بعد سفید گندھک اور نمک ہموزن کر کے پیس ڈالیں اور اس کو صاف کر کے اس میں روغن زیتون اور سرکہ ملائیں اسکی مالش سے کان کی خارشت اچھی ہو جائے گی،

نسخہ:- زاج آسمانگفہ (زاج احمر) کو روغن زیتون میں مخلوط کر کے استعمال کریں،

کان کے درد کا علاج ان ہی نسخوں سے کیا جاتا ہے،

موسیٰ بن نصر نے لکھا ہے کہ کان میں ہلیلہ کے برابر گلٹی نکل آتی ہے، اس کا نام داء الہلیلہ (یعنی خشکہ) اس کا علاج یہ ہے کہ جو کا آٹا تیز سرکہ میں خوب پکایا جائے، جب حریرہ کی طرح ہو جائے تو اس کا ضماد کریں، روزانہ دو مرتبہ ضماد کرنے سے وہ نرم ہو جائے گا، اس کے بعد اسکو کاٹ کر پھینک دیں،

اور زخم کا مرہم استعمال کرین،

کان مین ناسور اور پھوڑے نکل آتے ہین، موسٰی بن نصر نے اسکا علاج یہ بتایا ہے، کہ اس مرض مین پیاز کا پانی بہت مفید ہے، کان مین اس کا عرق ٹپکائین،

نسخہ:۔ ابن ابی حزام کا قول ہے کہ طرخون (تجلہ خون) اور مسور اور چونا ہموزن لیکر پیسین اور کوٹ چھان کر گائے کی چربی مین حل کرکے مرہم بنائین، اور بتی بنا کر یہ دوا لگائی جائے انشاء اللہ فائدہ ہوگا، بعض لوگ اس کو بھی لوہے سے داغ کر اچھا کرتے ہین،

قرع:۔ اس مرض مین گھوڑے کی پیشانی کے بال اڑ جاتے ہین، بال اگانے والی دوائین اسکے لئے مفید ہوتی ہین، اس جگہ پر ٹھنڈے پانی کی دھار بھی مفید ہے، یا لومڑی کا تیل لگائین، یہ تیل پیشانی اور ایال دونون کے بال بڑھانے کیلئے مفید ہے،

نسخہ:۔ ابن ابی حزام کی کتاب مین بال بڑھانے کا نسخہ یہ ہے کہ ایسی جگہون کو جہان کے بال اڑ گئے ہون، آدمی کے پیشاب سے دھوئین، اور لوخیا (خبازی بستانی) یا کرم کلہ یا خطمی کا شیرہ روغن زیتون اور شراب مین خوب ملائین، اور اس جگہ لگائین،

نسخہ:۔ دم کو پیشاب سے دھوئین، اس کے بعد لومڑی کی چربی سے مالش کرین،

نسخہ:۔ سرو کے پھل تازہ توڑے جائین، اور ان کو کاٹ کر پانی نکالا جائے، اور اس سے ایال یا دم کو دھویا جائے، **نسخہ:**۔ تخم متھی تخم کتان ہموزن لین، اور ان کو باریک کرکے سرکہ مین اُبالین اس سے دم اور ایال کو دھوئین **نسخہ:**۔ چقندر میٹھے پانی مین پکایا جائے، اس پانی سے یہ جگہ دھوئی جائے، اس کے بعد روغن زیتون کی مالش کی جائے، بار بار اس پانی سے دھوئین، اسکے بعد روغن زیتون کی مالش کرکے بار بار اس پانی سے دھوئین، اور روغن کی مالش کرین انشاء اللہ بال اُگ آئین گے،

فصل

گھوڑے کی اُن بیماریون کا ذکر جو بعض اعضاء کیلئے مخصوص ہین،

گھوڑے کے مدہو، پٹھہ، اور مونڈھے پر زین کی رگڑ اور پسینہ سے زخم وغیرہ پیدا ہو جاتے ہین، اس کی علامت ظاہر ہے کہ، عام طور پر لوگ مرہم استعمال کرتے ہین، انشاء اللہ آخر باب مین اس کی خاص دوائین لکھی جائین گی، مدہو کا زخم نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے، بعض وقت اس جگہ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے، اور کچھ حصہ باہر نکل آتا ہے، نہ صرف اس سے گھوڑے کی خوبصورتی کو دھبہ لگتا ہے، بلکہ اگر اس سے فاقہ نہ ہوا تو گوشت مین بدبو آ جاتی ہے، اور اس حصہ گوشت کو کاٹ کر پھینکے بغیر چارہ نہین ہوتا، اس پر بھی یہ صاف طور پر اچھا نہین ہوتا، بلکہ اثر باقی رہ جاتا ہے، اس کا علاج صرف یہ ہے کہ زین اور نمدہ وغیرہ رکھنے مین کافی احتیاط کرین، اور اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرین،

ہڈیون کی چھوٹائی اور دم کی کجی کا کوئی علاج نہین، ذُبہ، جیسا حلق مین ہوتا ہے، اسی طرح سینہ مین بھی ہوتا ہے، علاج دونون کا ایک ہی ہے،

وجع الکبد (درد جگر) کی علامت یہ ہے کہ جانور سانس زیادہ لے، اور درد کی جگہ پر بار بار متوجہ ہو، عموماً یہ داہنی جانب مین ہوتا ہے، اس کی وجہ سے حرارت بڑھ جاتی ہے، زبان خشک ہونے لگتی ہے منہ پھٹنے لگتا ہے، یہ جانور جب زمین پر لوٹے گا، تو اسی جانب لوٹے گا، جس جانب درد ہوگا، کمر مین داہنی جانب ورم آ جاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ جانور کو آہستہ آہستہ ٹہلایا جائے، اور اس پر برابر جھول پڑی رہے، اور روغن زیتون اور شراب دونون ملا کر بدن پر مالش کرین، اور میٹھے پانی مین نطرون (بورہ) ڈال کر نیم گرم پلائین جعدہ (سنبل ہندی) کو شراب مین پکا کر چارہ مین دین، یہی چیز سات دن

تک داہنے نتھنے مین بھی ڈالین،

نسخہ :۔ اصل السوس کو کوٹ کر پانی مین اُبالین، اور ہموزن شراب ملاکر سات دن تک تین پاؤ کے وزن سے ناک مین ڈالین، ان ایام مین تر غذا دی جائے، نسخہ :۔ آدہ سیر شہد پاؤ بھر نطرون، اور ڈیڑھ اوقیہ سفید شراب ملائین، اس دوا کو پانچ دن تک داہنے نتھنے مین ڈالین، اگر اس سے افاقہ نہ ہو تو رگ صافن مین فصد دیدین، اگر اس سے بھی افاقہ نہ ہو تو داغ دین، چارہ مین نرم اور تازہ گھاس دین، اور پانی مین بشیج (جوہری اجوائن) پکا کر پلائین،

وجع القلب کی علامت یہ ہے کہ جانور پر کپکپی ظاہر ہو، منہ کے بل گرتا ہو، دیوار سے اڑتا ہے، بائین بغل سے پسینہ زیادہ ٹپکتا ہے، کبھی سر نیچے اور کبھی اوپر کرتا ہو، زمین پر چلتے وقت ہاتھ کمزوری سے رکھتا ہو، عضو تناسل وغیرہ لٹک گئے ہون، پیرون مین تشنج ہو، اس مین لبسا اوقات پیشاب قطرہ قطرہ آتا ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ درد دل مہلک مرض ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ شیح (سنبل ہندی) پسی اور چھانی ہوئی لی جائے، اور اسی مقدار مین باقلا چار اوقیہ شہد، تین اوقیہ نطرون ۱/۲ سیر پانی اور تین پاؤ گرم سرکہ ملائین، تین دن تک اس کو پلائین اور جھول ڈال کر ٹہلائین، اور چارہ مین رطبہ کھلائین، اگر اس سے افاقہ نہ ہو تو چار دن رگ صافن مین فصد دیدین،

نسخہ :۔ حب الغار اور کندر کو پیسین، اور اس سفوف کو نہایت خوشبودار شراب اور روغن زیتون مین ملاکر ناک مین ڈالین، اس کے بعد یہ نسخہ پلائین، کندر، سفید مکھی کا شہد، ادام، کندر اور مر کو سفوف کر کے شہد مین پکائین، اور گرم گرم پلائین، ایسے جانور کو ہمیشہ گرم جگہ پر رکھین، برابر جھول پڑی رہے، اصطبل کے فرش پر خوشبودار چیزین چھڑک دین تاکہ قلب کو فرحت ہو، خون نکالنا اس مرض مین مضر ہے، بدرجہ مجبوری اس طرف رجوع ہون، لیکن جانور کی نگہداشت پوری کرین جب اسمین لاغری شروع ہو جائے، تو تر گھاس کی بجائے خشک گھاس کھلائی جائے، اور اسکے قریب آگ روشن کیجائے دھوان اسکو نقصان پہنچائے گا،

ورم طحال کی علامت یہ ہے کہ پیٹ کی بائین جانب ایک قسم کا ورم ہوتا ہے، سانس پھولنے لگتی ہے، خصوصًا چلنے کے وقت زیادہ پھولتی ہے، ابو عبید کا قول ہے، کہ گھوڑے کو ورم طحال نہین ہوتا، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ شیرۂ غافث ایک اوقیہ مین سرکہ مطبوخ ملاکر پلائین،

نسخہ ۔ جھاؤ کی شاخین ٹکڑے کر کے پانی مین پکائی جائین، نصف پانی خشک ہونے کے بعد اس کو صاف کرین، اور اس مین روغن زیتون، سرکہ اور شراب ملاکر پکائین،

نسخہ :۔ ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ دس اوقیہ شیرۂ حب البان مین سرکہ اور پانی تقریبًا سوا تین پاؤ ملائین، اور یہ جانور کو پلایا جائے، اگر حب البان نہ ملے تو جھاؤ کی لکڑی کو خوب جوش دین، اور نصف پانی خشک کرنے کے بعد سرکہ ملاکر پلائین، اور قلب کے قریب روغن زیتون اور شراب کی مالش کرین، نسخہ :۔ وجع طحال بعض وقت بہت تکلیف ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ کبر (کریل) کی جڑ کوٹ کر اس کا شیرہ لے کر گرم کرین، دو ثلث پانی خشک ہونے کے بعد یہ جانور کو پلائین،

درد گردہ کی ابن ابی حزام نے علامت یہ بتائی ہے کہ جانور چلتے وقت پیر کھینچے اور زمین پر پائے اور دیوار پر ٹیکنے کی کوشش کرے، پیشاب مین تقاطر ہو، اور پیشاب خونی رنگ کا گدلا پن لئے ہوئے ہو

موسیٰ بن نصر نے اسکی علامت یہ بتائی ہے، کہ دوڑتے وقت آواز دے اور پریشانی کا اظہار کرے، اور خون کے رنگ کا پیشاب کرے، اس کا علاج یہ ہے کہ قرۃ العین، (کنگر آبی) اور فلفل کو باریک پیسین، اور اس مین پرانی شراب کا تلچھٹ ملاکر پکائین، اور یہی دوا پلائین، اگر اس سے افاقہ نہ ہو تو کولون کو بارہ مرتبہ داغ دین، اور داغنے کے بعد علاج کرین،

وجع معدہ کی علامت یہ ہے کہ جانور کا سر نیچے کی جانب جھکا ہو، اور خصیہ او عضو تناسل مین ورم ہو، چارہ کھانا چھوڑ دے، اس کا علاج یہ ہے کہ مصطگی دو حصہ، شیرۂ پودینہ ایک حصہ، اور شیرۂ بارتنگ طویل ایک حصہ ملاکر جانور کو پلائین، اس مرض کے ازالہ کا پتہ پیشاب سے چلتا ہے

اگر پیشاب زعفرانی رنگ کا ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ مرض جاتا رہا، اس کا علاج عموماً تین چار دن تک ہوتا ہے، **نسخہ**:۔ سفوف گلاب دو حصہ اور سفوف مغز حب صنوبر ایک حصہ لین، اور اسمین شہد خالص ملائین، اور میٹھا پانی مناسب مقدار مین ڈالین، پھر جانور کو یہ دوا پلائین،

شش مین مختلف امراض پیدا ہو جاتے ہین، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ شش کے امراض پیدا ہونے کے وجوہ بھی مختلف ہوتے ہین، کبھی دوڑنے سے اور کبھی دیوار وغیرہ کے پھاندنے سے یہ عارض ہوتے ہین، عموماً زیادہ محنت اور سخت چال سے تکلیف پہنچتی ہے، پیاس کی شدت بھی اس کا باعث ہوتی ہے، اور راستہ کے گرد وغبار سے بھی شش خراب ہو جاتے ہین، اس قسم کے امراض مین معمولی تکلیف پر علاج شروع کر دینا چاہئے، ورنہ شش مین کف وغیرہ زیادہ جمع ہو جاتے ہین، جس سے پھیپھڑے خراب ہو جاتے ہین، عموماً شش کی بیماریان دو قسم کی ہوتی ہین، ایک ہتک اور دوسرے فتیح کہلاتی ہے، دونون کا علاج علیحدہ ہے، یہ بیماریان موسم ربیع مین زیادہ تر ہوتی ہین، فتیح کی علامت یہ ہے کہ کھانسی زیادہ ہو، اور معلوم ہو کہ بلغم کو جانور نے گھونٹ لیا ہے، اس مرض مین جانور پانی زیادہ پیتے ہین، اور چارہ چھوڑ دیتے ہین، سانس بہت آہستہ آہستہ سے لیتا ہے، اور پہلو کو دانت سے بار بار کاٹتا ہے، تنفس کے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ سینہ پر پانی جمع ہو گیا ہے، اور اسکے بوجھ سے کھانسی بار بار اٹھتی ہے، بلغم چھٹتا ہو، اور بعض وقت اس مین ریم بھی آتی ہو، کبھی شش مین زخم کی وجہ سے ریم آتی ہے، سانس لینے کے وقت پسلیان پھول جاتی ہین، اور جانور وحشت سے ادھر ادھر دیکھتا ہے، چارہ کھانے اور چبانے کے وقت منہ سے ایک خاص قسم کی بدبو نکلتی ہے،

ہتک کی علامت یہ ہے کہ تنفس زیادہ ہو اور منہ سے بدبو آتی ہو، ہتک کا علاج ابن ابی حزام نے یہ بتایا ہے، کہ ہاتھ کی رگ صافن مین پنڈلی کے قریب فصد دے دو، **نسخہ**:۔ بھیڑ کا دودھ بچے ہوئے جو مین ملا کر چارہ مین دین، اسی دودھ مین اگر ترمس کا پانی ملا کر پلائین تو مفید ہوگا، ان ادویہ کو سات دن تک استعمال کرین، موسم سرما مین گیہون کا آٹا گھول کر پلائین، اور گرما مین جو کا آٹا گھول کر پلائین، اس سے خاص طور پر اس بیماری مین کمی ہوگی،

نسخہ:۔ مٹر کو ایک شبانہ یوم پانی مین تر کرین، اور پھر اس کو خشک کر کے آٹا پیسین اس آٹے کو گرم پانی اور سیاہ شراب مین مخلوط کر کے پلائین، ایسے جانور کو اچھی ہوا مین رکھین اور برابر اسپر جھول ڈالے رہین، اُبالی مٹر کے پانی مین جو کا آٹا ملائین، اور گرم کر کے پلائین، گیہون کا آٹا اور نطرون ملا کر پلانا بھی مفید ہے، اسی طرح جو کا بھوسہ بھی نطرون ملا کر کھلانا فائدہ دیتا ہے، فتیح کی بیماری مین شراب اور زیتون ملا کر بدن پر چھڑکنا اور مالش کرنا بہت مفید ہے، اس قدر مالش کرین کہ بال کھڑے ہو جائین اور تیل جذب ہو جائے، ہتک کی بیماری مین گرم سرکہ یا چھوٹے بچے کا پیشاب اور سور کی چربی ملا کر پلائین، انشاء اللہ فائدہ ہوگا،

سینہ مین درد کی علامت یہ ہے کہ جانور غلہ کو ایک طرف سے چبائے، اور دوسری طرف سے پھینک دے، اور اسکے منہ سے بدبو آتی ہو، ہر طرف وہ وحشت سے دیکھتا ہو، اس کا علاج یہ ہے کہ خشک حب الغار اور لعاب خطمی، (تماس) ہموزن لین، اور آدھ پاؤ شہد اور سرکہ مین ملا کر ناک مین ڈالین، اسکے ناک مین ڈالنے کے بعد بھی اگر اس کا پیشاب سیاہی مائل خونی رنگ کا گاڑھا ہو، اور اس مین ریم بھی ہو، تو پھٹکری اور نطرون ایک ایک مثقال لین، اور بقدر مناسب اس مین شہد کا پانی ملا کر تین دن تک پلائین، شہد کا پانی اس کے بعد بھی پلا سکتے ہین، چارہ مین خشک گھاس دی جائے،

جس جانور کے شش مین زخم ہو جائے جس سے ریم جاری ہو اور لعاب دہن مین اس کا اثر جاری ہو، تو خرفہ کا پانی اور روغن گلاب ملا کر تین یا سات دن تک پلایا جائے، اس نسخہ کے بعد کتیرا کا سفوف میٹھی شراب اور دودھ مین ملا کر پلائین، اگر دودھ نہ ہو تو اس کی جگہ پر جو کا پانی یا ترمس (باقلائے مصری) کا پانی ملائین، اگر پھیپھڑے مین عفونت پیدا ہو جائے، منہ اور نتھنون سے بدبو آنے لگے، تو قسط دو اوقیہ، پوست بلخہ (ہندی مین تج کہتے ہین،) ۴ اوقیہ ملا کر پیسا جائے، اور باریک کپڑے سے چھان کر شراب یا منقیٰ کے پانی مین حل کر کے پلائین، اس سفوف کو آہستہ آہستہ لکڑی سے ملانا چاہئے،

درد مثانہ کی ارسطاطالیس کے نزدیک سب سے بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کا پیشاب صاف

نہین آتا ہو، دوڑنے مین سم اور نلی کو گھسیٹ کر چلتا ہو، حبس بول سے مثانہ مین نہایت تکلیف وہ درد ہوتا ہے، احتباس کو عسیر البول اور اسر البول دونون کہتے ہین،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ عسر البول مختلف طریقے پر ہوتا ہے، کبھی تو مشکل سے پیشاب اترتا ہے اور کبھی تقاطر ہوتا ہے، اور کبھی پیشاب بند ہوجاتا ہے، پیشاب کا بالکل بند ہوجانا اسر البول کہلاتا ہے، گردن سے دم تک روغن زیتون کی مالش کرین، مالش کے بعد تھوڑا تھوڑا گرم پانی ڈالین، جانور کو گرم جگہ مین رکھین، جہان روشنی اور ہوا زیادہ نہ ہو، اس عمل کے بعد جب عضو تناسل مین استرخا پیدا ہو تو تقریبًا تین پاؤ شراب ناک مین ڈالین، تاکہ فورًا پیشاب کرے،

نسخہ:- اگر پیشاب نہ اترے تو تخم بلیون، اس کی جڑ، اور خود بلیون کو کوٹ کر پانی مین ابالین اور اس پانی مین شراب اور تھوڑا روغن زیتون ملا کر ناک مین ڈالین، نسخہ:- جاؤشیر گاؤشیر ایک قسم کا گوند ہے، ایک بادام کے برابر لین، اور اسکو شراب اور روغن زیتون مین ملا کر جانور کو پلائین، انشاءاللہ جلد فائدہ ہوگا، نسخہ:- کرم کلہ کا پانی تقریبًا ایک سیر لین، اور اس مین چارگونہ روغن زیتون اور ایک حصہ شراب ملائین اور بائین نتھنے سے جانور کی ناک مین ڈالین، نسخہ:- کدو کے تازہ پھل جو نرم ہون، بلا کسی چارہ مین ملائے ہوئے کھلائین،

موسیٰ بن نصر نے تقطیر البول کا علاج یہ بتایا ہے، کہ خولنجان نصف سیر لے کر کوٹین، اور اسمین شیرۂ انگور مناسب مقدار مین ملائین، اور دونون کو خوب پکائین، جب دو ثلث پانی خشک ہوجائے تو اس مین سبز چارہ کی گھاس وغیرہ کا شیرہ تقریبًا سیر بھر ملائین، اور جانور کو تین دن تک پلائین،

اساک بول اور قبض کا دوسرا نسخہ یہ ہے، نسخہ:- شمعدان کی بتی اور بانس کے خول مین بسا ہوا نمک اور روغن زیتون شیرین ملائین، اور اسکو مبرز کے اندر داخل کر کے دو تین مرتبہ چکر دین، اس سے منافذ کھل جائین گے، اور پیشاب و پاخانہ دونون ہوگا،

نسخہ:- گندنا کی دو مٹھی سبز اور تازہ جڑ کوٹ کر پانی نکالین، اور اسمین تقریبًا سیر بھر شراب

ملائین، اور روزانہ ایک اوقیہ داہنے نتھنے مین ڈالین، دوا استعمال کرانے کے بعد فورًا ہی دوڑائین، تاکہ پیشاب جلد آئے،

نسخہ:- خالص شراب نصف سیر اور گرم پانی ہموزن ملا کر بائین نتھنے مین ڈالین، نسخہ:- تخم مری کو پیس کر شراب مین ملائین اور ناک مین ڈالین،

نسخہ:- کبوتر کی بیٹ کو پانی مین پکائین، اور پانی کو صاف کر کے چارہ کھلا کر پلائین، کبوتر کی بیٹ آدمی کے لئے بھی اس مرض مین مفید ہوتی ہے، انسان کے لئے بھی ایک اوقیہ کافی ہوتی ہے،

کثرت بول کے متعلق موسیٰ بن نصر نے اسکی علامت یہ لکھی ہے کہ ہر فرسخ مین دو تین مرتبہ پیشاب کرے اوس کا علاج یہ ہے کہ پھٹکری کو باریک پیسکر اس مین سرکہ و شراب ملائین، اور اس کو جانور کو پلائین، اگر اس سے پیشاب مین کمی نہ ہو، تو پھر تخم کرفس چارہ کے ساتھ کھلائین،

قبض جسطرح انسانون کو ہوتا ہے، اسی طرح جانور کو بھی ہوتا ہے، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ اس بیماری کی علامت یہ ہے کہ جانور کے پہلو کے پچھلے حصے ایک دوسرے سے ملصق ہوجائین بعض وقت قبض کی وجہ سے درد قولنج ہوجاتا ہے، قبض کی علامت یہ ہے کہ جانور ہر وقت دوڑنے کی کوشش کرے اور ہاتھ پیر کو زمین پر پٹکے، زمین پر خوب لوٹے اور پسینہ خوب جاری ہو، درد قولنج اور درد معدہ کا علاج ابن ابی حزام نے یہ بتایا ہے کہ سکینہ اصبهان (کندل) دس درم لین اور اس مین ڈیڑھ سیر گرم پانی ملا کر جانور کو پلائین،

قبض کیلئے حقنہ کا نسخہ،

ہلیلہ زرد ستائیس مثقال لین اور اسکی گٹھلی نکال کر اس مین منقیٰ اور بیخ سوسن بارہ مثقال ملائین، سب کو ملا کر پیسین، پھر ۷½ سیر پانی مین اس سفوف کو پکائین، جب چھ سیر رہ جائے تو صاف کر کے صبح سویرے طلوع فجر کے قریب حقنہ دین، دن کو پانچ گھنٹہ تک کوئی چیز کھانے کو نہ دی جائے اسکے بعد

اسکو ٹہلایا جائے، یہ عمل گھوڑا، بکری اور گائے سب کے لئے مفید ہے،

(مثل) درد معدہ کی علامت یہ ہے کہ جانور سر نیچا رکھے، اور اسکے سینہ و سر کی کھال مین خشکی اور سختی آجائے، پیٹ مین نفخ ہو، لید مین بدبو ہو، پیشاب گدلا ہو، اور سفیدی غالب ہو، ہاتھ اور پیر ایسے اینٹھے ہوئے ہون کہ زیادہ چل نہ سکے،

بقراط بیطار کا قول ہے کہ درد معدہ کی بیماری اکثر خناق کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، ایک علامت یہ بھی ہے کہ جانور چارہ کھانا چھوڑ دے، اور اس کو سردی زیادہ معلوم ہو، اس کا علاج یہ ہے کہ زبان کے نیچے ایک سیاہ رگ ہوتی ہے، زبان الٹ کر اس مین موٹی سوئی سے سوراخ کر دین اور ہاتھ ڈال کر خون بہا دین اس سے افاقہ ہو جائے گا،

ابو عبیدہ کی کتاب مین درد معدہ (کرکری) کے متعلق یہ لکھا ہے کہ بعض وقت ناف کے قریب داغ پڑ جاتا ہے، کمر کے دونون جانب ملصق ہو جاتے ہین، اس کو پیاس خوب لگتی ہے، شدت پیاس مین ٹھنڈا پانی خوب پیتا ہے، یہان تک کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے، اور جب دوڑتا ہے تو پیٹ دب جاتا ہے، اور یہ پانی پیر اور سم کی طرف رجوع ہو جاتا ہے اور پیٹ اسی طرح خالی رہ جاتا ہے،

نسخہ:۔ سات دانہ فلفل کو پیس کر پانی مین گھولین، اور اس سے حقنہ دین، **نسخہ**: خربق (بس) تین درم لین، اور اسکے ٹکڑے کر کے چارہ مین ملا دین، جاڑے مین تین درم اور گرمی مین دو درم کافی ہوگا اگر فوراً قبض توڑنا ہو تو چارہ کھلا کر خوب پانی پلائین، **نسخہ**:۔ دو سیر کھجور، ایک مٹھی میتھی اور نصف سیر روغن زرد لیا جائے، پہلے میتھی اور کھجور کو باریک کر کے پانی مین اُبال دیا جائے اسکے بعد گھی ڈال دیا جائے، جانور کو پلایا جائے،

نسخہ:۔ بقراط بیطار نے اسکے لئے یہ نسخہ تجویز کیا ہے کہ مرغی کے چھوٹے چوزے کو ذبح کر کے فوراً صاف کرین، معدہ سے تمام چیزین نکال دین، اور اس مین زیرہ و گرم پانی اور تھوڑا روغن زیتون ملائین اور ان سب کو جانور کا منہ کھول کر حلق تک پہنچا دین تاکہ وہ نگل جائے، اسکے بعد تھوڑا روغن زیتون اوپر سے پلا دین، انشاء اللہ یہ اچھا ہو جائے گا، **نسخہ**:۔ کپڑا رنگنے کا عطر (غالباً کسم

مراد ہے) کو بھیگا کر پانی مین ڈال کر جانور کو پلا دیا جائے، یہ آدمی کیلئے بھی مفید ہے،

درد معدہ کیلئے کتاب قسطس کے نسخے

مرزوس درم، اور بورہ (کچلون) سات درم، ان دونون کو پیس کر چھان لیا جائے، اور مناسب مقدار مین شراب ملا کر حقنہ دیا جائے، اور جس پر انسان پیشاب کرے، اس جگہ کی ترمٹی پیٹ پر مالش کیجائے،

ابن ابی حزام نے آنتون مین درد کی علامت یہ بتائی ہے کہ گردن مین استرخا پیدا ہو جائے اور ہاتھ پیر مین تشنج ہو، منہ سے بھین گرے آنت کی بیماری، معدہ کی خرابی، اور غلہ کو غیر منہضم طور پر فضلہ مین نکلنے کی علت وغیرہ کا علاج یہ ہے کہ ناطف (برفی مٹھائی) اور سقمونیا کو ملا کر انڈے کی طرح گولے بنائین اور ان کو مبرز مین داخل کر دین، اس سے معدہ مین لینت پیدا ہو جائے گی، اور بائین نتھنے مین شیرہ کرم کلہ روغن زیتون اور شراب ملا کر ڈالین، شراب نصف سیر ہو، روغن زیتون دو سیر، اور شیرۂ کرم کلہ سوا پاؤ ہو،

اگر جانور معدہ یا آنت کے درد کی وجہ سے بے چین ہو اور درد کی وجہ سے وہ زمین پر لوٹتا رہے تو نبولہ، جاؤشیر اور بارہ سنگھا کے سینگہ کا سفوف شہد کے ساتھ ملا کر ڈالین، اس کے بعد پودینہ اور شجرہ غار (۱۰ اوقیہ پانچ اوقیہ) کی پتیون کو پانی مین پکائین، اور یہ پانی بھی اس دوا مین ملا کر استعمال کرائین، ان ہی بیماریون سے حبس بول کا بھی عارضہ ہو جاتا ہے، روغن زیتون شیرین بھی اس موقع پر پلاتے ہین، بلاد قرطس مین یہ دوا استعمال کرا کے دوڑاتے ہین،

پیٹ مین نفخ، ورم، ریاح، حمرۃ وغیرہ کے متعلق ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ ان امراض کی علامت یہ ہے کہ جانور ضعف کی وجہ سے بار بار زمین پر گر جائے، اور گردن کو پسلیون کی جانب موڑتا رہے، ریاح کی علامت یہ ہے کہ پیٹ پھولا ہو، پسینہ زیادہ گرتا ہو، جانور بار بار بے چینی سے اٹھتا بیٹھتا ہو، کبھی پیشاب کرتا ہو اور کبھی لید، پیٹ مین نفخ چارہ کی وجہ سے ہوتا ہے، چارہ کے بعد اگر پانی نہ پلایا جائے

تو نفخ ہو جاتا ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ اسکی لید خشک ہو، اس کا علاج یہ ہے کہ شیرۂ خیار دشتی (کھکرسل) دس اوقیہ اور شراب در روغن زیتون سوا سیر لیا جائے اور سب کو ملا کر حقنہ دیا جائے،

نسخہ:۔ دم کی جڑ مین مہرز کے نیچے چار انگل کے فاصلہ پر سرین مین نشتر دیکر خون نکالدین ورم معدہ اور نفخ کے لئے داغنا بھی مفید ہے، دم کی جڑ مین آٹھ جگہ داغ دین، اسکے بعد ایک داغ پیشانی پر اور چار داغ دم کے دونون کنارے کنارے داغین، داغنے کے بعد جانور کو تاریک جگہ مین رکھین اور ہری گھاس چارہ مین دین،

نسخہ:۔ نفخ، ورم، ریاح حمرۃ، اور احتباس بول و براز کیلئے ابن ابی حزام نے یہ نسخہ تجویز کیا ہے، پانچ سیر میٹھے پانی مین سیر بھر پرانی شراب سیر بھر سور کی چربی اور ایک درم ہینگ کا سفوف ان سب کو ملا کر حقنہ دین، اسکے بعد ہرے دھنیا کا تین پاؤ شیرہ صاف کر کے پلا دین، اس وقت تک جانور کو چارہ نہ دیا جائے، جب تک کہ ہاضمہ صحیح نہ ہو جائے، جسکی شناخت لید سے کرین،

دا، البقر اسہال کی بیماری کا نام ہے، ابن ابی حزام نے اسکی علامت یہ بتائی ہے کہ جانور کا فضلہ پانی کی طرح پتلا ہو، اور اسہال کے سوا کوئی دوسری علت یا بیماری نہ ہو تو یہ دا، البقر ہے، بعض وقت حلق مین ذُبہ نکلنے اور پھوٹنے سے اسہال ہوتا ہے، اس کی تحقیق کر لین، اس کا علاج یہ ہے کہ جو کو سرکہ مین تر کرین، اور اسمین سماق (تماتیر) کافی مقدار مین ملا دین، اور گیہون کے آٹے مین عوسج کی پتیان پیسکر ڈالین، پھر ان دونون کو ملا کر گوندھین، اسکے بعد یہ دوا سرکہ اور پانی مین گھولکر پلائین، علیق (اچھو) کے پتے بھی مفید ہوتے ہین، ان کو پیس کر پانی مین ملا کر پلائین، اگر اسہال شدید ہو تو جو کا باریک بھوسہ کھلانا چاہئے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ اس بیماری سے گھوڑے کم اچھے ہوتے ہین،

گھوڑے کے عضو تناسل اور فوطون مین متعدد بیماریان پیدا ہوتی ہین، اسکی علامت یہ ہے کہ قضیب مین ورم یا کھجی آجائے، عموماً یہ بیماریان اس گھوڑی سے جفتی کھانے سے ہوتی ہین، جسکے رحم یا فرج مین بیماریان ہون، اسکے لئے ایک خاص مرہم تیار کیا جاتا ہے، روغن گل، یا رون، سرکہ اور چربی کو ملا کر مرہم تیار کرین، اور اس کی بار بار مالش کرین، گھوڑے کا آلۂ تناسل متورم ہو جاتا ہے، اور یہ گھوڑی

کے فرج مین ایک قسم کی خارشت کی وجہ سے ہوتا ہے، اگر یہ گھوڑا مرض کی حالت مین کسی اچھی گھوڑی سے جفتی کھائے تو دوسری گھوڑی مین یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے، اور گھوڑا بالکل اچھا ہو جاتا ہے،

اس کا علاج یہ ہے کہ قضیب پر ٹھنڈے پانی، روغن زیتون اور روغن تل کی مالش کرین، اگر اس سے ورم کم نہ ہو تو پھر تندرست گھوڑی سے جفتی کھلائین، جسکے فرج مین کوئی بیماری نہ ہو، گھوڑا اچھا ہو جائے گا، لیکن یہ مرض گھوڑی مین پیدا ہو جائے گا،

فوطا در قضیب کے ورم کا علاج ابن ابی حزام کے نزدیک یہ ہے کہ کمون، باقلا منقی ایک ایک اوقیہ اور صمغ بطم، لبان پانچ پانچ مثقال لے کر سب کو سفوف کرین، اور شہد، روغن زیتون یا روغن گل مین اس کو ملائین، اور پھر یہ مرہم متورم جگہ پر مالش کرین، اگر ورم سخت ہو تو پہلے روغن زیتون کی مالش کرین، پھر اسکے بعد مرہم لگائین،

نسخہ:۔ فوطون کا ورم تو بالکل ظاہر ہوتا ہے، ابن ابی حزام نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ جانور کو پانی کے تیز دھارے مین کھڑا کرین، اتنے پانی مین اسکو لیجائین کہ فوطے پانی مین ڈوب جائین، اسکے بعد اس کو دیر تک کھڑا رکھین، تاکہ پانی کی تیزی سے اس کا ورم کم ہو، اس کے بعد اس کا خاص مرہم استعمال کیا جائے، بیل کی چربی، موم، سفوف نطرون ان سب کو ملا کر آگ پر رکھین، تاکہ خوب پگھل جائے، اسکے بعد ٹھنڈے پانی یا دریا مین ڈال دین، تاکہ جم جائے،

نسخہ:۔ عضو تناسل کے ورم کا ایک علاج یہ ہے کہ سوئی سے ایک کنارہ مین سوراخ کر دین اور پھر اس جگہ پر سرکہ چھڑک دین، **نسخہ**:۔ خصیون مین استرخا کیلئے روغن گل اور روغن زیتون کو ڈیڑھ ڈیڑھ سیر لیکر ملائین اور اس کو جانور کو پلا دین،

نسخہ:۔ ابن ابی حزام نے عضو تناسل اور فوطہ کے استرخا کیلئے یہ نسخہ تجویز کیا ہے، جو اور اندرائن تلخ ہموزن لیکر پیسین، اور اس مین شہد، شراب ریحانی اور جلا ہوا کاغذ ملائین، یہ دوا جانور کو پلائین، اور مالش بھی کرین، **نسخہ**:۔ اس مرض مین جانور کو سرکہ اور شیرۂ کھجور ڈیڑھ سیر روزانہ پلانا مفید ہوتا ہے،

بعض وقت عضوِ تناسل لٹک جاتا ہے، اور پھر اندر نہین جاتا ہے، ابن ابی حزام نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ کسی نہر یا دریا مین جانور کو کھڑا کرین تاکہ تیز پانی سے قضیب سکڑ جاوے، بعض لوگ پیٹھ کے بل جانور کو زمین پر الٹ دیتے ہین، پیرون کو باندھ کر قضیب مین قیروطی سور کی چربی اور سفوف نطرون ملاکر مالش کرتے ہین، اسکے بعد اس پر ٹھنڈا پانی ٹپکاتے ہین، دریا کا پانی یا نمکین پانی زیادہ مفید ہوتا ہے، ہم لوگ اشبیلیہ مین ایسی صورت مین باریک سوئی چبھو دیتے ہین، اور ترش سرکہ چھڑک دیتے ہین،

عضوِ تناسل اور اسکے ماحول مین بواسیر کے دانے نکل آتے ہین، ابن ابی حزام نے اس کی علامت یہ بتائی ہے کہ عضوِ تناسل بڑا ہو جاتا ہے اور اس مین دانے نمایان ہوتے ہین، اس مین لاغری آجاتی ہے، اس کا علاج اہلِ روم اس طرح کرتے ہین، کہ گھوڑے کی دم سے چند بال لے کر بواسیر کے دانون پر باندھ دیتے ہین، چار پانچ دن تک اسی طرح بندھا ہوا چھوڑ دیتے ہین، اسکے بعد عنزروت کی دھونی دیتے ہین، اس سے بواسیر کے دانے اچھے ہو جاتے ہین،

نسخہ:۔ بواسیر کے دانے خواہ جسم کے کسی حصہ پر ہون، ان کا ایک عام علاج یہ ہے کہ پانچ درم صنوبر کی چھال پیسکر کوٹین، اور شراب و پانی مین پکائین، اس کے بعد بواسیر کے مقام پر لگائین،

بعض وقت عضوِ تناسل وغیرہ مین سخت گرمی اور لہر پیدا ہوتی ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ عضوِ تناسل مین ورم اور ایک قسم کا بدگوشت پیدا ہو جاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ روغن زیتون اور نمک کی مالش کی جائے، اور شوکا مرہم استعمال کیا جائے، اگر اس سے افاقہ نہ ہو تو پھر شقاق کا مرہم لگایا جائے،

بعض نسل کشی کی گھوڑیون کے رحم مین خارشت پیدا ہو جاتی ہے، اور اسکی علامت ظاہر ہے، اس کے فرج سے ردی اور سمی بخار نکلتا ہے، اس گھوڑی سے جو تندرست گھوڑا جفتی کھائے گا، مریض ہو جائے گا، اور اس کے قضیب مین ورم، کجی اور مختلف امراض پیدا ہو جائین گے، یہ گھوڑی اسوقت تک حاملہ نہین ہو سکتی جب تک کہ اسکے رحم کا پورا علاج نہ کیا جائے اس کا مرہم اس طرح بنایا جائے

سفوف بورہ، سرکہ شراب یا صفصاف کے تازہ پتے کا عرق یا خود صفصاف کا عرق اور میتھی مناسب مقدار مین ملاکر رحم مین بورہ کے ساتھ ڈالدین،

گھوڑی کے پیٹ مین کبھی بچہ مرجاتا ہے، جب کبھی ایسا ہو تو موسیٰ بن نصر کا یہ نسخہ استعمال کیا جائے، زرنیخ احمر کو باریک پیسا جائے، اور تھوڑے پانی مین گھول دیا جائے، اور روئی مین لپیٹ کر رحم مین ڈالدیا جائے، فوراً بچہ گر جائے گا،

کبھی رحم مین کیڑے پڑجاتے ہین، اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دم کو دیوار وغیرہ مین رگڑتی ہے، بعض وقت کیڑے وغیرہ باہر بھی نکل آتے ہین، اس کا علاج یہ ہے کہ اسہال لانے والی دوائین استعمال کی جائین، اور جاوشیر کے دودھ مین شراب ملاکر پلائین، اور فودنج (پودینہ) جبلی کو پیسکر اس مین بنولہ کے دانے اور نمک ملائین، اور اس کو چارہ پر چھڑک دین، سرین اور دم کی خارشت کی علامت بھی یہی ہے کہ جانور اپنی دم کو دیوار سے رگڑے، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ دھنیا کو پیسکر سرکہ مین تر کرین، اسکے بعد دم اور سرین کو پانی سے خوب دھوئین، اور صاف کرکے اس پر یہ دوا لگائین، سات دن تک یہ دوا لگی رہنے دین، اسی طرح تین مرتبہ ایک ایک ہفتہ کے فاصلہ سے یہ دوا لگائین اس طرح ۲۱ دن تک یہ دوا استعمال کرین خارشت کا اثر جاتا رہے گا، بقراط بیطر نے خارشت کے لئے دم کی رگ کو دلغنا مفید بتایا ہے، دم کی جڑ سے دو انگل کے فاصلہ پر داغ دین، خارشت مین دھونی بھی مفید ہوتی ہے، اہلِ روم خارشت مین روغن تل تازہ تین چار دن تک لگاتے ہین، **نسخہ**:۔ سفید گندھک نمک اور رائی ہموزن لیکر پیسین، اور صاف کرکے روغن زیتون اور سرکہ ملائین اور اس کی مالش کرین،

نسخہ:۔ زراوند کو سرمہ کی طرح پیسین، اور چھان کر روغن زیتون ملائین اور اسکی مالش کرین،

نسخہ:۔ کاپنج کو پیسکر روغن زیتون مین پکائین، جب خوب سیاہ ہو جائے تو دم اور بال کی خارشت مین استعمال کرین، جانور کو خارشت بعض وقت دیوار پر دم رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے اس جگہ کے بال جھڑ جاتے ہین، اس کی دم چکنی ہو جاتی ہے، ابن ابی حزام نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ اس جگہ

کے بال سب صاف کر دئے جائین، اسکے دم کے نچلے حصہ مین نصف بالشت کا شگاف کردین اور انجیر کو اُبالکر اسکے پانی سے دھوئین، کئی دن اس شگاف کو انجیر کے پانی سے دھوتے رہین، اس کے بعد بیل کا پتہ مالش کرین انشاءاللہ فائدہ ہوگا،

نسخہ:۔ دھونے کے بعد نطرون کو گرم پانی مین گھولین، اور اس مین ہینگ اور تیز سرکہ ملاکر لگائین، انشاءاللہ فائدہ ہوگا،

فصل

ہاتھ پیر گھٹنہ اور سم کی مخصوص بیماریون کا بیان،

لوزہ، سُم کے کسی ایک کنارہ پر یا دونون کنارون پر بادام کی طرح کا ورم ہوتا ہے، یہ ایک قسم کا زخم ہوتا ہے، موسیٰ بن نصر نے لکھا ہے کہ اس مین بھی سرطان، آکلہ اور دخس (یہ سم کی بیماریان ہین) کی بیماریون کا نسخہ استعمال کیا جائے، آکلہ سم کے اگلے حصہ مین ہوتا ہے، جب اسمین سوراخ کیا جاتا ہے تو اس سے برادہ کی طرح کوئی چیز نکلتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ گرم ریتی یا کسی لوہا سے بار بار سینکین، اس طرح کہ زخم کے اندر کا برادہ نکل جائے، اس کے بعد زرنیخ (ہڑتال) سیاہ اور زنجار کو پیسین، اور قطران کے تیل مین اس کو جوش دین، اور اس روغن کو اس زخم پر ڈال دین اور روئی سے زخم کا منہ بھر دین، تین چار دن تک یہی دوا لگاتے رہین، اور سم کی بھون پر پھٹی ایک چکتی باندھ دین، آکلہ کی بیماری جسم مین بھی ہوتی ہے، جس کا ذکر آگے آئے گا،

نملہ، سم کے اگلے حصہ مین شق پیدا ہو جاتا ہے، موسیٰ بن نصر نے لکھا ہے کہ بال کے نیچے سے سم تک یہ شق پیدا ہو جاتا ہے، اور یہ ورم سم کی تلی تک ممتد ہوتا ہے، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ یہ خشکی اور یبوست کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ بیماری اکثر گدہون کے سم مین ہوتی ہے، گندگی اور یبوست کی وجہ سے بال تک یہ شق

پہنچتا ہے، اور وہان سے ریم گرتی ہے، اس سے بعض وقت اتنا مادہ گرتا ہے کہ سم کی جڑ خراب ہو جاتی ہے، اور بعض وقت سم گر جاتا ہے، اور گندگی کی وجہ سے دوبارہ سم نہین جمتے ہین، اس کا علاج یہ ہے کہ لاکھ، روغن زیتون، اور روغن قار کو گرم کر کے شق مین ڈالین، پہلے اس شق کو بال کے نیچے سے سم تک لوہے سے داغ دین، اور اوپر سے چکتی باندھ دین،

نسخہ:۔ بقراطیط نے ایک نسخہ یہ لکھا ہے کہ عنب الثعلب، کرفس، سرکہ اور روغن زیتون لین، پہلے عنب الثعلب اور کرفس کو باریک کرین، اور پھر سب کو ملاکر مرہم کی طرح استعمال کرین،

نسخہ:۔ روغن قار یا روغن زفت لین، اور اس مین صمغ صنوبر کو باریک کر کے چربی کے ساتھ ملائین، پھر سب کو ملاکر پکائین، اور اس روغن کو اس زخم پر مالش کرین،

صدع:۔ یعنی شق کے متعلق ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ ہاتھ کے سم کے اندرونی یا بیرونی حصہ سے یوست پھٹکر نکل جاتا ہے اور ان سے خون جاری ہوتا ہے، عام طور پر یہ ہاتھ مین ہوتا ہے، جانور کو چلنے مین بڑی تکلیف ہوتی ہے،

عموماً یہ شق ہاتھ مین سم کے دونون کنارون پر ہوتا ہے، پیر کے سم مین کم دیکھا گیا ہے، اس مرض کے پیدا ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے، کہ سم لید اور گوبر کے بخارات سے خراب ہو جاتے ہین، اور تدہین نہ ہونے کی وجہ سے اس مین یبوست پیدا ہو جاتی ہے، جب گھوڑے کا ہاتھ کسی سخت پتھر پر پڑ جاتا ہے، یا کسی اونچی زمین سے ٹھوکر کھا جاتا ہے، تو سم مین شق ہو جاتا ہے، اور اس مین موچ آجاتی ہے، کبھی بال کی زیادتی سے یہ بات پیدا ہو جاتی ہے، اس پر چونا لگانا، قطران، زفت اور تیل سین کھی چھڑکنا مفید ہے،

نسخہ مردار سنگ ایک حصہ، عروق الصفر ایک حصہ اور تھوڑا موم لین، پہلے مردار سنگ اور عروق کو الگ الگ پیسین، پھر نصف فندق کے برابر موم لین، اور اس مین ایک چمچہ روغن گل ملاکر گرم کرین، اور اس مین دو درم مردار سنگ ڈال کر آگ پر پکائین، اور لکڑی سے ہلاتے جائین، پھر نصف درم عروق کا سفوف ڈالین، اور اسکو بھی اسی طرح ملائین، جب موم کی طرح جم جائے، تو پھر اس شق کو اس سے بھر دین، ٹھنڈا ہونے کے بعد یہ سم پر جم جائے گا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر مہینہ مین سم کو داغ دین، تاکہ خراب

حصہ نکل جایا کرے، بعض لوگ سم کی تلی مین کوئی چمڑا یا اسی قسم کا ٹکڑا باندھ دیتے ہین، جس سے اس کی حفاظت ہوتی ہے،

حفا، سم کی ایسی بیماری ہے جس سے سم جھڑنے لگتا ہے، سم کو زمین کھانے لگتی ہے، اسکے لئے کسی شناخت کی ضرورت نہین ہے، یہ بیماری اکثر نعل گرجانے کی وجہ سے پیدا ہوجاتی ہے، بعض وقت سخت پتھریلی زمین پر دوڑنے سے بھی یہ خرابی پیدا ہوجاتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ پانی مین خطمی (خباز بستانی) خوب پکا کر پیر اور سم پر مالش کرین، جب سم نرم ہوجائین، سم کی تلی درست ہوجائے اور قوت آجائے، تو پرانی چربی مین لہسن پسا ہوا ڈالین، اور دونون کو خوب گرم کرین، پھر اسکو گرم گرم تلی مین لگا کر اوپر چمڑا باندھ دین، اگر جاڑا ہو تو اس کے قریب آگ رکھین، یا پیر کے نیچے خشک کھاد رکھین، نو دن تک اسکے پیر کو حرکت سے بچائین، بلکہ ایک ہی جگہ جانور کو کھڑا رکھین، چارہ اور پانی اسی جگہ دین، بعض لوگ روغن زیتون چربی، زفت، لہسن، یا پہ جلکتی اور قطران ملا کر استعمال کرتے ہین، سب کو ملا کر مرہم تیار کرتے ہین، اور اسکو کسی چمڑہ پر رکھ کر سم کی تلی مین باندھ دیتے ہین، اور اوپر سے روغن بادام گرم کر کے ڈال دیتے ہین،

اکثر بیماریان بقول ابن ابی حزام کھاد، گوبر لید اور پیشاب وغیرہ پر کھڑے رہنے سے پیدا ہوتی ہین، سم خراب ہوجاتے ہین، ان مین عفونت پیدا ہوجاتی ہے، اس کا ابتدائی علاج یہ ہے کہ جلکتی اور قطران، برابر استعمال کرین، پہلے قطران کو آگ پر خوب گرم کرین، اور اس کے بعد جلکتی کو چیونٹے سے پکڑ کر آگ پر سینکین، اور جب خوب گرم ہوجائے، تو اس کے بعد روغن بادام تلخ گرم کر کے لگائین یہ نسخہ مجرب ہے،

نسخہ:۔ چربی، روغن زیتون، زفت، لہسن پیسکر سب کو ملائین اور ایک نرم چمڑہ پر ان کو پھیلائین اور سم کی تلی مین باندھ دین،

نسخہ:۔ قثا بری کو کوٹ کر پانی مین اُبال دیا جائے اور یہ پانی سم پر ٹپکایا جائے،

سم کے اوپر گوشت مین اکثر درد ہوجاتا ہے، اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ بال چھونے مین سخت ہون اور انگلی لگانے سے جانور کو درد محسوس ہو، اور وہ اپنا پیر اٹھائے، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ جلکتی

کا باندھنا یا روغن زرد کی مالش مفید ہوگی، دونون گرم گرم استعمال کیا جائے،

نسخہ:۔ چونا لگا کر اس پر قطران کا تیل اور تلین کی گھی گرم کر کے ڈالدین تین دن گرم کر کے ڈالین، اور تین دن ٹھنڈا استعمال کرین، اسکے بعد مالش جاری رکھین اور اس پر گرم پانی ڈالتے رہین، ایسے جانور کو آخر مین ٹہلانا بھی مفید ہے،

پنجا اور تلی دونون مین خارشت کا علاج ابن ابی حزام نے یہ بتایا ہے، کہ پیرون کو پہلے اُشنان کے پانی سے دھوئین، پھر زیتون کے پانی سے دھوئین، اُسکے بعد درخت سے جھڑے ہوئے نیم پخت انجیر چنین اور انکو شراب کے سرکہ مین ترکرین، انجیر جب پھول جائین، تو ان کو پیسکر مرہم بنائین اور اسی بقیہ سرکہ سے پیر کو دھوئین اسکے بعد اس مرہم کا ضماد کرین، اور اگر خارشت سم کی تلی یعنی جڑ مین ہو تو اس جگہ کو بچہ کے پیشاب سے دھونا چاہئے اسکے بعد ایک حصہ راکھ دو حصہ نمک ملا کر اس پر چھڑکدین،

نسخہ:۔ دفلی (کنیر) کے پتے اور خشک لہسن، رائی ان سب کو پیسکر خوب پکائین، اور اسکی خارشت پر مرہم کی طرح لگائین اگر اس سے خارشت کم نہ ہو، تو پھر پرانے روغن زیتون کی مالش کرین، سم کی تلی کی خارشت کیلئے قسطس نے اپنی کتاب مین علاج یہ لکھا ہے کہ گیہون کے بھوسہ مین نمک ملائین اور اسکو سرکہ مین ترکرین اور پھر خارشت پر باندھ دین، چند بار عمل سے افاقہ ہوجائے گا،

سم کی ایک بیماری تو تہ کہلاتی ہے، تلی کے وسط مین ایک قسم کا پھوڑا نکلتا ہے جس سے پیپ بہتی ہے بعض وقت اس مین بدگوشت پیدا ہوجاتا ہے، جو صاف طور پر دکھائی دیتا ہے، یہ نہایت خراب بیماری ہے اس سے جانور ہلاک ہوجاتے ہین، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ بعض لوگ اس گوشت کو کاٹ کر داغ دیتے ہین، اور اسکے بعد قطران لگاتے ہین، پھر مجفف دوائی چھڑکتے ہین، جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہین، بعض یہ کہتے ہین، کہ اس کا داغنا مفید نہین ہوتا ہے، بلکہ گوشت کو کاٹ کر زاج اصفر چھڑکدین، چند دنون مین انشاء اللہ اچھا ہوجائے گا،

(رہصہ) بعض وقت اگلے سم کنکر پتھر سے ٹکرا کر زخمی ہوجاتے ہین، اس بیماری کو ہندی مین تلی (ہتھراس) کہتے ہین، ایسے جانورون کو چلنے کے وقت سخت تکلیف ہوتی ہے، سم مین سوزش پیدا ہوجاتی ہے

ٹھوکر سے سم ٹیڑھے ہو جاتے ہیں، ہتلیوں میں پانی جم جاتا ہے، اور بعض وقت سم خراب ہو کر نکل جاتے ہیں۔

ابن ابی حزام نے رہصہ اور وقرہ کی علامت یہ بتائی ہے، کہ سم کے اطراف پوری طرح زمین پر نہ جمیں، بلکہ سم ایک طرف اٹھا رہے، اس کا علاج یہ ہے کہ نیچے کی جانب نعلوں کے قریب نشتر دیکر پانی، خون اور پیپ صاف کر دیں، اسکے بعد نمک، پانی اور سرکہ سے دھوئیں، پھر پیاز، لہسن کو پیسکر اور چربی ملاکر مرہم تیار کریں، اس کے لئے لہسن بہت مفید ہے، یہ تو نچلے حصہ کے لئے مفید ہے، لیکن اگر یہ چوٹ سم کے بھون کے قریب ہو تو تازہ گوبر، فودنج جبلی (پودینہ کوہی) کی صاف راکھ میں سرکہ اور نمک ملائیں، اور اس کا ضماد کریں، روغن زیتون بھی اس کے ساتھ ملاکر لگا سکتے ہیں، یہ چیزیں تمام رطوبتوں کو جذب کر لیں گی، دوسرے دن تیلین کی مکھی اور چربی ملاکر لگائیں، جب یہ زخم اچھا ہو جائے، تو پھر سم کو نرم کرنے والی دوائیں استعمال کریں،

رہصہ اگر اگلے پچھلے چار دن سموں میں ہو تو پھر جانور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے، اس وقت ہلکا ریشہ سرکہ لومڑی کے خون میں ملاکر پلائیں، اور اس کے سر میں جند بید ستر کی مالش کریں، اگر تحقیق سے معلوم ہو کہ وہ رہصہ نہیں ہے تو پھر یہ علاج نہ کریں، بلکہ گیہوں کے بھوسہ اور لہسن کے پوست کو پانی میں خوب جوش دیں، اور اس کو کپڑے میں باندھ کر تکمید کریں، تمام رطوبت سم کی طرف آجائے گی، اور یہاں سے پھوٹ کر نکل جائے گی، اسکے بعد کتان کے ٹکڑے کو نمک اور روغن زیتون کے ٹکڑے میں تر کرکے باندھیں، اور زاج الاساکفہ (زاج احمر) کا سفوف سم پر چھڑکیں،

نسخہ:۔ موسیٰ بن نصر نے لکھا ہے کہ اگر مواد کا نیچے اترنا اور بہنا ممکن ہو، تو اسی طرح علاج کریں، ورنہ نچلے حصہ میں چکنی باندھ دیں، اور اوپر کے حصہ میں تل یا سبوس گندم اور سرکہ ان سب کو پکائیں، اور ایک کپڑے میں لگا کر گرم پٹی باندھ دیں، خشک انجیر، سبوس گندم، سبوس جو، لہسن کی پتی، ان میں سے کسی ایک کو سرکہ میں پکا کر اسی طرح پورے سم پر چکنی سیمنٹ ایک پٹی باندھ دیں، چند دنوں تک یہ پٹی رہنے دیں، اگر کسی کنارے پر زخم پھوٹ جائے، تو عنزروت، ریحان، تخم خس اور زاج کو سرکہ میں پکا کر زخم پر لگائیں، یا مچھلی کا پتہ سیاہ نمک ملاکر لگائیں، زخم کے پھوٹنے کی جگہ کو اگر خفیف سا داغ دیں، تو

بہت مفید ہے،

نسخہ:۔ پیاز دشتی تین عدد لیں، اور اسکو گرم راکھ یا تنور میں بھونیں، بھوننے سے قبل زمین میں اتنا بڑا گڈھا کھودیں کہ اسکے اندر یہ تینوں پیاز سما جائیں اور گھوڑے کے سم بھی داخل ہو سکیں، پھر بھونی ہوئی پیاز اس گڈھے میں رکھ کر گھوڑے کے زخمی سم اس پر جما دیں، اس وقت تک پیر ان کو ہاتھ سے دبائے رکھنا چاہیے جب تک کہ یہ پیاز گرم رہے، انشاء اللہ اس سے افاقہ ہوگا،

نسخہ:۔ سیر بھر جو کو پانی میں خوب پکائیں، اور اس پانی سے تخم گاجر بری کو خوب تر کریں، کہ وہ نرم ہو جائیں، پھر اس کا مرہم تیار کر کے سم پر ضماد کریں، دوسرے دن دیکھیں اگر سموں میں نرمی آگئی ہو تو نشتر دیکر مادہ نکالدیں، اور کتان کے ٹکڑے اور قطران یا شہد سے اس کو بھر دیں، بار بار اس عمل سے وہ اچھا ہو جائے گا،

موسیٰ بن نصر نے لکھا ہے کہ رہصہ اور وقرہ دو قسم کا زخم ہوتا ہے، اگر کنکر یا پتھر سے چوٹ کھانے سے زخم ہو تو رہصہ ہے، اور ہڈی یا کیل وغیرہ کے دھنسنے سے زخم ہو جائے تو اس کو وقرہ کہتے ہیں،

وقرہ سے جانور کو بہت تکلیف پہنچتی ہے، قسطس نے لکھا ہے کہ اگر پنجہ کی تلی میں وقرہ ہو جائے تو شلجم پر رکھنا مفید ہوتا ہے، ابن ابی حزام نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ ہڈی یا کیل نکالنے کے بعد چکنی اور قطران کی پٹی باندھیں، انشاء اللہ فائدہ ہوگا،

بقراط بیطر نے لکھا ہے کہ سم کی تلی میں مار یا ٹھوکر سے خون کا ایک دھبہ پڑ جاتا ہے، اور بسا اوقات اس میں پیپ آجاتی ہے، اگر یہ پھوڑا پھوٹ کر نہ بہے، تو پھر داغنا مفید ہوگا، لیکن اگر بہ جائے تو روغن کی مالش کافی ہوگی، مثلاً روغن زیتون، روغن بادام، روغن آس اور چربی وغیرہ کی مالش بھی کر سکتے ہیں،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ فتوق سم کے نرم حصہ گوشت میں، اور بعض وقت بال کے قریب ہاتھ اور پیر میں ایک قسم کا ورم پیدا ہو جاتا ہے، جسکو فتق کہتے ہیں، (ہندی میں غالباً ہندوری کہتے ہیں)

اس مین سب سے خراب وہ ہے، جو سم اور بالون کے درمیان مین پیدا ہوتا ہے، یہ ورم بال کے اوپر کے حصہ یعنی گوشت تک بڑھ جاتا ہے، جانور کو اس سے چلنے مین تکلیف ہوتی ہے، اور وہ بار بار ہاتھ پیر درد کی وجہ سے اٹھاتا ہے، یہ ورم سم تک پہنچنے کے بعد اس مین سے خون اور پیپ جاتی ہوتی ہے، اور کبھی سم خراب ہو کر گر جاتے ہین، اکثر یہ رہصہ سے پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے خون اور پیپ کو بہا دین، اور جب اس مین خشکی پیدا ہو جائے تو چکنی اور قطران لگائین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ چکنی پر کپڑا لپیٹ کر چیونٹے سے پکڑ کر آگ دکھلائین، جب خوب گرم ہو جائے تو اس کو قطران مین ڈال دین، اور آگ پر رکھین، جب چکنی پگھل جائے، تو اس کو قطرہ قطرہ کر کے زخم پر ٹپکائین، روزانہ اسی طرح عمل کرین، یہ عمل مفید ہوتا ہے،

نسخہ:۔ اولاً مردارسنگ کو باریک پیسکر چھان لین، پھر لہسن کو روغن گل مین پکائین جب یہ گھل جائے تو اس مین سفوف مردارسنگ دو درم اور نصف عروق کا سفوف ڈالین، اور سب کو لکڑی سے ملائین، یہ مرہم گرم گرم فتوق پر لگا دین، اس مرہم کے ساتھ تیل کی بھی مالش جاری رکھین، یہ علاج صدع کیلئے بھی مفید ہے،

نسخہ:۔ مردارسنگ کو پیس کر چھان لین، پھر ہاون دستہ مین تیز سرکہ مین ڈال کر اسکو کوٹین، اسکے بعد تھوڑا روغن زیتون بھی ملا کر کوٹین، جب خوب باریک ہو جائے تو اسکو ایک پیالہ مین رکھین، اور بار بار اسکی مالش کرین،

نسخہ:۔ اگر فتق ہاتھ یا پیر مین بال کے قریب ہو، تو فتق پر سرکہ ڈالین، اور اس مین زاج اساکفہ (زاج احمر) بھر دین، صبح و شام اسی دوا کے استعمال سے اسکی حالت سدھر جائے گی، اگر فتق نلی مین ہو، تو قطران مین چکنی مین گرم کر کے لگائین،

بعض وقت سمون مین کسی وجہ سے درد پیدا ہو جاتا ہے، جس کو دحا کہتے ہین، ابن ابی حزام نے لکھا ہے، کہ سم جب پتلا ہوتا ہے، تو پتھر یا کسی سخت چیز کے لگ جانے سے اس کے اندر خون آ جاتا ہے، بعض وقت چھوٹی کنکریان سوراخ کر کے اندر گھس جاتی ہین، اس کا اور حفا کا علاج ایک ہی،

ابن ابی حزام نے لکھا ہے ذخس ہاتھ اور پیر دونون مین پیدا ہوتا ہے، یہ ایک قسم کا خرما کی گٹھلی کے برابر یا اس سے کچھ بڑا پھوڑا ہوتا ہے، جو سم اور بالون کے درمیان مین گوشت مین پیدا ہوتا ہے، یہ ایک قسم کا غدود ہوتا ہے، جسقدر یہ کم نمایان ہو، اسی قدر زیادہ مہلک ہے، بہت کم جانورون کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اس مرض سے نجات پا کر اچھے ہوتے ہین، ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ یہ سمون مین ایک قسم کا ورم ہوتا ہے، جو سم کی بھون تک بڑھ جاتا ہے، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ دخس ایک قسم کا غدود ہوتا ہے، یہ اکثر لوہا لگنے یا رگون کی کمزوری سے ہوتا ہے،

اس کو لوہا لگنے سے محفوظ رکھین، ورنہ ورم زیادہ ہو جانے کا اندیشہ ہے، یہ نہایت مکلف زخم ہوتا ہے، جس قدر یہ ورم کم ہو، اسی قدر موذی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ قطران اور تیلین کی کھی کو بار بار چھڑکتے رہین، بعض لوگ داغتے ہین، اس سے اگرچہ دب جاتا ہے، لیکن گھوڑے کی چال مین ایک عیب رہ جاتا ہے، یہ ورم سخت ہو کر اور ستاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ بیخ سوسن کو باریک پیسین، اور اس مین تیز سرکہ اور شہد ملائین، اور گرم کر کے زخم پر چھڑکین، موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ چکنی مین کھجور، روغن زرد اور نمک ملائین، اور اس مرہم کی مالش کرین، اگر ان روغنون سے فائدہ نہ ہو، تو بدرجۂ مجبوری نشتر دیکر داغ دین، یا تیلین کی کھی لگائین، بقراط بیطر کا قول ہے کہ اگر مرض کی ابتدا ہو تو ایک مرتبہ ٹھنڈا لوہا لگائین، اور دوسری مرتبہ گرم لوہا لگائین، لیکن پرانے مرض مین کبھی لوہا نہ لگائین، اس کو صرف روغن وغیرہ سے اچھا کرین،

سمون مین نقرس کی علامت یہ ہے کہ سم کا پنجہ لانبا لیکن چوڑائی مین تنگ ہو، عام سمون کی طرح اسمین پھیلاؤ نہ ہو، اسکا علاج آئندہ لکھا جائے گا،

شقاق، مٹھے مین ورم آ جاتا ہے، جو کبھی نلی یا پھلی تک بڑھ جاتا ہے، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ شقاق کبھی حرارت و یبوست کی وجہ سے ہوتا ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جانور کے ہاتھ پیر اور بالون مین پانی سے گذرتے وقت مٹی لگ جاتی ہے، اور اصطبل مین اس کو دھویا نہین جاتا، یہ مٹی جمع ہو کر زخم کی صورت اختیار کر لیتی ہے، بعض وقت اس زخم مین کیڑے پڑ جاتے ہین، یہ زخم بالکل انسان کے سر کے پھوڑون کی

طرح ہوتا ہے، اس لئے پانی مین گذرنے کے بعد گھوڑے کے ہاتھ اور پیر کو فوراً دھو دینا چاہیے یا خشک ہونیکے بعد کپڑے سے پونچھ دینا چاہئے،

پہلا علاج تو اس مرض کا یہ ہے کہ جانور کو پانی مین نہ لیجائین، اس کے بعد گائے کے گوشت کے ٹکڑے کر کے تیز سرکہ مین رات بھر تر کرین، پھر سم کے اطراف مین جہان جہان ورم ہو چونا لگا دین اور پھر اس گوشت کو باندھ دین، دو گھنٹے کے بعد اس مین سے چھوٹے چھوٹے کیڑے نکلین گے، اس طرح یہ زخم صاف ہو جائے گا،

نسخہ:۔ شقاق کی جگہ کو گرم پانی سے خوب دھوئین اور ایک مٹھی میتھی کو پیسین، اسمین دودھ ڈال کر چمچہ مین پکائین، جب مرہم تیار ہو جائے، تو اسکو پٹی کی طرح باندھدین،

نسخہ:۔ تیلین کی مکھی کو روغن زیتون مین جوش دین، اور پھر اس روغن کی مالش کرین،

نسخہ:۔ پہلے چونا کی مالش کرین، پھر سرکہ اور بورہ ملا کر ہاتھ سے ملین، انشاء اللہ فائدہ ہوگا،

ریحی شقاق کا علاج یہ ہے کہ ایک مٹھی منقی لین اس کا بیج صاف کر کے پیسین اور اسمین تین لہسن پیس کر ملایا جائے، دوا لگانے سے قبل پیر کو اشنان کے گرم پانی سے دھوئین، پھر کپڑے سے صاف اور خشک کر کے اس مرہم کی پٹی باندھین، یہ پٹی کم سے کم دو دن رہنے دین،

شقاق اور شقہ کی بیماری کے لئے موسیٰ بن نصر نے لکھا ہے، کہ اونٹ کی مینگنیان جلا کر پیسین اور اس مین دفلی (کنیر) اور مہندی، مردار سنگ سفید اور عروق (تمن)، ان سب کا سفوف بنائین، اور اس مین روغن زیتون ملا کر گوندھین، تین چار دن تک اس مرہم کو تیار ہونے کے لئے چھوڑ دین، دوا لگانے سے قبل پیر کو گرم پانی سے خوب دھوئین، اس کے بعد دوا لگائین، اگر اس مرہم سے یہ مرض جاتا رہے تو خیر، ورنہ مہندی، حرمل، دانا، اور گوند کو پیس چھان کر سرکہ اور روغن زیتون مین تر کرین، اسکے بعد زخم پر لگائین،

نسخہ:۔ مہندی اور حنظل کو پیسکر حقنہ کیساتھ پکائین اور اس مین تھوڑی چربی ڈال کر

روغن تیار کرین، اور اس کی مالش کرین، دہن الثعلب مالش کرین یا زخمی پیر کو سرکہ اور پانی سے خوب دھوئین یہان تک کہ خون جاری ہو جائے، اس کے بعد لہسن، مسور اور نمک وغیرہ کو پیس کر ایک پٹی مین لگا کر باندھ دین، تین دن تک پٹی نہ کھولی جائے، اس کے بعد کھال گر پڑے گی، پھر روغن وغیرہ کی مالش کرین،

نسخہ:۔ زخم کو اشنان، کھجور کی چھال اور پانی سے خوب رگڑ کر دھوئین، یہان تک کہ خون جاری ہو جائے، اس کے بعد جانور کو دھوپ مین کھڑا کیا جائے، تاکہ پانی خشک ہو جائے، اس کے بعد سرکہ مین انجیر کو اُبالین، اور اسی سرکہ کی مالش کرین، اگر اس سے اچھا نہ ہو تو پھر گوڑی کا روغن اور گائے کی ہڈی کا مغز ملا کر مالش کرین،

نسخہ:۔ زخم کو سرکہ، نطرون اور اُشنان کے پانی سے خوب دھوئین، پانی خشک ہونے کے بعد انجیر کو سرکہ مین پکا کر زخم پر رگڑین، اور سور کی چربی لگائین،

نسخہ:۔ بقراط بیطر نے شقاق اور فصد کے لئے یہ نسخہ لکھا ہے، مغز بادام، دس دانہ انجیر پانچ دانہ، مغز مقل، چار مثقال (صمغ احمر)، دو درم، چربی نصف اوقیہ ان سب کو کسی ہاون دستہ مین کوٹین، اور سرکہ ملا کر مرہم بنائین اور شقاق یا فصد مین پانچ دن تک متواتر استعمال کرین، انشاء اللہ اس سے فائدہ ہوگا، یہ نسخہ ابتدائی حالت مین بہت مفید ہے، اسلئے ٹھنڈا لوہا لگانے کے بعد استعمال کرین،

شقاق قدیم جو کسی طرح اچھا نہ ہوا سکے لئے بکری کے بھیجہ کو ہاتھ سے مل مل کر سخت کرین اور مہندی کا سفوف اوپر سے چھڑکتے جائین، جب چکتی کی شکل کا ہو جائے تو اس کو زخم پر رکھدین، ایک مرتبہ رکھنا کافی ہوتا ہے اگر کمی نہ ہو تو دوبارہ رکھین،

نسخہ:۔ رومی زیتون کے پانی سے پیر کو دھو کر صاف کر دین، پھر کپڑے کو پانی اور زیتون مین تر کر کے شقاق پر باندھ دین، یا تین سیر خشک انجیر کو ایک سیر سرکہ مین شب بھر تر کرو، دوسرے دن ان کو پیس کر مرہم بناؤ، پہلے اسی سرکہ سے جس مین انجیر تر کیا گیا ہے، زخم کو دھو ڈالو، اس کے بعد مرہم لگاؤ،

نسخہ:۔ تقریباً چار سیر، درخت سے گرے ہوئے انجیر لو، اس کو تین سیر پانی مین خوب پکائین، جب یہ مرہم کی طرح گاڑھا ہو جائے، یا زیتون یا چقندر کو سرکہ اور نمک مین خوب پکائین، اس پانی سے زخم کو خوب دھوئین، پھر راکھ کو پانی مین تر کرکے پٹی کی طرح لگائین، یا راکھ مین شہد ملا کر لگائین، دوسرے دن پٹی کو نکال دین، چکتی کو گھلائین، پھر اس مین سے نصف سیر روغن لین، اور ایک درم گندھک سفید باریک کرکے ملا دین اور اسی کی مالش کرین، اس مرض مین جانور کو صاف ستھری جگہ پر رکھنا ضروری ہے، کیچوے کو روغن زیتون مین جوش دین اور پھر اس تیل کی مالش کرین،

نسخہ:۔ مغز دنبہ پاؤ بھر سے کچھ زیادہ سرکہ مین تر کرین اور بادام مقشر اور تازہ انجیر کو خوب کوٹین، جب اچھی طرح مل جائین، تو ایک کپڑے مین لگا کر پٹی باندھ دین،

نسخہ:۔ جاؤشیر ایک اوقیہ، دھنیا دو اوقیہ، ان دونون کا سفوف بنائین، اور اس سفوف کو آدھ سیر شراب اور پاؤ بھر روغن زرد مین ڈال کر ہلکی آنچ مین پکائین، جب شراب خشک ہو جائے تو اوتار لین، اور مرہم کی طرح استعمال کرین، یہ نسخہ پرانے زخم کے لئے مفید ہے،

نسخہ:۔ مصبر، موم، زراوند، گندھک، اور ریحان ہم وزن لین، اور سفید اور سیاہ منقے، قیر، اور گردن کی چربی چار گونہ لین، پہلے خشک ادویہ کو پیسین، اس کے بعد اس سفوف قیر اور چربی کو ملا کر استعمال کرین،

نسخہ:۔ شقاق کو گرم پانی سے سینکین، اور قطران کی مالش کرکے جانور کو دھوپ مین کھڑا کرین،

نسخہ نصف اوقیہ نوشادر کو باریک پیسین اور اس کو تانبے کے برتن مین رکھ کر چھ اوقیہ روغن زیتون ڈالین، جب ایک تہائی روغن جذب ہو جائے، تو چار اوقیہ شہد اور ایک اوقیہ قیر گرم کرکے ملائین، پھر اس روغن کی مالش کرین،

نفخ:۔ یہ ایک قسم کا ہلکا ورم نلی مین ہوتا ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ یہ کبھی ایک پیر اور کبھی دونون پیرون مین ہوتا ہے، جلد اور متورم حصہ مین گاڑھا سفید اور زردی مائل مادہ ہوتا ہے، کبھی یہ ورم نلی کے جوڑ

مین اور کبھی اندر اور کبھی باہر ہوتا ہے، لیکن زیادہ تر نلی مین ہوتا ہے، اس سے گھوڑے کی چال مین کوئی خرابی نہین پیدا ہوتی ہے، عام طور پر لوگ اس کا علاج نہین کرتے ہین، لیکن میرے خیال مین یہ ورم سفر مین جانور کو بہت ستاتا ہے، بعض وقت تکلیف سے پیرون کو پیٹ کی طرف موڑ دیتا ہے، یہ مرض زیادہ تر بخار کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، یا بکثرت جو کھلانے سے ہو جاتا ہے،

بعض علما، کا قول ہے کہ یہ مرض نلی مین ہوتا ہے، یہ ورم کبھی لانبا ہوتا ہے، لیکن بادی النظر مین چھوٹا معلوم ہوتا ہے، ہاتھ لگانے سے نرم معلوم ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ وہ مرہم استعمال کیا جائے جو مزاجاً گرم ہو، اور جلد مین نرمی پیدا کر دے، آخر مین قطران کی مالش کرین، یہ گرم مرہم قطران، میتھی اور خشک منگنی سے بنایا جائے،

ابن ابی حزام نے نفخ کا علاج یہ بتایا ہے کہ خطمی اور پختہ مٹی کو پیس کر سرکہ مین ملائین اور اسی مرہم کو لگائین، جانور کے کھڑے ہونے کی جگہ مین ہاتھون کے نیچے کی زمین گہری اور پیرون کے نیچے کی زمین اونچی رکھین، جو کھلانا کم کرین، ایسے جانور کو برابر پانی مین لیجایا کرین،

سفر کی حالت مین یہ مرض جانور کو بہت تکلیف پہنچاتا ہے، مجھے خود اس کی زحمت برداشت کرنی پڑی ہے، خصوصاً جو نفخ نلی کے اندر ہو، اور وہ باہر بھی نمایان ہو، بہت زیادہ تکلیف ہوتا ہے، اس مرض مین جانور کے اگلے پیرون کو نیچا اور پچھلے پیرون کو اونچا رکھنا مفید ہوتا ہے، بقراط بیطار نے لکھا ہے کہ نفخ مین پٹیان بھی باندھی جاتی ہین، جن سے ورم تحلیل ہو جاتا ہے، پشم اسود کی چھال پانی مین جو یا باقلا کے بھوسہ کے ساتھ پکائی جائے، اور اس مین روغن زیتون، نمک اور شہد وغیرہ ملائین اسی طرح سے نفخ اچھا ہو جائے گا، اور داغنے کی ضرورت نہین پڑے گی،

لعاب، اگلے پیرون پر چھاند باندھنے کی جگہ پر دونون جانب ایک ورم کا نام ہے، موسیٰ بن نصر نے لکھا ہے کہ بالون سے اوپر گامچی کے قریب توڑی کی طرح سخت ورم ہوتا ہے، جو دونون جانب پھیلا ہوتا ہے، اور ہڈی کی طرح ہوتا ہے، ورم کے مذکورہ نسخون مین سے کوئی ایک نسخہ استعمال کرکے تجربہ کرین، ورنہ لوہے سے داغ دین، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ قطران کے تیل مین تیلین کی کھی کو

خوب جوش دین، اور اس کو تین دن گرم کرکے اور تین دن ٹھنڈا لگائین، دوا استعمال کرنے سے قبل بال کو استرہ سے صاف کردین،

رشف، سم کی بھون مین ایک قسم کے شگاف کا نام ہے، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ یہ شقاق کی طرح ہوتا ہے، یہ شگاف زیادہ دور تک نہین بڑھتا، اس کا علاج صرف یہ ہے کہ پہلے زیتون کے پانی سے دھوئین، اور پھر ایک باریک کپڑے کو پانی اور روغن زیتون مین ترکرکے پٹی باندھین، یا خشک انجیر کو تیز سرکہ مین شب بھر تر کرین، اور صبح کو مرہم بنا کر استعمال کرین، پہلے گامچی اور سم کو سفید سرکہ سے دھوئین اسکے بعد یہ مرہم استعمال کرین، یہ انجیر اگر درخت سے خشک ہو کر گرے ہوئے ہون، تو زیادہ اچھا ہے،

ہاتھ کے مٹھے مین سرطان کی علامت ابن قتیبہ نے یہ بتائی ہے کہ گامچی اور نلی کے درمیانی اعصاب مین استرخا پیدا ہوجاتا ہے، پٹھے اس قدر کمزور ہوجاتے ہین کہ سم مڑجاتے ہین، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ سرطان اگلے پیرون مین مٹھے کے درمیان مین ایک ورم ہوتا ہے، رفتہ رفتہ اسمین سختی آتی جاتی ہے اور یہ جگہ خشک ہوجاتی ہے، یہ پچھلے پیرون مین بھی اس قسم کا ورم ہوتا ہے، لیکن یہ نرم ہوتا ہے، مٹھے کے سامنے جو سخت ورم ہو، اس کو سرطان سمجھنا چاہئے، مین نے بہت سے ایسے جانورون کو دیکھا ہے جنکو سرطان کا زخم تھا، اور وہ سواری اور باربرداری کے کام آتے ہین، لیکن ایسے جانور زیادہ دنون تک نہین ٹھہرتے، اس کا علاج مستقل طریقہ پر کرنا چاہئے، پہلے شورہ لگا کر بال صاف کرین، پھر اس مین نشتر لگا دین، اس کے بعد قطران اور تیلین کھی تین دن ٹھنڈا اور تین دن گرم کرکے لگائین، تیل کی مالش بھی کرتے رہین، اور برابر دھوتے رہین، بعض لوگ داغنا بھی مفید سمجھتے ہین، لیکن میرے خیال مین آگ اس زخم کے لئے مضر ہوتی ہے، اس سے بھون مین خشکی پیدا ہوجاتی ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ کسی کیل سے اس مین معمولی سوراخ کرین، جیسے دانت کے نشان ہوتے ہین، اور پھر ان کو لوہے سے داغ دین، موسی بن نصر نے لکھا ہے کہ دخس کی طرح اس مین بھی علاج کرین، چکی مین کھجور پیس کر ملائین، اور گھی اور نمک ڈال کر اس کی مالش کرین، مالش سے اگر فائدہ نہ ہو، تو پھر نشتر دین اور بدرجۂ مجبوری داغنا بھی مفید ہوگا،

پچھلے پیرون مین نلی کے اعصاب مین ایک ورم ہوتا ہے جس کو جرذ کہتے ہین، عموماً یہ ایڑی کے سامنے یا داخلی حصہ مین ہوتا ہے، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ یہ ایک قسم کا اعصابی ورم ہے، جو پیر کے پچھلے حصہ مین ایڑی مین ہوتا ہے، یہ ورم کبھی بادام کے برابر اور کبھی اس سے بڑا ہوتا ہے، بعض وقت اتنا سخت ہوتا ہے کہ یہ ہڈی معلوم ہوتی ہے، کبھی دونون پیر مین اور کبھی ایک پیر مین ہوتا ہے،

ابن ابی حزام کا قول ہے کہ نلی اور مٹھے کے جوڑ مین ایک قسم کی ہڈی زیادہ ہوتی ہے، یہ ہاتھ اور پیر دونون مین ہوتا ہے، جسکو بیطاری زوائد کے نام سے تعبیر کرتے ہین، یہ ہڈی کی طرح سخت ہوتا ہے، کبھی بادام کے برابر ہوتا ہے، اور کبھی اس سے بڑا ہوتا ہے، جو ہڈی کہ داخلی حصہ مین ہوتی ہے، وہ ذرا مکلف ہوتی ہے، جب یہ ورم زیادہ سخت ہوجاتا ہے، تو دونون اگلے پیر چال مین رگڑ کھاتے ہین، ان سے خون بہنے لگتا ہے، پھر لنگ پیدا ہوجاتا ہے، اگر یہ ورم خارجی حصہ مین یا جوڑ کے سامنے ہو تو تکلیف کم دیتا ہے، گھوڑے اور گدھے کے پچھلے پیرون مین اس قسم کا ورم اکثر پایا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ کام کرتے ہین، یہ زیادہ معیوب نہین سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ ورم اگر ان کے پیرون مین ہو تو یہ بڑھتا ہے، اور چال مین دونون پیر رگڑ کھا کر زخمی ہوجاتے ہین، جس کا علاج کئے بغیر چارہ نہین ہے، خواہ داغ دین یا دوا پلائین، اس کے لئے ہلیلہ زرد بہت مفید ہوگا، ابتدائی حالت مین بورہ اور ٹھنڈے پانی سے دھوئین، اگر اس سے افاقہ نہ ہو، تو گرم پانی اور بورہ ملا کر دھوئین، اس مرض مین کاٹنے سے بہتر گودنا ہے، کیونکہ کاٹنے سے ورم کے سخت ہونے کا اندیشہ ہے، گودنے کے اوزار باریک اور چھوٹے رکھے جائین، داغنا بھی زیادہ مفید نہین ہے، البتہ سینک مفید ہے، نمک کو روغن زیتون مین ترکرکے پوٹلی بنائین اور اس سے سینکین،

اگلے اور پچھلے پیرون کی نلی کی کھال پھٹ جاتی ہے، جسکو دمغ کہتے ہین، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ یہ ایک قسم کی جلدی بیماری ہوتی ہے، کھال مین شق ہوجاتا ہے، اگلے اور پچھلے پیرون مین خراش پیدا ہوجاتی ہے، اور چال پڑنے سے اس مین خون جاری ہوجاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ انار کا پوست خشک کرکے پیسین، اور اس مین جو اور پھٹکری پیس کر ملائین، اور ایک چمڑہ پر اس دوا کو

لگاکر شق پر پٹی باندھدین،

ابن قتیبہ نے لکھاہے کہ ایڑی کی موٹی نس کبھی زیادہ موٹی ہوجاتی ہے، جس سے پچھلا حصہ اونچا ہوجاتا ہے، اس کو قمع کہتے ہین، یہ جانور کے عیوب مین شمار ہوتاہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ ایڑی کے آخری حصہ مین ایک ورم ہوتاہے، جو کبھی سیب کے برابر بڑھ جاتاہے، یہ اگرچہ زیادہ معیوب نہین ہے، لیکن جانور اس سے جلد تھک جاتاہے، بعض لوگ کہتے ہین، کہ اس سے گھوڑے کی قیمت گھٹ جاتی ہے، یہ ورم کبھی ایڑی کی ہڈی سے ران تک پھیل جاتاہے، اس کے علاج کی ضرورت نہین ہے کیونکہ کوئی زیادہ تکلیف نہین ہوتی،

اور مخ اس مستطیل ورم کو کہتے ہین، جو ایڑی کی دونون ہڈیون کے قریب مٹھون مین ہوتاہے یہ کبھی کھیرا کے برابر لانبا ہوتاہے، چال مین کوئی خرابی پیدا نہین ہوتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ نمک کچل کر اسکی پوٹلی بنائین، اور روغن زیتون جوش دیکر گرم گرم سینکین،

ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ جانور کے اگلے اور پچھلے پیرون مین اعصاب کی کمزوری سے سم کے نیچے مڑجاتے ہین، ہاتھ کے مرض کو طلم اور پیر کے مرض کو حنف کہتے ہین میرے نزدیک اس کا کوئی علاج نہین ہے، عام طور پر لوگ ایسے جانور سے محنت کم لیتے ہین، اور اس کو راحت زیادہ پہنچاتے ہین، مٹھے کی لچک کو طمن بھی کہتے ہین، سم کے قریب کی رگون مین ضعف آجاتاہے، اور ان مین خشکی پیدا ہوجاتی ہے، جسکی وجہ سے گامچی اور سم دونون کج ہوجاتے ہین، اور اس مین سختی آجاتی ہے، عام طور پر لوگ نعل بندی سے اصلاح کرتے ہین، چمڑے کی نعل پیرون مین پہنا دیتے ہین، اور کئی دن تک رہنے دیتے ہین، میرے نزدیک یہ علاج ابتدائی حالت مین مفید ہے، لیکن پرانے مرض کا علاج ناممکن ہے، فقد کا علاج یہ بتایا گیاہے کہ مٹھے کے قریب سے خون نکال لیا جائے، اور اس کے بعد کتان کے ٹکڑے کو سرکہ اور روغن زیتون یا اور کسی اور روغن مین تر کرکے باندھین، یہ کپڑا اتنا بڑا ہو کہ گامچی تک اس سے ڈھک جائے، اسکو مضبوط دھاگے سے باندھین اور تین گھنٹہ تک روغن زیتون اور سرکہ اس پر ٹپکاتے رہین، اس کے بعد پٹی کھول دین اور بصل الخنزیر اور نمک کی مالش کرین اور گرم پانی سے دھوتے رہین، اس مرہم سے انشاءاللہ فائدہ ہوگا،

مٹھے مین سم کی جڑ مین، ہاتھ اور پیر کے پٹھون اور اعصاب مین گھٹنے کے اوپر اور اس کے سامنے کے جوڑ مین ایک ورم ہوتاہے، جو شش کہلاتاہے، یہ کبھی نرم اور کبھی سخت ہوتاہے، ابن قتیبہ نے لکھاہے کہ شش نلی مین ایک وزنی ورم یا مادہ کا نام ہے، لیکن ہڈی کی طرح اس مین صلابت نہین ہوتی، موسیٰ بن نصر نے شش کی تین قسمین لکھی ہین، بعض کو نلی مین اور بعض کو گھٹنا مین اور بعض کو پٹھون مین بتایا ہے، بقراط بیطر نے لکھاہے کہ اگر جانور کو چلنے مین گھٹنے کو آگے بڑھاتے ہوئے دیکھو تو یہ شش ہے، بعض وقت چوٹ یا مار سے یہ ورم ہوآتاہے، اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ گھٹنے کو چلنے مین آگے رکھے، رومیون کے نزدیک شش سم کی جڑ کے ورم کا نام ہے،

ابن ابی حزام نے لکھاہے کہ شش کبھی ہاتھ مین اور کبھی پیر مین ہوتاہے، بسا اوقات لکڑی یا پتھر سے ٹھوکر کھانے سے یہ ورم آجاتاہے، ابتداءً اعصاب مین استرخاء ہوتاہے، اور پھر ورم ہوجاتاہے، یہ کبھی بادام کے برابر اور کبھی اس سے بڑا ہوتاہے، اس مین صلابت زیادہ نہین ہوتی ہے، یہ ورم لانبا ہوتاہے، بکری کی ہڈی کی طرح اس مین نرمی ہوتی ہے، نلی کے عرض مین جو ورم ہوتاہے، وہ زیادہ مکلف نہین ہوتا، لیکن پٹھون اور جوڑون کا ورم بہت ستاتاہے، مثلاً مٹھے، گامچی یا گھٹنہ کا ورم بہت موذی ہے جو ورم گھٹنون کے دونون جانب اندر اور باہر پھیل جاتاہے، اس سے جانور ہلاک ہوجاتے ہین، اس قسم کے مہلک اورام کا علاج مشکل ہے، لیکن ان کے علاوہ دوسری جگہون کے ورم خواہ کتنے پھیلے ہوئے ہون، تکلیف نہین دیتے، نلی کے ورم کے باوجود جانور کام کرتے ہین، یہ ورم غدود کی طرح نرم ہوتاہے، ہاتھ سے چھونے سے حرکت کرتاہے، کبھی ابتداءً نرم پھر سخت ہوتاہے، اور کبھی سخت نکلتا ہے، یہ ورم کبھی گھٹنہ کے جوڑ پر ہوتاہے، اسکو شش غض کہتے ہین اور دوسرے اورام کو شش کہتے ہین،

اس کا علاج یہ ہے کہ ملح اندرانی کو پیسکر گائے کی چربی مین ملائین، اور اسکی پٹی باندھین اس کے دوا کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی دم کرتے جائین،

باسم اللہ اسکن لعظمۃ اللہ اسکن بجلال اللہ اسکن لقدرۃ اللہ اسکن ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم،

نسخہ ۱۲، گلابی سفیدی مائل خردل کے دانے پیسکر اس مین چقندر کا شیرہ ملائین، اور یہ مرہم کی طرح مشش پر لگائین، جہان تک ورم ہو اسی جگہ تک یہ مرہم استعمال کرین، دوا لگا کر پٹی باندھدین، رات بھر رکھکر صبح کو کھولدین، اس طرح کئی بار لگائین،

نسخہ ۱۳:۔ بورہ کرمانی سرخ اور سیندھا نمک دو دو درم لین، اور گائے کی چربی مین حل کرین، پھر دوا لگا کر پٹی باندھین،

نلی کا مشش کا بڑا علاج یہ ہے کہ اس کو صبح اور شام ہاتھ سے سہلاتے رہین، اکثر یہ سہلانے سے تحلیل ہو جاتا ہے، اگر اس طرح کم نہ ہو تو پھر ایک درم سیسہ لین، اور مشش کے برابر اس کو چوڑا کر کے اس پر پٹی سے باندھ دین، جب سہلانا چاہین تو پٹی کھول دین، بعض وقت جانور سفر مین زیادہ پریشان ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے پٹھون مین انتشار پیدا ہو جاتا ہے، اور کسی ایک جگہ پر گرہ کی طرح مشش کے مشابہ ورم پیدا ہو جاتا ہے،

ابن ابی حزام نے اس کا علاج یہ بتایا ہے، سفید پختہ انجیر کو سرکہ مین تین دن تک تر کرین، سرکہ جیسے جیسے جذب ہو، دوسرا سرکہ ڈالتے جائین، جب انجیر خوب پھل جائین، تو ان کو بقدر ضرورت نکال کر پیسین، اور ایک کاغذ کے ٹکڑے مین مرہم کی طرح پھیلا کر ورم پر چپکا دین، دو دن کے بعد یہ پٹی اُتارین، کئی دفعہ اسی طرح دوا لگانے سے ورم تحلیل ہو جائے گا، ورم زائل ہونے کے بعد اگر تم یہ چاہو کہ یہ ورم دوبارہ نہ عود کرے، تو اس کو گودنا مفید ہو گا، جب تک یہ داغ نہ اچھے ہون اس وقت تک سواری کرین، داغنا گودنا اور چھاپنا اکثر اورام کے لئے مفید ہوتا ہے، بلکہ مرض کا قطعی ازالہ ہو جاتا ہے، ان زخمون مین معمولی آلات سے داغین، داغنے کے وقت جانور کو زمین پر گرانے سے بہتر ہے کہ پیرون کو باندھ دین، کیونکہ بعض دفعہ زمین پر گرانے سے ایسی ضرب لگتی ہے کہ جانور ہلاک ہو جاتا ہے، البتہ کسی جگہ پر زیادہ داغنا ہو تو گرا کر یہ عمل کرین، حتی الامکان کھڑا کر کے داغنا زیادہ اچھا ہے، جو گوشہ داغ سے ورم دوبارہ نہین عود کرتا ہے، اس لئے داغ قریب قریب دئے جائین، پہلے خفیف سا داغین، پھر اسی کو دوبارہ داغ دین، داغنے کے بعد قطران

کی مالش کرین، اور تیسری مرتبہ پھر داغدین، قطران کی بجائے شہد بھی لگا سکتے ہین، جلد مین داغنے کی وجہ سے شقوق آجائین، تو پھر داغنا چھوڑ دین، داغنے کے بعد گرم پانی اور نمک چھڑکین،

ایسے وقت مین جو کو علقم کے پانی مین تر کرین، اور پھر جو کو خشک کرین، اور اسی جو کو چارہ مین دین، اس سے اسہال ہو گا، معدہ کے کیڑے اور فاسد مادہ نکل جائے گا، رگ اور پٹھون کی حالت سدھر جائے گی، بعض لوگ علقم کی جڑ کو کوٹ کر پانی مین تر کرتے ہین، پھر اس پانی کو صاف کر کے اس مین جو دو دن کی خوراک کے برابر بھگاتے ہین، اس کے بعد خشک کر کے ایک مٹھی کھلاتے ہین اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے،

فصل

ادویہ مسہلہ کا بیان

ان ادویہ کا ذکر جن سے مسہل یا جلاب دیا جاتا ہے، مختلف ابواب اور فصول مین امراض کے بیان مین گذر چکا ہے، اس وقت صرف ابن ابی حزام کی کتاب سے مسہل کا وہ نسخہ لکھا جاتا ہے، جو پلایا جاتا ہے،

کتے کا پلا جب کھانا شروع کرے، تو اس کو ذبح کر کے کھال صاف کرین، اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے تین پاؤ شراب خالص اور تین پاؤ شہد مین پکائین، اور اس کے شوربہ کو نمک ملا کر تین دن تک آدھ آدھ سیر کی تعداد مین پلائین، اگر کتے کا پلا نہ دستیاب ہو سکے تو سور کی ران اور اسکی گوڑی اسی طرح پکائین اور اسی مقدار مین پلائین،

فصل

عمل (حقنہ) دینے کا طریقہ

حقنہ کے نسخون کا ذکر بھی مختلف طریقہ پر کیا جاچکا ہے، اس وقت وہ نسخہ لکھا جاتا ہے، جو تصفیۂ معدہ اور تخریج ریاح کے لئے مفید ہے، اس سے خارشت اور خشکی دفع ہو گی، خون صاف ہو گا، جسم مین فربہی آئے گی، اور شش اور حلق بالکل صاف ہو جائین گے حقنہ دینے کے لئے ربیع کا موسم زیادہ بہتر ہے،

نسخہ:۔ زیتون یا تم ابیض کا شیرہ لین، اور اسی طرح ایک مٹھی شفتالو کی پتیون کا شیرہ لین، پھر ان کا آٹھوان حصہ شہد کا بھی اور روغن زیتون ہموزن ملائین، ان کو ایک دن اسی طرح چھوڑ دین، دوسرے دن پانچ انڈے کی سفیدی ملا کر عمل دین نقرسی کے علاج مین زیتون کے پانی سے حقنہ دینے کا طریقہ لکھا جاچکا ہے،

نقرس کے مرض مین نطرون (کھیلون) شہد اور گرم پانی ملا کر حقنہ دین، تکان اور پریشانی زائل کرنے کے لئے روغن تل مین گائے یا بکری کی چربی پاؤ بھر ملائین، اور اس سے حقنہ دین، سوء ہضمی اور معدہ مین مٹی جم جانے کی وجہ سے ایک خاص خرابی پیدا ہو جاتی ہے، اس کے لئے سات دانے سیاہ مرچ پیس کر مناسب مقدار گرم پانی مین ملا دین اور اس سے حقنہ دین، دوسرے امراض کے لئے حقنہ کو اسی پر قیاس کر لو،

فصل

تشریح اعضاء کا بیان،

اس باب مین مختلف جگہ گھوڑے کے اعضاء رگ و نس اور پٹھون کا ذکر آیا ہے، جن کے امراض اور علاج معالجہ سے بحث کی گئی ہے، رگون مین فصد دینے کا بیان بھی ذیلی طور پر جاچکا ہے، اب مین پہلے اعضاء کی تشریح کرتا ہون تاکہ ناواقف اس سے اچھی طرح واقف ہو جائے، اس کے بعد فصد کھولنے کا طریقہ آگے لکھونگا،

سم والے جانور کے دو ہاتھ ہوتے ہین، پہلے سم ہوتا ہے، پھر گامچی، پھر مٹھا پھر نلی، اور اس کے بعد ہاتھ ہوتا ہے، ہاتھ کے بعد بازو اور شانہ ہوتا ہے، اور پیر، پہلے سم پھر گامچی پھر نلی پھر کونچ ہوتا ہے، اس کے بعد ران اور کولا ہوتا ہے، صلب یعنی پیٹھ پورے حصہ کو کہتے ہین، جس جگہ پر سوار بیٹھتا ہے، اسکو عربی مین صہوہ کہتے ہین،

موسیٰ بن نصر نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ خشش اگر گھٹنہ مین ہو تو چکنی اور گائے کی ہڈی کا مغز یا گھی وغیرہ ملا کر باندھین، اگر اس سے تحلیل ہو تو پھر داغنے بغیر چارہ نہین ہے، نلی اور اس کے اعصاب کے ورم کے لئے کھجور کو پیسکر اس مین گائے کی ہڈی کا مغز یا گھی اور چکنی لگائین، اس سے کمی نہ ہو، تو صفصاف کو جڑ سمیت پیسین، اور بیل کے پیشاب مین اس کو ملائین، پھر پٹی مین لگا کر باندھین، دو دن تک یہ پٹی بندھی رہے، یا نرگس کی جڑ اور زرد گندھک کے سفوف کو بھیڑ کی چربی مین ملائین، اور اس مرہم کو اخروٹ کے پوست مین لگا کر خشش پر چپکا دین،

نسخہ:۔ زندہ بچھو روغن زیتون مین ڈالدئے جائین جب وہ مر جائین، تو روغن صاف کیا جائے اور اس مین تیلین کھی ملا کر خشش پر لگائین انشاء اللہ ورم تحلیل ہو جائے گا،

اہل روم مشش کے متعلق لکھتے ہین کہ یہ سم کی جڑ مین ایک قسم کا ورم ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ راکھ اور نمک کو ہموزن مقدار مین پیس چھان کر ملائین، مشش کو پہلے آدمی کے بچہ کے پیشاب سے دھوئین اور اوپر سے یہ سفوف چھڑک دین، یا دفلی (کنیر) کا پتہ لہسن کا پتہ اور رائی کا سفوف بنا کر پانی مین پکائین، پھر اوس کا ضماد کرین، اگر اس سے کمی نہ ہو تو زفت کو پگھلا کر لگائین، یا مذکورہ نسخون مین پھٹکری کا اضافہ کر دین، یا روغن زیتون کی پرانی کپی گرم کر کے باندھ دین،

بقراط بیطر نے لکھا ہے کہ زیتون کی نرم ڈالیان اور پتیان لی جائین، ان کو جلا کر راکھ بنائی جائے پھر مشش کے بال کو صاف کرین، اور روغن زیتون کی مالش کرین، اس کے بعد اس راکھ کو کسی لکڑی یا گھاس کی پٹی مین رکھ کر باندھ دین، ایک دن اس کو بندھا رہنے دین، اس طریقہ پر مشش کا مرض امید کہ جاتا رہے گا،

نسخہ اگر تم مشش کو داغنا نہین چاہتے ہو تو پھر تیلین مکھی رائی اور ریذ القریض ہموزن لیکر الگ الگ پیسو، پھر سفید موم کو گرم کر کے یہ سفوف اس مین ڈال دو اور مرہم کی طرح استعمال کرو، مشش کی جگہ کے بال اڑانے کے بعد اس مرہم کو اخروٹ کے پوست مین رکھکر مشش پر باندھدو، ایک دن کے بعد پٹی کھولی جائے، دوسرے دن مادہ بہ جائے گا،

نسخہ:۔ گول مرچ دو سودانے اور کندر اسی کے ہموزن لیا جائے، اور ان دونون کے وزن کے برابر نرگس کی جڑ لیجائے، اور ان ادویہ کے ایک تہائی کے برابر گائے کے گردون کی چربی جمع کیجائے، ان دواؤن کو پہلے پیسکر سفوف بنایا جائے اور پھر اس مین یہ چربی ملا دی جائے یہ مرہم تین چار مرتبہ لگائین،

بقراط بیطر کا قول ہے کہ اگر جانور چال مین گھٹنہ آگے بڑھاتا ہو تو یہ مشش کی علامت ہے، ابتدائی حالت مین نشتر دیکر پانی نکالنا زیادہ مفید ہے، نشتر کے بعد زفت نیم گرم لگائین، دس دن تک جانور کو باندھ دیا جائے، مشش اگر زیادہ بڑا ہو تو بھی پانی نکالا جا سکتا ہے، اور اس کے بعد قیر گرم کر کے لگایا جائے اس کے بعد بھی یہ ورم داغا جاتا ہے، ایسے جانور کو بیس دن تک بندھا رکھتے ہین، داغنے کے بعد سات دن

تک روغن زیتون چھڑکتے رہین، اگر یہ ورم بہت زیادہ پھیلا ہوا ہو، تو بھی پانی نکال کر سات دن تک قیر اور روغن زیتون لگائین، اور پھر داغدین، داغنے کے بعد دو دن تک پٹی باندھین، اور پھر دو دن رتم اور انار کے پوست پیسکر لگائین،

نسخہ:۔ اگر بغیر نشتر دئے علاج کرنا چاہتے ہو، تو گرم گرم روغن زیتون ورم پر ٹپکاتے رہو، ورم تحلیل ہو جائے گا،

نسخہ:۔ خشک انجیر کو سرکہ مین تر کرین، جب خوب پھلجائین تو ان کو کپڑے مین پھیلا کر مشش پر لگائین، دو دن کے بعد یہ پٹی بدل دین، غذا مین ہلکی چیزین دین، پانی مین چلانا مفید ہے،

جہان پر دونون شانے ملتے ہین، اس کو حارک یعنی دھو کہتے ہین، عربی مین اس کو کاہل بھی کہتے ہین، گردن کو ہادی اور اس کی جڑ کو قہرہ کہتے ہین، شانے اور بازو کے جوڑ کو منکب یعنی مونڈھا کہتے ہین، کولون کے جوڑ کو جس پر ردیف یعنی پچھلا سوار بیٹھتا ہے، قطاۃ یعنی پٹھا کہتے ہین، سرین کے اوپر کے حصہ کو کولا کہتے ہین، پیر کے جوڑون کو رکبہ یعنی گھٹنہ کہتے ہین، اور گھٹنہ کے سامنے کے جوڑ کو ظنبوب اور ہڈی کو داغصہ کہتے ہین، ہونٹ کے نچلے حصہ کو جحفل کہتے ہین، دم کی جڑ کو عکوہ کہتے ہین، نلی اور گامچی کے درمیانی جوڑ کو حوشب یعنی مٹھا کہتے ہین، سم کے اگلے حصہ کو سنبک یعنی سم کا پنجہ اور پچھلے حصہ کو عقب یعنی ایڑی کہتے ہین، سم کے اطراف کے بال کو اشعر یعنی سم کی بھون کہتے ہین، مٹھے کے نیچے کے بالون کو ثنان کہتے ہین، ہاتھ کی ان موٹی نسون کو جو نیچے تک آتی ہین، عمامان کہتے ہین، اس کے بعد ناخن شروع ہوتا ہے،

فصل

ان رگون کا بیان جنمین فصد دینا علاجاً مفید ہے،

ودا جین ان دونون رگون کو کہتے ہین جو گردن کی پٹی مین ہوتی ہین، ان کے فصد کھولنے کو تودیج

کہتے ہین، ناخران کے متعلق اصمعی نے لکھا ہے، کہ یہ دونون سینہ کی رگین ہین، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ
یہ دونون رگین شبکہ کے مرض مین کھولی جاتی ہین، اوران کے کھولنے کو تصدیر کہتے ہین، ناظران ان دو رگون
کو کہتے ہین جو گوشہ چشم مین ناک کی طرف ہوتی ہین، ان کے کھولنے کو تکحیل کہتے ہین، صافنان ہاتھ کی دو رگون
کو کہتے ہین، جو گھٹنہ مین ہوتی ہین، نسیان ان دو رگون کو کہتے ہین جو رانون مین ہوتی ہین قایلان اُن دو رگون کو
کہتے ہین، جو ران مین ابھری ہوئی ہوتی ہین انکے علاوہ بھی دوسری رگین ہین، جو علاجاً کھولی جاتی ہین، دو رگین
ایڑی مین ہوتی ہین، جنکے کھولنے کو تخنیج کہتے ہین، ران کی رگون کے کھولنے کو تفخیذ کہتے ہین،

تدویج، تصدیر، تخنیج، تفخیذ، تکحیل، اور تبلیغ وغیرہ کے طریقۂ عمل کے متعلق ابن ابی حزام نے لکھا ہے، فصد
کھولنے کے لئے اچھے لوہے کا نشتر بنایا جائے، جسکا سرا بہت پتلا اور نکیلا ہو، اور تبلیغ کے لئے چاقو کا پھل
چوڑا رکھین، فصد کھولنے کے لئے نشتر کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے اس طرح پکڑین، جیسے قلم پکڑا جاتا ہے، نشتر
کا پورا پھل ہتھیلی کے اندر صرف ناخن کے برابر باہر نکالین، اور آہستہ رگ مین اوپر کی جانب شگاف دیدین، تدویج کیلئے
نشتر کو شاخ یا لکڑی کے خول مین رکھین، صرف انگوٹھے کے ناخن کے برابر باہر رکھین، نشتر دینے مین جلدی نہ کرنا
چاہئے، اطمینان سے رگ پہچاننے کے بعد نشتر دین خصوصاً وداجین یعنی گردن کی رگون مین کافی احتیاط کی
ضرورت ہے، فصد کھولنے سے قبل جانور کو اچھی طرح باندھ لینا چاہئے، اور گردن کو زور سے دبانا چاہئے تاکہ رگ
نمایان ہوجائے، یہ جگہ نہایت خطرناک ہے، اگر غلطی سے تمھارا ہاتھ حلق کی رگ مین لگ گیا، تو پھر جانور کا
زندہ رہنا دشوار ہے، بعض قدما تدویج کے اس بنا پر مخالف ہین، کیونکہ اس سے مری کے کٹنے یا پھٹ جانے
کا اندیشہ ہے، بعض دفعہ رگ کی شناخت مین دقت ہوتی ہے تو ایک ہی جگہ پر کئی بار نشتر لگ جاتا ہے، جس سے
جانور ہلاک ہوجاتا ہے، ان قدما کی رائے ہے کہ تدویج کی بجائے تصدیر، اور تخنیج سے فائدہ اٹھایا جائے،
یہ دونون عمل تدویج سے زیادہ محفوظ ہین، تخنیج تو ایڑی کی موٹی نس مین نشتر لگانے کو کہتے ہین، داہنے
اور بائین پیر کی ایڑیون مین فصد دیا جاتا ہے، فصد کے دیتے وقت گھوڑے پر زین وغیرہ رکھین، تاکہ یہ
رگین نمودار ہون، بعض یہ کہتے ہین کہ یہ دونون رگین گردن کی رگ یعنی وداجین سے تعلق رکھتی ہین، تدویج
کی بجائے تصدیر سے بھی فائدہ پہنچتا ہے، سینہ کی یہ رگین بھی وداجین سے لگاؤ رکھتی ہین، فصد خواہ کسی

رگ مین کھولی جائے، احتیاطی تدابیر کو ہر جگہ ملحوظ رکھنا چاہئے، تکحیل گوشۂ چشم کی رگون مین فصد دینے کو
کہتے ہین،

یہ دونون ناظران کہلاتی ہین، ناک سے گذر کر نیچے کی طرف آتی ہین، ان مین فصد دینے سے شبکہ
کے مرض مین فائدہ ہوتا ہے، صافن کی رگ مین فصد دینا ہو تو گھٹنہ سے نیچے تک پیر مین مضبوطی سے رسی باندھ دو
تاکہ اس بندش سے رگ نمایان ہوجائے، اور جب خون بند کرنا چاہو تو رسی کھولدو،

فصل

خون نکالنے کے فوائد،

ان رگون سے خون نکالنا بلا کسی خاص علت یا ضرورت کے نہین ہوتا ہے، ہیجان خون
اور دوسری علامتین جو کسی خاص مرض پر دال ہون، ان کی وجہ سے یہ عمل کیا جاتا ہے، مثلاً تدویج اس
وقت کی جاتی ہے جب کہ جانور زیادہ توانا اور تندرست ہو، گوشت اور خون زیادہ ہو، ایسے جانور کی رگ
وداج مین ہر تیس دن کے بعد فصد دینا چاہئے، تاکہ وہ صحیح اور تندرست رہے، ربیع کا موسم اس سے مستثنیٰ
ہے، اس مین فصد کھولنا ممنوع ہے، لیکن کمزور، پست اور تھکے ہوئے جانورون مین یہ عمل ان کی حالت کے
اعتبار سے کیا جاتا ہے، ہیجان خون کی علامت یہ ہے کہ آنکھ کی دونون رگون مین ابھار ہو، سر اور چہرہ کی رگون
مین جنبش اور پھڑک ہو، سانس بھاری ہو، آنکھین مخمور ہون، سر اور کان مین استرخا ہو، جسم مین گرمی معلوم ہو
اور زبان مین خشکی کے آثار ہون، اگر یہ علامتین پائی جائین تو تازہ یا خشک انگور کو پانی مین تر کرکے کھلائین
اور سات دن تک جو کھلانے سے پرہیز کرین، اس کے بعد تدویج کا عمل کرین، اگر ان مین سے بعض علامتین
بھی پائی جائین، تو بھی تدویج کا عمل کرین، نشتر کے بعد اگر خون کی روانی نہ کم ہو تو لبان کا سفوف بلی کے
بال مین لپیٹ کر اس جگہ پر بھر دین، اس سے خون بند ہوجائے گا، یا زخم پر مرہم کی پٹی باندھین، اس پٹی پر مرہم

لگانے کے بعد چکی کا برادہ یا راکھ چھڑک دیں، پھر اتنی پٹی لگائیں،

فصد سے اگر رگیں متورم ہو جائیں، تو ان کو گرم پانی سے دھوتے رہیں اور پیاز کو بھون کر ضماد کریں،

اگر اس سے کم نہ ہو تو یہ مرہم لگائیں،

نسخہ:۔ موم، مور کی چربی، گائے کی پنڈلی کی ہڈی، نمک اور روغن زیتون وغیرہ کو ہموزن لیں

اور پھر اس میں ایک دوا نصف مقدار میں زفت ڈال کر پکائیں یہ مرہم مفید ہوگا، قطران کی مالش بھی کرتے ہیں،

تاکہ زخم پر مکھیاں نہ بیٹھ سکیں،

شبکہ کی بیماری میں مٹھے کے قریب کی رگوں میں فصد کھولنا مفید ہوتا ہے، فصد سے قبل بازو سے

نیچے ہاتھ سے مالش کر کے خون اُتاریں، اس کے بعد بازو سے مٹھے تک رسی لپیٹ دیں، درمیان میں کوئی جگہ

خالی نہ چھوڑیں، اس کے بعد بھی مالش جاری رکھیں، رگیں جب صاف طور پر نظر آئیں، تو فصد دیدیں،

جب مناسب مقدار میں خون نکل جائے، تو پھر رسی کھول دیں، اور زخم پر نمک چھڑک دیں، ایسے جانور کو

پانی میں جانے سے روکیں، اور جو سے پرہیز کریں، ایسی صورت میں سبز گھاس وغیرہ چارہ میں دیں، اگر تر گھاس

نہ مل سکے تو پھر خشک گھاس کھلائیں، دس دن تک اس کو آہستہ آہستہ ٹہلا کر چلنے کی عادت ڈالیں، اس

کے بعد سم میں نعل باندھ دیں، تاکہ یہ سخت ہو جائیں، بعض وقت تالو میں بھی فصد دیا جاتا ہے، جس کو تحنیک

کہتے ہیں، اس رگ میں درجۂ ثالثہ اور رابعہ کے قریب فصد دینا چاہیئے، باب کے قریب فصد دینے

سے خون کا بند ہونا دشوار ہو جاتا ہے،

فصل

شہسواری کے اصول

مہلب بن ابی صفرہ اور ابن ابی حزام کی کتابوں سے یہ بیان ماخوذ ہے، جو شخص گھوڑے سواری کا

عادی ہوتا ہے، اس کو چند قاعدے واقف ہونا ضروری ہے، زین پر بیٹھنا لگام پکڑنا، گھوڑے کو قابو میں رکھنا

ان سب طریقوں سے واقفیت ایک امر لابدی ہے، زین ہمیشہ چوڑی بنائی جائے تاکہ ہر طرف اچھی طرح

پلٹ سکے چھوٹی زین سے سوار کو تکلیف ہوتی ہے، ابن ابی حزام کا قول ہے کہ زین کے اندر مضبوط لکڑی

یا کوئی سخت ڈالی جائے، بیٹھنے کی جگہ کشادہ ہو، زین کے کنارے اگلے اور پچھلے اٹھے ہوئے ہوں زین

کے سامنے کا قلادہ چمڑے کا ہو، دو تنگ ہوں تو زیادہ بہتر ہیں، رکاب ایک وزن کے ہوں ان کے حلقہ نہ

زیادہ کشادہ اور نہ زیادہ تنگ ہوں رکاب کا وزنی ہونا اچھا ہے، رکاب ڈوری یا چمڑے میں لگائی جائے

ان کی لمبائی ہر دو جانب یکساں ہوں، رکاب پیر کے لحاظ سے چھوٹی بڑی رکھیں، لیکن رکاب کا چھوٹا

ہونا خدشہ سے خالی نہیں ہے، بعض دفعہ گھوڑے کے کودنے یا تیز جانے کے وقت سوار کا پیر رکاب سے نکل جاتا ہے،

اور بعض وقت بلاتحاشا روکنے سے گھوڑا الٹ جاتا ہے، اسلئے رکاب بڑی رکھیں،

لگام نیزکی[1] یا اس کے مشابہ ہو، کیونکہ عام شہسوار اسی لگام کو لگاتے ہیں، لگام گھوڑے کی قوت

کے لحاظ سے وزنی رکھی جائے، ابتداً مختلف قسم کی لگام لگا کر رکھیں، جو جانور کے موافق آئے اور ہلکی معلوم ہو

وہی برابر لگائیں، لگام کا وہ حصہ جو گال پر ہوں، یعنی سر دوال چھوٹا ہونا چاہیئے، بعض جانور کے جبڑے کمزور

ہوتے ہیں، اگر لگام کا یہ حصہ لانبا اور ڈھیلا ہو تو جانور پر بوجھ زیادہ پڑتا ہے، اور اس کی وجہ سے دانت میں

چوٹ لگتی ہے اور چال میں خرابی آجاتی ہے، لگام کا دہانہ جو منہ میں ہوتا ہے، مضبوط ہونا چاہیئے، کیونکہ یہی

لگام کا جزو اعظم ہے،

مہلب بن ابی صفرہ کا قول ہے کہ باگ اتنی لانبی ہو کہ وہ حنائے زین تک پہنچ سکے، اس سے زیادہ

لانبی باگ سے سوار کچھ نہ کچھ کھیل کرتا رہتا ہے، ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ جب تم گھوڑے پر بیٹھنا چاہو، تو پہلے

زین رکھوا اور اپنے ہاتھ سے تنگ کسو اگر کوئی دوسرا شخص تنگ کسدے تو بیٹھنے سے قبل اس کا اندازہ کر لو،

کیونکہ اگر تنگ ڈھیلا ہو جائے، اور سوار کے ہاتھ میں اسلحہ بھی ہوں، تو زین سرک جانے کا اندیشہ ہے، تنگ

جسقدر سخت کسا ہوگا، اسی قدر زین جسم سے ملصق رہے گی، اور زین کی حرکت سے تنگ ڈھیلا نہ ہوگا، گھوڑے

[1] یہ کوئی خاص قسم کی لگام ہے، ترک اس چھوٹے نیزہ کو کہتے ہیں، جسمیں دندانے ہوں، ممکن ہے کہ کوئی خار دار لگام ہو، ۱۲ مترجم

پر بیٹھتے وقت بائین ہاتھ مین کوڑا لو، اور دامن سمیٹ کر گھوڑے کے بائین جانب رکاب کے قریب تھوڑی دیر
تک خاموش کھڑے رہو، گھوڑے کے ہاتھ کے قریب سٹ کر کھڑا ہونا معیوب ہے، تمھارا بایان پہلو اس کے
مونڈھے کے قریب ہو، اس کے بعد بائین ہاتھ سے لگام اور ایال پکڑو، اگر ایال نہ ہو تو زین کا اگلا حصہ پکڑ لو،
اور پھر باگ کو بائین جانب تانو تاکہ گھوڑے کا سر تمھارے قریب ہو جائے اور بیٹھتے وقت وہ آگے نہ بڑھ جائے،
باگ زیادہ نہ سخت کرو، ورنہ جانور گھوم جائے گا، یہ طریقہ اسلئے بتایا گیا ہے کہ بعض دفعہ باگ اگر سخت نہ
کی جائے، تو گھوڑا بھاگنے لگتا ہے اور سوار کا بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے، خصوصًا نیزہ اور ہتھیار کے ساتھ تو اور
دشوار ہے، اس کے بعد بایان پیر کا وسط قدم رکاب مین ڈال کر مونڈھے کے محاذ مین رکھو، رکاب کا پیٹ
مین لگانا معیوب ہے، اس کے بعد داہنے ہاتھ سے زین کے کنارون مین سے کسی ایک کو پکڑو، میرے نزدیک
پہلا حصہ پکڑنا زیادہ ٹھیک ہے، پھر نہایت سکون اور اطمینان سے اپنے جسم کا توازن قائم رکھتے ہوئے بیٹھ جاؤ،
اگر سائس داہنی رکاب پکڑے تو بہتر ہے، بیٹھنے کے بعد داہنا پیر رکاب مین رکھو، پھر رکاب کے سہارے
پر کھڑے ہو کر کپڑے سمیٹ لو، شہسوار عمومًا پہلے کپڑے سمیٹ لیتے ہین، پھر بیٹھتے ہین، لیکن میرے نزدیک
بیٹھ کر کپڑے سمیٹنا بہتر ہے، ان تمام صورتون مین بائین ہاتھ سے باگ نہ چھوڑین، بیٹھنے کے بعد دونون ہاتھ
مین باگ بچا کر گھوڑے کے سر کو سیدھا کرین، اور پھر ایڑی مار کر قدم چلانا شروع کرین، گھوڑے
کو کبھی جسم کی حرکت سے نہ چلائین، اور نہ پیرون سے پیٹ مین مارین، ہوشیار سوار اس قسم کی حرکت
نہین کرتے ہین،

گھوڑے سواری کا گر یہ ہے کہ گھوڑے پر بھی نشست اچھی ہو، باگ کی گرفت ٹھیک ہو، پیٹھ سیدھی ہو
مونڈھے برابر ہون، کسی ایک طرف مائل نہ ہون، جسم آگے کی طرف جھکا نہ ہو، اور نہ پیچھے کی جانب ٹیک
لگائے ہو، سینہ نہ تو سامنے نکلا ہو، اور نہ کوزہ پشت ہو، غرضکہ نشست مین استواری اور استحکام ہو، گھوڑے
پر بیٹھنے کے بعد تم کو چاہئے کہ رکاب مین پیرون کو سیدھا کرو اور رانون کو پھیلا دو، رکاب کے اندر پیر کا زیادہ حصہ نہ داخل کرو
بلکہ وسط قدم یا صدر قدم کا اندر ہونا کافی ہے، پیر ڈالنے کے بعد رکاب کو آگے کی جانب کھینچو، تاکہ تمھاری نگاہ
اپنی انگلیون پر پڑ سکے، کیونکہ اصل شہسواری تو زین پر صحیح نشست اور ران کا پھیلاؤ ہے، اور جانگون

کی گرفت اور سکون کے ساتھ بیٹھنا ہے،

بعض شہسوار گھوڑے پر زانو کے بل پر بیٹھتے ہین وہ رکاب مین پیر ڈال کر کھڑے ہو جاتے ہین، اور
پھر زین کو قابو مین کر کے بیٹھ جاتے ہین، رکاب مین وسط قدم رکھنے سے نشست ٹھیک رہتی ہے، البتہ نیزہ
یا کوئی ہتھیار ساتھ ہو تو داہنے پیر وزن ڈالنا بہتر ہے، اور تیر انداز کو بائین پیر وزن ڈالنا چاہئے، نشست
ٹھیک رکھنے کے لئے دونون پیرون کا رکاب مین جما رکھنا، اور جانگون سے زین کو گرفت مین رکھنا، اور باگ
کو ہر وقت قابو مین رکھنا ضروری ہے، باگ کو گردن کے آخری حصہ مین پکڑنا چاہئے، بیٹھنے کے بعد سر کو سیدھا
کرین اور مناسب اندازے ڈھیلی یا سخت رکھین،

جو شخص ان چیزون پر قدرت حاصل کرے گا وہی شہسوار ہوگا، خوب یاد رکھو، سواری کی اصل یا فرع
باگ کی صحیح گرفت ہے، باگ کو میزان کہو یا حساب ہر سوار اسکو درست نہین رکھ سکتا ہے، ناواقف ہمیشہ دھوکہ
کھا جاتا ہے، اسکی شناخت یہ ہے کہ جسقدر گھوڑے کا سر سیدھا ہو، اسی قدر سوار ماہر ہے، ہمیشہ باگ مین
ایسی جنبش یا حرکت ہونی چاہئے، کہ گھوڑا لگام کو چباتا رہے، کیونکہ جانور ہمیشہ سوار سے متوقع رہتا ہے کہ وہ
ہوشیار رہے، جب تک لگام مین جنبش ہوگی، اس کو اندازہ ہوگا کہ سوار ہوشیار ہے، غفلت سے بڑا نقصان
پہنچتا ہے، جانور جب کبھی منہ کے جانب جھکتا ہے، تو لگام منہ سے نکل جاتی ہے، باگ کو کبھی ڈھیلی نہ رکھو،
ورنہ تمھاری غفلت سے جانور الجھ کر گر پڑے گا، گرفت ٹھیک رکھو اس کا یہ مطلب نہین ہے کہ جانور کے ساتھ
نرمی کا برتاؤ کرو، بلکہ میرے نزدیک اس پر جابر اور قاہر ہونا نرم اور رحمدل ہونے سے بہتر ہے، تیز رفتاری کے وقت
لگام ڈھیلی نہ کرو، ورنہ پھسل جانے کا ڈر ہے،

ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ اگر تم شہسوار بننا چاہتے ہو تو سب سے پہلے ننگی پیٹھ پر بیٹھنے کی مشق کرو،
کیونکہ بغیر ننگی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے تم سوار نہین کہلا سکتے ہو، زین اسوقت تک تمھارے قابو مین نہین آسکتی
جب تک کہ تم ننگی پیٹھ پر بیٹھنے کی عادت نہ کرو، پویا یا کسی اور تیز چال کے وقت ایسے جاہل سوار کی نشست
ٹھیک نہین رہتی ہے، بلکہ وہ ہر وقت حرکت کرتا رہتا ہے، جسکی وجہ سے گھوڑا بدک جاتا ہے، تم جب
سواری سیکھو تو پہلے کپڑے پہن کر گھوڑے کو لگام دو، اور معمولی جھول ڈال دو، اور تنگ اور قلادہ باندھ دو،

اس کے بعد بائین مونڈھے کے قریب بائین ہاتھ سے باگ اور ایال پکڑ کر جلدی سے بیٹھ جاؤ، جھول پر بیٹھنے کے بعد ننگی پیٹھ پر بیٹھنا آسان ہے، بیٹھنے کے بعد باگ کو گردن کے قریب پکڑو، اسکے بعد اپنی پیٹھ سیدھی اور رانون سے زین کو دونون طرف سے دباؤ، اور پیٹھ کے رخ پر زیادہ سرک کر بیٹھو، اسکے بعد گھٹنہ، پنڈلی اور قدم کو گھوڑے کے مونڈھون کی طرف کرو، تاکہ تم پیر کی انگلیون کو برابر دیکھ سکو، تمھاری نشست کا زیادہ وزن رانون پر ہونا چاہئے، جو شخص ایسا کرے گا، وہ قوت کے ساتھ بیٹھ سکے گا، بیٹھنے کے بعد لگام سیدھی کر کے ایڑی لگا کر چلاؤ، ابتدا رفتار معمولی رکھو، تاکہ باگ تمھارے قابو مین رہے، جب تم اس رفتار مین اپنے کو سنبھال سکو گے، تو پھر تیز رفتاری مین بھی سنبھال لوگے، پہلے اسکو اپنی چال پر چلنے دو، پھر پویا یا سرپٹ دوڑاؤ، پویا مین بھی زیادہ تیز نہ کرو، اس چال مین سوار کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے، اکثر سوار پریشان ہو جاتا ہے، چال کی ابتدا، اور انتہا، دونون حالتون مین اپنی نشست برابر رکھو، دوڑتے ہوئے گھوڑے کو یکایک نہ روکو، بلکہ آہستہ آہستہ لگام سخت کرو، اور آخر مین آدمی کی چال سے چلاؤ، ان ہی دونون حالتون مین زین پر مضبوطی سے قائم رہنا سوار کی ہوشیاری پر دال ہے، گھوڑے کو زیادہ دیر تک بعید مسافت مین دوڑانا بھی کوئی اچھی بات نہین ہے، خصوصًا ایسے جانور پر سوار ہو کر نیزہ بازی نہین کی جا سکتی ہے، گھوڑا اگر تعلیم یافتہ ہو، تو وہ سوار کے ایک اشارہ سے فورًا رک جاتا ہے، لیکن غیر تعلیم یافتہ گھوڑے کو اچانک روکنا برا ہے، کم سے کم دو تین مرتبہ روک روک کر چلائین، پہلی مرتبہ سے دوسری مرتبہ باگ کو زیادہ سخت کرین، اس طرح تدریجًا روکین، اور ہر وقفہ مین باگ کو ڈھیلی کر دین، اگر ایسا نہ کرین گے تو گھوڑا پھر تیز دوڑنے لگے گا، باگ کو دونون جانب سے کھینچنا چاہئے، تاکہ سر وسط مین رہے، اور کسی ایک جانب مائل نہ ہو جائے، گھوڑے کے پچھلے حصہ پر بھی نگاہ رکھو، اس مین بھی کسی جانب میلان نہ ہو، ناواقف سوار جب کسی گھوڑے کو یکایک روکتے ہین، تو زین سمیت الٹ جاتے ہین، روکنے مین گھوڑے کے منہ زخمی کرنے سے بچانا چاہئے، باگ کی خراب گرفت سے اسکا منہ عمومًا زخمی ہو جاتا ہے،

جب تم ننگی پیٹھ پر بیٹھنا سیکھ جاؤ گے، تو انشاء اللہ سواری کی مہارت بہت جلد ہو جائے گی، اسکے بعد زین رکھکر سواری شروع کرو، زین سواری مین بھی مذکورہ قواعد کا لحاظ رکھو، جب تم ان قواعد سے

اچھی طرح واقف ہو جاؤ گے، تو شہسواری مین تمکو ایسا ملکہ ہو جائے گا، کہ تمھارے جسم کی ہر حرکت قاعدہ کے اندر ہو گی، حتی کہ جب تم غافل ہو جاؤ، یا کسی اور مشغلہ مین لگ جاؤ، تو بھی نشست ٹھیک رہے گی، اسکے بعد تم نیزہ بازی، تلوار چلانا، اور جنگ کرنا سیکھو، اگر تم کو اتنی مہارت نہ حاصل ہو تو اس قسم کا کھیل گھوڑے پر نہ کرو، ان طریقون کے جاننے کے بعد جنگ کے اصول سے واقفیت حاصل کرو، گھمسان جنگ مین شب بیداری کر کے لڑنے کا طریقہ، میدان جنگ مین سرعت سے گھسنے اور بھاگنے کا طریقہ، مقابل کو میدان مین للکارنے کا طریقہ اور اس پر حملہ کرنے کے بعد پیچھے پھرنے کا طریقہ اور دوسرے جنگی حالات سے واقفیت ضروری ہے،

سوار کو چاہئے کہ جب سفر درپیش ہو تو دو بٹی ہوئی مضبوط ڈوریان گول یا چوڑی ساتھ رکھے، بسا اوقات دور دراز سفر مین گھوڑے کی جست سے تنگ ٹوٹ جاتا ہے، اور زین گردن پر آ جاتی ہے، اگر دو بٹی ہوئی ڈوریان ہونگی تو جب ایک ڈوری ٹوٹ جائے گی، تو دوسری ڈوری زین کو باقی رکھ سکے گی، اگر ایسا نہ کر سکے تو دوہری رسّی ساتھ لے، تاکہ ایک تہ کے ٹوٹنے پر دوسری تہ سنبھال سکے، بغیر تنگ کے اگر کبھی زین پر بیٹھنے کا اتفاق ہو، تو داہنی رکاب کو قلادہ کے قریب لاکر بائین رکاب پر بایان پیر رکھ کر جلدی سے بیٹھ جاؤ، اور داہنے ہاتھ سے لگام اور زین پکڑو،

فصل

نیزہ کے ساتھ سواری پر بیٹھنے کا طریقہ،

جب تم گھوڑے پر نیزہ کے ساتھ بیٹھنا چاہو، تو باگ اور زین کے اگلے حصہ کو بائین ہاتھ سے پکڑو، اور نیزہ کو اپنے ہاتھ مین لیلو، اسکے بعد گھوڑے کے سامنے تھوڑی دیر کھڑے رہو، نیزہ کا نچلا حصہ زین داہنے پیر سے ذرا فاصلہ پر رکھو، اسکے بعد بائین رکاب مین پیر ڈال کر حسب معمول بیٹھ جاؤ، بیٹھنے کے بعد ہی نیزہ کو

داہنے جانب لے لو، جب اطمینان سے بیٹھ جاؤ، تو نیزہ اور باگ کو بائین ہاتھ مین رکھکر کپڑے سمیٹ لو، اسکے بعد فوراً نیزہ کو داہنے جانب لے لو، یہ صورت اسوقت کرو، جبکہ تم میدان یا کشادہ جگہ پر ہو، لیکن اگر تمھارے قریب آدمی ہے، یا کوئی درخت سامنے ہو، جسمین نیزہ کے پھنسنے یا آدمی کے زخمی ہونے کا اندیشہ ہو تو نیزہ کو بائین ہاتھ سے ایال کے ساتھ پکڑ لو، اور داہنا ہاتھ زین پر رکھکر بیٹھ جاؤ، جب تم نیزہ کے ساتھ اترنا چاہو، تو نیزہ کو بائین جانب گرا دو، گھوڑے کے بائین پیر کے قریب اترو، اترتے وقت تمھارا داہنا ہاتھ زین پر ہو، جسوقت اتر جاؤ فوراً نیزہ کو داہنے ہاتھ مین لے لو، ورنہ گھوڑے کے پیر سے نیزہ کے ٹوٹ جانے اور گھوڑے کے زخمی ہونے کا اندیشہ ہے، جب کبھی نیزہ زمین پر گر جائے، تو کبھی گھوڑے پر بیٹھے ہوئے زمین سے نہ اٹھاؤ، بلکہ فوراً اتر کر ہاتھ سے اسکو اٹھا لو، کیونکہ اگر نیزہ گھوڑے کی ٹاپ کے نیچے رہ گیا تو اسکے مڑنے یا ٹوٹنے کا اندیشہ ہے، ان تمام طریقون سے سوار کو واقف ہونا ضروری ہے،

جب تم ڈھال لے کر سوار ہونا چاہو، تو ڈھال کو بائین بغل مین دبا لو، اور اس طرح بیٹھو، جیسا کہ تم ابھی سیکھ چکے ہو، ردیف یعنی پیچھے ایک آدمی کو بٹھال کر سوار ہونا چاہو، تو بائین پیر کو بائین رکاب مین رکھو، اور زین کے اگلے حصہ کو داہنے ہاتھ سے باگ کے ساتھ پکڑ کر بیٹھ جاؤ، زانو سے زین کو پار کرو،

ابن ابی حزام کی کتاب مین گھوڑے کو کوڑے یا چابک سے مارنے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ ہمیشہ گھوڑے کی غفلت کی حالت مین کوڑا مارو، کیونکہ اس کا باخبر رہنا برا ہے اس سے عادت بگڑ جاتی ہے، اسلئے اس سمت سے اس کو کوڑا مارنا چاہئے کہ اسکو پتہ نہ چل سکے، کہ کدھر سے مار پڑی،

سوار کو ڈھال تلوار اور نیزہ بازی سے واقف ہونا چاہئے ابن ابی حزام نے لکھا ہے کہ سوار کو تلوار کے حملہ کو وسط ڈھال پر روکنا چاہئے، اور نیزہ کو ڈھال پر سر کی جانب سے روکنا چاہئے تاکہ دوسرے ہاتھ سے نیزہ چلا سکے، سینہ کو کبھی مقابل مین نہ آنے دو، ورنہ ضرب لگ جائے گی، ہمیشہ ڈھال کو نیزہ کے سامنے رکھے، ایسا نہ ہو کہ نیزہ کپڑے مین لگ جائے، تلوار چلانے مین زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ بہت سے لوگ میدان جنگ مین اپنی تلوار سے اپنے گھوڑے کا بازو یا ران یا کان یا اپنا پیر کاٹ ڈالتے

ہین اس لئے جب تم گھوڑے پر بیٹھ کر میدان مین مقابلہ کرنا چاہو تو رکاب کو اس طرح محفوظ رکھو کہ انگلیان باہر نہ دکھائی دین جب تلوار چلانا شروع کرو، تو اپنا پیر گھوڑے کے اگلے پیر اور سر کو خوب ہوشیاری سے بچاؤ جب تم کسی دشمن پر تلوار مارنا چاہو، تو ہمیشہ داہنے جانب سے حملہ کرو، اور نیزہ بائین جانب سے مارو، نیزہ ہمیشہ ہلکا رکھنا چاہئے، بلکہ تمام ہتھیار جسقدر ہلکے ہو، اسی قدر کارآمد ہوتے ہین، نیزہ کا طول دس ہاتھ ہو یا زیادہ سے زیادہ گیارہ ہاتھ ہو، نیزہ نہ تو زیادہ موٹا ہو اور نہ زیادہ پتلا ہو، موٹے نیزے پر انگلیان کم جمتی ہین، نیزہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ نہ اتنا وزنی ہو کہ ہاتھ بھر جائے اور نہ اتنا ہلکا ہو کہ انگلیان ہتھیلی سے ملجائین، گھوڑے کو نیزہ بازی یا تلوار چلانے کے وقت قابو مین رکھنا چاہئے،

فصل

ابن حجاج کی کتاب سے سوار کیلئے ضروری ہدایتین لکھی جاتی ہین جنکے بغیر اس کو مفر نہین،

سوار کو گھوڑے کی نگہداشت سے غافل نہ رہنا چاہئے، اس کے رہنے کی جگہ صاف اور ستھری رکھنی چاہئے، چارہ اور پانی وغیرہ کا پورا خیال رکھنا چاہئے، روزانہ اسکے ہاتھ پیر اور تمام جوڑون کو چھو کر دیکھنا چاہئے، رگ اور پٹھون مین اونچ نیچ یا کوئی اور نقصان معلوم ہو، فوراً نرمی سے اس کی اصلاح کرنی چاہئے، اس دن اس کو باہر نہ نکالا جائے، بدن کی خوب مالش کی جائے، اور پانی مین کھڑا کیا جائے تاکہ معمولی مرض کی اصلاح ہو جائے،

یہ معلوم رہے کہ ابتدا مین امراض چھوٹے اور ہلکے رہتے ہین، لیکن ان کو چھوٹا ہرگز نہ سمجھنا چاہئے، اگر ذرا بھی غفلت کی گئی، تو یہ مرض بڑھ کر جانور کی ہلاکت کا باعث ہوگا، ایسی حالت مین

جب کہ جانورمین کوئی مرض پیدا ہوجائے، تو ہوا یا پانی سے پرہیز کرنا چاہئے خصوصًا زیادہ مسافت طے کرنے کے بعد ان دونون چیزون سے احتیاط کرین، اس سے تشنج کی بیماری پیدا ہوجاتی ہے اور معدہ مین نفخ اور قراقر اور اعصاب مین تشنج اور ریاح پیدا ہوجاتی ہے، سم خراب ہوجاتے ہین، سفر سے تکان کے بعد بھی اس کی خبر لینی چاہئے، یہ گذشتہ ابواب مین لکھا جاچکا ہے،

باب سی وچہارم ۳۴

اس باب مین پالوطیور کی پرورش کا طریقہ بتایا گیا ہے، جو مکانون مین باغون مین اور کھیتون کے قریب مختلف ضرورتون سے پالے جاتے ہین، مثلاً کبوتر، بط، مور، مرغی اور شہد کی مکھی وغیرہ انہین سے بہتر قسم کا انتخاب پالنے کا طریقہ چارہ دینے کا نظم اور امراض کے مخصوص علاج کی ترکیب بتائی گئی ہے،

کبوتر

کبوتر دو قسم کے ہوتے ہین ایک اہلی ہوتے ہین، جو مکانون مین رہتے ہین، اسکی مادہ وہین انڈے دیتی ہین اور دوسرے وحشی ہین، جو کھیتون مین چرتے ہین، یہ گھرون مین انڈے نہین دیتے، بلکہ ان کے لئے الگ مکان ہوتے ہین، اہلی کبوتر اچھے ہوتے ہین ان مین سے پاموز کبوتر جنکے پر مین سفید بال ہون زیادہ بہتر ہوتے ہین، یہ بہت خوشرنگ ہوتے ہین،

ارسطاطالیس کا قول ہے، کہ اہلی کبوتر سال مین دس جھول انڈے دیتی ہے، اور بعض اوقات گیارہ جھول بھی دیتی ہے، مصری کبوتر خصوصیت سے بارہ جھول انڈے دیتی ہے، بعض سال کے آخر مین اور بعض ماہ بھر گذرنے کے بعد جوڑا کھانے لگتی ہے، یہ دو انڈے دیتی ہے، اسکے دو انڈون مین سے ایک نر کا اور ایک مادہ کا ہوتا ہے، جو انڈا لانبا ہو، اور دونون طرف نکیلا ہو وہ مادہ کا ہے، اور جو گول ہو اور کنارے عریض ہون وہ نر کا ہے، پہلے نر کا انڈا دیتی ہے، اور اسکے بعد مادہ کا انڈا دیتی ہے، دونون مین ایک دن اور

رات کا فاصلہ ہوتا ہے، کبھی یہ تین انڈے بھی دیتی ہے، لیکن ایسا کم ہوتا ہے، ۲۰ دن سینے کے بعد یہ بچہ لے اٹھتی ہے، ابتداً انڈا مین چونچ سے سوراخ کردیتی ہے، اور پھر توڑ کر بچہ نکالتی ہے، کچھ دنون تک بچون کو پر کے نیچے رکھتی ہے، بچے جب ذرا قوی ہوجاتے ہین، توان کو باہر نکالتی ہے، نر بچہ انڈے سے نکل کر بہت جلد باہر آجاتا ہے، اور مادہ بچہ ایک دن اور ایک رات انڈے کے پوست ہی مین رہتا ہے، کبوتر کا وہ بچہ جو ربیع یا خریف مین پیدا ہوا اچھا ہوتا ہے، سخت گرما اور سرما مین اس کے بچے خراب ہوجاتے ہین،

کبھی دونون انڈون مین نر ہی پیدا ہوتا ہے، ایسی صورت مین کبوتری باری باری سے دو دنون انڈون کو سیتی ہے،

جاحظ کی کتاب مین ہے کہ سینے کے وقت بادل کی کڑک سے انڈے خراب ہوجاتے ہین، بسا اوقات خود کبوتری بادل کی کڑک سننے کے بعد انڈا کو پھینک دیتی ہے، اور بعض اوقات سنکر چند دنون تک بیٹھی رہتی ہے،

اگر تم کبوتر سے بچہ زیادہ لینا چاہتے ہو، تو نر اور مادہ کو الگ الگ رکھو اور پھر کسی خاص وقت ملادو، اس عمل سے انڈے زیادہ ہون گے، اور کم ضائع ہون گے، اہلی کبوتر کی پہچان یہ ہے کہ وہ ظروف مین پانی دانہ کھائے، اور گھر کے لوگون سے مانوس رہے، تنہائی اور وحشت سے گھبرائے، اہلی پرندہ پہچانے ہوئے آدمیون سے مانوس رہتا ہے، اس کے رہنے کے لئے صاف اور ستھری جگہ بنانی چاہئے، یہ بہت سے خواص مین انسان کے مشابہ ہے، اپنی مادہ سے جفتی کے وقت بوسہ بازی کرتا ہے، اور اسکو اپنی طرف مختلف حرکات سے بلاتا ہے، اور مشورہ لیتا ہے، غرض کہ بہت سے افعال مین انسان سے مشابہت رکھتا ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے وحشی کبوتر سال مین دو مرتبہ انڈے دیتی ہے، اقلیمون کا قول ہے کہ کبوترون کے لئے گرجا یا مندر کی طرح برج بنایا جاتا ہے، اسکے نیچے کشادہ طاق بنائے جائین، طاق ایک دوسرے سے مستور ہون یا اگر تم چاہو تو گھر کی دیوار مین گول طاق اوپر نیچے بناؤ، دیوار کے عرض مین تہائی یا چوتھائی حصہ تک سوراخ بڑھا سکتے ہین، طاقون کا تیار کرنا سہل ہے، مہینہ مین دو بار

ان طاقون کو صاف کرتے رہین، ان طاقون کے اوپر کی جانب جانور کے نکلنے کے لئے سوراخ بنادین، یہ سوراخ نہ زیادہ تنگ ہون اور نہ زیادہ کشادہ، کبوتر کا گھونسلہ کسی کھیت کے قریب بنائین تو زیادہ بہتر ہے، گندگی سے چونکہ ان جانورون کی صحت پر اثر پڑے گا، اس لئے ان طاقون کو ہمیشہ صاف کرتے رہین، تو انشاء اللہ تمام امراض سے جانور محفوظ رہین گے،

کسینوس اور قسطس کا قول ہے کہ ان گھرون کو ہر طرف سے محفوظ رکھنا چاہئے، اور گھیر دینا چاہئے تاکہ حشرات الارض وہان تک نہ پہنچ سکین، قسطس کا قول ہے کہ دیوار کے اندرونی حصہ مین تھوڑی جگہ انڈا دینے کے لئے بنا دینی چاہئے، گھر مین تین سوراخ بنائے جائین، ایک اوپر کی جانب ہو، جس سے جانور آجا سکے، اور ایک مشرق کی جانب اور ایک مغرب کی جانب ہو، اور دو معمولی سوراخ جنوبی ہوا کیلئے قبلہ کے بائین طرف ہون، کسینوس کا قول ہے کہ اس گھر کا دروازہ ایک چھوا ہوا کے رخ پر ہو تو زیادہ بہتر ہے، ہر دیوار کے سامنے ایک تختہ لگانا چاہئے، تاکہ آمد رفت کے وقت کبوتر اس پر بیٹھ سکین،

دوسرے علماء نے کہا ہے کہ کبوتر کے گھر کا دروازہ اور روشن دان مشرق کی طرف ہون تاکہ آفتاب کی شعاع اندر آجاسکے، طاق کے اندر کبوتر کے رہنے کے لئے کوئی چھوٹی کوٹھری یا حجرہ کر اس طور پر بنایا جائے کہ اس رخ پر شمالی ہوا اندر جاسکے، کوٹھری کے اندر وسعت کافی رکھی جائے نہر کے کنارے اور درختون کے قریب کبوتر کے گھر نہ بنائے جائین، شکاری پرندے اور سانپ و چوہے وغیرہ اندر آکر سخت نقصان پہنچاتے ہین، وحشی کبوتر کے گھونسلہ مین آدمی زیادہ جھانک تاک نہ کرین، ورنہ وہ بھڑک جائین گے، لیکن آدمیون سے بالکل غیر مانوس بھی نہ رکھین، کبوتر کے گھر مین علک (گوند) اور لوبان کی دھونی سے یہ انڈے زیادہ دیتی ہے، اور ان کی حالت بہتر رہتی ہے،

کسینوس کا قول ہے کہ کبوتر کے گھر مین اگر چمگادڑ کا سر یا خوب دانہ کی شاخ اور جنگلی انگور کی شاخ جس مین پھول بھی ہو ڈال دین، تو کبوتر گھر سے مانوس رہین گے، اور برابر ان خوشنما پھولون کو دیکھتے رہین گے، قسطس کا قول ہے کہ مرضعہ عورت کا پہلا دودھ جمع کرکے قارورہ مین رکھا جائے، اور کبوتر کے

برج مین دروازہ کے قریب اس کو دفن کر دیا جائے، تو برج عرصہ تک باقی رہے گا، اور اس مین بچے زیادہ پیدا ہون گے،

اقلیمون کا قول ہے کہ کبوتر زیادہ تر بارد غلون کا کھانا پسند کرتے ہین، مثلاً مسور، مونگ، جو وغیرہ تخم کسم گوشت کے قائم مقام ہوتا ہے، جس طرح گوشت ان کے لئے مقوی ہوتا ہے، ان کے لئے تخم کسم بھی مقوی ہے، گیہون، سبز مونگ، جتھی، تخم کتان، کمون وغیرہ بھی کھاتے ہین، کمون تو تمام دانون سے زیادہ ان کو مرغوب ہوتا ہے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ باقلا مع پوست کے پکائی جائے، جب نیم پخت ہو جائے، تو اس کے ٹکڑے کر کے کبوتر کو کھلائین، اس سے وہ فربہ ہون گے، اور بچے بھی قوی ہون گے، شیلم[1] کا آٹا پانی مین گوندھکر کھلانے سے بھی چربی زیادہ ہوتی ہے، ان کے پانی مین کمون اور شہد ڈالنا مفید ہوتا ہے، بیگن کے بیج اور مسور کھلانا بھی فربہی پیدا کرتا ہے، بچے زیادہ ہوتے ہین، اگر کمون اور مسور کو شہد اور پانی مین تر کر کے کھلائین، اور یہی پانی پلائین تو ان کبوترون سے دوسرے کبوتر جلد مانوس ہونگے،

کیسنوس کا قول ہے، کمون اور مسور کو شہد اور پانی مین تر کر کے کھلانے سے کبوتر اپنے گھر سے بھی مانوس رہتے ہین، اس طرح تازہ کمون کو پرانی خوشبودار شراب مین تر کر کے کھلانے سے یہی کیفیت ہو جاتی ہے، جب یہ کبوتر باہر جاتے ہین تو اپنے ساتھ بہت سے دوسرے کبوترون کو لے آتے ہین، اور وہ بھی اس غذا سے مانوس ہو جاتے ہین، جو کو پہلے دل کر آٹا پیستے ہین، اس مین خشک انجیر پیسکر ہموزن ملاتے ہین، پھر شہد سے گوندھکر چھوٹی چھوٹی گولیان بناتے ہین، اور کئی دن تک یہ گولیان کبوترون کو کھلاتے ہین، اس طرح یہ جلد مانوس ہو جاتے ہین، کیسنوس کا قول ہے کہ بعض لوگ جو کے آٹے کو گرم دودھ سے گوندھتے ہین اور اس مین شہد ملا کر گولیان بنا کر کھلاتے ہین، کبوترون کو کسی ایک برجی پر جمع کر کے کمون کھلانا نسل بڑھانے کے لئے بہت مفید ہے،

[1] شیلم ایک قسم کا گیہون ہے، جو جو سے چھوٹا ہوتا ہے، رنگ سرخی مائل، اور اس مین تھوڑی سی تلخی ہوتی ہے، فارسی مین گندم دیوانہ اور ہندی مین منمنہ کہتے ہین، (مترجم)

کیسنوس کا قول کہ وحشی کبوتر کو سرما کے صرف دو مہینہ مین غلہ دینا پڑے گا، بقیہ ایام مین وہ میدان اور کھیت سے چارہ حاصل کر لے گا جنگلی چوہے، سانپ، نیولا، غوس، (ایک قسم کا بلا ہوتا ہے) اور بلیون سے بچانے کی ترکیب یہ ہے کہ ان گھرون مین دروازہ کے قریب یا برج کے سوراخون مین بلوط کی راکھ ڈالدین، اس سے یہ جانور اندر نہ جائین گے، برجون مین اگر بھیڑیا کا کھر، اس کا سینگھ، اور بارہ سنگھا کا سینگھ اور سداب ملا کر جلائین اور اس کی دھونی دین تو یہ تمام جانور بھاگ جائین گے، اسی طرح سداب کا ایک گٹھا ہر برج مین لٹکا دین تو بلی وغیرہ پاس نہ پھٹکے گی، اسی طرح اگر بلی کے راستہ مین سداب ڈالدی جائے تو بھی وہ بھاگ جائیگی، یہ نبات تمام درندون کو متوحش بناتا ہے،

جاحظ نے کتاب الحیوان مین لکھا ہے کہ سانپ سداب کی بو کو ضبط نہین کر سکتا، سانپ کے سامنے اگر یہ رکھ دی جائے، تو وہ مخمور ہو کر اسی جگہ چکر کھاتا ہے، ایسے وقت مین اس کو پکڑ سکتے ہین، برج کے سامنے بھی اگر سداب کی شاخ لٹکا دی جائے، تو درندے سامنے نہین آئین گے، اگر کبوتر کے گھر کے چارون گوشون مین "آدم و حوا" لکھ دیا جائے، تو سانپ قریب نہین آئے گا،

کبوتر کے خواص

ابن ازہر کی کتاب مین ہے، کہ پالو کبوتر جو برجون مین رہتے ہین، ان کا گوشت حرارت غریزی مین غیر معمولی اضافہ کرتا ہے، جن مکانون مین یہ کبوتر رہتے ہین، ان کے رہنے والے چیچک، سکتہ، فالج، وغیرہ امراض سے محفوظ رہتے ہین،

کبوتر کے امراض اور ان کا علاج

اقلیمون کا قول ہے کہ کبوتر ان پرندون مین ہے جن کو مرض بہت جلد لاحق ہوتا ہے، اور اس کا مرض متعدی بھی ہوتا ہے، اس کا مزاج حار یابس ہے، اس کو خناق، وجع الکبد، سل کی بیماری ہوتی ہے، اسکے بدن مین جوئین پڑ جاتی ہین، اور انڈا نہ دینے کی علت بھی پیدا ہو جاتی ہے،

خناق کا علاج یہ ہے کہ ایک دو دن اس کی زبان پر روغن بنفشہ مل کر نمک اور راکھ سے رگڑیں اسقدر رگڑیں کہ زبان کی جلد پھول جائے، اسکے بعد شہد اور روغن گل ملا کر زبان پر ملیں، انشاء اللہ اسے افاقہ ہو جائے گا، درجع الکبد کا علاج یہ ہے کہ زعفران مصری، شیرہ ہندبا ان سب کو ایک پیالہ مین جمع کرین پھر اسکو پلائین، یا چونچ کھول کر دوا ڈالدین،

سل کا علاج یہ ہے کہ بادام اور مونگ بغیر چھلے ہوئے کھلائین، اور تازہ دودھ پلائین، اسکے پیر مین جانگھ کے نیچے دو رگین نمایان ہوتی ہین، جو جوڑ سے ملی ہوتی ہین ان رگون کو کاٹ کر تھوڑا خون نکالدین انشاء اللہ اس سے افاقہ ہو جائے گا، جوئین پڑجانے کا علاج یہ ہے کہ محلول پارہ کو روغن بنفشہ مین ملا کر کئی بار بال پر مالش کرین، تو اس سے جوئین جھڑ جائین گی،

جب کبوتر انڈے دینا چھوڑ دے، تین دانہ ہلیلہ زرد اور ایک دانہ ہلیلہ کابلی، اور ساٹھ دانہ گولمرچ ایک دانہ کھجور اور ایک پیالہ شہد لین، ہر دوا کو پہلے الگ الگ کوٹین، اس کے بعد کھجور ملا کر کوٹین اور شہد مین اس سفوف کو گوندھین پھر چنے کے برابر گولیان بنالین، روزانہ دس گولیان کھلائین، اور نر کو سامنے رکھین تا کہ اسکو دیکھ کر جفتی کھانے کی خواہش پیدا ہو، چنا اور لہسن بھی مفید ہوتا ہے،

کبوتر کے پالنے مین بڑا نفع ہے، خصوصاً زراعت کے لئے اس کا پالنا بہت مفید ہوتا ہے کیونکہ اسکی بیٹ تمام نباتات اور ہر قسم کی زمین کے لئے کارآمد ہوتی ہے، اسکی کھاد تمام دوسری کھادون سے قوی اور بہتر ہوتی ہے انکے علاوہ اور بھی منافع ہین، یہ مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کی منزل مین سرخ رنگ کے کبوترون کا ایک جوڑا رہتا ہے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حرم کے کبوتر اس کبوتر کی بقیہ نسل سے ہین جو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے زمانہ مین تھے، یہ انبیاء علیہم السلام کا محبوب پرندہ ہے، وہ مکان مین پالنے سے اس سے جن کی آفت گھر پہنچنے نہین آتی، کیونکہ برے جن آدمیون کو ستاتے ہین، لیکن جن مکانون مین کبوتر رہتے ہین وہ آدمیون کو چھوڑ کر کبوتر کو ستاتے ہین، اس طرح آدمی اس بلا سے بچ جاتے ہین،

فصل

مور

یہ نہایت خوبصورت جانور ہے، لوگ اس سے محبت کرتے ہین، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مور کی حیات پچیس[۲۵] سال تک ہے تین[۳] سال کے بعد مادہ انڈا دیتی ہے، اس مدت مین مختلف رنگ کے پر نکل آتے ہین، اور پھر نہایت خوبصورت ہو جاتا ہے، مورنی ربیع کے موسم مین جفتی کھاتی ہے، اس کے بعد فوراً انڈا دیتی ہے، یہ سال مین صرف ایک جھول انڈا دیتی ہے ایک انڈا دینے کے بعد دوسرا انڈا دو یا تین دن کے بعد دیتی ہے، یہ کل بارہ[۱۲] انڈے دیتی ہے، جزائر کی مورنی مور سے بہتر ہوتی ہے، پہلے سال یہ آٹھ انڈا دیتی ہے، بعض مرتبہ یہ ہوائی انڈا بھی دیتی ہے، یہ انڈون پر تقریباً تیس[۳۰] دن یا اس سے کچھ زیادہ بیٹھتی ہے، چاند کی نوین تاریخ کے بعد اسکے پانچ انڈے اور مرغی کے چار انڈے ملا کر بٹھائین، دس[۱۰] دن کے بعد مرغی کے انڈے سے بچے نکل آئین گے، تو ان کو نکال کر مرغی کے دوسرے انڈے رکھدین، تیس[۳۰] دن کے بعد مور اور مرغی دونون کے بچے نکل آئین گے، عام طور پر مور کا انڈہ مرغی کو سینے کے لئے دیا جاتا ہے، کیونکہ مور جب مورنی کو انڈا سیتے ہوئے دیکھتا ہے، انڈے توڑ دیتا ہے، اسلئے مرغی کے نیچے بٹھانا زیادہ اچھا ہے مرغی کے نیچے مرغی کے صرف دو انڈے رکھین، کیونکہ وہ اس سے زیادہ انڈون کو نہین سے سکتی ہے، جسقدر وہ انڈون کو گرم رکھ سکے گی، اسی قدر بہتر ہے، ان مرغیون کو جو مور کے انڈے سیتی ہین، ہر وقت قریب مین دانہ ڈالنا چاہئے، تا کہ وہ بھڑک نہ جائے، جب کبھی وہ انڈے کو چھوڑ دے گی تو ٹھنڈا ہو جائے گا، اس لئے اسکے سامنے چارہ آہستہ آہستہ ڈالین،

مور کے چارہ مین باقلا نکال کر ڈالین، جاڑے مین مور کے بچون کو دانہ کھانے سے پہلے حب العروس (کباب چینی کے دانے) ایک درم کھلائین، اور صاف و شفاف پانی پلائین، مور کے بچے دوسرے یا تیسرے دن

دانہ چگنا شروع کرتے ہین، جو کے آٹے کو شراب مین گوندھین، اور گیہون کا بھوسا اور گندنا کا نرم پتہ اس مین ڈالکر کھلائین، چھ دن کے بعد جو کے دانے کھلائین، بڑے مور کو بچون سے الگ رکھنا چاہیے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مور کے پر خریف مین جھڑتے ہین، جب درخت کی اوپر کی شاخون سے پتہ گرنے لگتا ہے، تو اس کے پر بھی جھڑنے لگتے ہین، اور جب اوپر کی شاخون مین کونپلین پھوٹتی ہین، تو مور کے پر بھی نمودار ہوتے ہین،

فصل

ہنس بط

پالو بطین پانی اور سرسبز جگہون پر پالی جاتی ہین ان کا سفید جوڑا بہت خوبصورت ہوتا ہے، سال مین یہ تین مرتبہ انڈا دیتی ہے، اور ہر جھول مین یہ پندرہ۱۵ انڈے دیتی ہے، اور تیس۳۰ دن تک انڈا دن کو سیتی ہے، یہی حال اور دوسرے بڑے پرندون کا ہے، چھوٹے قد کے طیور مثلاً چیل، باز وغیرہ بیس۲۰ دن تک انڈہ سیتی ہین،

مادہ بط کو حیض آتا ہے، تمام قطانی غلے اس کے لئے مفید ہوتے ہین، لیکن تنہا مٹر نقصان دہ ہوتی ہے، ان کے لئے سب سے بہتر چارہ گیہون کے آٹے مین ترمس (باقلائے مصری) کا آٹا ملا کر کھلائین، اس سے بط فربہ ہوتی ہے، بچون کو اگر صاف بھوسہ کھلا کر پانی پلائین، تو یہ جلد بڑی ہون گے، پورے ایک مہینہ کے بعد بچے پانی مین چھوٹ جاتے ہین، چرائی مین بڑون کو الگ اور چھوٹون کو الگ رکھین، جس دن مطلع صاف ہو ان کو چرائی کے لئے لے جائین، مور کا بال، یا بھیڑ بکری کا اون یہ کھائین تو بہت نقصان ہوتا ہے، اس سے بچانا چاہیے،

فصل

چینیا بط

کسنیوس کا قول ہے کہ اس مین بڑی بط سفید رنگ کی پالی جاتی ہے، یہ سال مین تین۳ جھول انڈے دیتی ہے، اور ہر جھول مین بارہ۱۲ انڈے دیتی ہے، ہر بط کے انڈے علیحدہ رکھے جائین، بیس۲۰ دن تک اس طرح چھوڑ دین، اس کے بعد انڈے پر بٹھائین، ہر بط کو دس انڈے سینے کو دئے جائین، یہ بط دوسرے کے انڈے پر نہین بیٹھتی ہے، بارہ انڈا سے زیادہ پر یہ نہ بٹھائی جائے، موسم سرما مین یہ ایک مہینہ کے اندر بچہ نکالتی ہے اور دوسرے زمانہ مین صرف سترہ۱۷ دن مین، سینے کی حالت مین جو کو پانی مین تر کر کے کھلاتے ہین، کدو کا پتہ، ہندبا، پودینہ، مسور، چاول، باجرہ وغیرہ بھی چارہ مین دیتے ہین، یہ مقوی غذائین ہین، روزانہ تین مرتبہ گیہون کا آٹا بھوسہ ملا کر کھلائین،

قسطس کا قول ہے کہ جب بچے نکل آئین، تو مٹی کے کسی پیالہ مین پانی اور تر گیہون ڈال کر اس جگہ رکھدین، تاکہ بچے وہین چگنا شروع کردین، جب ذرا بڑے ہون، تو خشک بھوسہ پانی مین تر کرکے دین، جب زیادہ بڑے ہو جائین، تو پانی مین چھوڑ دئے جائین، کہ تیر کر چراگاہ تک جا سکین، مادہ بط کو نر سے الگ رکھنا چاہیے، بچون کو بھی مادہ ہی کے ساتھ رکھین، بط کو گرم جگہ پر چارہ دینے سے ان مین فربہی آتی ہے، اگر تم بط کے کبد کو بڑھانا چاہو، تو تل کو صاف کرکے ابالو، اور پھر اس کا سفوف بناؤ، اور اس مین گیہون کا خشک یا گوندھا ہوا آٹا ملاؤ، اسی کو بط کے چارہ مین دو، اس سے جگر بڑھے گا،

فصل

مرغی

کسینوس اور قسطس کا قول ہے کہ مرغیون مین اس قسم کی مرغی پالی جاتی ہے، جو بھاری جسم کی، بڑے سر کی، اور لانبی اور موٹی ران والی ہوتی ہے، سفید ٹانگ والی مرغی زیادہ پسند کی جاتی ہے، اصیل مرغی کی نشانی یہ ہے، کہ اس کی چونچ سرخ ہو، کلغی بڑی ہو، پر زیادہ ہون ضخیم بدن کی ہو، اور تھوڑی تھوڑی دور پرواز کر سکے، مرغیان پہلے سال مین انڈے زیادہ دیتی ہین، اور اسکے بعد دوسرے سال مین بھی دیتی ہین اس سے زیادہ عمر کی مرغیان انڈے کم دیتی ہین، ان کا پانی گرجاتا ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ بھاری بدن کی مرغیان چھوٹی مرغیون سے انڈے زیادہ دیتی ہین، بڑی نسل کی مرغیان تقریبًا ساٹھ انڈے دیتی ہین، مرغی کی ایک قسم ہے جو اوریانوس کی طرف منسوب ہے، یہ بڑے جسم کی مرغی ہوتی ہے، اور روزانہ ایک انڈا دیتی ہے، یہ مختلف رنگ کی ہوتی ہے، لیکن یہ بدذات ہوتی ہے، اور اپنے بچون کو مار ڈالتی ہے،

مرغ مین سے وہ منتخب کئے جاتے ہین، جو دو سال کے ہون، اور ہشیار اور نہایت تیز ہون، کلغی گول ہو، چونچ چھوٹی ہو، پیر اور پنڈلی وزنی ہون، لیکن لانبے نہ ہون، اور نہ زیادہ چھوٹے ہون، دم پر سے بھری ہو، دیکھنے مین بہادر ہو، دوسرے مرغون پر جری اور تیز چنگل مارنے والا ہو، حملہ کرنے والے پر پیشقدمی کرتا ہو، اس سے مڑ کر نہ بھاگتا ہو اور نہ پیچھے جاتا ہو، اس کے چہرہ کا رنگ بالکل گلابی ہو، اس قسم کے مرغ زیادہ پسند کئے جاتے ہین، دیاسقوریدوس نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ مرغ کے چارہ مین پرسیاوشان ڈالنے سے ان کی قوت بڑھ جاتی ہے، قسطس اور کسینوس کا قول ہے کہ مرغیون کا دربہ زیادہ مرطوب جگہ پر نہ بنائین، بلکہ گرم جگہ مین بنائین، دربہ مین گھونسلہ کی طرح انڈا دینے کے لئے طاق بنائین، اور اس مین بھوسہ وغیرہ ڈالین، تاکہ انڈا ٹوٹ جائے

ایک گھر مین پچاس مرغیون سے زیادہ نہ پالین، اور ہر دس مرغیون کے لئے ایک مرغ رکھین،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مرغی جاڑے کے دو آخری مہینون کے سوا سال بھر انڈے دیتی ہے، بعض مرغیان ساٹھ اور بعض اس سے بھی زیادہ انڈے دیتی ہین، مرغی جوڑا کھانے کے بعد دس دن تک انڈے نہین دیتی ہے، اس وقت تک انڈے تیار ہوتے ہین، بعض مرغیون کے انڈے مین دو زردیان ہوتی ہین، جیساکہ بعض چڑیون کے انڈے مین دو زردیان ہوتی ہین، یہ زردیان کبھی الگ الگ اور کبھی ملی ہوئی ہوتی ہین، حافظ کا قول ہے کہ ایک مرغی نے اٹھارہ انڈے دئے اور ہر انڈے مین دو زردیان تھین، سینے کے بعد ہر انڈے سے دو دو بچے نکلے، البتہ جو انڈے خراب تھے، اس سے بچے نہ نکلے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے، کہ پالو مرغیون مین بعض ایسی ہوتی ہین، جو کہ دن مین دو مرتبہ انڈے دیتی ہین، یہ بھی ایک مرض ہوتا ہے، جو مرغیان انڈے زیادہ دیتی ہین، وہ جلد ہلاک ہو جاتی ہین، مرغی کے انڈون مین سے جو انڈا لانبا اور دونون طرف سے نکیلا ہوگا اس مین سے مادہ بچہ ہوگا، اور جو گول ہوگا، اور کنارے عریض ہونگے، اس مین سے نر بچہ ہوگا، نر بچے جلد نکل آتے ہین، مرغی یا کبوتر بعض وقت بہت کمزور انڈے دیتی ہے، یہ بعض وقت بغیر جوڑا کھائے ہوئے انڈا دینے لگتی ہے، لیکن ان انڈون سے بچے نہین پیدا ہوتے،

ارسطاطالیس کا قول ہے، کہ جوڑا کھانے کے بعد جو انڈے ہون گے، وہ سخت پوست کے ہون گے، بشرطیکہ اس کو کوئی آفت نہ پہنچے، کیونکہ کسی خارجی اثر سے بعض وقت اس انڈے کی پوست بھی نرم ہو جاتی ہے، کسینوس اور قسطس وغیرہ کا قول ہے، کہ انڈے سینے والی مرغیون کے نیچے بھوسہ وغیرہ ڈالدین، اور قریب مین کوئی لوہے کا ٹکڑا رکھدین، اس سے بچے بہت سی بلاؤن سے محفوظ رہتے ہین، جن مرغیون کے انڈے زیادہ ہون، ان کے انڈے دوسری کم انڈے والی مرغیون کو سینے کے لئے دین، مرغی کو انڈون پر بٹھانے مین ہمیشہ انڈون کا عدد طاق رکھین، انڈے سینے کے لئے مرغیان چاند کے بڑھاؤ کے وقت بٹھائی جائین، یعنی پہلی سے چودھوین تک،

قسطس کا قول ہے کہ دسوین سے پندرھوین تک زیادہ بہتر ہے، چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ مین بٹھانے سے انڈے خراب ہو جاتے ہین، کسینوس کا قول ہے کہ سب سے بہتر انڈے اسفندار کی ساتوین تاریخ

سے خورداد کے اخیر تک کے ہوتے ہین اور یہ وقت پچھوا چلنے سے لیکر موسم خریف مین دن اور رات برابر ہونے تک ہوتا ہے، قسطس نے لکھا ہے کہ اسفندار کی تیسری تاریخ سے خورداد کی تیس تک کے انڈے زیادہ اچھے ہوتے ہین، جوان مرغیون کے انڈونکو بوڑھی مرغیون کو سینے کیلئے دیا جائے، کیونکہ بوڑھی مرغیون کے انڈون مین کوئی مغز نہین ہوتا، اور نہ اس سے بچے پیدا ہوتے ہین،

کسینوس کا قول ہے کہ انڈا سینے کا وقت ربیع مین دن اور رات کے اعتدال کے وقت سے یعنی آذر کی ۲۴ سے شروع ہوتا ہے، اور ربیع کے ختم تک رہتا ہے، قسطس کا بھی یہی قول ہے، کبھی ایسی مرغیون کو انڈے سینے کو نہ بٹھائین، جو مرغون سے مشابہت رکھتی ہو، جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے مثلاً لانبی کلغی والی مرغی انڈون کو توڑ دیتی ہے،

بڑی نسل کی مرغیون کو ۲۳ انڈے مجھولی کو ۱۵ انڈے اور چھوٹی کو گیارہ انڈون سے زیادہ سینے کے لئے نہ دین، اور عدد ہمیشہ طاق رکھین، ہر تیسرے چوتھے دن انڈون کو الٹ پھیر کے دیکھتے رہین چار دن کے بعد اسکو دھوپ مین رکھ کر دیکھین، اگر ان مین سرخ لکیرین نظر آئین، تو سمجھنا چاہئے، کہ وہ سالم ہین، اور اگر سفید لکیرین نظر آئین تو خراب سمجھنا چاہئے،

قسطس کا قول ہے کہ انڈون کی جگہ بدلتے رہنا چاہئے، لیکن ایک جماعت نے بٹھانے کے بعد انڈون کو چھونا اور ہلانا مضر بتایا ہے، لیکن میرے نزدیک آہستہ سے انڈا کا اٹھانا کوئی نقصان نہین پہنچاتا ہے،

اگر مرغی انڈے پر نہ بیٹھے تو اسکو کسی طرح مجبور کیا جائے، مثلاً مرغی کو انڈے پر بٹھا کر اوپر سے کوئی کپڑا ڈالدیا جائے اور ہر طرف سے اسکو ڈھک دیا جائے، اس مین چارہ بھی ڈال دیا جائے جب تھوڑے انڈے کو مرغی توڑے اور بچہ نکالے تو فوراً اس کے بچے کو دوسری مرغی کے بازو مین جس کے بچے ہوتے ہین چھپا دو، بشرطیکہ دونون ایک ہی وقت مین بٹھائی گئی ہون، اس طور پر کم بچہ والی مرغی کو دوسرے کے بچے دیدین،

قسطس کا قول ہے کہ بچہ اٹھاتے وقت مرغی کی دونون آنکھین بند کر دین، بچہ کو اس حال مین مرغی کے پاس کبھی نہ چھوڑین، جبکہ دوسرے انڈون سے بچہ نکالنا باقی ہو، روزانہ صبح و شام چارہ وہین دیدیا کرین

تاکہ مرغی اپنی جگہ سے نہ اٹھے، مرغیان عام طور پر ۳۰ اپریل سے آخر مئی تک ۲۰ دن تک سیتی ہین اور بیسوین دن بچہ نکالتی ہین،

ارسطاطالیس کا قول ہے، کہ مرغی گرمی مین اٹھارہ ۱۸ دن مین اور جاڑہ مین پچیس ۲۵ دن مین بچہ نکالتی ہے سینے کے زمانہ مین، ابر، برق، اور رعد کی آواز سے انڈے خراب ہو جاتے ہین، گرما مین انڈے جاڑے کی بہ نسبت زیادہ خراب ہو جاتے ہین خصوصاً جبکہ جنوبی ہوا چل رہی ہو، بعض لوگ انڈے کو گرم جگہ مین رکھتے ہین، پھر مرغیون کو سینے کے لئے دیتے ہین، اس طرح چند دن مین بچے نکل آتے ہین، اہل مصر تو انڈے کو کھاد مین رکھ کر بچہ خود بخود نکال لیتے ہین، اسکا طریقہ یہ ہے کہ انڈون کو کسی گرم برتن مین رکھ کر کھاد وغیرہ مین رکھدیتے ہین، کافی گرمی پہنچنے کے بعد بچے نکل آتے ہین،

قسطس کا قول ہے کہ جو شخص انڈے سے بچہ خود بخود نکالنا چاہے، وہ ان ایام مین جن مین مرغی انڈون پر بیٹھتی ہے، مرغی کی بیٹ کو پیسکر چھان لے، اور اس کو شیشہ کے کسی برتن مین رکھے اور اس مین کھڑے انڈے رکھے، تاکہ ایک کنارہ آسمان کی طرف ہو، اسکے بعد ان کو مرغیون کے پر سے چھپا دین، اور مرغی کی کھال سے ہر طرف ڈھک دین، دو تین دن تک اسکو گرم جگہ پر رکھین، اس کے بعد روزانہ دو وقت اس کو الٹ پلٹ کر دیکھا جائے، اور پر اور کھال سے پھر حسب معمول ڈھک دے، بیس دن تک اسی طرح عمل کرتے رہین، اس مدت کے بعد بچے نکل آئین گے، ان بچون کو دوسری مرغی کے نوزائیدہ بچون کے ساتھ رکھین، ایک مرغی کے ساتھ بیس سے زیادہ بچے نہ رکھین، اس کے بعد ان کے چارہ کا یہ نظم کرنا چاہئے جو کی روٹی اور بھوسی کو ملا کر گھوڑے یا گدھے کی لید مین ڈالدین، اور اسکو مٹی کے برتن مین رکھکر گرم کپڑے سے ڈھک دین، تین دن کے بعد اس مین کیڑے پیدا ہون گے، یہی کیڑے بچون کو کھلائین، جب یہ قوی ہو جائین، تو پھر دانے کھلائین، قسطس اور کسینوس کا قول ہے کہ مرغیون کے لئے سب سے بہتر چارہ پکے ہوئے غلون کا دھون، بھوسا اور چینا وغیرہ ہے، مرغیون کا تاریک اور دامون جگہ مین رکھنا اور جو کا آٹا کھلانا ان کو فربہ بناتا ہے، بڑے پر کو چھانٹنا ان کے لئے مفید ہے،

بعض لوگ گیہون کی روٹی شراب مین بھگو کر کھلاتے ہین، جنیا سے انڈے زیادہ ہوتے ہین، آب جو اور

گیہوں کا بھوسہ بھی مقوی ہوتا ہے، مکی کا بھوسہ اور گیہوں بھی چارہ میں دیتے ہیں، پر نوچکر بند جگہ میں جو اور چنا کا آٹا تر کر کے کھلانا بھی فربہ بناتا ہے، سینہ کے بال اور پر کو بھی چھانٹنا مفید ہے، پیاز اور گندنا کے ٹکڑے کھلانے سے بھی یہ جلد موٹی ہوتی ہے، پیاز گندنا، اور گیہوں کا آٹا ملا کر اس کی گولیاں بنا کر کھلائیں، اس سے یہ بہت جلد موٹی ہوتی ہے، فلاحت نبطیہ میں ہے، شیلم (گندم دیوانہ) کے آٹے کو گوندھکر بط، مرغی اور کبوتر کو کھلائیں، تو یہ سب مناسب مقدار میں موٹی ہوں گی، یا ہینگ کو شہد میں حل کریں، اور اسمیں گیہوں بھگو کر مرغی کو کھلائیں، جو کا آٹا، چاول کا آٹا، اور ان کا بھوسہ وغیرہ بھی مقوی ہوتا ہے، بعض لوگ جو کے آٹے کے ساتھ تخم کرفس اور سداب ملا کر کھلاتے ہیں،

کسینوس کا قول ہے کہ مرغیوں کو انگور یا شیرۂ انگور نہ کھلائیں، اس سے انڈے کم ہوتے ہیں، فول کے پوست سے بھی انڈا نہیں ہوتا ہے، اسی طرح سبز مونگ سے بھی انڈا کم ہوتا ہے، جو مرغیاں بکثرت فول کھاتی ہیں، وہ انڈا نہیں دے سکتی ہیں، اسی طرح چنا کھانے والی مرغیاں بچہ نہیں نکال سکتی ہیں، بلی یا نمس کا خطرہ ہو تو مرغی کے بازدین افسنتین، صحرائی کدو باندھ دیں، تو ان جانوروں میں سے کوئی نہ آئے گا،

مرغی کی بیماریاں

ان کے بدن میں جوئیں پڑجاتی ہیں، اور حلق میں خناق کا مرض ہو جاتا ہے، ٹھنڈک کی وجہ سے ہلاک ہو جاتی ہیں، جب جوئیں پڑجائیں، تو آس اور کموں کو نبیذ میں تر کریں، اور اس سے بدن دھو دیں، اس سے تمام جوئیں مرجائیں گی، حلق اور زبان کی بیماری کے لئے حفظ ما تقدم کے طور پر بھنے ہوئے انڈے کے پوست کا سفوف بنائیں، اور اس میں مویز منقی ملا کر چارہ میں دیں،

قسطس کا قول ہے کہ خناق اور سردی کے امراض سے بچانے کیلئے چونچ کو آدمی کے پیشاب میں تر کرتے رہیں، یا لہسن پیس کر چونچ میں لگا دیں، دہمشت (حب الغار) کو پانی میں تر کر کے پلانے سے بھی فائدہ ہوتا ہے،

انڈوں کے بڑا کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ مٹی کا ایک کورا ٹھکرا لیں، اور اس کو باریک پیس کر چھان لیں، پھر اس میں بھوسہ ملائیں، اور شراب سے گوندھ کر مرغی کو کھلائیں، اس سے انڈے بڑے ہوں گے، جو مرغی اپنا انڈا کھا لیتی ہو، اس کی اس خراب عادت کے چھڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ انڈے میں سوراخ کر کے اس کی سفیدی نکال لی جائے، اور زردی کو چھلکا سمیت اس مرغی کے سامنے ڈال دیں، اس کو جب وہ کھائے گی، خناق کی بیماری پیدا ہو جائے گی، اس کے بعد وہ انڈا کھانا چھوڑ دے گی،

کسینوس کا قول ہے کہ جب کوئی مرغی انڈا کھانا شروع کرے تو اس کو تمام مرغیوں کے سامنے پکڑ کر ذبح کر دو، تاکہ دوسری دہشت زدہ ہو جائیں،

انڈوں کے رکھنے کا طریقہ،

انڈوں کو عموماً ہانڈی وغیرہ میں رکھتے ہیں، اسکے نیچے بھوسہ وغیرہ بچھا دیتے ہیں، بھوسا اور پوست ترمس انڈے کو بہت دنوں تک محفوظ رکھتے ہیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ انڈا کو پانی سے دھو کر اس پر پسا ہوا نمک چھڑک دیں، یا روغن زفت میں رکھیں، جاڑے اور گرمی دونوں موسم میں بھوسہ کارآمد ہوتا ہے،

قسطس کا قول ہے کہ گرمیوں میں گیہوں کا کٹوا اور جاڑے میں گیہوں کا بھوسہ انڈے کو محفوظ رکھتا ہے، بعض لوگ انڈے کو پانی میں دھو کر اس پر نمک چھڑک دیتے ہیں، بعض تھوڑی دیر تک نمک ملے ہوئے نیم گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں، اور بعض ٹھنڈے پانی سے نکال کر نمک اور نیم گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں، اسکے بعد کٹوا وغیرہ میں رکھتے ہیں، خراب انڈے کی شناخت کا طریقہ یہ ہے، کہ ان کو دھوپ میں رکھ کر دیکھیں، یا پانی میں ڈال کر دیکھا جاتا ہے، جو اوپر تیرنے لگتا ہے وہ خراب ہوتا ہے، اور جو تہ نشین ہو جاتا ہے وہ اچھا ہوتا ہے، ان انڈوں کی شناخت کی ضرورت نہیں ہے، جنکو مرغیاں سے رہی ہوں،

بعض عجائب کا ذکر

وہ مرغی جو مرغ پر غالب آجاتی ہے، مرغ کے بالکل مشابہ ہوتی ہے، بانگ مرغ کی طرح دیتی ہے،

جوڑا اسی طرح کھانے کی خواہش کرتی ہے، اور مرغ ہی کی طرح دم اُٹھاتی ہے، بعض وقت تو چنگل بھی نکل آتے ہین، اسی طرح مرغ کو بچپن مین خصی کردین، تو یہ بانگ دینا اور جوڑا کھانا چھوڑ دیتا ہے، اس مین فربہی اور گوشت کی مقدار زیادہ ہوجاتی ہے، ایسے مرغ بڑے جسم کے ہوتے ہین، بعض چڑیا بھی خصی کی جاتی ہے، اسکو دو تین دفعہ گرم لوہے سے داغ دینا کافی ہوتا ہے، کبک، مرغی، کبوتر، مور، بط وغیرہ مین سے بعض پرندے بغیر نر کے انڈے دیتے ہین، یہ انڈے ہوا اور مٹی سے پیدا ہوتے ہین، ان کے ان انڈون سے بچے نہین پیدا ہوتے بچے صرف ان انڈون سے ہوتے ہین، جو جوڑا کھانے کے بعد دیتی ہین، ہوا اندر محتبس ہوکر انڈے کی صورت اختیار کرلیتی ہے، خاکی انڈے اکثر فصل ربیع مین ہوتے ہین، جوڑا کھانے کے بعد ان کی حالت بدل جاتی ہے، اور اس سے بچے پیدا ہوتے ہین،

مرغیان مور اور بط کے انڈے بھی سیتی ہین، لیکن اسکے لئے بڑی وزنی مرغی کی ضرورت ہے، کتاب الحیوان مین جاحظ نے لکھا ہے، کہ کبوتر مرغی کے انڈے کو سیتی ہے، اور ان کے بچے بہت اچھے ہوتے ہین، اور زندہ رہتے ہین،

مادہ پرند اگر انڈا پر نہ بیٹھے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس مین کوئی مرض ہے، بانجھ مرغی کے پیر مین گل غافث اگر باندھ دین، تو روزانہ ایک انڈا دے گی، زاج الاساکفہ (زاج احمر) کو سرکہ مین ترکرین جب یہ گھل جائے، تو انڈا پر اس سے کچھ لکھ کر دھوپ مین خشک ہونے دین اسکے بعد اس انڈے کو نمک اور پانی مین اُبال دین، یہ حروف منقوش ہوجائین گے،

جب پر جھاڑنا چاہو، تو اس کی دم مین ہینگ دیدو، تھوڑی دیر مین سب پر جھڑ جائین گے،

شہد کی مکھی

شہد کی مکھیون مین نر مادہ ہوتے ہین، ان کی مادہ چھوٹی ہوتی ہے، اور یہ موم رکھتی ہے، نر مکھیان بڑی ہوتی ہین، اور بعض شاہ کہلاتی ہین، جو نر سے بھی بڑی ہوتی ہین، یہ بہت کم ہوتی ہین، ان مین موم نہین ہوتا، شاہ مکھیان بھی دو قسم کی ہوتی ہین، ایک سرخ رنگ کی اور دوسری سیاہ داغدار، سرخ رنگ

کی زیادہ اچھی ہوتی ہین، شاہ جثہ مین بڑا ہوتا ہے، اور دو مرتبہ شہد بناتا ہے، شاہون مین بہتر وہ ہوتا ہے جو سرخ اور مائل بہ سیاہی ہوتا ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ شاہ مکھیان غیر نوع کی مکھیون کے ساتھ باہر نہین جاتی ہین، جب یہ باہر نکلتی ہین، تو تمام مکھیان ساتھ جاتی ہین، ہمیشہ شاہ مکھی کا خانہ چھتہ مین اخیر مین ہوتا ہے، اگر چھتہ مین بہت سی شاہ مکھیان ہون، تو شہد خراب ہوجائے گا، اسلئے ایک شاہ کو رکھ کر بقیہ شاہون کو مار ڈالنا چاہئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جاڑے کے موسم مین چھتہ پر گرم پانی ڈالین، تاکہ مکھیان نیچے گر جائین جب یہ منتشر ہوجائین، تو شاہون کو مار ڈالو، اور ایک شاہ کے پر قینچی سے کاٹ ڈالو، تاکہ وہ بھاگ نہ سکے، جب شاہ نہین بھاگے گا، تو بقیہ مکھیان بھی اپنے جانون کو نہ چھوڑین گی، اسی طرح نر مکھیون کی تعداد بھی کم رکھین،

بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ شہد کی مکھیان نر اور مادہ سے پیدا ہوتی ہین، بعض کہتے ہین، بلا نر سے حاملہ ہوئے بچہ دیتی ہین، رئیس ابو علی سینا نے کتاب الشفا مین لکھا ہے کہ میرے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ ان کا مادہ توالد نیش مین رہتا ہے، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ شہد کی مکھیان اپنے نر سے حاملہ ہوتی ہین،

بعض یہ کہتے ہین کہ شہد کی مکھیان صرف اپنے شاہ سے حاملہ ہوتی ہین، کتاب الشفا مین ہے کہ نیش مارنے والے حیوان کیڑے پیدا کرتے ہین، بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ بارش کے بعد جب مکھیان زمین پر بیٹھتی ہین، تو بارش کے اثر سے بچے دیتی ہین، اس وقت وہ شہد کی بجائے بچے دیتی ہین، ان کے بچے ابتداءً کیڑے کی شکل کے ہوتے ہین، اسکے بعد اعضا بنتے ہین، پھر رنگ چڑھتا ہے، اور جان آجاتی ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ نر مکھیون مین کسی قسم کا مادۂ تولید نہین ہوتا اور نہ وہ شہد پیدا کرتی ہین، جب نر باہر نکل جاتے ہین، تو تمام مکھیان ایک ساتھ بھنبھناتی ہوئی ہوا مین نکل جاتی ہین، ؎غ کا قول ہے کہ چھتہ مین نر کی تعداد کم ہو تو بہتر ہے، شہد بنانے والی مکھیان قوی ہوتی ہین، اور یہ اپنے نر کو بعض وقت مار ڈالتی ہین، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مکھیون کی اعلیٰ قسم وہ ہے جو چھوٹی اور گول جسم کی ہو، رنگ مختلف ہو چھوٹی مکھیان بڑی سے زیادہ کام کرتی ہین، یہ گہرے سیاہ رنگ کی ہوتی ہین، انکا شہد چکنا اور نرم ہوتا ہے،

ان کے خانے برابر ہوتے ہین، جو مکھیان پہاڑ یا جنگل کے پھولون سے شہد چوستی ہین، وہ اگرچہ جسما چھوٹی ہوتی ہین، لیکن شہد زیادہ بناتی ہین، ان مین ایک لانبی مکھی ہوتی ہے، جو نر کے مشابہ ہوتی ہے، یہ کام بہت سست کرتی ہے، شہد کم بناتی ہے، اور خانے برابر نہین تیار کرتی ہے، جسطرح نر خراب خانے تیار کرتے ہین، اسی طرح لانبی مکھی بھی خانے خراب تیار کرتی ہے، ایک اور مکھی ہوتی ہے، جسکا پیٹ بڑا ہوتا ہے، یہ بھی بیکار عورتون کی طرح کچھ کام نہین کرتی ہے، پرانی مکھیان جن مین رُوان پیدا ہوجاتا ہے، اور بھدے بدن کی مکھیان بیکار ہوجاتی ہین، جوان مکھیان اُنکی بہ نسبت بچے زیادہ پیدا کرتی ہین اور شہد اچھا بناتی ہین، یہ ڈنک بھی زیادہ مارتی ہین، انکے ڈنک کا اثر کم ہوتا ہے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ ان کا گھر گرمی مین ٹھنڈی جگہ پر اور جاڑے مین گرم جگہ پر رکھین، خوشبودار صاف ستھری جگہ ان کے بہت موافق ہوتی ہے، انھین ایسی جگہ پر نہ رکھین، جہان دھوپ زیادہ ٹھہرتی ہو، بلکہ ایسی جگہ پر رکھین، جہان پر سبزی اور خوشبودار درخت زیادہ ہون، تاکہ ان سے شیرہ لے سکین، کیونکہ اسی شیرہ پر ان کی زندگی کا دار و مدار ہے، ان کے گھر کے قریب چکنے پتھر رکھدئے جائین جن مین دو گہری لکیرین ہون، اس پتھر پر بیٹھکر وہ عرق کو صاف کرتی ہین، گھر کے سامنے کبر، خریق، فستقین کے درخت نہ ہون، اگر ان سے وہ عرق چوسین تو جھاڑدین، ان کا شہد خراب ہوتا ہے، ان کے گھر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پتھر کی دیوار مین لکڑی کے طاق بنائین، اور ان پر ان کا چھتہ رکھدین، پتھر کے کنارون سے ان کے آنے جانے کا چھوٹا سا راستہ بھی رکھین، انکے گھر جنوبی یا مشرقی سمت مین بنائے جائین، بعض یہ کہتے ہین کہ شہد کی مکھیون کے گھر کے قریب صعتر، باقلا، کدو، خشخاش، ریحان بستانی، اور کلونجی کی کاشت کرین، بری امرود آس اور بادام وغیرہ بھی بوسکتے ہین، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مکھی صعتر سفید کو صعتر سرخ سے زیادہ پسند کرتی ہے، دیمقراطیس کا قول ہے کہ اسکے لئے سب سے بہتر پھول گلنار صعتر اور گلاب وغیرہ ہین، البتہ دفلی (کنیر) کے پھول سے جب عرق چوسین گی، فوراً مریض ہوجائین گی،

بعض کا قول ہے کہ ان کے چھتے دہان کے ڈنٹھل سے تیار کئے جاتے ہین، ان مکانات کو اوپر سے راکھ اور گوبر وغیرہ سے لیپ دیتے ہین، بعض لوگ ان کا گھر راسین کی پوست سے تیار کرتے ہین، بعض نرم شاخون

کو جمع کرکے ایک ہاتھ کے برابر تیار کرتے ہین، اوپر اور نیچے دونون کو خوشبودار مٹی اور گوبر وغیرہ سے بند کرتے ہین، مٹھائی[1] کی شاخون سے پرہیز کرین، بعض لوگ اس کا گھر مربع اور بعض گول بناتے ہین، جسمین چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہین، یہ گھر جنوبی یا مشرقی سمت مین بنائے جائین تاکہ دھوپ کا اثر پہنچ سکے، سوراخ نیچے کی جانب گہرے ہون، تاکہ مکھیان جلد نکل سکین، اور موم کے ذرات ان کی آمد و رفت سے نہ گر سکین، کیونکہ موم کے ذرات مکھیون کو تکلیف پہنچاتے ہین، ان سے کیڑے وغیرہ پیدا ہوجاتے ہین، ان سوراخون مین کبھی شہد گرجائے تو اسکو پانی سے دھودینا چاہئے،

بعض لوگ مکان تین بالشت کا بناتے ہین، راسین کی پتلی شاخین پوست الگ کرکے لیتے ہین، گھر کی چوڑائی مناسب اندازے رکھتے ہین، لکڑی کی زیخ سے ان کو جوڑتے ہین، اور وسط مین ایک انگل کے برابر دو موٹی شاخون پر اسکو کھڑا کرتے ہین، تاکہ یہ مکان ٹھہر سکے، یہ گھر مستدیر شکل کا ہوتا ہے، اس کو اوپر سے اچھی طرح ڈھک دین، اور نیچے چھوٹے سوراخ بنادین جن سے مکھیان داخل ہوسکین، منافذ کو خوشبودار اور لیسدار مٹی سے بند کردین، اس مین تازہ گوبر بھی ملادین، بعض لوگ پتھر کی چٹان پر ایک چھوٹا سا مچان بناتے ہین، اور اس پر یہ گھر رکھ دیتے ہین، اور پتھر ہی سے ڈھک دیتے ہین، اس پتھر کو دوسرے پتھر پر کھڑا کر دیتے ہین، زمین کے متصل گھر بنانے سے یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے، بعض لوگ اس سے زیادہ لانبا گھر بناتے ہین، اور اسکو اوپر سے ڈھک کر زمین پر رکھدیتے ہین ایک طرف کا حصہ ذرا مرتفع رکھتے ہین، جو حصہ نیچے رہتا ہے اس سے مکھیان داخل ہوتی ہین،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مکھی جب کسی صاف جگہ مین چھتہ بنائے گی، تو اولاً موم کے خانے تیار کرے گی، یہ موم پھول اور درختون سے لاتی ہے، عام طور پر مختلف درختون کے پھول کی رطوبت اور لزوجت چوس کر لاتی ہے، پہلے گھر مین یہ موم پھیلادیتی ہے، پھر خانے تیار کرتی ہے، پھر وہ اپنے خانے کے قریب ہی شاہ کے خانے بناتی ہے، جو بڑے ہوتے ہین، اسکے بعد نر مکھیون کے خانے بناتی ہے، جو اور دوسرے خانون سے کشادہ ہوتے ہین، ابتداً وہ اپنے مکان مین چھت بنانا شروع کرتی

[1] فارسی مین کرم دانہ اور دکنی زبان مین سبندوری کہتے ہین،

آمد و رفت کے سوراخون کے پاس ایک قسم کا موم پھیلا دیتی ہے، یہ موم تو نہین ہوتا، مگر موم کا میل ہوتا ہے، اسمین بدبو ہوتی ہے، اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، یہ موم کوڑے وغیرہ کی مار یا معمولی زخمون کے لئے مفید ہوتا ہے، مکھیان بعض خانے شہد سے بھرتی ہین، اور بعض بچون سے بھرتی ہین، اور بعض کو نر مکھیان پر کرتی ہین، مکھی شہد کے خانے مین شہد صاف کرنے کو بیٹھتی ہے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو شہد خراب ہو جاتا ہے، اور شہد مین ایک خاص قسم کی مکڑی پیدا ہو جاتی ہے، اگر مکھی ایک مکڑی کو نکال سکی تو شہد خرابی سے بچ جائے گا، ورنہ مکھی ہلاک ہو جائیگی،

مکھیان جس طرح موم لاتی ہین، اس طرح شہد نہین لاتی ہین، اگر ایسا کرین تو شہد گھل جائے، اور ان کی سعی لاحاصل ہو جائے، بلکہ یہ منہ سے رس چوس کر پیٹ مین جمع کرتی ہین، اور گھر پر رفتہ رفتہ شہد نکالتی ہین، پرون مین جو چیز اٹھاتی ہے، وہ موم نہین ہوتا، بلکہ موم کا سفل ہوتا ہے، جو انجیر کی طرح میٹھا ہوتا ہے، یہ انکی غذا ہوتی ہے، جب خانے تیار ہو جاتے ہین، تو بچہ دینے لگتی ہے، یہ عجیب بات ہے کہ یہ بچے اور شہد دونون ایک ساتھ دیتی ہے، جب گھر کے اندر بچے کی آواز سنائی دے تو یہی ان کے اڑنے کا وقت ہے، یا اڑنے سے دو تین دن قبل ہوتا ہے، بعض مکھیان چھتہ سے باہر نکل آتی ہین، جب سب مکھیان باہر نکل آتی ہین، تو ہر جھنڈ اپنے شاہ کے ساتھ متفرق جگہ اڑ جاتا ہے، جب کبھی شاہ انکو پیچھے چھوڑ دیتا ہے، تو یہ سب ملکر اسکو مار ڈالتی ہین،

ط وغیرہ کا قول ہے مکھیان شہد کھاتی ہین، لیکن اصل یہ ہے کہ یہ اس شہد کو کھاتی ہین، جو نر مکھیان بناتی ہین، یہ انجیر کی طرح میٹھا ہوتا ہے، مکھیان شیرین اور خوشبودار چیزون پر گرتی ہین، اور بدبودار چیزون پر کبھی نہین گرتی ہین، یہ میٹھی اور مرطوب چیزون کے علاوہ دوسری چیز نہین کھاتین، تمام خراب اور پلید جگہون سے ان کو نفرت ہے، یہ گوشت، خون، چربی، یا کسی اور جانور پر کبھی نہین گرتی ہین، یہ کھیت وغیرہ کو بھی نقصان نہین پہنچاتی ہین،

شہد کی مکھی تمام حیوانات سے زیادہ صاف اور پاکیزہ جانور ہے، اسکی پیٹ مین تھوڑی عفونت ہوتی ہے، اسلئے وہ اڑتے وقت اوسکو گرا دیتی ہے، اور اپنے گھر مین کوئی بدبودار چیز نہین رکھتی، اگر کوئی مکھی

چھتہ مین مر جائے، تو اس کو باہر پھینک دیتی ہے، اور اگر کوئی دوسرا جانور ان کے گھر مین داخل ہونا چاہتا ہے تو سب ملکر ٹوٹ پڑتی ہین، اور اس کو مار ڈالتی ہین، یہ جب کسی جانور کو ڈنک مارتی ہے، تو اس کا ڈنک ٹوٹ جاتا ہے، اور یہ فوراً مر جاتی ہے، اس حالت مین اگر وہ اپنے گھر مین جائے گی، تو تمام مکھیان اسکو مار ڈالین گی، یہ مکھیان تو انسانون کو بھگا دیتی ہین، جیسا کہ ایک گاؤن کا قصہ مشہور ہے، کہ گاؤن والون نے شہد کی مکھیون کے چھتے لگائے تھے، کردون نے ان پر حملہ کیا، اور لوٹنا چاہا، گاؤن کے لوگون نے انکے چھتے پھینک دئے، یہ مکھیان اڑین گھوڑون سے چمٹ گئین،

مکھیون کا اپنا گھر بہت مالوف ہوتا ہے، اس لئے اگر چھتہ کے اندر بستانی ریحان کی پتیون کا شیرہ لپیٹ دین تو یہ جگہ اور زیادہ مالوف ہو جائیگی، ریحان بری اس کے برعکس اس سے وہ نفرت کرتی ہین،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ مکھیان سرما مین جب بھوکی ہون، تو ان کو منقی یا حلوہ وغیرہ کھلائین، یا منقی کو صعتر مین لپیٹ کر چھتہ کے اندر رکھ دین،

شہد کی مکھیون کے دشمن طیور وغیرہ مین بہت ہین، اس کو بعض امراض بھی لاحق ہوتے ہین جنکا علاج بھی کیا جاتا ہے، ارسطاطالیس کا قول ہے کہ ابابیل، ٹنکرا، اور چمگادڑ، یہ سب مکھیون کے جانی دشمن ہین، چھوٹے حیوانات مین بھڑ، مینڈک وغیرہ بھی بہت ستاتے ہین، مینڈک ان کو کھا جاتے ہین، اور ابابیل جو گھر کے قریب ہوتی ہے وہ مکھیون اور بھڑ دونون کو کھا جاتی ہے، ایک ہانڈی مین گوشت رکھین جب بھڑین اسپر اکٹھا ہو جائین، تو ہانڈی کو چھپا دین، اور سب کو جلا ڈالین،

پھول مین جب کیڑے پڑ جاتے ہین، تو اس سے مکھیان بیمار پڑ جاتی ہین، موسم ربیع مین جب جنوبی ہوا چلتی ہے، تو قحط بھی ہوتا ہے، اور پھولون مین کیڑے بھی پڑ جاتے ہین، اگر مکھیون مین یہ کیڑے منتقل ہو جائین، تو سیبال کی لکڑی کی دھونی دین، یا سیب کی شاخ کو گرم پانی مین یا خوشبودار شراب مین یا شیرۂ انگور مین تر کر کے چھتہ کے اندر ڈال دین، اس سے تمام کیڑے اور جوئین ہلاک ہو جائین گی، جس سال بارش کم ہوتی ہے، اس سال ان مین بیماری زیادہ ہوتی ہے، مکان کی تنگی سے بھی یہ بیمار پڑتی ہین، انکے لئے وسیع مکان بنانا چاہئے،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ ایک خاص بیماری یہ پیدا ہوتی ہے، کہ گھر مین چھوٹے چھوٹے کیڑے پیدا ہوتے ہین، جو مکڑی کی شکل کے ہوتے ہین، یہ موم کو خراب کر دیتے ہین اور مکھیون کو بیمار کر دیتے ہین ایک اور کیڑا ہوتا ہے، جو پروانہ کے ہمشکل ہوتا ہے، اس طرح کے کیڑے پیدا ہونے سے گھر مین غبار کی طرح کا سفوف نکلتا ہے، بعض وقت بدبو سے ہلاک ہو جاتی ہین، بعض مکھیان جب بیکار ہو جاتی ہین، تو ان مین بدبو پیدا ہوتی ہے، اور یہ پورے گھر کو خراب کر دیتی ہین،

ان امراض کیلئے بہتر علاج یہ ہے کہ تازہ گلنار کو شہد مین ملا کر چھتہ کے اندر ڈالدین، مکھیان جب ان پھولون سے رس چوسین گی، اچھی ہو جائین گی، اسی طرح بلوط کے آٹے مین شہد ملا کر ڈالین تو ان امراض کے لئے مفید ہو گا، مکھیان جب ایک دوسرے کو تنگ کرتی ہین، تو یہ علامت اس امر کی ہے کہ وہ اب گھر کو چھوڑنا چاہتی ہین، اس کا علاج یہ ہے کہ گھر کے اندر میٹھی شراب ڈالدین، سرما کے گذرنے کے بعد چھتے مین کبوتر کی بیٹ یا گدھے کی خشک لید کی دھونی دین، اس سے تمام مکھیان نکل جائین گی،

کسنیوس کا قول ہے کہ ان کے مارنے کی ترکیب یہ ہے کہ نیچے کے خانون مین پانی ڈالدین، اور دوسرے دن کھول دین، یہ سب زمین پر پانی کے ساتھ گر جائین گے، اور اس پانی کو وہ نہ چھوڑین گی، اب اگر نر مکھیون یا شاہ کی تعداد زیادہ ہو، تو بعض کو مار ڈالو،

بعض علماے اندلس نے بچے دینے اور شہد جمع کرنے کا وقت، بچون کی پرورش اور گھر دن کے منتقل کرنے کا طریقہ لکھا ہے، ان متاخرین کا قول ہے کہ یہ مکھیان ربیع مین وسط فروری سے آخر مئی تک بچے دیتی ہین، سال کی سرسبزی اور شادابی کے لحاظ سے اس وقت مین تقدیم اور تاخیر ہوتی ہے، بچے جب چھوٹے ہوتے ہین، تو خانون کے سامنے چمٹے رہتے ہین اسکے بعد باہر نکلتے ہین، جب ان کی تعداد کم ہوتی ہے، تو فوراً گھر مین واپس آجاتے ہین، اور دوسرے بچون کا انتظار کرتے ہین، بچون کی تعداد جب کم رہتی ہے تو یہ چھتے کے اندر ہی رہتے ہین، اور اگر زیادہ ہوتی ہے، تو مکھیان ایک ایک کو اٹھا کر باہر لیجاتی ہین اور اس کے بعد اپنے سردار کے پاس جمع ہوتی ہین، یہ سب تاج یا صنوبر کے پھول کی شکل مین جمع ہوتی ہین، درخت وغیرہ مین سے جو چیز قریب نظر آئی، اسی پر اکٹھا ہو جاتی ہین، جب کوئی چیز نہ ہو گی، تو زمین پر اکٹھا ہون گی،

جب یہ زمین پر بیٹھین، تو شام کو ان کے سردار کو پکڑ کر رکھ لین، اور بقیہ مکھیون کو کسی ظرف مین بند کر کے رکھ دین پھر سب کو مصنوعی گھر مین داخل کر کے بند کر دین، اگر بچہ ٹنے کے وقت یہ اڑ جائین، تو پھر یکجا ہونے کا انتظار کرین، اور اگر بعض پکڑا جائین، اور بعض نہ پکڑی جا سکین، تو پکڑی ہوئی مکھیون کو سامنے لٹکا دین، تاکہ وہ دوبارہ جمع ہو سکین، یہ اپنے سردار کی متبع ہوتی ہین، جہان یہ بیٹھے گا، یہ سب جمع ہون گی، اگر تم کو کچھ اندیشہ ہو کہ یہ بھاگ جائین گے، تو مکان کو مٹی وغیرہ سے خوب بند کر دو تاکہ کہین سے نکلنے کی جگہ نہ رہے، دوسرے دن منہ کھولدو، اب یہ اس گھر سے مانوس ہو جائین گے، ان بچون مین جو سردار ہو ان کو پہچاننے کی جلد کوشش کرین، دو تین دن کے بعد سردار نمایان معلوم ہو گا، گھر مین جو موم وغیرہ جمع ہو، اسکو پہلے سے صاف کر لین اسکے بعد منہ ڈھک دین اور چارون طرف مٹی لگا دین، چھوٹے چھوٹے سوراخ نیچے کی جانب بنا دین تاکہ آمد و رفت رکھ سکین اس کے ماہرین اسی طرح عمل کرتے ہین،

خاتمہ:- اس مؤلف کے لئے کون ہے جو ایسا مخرج تلاش کرے ایسا مسلک اختیار کرے، جس سے اس کی بھلائیان نمایان ہون، اور برائیان چھپ جائین کون ہے جو غضب آلود نگاہون کی بجائے نگاہ لطف و کرم سے پردہ پوشی کرے، وانا استغفر اللہ من الخطاء والزلل واسئلہ المغفرۃ والرحمۃ والتوفیق لصالح القول والعمل لا رب غیرہ ولا معبود سواہ وھو حسبنا ونعم الوکیل رحمھم اللہ وایانا اجمعین والسلام علی من اتبع الھدیٰ:-

خاکسار مترجم
سید ہاشم ندوی،
۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ روز دوشنبہ،
انگوری باغ ریاست رام پور،